طلسم هفت پیکر

جلد سوم

۲۳

طلسم هفت پیکر جلد سیم

no 2

Vol.

III

of
from
even
It not
tions
lasting
modern
of inte
convict
calls f
mation

Sanc

DIV

The en
sponsibili
'the beaut
the lifelo
wife', de
states th
must be
atmosph
tion of p
It co
urges t
the dire
rejoice
Christi
India
letter
found
India,
grow
no less
order'.

P

'A p
fying

Y

S

طلسم ہفت پیکر

جلد سوم

نمبر ۲۴

24

TILISM
HAFT
PAIKAR
Vol.
III

nc
DIV
en
bili
aut
elo
le Y
h
eS
h

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدۂ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد سوم

مصنفۂ شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول ثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہر
جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہر جسکے لاحظہ ومعائنہ سے شائقان اصلی
حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہر اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ
جو سادے ہین انمین قصہ جات نظم ونثر اُردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہر اسی درجہ
اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق وقدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل
فروخت ہوتی ہین جلد اول - از حضرت نسیم دہلوی -
ایضاً - جلد دوم از منشی طوطا رام شایان
ایضاً - جلد سوم - از منشی طوطا رام شایان
ایضاً - جلد چہارم از منشی شادی لال -

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابو الفیض
فیضی فیاضی وزیر اکبر شاہ نے شہنشاہ اکبر کی
تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور
امرا و سلاطین کے دربار وںمین داستان گوؤن کے
حسن بیان سے تااین زمان یادگار زمانہ رہی -
چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ
اُردو مین ہوجائے لہٰذا مطبع منشی نولکشور مین
دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا ہی اور
اسکے نامون کی تفریح حسب ذیل ہر -

۱- نوشیروان نامہ جلد اول -
۲- " جلد دوم -
۳- کوچک باختر -
۴- بالا باختر -
۵- ایرج نامہ جلد اول -
۶- " جلد دوم -
۷- طلسم ہوش ربا جلد اول -
۸- " جلد دوم -
۹- " جلد سوم -
۱۰- " جلد چہارم -
۱۱- " جلد پنجم کا حصہ اول -
۱۲- " حصہ دوم -
۱۳- " جلد ششم -
۱۴- " جلد ہفتم -
۱۵- " بقیۂ طلسم ہوشربا جلد اول -
۱۶- " " جلد دوم -
۱۷- صندلی نامہ دفتر ششم -
۱۸- تورج نامہ دفتر ہفتم -
۱۹- طلسم نور افشان جلد اول و دوم و سوم
۲۰- لال نامہ جلد اول و دوم -

بمعونت صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نورسیدۂ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد سوم

مصنفہ شاعر نازک خیال نثار شیرین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا مالک ہر دو سرا بندہ نواز کارساز خاک کے پتلے کو یہ اختیار دیا کہ کیا
کیا نعمتین پائین کیا کیا دعوی کرتا ہی صرف موت سے ناچار ہوا ہر شی کو اپنا مطیع کیا
مرتبہ اپنا رفیع سمجھا کارسازی اُس خالق کی طریقۂ دنیا سے ظاہر ہی ہر ایک اہل معرفت
بخوبی ماہر ہی کہ اُس خالق نے خاک کے پتلے کو کیا کیا نعمتین مرحمت فرمائین سبحان اللہ
کوئی شاعر ہی علم عروض و قافیہ سے بخوبی ماہر ہی کیا کیا شعر کہتا ہی اپنے کمال مین خود
مغرور و متکبر رہتا ہی بقول شاعر خوش فکر نظم

ہر چہ خواہی و ہر کرا خواہی
جان کہ او را بماند اندکس
تو توانیش باز کردن خاک
گل بر آری ز گل بجلوہ گری
ہم بیاری و ہم بیارائی

گر بجان زندگیست حیوان را
رایگانش دہی بمور و مگس
خاک را آدمی توانی کرد
ہم بر آری نہ ہم فرو دیری
گوہر اندر صدف بہ بند کنی

تو توانی کہ بخشی از شاہی
زندگانی تو میدہی جان را
تو نگاری ز خاک صورت پاک
آدمی نیز خاک دانی کرد
سمن آری ز خاک صحرائی
پس بر آری د ارجمند کنی

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادسے حبیب

رب العزت اعنی جناب ختمی مرتبت

سبحان اللہ زہے مراتب و جاہ و خہے عطیۂ رب ذیجاہ کہ ایسا پیغمبر ہمکو عطا فرمایا جسنے اپنا علم ہدایت بلند کیا ملل و ادیان سابقہ باطل کیے کیا کیا شرف بعنایت رب اکبر حاصل کیے ایسا حبیب رب العزت کہ جسکو پروردگار نے اپنا معشوق گردانا ایک صاحب معرفت کیا خوب کہتا ہی اُس صاحب معرفت کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہوا صاحب معرفت کی چندے خدمت کی ایک دن خدمتگار نے صاحب معرفت سے کہا میرے واسطے خدا سے دعا کیجیے صاحب معرفت نے ہنس کر کہا کہ خدا سے بوسیلۂ حبیب خدا دعا کرنا چاہیے اشرف انبیا کا گھر پر خدا کے قبضہ ہی تو اسے عاشق پروردگار نا معشوق کردگار تو اسے نے مرتبۂ عشق کو تمام کیا معشوق پر مرتبۂ شفاعت کا اختتام ہوا نظم

ذات او خلق را کلید نجات	ہم حیات جہان ہم آب حیات	اوست جانی کہ قالبش بیقین
جان روح القدس روح امین	ختم پیغمبران دیار خدائے	گمرہان را بصدق راہنمائے
بہدایت دلیل بیدینان	بشفاعت پناہ مسکینان	در جہان گیری از زبر تا زیر
ہم زبانش درشت ہم شمشیر	بر سریر فلک بحجت میر	لاے لولاک در باش صریر

منقبت حیدر کرار وصی بلا فصل احمد مختار

ایسے نبی کو خدا نے کیسا وصی مطلق عطا فرمایا صاحب جود وسخا جری و بہادر و یکتا دست زبردست کبریا شوہر صدیقۂ کبرا والد سبطین برادر رسول الثقلین قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور جناب حیدر صفدر کہ جنکا مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہی خارستان دنیا اُنکے فیض قدوم سے رشک گلستان ہوگیا بیر العلم مین کود پڑے تین دن برابر جنون سے لڑے یوسف اشرف انبیا تیسرے دن چاہ سے پانی لیکر نکلے بقول شاعر نظم

بعد احمد شرع کی مسند ہی جاے مرتضیٰ	انتہاے مصطفےٰ ہی ابتداے مرتضیٰ
مسند شاہی سے بہتر بوریاے مرتضیٰ	بادشاہ ہفت کشور ہی گداے مرتضیٰ
گلشن ایجاد ہی دار القضاے مرتضیٰ	ہل نہین سکتا ہی پتا بے رضاے مرتضیٰ

نور ایمان سے منور دونون آنکھین ہین مری
راہ حق مین اول منزل پڑا حضرت کا پاؤن
مد بسم اللہ کیون عنوان ہر مصحف نہ ہو
روشنی آنکھونمین قوت بازونمین سر مین عقل
کشتی سائل ہی لبریز گہر مثل صدف
ہو اگر تکلیف کی صورت نہ گھبرا ای امیر

ایک جاے مصطفےٰ ہی ایک جاے مرتضیٰ
بطن مادر سے خدا کے گھر مین آئے مرتضیٰ
ہی یہ محراب درِ دولتسراے مرتضیٰ
تن مین جان دلمین سویداے ولاے مرتضیٰ
جس جگہ ہی موج زن بحر سخاے مرتضیٰ
دیکھنا ہی دیدۂ عین عطاے مرتضیٰ

ان بزرگون کی صفت و ثنا کرنا حد سے اپنی گذرنا ہی ایک روایت حقیر کو یاد آئی جبکہ جناب اشرف انبیا بطلب ربِ دوسرا سمت معراج تشریف لے چلے اور آسمان اول پہ بعد کرو فر پہونچے نظم قمر

اس طرح اب زبان قلم ہی گہر فشان
پُربار دیکھے اونٹ کہ اک سمت ہین روان
معلوم حال ہوئے یہ دل مین امید ہی

معراج کو گئے جو شہنشاہِ دو جہان
فرمایا جبرئیل سے مجھپر کرو عیان
یہ کس طرف کو جاتے ہین کیا انمین بھید ہی

جبرئیل نے رسول جلیل سے عرض کی کہ یا حضرت مین نہین جانتا کہ ان اونٹون پر کیا بار ہی جو جانتا ہون وہ ظاہر کیے دیتا ہون فرد جب سے خدا کے حکم سے پیدا ہوا ہون مین + اونٹون کی یہ قطار یون ہی دیکھتا ہون مین + جبرئیل کو حکم ربّ العزت ہوا کہ اے جبرئیل ایک اونٹ کو قطار سے الگ کر کے اُسکو کھولو جو ایک مین ہی وہی سب مین بھرا ہوا ہی حال کھل جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا جبرئیلؑ نے ایک شتر قطار سے الگ کیا بار کھولکر پیغمبر کو ملاحظہ کرایا دیکھا کتابین بھری ہوئی ہین اُن کتابون کو جو کھولا ملاحظہ فرمایا نظم قمر احوال علم و فضل شہِ قلعہ گیر ہی + بالکل ثنا و مدح جناب امیر ہی + حکم ہوا کہ ای حبیب میرے تا روز قیامت یہ قطار یون ہی جاری رہیگی فضائل جناب حیدر کرار کون تحریر کر سکتا ہی مرتبہ علی کا اعلےٰ ہی پروردگار عالم خود اُنکی مدح کرتا ہی حدیث شریف ہی کہ ذکر علیؑ ابن ابیطالب عبادت ہی بہر نوع عنان سمند قلم پھیرتا ہون اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتا ہون

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شروع جلد سوم اول ذکر جہانگیر والا تدبیر

که جلد اول مین ذکر کیا تھا کہ شاہزادہ سفاک تیرہ درون کو مار کر مع
ماہ رخسار ساحرہ سفر مین ہین ہامان صحرا نورد پہلوان اٹالہ بارگاہ
جہانگیر کا لیکر چلا ہی باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
ترے نام سے مین تو بدنام ہون
کہ ہی جائے عبرت یہ دنیائے دون
کہ ہو دور آخر یہ رنج و ملال
کبھی برق لامع کی چشمک ہوئی
کہ آئینہ سان صاف حیران کیا
قسم مجکو مجنون دل ریش کی
تو لیلی کو اک طرفہ سودا ہوا
نہ لیلی کو پایا تو پھر تھم گیا
وہ عارض جو تھے گل ہوے زرد رنگ
نہ محروم ہون بلکہ موصول ہون
تو حیران تھے سب ہی یہ کیسر جاؤ
چمن مین بھی آرام پاتا نہین
اڑا صاف حیرت سے رنگ چمن
اُسے رنج فرقت سے سودا ہوا
کھلے ایک دن زندگی مین نصیب
لکھون داستان جلالت نشان

کہ دلمین ہمارے جگہ پائے عیش
بس ای ساقی مہروش مہ لقا
ترے دور مین آہ محروم ہون
کہ اُٹھا ہی ابر سیہ جا بجا
پئے چشم مینا یہ عینک ہوئی
تری زلف پیچان کی مجکو قسم
کہ لیلی کو کیا کیا نہ کاہش ہوئی
ادھر قیس مجنون دخستہ خراب
مٹا عیش محزون وپر غم گیا
مرے ساقی مہربان جلد آ
کہ باغ جہان مین نیا پھول ہون
کھلا حال اک عاشق زار ہی
فلک رنگ وصلت جماتا نہین
یہی وقت ہی آکے کر دلبری
مجھے خواہش وصل ہی یہ ملا
ترے وصل کی آرزو دلمین ہی
کہ ہوتا ہی پھر طبع کا امتحان

ترا دور ہی اور مین ناکام ہون
پلا جام صہبائے لطف و عطا
پلا آج جام شراب وصال
دکھاتی ہی کیا لطف کالی گھٹا
ترے ہجر نے مجکو بیجان کیا
ترے روے تابان کی مجکو قسم
نہ پایا مگر نجد مین جب پتا
گیا در پہ لیلی کے روتا شتاب
ہوا نجد مین جاکے صحرا نورد
مجھے جام وصل صنم پھر پلا
کیا بلبلون نے جو آکر جماؤ
کہ وہ زیست سے اپنی بیزار ہی
ہوئین بلبلین دیکھ کر نعرہ زن
کہ ہو قیس مجنون سے بھی ہمسری
یہی آرزو ہی کہ میرے حبیب
پہ لیلی ہمیشہ سے محمل مین ہی

چہرۂ فتاحان قلعۂ شوکت

ولیاقت و نیرنگ سازان میدان شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین شعر مصنف فصاحت شعاران فرخندہ پی + نگارندہ مضمون مینا و می + جلد اول مین تحریر کیا تھا کہ شاہزادۂ جہانگیر مع ماہ رخسار ساحرہ عازم سفر ہین ہامان صحرا نورد پہلوان اٹالہ بارگاہ جہانگیر کا لیکر چلا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا ماہ رخسار ابر سے اُتری بارگاہ جہانگیر استادہ ہو رہی ہی ماہ رخسار گلچینی گلشن جمال جہانگیر مین مصروف ہی چابک بارگاہ استادہ کر رہا ہی کہ ایک جھونکا ہوائے گرم کا چلا کہ اہل لشکر کے مُنھ جھک گئے فریاد والامان کی صدا بلند ہوئی ماہ رخسار نے جو دیکھا کہ ہوا گرم چل رہی ہی ایک ہار بیلے کا گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینکا وہ ہار جا کر آسمان پر ٹوٹا ابر پھول برسنے لگے غنچے چٹکے درختون مین پھول ظاہر ہوئے پتے سبز شاخین پُر خم خنجر برہنہ معلوم ہوتی ہین عندلیبان خوشنوا نے پہلوے گُل مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دو سر کی چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ

آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان
پتھر کی چوٹ ہی مجھے گُل برگ تر کی چوٹ

درد اسکو ہوگا سُنکے مری آہِ دردناک
جس دل نے کھائی ہووےگی ترچھی نظر کی چوٹ

مشتاق دردِ عشق جگر بھی ہی دل بھی ہی
کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ

ای آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہی ہمنے بھی شمس و قمر کی چوٹ

بد بین کو اپنی بزم مین کافر جگہ نہ دے
پتھر کو کاٹتی ہی یہ کافر نظر کی چوٹ

ہوتا ہی آہِ سرد سے یون اپنے دلمین درد
پُروا ہوا مین دُکھتی ہی جیسے بشر کی چوٹ

مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہی
دنیا قمار خانہ ہی چلتی ہی زر کی چوٹ

بدتر نہین ہی غم غمِ فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ

صدمہ فراق کا نہ ہو مشتاق وصل کو
اسکے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ

سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین
آتش بجھا ہی دیتی ہی انسان کو سر کی چوٹ

صحرا سارا یا تو خشک پڑا تھا یا سحر سے ماہ رخسار کے سرسبز و شاداب ہوا ہر پھول بیتاب ہوا یکایک اُسی جوش بہار مین پھولون نے آنکھین نکالین غنچے چٹکنے لگے جوانان

چمن اکڑے شاخون نے رعنائی دکھائی نرگس شہلا کی نگاہ سے جو نگاہ ماہ رخسار کی ملی بیقرار ہو کر طرف نرگس شہلا کے دوڑی آکر درخت سے لپٹ گئی عارض اپنا پھول پر ملنے لگی ماہ رخسار کے ساتھ جو کنیزین ہین اُن سب نے آکر گھیرا کہتی تھین کہ واری یہ کیا حرکت خلاف ہی ماہ رخسار کہتی تھی کہ میرے پاس سے ہٹو مجھے نرگس شہلا سے آنکھین ملانے دو یہ کہتے ہی تھرائی غش کھا کے گری بیہوش ہو گئی کنیزین ماہ رخسار کو گھیرے ہین اور چاہتی ہین کہ ہوشیار کرین ماہ رخسار ہوشیار نہین ہوتی جب ماہ رخسار کا یہ حال ہوا اب لشکر والے بھی گر گر بیہوش ہونے لگے جہانگیر ایک جانب دوڑے چالاک پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای شہریار خیر تو ہی آپ کہان جاتے ہین جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا دوڑ کر اُس صحرا سے نکل گئے چالاک نے دور سے دیکھا وسط جنگل مین ایک باغ بنا ہی اُسکے دروازے پر کئی سحر کنیزین جوان جوان گلعذار ماہ رخسار آپس مین چہلین کر رہی ہین چالاک ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگا جہانگیر کی آنکھین اُبلی ہوئین چہرہ سُرخ کف مُنہ سے جاری تیغ کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر کنیزون کے سامنے اس حال سے پہونچے اُن سب کی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی اشارون سے بُلانے لگین ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ اُسنے کہا کہ ہمارے سحر کی ملکہ کو خبر کرو کہ ہمارے سحر کو ملاحظہ فرمائیے ایک خواص اندر باغ کے گئی واضح ہو کہ ملکہ رنگین قمر طلعت اس حوالی کی حاکم ہی کنیزین اُسکی دروازے پر باغ کے حاضر تھین کنیزون نے جو لشکر کا ہنگامہ دیکھا جوانی کے جوش مین سحر کیا کہ ماہ رخسار وغیرہ کا یہ حال ہوا پھر کنیزون نے پُکار کر آواز دی مالک جو اس لشکر کا ہی وہ ہمارے سامنے آئے اب جہانگیر والا تدبیر جو سامنے پہونچے ایک ایک نے پسند کیا نگروہ جو دوڑی ہوئی گئی تھی اُسنے جا کر ملکہ رنگین سے اطلاع کی کہ ای ملکۂ عالم ہم ہما دروازے پر باغ کے کھڑے تھے ایک لشکر آکر اُترا آپ کی لونڈیون نے سحر کیا جھونکا ہوا گرم کا چلا اُس لشکر مین کوئی ساحرہ تھی اُسنے ہمارے سحر کو مٹایا ہمکو عجائب و غرائب دکھایا آپ کی کنیزون نے رنگ مین اُسی سحر کے اپنا رنگ جمایا افسر اُس لشکر کا بیقرار ہو

مبہوت قریب باغ ٹہل رہا ہی اگر حکم دیجیے اُسے باغ مین بُلائین رنگین نے ہنس کر کہا
کہ او شفتلو کسی کو ستانے سے کیا فائدہ آخر وہ شخص کون ہی کنیزون نے کہا کہ اب تو
لونڈیون نے یہ شعبدہ کیا رنگین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی طرف دروازۂ
باغ کے چلی در باغ کے پٹ پر ہاتھ رکھ کے کھڑی ہوئی جہانگیر درختون کی آڑ سے
تنتے ہوے سامنے آئے جمال جہان آرائے جہانگیر پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شیر بیشۂ
جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہی چہرہ آفتاب عالمتاب یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ حال
ولادت باسعادت اس شیر کا یون ظاہر کر چکا ہون کہ ریحانہ پری دختر فغفور چینی
کہ مالک طلسم گلشن سلیمانی تھی بموجب تحریر دفتر طہران لقا بھاگ کر قاف مین پہونچا
وہان عجائب و غرائب زیادہ تھے نیرم سوسن پرست وہان کا حاکم نہایت جری و
بہادر تھا جب عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہونچے نیرم نے قلعے سے نکل کے
عادی کو زخمی کیا بارگاہ کو چھین لیا صاحبقران عالیشان یہ خبر سُنکر آئے ہاتھ سے
نیرم کے زخمی ہوے زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا ایک بیشے مین لیجا کر مرکب نے
صاحبقران کو پشت سے اپنی گرایا قضاے کار ریحانہ پری واسطے شکار کے اُس
صحرا مین آئین صاحبقران زمان کو عاشق ہو کر اُٹھا لے گئین فغفور چینی کی مدد
سے صاحبقران نے اُس طلسم کو فتح کیا اُسی ریحانہ پری کے بطن سے شاہزادہ
جہانگیر پیدا ہوتے ہین اور بطن سے وزیرزادی کے کہ گلرنگ پری اُسکا نام ہی
اُسکے بطن سے چابک پیدا ہوا چابک چھپا ہوا دیکھ رہا ہی جمال جہانگیر کا کیا کہنا
بطن پریزاد صلب صاحبقران زمان رنگین قمر طلعت کی جو نگاہ جمال بیمثال
جہانگیر پر پڑی مثل بید کانپی پسینے پسینے ہو گئی آخر صبر نہ ہو سکا تھرا کر گری بیہوش ہو گئی
کنیزون نے جو ملکہ کا یہ حال دیکھا گرد آگئین گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا ملکہ نے
آنکھ کھولی کہا کہ اس جوان کو آنے دو تم کمبختون کے سحر مین دیوانہ وار و وحشی مثال
پھر رہا ہی ایسا نہ ہو کہ کسی نالے کھولے مین گر پڑے دشمنون کی جان جائے کنیزون نے
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس طرف آئیے جہانگیر تو رشتۂ خام سحر مین پھنسے ہی ہین

دوڑ کر اسی جانب آئے جب دروازے پر باغ کے پہونچے تب کنیزون نے سحر اُتارا جہانگیر نے ہوش مین آکر اپنے کو در باغ پر پایا سامنے ایک نازنین مہ جبین صر تمکین کو دیکھا نظم

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتین مرادون کے دن
جبین مطلع صبح ایجاد حُسن
بھنوین دست بازوے جلاد حُسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین
قیامت نہان گوشۂ چشم مین

سراپا درست نازنین چالاک وچست بہ نگاہ غور جہانگیر کو دیکھ رہی ہی جہانگیر کی جو ہوش مین آکر نگاہ پڑی مثل بید کانپنے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا لہرا کر گرے بیہوش ہو گئے عارض جو غبار آلود ہوے رنگین سے ضبط نہ ہو سکا آہ کر کے بیٹھ گئی سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے بہنے لگے بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا جہانگیر نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پر پہونچا پایا گھبرا کر اُٹھ بیٹھے کنیزین کچھ منتشر ہین کچھ گرد کھڑی ہین چابک نے جو کنیزون کو منتشر پایا ایک کنیز کی شکل بنکر تیار ہوا مجمع مین آکر ملا جہانگیر کا ہاتھ تھام لیا ملکہ رنگین کو اشارہ کیا کہ بارہ دری مین چلیے در باغ پر کھڑے رہنا باعث ننگ ہی ملکہ سر جھکا کے اُٹھین جہانگیر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا خرامان خرامان باغ کی سیر دیکھتے ہوے چلے دیکھا کہ باغ پر جوش بہار ہی خوش و محظوظ ہر گلنار ہی آتے آتے بارہ دری مین پہونچے اور آکر دونون مسند پر بیٹھے کنیزون نے جام و صراحی حاضر کیا چابک کہ بشکل لالہ رو بنا ہی سامنے آکر بیٹھا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملکۂ عالم لشکر شاہزادے کا اسیطرح حیران و پریشان ہی اُنکو تو صحت دیجیے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لشکر جہانگیر سے سحر اُتارا ماہ رخسارہ اپنے مقام سے اُٹھی کہتی تھی کہ میرا کیا حال تھا کنیزون نے عرض کی کہ حضور یکایک گھبرا کر زیر شجر نرگس آگرین سارا لشکر بیہوش ہو گیا آپ کے ہوشیار ہوتے ہی ابھی سب کو ہوش آیا وہ سب حیران ہو رہے ہین کہ یہ کیا باعث تھا کہ پہلے ہواے گرم چلی پھر سامان موسم بہار ہوا جوش بہار کو دیکھ کر سب بیہوش ہوے

تمام لشکر مین تلاش کیا چابک و جہانگیر کو نہ پایا ماہ رخسار نے سوچ کر کہا کہ یہ کسی کے سحر کا باعث تھا کسی نے ہم لوگون پر امتحان کیا شاہزادے کو کھینچ لیا نہین معلوم شاہزادہ کہان گیا شاگردان چابک نے کہا کہ ہم برائے تلاش جائین ماہ رخسار نے کہا کہ یہ مقدمہ سحر ہی تم لوگ جا کر کیا کروگے مین تلاش کو اُس گوہر بے بہاے صاحبقرانی کی نکلتی ہون اگر پا گئی تو فبہا نہ پایا تو جان دونگی یا تلاش کرونگی یہ کہکے طاؤس پہ سوار ہوئی تلاش مین جہانگیر کی چلی لشکر اُسی صحرا مین فروکش ہی وہان جب چابک نے دیکھا کہ دونون عاشق و معشوق مسند پہ بیٹھے بایان کھینچا ملکہ رنگین نے کہا کہ ای لالہ رو آج تمھارا گانے کا ارادہ ہی کہا واری شب کو مین نے خواب دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تشریف لائے مجکو کمال علم موسیقی عطا فرمایا مین اُسکا امتحان کرونگی کہ مجکو کمال آیا یا نہین ملکہ رنگین نے کہا کہ ای لالہ رو ہم بھی سُنین خداوند ہفت پیکر نے تمکو کیا عنایت فرمایا چابک نے بایان بجاکے یہ غزل گائی نظم

پیچ و خم مین گیسوِ خمدار دونون ایک ہین — حُسن مین وہ چاند سے رخسار دونون ایک ہین
ابتو اوج چرخ و بام یار دونون ایک ہین — چاندنی اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین
وصل کی ہر دم اُلٹ پھیر ای تمنا دیکھنا — میر الجنت اور پہلوِ دلدار دونون ایک ہین
سچ ہی آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل تھین کیا واسطہ — غیر ہو یا ہم پس دیوار دونون ایک ہین
ایک دم کے دیکھنے پر میری استغنا نہ پوچھ — عمر جاوید اور ترا دیدار دونون ایک ہین
مُنھ اُدھر پھیرا اِدھر برہم ہوا اُسکا مزاج — میرا دل اور آپ کا رخسار دونون ایک ہین
باتون مین کیون تلخ و شیرین ذائقہ رکھتے ہین آپ — چوسنے مین تیرے لب ای یار دونون ایک ہین
مجکو دہنے کا اشارہ غیر کو بائین طرف — آپ کے فقرے یہ پہلودار دونون ایک ہین
غیر کیا ہم کیا ستمگر قتل کرنا چاہیے — جب اُٹھائی ہاتھ مین تلوار دونون ایک ہین
وصل کی شب کون سونے دیتا ہی مجکو صفیر — چشم شوق و طالع بیدار دونون ایک ہین

چابک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ تعریفین کرنے لگین کہا کہ ای لالہ رو تیری تو آواز نے چراغ روشن کر دیا قضائے کار ایک کنیز کج طینت نام یہ اختلاط دیکھکر

گھبرائی بیٹھے بیٹھے دل مین سوچی کہ اگر انکے ماں باپ کو خبر ہو گئی بیٹی کو تو کیا کہین گے ہم لوگون کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی لہذا مین جا کے اِنکے ماں باپ سے اطلاع کر دون کہ ایک مرد غیر ابھی آکر صحرا مین اُترا اُس کو اپنی صحبت مین بُلا لیا یہ دل مین سوچ رہی تھی حیران تھی کہ نہین معلوم اس جوان کا کیا نام ہی اور کس خاندان سے ہی کہ ملکہ رنگین نے مسکرا کر جہانگیر سے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی جہانگیر نے جواب دیا کہ مین فرزند صاحبقران ہون ماں میری پریزاد ملکہ ریحانہ پری مالک چہارم پردۂ قاف ہمارے عزیز طلسم ہفت پیکر مین قید ہین اُنکی رہائی کو ہم نکلے ہین جس طرح سے بنے گا طلسم ہفت پیکر کو فتح کرین گے ہم لوگون کے خوف سے ہفت پیکر بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین آیا ہی انشاء اللہ ایک طرف سے ہمارے والد آتے ہین سب فرزندون نے چہار طرف سے بلوہ کیا ہی کُل مقامات فتح کرتے ہوے آتے ہین یہ سُنکر رنگین قمر طلعت کو سناٹا آگیا سر جھکا کر کنیزون سے کہا کہ کل باوا جان کے پاس فرمان اسی صورت کا آیا تھا اب یقین ہی کہ وہ سامان لشکر کشی کرین اور جا کر امیر کو روکین یا طلسم کشا کے روکنے کو جائین کیا مجکو خرابی ہی کہ انکا میرے مکان مین رہنا کیسا باعث مشکل ہی والدہ ہمہ دان و ہمہ گیر ہین جس وقت دریافت کرین گے اُنکو سب حال معلوم ہو جائیگا کہ فرزند صاحبقران باغ مین ملکہ رنگین قمر طلعت کے ہین اگر اِنکو آکے میرے باغ سے گرفتار کر لے گئے دخل دیا تو مشکل ہی اور اگر نہ دخل دیا تو مشکل ہی خدا انجام بخیر کرے کج طینت خواص نے سب حال سُنا اور زیادہ رشک ہوا ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی کہ مین اپنی بیٹی کو دیکھنے جاتی ہون یہ کہ کے باہر نکلی ڈولی پر سوار ہو کے چلی بحرین ابر بار و مواج دریا شگاف ماں باپ رنگین قمر طلعت کے اپنے قصر مین بیٹھے ہین بحرین ابر بار فرمان ہفت پیکر سامنے زوجہ کے پڑھ رہا ہی مواج دریا شگاف کہتی ہی کہ ارے صاحب جسدن لشکر کشی کرینگے مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا سوراخ مور و مار مین چھپین گے کہ خواص آکے پہونچی بحرین و مواج نے پوچھا کہ صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی اُنکو یہان بُلا لاؤ کہ

ہم لشکر کشی کرین گے یا بادشاہ کو روکین یا صاحبقران پر جا پڑین یا طلسم کشائی نا بیر
کرین جو اسمین زیادہ کد و کوشش کریگا اُسی کا خداوند ہفت پیکر پر احسان ہوگا قدرت
قصر عجائب مین ہین کج طینت نے عرض کی کہ واری حال تو سُنیے آپکی صاحبزادی
نے غضب کیا جہانگیر فرزند صاحبقران کہ دربندون کو تسخیر کرتے ہوے چلے آتے
ہین فی الحال سفاک تیرہ درون کو مارا اُسکے قلعے پر قبضہ کیا اُنکا لشکر آکے
صحراے نیشکر مین اُترا تما کنیزین ہماری بی بی کی سب شوخ و شنگ سحر مین بے نظیر
ایسا سحر کیا کہ ہواے گرم چلی اُنکے لشکر مین کوئی ساحرہ ہی ماہ رخسار نامے اُسنے
رد سحر کیا کنیزون نے اُسی سحر مین اُسکو بھینبا یا سب اہل لشکر بیہوش ہوے جہانگیر اور
لشکر دیوانہ وار وحشی مثال طرف باغ کے آئے ملکۂ عالم اُنھین دیکھکر عاشق ہوئین اور
بیہوش ہوکے گرین اب اُنکو لیجاکر بارہ دری مین بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہورہا ہی ہم
لوگون نے سمجھایا آپ کے نام سے ڈرایا فرماتی ہین کہ کوئی کیا کریگا دیکھا جائیگا مین گھبراکر
دوڑی آئی کہ شیشۂ نام و ننگ شکست ہوتا ہی اور ہی بندوبست ہوتا ہی جلد سے چلیے
فرزند صاحبقران کو مار لیجیے سُنتی ہون کہ مسلمان کئی سال طلسم ظاہر مین لڑے
کوئی فرزند صاحبقران مارا نہین گیا یہ سُنکر بحرین کو جوش آیا مواج دریاشگاف
مارے غصے کے اُبلنے لگی کہتی تھی کہ صاحب بڑا ستم ہوا میری بھولی بچی کو نوجوان خواصون
نے آوارہ کیا مین چل کر سب کو سزا دونگی بحرین ابر بار و مواج دریاشگاف
دونون غصے مین اپنی اپنی جگہ سے اُٹھے مگر بحرین ابر بار نے کہا کہ صاحب ایک
بات تو سمجھو رنگین بھی تو سحر مین طاق حُسن مین شہرۂ آفاق ہی سب راز و نیاز اُسکو
بتا دیے کسی سحر مین وہ نہ رُکیگی پہلے یہ تدبیر کرلو کہ چلتے ہی اُسکو بیہوش کرین جہانگیر
کو پکڑ لین لشکر کی کیا حقیقت ہی جنکو کنیزون نے بیہوش کیا ہمارے سحر سے جل کے
خاک ہو جائین گے مواج دریاشگاف سوچکر بولی کہ میرے خزانے مین شیشۂ آب
دمیدۂ سحر سامری رکھا ہی اُس شیشے کو لیتے چلو اُسکا قطرہ پڑتے ہی بیہوش ہو جائیگی
زبان نہ ہلا سکیگی آخر مواج دریاشگاف نے خزانے سے شیشۂ آب دمیدۂ سحر سامری

نکالا اپنی جھولی مین رکھ لیا زن وشوہر اُڑتے ہوے چلے یہان یہ دونون بیٹھے ہوے ہین جہانگیر کو نشہ جو ہوا ملکہ رنگین کو گود مین بٹھا لیا صحبت ناؤ نوش بوس وکنار ہو رہا ہی لالہ رو بیغنے چا باب سامنے بیٹھا ہوا گار ہا ہی عاشق ومعشوق کو خوش کر رہا ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی رنگین نے سر اُٹھا کر مان باپ کو آتے ہوے دیکھا کہا کہ پیچھے شہریار غضب ہوا مان باپ آپہونچے اُنھون نے آپ کو دیکھ لیا اب مین آپ کو کہان چھپاؤن اُٹھ کر سحر کرتی ہون ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ اپنے مقام سے اُٹھون کہ مواج دریا شگاف نے آسمان سے نعرہ کیا کہ او شوخ دیدہ تو نے دشمن خداوند کو گھر مین جگہ دی دشمن خداوند سے بوس وکنار کر رہی ہی ابھی اگر قدرت چاہین آسمان کو تجھپر گرا دین زمین نگل جائے خبردار اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر شیشہ پھینک مارا قطرات آب جو سر پر ملکہ وجہانگیر کے پڑے دونون عاشق ومعشوق بیہوش ہوے کنیزین وغیرہ بھی بیہوش ہو ہو کر گرنے لگین لالہ رو نے فریاد کی کہ واری لونڈیان تباہ ہوتی ہین اب سحر نہ کیجیے مواج دریا شگاف نے ہاتھ روکا آسمان سے زن وشوہر اُترے ملکہ رنگین کی زبان مین سوزن دی جہانگیر کو ایک نخل سے باندھا کنیزون کو ہوشیار کیا مواج کوڑا لیکر کنیزون پر اُٹھی دو چار کو کوڑے مارے لالہ رو نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کا مطلب ہو گیا کئی سال گذرے مسلمانون کو لڑتے ہوے صدہا ساحر مارے گئے کوئی مسلمان قتل نہین ہوا آپ کے ہاتھ سے جہانگیر قتل ہوتے ہین تمام طلسم مین آپ کا نام ہو گا کہ فرزند حمزہ کو قتل کیا اب ان دونون کو ہوشیار نہ کیجیے عالم غشی مین قتل کیجیے ذرا میرا گانا تو سُنیے خداوند ہفت پیکر میرے خواب مین آئے علم موسیقی مجکو عطا کر گئے ذرا سماعت تو فرمائیے یہ کہ کے بایان کھینچا سید ھا سید ھا ٹھیکہ بجا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

برق طور وجلوۂ دلدار دونون ایک ہین	چشم حق بین سے جو ہو دیدار دونون ایک ہین
ہمدم وہ دم ہین دم دیدار دونون ایک ہین	رنگ کچھ ہی ہو یہ صورت وار دونون ایک ہین
ہو گیا قابو تو ہم تم یار دونون ایک ہین	اب کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین

کفر و دین کے رگڑے جھگڑے ہین تمھارے واسطے — ملگئے جب تم تو بے تکرار دونون ایک ہین
مدعا سنکر ذرا دل مین تامل کیجیے — میرا مطلب آپ کا انکار دونون ایک ہین
وان خیالونکا ہی جھگڑا یان خیالونکا جماؤ — فلسفی ہم وہ طبیعت دار دونون ایک ہین
کب تلون سے تمھارے ہی مجھے امید وصل — تم کرو انکار یا اقرار دونون ایک ہین
عاشقی مین جب انا لیلی کی نوبت آگئی — آئنہ ہو یا کہ روے یار دونون ایک ہین
تیر ابھرنا قاتلِ عالم ہی اد طفلِ حسین — باڑہ قد کی اور چھری کی دھار دونون ایک ہین
پھر کے ملنے کے لیے نادان زمانہ چاہیے — گردش بخت و نگاہِ یار دونون ایک ہین
قتل کرکے مجکو اپنے منھ کی رونق دیکھیے — آئنہ اور آپ کی تلوار دونون ایک ہین
ذرۂ خاکِ درِ جانان ہو یا ہم ناتوان — دب کے زیر سایۂ دیوار دونون ایک ہین
خم کی جانب دیکھتا ہی کیا تو مجکو دیکھکر — ظرف مین ای ساقیِ سرشار دونون ایک ہین
تیرے کوچے مین پریہ وجب بھسل کر گر پڑے — ہم ضعیف اور سایۂ دیوار دونون ایک ہین
اپنے مطلب سے کوئی غافل نہین ہرگز صفیر — عاشقون مین سادہ و پُرکار دونون ایک ہین

یہ غزل اس رنگ سے چابک نے گائی کہ مواج دریا شگاف تعریفین کرنے لگی چابک نے مواج دریاشگاف کی بلائین لین کہا کہ واری آج تو وہ خوشی ہی کہ جی چاہتا ہی خوب شراب پئین اور پسر حمزہ کو قتل کرین نشے مین بدمستون کے ہاتھ ایسے پڑین کہ بند سے بند جدا ہون دیکھنے والے کہین کہ قتل کیا کیا قیمہ بنا ڈالا بلکہ اگر حکم ہو تو پسر حمزہ کے کباب لگائین نشے مین کھائین کہ مزا ملے خدا وند ہفت پیکر دعائین دین بلکہ آپ کے نام طرۂ پیغمبری آئے جو دیکھے وہ نہال ہو جائے اگر حکم ہو تو شراب لاؤن اس طرح سے چابک نے بہ چرب زبانی کہا کہ مواج دریاشگاف ہنسنے لگی کہا کہ کیون لالہ رو تجکو قتل مسلمانان کی بڑی خوشی ہی کہا کہ واری ان لوگون نے ہزارون عزیز ہمارے قتل کیے ملک کے ملک ویران ہو گئے یہ قتل ہون طلسم کشارہ کا جائے ہفت پیکر پرست مہلت پائین ہم لوگ خوشیان کرین مسلمانون کو رنج ہو مواج دریاشگاف نے اشارے سے کہا کہ ای لالہ رو شراب لاؤ سب کنیزین لالہ رو کو دعائین دیتی ہین کہ لالہ رو کی

وجہ سے جان بچی ورنہ یہ زن وشوہر ہم سب کو قتل کرتے لالہ رو نے خوب اپنی جانب متوجہ کرلیا غرض زن وشوہر کا مٹا یا بیخانے مین چابک صبا رفتار نے آکر شراب کو خراب کیا یعنے بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا کنیزون سے کہا کہ اری شفتلو آؤ مالک کی خوشی سے خوشی ہی آج روز عید ہی بلکہ روز سعید ہی سب کنیزین بھی گرد آکے بیٹھین اب تو چابک نے گھنگرو پانون مین باندھے مواج دریا شگاف نے کہا کہ ای لالہ رو تو ناچنے سے ہمیشہ محروم رہی آج کیونکر ناچیگی چابک نے دست بستہ عرض کی کہ یہ کمال تو مجکو خداوند ہفت پیکر دے گئے ہین گانے کا تو امتحان ہوا ناچنے کا بھی امتحان ہوجائے کہ دل تسکین پائے یہ کہکے پیشواز پہنی زیور مواج سے لیکر کنیزون کو پہنادیا ملکہ رنگین قمر طلعت نے جو آنکھ کھولی مان باپ کو دیکھا کہ مسند پر بیٹھے ہین لالہ رو مسخرہ پن کر رہی ہی یقین کامل ہوا کہ ای رنگین تمھارے قتل کی تدبیر ہو رہی ہی لالہ رو بھی ہماری دشمن ہی جہانگیر کو ایک درخت مین بندھے دیکھا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے نظم

نقاب اُٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا ۔۔۔ پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے ۔۔۔ ہے کم سنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہے گالون پر ۔۔۔ عروج حُسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
سوال وصل تو بھیجا ہے پر یہ ہے تشویش ۔۔۔ پیامبر کو عنایت جواب کیا ہوگا
جو دوگے عارض سیمین کا اک ہمین بوسہ ۔۔۔ خسارہ ای صنم لاجواب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے چُنے وطن چھوٹا ۔۔۔ اب اور ای دلِ خانہ خراب کیا ہوگا
ذرا سے رنج کی ای بحرِ حُسن تاب نہین ۔۔۔ دلِ غریب سے نازک حباب کیا ہوگا
جلا بُجھا ہوا ہی سوز اشک حسرت سے ۔۔۔ لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
جو غرق بحرِ خجالت ہو بات کرنے سے ۔۔۔ شبِ وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا
نہین ہے ڈر ہمین روزِ شمار کا ای رند ۔۔۔ حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

آنکھون سے آنسو جاری ہوے مگر خاموش زبان مین سوزن سامنے راہ زن چابک نے

شراب صحبت مین لاکے جمع کی جوڑا بھاری پہنا گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچا سب کے سب تعریفین کرنے لگے مواج دریاشگاف بھی تعریفین کرتی ہی کہتی ہی کہ ای لالہ رو تونے عجب کمال کیا لالہ رو نے عرض کی کہ یہ سب کمال مجکو ایک شب مین خداوندنے دیا مین نے کوئی مشقت نہین کی قدرت نے ہاتھ گلے پر رکھدیا اور پشت پر بھی ہاتھ پھیرا تب یہ کمال حاصل ہوا اب تلوارین نکالیے آمادۂ قتل ہوجیے ایک ایک جام پیکر پسر حمزہ پر حربے لگائین یقین ہی کہ قدرت بھی تشریف لائین اور قتل پسر حمزہ سے بہت خوش ہون کہ ہمارے دشمن کو قتل کیا یہ کہکر جام لبریز کیا جام کو سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا اور توڑے لیتا ہوا سامنے بحرین کے آیا سر جھکاکر کہا کہ ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بحرین نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور گلے مین لالہ رو کے ڈالدیا اور جام بے اندیشۂ انجام پی گیا مواج دریاشگاف کو دیا وہ بھی ناچ گانے مین ایسی مبہوت تھی کہ خوشی خوشی جام پی گئی کچھ انجام کا خیال نہ کیا ابتو چابک صبا رفتار نے دورہ باندھا کنیزین جو مقرب ہین اُنکو بھی جام پلایا دس پانچ کو پلاکر بیٹھ گیا کہا صاحبو اپنے ہاتھ سے پیو مین تھک گئی انکو پاؤن مین طاقت نہین کنیزین پینے لگین بحرین نے بیٹھے بیٹھے مواج دریاشگاف سے کہا کہ صاحب اس وقت ہمارا جی متلاتا ہی نشہ شراب کا خوب ہوا لالہ رو نے مست کردیا اسکی انکھڑیان تو دیکھو جب نگاہ اُٹھاتی ہی تیر چلتے ہین دل پر ان تیرون کے زخم پڑتے ہین یا بادام کہون یا چشم آہو سے مثال دون نیز بھی سینے پر خوب اُبھار ہی ثابت ہوتا ہی کہ باغ کا انار ہی یہ کہکے چاہا کہ زوجہ کے سینے پر ہاتھ رکھون مواج دریاشگاف نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا کہ ارے دیوانے بے وقوف کنیزین سامنے بیٹھی ہین یہ بے ادبی کرتا ہی بحرین اسپر بہت بگڑا کہا کہ تو میری زوجہ ہی سب طرح کا تجھپر اختیار ہی جبدم ہمارا اشارہ پائین گی سب ہٹ جائین گی ورنہ سزا پائین گی مواج دریاشگاف نے کہا کہ ارے دنیا مین شرم بڑی چیز ہی تو بڑا بے تمیز ہی زن وشوہر مین تکرار ہونے لگی بحرین نے

زوجہ کو طمانچہ مارا امواج دریا شگاف یہ کہکر اُٹھی کہ او نگوڑے تیرے ہاتھ ٹوٹین
کس بے تکلفی سے طمانچہ مار دیا مین طمانچے کے بدلے جوتی مارونگی یہ کہکر جوتی اُٹھانیلگی
بحرین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا امواج بھی اُٹھی
گر کر بیہوش ہوئی جو کنیز اپنے مقام سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی تھوڑے ہی عرصے
مین سب کنیزین بیہوش ہوئین چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم چالاک صبا رفتار
قریب ملکہ کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کہیے تو ان زن و شوہر کو قتل کرون رنگین نے
کہا کہ ای چالاک تو نے بڑا کام کیا اب مناسب یہ ہی میری جھولی مین ایک پتلی سنہری
ہی اُسکو نکال کر پانی اُسکا میرے منھ پر چھڑک دے اور سوزن زبان سے نکال دے
کہ مجھپر سے سحر اُترے مین اُٹھکر ان دونون کو قید کرون اور بخوبی ہوشیار ہوجاؤن
تو شاہزادے کو ہوشیار کرون وہ بھی اسکے سحر سے بیہوش ہین جب تک مین ہوشیار
نہ کرونگی تب تک ہوشیار نہ ہونگے اگر ہوشیار ہوے اور حواس درست نہ ہوے تو
کیا چالاک صبا رفتار نے اُسی طور سے پتلی جھولی سے نکالی اُسکو پانی مین دھویا
اُس پانی کا مُنھ پر ملکہ رنگین قمر طلعت کے چھینٹا دیا سوزن زبان سے نکالی سوزن
زبان سے نکلتے ہی ملکہ چست و چالاک ہوئین مان باپ کی زبان مین سوزن دی اور
خوب سحر قایم کر کے شاہزادۂ جہانگیر کو ہوشیار کیا چالاک صبا رفتار نے جب پانی
مُنھ پر چھڑکا تب جہانگیر کے ہوش درست ہوے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیون چالاک
مین بہت سویا چالاک نے سب کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ انکو قتل کرو رنگین
نے کہا کہ حضور یہ میرے مان باپ ہین اگر آپ کی اطاعت کرین تو فبہا ورنہ پھر آپ کو
اختیار ہی جہانگیر کو مسند پر بٹھایا ملکہ رنگین پہلو مین بیٹھین چالاک صبا رفتار
نیمچہ کھینچ کر پشت پر آیا گمس رانی کرنے لگا ملکہ رنگین نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون
نے بڑھکر ان دونون کو ہوشیار کیا بحرین و امواج کی آنکھ جو کھلی اپنے کو بندھا ہوا
پایا جہانگیر اور دختر کو ایک مسند پر دیکھا عیار نیمچہ کھینچے سر پہ کھڑا ہی جہانگیر نے پکار کر
آواز دی کہ ای بحرین و امواج قدرت خدا کو دیکھا کہ ابھی ہم قید تھے اب تم قید ہوے

لالہ رو کنیز نہ تھی ہمارا عیار طرار چابک صبا رفتار فرزند عمرو نامدار تھا اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو ہمارے بڑے بھائی رستم پیلتن فتاح طلسم ہفت پیکر ہین سب طرف سے سرداران نامی بلوہ کرکے آتے ہین چہار طرف سے ہفت پیکر کو گھیر لینگے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا ہی اب وہ کیا زندہ بچیگا بہت دنون خدائی کرچکا اور کتابون مین بھی اپنی لکھ چکا ہی کہ یہ سال آخر طلسم ہی شمس فلک ہفت پیکر کہ کاہن طلسم ہی اُسکو جان طلسم کہتے ہین وہ بادشاہ لشکر اسلام کے ساتھ ہی پس تم اپنے کو معرض زوال مین نہ ڈالو ہفت پیکر ایک مکار و غدار ہی خدا ے نادیدہ ہمارا پروردگار ہی دیکھو اتنے ہی عرصے مین کیا ہوا کس طرح پروردگار عالم نے تمکو زیر کرایا اپنے سحر پر تمکو بڑا ناز تھا ہر چند کہ ہم لوگ ساحر نہین ہین مگر ساحر کُش ہین طلسم نور افشان مین مین نے جاکر زمانہ کو کب مین کھلبلی ڈال دی لوح بھی لے لی تھی چند مرحلے بھی شکست کیے قبلہ و کعبہ نے آکے مجکو زیر کیا تب مین راہ راست پر آیا اپنی ولادت سے آگاہ نہ تھا زیر ہو کے ماہر ہوا اب بعنایت پروردگار ہفت پیکر پر چڑھائی ہی جو اُس سے ہو سکے وہ کرے مگر تم بموجب اپنی کتابون کے کاربند ہو سرکشی نہ کرو اس طرح سے شاہزادہ جہانگیر نے سمجھایا کہ بحرین و مواج ملکہ رنگین قمر طلعت کی طرف متوجہ ہوے کہا کہ ای دختر بلند اختر تیرے ذریعے سے ہمکو یہ شرف حاصل ہوا کہ خدا ے برحق ملا غنچۂ آرزو کھلا زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ملکہ رنگین نے اُٹھ کر ان باپ کی زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی دونون قدمون پر جہانگیر کے گرے کہا ای شہریار ہم دل سے مطیع اسلام ہوے مگر ہمکو سرفراز فرمائیے بیٹی کو ہماری عہدۂ کنیزی مین قبول کیجیے بعد فتح طلسم ہم سب کلمہ پڑھینگے اور راہ راست پر آئینگے اب حضور ہمارے ملک مین چلین تا بہ ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہی راہ مین ایک طلسم ملیگا جب وہ ٹوٹیگا تو راستہ کھُلیگا جہانگیر نے دونون کو گلے سے لگایا اور دست مرحمت پشت پر رکھا سب کنیزین مطیع اسلام ہوئین حیران تھین کہ شاہزادہ

کیا صاحب اقبال ہے کہ تھوڑے ہی عرصے مین کیا سامان ہوگیا مواج اور بحرین کا
مطیع ہونا جس وقت ہفت پیکر سُنے گا نہایت سر دھنے گا کہیگا کہ میری خدائی مٹی
یہ لوگ اہل اسلام جو ارادہ کرتے ہین اُسکو کرکے چھوڑتے ہین نورافشان ایسے
طلسم کو کس کروفر سے فتح کیا چابک صبارفتار نے عرض کی کہ اب حضور لشکر مین چلین
اہلِ لشکر آپ کے واسطے بہت بیقرار ہونگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ماہ رخسار
جو تلاش مین شاہزادۂ جہانگیر کے نکلی تھی اس جلسے مین آکر پہونچی سب حال سُنا مگر
حُسن و جمال ملکہ رنگین قمرطلعت کو دیکھ کر نہایت رشک ہوا بحرین و مواج نے
واسطے شاہزادے کے مرکب منگایا شاہزادۂ جہانگیر مرکب پر سوار ہوے مع
چابک لشکر مین آئے سرداران جہانگیر آکے قدمبوس ہوے ہامان صحرانورد
صدمۂ فراق شاہزادے مین بیمار ہوگیا تھا مسیحا کو جو دیکھا خوش ہوگیا سب بیماری
دفع ہوئی دوسرے دن صبح کو چابک صبارفتار نے آکے خبر دی کہ مواج و بحرین
و رنگین آتے ہین شاہزادہ بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ لکہ ہاے ابر سبز و سُرخ
و زرد آسمان پر نمایان ہوے بحرین و مواج تخت پر سوار ملکہ رنگین قمرطلعت
طاؤس زرین بال پر تین لاکھ ساحر با زوبط و قرقرے پر سوار اس دھوم دھام سے
مواج و بحرین آکر پہونچے تمام لشکر مین گہما گہمی ہوگئی بحرین نے عرض کی کہ یہان سے
بارہ کوس پہ ایک قلعہ ہے ارکان فیل زور زور ہانکا حاکم ہے اُس قلعے سے پتہ ملیگا
اب حضور لشکر کشی کرین ارکان فیل زور یا تو مسلمان ہو یا مارا جائے وہین سے
پتہ داخلۂ طلسم کا ملیگا ہر چند کہ آپ فتاح طلسم نہین ہین مگر اس شان و شوکت سے
ملاقات ہو کہ اُنکو بھی ظاہر ہو جائے کہ ہمارے بھائی صاحب بڑے وقت پر آئے آپکے
پہونچنے سے اُنکے لشکر مین بھی رونق ہو جہانگیر نے ہامان صحرانورد کو حکم دیا کہ اٹالہ
بارگاہ کا لیکر آگے بڑھو لشکر ساحران پس پشت رہے ہم بھی قلعۂ ارکانیہ پہونچینگے
کہ ارکان فیل زور کو بھی ثابت ہو کہ شاہزادۂ جہانگیر والا تدبیر بھروسے پر
جادوگرون کے نہین آئے ہین اپنے زور بازو پہ دعوی رکھتے ہین ہامان صحرانورد نے

اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا جہانگیر بھی سوار ہوے عقب مین مواج دریا شگاف
وبحرین نے ابر گلنار آراستہ کیا اُسمین لشکر ساحران کو مخفی کر لیا اس شان وشوکت سے
طرف قلعۂ ارکانیہ کے چلے دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن لشکر ظفر اثر دامنۂ
قلعۂ ارکانیہ مین اُترا نوبت ونقارے جو بجے ارکان فیل زور اپنے قلعے مین
بیٹھا تھا نوبت ونقارے کی آواز جو کان مین آئی ہرکارون سے کہا کہ دریافت تو
کرو یہ کسکا لشکر ہے یہ کیسے نوبت ونقارے بجے ہماری عملداری مین کیون اُترے
ہرکارے روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کر ہرکارے آئے عرض کی کہ ای
پہلوان دوران فرزند صاحبقران با توقیر شاہزادۂ جہانگیر فتح کرتے ہوے
آتے ہین طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین ارکان فیل زور نے حکم دیا کہ ہم اپنے
ڈانڈے سے نہ جانے دین گے سب کو گرفتار کر لین گے تین لاکھ فوج لیکر گینڈے پہ
سوار ہو کے باہر قلعے کے آیا مقابلۂ جہانگیر مین آکے اُترا جہانگیر کو خبر معلوم ہوئی
کہ ارکان فیل زور برائے مقابلہ آیا ہے چابک صبا رفتار سے فرمایا کہ ہمکو
سب طرح کی خبر پہونچانا چابک نے اپنے شاگردون کو روانہ کیا ارکان جو اپنی
بارگاہ مین آیا تو بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی
گڑگڑائے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ شہنشاہ زرین پوش بصد
جوش وخروش کاشانۂ مشرق سے نکل کر مع فوج ضیا وشعاع میدان زبرجدی مین
آکر ٹھہرا ادھر سے لشکر جہانگیر آیا جہانگیر بحرین ومواج سے کہہ چکے ہین کہ لشکر ساحران
میدان مین نہ لانا ورنہ تم لوگ میدان مین آنا ملکہ رنگین قمر طلعت نے عرض کی کہ
ہم بھی میدان مین چلین گے سحر نہ کرین گے شاہزادۂ جہانگیر بعد نماز سحر سوار ہوے
چابک صبا رفتار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے ہامان صحرا نورد انتظام لشکر
کرتا ہوا فوج کو قاعدے سے جمائے ہوے میدان کارزار مین آکے پہونچے اُدھر سے
ارکان فیل زور لشکر لیکر آیا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر
ہٹے ارکان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر سرا پا دکھانے لگا جبکہ خوب غرق عرق ہوا

پکار کے آواز دی کہ ای فرزند رشید صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے میری سرحد مین کبھی کسینے قدم نہین رکھا اگر مقابلہ منظور نہو پلٹ جائیے مین اپنے ڈانڈے سے نہ جانے دونگا ساحرون کا آپ کو بڑا گھمنڈ ہی آگے بڑھکر قلعہ جات ساحران لینگے تا بہ طلسم نہ جاسکیے گا شاہزادۂ جہانگیر نے یہ لاف و گزاف سنکر گھوڑا صف سے نکالا آکے نگاور زن ہوے ارکان فیل زور نے جو جمال بے مثال دیکھا تو محو جمال شاہزادۂ والاقدر ہوا کہا کہ ای شہریار مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرے ہاتھ سے حریف نہین بچتا ہی مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے اپنی سرحد مین پہلوان نہین رہنے دیتا جس کسی نے سر اُٹھایا مین نے اُسے جاکر زیر کیا اور آپ تو ابھی صاحبزادے ہین ایک وار مین دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار کبھی خالی نہین جاتی جہانگیر نے فرمایا کہ بس زیادہ لاف وگزاف نہ کرو یہ میدان کارزار ہی زبان نیزہ و شمشیر سے کلام ہوتا ہی ارکان فیل زور نے نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا جہانگیر صاحب جاہ و توقیر نے ایک مقام پہ نیزے کو ارکان کے گانٹھا اور گانٹھکر تھپیڑہ مار دیا نیزہ ہاتھ سے ارکان فیل زور کے نکل گیا سب رکن سپاہ گری کے بھولا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ برق تاب کا مارا جہانگیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ارکان جو گرا گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر مین شاہزادے کے زخم اوچھا آیا شیر زخم کھاکے بپھرا تیغۂ برق جہندہ کو نیام سے نکالا آواز دی کہ ای ارکان ہوشیار ہوجا ہاتھ جو تلوار کا مارا برق شمشیر نے اول ابر سپر کے ٹکڑے اُڑائے تڑپ کے تلوار جو گری خود ودوبلے کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ارکان نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا گینڈے کی گردن پہ پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے گرا جہانگیر نے چاہا کہ گھوڑا اسپر دوڑادون اہل فوج جو اسکے کھڑے تھے سمجھے کہ آقا ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے جہانگیر نے دریاے فوج مین گھوڑا ڈال دیا ہامان صحرالنورد فوج لیکر شریک جنگ ہوا دونون لشکر آپسمین ملے آخر ملازمان ارکان فیل زور کو لیکر طرف قلعے کے چلے داخل قلعہ ہوگئے

جہانگیر نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑوں سرداروں نے روکا کہ ای شہریار آپ کے سردار
تھکے ماندے ہین دو پہر کامل جنگ مغلوبہ ہوئی چند سردار زخمی بھی ہین قلعے کو گھیر لیجیے
کل فتح کیجیے گا جہانگیر نے حکم دیا قلعے کو چہار جانب سے گھیر لیا مورچے درست ہوے
اہلِ قلعہ تیر مار رہے ہین کبھی گولیان مارتے ہین مگر لشکر جہانگیر مین مورچے درست ہین
کسی پہ حربہ نہین پہونچتا شاہزادہ جہانگیر آ کے داخل بارگاہ ہوے دن بھر تو
تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل یورش بجے طبل یورش پر چوب پڑی اہل قلعہ نے
بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو جہانگیر والا تدبیر
سوار ہوے سامنے قلعے کے آ کے دیکھا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ
ہی ارکان فیل زور کرسی پہ بیٹھا ہی سب کو ترغیب دے رہا ہی جہانگیر نے اپنی فوج
کی طرف دیکھا ہامان صحرالورد نے عرض کی کہ حضور کے حکم کی دیر ہی قلعے کو توپون
مین اُڑا دین گے جہانگیر نے جو لینا کہا تمام فوج بلوہ کر کے چلی ارکان فیل زور
نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ اندازون نے نہین معلوم کان مین توپون کے کیا
پھونک دیا کہ توپین کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین اس جانب سے لوگ بڑھے ہوے
جاتے تھے توپون سے گولے جو آ کر پڑے پانچ ہزار جوان اُڑ گئے یا تو لوگ بڑھے ہوے
جاتے تھے یا قدم اُٹھے یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہی جہانگیر نے
دیکھا کہ اہلِ فوج بھاگ آئے جہانگیر کو نہایت ناگوار ہوا ہامان صحرالورد کی طرف
دیکھ کر فرمایا کہ یارو کیا مین تمھارے بھروسے پر ملک گیری کو نکلا ہون مین ابھی جا کر
قلعہ لیتا ہون یہ کہکر مرکب بڑھایا گھوڑے کو دوڑایا دہانے گولے پڑنے لگے شاہزادۂ
جہانگیر کے گرز ہاتھ مین جرأت بات بات مین کوئی گولہ داہنے سے نکل گیا کوئی بائین سے
نکل گیا جو گولہ خاص مُنھ پہ آیا اُسپر گرز مار دیا گولہ اُلٹا پلٹا جا کر کسی برج پہ گرا برج
کو گرا دیا اس طرح شاہزادۂ جہانگیر گولون کو رد کرتے ہوے قریب خندق پہونچے
للکار کے آواز دی کہ او ارکان اگر دعوی جرأت ہو تو نکل آ اس توپ کے بھروسے
پہ لڑنے نکلا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا جہانگیر نے گھوڑے پر کوڑا مار اگھوڑا چاروں

ہلدیان جھاڑ کر اُس پار خندق کے آیا گرز پھاٹک پر مارا پہلے گرز مین پھاٹک تھرایا دوسرے
گرز مین پھاٹک گرا جہانگیر اندر چلے ہامان صحرا نورد فوج لیکر پہونچا اندر قلعے کے
تلوار چلنے لگی ارکان فیل زور بھی اُترا بیچ نکلے مین ارکان سے مقابلہ پڑا ارکان نے
ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پہ روکا اُچھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا
مارا برق شمشیر جو چمکی آئینۂ شمشیر مین ارکان کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار جو
پڑی سپر کو کاٹ کر مثل بلائے مبرم سر پر گری یا تو قبۂ سپر پہ چمکی تھی یا زبر تنگ جا کر بوسہ دیا
فوج مین غریو ہوا کہ ارکان مارا گیا فوج والون نے امان طلب کی وزرا و امرا ہاتھ
باندھ کر سامنے آئے چادرین ہلانے لگے شاہزادۂ جہانگیر نے سب کو پناہ دی وزیر و امیر
کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوئے جہانگیر داخل بارگاہ ہوئے کل لشکر قلعے مین آکر اُترا
بارگاہ مین بحرین ابر بار و مواج دریا شگاف و ملکہ رنگین قمر طلعت و ماہ رخسار
سب دربار مین حاضر ہین بحرین ابر بار تعریفین شاہزادۂ جہانگیر کی کر رہا ہی کہتا
ہی کہ ای شاہزادۂ رستم خصال و سہراب جلال کس لطف سے آپنے قلعے کو فتح کیا سبحان اللہ
ماشاء اللہ کیا جرأت و شوکت دکھائی کس زور و شور سے لڑے ارکان فیل زور
کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ تھا بیک ضرب شمشیر واصل جہنم ہوا فساد و شر دنیا سے کم ہوا
انشاء اللہ آپ ہفت پیکر کو قتل کرینگے جہانگیر نے حکم دیا کہ دیر و بت کدے کھدین
اُسی مقام پر مسجدون کی بنا ہو گئی دیر کھدے دوسرے دن جہانگیر با توقیر بارگاہ
مین بیٹھے تھے کہ ہامان صحرا نورد آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سامنے آیا دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار اس شہر مین ایک دیر کلان ہی کہ جہان بادشاہ پوجا کرتا تھا
اُس بتخانے کے قریب جو ملازمان سرکاری گئے کئی سو کے سر کٹ کر گرے اب کوئی قریب
دیر کے نہین جاتا یہ سُنکر جہانگیر اُٹھے رنگین قمر طلعت نے بڑھ کر عرض کی یہ دیر ہفت پیکر
مشہور ہی کوئی ساحر ہوگا کسی بت مین رہتا ہوگا کنیز ابھی جا کر اُسکو کھدوا دیگی یہ کہکے رنگین
چلی جہانگیر نے کہا کہ ہم بھی چل کر تماشا دیکھین سب سردار ہمراہ ہوئے سامنے دیر کے
آکر دیکھا کہ کئی سو سر کٹے پڑے ہین جو پھاڑ و الگاتا ہی پھاڑوے سے برق نکل کر اُس شخص پر

گرتی ہی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین ملکہ رنگین قمر طلعت نے پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا حرکت ہی ملا زمان جہانگیر کے خون بہاتا ہی یہ کہ کے جھولی سے گولہ نکالا قصر پر گولہ مارا گولہ جاکر پھٹا دھوان نکلا دھوئین سے ایک عقاب پیدا ہوا قصر پر بیٹھ کے زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

[illegible]

پھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے — برماتا ہوا دل کو نکل جاے جگر سے
حیران ہین بہادر تری آنکھون کے ہنر سے — دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوے گھر سے — ایسا نہ گمان تھا ترے نالون کے اثر سے
آنکھون نے ہمین مار لیا سحر نظر سے — شرمائے تھے اپنے لبِ اعجاز اثر سے
یہ مُہر سلیمان ہی تم ای جان پری ہو — واقف نہین کیا داغ محبت کے اثر سے
لوگون سے سُنا کیجیے تعریف نہ اپنی — آگاہ نہین آپ زبانون کے اثر سے
مُنہ بوسے کا مشتاق ہی دیدار کی آنکھین — دیکھون تو مری جان نکلتی ہی کدھر سے
ہم الفتِ دندان مین پیے جاتے ہین آنسو — اک اشک کا قطرہ ہوا پنہان نہ گھر سے
ای وعدہ فراموش تری آنکھونکی سوگند — ہنسنے جو لگائی ہو پلک چار پہر سے
کیا سیرِ گلستان سے ہون عشاق شگفتہ — بُجھتی ہی کہین دل کی لگی بھی گُلِ تر سے
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا — ناسخ کے مقلد ہین تلمذ ہی سحر سے

اُس عقاب نے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ ملکہ رنگین قمر طلعت کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین طرف عقاب کے ہاتھ اُٹھائے عقاب تڑپ کر گرا ملکہ رنگین قمر طلعت کو اُٹھالے گیا بحرین ابر بار نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے مین کانپتا ہوا آگے بڑھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد یہ کیسا سحر ہی مخفی ہو کے سحر کرتا ہی سامنے آ تو حال معلوم ہو پھر وہی عقاب پیدا ہوا تڑپ کر طرف بحرین ابر بار کے چلا امواج دریا شگاف نے جھولی سے ایک کاغذ سفید نکالا ایک جانور کاٹ کر پھینکا دیکھا سب نے کہ ایک باز سفید تھا عقاب کی طرف چلا عقاب و باز لڑنے لگے عقاب جب منقار مارتا ہی پر نوچ کے باز کے پھینک دیتا ہی باز بھی لڑے ہی جاتا ہی عقاب نے ایک مقام پر پنجہ مارا کہ باز کی

آنکھ بن نکال لین بازاندھا ہو کر زمین پر گرا وہ عقاب تڑپ کر بحرین ابر بار پر گرا ہر چند کہ مواج نے ردکا کچھ نہ ہوا بحرین کو بھی اُٹھا کے لے گیا مواج دریا شگاف نے ایک گولہ مارا کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا ایک بتِ سنگی اپنے مقام سے اُٹھا جھپٹ کر مواج پر گرا ہر چند کہ مواج نے اپنے کو بچایا اُس بت سنگی سے نہ بچی بت مواج کو اُٹھا کر ذیرہ مین لے گیا مواج دریا شگاف ذبر سے غائب ہو گئی ماہ رخسار نے چاہا کہ سحر کرے دن ایک بت نے نکل کر ماہ رخسار کو بھی اُٹھا لیا شاہزادۂ جہانگیر تیغہ کھینچ کر بڑھے سردار جہانگیر کو لپٹ گئے کہا کہ ای شہریار مقدمہ سحر و ساحری ہی آپ تشریف نہ لیجائین شاہزادۂ جہانگیر نے فرمایا کہ مین ابھی قریب جاکے گرز سے قصر کو گراؤنگا اگر ابھی قصر کو نہ پامال کیا اور بتون کو نہ توڑا تو نام اپنا جہانگیر نہ پایا سب سے اپنے کو چھڑا کر جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے بڑھے تھے کہ ایک دنّاٹا ہوا اندھیرا ہو گیا عرصہ دراز تک صدائین ہاہو کی آئین بعد تھوڑی دیر کے غبار برطرف ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ قصر کا اُس مقام پر نام و نشان نہین ہی سارے بت اور قصر غائب ہو گیا چابک صبا رفتار نے کہا کہ دیکھیے شہریار جو غلام سمجھا تھا وہی معرکہ ہی اب شب کو حضور عبادت کرین یہ مقدمہ طلسم ہی یون قدم نہ رکھیے جب تک ہدایت نہ ہو تشریف لیجانے کا ارادہ نہ کیجیے شاہزادۂ جہانگیر نے اُسی مقام پر خیمۂ عبادت استادہ کرایا بعد مغرب مین بلک بلک کر دعائین کرنے لگے پکارتے تھے کہ ای خالق کارساز و ای بندہ نواز معلوم ہو کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہی یہ ذبر کیون غائب ہوا روتے روتے شاہزادۂ جہانگیر بیہوش ہوے عالم خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین ای فرزند صاحبقران اس مقام پر کیا ہی ایک نمود بے بود تھی اُسنے بہ عیاری سردارون کو گرفتار کیا تمکو مناسب ہی کہ یہ پرچہ تمکو دیا جاتا ہی جب تک لوح نہ ملے تب تک اسپر کاربند رہنا شاہزادۂ جہانگیر کی آنکھ کھلی پرچہ کاغذ کا زیر جانماز پایا باہر آئے اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ ای فرزند صاحبقران تمکو مناسب ہی کہ بیرون قلعہ جاؤ سامنے ایک پہاڑ کے پہونچو گے دامنۂ کوہ

مین بیٹھ کر اسم حاشیۂ مکتوب پڑھو جو کچھ ظاہر ہو بموجب حکم اِس مکتوب کے کرنا جہانگیر اُسی وقت سرداروں سے رخصت ہوے گھوڑے پر سوار ہو کے بیرون قلعہ چلے چالاک صبا رفتار نے عرض کی کہ غلام ساتھ رہے مکتوب کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ کسی کا ساتھ رہنا مناسب نہین یکہ و تنہا جاؤ اس طلسم کا نام بین الطرفین ہے تا بہ ہفت پیکر جانے کا راستہ کھلیگا جہانگیر نے چالاک صبا رفتار سے منع کیا کہ تمھارا ساتھ رہنا مناسب نہین چالاک وجملہ سردار کنارے ہو گئے شاہزادہ گھوڑے کو بڑھا کر دامنۂ کوہ مین پہونچا گھوڑے سے اُترے ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے اسم حاشیۂ مکتوب پڑھنے لگے ایک آندھی سیاہ چلی دوبارہ جو اسم دم کیا آندھی شق ہوئی دیکھا کہ چند عورتین حسین وجوان ایک بارگاہ لیکر اُس صحرا مین آئین بارگاہ کو استادہ کیا کنیزین دروازے پر ٹھہرین دوبارہ جو جہانگیر نے اسم دم کیا ہوا سے ایک تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ کو دیکھا کیا صفت اُسکی لکھون یہ اشعار مصنف کافی ہین نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا ۔ ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت ۔ ہر چین تھی موجہ لطافت
آنکھین اُستاد سامری تھین ۔ نشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُنہین سرمے کا تھا ۔ بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو ۔ شہباز نے وا کیے تھے بازو

ابرو ہلال آسمان خوبی آنکھین آہوے صحرائے محبوبی ایک صندوقچی آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پر اُترا بائین ہاتھ مین صندوقچی اُٹھالی داہنے ہاتھ سے شاہزادے کو اشارہ کیا یعنے بلایا کہ اسطرف تشریف لائیے آپ زیر نخل کیون بیٹھے ہین جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے طرف اُس نازنین کے چلے جب قریب پہونچے اُس نازنین نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلی جب بارگاہ مین پہونچی مسند خالی بچھی تھی اُس مسند پر شاہزادہ جہانگیر کو بٹھایا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

کنیز کو کیون یاد فرمایا مین حاضر ہون جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن جہانگیر نے بدزدیدہ نگاہ مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم اس سے صندوقچی طلب کرو اگر دیدے تو اسی مین لوح طلسم ہی جس سے مطلب نکلے گا جہانگیر نے کہا کہ ای سرتاج حسینان و ای افسر معشوقان یہ صندوقچی ہمکو دو نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ میرے باغ مین تشریف لے چلیے علاوہ صندوقچی کے جان بھی حاضر ہی شاہزادہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بہ ناز و کرشمہ باہر لائی اور کہا کہ تخت پر سوار ہو جیسے جہانگیر کو اُس نازنین نے تخت پر سوار کیا اور تخت اُڑا کے طرف آسمان کے روانہ ہوئی سردار روتے ہوے پلٹے مگر چابک بہت بیقرار و بیتاب ہی اُسی تخت کو دیکھتا ہوا چلا پانچ کوس تک زیر تخت گیا پانچ کوس پر جاکر تخت غائب ہوا چابک صبا رفتار اُسی جنگل مین بھٹکتا رہا لیکن صورت بدل کر اُسی جنگل مین پھرنے لگا دل کو یقین کامل ہی کہ جو شاہزادہ جہانگیر با توقیر کو لے گئی ہی یقین ہی کہ یہی لوحدار ہو جب شاہزادے کو لوح ملے کیا عجب ہی کہ مین بھی تا بہ شاہزادہ پہونچون اس سوچ مین پھر رہا ہی لیکن وہ نازنین شاہزادہ جہانگیر کو لیکر چلی سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا اُس قلعے مین لیکر جہانگیر کو آئی ایک باغ مین جاکر داخل ہوئی اور آواز دی کہ ارے کہان گئین قریب دو سو کنیزون کے کنج باغ سے پیدا ہوئین آکے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ فرش بچھاؤ اُسی وقت چبوترے پر فرش بچھایا گیا مسند آراستہ ہوئی اُس نازنین نے اشارہ کیا جہانگیر مسند پر آکے بیٹھے پھر اُس نازنین نے کنیزون کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ باجا بجانے لگی اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

آنکھون بھر ہی کوچۂ دلدار کا خیال ۔ بلبل کو بھولتا نہین گلزار کا خیال
ہر دم ہی دل کو ابروِ خمدار کا خیال ۔ کرتا ہی قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا مین محو جلوۂ رخسار ہو گیا ۔ رہتا ہی خواب مین بھی مجھے یار کا خیال
سودا ہوا تصورِ زلفِ سیاہ سے ۔ کیا بد بلا ہی گیسوے دلدار کا خیال

دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہے	اللہ رے نیر سے طالب دیدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کی طرف	آتا ہی جب مجھے ترے رخسار کا خیال
بلبل ترے ترانے ہین کانون کو ناپسند	جب سے سُنا ہی اک گلِ بیجار کا خیال
کافی ہی ایک جنبشِ ابرو برائے قتل	ای ترک ہی عبث تجھے تلوار کا خیال
نظرون مین تو رسب گلِ شاداب خار ہین	جب سے ہی دل کو اک گلِ بیجار کا خیال

اس خوش الحانی سے اُسنے یہ غزل گائی کہ اہلِ محفل تعریفین کرنے لگے مگر جہانگیر نے خیال کرکے دیکھا کہ زمین کو گردش ہی طبیعت پر ایک گرانی پائی جاتی ہی بہ نگاہ دزدیدہ مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر لو حداران جادو نمکو لیکر باغ دلکشا مین جائے تو بہت ہوشیاری سے کام کرنا وقت ظہور طاقت صاحبقرانی بہت قریب ہی ورنہ زمین کو گردش ہو گی اور مکتوب قبضہ سے نکل جائیگا مکتوب کو دیکھکر شاہزادۂ جہانگیر کے ہاتھ پائون مین رعشہ آگیا ایک طرف سے آواز آئی کہ ای فرزند رشید صاحبقران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گے دیکھا کہ ایک جوان سر برہنہ گرز کئی سو من کا ہاتھ مین لیے ہوے اس جلدی مین آیا کہ جہانگیر سنبھل نہ سکے اُسنے آتے ہی گرز مارا جہانگیر نے بہ تعجیل سپر کو اُٹھایا گرز آکر سپر پر پڑا یہ صدمہ پہونچا کہ گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے اور جوان گرز مار کر بھاگا وہ نازنین کوسنے لگی کہ واہ رے لنگوڑے بھگوڑے میرے مہمان پر گرز مارا اور بھاگ گیا قریب شاہزادے کے آکے ہاتھ تھامنے لگی شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ میرے قریب نہ آنا مین زمین سے نکل آؤنگا یہ کہ کے شاہزادہ تلوار ٹیک کر بمشکل زمین سے نکلا نہ مین پر قایم ہو کے کھڑے ہوے اچھی طرح سنبھلنے نہین پائے تھے کہ پھر وہی جوان مثل شعلۂ جوالہ نکلا غریو کرکے قریب شاہزادۂ جہانگیر کے پہونچا ایکی مرتبہ گرز اس زور سے مارا کہ شاہزادہ کمر تک زمین مین غرق ہوگیا بمشکل اپنے کو نکالا کہ پھر اُسی جوان کا نعرہ ہوا جہانگیر سوچے کہ اب کے ہڈیان ٹوٹ جائین گی جیسے ہی اُسنے آکر گرز مارا شاہزادۂ جہانگیر نے بچا لاکی کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ اُسنے گرز چھوڑا

شاہزادے کو لپٹ پڑا کہتا تھا کہ ای فرزند صاحبقران مجھ ایسا آپ کو حریف نہ ملا ہوگا
وہ نازنین طرف جہانگیر کے کھڑی ہی اُس جوان کو کوس رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ او
دغاباز و جعلساز کوئی ایسا فریب کرتا ہی ہان شہریار یہ بچنے نہ پائے جہانگیر ہر مرتبہ
زور کر کے لے دوڑتے ہین وہ اپنے کو بمشقت بچاتا ہی چار گھڑی اسی حال سے لڑا
ایک مقام پہ جہانگیر ریل کے لے دوڑے مراد سے مکتوب کی ماہر ہو چکے ہین پانچ سات
قدم پہ لاکے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے اُس جوان کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیگر زمین پہ مارون وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی
کہ ای شہریار اس غریب پہ رحم کیجیے اسکی خطا معاف فرمائیے یہ کہتی ہوئی جو قریب آئی
شاہزادہ جہانگیر نے اُس نازنین پہ اُسکو کھینچ مارا وہ پہ اٹھا ہو کر گری جہانگیر جھپٹ کر
قریب آئے چوٹی پکڑ کے ہکہ مارا اور سر تن سے کھینچ لیا کنیزین یہ کہکر غل مچانے لگین
کہ کیون بی لوحداران محبت کا ثمرہ پایا ہاے ہماری بی بی کو مارا ارے صاحبو
اس شخص کو مار لو گو شہاے باغ سے ہزارہا ساحر تیغ بکف پیدا ہوے آکر جہانگیر
پہ حملے کرنے لگے شاہزادۂ جہانگیر نے سر اُسکا پھینک کر صندوقچی کو اُٹھایا اپنے
کو حربونسے بچا کر صندوقچی کو کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھین خیرہ ہونے لگین دیکھا کہ
ایک تختیِ الماس ہی اُسپر حروف یاقوتِ احمر کے ہین اور پیشانی پہ لکھا ہی کہ یہ لوح طلسم
بین الطرفین ہی شاہزادۂ جہانگیر نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی وہ سب
ساحر بھاگے کہتے ہوے کہ نابینا ہو جائین گے طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی دیکھو تو
لوحداران جادو کو کس بکر سے مارا وہ جوان کہ جسنے شاہزادۂ جہانگیر پہ گرز
مارا تھا وہ تڑپ کر اُٹھا قدمون پہ جہانگیر کے گرا کہا کہ ای شہریار بعد مدت مدید
آپ نے مجمع سے ان ساحرون کے مجکو نکالا فغفور حبشی میرا نام ہی ملازم آسمان پری
رہا جب آپ کے قبلہ و کعبہ پہ دۂ قاف مین آئے آپ کے والد ماجد کے ساتھ رہا اور
جس روز صاحبقران عالیشان نے کوہ زہر مہرہ پہ عفریت کو مارا ہزار رہا
نرہ دیو کوہ قاف سے بھاگے پردۂ دنیا مین آکے جابجا بسے غلام براے ملاقات

طمطراق جادو اس طلسم مین آیا اُسنے دھوکے سے مجھے اس طلسم مین باندھا ہزارون بندگان خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ طلسم کشا ہین چلیے اپنے سرداروں کو رہا کیجیے لوح مین ملاحظہ فرما لیجیے جو مین عرض کرتا ہون خلاف ہی یا بقدمہ صاف صاف ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اب شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا کہ مکتوب تو نابود ہوا لوح طلسمی موجود ہی قول فغفور حبشی کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ دیکھا کہ یہ خیرخواہ دولت ہی مگر اسکی حفاظت کرنا یہ مضمون دیکھ کر جہانگیر فغفور کے ساتھ چلے وہ اُسی بارہ دری مین لایا کہ جہان اُس نازنین نے جلسہ آراستہ کیا تھا لاشہ اُسکا پڑا تھا فغفور نے فرش ہٹایا بیچ مین ایک تختۂ سنگ لگا تھا کہا کہ ای شہریار اس تختۂ سنگ کو ہٹائیے مہرۂ نقب نکلیگا اُسمین تشریف لے جائیے شاہزادۂ جہانگیر نے تختۂ سنگ ہٹایا اور اُس نقب مین داخل ہوے سیڑھیون کو طی کرکے باہر نکلے دیکھا کہ ایک میدان سرسبز و شاداب ہی گھاس وہانکی مثل ریشم کے نرم نرم ہی ہوائے معتدل چل رہی ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی ای طلسم کشا غلام کو بچائیے دیکھا کہ ایک ساحر نے چابک صبار فتار کو گھیرا ہی چابک بھاگتا پھرتا ہی جہانگیر نعرہ کرکے جا پڑے لوح چمکائی ساحر بھاگا چابک دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہا کہ حضور آپ کے تشریف لانے کے بعد گینڈا ابنکے یہ ساحر مجکو اُٹھا لایا اب مین اسکے قبضہ سے چھوٹا ہون بھاگا بھاگا پھرتا تھا یہ چاہتا تھا کہ گرفتار کرے حضور کو دیکھ کر مین نے غل مچایا جہانگیر نے ہنس کر کہا کہ مہتر صاحب قریب آؤ چابک ہاتھ باندھے ہوے قریب آیا جہانگیر باتوقیر نے لوح طلسمی کاندھے سے اُسکے مس کی چابک نے ایک چیخ ماری بدن سے شعلۂ آتش نکلے مثل ہیزم خشک جل کر تمام ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نرد بان جادو بود دوسری طرف سے آواز آئی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے غلام کا خاتمہ ہوتا ہی جہانگیر نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر نے ہامان کو پکڑا ہی گلے مین پھانسی لگا رہا ہی جہانگیر جھپٹے ساحر نے پھانسی گلے مین ہامان کے ڈالدی اور ایک جھٹکا مارا کہ ہامان کی آنکھین نکل آئین تڑپ کے تمام ہوا شاہزادۂ جہانگیر نے جو اپنے رفیق کا لاشہ دیکھا بیتاب و بیقرار ہوگئے

فرماتے تھے کہ ای رفیق شفیق تو نے ہماری محبت مین جان دی کہ تیسری طرف سے رونے کی
آوازہ آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہتا ہی کہ ای شہریار لونڈی نثار ہوتی ہی اب ہمارے
آپ کے عدم مین ملاقات ہوگی دیکھیے اب کیا گذرے اُن لوگون سے سامنا ہی کہ جنکے
مزاج سے آگاہ نہین قبر کی تنہائی پرسش نکیرین برا ے خدا صحیفۂ ابراہیمی تلاوت
فرمائیے گا شاہزادۂ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر جنے ہامان صحرا نورد
کو مارا تھا ملکہ رنگین قمر طلعت کے سر پر تیغہ لیے کھڑا ہی ملکہ رنگین کلام حسرت
کہہ رہی ہی جہانگیر جھپٹے للکارتے ہوے کہ او جلاد صاحب بیداد خنجر نہ مارنا اُس ساحر
نے خنجر مارا ملکہ رنگین کا سر کٹ کر گرا لاشہ خون مین تڑپنے لگا سر بریدہ رنگین کا
دیکھ کر جہانگیر کو تاب نہ آئی دوڑ کر سر اُٹھا لیا عارض کے بوسے لیتے تھے فرماتے تھے کہ
ای ثابت قدم کوے محبت تو نے ہماری محبت مین جان دی افسوس ہی کہ قاتل بھی تیر اجل گیا
خنجر کمر سے نکالا کہ اپنا گلا کاٹ لون کہ درخت پر سے رونے کی آواز آئی جہانگیر با توقیر نے
سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال پرون سے سر پیٹ رہی ہی مثل انسان کے
گویا ہی کہ مقام افسوس ہی راہبر پاس ہی اُس سے صلاح نہ کرے جہانگیر کو یاد آیا
لوح کو جو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم بین الطرفین یہ نمود بے بود طلسم
ہی لوح کا عکس لاشۂ رنگین پر ڈالو سب حال کھُل جائیگا شاہزادۂ جہانگیر نے سر
پھینکا لاش پر جو سایہ لوح کا ڈالا ایک دھوان بلند ہوا دیکھا کہ لاش کے آٹے کا
پتلہ ہی لاحول پڑھ کر سر پھینکا مگر حیران تھے کہ یہ مددگار کون تھا بیشک خیرخواہ
تھا کہ جسنے جان بچائی بڑا اُسکا خیال رہا تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک
گنبد ہی گنبد کے دروازے پر چند شیر بیٹھے ہین جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُن شیرون
نے شاہزادۂ جہانگیر پر حملہ کیا جہانگیر نے جسکے سامنے لوح کر دی وہ چیخ مار کے
بھاگا اُن شیرون کو بھگا کے در گنبد پر آئے جب قفل توڑا تو کراہنے کی آواز آئی
ثابت ہوتا تھا کہ کوئی دردمند کراہ رہا ہی اندر آکے دیکھا کہ ایک جوان اٹھارہ
بیس برس کا سن تاج ڈھلکا ہوا آنکھون ہین حلقے چہرہ اُداس عالم یاس زمین پر

پڑا ہوا تڑپ رہا ہی شاہزادہ جہانگیر نے آکر لوح کا عکس جو ڈالا ماران سیاہ جو جسم سے لپٹے ہوے تھے وہ چھوڑ کر اُس جوان کو علحدہ ہوے اُس جوان نے آنکھین کھول کر کہا کہ ای معین و مددگار آپ کون ہین کہ آپ کے قریب آنے سے روح کو راحت اور قلب کو قوت حاصل ہوئی ماران سیاہ جو صدمے پہونچا رہے تھے وہ ہٹ گئے جہانگیر نے قریب پہونچکر زبان سے اُسکی سوزن نکالی سوزن زبان سے نکلتے ہی اُس جوان نے کچھ ہونٹھ ہلائے کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کر گرین وہ جوان اُٹھ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ کیا آپ کے پاس لوح طلسمی ہی آپ کا نام نامی شاہزادۂ جہانگیر فرزند امیر کبیر ہی جہانگیر نے اقبال کیا اُس جوان نے رو کر کہا کہ ای شہریار مین وزیر ان طمطراق مین سے ہون ملکہ سہیل آسمان سیر کہ بزرگ طلسم ہین اُنھون نے مجھے پرورش کیا نہایت محبت فرماتی ہین طمطراق کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو اس کو بادشاہ کر دین واسطے شکار کے مجکو لے گیا دم دے کر پکڑ لیا اس مقام پر کی حاکم مفتری جادو ہی اُسکے سپرد کیا وہ ملعونہ خود مجھپر عاشق ہوئی عجب عجب صدمات پہونچاتی تھی ایک شب مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ مژدہ دیتے ہین کہ فرزند دلبند صاحبقران زمان جہانگیر نوجوان آکر تجکو رہا کریگا اب مین آپ کے ساتھ ہون تشریف لے چلیے مین آپ کو مقام مفتری جادو بتاؤن اُسکے فریب سے اپنے کو بچائیے گا مفتری نام ہی فتور اُسکے ہر کلام مین ہی نہین معلوم کیا کیا فساد برپا کر گئی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ کہتا ہوا ساتھ چلا یاقوت تاجدار اپنا نام بتایا کہا کہ مین دربار طمطراق تک حضور کو پہونچا دونگا جب گنبد سے باہر نکلے سامنے چشمۂ آب تھا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای یاقوت چھاگل مین تھوڑا پانی لاؤ یاقوت قریب چشمے کے پہونچا چاہا کہ پانی لون چشمے سے ایک نہنگ نکلا اور نکلتے ہی یاقوت تاجدار کو لپٹ گیا یاقوت نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے جہانگیر جیسے وہ نہنگ یاقوت کو لیکر چشمے مین پھاند پڑا شاہزادہ جہانگیر کو بڑا قلق ہوا کہ ایک رفیق ملا تھا وہ بھی جدا ہوا یہ دل سے کہتے ہوے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ گانے کی

آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی اُسمین سے گانے کی آواز آتی ہی جب قریب قصر پہونچے تو ایک تاجدار قصر سے نکلا آکے شاہزادۂ جہانگیر کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ غلام اس سرحد کا حاکم ہی نیرنگ تاجدار نام ہی طمطراق جادو بادشاہ طلسم یہان آیا چاہتا ہی حضور چل کر صحبت مین بیٹھین جب طمطراق آئے تو اُسکو مار لیجیے تمام طلسم پر قبضہ ہو یہ سُنکر شاہزادۂ جہانگیر خوش ہو گئے ساتھ اُس تاجدار کے قصر مین آئے دیکھا کہ قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی مسند شاہانہ درست چند نازنینان مہ جبین مع ایک رقاصہ مصروف عیش و نشاط ہین اُس تاجدار نے بعد اعزاز و اکرام شاہزادۂ جہانگیر کو لاکے مسند پر بٹھایا رقاصہ سے اشارہ کیا ایک ایک سے کہتا ہی یہ ہمارے مالک ہین انکی اطاعت سے جان بچ جائیگی وہ رقاصہ اپنے مقام سے سلام کرکے اُٹھی گت ناچی گت ناچ کر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

دو مہینے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا	ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھسے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا	تن سے ہوتے ہین سرِ عاشقِ غمخوار جدا
اور معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان	تیرا انداز زمانے سے ہی ای یار جدا
ای مسلمان تری آنکھونمین ہین عاشق دونون	دلِ بیمار جدا نرگسِ بیمار جدا
یار احسان خلائق سے مجھے نفرت ہی	رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہے	زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشکِ پری چھوڑونگا	سایے کی شکل سے ہونگا نہین زنہار جدا
ڈر خدا کا ہی تو ہی پاسِ صنم بھی ای دل	شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتھون	مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

وہ نازنین گاتی جاتی ہی بتانے مین نہایت تکلف کرتی ہی کبھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی ہی اس طرح سینہ اُبھارتی ہی اور آنکھ چار کرکے اشارے کرتی ہی کہ شاہزادۂ جہانگیر بیتاب و بیقرار ہو جاتے ہین جون جون گانا سُنتے ہین ہوش و حواس مین فرق آتا جاتا ہی اُس نازنین نے گاتے گاتے تلوار کی جانب اشارہ کیا شاہزادۂ جہانگیر نے پر تلے سے

تلوار نکالی رقاصہ کو دے دی بعد تھوڑی دیر کے اُسنے کمان کو اشارہ کیا شاہزادے نے کمان بھی دے دی جب سب سلاح دے چکے تو اُسنے چٹکی سے دامن تھاما مچلنے لگی بتاتی جاتی ہی اور لوح پر اشارہ کرتی ہی کہ یہ مجھے دیجیے تاجدار سرپہ مگس رانی کر رہا ہی جہانگیر نے لوح اُتار کے گلے سے رقاصہ کو دی جیسے ہی لوح رقاصہ کے ہاتھ مین آئی تاجدار سے آنکھین ملا کر رقاصہ نے کہا کہ لو ای مفتری کام ہو گیا اب کیا بات ہی سب نے دیکھا کہ یا تو وہ تاجدار تاج مرصع پہنے ہوے مصروف خدمتگزاری تھا اب دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیہ فام بد انجام کوڑا ہاتھ مین لیے کھڑی ہی کہہ رہی ہی کہ کیون پسر حمزہ ہمارا کارنمایان دیکھا لوح طلسمی یون لیتے ہین یون دھوکا دیتے ہین اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جایئے گا شاہزادۂ جہانگیر نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالین تلوار پہلو مین نہ پائی دوش پر ہاتھ ڈالا حلقۂ کمان سے شانے کو خالی پایا جھلاّ کے اپنے مقام سے اُٹھے مفتری نے اشارہ کیا جہانگیر گرے حکم دیا کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ کنیزون نے شاہزادے کو قید پنہائی جب شاہزادہ مسلسل ومطوق ہو چکا مفتری نے کہا کہ ارابہ لاؤ ارابے پر شاہزادۂ جہانگیر کو سوار کیا مفتری طاؤس پر سوار ہوئی کنیزین بازو بط و قرقرون پر سوار ہوئین اس طرح قید لیکر طرف قلعۂ طلسمی کے چلی راہ مین جو قید طلسم کشا دیکھتا ہی وہ مفتری کی تعریفین کرتا ہی مفتری جادو سب کو سلام کرتی ہوئی سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچی شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا کہ ایک قلعۂ آہن نہایت بلند و مرتفع ہی اُسپر توپین لگی ہوئین چند ساحر ٹہل رہے ہین جو کھونٹے نشان ہوا مین اُڑ رہے ہین خندق مین پانی جوش مار رہا ہی کہ دروازہ قلعے کا کھلا ساحرون نے پل تختہ ڈالا مفتری کو آکے گھیر لیا ہر ایک ساحرہ یہی پوچھتی ہی کہ کیون ایسے ہوشیار کو کیونکر گرفتار کیا مفتری سب سے حال بیان کرتی ہوئی قلعے مین آئی تمام مصاحبان طمطراق و وزیران باشوکت برا سے استقبال مفتری آئے مفتری کو لیکر دربار مین طمطراق کے پہونچے شاہزادے نے مثل اہلِ اسلام سلام کیا طمطراق نے کہا کہ اب یہ جوان چراغ سحری آفتاب

لب بام ہو رہا ہی اسکی باتون کا بُرا نہ مانو اپنے خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہی اب وہ
صلاح کرو کہ سارے اہلِ طلسم کی جان بچے جس روز سے یہ لوگ آئے لاکھون ساحر
مارا گیا قلعے اسلام آباد ہو گئے ہر مقام پہ اِن ہی کی عملداری ہی سب دربار مین خوشیان
کرنے لگے قضائے کار عاشق یاقوت تاجدار ملکہ برقان نور پیکر دربار مین بیٹھی ہوئی
ہی مفتری جادو کی تو بڑی قدر رہی برقان نے جو یہ حالات دیکھے اور یہ بھی ذکر سُنا
کہ یاقوت تاجدار نے رہائی پائی تھی مگر گرگدن جادو کی زوجہ ماہی جادو نے
گرفتار کر لیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رنجیدہ کہتی ہی کہ افسوس فلک نے یہ کیا سامان
دکھایا ہر ایک کا یہی قول تھا اور بزرگون نے خواب مین بھی یہی خبر سُنائی تھی کہ طلسم کشا
آکے اُس دلبر کو رہا کریگا مگر افسوس ہی کہ رہا بھی ہوے اور قید بھی ہو گئے اب اُنسے
ملاقات کیونکر ہو گی فلک نے عجب گردش دکھائی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی طمطراق مشیرون
سے صلاح کرنے لگا کہ یارو مقدمۂ لوح مین کیا کیا جائے مین نے سنا ہی کہ اس جوان
کے بھائی بھتیجے صاحبان لیاقت ہین اور سب نے طلسم توڑے ہین ایسا نہ ہو بعد
اسکے قتل کے وہ لوگ بلوہ کرین جہان کہین لوح ہو گی حاصل کرین گے ایسی مکارہ
کے پاس لوح تھی اور کیا کیا قاعدے مقرر تھے مگر وہ سب قاعدے شکست ہوے
اور لوح طلسم حاصل ہو گئی اور اب مشکل یہ ہی کہ دربند ٹوٹے کئی مرحلے بھی شکست
ہو چکے جو کوئی قصد کریگا وہ سیدھا طلسم مین چلا آئیگا لوح حاصل کر لیگا ایسے مقام پر
لوح رکھو کہ کوئی لوح نہ پاسکے بلکہ نگاہ نہ اُٹھا سکے کسی نے کہا کہ لوح توڑ ڈالیے
طمطراق نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہی لوح کو توڑ نہین سکتے آخر یہ صلاح ہوئی کہ پردۂ قاف
مین ایک مقام ہی کہ اُسکو چہار موجۂ سلیمانی کہتے ہین طبقۂ زمین وہان کا ٹوٹا ہوا
ہی پانی ہی پانی ہی اگر کوئی ساحر وہان جائے اور لوح کو چہار موجہ مین پھینک کر
چلا آئے تو پھر تا روز قیامت کوئی لوح نہ پائے ایک ساحر ہی کہ اُسکا نام عقاب
جادو ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کی کہ ای بادشاہ طلسم آپنے
بہت خوب اور بہت بجا فرمایا مین ایک دن سیر کرتا ہوا جاتا تھا قصر البحرین پر

پہونچا وہاں سے مین نے دیکھا تھا کہ اُسطرف جہاز بھی نہین آتے دور سے پلٹ جاتے ہین وہان کا پانی چرخ مارتا ہی اگر کوئی وہان جاکر پھنسے نکاسی دشوار ہی اکثر جہاز جو جاکر پھنسے اُنپر کے لوگ مر گئے جہاز وہان چرخ مار رہے ہین اگر غلام کو حکم ہو تو غلام وہان جاکے لوح پھینک آئے طمطراق نے عقاب جادو سے عہد واثق لیا کہ راہ مین کہین نہ ٹھہرنا قصر البحرین پر جاکر اُترنا اور کسی مقام پر نہ اُترنا عقاب نے کہا کہ غلام اسقدر تیز پرواز ہی کہ تیسرے دن پلٹ کر حاضر ہوگا لوح کو پھینک کر فوراً چلا آئیگا طمطراق نے عقاب جادو سے عہد و پیمان لیکر کہا کہ ای مفتری تمنے وہ کار نمایان کیا کہ تمام اہلِ طلسم کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے تم تین دن طلسم کشا کو اِسی قلعہ مین قید کرو جب عقاب پلٹکر آئے اُس دن میدان خونی کی تیاری کرو اُس دن طلسم کشا قتل ہو تب ہم سب کو آرام ملے مفتری نے عرض کی کہ حضور ایسی نگہبانی کردون کہ راستہ بند کردون یہ کہکے طمطراق نے لوح ہاتھ مین عقاب جادو کے دی کہا کہ ای عقاب مین نے تجھین خداوند سامری وجمشید کے سپرد کیا مگر ای عقاب کہین راہ مین نہ ٹھہرنا عقاب نے عرض کی کہ غلام کسی مقام پر نہ ٹھہریگا اور نہ کسی سے ملاقات کریگا تین دن کا کھانا پانی مین نے جھولی مین رکھ لیا ہی جاکے لوح پھینک کر بھاگونگا چھ پہر مین جاؤن اور چھ پہر مین آؤن اور اگر کسی اور شخص کو بھیجیے گا تو ایک مہینے مین جائیگا اور ایک مہینے مین واپس آئیگا اس راے کو سب وزیرون اور امیرون نے پسند کیا کہ حضور نے واسطے لوح کے کیا خوب تدبیر کی لوح کو غائب کیا اب لوح کسی کو نہ ملیگی اگر سو عزیز داران طلسم کشا آئین گے تو سر ٹکرا ٹکرا کر چلے جائین گے عقاب جادو لوح کو لیکر نکلا مگر برقان یہ انتظام دیکھکر تڑپ گئی سمجھی کہ بڑا غضب ہوا حقیقت مین لوح ایسے مقام پر جاتی ہی کہ اب جسکا ملنا نہایت دشوار ہوگا ای برقان اسی عقاب کا تعاقب کردن اگر اسکو راہ مین پاگئی اور مار کر اسکو لوح پائی اور طلسم کشا کو دی تو یاقوت تاجدار بھی رہائی پائیگا ورنہ مین بھی اپنی جان دونگی یہ سوچ کر بارگاہ سے نکلی اور تعاقب مین عقاب کے چلی

عقاب جادو عقاب بنا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی اور برقان تعاقب مین مگر عقاب جادو
اس زور مین جاتا ہی کہ برقان قریب نہین پہونچ سکتی ہر چند چاہتی ہی کہ برابر پہونچون
لیکن ممکن نہین کہ پہونچے عقاب جادو جو تیزروی کے ساتھ چلا سو پچاس کوس جاکے
تھکا بیچارا جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگا کہ کوئی مقام ایسا ملے کہ وہان اُتر دو چند ساعت
ٹھہرون پھر اُڑکے چلون یہ سوچ کر نگاہ جو اُٹھائی ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُس پر چشمہ
آب بھی ہی گندے تول کر اُسی پہاڑ پر چلا سوچا کہ پانی بھی پیونگا اور تھوڑی دیر یہان
ٹھہرونگا یہ سوچ کر طرف پہاڑ کے چلا آخر پہاڑ پر اُترا پانی پیا اب ٹہل رہا ہی کہ برقان
پہونچی دور سے دیکھا کہ عقاب جادو ٹہل رہا ہی چاہتا ہی پھر پرواز پیدا کرون
یہانسے بھی نکل جاؤن یہان برقان سوچی کہ اگر یہانسے نکل گیا تو پھر دستیاب نہو گا
جو ہو سکے اسی مقام پر کرو جھولی سے کارد سحر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا ہوا سے اُترنے لگی
جب قریب پہونچی کارد پھینک ماری پشت پر عقاب جادو کے پڑی کہ توڑ کر
سینے کو پار گذری عقاب جادو گرا برقان پہاڑ پر آئی جھولی سے لوح نکالی اپنی
جھولی مین رکھی پر پرواز پیدا کر کے طرف قلعۂ طلسمی کے چلی یہان مفتری نے طلسم کشا کو
اس طرح قید کیا ہی کہ وسط قلعہ مین ایک حجرہ ہی اُسمین تو آپ آکر بیٹھی حجرے
کے سامنے میدان ہی اُسمین طلسم کشا کو بٹھا دیا آپ بیٹھی شراب خواری کر رہی ہی
کہ برقان آکے پہونچی دور سے برقان نے دیکھا کہ مفتری حجرے مین بیٹھی ہوئی
شراب خواری کر رہی ہی برقان زمین پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی مفتری نے
جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی برقان نے کچھ جواب نہ دیا آخر مفتری نے
ایک گولہ مارا برقان نے لوح کو چمکا دیا گولہ پھٹ کر گر ابیکار ہوا مفتری
نے کئی سحر کیے برقان نے لوح سے باطل کیے مفتری نے پکار کے آواز دی کہ ای
شخص تو کون ہی کہ قریب گنہگار کے جاتا ہی برقان نے جواب نہ دیا جھپٹ کر اپنے
کو قریب طلسم کشا کے پہونچا یا لوح اُٹھا کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز لوح لیکر
حاضر ہوئی ہی اسکو پیچھے مفتری وہانسے دوڑی کہ ارے او ظالم تو کون ہی طلسم کشا کو

کیا شے دیتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تیر عذاب کا نشانہ ہوگی برقان نے ایک نہ سُنی لوح لیکر گلے مین طلسم کشا کے پہنادی لوح جو گلے مین طلسم کشا کے آئی قید ٹوٹ کر گری مفتری نے جو یہ معرکہ دیکھا کئی ہزار جادوگرنیان جو اسکے ساتھ ہین اُنکو اشارہ کیا کہ ارے صاحبو برقان جادو مصاحب شہنشاہ ہی غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح دیدی چند طرف طلسم کشا کے چلین چند سے کہا کہ جاکر شاہ کو خبر کرو معلوم ہوتا ہی کہ عقاب جادو مارا گیا جب تو اس ظالم نے لوح پائی کیونکر دستیاب ہوئی اس ظالم نے بڑی کوشش کی شاید اسنے جاکر عقاب جادو کو مارا لوح لیکر آئی ہی طمطراق کو جو یہ خبر پہونچی غصے مین دارالامارۂ شاہی سے نکلا نعرۂ طلسم کشا کی آواز سُنی نعرۂ جہانگیر

جہانگیر ابنِ امیرِ عرب		
تزلزل فتند درمیانِ مصاف	اگر تیغ کین برکشم از غلاف	بہ عالم جہانگیر والا لقب

نعرہ کرکے شاہزادۂ جہانگیر لڑنے لگے رئیسان شہر نے جو یہ خبر سُنی اپنے اپنے محلے سے دوستون کو ساتھ لیکر نکلے وہین سے سبھون نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے کہ منم غلامان طلسم کشا ای شہریار ہمکو یقین کامل ہوا کہ آپ قاتل طمطراق ہین اُسنے لوح کی وہ تدبیر کی تھی کہ امید نہ تھی کہ اب کوئی اہلِ دنیا لوح پائیگا مگر آپ صاحب اقبال نامی ونامدار فرزند صاحبقران عالی وقار ہین کس لطف سے آپ کو لوح ملی کسی کو امید نہ تھی کہ اب آپ رہائی پائین گے مگر صاحبان اقبال کے لیے ایسا ہی ہوتا ہی کہ جیسا آپ کے لیے ہوا جو جہانگیر کے قریب آیا اُسکو شاہزادۂ جہانگیر نے امان دی برقان کی وجہ سے کئی ہزار جادوگر آکر ملے برقان نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ سب غلامان حضور ہین کبھی اطاعت سے گردن تابی نہ کرین گے ہر ایک کی پشت پر طلسم کشا نے ہاتھ رکھا کئی ہزار آدمی ساتھ ہو گئے طمطراق جادو نے جو دیکھا کہ اہل فوج کے بھی لوگ شریک ہو گئے گھبرا گیا مگر برقان نے مفتری کو گھبرا مفتری نے پکار کے آواز دی کہ او نادان بے وقوف تو نے غضب کیا کہ لوح لا کے طلسم کشا کو دی اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگی یہ کہہ کے مفتری نے ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا اور پکار کے آواز دی ای طائر سامری برقان کو دیوانہ تو کر دے طائر نے گرد سر برقان چرخ مارا ایک چیخ ماری کہ

میدان ہل گیا دیکھنے مین وہ طائر چھوٹا سا ہی مگر آواز سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ رعد گرجا برقان تھرتھر کانپی آنکھین اُبل آئین رنگ رو متغیر ہوا گھبرا کر یہ اشعار پڑھنے لگی **نظم**

انقلاب ایسا کبھی ای دلِ بدخو نہ ہوا
ہاے مین تیری جگہ میری جگہ تو نہ ہوا

حوصلے تجکو نکال آئے نہ ای شوق اپنے
دل مین ارمان بنا آنکھ مین آنسو نہ ہوا

ہمنے دیکھے نہ شب وصل کرشمے تیرے
سوکے فتنہ نہ بنا جاگ کے جادو نہ ہوا

باغبان لاکھ چھپایا کیے لیکن نہ چھپا
خون مرغانِ چمن رنگ ہوا بو نہ ہوا

اُسکے ملنے کی خبر مجکو پھڑک کر دیتا
ہاتھ ملتا ہون کہ ایسا کوئی بازو نہ ہوا

تھک کے ہم کوچۂ محبوب مین بیٹھے نہ کبھی
پائون توڑا ابھی مقدرسنے تو زانو نہ ہوا

سوز الفت نے اثر کچھ نہ دکھایا اپنا
کوئی پروانہ چمک کر کہین جگنو نہ ہوا

کم نصیبی کی شکایت نہین مجکو ای دوست
شکر کرتا ہون کہ دشمن سا نکو رو نہ ہوا

جب خدا ہونے کا اقرار خود اُس بت نے کیا
پھر مسلمان وہ کیسا تھا جو ہندو نہ ہوا

عکس نے آئنے کے دل مین جگہ پیدا کی
سامنے کا بھی یہ تُرک آپ سے پہلو نہ ہوا

ساتھ کسکا کوئی دیتا ہی پریشانی مین
رنگ گلشن مین کبھی ہمسفر بو نہ ہوا

شب کو بیتابی دل سے مین ہی مجبور نہ تھا
اپنی شوخی پہ تمھارا ابھی تو قابو نہ ہوا

نامۂ شوق کو رکھتے وہ بنا کر تعویذ
قاصد اپنا کوئی چلتا ہوا جادو نہ ہوا

جبس تمنا کا ہوا خون مرے دل مین جلال
غم دلدار کے عارض کا وہ گلگو نہ ہوا

یہ اشعار برقان پڑھتی ہوئی سامنے مفتری کے آئی ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن مفتری نے کہا کہ ای برقان طلسم کشا سے لوح مانگ لاؤ برقان نے کہا کہ مین جاتی ہون جسطرح لوح دینگے اُس طرح مانگ لاؤنگی شاہزادۂ جہانگیر جنگ مین مصروف ہین طمطراق فوجون کو بھیج رہا ہی ہر ایک افسر پر یہی تاکید ہی کہ جس طرح ہوسکے طلسم کشا کو گرفتار کرلو سپہ سالار ساحران مین سے جو مقابلۂ جہانگیر مین پہونچا جہان لوح جہانگیر نے چمکائی نابینا ہوگیا اوپر سے جہانگیر نے ہاتھ مارا فوراً دو ٹکڑے ہوگئے کئی سو افسر نامی و نامدار ہاتھ سے شاہزادۂ جہانگیر کے واصل جہنم ہوے غول کے

غول بے افسر لڑ رہے ہین اور جہانگیر مصروف جنگ ہین بجاے سپر لوح ہاتھ مین داہنے ہاتھ مین تیغہ کھنچا ہوا شیرانہ و نہنگانہ لڑتے ہوے آتے ہین اکثر افسران فوج جرأت و شوکت دیکھکر فریاد کرتے ہین کہ ای شہریار ہم آپ کی اطاعت کرتے ہین ہماری جان بخشی فرمائیے اس طرح سے کئی افسر شریک ہو چکے ہین ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ رکاب ہین جمع کے سحر کر رہے ہین طمطراق طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو اپنے بیگانے ہوگئے کیا برا وقت ہی ای وزیرو تم دیکھتے ہو کہ طیفور و اسفور دونون بھائی شریک ہوے وزیرون نے فوج کو ترغیب دی خود بھی پڑھکر سحر کیا آتش سحر برسائی ساتھ کے ساحر طلسم کشا کے حیران ہوکر کھڑے ہوگئے سحر کرنا بھولے اُس وقت برقان آکے پہونچی کہ طلسم کشا لوح چمکا رہے ہین برقان نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہریار میری خیرخواہی سرکار پر بخوبی ثابت ہی ذرا لوح مجکو دیجیے میرے حواس درست ہون شاہزادۂ جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا سحر جو مفتری نے کیا تھا وہ اُتر گیا شاہزادے کے قدمون پہ گر پڑی کہا کہ ای شہریار مین سحر مین مفتری کے تھی آپ سے لوح لینے آئی تھی شکر ہی کہ لوح کو دیکھتے ہی ہوش مین آگئی اگر آپ لوح نہ چمکاتے تو مین لوح لیکر مفتری کو دے دیتی اب مین جاکے مفتری سے مقابلہ کرتی ہون یہ کہ کے برقان جھپٹی للکارکے آواز دی کہ او مکارہ جو سحر تو نے کیا تھا وہ اُتر گیا اب مین تیرے مقابلے کو آئی ہون مفتری نے جو برقان کو ہوش مین پایا جل گئی نیمچہ کھینچا آپس مین نیمچہ چلنے لگا مفتری تو ساحرۂ زبردست ہی اس طرح کا نیمچہ مارا کہ سر برقان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون برقان نے پکارکر آواز دی کہ ای شہریار لونڈی رخصت ہوتی ہی شاہزادۂ جہانگیر نے فوراً پلٹ کے دیکھا کہ برقان کے سر سے خون بہ رہا ہی پیچھے ہٹتی چلی آتی ہی اور مفتری نے سانے مین تلوار کے لیا ہی چاہتی ہی کہ یہ رُکے تو ہاتھ ماردون جہانگیر باتوقیر جست و خیز کرکے قریب پہونچے سینہ سپر کرکے سامنے مفتری کے ہوگئے برقان کو ہٹایا مفتری نے نیمچہ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا عکس جو لوح طلسمی کا

مفتری

مفتری پر پڑا نابینا ہو گئی اوپر سے جہانگیر نے ہاتھ مارا مفتری یون ہی سامنے کھڑی ہو گئی نیمچہ جو چمک کر گرا مفتری کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مفتری کے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مفتری جادو بود مرنا مفتری کا جو طمطراق نے سنا گھبرا گیا وزیر دن سے کہا کہ بڑی رفیق قتل ہوئی اب مین نہ ٹھہرونگا راہ مین ایک گنبد ہی اسکو گنبد سامری کہتے ہین وہانکی حاکم دناظم ملکہ سیمبر صحرا النور دہی کہ وہ بزرگ طلسم ہی اُسکے پاس جاتا ہون وہ میری بزرگ ہی شاید کوئی تدبیر بتائے وزیر دن نے کہا کہ بہتر ہی نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین قلعے مین قبضہ طلسم کشا کا ہو گیا اہلِ قلعہ اطاعت کرتے جاتے ہین طمطراق اُسی جنگ مغلوبہ مین تخت پر سوار ہوا او زیر دن کو ساتھ لیا تخت کو بلند کر کے آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا نہین منظور ہی وہ قلعے مین رہجائے اور جسکو ساتھ دینا منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے مین نے سلطنت سے ہاتھ اُٹھایا تخت جو اُڑا اکئی لاکھ ساحر طمطراق کے ساتھ چلے اہلِ قلعہ بعد جانے طمطراق کے فریاد و الغیاث کرنے لگے افسر رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا کہ اے شہریار طمطراق تو نکل گیا حضور کے ہم تابعدار ہین اب امان ملے ہم مطیع اسلام ہوتے ہین کئی ہزار ساحر بصدق مطیع اسلام ہوے شاہزادہ جہانگیر بہ فتح و فیروزی داخل قلعہ ہوے قیدیون کو آکے رہا کیا ملکہ رنگین قمر طلعت و بحرین ابر بار و مواج و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ نے رہائی پائی اُسی قیدخانے مین یاقوت تاجدار بھی قید تھا برقان معشوق کو دیکھ کے بہت خوش ہوئی کہتی تھی صاحب مین نے تمھارے واسطے جانبازی کی کہ جان اپنی لگا دی مگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا کہ جو مین نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا یہ کہ کر طرف شاہزادہ جہانگیر کے متوجہ ہوئی کہا کہ ای شہریار طمطراق سے ہاتھ اُٹھائیے وہ جان بچاکے بھاگ گیا ہر چند کہ اُسکے زندہ رہنے سے یہ خرابی در پیش ہی کہ جب کبھی موقع پائیگا اس قلعے پر چڑھ آئیگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ہم لوگون کا یہ دستور نہین کہ جسپر قصد کرین پھر اُس سے ہاتھ اُٹھائین بغیر اسکے کہ یا اُسے مسلمان کرین یا اگر مسلمان نہ ہو اُسے قتل کرین تعاقب طمطراق کا نہ چھوڑینگے یہ کہکر

ہرکارون کو حکم ہوا کہ مفصل دریافت کرو طمطراق کہان گیا ہرکارے واسطے خبر کے چلے
مگر طمطراق جو گنبد سامری مین پہونچا حاکم اُس گنبد کی ملکہ سیمبر صحرا نورد گنبد مین
بیٹھی ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر پہونچائی طمطراق شکست خوردہ آتا ہی سیمبر نے کہا
کہ ہم جانتے تھے اس سال مین فساد برپا ہوگا جیسے جیسے طمطراق نے غرور کیے اُسی کا
یہ انجام ہوا یہ کہکے سیمبر واسطے استقبال کے نکلی آکے طمطراق کا سامنا کیا سامنا
ہوتے ہی طمطراق نے کہا کہ ای معین و مددگار و ای سرپرست طلسم قلعۂ طلسمی مجھسے چھوٹا ای
سیمبر آپکے پاس آیا ہون فریاد لایا ہون اس وقت مین میری مدد کیجیے قلعۂ طلسمی پر
طلسم کشا نے قبضہ کرلیا بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ساتھ ہین اُن سب کی تو مین فکر
کرسکتا ہون یہ سُنکر سیمبر نے کہا کہ ای طمطراق تم جانتے ہو کہ تمپر کیون زوال آیا باعث
یہ ہوا کہ دین جدید تمنے اختیار کیا ہفت پیکر ایک ساحر زبردست ہی چندے سے
تم نے یہ مذہب نو اختیار کیا پوتا سامری و جمشید کا شہر اسقلانیہ مین ہی اُسکے پاس
چلو دین قدیم اختیار کرو اور اعتقاد ہفت پیکر دل سے نکالڈالو طمطراق تو حد سے
زیادہ گھبرایا ہوا تھا فورًا آمادہ ہوگیا سامری ثانی نبیرۂ سامری شہر اسقلانیہ
کا حاکم ہی اُسی وقت تیاری چلنے کی کی گئی سیمبر مع پانچ سو ساحرون کے طمطراق کو
لیکر طرف شہر اسقلانیہ کے چلی چندروز مین منزلین طی کین جب سامنے شہر کے پہونچی تو
دیکھا کنگرہ ہاے قلعہ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین وہ شعلہ ہاے آتش بلند ہوکے
آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری ثانی تیری خدائی برحق ہی سیمبر نے کہا کہ ای
طمطراق یہ ظہور خداوندی دیکھ طمطراق نے وہین سے سجدہ کیا پکار کر آواز دی
کہ ای سامری ثانی مین نے دل سے تیرا اعتقاد کیا ہفت پیکر پہ لعنت کرتا ہون
یہ کہکے اُسی مقام پہ اُتر پڑا سیمبر نے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند سامری ثانی
آپ کا بندۂ قدیم طمطراق جادو بادشاہ طلسم بین الطرفین معتقد ہوکے
حاضر ہوا ہی امیدوار ہون کہ باریاب ہون یہ عرضی لکھکے سیمبر نے ہوا پہ اُڑادی
ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا عرضی کو منقار مین دبا کے لے گیا دوسرے دن

صبح کو طمطراق نے دیکھا کہ کئی سو جوان واسطے استقبال کے آئے طمطراق و سیمبر کو
بیچ مین لیا شہر مین داخل ہوے طمطراق جادو نے شہر مین آکر دیکھا کہ جا بجا درخت
ہین اُن درختون پر طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین تعریف سامری ثانی
زبان پر ہی ہر طرف سے یا خداوند سامری ثانی کی صدائین بلند ہین طمطراق جادو یہ
عجائب و غرائب دیکھتا ہوا قریب ایک دیر کلان کے آیا دیکھا کہ دروازے پر دیر کے
گھنٹ نوازو نا قوس نواز و برہمن و چھتری تیمبری دھوتیان باندھے ہوے تلک ماتھے
پر لگائے ہوے یا خداوند سامری ثانی پکار رہے ہین طمطراق جادو دروازے پر
دیر کے آیا سیمبر طمطراق کو ساتھ لیکر اندر دیر کے پہونچی دیکھا کہ تخت پر ایک تاجدار
بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت و وزیران اثبت جمع ہین وہ تاجدار سب سے باتین کر رہا ہی
طمطراق نے بڑھ کر سجدہ کیا سیمبر نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند سامری ثانی
یہ بندۂ قدیم برگشتہ ہو گیا تھا اب راہ راست پر آیا ہی امیدوار ہون کہ اسکی خطا
معاف ہو سامری ثانی نے آواز دی کہ ہماری ملکۂ عالم کو بلاؤ کہ وہ آسکے ان
سب کا علاج کرینگی ایک وزیر اُٹھ کر گیا تھوڑے عرصے مین ایک ابر سیاہی آسمان پر
آکر لہرایا اور قریب دیر کے آکر شق ہوا دیکھا کہ تخت پر ایک ماہ پیکر وسمن بر عارض تابان
رشک قمر نہایت حسین و جمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن نمودار ہوئی
تخت آکر زمین پر اُترا وہ تاجدار جو تخت پر بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ اے ملکہ الماس پریچہرہ
تم آگاہ ہوئین کہ طمطراق جادو طلسم شکست کرا کے آیا ہی بہت حال ابتر ہی اب یہان
فریادی آیا ہی اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہی الماس نے ہنس کر جواب دیا کہ مسلمانون
کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیے لاتی ہون اگر موقع بنا
تو لوح لاؤنگی نہین تو صرف طلسم کشا کو لاؤنگی اُس تاجدار نے چلا کے آواز دی کہ اے
بندگان من طمطراق کو رہنے کی جگہ ملے اُسی وقت طمطراق کے واسطے جگہ رہنے کی
تجویز ہوئی پھر اُس تاجدار نے آواز دی کہ اے طمطراق تمنے ہمسے بغاوت کی نیا خداوند
قرار دیا ہمارے باپ دادا خدائی کرتے آئے ہین ایک کو ایک کے بعد خدائی ملی

ہفت پیکر ایک ساحر مکار ہی لیکن اگر تمنے دل سے اطاعت کی ہی تو تمھارا طلسم تمکو ملیگا قدرت ایسے شخص کو روانہ کرتے ہین کہ جاکے زمین اُلٹ دیگی یہ نواسی جمشید کی ہی الماس پریچہرہ اسکا نام ہی جب ملک دمامہ کا تباہ ہوا چاہ زمرد مین یہ بھی تھی اگر اپنے نانا سے عرض کرتی تو صاحبقران کو غارت کردیتے مگر چلا آنا ہی مناسب جانا اس شہر مین جو آئی سامری وجمشید کی ننھیال ہماری ددھیال تھی ہمنے انکو اس ملک کا مالک کیا اور تخت سلطنت پر بٹھایا مگر بد مزاجی انکی قدرت کو پراگندہ کرتی ہی صحبت مین آتی ہین مگر تخلیہ نہین چاہتین اب قدرت ان ہی سے طلسم کشا کو گرفتار کرائین گے ہم بھی تقدیر کو بنگے اور نانا سے عرض کرینگے کہ طلسم بین الطرفین آباد ہوجائے طمطراق جادو کو ذربزدن نے ایک قصر رہنے کو دیا جو کہ نہایت آراستہ تھا طمطراق اُسمین جاکر اُترا الماس پریچہرہ تخت پر سوار ہوئین تلاش مین طلسم کشا کی چلین راہ طی کرتی ہوئین ایک پہاڑ پر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار فوج غیر ساحر ان ہمراہ اُسکا انتظام کرتا ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سامنے سے گذر گیا اسکے بعد الماس نے دیکھا کہ ابر سُرخ وزرد وکبود گرجتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے وہ ابر بھی گذر گئے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان خورشید جمال وآفتاب مثال مرکب باد رفتار پر سوار سپر وشمشیر حمائل ہلال وآفتاب کا ساتھ کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان بُرج قوس مین ہی ہزار تیرونکا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے جست وخیز کرتا ہوا پشت پر لشکر ظفر اثر ساحر وغیر ساحر مسلح ومکمل یہ رعنائی وزیبائی دیکھ کر بیتاب وبیقرار ہوگئی ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگی پیشانی پر پسینہ آیا قلب تھرایا گلچینی گلشن جمال کی کرتے کرتے غش آگیا تھرا کر پہاڑ پر گری اور بیہوش ہوگئی لشکر نکل گیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا وہ صورت زیبا آنکھون کے سامنے نہ پائی اور لشکر کا سامان بھی نظر نہ آیا بیقراری وبیتابی مین یہ اشعار زبان سے نکل گئے نظم

نور رُخ کے روبرو نور قمر کیا چیز ہی
آب دندان کے حضور آبِ گہر کیا چیز ہی

سوز دل کے روبرو نار سقر کیا چیز ہی
نوح کا طوفان حضور چشم تر کیا چیز ہی

نام سُنتا تھا شبِ فرقت مین پر دیکھی نہین
یا الٰہی کس سے مین پوچھون سحر کیا چیز ہی

شیر کے روکے سے مین دیوانہ رُکنے کا نہین
تو بھلا ای پاسبانِ بے خبر کیا چیز ہی

وان یدِ بیضا تھا یان دس اُنگلیان ہین دس چراغ
عیب بینون سے کوئی پوچھے ہنر کیا چیز ہی

اُس سے پوچھون جو ہو صدمے ہجر کے جھیلے ہوے
آہ بے تاثیر کیا شی ہی اثر کیا چیز ہی

آگ لگ اُٹھتی ہی تن مین خود بخود دُھکتا ہی دل
کس سے پوچھون سوزشِ داغِ جگر کیا چیز ہی

تو جوابِ خط تو لا انعام خاطر خواہ لے
جان تک حاضر ہی مال ای نامہ بر کیا چیز ہی

آنکھین دکھلا کر جو ساغر کھینچ مارا یار نے
ہو گیا نشہ ہرن ای نور ڈر کیا چیز ہی

بیتابی مین اُسی جانب چلی جس طرف لشکر جہانگیر گیا تھا شاہزادہ جہانگیر پانچ کوس پر آکے اُترے چونکہ ابر آیا ہوا تھا چابک صبا رفتار سے کہا کہ ای برادر خیمہ استاد کرو اُسمین چل کر بیٹھین آج تمھارا گانا سُنین چابک صبا رفتار نے ایک خیمہ کنارے پر اپنے لشکر کے استاد کیا گلابیان وغیرہ وہان رکھدین چند خدمتگار دروازے پر چھوڑے آپ خدمت مین حاضر ہوا عرض کی کہ جو حضور نے فرمایا تھا وہ سامان تیار ہی شاہزادہ جہانگیر اُٹھے ساتھ چابک صبا رفتار کے اُس خیمے مین آئے مسند پر آکے بیٹھے چابک سے کہا کہ آج
تو گانا سُناؤ چابک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یکہ بازو پہ بندھا ہاتھ ہوا نور کی شاخ
نخل قامت نے نکالی شجر طور کی شاخ

تیرے قامت کی بلندی سے دبیگا طوبےٰ
تیرے ہاتھون سے جھکیگی شجر طور کی شاخ

گجرے پہنے ہوے ہاتھو نمین کھڑے ہو لبِ بام
آج پھولون سے لدی ہی شجر طور کی شاخ

تحفہ گل کھاؤن تو یہ ہو یدِ بیضا حاصل
ہاتھ بیعت کو بڑھائے شجرِ طور کی شاخ

ایک بھی شاخ نہین ہی ترے ہاتھونکے مثال
کونپلین اور نکالے شجر طور کی شاخ

آپ تو اپنی تجلی سے جو بجنود ہو گا
ہاتھ اُٹھائیگی دعا کو شجر طور کی شاخ

آب رُخ سے ترے سینچین اگر ای باغ مراد
گُلِ رخسار نکالے شجر طور کی شاخ

ہاتھ ہی زیر زنخدان وہ کھڑے ہین سر بام	پھل گئی سیب ذقن سے شجر طور کی شاخ
لاش عاشق یہ وہ سر جیب کرا اپنا روئے	نخل ماتم نے نکالی شجر طور کی شاخ

چاہا بک اس رنگ سے اس غزل کو گا رہا ہی کہ شاہزادۂ جہانگیر محو سماعت ہو رہے ہین الماس پریچہرہ اُڑتی ہوئی آتی تھی کہ اسنے دور سے لشکر دیکھا ظلایہ پھر رہا ہی اور حاضرباش و ناظرباش کی صدا بلند ہی اشتیاق دیدار فرحت آثار مین ایک نخل پر آکے بیٹھی کہ کنارے سے لشکر کے گانے کی آواز کان مین آئی جب ان اشعار نے بیچین کر دیا خانۂ دل غم و رنج و الم سے بھر دیا نخل سے اُتری ساحرہ تو زبردست ہی ٹہلتی ہوئی قریب در خیمے کے پہونچی پردے خیمے کے اُٹھے ہوے تھے دیکھا کہ مسند پر وہی جوان بلاتکلف بیٹھا ہی ایک عیارنی کو نئے طور سے بجا رہا ہی شاہزادہ بھی وجد مین ہی ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی خدمتگار پڑے سو رہے تھے ضبط نہ ہو سکا بلاتکلف اندر چلی آئی شاہزادۂ جہانگیر کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک گل رخسار قمر عذار سرو قد خورشید خد پائچے ہاتھ سے سنبھالے ہوے خرامان آتی ہی بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے پکار اُٹھے رباعی

از آمدنت اگر خبر داشتمے	در رہ گذرت گل سمن کاشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی	خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے

اور پھر اُسی بیتابی و بیقراری مین یکایک زبان سے نکل گیا کہ آئیے تشریف لائیے فرد

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

ملکہ الماس پریچہرہ بے اختیار ہو کر ہنس پڑین غنچۂ دہن جو کھلا سفیدی و براقی نے دانتون کی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شاہزادۂ جہانگیر نے بڑھ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اور لاکے مسند پر بٹھایا بیٹھتے ہی الماس پریچہرہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی جہانگیر نے نام اصلی بتایا کہا کہ فکر مین بادشاہ طمطراق کی جاتے ہین طلسم بین الطرفین سے بھاگا ہی اس طرف کی خبر پائی ہی اُسی کی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر الماس پریچہرہ نے ہنس کر کہا کہ صاحب آپ بڑے با اقبال ہین نہین تو مین آپ کا سارا لشکر تہ و بالا کر دیتی ہر چند کہ آپ صاحب لوح ہین مگر سارا لشکر آپ کا دشمن آپ کا ہو جاتا

بلوہ کرکے گرفتار کرلیتے مگر مین بدنصیب ایسی ساعت چلی تھی کہ آتے ہی کمند زلف مین گرفتار
ہوئی شاہزادۂ جہانگیر نے بھی محبت خیز باتین کین چابک صبا رفتار نے جو دیکھا کہ عاشق
ومعشوق بیقرار ہو رہے ہین یہ حیلے سے کسی کام کے اُٹھ گیا دروازے پر جا کے ٹھہرا
قضائے کار ملکہ رنگین قمر طلعت کہ منسوب بھی ہو چکی ہی اور یہ بھی وعدہ کرچکی ہی کہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر سحر سے توبہ کرونگی اسنے شام سے خبر پائی تھی کہ شاہزادے نے
کنارے پر لشکر کے خیمہ استادکرایا ہی اسی سوچ مین اپنے خیمہ مین لیٹی ہی دل کو خیال ہی یہی
ملال ہی کہ تنہائی مین کیون خیمہ استادکرایا دل سے باتین کر رہی ہی کہ صبح کو پوچھونگی کہ کیا
باعث تھا کہ آپ جا کے جنگل مین رہے شاید کسی سے وعدہ ہو یہی دل سے باتین کرتے کرتے
سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین سیم بر قمر منظر دریائے جواہر مین
غوطہ زن بھاری لباس پہنے ہوے پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہی غصہ مین چلی کہ جا کر شکایت
کرون اور پوچھون کہ یہ نازنین کون ہی غصہ جو انتہا کا آیا آنکھ کھل گئی اپنے کو پلنگ پر
پایا گھبرا کے کنیزون کو آواز دی ایک کنیز جاگتی تھی وہ اُٹھ کر سامنے آئی کہا لالٹین کو
تو اُٹھا لے کنیز نے لالٹین اُٹھائی آگے آگے کنیز پیچھے پیچھے ملکہ رنگین قمر طلعت غصے سے
کانپتی ہوئی جو خواب مین دیکھا ہی وہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی چابک صبا رفتار دروازے
پر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ اسنے دور سے ملکہ رنگین قمر طلعت کو آتے ہوے دیکھا کہ غصے مین
جھپٹی ہوئی آتی ہین خواص کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتی ہی چابک صبا رفتار گھبرا کے
اندر آیا کہا کہ ای شہریار ملکہ رنگین قمر طلعت آتی ہین مگر نہایت غصے مین ہین شاہزادہ
جہانگیر نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ الماس تھوڑی دیر کے واسطے ذرا ہٹ جاؤ ورنہ وہ
تمسے فساد کریگی آتشخو شعلہ مزاج جادوون کی سرتاج اُس سے خوف کا مقام ہی یہ سُنکر ملکہ
الماس پریچہرہ نے کہا کہ اُنکو آنے دیجیے مین ہٹ جاؤنگی مگر یہ کہکر آنکھون مین اشک
بھر لائی جہانگیر تو زانو بدل رہے ہین الماس نے ایک چٹکی خاک کی اپنے سر پر ڈال لی
شاہزادۂ جہانگیر نے دیکھا الماس غائب ہو گئی مگر رنگین قمر طلعت جب قریب در
خیمے کے آئی دیکھا کہ چابک صبا رفتار کھڑا ہی کہا کیون کٹنے آج کس سے وعدہ تھا

جنگل مین کیون خیمہ استاد کرایا چابک نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن وجمال وای ماہ آسمانِ کمال آفتاب بیٹھے بیٹھے گھبرائے میرا گانا سُننا منظور رہا یہان خیمہ استاد کرایا ابھی گاتے گاتے اُٹھا ہون ملکہ رنگین قمرطلعت نے کہا کہ تو عیار مکار ہی تیری باتون کا کسکو اعتبار ہی تیرا باہر کھڑے ہونا خاص علامت ہی کہ تو دیکھ رہا تھا شاید شاہزادہ جہانگیر کو میرا خیال ہوا اگر کسی کو دیکھ لونگی اپنی اور اُسکی جان ایک کرونگی اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگی چابک صبا رفتار نے کہا کہ اندر جائیے ملاحظہ کیجیے شاہزادہ اکیلا بیٹھا ہی یہ سُنکر ملکہ رنگین قمرطلعت نے نیچے سے پردہ اُٹھایا اور اندر خیمہ کے آئی شاہزادے کو مسند پر جو تنہا دیکھا اور زیادہ غصہ آیا دوڑ کے دامن پکڑ لیا کہا کہ کیون ای شہریار آپ نے یہان خیمہ کیون استاد کرایا شاہزادے نے تبسم سے جواب دیا کہ چابک صبا رفتار کا گانا سننا منظور رہا یہان خیمہ استاد کرایا کیون صاحب تمکو کیا خیال ہی ملکہ رنگین نے کہا کہ مین کیا کہون اُس سوت کو اپنی نہ پایا ورنہ اپنی جان اور اُسکی جان ایک کرتی جہانگیر نے منت وخوشامد ملکہ رنگین قمرطلعت کو بٹھایا ملکہ رنگین گھبرا گھبرا کر چاروجانب دیکھ رہی ہین مگر الماس تو نکل گئین شاہزادے نے جام بھر کر ملکہ رنگین کو دیا رنگین نے جو یہ محبت دیکھی غصہ اُتر گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے ملکہ رنگین قمرطلعت نے لبریز کیا شاہزادہ جہانگیر کو دیا کہا کہ ای شہریار یہ چابک کہان بھاگ گیا چابک کو بُلائیے جہانگیر نے آواز دی چابک سامنے آیا ملکہ رنگین نے ارشاد کیا کہ ای چابک آج خیر گذری تمنے خبر پہونچا دی تم عیار ہو دروازے پر کھڑے ہو رہے چابک نے عرض کی کہ ابھی تک آپ کو وہی خیال ہی اگر یہان کوئی ہوتا تو آپ اُسکو نہ دیکھتین رنگین نے کہا کہ وہ بھی کوئی ساحرہ تھی لشان نقش پا سے ثابت ہوتا ہی اگر کہو تو ابھی حال کھول دین یہ کہکے ملکہ رنگین نے خاک نقش پا اُٹھائی سامنے خاک کو رکھ کر چند دانے ماش کے مارے کہ وہ خاک اُڑی اُسمین سے آواز آئی کہ مین خاک پاے ملکہ الماس پریچہرہ ہون یہ سُنکر جہانگیر نے کہا کہ صاحب تمین سحر مین سب طرح کا دعوی ہی ملکہ رنگین قمرطلعت نے کہا کہ ای

شہریار الماس پریچہرہ وہ ساحرہ ہی کہ دمامہ جادو کی عملداری مین رہتی تھی سامری ثانی مدت سے اُسپر عاشق ہی مگر وہ نہین مانتی ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمنون کو پکڑ لیجائے جہانگیر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نہین جانتا کہ الماس کسکا نام ہی جب شاہزادۂ جہانگیر نے عذر کیا تو ملکہ نے ہنس کر چابک صبا رفتار سے کہا کہ بھیا یہ تو جھوٹ جھوٹ باتین کر رہے ہین تم کچھ اشعار گاؤ چابک نے غم والم دونون کا مٹانے کو یہ اشعار شروع کیے نظم

سب بناوٹ ہی یہ الفت تیری — جھوٹ ہی ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہی جو چلتا ہی تو — صاف قامت ہی قیامت تیری
بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہون — کیا ہی یاد آتی ہی صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو ای مہر — یاد جب آتی ہی صورت تیری
مجکو کچھ کام نہین جنت سے — ہی گلی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا — غم اُٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہی تیرا — خاک چھنوائیگی الفت تیری
کیا کھُلین تجھ پہ سنہری کپڑے — صورت مہر ہی صورت تیری
جب مجھے دیکھتا ہی کہتا ہی — ہی مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اور سے بات — نور اتنی نہین طاقت تیری

تھوڑی دیر تک ملکہ رنگین قمر طلعت بیٹھی کہا کہ ای شہریار اب مین رخصت ہوتی ہون شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ بسم اللہ اسپر بھی ملکہ رنگین قمر طلعت بگڑین کہا کہ ای شہریار میرا بیٹھنا اس وقت ناگوار ہی شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ رنگین تمہارے دل مین ایسا شک پڑا ہی کہ وہی کہے جاتی ہو ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ خیر بہتر ہی میرا عرض کرنا ثابت ہو جائیگا یہ کہکے ملکہ رنگین قمر طلعت رخصت ہوئین ملکہ الماس کا جانے کو دل نہ چاہتا تھا باہر نکل کر ایک طائر کی شکل بنین ایک درخت پر جا بیٹھین جب ملکہ رنگین چلی گئین تو ملکہ الماس درخت سے اُتر کر آئین کہا کہ ای شہریار مین سامری ثانی سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ براے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون مین آکر

اس دام مین پھنسی اب جا کر کچھ حیلہ کرونگی مگر آپ اسی مقام پر رہیے آگے نہ بڑھیے مین گرفتاری طمطراق کی تدبیر کرونگی یہ کہکے بخوبی سمجھایا کہا کہ اب آپ ہمسے مطمئن رہیے یہ کہکے ملکہ الماس پریچہرہ رخصت ہوئین سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہوا ہی وزیرون سے کہ رہا ہی کہ ملکہ الماس نے جا کر لشکر طلسم کشا برباد کیا ہوگا طلسم کشا پر نیچہ قابض ہونا دشوار ہی مگر سردار اُنکا کوئی نہ بچیگا کہ سامنے سے ابر سیمابی نمایان ہوا چند طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سے پھول برستے ہوے ابر آکے پھٹا سامری ثانی نے دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ آتی ہین رنگ رو اُڑا ہوا بوس وکنار جو ہوا ہی عارض پر بوسون کے نشان ہین حیران و پریشان آکر اُترین سامری ثانی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کہو کیا گذری الماس پریچہرہ نے کہا کہ بحرین د مواج و رنگین قمر طلعت یہ تین ساحر ایسے ساتھ ہین کہ کوئی فعل بن نہ پڑا رنگین طلائے پرتھی بحرین و مواج عقاب بنے ہوے بالاے خیمہ طلسم کشا تھے اگر اصلی ہوا کا جھونکا آتا ہی تو رنگین اُسکو سحر جانتی ہی دفع کرنے لگتی ہی آٹھ پہر یہ تینون سردار اسی فکر مین رہتے ہین مین دیکھ کر چلی آئی جس وقت موقع ان لوگون سے پاؤنگی ایک پہر بھر مین لشکر تباہ کرونگی سامری ثانی نے کہا کہ مواج د بحرین ایسے ہی ساحر ہین تمنے خوب کیا کہ سحر نہ کیا اگر سحر کرتین تو مقابلہ پڑ جاتا بحرین و مواج پرانے ساحر ہین علم سحر و شعبدے سے بخوبی ماہر ہین مگر مین اور بھی تدبیر کرتا ہون ہرچند کہ الماس نے سمجھایا کہ یہ مقدمہ میری راے پر رکھو مگر سامری ثانی نے وزیرون کو حکم دیا کہ وہ تدبیر کرو کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے وزیرون نے اُسی وقت پہلوانون کو فرمان لکھے کہ جاکے طلسم کشا کو روکو جس منزل پر ہی وہان سے بڑھنے نہ دو ہفت درے پر وزیرون نے نامہ لکھا کہ وہان پہلوانان مختلف وضع ہین وہ جاکے انھین روکین گے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو جاکے ہلاک کرین اور طلسم کشا اس اقلیم سے زندہ بچ کر نہ جانے پائے یہان طلسم کشا میدان مین اُترے ہوے ہین محبت الماس دل مین خیال آٹھ پہر آب و گل مین صبح کا وقت ہی بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہین چابک صبا رفتار تمس رانی کر رہا ہی بحرین د مواج و رنگین د ماہ رخسار کرسیون پر بیٹھے ہین ہامان صحرا نورد انتظام لشکر کر رہا ہی تمام

لشکر صحرا مین فروکش ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان آگے آگے جسم انسان کا
سر شیر کا چابک سے شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہی اور
کیون آیا ہی چابک گیا اور دریافت کر کے آیا کہ جنید شیر سر اسکا نام ہی برائے مقابلہ
طلسم کشا آیا ہی جہانگیر نے کہا کہ سمجھا جائیگا جنید شیر سر نے اُترتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی
بجے اُسی وقت طبل جنگی پہ چوب پڑی یہ خبر ہرکارون نے شاہزادہ جہانگیر کو پہونچائی
جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ ہزبر زرین پوش صحرا نورد صحرا ے
چرخ زبرجدی پہ آکے بیشہ نشین ہوا جنید شیر سر سوار ہوکے میدان کارزار مین
آیا صف سے اپنی آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شاہزادہ جہانگیر مع لشکر میدان کارزار مین
آکے پہونچے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے جنید شیر سر نے
قصد کیا کہ گینڈا اپنا میدان مین نکالون کہ صحرا سے گرد اُڑی اقوام فیل سر بارہ
ہزار فیل سرون سے آکر پہونچا جنید نے حال پوچھا اقوام نے کہا کہ سب فوجین چل چکی
ہین فرداً فرداً آیا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی دیلم خرطوم بینی بارہ ہزار پہلوان
اپنے ہمراہیون سے آکر پہونچا بعد اُسکے پھر گرد اُڑی عشاق دراز گوش بارہ ہزار
جوانون سے آکر پہونچا نعمان سگ سر چھ ہزار جوانون سے آیا اور ہامان مرغ سر
دس ہزار سوارون سے اسقدر فوجین آئین کہ تمام صحرا معمور ہو گیا دیکھنے والے
گھبرا رہے تھے جب یہ سب جمع ہو چکے آمدین فوج کی دوپہر ڈھل گئی کہ جنید شیر سر
نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ نکلون ہامان صحرا نورد نے
گھوڑا اپنا بڑھایا ہرچند کہ جہانگیر نے منع کیا مگر ہامان صحرا نورد نے نہ قبول کیا
گھوڑا بڑھا کر سامنے جنید شیر سر کے آیا جنید شیر سر نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا
مرکب نے ہامان کے جو مرکب جنید شیر سر کو دیکھا بھڑا بدلگامی کرنے لگا جنید نے
بڑھ کر ہامان صحرا نورد پہ چنگل مارا اور گھوڑے سے کھینچ لیا لشکر مین جنید شیر سر کے

ایک قہقہہ ہوا جہانگیر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا اور آواز دی کہ
او جنید شیر سر آگے نہ بڑھنا مگر جنید اپنی صف پر پہونچا ہی چاہتا ہی کہ ہامان کو اپنے
ساتھ والون کو دے کہ یکایک پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ او مکار یہ کیا
حرکت ہی جنید پلٹا ہاتھ تلوار کا شاہزادۂ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے تلوار کو
تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بتایا کمر پر ہاتھ مارا کہ جنید شیر سر کے
دو ٹکڑے ہوے عشاق درازگوش کہ اسکے کان مثل کمل کے پٹے ہوے دوش پر
پڑے ہین عشاق نے آکر حربہ کیا شاہزادۂ جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اُس
درازگوش کے بھی دو ٹکڑے ہوے سب فوجون نے شاہزادۂ جہانگیر کو گھیر لیا
جہانگیر جنگ رستمانہ کر رہے ہین ملکہ الماس پریچہرہ جو صبح کو دربار مین سامری
ثانی کے آئین سامری ثانی نے اُسوقت وزرا سے پوچھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین کسکو
بھیجا وزرا نے عرض کی ہفت درے پر ہمنے نامہ لکھا ہی شیر سر وغیرہ جسقدر فوجین وہان
رہتی ہین سب مقابلے مین طلسم کشا کے گئی ہونگی وہ لوگ بصورت ہاے مختلف پامال
کر کے آئین گے فوج طلسم کشا اُنکو دیکھ کر بھاگ جائیگی الماس نے جو یہ سنا ایک
ٹھنڈی سانس کھینچی سوچین کہ حقیقت مین یہ اقوام مختلف جو پہونچی ہونگی کیا آفت
برپا کی ہوگی طلسم کشا کس سے کس سے لڑین گے دربار سے سامری ثانی کے اُٹھین
سامری نے کہا بھی کہ ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو ملکہ الماس نے کچھ جواب نہ دیا
باہر نکل کر طاؤس پر سوار ہوئین طرف میدان کارزار کے چلین اُسوقت آکے
پہونچین کہ شاہزادۂ جہانگیر گھرے ہوے ہین سگ سر وغیرہ حملے کر رہے ہین
گھوڑا شاہزادے کا بدلگامی کر رہا ہی جدھر پلٹا کبھی سگ سر کو دیکھا اور کبھی
فیل گوش پر نگاہ پڑی ان مختلف صورتون کو دیکھکر اور زیادہ تڑپتا ہی شاہزادہ جہانگیر
روکتے ہین مگر مرکب نہین تھمتا زخمی بھی ہو چکے ہین خون جسم سے بہ رہا ہی لخلخے خون کے
جمے ہوے مگر جس مقام پر جم گئے لاشون کے انبار کر دیے الماس پریچہرہ کی نگاہ
جو اس حال پر پڑی بیتاب و بیقرار ہو گئی ادھر یہ بھی دیکھا کہ رنگین قمر طلعت فوج

غیر ساحران کو بھیج رہی ہین ساحر کوئی نہین بڑھتا ایک طائر کی شکل بنکر الماس ایک
نخل پر بیٹھی شاہزادۂ جہانگیر پہ جو حربے پڑتے ہوے دیکھے پتون کی آڑ مین ہو کے ہاتھ
چمکایا برق جو کڑک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے کافر گھبرانے لگے ایک نے اُن مین سے
پُکار کر کہا کہ ای طلسم کُشا ساحرون کے بھروسے پر لڑتے ہو جہانگیر نے پلٹ کر طرف
ملکہ رنگین کے دیکھا دیکھا کہ رنگین کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین اور غیر ساحرون
کو بھیج رہی ہین کنیزون نے اگر قصد سحر کرنے کا کیا تو اُنکو منع کر دیا کہ تم لوگ نہ بڑھو
جرأت شاہزادۂ والا قدر سے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحرون سے ساحر لڑین
جہانگیر نے پُکار کے آواز دی کہ ای ملکہ رنگین قمرطلعت یہ سحر کسنے کیا کہ کئی سو کے
سر اُڑ گئے اُنکے گھوڑے بھڑکتے ہین ملکہ رنگین نے پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار کیا
مجال جو کوئی یہا سنے سحر کرے شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ملکہ دریافت تو کرو یہ سحر کون
کر رہا ہی ملکہ رنگین بہ نگاہ غور دیکھنے لگین ایک شخص نے بڑھ کر شاہزادۂ جہانگیر
پر نیزہ مارا کہ وہ نیزہ پشت پر پڑا خون جاری ہوا الماس نے ہرچند چاہا کہ ضبط
کرون نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت عشق سے
ٹوٹا اُسی جوش مین ہاتھ ہلا دیا رنگین قمرطلعت کی نگاہ پڑی کہ طائر نے پر ہلائے اور
برق چمکی دل مین سوچی کہ ای رنگین یہ کوئی ساحرہ ہی یہ سوچ کر چند دانے ماش کے
طائر پہ مارے طائر نے ماش کے دانون پر پر مار دیے وہ ماش کے دانے زمین پر گر کر
جل گئے بحرین و مواج نے جو دیکھا کہ ہماری بیٹی کا سحر خالی گیا یہ ساحر کون ہی بحرین
نے ایک دو پتھر مارا کہ وہ درخت جلنے لگا مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے
ظاہر ہو یہ کون شخص ہی درخت جل کر خاک ہوا دھوان پیچیدہ اُٹھ رہا ہی یکایک وہ
دھوان بھی پھٹا سب نے دیکھا کہ اُس دھوئین مین سے ایک آفتاب تابان نمایان ہوا
ہونٹھ ہلتے ہوے چہرے پہ اُداسی زلف عنبرین پر پریشانی آئینۂ رخسار پہ حیرانی مگر
کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین ہین ملکہ رنگین قمرطلعت نے ملکہ الماس پریچہرہ کو پہچانا
رنگین نے شاہزادۂ جہانگیر کو پکار کے آواز دی کہ ای شہریار سرکار کی معشوقہ

سحر کر رہی ہین ملکہ الماس کو یہ سُنکر بہت ناگوار ہوا اپکار کے آواز دی کہ بی رنگین ذرا زبان سنبھالو کیسے عاشق و معشوق فقط رحم دلی کو کام کیا ورنہ ہمکو کیا غرض تھی کہ اس جنگ مغلوبہ سے بچاتے ملکہ رنگین نے ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہا بوا خاموش رہو ہم سب معاملات سمجھ چکے الماس نے ہاتھ ہلایا گولہ کٹ کر گرا ملکہ رنگین نے کئی سحر کیے لیکن ملکہ الماس نے اشارون مین دفع کر دیے بحرین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ الماس پہ سحر تاثیر نہین کرتا رنگین شرمندہ ہو کے رہجاتی ہی چہرے سے اُداسی بالون سے پریشانی آئینۂ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی ہی بحرین نے جھپٹ کر پشت پہ الماس کے آکے حلقہ ہائے کمند سحر مارے الماس نے تڑپ کر وہ حلقے توڑے پلٹ کر بحرین پہ جو سحر کیا بحرین کی زبان بند ہوئی الماس نے کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لے اُڑے رنگین نے بالون کو اپنے کھول دیا ہاتھ پہ الماس کے شعلہ گرا کہ آبلہ پڑ گیا بحرین کو چھوڑا بحرین طرف زمین کے چلا زمین شق ہوئی ایک عقاب تڑپ کر زمین سے نکلا اُسنے بحرین کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا رنگین نے چاہا کہ عقاب کو مارون دوسرے طائر نے رنگین کو لیا الماس تڑپ کر بلند ہوئی ملکہ رنگین و بحرین کو دو طائر لے گئے مگر الماس اس طرح جھپٹی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ براے قتل طائران جاتی ہی مگر وہ طائر برق جہندہ تھے تڑپ کر نکل گئے عقب مین الماس بھی غائب ہوئی چابک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا تعاقب مین بحرین و رنگین کے چلا مگر حیران ہی کہ مفصل کیونکر معلوم ہو کہ کون لے گیا حیران و پریشان جاتا ہی یہان جہانگیر نے سب افسرون کو مارا اہل فوج شکست کھا کے بھاگے مواج دریا شگاف واسطے دختر و شوہر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین جہانگیر نے پوچھا کہ ای مواج خیر تو ہی آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین تمکو معلوم ہوگا کہ چابک صبا رفتار اسی فکر مین گیا ہی مواج نے عرض کی کہ ای شہریار مین حیران ہون کہ کیسا سحر کامل تھا ورنہ شوہر میرا اسقدر شعبدہ باز ہی کہ کوئی اُس کا مقابلہ نہین کر سکتا لیکن ایسا ناچار ہوا کہ طائر اُٹھا لے گیا اور کچھ

زور نہ چلا کنیز واسطے شوہر کے بہت بیقرار ہی حضور سے سُنا ہوگا کہ مین کبھی شوہر سے جدا نہین ہوئی میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

اُنکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا
دم کے مہمان ہین پیغام اجل آپہونچا

پاس ایمان نہ رہا عشق بُتِ ہرو مین
مین جو کعبے سے پھرا سوے کلیسا پہونچا

خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو
مین ادھر اور اُدھر یار کو نامہ پہونچا

پڑھ کے مضمون غم انگیز بھر آئے آنسو
اُنکی خدمت مین عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اُس بحرِ لطافت کی جو آئی دل مین
صورتِ موج روان جانبِ دریا پہونچا

کمر یار کا نازک تھا نہایت مضمون
ذہن مطلق نہ دمِ فکر ہمارا پہونچا

قاصد یار کو مین اپنا پیمبر سمجھا
وحی سمجھا جو مرے پاس نوشتا پہونچا

قدسیون نے بھی جگر تھام لیے ہاتھو ن سے
شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا

حورین آئین ترے کُشتے کی زیارت کے لیے
کربلا مین جو پئے دفن جنازا پہونچا

جوش الفت سے وہ روتے ہوے در تک آئے
زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے
چھوڑ دو نور کہ دُکھنے لگا میرا پہونچا

شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ای مواج نہ گھبراؤ انشاء اللہ چابک صبا رفتار مفصل خبر لیکر آئیگا مواج یہ باتین سُنکر سامنے سے جہانگیر کے چلی چاہا کہ اپنے خیمے مین جاؤن کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری مواج کو اُٹھا لے گئی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ جب افسران مختلف وضع مارے گئے اہل لشکر اُنکے اپنے سردارون کے لاشے لیکر شکست خوردہ بھاگ گئے شاہزادۂ جہانگیر اُسی مقام پر فروکش ہین لیکن چابک صبا رفتار جو تلاش مین رنگین و بحرین کی چلا کئی کوس تک نکل گیا ایک مقام پر آکے دیکھا کہ ایک باغ بنا ہی اور چند کنیزان زرین پوش دروازے پر کھڑی ہین آپس مین چُہلین کر رہی ہین چابک صبا رفتار نے اپنے کو ایک زرغۂ نخل مین چھپایا دیکھ رہا ہی کہ ایک کنیز پھرتی ہوئی اُسی طرف آئی چابک نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکر آکے اُن کنیزون مین ملا اُنھین کے ساتھ باغ مین آیا

اگر دیکھا کہ گل ہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرون کا جوش و خروش حباب لب جو کو بیہوشی مین ہوش وسط باغ مین چبوترہ بلور کا حالت اُسکی نور کی فرش مشجر بچھا ہوا مسند جواہر نگار آراستہ و پیراستہ اُسپر ایک نازنین بیٹھی کہہ رہی ہی کہ اری شفتلو بحرین و مواج و رنگین کی حفاظت کرنا ملکہ فرما گئی ہین کہ اُنکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے آب و دانہ پہونچانا کنیزین عرض کر رہی ہین کہ اُنکو اُسی قصر مین چھوڑا ہی آرام سے بیٹھے ہین مگر رنگین سب سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہی چابک نے جو ان سب کا حال سُنا گھبرایا گھُس کر محفل مین بیٹھا کہا کہ حضور ایک غزل سُناؤن اس وقت فصل بہار کا ہوش ہی کنیزون نے اُس نازنین کا نام گلستان جادو لیا گلستان نے کہا کہ ای نرگس تیری عادت دیدہ بازی کی نہین جاتی خوشی تیری ملکہ الماس کی پریشانی پر دل ہمارا بیقرار ہی کل سے خاصہ نوش نہین فرمایا آج فرماتی ہین کہ ان قیدیون کو رہا کردن یا قید مین رہنے دون دونون طرح مشکل ہی مگر چابک نے بایان کھینچ کر ٹھیکہ بجایا گلستان نے کہا کہ ای نرگس تم تو طبلہ خوب بجاتی ہو چابک نے کہا گاتا تو سُنیئے یہ کہکر یہ غزل شروع کی نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین ۔ گردن ہی طوق حلقۂ چشمِ غزال مین
اُلجھا رہا ہین زلف سیہ کی مثال مین ۔ مضمون پیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
ایکے ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین ۔ عنقا کو باندھ لائین گے دام خیال مین
ای عشق کون لے درد دلدار کی خبر ۔ دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون ۔ مہندی بندھی نہین مرے پاے خیال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا ۔ صدہا شریک ہوتے ہین مُوتے کے مال مین
تمنے نگاہِ قہر جو کی عین غیظ مین ۔ تل تیل ہو کے رہگیا چشمِ غزال مین
تمکو زوال حُسن کا ہو دیکھنا جو رنگ ۔ احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین
یارب بُرا ہو ذکر زمانِ فراق کا ۔ گذری شب وصال اسی قیل وقال مین
قیدیون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ ۔ بیڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین

آنکھون مین ڈورے ہین نہ ابروے پُرضیا	چلّا بندھا ہوا ہی کمانِ ہلال مین
اللہ رے صفیر کی رنگین خیالیان	لو انتو پھول جھڑتے ہین یون بول چال مین

چابک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ گلستان تعریفین کرنے لگی کہا کہ ای نرگس خوب گاتی ہو چابک صبا رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ اب حضور شراب کا چرچا ہو گلستان نے کنجی میخانے کی دی چابک جاکر شراب کو خراب کرکے لایا چند اشعار گاکر جام بھر کر اول گلستان کو دیا گلستان بے خوف پی گئی اب تو چابک نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی کہ سب بیہوش ہوے چابک نے چاہا کہ قتل کردون پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو قتل کرنے سے اسکے کوئی آفت برپا ہوجائے آخر خنجر کمر مین رکھ لیا جھپٹ کر قریب اُس کمرے کے آیا قفل لگا ہوا تھا اُسکو کاٹا اندر کمرے کے آیا دیکھا کہ ملکہ رنگین و مواج و بحرین مسلسل و مطوق زبانون مین سوزن دیے ہوے بیٹھے ہین مگر ملکہ رنگین بیہوش پڑی ہین چابک نے چاہا کہ بحرین کی زبان سے سوزن نکالون بحرین نے منع کیا کہ ای چابک میرے پاس نہ آنا چابک طرف مواج کے چلا مواج نے بھی منع کیا کہ ای چابک اگر مجبور رہا کروگے تو خود گرفتار ہوجاؤ گے چابک نے چاہا کہ رنگین کو ہوشیار کردون ہر چند کہ ہاتھ ہلاتا ہی مگر ملکہ رنگین ہوشیار نہین ہوتین چابک صبا رفتار ناچار ہوکر پلٹا خیال مین آیا کہ سب کو چل کر ہوشیار کردون انکے بیہوش کرنے سے کچھ نفع نہ ہوا چاہا کہ باہر نکلون کہ دیوار کمرے کی شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ نمودار ہوئی اُنگلیون سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس نکلتے ہی آواز دی کہ او چابک تونے بڑی گستاخی کی اگر ان سب کو تو رہا کرتا تو سر اُٹھاتا چابک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے سب کو بیہوش کیا مگر کچھ مطلب نہین حاصل ہوا ملکہ الماس نے کہا کہ ای چابک صبا رفتار یہ سحر ہمارا ہی بی رنگین کو بڑا دعویٰ تھا مواج و بحرین اپنے کو بے مثل و بے نظیر جانتے تھے لیکن کیسے پھنسے کچھ زور نہ چلا یہ کہکر جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا کہا کہ ای چابک اسکو منھ پر رنگین کے چھڑکو رنگین

ہوشیار ہو گی چاباک نے وہ پانی جو مُنھ پر ملکہ رنگین قمر طلعت کے چھڑکا ملکہ رنگین کو چھینک آئی آنکھ کھول کر چاباک کو دیکھا کہا کہ ای مہتر والا گہر خوب وقت پر پہونچے ہمنے بڑے صدمے اُٹھائے ہمکو بی الماس گرفتار کرکے لائی ہین کہ یہان وسے آگرا الماس نے سلام کیا کہا کہ ای شاہزادی علم سحر عجب نازک مقدمہ ہی اگر چل گیا تو دیوانہ کیا اگر نہ چلا تو پریشانی ہی آپ نے دیکھا کہ آپ لوگ کیونکر گرفتار ہوے کوئی بھی زور چلا اب مین آپ کو رہا کرتی ہون ہم بھی مشتاق جمال شاہزادہ جہانگیر ہین ہمارے آنے جانیکا سدباب نہ کیجیے گا رنگین نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا کہ ای الماس ہم تم دونون گلچین گلشن جمال شاہزادہ جہانگیر ہین اِسی دو دن مین دیکھو کیا کیفیت ہوئی کیسے کیسے سردار بہ اے مقابلۂ شاہزادۂ والا قدر آئے اُس شیر کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سُنکر ملکہ الماس نے کہا کہ ای ملکہ رنگین اسکو یاد رکھنا کہ یہ سرحد حکومت سامری ثانی ہی بے ہماری مدد کے یہان مشکل کشائی نہ ہو گی ہزار طرح کے وہ شعبدے جانتا ہی اُسکے شعبدون سے بچنا مشکل ہی ہم اُن عجائب وغرائب کو بیان کردین گے ملکہ رنگین نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا الماس نے اول زبان سے رنگین کے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ قید کو توڑون مگر نہ ہو سکا الماس نے ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی قید خانے مین ہو ہماری سرحد ہی قید نہ ٹوٹیگی یہ کہکر قید جسم سے دور کی ملکہ رنگین نے رہا ہوتے ہی مان باپ کی زبان سے سوزن نکالی بجرین ومواج پُرانے ساحر ہین قیدین توڑ کر سیدھے ہوے رنگین وبجرین ومواج کمرے سے باہر نکلے الماس نے کہا کہ بی رنگین تم جاؤ چاباک کو روک لیا رنگین وبجرین ومواج اُڑتے ہوے چلے سرحد باغ سے نکلے تھے کہ صحراے سبزہ زار ملا دیکھا کہ بڑے بڑے درخت اُگے ہوے ہین جا بجا آہو پھر رہے ہین کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین ایک سے ایک تیز وطرار وچالاک وچست ارادے درست ٹھون پر گھالنس کے کبھی مُنھ ڈالتے ہین کبھی جست وخیز کرتے ہین کبھی آپس مین لڑتے ہین خوش فعلیان کر رہے ہین ملکہ رنگین نے جو اُن

آہوان صحرا کو دیکھا مان باپ سے کہا کہ دیکھیے یہ آہو کیسے خوبصورت ہین کہیے تو دو چار کو گرفتار کر لین شاہزادہ بہت خوش ہوگا بحرین نے کہا کہ ای نور نظر اگر تمھاری خوشی ہو تو یہ آہو تمھارے ساتھ ہون اتفاق سے ہم سحر مین الماس کے پھنس گئے رنگین نے کہا کہ آپ سحر کیجیے یا مین سحر کرون بحرین نے پڑھ کر کچھ ماش کے دانے پھینکے آہو جستین کرنے لگے گرد بحرین کے پھرتے تھے ایک آہو نے بڑھ کر رنگین کے سامنے آنکھین جھپکائین رنگین نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسے پکڑ لون وہ آہو ایک جانب بھاگا ملکہ رنگین اُسکے پیچھے دوڑتی ہوئی چلین بحرین نے پُکار کر کہا کہ ای نور نظر اب آہو کا پیچھا نہ کرو ملکہ رنگین نے پلٹ کر کہا کہ مین اسے لیکر آتی ہون بحرین و مواج دیکھ رہے ہین کہ وہ آہو جا کے ایک درۂ کوہ مین گھس گیا رنگین قریب درۂ کوہ کے کھڑی ہین ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ اندر درۂ کوہ کے جاؤن کہ یکایک کوہ کے اندر سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دوسرے مواج و بحرین نے دیکھا کہ شیر ڈکارتا ہوا قریب رنگین کے آیا اس طرح جھپٹ کر حملہ کیا کہ رنگین تھرا کر زمین پہ گری ہر چند کہ چاہتی ہی سحر کرون شیر کو ہٹاؤن زبان مین لکنت ہی مزاج کی عجب کیفیت ہی شیر نے رنگین کو اُٹھا لیا مُنھ مین دبا کر درۂ کوہ مین گھس گیا اب تو بحرین بیقرار ہوا اور قریب درۂ کوہ کے آیا للکار کے آواز دی کہ او سگ صحرائی نکل تو سہی مواج نے دیکھا کہ وہی شیر مُنھ سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوے درۂ کوہ سے نکلا بحرین شیر کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ رنگین کو کھا کر آیا ہی تلوار کھینچ کر اسم سحر پڑھتا ہوا شیر پر جا پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے شیر نے خالی دیے بحرین ذرا اُرکا تھا کہ شیر نے دھڑوکہ مارا بحرین زمین پر گرا شیر نے بحرین کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ مین چلا گیا مواج حد سے زیادہ بیتاب ہوئی کہ دختر بھی گرفتار ہوئی اور شوہر پر یہ سانحہ ہوا دل کو صبر نہ آیا جھپٹ کر قریب آئی غل مچانے لگی ایک گولہ مارا کہ پہاڑ تھرا گیا درۂ کوہ سے وہی شیر نکلا مُنھ مین اُسکے خون بھرا ہوا ڈکارین لیتا ہوا قریب مواج کے پہونچا مواج

بھی اُسی طرح گری شبیر نے مواج کو بھی اُٹھا لیا درہ کوہ مین گھُس آیا یہان ملکہ
الماس نے بعد ان تینون کے جانے کے چابک سے کہا کہ تمنے جو انکو بیہوش کیا ہی
انکو قتل کرو مگر وہ تینون شخص پھر آتے ہین جنگل مین جاکر اُنپر افتاد پڑی بیران
جادو نے اُن تینون کو پھر گرفتار کر لیا چابک نے بڑھ کر گلستان جادو کو
قتل کیا کنیزین ہوشیار ہوگئین قدمون پر الماس کے گرین کہا بی بی ہم آپ کے
تابعدار ہین بلکہ گلستان نے جو خطا کی اُسکی سزا پائی الماس نے کنیزون کو
گلے سے لگایا کہا کہ خبردار سامری ثانی کے سامنے یہ ذکر نہ آئے کنیزون نے
کہا کہ کیا مجال جو ہم زبان سے نکالین کہ دیکھا ایک طرف سے آندھی چلی چابک
نے دیکھا کہ ایک ساحر رنگین و بحرین و مواج کو گرفتار کیے ہوے لیکر پہونچا
سامنے الماس کے حاضر کیا الماس نے کہا کہ ای ہزبر آدمخوار تونے بڑا
کام کیا انکو گرفتار کر لیا الماس نے دیکھا کہ ملکہ رنگین شرمندہ سر جھکائے
ہوے بیٹھی ہین بحرین و مواج کو غصہ ہی چاہتے ہین کہ زبان سے سوزن نکلے تو
ہم الماس پر سحر کرین الماس نے جو زن و شوہر کو برہم پایا ہزبر سے کہا کہ
انکی زبانون سے سوزن نکال لے ہزبر نے دونون کی زبانون سے سوزن نکالی
جیسے ہی زبانون سے سوزن نکلی بحرین نے ہزبر پر سحر کیا ہزبر چپکا کھڑا رہا لیکن
الماس نے ہان ہان کر کے بحرین کا ہاتھ تھام لیا کہا یہ بجا ہی مگر مواج نے تڑپکر
ہاتھ ہلایا برق گری کہ ہزبر کے دو ٹکڑے ہوے ہزبر کے مرتے ہی ایک آندھی
چلی مواج کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پڑگئین زبان مین کسی نے سوزن دی جب آندھی
دفع ہوئی سبنے دیکھا کہ ہزبر آدمخوار اُسی طرح کھڑا ڈکارین لے رہا ہی الماس نے
کہا کہ کیون ای مواج اس اقلیم کے شعبدے دیکھے مواج نے سر جھکا لیا کہا کہ
ای مواج جب تک مین تدبیر نہ کرونگی طمطراق نہ مارا جائیگا اب آپ لوگ جلدی
رخصت ہوجیے مگر کسی صحرا مین یا کسی قریے مین ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرنا مواج و ملکہ
رنگین و بحرین ملکہ الماس پر پھرہ سے رخصت ہو کر چلے پر پروانہ پیدا کر کے

اُڑے الماس نے چابک کو رخصت کیا چابک صبا رفتار عقب مین چلا لیکن موا ج دبجرین در نگین اُڑے ہوے جاتے ہین دیکھا کہ ایک قریے مین ہلڑ ہو رہا ہی رنگین ایک نخل پہ آکر ٹھہری دیکھا کئی شخصون کو اہل قریہ نے گرفتار کیا ہی کشان کشان لیے جاتے ہین رنگین نے دیکھا کہ جنکو گرفتار کیا ہی وہ منت و خوشامد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو چور تو بھاگ گئے ہم راہ گیر تھے ہمکو ناحق گرفتار کرلیا لیکن اہل قریہ نہین مانتے تھوڑے عرصے مین رنگین نے دیکھا کہ ایک زمیندار آیا اُس سے اُن سب نے بیان کیا کہ یہ چارون چور ہین زمیندار نے حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ ان چارون کو قتل کرے چور فریاد کرنے لگے کہ ہمین بلا وجہ قتل نہ کرو ہمنے چوری نہین کی رنگین کو بہت ناگوار ہوا جی مین کہتی ہی کہ یہ غریب راہی بلا وجہ قتل ہوتے ہین آخر تاب نہ آئی درخت سے اُتر پڑی پکار کے آواز دی کہ او زمیندار یہ کیا انصاف تو نے کیا کہ کہنے پر ان چند کس کے ان بے گناہون اور غریبون کو قتل کرتا ہی زمیندار نے غصے مین جواب دیا کہ ای نیک بخت تو کون ہی سب گانون کے لوگ انکی چوری کرنے پر گواہی دیتے ہین ان گواہون کے بیان پر مین نے انکے قتل کا حکم دیا رنگین نے کہا کہ تو نا منصف ہی زمیندار نے اور سخت جواب دیا ملکہ رنگین نے غصے مین اسم سحر پڑھ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر زمیندار کا اُڑ گیا سب لینا لینا کہ کے دوڑے رنگین چاہتی ہی سحر کرکے ان سب کو مارون کوئی سحر یاد نہین آتا آخر اُن سب نے گھیر کر ملکہ رنگین کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دی ہلڑ ہی کہ انکو پاس ملکہ الماس کے لے چلو رنگین کو بڑی شرمندگی ہی کہ دو مرتبہ اُسنے قید سے رہا کیا ابکی مرتبہ جو قید دیکھے گی تو کیا کہیگی کہ یہ کیسی علم سحر سے آگاہ ہین کہ گنوارون نے پکڑ لیا مگر گنوار کشان کشان ملکہ رنگین کو لیے جاتے ہین سرحد قریہ سے باہر نکلے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ الماس پہ بچہرہ ہنستی ہوئی آتی ہین سبنے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور اس عورت نے ہمارے افسر زمیندار کو مار ڈالا الماس نے کہا کہ انکو چھوڑ دو زمیندار تمھارا اس مجمع مین کہان تھا وہ

اپنے گھر مین بیٹھا ہی جا کے اُسکو بُلا لاؤ لوگ گئے اُسکو آواز دی زمیندار ہنستا ہوا نکلا اور کہا کہ کیون صاحبو کیا ہی سب نے کہا کہ تمکو ملکۂ عالم نے بُلایا ہی زمیندار حاضر ہوا الماس نے اُن سب سے کہا کہ اپنے افسر کو لو اب رنگین کی زبان سے سوزن نکالی کہا بُوا تمنے یہانکے عجائب و غرائب دیکھے یہ سب انتظام میرے سپرد ہین اگر مین تمھاری دوست نہ ہوتی تو کیا تم پلٹ کر اپنے لشکر مین جا سکتین رنگین بہت شرمندہ و محجوب ہوئی پرپرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی کئی مقام پہ جنگل مین میلہ دیکھا کسی مقام پہ دیکھا کہ دار بین استادہ ہین کچھ لوگ قتل ہو رہے ہین کسی مقام پر دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہی ایک نخل مین جھولہ پڑا ہی چند نازنینان مہجبین جھول رہی ہین اور تانین لگا رہی ہین ایک خوش آواز کی آواز مین سوز ہی یہ غزل گا رہی ہی نظم

غزل

تھا وحلت جنونکا جو سامان تمام رات
لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات

بھاگے جو داغہائے فروزان سے ہٹ گئے
شعلے تھے جلوہ گر تہِ دامان تمام رات

گھیرے رہے ہین دل کو خیالات حسن یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جھپکی نہین ہی آنکھ اسیرانِ عشق کی
تنہا ہد رہے ہین روزنِ زندان تمام رات

پیشِ نظر تھی عارضِ گلرنگ کی بہار
دیکھا کیے ہین لطف گلستان تمام رات

آئینۂ جمال مین وہ ہین صفائیان
تکتے رہے ہین دیدۂ حیران تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا
برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا ہین مصحفِ عارض کی آیتین
پیشِ نظر رہا مرے قرآن تمام رات

ہٹ ہو چکی بس اب سر انصاف آیئے
انکار پھر رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بُلا کے رنج دیے آپ نے ہمین
کیا خوب کی ہی خدمتِ مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملی
زیرِ قدم رہا ہی بیابان تمام رات

گھیرے رہی ہی روئے زمین پشت و آسمان
تاریکی مزارِ غریبان تمام رات

آسان نہین ہی دشتِ نوردی کچھ ای نسیم
دن بھر ہی دھوپ خارِ مغیلان تمام رات

یہ سب ہنگامے ملکہ رنگین نے دیکھے لیکن بسبب خوف کے کسی مقام پر متوجہ نہین ہوئین

ہر مقام پر یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو پھر کسی بلا مین پھنس جاؤن یہ سوچتی ہوئی لشکر مین
پہونچی مگر رنگ رو متغیر تھا جہانگیر نے پوچھا کہ ای رنگین تمکو بہت پریشان پاتا ہون
رنگین نے عرض کی کہ ای شہریار مین کئی مرتبہ گرفتار ہوئی مگر الماس نے آکر رہا کیا
آپ صاحب اقبال ہین کہ ایسی ساحرہ جو مختار کارخانۂ سامری ثانی ہی وہ آپ پر
مہربان ہوئی ورنہ کنیز کا زندہ آنا مشکل تھا ہر مقام پر عجائب و غرائب دیکھے کنیز نے
کسی شے مین دخل نہین دیا ملکہ رنگین نے الماس کا بہت شکریہ ادا کیا کہ بحرین و
مواج آکر پہونچے زن و شوہر بھی یہی بیان کرنے لگے کہ تمام صحرا عجائب و غرائب سے
مملو ہی کنیز و غلام ٹری احتیاط سے حاضر خدمت ہوے ای شہریار اس سرحد کا فتح
ہونا نہایت دشوار ہی رنگین نے کہا کہ ای والد نامدار جو اس عجائب و غرائب
کی مالک ہین وہ عاشق جمال شاہزادۂ والاقدر ہین یہ ذکر تھا کہ الماس پریچہرہ
آکر پہونچی ملکہ رنگین نے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای ملکہ الماس اصل یہ ہی کہ آپنے
تمام صحرا عجائب و غرائب سے بھر دیے ہین الماس نے کہا کہ ای شہریار اب آپ
طلسم اسقلانیہ کو شکست کرین تب تا بہ طمطراق پہونچیے گا مین وقت پر آؤنگی جہانگیر
نے بعد شغل شراب و کباب ملکہ الماس کو رخصت کیا آپ نماز سے فراغت کر کے
بوقت سحر لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوے سرداروں سے فرمایا کہ ہم رخصت
ہوتے ہین طلسم اسقلانیہ متعلق طلسم بین الطرفین ہی اسمین چند مرحلے ہین مین اُنکو
جاکر فتح کرون تب تا بہ طمطراق پہونچونگا یہ فرماکر جہانگیر نے لوح کو گلے مین ڈالا
بیرون بارگاہ آئے چابک بھی عقب مین ہی جہانگیر ایک نخل کے قریب آئے جب قریب
نخل کے پہونچے بحکم لوح اُس نخل کو بقوت تمام اُکھیڑا جب نخل گرا ایک اژدہے نے
بیخ سے سر نکالا جہانگیر دہن اژدر مین پھاند پڑے جب جہانگیر دہن اژدر مین
پھاندے صدائین مہیب آئین لیکن جہانگیر کے جو پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا
کہ ایک صحرا ہی نہایت سنسان کف دست میدان الانسان کا کہین نام نہین جہانگیر
نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا یا تو صحرا ویران تھا یا سبزہ زار ہوا پھولون نے آنکھین

کھولین طفلان غنچہ غوغان کرنے لگے عروسان چمن نے حُلّہ ہاے سبز پہنے نہرین جوش مارنے لگین حباب مثل چشمِ معشوق نگران و حیران جہانگیر قدرت بہار پیراے عالم کا تماشا دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ ای شہریار آپ اس جنگل مین کیون حیران کھڑے ہین باغ مین تشریف لائیے جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین سمن بر عارض رشک قمر حیت و چالاک غمزہ و عشوے مین بیباک لباس گلنار پہنے ہوے زیور یاقوت احمر جسم پہ آراستہ مثل شعلۂ جوالہ بنی ہوئی خرامان خرامان اس طرف آتی ہی آواز دیتی ہی کہ ای شہریار والا قدر آسمان خوبی کے بدر کنیز کی تو یہ صورت ہی نظم

داغ لیجاتا ہون تیرے لالۂ رخسار سے — پھول لے آتے ہین گلچین جسطرح گلزار سے
رہتے ہین محروم اُس خورشید کے دیدار سے — مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ بیدار سے
کیا دلِ افگار کو ہو وصل چشم یار سے — چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سے
تھا شبِ فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا — سائے کے مانند اُتری چاندنی دیوار سے
ساتھ ہو لیتے ہین گھر تک کاروان کے کاروان — یوسف ثانی گذر جاتا ہی جب بازار سے
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین — دولتِ بیدار ملتی ہی دلِ بیدار سے
میرے پہلو مین بجاے مرغ دل ہی فاختہ — کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے
کشتِ سبزِ آسمان روز ازل سے خشک ہی — جی مین ہی سیراب کر دون چشم دریا بار سے
آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسی دم اگر — زردی اُڑ جائیگی چشم نرگس بیمار سے
میکشو سیدھے وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین — جو کہ ناواقف ہین راہِ خانۂ خمار سے
لختِ دل کیونکر کرون نل سنجر مژگان سے دور — واقعی تنکا ہی بہتر تیر بے سوفار سے

اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھے قریب جہانگیر کے آئی اس ناز و کرشمے سے یہ شعر پڑھے کہ شاہزادۂ جہانگیر بیتاب ہو گئے سراپاے حُسن اُس محبوب مرغوب کا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حقیقت مین جملہ اعضا موزون معلوم ہوتا ہی ہر عضو کو مصور عالم نے سانچے مین ڈھالا ہی اُس نازنین نے قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای شہریار باغ مین چلیے یہ صحراے ویران آپ کے لائق نہین ہی اور یہ سرسبزی

اسکی چند ساعت کی مہمان ہی دم بدم باغبان ازل بہار کو خزان سے بدلتا ہی گل و غنچہ کا کیا زور چلتا ہی وہ باغ ایک رنگ پر ہی یہ کہکر جہانگیر کو ساتھ لے چلی لوح مین جو کچھ جہانگیر نے دیکھا ہی اُسکا خیال ہی تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ دیکھا کئی سو کنیزین حسین وجمیل دروازے پر ایک باغ کے کھڑی ہین نازنین کو دیکھ کر آواز دی کہ بی چمن پیرا طلسم کشا کو لائین ہم سب اسی بات کے مشتاق تھے تمھاری بیقراری دفع ہو اُس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ اری شفتلو تم تو مجھپر ہنستی تھین اور کہتی تھین کہ طلسم کشا تشریف نہ لائین گے کیسا سرفراز فرمایا کنیزون نے آکر چہار جانب سے جہانگیر کو گھیر لیا باتین کرتی ہوئی وہ نازنین جہانگیر کو لیکر باغ مین آئی باغ نہایت پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار گلہاے چمن بادۂ حُسن سے سرشار کہین چراغ لالہ روشن کہین نافہ ہاے مشک پڑے ہوے ہین جہانگیر باتوقیر انکو دیکھتے ہوے جب وسط باغ مین پہونچے تو اُس نازنین نے ایک مشک نافہ اُٹھایا کہا کہ ای شہریار ملاحظہ فرمائیے شب کو آہوان تاتار آتے ہین مشک نافے گرا کر چلے جاتے ہین جہانگیر نے اُس مشک نافے کو لیکر سونگھا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی جو مضمون کہ لوح مین دیکھا تھا وہ فراموش ہوا محبت مین اُس نازنین کے ساتھ بارہ دری مین آئے اُس نازنین نے لاکر جہانگیر کو مسند پر بٹھایا گاٹون سے اشارہ کیا کنیزین ڈھول لیکر بیٹھ گئین اور یہ غزل گانے لگین نظم

ساغر پلا کے بے خبرِ دو جہان بنا — او بیرمی فروش ہمین بھی جوان بنا
اللہ ری درازی آغازِ مدعا — نکلا جو حرف مُنھ سے مرے داستان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا — گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو — ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ ہوا تنگ ہوا پسند — مجھسے دہانِ یار بنا لامکان بنا
ہستی کا بس مری دہن اطلاق ہوگیا — جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے — مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

نسیم | بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر | اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

یہ اشعار جو جہانگیر نے سُنے اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگے عشق مین اُس نازنین کے مبہوت ہو رہے ہین اور وہ نازنین بھی ناز و غمزے کر رہی ہی جب وہ گانے والیان سامنے سے ہٹین اور اُس نازنین نے جہانگیر کو گرم اختلاط پایا پُکار کر آواز دی کہ بُوا سرشار گلابیان لاؤ ایک کنیز اُنمین سے اُٹھی آنکھین سُرخ لڑکھڑاتی ہوئی میخانے مین گئی چند گلابیان و جام بلوری لیکر آئی جام بھر کر اُس نازنین کو دیا اُس نازنین نے ایک گھونٹ پیا اور طرف جہانگیر کے ہاتھ بڑھایا کہا کہ صاحب سر اُٹھا کر بیٹھو ایک جام نوش کرو کہ خیال خبر و شر دل سے دفع ہو جہانگیر نے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر زرین بال منقار کھولے بیٹھا ہی مگر پرون سے سر پیٹ رہا ہی کبھی پکار کے مثل انسان کے آواز دیتا ہی کہ ای گُل نہ بلبل کیا افسوس کی بات ہی کہ اُستاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ کرے اس حُسن ظاہر پر ایسا مفتون ہوے کہ خیال بزرگون کا بالکل فراموش کیا جہانگیر اُس طائر سے آنکھین ملائے ہوے بیٹھے ہین جام اُسکو اپنی ہاتھ سے اُس نازنین کے لیا چاہا کہ پی جاؤن طائر کو دیکھا کہ آواز دے رہا ہی اور صاف صاف کہہ رہا ہی کہ ای جہانگیر قطرہ اس شراب کا اگر حلق سے اُترا پانی ہو کر بہ جاؤگے یہ کہکر وہ طائر اپنے مقام سے اُڑا اور پکار کر کہا کہ لوح ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ معرکہ درپیش ہو تو جام لیکر سر پہ اُس نازنین کے ڈال دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو خبردار جام نہ پینا جہانگیر نے لوح کو دیکھ کر سر اُٹھایا وہ نازنین منتین کرنے لگی کہتی تھی کہ مین مدت سے عاشق جمال ہون بیوفائی نہ کیجیے گا شاہزادے کو افسوس آیا کہ ایسی مہ جبین عاشق صادق اُسکے ساتھ بدی پیش آنا دل گوارا نہین کرتا لیکن جام لے لیا وہ نازنین سر جھکا کر بیٹھی جہانگیر نے اُس نازنین کے دکھانے کو بظاہر ارادہ پینے کا کیا اور شراب سر پہ اُس نازنین کے اُنڈیل دی اُس نازنین نے ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی ہاے ای شہریار مین کیونکر یہ کام نہ کرتی بانیان

طلسم نے اسی کام پر مامور کیا تھا اگر ایسا نہ کرتی تو اہل طلسم طعن وتشنیع کرتے شاہزادۂ جہانگیر نے کچھ نہ سُنا جیسے ہی شراب ڈالی وہ نازنین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی کنیزین جو آگ بجھانے دوڑین جو قریب آئی اُسپر بھی شعلہ گرا کئی سو کنیزین اور وہ نازنین جلکر کوئلہ ہوگئین تھوڑے ہی عرصے کے بعد آواز آئی کہ کُشتی مرا نام سن چمن پیرا ے رنگین بود جہانگیر نے دیکھا کہ ایک زنگن ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہی جہانگیر نے لاشہ دیکھکر لاحول پڑھی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ الماس پیچہرہ آکر پہونچین نذر دی مراد جس سے یہ تھی کہ ای شہریار مبارک ہو آپ نے ایک مرحلہ شکست کیا لیکن کوئی ایسی نادانی کرتا ہی کہ مبہوت ہوگئے تھے اور کیا بات باقی تھی جام پیتے انجام بخیر نہ ہوتا مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوجاتے طائر زرین بال کی شکل پر یہ کنیز تھی آخر صاف صاف کہنا شروع کیا اسکے آگے مرحلۂ اور رنگ جگر خوار ہی دیکھیے آپ کے ساتھ وہ کیا مکر کرے اگر لوح ملاحظہ فرمائیے گا تو کوئی مکر نہ چلیگا ورنہ ہزارون طرح کی خرابیان ہونگی بخوبی سمجھا کر ملکہ الماس رخصت ہوئین اور کہ گئین کہ کنیز وقت پر اپنے کو پہونچائیگی چہار جانب خیال رکھیے گا جب ملکہ الماس جاچکین جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسی بارہ دری مین ایک تخت بچھا تھا اُس تخت کو بقوت صاجقرانی اُٹھایا اُسی مقام پر بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا تحریر کو سمجھ کر حاشیۂ لوح سے اسم یاد کیا اُسکو ورد زبان کرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر برابر فیل کے منقار کھولے ہوے زمین پر آیا چاہا کہ اپنی منقار شاہزادۂ جہانگیر با توقیر پر مارے جہانگیر نے بفن سپہ گری منقار کو خالی دیا پوٹا طائر کا زمین سے آشنا ہوا جست کرکے جہانگیر اُسکی پشت پر سوار ہوے سوار ہوکے روانہ ہوے ایک پہاڑ پر جاکے وہ طائر اُترا شاہزادۂ جہانگیر بھی اُسکی پشت سے اُترے طائر تو چلا گیا جہانگیر پہاڑ پہ کھڑے ہین اور لوح کو دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی اُسمین یہ صدا اٹھی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار تو نے یہ کیا کجروی دکھائی نہین معلوم آقاے نامدار کہان ہین کہ اس غلام کو اپنے رہا کرتے مفت جان گئی یہ

ظالم کاہے کو زندہ چھوڑیگا جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چابک کی
مشکیں باندھے ہوے کشاں کشاں لاتا ہی چابک کا منتین کرنا اور اُس ساحر کا نہ ماننا ہر
مرتبہ خنجر دکھاتا ہی کہ تیرا سر کاٹ لون چابک مجبور و ناچار ہی سر جھکا کر کہتا ہی
کہ تجکو قتل کا اختیار ہی وہ ساحر کہتا ہی اسی مقام پر تجکو قتل کرونگا کہ قصہ پاک ہو بعد
مرنے کے لاشہ تیرا اسی جنگل مین پڑا رہیگا کہ زاغ و زغن لاش کو کھائین یہ مسلمان
دفن و کفن نہ پائین اور تیرے قتل کے بعد جہانگیر کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا اِس طور
سے اُس ظالم کو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ وزاری کرین
اور مجکو ذرا رحم نہ آئے جہانگیر نے جو اپنے عیار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئے
وہین سے للکارا کہ او جلاد چابک کو رہا کر ساحر نے جو جہانگیر کو آتے دیکھا سحر کر کے
چابک کو زمین پر گرا دیا ایک گولہ جہانگیر کو مارا جہانگیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہوا
کئی گولے اُس جادوگر نے جہانگیر پر مارے بسبب لوح کے وہ گولے زمین پر گرے
اور نابود ہوے تلوار کھینچ کر وہ ساحر دوڑ پڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُچھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا اُس
ساحر نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا نو وہ
تلوار قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زمین پر آکے تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی اُس ساحر کے
اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سنگبار جادو بود چابک صبا رفتار
پر سے سحر اُٹھ گیا چابک دوڑ کر قدموں سے لپٹا عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے
قدر شناس آپ نے مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا بڑا کام کیا مین آپ کی تلاش مین
فلان جنگل مین پھر رہا تھا کہ یہ ساحر پہونچا اسنے مجھے گرفتار کر لیا اب قتل کرنے کو لیچلا تھا
خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا اس دشمن کے ہاتھ سے غلام کو بچایا مگر ای آقاے
نامدار کلیجے مین درد ہوتا ہی دمبدم بڑھتا جاتا ہی یہ کہکے چابک زمین پر گرا اور
تڑپنے لگا جہانگیر زمین پر بیٹھ گئے سر چابک کا لیکر زانو پر رکھا مگر چابک نے کہا
کہ ای شہریار اب غلام کا دم نکل جائیگا اسقدر درد کی ترقی ہی کہ برداشت نہین ہوسکتی

جہانگیر نے لوح گلے سے اُتارنے کا ارادہ کیا کہ آواز آئی سبحان اللہ کس لطف سے طلسم کشائی ہوتی ہی طلسم کشائی اسی کا نام ہی جو طریقہ آپ کا ہی برائے خدا اسکو لوح نہ دیجیے گا شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ الماس ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہین آخر صاف صاف پکار کے کہا کہ لوح نہ دیجیے گا فتنہ انگیز جادو اسی کا نام ہی جہانگیر لوح تو ہاتھ مین لے ہی چکے تھے نگاہ جو ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی لوح اسکے سینے پر رکھدو جہانگیر نے جو لوح سینے پہ چابک نقلی کے رکھی چابک نے ایک چیخ ماری کہ ای آفتاب آپ نے جان لی مُنہ سے شعلۂ آتش نکلا چابک نقلی مثل ہیمۂ خشک جلنے لگا جل کر راکھ ہوا ملکہ الماس قریب آئین کہا ای شہریار خدا آپ کو ان مکارون سے بچائے اب آگے مرحلۂ مرغان جادو ہی قدم بر قدم لوح دیکھیے گا اگر ذرا بھی تامل ہوگا لوح قبضے سے نکل جائیگی الماس نے پھر بخوبی جہانگیر کو سمجھایا اور سمجھا کر جہانگیر کو رخصت ہوئی جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ زیر کوہ باغ لالہ زار ہی جس طرح بن پڑے لالہ زار سے ملاقات پیدا کرو اگر لالہ زار تسخیر ہو جائے تو بڑے مطلب حاصل ہونگے جہانگیر کوہ سے اُترے دیکھا سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کُھلا ہی جہانگیر داخل باغ ہوے کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ و روے راحت ندیدہ بلک بلک کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سل بھاری ‏— نہ سبک ہو یہ جو سمجھے اسے غافل بھاری
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار ‏— تو لے مجھسے جو ترازو مین تو ہو تل بھاری
بار ہستی نہین اب مجھ سے سنبھالا جاتا ‏— یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری
حامل جسم ہوئی روح کا یہ حوصلہ تھا ‏— کوہ ناقہ ہو تو اُس پر ہی یہ محمل بھاری
بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے الفت مجکو ‏— ہو گیا کوہ گران سے ترا بسمل بھاری
فوق مجنون سے رہے عشق جنون مین مجکو ‏— اُسکی زنجیر سے ہو میری سلاسل بھاری
زور کر توڑ کے جان دلکو اُٹھا دیتا ہی ‏— یہ وہ پتھر نہین جس سے ہو کوئی سل بھاری

نہ اُٹھا پھر جدا نا زحسینان ای دل — نہین اُٹھ سکتے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پہ — کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
شمع رونے مرے اُلٹی سر مجلس جو نقاب — ایک پہ ایک ہوا ساکن محفل بھاری
بار خاطر ہو نہ عالم کا سُبک باتون سے — زندگانی مین نہ ہو مُردہ بیسے غافل بھاری
مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھواتا ہی — گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری
ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار — ہو گیا مجکو ستارہ مہِ کامل بھاری
آتش اُسنے نہین نظارے کا ایکا چھٹتا — میری آنکھون کو ہی شاید یہ مراد دل بھاری

یہ صدائے دردناک سُنکر شاہزادۂ جہانگیر بیتاب ہو گئے اُس صدا کی جانب چلے ایک چمن مین آکے دیکھا کہ ایک جوان لباس گُلنار پہنے ہوے تاج یاقوتی سر پہ مگر ڈھلکا ہوا گریبان چاک چہرے پہ خاک اشعار مذکور پڑھ رہا ہی کبھی گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کبھی بیٹھ گیا کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب کاہیکو وہ دن ہوگا کہ ہم تمھاری صورت زیبا دیکھین گے یا تمھارے پہلو مین بیٹھین گے تڑپ تڑپ کر راہی ملک عدم ہونگے یہ حالات سُنکر شاہزادۂ جہانگیر قریب اُس جوان کے آئے پکار کر آواز دی کہ ای آشناے بحر محبت وای گرداب نشین یم مودت ذرا ہوش مین آؤ ہمسے کلام کرو تمھارا حال زار دیکھ کر دل کو بیقراری ہوئی انکشاف راز کے خواہان ہین وہ جوان آواز جہانگیر سُنکر رونے لگا کہا ای نکو خصال وای ماہ آسمان کمال تونے غمخواری فرمائی کہ مجھ بیکس و بیکس کا حال پوچھتا ہی جو مشکل کہ لاحل ہو اُسکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ای برادر تم حلال مشکلات کو فراموش کرتے ہو جو دنیا مین عارضہ آیا اُسکا علاج بھی حکیم مطلق نے ضرور مقرر کیا جو مشکل کہ دنیا مین ہی اُسکا حل ہونا بھی واجب و لازم ہی تو ای برادر کوئی ایسی مشکل نہین ہی کہ جسکی صورت حل نہ ہو براے خدا بیان تو کرو تمھاری نا امیدی پر دل ٹکڑے ہوتا ہی جس معبود نے ایک کلمۂ کن سے یہ زمین و آسمان بنایا سب اُسکے نزدیک آسان ہی انسان ضعیف البنیان پر سراسر اُسکا احسان ہی وہ معبود

حقیقی در رب تحقیقی ہی ای بھائی اسکا اعتقاد کرو ہر مشکل مین اُسی کو یاد کرو تمھاری بھی مشکل حل ہوگی ہم فرزند صاحبقران ہین جان و مال سے کوشش کرین گے شاید تمنے نام سُنا ہو کئی در بند توڑے اب طلسم بین الطرفین فتح ہو رہا ہی طمطراق جادو بادشاہ بین الطرفین بھاگ کر پاس سامری ثانی کے آیا ہی ہم تمسے عہد کرتے ہین کہ پہلے ہم تمھاری حل مشکل مین کوشش کرین گے تمھاری مراد پر تمکو پہونچا سُنینگے تب مرحلہ جات اسقلانیہ کے فتح کی تدبیر کرین گے نام جہانگیر سُنکر وہ جوان کانپ گیا آنکھین کھولکر جمال جہانگیر کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس لالہ زار جادو میرا نام ہی آج تیسرا دن ہی کہ آپ و دانہ بند ہی دل دردمند ہی آپ کے آنے کی خبر سُنکر فکر مین تھا کہ کسی طور سے آپ کو دھوکا دون میرے باغ مین طمطراق آتا ہی صحبت آرا رہتا ہی جس دن سے مین دیوانہ ہوا اور یہ بار مصیبت مجھپر گرا اُس دن سے وہ یہان نہین آیا ہی مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور یہ مشکل غلام کی آپ ہی کے ہاتھ سے سر ہوگی شاہزادہ جہانگیر نے اُسکو مطیع اسلام کیا لالہ زار نے جہانگیر کو لاکر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا زار زار رونے لگا کہا کہ ای شہریار کیا اپنی کیفیت بیان کرون زوجہ میری گلنار سحر بند مصاحب سامری ثانی ہی مین اُسپر جان دیتا تھا کمسنی مین شادی ہوئی جانبین سے بیحد عشق تھا اُسکو مجھسے محبت تھی اُس سے الفت تھی آج چوتھا دن گذرا ہی کہ مین اسی باغ مین ساتھ اپنی زوجہ کے صحبت آرا تھا آپس مین شراب خواری ہو رہی تھی ایک دیو خونخوار کہ دیو سیماب اُسکا نام ہی اور مدت سے اسی حوالی مین رہتا ہی آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا زوجہ کو میری دیکھ کر عاشق ہوا بیتاب ہو گیا رقص کرتا ہوا زمین پر آیا ہم زن و شوہر مع کنیزون و ملازمون کے اُسکی صورت مہیب دیکھ کر بیہوش ہو گئے اُس ظالم نے عالم غشی مین زوجہ کو میری اُٹھا لیا سامنے ایک باغ ہی اُسمین لیجا کر صحبت آرا ہوا وہ اُسکی صورت دیکھکر پھر بیہوش ہو گئی اُس ظالم نے اُس معشوقہ کو قفس آہنی مین بند کیا ایک درخت بلند ہی اُسمین قفس لٹکا دیا مین فوج لیکر اُس سے لڑنے گیا وہ شکار سے

پلٹ کر آیا دو خنگل ایسے مارے کہ تمام فوج تباہ ہو گئی مین عاجز و درماندہ اسی باغ مین آکر گرا بیہوش ہو گیا تین دن تین راتین گذری ہین فراق زوجہ مین بیقرار ہون آٹھ پہر اشکبار ہون اُسکے فراق مین یہ کیفیت ہی نظم

فرقت کی شب مین گرمی ہی روز قیام کی ‌ ‌ مُردون کی نیند نالون نے میرے حرام کی
گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے ‌ ‌ قرآن کا سامنا تھا جو ابجد تمام کی
سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پر ‌ ‌ پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی
گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند ‌ ‌ فکر رسا کمند ہی کعبہ کے بام کی
اچھا نہین ہی صورتِ عاشق سے بھاگنا ‌ ‌ صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی
بلبل موا پھڑک کے تو کیا دیگا خون بہا ‌ ‌ خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہی دام کی
پیش از سوال ددن مین نکیرین کا جواب ‌ ‌ ہی التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی
باغِ جہان مین گُل کی قناعت ہی جاے رشک ‌ ‌ عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی
غلمان وحور رہین مری خدمت کو خلد مین ‌ ‌ پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی
پہچا ناحق کو چاردہ معصوم کے طفیل ‌ ‌ زینے سے رہنمائی ہوئی مجکو بام کی
موے سیاہ ہو گئے دو روز مین سپید ‌ ‌ ثابت ہوئی پختگی ہمین اس رنگ خام کی
صرف نگین ہی لعل و زمرد بھی روز و شب ‌ ‌ حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی
پیدا نہ ہوگا دوسرا مجھسا شرابخوار ‌ ‌ مٹی خراب ہو گی مرے بعد جام کی
اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہی زرد ‌ ‌ دہشت لگی ہوئی ہی اُسے انتقام کی
آتش خدا کے واسطے موقوف فکر شعر ‌ ‌ طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ ای برادر ہم اُس دیو خونخوار سے مقابلہ کرینگے اگر حیات باقی ہی تو تمھاری زوجہ کو تمسے ملائین گے یہ نہ کہو کہ حل مشکل نہین ہو گی اب تم دین اسلام مین آئے اب تو شام ہو چکی کل صبح کو چلکر اُس دیو خونخوار کو دیکھین گے اگر اُسپر غالب آئے تو تمھاری زوجہ کو لے آئین گے اور اگر ہم اُس دیو خونخوار کے ہاتھ سے مارے گئے تو ہمارا جنازہ اُٹھانا ور اگر لحد ہماری شکم دیو مردار خوار ہو

تو ہمکو یہ بھی گوارا ہی مگر تمھاری مشکل حل ہو لالہ زار نے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا
اور آپ مصروف خدمتگزاری ہوا پھر آواز دی چند کنیزین و چند خدمتگار آئے اُسنے بھی
لالہ زار نے یہی کہا کہ صاحبو مین نے ہفت پیکر پر لعنت کی جس روز سے مطیع اسلام
ہوا دل مین قوت پائی جاتی ہی ہرچند کہ جب اُس دیو کے تن و توش کا خیال آتا ہی
کہ جو صدہا جادوگرون کو کھا گیا تو خوف آتا ہی کہ وہ کیونکر قتل ہوگا زبان مین اُسنے ملکہ
گلنار سحر بند کی سوزن دی ہی سحر سے ڈرتا ہی کہ ایسا نہ ہو قفس کو توڑ کر نکل جائے
شب بھر لالہ زار خدمت مین شاہزادۂ جہانگیر کی رہا جبکہ ساحر و زرزرین پوش
ہو مخانۂ مشرق سے نکلا اور روشنی سے اپنی عالم کو منور کیا جہانگیر بانو قبر نے نماز سحر
پڑھی پیدا کرنے والے سے دعا کی کہ ای خالق زمین و آسمان و ای رب دو جہان اس
غریب کی مشکل کو آسان کرنا اُس دیو خونخوار پر غالب آؤن فرمایا کہ ای لالہ زار
چلو لالہ زار نے کہا کہ غلام تو اُسکی صورت دیکھ کر ایسا خائف ہی کہ سحر نہین ہوسکتا
مجکو خیال ہی کہ حضور اُسکا قد و قامت دیکھ کر نہ گھبرا جائین شاہزادۂ جہانگیر نے کہا
کہ تم درۂ باغ پر رہو دور سے تماشا دیکھو لالہ زار در باغ پر آکر ٹھہرا شاہزادۂ
جہانگیر والا تدبیر سامنے ایک نخل کے پہونچے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہی ایک
قفس آہنی اُس نخل مین لٹکا ہی اُسمین ایک نازنین سرنگون بیٹھی ہی زبان مین سوزن
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے جہانگیر کو جو آتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ای
شخص ادھر نہ آ دیو خونخوار برائے شکار گیا ہی آتا ہوگا شاہزادۂ جہانگیر نے
کچھ جواب نہ دیا جب زیر نخل پہونچے چاہا کہ قفس اُتارون ایک آواز ہیبتناک آئی
کہ ای شخص تو کون ہی کہ میری معشوقہ کا قفس اُتارتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ہڈیان
چبا چبا کر کھا جاؤنگا اس معشوقہ کو اپنا دل بہلنے کو رکھا ہی ہرچند کہ یہ وہ سرکش ہی
کہ کہنا نہین مانتی جس دن جھلاؤنگا اسکو بھی کھا جاؤنگا آدمخواری میرا کام ہی یہ سنکر
جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا چاہا کہ درخت اُکھیڑون ایک دھماکا ہوا دیکھا کہ ایک
دیو سو گز کا قد و قامت چوبدست آہنی کاندھے پر فیل شکار کرکے لایا تھا اُسے چباتا ہوا

سامنے جہانگیر کے آیا اور للکار کر آواز دی کہ ای جوان بھاگ جا قضا تیری تجکو گھیر کر لائی ہی جہانگیر نے جواب دیا کہ او بیحیا سامنے تو آ دور سے کلام کرتا ہی دیو نے بڑھ کر چنگل مارا جہانگیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا دیو منہ کے بھل جھکا جہانگیر سے لپٹ پڑا لالہ زار دریلغ سے دیکھ رہا ہی دیو جو جہانگیر سے لپٹا لالہ زار دعائیں مانگنے لگا کہ ای آسمان کے خدا ے نادیدہ میرے مددگار کو بچالے شاہزادۂ جہانگیر نے ایک دو گھونسے ایسے مارے کہ دیو غل مچانے لگا اور پکار اُٹھا کہ ای جوان مجکو چھوڑ دے معشوقہ کو لے لے میری جان پہ بنی ہی جب جہانگیر گھونسہ اُٹھاتے ہین دیو بیتاب ہوکر منتین کرنے لگتا ہی کہ ای جوان یہ گرز نہ مارنا جہانگیر نے بال پکڑ کے دو جھٹکے مارے کہ دیو جھکا آپس مین کشتی ہونے لگی آخر کو لے پہ لاد کر شاہزادۂ جہانگیر نے دے مارا چھاتی پہ سوار ہو کے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی دیو نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ فرزند صاحبقران نام صاحبقران کا سُنکر دیو سیماب کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار جس روز عفریت قتل ہوا اُس دن مین بھی عفریت کے ساتھ تھا جب آپ کے والد کے ہاتھ سے عفریت مارا گیا تو ہم چند کس بھاگ کر پردۂ دنیا مین آئے جسکو جہان موقع ملا وہ وہان رہگیا مین اس مقام پہ آکر رہا اگر حضور ایک فرمان اپنے دست حق پرست سے بنام ملکہ قریشہ عطا فرمائین تو مین اپنی عملداری پر جاکر قایم ہون یہ کہ کے سیماب نے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے نامہ لکھ کر دیا بڑی بہن کو لکھا کہ ہمشیرہ صاحبہ دیو سیماب مسلمان ہوا اگر یہ آپ کی اطاعت کرے تو اسکا ملک اسکو ملے پھر کہا قفس اُتارو دیو سیماب نے بخوشی تمام قفس اُتارا شاہزادۂ جہانگیر نے قفس لیا دیو سیماب طرف پردۂ قاف کے گیا جہانگیر قفس گلنار سحر بند کا لیے ہوے سامنے لالہ زار کے آئے لالہ زار دوڑ کر قریب جہانگیر کے آیا گرد جہانگیر کے پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا شکریہ ادا نہین کرسکتا بس شاہزادۂ جہانگیر کو باغ مین لایا زوجہ کو قفس سے نکالا ایام مہاجرت یاد کرکے زن وشوہر خوب روئے جہانگیر نے دونون کو سمجھایا

زن و شوہر خدمت مین شاہزادۂ جہانگیر کی مصروف ہوے لالہ زار نے کہا کہ ای شہریار جو حکم ہو وہ بجالاؤن چاہتا ہون کہ جان اپنی قدمون پر نثار کرون آپنے وہ احسان کیا کہ جو کسی طرح ادا نہین ہو سکتا اب جو کام ہمارے لائق ہو وہ فرمائیے ہم زن و شوہر بجالائین جہانگیر با توقیر نے لوح دیکھی فرمایا کہ طمطراق جادو اس باغ مین آتا ہی اُسنے کہا کہ اُسکی ایک معشوقہ ہی ہر شب آتا ہی اُسکے ساتھ مصروف عیش رہتا ہی جس طرح حضور چاہین اُس سے مقابلہ کرین جو کنیز و غلام سے ہو سکیگا آنکھون سے بجالائین گے یہ کہکے زن و شوہر ہمراہ شاہزادۂ جہانگیر کے مصروف عیش و نشاط ہوے کنیزین حاضر ہوئین زن و شوہر نے اشارہ کیا کہ سامنے ہمارے آقا کے بیٹھکر کچھ گاؤ ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے جہانگیر کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

سنگ تربت لال ہی میرے تنِ محرور کا
پھول کھلاتا نہین گر گرچہ داغ گور کا

گھل گیا ہی جسم اس درجہ ترے رنجور کا
ایک لقمہ بھی نہ تھا لاشہ دہانِ مور کا

اہلِ جنت کو رہا کرتی ہی اکثر آرزو
میرا افسانہ بھی ہی شاید سراپا حور کا

دیکھیے کچھ دن ہوا ہین اسکو آہِ سرد کی
جوشِ خونِ گرم سے مُنھ آگیا ناسور کا

صاعقے دو چار جا لپٹے جو میری آہ کے
روشنی دینے لگا دامن شب دیجور کا

دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی
دل مین روشن ہی مرے شعلہ چراغ طور کا

جم گیا ہی خون کا قطرہ نظر کیا آئے خاک
آبلہ رکھتا ہی دیدہ جوہر ساطور کا

کھینچ لون آغوش مین ہفت آسمان سے یار کو
پاس ہی وقت تصور گو ہو رستہ دور کا

کثرت دولت مین لطفِ خانہ بربادی بھی ہی
شہد کے ہونے سے لُٹ جاتا ہی گھر زنبور کا

کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین
کون استفسار کرتا ہی دلِ ناں مور کا

مین نہین کچھ بادہ کش کیون گھورتا ہی محتسب
آبلے ہین دل کے یہ خوشہ نہین انگور کا

ہاے کیا دیکھا کہ مجکو دیکھنے آتے ہین لوگ
تھرلا یا یاد آنا قامت مستور کا

کون سن سکتا ہی کسکو اتنی طاقت ہی نسیم
اپنا ہر نالہ ہی پہ ورد کنا رصور کا

شام تک جہانگیر کو لالہ زار نے بہلایا پھر بارہ دری مین لا کر بٹھایا کچھ رات گئی تھی
کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی بارہ دری کے پردے ڈالدیے ہین لالہ زار و گلنار
جہانگیر کو تماشا دکھا رہے ہین پہلے بارہ ہزار فوج آئی ملازمون نے باغ کو گھیر لیا سیکڑون
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین ہر ایک نگہبان کا قول ہی کہ جب طلسم کشا سامنے سے آتا ہوا
معلوم ہو اُسی وقت اپنے آقا کو خبر کر دین کہ اُڑ کر نکل جائین طلسم کشا سے سامنا ہونا
باعث خرابی ہی طمطراق نے خوف جان سے قلعۂ طلسمی چھوڑا اب طلسم اسقلانیہ مین آئے
ہین مگر طلسم کشا کو وہی لوح یہان بھی کام دیگی طلسم اسقلانیہ بین الطرفین کا
ایک ٹکڑا ہی مگر سامری ثانی نے ایسے عجائب و غرائب یہان بنا رکھے ہین کہ پورا طلسم
ہو گیا کوئی اُسپر دست انداز نہین ہو سکتا یہان شاہزادہ جہانگیر بارہ دری سے چھپ کر
دیکھ رہے ہین جب فوج نے گرد باغ کے انتظام کر لیا تو آسمان پر برق چمکی طمطراق مع
اپنے مصاحبون کے آکر پہونچا مسند پر آکے بیٹھا جہانگیر نے چاہا کہ جا پڑین لالہ زار
اور گلنار نے عرض کی کہ ابھی ٹھہر جائیے اُسکی معشوقہ بھی آلے تو اپنے کو ظاہر کیجیے گا
طمطراق نے بیٹھتے ہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ لالہ زار کو بلاؤ لالہ زار
اور گلنار حاضر ہوے جہانگیر بارہ دری مین بیٹھے دیکھ رہے ہین جب گلنار نے
آکر طمطراق کو سلام کیا طمطراق نے پوچھا کہ کیون ای ملکہ گلنار دیو کی قید سے کیونکر
رہائی پائی گلنار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ بین الطرفین عنایت خداوند
ہفت پیکر ہوئی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجکو رہا کر دیا طمطراق نے کہا کہ ای
گلنار صاف صاف کہو گلنار نے عرض کی کہ جو اصل حال تھا وہ مین نے بیان کر دیا
طمطراق خاموش ہو رہا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی طمطراق
کھڑا ہو گیا یا تو باغ مین بیٹھا تھا یا مثل گل شگفتہ ہو گیا ابر نیلگون آکے چھٹا دیکھا
سب نے کہ ایک نازنین تاج سر پر رکھے تخت پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ زن
ابروون پر افشان چھڑکی ہوئی ثابت ہوتا ہی کہ تیغۂ ہلال کے جوہر ہین جب تیر مژگان ہل جاتے ہین
دل عاشق کو نشانہ بناتے ہین غرضکہ بنہایت ناز و کرشمے سے آئی طمطراق نے

اُٹھ کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا کہ گائن کو بُلاؤ گائنین اُسی وقت حاضر ہوئین طمطراق نے اشارہ کیا گائن نے ساز درست کرا کے یہ غزل شروع کی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی ۔ تمسے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی
پھینکی تھی بام یار پہ اے دل کمند آہ ۔ وہ بھی لٹک کے عرش الٰہی مین رہگئی
سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا ۔ کچھ رہگئی چمک تو سیاہی مین رہگئی
عشق بتان مین حضرت زاہد کو گفتگو ۔ ابتک ہماری پاک نگاہی مین رہگئی
یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہی کوئی آج ۔ قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہگئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار ۔ سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہگئی
گذریگا کون ادھر سے نہ خاک اس حقیر کی ۔ اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی
کیون ای دعاے وصل صنم تو نے کیا سُنا ۔ چُپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی
پوری نظر اُس آنکھ کی ہم پر پڑی کیا ۔ رخصت طلب جو نیم نگاہی مین رہگئی
حسرت نہ نکلی وصل مین اُس دست شوق کی ۔ اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی
دیر اُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال ۔ جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

جب گلنار نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا یہ جو نازنین آئی ہی اسکا غنچۂ سربستہ نام ہی طمطراق کی ملاقات کو آتی ہی ہاتھ نہین لگانے دیتی طرف گلنار کے متوجہ ہو کے پُوچھا کہ تمنے کیونکر رہائی پائی گلنار نے کہا کہ خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجکو رہا کر گیا مگر یہ کہ گیا ہی کہ جب مین آؤنگا پھر تمکو اُٹھا لاؤنگا اگر میری دلدہی نہ قبول کروگی پھر اسی قفس مین قید کرونگا غنچۂ سربستہ نے کہا کہ ای گلنار مطلب اصلی ہمسے نہ چھپاؤ ہمین سب حال معلوم ہی سواے طلسم کشا کے تمکو کوئی رہا نہین کر سکتا تھا فرزندان حمزہ ہی کا یہ کلیجہ ہی سب پسران حمزہ دیوبند و دیوکش ہین طلسم کشا نے اُسے زیر کیا وہ اپنے وطن گیا تمھارے شوہر نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی ہی بس بہتر یہ ہی کہ جا کے اُسے گرفتار کر لاؤ اس مقدمے مین کیا حکم خداوند ہفت پیکر ہی ہر ایک ناظم کے نام یہی حکم ہی کہ جس فرزند حمزہ کو پاؤ گرفتار کر کے لاؤ تمنے اور

تمھارے شوہر نے جو اطاعت کی ہی اُس اطاعت کو شکست کرو شراب بہا نسے لیجاؤ
اُسمین بیہوشی ملا کر پکڑ لو سامری ثانی کو بھی یہی منظور ہی کہ یہ نوجوان قتل ہو اگر تم یہ نہ
کرد گی ہم تمکو بخدمت خداوند سامری ثانی روانہ کرین گے پھر طمطراق کیجانب
متوجہ ہوکر کہا کہ ای طمطراق ہرچند کہ مجکو تمھاری باتون سے نفرت ہی مگر زن و شوہر نے
تمھارے قتل کا سامان کیا ہی مجکو میرے سحر نے خبر دی کہ طلسم کشا بارہ دری مین موجود ہی
اب بھی وہ گرفتار ہو سکتا ہی مین خود برای گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون یہ سنکر
لالہ زار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین طلسم کشا ہمارا محسن ہی جب وہ یہان سے
جائیگا تب اُس کو گرفتار کیجیے گا ہم گرفتار نہ ہونے دین گے غنچۂ سر بستہ نے کہا کہ ای
لالہ زار کیون تیری شامتین آئی ہین یہ کہکر غنچۂ سر بستہ نے اپنا ہاتھ ہلایا
لالہ زار گرا گلنار نے بڑھ کر گولہ مارا طمطراق نے گولہ کاٹا گولہ کاٹ کر ہاتھ ہلا دیا
گلنار بھی گری طمطراق و غنچہ نے دونونکو گرا دیا زبانونین سوزن دی کہا جلاد کو بلاؤ دو جلاد
خنجر برہنہ لیے ہوے حاضر ہوے طمطراق نے اشارہ کیا کہ دونون کا سر کاٹ لے
جلاد دونون کے سر پہ خنجر برہنہ کھینچ کر آیا کہا کہ ای شہنشاہ حکم ادل ہی تجھ کر حکم
دیجیے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر
کا کام ہی طمطراق نے آواز دی کہ ارے یہ دونون گنہگار خداوند ہفت پیکر
ہین سامری ثانی بھی انکے دشمن ہو رہے ہین انکے بارے مین حکم ہی کہ جو طلسم کشا سے
دوستی کرے فورًا اُسکو قتل کرو ایسے ہی لوگون نے میل کر کے طلسم کشا کو زور دیا
شاہزادۂ جہانگیر بارہ دری مین ٹہل رہے تھے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ زن و شوہر
زیر تیغ بیٹھے ہین بہ نگاہ یاس چہار جانب دیکھ رہے ہین گلنار لالہ زار کو اشارہ
کرتی ہی کہ مقام افسوس ہی طلسم کشا نے ہمارا حال ملاحظہ نہین کیا صاحب اب ہمارے
قتل مین کیا دیر ہی جلاد ہاتھ مارین گے سر اُڑ جائیگا افسوس ہی کہ طلسم کشا کی خدمت
نہ کرنے پائے شاہزادۂ جہانگیر دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
قبضے پر ہاتھ ڈالا بجاے سپر کے لوح کو ہاتھ مین لیا دہن سے نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ جہانگیر

جہانگیر فرزند صاحبقران تزلزل فتد در میانِ مصاف	منم بلبلِ باغ اسلامیان اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	چو تیغ یلی بر کشم از غلاف زگاوِ زمین بیخ و بن بر کنم

اب جو پہلو سے نعرۂ جہانگیر ہوا ساحر تھرا گئے شاہزادۂ جہانگیر نے بڑھ کر جلادونکو مارا ان دونون کی زبانون سے سوزن نکالی لوح چمکائی کہ سحر دونون کے اوپر سے اترا زن و شوہر بھی کڑک کر اُٹھے کنیزون کو قتل کرنے لگے غنچۂ سربستہ نے للکارا کہ او پسر حمزہ لوح کے ملنے پر بڑا گھمنڈ ہی دیکھو تو کس آفت مین پھنساتی ہون یہ کہ کے ایک گولہ مارا اگرچہ پھولون کا ہاتھ مین تھا وہ بھی کھینچ مارا اگرچہ ٹوٹا پھول برسنے لگے تمام درخت پھولون سے لد گئے غنچہ و گل چٹکنے لگے پھل ٹوٹ کر زمین پر گرے پھلون سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے بلبلین آواز دیتی ہین کہ ای جوان ہوشیار ہو جا ذرا ہماری نغمہ سرائی سُن لے چہکارے مار کر یہ غزل گانے لگین نظم

کس منہ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشنائے گل
بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل

دیکھا طلسم اس چمنِ روزگار کا
بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجائے گل

آنکھون سے دیکھ لو ستمِ روزگار کو
کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرائے گل

بلبل اسیر ہی تو گردن چاک پیرہن
ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعائے گل

ای عندلیب کیا نفسِ چند کی بہار
دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہائے ہائے گل

فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہین
وہ ابتدائے گل ہی تو یہ انتہائے گل

کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہون
راحت کہان اُٹھا نہ سکی مین جفائے گل

ارباب ضبط کے نہین کھلتے لبِ سوال
اپنا ہی خونِ دل ہی چمن مین غذائے گل

ای رنج ہجر اور کہین ڈھونڈھ لے مکان
رہتی ہی عندلیب کے گھر مین ہوائے گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے
آئے زبان پہ نہ کبھی شکوہ ہائے گل

رسوا کیا محبت خندیدگی نے آہ
کھلنے لگے قریب سحر پردہ ہائے گل

شاید نسیم آمدِ فصلِ بہار ہی
پیدا ہی چند روز سے سر مین ہوائے گل

اس طرح بلبلون نے نغمہ سرائی کی کہ لالہ زار و گلنار یہ صدائین سُنکر حیران

طرف پھولون کے دیکھنے لگے شاہزادۂ جہانگیر کے دلمین جب توجہ ہوتی ہی کہ طرف پھولون
کے متوجہ ہون کوئی کان مین کہدیتا ہی کہ اُدھر نہ دیکھو لوح چمکاؤ شاہزادۂ جہانگیر ہوشیار
ہوکر لوح چمکا دیتے ہین اور شمشیر زنی کرنے لگتے ہین طمطراق حیران کھڑا دیکھ رہا ہی اور
چاہتا ہی کہ پر پروانہ پیدا کرکے نکل جاؤن غنچۂ سربستہ نے کہا کہ ای طمطراق اسی منھ
پہ دعوی سلطنت طلسم ہی میرا سحر بسبب لوح کے تاثیر نہین کرتا ایسا سحر کرو کہ طلسم کشا
لوح نہ دیکھے طمطراق نے ایک گولہ اُٹھاکر زمین پر مارا گوشہ ہاے باغ سے شیر و خرس
پیدا ہوے اور آسمان سے ہزارہا زاغ و زغن اُڑتے ہوے آئے اب جہانگیر کو دو
طرف کی فکر پڑی شیر و خرس حملہ کرتے ہین زاغ و زغن نے کاؤن کاؤن مچائی چاہتے ہین
کہ طلسم کشا پر ٹوٹ پڑین کہ ایک طرف سے ہواے سرد چلی دیکھا کہ چند عقاب بلند پرواز
منقارین مثل نیزہ پنجے فولادی آکے زاغ و زغن پر گرے جس زاغ یا زغن کو پکڑا چیر کر
پھینک دیا چند عقابون نے زاغ و زغن کو مار کے بھگا دیا شیر و خرس جب جہانگیر پر
حملہ کرتے ہین کان مین آواز آتی ہی کہ انکو تلوار سے نہ قتل کرو لوح چمکاؤ جہانگیر نے
لوح جو چمکائی شیر و خرس منھ پھیر کر بھاگے طمطراق نے کئی سحر کیے بسبب لوح کے رنگ
نہ جما شاہزادۂ جہانگیر لڑتے ہوے قریب غنچۂ سربستہ پہونچے غنچۂ سربستہ نے وہ سحر کیا
کہ تمام نخل ہاے باغ مثل انسان کے دوڑے گرد جہانگیر مجمع کیا ہواے تند کے جھونکے
چلے شجر کرنے لگے کہ یہ ہمارے سائے مین دبجائین مگر جہانگیر جب لوح چمکاتے ہین وہ نخل
کنیزان غنچۂ سربستہ پر گرتے ہین کئی سو کنیزین دبین کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا غل و
شور جو ہوا غنچۂ سربستہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین
غنچۂ سربستہ نے دستک دی کہ وہ سب نخل جاکر اپنے مقام پر قائم ہوے عندلیبان
خوشنوا جو زمزمہ سرائی کر رہی تھین اُڑکر دیوار باغ پر بیٹھین منقار کھولے پرون کو
تول رہی ہین کہ اُڑ کر نکل جائین غنچۂ سربستہ نے اُنکو سحر سے روکا بلبلین پھر پلٹین
جہانگیر نے دیکھا کہ سواے غنچۂ سربستہ و طمطراق کے اُس مقام پر اور کوئی نہین ہی
لالہ زار و گلنار نے سب کنیزون کو مار ان و شوہر دریاے خون مین نہائے ہوے

سامنے جہانگیر کے آئے عرض کی کہ ای شہریار اب یہ دونون باقی ہین بدون کوشش حضور یہ نہ قتل ہونگے شاہزادۂ جہانگیر طمطراق پر جا پڑے طمطراق نے تلوار کمر سے کھینچی تلوار کو ہلایا ہزارہا تلوارین جہانگیر پر برسنے لگین مگر کوئی تلوار جسم پر جہانگیر کے نہین پڑتی طمطراق نے سپر کو جنبش دی پتھر برسنے لگے درخت وچمن پامال وتباہ ہونے لگے جہانگیر کے قریب کوئی پتھر نہین آتا طمطراق گھبرایا آخر تلوار کا وار کیا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا چاہا کہ ہاتھ مارون طمطراق نے اپنے کو گرا دیا غلطک مار کے بلند ہوا بشکل طاؤس اُڑتا ہوا چلا لالہ زار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار طمطراق جاتا ہی داہنی طرف سے آواز آئی کہ اگر یہ نکل گیا تو پھر دستیاب نہ ہوگا جہانگیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینۂ طمطراق تاکا تیر رہا ہوا جا کر پشت پر طمطراق کی پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا طمطراق کا لاشہ زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین غنچۂ سربستہ نے جو لاشۂ طمطراق دیکھا گھبرا گئی پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اُڑنے اُڑنے اشارہ کیا کہ لاشۂ طمطراق بھی بلند ہوا غنچۂ سربستہ نے موے سر کو جنبش دی کہ ایک حلقۂ موے سر کمر مین لاش کی پڑا غنچۂ سربستہ اُڑتی ہوئی چلی اب وہ وقت ہی کہ سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہی مشیران سلطنت جمع ہین کہ یکایک زمین تھرائی گرد اسکے جو بت ہاے سنگی رکھے تھے مُنہ کے بھل گرنے لگے سامری ثانی نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا جہان پر میرے کوئی افتاد پڑی کہ دیکھا آسمان سے غنچۂ سربستہ گریبان پھٹا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا لاشۂ طمطراق لٹکتا ہوا سامنے سامری ثانی کے آئی کہا کہ ای خداوند غضب ہوا طمطراق مارا گیا سامری ثانی نے پوچھا کہ ای غنچۂ سربستہ تم اُس باغ مین کیونکر پہونچین غنچۂ سربستہ نے جواب دیا کہ طمطراق مجکو بلواتا تھا جلسہ جماتا تھا اُس جلسے مین مین بھی گئی تھی قدرت کو حال معلوم ہو کہ لالہ زار کیونکر تسخیر ہوا زوجۂ لالہ زار قید تھی اُسے طلسم کشا نے چھڑایا زن وشوہر مطیع اسلام ہوے بارہ دری مین طلسم کشا کو چھپایا جب

مین نے زن و شوہر کو گرفتار کیا اور قصد کیا کہ قتل کرون طلسم کشا بارہ دری سے
نکل آئے تلوار چلی جب طمطراق مار اگیا تو کنیز نکل آئی اب باغ لالہ زار مین طلسم کشا
کا قبضہ ہی سامری ثانی نے کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی لالہ زار و گلنار کو لاؤ ایک
بُت سنگی سے ایک ساحر سیہ فام نکلا پکارتا ہوا کہ منم کوہ کن سنگ شکن یا خداوند
کیا حکم ہوتا ہی سامری ثانی نے کہا کہ زن و شوہر کو لاؤ وہ ساحر غرق زمین ہوا
یہان جب غنچہ بھاگ گئی اور لاشۂ طمطراق بھی لے گئی شاہزادۂ جہانگیر بفتح
و فیروزی پلٹے باغ کو وہی رنگ اول پر دیکھا چمن پھولون سے بھرے ہوے بڑے
بڑے درخت خشک ہو گئے ہین خاک درختون پہ پڑی ہوئی آگے آگے شاہزادۂ
جہانگیر پیچھے پیچھے زن و شوہر طرف بارہ دری کے جاتے ہین کہ زمین کانپی لالہ زار
ارے کہکے پلٹا دیکھا کہ زمین سے ایک ساحر سیہ فام و بد انجام نکلا ایک پنجہ کمر
مین زن کے اور ایک شوہر کے دیکر لے اُڑا گلنار نے آواز دی کہ ای شہریار
کنیز و غلام کو بچائیے ہمکو دربار مین سامری ثانی کے یہ ساحر لیے جاتا ہی اُس
ظالم کا سامنا ہی کہ رحم جسکے مزاج مین نہین کنیز و غلام زندہ نہ بچین گے افسوس
ہی کہ حضور کی خدمتگزاری سے محروم رہے شاہزادۂ جہانگیر نے چاہا کہ کمان
کاندھے سے اُتارون وہ جھپٹ کر بلند ہوا آسمان مین جا کر ڈوب گیا شاہزادے
کو لیجانا زن و شوہر کا بہت شاق ہوا بے اختیار ہو گئے پکارتے تھے کہ ای لالہ زار
و گلنار ہمکو کہان چھوڑا ہماری محبت سے مُنھ موڑا ایسی بیقراری جہانگیر کو ہی
کہ زیر سایۂ شجر تڑپ رہے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ الماس آکر
ہوو بچین شاہزادۂ جہانگیر کا ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا کہ ای شہریار آپ اپنے کو
سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر آپ کو بمدد بکر لوح لے لے مجھے آٹھ پہر اسی
کوشش مین گذرتی ہی کبھی دربار سامری ثانی مین برائے جاسوسی جاتی ہون
کبھی آپ کے پاس واسطے نگہبانی حضور آتی ہون لیکن انتہا کی گھبراتی ہون کہ خدا ان
ظالمون کے ہاتھ سے بچائے لالہ زار و گلنار گرفتار ہو کر گئے ہین اُن دونون پر

بڑی سختی گذریگی جہانگیر نے کہا کہ ای الماس پریچہرہ مین چاہتا ہون کہ مجکو دربار
مین سامری ثانی کے لے چلو پھر دیکھو کیسا شکار کھیلتا ہون الماس پریچہرہ نے کہا
کہ آج کنیز بھی جان پر کھیلے گی حضور کو لیے چلتی ہون شاہزادے نے کہا کہ مین بھی
آمادہ ہون ضرور چلونگا کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی شاہزادۂ جہانگیر
نے کہا کہ ای ملکہ الماس یہ کون روتا ہی کہا ای شہریار چل کے دیکھیے کنج باغ مین آکر
دیکھا کہ ایک قصر ہی اُسمین سے مَردون کے رونے کی آواز آتی ہی جہانگیر نے لوح
کو دیکھا الماس پریچہرہ سے کہا کہ یہ زندانخانۂ طلسمی ہی ہمسے پہلے جو لوگ بہ ارادۂ
فتاحی طلسم آئے ان مقامون پر آکے گرفتار ہوے وہ ہی بیچارے قید ہین یہ کہکے
قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار گرد اُنکے ماش کے آٹے کے مار سیاہ
لپٹے ہین وہ لوگ رو رہے ہین ایک ایک سے کہتا ہی کہ یارو آج نیا معرکہ ہوا
کہ یہ ماران سیاہ ماش کے آٹے کے ہوگئے مگر ہمارے رہا ہونے کی کوئی صورت نہین
شاہزادۂ جہانگیر کو جو دیکھا سب کھڑے ہوگئے شاہزادے کو جھک جھک کر سلام
کرنے لگے جہانگیر نے سب کی قید کاٹی سبسے حال پوچھا اُن سب نے رورو کے
حال بیان کیا کسی نے کہا کہ دس برس سے قید ہین کسی نے کہا کہ بارہ چودہ برس گذرے
اسی طرح سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا کلمہ پڑھکر سب مسلمان ہوے کوئی لات پرست
اور کوئی منات پرست تھا سبھون نے ادیان باطلہ پر لعنت کی مذہب حق کا دل
سے اعتقاد کیا الماس پریچہرہ نے عرض کی کہ حضور دیر نہ کرین ایسا نہو کہ زن و
شوہر پر کوئی افتاد پڑے تو صدمۂ عظیم ہوگا شاہزادۂ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ
الماس مین چلنے پر آمادہ ہون مجکو زن و شوہر کا بڑا قلق ہی اُنکے اعتقاد کا حال
ہمپر کھلا غنچۂ سربستہ نے کیسا کیسا سمجھایا مگر زن و شوہر نے نہ قبول کیا الماس نے ایک
تخت سحر تیار کیا اُسپر شاہزادہ سوار ہوا الماس آکے پہلو مین بیٹھی چارسو جوان یعنی
جو اپنے اپنے ملک کے شاہزادے تھے سب قیدخانے سے چھوٹے الماس پریچہرہ نے
اُن سب سے کہا کہ بعد تھوڑی دیر کے تم لوگ بھی اس نقب مین پھاند پڑنا جہان شاہزادہ

ہو گا وہان پہونچو گے یہ کہہ کے الماس تخت اُڑا کے چلی سامری ثانی بھی تخت پر بیٹھا ہی
طمطراق کے مرنے کا افسوس کر رہا ہی کہ ہوا ے تند چلی سامنے سر اُٹھا کے دیکھا کہ طلسم کشا
ایک تخت پر سوار لوح گلے مین پڑی ہوئی الماس پریچہرہ تخت اُڑاتی ہوئی آتی ہو وہین سے
شاہزادۂ جہانگیر نے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا تجکو شرم نہین آتی اسی مُنھ پر تو دعوی
خدائی کرتا ہی یکتائی پر مرتا ہی الماس کو دیکھ کر سامری ثانی گھبرا گیا پکار کر کہا کہ
اے ملکۂ عالم مجھسے کیا خطا ہوئی کہ جو طلسم کشا کی شریک ہوگئین ہین تو تمکو معشوقہ جانتا تھا
ہمیشہ عجز کیا مگر تمنے مسلمان کا ساتھ دیا خداوند ہفت پیکر کو فراموش کیا الماس نے
آواز دی کہ او مکار تو وہی ہی جو دعوی خدائی کرتا تھا آج صاحب لوح سے مقابلہ کر
کہ تیرے سحر کا امتحان ہو یہ کہنا تھا کہ سامری ثانی اُٹھا جہانگیر تخت سے کود ے
سامری ثانی نے اشارہ کیا ساحر ٹوٹ پڑے جنگ سحر کرنے لگے شاہزادۂ جہانگیر
لوح چمکا رہے ہین سحر ساحرون کے مٹا رہے ہین جب لوح چمکی سحر اُلٹے پلٹے اُن ہی سحر
کرنے والون کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے مگر سامری ثانی سامنے
شاہزادۂ جہانگیر کے نہین آتا بھاگا بھاگا پھرتا ہی گوشے مین آکر سحر کرتا ہی
کہ جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے سامری ثانی کے پہونچے سامری ثانی نے ایک
دستک دی زمین کانپی آسمان سے آگ برسنے لگی شاہزادۂ جہانگیر نے لوح کو چمکایا
آگ برسنا موقوف ہوئی پھر سامری ثانی نے دستک دی اور پکار کے آواز دی
کہ ارے نائب قدرت کہان ہی مقام افسوس ہی کہ نائب نے مُنھ پھیرا ایسے وقت مین
سامنے نہین آتا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی خیر خواہ حاضر ہوا دیکھا سب نے
کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی زمین پر آکر گرا اور
آواز دی کہ یا خداوند حاضر ہوا سامری ثانی نے کہا کہ اے نائب قدرت طلسم کشا کو
یہانسے ہٹا مجھسے مقابلہ نہ کرنے پائے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے کچھ پرچہ ہاے کاغذ
نکالے وہ ہوا پر اُڑا دیے کہ پہلوے گنبد سے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا کہ چند
نازنینان مہ جبین گوشۂ گنبد سے ظاہر ہوئین ایک نازنین سرو قد خورشید خد ماہ جبین و

مہر نگین اُن سب کے آگے پُکارتی ہوئی کہ ای فرزند صاحبقران ذرا ادھر متوجہ ہوجیے جہانگیر نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے بھی آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھے نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین — گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین — سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین
مُردے وہ زندہ کرتے زندونکو مارتے ہین — اسکو بگاڑتے ہین اُسکو سنوارتے ہین
مشتاق ہم کنارے ملتے ہین ہاتھ کیا کیا — تن تن کے جب وہ اپنا سینہ اُبھارتے ہین
وہ دلپسند ہی تو جب دیکھتے ہین تجکو — کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین
قائل ہون مین تو اپنے نالون کی گرمیون کا — داغون کو میرے دل کے کیا کیا اُبھارتے ہین
دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو — تقصیروار توبہ توبہ پکارتے ہین
دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت — وہ ہمسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین
شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی — بوسہ کا نام سُنکر ہم مُنھ پسارتے ہین
اُس گل سے رُخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے — اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
رو رو کے دلکو خالی کرتے ہین جس جگہ ہم — مانند دریا چشمے وان موج مارتے ہین
پوشاک ہر طرح کی حاضر ہی کشتیون مین — اسکو پہنتے ہین وہ اُسکو اُتارتے ہین
جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرنے — پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
دم دے اُنھین بھی وہ بت اُنکا بھی دل بگاڑ دے — زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین
مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر — شیر اپنے نیستان مین عاشق ڈکارتے ہین

اُس نازنین نے جو شاہزادۂ جہانگیر سے آنکھ ملا کر یہ غزل گائی جہانگیر باتوقیر کو ایک محبت پیدا ہوئی پکار کے آواز دی کہ ای سرگروہ حسینان وای سرتاج معشوقان کیا خوب آواز ہی کیا صدا مین سوز و گداز ہی الماس نے جو دیکھا کہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے متوجہ ہوے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار دھوکا نہ کھائیے گا لوح چمکا کے تو اسکی صورت دیکھیے یہ سُنتے ہی جہانگیر نے لوح چمکا دی لوح چمکا کے جو اُس عورت پر نگاہ ڈالی دیکھا کہ ایک زنگن سیاہ رو تیرہ درون کالے کپڑے پہنے ہوے زیور پیتل کا

اب تو شاہزادے نے اُسے للکارا کہ او بے حیا آگے سے ہٹ ہمارے سامنے نہ آ ورنہ
ایک ہاتھ تلوار کا مار دونگا قریب آئیگی تو بہت پچتائیگی دھوکا دینے آئی ہی وہ ساحر
سیہ فام جو آیا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جہانگیر نے دوبارہ لوح کو اُسکے سامنے
چمکایا وہ عورت مع کنیزون کے جلنے لگی اُس ساحر نے پھر آواز دی کہ او فتنہ انگیز
تو کیا کرتی ہی آتی نہین طلسم کشا کو آکے لے دوسرے پہلو سے صدا آئی کہ حاضر ہوئی
طلسم کشا کو لیتی ہون سامری ثانی نے بڑھ کر الماس پریچہرہ کو للکارا الماس
نے گولہ مارا سامری ثانی نے گولہ کاٹا گولے سے دھوان نکلا کہ آنکھین بند کرکے
الماس کھڑی ہوگئی اور مثل بید کانپنے لگی اتنے مین اُس ساحر نے پھر پُکارکے
آواز دی کہ او فتنہ انگیز جلد آ دیر نہ کر کہ یکایک ایک نازنین مہ جبین سامنے
آئی اور جُھک کر شاہزادۂ جہانگیر کو سلام کیا جہانگیر کی نگاہ پڑی کہ ایک حسین
ماہ پیکر قمر منظر سمن بر سامنے آکر پہونچی جہانگیر سے کہا کہ باغ مین چلیے گُل ولالہ کی
سیر کیجیے سب گُل وغنچے آپ کے مشتاق ہین جہانگیر با توقیر اُسکے ساتھ چلے الماس پریچہرہ
آنکھین بند کیے جُھوم رہی ہین حیران حیران طرف جہانگیر کے دیکھتی ہین اشارون سے
یہ پیدا ہی کہ لوح چمکائیے اُس سیاہ رو نے آواز دی کہ او فتنہ انگیز کیون اسقدر
دیر کرتی ہی اُس نازنین نے قدم اُٹھایا اُسی گنبد مین ایک در پیدا ہوا جہانگیر
نے دیکھا کہ ایک باغ عنبر سرشت ہی یا نمونۂ بہشت ہی گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون
نہرین سلسبیل آسا موج مار رہی ہین حباب نہر مثل چشم معشوق جہانگیر سے اشارے
کر رہے ہین کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے مگر جہانگیر با توقیر اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے
باغ مین آئے اور سیر کرنے لگے فتنہ انگیز نے کہا کہ بارہ دری مین چلیے تو مین آپ کو
تماشا دکھاؤن جہانگیر اُسکے ساتھ بارہ دری مین آئے بارہ دری مین لاکر فتنہ انگیز
نے مسند پر بٹھایا کنیزون سے پُکار کر آواز دی کہ ارے شراب وکباب لاؤ مہمان کی
خاطر کرو کنیزین دوڑ کر گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی لائین اُس نازنین نے
بڑھ کر ایک کنیز کہ گوشے مین بیٹھی تھی اُسے پُکار کر آواز دی کہ ارے گلرنگ یہان آکر

شراب پلاؤ گوشے مین کہان جاکر بیٹھی ہو وہ کنیز اپنے مقام سے اُٹھی جام لبریز کیا سامنے
شاہزادۂ جہانگیر کے لیکر آئی لیکن نگاہ جو گلرنگ کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی جی
مین کہتی ہو کہ اس جوان نے شراب پی اور لوح اسکے قبضے سے نکلی ہاتھ تو بڑھایا
مگر آنکھ سے اشارہ کیا کہ جام میرے ہاتھ سے لیکر فتنہ انگیز پر ڈالدیجیے پھر تماشا قدرت
پروردگار کا دیکھیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھاکر جام لیا انجام کا خیال آگیا پلٹ کے
فتنہ انگیز سے کہا کہ قریب آؤ جیسے ہی فتنہ انگیز قریب آئی اور دل مین سمجھی کہ شاہزادہ
میرے دام مکر مین پھنس گیا جام پیا اور مین نے لوح لی جہانگیر نے وہی جام سر پر
فتنہ انگیز کے ڈالدیا جیسے ہی شراب سر پر اُس نازنین کے گری معلوم ہوتا تھا کہ
تودۂ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی سراپا شعلۂ آتش ہنگئی کنیزین سر پیٹنے لگین
کہتی تھین کہ اری گلرنگ کیا ستم کیا جب فتنہ انگیز جل کر خاک ہوئی شاہزادے کو
ہوش آگیا تلوار ٹیک کر اُٹھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم واى سیار
این عجائبات سامری ثانی مثل طمطراق کے نہین ہی یہ دعوی خدائی رکھتا ہی
لوح کو گردش دو اپنے کو اُسی گنبد مین پہونچاؤ اگر دیر کروگے تو الماس پریچہرہ
کو زندہ نہ پاؤگے جہانگیر نے لوح مین جو یہ مضمون پایا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا
لوح کو گردش دی جیسے ہی لوح کو گردش دی ایک دناٹا ہوا جب روشنی ہوئی اپنے
کو پھر اُسی مقام پر پایا سامری ثانی نے جو شاہزادۂ جہانگیر کو دیکھا اُس ساحر سیہ رو
سے پُکار کر آواز دی کہ ای خندان سیاہ رو فتنہ انگیز ماری گئی طلسم کشا آتا ہی ہمارے
سامنے سے ہٹاؤ خندان سیاہ رو نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز دی کہ ای
فیلان فیل پیکر طلسم کشا کو لے خبردار اب جانے نہ دینا شاہزادۂ جہانگیر طرف خندان
کے چلے تھے کہ ایک صداے مہیب آئی کہ او طلسم کشا ذرا ہمسے تو مقابلہ کر جہانگیر نے دیکھا
کہ ایک جوان فیل پر سوار سات سر بہ وضع مختلف یعنے ایک سر شیر کا ایک خرس کا ایک
سگ کا ایک خنزیر کا ایک طاؤس کا ایک فیل کا یہ سر گردہین بیچ مین سر انسان اور سات
ہاتھ ہین ہر ہاتھ مین حربہ گرز و شمشیر و نیزہ و خنجر وغیرہ کُل حربون کو جنبش دیتا ہوا ساتون

حربے اسنے شاہزادے پر لگائے جہانگیر نے سنانِ نیزہ کو پہلے سے کاٹا اور حربون کو خالی دیا جست کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تین ہاتھ اُسکے کاٹے اُسنے ایک چیخ ماری کہ ہر سر سے آواز نکلی اور ہر دہن سے شعلۂ آتش نکلے شاہزادۂ جہانگیر پر اُن شعلون نے کچھ کام نہ کیا پھر جہانگیر نے دیکھا کہ ساتون ہاتھ اُسکے اُسی طرح تیار ہین چار مرتبہ جہانگیر نے دو دو چار چار ہاتھ کاٹے مگر جب اُسنے چیخ ماری اور روشنی ہوئی سب ہاتھ تیار دیکھے اُس حال پُر ملال مین الماس کھڑی ہی سحر مین سامری ثانی کے پھنسی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس مثل بید کانپ رہی ہی جب جہانگیر نے کئی مرتبہ اُسکے ہاتھ کاٹے اور ہاتھ پھر درست ہو گئے حیران تھے کہ کیا کرون الماس نے اُس حال مین ضبط کر کے آواز دی کہ ای شہریار مین توبیکار ہو رہی ہون سامری ثانی کے سحر مین پھنسی ہون مقام افسوس ہی کہ آپ لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ فیلان ہفت سر جان طلسم ہی اگر عمر بھر اس سے مقابلہ کیجیے گا تو اسکا یہی حال رہیگا بعد تھوڑی دیر کے جیسے سر ہین اُسی وضع کے ساحر پیدا ہونگے اور آپ کو گھیر لین گے ذرا مجھ تک اپنے کو پہونچائیے یہ آواز سُنکر شاہزادۂ جہانگیر کو جیسے ہوش آگیا فیلان ہفت سر نے بڑی کوشش کی کہ لوح نہ دیکھنے دون حربے بھی لگائے غل بھی مچایا مگر جہانگیر نے کچھ خیال نہ کیا لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر تجسے اس طرح کا ساحر آکے مقابلہ کرے اگر تا بہ حشر لڑوگے فتح نہ پاؤگے مگر اسکا سر اصلی جو مثل سر انسان کے ہی خیال کر کے دیکھو کہ پیشانی پر اُسکے ایک خال سیاہ ہی اگر قادر انداز ہو تو تاک کر تیر مارو اُسی خال سیاہ پر پڑے تل بھر کا فرق نہ ہو جہانگیر نے جیسے ہی کمان کیانی دوش سے اُتاری اُس ساحر ہفت سر نے کئی حربے لگائے شاہزادۂ جہانگیر نے خالی دیے تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُسی خال پر مارا پیشانی سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا جلنے مین اُسکے آوازین مہیب آتی تھین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ جل کر خاک ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان ہفت سر بود اس عرصہ مین جہانگیر نے ساحرون کو قریب

ملکہ الماس کے ہٹایا اپنے کو قریب الماس پہونچایا الماس نے اشارہ کیا کہ لوح کا عکس جھپر ڈالیے جہانگیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلہ منھ سے الماس پریچہرہ کے نکلا اور وہ شعلہ نکل کے طرف آسمان کے غائب ہوا الماس جو تڑپی خندان جادو بہن کے جا پڑی اس زور سے گری کہ بایان ہاتھ اسکا اُڑ گیا ہاتھ جو خندان کا کٹا اُسنے ایک چیخ ماری اور رونے لگا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہاتھ میرا ہاتھ سے گیا جلد دستگیری کیجیے اس حال کو پہونچا ہون کہ بے دست و پا ہون ایک جھونکا ہوا سرد کا چلا الماس نے دیکھا کہ ہاتھ خندان کا درست ہوگیا ابکی مرتبہ الماس پریچہرہ برق بنکر گری خندان کے دو ٹکڑے کیے لاشہ جو خندان کا تڑپا دونون ٹکڑے آپس مین مل گئے خندان ہنستا ہوا اُٹھا پکار کر آواز دی کہ ای الماس اگر میرا کوئی حربہ چل جائیگا تو بچنا دشوار ہوگا الماس نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا خون کے قطرات چلو مین لیے ہاتھ چمکاتی ہوئی خندان پر اس زور سے گری اور خون کا چھینٹا دیا کہ خندان کے دو ٹکڑے ہوے ہزارہا جانور مثل شیر و پلنگ و خرس کے پیدا ہوے جہانگیر پر حملہ کرنے لگے الماس نے قطرات خون کے اُن جانورون پر بھی پھینک مارے جانور بھی جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خندان جادو بود جب خندان مارا گیا تو سامری ثانی گھبرایا پکار کر آواز دی کہ کنیزان سامری سب ہلاک ہوئین ایک فتنہ انگیز کے مرتے ہی یہ آفت برپا ہوئی کہ پہلوے گنبد سے آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ٹھہر جائیے لوح نہ چمکائیے جہانگیر نے ہاتھ روکا دیکھا کہ ایک نازنین جوش پر عالم شباب دونون عارض گل گلاب چہرہ آفتاب عالمتاب جسکا ورد دولت عرش جناب ہنستی ہوئی یہ اشعار عبرت آثار پڑھتی ہوئی آتی ہے

نظم

جلوے ہین شیش محل مین ترے رخسارون سے	اُسنے گرنہ پڑین ٹوٹ کے دیوارون سے
گال ملنے دے پریرو مجھے رخسارون سے	سرد مہری تری جائیگی ان انگارون سے
نور کمرے مین یہ پھیلا ترے رخسارون سے	گر پڑا سایہ پھسلتا ہوا دیوارون سے
آئنہ پشت بہ دیوار نظر آتے ہین	بیٹھے ہین آئنہ رو مل کے جو دیوارون سے

تیرے گھر ہی یہ حسینانِ سلف کا نقشہ — سب کی تصویرین ہین چپکی ہوئی دیوارون سے
روک لیگی نہ ہمین پردہ نشینی تیری — تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیوارون سے
قوت نامیہ بخشے گا جو یون سایۂ قد — سرو ایک روز نکلجائیگا دیوارون سے
یون نہ چلاکے شبِ وصل یہ تقریر کرو — کان اغیار لگائے نہ ہون دیوارون سے
تو نے گلگشت جو موقوف کیا ای گلِ تر — پھول مرجھاے چلے آتے ہین گلزارون سے
ناوک اندازیون کی مشق کہان تک ای ترک — خون انگلی کا ٹپکنے لگا سوفارون سے
غل یہ کیا انہین پالی یہ بٹیرون کی صفیر — مرغ مضمون کو لڑاتے ہین یہان یارون سے

جہانگیر نے دیکھا کہ وہی گلرنگ خواص کہ جسنے پہلو مین فتنہ انگیز کے شراب پینے کو منع کیا تھا ہنستی ہوئی آتی ہی کہتی ہی کہ ای شہریار باغ مین چلیے جہان آپ نے فتنہ انگیز کو قتل کیا تھا آفت خیز اُسکی بہن آیا چاہتی ہی وہ آکر لوح چھین لے گی ایک مرتبہ یہ خیر خواہی کر چکی تھی شاہزادے کو یقین ہوا کہ سچ کہتی ہی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا وہ خواص جہانگیر کو لیکر چلی الماس نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی مجمع ساحران سے تڑپی بلند ہو کر اُس خواص پر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے جہانگیر کو غصہ آیا الماس پر تلوار کھینچی چاہا کہ ہاتھ مارون الماس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری کیا خطا ہی لوح تو ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح جو دیکھی اُسمین نوشتہ پایا کہ یہ گلرنگ وہ خواص نہ تھی الماس نے دشمن کو مارا اسپر غصہ نہ کرو اسنے بڑی آفت سے بچایا باغ مین لیجاتی اور لوح چھین لیتی شاہزادے نے لوح مین یہ نوشتہ پاکر تلوار کو نیام مین کیا الماس نے جاکر سامری ثانی کو گھیرا اور شاہزادۂ جہانگیر سے اشارہ کیا کہ اس دشمن سخت کو مار لیے ورنہ یہ نکل جائیگا پھر مشکل پڑیگی جہانگیر بھی طرف سامری ثانی کے چلے ساحرون نے بلوہ کیا کہ شاہزادے کو تا بہ سامری ثانی نہ جانے دین سامری ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ارے طلسم کشا بد سحر نہ کرو نیزہ و شمشیر سے لڑو اب جو ساحرون نے بلوہ کیا جہانگیر زخمی ہونے لگے دیکھا ہزارہا تلوار چمک رہی ہی تیر پیغام قضا لیکر آرہے ہین تیرونکو قلم کرتے ہین سنان نیزہ ہتھیلی سے اُڑاتے ہین ساحرون کو قتل کرتے ہین مگر ملکہ الماس پر پیچرہ نہایت بیقرار ہین پکار رہی ہین کہ ای شہریار اپنے کو بچائیے لوح

چمکائیے کنیز کا تو یہ حال ہی کہ بیان کرنا محال ہی

نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا
ایک شعلہ سا مرے دل مین بھڑک کر رہگیا

پرتوِ خالِ رُخِ پُر نور شامِ زلف مین
کرمکِ شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا

کس نہالِ حُسن کی آمد تھی جو گلزار مین
فرطِ شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہگیا

یاد آئی صندلی رنگت جو مجکو یار کی
رات کو مین پٹیون سے سر پٹک کر رہگیا

باغ مین اُس گُل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا

شوق مین نظارۂ عارض کے تڑپا اسقدر
دم رگون نے کھینچ کے آنکھون مین اٹک کر رہگیا

یاد اُس بحرِ لطافت کی جو آئی ہجر مین
بر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا

کستے ہین آوازہ لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
کچھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا

اُس پری تمثال کے یہ حُسن کی شہرت اُڑی
آشیان مین طائرِ سدرہ پھڑک کر رہگیا

نور عاشق ہی نہین مجھ سا زمانہ مین کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

الماس نے جو رو رو کر یہ اشعار پڑھے جہانگیر کا دل بھر آیا فرمایا کہ ای الماس تم اپنے کو سنبھالو اسقدر بیقرار نہ ہو الماس نے کہا کہ مین سامری ثانی کو گھیرتی ہون سو آپ کے ہاتھ کے یہ کسی سے قتل نہ ہوگا مین کد و کوشش کرتی ہون یہ کہ کے الماس نے دو چار گولے ایسے مارے کہ کئی سو ساحر گرے جہانگیر نے تلوار کھینچ کر بجاے سپر لوح کو ہاتھ مین لیا لوح چمکاتے ہوے چلے ساحر جلنے لگے بہت سے نابینا ہوے سامری ثانی نے ایسے ایسے سحر شاہزادۂ جہانگیر پر کیے کہ قدم اُٹھانا اور ہاتھ ہلانا اور لوح چمکانا مشکل تھا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت دیکہتا زمیدان جلالت لڑتا بھڑتا لوح کو گردش دیتا ہوا قریب سامری ثانی کے پہونچا سامری ثانی نے جو جہانگیر کو قریب پایا کمر سے تلوار کھینچی تلوار کو جنبش دینے لگا جون جون جنبش دیتا ہی شاہزادۂ جہانگیر پر تلوارین برس رہی ہین مگر جسم پر جہانگیر کے کوئی تلوار اثر نہین کرتی آخر جہانگیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا سامری ثانی نے سپر سحر کو جہریکی پناہ کیا برق شمشیر جو گری اور دست زبردست جہانگیر اُسنے سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر

سراسر کلّے اور جبڑے کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی سامری ثانی کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سامری ثانی کے اندھیرا ہو گیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا گنبد میں ایک گنبد ہی اُسی گنبد مین لاش سامری ثانی کی پڑی ہی اندر سے رونے کی آواز آتی ہی یکایک وہ گنبد پھٹا ایک ساحرہ روتی ہوئی نکلی پکارتی ہوئی کہ او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا پھر آواز دی کہ او الماس تو نے بڑی طلسم کشا کی مدد کی جو سحر میرے شوہر نے کیا تو نے اُسکا حال بتادیا فتنہ انگیز ایسی ساحرہ آفت خیز اُسکی بہن اُسکو قتل کرایا وہ سحر تجویز کرکے آئی ہون کہ دیکھون بی الماس تم کیونکر بچتی ہو یہ کہکے تڑپی اور بلند ہوئی وہان سے برق بنکر الماس پر گری الماس غرق زمین ہو گئی وہ عورت تڑپ کر بلند ہونے لگی کہ دوسرے پہلو سے الماس نکلی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا جہانگیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینہ تاک کر اُس ساحرہ کو تیر مارا کہ توڑ کر مہرۂ پشت کو پار گذرا وہ ساحرہ چومر کر گری گنبد بھی گرا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بھمناک جادو بود چند جادوگر جو باقی تھے وہ سب امان طلب کرنے لگے شاہزادے نے اُن ساحرون کو امان دی شہر اسقلانیہ مین داخل ہوے وزیر و امیر آکر قدمبوس ہوے سرخیل جادو کہ جو سب کا افسر ہی اُسکو بادشاہ ملک اسقلانیہ کیا طلسم بین الطرفین مین آئے وہان کا بادشاہ ملکہ الماس پریچہرہ کو کیا الماس نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار میری آرزو یہ ہی کہ ہمراہ رکاب رہون جہانگیر نے کہا کہ ای الماس ہمارا سفر بہت پیچدار ہی تمکو بہت تکلیف پہونچیگی الماس نے عرض کی کہ کنیز رہبری کریگی بہت آرام سے پہونچیگا مین ضرور ساتھ چلونگی آپ تو سیدھے سپاہی ہین لوح ہونے پر اسقدر دھوکے کھائے کہ کنیز ناچار ہو کر کلام کرتی تھی جب جہانگیر نے دیکھا کہ الماس نہین مانتی حکم دیا کہ تیاری کرو الماس نے طرف کنیزون کے اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزین جو کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے اسباب سحر جمع پر آراستہ کیا ہامان صحرا نورد سپہ سالار لشکر قرار پایا تین لاکھ غیر ساحر بھی تیار ہوے بحرین و مواج و ماہ رخسار و رنگین یہ سب افسران ساحران قرار پائے اور ایک

ابر سوسنی تیار کیا دوسرے دن صبح کو شاہزادہ جہانگیر سوار ہوے ماہ رخسار سے بہت کہا کہ تم سلطنت طلسم قبول کرو ماہ رخسار نے کہا کہ مین ساتھ رہنے کو نعمت عظمیٰ جانتی ہون کسی نے سلطنت نہ قبول کی آخر عزیز دار طمطراق مسواک چوب گردان ایک ساحر ہی اُسکو حاکم طلسم کیا شاہزادہ جہانگیر سوار ہوے نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے سب خبرین سُن چکے ہین کہ رستم و بادشاہ لڑتے بھڑتے جاتے ہین شاہزادۂ جہانگیر کو بڑا اشتیاق ہی کہ لشکر بادشاہ اسلام مجکو ملے کہ مین بادشاہ سے ملاقات کرون اس خوشی مین منزل بمنزل بہ رہبری ملکہ الماس پریچہرہ طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جاوے گا

در تکملۂ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام پہونچنا صحراے مینو سواد مین اور مقابلۂ ساحران وغیر ساحران و ملاقات از شاہزادۂ جہانگیر و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
ہر اک اہلِ دل اس سے دلتنگ ہی
ذرا باغِ عالم کا دیکھو سمان
ہمیشہ کسی کو نہ عشرت رہی
جہان بلبل و گُل کی صحبت ہوئی
وہ کرتی ہی یون راہِ الفت کو طی
بہار و خزان کا نیا ڈھنگ ہی
تو بلبل کو عشرت بین بھی کد ہوئی
ہوائین چلین گرم گلزار مین
کہ گُل چھو لنا بھی کہانی ہوا
نہ لالے مین سُرخی کا سامان رہا
کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
کہین عیش ہی اور کہین رنج ہی
یہ فرماتے ہین صاحب امتحان
جہان پھُول ہی شاخ گلزار مین
جدائی کا وقت آیا حیرت ہوئی
کہ کوکو سے اُسکو سرو کا رہی
کہ گلزار عالم مین کیا رنگ ہی
نہ عشرت مین گذرے اسے چند روز
کھٹک بڑھ گئی نشترِ خار مین
وہ اُڑنے لگی باغ عالم مین خاک
ہر اک پھُول بھی غم سے مُرجھا گیا
زمانے کو دیکھو تو کیا رنگ ہی
ہی بار سیہ جس جگہ گنج ہی
کہ دنیاے دون جاے عبرت رہی
وہ افسردہ ہی پہلوِ خار مین
جہان قمری عاشق سرو ہی
سرِ سرو پر یا سر دار ہی
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ سوزِ فراق آگیا ایک روز
یہ رنگ چمن زعفرانی ہوا
گریبان گُل ہو گیا چاک چاک
جو ترچھی کلہ سر پہ لالے کے تھی

وہ مرجھا گئی یون کہ سب گر گئی | ہوئین بلبلین نعرہ زن باغ مین | کہ ویران ہوئے سب چمن باغ مین
کہان تک لکھون حال گلزار کا | کلیجہ مرا منھ کو بس آگیا | قمر رنگ دنیا نہ تحریر کر
کچھ اب داستان کی ہی تقریر کر | لکھون حال شاہِ فلک بارگاہ | جو ہین صاحب تاج و تخت و کلاہ

چہرہ راقمان اخبار خجستہ اطوار جرأت و جلالت و محرران حالات سعادت آیات ہمت و شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین نظم

بہار انگیز باغِ سبز بختان
چراغِ خلوتِ تنہا نشینان
رفوگر چاک ہاے سینہ چاکان
شغادِ صف زنِ رستم مصافان
بہ طرز نو سخن را زیب دادہ

بہ رومندی وہ حرم درختان | شراب مجلسِ اندوہ گینان
طبیبِ دردمندِ دردمندان | ادیب خود لپسندِ خودپسندان
عدالت گسترِ فریادناکان | دبیرِ تیغ کعبِ خاراشگافان
زبانِ خامۂ معنی نگاران | عنانِ ابلقِ چابک سواران
کنار رود الفت ایستادہ

بادشاہ اسلام شاہزادۂ سعد بن قباد والا نژاد کہ شمس فلک ہفت پیکر بادشاہ کا راہبر ہر وقت خوف کا سفر ہی کہ ایک دن گذر شہنشاہ گیتی ستان کا ایک صحراے سبزہ زار مین ہوا دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی دو نواح دلکشا درختان میوہ دار بار اثمار سے سر بسجود بہ قول شاعر شیرین زبان نظم

دشت تھا صفحۂ زمرد گون | صاف مثلِ بطونِ پاک درون | بس نظر کرتی تھی جہانتک کام
مخملِ سبز ہی بچھا تھا تمام | سوئے اُس سبزے پر اگر اکبار | تندرستی کے ساتھ ہو بیمار
یہ ہواے خوش اُس سے آتی تھی | روح بالیدگی سی پاتی تھی | کفِ پا جنے اُس زمین پہ دھری
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی | دلِ شبنم یہ چاہتا ہی دہان | ہون اسی سبزہ زار مین غلطان
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز | اک طرف کو زمین عنبر بیز | بادشاہ نے جو بعد مدت

ایسا صحراے پُر فضا دیکھا شمس فلک ہفت پیکر کو بُلا کر فرمایا کہ یہ زمین خجستہ آئین نہایت پُر بہار ہی درختون کی بھی عجب کیفیت سے قطار ہی شمس نے عرض کی کہ ای شہریار یہ صحراے مینو سواد ہی بحکم بانیان طلسم یہ صحرا درست کیا گیا ہی سواد جادو جو یہان کا حاکم ہی آٹھوین روز وہ آتا ہی بہار یہان کی بڑھاتا ہی غلام جاکر لشکر کو اُتارتا ہی لیکن ہوشیاری آٹھ پہر چاہیے یہ کیونکر عرض کرون کہ سواد کو خبر نہ ہوگی وہ ضرور آگاہ ہوگا

بلکہ خود آکے دیکھ جائیگا دیکھیے کیا رنگ لائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ سمجھا جائیگا لشکر ظفر اثر اُس صحراے فرحناک مین اُتر پڑا بارگاہ بادشاہ کے لیے استادہ ہوئی بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے سب مشیر و وزیر حاضر خدمت ہین سردارون سے دربار معمور ہی پردہاے زنبوری اُٹھے ہوے ہین جلسہ جما ہوا ہی شمس قریب تخت بادشاہ حاضر ہی ذکر طلسم ہفت پیکر کر رہا ہی کہتا ہی کہ اے شہریار ایک ایک سرحد دار بلاے روزگار ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان کدو کاوش بیکار ہی مگر جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر خرد و کلان عیش و عشرت کی کوشش مین ہی قضاے کار سواد جادو کہ آٹھوین دن اس جنگل مین آتا ہی اُسی اپنے طریقۂ قدیم پر گوشۂ صحرا پر آکر اُترا درختون کو دیکھتا بھالتا چلا ایک پہاڑ تھا کہ اُسپر چڑھا اب جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک لشکر اُس صحرا مین فروکش ہی ادہر ایک بارگاہ فلک رفعت بیچ لشکر مین استادہ ہی نوبت و نقارے بج رہے ہین دورسے کھڑے ہوکے سواد نے اُس لشکر ظفر اثر کو دیکھا شوکت دیکھکر جل گیا جی مین کہتا ہی یہ کون ایسا سرکش ہی کہ بدون ہماری اطلاع کے ہمارے صحرا مین اُتر پڑا پلٹ کر قلعۂ سواد نگار مین آیا ہرکارون کو حکم دیا کہ ارے خبر تو لاؤ اتنا بڑا لشکر یہ کسکا اُترا ہی کہ تمام صحرا پامال ہو رہا ہی مین نہین گوارا کرتا کہ میرے صحرا مین کسی کا لشکر اُترے ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نامے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین یہ منزل خجستہ آئین پسند آئی اُتر پڑے یہ سُنکر سواد جادو بہت برہم ہوا پوچھا کہ ساحرون مین کون ساتھ ہی ہرکارون نے نام شمس کا لیا شمس کا نام سُنکر سواد جادو جل گیا بیٹی اسکی گلنار گل اندام کُرسی پر بیٹھی ہی جب سواد نے کہا کہ مین ابھی جاکر لشکر تباہ کرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اہل لشکر سر ٹکرا کر مرین گلنار نے عرض کی کہ باداجان آپ تکلیف نہ فرمائیے مین براے گشت جاؤنگی جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگی اُن لوگون نے آپ کے ساتھ کوئی سرکشی نہین کی اکثر صحرا مین دیہات و قریات آباد ہین کسی کو ستایا نہین اکثر ساحر پھرتے ہوے لشکر مین بھی آتے ہین کسی کی روک ٹوک نہین کی پس بلاوجہ ستانا کیا ضرور سواد نے کہا کہ خبردار تو نہ جا ادہر اگر

جاتی ہی تو جہان تنگ ہو سکے بادشاہ لشکر کا سرلانا گلنار نے کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا
یہ کہکر اپنے باغ مین آئی لباس بہاری پہنا اور ایک طاؤس زرین بال سحر سے درست کر کے
اپنے کو چالاک و چست کیا طاؤس پر سوار ہو کر یکہ و تنہا چلی اول پہاڑ پر آئی پہاڑ پر سے دیکھا
کہ لشکر اُترا ہی بارگاہ استادہ ہی مگر گرد بارگاہ کے سردارون کا جماؤ ہی معلوم نہین ہوتا کہ افسر
کہان ہی سوچی کہ اے گلنار پہلے چلکر افسر کو دیکھ لون تو اسی پہاڑ پر سے سحر کرون یہ سوچکر
پہاڑ سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی دو پہر سے شب
تجاوز کر چکی ہی یعنی زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہی لشکر مین سناٹا ہی حاضر باش و ناظر باش
کی صدا آرہی ہی شب ماہ ہی تمام صحرا روشن ہی ہر مقام رشک گلشن ہی گلنار ٹہلتی ہوئی
آتی ہی بادشاہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرائے اپنے عیار یعنے فیروزہ بن عمرو کا ہاتھ تھام لیا ایک
ہاتھ مین تلوار اُٹھالی سردارون نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین بادشاہ نے فیروزہ سے
اشارہ کیا کہ سب صاحبون کو منع کردو کہ ہمارے ساتھ آنے کا ارادہ نہ کرین سردار
ٹھہر گئے بادشاہ بارگاہ سے نکلے گویا آفتاب عالمتاب اپنے برج سے نکلا تاج سر پر بند
قبا کھلے ہوے ٹہلتے ہوے چلے اُدھر سے گلنار آتی تھی بازار غلہ فروشان مین سامنا ہوا
گلنار ایک دوکان پر کھڑی ہوئی لشکر کو دیکھ رہی ہی کہ سامنے سے آفتاب عالمتاب شہریاری
و کوکب شش جہت افروز جہانداری نمایان ہوے گلنار کی نگاہ پڑی شباب کی رعنائی
و زیبائی تلوار ہاتھ مین بند قبا کھلے ہوے تاج جواہر بیش قیمت سر پر اُس شہریار کے رکھا ہوا
ٹہلتے ہوے آتے ہین گلنار کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی رعب حسن سے کانپنے لگی چاہا
کہ ضبط کرون نہ ہو سکا جبیں پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر گری بیہوش ہو گئی بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک شخص سامنے کھڑا تھا مجکو دیکھ کر گر پڑا یہ تو تحریر کر چکا ہون کہ گلنار نے صورت اپنی
سحر سے بدل لی ہی مگر موے مشکین و زلف عنبرین جو کھل گئی ہی چہرۂ زیبا پر لہرا رہی ہی اور
صاف ثابت ہوتا ہی کہ مار سیاہ قریب چشمۂ خورشید لہرا رہے ہین ہر چند کہ آنکھین بند ہین لیکن
گل بادام کی فخر ہین ہونٹھون سے مسیحائی پائی جاتی ہی عاشق صادق کی طبیعت گھبراتی ہے
بادشاہ کو ایک خیال سا ہوا کہا کہ اے فیروزہ اس شخص کو ہمارا اشتیاق تھا ظاہر مین کوئی

صدمہ نہین پہونچا بیہوش ہوناکیا معنی فیروزہ نے عرض کی بہت بجا ہی بادشاہ فوراً فرش خاک پر بیٹھ گئے عارض سے خاک چھڑانے لگے سر اُٹھا کر زانو پر رکھا دست نازک جسم پر پھیرنے لگے گلنار کو جو آرام پہونچا آنکھ کھول کر زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلے پر پہونچایا مگر رعب شہنشاہی سے اُٹھ بیٹھی سر جھکا لیا مُنھ پر اپنے ہاتھ پھیرا وہ جو صورت سحر سے مردانی بنائی تھی وہ صورت دفع ہوئی گوری گوری صورت گل سے عارض پتلے پتلے ہونٹھ گردن صراحی دار سینے پر اُبھار جو ظاہر ہوا بادشاہ بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے فرمایا کہ ای ماہتاب فلک حُسن وجمال و ای آسمان خوبی کی مہر بیمثال اپنے نام نامی سے آگاہ کرو کہ تم گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو بادشاہ نے جو اس طرح فرمایا بے اختیار ملکہ گُلنار کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے زبان سے یہ اشعار نکل گئے نظم

ہم دل سے لگ چلے یہی دیوانہ پن ہوا
سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا

وحشت کا جوش باعثِ ترکِ وطن ہوا
گھر مجھ پہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا

اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولہ دہن ہوا

گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار
تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا

یون دل مین مجھ مین تفرقہ روزِ ازل پڑا
جب تک رہا بدن مین نہ جزوِ بدن ہوا

مجکو جو کوے یار مین جلے لحد ملی
خواہانِ مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغِ عشق کی پھیلی جو تیرگی
چلائے اہلِ حشر کہ سورج گہن ہوا

پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کُہن ہوا

رخت قبلے گُل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون
کچھ بچ رہا کہ اُس مین مرا پیرہن ہوا

پہچانتا نہین یہ اثر کو اثر اسے
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

تھا اک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین
جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا

پیری سے آرزوے جوانی جو ہنے کی
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا

کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
کسکا حجاب پردہ درِ انجمن ہوا

آکر وطن مین ہوگئے دیوانے ای جلال
یہ شور آمد آمدِ اہل وطن ہوا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ شعر پڑھے کہ بادشاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ ای مہ جبین مین تیری دل شکنی کرنا نہین چاہتا تیرے سوز و گداز سے بیقرار ہو گیا مگر اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کر دو گلنار نے سر جھکا کر کہا کہ کیا نام و نسب بتاؤن بہت شرماتی ہون مگر آپ کے ارشاد کا ٹالنا مناسب وقت نہین نام میرا گلنار گل اندام ہی سواد جادو جو اس صحرا کا حاکم ہی اُسکی دختر ہون آپ کے لشکر کی تباہی کا حکم ہوا تھا مین ایسی ساعت سے چلی تھی کہ آتے ہی گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی یہ بھی سُن چکی کہ آپ کے ساتھ کاہن طلسم موجود ہی لیکن اگر مخفی ہو کر سحر کرتی تو لشکر ظفر اثر کو ضرور تکلیف پہونچتی اب حیران ہون کہ جا کر کیا حیلہ کرون دل گوارا نہین کرتا کہ آپ کے دشمنون کو تکلیف پہونچاؤن گلنار یہ باتین شرما شرما کر کر رہی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم بارگاہ مین چلو گلنار اُٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین تخلیہ ہی وہان لیکر آئے فیروزہ بن عمرو سایہ کیطرح ساتھ ہی ڈرتا ہی کہ پردۂ دوستی مین دشمنی نہ کرے بادشاہ بارگاہ مین آکر بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ نی بجاؤ ملکہ گلنار کو گانا سناؤ فیروزہ نے تو بڑے سے نی نکالی اور یہ غزل عاشقانہ سامنے ملکہ گلنار کے نئے طور سے شروع کی

نظم

بھلا وہ کیا ہو مرے حالِ زار سے واقف	نہین ہی جو ستمِ روزگار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ	نہین مین لطفِ خزان و بہار سے واقف
نہین اُٹھائی ہو جسنے تپش جدائی کی	وہ کیا ہو میرے دلِ داغدار سے واقف
فروغ حُسن شبِ زلف اُسنے دیکھا ہی	یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف
خیال گریہ پسِ مرگ اُسکو کیا ہو گا	جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہو گی	نہین تھے ہم ستمِ انتظار سے واقف
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین سب مجھے	وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
خلش اُٹھائی نہ نوکِ مژہ کی اشکون نے	یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا	نہین ہو جذب دلِ بیقرار سے واقف

مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم	کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سے واقف

اسی رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ گلنار تعریفین کرنے لگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ملکہ اب رخصت ہو کل ہم آئینگے گلنار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوئی گلنار اول دربار مین سواد کے آئی سواد نے پوچھا کہ کیون ای نور نظر ساتھ لشکر اسلام کے کیا کیا گلنار نے کہا کہ ای والد نامدار لشکر مین بادشاہ اسلام کے شمس ساساحر زبردست موجود ہی مین نے قصد نہ کیا کہ اگر مین اپنے کو ظاہر کرونگی اور سحر کرونگی تو شمس نکل کر رد کریگا اس وجہ سے مین واپس آئی سواد نے کہا کہ ای نور نظر تنے سحر تو کیا ہوتا اگر شمس تمھارے سحر کو دفع کرتا تو مین شمس کو پکڑ لاتا پہلے اُسی کو قتل کرتا کہ اُسی نے بادشاہ اسلام کی رہبری کی یہان تک پہونچایا ہی ورنہ راہ صحراے سواد نگار تک آنا دشوار تھا مگر ای نور نظر تم کل کے روز جا کر لشکر اسلام کو تباہ کرو مین شمس کی فکر کرونگا چند باتین کرکے گلنار سواد سے رخصت ہوئی بعد جانے گلنار کے سواد نے کہا کہ آج مین نے گلنار کو عجب حال مین دیکھا میرا دل کھٹکتا ہی اُسی وقت چند غلامون کو بلا کر حکم دیا کہ جہان گلنار جائے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ساحر یعنے غلام اُڑکر چلے گلنار اپنے باغ مین آئی باغ کی آراستگی کا حکم دیا دن بھر اسی کام مین رہی شام کو روشنی ہونے لگی جابجا لالٹینین گڑوائین جھاڑ جابجا نصب کیے بادشاہ دن بھر مشتاق رہے شام کو بارگاہ سے یہ کہکر اُٹھے کہ ای فیروزہ چلو وعدے والا انتظار کرتا ہوگا فیروزہ بھی اُٹھا بادشاہ اور فیروزہ جب بیرون بارگاہ آئے تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ پوچھتا حضور کہان تشریف لیجائیےگا مگر شمس نے آکر دامن پکڑا عرض کی کہ ای شہریار یہ مقام نہایت سخت ہی ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کوئی افتاد پڑے غلام کا ساتھ رہنا ضرور ہی بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای حافظ و نگہبان تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی تو فلک رفاقت کا خورشید ہی تم تکلیف نہ کرو لشکر کی حفاظت مین رہو مین بہت جلد چلا آؤنگا شمس کو سمجھا کر بادشاہ اسلام چلے راہ کو طی کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے دیکھا گلنار جوڑا زعفرانی پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے در باغ پر کھڑی ہی

بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا دروازے سے نکل آئی بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لیکر باغ مین آئی وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر مسند آراستہ کرائی بادشاہ کو اُس مسند پر بٹھایا فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ اشعار تو گاؤ فیروزہ نے فوراً نی نکالی اور غزل عاشقانہ سامنے عاشق و معشوق کے گانے لگا نظم

غنچے نے تاج گُل نے کیا پیرہن درست
شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست

رکھا دہانِ تنگ نے مطلب کو ناتمام
نکلا تمھارے مُنھ سے نہ کوئی سخن درست

گُل جلوہ گر ہین آمدِ فصلِ بہار ہی
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست

پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کُہن درست

دستِ جنون نے قیدِ تعلق سے دی نجات
پہونچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست

کرتی ہی جمع باد صبا خاکِ منتشر
ہوتا ہی پھر نشانِ مزارِ کُہن درست

ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو شکایتین
کہتا ہی ناز سے وہ بُتِ سیم تن درست

فرہاد نے فریب محبت مین جان دی
سمجھا کہ ہی معاملۂ پیرزن درست

ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست

ناحق خراش زخم کی دیتا ہی زینتین
کرتا ہی شانہ زلفِ بُتِ سیم تن درست

زنگِ دوئی سے آئنۂ دل ہی پاک و صاف
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست

بیفائدہ ہین چارہ گرون کی شفقتین
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست

جاتا ہی ایک عمر لعابِ زبانِ تیغ
زخمون کے مدتون مین ہوے ہین دہن درست

بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم
ہو اور طرح زلفِ عروسِ سخن درست

فیروزہ نے اس طرح یہ غزل گائی کہ گلنار و شاہ تعریفین کرنے لگے مگر افلاک فلک سیر فرستادۂ سواد جادو آسمان پر طائر بنا ہوا اُڑ رہا تھا اُسنے جو بادشاہ کو بیٹھے ہوے دیکھا طرف سواد جادو کے چلا سواد اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی افلاک آسمان سے آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ آج وہ معرکہ غلام نے دیکھا کہ قلب تھرا رہا ہی آپ کی صاحبزادی یعنی ملکہ

گلنار نے بادشاہ لشکر اسلام کو بہ اشتیاق تمام بلا کر باغ مین بٹھایا ہی آپس مین اختلاط ہو رہے ہین یہ سنکر سواد اپنے مقام سے اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کرنے لگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین آپ کی ملاقات کو آتا ہی یہ سنکر سواد نے کہا کہ جاکر شہریار سے کہو کہ ملکہ گلنار تمھاری منگیتر ہی تم ملکہ کے باغ کی جانب سے آؤ بادشاہ اسلام باغ مین ملکہ کے بیٹھا ہی اُسکو پکڑ تے لاؤ علاوہ گرفتاری بادشاہ اسلام اپنی منگیتر پر قبضہ کرو ہم بخوشی حکم دیتے ہین ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ شہریار بیشہ نشین دعوی جرأت رکھتا ہی ملازم سواد نے جاکے جو شہریار سے اطلاع کی اور شہریار نے یہ حال سُنا کہ بادشاہ اسلام پاس میری معشوقہ کے بیٹھے ہین جل گیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اسلام بھاگ جائے بارہ ہزار سوار ساتھ تھے آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز جو کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی سوارون کو دیکھا گھبرا کر اُتری آکر بادشاہ سے اطلاع کی کہ ای شہریار باغ چہار جانب سے گھر گیا گلنار نے گھبرا کر کنیز سے کہا کہ دریافت تو کر فوج غیر ساحرون کی کہان سے آئی کنیز نے باہر نکل کر دیکھا کہ شہریار بیشہ نشین گینڈا ٹھکراتا ہوا طرف باغ کے آتا ہی کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین جسکو دعوی جرأت ہی اُسکی فوج نے باغ کو گھیرا ہی اور شہریار گینڈے کو بڑھائے ہوے اسی طرف آتا ہی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ مین شہریار سے سمجھ لونگا ای ملکہ تم نہ گھبراؤ ملکہ نے کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین وہ بارہ ہزار فوج سے آیا ہی کنیز نکل کر سحر کرتی ہی تمام لشکر کو تباہ کردیگی بادشاہ نے فرمایا کہ مجکو یہ منظور نہین یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوے نیزہ ہلاتے ہوے باہر چلے ملکہ نے دوڑ کے دامن پکڑا کہا کہ ای شہریار مین اپنا حال زار کیا عرض کرون عجب دل کی کیفیت ہی نظم

گلے ہین بخت کے اُنکا بھی کچھ قصہ نکل آیا
ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا

مین اپنے شور کے صدقے کہ دیکھا آج تو اُسکو
بھرا غصے مین گھر سے شوخ بے پروا نکل آیا

ندامت جو ہوئی دین گالیان افسانہ گو یونکو
وہ سنتے تھے کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی	وہ اپنے دل مین دشمن کی صدا سمجھا نکل آیا
جو سچ پوچھو تو صدقے مین تمھارے عکس عارض کے	کنول پھولے دلونکے رنگ غنچون کا نکل آیا
نسیم اُنکو جو اپنا جذب خاطر اس طرف لایا	گلے مل مل گئے روئے حوصلہ دل کا نکل آیا

بادشاہ اسلام نے دامن چھڑا لیا اور کہا ملکہ صبر کرو در باغ سے تماشا لڑائی کا دیکھو تب تم پر حال کُھلیگا گھوڑے کو اُڑا کر بادشاہ باہر نکلے شہریار بیشہ نشین گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا تھا دیکھا کہ بُرج باغ سے آفتاب نکل آیا نیزہ ہلاتے ہوے بادشاہ قریب آئے اور للکارا کہ او مکار کہان جاتا ہی شہریار بیشہ نشین صورت زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا حیران تھا کہ کیا صورت ہی اور کیا سطوت و جلالت ہی دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان میرا شہریار بیشہ نشین لقب ہی مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بڑے بڑے سرکشون کو للکارا تیرے شباب پر رحم کرتا ہون جا نکل جا تجھسے کوئی تعرض نہ کریگا اور نہ کوئی روکیگا اور نہ کوئی ٹوکیگا سعد نے فرمایا کہ ای شہریار بیشہ نشین انصاف تو کرو معشوق کو دشمنون مین چھوڑ دین کہ اُسپر مصیبت پڑے اُسکا باپ اُسے ذلیل کرے شہریار نے سر جھکا کر کہا کہ ای جوان تو نے عجب بات کہی کہ دل مین گڑ گئی ناموس کی ذلت کوئی گوارا نہین کرتا مگر مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی سنگ صبر اپنے دل پر رکھتا ہون کہ ناموس کو بھی لیجا مین کچھ خیال نہ کرونگا ہرچند کہ میری منگیتر ہی اور وہ ساحرہ ہی اگر اُسکو منظور ہوگا اور میرا خیال ہوگا تو تمھارے پاس سے نکل آئیگی بادشاہ نے کہا کہ دشمن کو پشت دکھانا ہمارا کام نہین شہریار نہایت حیران ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا ملکہ گلنار تعریفین کر رہی ہین خواصون سے کہتی ہین کہ اس دیو خصال سے کس لطف سے ماشاءاللہ لڑ رہے ہین شہریار کو دنگ کر دیا ہی بادشاہ نے نیزہ گانٹھ کر ایک مقام پر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل گیا شہریار نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی ابر سپر پھٹا تاج کٹا بادشاہ زخمی ہوے ملکہ نے سر پیٹ لیا خواصون سے کہا کہ لو غضب ہوا بادشاہ

زخمی ہوے بادشاہ نے زخم کھا کر جیسے شیر زخم کھا کر بپھرتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہہ کے ہاتھ مارا برق تیغ جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑے تڑپ کر سر پہ گری خود و
دو بغہ و عرق چین کاٹ کر سراسر کلے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب
گذر کر اور صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے
شہریار کے چار ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا بادشاہ پر
آپڑے بادشاہ بھی اُس ابر فوج پہ جا پڑے کئی افسرون کو تاک تاک کر مارا جسکے ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے بادشاہ لڑتے ہوے جاتے ہین ملکہ در باغ سے تماشا دیکھ رہی ہین بادشاہ
نہنگانہ و شیرانہ اُس فوج ہزیمت موج سے لڑ رہے ہین جو افسر سامنے آیا وہ ہاتھ سے
بادشاہ کے مارا گیا کئی سو پہلوان نامی و نام آور تاک تاک کر مارے ایک افسر نے کہا
کہ یارو سواد جادو کو خبر کرو کہ داماد تمھارا مارا گیا بادشاہ لشکر اسلام ایسے جری و
بہادر و صف شکن و تیغ زن ہین کہ کوئی بہادر اُنکا مقابلہ نہین کر سکتا ایک خدمتگار
بھاگا سواد جادو تخت پر بیٹھا کہہ رہا ہی کہ شہریار بیشہ نشین باغ مین بیٹھا عیش و عشرت
کرتا ہوگا کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران شہریار بیشہ نشین نے
بڑے لطف سے انتظام کیا تھا جا کر باغ کو گھیر لیا تھا خود طرف در باغ کے چلا تھا کہ یکایک
اندر سے باغ کے روشنی ہوئی دیکھا کہ بادشاہ اسلام نیزہ ہلاتے ہوے نکلے شہریار
سے مقابلہ پڑا بادشاہ اسلام نے اول نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا بعدہ بیک ضرب شمشیر
مع گینڈے کے اُسکے چار ٹکڑے کیے اب بارہ ہزار سوارون سے اکیلے لڑ رہے ہین صرف
ایک عیار پشت پر ہی لیکن وہ عیار ایسا تیز و طرار ہی کہ پشت پر کسی کو نہین آنے دیتا
جو پشت پر آتا ہی اُسے خنجر مار کے گرا دیتا ہی سواد جادو یہ حال مصیبت مآل سُنکر مثل
ابر گڑگڑایا گینڈا منگایا کہا کہ اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ نے غضب کیا کہ منگیتر کو اپنے
قتل کرایا اب مجکو عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بادشاہ اسلام پہ عاشق ہی اسی جوش مین
اُسنے یہ حرکت کی جاتے ہی پامال کرونگا بلبلاتا ہوا گینڈے پہ سوار ہوا پانچ چار سی جادوگر
ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا یہان بادشاہ نے علم فوج جب قلم کیا فوج والے بھاگے

ملکہ نے جو در باغ سے غول کے غول دیکھے کنیزون سے کہا کہ اگر یہ بیہودہ پلٹ پڑین تو اکیلے کی جان بچنا مشکل ہی ایسا سحر کرون کہ سب بھاگ جائین یہ سوچ کر در باغ سے ہار گلے مین تھا توڑ کر پھینک مارا آسمان مین جا کر وہ ہار پھٹا پھول برسنے لگے فوج والے اُن پھولونکو سونگھ کر جھومنے لگے بعضے پکار اُٹھے نظم

ہی رخصتِ جان حال مین بتلا نہین سکتا ۔ رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ای جان کہ کہین جا نہین سکتا ۔ مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لحد تنگ ۔ آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان ۔ سُنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطرِ پژمردہ کہان تازگیِ شوق ۔ لطفِ چمنستان مجھے دکھلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جس طرح ارادہ ترے دلکا ۔ ڈھونڈھے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد ۔ دامِ رگِ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا
دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے ۔ پھاہا کوئی تا زخمِ جگر آ نہین سکتا
تقصیر شب وصل ہی شکوہ بھی تمھارا ۔ شرم آتی ہی تا نوکِ زبان لا نہین سکتا
رُکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت ۔ جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
رکھتے نہین گوشِ شنوا عاشقِ جانباز ۔ دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین ۔ کھوئے ہوے آرام بشر پا نہین سکتا

وہ لوگ خاک اُڑاتے ہوے اشعار مذکور پڑھتے ہوے طرف صحرا کے چلے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب بھاگ گئے سامنے باغ کے آکر ٹھہرے رومال سے تلوار پونچھ رہے ہین وہ لوگ گوشۂ صحرا سے بھاگ کر چاہتے ہین کہ جنگل مین جائین سواد سامنے آکر پہونچا اپنے جو اہل فوج کو اس حال مین دیکھا ساتھ والون سے کہا شہریار ایسا نہ تھا کہ ہاتھ سے اس جوان کے مارا جاتا اُس شوخ دیدہ نے سحر کرکے اُسے قتل کرایا دیکھو سب فوج بھاگی ہوئی آتی ہی یہ کہکر جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ آسمان سے اُن سب پر پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا پھول ہاتھ سے پھینک دیے سواد جادو

دیکھ کر سلام کرنے لگے کہا حضور نے دیکھا کہ شہریار ایسا پہلوان ہاتھ سے اُس معشوق وضع کے مارا گیا ہم سب نے اُس اکیلے کے ہاتھ سے شکست کھائی سواد نے کہا کہ مین سمجھ گیا تم لوگ پشت لشکر پر آؤ کیونکہ تم سب اُسی کے سحر مین تھے جون جون پھُول سونگھتے تھے اور زیادہ بدحواس ہوتے تھے بادشاہ نے جو سواد جادو کو آتے ہوے دیکھا گھبرا کر کنیزون سے فرمایا کہ ملکہ اپنے کو کسی نخل کے سائے مین چھپائین گُلنار آڑ مین دروازے کے آئین سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ نخل کے سائے مین کھڑے ہین للکار کر آواز دی کہ او ظالم تو نے غضب کیا کہ میرے داماد کو مارا بادشاہ نیزہ چمکا کے چلے سواد نے وہین سے گولہ مارا کہ بادشاہ کا مرکب رہروی سے باز آیا بادشاہ لاکھ اڑ کرتے ہین گھوڑا نہین بڑھتا سواد جادو تلوار کھینچ کر چلا ملکہ نے جو دروازے سے دیکھا قلب تھرا گیا دیکھا کہ دشمن بادشاہ کے قتل ہوتے ہین لاکھ چاہا کہ ضبط کرون نہ ہوسکا دونون ہاتھ ہلا کر ایک برق چمکائی بادشاہ پر کچھ پھُول برسے اور برق کڑک کر طرف سواد کے چلی سواد نے برق کو کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ سامنے آ کر سحر کر پردے مین سے سحر کرتی ہی گلنار گھبرا کر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای باپ اگر میرا پاس ہی تو اس شہریار کو آزار نہ پہونچا سپر سواد اور جھلایا سحر کرتا ہوا بڑھا بادشاہ کے مرکب نے رہائی پائی تھی اب مرکب کو مہمیز کیا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر طرف سواد کے مارا سواد نے ہاتھ ہلا دیا تیر جلکر گرا پھر ہاتھ ہلا یا گھوڑا اُرک گیا گلنار نے سواد پر کئی سحر کیے سواد نے اپنے کو بچایا ملکہ گُلنار نے جب دیکھا کہ یہ نہین رُکتا چاہا کہ تڑپ کر گرد ون بادشاہ کو مرکب سے اُٹھالون کسی مقام پر لیجاؤن بادشاہ کی جان بچاؤن بس پر پرواز پیدا کر کے اُڑی سحر کر کے بادشاہ پر گری پنجہ کمر مین دبے کرے اُڑی سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو لیے جاتی ہی فوراً زمین پر دو ہتھڑ مارا گُلنار لڑکھڑا کر گری قریب آ کر سواد نے زبان مین گُلنار کے سوزن دی بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فوج والون سے کہا کہ باغ کو لوٹ لو کنیزون پر قبضہ کرو اہل فوج باغ مین گھس پڑے کنیزین بھی خوب لڑین آخر جان دی زندہ نہ

گرفتار ہوئین باغ مین سواد جادو نے آگ لگا دی باغ کا انتظام کرتا ہوا باہر نکلا ارادہ کیا کہ ملکہ گلنار اور بادشاہ کو قتل کرون مشیرون نے بڑھ کر دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار انکا قتل کرنا مناسب نہین خداوند کو عرضی لکھیے دیکھیے قدرت کیا حکم دیتے ہین سواد نے کہا کہ مجکو کوئی ضرورت نہین آخر مشیرون نے یون سمجھایا کہ دونون کو لیچل کے قید کیجیے سواد جادو نے ارابہ منگوایا ارابے پر بادشاہ اور گلنار کو سوار کیا گرد اہلِ فوج نیزے تانے ہوے اس طرح سے قیدیون کو لیکر چلا واضح رہے کہ فیروزہ نے جب سواد کو آتے دیکھا تھا ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا تھا جب دیکھا کہ قیدیون کو لیچلا تب فیروزہ نکلا صورت تبدیل کرکے ساتھ ہولیا سپاہی بنا ہوا قریب ارابے کے آیا تلوار لیکر بادشاہ پر جھپٹا اور کہا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا مین اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سپاہیون نے منع کیا کہ ابھی حکم اس کے قتل کا نہین ہی جب بادشاہ اسکے قتل کا ارادہ کریگا تو تم ہی مثلِ جلاد کے آنا قتل کرنا کہ تمھارے دل کو راحت ہو یہ باتین کرتا ہوا فیروزہ قریب ملکہ گلنار کے آیا اور اشارہ کیا کہ حضور کی زبان سے سوزن نکالون بادشاہ کو لیکر نکل جائیے گلنار نے منع کیا اشارہ تھا کہ سواد جادو ساتھ ہی یہ فورا گرفتار کرلیگا زندہ نہ جانے دیگا فیروزہ رک گیا مگر ارابے کے ساتھ چلا آتا ہی کبھی بادشاہ کو نیچہ دکھاتا کہ آنکھین اس قیدی کی نکال لون سپاہی ہاتھ پکڑ لیتے ہین سواد قیدیون کو لیکر قلعۂ سواد نگار مین آیا اہلِ شہر کا جماؤ دیکھا کہ سب آپس مین باتین کررہے ہین کہ شہریار ربشیہ نشین ایسا شخص اسکے ہاتھ سے مارا گیا نہایت یہ بہادر ہی بجر جرأت کا بے بہا در ہی کوٹھون سے طوائف دیکھ کر بیچین ہوگئین کہتی ہین آفتاب عالمتاب برج شہریاری دکوکب شششہت افروز فلک جہانداری ہی صاحب اقبال اہلِ اسلام کا سردار ہی صاحبقران عالیشان بھی اسکو سلام کرتے ہین پایۂ تخت پر ہاتھ رکھتے ہین سواد نے لاکر قریب دارالامارۂ شاہی ایک قصر تھا اُسمین قید کیا فیروزہ بن عمرو نگہبانون مین مل کر بیٹھا سواد کہ گیا کہ یارو بخوبی حفاظت کرنا فیروزہ ایک ایک سپاہی کے سامنے روتا ہی کہتا ہی کہ میرا جوان بھائی

اس شخص کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے لاشہ اُسکا اپنی آنکھ سے دیکھا اُسکی جوانی کا مجکو خیال آتا ہی حقے بھر بھر کے سب کو پلا رہا ہی جب شام ہوئی تو فیروزہ بن عمرو نے بایان بجایا سب کے سامنے یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

مقام شکر ہی جلاد سے گر زخم تن پایا
تہِ مدفن بھی ہنسنے کے لیے ہنسنے دہن پایا

نہ خوش آیا ہمین کچھ اس دلِ افسردہ کے باعث
نہ راحت دشت مین دیکھی نہ لطف افزا چمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہی
یہی اس عالم فانی مین لطفِ انجمن پایا

پریشانی مین کاٹی عمر جب تک دم رہا باقی
نہ کچھ لطفِ سفر دیکھا نہ راحت زا وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنی خاکی پیرہن پایا

نسیم ابتک وہی خم دم ہین پیری مین جوانی کے
کسی دن بھی نہ ہنسے کم تمھار بانکپن پایا

یہ غزل گا کر ایسا سپاہیون کو خوش کیا کہ سب تعریفین کرنے لگے کہتے ہین کہ بھائی خوب گاتے ہو تمھاری صحبت سے دل بہلتا ہی کہ دیکھا سامنے روشنی معلوم ہوئی نگہبانون نے پکارا کہ کون آتا ہی چوبدار نے پکار کر آواز دی کہ مین سرکاری چوبدار ہون نگہبانون کے واسطے شراب لایا ہون فیروزہ نے دوڑ کر پتلہ اُتروایا تسمہ کھول کر اُس مین بیہوشی ملائی کہا بھائیو آج مین سب کو شراب پلاؤنگا تا بھی جاؤنگا سب کو راضی کرونگا حقے بھر بھر کے پلاؤنگا سب نے کہا کہ بھائی برابر کے سپاہی ہو جو مزاج مین آئے تمھاری خوشی ہمکو منظور ہی تمھارا بھائی مارا گیا ہمکو بڑا صدمہ ہی فیروزہ نے کہا کہ بھائیو کس کس کا صدمہ کرین باپ ہمارے عین شباب مین جوک مین لڑے فوج سرکاری کے ہاتھ سے مارے گئے ایسے قصے فیروزہ نے چھیڑے کہ نگہبان مشتاق ہو کر سننے لگے کسی کو حقہ پلایا کسی کے منھ سے نکلا کہ ہم گانجہ پیتے ہین فوراً گانجہ لا کے ملا اُسے گانجہ پلایا دو پہر رات گئے دورہ شراب شروع کیا سب کو شراب پلائی پہر رات رہے سب بیہوش ہوے فیروزہ اندر قید خانے کے آیا دیکھا بادشاہ و گلنار سرنگون بیٹھے ہین فیروزہ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہی فیروزہ نے عرض کی کہ غلام قدیم حضور کا گلنار کی زبان سے سوئرن نکلی گلنار نے بادشاہ کو پنجے مین دبایا لیکر باہر نکلی پرپرواز پیدا کر کے لے چلی تضاے کار سواد جادو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ اسکے

بیر نے اسکو جگایا کہا کہ ای سواد جادو ہوشیار ہو عیار بادشاہ نے سب کو بیہوش کیا یہ سُنکر
سواد جادو گھبراکر اُٹھا باہر نکل کر پہلے قید خانے مین آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہین
قیدی ندارد صرف ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ دیکھ کر سواد جادو اُڑ کر چلا ملکہ
گُلنار قریب لشکر اسلام پہونچی تھین کہ نعرے کی آواز آئی باش او گُلنار کہان جاتی ہی
گُلنار نے پلٹ کر دیکھا کہ سواد جادو آپہونچا باپ کو دیکھ کر گھبرا گئی بادشاہ کو زمین پر
اُتارا اور آپ سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی للکارا کہ ای باپ اگر جان لینا منظور ہی تو حاضر
ہی مگر عشق بادشاہ سے دل نہ پلٹے گا یہ عشق ایسا نہین ہی کہ دامن چھوڑے سواد نے
اُترتے ہی گولہ مارا گُلنار نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چل رہا ہی کہ پہلو سے آواز آئی ای
شہنشاہ آپ کیون تکلیف فرماتے ہین مین ایک سحر مین اسکو گرفتار کرلونگا سواد جادو نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر اشیاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی سواد
نے کہا کہ ارے تو کون ہی عرض کی کہ خیرخواہ دولت یہ کہتا ہوا قریب سواد جادو کے
پہونچا قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر
آتے ہین سواد پلٹا اُس ساحر نے نعرہ کرکے حلقے کمند کے مارے کہ منم فیروزہ بن عمرو
حباب مار دیا پشتارہ باندھ کر چاہا کہ لے بھاگون آسمان سے ایک پنجہ گرا فیروزہ و
سواد کو اُٹھا لے گیا بعد تھوڑے عرصے کے فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قیدخانے
مین پایا چند ساحر نگہبان بیٹھے ہین سرشار جادو مصاحب سواد کا وقت پر پہونچ گیا
سواد و فیروزہ کو اُٹھا لایا سواد نے اُسی وقت سرشار کو نگہبان قرار دیا وہ چند
ساحر ساتھ لیکر بعہدۂ نگہبانی بیٹھا فیروزہ نے پوچھا کہ مجکو کون لایا سرشار نے اپنی
مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا کہ ہم ملازم سواد جادو ہین وقت پر پہونچ گئے تمکو اور اپنے
مالک کو اُٹھا لیا اب قیدخانے مین لایا سواد تمھارے قتل کا حکم دیگا فیروزہ نے کہا کہ
ذرا یہان تشریف لائیے تو مین آپ سے اپنے دل کا حال کہون سرشار اندر قیدخانے کے
آیا فیروزہ نے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہی اسکو آپ ہی لے لیجیے ورنہ جلاد قتل کرکے
لے لیگا سرشار مال کا نام سُنکر خوش ہو گیا کہا کیا مال ہی فیروزہ نے تو بڑہ کھولا کچھ

روپئے نکال کر دیے پھر کچھ اشرفیان نکالین ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا حضور راہ مین میری
جان ہی ملک باختر مین کہ جب لقا خدائی کرتا تھا اُسکے قیطول پر پہونچے وہانسے یہ حاصل کی
امیدوار ہون کہ اسکو کھول کر نہ دیکھیے سرشار نے کہا کہ جس طرح تو کہیگا اُسی طرح
مین کرونگا مگر دیکھ تو لون کہ یہ کیا شی ہی فیروزہ نے جسقدر منع کیا سرشار جادو
کو اصرار ہوا آخر ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی سرشار بیہوش ہو کر گرا فیروزہ کو تو پہلے ہی
رہا کر چکا تھا فیروزہ نے اسکی زبان مین سوزن دی اپنی صورت اِسکو بنایا آپ
اِسکی صورت بنکر باہر نکلا نگہبانون نے افسر سے پوچھا کہ قیدی کیا کہتا ہی کہا بیہودہ
بکتا ہی کہتا ہی کہ مجکو رہا کرادو مین اب جاتا ہون شہنشاہ سے جاکر سب کیفیت کہونگا
یہ کہکے نگہبانون سے کہا کہ ہوشیار رہنا آپ جست وخیز کرتا ہوا دربار مین سواد
کے آیا سواد جادو نے پوچھا کہ کیون ای خیر خواہ کیا ہی سرشار نقلی نے عرض کی
کہ ای شہنشاہ عیار بڑا فیلسوف ہی عجب باتین بناتا ہی سواد نے کہا کہ ای سرشار اُسکی
باتون کا اعتبار نہ کرنا اُسکا فرزند ہی کہ جسنے دمامہ وشمش کو مارا سرشار نے کہا کہ
حضور الگ چلین تو مین گرفتاری گلنار کی بھی تدبیر بتاؤن سواد اپنے مقام سے
اُٹھا ساتھ سرشار نقلی کے ایک کمرے مین آیا فیروزہ نے باتین کرنا شروع کین کہا
کہ حضور دیکھیے عیار کیا کیا فریب کر رہا ہی خداوند ہفت پیکر اُسکے مکر سے آپکو بچائین
یہ باتین کرتے کرتے حباب مار دیا سواد بیہوش ہوا اب فیروزہ حیران ہی کہ اسکو
کیونکر لے جاؤن باہر قصر کے ہزارہا ساحر کھڑے ہین رنگ وروغن عیاری کا نکالا
سواد کی شکل بنکر تیار ہوا باہر نکل کر ساحرون سے کہا کہ تم سب لوگ در قیدخانے پر
جاؤ عیار کی حفاظت کرو کہ مین براے گرفتاری گلنار جاتا ہون جب سب ساحر طرف
قیدخانے کے گئے آکے پشتارہ سواد کا بشت پر لگایا نکل کے لے بھاگا یہان بادشاہ و
گلنار دربار مین بیٹھے ہین شمس فلک ہفت پیکر کہ رہا ہی کہ ای شہریار افسوس ہی کہ
غلام وقت پر نہ پہونچا ورنہ سواد کو حال معلوم ہوتا مگر اب ای ملکہ گلنار تم نہ گھبراؤ
کیا تمکو یہانسے وہ بچیا لے جا سکتا ہی کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو

پشتارہ بدوش آتا ہی بادشاہ نے پُکار کر پوچھا کہ ای یار وفادار کیونکر رہائی پائی فیروزہ
نے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ سواد جادو کو لایا ہون شمس نے کہا کہ ستون سے
باندھ دو سواد کو ستون سے باندھا فیروزہ نے زبان مین سوزن دے دی ہی فتیلۂ رفع
بیہوشی دیا سواد کو چھینک آئی آنکھ کُھلی اپنے کو دربار مین سعد کے پایا شمس نے پکار کر
کہا کہ ای سواد اپنے بزرگون کی لکھی ہوئی کتابین دیکھو کہ سب لکھ گئے ہین کہ عمر طلسم اب
تمام ہوئی زوال دولت ہفت پیکر قریب ہی پس دین اسلام و ملت بیضا اختیار کر داس
باطل پرستی کو چھوڑو ہفت پیکر مثل تمھارے ساحر ہی سواد نے جو ہیٹی کو بہ آبروے تمام
پہلوے بادشاہ مین پایا اور کتب کا بھی خیال آیا کہ کتاب سوانحات مین ہفت پیکر نے
خود لکھا ہی کہ یہ سال آخر طلسم ہی اشارہ کیا کہ ای شمس ہفت پیکر مین دل و جان سے
اطاعت کرنے کو موجود ہون شمس نے اُٹھکر زبان سے سواد جادو کی سوزن نکالی سواد
دوڑکر قدمون پر سعد شہریار کے گرا عرض کی مین غلام تابعدار ہون مجکو فخر حاصل ہوا
کہ بیٹی میری حضور کی خدمتگزار ہوئی گلنار کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے
مین نے یہ فخر پایا بادشاہ نے فرمایا کہ اب تم جاکر قلعہ کو اسلام آباد کرو ہم کوچ کرین اور
اپنے کو طلسم مین پہونچائین شمس فلک ہفت پیکر نے عرض کی کہ از روے ستارہ شناسی
کے حضور پر واجب و لازم ہی کہ ایک ہفتہ یہان مقام کرین بعد اُسکے جو کچھ ہوگا وہ
ظاہر ہو جائیگا طلسم مین چلنا تو آپ کا ضرور ہی حضور کو بہ رہبری پہونچائین گے عین
وقت پر ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے کہ ہفت پیکر کو بھی معلوم ہو کہ اہل اسلام نے کس
طور سے لشکرکشی کی سواد جادو قلعۂ سواد نگار مین آیا رفیقون کو بُلاکر سمجھایا سب کو
مطیع اسلام کیا بارہ ہزار ساحر چھانٹے کہا ان سب کو ساتھ لیکر ہمراہ بادشاہ جاؤنگا
جب شہریار نے کوچ کی تیاری کی شمس نے پھر روکا گلنار قلعہ مین آئی باپ سے کہا
کہ ایک شب بادشاہ کی دعوت کرو سواد نے سامان دعوت کیا بادشاہ سردارونکو
لیکر قلعۂ سواد نگار مین آئے سواد نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا باغ مین
گلنار کے سامان دعوت ہوا بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے گلنار نے فیروزہ بن عمرو سے

اشارہ کیا کہ آج تم بھی کچھ گاؤ فیروزہ نے کہنے سے گلنار کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

کیونکر اُٹھائین طرۂ زلفِ دوتا کے ناز
کافر سے نہ جائین گے ہمسے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوے ہین دعا کے ناز

کن کن مصیبتون سے ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اُٹھائے ہین شبِ غم مین دعا کے ناز

کُھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جان فروش کے کچھ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئے ہین تمھارے اُٹھا کے ناز

ای دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر مُنھ
سہتے ہین سہنے والے تو روزِ جزا کے ناز

گنجایش عذاب دلِ زار مین نہین
کب تک اُٹھائین ظالمِ ناآشنا کے ناز

کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
لائی ہین آفتین تری شرم و حیا کے ناز

بیہودگی ہی نالہ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اُٹھائے مرے مدعا کے ناز

نوبت کرے تا بہ قدم یار آچکی
طولانیون پہ ہین تری زلفِ دوتا کے ناز

دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ
ای جان نہ اُٹھ سکین گے قدم سے حنا کے ناز

تن شعلہ ہاے غم سے ہوا خاک ای نسیم
دیکھین گے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط برپا رہا بڑے لطف سے سواد نے دعوت کی بادشاہ نے فرمایا اب لشکر مین جائین گے کہ خبر پہونچی شمس فلک ہفت پیکر جو یہانسے دعوت کھا کر گیا اُسی وقت سے بستر خواب پر تڑپ رہا ہی سینے مین اُسکے درد ہی سواد نے جو یہ سُنا کہا چل کر ذرا مین بھی دیکھون بادشاہ مع سواد و گلنار جب لشکر مین آئے شمس گھبرا کے اپنی بارگاہ سے نکلا درد درد کہتا ہوا طرف صحرا کے چلا سواد نے کہا کہ ذرا چل کر ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کہان جاتا ہی بادشاہ بھی پیچھے پیچھے شمس کے چلے شمس جو صحرا مین پہونچا بے اختیار دوڑنے لگا سامنے ایک نخل چنار تھا اُسکے پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق و ای یار موافق اس طرف آ ہم تیرے مشتاق تھے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین لباس فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غرق ہی بقول قمر مطلع انکھڑیان رہزن نگاہِ یار بھی شمشیر ہی ÷ ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی ÷

اُس نازنین نے شمس فلک پیکر کو اشارے سے اپنے قریب بُلایا جب شمس قریب پہونچا
اُس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا طرف اُسی نخل چنار کے لے چلی بادشاہ نے پکارا کہ
ای شمس کہان جاتا ہی شمس نے کچھ جواب نہ دیا سواد نے کہا کہ ای شہریار ہمیشہ
سُنتے تھے کہ اس صحرا مین طلسم ہی مین جاکر شمس کو لاتا ہون یہ کہ کے سواد بڑھا قریب
اُس نازنین کے پہونچا شمس کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شمس تمکو بادشاہ بُلاتے ہین شمس
نے کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے سواد کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ آپ بھی چلیے
سواد وشمس اُس نازنین کے ساتھ جب قریب اُس نخل چنار کے پہونچے بیچ نخل سے
ایک اژدہے نے مُنھ نکالا نازنین نے سواد وشمس کو اشارہ کیا دونون جوان
دہن اژدر مین پھاند پڑے اژدر اُسی بیچ نخل مین غائب ہوا وہ نازنین پھر آگے
بڑھکر کھڑی ہوئی پُکاری کہ ای گُلنار تم بھی آؤ تمھاری بھی طلب ہی گلنار بھی جوش مین
چلی ہرچند کہ بادشاہ نے روکا نہ رُکی جواب دیا کہ ای شہریار باپ میرا مجکو بُلاتا ہی
کیونکر نہ جاؤن یہ کہتی ہوئی طرف نازنین کے چلی نازنین نے پلٹ کر آواز دی کہ ای
اژدر تن اپنے کو ظاہر کردے اژدر ظاہر ہوا گُلنار بھی جاکر دہن مین اژدر کے کود پڑی
وہ نازنین پھر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ان
تینون سردارون کو آپ کے کنیز لیے جاتی ہی آپ ہوشیار رہیے گا جس وقت آپ کی
طلبی ہوگی یہ کنیز حاضر ہوگی یہ کہ کے وہ نازنین بھی دہن اژدر مین پھاند پڑی بادشاہ
رنجیدہ کھڑے دیکھا کیے فیروزہ نے عرض کی کہ ای شہریار ظاہر مین یہ طلسم معلوم
ہوتا ہی اور سواد نے بھی بیان کیا کہ طلسم چنار بزرگو سے سُنتے تھے وہ بھی گرفتار ہوا
آج رات کو حضور عبادت خانہ آراستہ کرین غیب سے مدد طلب فرمائیے جیسا حکم ہو
وہ کیجیے پروردگار عالم انجام بخیر کریگا بادشاہ پریشان دربار مین بیٹھے
دن پریشانی مین بسر کیا بعد نماز مغرب بادشاہ نے بخضوع وخشوع التجا کی کہ ای مالک
کارساز داور بے نیاز مجکو ثابت ہو کہ ان سردارون کو میرے کون لے گیا روتے
روتے پہر رات رہے غنودگی ہوئی ایک بزرگ کو عالم خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین

۱۶

ای بادشاہ لشکر اسلام حقیقت مین یہ مقام طلسم چنار ہی جب تک اسکو فتح نہ کیجیے گا
تب تک سردار آپ کے رہائی نہ پائین گے اب آپ تامل نفرمائیے نہین تو وہ نازنین
اُسی طرح پھر آویگی آپکو بھی بُلا کر لیجائیگی تو مشکل ہو گی آپ صبح کو اُٹھ کر سامنے نخل
چنار کے جائیے یہ اسم جو بتاتے ہین اسکو یاد رکھیے سامنے نخل چنار کے پڑھیے صحرا سے
ایک غول پیدا ہوگا اُسکے تعاقب مین جائیے جو کچھ ظاہر ہو پروردگار عالم مدد کریگا
لوح ملنے کی تدبیر ہو گی بادشاہ یہ خواب دیکھکر اُٹھے اور وضو کر کے نماز سحر پڑھی اور
عبادت خانے سے باہر تشریف لائے فیروزہ سے سب حال بیان کیا سلاح جسم پر
آراستہ کر کے سامنے نخل چنار کے آئے اسم تعلیم کردۂ بزرگ زیر نخل بیٹھکر پڑھا کہ سامنے
سے ایک غول پیدا ہوا آنکھین مثل مشعل کے روشن چوبدست کو ہلاتا ہوا بادشاہ نے
جو اُس غول کو دیکھا نعرہ کیا کہ او غول مجہول اسطرف نہ آنا غول چیخ مار کر بھاگا بادشاہ
تعاقب مین اُسکے چلے وہ غول نخلستان مین پہونچا درختونکی آڑ پکڑ کر غائب ہو گیا اب
بادشاہ حیران ہین کہ یہ غول کہان گیا اس حیرت مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے ہین
قضائے کار چنار آتش خوار ایک فرزند رکھتا ہی کہ پہلوانی مین طاق سپاہ گری مین
شہرۂ آفاق سحر نہین سیکھا شکار دوست ہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا ایک آہو پر مرکب
اُٹھایا دور سے اُسکو تیر مارا وہ تیر پار نہ گذرا او چھا پڑا آہو سامنے سے بھاگا اُس پہلوان
کا ثریائے مردم در نام ہی آہو تیر کھاتے ہی نظر و نسے غائب ہوا ثریا آہو کو ڈھونڈھ
رہا ہی بادشاہ جو زیر نخل کھڑے تھے سامنے سے آہو آیا بادشاہ نے دیکھا کہ شکار
سامنے آتا ہی اُٹھا کر تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اُسکو بقربانی پہونچایا ایک تیر اور
اُسکے پٹھے پر پایا اُس تیر کو نکال کر چاہتے ہین آگے بڑھون کہ سامنے سے گرد اُڑی ثریا گینڈہ
پر سوار غصے سے چہرہ سُرخ اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا آگ ہو گیا قریب آکر کہا کہ تو کون ہی
بادشاہ نے بسہولیت فرمایا کہ ای شخص صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار سامنے آیا
ہمنے تیر مار دیا ثریا نے کہا کہ اگر خیریت اپنی جان کی منظور ہی تو آہو کو کاندھے پر اُٹھاؤ
یہانسے خیمہ میرا قریب ہی وہان تک پہونچاؤ بادشاہ نے فرمایا کہ او بے عقل کیا ہمکو تو نے

مزدور تجویز کیا ہی ہم ہرگز نہ اُٹھائین گے ثریا یہ سُنکر گینڈے سے کود پڑا تیغہ بنیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا تیغہ جوہر دار لنگر دار کا ہاتھ خبردار خبردار کہکے مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ثریا غصے مین تھا فوراً لپٹ پڑا بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا چاہا پٹ گرن بادشاہ نے جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماردی کہ چارون شانے چت گرا سینے پر سوار ہوکے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی ثریا کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ تاج شہریاری برسر و قبۂ شہنشاہی در بر شعشعۂ نور جمال سے وہ مقام منور ہی ثریا جمال جہان آرا کو دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ نے صاف صاف فرمایا کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام فکر مین لوح طلسم کی نکلا ہون اسی فکر مین کھڑا تھا ثریا نے عرض کی کہ مین مذہب آپ کا بدل و جان قبول کرتا ہون عاشق جمال بے مثال ہوا یہ کہکر ثریا اُٹھا قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ یہان سے قریب غلام کا باغ ہی وہان چلکر تشریف رکھیے مین چنار آتشخوار یعنی اپنے باپ سے حال لوح پوچھونگا بادشاہ نے فرمایا چنار نے مجکو خود ستایا ہی اور پریشان کیا ہی سواد جادو بادشاہ قلعۂ سواد نگار و شمس فلک ہفت پیکران دونون کو قید کر لیا مین اپنے سردارون کی رہائی کی تدبیر مین نکلا ہون ثریا نے عرض کی کہ جو غلام سے ہوسکیگا کمی و کوتاہی نہ کریگا حضور تشریف لے چلین یہ سُنکر بادشاہ ثریا کے ساتھ چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی کچھ سوار و پیدل نمایان ہوے ثریا نے اُن سب سے کہا کہ صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو ہفت پیکر پر لعنت کرے دائرہ اسلام مین آئے سب نے خوش ہوکر کہا کہ حضور ہم زبانی آپکے والد کی سُن چکے کہ اب عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا آئیگا ساحرون کو جان بچانا مشکل ہوگی سب سوار و پیدل ساتھ ہولیے ثریا بادشاہ کو لیکر باغ مین آیا جو سرسبز و شاداب تھا سیر کرا کے بارہ دری مین لایا

بادشاہ کو مسند پر بٹھایا آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگزاری ہوا دن بھر جب گذر ا بادشاہ سے عرض کی کہ حضور یہان تشریف رکھین مین خدمت مین باپ کی جاتا ہون آج ترکیب سے حال لوح پوچھونگا بادشاہ کو باغ مین چھوڑ آپ سوار ہوکے دربار چنار آتشخوار مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی کاہن و پنڈت و نجومی جمع ہین سب کہ رہے ہین کہ حضور یہ سال اختتام طلسم ہی اس سال مین اور مذہب کی عملداری ہوگی مذہب ہفت پیکر کا کوئی نام نہ لیگا چنار کہتا ہی کہ کیا تدبیر کرون وزیرون اور مشیرون نے سوچ کر کہا بڑا کام یہ ہی کہ لوح طلسم کو چھپائیے جبتک طلسم کشا کو لوح نہ ملے گی کچھ نہ ہو سکیگا کہ ثریا نے دست بستہ عرض کی کہ ای والد نامدار لوح طلسم کہان رکھی ہی چنار نے جھلا کر جواب دیا لو صاحبو اور سنو یہان تو حفاظت لوح کی تاکید ہی یہ مجھسے حال لوح پوچھتے ہین کیون ثریا تو نے کیون حال لوح پوچھا تیرا کیا مطلب ہی ثریا نے کہا کہ راہ مین ایک پنڈت ملا اُسنے بھی یہی بیان کیا کہ کوئی نامی ساحر نہ بچیگا باپ بھی تمھارا نہ بچیگا طلسم کشا آیا چاہتا ہی اس خیال سے مین نے پوچھا کہ مجکو بتا دیجیے لوح کس کے پاس ہی چنار بہت خفا ہوا کہا کہ ای فرزند خبردار کبھی لوح کا حال مجھسے نہ پوچھنا یہ وقت حفاظت ہی گلعذار لوحدار کو ابھی نامہ لکھتا ہون کہ ای گلعذار خبردار لوح کی حفاظت کرنا اپنے باغ سے نہ نکلنا اگر حفاظت نہ ہو سکے تو لوح اور ساحر کے سپرد کرون یہ نامہ لکھ کر ایک کنیز کو دیا اُس وقت سردارون سے دربار معمور ہی کنیز نامہ لیکر روانہ ہوگئی ثریا مجوب و ناچار دربار سے باپ کے اُٹھا خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا عرض کی کہ ای شہریار باپ میرا لوح کے نام سے خفا ہوتا ہی سب نے یہی حکم دیا ہی کہ لوح کو چھپاؤ جب تک لوح طلسم کشا کو نہ ملیگی طلسم نہ فتح ہوگا غلام نے اتنا سنا کہ کوئی گلعذار جادو ہی اُسکے پاس لوح ہی نہین معلوم وہ کون ہی اور کہان رہتی ہی نامہ اُسکے پاس روانہ کیا ہی کہ حفاظت لوح کرو غلام ناچار ہی اب حکم ہوا ہی کہ لوح کا کبھی ذکر نہ کرنا حضور باغ مین تشریف رکھین غلام وزیرون سے پوچھیگا شاید پتہ مل جائے بادشاہ خاموش ہو رہے فرمایا کہ ای ثریا ہم

رحمت خدا کے پابند ہین تمنے پیروی کی اگر لوح کا پتہ نہین ملتا نہ سہی اب ہم تمسے رخصت ہوتے ہین اپنے خالق سے عرض کرینگے جن بزرگان دین نے یہان تک ہمکو پہونچایا وہ لوح کا پتہ بھی بتائین گے ہم اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہین ثریا نے کہا کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا فرمایا جو بزرگ عالم خواب مین آئے تھے مجھے یاد ہی اُنھون نے فرمایا کہ تم طلسم چنار کے فتاح ہو کسی اور طور سے لوح دستیاب ہوگی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ فرماکر بادشاہ اُٹھے ثریا قدمون پر گرا کہا کہ آج کی شب اور تشریف رکھیے کل نہ روکونگا بادشاہ ناچار ہوکر بیٹھ گئے ثریا نے دن سے باغ کو آراستہ کرنا شروع کیا جب شام قریب ہوئی تو سامان روشنی کیا جھاڑ و کنول و گلاس و فانوس وغیرہ جا بجا قرینے سے روشن کیے وسط باغ مین چبوترہ بلور کا تھا اُسپر فرش مشجر بچھایا مسند شاہانہ درست کرکے اُسپر بادشاہ کو بٹھایا عرض کی کہ حضور ناچ دیکھین مصروف عیش و نشاط رہین غلام دربار مین باپ کے جاتا ہی کسی نہ کسی طرح سے حال لوح دریافت کرونگا بادشاہ نے فرمایا تم اب کد و کوشش نہ کرو پروردگار سامان لوح کردیگا ثریا نے نہ مانا اپنے باپ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک گائن شوخ و شنگ جوانی کی اُمنگ مین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

آ دیکھ لے بیتابیِ بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہین بس ذبح بھی مشتاقِ قضا رقص
رہتا ہی ترے افعیِ گیسو کا تصور
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص
ہی خواہش تعلیم جو اُتری ہی کمر سے
سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلفِ دوتا رقص
یاد آتا ہی جب لطفِ طوافِ درِ ایجاب
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص
وہ ناز اُٹھائے ہین دم مرگ تمھارے
فرشِ سرِ مقتول پہ کرتی ہی قضا رقص
پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے
کرنے لگے بے ساختہ پابند حیا رقص
ٹھوکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز
زمینہ ہی جو چھپ کے کرے دزد حنا رقص
خود رفتگی کیفتِ محبت سے خبر کیا
مزدور کے نزدیک ہی حالِ فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص

جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہین زندہ
ہی اسیلیے بالاے مزار شہدا رقص

آنکھون کے اشارے کشش دلکو غضب ہین
ہر ہر ترے انداز سے ہوتا ہی بپا رقص

شب چادر مہتاب بچھاتی ہی سحر تک
کرتی ہی یہان بیش لحد آکے قضا رقص

افسانۂ شب سُنکے نکل آیا ہی خورشید
کس دھوم سے محفل مین تری یار ہوا رقص

نالون کی مرے دھوم زمین پر رہی شب بھر
ایوان فلک پر مری آہو نکا رہا رقص

لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
دکھلاؤ ہمین جان جہان بہر خدا رقص

سوچو تو نسیم آپ کی کس لطف سے گذری
برسون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

بادشاہ اسلام مصروف عیش و نشاط ہین گانے پر گاتُن کے مبہوت ہو رہے ہین مگر ملکہ گلعذار رنگین پوش کہ جسکے پاس لوح طلسم ہی اپنے باغ لالہ زار مین بیٹھی ہی کہ نامہ چنار کا آیا نامے کو پڑھ کر کنیزون سے کہا کہ ابھی طلسم کشا کا ٹھکانا نہین اور بادشاہ کو تردد نے گھیرا ہی میرے باغ مین کون آسکتا ہی ہوا بھی تھراتی ہوئی آتی ہی اگر کوئی شخص قصد کرے کہ لوح طلسم ملے برسون تدبیر کرے تو شاید میرے باغ مین پہونچے اور یہ نئی بات دیکھو کہ بادشاہ تحریر فرماتے ہین کہ اگر حفاظت لوح نہوسکے تو لوح لیکر حاضر ہو بھلا ہماری ایسی حفاظت کون کر سکتا ہی ہمارے بزرگ ہمیشہ اس عہدے پر قائم رہے کبھی کوئی فرق نہین پڑا گلعذار یہ باتین کر رہی ہی کنیزین واسطے دل بہلانے کے گا رہی ہین کہ بیٹھے بیٹھے گلعذار گھبرائی لباس بھاری نکال کر پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھ کر خود ہنس پڑی کہا کہ ارے طاؤس زرین بال لاؤ مین سیر کو جاؤنگی اس وقت خود بخود میرا دل گھبراتا ہی طاؤس زرین بال سجا ہوا آیا اُسپر سوار ہوئی اُڑاتی ہوئی چلی شب ماہ نے جو کیفیت دکھائی ہر طرف طاؤس اُڑاتی پھرتی ہی فضاے کار طرف باغ ثریا کے گذر ہوا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی **نظم**

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھو یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہی حکم کیون سجدے مین ہمکو جبہہ سائی کا

نہین از خود فراموشی کوئی گھونٹ اور بھی ساقی — کہ چکر دے رہا ہی درد کو درد آشنائی کا
نہین ہی ایک دم فرصت بھلا دم لے سکین کیونکر — کہ ہر دم مین ہمارے دم ہی افسون آشنائی کا
عبث حرفِ تکلم ہی لبِ خاموش پر تیرے — دہانِ تنگ شاہد ہی سخن نا آشنائی کا
اذیت شست وشو کی پاک طینت کب اُٹھاتے ہین — مصفا ہر کدورت سے ہی فرقہ آشنائی کا
غرض پیالے سے کیا اصلِ فقیری ترک دنیا ہی — ہمارا ہاتھ کیا کم ہی ہمین کاسہ گدائی کا
فقیرونکے لیے دنیا و دین دونون مہیا ہین — کبھی خالی کبھی لبریز ہی کاسہ گدائی کا
وہ کافر ہی جو تجکو دور اپنے سے سمجھتا ہی — ہمارا دل بھی آئینہ ہی تیری خودنمائی کا
جھکا زاہد کا سر پاسے صنم پر سجدہ کرنے کو — خدا کی شان بُت کرنے لگے دعوئ خدائی کا
مذاقِ خدمتِ صیاد مدت مین ملا ہمکو — مبارک ہو قفس اب فاتحہ پڑھیے رہائی کا
نہین شرطِ وفا صیاد تنہا چھوٹ جاؤن مین — کہ طعنہ دینگے ہم صحبت مرے مجکو رہائی کا
قفس مرقد اجل صیاد مرغ روح پر بستہ — رہا روز قیامت پر بس اب وعدہ رہائی کا
تصور تجکو اے حجلہ نشین کسطرح سے دیکھے — کہ دامن پاک ہی لوث نظر سے پارسائی کا
نہین لکھا وصال شمع پروانے کی قسمت مین — حریصونکو جلا دیتا ہی شعلہ پارسائی کا
لباس عاریت ہی ہر حسین و زشت مین پیدا — نہین ہی کوئی شی جسمین نہین جلوہ خدائی کا
نہ آئے وہ کبھی ہم تک بسر کیونکر ہو فرقت مین — آخر کیا کیا ہو آہ رسا کی نارسائی کا
کہانکا وصل کسکا عیش کیسا لطف او غافل — قریب آیا زمانہ روح و قالب کی جدائی کا
کلام آتشِ مرحوم سے بھی نالہ پیدا ہی — نسیم آگاہ تھا کچھ وہ بھی دردِ آشنائی کا

ان اشعار کی آواز جو کان مین گلعذار کے پہونچی بیتاب ہو گئی اُسی آواز کی جانب متوجہ ہوئی آسمان سے آگے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان یا ماہ درخشان مسند پر بعہدۂ افسری بیٹھا ہی اور گرد کنیزان گلعذار سامنے ایک گائن خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز کس لطف سے گا رہی ہی وہ شہریار گانا سُن رہا ہی صورت زیبائے بادشاہ دیکھکر گلعذار کے ہوش اُڑ گئے پیشانی پر پسینہ آگیا حیران ہی کہ کیونکر صحبت مین جاؤن اور یہ بھی حیرانی ہی کہ یہ باغ کسکا ہی اور یہ شخص کون ہی صاحب خانہ بھی نہین معلوم ہوتا

ہی

آخر پہچانا کہ یہ باغ تو بادشاہ کے بیٹے کا ہی مگر یہ جوان اس باغ مین کیونکر آیا اور ملازم
بھی ثریا کے گھیرے بیٹھے ہین یقین ہوا کہ ثریا کا مہمان ہی زلف عنبرین کو دیکھ کر پریشانی
ہوئی کہ یہ شخص انسان ہی یا فرشتہ ہی تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہین تاج شہریاری
بر سر چار قب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے زیب گلو کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین
پڑے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ قریب ماہ تابان شفق پھولی ہی عقل عاشق راہ
بھولی ہی عرصۂ دراز تک آسمان سے دیکھا کی گلچینی گلشن جمال خوب کی یہ تو سمجھ لیا
کہ صاحب خانہ صحبت مین نہین ہی کنیزین خاطر کر رہی ہین آخر کچھ سوچ کر آسمان
سے اُتری جب قریب پہونچی تو قلب کو تاب نہ باقی رہی آہ کر کے بیہوش ہو کر گری
بادشاہ نے دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان سے گرا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
اب جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا کہ ایک پری پیکر عارض رشک قمر سمنبر خورشید خد
بیہوش پڑی ہی کنیزین تو گھبرا گئین بدحواس ہو کر غل مچانے لگین طاؤس زرین بال
ہوا پر اُڑ رہا ہی بادشاہ سمجھے کہ ساحرہ ہی قریب آ کر بیٹھ گئے جوش محبت مین
سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بہ نگاہ غور صورت زیبا دیکھنے لگے نارپستان پر جو نگاہ
بادشاہ کی پڑی معلوم ہوا کہ گویا نخل صنوبر مین پھل آیا ہی بوے زلف معنبر جو دماغ
مین پہونچی گلعذار نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ وہی جوان آہو چشم صاحب تہرو
خشم سر میرا زانو پر لیے بیٹھا ہی شرما کر اُٹھ بیٹھی بادشاہ نے پوچھا کہ ای پری پیکر تمھارا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گلعذار نے سر جھکا کر جواب دیا کہ خوشہ چین اپنے
گلشن کا سمجھیے بادشاہ نے کہا کہ مسند پر بیٹھیے ہمسے بات کیجیے نازنین آ کے مسند پر بیٹھی
بادشاہ نے جام مئے ارغوانی بھر کر دیا ملکہ گلعذار نے کہا کہ یہ شی شرم شکن ہی ایسا
نہ ہو کہ مین بے طریقہ ہو جاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جام ارغوانی شراب لاثانی
ہی کوئی امر خلاف مزاج نہ گذریگا تب گلعذار نے جام پیا اپنے ہاتھ سے جام
بھر کر بادشاہ کو دیا ابھی کچھ باتین نہین ہونے پائی ہین اور نہ دور شراب بخوبی ہوا
ہی کہ کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور شاہزادہ آتا ہی ثریا سے تاجدار

سامنے سے آیا بادشاہ اُٹھ کھڑے ہوے ثریا نے جو گلعذار کو دیکھا نہایت خوش ہوگیا
قریب آکر کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرور دان باغ محبوبی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
بادشاہ سے کہا کہ ای شہریار یہ اس طلسم کی لوح دار ہین لوح ان ہی کے قبضے مین ہی آج
مین نے دربار مین اپنے باپ کے جاکر وزیرون سے جو پوچھا کہ لوح کس مقام پر ہی
ایک وزیر نے کہا کہ باغ لالہ زار مین جو قصر احمر ہی اُسمین لوح رہتی ہی ملکہ گلعذار
وہانکی حاکم ہین یہ فقرہ جو بادشاہ نے سُن لیا مجھپر غصہ ہو کر کہا کہ کیون ای ثریا کیا وجہ
ہی کہ کل سے توحال لوح پوچھتا ہی مین نے کہا کہ ای والد نامدار چونکہ مین نے سُنا ہی
کہ طلسم کشا اسی سال مین آئیگا لوح کی ضرور جستجو کریگا لہذا مین جاکر حفاظت کرون گا
باپ نے مجکو جھڑکا اور گھرک کر کہا کہ اب اگر کبھی لوح کا نام لوگے اور ذکر کروگے تو
مین تمکو قید کرونگا مین رنجیدہ ہو کر دربار سے اُٹھ آیا گلعذار نے کہا کہ ای ثریا تم نہ
گھبراؤ مین شہنشاہ کو تکلیف نہ اُٹھانے دونگی لوح قصر احمر سے لاکر خدمت شہریار مین
پیش کرونگی اور سردار آپ کے قصر ابیض مین قید ہین اُنکی بھی رہائی کی کوئی نہ
کوئی تدبیر کرونگی ثریا ان باتون کو سُنکر باغ باغ ہو رہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار آپ
بیشک صاحب اقبال ہین کہ گھر بیٹھے خدا نے لوح ملنے کا سامان کر دیا انکی ذات
سے اب سب سامان بن پڑینگے لوح کا لانا اور قصر ابیض تک پہونچانا انکے نزدیک
بہت آسان ہی کوئی تکلیف سرکار کو نہ ہوگی ثریا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کر کے
بادشاہ کو پلایا بادشاہ نے گلعذار سے کہا کہ ای ملکۂ عالم لوح کی کب تقریب ہوگی
گلعذار نے کہا کہ کنیز گئی اور لائی ثریا ے تاجدار خوش بیٹھا ہی گلعذار کی منتین
خوشامدین کر رہا ہی گلعذار کہتی ہی کہ ای ثریا مین ابھی کتاب مین پڑھ چکی کہ یہ آخر
سال طلسم ہی اس سال طلسم کشا کا آنا واجب ولازم تھا بالاعلان جو لوح کا ذکر ہوا
کنیزون نے بھی سُنا کہ گلعذار وعدہ کر رہی ہی کہ مین جاکر لوح لے آؤنگی ایک کنیز
کہ رشک وحسد سے معمور تھی یہ حالات سُنکر بہت گھبرائی کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملیگی
سب اہل طلسم قتل ہو جائین گے مین جاکر بادشاہ کو اطلاع کرون فوراً اپنے مقام سے اُٹھی

طرف بادشاہ کے چلی یہان باغ مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی بادشاہ نے جو گلعذار سے سوال مذہب کیا گلعذار بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوئی مگر وہ کنیز جو دربار شاہ مین آئی چنار آتشخوار بھڑک بھڑک کر وزیرون سے کہہ رہا ہی کہ مجکو ثریا پر کچھ شک معلوم ہوتا ہی شاید اُسنے طلسم کشا سے کچھ پیام وسلام کیا ہی جب تو حال لوح پوچھتا ہی وزرا عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آپ کا فرزند نامدار اِس سے ناواقف ہی کیونکر عرض کرین کہ طلسم کشا سے نامہ وپیام کریگا جوش جرأت مین اُسنے حال لوح پوچھا آپ اور کچھ سمجھے وہ رنجیدہ ہو کر چلے گئے ایسے کلمات نہ فرمائیے وہ رستم وقت ہی بلکہ طلسم کشا سے جو مقابلہ پڑیگا یہی طلسم کشا کو زیر کریگا اسکی ذات سے مطلب نکلے گا یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا کہ کیون نسرین آج کہان آئین کہا حضور کیا عرض کرون دنیا کا عجب رنگ ہی کہ جسکو عرض نہین کر سکتی شاہزادۂ والا قدر نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو لا کر رکھا ہی بی گلعذار اُکر عاشق ہوئین وعدہ کر رہی ہین کہ جاؤن تو لوح لے آؤن بادشاہ اسلام بہت حسین وجمیل ہین بی گلعذار بیہوش ہو کر گری تھین بادشاہ نے سر زانو پر رکھ لیا اب جو ہوشیار ہوئین باتین لوح کی ہونے لگین اب بی گلعذار آمادہ ہین کہ مین جاؤن تو لوح لے آؤن قصر ابیض سے قیدیون کو چھڑاؤن جلد تدبیر کیجیے یہ سُنکر چنار آتشخوار تخت سے اُٹھا سیماے جادو کو حکم دیا کہ تم جاکر قصر لوح گھیر لو کوئی آنے جانے نہ پائے اگر گلعذار بھی پہونچے تو اُسے گرفتار کر لینا یہ سُنکر سیماے جادو اُسطرف چلا پھر ہماے جادو کو بادشاہ نے حکم دیا کہ ای ہما تم بھی فوج لیکر جاؤ طلسم کشا وثریا وگلعذار کو گرفتار کرکے لاؤ خبردار کوئی بچنے نہ پائے کچھ لحاظ نہ کرنا کہ ثریا میرا فرزند ہی وہ اب میرا دشمن ہی رہ روان طلسم کا رہزن ہی یہ کسی کو ہرگز خیال نرہے کہ مین اس مقدمے مین کسی کا پاس کرونگا اگر باپ میرا طلسم کشا سے ملے تو اُسے بھی قتل کرون یہ فرزند ناسعادتمند یون طلسم کشا سے ملا ہی باغ مین چھپا لیا اسنے طلسم کشا کو کیونکر پایا کنیز نے کہا کہ حضور آپ کے صاحبزادے شکار کو گئے تھے شکارگاہ سے

پلٹ کر آئے بادشاہ کو ساتھ لائے سب نے کلمہ پڑھا مگر کنیز نے آپ کی اُس وقت بھی
مُنھ مین تنکا رکھ لیا کہ خدا و ند ہفت پیکر کو بُرا کہنا بڑے عیب کی بات ہی ہمامے جادو
بیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ثریا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ زرین پوش
قلعۂ مشرق سے بر آمد ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہی باغ
مین بھیر دین اُڑ رہی ہی ایک کنیز کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی اُسنے دیکھا کہ سوارون نے
باغ کو گھیر لیا ایک جادوگر تخت پر سوار مع کئی سو افسرون کے طرف باغ کے آتا ہی
پکار کر کہتا ہوا کہ گلعذار کو گرفتار کرلو بادشاہ اسلام نکل کر نہ بھاگ جائین
ثریاے تاجدار کا بھی خیال نہ کرو کہ بادشاہ کا بیٹا ہی سارے اہالی طلسم کا دشمن
ہی اور چاہتا ہی کہ لوح طلسم کشا کو مل جائے یہ کنیز حال دیکھ کر بھاگی ہوئی سامنے بادشاہ
کے آئی عرض کی کہ ای شہریار سارا باغ فوج شاہی نے گھیر لیا آپ کی تلاش ہو رہی
ہی اور ثریاے تاجدار کی بھی فکر ہی گلعذار جادو کا بھی حال کُھل گیا بادشاہ
یہ سُنتے ہی تلوار ٹیک کر اُٹھے ثریاے تاجدار بھی تلوار ٹیک کر اُٹھا ملکہ گلعذار
نے کہا کہ بادشاہ دیوانہ ہوا ہی خون کے دریا بہادونگی یہ تینون صاحب آگے
بڑھے بادشاہ ایک جانب ثریا ایک جانب گلعذار گاتی باندھے ہوے اسباب سحر
ہاتھ مین لیے ایک جانب ہمامے جادو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا آفتاب
عالمتاب شہریاری و کوکب شہامت افروز جہانداری باغ سے نکلے تمام میدان
روشن و منور ہو گیا ہمامے جادو نے اشارہ کیا کہ ارے ان تینون شخصونکو گرفتار
کرلو بادشاہ اور ثریا تلوار کھینچ کر گرے جس ساحر نے ہونٹھ ہلایا تیر مار دیا حلق کو
توڑ کر پار گذرا ثریاے تاجدار مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا ہی کسی کی گردن
توڑ ڈالی کسی کو چیر کے پھینک دیا ملکہ گلعذار بھی تڑپکر گرین ہمامے جادو کا بھائی
عقاب جادو کئی سو ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی ملکہ گلعذار پہ سحر کرنے لگا
گلعذار نے موتیون کا مالا اُتار کر آواز دی کہ اسکو لینا جیسے ہی موتیون کا مالا
ٹوٹا عقاب جادو جھومنے لگا آنکھین ابل آئین بے اختیار پکار اُٹھا ای ملکۂ عالم

مین تو غلام ہون اب تو میرا یہ حال ہی نظم

وہ شعلے ہین ہجوم آہ آتشناک سے پیدا
صدائے الحذر ہی گنبد افلاک سے پیدا
ہوے مضمون اعلیٰ میری طبع پاک سے پیدا
ہزارون آسمان ہین ایک مشت خاک سے پیدا
چھلکے شیشے کھلی آغوش ساغر دخت رز چمکی
اُٹھو مستو ہوا ہی آفتاب افلاک سے پیدا
لگا نا منھ نہ اسکو قصد گستاخی مقرر ہی
تمنا ہی زبان ریشۂ مسواک سے پیدا
بچانا آپ کو دیکھو خلاف داب عصمت ہی
کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سے پیدا
لبس مردن جو دیکھا اول و آخر برابر ہی
وہی پھر خاک مین آیا ہوا جو خاک سے پیدا
ہوائے دولت منعم نہین ہی خاکسارون کو
کہ ہردم تازہ خلعت ہی لباس خاک سے پیدا
نہ کیون ہو جلوہ ہائے نوعروسی زلف مضمون مین
جو شانہ ہو ہمارے پنجۂ ادراک سے پیدا
نہ پہونچے نکہت گل برق کوسون پیچھے رہجائے
وہ تیزی ہی تمھارے توسن چالاک سے پیدا
ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہی خیر بوسون پر
نہ ہون کچھ اور تکلیفین دل بیباک سے پیدا
نگہ کے لوٹ سے آنکھومین کیفیت نشے کی ہی
یہ دانہ خال کا ہی یا رگس تریاک سے پیدا
محیط موج خیز حُسن بے ڈوبے نہین ملتا
کہ ساحل ہو نہین سکتا کسی بیراک سے پیدا
نسیم اب سینے سے چمکا فروغ داغ بیتابی
طلوع مہر ہی صبح گریبان چاک سے پیدا

عقاب جادو نے جو یہ اشعار پڑھے ساتھ والون نے گریبان چاک کر ڈالے سب مل کر سر ٹکرانے لگے عقاب جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی گلعذار نے کہا کہ ہما کا سر لاؤ عقاب جادو سبکو اپنے ساتھ لیکر بلبلاتا ہوا چلا ہماے جادو نے جو دور سے دیکھا کہ عقاب جادو لڑتا ہوا آتا ہی فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ کاغذ سادہ نکال کر اُسکے کچھ پرچے کاٹے طرف آسمان کے پھینک مارے باران سیاہ برسنے لگے جسپر مار گرا وہ پانی ہوکر بہ گیا عقاب اُس سحر کو دفع کرنے لگا اور لڑتا بھڑتا قریب ہماے جادو کے پہونچا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ہماے جادو نے رد کیے کارد سحر جھولی سے نکالی وہ کارد عقاب کے سینے پر لگائی کارد پشت کو توڑ کر پار گذری عقاب مرکر گرا ہماے جادو تخت سے کودا لاش پر بھائی کی

خوب چیخین مار کر رویا کہتا ہی کہ یارو گلعذار نے یہ آفت برپا کی افسوس ہی کہ یہ اپنے
ہوش مین نہ تھا اب سحر کرتا ہوا چلا گلعذار کا سامنا ہوا گلعذار نے ہما پر بھی سحر کیا
ہمائے جادو کہ مشیران چنار مین سے ہی سحر کو گلعذار کے دفع کرتا ہی دیر تک آپسین
رد و قدح رہی آخر ہمائے جادو نے تلوار رین برسائین ایک تلوار گلعذار پر گری
کہ سراسر سر اسکا زخمی ہوا ہما نے چاہا کہ بڑھ کر سر اسکا کاٹ لون گلعذار سوچی کہ
اب اسکے سامنے ٹھہرنا بہتر نہین ہی میری ساری بزرگی لوح طلسمی سے ہی وہ اس
مقام پر موجود نہین چل کر لوح طلسمی کو قبضے مین کرون جب میرا کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا
یہ بات سوچ کر اُس مجمع عام سے نکلی اور طرف قصر احمر کے چلی کہ جا کر لوح کو اپنے قبضے
مین کرون اور لاکر بادشاہ کو دون ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ثریائے تاجدار جو اس
مجمع عام مین لڑنے لگا گیہان بلند رکاب پہلوان ہمائے جادو کے ساتھ ہی
چونکہ بادشاہ حکم دیچکا ہی کہ میرا فرزند نہ سمجھنا وہ تم سب کا دشمن ہی جس طرح بنے
اُسکو قتل کرنا گیہان بلند رکاب نے للکارا کہ صاحبزادے دعوی جرأت
رکھتے ہو ذرا میرے مقابلے مین تو آؤ ثریائے تاجدار فرزند بادشاہ طلسم اس
بات کی تاب کب رکھتا ہی فوراً سامنے گیہان کے پہونچا للکارا کہ او رذیل تجکو بھی یہ
دن نصیب ہوا کہ ہمارا مقابلہ کریگا گردن کھینچ کر پھینکدونگا گیہان نے ایک پہلوان
کو اشارہ کیا کہ تو اسکا آکر سامنا کر مین پشت پر ہی آکر ہاتھ تلوار کا ماردونگا وہ پہلوان
سامنے آیا اور نیزہ مارا ثریائے تاجدار نے سنان نیزے کو پہلے سے اُڑایا سنان
نیزہ اُڑا کر ہاتھ تلوار کا مارا یا تو تلوار قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا
گیہان نے پشت پر سے اس عرصے مین ہاتھ تلوار کا مارا سر ثریا کا زخمی ہوا گیہان
نے چاہا کہ سر کاٹ لون مگر ثریائے تاجدار شیر بیشۂ جرأت ہی اسنے پلٹ کر کے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا ثریا لڑتا بھڑتا چلا جاہتا ہی کہ اپنے کو قریب بادشاہ
اسلام کے پہونچاؤن مگر بادشاہ کو نامردون نے گھیرا ہی اُس مجمع مین شیرانہ جنگ
کر رہے ہین کئی سو پہلوان مار کر ڈال دیے لاشے گرد مرکب کے لوٹ رہے ہین بادشاہ

بھی سر اُٹھا اُٹھا کر ثریاے تاجدار کے جویا ہین ثریا کے بھی کوئی قریب نہین آتا یہ لڑتا ہوا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ لخلخے سینے پر جم گئے غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے مایوس ہو کر کہا کہ ای مرکب اصیل اب تیرے راکب مین طاقت جنگ و جدل باقی نہین ہی اگر ہو سکے تو مجھکو نکال لیچل یہ کہکے دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے مرکب نے جو اپنے راکب کو سُست پایا دہن مثل قعر بلا کھولا پشتکین دولتیان مارین جو سامنے آیا اُسکو چبا ڈالا کسی کا شانہ توڑا کسی پر دولتی ماردی سوارون اور پیدلون کو گراتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا اب بادشاہ جنگ مین چہار جانب دیکھتے ہین نہ صداے گلعذار آتی ہی نہ آواز ثریاے تاجدار کان مین پہونچتی ہی لشکر حسرت و یاس نے بادشاہ کو گھیرا ہی بادشاہ انتہا کے زخمی ہوے اور دیکھا کہ ہمارے جادو آتا ہی ایسا نہ ہو کہ سحر کر کے گرفتار کرے ایک طرف لڑتے ہوے چلے ہزارہا زخم تیر کے جسم اقدس پر پڑے آخر غش آنے لگا بادشاہ نے زخم سر کو شدہ تحت الحنک سے باندھا فرمایا کہ ای مرکب اب تیرے راکب مین قوت نہین مرکب جنگ کرتا ہوا بادشاہ کو لے چلا جس طرف سے گھوڑا نکلتا ہی لوگ راستہ دیتے ہین اسطرح گھوڑا کہ ہر دی کرتا ہوا بادشاہ کو لیچلا بہ ہزار دشواری ساحرون سے نکلا غیر ساحرون کے غول مین پہونچا وہ دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوئی قریب نہین آتا گھوڑا مثل شیر غضبناک شیہہ بھرتا ہوا اُس غول سے بھی نکلا کنارے پر لشکر کے آکر طرف صحرا کے چلا ہمارے جادو نے آواز دی کہ یارو یہ مرکب جانے نہ پائے لوگون نے چاہا کہ چلین مرکب کو بلوہ کر کے گھیر لین لیکن مرکب صبا رفتار باد کردار جست و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا ملکہ گلعذار تو زخمی ہو کر مجمع سے نکل گئی ہین یہان ہمارے جادو نے باغ کو پامال کیا کنیزین گرفتار ہوئین مال و اسباب لوٹ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے اُن سبکو قتل کیا چنار آتشخوار کے پاس آیا لاف و گزاف کرنے لگا کہ مین نے جاکر اول گلعذار کو مارا اُسکے بیر لاش تلاش کر کے اُٹھا لے گئے بادشاہ و ثریا کی

لاش مرکب سے بھاگے چنار آتشخوار کو اطمینان ہوا کہا کہ اب صلاح کر کے سرداران طلسم کشا کے قتل کا وہ دن قرار دونگا جس دن شمس فلک ہفت پیکر قتل ہوگا ایسا کوئی ساحر کسی کے ساتھ نہین ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن گلعذار زخمدار و بیقرار آگر قصر احمر پر چمکی دیکھا کہ ایک ساحر ساٹھ ہزار ساحرون سے قصر کو گھیرے ہوے ہی گلعذار کو جو آتے ہوے دیکھا گولے ترنج و نارنج پھینکنے لگے ملکہ گلعذار وہانسے پلٹی آکر کوہ پر ٹھہری ایک نخل کے سائے مین بیٹھی بمشکل اپنے سرین ٹانکے دیے چاہتی ہی کہ صحت پاکر پھر اُسی قصر کے قریب جاؤن جن ساحرونکو بادشاہ نے بھیجا ہی اُنکو قتل کرون اور لوح لون یہ سوچ کر پہاڑ سے اُتری پاؤن مین طاقت چلنے کی نہ پائی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری چہار جانب حیران دیکھ رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار گھوڑے کو اُڑاتا ہوا باز ہاتھ پر چڑھا ہوا نمایان ہوا جس طائر کو کسی نخل پر بیٹھے دیکھا باز کو پھینک مارا باز نے اُسے شکار کیا بادشاہ گھوڑے سے اُترا باز سے جانور کو چھڑایا ذبح کر کے اپنے ساتھ والون کو دیا اس طرح شکار کھیلتا ہوا آتا ہی قضائے کار ایک تیہو گوشۂ صحرا سے اُڑا اُس شاہ نے باز کو چھوڑا باز قریب تیہو کے پہونچا تیہو کو طمانچہ مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا قریب نخل آکر ایک طمانچہ مارا کہ تیہو زمین پر گرا باز کُندے باندھ کے زمین پر آیا سینے پر تیہو کے چڑھا پنجون سے نوچنے لگا بادشاہ گھوڑے سے کودا آکر تیہو کو باز سے چھڑایا لیکن ملکہ گلعذار زیر نخل بیٹھی ہین تاجدار کو آتے ہوے دیکھا بوجہ ضعف و نقاہت کے عجب حال تھا اپنے کو بیخ نخل پر گرا دیا دوپٹے سے مُنھ چھپا لیا لیکن اُس تاجدار نے جب باز کو اُٹھایا نگاہ پڑ گئی دیکھا کہ ایک عورت بیخ نخل سے لپٹی ہوئی پڑی ہی پاؤن گورے گورے گرد مین آلودہ قریب آکر کہا کہ ای پری پیکر تو کون ہی کہ جو اس غربت مین پڑی ہی یہ کہ کے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا ہر چند کہ ملکہ نے چاہا چہرہ نہ کھلے مگر چہرۂ زیبا کھل گیا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہتا تھا کہ ای نازنین تو کون ہی نام سے اپنے آگاہ کر گلعذار نے

کہا کہ ہم آوارۂ دشت ادبار ہین مصیبت سخت مین گرفتار ہین ہمارا حال کہنے کے قابل نہین ہی جس کام کو تو آیا ہی اُسی شغل مین مصروف ہو ہماری عجب کیفیت ہی کیا بیان کرین نظم

مخلصی پائے بلا سے دلِ مضطر کیونکر / توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر
آنکھ جھپکیگی نہ مشتاقِ قضا کی ظالم / دیکھ کرتے ہین نظارے تہِ خنجر کیونکر
آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانبِ خنجر قاتل / گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہی / دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
گر یہی ضعف رہا قبر سے اُٹھنے کے بعد / ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے / مُنھ دکھائیگا تجھے خسروِ خاور کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین / مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
گیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھ او ظالم / دوستی کرتا ہی دم سے دمِ خنجر کیونکر
دھوم آئینۂ رخسار کی تیرے سُنکر / چین پائیگا تہِ خاک سکندر کیونکر
ہر رگ تن مین ہی میرے اثرِ مقناطیس / مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر
دیکھ لے جو ہر مژگان کا تماشا ظالم / ڈوب جاتا ہی رگ جان مین یہ نشتر کیونکر
ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے / پھینکدون دامنِ لبریز سے پتھر کیونکر
سنگ دل کو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا / موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر
آتشِ گرمیِ مضمون سے کھنکا جاتا ہی / نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر
صدقے اس قوتِ بازو کے دل وجان نسیم / دیکھ اُکھیڑا ہی علی نے درِ خیبر کیونکر

اس حسرت سے یہ اشعار گلعذار نے پڑھے کہ اُس تاجدار کی آنکھون سے اشکِ حسرت ٹپک پڑے دیکھ کر کہا کہ ای شاہد رعنا و ای معشوق یکتا تیرے بیان پر دل روتا ہی قلب مین درد ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ مفصل بیان کر یہا سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی چنار آتشخوار بادشاہ طلسم چنار کا خراجگزار ہون محکوم جادو میرا نام ہی واسطے شکار کے آیا ہون تمکو خاتون محل قرار دونگا ہزار ہا کنیزان رومی و حبشی برائے خدمتگزاری حاضر رہین گی گلعذار نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ ای محکوم جادو

یہ سودائے خام دماغ سے نکال مجکو یہی مقام بہتر ہی سودائی کو جنگل مین آرام ہی آبادی سے کیا کام ہی محکوم تاجدار منتین کرنے لگا کہا کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر کا نام سے تو آگاہ کر تیرے بیان حسرت خیز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا خانۂ دل کو غم و حسرت سے بھر دیا اب یہی مناسب ہی کہ میرے ساتھ قلعۂ احکام نگار مین چلو مجکو سرفراز کرو حکومت قلعہ کا تمکو اختیار ہی میرا نام اپنے دفتر غلامی مین درج کیجیے مین خدمتگزار رہونگا جب محکوم نے اس طرح منتین کین ملکہ گلعذار تو عشق بادشاہ اسلام مین مبہوت ہو رہی ہی آنکھون کے نیچے وہی صورت زیبا پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ گریبان چاک کرون صحرائے نجد مین اپنے کو پہونچاؤن شاید روح مجنون سے ملاقات ہو اُس سے پوچھون کہ کیون ای شہنشاہ عاشقان عشق کے سودائی کیونکر بسر کرتے ہین عشق و محبت مین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین دل سے یہ باتین ہو رہی ہین محکوم کا کلام کرنا ناگوار ہوا اُسکی باتون کے جواب سخت دیے کہا کہ ای شخص ہمسے کلام نکر ہمارا ہمدرد ہمارے پہلو مین بیٹھا ہی اُس سے صلاح کر رہے ہین کہ کیا کرین تو ہمکو کیون ستاتا ہی ہم اپنی جان پر کھیلین گے اب محکوم کو یقین ہوا کہ یہ کسی پر عاشق ہی اُسی سوچ مین بیٹھی ہی محکوم نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچ لون ملکہ گلعذار نے ہاتھ کو اسکے جھٹک دیا محکوم نے سوارون کو اشارہ کیا کہ اس نازنین کو اُٹھا لو سوارون نے گھوڑے سے کود کر ارادہ کیا کہ ملکہ کا ہاتھ پکڑ لین گلعذار نے بال اپنے نوچ کر سوارون پر پھینک مارے ماران سیہ نے اُنکو کاٹا اب تو سوار ہٹے محکوم نے کہا کہ ارے تو بڑی ساحرہ ہی سوارون کو میرے مارا مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تجکو گھسیٹ کر لیچلونگا یہ کہکے گولہ مارا کہ یہ بیہوش ہو جائے ملکہ کا ہرچند کہ حال ابتر ہی دل پہلو مین مضطر ہی لیکن گولہ کاٹا وہ گولہ پھٹا محکوم کے سینے پر آ کر پڑا کہ محکوم لڑکھڑا کر گرا راہی ملک عدم ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ مالک کو ہمارے اس عورت نے مار ڈالا لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے لاشے کو لیکر قلعے مین آئے اصنام بت پرست بھائی محکوم کا بارگاہ مین بیٹھا تھا خبر سُنی کہ

محکوم مارا گیا لوگ لاش کو لیکر آئے ہین روتا ہوا بیرون بارگاہ آیا جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے حال پوچھا اُن سب نے حال بیان کیا کہ ایک عورت حسین بیرون قلعہ بیٹھی ہوئی ہی اُسنے مارا اصنام بت پرست فوج لیکر چلا ملکہ گلعذار بیٹھی رو رہی ہین کہتی ہین کہ ای خالق لیل و نہار ظلم سے اُن ظالمون کے بچائے کہ دیکھا فوج آتی ہی ایک ساحر تاج سر پہ رکھے پکارتا ہوا کہ او عورت تو نے غضب کیا کہ اُس تاجدار کو مارا یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرلو کل فوج بلوہ کرکے چلی ملکہ گلعذار اپنے مقام سے سراسیمہ اُٹھی اصنام بت پرست سب کے آگے تھا ملکہ گلعذار نے اسپر بال سر کے پھینکے کل فوج پر باران سیاہ برسنے لگے اصنام بت پرست پر ایک برق گری کہ اُسمین بند ہو گیا ملکہ نے اُنگلی سے اشارہ کیا وہ برق ہٹگئی اصنام بت پرست جو برق کے اندر سے نکلا سامنے ملکہ گلعذار کے ہاتھ باندھے ہوئے آیا کہا کہ مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے اُسے بسر و چشم بجالاؤن میرا تو یہ حال ہی نظم

جتنے قصے ہین مرے شکوۂ بیداد ہین سب　　ذکر کا ہیکو ہین افسانۂ فریاد ہین سب
اللہ الحمد کہ مین رنج فراموش نہین　　جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر　　کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
خواستگاران قضا ہین تہ خنجر بیتاب　　شائق حسن اجازت ترے جلاد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہی تعلیم　　نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
پھوٹ جائے جو پھپھولہ تو روان ہون آنسو　　اشک ای جان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے　　روز و شب منتظر خدمت حداد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زمان رحمت　　حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہی نزدیک　　ایک دن اِس قفس جسم سے آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہی کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین　　دست برداشتہ میرے لیے جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہی　　ضعف سے موے بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دے قاتل　　کسقدر گھر مین ترے خنجر فولاد ہین سب

مین ہوا قیس ہوا وامق بیچارہ ہوا
دل گرفتار رہین سب عاشق ناشاد ہین سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کہکے
جس طرح چاہے بلا تیرے ہی ارشاد ہین سب

آمد آمد ہی مگر میرے سہی قامت کی
باغ مین ہر طرف استادہ جو شمشاد ہین سب

ایک سے ایک نرالا ہی زمانے مین حسین
جلوۂ نور الٰہی یہ پریزاد ہین سب

سب تری آنکھون کے مضمون لکھے ہین مین نے
حرف جتنے نظر آتے ہین مجھے صاد ہین سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہی او ترک
ہفت افلاک مرے مسکنِ فریاد ہین سب

اپنے اشعار کا آتش نے دیا آپ جواب
معترض ہو جیے تو قابلِ ایراد ہین سب

راست کہتا ہون مین یہ ناسخ و سودا و نسیم
اپنے انداز مین بیمثل ہین استاد ہین سب

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کل فوج فریاد کر رہی ہی کہ جو ارشاد ہو بجا لائین ملکہ گلعذار سوچی کہ یہ فوج مفت کی افسر مفت کا سب فوج جنگی موجود ہی انکو چل کر سیماے جادو سے لڑوا دون شاید غالب آجائین ای ملکہ گلعذار لوح لے لون تو میرا زور بڑھ جائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی لشت پر اصنام بت پرست مع بارہ ہزار فوج کے آمادۂ جنگ ملکہ گلعذار اس ہیئت سے چلی جو معرکہ انپر گذریگا وہ تحریر کرونگا لیکن ثریاے تاجدار جو زخمی ہوکر مجمع عام سے نکلا مرکب اسکو اسی حال مین لیے ہوے دامنہ مین ایک کوہ کے پہونچا دو چار بیٹھے گھانس کے کھائے بدن کو جنبش جو ہوئی ثریاے تاجدار پشت مرکب سے زمین پہ گرا گھوڑے نے بہت چاہا کہ اپنی پشت پر سوار کرون مگر ثریاے تاجدار بیہوش تھا اپنے مقام سے نہ اُٹھا مرکب چرتا ہوا آگے بڑھ گیا قضاے کار درے مین اس پہاڑ کے ایک قزاق رہتا ہی فولاد قزاق درۂ کوہ پر آیا دیکھا کہ ایک جوان درۂ کوہ پہ بیہوش پڑا ہی ملازمون سے حکم دیا کہ اس مرکب اور اس جوان زخمی کو اُٹھا کے لاؤ ملازمون نے جاکر ثریا کو اُٹھایا مرکب خود دوڑا ہوا آیا آقا کے ساتھ ہو لیا اپنے باغ مین فولاد ثریاے تاجدار کو لیکر آیا جراح کو بلایا زخم مین ٹانکے دلوائے مشتاق ہی کہ یہ جوان ہوشیار ہو تو حال پوچھون رومال ہاتھ مین لیے مگس رانی کر رہا ہی کہ ثریاے تاجدار نے آنکھ کھولی فولاد نے کہا کہ ای جوان

مین تجھے صحرا سے اُٹھا لایا زخم دوزی کرائی گھبرانا نہین لیکن سچ بتا کہ تجکو قزاقون نے کہان گھیرا ای بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تو خوب لڑا اپنا مال بچایا انتہا کا زخمی ہوا تو بڑا بہادر ہی مگر اُن گھیرنے والون کا نشان بتا کہ مین اُنکو گرفتار کرکے لاؤن اور تیرے سامنے اُنکو سزا دون ثریاے تاجدار نے کہا کہ ای جوان تونے احسان کیا مگر قزاقون کی کیا مجال ہی کہ مجکو گھیرتے ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی مین ہاتھ سے دشمنون کے زخمی ہوا گھوڑا میرا مجکو نکال لایا تم تک پہونچایا مجکو کسی قزاق نے نہین گھیرا مین بادشاہ طلسم چنار کا بیٹا ہون رفیق بادشاہ اسلام فولاد کو یہ حال سُنکر سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی کہ کیا غضب کی بات ہی رفاقت بادشاہ اسلام کو بہتر جانتا ہی کیا سبب کہ اپنے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہی بہتر یہ ہی کہ اسکا علاج کرون جب اچھا ہو جائے تو گرفتار کرکے اسکے باپ کے پاس بھجوا دون اسنے بڑا غضب کیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بھی چھوڑا یہ سوچ کر علاج کرنے لگا یہ تو سمجھ گیا کہ یہ شاہزادہ والا قدر ہی آسمان سلطنت کا بدر ہی اگر اسکے باپ کے پاس اسکو پہونچاؤنگا تو وہ بہت خوش ہوگا یہ سوچ کے ایک ہفتہ علاج کیا ثریاے تاجدار نے جب صحت پائی درۂ کوہ سے باہر نکلا بارہ سی قزاق ساتھ ہین فولاد نے بارگاہ استاد کرائی ثریاے تاجدار کو مسند پر بٹھایا ارادہ ہی کہ شراب پلاکر بیہوش کرون جلسۂ عیش و نشاط منعقد ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوے بدحواس پاس فولاد کے آئے کچھ کان مین کہا فولاد کا رنگ رو متغیر ہوا کبھی باہر جاتا ہی کبھی اندر آتا ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ثریاے تاجدار نے پوچھا کہ ای فولاد کیا خبر آئی کہ تو گھبرایا ہوا ہی فولاد نے کہا کہ حضور خیر ہی مین درۂ کوہ کے باہر ہون ایک بادشاہ ہی کہ اُسکا سلطان زرین پوش نام ہی وہ نہایت بہادر صاحب جاہ و حشم ہی مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی وہ میری فکر مین تھا جب کبھی میری فکر مین آیا اُسنے مجکو نہ پایا مین درۂ کوہ مین پوشیدہ رہا کبھی مجھ پر قبضہ نہ کر سکا اب جو اُسنے سُنا کہ مین درۂ کوہ سے باہر آگیا مصروف جشن ہون وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا ہی چہار جانب سے گھیر لیا ہی حضور جانتے ہین کہ ہم تو قزاق ہین تدبیر سے لڑتے ہین

اگر مین اندر درہ کوہ کے ہوتا تو وہ ناچار ہو کے پلٹے جاتا اب اُسنے گھیر لیا میرے
ساتھ فوج کم ہی اُسکے ساتھ فوج زیادہ ہی خود بھی بہادر ہی جس وقت یلغر کریگا گرفتار ہو جاؤنگا
مجکو آپ کا بڑا خیال ہی مین لڑ بھڑ کے درہ کوہ مین چلا جاؤنگا آپ کو دیکھ کر وہ بھی خاطر کریگا
ثریاے تاجدار نے جواب دیا ہم مقابلہ کرین گے تم نہ گھبراؤ سلطان زرین پوش
بھی میرے زور سے واقف ہی یقین ہی کہ مقابلہ نہ کرے تم نہ گھبراؤ فولاد نے کہا ای شہریار
باعث تردد یہ ہی کہ میرے پاس بارہ سو جوان ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار جوان ہین اگر اُسنے
جنگ مغلوبہ کی تو اُس بلوے کو کون سنبھالے گا ثریاے تاجدار نے کہا کہ ای فولاد
کیون گھبراتے ہو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی پھر بلوہ سامنے نہین آتا خاص دولھا
دولھن سے مقابلہ پڑتا ہی ہمارے آقاے نامدار نے ایسے معاملے بہت دیکھے ہین ای
فولاد ایک کام کرو اعتقاد مذہب اسلام دلمین لاؤ خدا سے دعا کرو وہ رحم و کرم اپنا
شریک کریگا فولاد یہ سُن کے بصدق دل مطیع اسلام ہوا بارہ سو جوانون نے اُسیوقت
کلمہ پڑھا اعتقاد سب کے درست ہوے بُرا کہنے پر ہفت پیکر کے چالاک و چست ہوے
اب ثریاے تاجدار کے سمجھانے سے قزاقون کو تسکین حاصل ہوئی گرد آکر سب
ثریاے تاجدار کے بیٹھے خوف جان سے کانپ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیکھین
اب کیا ہو سلطان زرین پوش نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو
دی ثریاے تاجدار نے کہا کہ ای فولاد تم نہ گھبراؤ تم بھی طبل جنگی بجواؤ فولاد نے
ڈرتے ڈرتے طبل جنگی بجوایا قزاق آمادہ جانبازی ہین ہتھیار اپنے درست
کر رہے ہین کوئی سنان نیزہ درست کرتا ہی کوئی تلوارون کو زہر سے آبداری دیتا ہی کوئی
تلوارین صیقل کرتا ہی تیغ چرخ چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی مگر
یہی انتشار ہی کہ ہم لوگ کم ہین اور وہ زیادہ خدا آبرو رکھے اُدھر لشکر سلطان مین
یہ خبر پہونچی کہ بیٹا چنارہ آتشخوار کا فولاد قزاق کے یہان مہان ہی اُسنے مقابلے کا
ارادہ کیا ہی سلطان نے کہا کہ ہم اُسکے باپ کے خراج گزار ہین یقین ہی کہ ہمکو دیکھکر ایسا
خائف ہو کہ مجھ سے طالب ہو کہ باپ سے صفائی کرا دو مین اُسکو ساتھ لیکر جاؤنگا اور

اُسکی صفائی کرا دونگا رات بھر یہی تیاریان رہین چار پہر رات گذر کر وقت سحر آیا سلطان زرین پوش شہنشاہ فلک چہارم قلعۂ مشرق سے بر آمد ہوا تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ثریاے تاجدار سب کے آگے بڑھا ہوا مسلح و مکمل اُدھر سلطان زرین پوش سب کے آگے بڑھا ہوا تاج سر پر رکھے ہوے فوج دریا موج پشت پر صفین جمین فوج قزاقان دیکھکر سلطان زرین پوش کہہ رہا ہی کہ یہ لوگ کیا سمجھ کے مقابلے مین آئے ہین ایک حملے مین سب کو زیر و زبر کرونگا یکایک گینڈا چمکایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو میدان مین آئے ثریاے تاجدار نے بھی مرکب بڑھایا مقابلہ مین سلطان زرین پوش کے آیا سلطان نے جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شاہزادے باپ سے کیا خطا دیکھی کہ جو ایسے بگڑ گئے قزاقون کی طرف سے لڑنے آئے ہو میرے ساتھ چلو مین تمھارے باپ سے تمھاری صفائی کرا دونگا یہ سُنکر ثریاے تاجدار نے کہا کہ ہر چند وہ سحر مین زبردست ہی لیکن ہفت پیکر پرست ہی ہفت پیکر ایک ساحر مکار و غدار ہی اُسکو بخدائی ماننا سراسر حماقت ہی مین اُسکی اطاعت نہ کرونگا تم اگر دعوی جرأت رکھتے ہو تو بسم اللہ وار کرو مین جواب دونگا سلطان زرین پوش نے کہا کہ صاحبزادے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی کہ ہم تمکو گود مین کھلاتے تھے آج تم ہمارے مقابلے مین آئے ہو تم ہی حربے کرو بعد تمھارے حربون کے ایک وار مین ہم تم کو زیر کرینگے ثریاے تاجدار نے کہا مین ملازم بادشاہ اسلام ہون طریقہ میرے شاہ کا پیشدستی نہین ہی تمھارے حربے کے بعد اگر میرا خدا مجکو بچاے گا تو حربہ کرونگا سلطان زرین پوش نے نیزہ اُٹھایا خبردار خبردار کہہ کے نیزہ مارا ثریاے تاجدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ثریاے تاجدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ سلطان کا گانٹھا نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکلا سلطان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا ثریا نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا ہاتھ برق شمشیر کا چمکایا سلطان کی آنکھون مین اندھیرا

آگیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سمجھا کہ اگر یہ تلوار پڑی خالی نہ جائیگی کہا کہ ای شاہزادے مین تیری اطاعت کرتا ہون واسطہ اپنے آقاے نامدار کا تلوار نہ لگا ثریاے تاجدار نے ہاتھ روک لیا سلطان گھوڑے سے کود ا قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے قدمون کی بدولت دولت اسلام پائی ثریا نے گلے سے لگا لیا سلطان نے پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ یارو مین نے شاہزادی کی اطاعت کی جسکو دین اسلام قبول کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ میری فوج سے نکل جاے سب نے پکار کر آواز دی کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حضور نے اختیار کیا وہ غلامون نے بھی قبول کیا ساٹھ ہزار جوان سب سلطان کے ساتھ ہوے ثریاے تاجدار سب کو ساتھ لیکر بارگاہ فولاد مین آیا سلطان زرین پوش سے سب حال بیان کیا کہ آقاے نامدار میرا جنگ سے غائب ہوا ہی مین اُسکی تلاش مین نکلا ہون اب تم سب چلو آقا کو تلاش کرین سلطان زرین پوش نے کہا کہ ای شاہزادۂ والا قدر مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا قصر روح پر چلیے یقین ہی اُسی مقام پر بادشاہ آئین سگے یہ صلاح کر کے ثریاے تاجدار مع سلطان زرین پوش و فولاد و مع فوج مذکور طرف قصر احمر کے چلے کہ پہونچنا انکا بھی تحریر کرونگا اب ذکر شہنشاہ گیتی ستان واجب و لازم ہی بادشاہ اسلام جو زخمی ہو کر نکلے مرکب لیے ہوے بادشاہ کو قریب ایک جھیل کے پہونچا کنارے اُس جھیل کے بادشاہ پشت مرکب سے گرے سر جھیل مین جسم خشکی مین قضاے کار سامنے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ سروستان کہتے ہین ملکہ سرو شمشاد قد اُس باغ کی مالک ہی نہایت ساحرۂ زبردست حسین و جمیل ہی اپنے باغ مین سو کر اُٹھی حوض پر آکر بیٹھی جھیل کا پانی حوض مین پہونچتا ہی ناگاہ سرو شمشاد قد نے دیکھا کہ خون کی لکیر چلی آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای صنوبر باہر جا کر دیکھ تو یہ خون کہان سے آتا ہی صنوبر گئی جمال بادشاہ دیکھکر گھبرائی ہوئی آئی کہا واری ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال انتہا کا زخمدار نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ کنارے جھیل کے پڑا ہی مرکب اُسکا چرا کر رہا ہی سرو شمشاد قد یہ ذکر سُنکر اُٹھی پائچے سنبھال کر کہا کہ میری

محلداری مین کسی نے کسی مسافر کو مارا قنزاقون کا نام مٹا دونگی چند کنیزین ہمراہ ہوئین
یہ مسیحائے زمان بالین پر اُس بیمار کے آئی دیکھا کہ ایک آفتاب برج آبی مین اُتر رہا
ہی جسم خشکی مین ہی آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سینے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پائی کہا کہ
ارے زندہ ہی اسکو اُٹھاؤ باغ مین لے چلو ہم اس سے حال قنزاقون کا پوچھ کر انتظام
کرین گے چارپائی منگوا کر سر مین خود ہاتھ لگایا کنیزین لپٹ گئین کہا حضور آپ ہاتھ
نہ لگائیے ملکہ نے کہا کہ کیا نقصان ہی بندۂ ہفت پیکر اس مصیبت مین ہی اگر اسکا
علاج کرین اور قنزاقون کا انتظام ہو جائے تو کوئی مسافر یہ آفت کبھی نہ اُٹھائے
چارپائی کو لیکر باغ مین آئین بادشاہ کو مسند پر لٹایا کہا کہ ارے جراح کو بلاؤ کہ اسکے
سر مین ٹانکے لگائے جراح آیا اُسنے ٹانکے لگائے زخم دھویا پٹیان مرہم کی چڑھائین
جراح گیا ملکہ رومال ہاتھ مین لیکر خود بیٹھین مگس رانی کر رہی ہین لیکن جراح دربار شاہی
مین بھی جاتا ہی باپ اسکا مبہوت اژدر سوار مالک شہر مبہوت ہی تین کوس پر یہان
سے قلعہ ہی اُس مین رہتا ہی یہ جراح وزیرون اور امیرون کا علاج کرتا ہی دربار
مین جو آیا بادشاہ کو تخت پر پایا سلام کیا وزیر کے پھوڑا تھا اُس پھوڑے کو کھولا
منظور تھا کہ پھاہا لگاؤن وزیر نے کہا کہ ای جراح آج دیر کیون ہوئی جراح نے
کہا کہ آج ملکۂ عالم نے بلایا تھا ایک جوان آفتاب جمال ہی اُسکے سر مین ٹانکے لگائے ملکۂ عالم
نے بڑی تاکید کی ہی کہ اسکو جلد صحت دو مین پٹیان چڑھا کے چلا آتا ہون بادشاہ کے
یہ سنکر کان کھڑے ہوئے جب جراح چلا گیا تو کہا ای وزیر اعظم کچھ تو نے بھی یہ خبر سُنی
نہین معلوم وہ جوان کون ہی ذرا دریافت تو کرو وزیر نے ہرکارے بھیجے اور کہدیا
کہ مخفی دریافت کرنا ہرکارے روانہ ہوئے در باغ پر آئے محلدار سے جو پوچھا کہ
آج یہ ٹانکے کس کے لگائے گئے محلدار نے مُنھ پھُلا کر کہا کہ ایک جوان جنگل مین زخمی
پڑا تھا اُسے ہماری بی بی اُٹھا لائی ہین اُسکا علاج ہو رہا ہی ہرکارے نے جو محلدار کو
مہربان پایا کہا کہ ذرا جاکے دیکھ آؤ اب کیا ہو رہا ہی وہ جوان کون ہی اور اُس کا
نام بھی دریافت کر دو محلدار اندر گئی یہان بادشاہ کی آنکھ کھُلی ایک نازنین بے نظیر

رشکِ ماہ منیر کو اپنے قریب پایا گھبرا کے اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ای ماہ پیکر تیرا نام کیا ہی مجکو لانے کا کیا باعث ہوا سرو شمشاد قد نے شرما کے سر جھکا لیا جب بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا اور نام پوچھا شرما کر کہا کہ میرا نام سرو شمشاد قد ہی آپ جنگل مین زخمی پڑے تھے اتفاقاً یہ بدنصیب اُس طرف سے گذری مجکو آپ کے حال زار پر رحم آیا اُٹھا لائی جراح کو بُلا کر ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب آپ ارشاد فرمائین کہ آپ کو قزاقون نے کسطرح گھیر لیا ماشاءاللہ آپ نے بڑی جرأت دکھائی کہ اسقدر زخمی ہوے مگر جو جسم پر تھا اُن چیزون کو اُتارنے نہ دیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای پری پیکر رشکِ شمس و قمر قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمکو گھیرتے ساحرون سے مقابلہ پڑا زخمی ہو کر گھوڑا نکال لایا یہان آکر گر پڑا خدا نے تمکو مہربان کیا ہمکو اپنے باغ مین اُٹھا لائین القصہ بادشاہ نے کل حال اپنا کہا بادشاہ سے اور سرو شمشاد قد سے یہ باتین ہو رہی تھین مگر دونون شرمائے ہوے حجاب سے سر جھکائے ہوے کہ اتنے مین محلدار آئی سارا حال سُنکر عرض کی کہ حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی خبر بادشاہ جہجاہ کو پہونچ گئی وہان سے ہرکارہ حال دریافت کرنے آیا ہی لونڈی کے مُنہ سے نکل گیا کہ ایک جوان زخمی کو ملکہ لائی ہین وہ ہرکارہ دروازے پر حاضر ہی کیا جواب دون وہ نام و نشان اُنکا پوچھتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ بوا تمنے غضب کیا اب جا کر مخفی کرو یہ کہ دو کہ وہ جوان چلا گیا کوئی مسافر تھا زخمی ہو کر آیا تھا مطلب اُسکا پورا ہوا یعنے علاج ہو گیا اب وہ باغ مین نہین ہی محلدار جھلائی ہوئی پلٹی ہرکارہ اور کنیزون سے بھی پوچھ رہا ہی جنکو بادشاہ کا آنا ناگوار ہوا وہ کہ رہی ہین کہ ہم اپنے مالک کی خبر کیون کر کہین مُردے کو لا کر زندہ کیا علاج کر کے رومال جھل رہی ہین اور جنکے مزاج مین کچھ انصاف ہی وہ کہتی ہین کہ یہان کوئی نہین آیا مرد کی کیا مجال ہی جو باغ مین ملکہ کے آسکے کہ محلدار آکر پہونچی کہا میان ہرکارے اور نئی بات یہ ہی کہ وہ جوان فتاح طلسم کا عزیزدار ہی کہین لڑائی پڑی وہان زخمی ہوے گھوڑا یہان لے آیا ملکہ نے علاج کیا اب آپس مین باتین ہو رہی ہین تو ابھی جا کر صاف صاف بادشاہ سے کہ دے کہ اب ملکہ

بدراہ اور آوارہ ہوگئی ہین اگر حضور سزادین اُس جوان کو گرفتار کرکے لیجائین ہرکارہ یہ خبر
دریافت کرکے بھاگا یہان مہوت غصے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارہ آکے پہونچا اور مفصل خبر سامنے
مہوت کے بیان کی مہوت نے کہا کہ ای وزیر اعظم جو احکام نجومیون اور پنڈتون نے
لگائے تھے وہ سب سامنے آئے فوج تیار کرو اگر اُس شخص کو قتل کیا تو خداوند ہفت پیکر
بہت خوش ہونگے ان لوگون نے تمام طلسم مین کھلبلی ڈال دی ہی انکا گرفتار کرنا واجب و
لازم ہی وزیر نے باہر نکل کے قرنا کرائی ساٹھ ہزار فوج ساحران غدار تیار ہوئی
جب فوج تیار ہوچکی ناسوت جادو وزیر پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا کہ
ای ناسوت تم فوج لیکر جاؤ دونون کو گرفتار کرلاؤ ناسوت جادو فوج لیکر چلا یہان
بادشاہ اسلام اُٹھ کر بیٹھے ہین کنیزین بھی آئین مگر اپنا اپنا مُنھ پھلائے ہوے سامنے حاضر ہین
اور عرض کررہی ہین کہ حضور اب انکو رخصت کیجیے ملکہ کہتی ہین کہ تم لوگون کو کیا جلدی ہی
جب انکے مزاج مین آئیگا چلے جائین گے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ حضور بڑا غضب ہوا
ناسوت جادو وزیر فوج لیکر آیا ہی جلد تدبیر کیجیے یا انکو باہر بھیجدیجیے کہ وزیر انکو لیکر
پلٹ جائے بادشاہ تلوار لیکر اُٹھے فرمایا کہ ملکہ ہم جاتے ہین دیکھین وہ وزیر کون ہی کیا
ہمکو چور سمجھا ہی ہم اُس سے مقابلہ کرین گے ناسوت جادو کو مارین گے ملکہ نے بھی اسباب سحر
جسم پر آراستہ کیا کہا کہ مین ساتھ اس شہریار کے اپنی جان دونگی گرفتار ہوکے نہ جانے دونگی
یہ آگ بی مخلد ارنے لگائی خبر سمجھا جائیگا ہمکو یقین ہوا کہ جام عمر لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوا
ساٹھ ہزار کیسے اگر لاکھون ساحر ہونگے تو ہمارا کیا کرین گے بادشاہ جہجاہ مسلح و مکمل ہوکے
آگے بڑھے ملکہ سرو شمشاد قد جست کرکے پھاٹک پر آئین ناسوت جادو جو فوج لیے ہوے
آتا تھا اسنے دیکھا کہ ملکہ سرو شمشاد قد پھاٹک پر کھڑی ہین پکارکے آواز دی کہ مین بہ حکم
بادشاہ آیا ہون بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلیے ورنہ مین فوج کو حکم دیتا ہون ابھی تمام باغ کو
گھیر لیگی وہ جوان کہان گیا اُسکی بہت تلاش ہی معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اُسکا
گرفتار کرنا ہمکو واجب و لازم ہی کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب
شہریاری و کوکب شہنشہت افروز جہانداری تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوے

ایک ساحر سیہ فام نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون بادشاہ نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کے پار گذرا وہ ساحر لڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا اب تو بادشاہ اسلام نے تیرون کی بوچھار کی جس خطاکار پر تیر پڑا وہ راہی گوشۂ عدم ہوا کوئی سہم کر چھپا کوئی چلا کے بھاگا دس بیس ساحر جو اس طرح مر کے گرے ناسوت جادو گھبرایا جی مین کہتا ہی کہ یہ آفتاب جمال نہایت جری و بہادر ہی ساحرون سے بیخوف و خطر لڑ رہا ہی پہلو مین بھائی اسکا برہوت جادو کھڑا ہی اُس سے کہا کہ ای برادر اس جوان کو گرفتار کرلے برہوت جادو نے آگے بڑھ کر ایک گولہ مارا بادشاہ کا گھوڑا ایا تو رواروی مین جاتا تھا یا اُسی مقام پر رُک گیا اور بدلگامی کرنے لگا تیر و کمان بادشاہ کے ہاتھ سے گرا برہوت جادو تلوار کھینچ کر جھپٹا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو یہ معرکہ دیکھا جی مین کہتی ہی یہ ملعون قتل کرنے جاتا ہی افسوس ہی کہ بادشاہ علم سحر و ساحری سے بالکل ناواقف ہین کیا سمجھ کے ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین یہ سوچ کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا آواز دی کہ ای دلگیر برہوت کو لینا برہوت جادو کے قریب موتیون کا مالا آکر پھٹا ایک شعلہ برہوت پر چمک کر گرا گرتے ہی الگ ہوا برہوت جھوما اور پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن میری تو عجب کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی کہ خود بخود دل گھبراتا ہی اور جی چاہتا ہی کہ گرد حضور کے پھرون اور اپنے کو قربان کرون لیکن افسوس ہی کہ تمھین چاہنے والے کا بالکل خیال نہین آخر تا بہ دشت نجد جاؤنگا اُستاد سے پوچھونگا کہ آپ نے عشق مین کیونکر بسر کی کیونکر شام کس طرح سحر کی ہمارا دل نہین سنبھلتا ہی کلام کرنے مین دہن سے دھوان نکلتا ہی صاف تو یہ ہی نظم

پاشکستونے جب ملین گے آپ
سر راہ طلب ملین گے آپ

اُسنے پوچھا تھا کب ملین گے آپ
بولے جب جان بلب ملین گے آپ

جستجو تیری ہمسے پوچھتی ہی
آپ مین اپنے کب ملین گے آپ

دل یہ کہکر خبر کو اُسکی چلا
مجکو زندہ نہ اب ملین گے آپ

نالہ رکھیگا کب تک اُنکو جدا
ایکدن دونون لب ملین گے آپ

بھیڑ ہی حسرتون کی حضرت دل — ایسے مجمع مین کب ملین گے آپ
عرصۂ حشر عید گاہ ہوا — سب سے مل لینگے جب ملین گے آپ
وصل مین بھی جبین پہ ہو گی شکن — توڑنے کو غضب ملین گے آپ
بیخودون کو تلاش سے کیا کام — ہر جگہ بے طلب ملین گے آپ
پگڑی اُچھلیگی رندون مین اے شیخ — اُنسے جب بے ادب ملین گے آپ
چھوڑ دی رُخ پہ زلف سمجھے ہم — چھپ کے اک آدھ شب ملین گے آپ
چھیڑ مطرب ترانۂ شبِ وصل — سازِ عیش و طرب ملین گے آپ
دل کو اس راہ و رسم سے ہی خبر — شوق کیا جانے کب ملین گے آپ
یار جب مل گیا تو ہے جلال — جو نہ ملتے تھے سب ملین گے آپ

برہوت اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ سرو شمشاد قد کے آیا عرض کی کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد ہو فرمائیے وہ بجا لاؤن ملکہ سرو شمشاد قد نے پشت پر برہوت جادو کی ہاتھ رکھا کہا کہ ہم تیرا مطلب سمجھے تو ہمپر عاشق ہوا ہی جب تک ناسوت جادو زندہ ہی تب تک وصل نہ ہو گا وہ دراندازیان کرتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکا سر جلدی لا برہوت بہت خوب کہ کے پلٹا دل مین سوچتا ہوا چلا کہ بھائی صاحب کا سر لاؤن ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو روزگار جاتا رہے ادھر معشوقہ کا خیال ہی کہ آزردہ نہو جائے تو مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہی کہ یہ شاہ کی دختر ہی ہر طور سے سامان معاش ہو جائیگا دل پختہ کر کے اپنے ساتھ والون کی طرف پلٹا کہا یارو کیا کہتے ہو ملکہ سرو شمشاد قد کا حکم ہی کہ ناسوت جادو کا سر لاؤ اگر بے سر لیے ہم پلٹین گے تو کیسی خفا ہو گی لہذا سر ناسوت کا کاٹ لو کہ جھگڑا مٹے سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو حکم دیجیے بسر و چشم بجا لائین یہ کہکر سب برہوت جادو کے ساتھ ہوے برہوت ان سب کو ساتھ لیکر طرف فوج ناسوت کے پلٹا گولے مارتا ہوا چلا جتنے ساتھ والے ساتھ ہین گریبان چاک چہرون پر خاک جب ناسوت نے دیکھا کہ بھائی میرا دشمنی کر رہا ہی پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا ستم ہی کہ بھائی میرا دشمن ہو گیا ہزارون ساحرون کو قتل کر چکا اِسکی بدعت سے مجکو بچائیے

مبہوت جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ ناسوت جادو پکار رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر مجکو بچائیے مبہوت جادو نے گھبرا کر کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہی ناسوت پر کوئی ایسی آفت آئی کہ بیقرار ہوہوکے قدرت کو پکار رہا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا اور تخت پر سوار ہوا طرف بلغ ملکہ سرو شمشاد قد کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ برہوت نے کئی ہزار ساحر مارے مقابلۂ ناسوت جادو مین پہونچا ہی تلوار کے ہاتھ مار رہا ہی ایک ایک کو للکار رہا ہی کہ دیکھا زمین تھرائی نعرۂ مبہوت کی آواز آئی کہ باش او برہوت خبردار ناسوت کے قریب نہ جانا لیکن برہوت جادو عشق مین ملکہ سرو شمشاد قد کے بیتاب ہی جواب بھی نہ دیا مبہوت جادو نے دہن سے برق چمکائی کہ برہوت کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون کو آتشِ قہر و غضب سے جلا دیا بادشاہ جمجاہ نے رہائی پائی رہائی پاتے ہی مرکب کو پھر مہمیز کیا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو اپنے باپ کو دیکھا کانپ گئی سحر بھولی ہاتھ پانٔون مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کہتی ہی کہ اس ظالم کے ہاتھ سے اب کس طرح سے نجات ہوگی مبہوت جادو نے ناسوت جادو کو اشارہ کیا کہ اس جوان گستاخ کو فوراً گرفتار کرلے بادشاہ جمجاہ نے کئی افسرون کو تیر سے مارا اُنکے مرنے کی جو یکایک علامت برپا ہوئی اندھیرا ہو گیا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین بھلا کب خوف کرتے ہین اگر بہرام فلک ہو تو بھی اُس سے نہ دبین اور مقابلہ کرین قدم گویا ستون اسلام ہین جرأت و شوکت مین مشہور خاص و عام ہین اُس اندھیرے مین بادشاہ اسلام نے ناسوت کو تیر مارا کہ اُسکے گلے پر پڑا توڑ کے گدّی کو پار گذر الاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا بیر اسکے غل و شور مچانے لگے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ناسوت جادو بود ر دشنی جو ہوئی مبہوت نے لاشۂ ناسوت دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تخت سے کود کر للکارا کہ او جوان گستاخ تو نے رُکن سلطنت گرا دیا نعرہ کرتا ہوا طرف بادشاہ جمجاہ کے چلا صرف ہاتھ سے اشارہ کر دیا مرکب کے پانٔون زمین نے تھام لیے لاکھ ایڑی کو ڑے مارے لیکن کسی طرح مرکب نے قدم نہ اُٹھایا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسلام کا مرکب رہروی کرنے سے رُکا تیر و کمان بھی ہاتھ سے گرا بیتاب ہو گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چمک کر بلند ہوئی گرگ کر

باپ پر گری شانہ مبہوت کا زخمی ہوا زخمی کرکے بلند ہونا چاہا مبہوت نے سحر کیا سحر کرتے ہی سرو شمشاد قد گری رنگ رو متغیر ہوا مبہوت نے اشارہ کیا بادشاہ اسلام و سرو شمشاد قد کو گرفتار کرلو ملازمون نے بڑھ کر زبان مین سرو شمشاد قد کی سوزن دی اور بادشاہ کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پائون مین بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کرکے ایک ساحر کو بلایا اُس سے کہا کہ انکو لیکر قصر ہفت در پر جاؤ وہین خداوند ہفت پیکر ہین یہ کہکے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ بادشاہ اسلام اور دختر کو اپنی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون ان دونون کو دار پر کھینچ دیجیے سُنتا ہون کہ کئی سال کا زمانہ گذرا فرزندان صاحبقران داخل طلسم ہفت پیکر ہوے جابجا قید بھی ہوے رہا بھی ہوگئے ایک تو ان مین سے قتل ہو یہ عرضی لکھ کر مسمار جادو کو دی کہ لے کر روانہ ہو مسمار جادو ابھی قید لیکر روانہ ہوا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم اُڑی غبار آسمان کو پہونچا ایک لکۂ ابر آسمان پر کڑکتا ہوا علمہاے سبز و سُرخ کے پھرہرے ہوا سے اُڑتے ہوے نمایان ہوا ایک جوان بلند بالا مرکب سہ چشمی پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب سحر سے درست نہایت چالاک وچست اُسنے جو بادشاہ اسلام کو اراب پر دیکھا ابر سوسنی جو آسمان پر ہی اُس سے آواز آئی کہ اے اصنام بت پرست یہ جو فوج سامنے کھڑی ہی ان سب کو مار لو اصنام بت پرست نے طرف فوج کے دیکھا فوراً بارہ ہزار ساحر حربہ ہاے سحر لے کر آ پڑے بارہ ہزار حربے جو یکایک پڑے کئی ہزار جوان مارے گئے مسمار جادو کے سر پر اصنام بت پرست کا گولہ پڑا کہ مسمار جادو مسمار ہوا سر پھٹ گیا بادشاہ اسلام کی قید کٹ کر گری بادشاہ نے چاہا کہ اُٹھون مبہوت نے پھر اشارہ کر دیا بادشاہ اسلام اُٹھ کر گرے ابر سوسنی جو آسمان پر چھایا ہوا ہی وہ پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک نازنین قمر پیکر حور منظر ہاتھ ہلاتی ہوئی ابر سے ظاہر ہوئی جب ہاتھ ہلاتی ہی برقین گرتی ہین سو پچاس کے سر قلم ہوتے ہین مبہوت نے جو گلعذار رنگین پوش کو دیکھا تھرا گیا یقین تھا کہ گرے گلعذار رنگین پوش نے للکارا کہ او مبہوت بیحیا تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کیا سرو شمشاد قد نے جو گلعذار کو دیکھا مثل گُل کے شگفتہ ہوگئین گلعذار نے للکار کے گولہ مارا مبہوت نے چاہا کہ پیچھے ہٹون تڑ کر

نکل جاؤن جدھر مبہوت جاتا ہی اُسی طرف وہ سحر بھی جاتا ہی آخر ناچار ہو کے مبہوت
ایک مقام پر ٹھہرا چاہا کہ گولہ کاٹون گولہ آکے سینے پر پڑا توڑ کے پشت کو پار گذر گیا مبہوت
مر کے گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی آواز مہیب آنے لگی صدا بلند تھی کہ کشتی مرا
نام من مبہوت جادو بود بادشاہ اسلام اُٹھے اور ملکہ سرو شمشاد قد کی زبان سے
سوزن نکالی اب جو سرو شمشاد قد اُٹھی مٹھی خاک کی اُٹھا کر پھینکی کہ کئی ہزار ساحر نابینا
ہوے ہاتھون سے ٹٹولنے لگے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے گریبان چاک کیا مُنھ پر خاک ملی
آخر جو چند افسر باقی تھے اُنھون نے پُکار کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم جیسے ہم آپ کے باپ کے
ملازم تھے ویسے ہی آپ کے تابعدار ہین ہمین امان دیجیے جان بخشی کیجے جب بادشاہ اسلام نے
دیکھا کہ طالب امان ہین منع کیا کہ ای ملکہ سرو شمشاد قد ہاتھ روکو اب سحر نہ کرو انسے
اطاعت اسلام کا سوال کرو جو اطاعت اسلام کرے اُسکی جان بخشی ہو اور جو اطاعت
نہ کرے اُسکو سزاے معقول دو ملکہ سرو شمشاد قد نے افسرون کو قریب بُلایا سب نے
بدل اطاعتِ اسلام کی ملکہ گلعذار بھی آکر پہونچی بادشاہ نے ملکہ گلعذار کو سرو شمشاد قد
سے ملوایا فرمایا کہ ایک سے ایک کو رشک نہ ہو ہر چند کہ گلعذار کو خیال نہ ہوا تھا مگر
بادشاہ نے جو بہ محبت فرمایا کہ ای ملکۂ عالم اگر یہ زخمداری مین ہمکو نہ اُٹھا سے جاتی تو
شیر بھیڑیے ہمکو آکے کھا جاتے یہ ہماری جان بخش ہی گلعذار ہمشیرہ کہ کے لپٹ گئی گلعذار
نے کہا کہ ای شہریار مین طرف قصر احمر کے جاتی تھی خیر خدا نے فضل کیا کہ اس راہ سے
گذر ہوا آپ کو اس بلا مین مبتلا پایا اب لوح کی تدبیر واجب و لازم ہی جب تک لوح نہ ملیگی
مرحلے شکست نہ ہونگے چنار آتشخوار کا قتل لوح پر موقوف ہی غرضکہ بارگاہ استادہ ہوا اور
بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین دست راست پر ملکہ گلعذار دست چپ پر ملکہ سرو شمشاد قد بیٹھی ہین
اصنام بت پرست کا نام آفاق یزدان پرست رکھا یہ دنگل شوکت پر بیٹھا ہی مثل شیر
جھوم رہا ہی گائنین سامنے حاضر ہین صداے مبارکباد و سلامت بادلبند ہی کہ صحراے گرد عظیم
بلند ہوئی دیکھا کہ ثریاے تاجدار پشت مرکب پر سوار ایک طرف سلطان تاجدار
ایک طرف فولاد قزاق پشت پر فوج ظفر موج ثریاے تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ ہمارے آقا

لشکر فرد کش ہی گھوڑے سے اُترا سلطان و فولاد کو ساتھ لیے ہوے سامنے باشاہ کے آیا قدمون کو بوسہ دیا سب کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام کو بڑی خوشی حاصل ہوئی پہلوے تخت مین دنگل دیا دنگل پر آکر ثریا ے تاجدار بیٹھا سلطان و فولاد کو پیش کیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ کو ثریا کے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اُسوقت جام ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین عجب کیفیت ہی دماغ بادشاہ کا تر ہی نظم

ہم جان سے ناخوش ہون وہ اسپر نہ جدا ہو　　کیا بات ہی معشوق مین اتنی تو وفا ہو
منصف ہو تو ہم چاہین تمھین تم ہمین چاہو　　بت ہو نہ برہمن کے نہ زاہد کے خدا ہو
بیفائدہ ہی سعی مری راہِ طلب مین　　اُٹھے جو قدم بھی تو یہان دست دعا ہو
اتنا تو کوئی اُس بُتِ بیگانہ سے پوچھے　　اپنون سے بھی ملتے نہین تم کیسے خدا ہو
یون مجھسے ملے آنکھ کہ آگاہ نہ ہو دل　　دشمن یہ لگاوٹ نہ کہین دیکھ رہا ہو
اک نالہ ہمارا کہ کبھی فتنہ نہ جاگے　　اک قہقہہ اُنکا کہ ابھی حشر بپا ہو
کہتے ہین وہ کیا ایک تم ہی مرتے ہو ہمپر　　موت اُسکو اُٹھالے جو کوئی میرے سوا ہو
گہ حسرت و حرمان ہون کبھی شوق و تمنا　　مین کیا کہون پوچھے جو کوئی مجھسے کہ کیا ہو
سامان مرے قتل کے کچھ اُسنے کیے ہین　　جی چاہے تو آج اُنمین شریک آکے قضا ہو
محفوظ رہین غیر ترے شر سے تو بہتر　　کہتا ہی یہان رشک بُرونکا بھی بھلا ہو
جاتا ہی اگر زلف مین سُن او دلِ بیتاب　　کچھ عذر نہ کرنا جو کوئی تجھ سے خطا ہو
گو ہاتھ وہ منھدی سے مرے سوگ مین کھینچین　　شوخی تو یہ کہتی ہی کہ ہان خون حنا ہو
تقدیر کی خوبی کہ پھرے راہ سے محروم　　پیغام رسان بھی مرے ناکام دعا ہو
مجھپر ستم و جور کرو چھپ کے خدارا　　دیکھو نہ یہ انداز فلک دیکھ رہا ہو
کیا گھر سے نکلتے ہی ملا دا دے مقصود　　ہر گام یہ کہتا ہی کوئی برہنہ پا ہو
رہتے ہو جلال آٹھ پہر آپ سے باہر　　اللہ کہان پہونچے ہو تم کتنے رسا ہو

قضاے کار جنار آتشخوار بادشاہ طلسم چنار تخت پر بیٹھا ہی مگر فکرمند ہی نجومیون سے

جو پوچھا نجومیون نے کہا کہ طلسم کشا زندہ ہی آپ کو گمان ہی کہ گھوڑا مُردے کو لے گیا وہ
زخمی ہو کر نکل گیا اسنے ہرکارے واسطے خبر کے جابجا روانہ کیے کہا خبر لاؤ ہرکارون نے
جو لشکر بادشاہ کو اس شوکت وشان سے دیکھا خبرین لیکر بھاگے سامنے چنار کے آکر
پہونچے بیان کیا کہ فلان صحرا مین بادشاہ اسلام مع لشکر فروکش ہین ہرکارون کو یہ
دریافت نہین ہوا کہ ملکہ گلعذار وسرو شمشاد قد بھی ہمراہ ہین چنار کو ثابت ہوا
کہ لشکر غیر ساحران بادشاہ اسلام لیے اُترے ہین پُکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی
ایسا پہلوان ہی کہ جاکر بادشاہ کو گرفتار کر لائے سہمان ببر کش چارسو پہلوانون کا
افسر ہی ستر ہزار فوج لیکر چلا یہان بادشاہ فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمان مع
فوج آکر مقابلے مین اُترا بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی جب سہمان نے طبل جنگی بجوایا تو یہان
بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین
آئے بادشاہ نے منع کر دیا کہ کوئی ساحر ساتھ نہ آئے ملکہ گلعذار وسرو شمشاد قد نے
عرض کی کہ ہم دور سے تماشا دیکھین گے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا دور سے تماشا دیکھو دشمن کو
ثابت نہ ہو کہ جادوگر ہمراہ ہین دور ایک پہاڑ پر ملکہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار آکر
ٹھہرین جب صفین جم چکین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا سہمان ببر کش نے
گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پُکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے ثریاے تاجدار مرکب باد رفتار بڑھا کر سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا اور
دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ
ای بہادر تم تماشا دیکھو اس کافر مردود سے ہم مقابلہ کرینگے جنگ کو طول نہونے پائے سہمان
آوازین دے رہا ہی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے
جو ثریا کو روکا ثریا نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی عرض کی کہ غلام نثار ہو جائیگا ای
شہریار کسقدر مقام غیرت ہی کہ مین نے مرکب نکالا سب نے دیکھا کہ غلام آپ کا نکلنے کو ہی
سب بدنام کرین گے ناچار ہو کر بادشاہ نے اجازت دی ثریاے تاجدار گھوڑا بڑھا کر
برای مقابلۂ سہمان ببر کش چلا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی قصد ہی کہ قریب اس

مغرور کے پہونچوں تو ایسی اوجھڑ لگاؤں کہ گینڈے سے گر پڑے سہمان نے جو ثریا کو آتے
دیکھا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ المدد یا خداوند ہفت پیکر یہ جو سہمان نے آواز دی
صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک آہو جنگل سے دوڑتا ہوا آیا قریب مرکب ثریا پہونچکر
چاہا کہ مرکب پر سینگ مارون ثریا نے نیزے کا ہاتھ اُٹھایا کہ نیزے مین اسکو چھید لون
جیسے ہی نیزہ اُٹھایا وہ آہو سامنے سے بھاگا ثریا نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا جنگل
مین جا کر وہ آہو بھی نابود ہوا ثریا ے تاجدار بھی غائب ہو گیا بادشاہ کو بہت ہی
ناگوار ہوا چاہا کہ مرکب نکالون فولاد قزاق گینڈا بڑھا کر سامنے بادشاہ کے
آیا عرض کی کہ اس وقت آپ کے رفیق نے عجب حرکت کی کہ حریف زبردست سے
مقابلہ نہ کیا آہو کے تعاقب مین جا کر غائب ہوے اب وہ اُسکو مار کر پلٹین گے غلام کو
حکم ہو کہ اپنے افسر کا معاوضہ کرون اس مغرور کو باندھ کر لاؤن بادشاہ نے ناچار ہو کر
اجازت دی فولاد قزاق چلا گینڈے پر کجگ مارتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی جھٹ پٹ جا کر
اُس سے ہمنبرد ہون کہ سہمان نے پھر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے کہ پھر
صحرا سے گرد اُڑی وہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا مگر سینگون سے خون ٹپکتا ہوا
فولاد آہو کو دیکھ کر بیقرار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا قریب آکے پہونچا چاہا نیزہ مارون
سنان نیزہ پر اُٹھا لون کہ آہو چوکڑی بھر کے بھاگا فولاد بھی اُسکے پیچھے چلا بادشاہ
نے کلمۂ لاحول پڑھا فرمایا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی ثریا کو بھی آہو لگا کرلے گیا فولاد بھی
اُسی کے تعاقب مین گیا ای فیروزہ بڑھ کر خبر تو لو صحرا مین کیا معرکہ ہی یہ جوان جا کر
غائب ہوتے ہین فیروزہ بن عمرو طرف جنگل کے چلا صحرا مین آکر دیکھا کہ ثریا و فولاد
کا پتہ نہین معلوم ہوتا لیکن وہ آہو چرا کر رہا ہی فیروزہ کو جو آہو نے آتے دیکھا ایک
جانب بھاگا فیروزہ تعاقب مین آہو کے چلا تھوڑی دور جا کر ایک چاردیواری تھی
آہو جست کر کے اُس چاردیواری مین گیا فیروزہ گرد چاردیواری کے چرخ مارنے لگا
ایک پہلو پر آکر دیکھا کہ بجاے دروازے کے ایک دریچہ کھلا ہوا ہی فیروزہ کنارے
آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک گویے کے لڑکے کی شکل بنکر تیار ہوا گوری صورت

کُرتہ آبِ رواں کا پہنے ہوے ایک کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی دریچے کے سامنے ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بیٹھ گیا یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

بھلا کیا خاک زیرِ خاک پایا — گریبانِ کفن تک چاک پایا
ملا کیا اور رونے سے مگر اشک — حبابِ دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا تری صید افگنی نے — کہ مر کر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا — کہ سر پہ سایۂ افلاک پایا
دمِ خلقت جو ہستی پر نظر کی — بشر کو ایک مشتِ خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر — نہایت آپ کو چالاک پایا
کہان خونریز عالم اور ایسا — غنیمت تجکو او سفاک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم ای جنون مین — جو یون ہر تار دامن چاک پایا
دلِ ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے — کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
ٹھہرای حسرت دل اور تجکو — انیسِ خاطرِ غمناک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو — غلام سرورِ لولاک پایا

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ کھڑکی کھلی ایک کنیز نے جھانکا اور ہنستی ہوئی پلٹ گئی فیروزہ نے اور ٹھمری شروع کی خوب تانین مارین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین چاردہ سالہ پائچے سنبھالے ہوے پشت پر وہی کنیز جو جھانک کر بھاگی تھی رومال ہلاتی آتی ہی اُس نازنین نے فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ اُٹھکر قریب آیا اُس کنیز نے ہاتھ تھام لیا کہا ارے لڑکے ادھر آکر گا کیون زمین پر بیٹھا ہی ہماری حضور بلاتی ہین ایسا تیری آواز مین لطف تھا کہ خود چلی آئین فیروزہ نے ڈر کر کہا کہ امان نے صبح کو گھر سے نکالدیا کہ جاؤ بیٹا کما لاؤ مین تلاش معاش مین نکلا ہون یہ کہتا ہوا باغ مین آیا باغ کو سرسبز و شاداب دیکھا مگر ہزارہا طائر غل کر رہے ہین درختون پر بکمال زینت بیٹھے ہین وسط باغ مین چبوترہ تھا وہان آکر وہ نازنین بیٹھی فیروزہ سامنے حاضر ہوا اُس نازنین نے کہا کہ کیون میان لڑکے تمھارا مکان کہان ہی لڑکے نے کہا کہ سامنے گانون ہی جہان پر

ببول کے پیڑ لگے ہین اور بھینسین بندھی ہین نازنین نے کہا کہ محلے کا نام بتاؤ کہا حضور نانی
اُس شخص کی بی ننھا لو ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین اُنکی وجہ سے اُس محلے
مین ہلڑ رہتا ہی جب آپ وہان آئیے گا معلوم ہو جائیگا دو چار غش مین پڑے ہونگے
دو چار سنکھیا لیئے بیٹھے ہونگے کچھ فقیر بنے ہونگے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بی ننھا لو کا یہی مکان
ہی دن بھر دروازے پر کھڑی رہتی ہین آئندہ روند کی خاطر و مدارات مین مصروف
رہتی ہین کبھی نانی امان نے کسی سے انکار نہین کیا لڑکے دروازے پر کھیلا کرتے ہین
آٹھ پہر دل لگیان کیا کرتے ہین اُنکو راضی کرتی ہین اس طرح جو بھولی بھولی باتین
لڑکے نے کین نسیم سحر خیز ہنسنے لگی کہا کہ ای لنترانی تمنے اس نگوڑے کی باتین سُنین لیکن اسکو
بٹھاؤ مین انتظام جنگ مین مصروف ہون لڑکے نے کہا کہ حضور کس سے لڑائی ہی نسیم نے
کہا کہ ارے بیوقوف کیا تجھے بتائین مین چاہتی ہون کسی کو سہمان کے مقابلے مین نہ جانے دون ان
دو افسر لشکر اسلام کے آکر قید ہو چکے اب وہ خود مقابلے مین نکلا چاہتے ہین یہ تو فیروزہ
سمجھ گیا کہ میری باتین اسکو پسند آئین دامن پکڑ کر کہا کہ حضور بیٹھ جائین تو مین دو چار شعر
سُناؤن نسیم نے کہا کہ صاحبزادے مجھے امورات ضروری سے فرصت نہین مگر تمھاری
آواز سُنکر ایسا دل بیقرار ہوا کہ تمکو بُلا لائی یہان رہو شام کو بہ اطمینان جلسہ کرین گے
اُسمین گانا فیروزہ نے کہا کہ ایک چیز تو سُن لیجیے اور جام شراب پیجیے کہ طبیعت کو سرور ہو
رنج و ملال دل سے دور ہو تو گانا پسند آئیگا بیان تو صحبت مین رکھی تھین فیروزہ نے جام
بھر النسیم کے قریب لایا کہا کہ اسے نوش فرمائیے نسیم نے ہنس کر جام لیا طرف نخل کے دیکھا نخل سے
ایک طائر اُڑا اُسنے آواز دی کہ ای نسیم ہوشیار رہنا خبردار شراب نہ پینا نسیم نے نگاہ
تند جام پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا نسیم نے جھلا کر آواز دی
کہ ارے تو کون فیروزہ نے چاہا کہ جست کر کے نکلون نسیم نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ
فیروزہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی بن گیا نسیم نے کہا
کہ مین جانتی تھی عیار ضرور آئیگا جب تو آکے گایا اور تیری آواز آئی طائر اُسی وقت سے
آگاہ کرتے تھے مگر مین نے غفلت کی یہ باغ دلستان سحر سے معمور ہی کسکی مجال ہی کہ جو یہان

آسکے اب بادشاہ کو بھی بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای غزال رعنا جلد جاؤ بادشاہ
کو لگا کر لاؤ فیروزہ نے دیکھا کہ وہی آہو گوشۂ باغ سے پیدا ہوا چوکڑیان بھرتا ہوا چلا یہان
سہمان نے نعرہ کیا کہ ای بادشاہ اسلام تمھارے رفیق سفلہ مزاج تعاقب آہو مین گئے
اب آپ میرے مقابلے مین آئیے بادشاہ نے مرکب بڑھایا چاہا کہ مقابلے مین سہمان کے پہونچون کہ
وہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا بادشاہ نے بھی آہو پر گھوڑا ڈالا جنگل مین جاکر غائب ہوے
اہل لشکر روتے پیٹتے ہوے پلٹے سہمان یہ کہکر پلٹ گیا کہ کل سبکا خاتمہ کردونگا بالاے کوہ سے
یہ سب معاملہ گلعذار و سرو و شمشاد قد نے دیکھا گلعذار نے سرو و شمشاد قد سے کہا کہ تو اتمنے
دیکھا کہ یہ کیا تھا نیا شعبدہ پھیلا گلعذار نے کہا کہ یہ سحر نسیم سحر خیز کا تھا مین جاکر باغ مین
اُسکے دیکھون سرو نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی یہ دونون پر پرواز پیدا کرکے چلین یہان
نسیم سحر خیز غزال کو روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ آہو بھاگا ہوا آیا عقب مین آہو کے بادشاہ بھی
پہونچے باغ مین آتے ہی بوے گل و غنچے سے بیہوش ہوے گھوڑے سے گرے نسیم نے اشارہ کیا
کنیز نے جاکر مسلسل و مطوق کیا کہا کہ قید خانے مین لیجاؤ کنیز قید خانے مین بادشاہ کو لے گئی
بادشاہ نے قید خانے مین جاکر دیکھا کہ ثریاے تاجدار و فولاد قزاق و فیروزہ مسلسل
بیٹھے ہین فیروزہ بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای شہریار آپ یہان کیونکر پہونچے بادشاہ نے
حال بیان کیا کہ تھوڑی دیر مین دو زنگی آئے چارون قیدیون کو کشان کشان سامنے
نسیم کے لائے نسیم نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو جلادون نے اُسی وقت دارین
استادکین جلاد خنجر کھینچ کر سر پر چارون کے آئے گردنون پر کوئلے کے خط دیے اور شلنگین لگانے لگے
پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا
کام نہین نسیم نے پکار کر آواز دی کہ یہ دشمنان خداوند ہین انکا قتل کرنا واجب و لازم ہی
فیروزہ نے جو دیکھا کہ جلاد آمادۂ قتل ہین آنکھون سے آنسو جاری ہوے طرف آسمان کے
دیکھا بیقرار ہوکر پکارنے لگا کہ ای خالق زمین و آسمان وای رب دو جہان ہم سب کو اس
عذاب الیم سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کرسکتے ہین نظم

قطرہ قطرہ مثل دریا مظہر اظہار تست
ذرہ ذرہ صورت خور مطلع انوار تست

باز ہر دم ہر لب تقریر بر اقرار تست / ہر زبان ذاکر بہ اہلِ ذکر از اذکار تست
برق رخشان روشن از رخسار پر انوار تست / ابر نیسان فیض یاب از دست گوہر بار تست
در جہان مستغنی از چارہ گری آزار تست / فارغ از درد و الم ہر عاشق بیمار تست
ہر کس از فرمان روایان و سران سرزمین / سر نہادہ از اطاعت بر در دربار تست
ہر مسلمان سرنگون دارد بہ محرابِ سجود / گردنِ ہر برہمن در رشتۂ زنار تست

بلبلک بلبک کر سب ہاتھ اُٹھا کر دعائین مانگ رہے ہین بادشاہ کو بھی یقین کامل ہی کہ اب بچنا دشوار ہی نسیم نے اشارہ کیا کہ پہلے بادشاہ کے ہاتھ مار جلادنے جیسے ہی ہاتھ مارا برق چمک کر گری ہاتھ جلاد کا اُڑ گیا جلاد چلاّتا ہوا بھاگا دوسری برق گری کئی جلادون کے سر اُڑ گئے نسیم نے جو دیکھا کہ ہوا بگڑی طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک لکۂ ابر سے برقین گر رہی ہین نسیم نے لکۂ ابر پر گولہ مارا لکۂ ابر پھٹا دیکھا کہ دو نازنینان مہ جبین طاؤسان زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہین نسیم نے پُکار کر آواز دی کہ اری گلعذار کیون طلسم چنار کو برباد کراتی ہی کیسے کیسے ساحر اس طلسم مین رہتے ہین گلعذار نے وہین سے گولہ پھینکا نسیم نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ گلعذار زمین پر آئی موتیون کا مالا گلے سے اُتار طرف نسیم کے پھینکا موتی جو ٹوٹے ایک موتی اُسمین سے سر پر نسیم کے گرا نسیم جھوم گئی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا پُکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون ہر وقت آپکو دعائین دیتی رہتی ہون ابتو یہ کیفیت ہی نظم

گیا آج جلد تیر نظر کام کر گیا / اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا
جوشِ سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان / دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اُتر گیا
اللہ ری سیاہی شامِ شبِ فراق / مجھ سا امیدوار اجل صاف ڈر گیا
روزِ جزا بھی پاسِ وفا آگیا مجھے / منکر ہوئے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
چلا رہا ہون یاد دلِ گم شدہ مین مین / ای میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا / تا جیب طول چاک قبائے سحر گیا
اب دست احتیاج اُٹھانے سے فائدہ / برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا	افراط نازکی سے گمانِ کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم	طی جو کہ راہِ منزل ادراک کر گیا

جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن گلعذار نے کہا کہ ای نسیم بادشاہ کو رہا کرو فیروزہ نے کیا خطا کی ہی اسکی ہتھکڑیان کاٹ دو ثریا د فولاد کو بھی رہا کرو بہت خوب کہ کے نسیم ملٹی اول بادشاہ کی قید دور کی پھر فیروزہ کو قید سے رہا کیا فولاد د ثریا بھی رہا ہوسے جب یہ سب رہا ہو چکے گلعذار و سرو شمشاد قد نے باغ مین اپنا انتظام کیا طائران قدیم کو جلایا نئے طائر بنا کر بٹھا دیے نہرین کہ جو پانی سے مملو تھین اُنکی آب و تاب مٹائی نسیم ساتھ ساتھ ہی کہتی ہی کہ ای ملکۂ عالم جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے آپ کی بہتری سے میری بھی بہتری ہی اگر آپ کو رنج پہونچا مجھے بھی ملال ہوگا یہ کہکر دونون شاہزادیون کو لیے ہوے مع بادشاہ جمجاہ بارہ دری مین آئی سامان دعوت مہیا کیا جشن عیش و نشاط آراستہ کیا عین گرمی صحبت مین گلعذار کے مُنھ سے نکلا کہ مجھسے بڑی حماقت سرزد ہوئی کہ لوح کو پاس نہ رکھا لوح قصر احمر مین ہی سیماے جادو ساٹھ ہزار ساحرون سے وہان کا نگہبان ہی قصر مین کسی کے جانے کا حکم نہین ساحر اُسکے ساتھ کے طرف آسمان کے دیکھا کرتے ہین جہان علامت سحر کی دیکھی سحر کرنے پر آمادہ ہوتے ہین حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون نسیم نے کہا کہ واری اگر مجکو حکم ہو تو مین جاکر لوح نکال لاؤن یقین ہی کہ اگر سیما دیکھ بھی لے تو تامل کرے کہ مدت سے مجھپر جان دیتا ہی جب اُسنے پیغام دیا مین نے انکار کیا اسپر اُسکو خیال ہی اگر حکم ہو تو مین اُسکی صحبت مین جاؤن باتون مین اُسکو بہلاؤن آپ اتنے عرصے مین لوح نکال لائیے مگر ہونا طلسم کشا کا ضرور ہی اور کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا سات گلدستے ایک تختۂ سنگ پر رکھے ہین طلسم کشا بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالے لوح ظاہر ہوگی فورًا اُٹھالے اس بات کو ملکہ گلعذار نے پسند کیا نسیم نے جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ زن ہوئی نگاتی دوپٹے کی باندھ کر چلی مثل ہوا کے جاتی ہی سیماے جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی ملازمون نے خبر دی کہ ملکہ نسیم آتی ہین جھونکے ہواے سرد کے چل رہے ہین سیماے جادو بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال کو اُڑاے ہوے نسیم آتی ہی سیما نے پکار کے

آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان خوش نصیبی میری کہ تمھارا اس طرف گذر ہوا برائے چند ساعت یہان تشریف لاؤ اپنے عاشق صادق کو سرفراز کرو نسیم نے طاؤس ٹھہرایا سیما سحر کرکے بلند ہوا آکے دامن نسیم کا پکڑ لیا نسیم ساتھ ساتھ سیما کے زمین پر آئی ٹہلتی ہوئی ساتھ سیما کے طرف بارگاہ کے چلی سیما نے اشارہ کیا سرداران فوج گرد آگئے نسیم کو استقبال کرکے سیما اندر لایا لاکر مسند پر بٹھایا خدمت کرنے لگا گائنون کو اشارہ ہوا گائنین آکر بیٹھین غزلین گانے لگین بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گلعذار نے بعد جانے نسیم کے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا سرو شمشاد قد الگ سے چلی گلعذار بادشاہ کو لیے ہوے سر قصر احمر پر آکر چمکی بادشاہ کو قصر مین اُتارا ساحرون نے بڑھ کر سیما کو خبر دی کہ ایک شعلہ آسمان سے قصر مین اُترا ہی سیما نے کہا کچھ نہ ہوگا مین اس وقت معشوق کی خدمت مین مصروف ہون بعد مدت یہ دن نصیب ہوا کہ معشوق نے سرفراز فرمایا اب قصر احمر پر کوئی نہین آئیگا نسیم بھی باتین بنا رہی ہی سیما کو دام مکر مین پھنسا رہی ہی کبھی کہتی ہی ای سیما تمھاری محبت کو کبھی فراموش نہ کرونگی اب رسم آمد و رفت رہا کریگا اور ای سیما نہ گھبرانا آجکل بادشاہ طلسم ملول ہی بی گلعذار باغی ہوگئین عہدۂ لوح اُسنے لے لیا گیا دیکھیے کیا کیفیت ہو سیما کہتا ہی کہ اب لوح پر میرا قبضہ ہی کسکی مجال ہی کہ قصر احمر کی جانب نگاہ اُٹھاکے دیکھے مین نے خوب انتظام کیا ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ملکہ گلعذار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے قصر احمر مین اُترین بادشاہ کو تخت سے اُتارا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک تختۂ سنگ پر سات گلدستے سرسبز و شاداب رکھے ہین بادشاہ نے جو اُنپر نگاہ ڈالی غنچے چٹکنے لگے پھولون کو گردش ہوئی شاخین ہاتھ بڑھانے لگین بادشاہ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک گلدستے مین لوح طلسم چنار مثل قرص قمر چمک رہی ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ گلدستہ بلند ہوا بادشاہ نے لوح کو اُٹھا لیا گلدستے مین آگ لگ گئی جل کے خاک ہوا بادشاہ نے لوح کو دیکھا پیشانی پر لکھا تھا این لوح طلسم چنار است بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ گلعذار اب مین قصر سے نکلتا ہون فوج سیما سے لڑائی پڑیگی یہ فرماکر پھاٹک کھولا باہر نکلے ساحرون نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مسلح و مکمل قصر احمر سے باہر آتا ہی غلغلہ کرنے لگے

یارو اس جوان کو مار لو اندر قصر کے یہ کیونکر پہونچا ساحر سحر کرتے ہوے بڑھے جسنے سحر کیا بادشاہ نے لوح کو چمکایا سحر اُسکا باطل ہوا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو بارگذرا کئی سو ساحر مر کر گرے غلغلہ جو ہوا سیماے جادو خوش بیٹھا تھا معشوق سے باتین کر رہا تھا گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک ساحر نے بڑھ کر عرض کی حضور قصر احمر کے اندر سے بادشاہ جو نکلے لوح لیے ہوے سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا ساحرون سے لڑ رہے ہین کئی سو ساحر مر کے گر چکے سیمانے گھبرا کر کہا کہ یارو اندر قصر احمر کے کسنے پہونچایا نسیم نے کہا کہ تمھارا وقت انتقال قریب آیا ارے بیوقوف چل کر مارلے ایک آدمی کا مارنا کتنی بڑی بات ہی تو ٹھہر جا مین جا کر قتل کرون مجھے تیری زندگی سے مطلب ہی سیما خوش گیا نسیم کو یہ بیقراری تھی کہ بادشاہ اکیلے ہین ایسا نہو دشمنون پر کوئی چشم زخم پہونچے دونون شاہزادیان عاشق جمال شہریار ہین نسیم یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی سیماے جادو تو خوش ہی کہ میرا اسقدر پاس ہی کہ آپ لڑنے جاتی ہی اُس شخص سے کہ جو صاحب لوح ہی نسیم نے نکل کر دیکھا کہ ساٹھ ہزار ساحرون مین بادشاہ گھرے ہوے ہین مگر تلوار ہاتھ مین ہی شیرانہ جنگ کر رہے ہین بعض ساحر دور سے تیر مارتے ہین نیزے مار کر بھاگتے ہین بادشاہ کے جسم سے خون کے قطرے بہ رہے ہین نسیم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہ ایسے آفتاب جمال پر یہ آفت فورًا بڑھ کر سحر کیا موتیون کا مالا کھینچ مارا کئی سو موتی ٹوٹے جسپر وہ ٹوٹا ہوا موتی گرا جل کر خاک ہو گیا کئی ہزار ساحر مر کے گرے مرنے کا ساحرون کے جو ہنگامہ ہوا سیماے جادو بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا نسیم سامنے کھڑی ہی دمبدم سحر کرتی ہی کہ ہزارہا ساحر مارے گئے سیمانے پکار کر کہا کہ اے ملکۂ عالم یہ کیا کرتی ہو فوج پامال ہوئی جاتی ہی نسیم نے جواب دیا کہ مین تو سحر بادشاہ پر کر رہی ہون وہ لوح چمکاتے ہین اُسی کا یہ باعث ہی کہ ساحرون پہ سحر گرتا ہی تم خود سحر کرو حال کھل جائیگا کہ ملکہ گلعذار بھی اُسی قصر سے نکلین اپنے کو سنبھالتی ہوئی نکلتے ہی سحر کیا کہ ساحرون پر اندھیرا چھایا برق آسمان سے گرنے لگی جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی ہزار ساحر مر کر گرے نسیم نے کہا کہ اے سیما لو غضب ہوا خود گلعذار بھی ساتھ ہی اُسی نے لوح دلوائی مین جا کر اسے مارتی ہون یہ کہکر بڑھی خبردار خبردار کرتی ہوئی قریب گلعذار کے پہونچی آواز دی کہ بوا

بڑھی

مین بھی آئی وہ دیکھیا اب تک مبہوت ہو رہا ہی مجکو اپنا دوست سمجھا ہی بادشاہ کو بچاؤ ایک طرف سے نسیم نے سحر کیا ایک طرف سے گلعذار نے مٹھی بھر ماش کے دانے پھینکے کئی ہزار ساحر سر ٹکرا کر مرے سیما نے پکار کر آواز دی کہ اے نسیم تو نے تو آندھی کو حکم دیا ساحر سر ٹکرا ٹکرا کر مر رہے ہین اب تو ملکہ نسیم نے للکارا کہ او دیکھیا تیرا وقت مرگ قریب آگیا مقام شکر ہی کہ طلسم کشا نے لوح پائی اب چنار کی جان کی خیر مناؤ اہل طلسم کو بچاؤ یہ سنکر سیما گھبرایا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی سرو شمشاد قد بھی آکر پہونچی دور سے اسنے دیکھا بادشاہ جمجاہ ساحرون مین گھرے کھڑے ہین اور لڑ رہے ہین نسیم و گلعذار نے زمین ہلا دی ہی سرو شمشاد قد بھی آکر شریک جنگ ہوئی سحر کرنے لگی سیماے جادو جھلا کر نسیم پر جا پڑا کئی گولے مارے نسیم نے وہ گولے کاٹے جو گولہ کٹا اسمین سے دھوان نکلا کئی سو ساحر نابینا ہوے سیما لڑتا ہوا قریب نسیم کے پہونچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نسیم نے تلوار کو سپر سحر پر روکا روک کر ہاتھ تلوار کا مارا سیما نے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی اسمین سے دھوان نکلا نسیم چرخ کھا کر گری سیما نے چاہا کہ سر کاٹ لون گلعذار نے سحر کیا دو زنگی سیہ رو و تیرہ درون موٹے موٹے ہونٹھ زمین سے پیدا ہوے گرد نسیم کے پھرنے لگے جب سیما نے ہاتھ مارا سر بڑھا دیا اپنے سر پر تلوار لیتے ہین سیما نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگیون کے سر زخمی ہوے لیکن نسیم کے پاس نہین جانے دیتے بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نسیم بیہوش پڑی ہی سیماے جادو قتل کی فکر مین ہی وہین سے للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی اس بیہوش کو نہ قتل کرنا یہ کہکے لڑتے بھڑتے قریب سیما کے پہونچے سیما نے جو بادشاہ کو قریب دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے لوح کو چمکا کر وار اسکا خالی دیا لوح جو چمکی سیما حیران ہو کر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے ہاتھ تیغۂ قمقام کا مارا تیغۂ برق تاب دست زبردست بادشاہ جمجاہ تلوار چمک کر گری یا آسمان پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا سیما کے دو ٹکڑے ہوے سیما کے مرتے ہی آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا برفباری و سنگباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیماے جادو بود قصر احمر گرا جل کر خاک ہوا ساحرونین چادر ہلنے لگی بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے نسیم کو بھیجکر کل لشکر اپنا اسی مقام پر بلوایا سارا لشکر آکر

قصر احمر پہ اُترا اسرحد قصر احمر پہ ساحر و غیر ساحر ٹہل رہے ہین مگر سہمان ببر سوار نے
صبح کو خبر سُنی کہ لشکر بادشاہ کا یہان سے کوچ کر گیا ہرکارون نے یہ خبر بھی بیان کی کہ
بادشاہ قصر احمر پہ پہونچے لوح طلسمی بھی حاصل ہوئی نسیم سحر خیز ساحرہ شریک بادشاہ
ہی یہ خبرین سُنکر لشکر اسنے تیار کیا دس کوس ہٹ کر ایک مقام پہ اُترا اکیلا بارگاہ مین
بیٹھا سوچ رہا ہی ہین بادشاہ طلسم کو کیا جواب دون نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا وہ
مطیع اسلام ہوئی کہ عیار اسکا گُھنگ صبا رفتار سامنے سہمان کے آیا مالک کو
دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھا ہی گُھنگ نے عرض کی کہ مین حضور کو بہت پریشان
پاتا ہون سہمان نے کہا کہ اے رفیق شفیق تجھپر سب حال ظاہر ہی مین نسیم سحر خیز کے بھروسے پر
آیا تھا اُسپر نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ بادشاہ کی شریک ہوگئی اُسی کی وجہ
سے لوح طلسم حاصل ہوئی اب مین جا کر بادشاہ طلسم کو نامہ لکھون بادشاہ کو کیا مُنھ
دکھاؤنگا عیار نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہین سہمان نے کہا کہ اگر بادشاہ گرفتار ہوجائین
تو میری بات بن جائے عیار نے کہا کہ مین جا کر گرفتار کیے لاتا ہون آپ لیکر خدمت
شاہ مین چلیے آپ کی بات بنے سہمان کو مطمئن کر کے طرف بادشاہ اسلام کے چلا ایک
ضعیفہ کی شکل بنکر داخل لشکر ہوا پھرتا پھراتا قریب بارگاہ بادشاہ پہونچا یہان صدہا کنیزین
پھر رہی ہین جب شام ہوئی گلعذار نے نکل کر طلائے کا سامان کیا جابجا سردار مقرر کیے
جادوگرنیون سے کہا کہ صاحبو بادشاہ کی حفاظت کرو نہین ہی چینار آتشخوار کو خبر ہوئی ہی
بڑے بڑے ساحر اُسکی خدمت مین ہین شاید کسی کو روانہ کردے کچھ جادوگرنیان عقاب
و باز بنکے گرد بارگاہ کے پھرنے لگین فولاد قزاق کہ فنون قزاقی مین طاق شہرۂ آفاق
ہی طلائے کی گشت پر آیا بازارون کا انتظام کرنے لگا عیار نے یہ سب معرکہ دیکھا پشت
بارگاہ پر آیا ایک غار مین بیٹھ کر نقب دینے لگا مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا نقب
سے نکل کر دیکھا کہ بادشاہ پڑے سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہی لوح طلسمی گلے مین ہے
جھپٹ کر قریب آیا کپنچے مین داروے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے لگا دی بادشاہ کو چھینک آئی
فوراً بیہوش ہوے عیار نے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین اُترا نقب سے نکل کر طرف

اپنے لشکر کے بھاگا یہان فیروزہ ایک دوکان مین پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا
کہ بادشاہ پر ایک سگ سیاہ حملہ کر رہا ہی گھبرا کر اُٹھا طرف بارگاہ کے چلا دروازے پر آکر
دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین گھبرا کے اندر بارگاہ کے پہونچا پلنگ خالی پایا فیروزہ نے ایک
چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا کوئی بادشاہ کو چُرا کے لے گیا سب سردار گھبرا گئے فیروزہ نے
سب کو اطمینان دیا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون نقش پا
دیکھتا ہوا جاتا ہی لیکن کھنگ پشتارہ لیے ہوے سامنے سہمان کے آیا سہمان نے
اُسی وقت مسلسل و مطوق کیا کہا لیجا کر قید کرو لشکر مین مشہور کر دو کہ مین زیر کر کے بادشاہ
کو لایا ہون کل کوچ کرونگا خدمت شاہ طلسم مین پہونچا دونگا سب نے کہا کہ بہت مناسب
ہی جب قیدے زندان مغرب زنجیرون مین خطوط شعاعی کی جکڑا ہوا بر سر چرخ زبرجدی
آیا سہمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو آپ باہر آکر بیٹھا لشکر تیار ہو رہا ہی کہ فیروزہ بن
عمرو پھرتا ہوا اس لشکر مین آیا پہچانا کہ لشکر سہمان ببر کش ہی دریافت جو کیا سپاہیون
نے بیان کیا کہ ہمارے آقا نے نامدار طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب طرف طلسم کے
جائینگے فیروزہ حیران ہوا کہ اب کیا کرون صورت بدل کر سپاہیون مین مل گیا ارادہ
ہی کہ راہ مین عیاری کرونگا سب افسر تیار ہو کے سامنے سہمان کے آئے عرض کی کہ سب
تیار ہین آپ کے سوار ہونے کی دیر ہی سہمان نے حکم دیا کہ گینڈا ہمارا تیار کر کے لاؤ
چاہتا ہی کہ سوار ہو صحرا سے گرد اُڑی نعمان ببر سوار بھائی سہمان کا واسطے شکار کے
آیا تھا بھائی کا لشکر دیکھ کر چلا آیا سہمان نے استقبال کیا نعمان نے پوچھا کہ ای برادر
کہان سے آتے ہو سہمان نے کہا کہ مین براے مقابلۂ طلسم کشا گیا تھا بادشاہ کو زیر کر کے
لایا ہون اب خدمت مین بادشاہ طلسم کی لیے جاتا ہون نعمان نے کہا کہ بھائی کیونکر مقابلہ
پڑا اسنے بیان کیا کہ مین میدان مین نکلا کوہ میرے مقابلے مین آئے مین نے نیزہ نکالا اسنے
ہاتھ تلوار کا مارا مین نے ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا یون
زیر کیا وہ ہاتھ سے بھاگا نعمان نے کہا کہ ای برادر مین نے فرزندان حمزہ کو دیکھا ہی
کہ ایک ایک جری بہادر صف شکن فنون سپہ گری مین طاق علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہین نہین

یقین کرتا کہ تمنے اس آسانی سے زیر کر لیا ہو جس شخص کا تم نام لیتے ہو یہ صاحبقران زمان کا
پوتا ہی باپ انکے قباد شہریار کہ مشہور تھا سب فرزندون مین کمزور ہین اپنے بھائی سے
بگڑکر فرنگستان گئے تھے رستم نے ایک طمانچہ مارا تھا اُسکے بدلے سامنے صاحبقران کے
سات طمانچے مارے تب صاحبقران سے ملے جسکو تمنے قید کیا ہی یہ اُسی قباد کا فرزند ہی مین
کیونکر کہون کہ تمنے زیر کیا میرے سامنے بلواؤ جب وہ شخص میرے سامنے اپنے زیر ہونے کا
اقبال کرے تب مجکو یقین آئے سہمان یہی کہے جاتا ہی کہ بھائی صاحب زور مین کسکو دخل ہی
مجھسے کمزور ٹھہرا مین نے زیر کر لیا یہ باتین کرتا ہوا نعمان کو لیکر بارگاہ مین آیا نعمان ہر مرتبہ یہی
کہے جاتا ہی کہ میرے سامنے بلواؤ جب سہمان نے دیکھا کہ نعمان نہین مانتا اپنے عیار کو بلوایا
اُس سے کہا کہ قیدخانے مین جاؤ جاکر بادشاہ کو سمجھاؤ کہ بھائی میرا ضد کیے ہوے ہی تمسے پوچھیگا
کہ تمکو سہمان نے زیر کیا تم اقبال کرنا مین تمکو رہا کر دونگا عیار نے کہا کہ مین سمجھا کر لاتا ہون
سہمان پاس نعمان کے بیٹھا لاف وگزاف کر رہا ہی گھنگ قیدخانے مین آیا بادشاہ اسلام کو
سمجھانے لگا بادشاہ نے کہا کہ یہ لالچ کیون دیتا ہی کہ قید سے رہا کرینگے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان
ہی گھنگ بادشاہ کو بخوبی سمجھا کر لیچلا جب بادشاہ دربار مین سہمان کے پہونچے مثل اہل اسلام
کے صاحب سلامت کی نعمان نے کہا ای بادشاہ لشکر اسلام مثل مشہور ہی کہ رسی جل گئی اور
بل نہین جلا بادشاہ نے فرمایا کہ کیسی رسّی اور کیسا بل مجھے کیون دربار مین بلوایا ہی سہمان نے
کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام جو گھنگ نے کہا ہی اور آپ سے وعدہ لیچکا ہی مین نے آپ کو
کس طرح سے زیر کیا ہی بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ہمکو سہمان نے زیر کیا ہی نعمان نے کہا
کہ مجکو یقین نہین بادشاہ نے کہا یا تم سچے ہو یا تمھارا بھائی سچ کہتا ہی نعمان نے کہا کہ یہ بات
آپ نے دو طرح کی کہی صاف صاف فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ سہمان کے برابر کوئی نامرد
نہ ہوگا عیار کو بھیج کر چُرا منگایا اور اب باتین بناتا ہی یہ سُنکر سہمان بہت جھلایا کہا کہ ای
بادشاہ لشکر اسلام تمکو قضا لیکر آئی ہی فوراً قتل کر دونگا ورنہ صاف صاف کہو بھائی کے سامنے
مجھے حقیر نہ کرو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوے تو کیا افسوس ہی جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر سہمان اپنے مقام سے اُٹھا تلوار کو جنبش دیتا ہوا نعمان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای

برادر تم غصہ نہ کرو مین زیر کرکے اسکا غرور مٹاؤنگا یہ کہہ کے حکم دیا کہ آہنگرون کو بُلاؤ انکے جسم سے قید دور کرے سہمان کہتا ہی کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو رہا ہونے کے بعد اس شیر کا گرفتار ہونا دشوار ہوگا نعمان نے کہا کہ ای بھائی کیون گھبراتے ہو مین اسکو زور سے زیر کرونگا جب آہنگر سامنے آئے اور چاہا کہ قید جسم سے دور کرین بادشاہ نے فرمایا ای نعمان آہنگرونکی کیا احتیاج ہی اگر وقت رہائی آگیا تو یہ قید آہن مثل تار عنکبوت ہی یہ فرما کے ہلّہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی بیڑیان مروڑ ڈالین نعرہ کیا نظم

	گرمی بازار عشق از تف خون منست		شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
	باک ندارم ز دار چوب ستون منست		بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
	بشکنم این بند را وقت جنون منست		خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دیا بغلون سے خون کے سراٹے چلنے لگے نعمان لپٹ گیا دامن سے خون پاک کیا سہمان کو دیکھ کر آواز دی کہ ای برادر تو نے قوت کو اس جوان کی دیکھا کل فنون مین یہ وحید عصر ہین یہ کہ کے بادشاہ کو ساتھ لایا برابر اپنے دنگل پر جگہ دی اور کہا کہ ای شہریار ایک مہینہ آرام فرمائیے بعد ایک مہینے کے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ایک مہینے کی کیا ضرورت ہی نعمان نے کہا کہ آپ قید خانے مین رہے کیا کیا صدمے سے آرام فرمائیے جلدی کیا ہی کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہ پہونچیگی بادشاہ نے فرمایا کہ جو طاقت خدا کی دی ہوئی ہی وہ ہر وقت موجود ہی فوراً طبل جنگی بجواؤ ہماری طرف سے بھی تمھین طبل جنگی بجوادو نعمان نے ناچار ہوکر طبل جنگی بجوایا مگر بادشاہ کے لیے سامان عیش و نشاط ممکن کر دیا گائنین خوش گلو شراب و کباب کا چرچہ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے مگر بادشاہ فوراً دنگل سے کود ے نعمان کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ ای نعمان اُٹھو جس فن کا تمکو امتحان منظور ہو مین حاضر ہون یہ کہہ کے ایسے طعن و تشنیع نعمان کو دیے کہ نعمان ناچار ہو کر اپنے مقام سے اُٹھا اکھاڑے مین پھاندا بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑا سہمان کو بڑا تردد ہی کہ بھائی صاحب نے بڑی جہالت کی نعمان و بادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا بادشاہ نے ہاتھ گردن پر نعمان کی رکھا نعمان کا سر جھکنے لگا حیران ہی کہ دیکھون اس جوان سے کیا گذرے تڑپ تڑپ کر

لڑنے لگا بادشاہ اسکے زور سنبھال رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ثریاے تاجدار و سلطان زرین پوش و فولاد قزاق و ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد وغیرہ لشکر ساحران وغیر ساحران لیکر آتے ہین ثریا نے جو دیکھا کہ ہمارے بادشاہ لڑ رہے ہین تلوار کھینچے ہوے قریب آیا کہتا تھا کہ ای شہریار آپ ہٹ جائیے مین اس مغرور سے سمجھ لونگا سعد نے فرمایا کہ ای برادر تم تماشا دیکھو حال کھل جائیگا یہ فرما کر چمک چمک کر لڑنے لگے سب دیکھ رہے ہین کہ جہان بادشاہ پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے اور جب نعمان بادشاہ کو پکڑ لاتا ہی بادشاہ مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین پھر بھر نعمان اُلجھ اُلجھ کر لڑا آخر ایک مقام پر آواز دی کہ ای شہریار ایک زور آخر کرتا ہون یا تو مین نے آپ کو زیر کیا یا خود زیر ہوا دونون مونڈھے تھام کر سینے مین بادشاہ کے سر اڑا یا ریل کرے دوڑا بادشاہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین نوین قدم پر نعمان نے ہکہ مارا بایان گھٹنہ بادشاہ کا جھکا نعمان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اب بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے دونون مونڈھے تھامے سینے مین سر دیکر ریلے دوڑے مبین اکیس قدم پر لا کر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے نعمان کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے دونون ہاتھ ستون کیے نعرہ شیرانہ کر کے زور کیا پہلے زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ سینہ لائے تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون نعمان نے کہا کہ ای شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین گراتے مین تابعدار ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا نعمان قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ مین تابعدار ہون شکر ہی کہ مین نے ایسا آقاے نامدار پایا مدت سے آپ لوگون کے اوصاف سُنتا تھا شکر ہی کہ آج رسائی حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ زبان سے فرمایا نعمان کلمۂ طیب پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا سہمان سے پلٹ کر کہا کہ ای برادر تم بھی مسلمان ہو اور اس شہریار کی اطاعت کرو سہمان نے دست بستہ کہا کہ ای برادر جسکی تمنے اطاعت کی مجھے اُسکی اطاعت مین کیا عذر رہی یہ کہکے بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا بہ مکر مسلمان ہوا مگر دل مین یہ خیال ہی کہ کسی طرح بھائی کو سزا دون ان دونون کو گرفتار کردن

ظاہر مین بہت سے عذر کیے سہمان بھی پہلو مین آکر بیٹھا بیچ مین بادشاہ بیٹھے ہین کہ سرداران بادشاہ بھی آنے لگے ثریاے تاجدار تنتا ہوا آیا سہمان سے کہنے لگا کہ ای سہمان اگر تم مسلمان نہ ہو چکے ہوتے تو مین قیامت برپا کرتا بارگاہ مین دریاے خون بہا دیتا لیکن اب تم مطیع اسلام ہوے برادر دینی ہو جو سردار آیا اُسنے سہمان کو بہ نگاہ تند دیکھا سہمان کانپ کر رہجاتا ہی آخر بادشاہ اُس سردار کو ہٹا لیتے ہین دورہ سرداران نامی کا بندھا ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد بھی آکر بیٹھین فیروزہ نے عرض کی کہ حضور اب براے فتاحی طلسم جائین ایسا نہو کہ جاکمان مرحلہ کچھ آفت برپا کرین بادشاہ نے فرمایا کہ کل صبح کو مین جاؤنگا فیروزہ بن عمرو نے جلسہ آراستہ کیا ساقیان ماہرو مطربان خوش گلو جمع ہوے نظم

ہر شجر سر سبز ہی کہتے ہین آتی ہی بہار — رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون — دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تنگ گرمیان — چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
سبز کر دیتی ہی پتے سُرخ کر دیتی ہی پھول — رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار
کوئی گُل ہی سُرخ کوئی زرد کوئی نیلگون — دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار
جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین — کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار
حال ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق کیطرح — سُنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار
غیر ممکن ہی کہ چھوڑے بے ہنسائے صبح کو — رات بھر غنچون کو کیا کیا گدگداتی ہی بہار
خندۂ گُل کی صدائین بے سبب آتی نہین — جوش وحشت کے ہمین مژدے سُناتی ہی بہار
اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے — پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہی بہار
بے ثباتی کا جو اپنی دھیان آتا ہی اُسے — گُل سے اور بلبل سے کیا آنکھین چُراتی ہی بہار
غالباً معشوق ہی یہ بھی کسی کی ورنہ کیون — آپ کو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہی بہار
آدمی کو دیکھنا لازم ہی چشم غور سے — کب بجا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار
آمد فصل خزان سے لطف رخصت ہی نسیم — چلیے اب سوے چمن سُنتے ہین جاتی ہی بہار

جلسۂ عیش و فرح آراستہ ہی مگر سہمان اس فکر مین ہی کہ بھائی صاحب نے غضب کیا کہ ایسا

شکار میرے ہاتھ سے چھڑوایا کوئی پہلو پاؤن تو بادشاہ کا سر کاٹ کر لیجاؤن بادشاہ طلسم
کیسے خوش ہونگے کہ جب طلسم کشا لوح پاچکا تب اُسکو قتل کیا شب اسی جشن مین گذری دن بھی
گذرا شام کو ثریا ے تاجدار نے کہا کہ صاحبو جملہ سرداران صف شکن تیغزن جمع ہین طلسم کشا
کی حفاظت واجب و لازم ہی آج کی شب سب صاحب جاگین اور طلایہ دین سب سے پیشتر
سہمان یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اپنے آقا کی حفاظت مین کرونگا بارگاہ شاہی پر میرا پہرا رہے
نعمان بھی ساتھ ہی اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بھائی صاحب مین بھی آپ کے ساتھ رہونگا ثریا نے
دونون کو گرد بارگاہ بادشاہ مقرر کیا اور آپ بازار تاجران مین گیا طلایہ پھرنے لگا سہمان
اس فکر مین ہی کہ نعمان کو کیونکر ہٹاؤن تو مین بارگاہ مین جاکر بادشاہ کو قتل کرون
بڑے اہتمام سے طلایہ پھر رہا ہی دمبدم روبروے بارگاہ آتا ہی نعمان کو دیکھ کر رُکجاتا ہی
جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو سہمان نے نعمان سے کہا کہ ای برادر ثریا کی تو
خبر لو بازار تاجران مین تنہا ہی نعمان کا تو دل نہ چاہتا تھا لیکن سہمان کے کہنے سے مجبور ہوکے
گھوڑا بڑھایا طرف ثریا کے چلا سہمان نے تنہائی پائی گھوڑے سے اُترا سوارونکو ہٹادیا
کہا پشت بارگاہ پر جاؤ سوار اُس طرف گئے سہمان نے پردہ اُٹھایا دیکھا کہ بادشاہ غافل
سو رہے ہین تلوار کھینچ کر قریب چھپرکھٹ کے آیا بادشاہ کے دیدۂ ظاہری بند ہین مگر دیدۂ
باطنی وا ہین اپنے والد نامدار کو عالم خواب مین دیکھا کہ سامنے کھڑے ہین سعد نے
سلام کیا برخوردار کہہ کے فرمایا کہ ای نور نظر لوح طلسمی تمنے حاصل کی مگر ایسے غافل سوتے ہو ذرا
ہوشیار ہوجاؤ سعد شہریار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان سیاہ پوش تیغ کا وار
کرچکا ہی بادشاہ نے اپنے کو چھپرکھٹ سے گرادیا سہمان کی تلوار ران پر بادشاہ کی
پڑی کہ تا بہ استخوان پہونچی بادشاہ خون مین نہاگئے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ ای سردار و سہمان
مجکو قتل کرتا ہی سہمان نے دوسرا ہاتھ مارا اپنے نزدیک کام تمام کرکے بھاگا نعمان راہ مین تھا
نعرۂ شاہ کی آواز سُنکر پلٹا ثریا نے سامنے سے دیکھا کہ نعمان آتے آتے پلٹا پُکار کر کہا کہ
ای برادر خیر تو ہی نعمان نے پلٹ کر آواز دی کہ جو مجکو خوف تھا وہی ہوا بادشاہ کے نعرے کی
آواز آئی کہ سہمان مجکو قتل کرتا ہی ثریا نے نعمان کے پیچھے گھوڑا بڑھایا مگر کلیجہ دھڑکتا ہوا کہ اگر

پروردگار خبر کیجیو نعمان اُس وقت پہونچا کہ سہمان بارگاہ سے بادشاہ کی نکلا ہی گینڈے پر تیغۂ
خون چکان لیے ہوے سوار ہو رہا ہی نعمان نے للکارا سہمان بھاگا گینڈے کو مارتا ہوا چلا
نعمان اول بارگاہ مین آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ بادشاہ اسلام دریاے خون مین غوطہ مار کر
بیہوش پڑے ہین نعمان سمجھا کہ سہمان قتل کیے ہوے جاتا ہی پیچھے سہمان کے چلا سہمان
گینڈا بھگائے ہوے جاتا ہی مگر گینڈے پر قبضے مارتا ہی کہ کسی طرح نکل جاؤن نعمان نعرے
کرتا ہوا آتا ہی کہ او ملعون تو نے غضب کیا چراغ اسلام بجھا کر جاتا ہی کیا مین تجھے زندہ چھوڑونگا
تیرے قتل سے مُنھ موڑونگا سہمان بھاگا ہوا جاتا ہی جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا ایک بارگاہ کلان
استادہ ہی ہزارہا سوار و پیدل اُترے ہوے ہین سہمان نہایت ڈرا ہوا تھا اُسی لشکر کلان مین
داخل ہوا نعمان کی بھی آواز آئی کہ او بھگوڑے ٹھہر جا سہمان نے اور گینڈے کو مہمیز کیا
در بارگاہ پر پہونچا گھبرایا ہوا تھا مع گینڈے اندر آیا ایک پہلوان فیلتن کو مقام صدر پر پایا
کہ ہتھیار لگائے ہوے جھوم رہا ہی سہمان کو جو بدحواس پایا پوچھا کہ ای جوان خیر تو ہی کیون اسقدر
گھبرایا ہوا ہی سہمان دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ ای پہلوان دوران آپ سے فریاد لایا ہون
آپ کے دامن مین چھپنے کو آیا ہون مجکو دامن پناہ دیجیے ایک ظالم میرے تعاقب مین آتا ہی
اُسکے ہاتھ سے بچا لیجیے اُس پہلوان نے کہ نام اُسکا عفریت سرکش ہی پہلو مین دنگل تھا اُسپر
بٹھا لیا کہا کہ ای برادر کسکی مجال ہی کہ تمسے آنکھ ملا سکے یا تمپر ہاتھ اُٹھا سکے عفریت سرکش
میرا نام ہی اگر بہرام فلک آوے تو اُسکا بھی مُنھ بگاڑ دون شیر فلک کو پچھاڑ دون مگر اپنا
حال بیان کر سہمان نے ذکر شروع کیا ہی ابھی تمام و کمال کہنے نہین پایا ہی کہ نعمان آکے
پہونچا دنگل پر جو بیٹھے ہوے بھائی کو دیکھا آگ ہو گیا للکار کر آواز دی کہ او نامرد کہان آکر
چھپا ہی سوتے مین اُس شیر کو قتل کر کے آیا ہی اُسکے رفیق تجکو زندہ نہ چھوڑینگے اُٹھ سامنے آ
تھرا کر سہمان نے کہا کہ ای پہلوان دوران یہی میرا دشمن ہی اسکو قتل کیجیے عفریت اپنے مقام سے
اُٹھا نعمان سے کہا کہ مین نے اسکو دامن پناہ دیا ہی اب اسپر ہاتھ نہ اُٹھا نعمان نے کہا کہ یہ
نامرد ہی پہلے اسنے آقا کی اطاعت کی پھر سوتے مین اُنکو قتل کر کے بھاگا مین بے قتل کیے اسکو نہ چھوڑونگا
یہ کہہ کے چاہا جھپٹ کر سہمان کو پکڑ لون کھینچتا ہوا لشکر مین لیجاؤن عفریت سرکش نے ہاتھ تلوار کا

نعمان پر مارا نعمان غفلت مین تھا سر زخمی ہوا اگر نعمان جری و بہادر ہی لپٹ پڑا لیکن زخم
سر کھلا ہوا ہی خون بہ رہا ہی عفریت نعمان کو لے دوڑا چکر جو نعمان کو آیا لہرا کر گرا اور
بیہوش ہو گیا عفریت نے چھوڑ دیا غرور مین کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے اُٹھا لیجاؤ
سہمان کہتا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا اور مار دیجیے اسپر عفریت بگڑتا ہی کہتا ہی کہ تو بڑا نامرد ہی کوئی
صید زبون پہ ہاتھ ڈالتا ہی مگر ثریا ے تاجدار جو دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگارون کی
زبانی سُنا کہ سہمان بادشاہ کو قتل کر گیا ثریا کے دماغ سے دھوان نکلا قہر و غضب مین طرف صحرا
کے چلا اُسی لشکر مین آیا لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی کہ ایک جوان آیا تھا بڑی اپنی جرأت کا دعویٰ تھا
ہمارے آقا نے اُسکو زخمی کر کے ڈال دیا ثریا یہ ذکر سُنتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا سہمان کی صد
سُنکر اندر بارگاہ کے جانے لگا درگہ سالار نے روکا کہا کہ تم کون ہو کہ جو بے تکلف بارگاہ مین
ہمارے آقا کی جاتے ہو ثریا نے کہا کہ ہمارا گنہگار اس بارگاہ مین ہی اُسے جا کر سزا دینگے
یہ کہ کے ثریا چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور غصے مین
کانپنے لگا ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا کہ سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا عفریت
نے کہا کہ ارے درگہ سار کو کسنے مارا سہمان نے کہا کہ اُس جوان کے ایسے ہی افسر ہین کوئی
افسر آگیا کہ ثریا نے سامنے آ کر نعرہ کیا کہ او سہمان بے ایمان تو نے غضب کیا کہ چراغ لشکر
گُل کر دیا نعمان کو جو بیہوش دیکھا طرف سہمان کے چلا عفریت نے وہی کلمہ کہا کہ یہ میرے دامن
پناہ مین ہی اسپر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیرا بھی یہی حال کرونگا ثریا نے کہا کہ سامنے آؤ جرأت
دکھاؤ عفریت بڑھا ہاتھ تلوار کا ثریا پہ مارا ثریا نے بیخوف کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا عفریت
لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی اگر عفریت پانچ قدم ریل کر لیجاتا ہی تو ثریا دس قدم لیجاتا ہی
عفریت اپنی جان سے تنگ ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ بڑے زبردست سے مقابلہ پڑا ہی دیکھیے
کیونکر جان بچے چاہتا ہی کہ پیچ کر دن ثریا کا ہاتھ توڑ کر جاتا ہی عفریت دنگ ہو جاتا ہی یہان
بادشاہ جمجاہ کو سرداروں نے آکر ہوشیار کیا کمیدان و رسالہ دارون نے آکر زخم باندھا
بادشاہ نے کہا ثریا و نعمان کہان ہین سردارون نے عرض کی کہ اُسی بیچیا کے تعاقب مین
گئے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ مرکب لاؤ مین اپنے سردارون کی جستجو مین جاؤنگا سلطان زرین پوش سیف

قدمون پر گر پڑا کہا کہ حضور زخمی ہین غلام جلکے خبر لاتا ہی کہ فیروزہ نے آکر عرض کی ای شہریار
عفریت سرکش ایک پہلوان ہی کہ اس صحرا مین اُترا ہوا ہی سہمان وہان پہونچا دامن پنا
اُسنے دیا نعمان وہان جاکر زخمی ہوا بیہوش پڑا ہی ثریا جاکر اُس سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی
ہو رہی ہی مگر ثریا غالب معلوم ہوتا ہی بادشاہ یہ خبر سُنکر فوراً اپشت مرکب پر سوار ہوے
پیچھے بادشاہ کے سلطان زرین پوش سلطان کے بعد فولاد قزاق جادوگرنیون نے
ارادہ کیا تھا مگر بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی ساحر میرے ساتھ نہ آئے ساحرون کے غیر ساحر
چلے اُس وقت بادشاہ پہونچے کہ یہان جب پہلوانان عفریت نے دیکھا کہ ہمارا افسر حقیر
ہو رہا ہی اپنے مقام سے تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھے کہتے ہوے کہ یارو اس گستاخ کو مار لو اسنے
درگہ سالار کو مارا اب ہمارے آقا سے لڑ رہا ہی ایک ایک وار کرکے سر اسکا کاٹ لو چالیس
پہلوان تلوارین کھینچ کر اُٹھے چلہتے ہین کہ ثریا کا سر کاٹ لین ثریا نے کہا کہ ای عفریت یہ
کیا صورت ہی یہ کیسی جرأت ہی انکو منع کر جب مین تجھسے مہلت پاؤنگا تو انسے بھی موجود ہون
عفریت نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ میرا کہنا بھی نہ مانو ایک ایک وار کرو ایک جوان کہ
سب مین قد و قامت اُسکا بڑا تھا اُسنے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے مونڈھے پکڑ کے
عفریت کو سامنے کر دیا آپ زیر شکم عفریت چھپا اُس جوان کی تلوار شانے پر عفریت کے
پڑی کہ شانہ عفریت کا نشانہ ہوا عفریت نے چھلا کر آواز دی کہ او نمک حرام دیکھ تو
میرا شانہ کٹا یون ہی وار کرتے ہین وہ پھر تلوار چمکاتا ہوا چلا ثریا نے عفریت کو چھوڑا
اُس جوان کی تلوار پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ وہ جوان گرا ثریا نے
اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا اب اور سب جوان ثریا پر آپڑے ثریا اُنسے لڑنے لگا اس ہنگام
مین نعمان کو بھی ہوش آیا ہرچند کہ سر اسکا بھی زخمی ہی مگر تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ دونون جوان
اُن چالیسون سے لڑنے لگے عفریت نے کل اہل دربار کو اشارہ کیا سب نے ان دونون پر
بلوہ کیا ثریا نے کئی جوانون کو مار کر ڈال دیا سہمان ایک گوشے مین کھڑا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی
لیکن ان دونون کو زندگی سے یاس ہی لڑ رہے ہین کوئی نیزہ کوئی تلوار مارتا ہی ثریا
نے دل کو طرف خدا کے رجوع کیا پکار رہا ہی کہ ای خالق انس و جان و ای رب دو جہان

اس کشاکش سے نجات دے ہمکوان ظالمون سے بچالے نظم

توجلوہ میدہی ای صانع اکبر زہر صنعت — توظاہر میشوی ای کاتب قدرت زہر صورت
تومی بخشی بکمزوران توان وطاقت وقوت — تومیسازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب — توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
تراخواند ترا داند ترا خواہد ترا جوید — تراسجدہ کند ہر بندہ بر خاک عبودیت
توبخشیدی بہندی طبع موزون سینۂ روشن — تو بہادی برین عاجز ترین بندگان منت

بیقرار ہو کر جو ثریا نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ پر ہلڑ ہوا عفریت نے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ملازم نے عرض کی بادشاہ آگئے رفیق بھی اُنکے اُنکے ساتھ ہین آپکے ملازمون نے اُنکو دربارگاہ پر روکا ہی مگر وہ شیر بیشۂ جرأت دیکہ تاز میدان جلالت ہین کئی سو جوان مار کے ڈال دیے دربارگاہ پر دریا خون کا بہ رہا ہی عفریت کو یہ سُنکر سناٹا آگیا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری چند رفیق ساتھ تیغۂ قمقام سے پیہم قطرات خون ٹپکتے ہوے رفیق گرد دورسے جو اپنے رفیقون کو گھرے ہوے دیکھا وہین سے ایک نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ بادشاہ جمجاہ

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
منم نور عینین شاہِ قباد
منم شاہِ شاہان فریدون حشم
زگاو زمین بیخ و بن برکنم
بہار گلستانِ کاؤس وجم
شہنشاہ ذیجاہ باعدل وداد

ای ثریا نہ گھبرانا مین آپہونچا ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کر رہے ہو ثریا نے جو بادشاہ کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے جو سہمان کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پکار کر کہا او مکار کہان جاتا ہی تماشا دیکھ رہا ہی ارے عفریت تو نے اس نامرد کو دامن پناہ دیا دیکھ کتنے کشتے لوٹ رہے ہین یہ فرماتے ہوے گھوڑے سے کود ے فولاد قزاق و سلطان زرین پوش شمشیر زنی کرتے ہوے بڑھے بادشاہ قریب سہمان کے پہونچے سہمان نے دیکھا کہ ران پر زخم ہی پٹی جو کھل گئی ہی قطرات خون بہ رہے ہین مگر تیور رستمانہ ہین سہمان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا

تلوار روک کر اُلجھادوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اسہمان نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر برق شمشیر نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑائے سپر کاٹ کر تلوار جو گری یا قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سہمان کے دو ٹکڑے ہوے عفریت نے جو دیکھا کہ میرا سہمان مارا گیا پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام تمنے بڑا ستم کیا کہ مین نے جسکو دامن پناہ دیا اُس کو میرے سامنے مارا ابدولت کو بہت ناگوار ہوا تمھاری جوانی پہ رحم آتا ہی بہتر یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دو شاید خطا معاف کر دون ورنہ تمسے خطلے فاش ہوئی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بموجب مضمون مصرع مصرع جواب جاہلان باشد خموشی * یہ سوچ کر کچھ نہ کہا عفریت سمجھا کہ مجھسے ڈر گئے جواب بھی بات کا نہ دے سکے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جواب مین ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا غل ہوا کہ عفریت مارا گیا لڑائی مین کمی ہوئی مزاجون مین برہمی ہوئی بادشاہ نے ستون بارگاہ پہ ہاتھ ڈالا ہکہ مارا کہ ستون بارگاہ لہرایا بادشاہ نے چھوڑ دیا بارگاہ لہرا کر گری کئی ہزار جوان دبے بادشاہ نے اپنے رفیقون پہ سایہ تلوار کا کیا سب کو ساتھ لیکر نکلے ملازمان عفریت نے جو دیکھا کہ اب فوج کا تار بندھ گیا ہمراہیان سلطان آئے فولاد قزاق کے قزاق بڑے زور و شور سے آ کر گرے قزاقون کی لڑائی تیرونکی بوچھار کی نیزے ہلاتے ہوے آ پڑے فوج عفریت کے ستھراؤ کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے آخر افسران فوج عفریت رومال سے ہاتھ باندھ کر فریاد کرتے ہوے سامنے آئے بعض گھانس منھ مین دبائے کہ ہم لوگ بہت ناچار ہین بے افسر و بے سردار ہین بادشاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے بادشاہ نے کہا کہ آج اسی مقام پر اُترین گے بارگاہ زربفتی عفریت کی استادہ ہوئی اُسمین سب سردار آئے زخمد و زیان ہونے لگین بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا سب سردار تو آئے مگر ثریاے تاجدار کو نہ پایا فیروزہ بن عمرو کو بلا کر پوچھا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو ثریاے تاجدار کہان ہی آوے اُسکی بھی زخمدوزی کرائین اُسنے آج بڑا شیرانہ کام کیا بڑے لطف سے جنگ کی فیروزہ گیا تھوڑی ہی دیر مین آیا مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عرض کی کہ ای شہریار

ہرکارے کہ جو ہر وقت اسی کام پر مامور ہین وہ بیان کرتے ہین کہ اُس وقت تک ثریا یہان موجود تھا جب حضور نے سہمان وعفریت کو قتل کیا اور بارگاہ گرائی تھی جب آپ باہر آئے ہین تب ثریا غائب ہوا ہرکارے عرض کرتے ہین کہ ثریا نے ایک پہلوان کو مارا اُس پہلوان کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا جب روشنی ہوئی تب ثریا کو نہ پایا ہرکارے کہتے ہین ہمنے جستجو کی جابجا ڈھونڈھا اُس شیر کو اس بیشے مین نہ پایا بادشاہ نے یہ خبر سنکر زانو پر ہاتھ مار افرمایا کیون فیروزہ یہ کسی جادوگر کا کام ہی کہ اُس شیر کو اُٹھالے گیا مین بدون ملاقات ثریا یہانسے قدم نہ بڑھاؤنگا نہ براے فتح مرحلہ جات جاؤنگا فیروزہ نے کہا کہ یہ نہ ارشاد فرمائیے آپ لوح کو دیکھیے بموجب حکم لوح براے فتح مرحلہ جات جائیے کیا عجب ہی کہ کسی مرحلے پر ثریا ملے کسی ساحر کا اس طرف گذر ہوا اضسر اعلیٰ اُسکو جانکرے گیا تلاش حضور پر موقوف ہی ملازمان عفریت سے تحقیقات فرمائیے کیا عجب ہی کہ اُس شیر سے ملاقات ہو بادشاہ نے اُسی وقت ملازمان عفریت کو بُلایا اُنسے دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ اس صحرا مین جو عفریت نے لشکر اُتارا اُسکا باعث یہ تھا کہ سنگ انداز جادو اس پہاڑ پر رہتا ہی اُس سے عفریت سے بڑی ملاقات ہی اُسنے لکھا تھا کہ دو چار دن یہان اُترے ہم آپ کی دعوت کرینگے اور ایک شی ایسی بنادینگے کہ بروقت جنگ کام آئیگی ہر شخص پر غالب ہوگے اس امید پر عفریت یہان اُترا ہوا تھا کہ یہ معرکہ درپیش ہوا انجام حکم سنگ انداز نہ ہونے پایا کیا عجب ہی کہ مارا جانا عفریت کا اُسکو ناگوار ہوا ہو اُسنے یہ بے ادبی کی ہو بالاے کوہ کسی کو بھیجے دریافت ہوجائے کہ سنگ انداز ہی یا نہین ملازمان شاہی جو بالاے کوہ گئے دیکھا کہ سنگ انداز جادو بالاے کوہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتا پھرتا ہی نظم

کردے خبر اُس خانہ بر انداز سے کوئی	روتا ہی یہان درد کی آواز سے کوئی
گیا جان پہ کھیلے گا اس انداز سے کوئی	ان کھیلون کو سیکھے ترے جانباز سے کوئی
کہتی ہی شب ہجر کہ تجھ سا بھی نہ ہو گا	غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے ای موت شب ہجر	معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی مین ترے طرز سخن بھی	زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی

جو دل مین ہی اُس سے نہ ہوئی آنکھ بھی محرم ۔ یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بے خبر عشق ۔ انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشتِ صیاد ہی مرغانِ چمن کو ۔ روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھُٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے ۔ ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
دیتا نہ جوابِ ارنی یار سر طور ۔ پہچان نہ جائے کہین آواز سے کوئی
کاٹا ہی پرون کو ترے صیاد نے کیونکر ۔ پوچھے یہ ستم حسرتِ پرواز سے کوئی
بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے ۔ کشتہ ہوا شوخی سے کوئی ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق ۔ تھکتا نہین منزل مین تک و تاز سے کوئی

آگے ہرکارون نے فیروزہ سے یہ خبر کہی کہ سنگ انداز جادو دیوانہ وار پہاڑ پر پھر رہا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین پہاڑ پر جاکر دریافت کرتا ہون ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ پر آیا دیکھا سنگ انداز جادو اُسی حال مین ہی پکار کر پوچھا ای بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر قدرت نے تمھارا مزاج پوچھا ہی مجھسے بیان کرو مین اُسکا علاج کردون مژدۂ علاج سُنکر سنگ انداز قریب آیا کہا کہ ای برادر قدرت کی عنایت کا کیا شکر یہ عرض کرسکتا ہون زوجہ میری گلگون قبا حُسن وجمال مین یکتا اس پہاڑ پر اُسکو ساتھ لیکر عیش کرتا تھا وہ میری طالب مین اُسکا طالب بڑے لطف سے گذرتی تھی جس وقت سے زیر کوہ لڑائی شروع ہوئی وہ بھی تماشا دیکھنے گئی جسوقت عفریت مارا گیا اُس وقت سے اُسکو پھر مین نے نہ دیکھا اُسکی جدائی مین بیقرار ہون فیروزہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ زوجہ تمھاری تمھین ملیگی اس مژدے کو سُنکر سنگ انداز بہت خوش ہوا فیروزہ نے کہا کہ جاکر قصر مین بیٹھو باہر یہ باتین اچھی نہین سنگ انداز اپنے قصر مین گیا فیروزہ خدمت شاہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ حضور برائے فتح مرحلہ جات جائین کیا عجب ہی کہ اُسی ضمن مین پتہ ملے بادشاہ اُٹھے گلعذار نے دست بستہ عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ رہیگی بادشاہ نے فرمایا کہ ای گلعذار یہ مقدمہ طلسم ہی کوئی کسی کے ساتھ نہین رہتا گلعذار نے کہا کہ مین الگ سے آؤنگی بادشاہ نے کہا کہ اختیار ہی سب لشکر کو چھوڑ کر صحرا مین آئے فیروزہ دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ نے لوح ملاحظہ کی حکم نکلا کہ حال اُسکا

آگے ظاہر ہوگا بادشاہ نے بیٹھ کر ایک اسم پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ زمین پر
آیا قصد کیا کہ بادشاہ کی کمر مین منقار دیکر لے اڑون بادشاہ نے حلقہ کمند مارے شکم طائر کا
زمین سے آشنا ہوا بادشاہ جست کرکے پشت پر سوار ہوے لوح کو دیکھ کر فرمایا کہ ای طیران جنی
مجکو باغ مراد تک پہونچادے طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای شہریار مین آپ کو
تا باغ مراد پہونچاؤنگا مگر میری رہائی کا خیال رہے بادشاہ نے اقرار کیا بادشاہ کو لیکر اُڑا
برابر کہکشان فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا سامنے ایک باغ دکھائی دیا نہایت آراستہ
گلہاے رنگا رنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون شاخون پر طائر بلبلین بہلوے گل مین زمزمہ سرائی کررہی ہین
طیران جنی نے بادشاہ کو لاکر گوشۂ باغ مین اُتارا مثل انسان کے عرض کی کہ ای شہریار اب
آپ باغ مین جائین غلام رخصت ہوتا ہی وقت پر حاضر ہوگا یہ کہ کے طائر اُڑ گیا بادشاہ اسلام
سیر کرتے ہوے باغ کی چلے چند روشین طی کی تھین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اپنے
ملازمون کی فکر کیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریاے تاجدار مسلسل ومطوق سائے مین ایک
نخل کے کھڑا اور رہا ہی بادشاہ نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بیقرار ہوگئے یہ فرماتے ہوے دوڑے
کہ ای یار وفادار تجکو کسنے مسلسل کیا ثریا نے عرض کی کہ گلگون قبا زوجۂ سنگ انداز مجکو
یہان اُٹھا لائی طالب وصل تھی مین نے قبول نہ کیا مجکو قید کرکے چلی گئی یقین ہی آتی ہو یہ
ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گلگون قبا ای شخص تو کون ہی جو میرے معشوق سے باتین
کررہا ہی ثریاے تاجدار نے کہا حضور ہوشیار ہوجائین بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینۂ پرکینہ کو تاک کر مارا تودۂ پشت کو توڑ کے
پار گذر ادہ ساحرہ گری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلنے لگی لاشہ جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی ہم
نام من گلگون قباے جادو بود قید ثریا کی کٹ کر گری ثریا قید سے رہا ہوا قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی کہ ای شاہ آپ نے بڑا کام کیا کہ اس مکارہ کو مارا بارہ دری مین تشریف لے چلیے
اب اس باغ پر آپ کا قبضہ ہوا بادشاہ ثریا کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آئے بادشاہ مسند پر
بیٹھے ثریا نے ایک الماری کھولی گلابی شراب کی اور جام بلورین نکالا جام لبریز کرکے سامنے
بادشاہ کے آیا کہا حضور اسے نوش فرمائین کہ غلام کو تسکین ہو حضور نے بڑی منت اُٹھائی بادشاہ نے

۲۲

چاہا کہ جام پیوں ایک آواز کان مین آئی کہ زنہار شراب نہ نوش کیجیے گا پلانے والا دوست نہین بلکہ دشمن رہزن ہی اگر ایک قطرہ اس شراب کا حلق سے اُترا لوح قبضے سے نکل جائیگی بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی شراب سر پر ثریا کے ڈالدو بادشاہ نے اشارہ کرکے ثریا کو قریب بُلایا ثریا ہاتھ جوڑے ہوے قریب آیا کہتا ہوا کہ غلام رفیق قدیم ہی ذرا غلام کا خیال رکھیے بادشاہ لوح مین حکم پاچکے ہین اچھا کہکے شراب پھینک ماری قطرہ شراب کا جو جسم پر ثریا کے پڑا شعلۂ آتش نکلا ثریا جلنے لگا ہر عضو سے جسم کے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑے عرصے مین جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من فتنۂ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم سارا باغ بھی جل کر خاک ہوا دیکھا بادشاہ نے صحراے ویران سنسان کف دست میدان ہی سامنے سے طیران جنی آیا عرض کی کہ حضور نے غضب کیا تھا اگر ایک قطرہ بھی حلق سے اُترتا لوح قبضے سے نکل جاتی اب حضور صحراے زنگبار مین چلین ایسا نہ ہو کہ بادشاہ زنگیان آپکو تلاش کرتا ہوا یہان آجائے جو کوئی نیا شخص آپ کے سامنے آئے بدون ملاحظۂ لوح کلام نہ کیجیے بادشاہ سے ایسی باتین کہکر طیران زمین پر گرا وہی طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بادشاہ پشت پر سوار ہوے طائر اُڑتا ہوا چلا ایک صحرا مین بادشاہ کو اُتارا کہ مثل شب ہجر سیاہ ہو رہا ہی یا پردۂ ظلمات یا بخت سیاہ دشمن سے مثال دو دن ہوا گرم چل رہی ہی ہر شاخ نخل مثل شمع کافوری جل رہی ہی چند زاغ سیاہ شاخون پر کائون کائون کر رہے ہین بادشاہ کو جو اُن زاغون نے دیکھا شاخون سے اُڑے غل مچانے لگے آوازین اُنکی ہیبتناک کہ یکایک صحراے گرد اُڑی ایک زنگی سیاہ رو بدخو تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار زنگیان آدمخوار بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ قاتل ساحران کو مار لو اب مہلت نہ دو وہ سب زنگی بادشاہ پر تلوارین کھینچ کر آپڑے بادشاہ اُنسے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارتے ہین لاشہ اُسکا زمین پر گرتا ہی پھر زندہ ہو کر اڑنے لگتا ہی جب عرصے تک بادشاہ لڑے اور کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بادشاہ زنگیان تک اپنے کو پہونچاؤ بادشاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت کے پہونچے وہ زنگی بھی تخت سے کودا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے لوح چمکا دی جسم مین اُس زنگی کے آگ لگی تمام زنگی جل کر خاک ہوے جب روشنی ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شہنشاہ زنگیان بود بادشاہ نے دیکھا وہ صحرا نہین ہی بلکہ

صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی درختون پر طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے ہین
بادشاہ کو دیکھکر اُڑے بالاے آسمان پہونچے صدائین مختلف دینے لگے فضلے کار چنار آتشخوار
بادشاہ طلسم مذکور تخت پر بیٹھا ہی کہ بیر لاشہ لیکر اُس زنگی کا سامنے آئے کہا کہ ای شہنشاہ یہ آپکا
خیرخواہ مارا گیا بارہ ہزار اہل فوج کام آئے یہ سُنکر چنار گھبرا گیا رفیق و شفیق جمع ہین پکار کے
آواز دی کہ یارو اب طلسم کشا صحراے فرح افزا مین پہونچا ہوگا وہین قید خانہ بھی ملیگا تم مین
کوئی ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو روکے قلعۂ طلسمی تک نہ آنے دے سرہنگ آتشخوار ایک ساحر بیٹھا
ہی صورت ہیبتناک نہایت چست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای شاہ ابھی جا کر قید خانہ پر
طلسم کشا کو لیتا ہون یہ کہکے اکیلا چلا تھوڑا عرصہ اسکو گئے ہوے گذرا تھا کہ چنار نے دیکھا آسمان
پر ابر نارنجی پیدا ہوا چنار نے کہا کہ دختر سرہنگ آتی ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر
ایک نازنین لباس فاخرہ زیب جسم غنچہ دہن رشک چمن سیمتن آکر پہونچی چنار کو سلام کیا چنار نے
ہنس کر کہا کہ ای محبوب کہان سے آتی ہو اُسنے ہنس کر کہا کہ مین نے سُنا ہی باپ میرا براے گرفتاری
طلسم کشا گیا ہی مین بھی جا کر باپ کی شرکت کرون چنار نے کہا کہ ای محبوب نارنجی پوش طلسم کشا
نہایت حسین ہی تمھارا حُسن بھی آجکل زور پر ہی ایسا نہ کرنا کہ طلسم کشا کو پسند کرو محبوب نے کہا کہ
حضور آگاہ نہین میرے باغ مین مرد اسنے پھول کا نام نہین جوان کنیز کو نہین رکھا آٹھ پہر حصول
علم کا چرچہ رہتا ہی یہ کہکے محبوب چلی اُدھر بادشاہ جو صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ
سامنے ایک پہاڑ ہی پہاڑ کے آگے ایک قصر بنا ہی اُس قصر مین قفل لگا ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ یہی زندان طلسم ہی بادشاہ نے جا کر قفل کاٹا دروازہ کھول کر اندر آئے دیکھا کہ
بارہ ہزار جوان شاہزادے و وزیرزادے قید خانے مین بیٹھے ہین لیکن آپس مین کہ رہے ہین
کہ آج زنگی نہین آئے صورت فرحت دکھائی دیتی ہی بادشاہ نے اُن سب سے ملاقات کی سب کو قید
سے رہا کیا کہ ایکطرف سے آواز کراہنے کی آئی بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ثریاے تاجدار
مسلسل و مطوق ایک مقام پر بیٹھا ہی مگر طوق گلے مین ایسا بھاری ہی کہ سر جھکائے ہوے کراہ رہا ہی
بادشاہ جھپٹ کر پاس ثریا کے آئے ثریا نے اشارہ کیا کہ پہلے طوق گلوگیر کاٹیے کہ جان بچنے کی
صورت ہو بادشاہ نے طوق گلے سے نکالا زنجیرین کاٹین بادشاہ نے پوچھا کہ ای ثریا تمھین بیان

کون لایا ثریا نے عرض کی زوجۂ سنگ انداز یعنی گلگون قبا مجھپر عاشق ہو کر اٹھا لائی جب مجھسے طالب وصل ہوئی غلام نے کہ صحبت حضور مین رہا ہی انکار کیا اُسنے لا کر یہان قید کر دیا رات کو اپنی صحبت مین بلاتی ہی طالب وصل ہوتی ہی مین کلمات سخت کہتا ہون اُسنے قید سخت مین رکھا ہی غلام کے کلیجے مین درد ہو رہا ہی یہ اُسنے کہا تھا کہ جب تجکو کوئی رہا کریگا تو تو تڑپ کر مر جائیگا وہی علامت شروع ہوئی ذرا لوح مجھے دیجیے کہ مین قلب سے مس کرون بادشاہ نے فوراً لوح گلے سے اُتاری ہاتھ مین ثریا کے دی ثریا نے لوح لیکر سینے پر رکھی کہا حضور ذرا منھ پھیر لین جیسے ہی بادشاہ نے منھ پھیرا ایک صداے ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا منم سرہنگ آتشخوار دیکھ یون لوح طلسمی لے لیتے ہین اب بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریاے تاجدار نہین ہی ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ رہا ہی پھر ایک آواز دی کہ بادشاہ بھی گرے ہر گوشے سے ساحر پیدا ہونے لگے بارہ ہزار ساحر آکر جمع ہو گئے اُن سب تاجدارون کو پھر قید کیا حکم کیا بارگاہ استاد کرو بارگاہ استاد ہوئی سرہنگ آکر تخت پر بیٹھا بادشاہ کو مسلسل و معلوق کیا سامنے بادشاہ بیٹھے ہین سرہنگ آتشخوار غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے آج وہ کام کیا کہ کُل اہلِ طلسم کی جان بچائی اگر مین دخل نہ دیتا تو اب طلسم کشا قلعۂ طلسمی پر پہونچتا بادشاہ اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچتے آخر با بدولت نے دخل دیا کس لطف سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مین جانتا تھا کہ ثریاے تاجدار سے طلسم کشا محبت قلبی رکھتا ہی اُسی کے نام سے گرفتار ہو گا مین نے اُسکو گرفتار کر کے الگ بٹھا دیا آپ قید ہین کر بیٹھا تب طلسم کشا نے دھوکا کھایا اب سر کاٹ کر لیجاؤن یا زندہ لیجاؤن تم سب کی کیا صلاح ہی سب کہ رہے ہین طلسم کشا کا زندہ رکھنا مناسب نہین سرہنگ نے اب جلاد کو طلب کیا ہی جلاد آکر پہونچا گردن پر بادشاہ کی کوئلے کا خط دیا اور شلنگین لگا رہا ہی بادشاہ نے جو یہ حال اپنا دیکھا اپنے خدا سے رجوع کی بے اختیار ہو کے پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ابر نارنجی آسمان پر چمکا سرہنگ نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین رفیق کھڑے ہو گئے وہ ابر پھٹا ملکہ محبوب نارنجی پوش تخت سے اُتریں باپ کو سلام کیا باپ نے پہلو مین تخت پر بٹھا لیا کہا کہ ای نور نظر آج مین نے وہ کام کیا کہ اگر بادشاہ طلسم

مجکو سلطنت دیدے تو بھی کچھ حقیقت نہین مین نے وہ کار نمایان کیا کہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کیا محبوب نے پوچھا کہ طلسم کشا کہان ہی سرہنگ نے کہا کہ وہ بیٹھا ہی جلاد قتل کیا چاہتا ہی محبوب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان رستم خصال وسہراب جلال حسین وجمیل مردان عالم کاکفیل بال چہرے پر پریشان صاف ثابت ہوتا ہی کہ گرد ماہ تابان چمن سنبل پیچان آراستہ ہی یا بیچ اژدر راستہ ہی چہرہ آفتاب عالمتاب عارض رشک گل گلاب سطوت وصولت ورعب وشجاعت ناصیۂ پر شوکت سے ظاہر و ہویدا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف سرہنگ کے دیکھ رہا ہی محبوب کی جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی پروانۂ شمع جمال ہو گئی چاہتی ہی کہ اُٹھ کر گرد پھرون بے اختیار مُنھ سے نکل گیا بیت زلف معنبر بمہ رویت تیرہ شب است و وادی موسا + جامۂ صبرم درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + رعنائی وزیبائی دیکھکر ہرچند اسنے چاہا اپنے کو روکون مگر صبر نہ ہوسکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ کرکے گری گود مین اپنے باپ کی بیہوش ہو گئی کنیزون نے گلاب وکیوڑہ وبید مشک چھڑ کا ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ جوان اُسی طرح زیر تیغ بیٹھا ہی اب آنکھین ملین تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی باپ نے پوچھا کہ کیون نور نظر خیر تو ہی ملکہ چاہتی تھین کہ کچھ جواب دین کہ ایک کنیز بول اُٹھی ہماری حضور نے کبھی کسی گنہگار کو اس حالت مین نہ دیکھا تھا آج جو ایسے شخص پر نگاہ پڑی جی سنسنا گیا جلاد کو منع کیجیے براے چند ساعت ٹھہر جائیے سرہنگ نے جلاد کو منع کیا پکار کر کہا کہ براے چند ساعت الگ ٹھہر پھر ہم تجکو بلالین گے جلاد سر پر سے بادشاہ کے ہٹا اب محبوب حیران ہی کہ کیونکر اس شیر کو بچاؤن سب ساحر یہی کہ رہے ہین کہ اس جوان کو جلد قتل کیجیے خود سرہنگ بھی کوشش کر رہا ہی ملکہ نے خیال کیا کہ اگر یہ جوان قتل ہوا تو ای محبوب تیری زندگی نہ ہوگی آخر باپ سے کہا کہ کیون ای والد نامدار لوح مین کیا لکھا ہوتا ہی کہ ساحر گھبرا جاتے ہین ذرا نکالیے تو مین دیکھون سرہنگ نے جھولی سے لوح نکالی سامنے بیٹی کے رکھدی کہا بیٹا لوح حکماے اشراقین بناتے ہین طلسم کشا کو لوح راستہ بتاتی ہی نام خداے نادیدہ کے اسمین لکھے ہین اسی وجہ سے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا محبوب نے لوح کو بنگاہ غور دیکھا باپ سے پوچھا کہ قید جسم پر طلسم کشا کے سحر کی ہی سرہنگ نے کہا

کہ مین نے جلدی مین ماران سحر اسکے جسم مین لپٹا دیے ہین ابھی لوح جو اسکے ہاتھ مین آجائے تو یہ ماران سیاہ نابود ہون کوئی اس شخص سے مقابلہ نہ کر سکے بی بی لوح دیکھ چکین لاؤ مین چھپالون ہم سحر بھولے جاتے ہین اسکی چمک سے دل بیقرار ہوتا ہی محبوب نے کہا کہ مین لوح کو دیکھ رہی ہون سب نام خداے نادیدہ کے لکھے ہین یہ کہتے کہتے لوح کو ہاتھ مین اُٹھالیا باپ کے سامنے چمکائی سرہنگ نے مُنہ پھیر لیا محبوب جھپٹ کر اُٹھی قریب سعد بن قباد کے پہونچی لوح گلے مین ڈالدی ماران سیاہ جل کر گرے سرہنگ نے دیکھا کہ اس گیسو بریدہ نے غضب کیا ساحرون کو حکم دیا کہ اسکو مارلو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے تلوار کھینچی لوح کو چمکایا ساحر نابینا ہونے لگے محبوب نے بھی سحر کیا سنگ ریزے اُٹھاکر پھینک دیے ساحرون پر پتھر برسنے لگے کئی سو ساحرون کے سر پھٹے بادشاہ اسلام قریب تخت سرہنگ تھے پایۂ تخت سرہنگ پر ہاتھ ڈالا زور کرکے اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا سرہنگ کود کر الگ ہوا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا سرہنگ یہی کہ رہا ہی کہ ارے اس گیسو بریدہ کو قتل کرو نہنگ خونخوار ایک ساحر زبردست طرف محبوب کے چلا چاہا محبوب کو پکڑلون ملکہ نے نگاہ سحر اُسپر ڈالی کچھ پھول پھینک مارے نہنگ خونخوار کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بلبلا کر پکار اُٹھا نظم

کچھ تمنائین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے — اشک حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھتے ہو دل کے بہلنے کے لیے — جی مین آبیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہوا ای شوق — یہی موجود ہین آنکھین مری چلنے کے لیے
نازکی دیکھون بٹھالیتی ہی کیونکر تمکو — دیتو دو ہاتھ مین ہاتھ اُٹھ کے سنبھلنے کے لیے
پاس آبیٹھے تھے یا کھنچنے لگے مجھ سے وہ دور — اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے
ہم ازل ہی مین پکارے جو بلا بخت سیاہ — یہ بلا آئی ہی سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے
دل مین آتا ہی جگر سے تو جگر مین دل سے — درد اُٹھا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے رہین وصل مین دور — دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا — ٹھنڈھا ہونے کے لیے تو ہی مین جلنے کے لیے
اُٹھتے جوبن کو ذرا پہلے سنبھالے اپنے — سینے پر کوئی دوپٹے کے سنبھلنے کے لیے

کس فسون ساز سے جاتے ہو لڑانے آنکھین
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ
بن پڑے اُسکی دمِ نزع جو تم آنکلو
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین
کیا کدورت نے تری خاک اُڑا کر شبِ وصل
نخلِ امید جاے نُقدم اپنا نہ جلال

جتنے جادہ ہین وہ سب ساتھ ہین چلنے کے لیے
کبھی اُٹھتا ہی تو اُس تلوون کے ملنے کے لیے
دھوپ مین کوچۂ محبوب کے چلنے کے لیے
موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے
اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے
مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے
گلشن دل مین مرے پھولتے پھلنے کے لیے

اس طرح کے اشعار نہنگ خونخوار پڑھتا ہوا سامنے محبوب کے جو آیا محبوب نے اشارہ کیا کہ سرہنگ کا سر کاٹ لے نہنگ تو مبہوت ہو رہا ہی تلوار کھینچ کر جا پڑا سحر ہونے لگے ساحرون نے اسکو گھیر ا مگر یہ کسی کو کب مانتا ہی جب گولہ مارا دس دس کے سر اُڑا دیے کبھی تلوار چمکائی کبھی بہ نگاہ محبت طرف محبوب کے دیکھتا ہی محبوب کا وہی اشارہ ہی کہ ای عاشق صادق سرہنگ کا کام تمام کر تو مین تجھسے عذر نہ کرون ملکہ محبوب کا جو یہ اشارہ ہوا نہنگ بلبلایا جھومتا ہوا اچلا ساحرون کو قتل کیا لیکن نہنگ ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی جب سحر کرتا ہی آگ برسا دیتا ہی سرہنگ ہٹ جاتا ہی ساحر بلوہ کرتے ہین بادشاہ کے قریب کوئی نہین آتا بادشاہ لوح چمکا رہے ہین تیغۂ برقتاب کو گردش ہی جو قریب آیا علفِ شمشیر آبدار ہوا صدہا لاشے ساحرون کے پڑے ہین دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات ساحران طوفانی سر مثل حباب شناوری کر رہے ہین سرہنگ نے دریاے خون بنایا اُس دریا سے نہنگان خون آشام نکلتے ہین چاہتے ہین بادشاہ پر حملہ کرین محبوب پکار دیتی ہی لوح چمکائیے آپ نہنگ بحر جرأت ہین یہ شعبدۂ سحر ہی اپنے کو بچائیے اُسکے قریب نہ جائیے لوح سے ہوشیار رہیے کوئی آپ پر غالب نہین ہو سکتا آخر نہنگ لڑتا ہوا قریب سرہنگ کے پہونچا سرہنگ نے ایک گولہ مار دیا نہنگ کا سر پھٹا بھائی کا لاشہ دیکھکر سرہنگ اور زیادہ بیقرار ہوا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا یہ کہکے کڑکا تڑپ کر محبوب پر گرا محبوب نے ہرچند روکا مگر وہ کب باز آتا ہی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اُس وقت محبوب کی حیرانی زلف عنبرین پر پریشانی

دوپٹہ ڈھلک گیا طرف آسمان کے دیکھکر پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر تیری عنایت سے کچھ بعید نہین ہی نظم

میکند بلبل بوقت سیر گلزار احتیاط — گاہ از صبا دو گہ از نشتر خار احتیاط
در بہار گل نہ گردد غافل از فصل خزان — اندکے دارد بدل گر بلبل زار احتیاط
سود بردارد ز سوداے محبت بالیقین — اندرین بازار گر دارد خریدار احتیاط
در سفر ہر سالک راہ طریقت میکند — ہر زمان ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط
در بیان نکتۂ وحدت بہ بزم عاشقان — ہست ہر مرد موحد را سزاوار احتیاط
ہندیا حاصل کن اول دیدۂ مردم شناس — بعد ازان کن درمیان یار و اغیار احتیاط

بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مجھکو یہ جلاد صاحب بیداد لیے جاتا ہی لیجا کر قتل کریگا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا مزار غریبان پر آئیے گا اگر فاتحہ پڑھیے گا روح شاد ہوگی عدم مین بھی بیچین رہین گے فقط ایک نگاہ دیکھنے پر یہ جرم ہوا گرفتار دام مصیبت ہوے اب وقت قضا قریب آگیا لیکن فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کے کان مین جو صداے حسرت آئی سر اُٹھا کے دیکھا کہ محبوب کو باپ اُسکا لیے جاتا ہی محبوب کا تڑپنا پھڑکنا بیقراری و اشکباری کبھی پکارتی ہی کہ اس کشتۂ حسرت و یاس کا کوئی حوصلہ نہ نکلا حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے جاتی ہون بادشاہ نے فوراً کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ اُس ظالم کا تاک کر تیر رہا کیا جاکر خاص سینے پر اُس جلاد کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر الاشہ سرہنگ کا جلتا ہوا زمین پر آیا ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا بدحواس ہوگئے فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہم مسلمان ہوتے ہین بارہ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے جب ان لوگوں نے مہلت پائی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک قصر سامنے بنا ہی اُسمین ایک قفل کلان لگا ہی بادشاہ نے جاکر وہ قفل توڑا اندر قصر کے آئے دیکھا کہ بارہ ہزار شاہزادے گرفتار بیٹھے ہین ایک جانب ثریا ے تاجدار مسلسل و مطوق زنجیرون مین بندھا ہوا ثریا کی جو نگاہ بادشاہ پر پڑی پکار کر آواز دی کہ حضور نے غلام کی خبر لی کیا شکریہ ادا کرون ساحرہ نے بڑی تکلیفین پہونچائین بادشاہ نے قیدیون کو قید سے رہا کیا جب ثریا کی قید جسم سے جدا کرنے لگے ایک طائر دیوار پر بیٹھا تھا صداے افسوس دیکر اُڑا آسمان پر آکر

افسوس افسوس کرنے لگا ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی کہ ای طلسم کشا خبردار میرے معشوق کے قریب نہ جانا بادشاہ نے دیکھا کہ گلگون قبا سحر کرتی ہوئی آتی ہی بادشاہ کے جمال پر نگاہ پڑی ثریا کی رعنائی بھولی جمال بیمثال دیکھکر پکار اُٹھی کہ ای شہریار اس کنیز کو اپنی کنیزی مین لیجیے مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگی یہی حسرت ہی نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی — بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین — مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا طور کچھ — اسمین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا — کتنی تری گلی کی ہوا تندخو رہی
مانگی جو میکشون نے دعا مینھ برس گیا — تردامنی کی شکر خدا آبرو رہی
پایا گیا جگر مین نہ دل مین پتہ لگا — پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا — امید کو نکال کے ای یاس تو رہی
تمنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر — جب تک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی
ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم — زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی
داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہمین — بنکر چراغ طور تری آرزو رہی
اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار مین — تا صبح سر پٹکتی نگہ چارسو رہی
کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف — تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

بادشاہ نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ او لکاتہ کیا بکتی ہی گلگون قبا نے چاہا کہ جھپٹ کے بادشاہ پر گرون تڑپ کرے اُڑون بادشاہ نے لوح چمکادی گلگون قبا منھ کے بھل زمین پر گری بادشاہ نے اوپر سے ہاتھ مارا گلگون قبا کے دو ٹکڑے ہوے گلگون قبا کو مارکر ان سب جوانون کو ساتھ لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طلسمی کے چلے چنار آتشخوار تخت پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہریار سرہنگ نے جاکر بڑا کارنمایان کیا تھا طلسم کشا کو گرفتار کرلیا لوح طلسمی چھین لی مگر محبوب اُسکی بیٹی نے عاشق ہوکر قید سے رہا کیا اب چوبیس ہزار کا لشکر ساتھ ہی قلعے سے آکر دیکھیے آمد معلوم ہوتی ہی چنار نے اُسی وقت حکم دیا تین لاکھ ساحر

سامنے آئے کہا بارگاہ زربفتی نکالو اس دھوم سے چنار آتشخوار قلعہ سے نکلا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُترا خود سامنے بارگاہ کے ٹہل رہا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ اسلام بشوکت تمام چوبیس ہزار فوج سے نمایان ہوے آگے آگے بادشاہ حمجاہ پشت مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے مین لشکر کو لیے ہوے آتے ہین چنار صورت دیکھکر کانپ گیا محبوب کو دیکھا کہ دریاے جواہر مین غوطہ زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بادشاہ کے ساتھ آتی ہی بادشاہ آکر اُتر پڑے چنار نے جو بادشاہ کا لشکر دیکھا پلٹ کر بارگاہ مین آیا افسرون سے کہا کہ یارو کسی سے ہوسکتا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرے ببران جادو یہ کہکر اُٹھا کہ غلام طلسم کشا کو لاتا ہی چنار نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے خبر سنی یہان بھی نقارہ گڑگڑایا جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب رفیق اُٹھ اُٹھ کر اپنی اپنی بارگاہون مین گئے محبوب نے کہا کہ ای ثریا آج کی شب بڑی حفاظت کرو کہ چنار نے بادشاہ کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجوایا ہی آج شب کو ضرور کوئی ساحر آئیگا ضرور بادشاہ پر دست انداز ہوگا ثریا طلائے پر آیا محبوب عقاب بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھین کنیزین گرد پھر رہی ہین ثریا سارے لشکر کی خبر ے رہا ہی مگر ببران جادو جو چنار سے اقرار کرکے چلا لشکر بادشاہ مین پہونچا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا کہ قبۂ بارگاہ پر ایک عقاب بیٹھا ہی اور کنیزین بارگاہ کو گھیرے ہوے پھر رہی ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی اگر ہوا بھی قریب بارگاہ کے آتی ہی تو تھراتی ہوئی ہٹ جاتی ہی ببران نے نخل کے نیچے آکر دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا بارگاہ مین آکر سر نکالا دیکھا بادشاہ اسلام سو رہے ہین سپر و شمشیر پہلو مین رکھی ہی ببران نے دور سے سحر کیا بسبب لوح کے تاثیر نہ ہوئی ببران سمجھا کہ میرے سحر مین مبتلا ہوے جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا چاہا لوح اُتار لون بادشاہ نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہی خیال کرکے دیکھا قباد شہریار کو مسند پر پایا فرماتے ہین کہ ای فرزند طلسم کشائی مین یہ غفلت بادشاہ نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہی لوح پر ہاتھ بڑھاتا ہی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ببران کا اُڑ گیا مرتے ہی ببران کے ایک ہلڑ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ببران جادو بود یہ آواز سنکر محبوب قبۂ بارگاہ سے اُتر آئی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر مین بیدار نہ ہوتا تو لوح لیجاتا

محبوب نے کہا کہ اب حضور آرام فرمائین کنیز نے زمین کو سحر بند نہین کیا تھا یہ کہکے زمین پر سحر کیا زمین سنگ لاخ ہوگئی لاشہ ببران کا پھنکوا دیا ہرکارون نے یہ خبر چنار کو پہونچائی کہ ببران مارا گیا بارگاہ بادشاہ مین پہونچا تھا بادشاہ بیدار تھے ایک طمانچے مین کام تمام کیا چنار نے کہا کہ اب صبح کو سمجھ لونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین تھرا جائیگی آسمان سے آگ برساؤنگا چار پہر رات اسی خیال مین گذری جس وقت کہ ساحر شبگرد زرین پوش قلعۂ مشرق سے نمایان ہوا جھولی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوے چرخ زبرجدی پر آیا چنار لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا لشکر کو جایا بادشاہ بھی سامنے سے آئے لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے چنار نے اشارہ کیا آتشبار جادو کہ وزیر اعظم ہی اژدہا بڑھا کر نکلا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے مرکب بڑھایا کہ محبوب آکر قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کہ اے شہریار حضور تکلیف نہ فرمائین کنیز اس سے جا کر مقابلہ کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ ای محبوب ساحر زبردست میدان مین بلبلا رہا ہی ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی چشم زخم پہونچے مین اس ملعون کا سر لاتا ہون یہ کہکے بادشاہ بڑھے سامنے آتشبار کے آئے آتشبار نے سحر کیا بادشاہ پر آگ برسنے لگی اسقدر آگ برسی کہ تمام جنگل آتش بہار ہو گیا درخت جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مگر بادشاہ پر تاثیر نہوئی کوئی شعلہ قریب نہ آیا جو شعلہ بھڑکا فوراً پانی ہوکر غائب ہوا بادشاہ گھوڑا اُڑاتے ہوے طرف آتشبار کے چلے آتشبار نے دیکھا کہ میرا سحر خالی گیا ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای رنگین مزاج آکر اپنا رنگ جما بادشاہ کو شعبدہ دکھا دکھا صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہی نظم

لاکھون مین اک پسند کیا تونے یار دل — امیدوار رہ گئے امیدوار دل
ٹھہرائین کسکو ٹھہرے نہ جب بیقرار دل — بجلی یہ ہی تلاش مین تیری سوار دل
دو بھر مجھے ہی آپ کو ہی ناگوار دل — آخر کہان رہے یہ مرا ناگوار دل
رونے لگے وہ سُنکے مصیبت جو ہجر کی — پہلو مین ہنس پڑا مرا بے اختیار دل
مشکل ہی اُسکا دل تمھین لے کے پھیرنا — جسکا ہو یہ ارادہ کہ دون لاکھ بار دل
جو یار کی نگاہ ہی کہتی ہی مین نہین — پھر کون لے گیا مرے پروردگار دل
دیکھون کسی کی نرگس بیمار دیکھکر — کیونکر بچا کے رکھتے ہین پرہیزگار دل

پایا یہاں نہ جا کے جو پہلوے یار مین — تھوڑا سا دے ہیں بھی وہ صبر و قرار دل
تم پر تمھارا حضرتِ ناصح کا غیر کا — تا حشر ایک ہو نہیں سکتے یہ چار دل
اُسنے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ — شکرِ خدا ملا ہمین بے اعتبار دل
کیا دون نشان اپنے دلِ گم شدہ کا مین — پاس اُسکے چند اور بھی ہین داغدار دل
اُس بے وفا سے ذکر بھی کرنا نہین کبھی — بھولا ہوا ہی مجکو مرا یادگار دل
اچھی طرح کٹے شبِ تنہائی فراق — دیدو جو رات بھر کے لیے مستعار دل
اپنے سے بڑھ کے مجکو جو پایا ہی شوخ طبع — دیکھو تماشہ مجھ سے بدلتا ہی یار دل
اپنا کسی نے اُنکو بنا کر ستم کیا — جان اپنی بے وفا تھی تو بے اعتبار دل
رکھین کہان چھپا کے تمنائے قتل کو — مجروح سینہ چاک کلیجہ فگار دل
انصاف کی جگہ ہی کہ بت مجھ سے چھین لین — تیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل
دم یار کا جو سینے مین رہکر بھرے جلال — اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

اس طرح کے اشعار وہ نازنین پڑھتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی جون ہی بادشاہ کو توجہ ہوئی کہ اس سے بات کرون محبوب نے پُکار کر آواز دی کہ حضور لوح ملاحظہ کرین یہ وقت غفلت نہین ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسکے سامنے لوح چمکا دو بادشاہ نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی اُس نازنین نے ایک چیخ ماری مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا جلنے لگی جلتے جلتے آواز دی کہ ای چنار آتشخوار تیرے قتل کا زمانہ قریب ہی مجکو بلا کے ذلیل کیا کنیز سامری سر بازار جلی اب تا بہ دربار سامری رسائی تمھاری دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی یقین ہی کہ روح سامری کو بھی رنج ہوا ایسے ایسے کلمات کہکر وہ نازنین جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ بدون قتل چنار اس جنگ سے نہ پلٹنا اگر یہ نکل جائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا ساحر جہان دیدہ ہی بادشاہ تیغا ہ لڑتے ہوے طرف چنار کے متوجہ ہوے چنار نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا فورًا دستک دی پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے مین بطور مغلوبہ مین پھنس گیا آکے غلام کو بچائیے یقین ہی کہ بادشاہ آپ تک پہونچین گے یہ کہکے بہت چیخا پیٹا ہر مرتبہ ہفت پیکر کا نام لیتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ یا خداوند جلد آئیے کہ آسمان پر ایک

لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صدائین مہیب آنے لگین آواز آئی کہ ای بندۂ بے ادب کیون گھبراتا ہی جب
طلسم کشا آیا تھا تب تو نے عرض نہ کی یہ آواز آکر وہ لکۂ ابر لہرایا سر پر چنار کے آکے پھٹا سب نے
دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو نیزہ دزرون ترسول ہاتھ مین اُسپر ہار لپٹے ہوے نعرے کرتا ہی کہ منم
فرستادۂ ہفت پیکر ای بندۂ خاکی کیون گھبراتا ہی قدرت نے مجکو بھیجا ہی کہ تجکو مصیبت سے بچاؤن
یہ کہ کے وہ زنگی زمین پر آیا للکارتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای
شبیر بیشۂ عربستان وای بادشاہ اسلام مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہ کے نیزہ ہلانے لگا اپنے فنون
سپہ گری دکھانے لگا بادشاہ نے نیزہ اُٹھایا زنگی سے نیزہ چلنے لگا زنگی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ زیر
شکم مرکب بادشاہ گھس جاؤن اور مرکب سمیت بادشاہ کو اُٹھا لون بادشاہ زیر مرکب نہین
آنے دیتے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ زنگی کے ہاتھ سے نکل گیا زنگی نے جست کر کے نیزہ روک لیا
کئی مرتبہ بادشاہ نے اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکالا زنگی انتہا کا چالاک و چست ہی جب زنگی نے کئی مرتبہ
نیزہ رد کا بادشاہ نے اشارے سے محبوب کے لوح طلسمی پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح چمکاؤ
جب زنگی ساکت ہو تو لوح کو اسکے جسم سے مس کرو تب یہ مارا جائیگا جیسے ہی زنگی نے جھپٹ کے
نیزہ مارا بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا لوح کا عکس جو چہرے پر زنگی کے پڑا زنگی خاموش ہو کے
کھڑا ہو گیا بادشاہ نے لوح اُسکے جسم سے مس کی زنگی نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی جل کر خاک ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود جب وہ جل کر خاک ہوا تو بادشاہ پھر لڑنے لگے
عین گرمی جنگ مین چنار بیقرار ہوا مُنھ سے شعلۂ آتش نکلے وہ شعلے صحرا مین جا کر غائب ہوے
دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار پیدا ہوا پکارتا ہوا
کہ ای چنار کس مصیبت مین ہی مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین طلسم کشا کو پکڑ لونگا یہ کہ کے گینڈا بڑھاتا ہوا
قریب بادشاہ کے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی
تھین کہ ایک طائر نے آواز دی ای طلسم کشا لوح کو بغور ملاحظہ کرو جو حکم ہے وہ بجالاؤ بادشاہ نے
گھوڑا پیچھے ہٹایا اس آواز سے دل کو تقویت ہوئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح
پڑھ کر دم کر دو یہ پہلوان نمود بے بود طلسم ہی بادشاہ اسلام نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا جیسے ہی پڑھکر
دم کیا اُس پہلوان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا بڑا ستم کیا یا تو لڑ رہا تھا یا گینڈا پھیر کر بھاگا بادشاہ نے

تعاقب کیا چاہتے ہین کہ جاکر پکڑلون کنارے پر گنبد سامری کے ایک کنوان تھا وہ جوان اُسمین
پھاند پڑا اُس جوان کے غائب ہوتے ہی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جن جو بشکل طائر تھا بشکل
اصلی قریب آکر پہونچا کہا ای شہریار آپ کے تصدق سے مین نے رہائی پائی چنار نے پھر فوج کو
اشارہ کیا اہل فوج یلوہ کرکے بادشاہ پر چلے اُس جن نے پھر آواز دی کہ ای شہریار لوح دیکھیے
بادشاہ نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اب کسی پر تلوار نہ کھینچو
لوح کو چمکاتے ہوے اپنے کو قریب چنار کے پہونچاؤ بادشاہ نے لوح کو جنبش دی معلوم ہوتا تھا
کہ گرد ہالۂ نور بیچ مین بادشاہ اسلام اس طرح بادشاہ لڑتے ہوے لوح کو گردش دیتے ہوے
قریب چنار پہونچے چنار نے کئی سحر کیے جب کچھ تاثیر نہ ہوئی تلوار نیام سے کھینچی خبردار کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر وار کیا چنار
نے چاہا کہ نکل جاؤن لوح کی برکت سے زمین نے پاؤن چنار کے تھامے تلوار تڑپ کر گری
سپر کٹی سپر کو کاٹ کر تلوار چلی یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جاکر بوسہ دیا خاک اُڑی آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من چنار آتشخوار بادشاہ طلسم چنار بود بعد قتل چنار بادشاہ نے تلوار
روکی ساحران باقی ماندہ کو امان دی جن نے عرض کی کہ مین جاکر آپ کے لشکر کو خبر کردون
بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی جاؤ جن روانہ ہوا جاکر لشکر کو خبر دی فیروزہ بن عمرو لشکر لیکر چلا بادشاہ
قلعے مین آئے ایک مرد بزرگ گچھا کنجیون کا لیکر سامنے آیا عرض کی کہ مین خزانہ دار طلسم ہون
بادشاہ نے کوٹھے کھلوائے کئی ہزار خفتان مرصع نگار نکلین خلعت شاہی خود زیب جسم کیا
اور فیروزہ کو بہت کچھ اسباب دیا سرداروں کو لباس بانٹے اب بارہ ہزار جوان مرصع پوش
تیار ہوے بادشاہ نے محبوب کو یہان کا بادشاہ کیا فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے طلسم ہفت پیکر
کتنی دور ہی محبوب نے عرض کی کہ تیسرے دن حضور سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچین گے اندر
داخل ہونے کا اختیار ہی خبرین سُنی ہین کہ در قلعۂ طلسم پہ ہزارہا بلائین نازل ہین بادشاہ نے
فرمایا اُن بلاؤن کو دفع کرنے والا پروردگار ہی رات ہی کو حکم کوچ دیا صبح کو سب لشکر تیار ہوا
بادشاہ سوار ہوے ایک جانب ثریا سے تاجدار افسر لشکر غیر ساحران ایک جانب ملکہ
گلعذار و سرو شمشاد قد جب لشکر چلنے لگا تو محبوب روتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی اور

عرض کی کہ اے شہریار کنیز ضرور ساتھ چلیگی بڑے افسوس کی بات ہی کہ اس طور سے لشکر چلے اور یہ کنیز نو ساتھ نہو لونڈی کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی
درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی

دیکھون نشتر زن دل اُنکی نظر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اے مژہ دیدۂ تر ہو تو سہی

آہ کہتی ہی کسے ڈھونڈھون اثر ہو تو سہی
نہ ملے اپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی

دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص
جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی

تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
دل مین گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل
خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی

زلف کی جھونک اُٹھائیگی یہ ہنگام خرام
قابل اسکے تری بل کھائی کمر ہو تو سہی

نہ سُنیگا جو مری داور محشر سُنیے
عرصۂ حشر مین اچھا دہ نڈر ہو تو سہی

اب عمل کوئی پڑھے تا مین کرون سُنکے عمل
پند ناصح مین کسی طرح اثر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہی کہ مہمان بُلاؤن اُسکو
کہتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی

روک لون آنکھون ہی مین آگے نہ بڑھنے دون کبھی
دل مین آتا ہی کوئی اُسکو خبر ہو تو سہی

کیون فلک وصل کی شب بھی نہ ہنسین یار سے ہم
شام سے ہی یہی دھمکی کہ سحر ہو تو سہی

دے اجازت پس پردہ ہی ٹھہرنے کی ہمین
جلوہ گھر مین ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی

اپنی کیفیتین دکھلاتا ہی مجھ مست کو کیا
جام جم پہلے مرا دست نگر ہو تو سہی

یہی قاتل سے ہی اظہار کا پہلو اچھا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی

قطع یہ فصل کی امید ہی ہو کاش جلال
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

بادشاہ نے ملکہ محبوب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے محبوب تمکو ساحرون پر افسر کیا گلعذار و سرو شمشاد قد محبوب نے جو لشکر ساحران و غیر ساحران کا شمار کیا تو تین لاکھ ساحر اور چار لاکھ غیر ساحر قرار پائے لشکر نے بڑے زور و شور سے کوچ کیا بادشاہ نے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوے چلے کہ تیسری منزل ہی بادشاہ نے صحرا مین آکر ایک آہو کو شکار کیا
۱۹۰ ٹہل رہے ہین کہ فیروزہ بن عمرو آئے تو آگے بڑھون دیکھا سامنے ایک آہو بچہ بھاگتا ہوا آتا ہی

پٹھے پر تیر پڑا ہوا مگر تیر نے خطا کی کہ دو سار نہین ہوا بادشاہ نے تیر مارا کہ آہو گرا بادشاہ نے اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر کو نکالا رومال سے خون پاک کیا چاہتے ہین نام پڑھون حیران حیران ہو کر ملاحظہ کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار مرصع پوش کو دیکھا کہ گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی اپنا شکار جو قریب بادشاہ کے دیکھا جھلا کر نزدیک آیا کہا کہ کیون ای اجل گرفتہ میرے شکار کو کیون شکار کیا بادشاہ نے فرمایا کہ صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار جب سامنے آیا تیر ماردیا اب اُٹھا کر لیجاؤ بلکہ دونون آہو موجود ہین نقابدار نے کہا کہ کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون تونے میرا مزا کھو دیا مین تجھے شکار کرونگا یہ کہکے تیغہ ہلالی نیام سے کھینچا بادشاہ پر ہاتھ ماردیا بادشاہ نے بار مد بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا نکان جو پہونچی بند نقاب ٹوٹے بادشاہ کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین پری پیکر رشک قمر سمنبر سراپا خوب محبوب مرغوب ہی ہاتھ کانپا بادشاہ لہرا کر گرے رعب حسن وجمال سے بیہوش ہوگئے اُس نازنین نے بھی جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا بیقرار ہوگئی فرش خاک پر بیٹھی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا زلف عنبرین کی بو سُنگھائی دماغ مین بادشاہ کے جو بوے زلف معنبر پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پہونچایا اپنے کو سنبھالا بمشکل اُٹھے فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تمھارا نام نامی واسم گرامی کیا ہی گُل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو اپنا تو یہ حال ہی نظم

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی
جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی

رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر
کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی

انقلاب ایسا دکھا ای لطف قاتل آج تو
زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی

خاطر صافی مین تیری کس طرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی

گدگدی ہونے لگی پاے نگاہ یار مین
فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہی

بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین
میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی

خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر
میرے زخمون کا نمک شاید ترے جوبن مین ہی

زخم کے دامن مین ای قاتل چھپیگا شرم سے
چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن مین ہی

بجھ گئے پر بھی یہ بجل شمع دیکھو صبح تک
اشک کا خرمن لگن کے گوشۂ دامن مین ہی

ملگئی یہ خاک کس کے حسرت پابوس مین
اک بگولہ سا مری گرد رم توسن مین ہی

اتحاد یکسوئی نے کردیا روشن ضمیر
کھل گیا صاف اُسپہ جو شکوہ دل بدظن مین ہی

باغ ہستی کی ہوا سے سیر پھر کیا ای نسیم
ہوئیگا پژمردہ جو گل دہر کے گلشن مین ہی

بادشاہ نے جو یہ اشعار عبرت آثار سامنے اُس مہ جبین کے پڑھے اُس مہ جبین نے شرما کر اپنا سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار اس کنیز کا نام ریحان صندلی پوش ہی یہانسے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ صندلی پوشان کہتے ہین اغراض صندلی پوش باپ میرا وہان کا حاکم ہی پہلوان بے نظیر ہی بیرون قلعہ میرا باغ ہی ریحان گلرنگ باغ کا نام ہی مین برائے شکار نکلی تھی اس طرف گذر ہوا آپ تک تقدیر نے پہونچایا اگر مناسب ہو تو میرے باغ مین تشریف لے چلیے بادشاہ فوراً سوار ہوے ساتھ اُس مہ جبین کے چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ کنیزین ملکہ کی نمایان ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ملکہ کے ساتھ ہی حیران جمال وشیدا ہوئین ایک سے ایک کہتی ہی کہ ایسا جوان سج دار وسپاہی وضع آج تک نگاہ سے نہین گذرا تھا کنیزون نے گھیر لیا ایک کنیز مغفری گلپوش نام قریب بادشاہ کے آئی نام پوچھا یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم ہفت پیکر مین جائینگے صاحبقران داخل طلسم ہوچکے طلسم کشا کابھی داخلہ ہی اس کنیز کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہ ایسے دشمن کو ملکہ ساتھ لیکر چلی ہین ہمارا بادشاہ تو مدت سے ان لوگون کے نام کا دشمن ہی کہ ان سب نے طلسم ہفت پیکر پر بلوہ کیا ہی اس جوان کو ہاتھ سے اغراض کے قتل کراؤن یہ سوچ کر ساتھ سے ہٹی طرف قلعۂ صندلی پوشان کے چلی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ اغراض برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کنیز کو دیکھکر آواز دی کہ ای مغفری کہانسے آتی ہی کنیز نے سب حال بیان کیا کہا کہ آپکی صاحبزادی بادشاہ اسلام کو باغ مین لائی ہین یہ سنکر اغراض کانپ گیا کہا کہ ان مسلمانون نے سب سرحدین ویران کردین مگر اس شخص کو یہان موت لیکر آئی ہی ابھی چل کر قتل کرتا ہون اُس گیسو بریدہ کے بھی ٹکڑے اُڑاؤنگا یہ کہکے مغفری کو ساتھ لیا طرف باغ کے چلا یہان ملکہ بادشاہ کو لیے ہوے

باغ مین آئین مسند پر بٹھایا گائنون کو بلایا گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

رشک عدو مین دیکھو جانتک گنواہی دینگے … او جھوٹ جانتے ہو اک دن دکھاہی دینگے
آواز کی طرح ہم مبٹھین گے آج ای جان … دیکھین تو آپ کیونکر ہملو اٹھاہی دینگے
اُڑجاؤنگا جہان سے عاشق کا رنگ ہوکر … نقش قدم نہین ہون جسکو مٹاہی دینگے
غیرون کی جستجو کی مدت سے آرزو ہی … یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلاہی دینگے
خاموش گفتگو مین افسردہ آرزو مین … وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنساہی دینگے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے … شمعین یہ وہ نہین ہین جسکو بجھاہی دینگے
اُس خاک تک پہونچکر پھرنا نسیم مشکل … ہون اشک او فتادہ کیونکر اُٹھاہی دینگے

گائن گارہی ہی ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی کہ گرد سے باغ کے گرد اُڑی محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا آپ کے باپ نے آپ کے باغ کو گھیر لیا باپ آپ کے آپ کے باغ مین آتے ہین یہ سُنکے بادشاہ اسلام اُٹھے مسلح و مکمل ہوکر بیرون باغ تشریف لائے اغراض نے جو بادشاہ حجاہ کو آتے ہوے دیکھا جمال جہان آرا دیکھ کر دنگ ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپنے بڑی گستاخی کی مگر اب میرے اور آپ کے مقابلہ ہو جو غالب آئے مغلوب اطاعت کرے یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا بدل و جان قبول ہی اغراض نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اغراض نے قبضے پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے فرمایا کہ ای پہلوان دوران دای رستم زمان لڑائی مین تلوار کی خوف ہلاکت ہی لہذا ہمارے تمھارے کشتی مین امتحان ہووے اغراض فوراً گینڈے سے کود ا بادشاہ بھی گھوڑے سے کود ے دامن گردان آستین چڑھا آپس مین کشتی ہونے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کہ بادشاہ حجاہ اتنے بڑے پہلوان سے بہ لطف لڑرہے ہین اگر وہ دس قدم ریل کرلیجاتا ہی تو بادشاہ بارہ قدم ریل کرلیجاتے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی اٹک کر لڑتے ہین اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ کیچڑ ہوجاتی ہی دوپہر تک اغراض بادشاہ حجاہ سے برابر لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور اغراض ہونے لگا بادشاہ اسلام زیادتیان کرنے لگے جس مقام پر پکڑ لائے دو دو گھڑی نکلنے نہ دیا اغراض اپنی زندگی سے مجبور و ناچار ہو رہا ہی چاہتا ہی کسی طور سے چھوٹون وعدہ کل کے

روز کے مقابلے کا کرون مگر کچھ بن نہین پڑتا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا بارہ ہزار علم پھرہرے ہوا سے اُڑتے ہوے لاکھون سوار و پیدل پشت پر آتے ہین آگے آگے
ایک جوان بڑے قد و قامت کا گینڈے کو اُڑائے ہوے تیور پر بل قبضے پر ہاتھ جیسے ہی اُسنے
دور سے دیکھا کہ ایک شخص میرے باپ سے لڑ رہا ہی موچھون پر تاؤ پھیر کر آواز دی کہ اس
شخص کو جلد زیر کیجیے ورنہ ای باپ مین خود آؤن اغراض کے منھ سے نکلا کہ ای فرزند کیا
زیر کرنا آسان ہی یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اسنے کئی قلعے فتح کیے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
آئندہ تجھے اختیار ہی مین تو اس شخص پر غالب نہ ہونگا جان لڑا رہا ہون اپنے کو زیر ہونے سے
بچا رہا ہون یہ سُنکر وہ جوان مثل ابر کے گڑگڑایا پکار کر آواز دی کہ منم کیوس نیزہ باز گینڈے
سے کودا جھومتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای بادشاہ اسلام یہ باپ میرا شباب مین خوب لڑ چکا اب
مجھسے مقابلہ کیجیے تو حال جرأت کھلے اب انھون نے پہلوانی کو ترک کیا میرے نام پر ڈنکا بجتا
ہی بادشاہ جمجاہ اغراض کو چھوڑ کر طرف کیوس کے متوجہ ہوے کیوس نے خود اُتارا لغرض
اکھاڑے مین اُترا بادشاہ سے لپٹ پڑا چاہا ریل کرے دوڑون بادشاہ کے قدم مثل ستون کے
قائم ہین کیوس کی کیا مجال ہی کہ ایسے شیر کو ہٹا سکے کئی مرتبہ زور کیا مگر بادشاہ جمجاہ کا قدم
نہ ہٹا تھک کر ہاتھ ہٹا لیا بادشاہ کیوس کو ریل کرلے دوڑے ہر چند کیوس نے چاہا اپنے
کو روکون مگر نہ رُک سکا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا شام اسی مین ہوگئی پیچ توڑ کی نوبت
نہ آئی کیوس بھی عاجز ہوا شام کو چھوڑ کر الگ کھڑا ہوا کہا کہ ای بادشاہ اب پلٹ جاؤ کل
مقابلہ ہوگا بادشاہ نے کہا کہ ای کیوس ذرا انصاف تو کرو دو پہر تمھارے باپ سے لڑے
دو پہر تمسے مقابلہ کیا اور پھر موجود ہین رات کو روشنی کراؤ زیر کرکے پلٹنا تمھارے باپ سے
تمسے وعدہ ہو چکا ہی وہی تمسے بھی وعدہ کرتے ہین تماشا دیکھنے والے تماشا دیکھین گے چاندنی
مین زیادہ لطف ہوگا ہرچند کہ بادشاہ جمجاہ نے کیوس کا ہاتھ تھاما اور چاہا کہ مقابلے کا خاتمہ ہو
مگر کیوس نے نہ قبول کیا سامنے سے ہٹ گیا ناچار ہوکر بادشاہ پلٹے باغ مین داخل ہوے
کنیزون نے آکر گھیر لیا باپ بیٹے نے جو یہ معاملہ دیکھا نہایت رنجیدہ ہوے کیوس نے کہا کہ
ای باپ بڑے شرم کی بات ہی کہ ہماری آنکھون کے سامنے یہ جوان باغ مین جائے اور ہم دیکھین

یہ

کچھ نہ کرسکین اغراض نے کہا کہ ای نورنظر مین نے پہلوانی ختم کی مگر جملہ فنون مین اُسکو اپنے اوپر غالب پایا ناچار ہوکے تمکو لڑوایا خیال کرکے جو دیکھا تمھارا بھی وہی حال ہوا تمنے بڑی عقلمندی کی کہ رات کو نہ لڑے اگر رات کو لڑتے تو تمکو وہ زیر کرلیتا اب مین اُس سے نہ لڑونگا کیوس نے کہا کہ آپ کا جی جھوٹ گیا مجکو تو ابھی حوصلۂ جنگ باقی ہی مگر باغ مین جانا البتہ ناگوار ہوا جیسے ہی وہ اندر گیا کنیزون نے آکر گھبر لیا ملکہ بھی کوٹھے سے دیکھ رہی تھی دیکھتے ہی کوٹھے سے اُتر آئی مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُسنے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیے تیور سے یہ معلوم دیتا تھا کہ وہ اس جوان پر جان دیتی ہی کس اعزاز و اکرام سے باغ مین لے گئی پھر کیوس نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون جاکے صحبت کو درہم و برہم کرونگا چین سے نہ بیٹھنے دونگا آفت برپا کرونگا یہ کہکے ہتھیار سنبھالنے لگا اغراض نے کہا کہ ای فرزند باہر کچھ نہ کرسکے اب اندر جاکے کیا کروگے کیوس نے کہا کہ یہ مقدمہ زور کا تھا مین تلوار سے لڑونگا یہ کہکے تلوار ہلاتا ہوا چلا ہرچند کہ باپ نے منع کیا مگر کیوس نے نہ مانا چند پہلوان بھی اسکے ساتھ کے اُٹھے کہا ہم بھی آپ کے ہمراہ چلینگے کیوس نے اُن سب سے کہا کہ کسی کا کام نہین یہان ملکہ نے بادشاہ اسلام کو مسند پر بٹھایا اسباب عیش و نشاط طلب کر رہی ہین چاہتی ہین کہ شراب وغیرہ مہیا کرلون تو مین بھی پہلو مین بیٹھون گائنون کو بلا رہی ہین گائنین ساز درست کر رہی ہین کنیزین گلابیان شراب کی لاکر رکھ رہی ہین کہ در باغ پر ہلڑ ہوا ملکہ نے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ کیسا ہنگامہ ہی دیکھا مخلد ار سامنے سے روتی ہوئی آئی سر سے خون بہتا ہوا سامنے آکر گر پڑی کہا کہ حضور بھائی صاحب آپ کے میان کیوس شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے اندر باغ کے آنے لگے مین نے روکا غصہ مین ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھیے سر زخمی ہوا کنیزین روک رہی ہین نہین رکتے کنیزون کو قتل کر رہے ہین فرماتے ہین کہ اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا باغ مین چین سے نہ بیٹھنے دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر بادشاہ اسلام مسند سے اُٹھے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم آپ کا بھائی عجب طرح کا نامنصف ہی مین تو جنگ کشتی کا طالب تھا کیون مجکو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے دامن پکڑا کہا کہ ای شہریار وہ بڑا خونخوار ہی کنیزون کو مارا ایسا نہ ہو کہ حضور کو کوئی چشم زخم پہونچے تو مین کدھر جاؤنگی سب میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہین آپ کی وجہ سے کچھ نہین کرسکتے جس وقت آپ نہ ہونگے تو یہ سب

کیا آفت برپا کرین گے یہ کہتی ہوئی جاتی ہی کہ ساتھ چلون بادشاہ نے بہ غصہ فرمایا کہ ای ملکۂ عالمیان
باتون مین دخل نہ دو اگر دخل دوگی تو ہمارے تمہارے نہ بنے گی ملکہ سہم کر ٹھہرین بادشاہ جھپٹ کے
قریب در باغ آئے دیکھا کہ کئی کنیزون کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین چند زخمی کھڑی ہین کیوس کھڑا ہوا
لڑ رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ ای کیوس کیا جرأت دکھا رہے ہو ان بیچاری غریبون نے کیا لیا جو تمنے
قتل کیا بادشاہ کو دیکھکر کیوس آگ ہو گیا تلوار کھینچے ہوے جھپٹا اس خیال مین کہ تیغ برہنہ دیکھکر
گھبرائین گے ڈر جائین گے بادشاہ سامنے آکر کھڑے ہو گئے کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی فوراً کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہی
تلوار اُٹھائی کہ مین بھی وار کرون کیوس نے سر جھکا لیا گڑگڑانے لگا کہا کہ مین آپ کی ملاقات کو
آتا تھا ان کمبختون نے مجکو روک کر بد مزاج کیا تب مین نے کنیزون کو مارا مین تابعدار ہون باپ کو
اختیار ہی خواہ آپ سے لڑے خواہ اصلاح کرے اب مجھے حضور سرفراز فرمائین بادشاہ جمجاہ نے
ہاتھ روک لیا کیوس مکر سے قدمون پر گرا اپنی حماقت کا عذر کرنے لگا کہا کہ آپ باہر بارگاہ مین
تشریف لے چلیے میری بارگاہ الگ استادہ ہی آپ کے ساتھ حاضر رہونگا خدمت کرونگا بادشاہ
اسکے ساتھ ہوے کیوس بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر چلا اغراض دربارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا تھا
کہ بیٹے کو دیکھا ساتھ بادشاہ کے سرنگون چلا آتا ہی جب باہر آئے تو افسرون نے بھی سلام کیا لاکر
اپنی بارگاہ مین پہونچایا کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون باپ کو سمجھانے جاتا ہون افسرون سے کہا کہ شہریار
کی خدمت کرو یہ کہکر دوڑا ہوا سامنے اپنے باپ کے آیا اغراض نے پوچھا کہ ای فرزند کیا کیا کہا
کہ ای باپ مین بادشاہ کو لگا کر اپنی بارگاہ مین لایا ہون اب شراب پلا کر بیہوش کرونگا آپ بھی میرے
ساتھ چلیے ظاہر مین اطاعت کیجیے تھوڑے ہی عرصے مین گرفتار کرلونگا پھر اُس شوخ دیدہ و گیسو
بریدہ کو بھی سزا دونگا باپ نے کہا کہ ای فرزند یہ امر تو جرأت کے سراسر خلاف ہی کہ جو تونے کہا
اُس بہادر نے قبول کیا ایسے بہادر کے ساتھ مکر نہ کرنا چاہیے کیوس نے کہا کہ کیا کرین جرأت مین
اس سے غالب نہین آتے آخر دام مکر پھیلایا کہ یون پیش آئین اغراض نے کہا کہ تجکو اختیار ہی
مین اس مکر مین ہرگز شریک نہ ہونگا اور یہ نہ چاہونگا کہ تو مکر سے اُسکو گرفتار کرے بے شک
بادشاہ لشکر اسلام اسی لائق ہی کہ اُسکی اطاعت دل و جان سے کرین رفیق بنکر ساتھ رہین مین

بیٹی کو ذلیل نہ ہونے دونگا اُسکی ذات سے مجکو یہ دن نصیب ہوا کہ مین صاحبقران عالیشان کا سمدھی کہلاؤنگا مین تجھے مکر نہ کرنے دونگا کیوس نے جھلاکر کہا کہ مین آپ کا سر کاٹ کر لیجاؤنگا اور قدمون پر اُنکے ڈالدونگا اور کہونگا کہ باپ نے اطاعت نہ قبول کی مین آپ کی محبت مین باپ کا سر کاٹ لایا اغراض نے کہا کہ تیری کیا مجال ہی کہ میرا سر کاٹ سکے باپ بیٹے مین یہان تک تکرار بڑھی کہ آخر تلوارین کھنچین رفیق بھی جانبین کے آمادۂ حرب و پیکار ہوے باپ بیٹے مین تلوار چلنے لگی رفیق رفیقون سے لڑرہے ہین پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے نقارے بجے بادشاہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہو رہا ہی ہرکارے گئے پلٹ کر آئے خبر مفصل بادشاہ اسلام سے عرض کی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی پیدل پیدلون سے لڑ رہے ہین سوار سوارون سے لڑ رہے ہین بادشاہ للکارتے ہوے پہلے فوج کو منع کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان باپ بیٹے سے تلوار چل رہی ہی للکارا کہ او کیوس تیرے مکر سے مین آگاہ ہوا مجھسے مقابلہ کر باپ پر کیون تلوار کھینچی اغراض نے پکار کے آواز دی کہ ای شہریار مین دل و جان سے آپ کا مطیع ہون اس مکار کی باتون پر نہ جائیے گا کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ باپ کا سر زخمی ہوا چاہا کہ باپ کا سر کاٹ لون بادشاہ اسلام نے اپنے کو جلدی سے قریب پہونچایا اغراض کو پشت پر لیا سینہ سپر کرکے کیوس سے مقابلہ کیا کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا کیوس کے مرتے ہی اغراض دوڑ کر قدمون سے بادشاہ کے لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار اچھا ہوا کہ یہ مغرور مارا گیا آپ کو مکر سے لگا کر لایا تھا خوب ہوا کہ مارا گیا چاہتا تھا کہ آپ کو مکر سے گرفتار کرے مجھسے کہنے آیا تھا کہ تم بھی چل کر مکر مین شریک ہو مین نے انکار کرکے سمجھایا بگڑ گیا مجھسے لڑنے لگا آخر اُسکی قضا آئی تھی واصل جہنم ہوا مین نے دل و جان سے آپ کی اطاعت کی بادشاہ جمجاہ نے اغراض کو اپنے ساتھ لیا اور باغ مین تشریف لائے ملکہ صحن باغ مین سجدے کر رہی ہین باپ کو جو ساتھ بادشاہ کے آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا اغراض نے کہا کہ ای نور نظر ہم تمھارے سبب سے دائرۂ اسلام مین آئے مذہب حق پایا جسکی وجہ سے یہ

مجکو شرف حاصل ہوا لاکر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اغراض خدمتگزاری مین مصروف ہوا افسران فوج کو بُلا کر اُسنے سوال اسلام کیا سب نے بدل اطاعت کی بادشاہ آکر محفل عیش مین شریک ہے ملکہ نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

کچھ کام بھی آئین جو ملتے ہین مجھے دو ہاتھ	اک طوق گلو اک کمر یار مین ہو ہاتھ
کل گردن محبوب مین ہیہات تھے جو ہاتھ	آج اک دل بیتاب کو تھامے ہین وہ دو ہاتھ
کہتا ہی یہ فتنہ سبے مجھے محفل مین سُنا کر	ہم پیر ہلین غیر کے تم بیٹھے ملو ہاتھ
حیلہ مرے گھر چلنے مین نازک کمری کا	اُٹھو بھی کہین لاؤ مرے ہاتھ مین دو ہاتھ
بیٹھے ہین جو غیرون مین تو وہ کہتے ہین مجھے	تو خون جگر کھانے کو اس زیست سے دھو ہاتھ
دل پر بھی وہ پڑ جائے کبھی بہر تسلی	اُٹھتا ہی طمانچے کے لیے وصل مین جو ہاتھ
کیا لال کے حنا شوخ کیا ہی کف پا کو	عاشق کے تم اس وقت ذرا چوم تو لو ہاتھ
منظور خدا ہو کہ نہ ہو وصل تمھارا	ہم ایسی دعا سے نہ اُٹھائین گے بتو ہاتھ
ساقی ہی مراد یگا سبے مجھے جام تو لو نگا	پہچانتا ہی ہاتھ کو ای بادہ کشو ہاتھ
قدمون کو بھی چھوتا ہون تو کہتا ہی بگڑ کر	کون آپ تھے بے پوچھے لگا بیٹھنے کو ہاتھ
منھدی جو نہ دے وصل مین کچھ رنگ سر دست	مل کر مرا خون رشک قمر لال کرو ہاتھ
قاتل جگر و دل بھی ہین مشتاق شہادت	جو رنگ کیا مجکو لگا اور بھی دو ہاتھ
پیدا نہ ہوا گریۂ فرقت مین اثر کچھ	ای مردم دیدہ آبروے چشم سے دھو ہاتھ
اللہ کرے ابکی دل گم شدہ میرا	ہاتھ ایسے کے آئے کہ ذرا تم بھی ملو ہاتھ
قدمون سے حلال اُسکے گلہ ہی یہی دل کو	جو لگ چلے تمسے کچھ اُسی کے نہ لگو ہاتھ

یہان تو یہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر فیروزہ بن عمرو جو بادشاہ جمجاہ سے شکارگاہ مین جدا ہوا تلاش کرتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہان بادشاہ ملکہ سے ملے تھے اُس مقام پر بیٹھنے کا نشان پایا یقین کامل ہوا کہ بادشاہ اس مقام پر ٹھہرے تھے جستجو کرتا ہوا اکیلا ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک لشکر بہت بڑا قریب ایک باغ کے اُترا ہی کوہ سے یہ معرکہ دیکھ کر اُترا صورت بدل کے لشکر مین آیا حال دریافت ہوا کہ بادشاہ اندر باغ کے ہین پشت باغ سے دیوار پر آیا

دیکھا کہ بادشاہ صحبت عیش مین بیٹھے ہین ایک مہ جبین زہرہ جبین پہلو مین بیٹھی ہی فیروزہ نے
وجد کیا کہ کیا یہ لوگ صاحب اقبال ہین کہ جہان جاتے ہین معشوق پریچہرہ دستیاب ہوتی ہی
اغراض نے خیال کیا کہ اب یہان میرے بیٹھنے سے لطف صحبت تخلیہ مین برہمی ہوگی اپنے
دل مین یہ سوچ کر باہر گیا کنیزین وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جاکر سوئین فیروزہ بن عمرو بیٹھا
دیکھ رہا ہی بادشاہ جاکر چھپر کھٹ پر سوئے جب پہر رات باقی رہی فیروزہ نے دیکھا کہ دیوار پر
جست کرکے ایک عیار آیا بادشاہ حمجاہ کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا فیروزہ سنبھل کر بیٹھا یقین ہوا
کہ یہ عیار فکر مین بادشاہ کی آیا ہی عیار جست کرکے دیوار سے اُترا جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے
آیا بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر چلا فیروزہ نے چاہا کہ باغ ہی مین روکون اور اسکو
جانے ندون یہ خیال کرکے نیچے آیا مگر جب تک فیروزہ سنبھلے سنبھلے وہ عیار کود گیا فیروزہ بن عمرو
جھپٹ کر دیوار پر پہونچا دیکھا کہ عیار جھپٹا ہوا جاتا ہی فیروزہ کودا اگر گرد کو اُس عیار کی نہین
پاتا کئی مقام پر خیال مین آیا کہ للکار کر اسکو روکون سوچا کہ مین آواز دونگا تو اور زیادہ
تیز ہوگا برابر پہونچون تو حلقہ ہاے کمند مارون مگر نہین پہونچ سکتا ایک بونڈلا گرد کا اُڑتا ہوا
جاتا ہی نہایت عیار تیز رو ہی مگر فیروزہ بن عمرو کسی طرح تعاقب نہین چھوڑتا ہی چلا ہی جاتا ہی
دس کوس راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا مین ایک لشکر اُترا ہی بارگاہ کلان استادہ ہی عیار اُس
بارگاہ مین گیا جاتے ہی بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فیروزہ خدمتگار بنکر جب اندر بارگاہ
کے پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن و قوی من مقام صدر پر بیٹھا ہی بادشاہ کو ہوشیار کیا ہی
ہوشیار کرکے کہہ رہا ہی کہ کیون ای بادشاہ اسلام تمنے کچھ خوف نہ کیا شاید تمنے میرا نام نہین
سُنا ہی مہلیل زنجیرہ پیچ میرا ہی نام ہی جس معشوقہ کو تم پہلو مین لیکر بیٹھے تھے وہ کئی سال سے
میری منگیتر ہی باپ نے اُسکے میرے ساتھ منسوب کیا تھا تمکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا کہ اسکا منگیتر
کیا کریگا اب مین تمکو قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ
بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نکر یہ سُنتے ہی مہلیل نے حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ جلاد باہر سے خنجر برہنہ
لیے ہوے آیا آتے ہی بادشاہ اسلام کی گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا اور یہ
آواز دیتا تھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کر حکم دینا

قتل کرنا میرا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی مہلیل نے حکم دیا کہ ہم خوب سمجھتے ہین تو جلد قتل کر دیر نہ کر جلاد نے چاہا کہ ہاتھ لگاؤن فیروزہ بن عمرو نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹا ہلڑ ہوا مہلیل نے کہا کہ ارے جلاد کو کیا ہوا عیار نے کہا کہ ای شہریار عیار اس جوان کا میرے تعاقب مین آیا تھا کیا عجب ہی کہ وہ دربار مین آیا ہو اب دوسرے جلاد کو بلائیے یا مین خود قتل کرون یہ کہکے کمر سے خنجر کھینچا قریب بادشاہ کے آیا چاہا کہ قتل کرون فیروزہ بن عمرو بشکل شاطر قریب اُس عیار کے آیا کہا حضرت صاحب آپ اس جوان کو کیون قتل کرتے ہین اسکے عزیز دار آپ کے دامنگیر ہونگے عیار نے کہا کہ تو کیون دخل دیتا ہی فیروزہ نے ایک دھول ماری اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو یہ کہکے لڑنے لگا ایک سپاہی نے بڑھکر کہا کہ مین بادشاہ کا سر کاٹے لیتا ہون سر زنجیر پکڑ کے کھینچا خنجر اُٹھایا بادشاہ جمجاہ نے کہا کہ او نالائق وبے حیا زنجیر کھینچتا ہی سپاہی نے سونٹا اُٹھایا شعلۂ غضب کانون سینۂ بادشاہ اسلام مین شعلہ زن ہوا بادشاہ نے زنجیر پکڑ کے جھٹکا دیا سپاہی جُھکا بادشاہ اسلام نے ہتھکڑی ماردی سر سپاہی کا پھٹا بادشاہ نے ہلہ مار کر ہتھکڑی توڑی قید پہ ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا

قطعہ

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سرِ دارِ فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دیا ایک سپاہی کو مار کر تلوار لی فیروزہ بن عمرو کو بچایا آپ مصروف جنگ ہوے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے مہلیل کو بہت ناگوار ہوا خبردار خبردار کہتا ہوا ابڑھا پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ مین تمھاری جنگ کا مشتاق ہون یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا افسران فوج گرد آگئے ہر طرف سے نیزہ و تیر مارتے ہین بادشاہ سب کے وار روک رہے ہین جسپر ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے دور سے تیر پڑ رہے ہین جو تیر جسم پر بادشاہ کے پڑا بادشاہ نے نکالکر پھینک دیا سراٹے خون کے جسم سے بلند ہین گرد بادشاہ کے کافران غوطہ پسند ہین جب بادشاہ اسلام نے دیکھا بلوہ کافرون کا بارگاہ مین بڑھتا جاتا ہی

ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی گرنے لگی بادشاہ اسلام بارگاہ کو گرا کر باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے چہار جانب سے فوج کفار نے بلوہ کیا بادشاہ جمجاہ نے بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین الضعفاء و ای خالق یکتا اپنے بندۂ حقیر کو ان ظالمون کی بدعت سے بچا لے ان بجیاؤن نے گھیرا ہی نظم

خدا آئینۂ دل را کند صاف　　بشوید سینہ را با آب الطاف
بہر بندہ کند حق کارسازی　　بفضل و لطف و رحم و عدل و انصاف
بہر یک راز موئے راز دار است　　بہر یک پردہ ذات اوست کشاف
زبانہا عاجز از تقریر ذاتش　　قلمہا قاصر از تحریر اوصاف
بشرق و غرب حکم اوست جاری　　جہان محکوم او از قاف تا قاف
زہے واحد خدا و ند یگانہ　　کہ شد ظاہر از و تعداد آلاف
جہان مداح او ممدوح دوران　　خدا موصوف و جملہ خلق وصاف
زہے فرمان ملزوم الاطاعت　　کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
زحسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب　　ز نورش پرتو افگن پرتو آفت[لہ]
ظہور قدرتش گردد ہویدا　　با قسام و با نواع و با صناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد　　کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد　　بداند قیمت زر مرد صراف

لہ تخفیف آفتاب ۱۲

بادشاہ نے جو بلک کے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا دہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بجیا داای نابکاران پر دغا منم نقابدار بادلہ پوش یہ کہکر تلوار کھینچ کر آگرا اس طرح حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار جوان مارے عیار نقابدار تڑپتا ہوا قریب فیروزہ بن عمرو کے پہونچا برابر کھڑا ہو کے لڑنے لگا کئی سو عیارون کو مار کے گرا دیا اور فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای فیروزہ واہ ای مہتر بن مہتر عیاری تمہارے ہی گھر سے نکلی ہی کیا کہنا کس خوبی سے اپنے آقا کو رہا کیا مگر ذرا ہوشیار رہو دیکھو احکام تیز رو آتا ہی احکام نے جو دیکھا کہ عیار نقابدار بادلہ پوش پاس فیروزہ کے پہونچا کئی سو بیک بچے میرے مارے گئے

شاگردون کو لیکر جھپٹا عیار نقابدار نے فیروزہ بن عمرو کو ہوشیار کیا کہا دیکھو سنبھلو عیار آتا ہی کئی سو پیکیچون نے ان دونون کو گھیر اگر عیار نقابدار مثل برق کے تڑپ رہا ہی کئی سو پیکیچون کو مار کے گرا دیا فیروزہ بن عمرو کو بچا رہا ہی جس عیار نے فیروزہ پر حلقے کمند کے مارے عیار نقابدار نے حلقے کاٹ دیے اُسی عیار کو جھپٹ کے مارا جب احکام نے دیکھا کہ عیار نقابدار بلاے روزگار ہی کہا یارو اس ظالم کو گھیر لو عیار نقابدار پر حلقے کمند کے پڑنے لگے مگر عیار نقابدار حلقہ ہاے کمند سے مثل برق کے تڑپ کر نکلتا ہی ایک مقام پر احکام نے حلقے کمند کے مارے عیار نے دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین آئے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر نکلا نکل کے جست کی سر پر احکام کے پہونچا اُترتے اُترتے خنجر مارا کہ عیار کا سر کٹ کر گرا سب پیکیچ بھاگے غلغلہ کرتے ہوے کہ احکام تیز رو مارا گیا سلطنت جہلیل کمزور ہوئی عیار پر بڑا دعویٰ تھا کہ جہان گیا کام کرکے آیا دیکھو بادشاہ اسلام کو کیونکر چُرا لایا اب پہلوانی کا مزا نہ رہا عیار نقابدار بادلہ پوش احکام کو مار کر قریب اپنے آقا کے آیا پوچھا کہ ای آقاے نامدار جنگ کا کیا طور ہی نقابدار نے کہا کہ مین بادشاہ کے ساتھ لڑ رہا ہون اُن ہی کے طریقے پر چل رہا ہون کئی مرتبہ جہلیل سے مقابلہ پڑا لوگ بیچ مین آگئے مقابلہ رہگیا میرا حریف ہوتا تو اب تک مار چکا ہوتا بادشاہ اسلام کے جو کان مین آواز گئی سنبھل کر پشت مرکب پر بیٹھے جنگ رستمانہ کرتے ہوے چلے جہلیل کو للکارا کہ او نامرد ازلی اب سامنے نہین آتا میرے تیرے مقابلہ ہو جائے کہ دل مین تیرے حوصلہ نہ رہے یہ سُنکر جہلیل بڑھا اُدھر سے علمدار لشکر کفار آتا تھا کئی سو جوان اُسکے گرد جنگ کرتے ہوے چھر کو بغل مین دابے ہوے پھر رہا ہوا مین اُڑتا ہوا جس مقام پر جم کر لڑے سو دو سو کو زخمی کیا مگر ملازمان نقابدار مین سے جو ایک زخمی ہوا دوسرے نے اُسکو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا منظور یہ ہی کہ لاشہ اپنے ساتھ والے کا رہ نہ جائے اکثر جو مر کے گرے سوارون نے گھوڑے سے اُتر کر لاشے اُنکے اُٹھا لیے اپنے گھوڑون پر ڈال لیے مگر بادشاہ سے جہلیل کا سامنا ہوا نقابدار بادلہ پوش نے علمدار کو مارا بادشاہ اسلام نے جہلیل کو ٹوکا جہلیل آپڑا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار ردو قدح کے ہوے تھے کہ ایک مقام پر بادشاہ اسلام نے خبردار خبردار کہہ کے کمر کو بتاکر سر پر ہاتھ تیغہ قمقام کا مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ مرکب زمین کو

بوسہ دیا جس وقت کہ مہلیل مارا گیا احکام کا بھائی ناکام فوج کو ساتھ لیکر بھاگا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا لاشہ مہلیل کا لادلیا بھاگے ہوئے جاتے ہین لیکن بادشاہ اسلام بعد فتح جنگ کے نقابدار بادلہ پوش کے سامنے آئے فرمایا کہ ای نقابدار تمنے بڑا احسان کیا کہ ایسے وقت پر آئے ہم عاجز ہو رہے تھے مگر چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون طرز جنگ سے یہ تو ثابت ہوتا ہی کہ خاندان صاحبقرانی مین سے ہو اپنے نام سے آگاہ کرو کہ گل کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ ای شہریار آپ کے فرمانے کا مجھپر بہت بڑا بار ہوتا ہی ابھی نام ظاہر کرنا منظور نہین ہی صاحبقران زمان سے امتحان کرونگا شاید غالب آؤن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر یہ سودا ے خام سر سے نکال ڈالو اسطرح کا خیال دل مین نہ رکھو صاحبقران عالیشان وہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی کہ رستم پیلتن ایسے فرزند کو زیر کیا کہ اس طلسم مین وہی طلسم کشا ہی مگر طلسم وسیع ہی سُنا ہی کہ تحفہ جات و لوح طلسم لیکر داخل طلسم ہو گئے ہر چند کہ صاحبقران عالیشان بالذات فتاح طلسم نہین ہین مگر لڑ بھڑ کے طلسم مین پہونچے مرحلہ جات پر لڑ رہے ہین صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اُنپر آج تک کوئی غالب نہین ہوا ایک نقابدار اس مدت مدید مین آیا ہی اُسکے طریقے سے سامان صاحبقرانی پائے جاتے ہین ایک صفت ادنے یہ ہی کہ ایک باز سفید اُسکے سر پر سایہ فگن رہتا ہی ساحر سے نہین ڈرتا ساحرونکو پامال کرتا ہی مرکب سہ چشمی برائے سواری بارگاہ عمدہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا سالہا سال سے برابر کد و کاوش کر رہا ہی کہ صاحبقران عالیشان سے بانے لون مگر صاحبقران کب دبتے ہین فرماتے ہین کہ مجھسے مقابلہ کرو نقابدار چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرون اور بانے پاؤن یہ سُنکر نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ مین نقابدار زرین پوش سے امتحان کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار اگر تم نقابدار زرین پوش پر غالب آئے تو شاید صاحبقران عالیشان پر بھی غالب ہو یہ سُنکر نقابدار بادلہ پوش خاموش ہوا اور یہ کہکر چلا گیا کہ مین نقابدار زرین پوش کی فکر مین جاتا ہون بادشاہ جمجاہ فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر اسباب لوٹ کا لدوائے ہوئے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان صبح کو ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور بادشاہ کو چھپر کھٹ پر نہ پایا باغ مین تلاطم ہوا یہ خبر اغراض کو پہونچی اُسنے آکر بیٹی کو سمجھایا کہ مین ہرکارے روانہ کرتا ہون حال کُھل جائیگا کہ کون شخص اُنکو

گرفتار کر کے لے گیا ہرکارے دریافت کر کے ظاہر کرین گے اغراض ہیٹی کو سمجھا کر باہر آیا لشکر مین ذکر کیا ہرکارے روانہ کیے مگر بادشاہ حمجاہ فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے آگے بڑھے ہوے آتے ہین چھکڑے اسباب وغیرہ کے عقب مین راہ مین ایک پہاڑ ہی اُسکو کوہ بوقلمون کہتے ہین اُسپر ایک قزاق رہتا ہی کہ شایان فیلسوار اُسکا نام ہی پہاڑ پر اپنے بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا چھکڑے اسباب کے جاتے ہین بارہ ہزار قزاق لیکر اُترا فقط اُن چھکڑون پر گاڑی بان تھے اُنکو پکڑ لیا چھکڑے پھیر کر لے گیا چند گاڑی بان پہلے سے کود کر بھاگے تھے وہ بھاگ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے عرض کی کہ شایان قزاق مال حضور کا چھین کر لے گیا بادشاہ حمجاہ یہ سُنکر پلٹے فرمایا کہ قزاق کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارا مال و اسباب لے جائے گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دامنہ کوہ بوقلمون مین پہونچے قزاقون نے دیکھا کہ ایک سوار تاج سر پر رکھے موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین مرکب عربی زیر ران مرکب بھی ساز و یراق سے آراستہ قزاقون نے کہا کہ ای افسر آج کسی اچھے کا مُنھ دیکھکر اُٹھے تھے کہ مال کے کئی سو چھکڑے حاصل ہوے اب ایک سوار آتا ہی کہ لاکھون روپئے کا اسباب پہنے ہی گھوڑا ابھی بے نظیر ہی جوان بھی رشک ماہ منیر ہی یاقوت احمر کے کنٹھے پہنے ہی افسر نے اُن سب کے سر اُٹھا کر دیکھا بیقرار ہو گیا کہا مین خود جاتا ہون اسباب اس سے لاتا ہون اسے قتل نہ کرونگا اگر میرے ساتھ رہے تو اپنا رفیق بناؤن یہ کہہ کے گینڈے پر سوار ہوا سامنے بادشاہ حمجاہ کے آیا پُکار کر آواز دی کہ ای جوان ذرا ٹھہر جا بادشاہ اسلام نے گھوڑا روکا شایان فیلسوار قریب آیا کہا کہ ای شہریار یہ تو مین سمجھ گیا کہ آپ کہین کے تاجدار ہین مگر نہین معلوم تنہا آنے کا کیا باعث ہوا گھوڑے سے اُتر پڑیے سلاح وغیرہ رکھ دیجیے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای بہادر کسطرح اسباب اپنا دے دین کوئی بہادر یہ نہ قبول کریگا شایان نے کہا کہ یہ مقام بوقلمون ہے یہانسے کبھی کوئی صحیح و سالم نہین پلٹا مجھے آپ کے شباب پر رحم آتا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم نہ دین گے جس طرح تمسے ہو سکے اُس طرح لو مین بخوشی نہ دونگا قزاق بھی پہاڑ سے اُتر کر آگئے وہ بھی بادشاہ حمجاہ کو سمجھانے لگے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیسے سپاہی ہو کہ سپاہ گری کے خلاف سمجھاتے ہو بے لڑے بھڑے ہتھیار دے دین اور گھوڑا حوالے کرین تمسے جس طرح لیا جائے لے لو شایان کے تیور پر بل پڑا ساتھ والون سے کہا کہ ہٹ جاؤ اس جوان کی قضا ہی لیکر آئی ہی

یہ کہکر گھوڑے کو پیچھے ہٹایا نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے سنان نیزہ کو توڑ ڈالا اب تو شایان کو بڑا
تردد ہوا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان بڑا سپاہی ہی دوسرا نیزہ ساتھ والے سے لیا بادشاہ اسلام نے
اُسکی بھی پھر توڑ ڈالی جب تو شایان فیل سوار نے تلوار کھینچی کہا کہ ای جوان اگرچہ تو دریاے سلاح
مین غرق ہی مگر اس وار سے نہ بچیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ شاید اسی تلوار سے تمھاری
قضا ہو شایان فیل سوار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے باڑھ بچاکر کلائی پر شایانؔ
کی ہاتھ ڈال دیا شایان فیل سوار نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے
آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ فرماتے جاتے ہین تو افسر قزاقان ہی کوئی بات اُٹھا نہ رکھنا
تاکہ کوئی حوصلہ تیرے دل مین باقی نہ رہے شایان پیچ باندہ رہا ہی کہ جنکا توڑ خلق نہین ہوا مگر
بادشاہ جمجاہ اُن پیچون سے بھی بچتے ہین پہر بھر کامل کشتی ہوئی شایان نے بڑے بڑے فن صرف کیے
مگر بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا بعد پہر بھر کے شایان فیل سوار روک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای شہریار
حقیقت مین آپ سپاہی بے مثل و بے نظیر ہین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے آپ کو
اپنا افسر بناؤنگا مین سمجھ چکا کہ آپ پر کسی طرح غالب نہ ہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ شاید تو نے
سُنا ہو زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اُنکے فرزند کا فرزند ہون
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد میرا نام ہی یہ سُنتے ہی شایان قدمون پر گر پڑا کہا کہ اے
شہریار آج تقدیر نے میری رسائی کی کہ ملازمت حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمۂ طیب فرمایا شایان
بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای بہادر جو کہ چھکڑے مال و اسباب کے
تمنے لوٹے ہین وہ ہمارے ہین لہذا اُنکو ہمارے ہمراہ کردو ہم مہلیل زنجیرہ پیچ پہلوان کو مارکے
اُسکا مال و اسباب لے چلے تھے راہ مین گاڑی بانون نے خبر دی کہ قزاقون نے مال و اسباب آپکا
چھین لیا اسی وجہ سے مین پلٹا شکر ہی کہ تمسے صفائی حاصل ہوئی شایان فیل سوار نے کہا کہ آج
اسی پہاڑ پر تشریف رکھیے کل حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب زندگی مین دامن دولت
نہ چھوڑونگا قزاقی سے توبہ کی بادشاہ اسلام نے قبول کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے شایان نے
بارگاہ منگوا کر استادہ کرائی بادشاہ جمجاہ اُس بارگاہ مین داخل ہوے سب قزاق خدمت
مین بادشاہ کی حاضر ہین گائنین آئین وہا تن کسبیان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان پہنے گلبدن کے

پائجامے ٹول کی گوٹ چاندی کے زیور بھاری بھاری زنگاری دوپٹے برسات کھائے ہوے دبقے پڑے ہوے اُسمین سے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

کہین کیا دشت وحشت کا کہانتک ہم پہ احسان ہی | کہ اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہی
مقام سیر ہی کنج لحد بھی یاد گلرو سے | جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہی
بڑھی لو اور چالاکی پچھے جو پاؤن مین کانٹے | کہ پائے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہی
یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بھی محتاج نالے کی | ہلا سکتے نہین پا کو یہانتک تنگ زندان ہی
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہو | کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہی
مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہی ای دل | کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہی
بہار سبزہ تو دیکھتے ہین جوش گریہ ہی | دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہی
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے | یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہی
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اُٹھتے ہین | صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہی
بہا کر خون پہنین گے کفن گلہائے لالہ کا | کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہی
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین | بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہی
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اُس کا | نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہی

دو پہر رات گئے تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا بعد اُسکے جلسہ برخاست ہوا پادشاہ اسلام نے آرام فرمایا شایان قزاق بھی اُسی بارگاہ مین رہا قزاقون کو بھی اطمینان ہوا اپنے اپنے مقام پر سوئے مگر قضائے کار ناکام عیار جو لاشہ مہلیل کا لیکر بھاگا تھا ایک صحرا مین آکے ارتھی بنائی لاشہ جلانے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی مستان دیوانہ صحرا سے جھومتا ہوا آیا کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہی ناکام عیار نے رو رو کے اپنے آقا کا قتل ہونا بیان کیا مستان نے کہا کہ تو نے اُس جوان کو قتل کیون نہ کیا ناکام نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین کیونکر قتل کرتا وہ جوان نہایت زبردست ہی سپاہی بے نظیر حُسن مین رشک ماہ منیر خوب تلوار چلی جب ملازم بھی ہمارے آقا کے مارے گئے تب ہم لاشہ اپنے آقا کا لیکر بھاگے یہان آکر جلایا مستان نے کہا کہ مجھسے اور مہلیل سے بڑی ملاقاتین تھی مین برائے مقابلہ چلونگا اور اُس جوان کو قتل کرونگا یہ کہکے ناکام کو اُتارا

رات کو ناکام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام اُسکی تلاش مین جائے مستان دیوانہ نے کہا کہ اگر تو اُس جوان کو گرفتار کرکے لائیگا تو مین فوراً اُس جوان کو قتل کرونگا معاوضہ خون جہلیل کا لونگا ناکام عیار اُسی وقت قنطورسے لگا کر روانہ ہوا تلاش کرتا ہوا زیر کوہ بوقلمون پہونچا دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہے ناچ گانا ہو رہا ہے ناکام ایک گوشے مین چھپ کر کھڑا ہوا جب جلسہ برخاست ہوا اور بادشاہ نے آرام فرمایا تو ناکام گوشے سے نکلا اور نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا کفچے مین بیہوشی رکھی چاہا کہ بیہوش کرون فیروزہ بن عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آقا کے چھپر کھٹ کے پاس ایک سیاہ پوش کھڑا ہے للکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہے ناکام نے بادشاہ جمجاہ پر خنجر مارا اور بھاگا بادشاہ کے سر سے خون بہنے لگا فیروزہ نے للکارا کہ او نالائق و بیحیا تونے یہ کیا حرکت کی ناکام بھاگا بیرون بارگاہ آیا فیروزہ نے تعاقب کیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او بیحیا تونے غضب کیا بادشاہ اسلام کو خنجر مار کے جاتا ہے اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگا آگے آگے ناکام جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے پیچھے پیچھے فیروزہ مگر ناکام اُسی روا روی مین داخل لشکر مستان ہوا لیکن فیروزہ نے بھی ناکام کا پیچھا نہ چھوڑا صبح کا وقت ہے مستان دیوانہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ذکر کر رہا ہے کہ شب سے عیار گیا ہے پلٹ کے نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا کارروائی کی مجھے جہلیل کے خون کے معاوضے کا بہت بڑا خیال ہے جب تک اُس جوان کو قتل نہ کرونگا تب تک مجھے آرام و چین نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ ناکام عیار بھاگا ہوا آیا مستان دیوانے نے پوچھا کہ خیر تو ہے ناکام نے چاہا کہ حال بیان کرون کہ نعرے کی آواز آئی او بیحیا مین آ پہونچا منم فیروزہ بن عمرو مستان نے دیکھا کہ ایک عیار چست و چالاک نہایت بے باک تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے آکر قریب ناکام کے پہونچا مستان نے آواز دی کہ او ناکام مار اسکو کہ دو ٹکڑے ہون ناکام نے پلٹ کر خنجر مارا فیروزہ بن عمرو نے پیترا بدل کر خالی دیا بیٹھ کر ہاتھ پالٹ کا مارا کہ دونون پائون ناکام عیار کے اُڑ گئے مستان نے للکارا کہ او ناعیار یہ کس طرح کی حرکت کی خبردار آگے نہ بڑھنا فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن لوگ اُٹھے فیروزہ کو گھیر لیا فیروزہ لڑتے لڑتے گرا سب از روے بلوے کے ٹوٹ پڑے فیروزہ کو پکڑ لیا مشکین باندھ کر سامنے مستان کے لائے مستان نے کہا کہ اسکو قید کرو کل قتل کرین گے فیروزہ کو قید کیا جب فیروزہ قید ہو چکا مستان نے حکم دیا کہ کل

میدان خونی کی تیاری کرد سر میدان اسکو دار پر کھینچو نگا ساتھ والون نے میدان خونی کی تیاری کی صبح کو طرف میدان خونی کے چلے یہان بادشاہ اسلام نے جو زخم کھایا شایان قزاق یہ خبر سنکر آیا اور نہایت افسوس کیا کہ میرے گھر مین شہریار زخمی ہوے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ فیروزہ اُسکے تعاقب مین گیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری مجکو بڑا انتشار ہی ای برادر جلد خبر منگاؤ شایان قزاق نے قزاقون کو روانہ کیا وہ سب تجسس مین نکلے ایک قزاق ڈھونڈھتا ہوا لشکر مستان مین پہونچا دیکھا درختون مین اشتہار چسپان ہین معلوم ہوا کہ کل فیروزہ بن عمرو قتل ہو جائیگا قزاق وہانسے بھاگا خدمت بادشاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ مستان دیوانے نے فیروزہ کو گرفتار کرکے قید کیا ہی کل کے روز فیروزہ قتل ہو جائیگا بادشاہ اسلام فوراً سوار ہوے طرف لشکر مستان دیوانہ کے چلے یہان اب وہ وقت ہی کہ دار استادہ ہی جلاد شلنگین لگا رہا ہی مستان دیوانہ زنجیر مین ہلا رہا ہی کہتا ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی مین نے قاتل مہلیل کو نہ پایا نہین تو اُسکو اس طرح سے قتل کرتا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر افسوس کرتے اور مجکو رحم نہ آتا مگر اب اس عیار کو جلد قتل کرو تاکہ میرے دل کو چین آئے جلاد نے فیروزہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اُس وقت فیروزہ نہایت مایوس ہوا یقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھون مین آنسو بھرے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت ناگہانی سے نجات دے تیرے نزدیک سب آسان ہے

میرا تو یہ اعتقاد ہی بجز بی تیرا نام نامی یاد ہی نظم

یک است آن خدا او ند کون و مکان — یک است آن شہنشاہِ دورِ زمان
زہر نام نامش عیان میشود — زہر یک نشان ست ظاہر نشان
بہر خانہ او خانہ داری کیند — بہر یک مکان ست اہلِ مکان
گہے بحجاب و گہے پردہ دار — عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل شود — گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رگ گہے پی بود گاہ پوست — گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی — گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے با نوا و گہے بے نوا — گہے ناتوان گاہ اہل توان

گئے مرد محتاج و دریوزہ گر		گئے شاہ اقلیم دور زمان	
گئے در زمین و گئے بر فلک		گئے در سماء گئے در سمک	

کافرون نے جو فیروزہ کو دعا کرتے دیکھا طعن وتشنیع کرنے لگے کوئی کہتا ہی کہ کسے پکارتا ہی کوئی کہتا ہی کہ خداے نادیدہ کو بلا کوئی کہتا ہی کہ ان مسلمانون کا بھی عجب اعتقاد ہی آپ ہی کہتے ہین کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہی بھلا پھر انکی آواز کیونکر پہونچے ناحق کو روتا ہی لات ومنات کو پکارے تو شاید پونے دو سو خداوندون مین سے کوئی خداوند سن لے اور مدد کرے بعضے کہتے ہین یہ مسلمان بڑے سخت مزاج ہین آج تک کسی مسلمان کو لات پرست ہوتے نہین دیکھا لشکر مین ایک غلغلہ ہی مستان دیوانہ آواز دے رہا ہی کہ یاروا اب اس عیار کو جلد قتل کرو دیر نہ کرو اسنے بہت بڑی گستاخی کی ہی میرے سامنے عیار مہلیل کو مارا اچھا مابدولت کا خوف نہ کیا مین بھی اسے اس طرح سے قتل کرونگا کہ سب اسکے حال زار پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو رحم نہ آئے یہ ذکر تھا کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ بادشاہ جمجاہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم		بہارِ گلستانِ کاؤس وجم	
شہنشاہ اسلام با عدل وداد		منم نورِ عینین شاہِ قباد	

دیکھا سب نے کہ ایک جوان آفتاب جمال وخورشید مثال کافرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی جسنے ٹوکلات پلنگر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے کئی صفین درہم وبرہم کین تھوڑے عرصے کے بعد بوق کی آواز سبھون کے کان مین آئی شایان فیل سوار قزاق بارہ ہزار قزاقون سے جو آکر گرا زمین ہلادی دریاے خون بہادیا گھوڑے قزاقون کے دوڑتے پھرتے ہین مستان دیوانہ بدحواس ہوگیا کہتا ہی کہ یارو یہ جوان کون ہی کسی نے کہا کہ اے افسر اسی جوان نے مہلیل کو مارا اکیلے نے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی آپ مقابلے کے خواہان تھے اب مقابلہ کیجیے مہلیل کے خون کا بدلا لیجیے یہ سنکر مستان جھومتا ہوا بڑھا للکار کر آواز دی کہ اے جوان کیون تیری قضا آئی ہی مجھسے مقابلہ کر ان غریبون نے تیرا کیا لیا ہی بادشاہ اسلام نے جو مستان دیوانے کو پیدل دیکھا فوراً گھوڑے سے کود پڑے اور مقابلے مین مستان کے آئے مستان نے جھپٹ کر چوبدست لگائی بادشاہ جمجاہ نے پینترہ بدل کے خالی دی چوبدست زمین پر پڑی گرد اڑی پانی نکل آیا مستان دیوانہ کف افسوس ملنے لگا اور

پکارا کہ ہاے ایسا معشوق حسین وجمیل میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو آقاے سُرخ تھا بادشاہ اسلام نے پہلو سے آواز دی کہ ارے مین تو زندہ موجود ہون کسے مارا مستان دیوانے نے پلٹ کر دیکھا پھر چوبدست لگائی بادشاہ نے ایکی مرتبہ کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ جھکا چوبدست چھوڑکر ایک خنگل مارا زرہ مع پوست نوچ لی بادشاہ اسلام نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکّہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے مل گیا اب جو دیوانے نے سر اُٹھایا شانے پر بادشاہ کے چکٹ ماری بادشاہ نے ایک گھونسہ ایسا مارا کہ دیوانے کے مُنھ سے بوٹی نکل پڑی خوف کے مارے تھرا گیا مُنھ کھول دیا جب یہ مُنھ پھیلاتا ہی بادشاہ گھونسہ دکھاتے ہین دیوانہ رُک جاتا ہے اس زور وشور سے باذشاہ اسلام دیوانے سے لڑ رہے ہین کہ دیکھنے والے تعجب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بادشاہ ہی کا کام ہے جو ایسے دیوانے سے لڑ رہے ہین دو پہر کامل مستان دیوانہ بادشاہ سے لڑا بعد دو پہر کے کہا کہ ایک زور اخیر کرتا ہون اگر آپکو مین زیر کیا تو فبہا ورنہ ای آقا آپ کی اطاعت کرونگا آج تک ایسے کسی حریف سے مقابلہ نہین پڑا تھا آج مجھے معلوم ہوا کہ زمانے مین ایسے بھی لوگ ہین کہ مجھسے زور زیادہ رکھتے ہین یہ کہہ کے ریل کرے دوڑا پانچ قدم پر لاکر ہکّہ مارا بادشاہ کا بایان گھٹنہ جھکا مستان دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا لنگر بادشاہ کا نہ اُٹھا تھک کر کہا کہ ای آقاے سُرخ اب مین بھی تمھارے زور کا مشتاق ہون بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے دیوانے کو ریل کرے دوڑے پندرہ قدم تک ریل کر لائے سولھوین قدم پر لاکر ہکّہ مارا دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے کہا ای آقاے سُرخ مجھے لنگر قائم کر لینے دیجیے تب زور کیجیے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے مستان دیوانے نے لنگر جمایا بادشاہ نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تابہ زانو دوسرے زور مین تابہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سر کو سر سے بلند کیا دیوانہ غل مچانے لگا کہ ای آقاے سُرخ مجکو زمین پر نہ گرانا ورنہ میرا سر پھٹ جائیگا تڑپ کر مرجاؤنگا بادشاہ نے دیوانے کو ہاتھ سے رکھدیا دیوانہ بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ کیا اسم مبارک ہے شب کو ایک بڑے آقاے سُرخ خواب مین آئے تھے آپکا نام بتا گئے ہین بادشاہ نے جو اپنا نام اصلی بتایا مستان دیوانہ گرد پھرنے لگا عرض کی کہ ای آقاے سُرخ آپ ہی کا نام بزرگون نے بتایا تھا اب مین آپ کے ساتھ رہونگا تابہ زندگی اطاعت سے مُنھ نہ موڑونگا بادشاہ نے دیوانہ کو

گلے سے لگا لیا دیوانہ پھر تنے لگا کہتا تھا کہ آپ نے مجھے کب زیر کیا مین آپ سے پھر لڑونگا یہ کہہ کے
لپٹ پڑا بادشاہ نے پھر اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر گلے پر رکھا اب تو دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا
کہ اب آپ نے مجھے زیر کیا کئی مرتبہ دیوانہ اسی طرح لپٹا مگر بادشاہ اسلام نے دوسرے پیچ پر اُکھیڑ کر
مارا تب دیوانہ رضامند ہوا ایک چیخ ماری کہ بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوے مستان دیوانے نے
عرض کی کہ ای آقاے نامدار یہ سب میرے تابعدار ہین اور سب دیوانون کی جانب مخاطب ہو کر کہا
کہ مین اس شیر بیشۂ جرأت کا تابعدار ہوا اور اس شہریار کی دل سے اطاعت کی لہذا جسکو لڑنا ہو
وہ اس سے لڑے خواہ زیر ہو کر اطاعت کرے خواہ یون ہی سب کو اس بات کا اختیار ہی یہ بات
سنکر کئی دیوانے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور خم مار کر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے فرداً فرداً
اُن سب کو زیر کیا سب نے دل سے اطاعت بادشاہ کی منظور کی بادشاہ اُن سب کو لیکر چلے شایان
کے ساتھ اُسکے مقام پر آئے آکر اُترے کئی دن تک یہان جشن کیا ایک دن شایان قزاق گھبرا کر
آیا کہا ای شہریار مفتاح نیزہ باز پہلوان زبردست ہی مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی اُسنے آگر
گھیر لیا ہی ہم لوگ قزاق ہین تدبیر سے لڑتے ہین آپ طرف صحرا کے نکل جائین مین لڑ بھڑ کے طرف درۂ کوہ
کے چلا جاؤنگا اگر اُسنے گھیرا مغلوب ہین جو مارے جائین گے وہ مارے جائین باقی نکل جائین گے بادشاہ
نے فرمایا کہ ای شایان چھپ کر نکل جانا کیسا بہادر کہین ڈرتے ہین اپنی جرأت پر مرتے ہین وہ نیزہ باز
بڑی نوک کی لیتا ہی جس طرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو اگر وہ آنے کا ارادہ کریگا تو ہم نکل کر رد کین گے
بعد ہمارے تمکو اختیار ہی شایان نے کہا کہ ای شہریار اُسکو دعوی سپہ گری ہی اور پہلوان بھی نہایت
زبردست ہی اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتا باہر نکل کر دیکھیے کہ کسقدر فوج کے جاؤ ہین معرکۂ عظیم پڑیگا
ایک قزاق ہزار سے کیونکر لڑیگا میرے ساتھ بارہ ہزار قزاق ہین وہ تین لاکھ فوج سے آیا ہی یہ سنکر
بادشاہ نے فرمایا کہ ای شایان فوج والے تماشا دیکھتے رہجائین گے اگر اُسکو زیر کیا سب اطاعت کرینگے
تم تماشا دیکھو اس طرح سے سمجھا کر بادشاہ نے شایان کو روکا مفتاح نیزہ باز جب درۂ کوہ کا
راستہ روک چکا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فیروزہ بن عمرو نے آکر یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ
نے کہا کہ ای شایان تم بھی طبل جنگی بجواؤ شایان قزاق نے کہنے سے بادشاہ کے طبل جنگی تو
بجوایا مگر گھبرایا ہوا ہی پیٹ پکڑے پکڑے پھرتا ہی ساتھ والون کو آمادہ کر رہا ہی کہتا ہی کہ یارو کل

بادشاہ کے ساتھ جان دین گے تین لاکھ پہ بارہ ہزار نسے جا پڑین گے مستان دیوانہ بیٹھا ہوا یہ سب باتین سن رہا ہی رگ دیوانگی جوش مین آئی اپنے مقام سے چوبدست کو جنبش دیتا ہوا اُٹھا بادشاہ نے پوچھا کہ کہان چلے کہا اُس خرد منڈے کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر دیوانے نے باہر آکر ایک چیخ ماری بارہ سی دیوانے آکر جمع ہوے کہا یارو تماشا دیکھنے چلو گے آج بڑا میلا ہی سب نے کہا کہ چلیے بارہ سی دیوانون کو ساتھ لیکر طرف لشکر مفتاح کے چلا زنجیرین ہلاتا ہوا جاتا ہی چوبدست کو گردش دیتا ہوا بارہ سی دیوانے مستان کے ساتھ کے جس وقت کنارے پر لشکر مفتاح کے پہونچے مستان دیوانے نے آواز دی کہان یارو بزنید و بہبندید بارہ سی چوبدستین چلنے لگین جسکو چوبدست ماری وہ پرا ٹھا ہوگیا کئی ہزار جوان مارے کئی سی خیمے گرے کئی ہزار جوان اسمین دبے بعد اُسکے دیوانے لشکر مفتاح مین گھس پڑے اور کافرون کو قتل کرنے لگے ہلڑ ہوا مفتاح نیزہ باز نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور بارہ سی دیوانے لشکر کو قتل کر رہے ہین اُنسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا جسنے مقابلہ کیا پرا ٹھا ہوگیا ہزارہا جوان مارا گیا مفتاح نیزہ باز نیزہ اُٹھا کر چلا باہر آکر دیکھا کہ لشکر مین غدر ہی دیوانے قتل کرتے پھرتے ہین آگے آگے سب دیوانون کے مستان دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا جسکو چوبدست لگائی وہ مثل پراٹھے کے ہوگیا کئی افسر مفتاح کے سامنے مفتاح کے مارے گئے مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے جھول ذرا سنبھل کر لڑ نہین تو آفت برپا کرونگا یہ کہ کے مفتاح نے نیزہ مارا دیوانے نے چوبدست سے نیزے کو توڑ ڈالا مفتاح نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا مستان دیوانے نے اُسپر چوبدست ماردی تلوار مفتاح کی ٹوٹی دونون حربون مین مفتاح نیزہ باز کو شکست حاصل ہوئی دیوانے نے چوبدست اُٹھائی قصد کیا کہ حملہ کرون مفتاح سامنے سے بھاگا دیوانے نے پیچھا کیا مفتاح خیمے مین چھپ گیا دیوانہ جو چلا طناب خیمے مین اُلجھ کر گرا چہار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے دیوانے نے کئی سی آدمی گرے پر مارے مگر فوج مفتاح نے بلوہ کر کے مستان دیوانے کو گرفتار کر لیا مفتاح نے سُنا کہ دیوانہ گرفتار ہوا ہنستا ہوا باہر بارگاہ کے آیا فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ فوج نے دیوانون پر بلوہ کیا سب دیوانے گرفتار ہوے مفتاح نے مستان کو مسلسل و مطوق کیا اور سب دیوانون کو بھی قید کر لیا درختون سے باندھا تیرانداز بلائے کہا یارو ان خطا شعارون پر تیراندازی کرو سب تیرانداز آکر لیس ہوے فیروزہ بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا بدحواس ہو کر بھاگا خدمت مین اپنے

آفاق کی آیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا مستان دیوانہ قید ہو گیا جلد تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے یہ سُنتے ہی بادشاہ اسلام نے زانو پر ہاتھ مار کے فرمایا کہ کیونکر قید ہوا فیروزہ بن عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار وہ دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج فوج مفتاح پر جا پڑا کچھ خوف نہ کیا دس پانچ ہزار کو قتل کیا آخر کار گرفتار ہوا اب درختون سے سب دیوانے بندھے ہین تیر انداز جمع ہو رہے ہین بادشاہ جمجاہ یہ خبر وحشت اثر سُنکر تلوار ٹیک کر اُٹھے شایان قزاق قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہان جانے کا ہرگز ارادہ نہ کیجیے ایسا نہو کہ فوج مفتاح بلوہ کرے اور مفتاح نیزہ باز خود بھی پہلوان زبردست ہے اور فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہے فیروزہ نے کہا کہ ای شایان بہادری تو اُسکی دیکھ چکے کہ دیوانے کے ہاتھ سے بھاگا جا کر خیمے مین چھپا دیوانے نے تعاقب کیا در خیمے پر جا کر طناب خیمہ مین اُلجھا جب گرا ہے تب گرفتار ہوا ہے یہ سُنکر شایان قزاق بھی تیاری کرنے لگا سب سے کہا کہ یارو تیار ہو سب مسلح و مکمل ہوے مگر بادشاہ جمجاہ یہ کہکر چلے کہ ای شایان تم ہمارے تعاقب مین نہ آنا ہم اکیلے ہی جائین گے اپنے رفیق کو قید سے کافرون کی چھڑا کر لائین گے یہ فرما کر بارگاہ سے نکلے اور پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ نے رکاب تھامی بادشاہ اسلام مرکب اُڑا کر چلے یہان مفتاح نیزہ باز نے تیر اندازون کو جمع کیا چاہا تیر اندازی کرون مستان دیوانے نے جو بلوہ فوج کا دیکھا کہ ساٹھ ستر ہزار تیر انداز تین تین بھال کے تیر بجر کمان مین پیوست کرے ہین بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای آقاے سُرخ کے خدا رحم اپنا شریک کر ان ظالمون سے بچالے نظم

ای بندۂ خدا تو صفا از خدا طلب	در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
در کار ہر چہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدار	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن بکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مقصدے کہ ہست از ان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین دل ز در گہ آن دلربا طلب
مطلوب گرچہ دور نہ باشد ز ما مگر	بہر حصول شرط بود ہند یا طلب

بیقرار ہوکر جو دیوانے نے دعا کی لشکر مفتاح مین ہلڑ ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام کی صدا آئی کہ با شیدای

کافران بے حیا وای نابکاران پر دغا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم
منم شاہ اسلام با عدل و داد

بہار گلستان کاؤس وجم
منم نور عینین شاہِ قباد

تلوار کھینچ کر لڑتے ہوے چلے دوسرے پہلو سے گرد اُڑی شایان قزاق بارہ ہزار قزاقون سے آگے پہونچا قزاقون کی لڑائی پہلے بارہ ہزار تیر چلے پھر نیزون کے وار کیے پھر تلوارین کھینچین گھوڑے جو دوڑائے گرد اُڑی اُس اندھیرے مین ہزارون کو قتل کیا تین حملون مین پچاس ہزار جوان لشکر مفتاح نیزہ باز کے قتل کیے بادشاہ اسلام نے آگر مستان دیوانے کو رہا کیا فرمایا کہ کیون ای دیوانہ جھول تو بے حکم ہمارے کیون آپڑا آخر سرکشی کا انجام دیکھا کہ گرفتار ہوا پھر ہمکو آنا پڑا مستان دیوانہ جو قید سے چھوٹا دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا جسپر چوبدست لگائی اُسے پیوند خاک کیا مفتاح نیزہ باز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور جرأت وشوکت بادشاہ اسلام کی ملاحظہ کی اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت وصولت مین لاثانی ہین دیکھو تو کس لطف سے جنگ کر رہے ہین کوئی پہلوان ایسا ہی کہ جاکر بادشاہ کو روکے سہمناک زنگی سپہ سالار لشکر مفتاح اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی جُھوم کر سامنے مفتاح نیزہ باز کے آیا کہا کہ آپ اس جوان کو روکنے کو کہتے ہین مین ابھی اس جوان کا سر لاتا ہون کیا مجال ہی جو آگے بڑھ سکین صف سے جھُوم کر نکلا مگر لاف وگزاف مارتا ہوا میدان مین آیا اور بادشاہ جمجاہ کو للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام آپ کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی مین آپ سے امتحان فنون سپہ گری چاہتا ہون مستان دیوانے نے جو آواز اُس مغرور کی سُنی کہا کہ کیون ای آقاے نامدار اس زنگی سیہ رو کو سمجھا دون کان پکڑ کے حضور کے سامنے لاؤن بادشاہ اسلام نے کچھ جواب نہ دیا مستان دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا سامنے سہمناک کے پہونچا اور للکارا کہ او مغرور ٹھہر جا ہمسے مقابلہ کر بادشاہ ہمارے تجھ ایسون کے مقابلے مین کیا آئین گے اُنکے غلام موجود ہین پہلے ہمسے تو مقابلہ کر ہماری سپہ گری کا جواب دے سہمناک زنگی گینڈا اٹھکرا کے سامنے مستان کے آیا مستان دیوانہ کھڑا ہوکر چوبدست ہلانے لگا کئی جوان جو دیوانے کے سامنے تھے اُنکے سر بچے اُسی کا ہاتھ ٹوٹا سہمناک زنگی نے جو انکا مارے جانا دیکھا جرأت دیوانے سے ڈرا

کہا ای دیوانے ذرا ٹھہر جا مین اور تلوار لے آؤن یہ کہ کے چاہا کہ ہٹون دیوانہ کب مہلت دیتا ہی فوراً جو بدست ماردی گینڈے کا سر پھٹا سہمناک زنگی گینڈے سے گرا دیوانہ جھپٹا سہمناک بھاگا سمجھا کہ یہ جنگل جو پڑیگا تو مین کیونکر برداشت کرونگا دیوانے نے پیچھا کیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ سہمناک بھاگا ہوا جاتا ہی مستان دیوانہ تعاقب مین مگر سہمناک بھاگ کر قریب مفتاح نیزہ باز کے پہونچا پکارتا ہوا کہ ای آقا مجھے اس بلاے مبرم سے بچائیے مفتاح نے للکارا کہ او دیوانہ مجہول خبردار سہمناک پر ہاتھ نہ ڈالنا مستان دیوانہ متوجہ بھی نہ ہوا کہ کون بکتا ہی جاتے کے ساتھ ہی سہمناک پر جنگل مارا زرہ نوچ کر پھینکدی سہمناک سے لپٹ پڑا اٹھا کے دے مارا چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا سہمناک کو نوچنے لگا مفتاح نیزہ باز نے چاہا کہ اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارون کہ دیوانے کا کام تمام ہو بادشاہ اسلام نے جو یہ نامردی مفتاح کی دیکھی گھوڑے کو چمکا کر نعرہ کیا کہ او نامرد خبردار دیوانے پر ہاتھ تلوار کا نہ مارنا مفتاح کا ہاتھ رکا اتنے عرصے مین دیوانے نے سہمناک کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا مفتاح کے قریب بادشاہ پہونچے چاہتے ہین کہ مقابلہ کرین کہ صحراسے گرد اُڑی کہ روے آفتاب کو سیاہ کردیا لکہا ے ابر سُرخ و سفید آسمان پر نمایان ہوے بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہمارا لشکر ہی ثریاے تاجدار آگے آگے سب کے بڑھا ہوا چار سو پہلوان ہمراہ رکاب چھ لاکھ غیر ساحرون کا لشکر پشت پر جادوگرنیان طائرون پر سوار ثریاے تاجدار نے جو دور سے بادشاہ کو دیکھا کہ آقا ہمارے لڑ رہے ہین اپنے نام کا نعرہ کرکے فوج کو اشارہ کیا کہ یارو بادشاہ مصروف جنگ ہین ایک دیوانے نے کیا قیامت برپا کی ہی دیکھو تعاقب مین ایک پہلوان کے جاتا ہی وہ پہلوان بھاگا دیوانے نے چیر پھاڑ کے پھینکدیا یہ کہ کے گھوڑے کو کڑکڑایا کُل فوج جو آکے گری لشکر کفار کو تہ و بالا کردیا آسمان سے آگ برس رہی ہی جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ کرتے ہوے درختون پر چہکارے مار رہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان اپنی اپنی منقار کھولے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

ہمین وصل کی یاد آئیگی رات
جوانی کی یون جلد جائیگی رات

یون ہی ہجر کی بڑھتی جائیگی رات
شب زلف کی عمر پائیگی رات

اُسے خواب مین جب دکھائیگی رات
مقدر کو پہلے جگائیگی رات

یہ کہتا ہی خوفِ شبِ انتظار — کہ تارون سے آنکھین دکھائیگی رات
غمِ یار شبخون کریگا ضرور — مقرر کوئی رنگ لائیگی رات
شبِ وصل گذری اسی فکر مین — وہ جائینگے پہلے کہ جائیگی رات
بلائین جدائی کی ہین اور ہم — اگر ٹل گیا دن نہ جائیگی رات
نبینگے عدو روز و شب ہجر مین — دن آزار دیگا ستائیگی رات
خبر دیتے ہین دیدۂ منتظر — درازی مژہ کی بڑھائیگی رات
وہ مہ لاکھ آنیکا وعدہ کرے — توقع کسے ہی کہ آئیگی رات
وہ بیکس ہون روئیگی شبنم مجھے — مرے غم مین آنسو بہائیگی رات
مین ہون کشتۂ عشق گیسوئے یار — چراغِ لحد خود جلائیگی رات
نظر آئیگا دن بھی مجکو سیاہ — یہ آنکھون مین غم کی سمائیگی رات
کبھی تو عیان ہوگی صبح امید — کسی دن تو پردہ اٹھائیگی رات
نہ آئے اگر بزم مین وہ جلال — اداسی سی شمعون پہ چھائیگی رات

یہ اشعار جو کان مین اہل فوج مفتاح کے پہونچے جھومنے لگے کسی نے گریبان پھاڑا کوئی چیختا تھا کوئی دیوانہ وار وحشی مثال دوڑا دوڑا پھرتا تھا مفتاح گھبرا گیا کہ میری فوج کو یہ کیا ہو گیا جس افسر سے آنکھ ملاتا ہی وہ دشمن معلوم ہوتا ہی یہ تو یہ کہکر پکارتا ہی کہ رسالہ دار صاحب کہان جاتے ہو ادھر آؤ رسالہ دار صاحب جواب دیتے ہین کہ معشوق کی فکر مین گھبرا رہے ہین خاک اپنے سر پر اڑا رہے ہین بادشاہ اسلام نے جو یہ رنگ فوج کفار دیکھا فیروزہ بن عمرو سے پکار کر آواز دی کہ ای فیروزہ جا کر منع کرو کوئی سحر نہ کرے فیروزہ گیا جا کر سرو و شمشاد قد وغیرہ سے منع کیا کہ بادشاہ منع فرماتے ہین کہ کوئی سحر نہ کرے پہلوانون سے مقابلہ ہی لیکن مفتاح نے جو دیوانے کی یہ جرأت دیکھی کہ کسی پہلوان کو چیر ڈالا کسی پر چوبدست لگائی حیران تھا کہ ایسے شخص کو بادشاہ اسلام نے کیونکر زیر کیا دیوانہ وحشی صاحب زور و طاقت اوسپر یہ جرأت غول کے غول تباہ کر دیے لاشون سے جنگل بھر دیے ہین کیا کرون ثریا ے تاجدار جو آگرا ہی پہلوانون کو ٹوک ٹوک کر مار رہا ہی رفیقان بادشاہ کی اس جرأت کو دیکھکر مفتاح کے ہوش اڑ رہے ہین حیران ہی کہ ان بہادرون پر بادشاہ نے کیونکر

قبضہ کیا کہ بادشاہ لڑتے ہوے سامنے آئے مفتاح نیزہ باز نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
مفتاح نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
چتون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہی جب تلوار اسکی بالاے سر پہونچی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
خیال کرکے مفتاح نے دیکھا کہ بادشاہ نے سر اپنا بچایا کلائی پر کس طریقے سے ہاتھ ڈالا کہ تلوار
پٹ پڑی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا فاش زین سے اُکھیڑ اگرد سر چاہا کہ چرخ دن
کہ مفتاح نیزہ باز پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مفتاح
کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی کہ یارو مین نے اس شہریار کی دل سے اطاعت
کی اب کوئی جنگ کا ارادہ نہ کرے سب نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا جنگ موقوف ہوئی
مفتاح بادشاہ اسلام کو لیکر بارگاہ مین آیا بادشاہ تخت پر بیٹھے ایک جانب سب شاہزادیان
و جادوگرنیان کرسیون پر بیٹھین ایک جانب افسران فوج آکر بیٹھے لیکن ثریاے تاجدار کو کل کا
افسر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای ثریا لشکر تیار رکھو کل انشاء اللہ کوچ کرین گے سرو شمشاد قد
یہ کہکر اُٹھی کہ ای شہریار یہ صحرا محل خوف ہی آج کنیز طلایہ دیگی بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان
یہ دستور نہین کہ عورت طلایہ دے مفتاح نے کہا کہ مین طلایہ دونگا بادشاہ نے حکم دیا مفتاح
چارسی سوارون کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا لشکر منزلون کے پھیر مین اُترا ہوا ہی مفتاح نیزہ باز
حیران ہی کہ مین کیونکر طلایہ دون کیونکر سارے لشکر کی خبرلون چند سوار بازار غلہ فروشان
مین بھیجے چند سوار بازار بزازان مین روانہ کیے کچھ لوگون کو ساتھ لیکر روے لشکر پر کھڑا ہوا حیران
حیران لشکر کو دیکھ رہا ہی کہ مفتاح نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان آکر مقابلے مین
اُترا لاکھ سوار و پیدل کا لشکر ساتھ ہی اُس پہلوان نے اُترتے ہی شاطر کو اپنے کہ نعمان تیز رو
اُسکا نام ہی حکم دیا کہ دریافت تو کر طلائے پر کون ہی شاطر گیا دریافت کرکے آیا عرض کی
کہ مفتاح نیزہ باز طلائے پر ہی وہ پہلوان خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نہ کھانے
نہ سونے کی فکر ہی کچھ آسمان کی جانب دیکھتا ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر سیہ فام
آسمان سے پیدا ہوا کچھ ایسی کاؤن کاؤن کی کہ اُس پہلوان نے طرف لشکر اسلام کے اشارہ کیا
وہ طائر کاؤن کاؤن کرتا ہوا چلا قضاے کار ملکہ سرو شمشاد قد لیٹے لیٹے گھبرائی کنیزون سے

کہا کہ طلائے کا انتظام ہو گیا کنیزون نے خبر دی کہ مفتاح نیزہ باز طلایہ دے رہا ہے یہ سنکر ملکہ سرو شمشاد قد باہر نکل آئین کرسی بچھا کر دریچے پر بیٹھین دیکھا کہ ایک طائر سیہ فام بشکل زاغ کائون کائون کرتا ہوا ایک نخل پر آکر بیٹھا سرو شمشاد قد سے آنکھ ملائی یہ اشعار گانے لگا نظم

نہ بولے رک رہے جب کچھ کہی بات
یہی آزردگی کی تو رہی بات

سُنا سب کچھ مگر مطلب کی سُنکر
کہا ناگفتنی تھی اک یہی بات

بغل مین چپ نہ بیٹھو کچھ تو بولو
دُکھے دل کو ئی ایسی بھی سہی بات

اشارون مین وہ جب کہہ گذرے سب کچھ
لب خاموش کی پھر کیا رہی بات

کسی سے جا کے کرلین فیصلہ کچھ
ابھی چل دیکھ اے دل ہے یہی بات

وہ ذکر غیر کرکے ہمکو چھیڑین
نہ سہنے کی جو تھی وہ بھی سہی بات

اُٹھائے تک گئے اس انجمن سے
تمھین کہدو کہ کوئی اُٹھ رہی بات

محبت مین جلال اُف بھی نہ کرنا
نباہو اُسکو مُنھ سے جو کہی بات

اس طرح اُس زاغ سیہ نے یہ اشعار پڑھے کہ سرو شمشاد قد بغور سُنا کی آخر سُنتے سُنتے چہرہ ملکہ کا سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھین کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمھین اختیار ہے مین تو برائے ملاقات مالک صحرا جاتی ہون ہر چند کنیزون نے روکا سرو شمشاد قد نے سب کنیزون کو جھڑک دیا ملکہ گلعذار یہ باتین سُنکر اپنے خیمے سے نکل آئین پکار کر پوچھا کہ بُوا کہان جاؤگی ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگ نے ہمکو بُلایا ہے ہم اُنکی ملاقات کو جاتے ہین ملکہ گلعذار نے قریب آکر کہا کہ بُوا جسکے پاس جاتی ہو وہ کافر ساحر ہے نہین معلوم تمھارے ساتھ کس طرح پیش آئے ذرا اپنے دل کو سنبھالو ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ بُوا زیادہ باتین نہ بناؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو یہ کہہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بُوا اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چلو مالک صحرائے نیرنگ۔ آتشبار بہار پیرا سے ملو دیکھو تو وہ کیسا جلیل ہے تمھاری بھی خاطر کریگا اُسکی صحبت مین دخل ملیگا گلے مین ہاتھ ڈالے مُنھ پر مُنھ رکھا ملکہ گلعذار کا بھی چہرہ سُرخ ہوا کہا بُوا مین تو یہ آرزو رکھتی تھی کہ تمھارے ساتھ چلون صحبت کو اُس جلیل کی دیکھون دونون ہمین ملکر ساتھ چلین کنیزین پیچھے پیچھے منتین کرتی ہین کہ بیبیو کہان جاتی ہو سعد شہریار جو سنین گے

کیسا سر دھنین گے دونون خاموش چلی جاتی ہین جواب نہین دیتی ہین جب کنیزون نے بہت کہا تو ملکہ گلعذار نے پلٹ کر جھڑک دیا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو سعد شہریار سے ہمین کیا کام مقام عبرت ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو بُرا کہتے ہین خداے نادیدہ کو سجدہ کراتے ہین اس سے بڑھکے کیا بدعت ہوگی آخر کنیزین پلٹین یہ کہتی ہوئین کہ صاحبو تمھین اختیار ہی جہان چاہے جاؤ کنیزین روتی ہوئین آتی ہین قضاے کار فیروزہ بن عمرو طلائے سے پلٹا ہوا آتا ہی اسنے دیکھا کہ کنیزان سرو شمشاد قد و گلعذار روتی ہوئی آتی ہین بڑھکر پوچھا کہ کیون صاحبو خیر تو ہی کیون روتی ہو کنیزون نے کہا کہ مہتر صاحب غضب ہوا بی سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار بیٹھے بیٹھے مبہوت ہوئین طرف صحرا کے جاتی ہین اور ہمسے کہ گئی ہین کہ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو ہم تمکو بھی بلوالین گے فیروزہ یہ خبر وحشت اثر سُنکر جھپٹا دونون شاہزادیان کنارے پر لشکر کے پہونچی تھین کہ فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونون نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلین فیروزہ بن عمرو اُن ہی کے سائے مین جھپٹا ہوا جاتا ہی جاتے جاتے تین چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی فیروزہ بن عمرو نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک باغ ہی اُسمین سے گانی کی آواز آتی ہی کہ شاہزادیان اُترین در باغ پر ایک عورت کرسی پر بیٹھی تھی دونون شاہزادیون نے اُسکو سلام کیا اور کہا کہ جاکر آتشبار بہار پیر اسے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرو اور کہو کہ دونون کنیزین دروازے پر حاضر ہین امیدوار ہین کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہون وہ عورت اُٹھ کر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی کہا کہ چلو شہنشاہ تمھین بُلاتے ہین فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونون کانپ گئین مگر ساتھ اُس عورت کے باغ مین داخل ہوئین اب فیروزہ حیران ہوا کہ اگر مین سامنے اس عورت کے جاؤن شاید کسی بلا مین پھنسون یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند ماری دیوار پر چڑھا دیکھا کہ باغ انتہا کا روشن ہی پھولونکی مہک غنچون کی چٹک ہوا کی سنک عندلیبان خوشنوا آشیانون سے اپنے سر نکالے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ای دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ	موقوف ہو نہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین	رکھنی تھی دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
اک بت کی بندگی مین چلی جائیگی یہان	یون ہی ہمیشہ گبر و مسلمان سے چھیڑ چھاڑ

کیا کیا ہمارے آبلۂ پا سے بھی رہی ‏ دشتِ جنون مین خارِ مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو کے تیر ‏ کیون کی ہوائے کوچۂ جانان سے چھیڑ چھاڑ
کہتے ہین اپنی سُنتے ہین کچھ اُسکی ای جنون ‏ رہتی ہی یون ہی قیس بیابان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنجِ قفس مین تو ‏ صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
آشفتہ اور ہو گئے ہم کیا ضرور تھی ‏ بادِ صبا کو زلفِ پریشان سے چھیڑ چھاڑ
رہنے نہ دیگی سینے مین دم بھر یہ چین سے ‏ دل کی کسی کے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
پچتائیے گا کیجیے دل مین نہ چٹکیان ‏ اچھی نہین ہی نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
جی بہلے کیا چمن مین کہ دل نے شروع کی ‏ قمری سے بحث بلبلِ نالان سے چھیڑ چھاڑ
آپس مین دونون پوچھتے ہین حال دردِ عشق ‏ اس طرح ہو رہی ہی دل و جان سے چھیڑ چھاڑ
رُلوائیگی لہو نگہِ شوق کی جلال ‏ ہر دم کسی کے نشترِ مژگان سے چھیڑ چھاڑ

فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون شاہزادیان ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہین کہ رہی ہین کہ ای آتشبار بہار پیرا ہمنے جو کچھ کیا خلاف کیا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جب زاغ جادو نے جاکر ہوشیار کیا تب ہم دونون اپنے ہوش مین آئے ہین فوراً خدمت مین حاضر ہوے جو حکم ہو وہ بجا لائین اب آپ کا جمال دیکھکر سحر مسلمانون کا اُترا اب ہمین کوئی عذر نہین آتشبار بہار پیرا نے حکم دیا کہ ارے اِن کو زیور آہن مین مسلسل و مطوق کرو کیسا ستم ہی کہ یہ خالی کھڑی ہین عذر بیجا کر رہی ہین چند کنیزین جاکر ہتھکڑیان بیڑیان لائین سامنے گلعذار دسرو شمشاد قد کے رکھدین پکار کر اُس ساحر نے کہا کہ اب تمھارے لیے یہی بہتر ہی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنو اور جاکر قید خانے مین بیٹھو خداوند ہفت پیکر کو عرضی لکھی جائیگی جیسا حکم وہان سے آویگا اُسکے بموجب دربار تمھارا سمجھا جائیگا دونون شاہزادیون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہن لین اُس ساحر نے دونون کی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی کہ داروغۂ زندان خانہ کو بلاؤ ایک زنگی سامنے آکر حاضر ہوا اُسنے دونون کا سر زنجیر تھاما فیروزہ نے دیوار پر سے دیکھا کہ زنگی نے دونون کو لیجا کر ایک مکان مین بٹھا دیا فیروزہ دیوار سے اُترا زرغۂ نخلستان مین چھپ کر بیٹھا حیران ہی کہ ای فیروزہ کیا کرون کیونکر صحبت مین پہونچون

اور کیونکر اس ملعون کی گردن لون دونون شاہزادیان قید ہوگئین ایسا نہ ہو کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو جائین تو کیسی خرابی ہو یہ سوچ رہا تھا کہ گائن گاتے گاتے اُٹھی قریب اُسی زرنغے کے براے رفع حاجت بیٹھی فیروزہ نے اُٹھ کر حباب مارا اُسکو بیہوش کیا وہین زرنغے مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا مگر کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آتشبار بہار پیرا نے پوچھا کہ ای انجمن آرا کیا ہنستی ہی کیا روتی ہی فیروزہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مین ابھی جو براے رفع حاجت گئی تو ایک جھونکا ہواے سرد کا چلا کہ آنکھ بند ہو گئی خداوند ہفت پیکر کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای انجمن آرا ہمنے تجکو سب کمال علم موسیقی کا عطا کیا جا کر سامنے شہنشاہ کے گا اور سبھون کو اپنا گانا سُنا دیکھ سنّے والے کیا کہتے ہین یہ کہکر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

گل پیچ و تاب کچھ ہین حد سے زیادہ تھا — کھٹتا نہ کیون کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا
کیا شوقِ وصل یار بھی کو زیادہ تھا — مجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا
ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل — پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق مین سر پر قدم قدم — آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا
پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف — بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
محفل مین تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن — ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا
لڑوا دیا مجھے مرے دل سے اُس آنکھ نے — دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا
مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو جو ربط — دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
گنجائش اور دل مین مرے یاد غیر کی — کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا
بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا — وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا
کیون تھوڑے تھوڑے ہوتے تھے آئینہ دیکھکر — تمسے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا
آنے کو تھے نہ آنے دیا میرے گھر اُنھین — گویا مرا رقیب اُنھین کا ارادہ تھا
تیری گلی کے لوگون کا اللہ رے شوق اُسے — آغوش کی طرح درِ جنت کشادہ تھا
دعوے تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو — ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا
بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال — کل تک درِ قبول سُنا ہی کشادہ تھا

فیروزہ یہ غزل گا کے خوب ٹھٹھا مار کے ہنسا آتشبار بہار پیرا نے کہا کہ ای انجمن آرا کیا ہنسین فیروزہ نے کہا کہ سامنے قدرت کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ ای انجمن آرا کیا غضب کی بات ہی کہ تم خالی گا رہی ہو محفل بے نمک ہی ای انجمن آرا سب کو شراب پلاؤ ساقی گری کا تماشا دکھاؤ آتشبار نے کہا کہ ساقی گری کا تماشا کیا فیروزہ نے کہا کہ سب کچھ مجکو تعلیم کر رہے ہین قدرت نے سر پر ہاتھ رکھا قدمون کو چھوا فرماتے ہین کہ ہمارے شہنشاہ کو سر سے شراب پلاؤ محفل مین اپنا رنگ جماؤ آتشبار نے کہا کہ پھر کیا چاہتی ہو فیروزہ نے کہا کہ ایک عمدہ پیشواز منگائیے کلید میخانہ مجھے دیجیے آتشبار نے بلا تکلف کنجی حاضر کی فیروزہ دوڑا ہوا میخانے مین آیا پکار کر کہا کہ صاحبو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے بحکم قدرت سب کو شراب پلاؤنگی قدرت نے تعلیم کیا ہی سب جمال قدرت دیکھین گے کنیزان آتشبار دوڑی ہوئی آئین گلابیان اٹھا اٹھا کر لے جانے لگین کوئی بتلہ اٹھا کر لے گئی کسی نے قرابا اٹھایا شراب کا جو یہ ہلڑ ہوا پہلو مین آتشبار کے آتشبار کا عیار نعمان تیزرو بیٹھا ہی کہا کہ ای شہنشاہ مقام تردد ہی کہ انجمن آرا ایسی باتین کرتی ہی جیسے عیار چالاکی کرتے ہین آتشبار نے کہا کہ میخانے مین جا کر دیکھ کہ انجمن آرا کیا کر رہی ہی نعمان دوڑا ہوا میخانے مین آیا فیروزہ گلابیان الٹ پلٹ کر رہا ہی بیہوشی ملا رہا ہی نعمان جو جھپٹا ہوا آیا کہا کہ بی انجمن آرا کیا کر رہی ہو فیروزہ نعمان کو دیکھکر گھبرایا مگر آنکھ سے ایسا اشارہ کیا اور وہ نگاہ محبت ڈالی کہ نعمان تڑپ گیا دل سے کہتا ہی کہ کیا غضب کی بات ہی کہ انجمن آرا مجکو بلاتی ہی آنکھین اس ظالم کی کس غضب کی ہین یہ سوچتا ہوا قریب فیروزہ کے آیا فیروزہ نے جام لبریز کیا کہا کہ بہتر صاحب یہ شراب چکھو دیکھو کیسا مزہ ہی نعمان جام پی گیا لڑکھڑا کے گرا فیروزہ نے اسکی مشکین باندھین زیر تخت ڈال دیا آپ شراب تقسیم کرنے لگا پکار پکار کر کہتا ہی کہ ذرا میاں نعمان کو بلاؤ کنیزین کہتی ہین کسی کام کو گئے ہین فیروزہ شراب درست کر کے کشتی مین لگا کے محفل مین لایا آتشبار نے دیکھکر کہا کہ دیکھو کس طریقے سے شراب لائی ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے کہ ایک جام پی لون فیروزہ بن عمرو پیشواز پہن کر کھڑا ہوا اگت ناچنے لگا ناچتے ناچتے جھک کر جام بلورین لبریز کیا اسکو اٹھا کر سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا قریب آتشبار بہار پیرا کے پہونچا سر جھکا کر بناز کہا کہ ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا مناسب ہی آتشبار بیچین ہو گیا جام ہاتھ مین لیکر پکار اٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام

دل مشتاقان میری تجھپر جان نثار ہی اس وقت انتہا کا دل بیقرار ہی **نظم**

پھر آئے راستے سے ہوئی طی جو راہِ شوق
ہم ناتوان بنگئے مثلِ نگاہِ شوق

کچھ کہہ کے اُنکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
دیگا قلق جگر کہ لڑا ہی گواہِ شوق

ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کردیا
ہیہم جو دل سے اپنے نکلتی ہی آہِ شوق

فوجِ شکیب وصبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
دل مین گڑا جو آکے نشان سپاہ شوق

ہر آہ اپنی شاکی بیداد و ضبط ہی
فریاد کسکی کسکی سُنے بادشاہِ شوق

بے ساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہِ شوق

دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پُکارتا
کچھ شبہۂ نگاہ تھا کچھ اشتباہِ شوق

کیا خوفِ تیرگیِ شبِ انتظار اُسے
دیکھا ہو جس نگاہ نے روزِ سیاہِ شوق

پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہِ شوق

جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
دل مین پُکارتا ہی یہی دادخواہ شوق

اُڑکر ہوائے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
تنہا نہین کہین کوئی گم کردہ راہِ شوق

امید ہی رہی نہین دیدار یار کی
اب وہ نگاہِ یاس ہی جو تھی نگاہِ شوق

کوتاہ ہو جلال کی منزل یہ دخل کیا
دور رہ دراز کٹتے ہی ہو جائے راہ شوق

اسطرح بیتاب ہوکر یہ اشعار آتشبار نے پڑھے اور زانو بدلنے لگا فیروزہ نے مُسکرا کے مُنھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھا دیا آنکھ سے اشارہ کیا کہ شب کو دیکھا جائیگا صبر کرو اس مجمع مین ایسا کلام کرتے ہو ذرا شرم کرو شراب تو پیو آتشبار جوشِ اشتیاق مین جام پی گیا اب تو فیروزہ بن عمرو نے دورہ باندھا سب کو شراب پلانے لگا جسکے قریب آیا وہ چاہتا ہی پلائین لے لون فیروزہ ہنس ہنس کے سب کو شراب پلا رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین فیروزہ نے سب کو شراب پلائی آتشبار بیٹھے بیٹھے یا تو طرف ساقی کے دیکھ رہا تھا یا گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند آپ بھی صحبت مین آئیے آپ کی دید کا بہت مشتاق ہون ہاتھ پھیلائے ہوئے یا خداوند یا خداوند کہتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے مُنھ کے بھل زمین پر گرا کنیزین لینا لینا کہہ کے اُٹھین جو اُٹھی فورًا گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے عرصے مین سب لب فرش فرش ہوئے فیروزہ نے پہلے جھپٹ کر سرو شمشاد قد د ملکہ

گلعذار کی زبان سے سوزن نکالی اپ جو پلٹا خنجر برہنہ کھینچے ہوے آتشبار کو ہاتھ مارا سر آتشبار کا جدا ہوتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازین مہیب آنے لگین اُسی اندھیرے مین فیروزہ کنیزون کو قتل و قمع کر رہا ہی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی فیروزہ دیکھنے لگا یا تو لکہ ابر نمایان ہوا تھا یا وہ ابر پھٹا دیکھا کہ ہزبر آتشین پر ایک ساحر سیہ فام و بدانجام اُس ابر سے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم کیا کرتا ہی خبردار کمر تو میری توڑ چکا یہ کہ کے وہین سے سحر کیا پأون زمین نے فیروزہ کے پکڑ لیے وہ ساحر تیغہ کھینچے ہوے زمین پر آیا چاہا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون فیروزہ کا بلکنا تڑپنا خدا سے دعا کرنا کہ اے کریم کارساز واے بے نیاز اس آفت سے نجات دے نظم

داد دل ہر کس کہ از پردہ رخ دلدار دید	گشت چون آئینہ حیران ہر کہ روے یار دید
آمد آن دلدار چون از پردۂ وحدت برون	جلوۂ دلدار ہر یک طالب دیدار دید
سائل درگاہ حق بر درگہ دیگر نہ رفت	سائل دیگر نشد ہر کس کہ این در بار دید
پردۂ غیر آنکہ از چشم جہان بین دور کرد	نقش نقاشِ ازل بر ہر در و دیوار دید
بود اندر رنگ و روے خود جدا از یکدگر	ہر گُل رنگین کہ بلبل اندرین گلزار دید

بلک کے جو فیروزہ نے دعا کی ملکہ سرو شمشاد قد گلعذار کی زبانون سے تو سوزن نکل چکی ہی ان دونون شاہزادیون نے دور سے دیکھا کہ فیروزہ قتل ہوتا ہی سرو شمشاد قد نہایت حسین ہی آگے بڑھی آواز دی کہ او دشمن خدا کیا کرتا ہی اگر اُسکو قتل کیا تو زندہ نہ بچیگا یہ کہ کے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس ساحر پر پھینک مارا اسکا کندن جادو نام ہی جیسے ہی موتی ٹوٹے ملکندن کی آبرو بڑھی چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بے اختیار ہوکر پکار اُٹھا کہ مین تو آپ کا تابعدار و فرمان بردار ہون چاہتا ہون قدمبوسی حاصل کرون نظم

کھل گئی آنکھ جو مین عشق مین مدہوش ہوا	آگیا ہوش مین جس وقت سے بیہوش ہوا
گُل کو بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری	ایک نالہ نہ سُنا گو ہمہ تن گوش ہوا
غفلتِ عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی	آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا
میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید	بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا
جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور	دل سے کیون وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردون کی اک پردہ تھی — دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا
ٹوٹ جاتے ہی اُسے بزم مین دیکھا ساقی — تیرا ایمان نہ ہوا شیشۂ مینوش ہوا
یاد تو بیخبری مین بھی رہا آٹھ پہر — خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا
میری توبہ شکنی ہوگئی میلہ زاہد — بھیڑ رندون کی خراباتیونکا جوش ہوا
سب یہ داخل ہین تری بیخودی مین ای عشق — دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا
حاجت خضر نہین وادی وحشت مین جلال — پیچھے پیچھے مین ہوا آگے مرا ہوش ہوا

اس طرح سے اشعار پڑھتا ہوا قریب سرو شمشاد قد کے آیا دونون شاہزادیون نے خوب سحر کو زور دیا لکمندن جادو اپنے ہوش مین نہین رہا ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ جو حکم ہو بجا لاؤن یہ سُنکر سرو شمشاد قد نے کہا کہ تلوار کھینچو دیر نہ کرو لکمندن نے تلوار کھینچی سرو شمشاد قد نے کہا کہ گلے پر رکھ لو ای لکمندن تم نے وعدہ کیا ہی کہ ہم عاشق صادق ہین جان نثاری کرینگے ہمنے کسی کو جان دیتے نہین دیکھا دیکھین تو کیونکر جان دیتے ہو یا ناحق ہمارا نام لیتے ہو لکمندن نے تلوار گلے پر رکھ کر کھینچ لی سر اُس خود سر کا کٹا تسمہ لگا رہگیا زمین پر گر کر تڑپنے لگا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لکمندن جادو بود تمام باغ بھی جل گیا دیوارین گرین ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار نے ایک تخت تیار کیا فیروزہ کو بھی اُسپر بٹھایا اب ارادہ ہوا کہ طرف لشکر کے چلین فیروزہ کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم جب صبح کو بادشاہ بیدار ہوے ہونگے تو کیسے انتشار مین ہونگے معرفت کنیزون کے خبر پائی ہوگی کہ سرو شمشاد قد و گلعذار اس طرح لشکر سے نکل گئین کنیزین کہین گی ہمنے روکا مگر ہمارا کہنا نہ مانا یہ خبر وحشت اثر سُنکر کیسے بادشاہ پریشان ہونگے ای گلعذار اب جلد چلو گلعذار نے تخت اُڑایا سرحد باغ سے تخت نکالا تھا کہ دیکھا سامنے ایک نخل چنار ہی پتیان اُسکی دہک رہی ہین بیخ سے اُسکی دھوان نکل رہا ہی تخت اُدھر سے ہو کے گذرا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہا کہ ای ملکہ گلعذار مجکو بچاؤ مجھے آنکھون سے نہین سوجھتا ہڈیون سے آگ نکل رہی ہی گلعذار نے تخت پیچھے ہٹایا دھوئین پر گولہ مارا گولہ جو جا کر پھٹا ایک دناٹا ہوا دھوئین سے ایک ساحر زنگی آدمخوار مُنھ کھولے ہوے مثل قہر بلا کے جھپٹا سرو شمشاد قد نے کہا کہ ای گلعذار مین اسے پہچانتی ہون تاریک جادو اس سرحد کا حاکم ہی میرے ہاتھ سے

بچکر کہان جائیگا یہ کہکے سرو شمشاد قد تخت سے کو دین زنگی سے سحر ہونے لگا زنگی کے بھی بائین ہاتھ پر جھولی پڑی ہوئی ہی اُسمین سے نکال نکال کر اشیائے سحر مارنے لگا سرو شمشاد قد اپنے کو اُن حربون سے بچاتی ہی گلعذار نے دیکھا کہ زنگی نے جھولی سے ایک طائر مردہ نکالا اُسکو ہاتھ سے چھوڑا اُپکار کر آواز دی کہ ای طائر زرین بال لینا وہ طائر ہوا پر آکر پر مارنے لگا مُنھ سے طائر کے شعلے نکلے وہ شعلے طرف سرو شمشاد قد کے چلے گلعذار نے ہاتھ ہلایا ایک لکۂ ابر آسمان پر آیا وہ ابر برسنے لگا شعلے زمین پر گر گر بیوند خاک ہوے سرو شمشاد قد نے اُس طائر پر برق گرائی طائر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس طائر کے اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین زنگی نے بڑھ کر سرو شمشاد قد کو پکڑ لیا سرو شمشاد قد مضمحل ہو گئی گلعذار نے بڑھ کر ہاتھ چمکایا روشنی ہوئی اُس روشنی مین گلعذار نے کان سے بجلی نکالی زنگی پر پھینک ماری ایک برق گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی زنگی کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین کوئی کہتا ہی کہ ای گلعذار تو نے غضب کیا تاریک کو مارا مگر صحرا پاک و صاف ہوا درخت جل گئے ادھر فیروزہ بن عمرو ایک غار مین چھپا تھا جب اسنے دیکھا کہ دونون شاہزادیان کھڑی ہین غار سے نکلا دونون کے پاس آیا کہا کہ جلد نکل چلو مین بھی آگے بڑھتا ہون شاہزادیون نے کہا کہ تخت پر سوار ہو فیروزہ نے کہا کہ مجھے خوف معلوم ہوتا ہی مین چھپ کر آجاؤنگا تم اب آگے بڑھو یہ سُنکر دونون شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑاتی ہوئی چلین فیروزہ نخلستان مین چھپتا ہوا آتا ہی گلعذار و سرو شمشاد قد تخت اُڑائے ہوے جاتی ہین کہ سامنے ایک چمن معلوم ہوا اُس چمن مین بہت سے آہو چر رہے ہین آہوان چمن نے جو دونون شاہزادیون کو دیکھا جست و خیز کرنے لگے مُنھ اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھتے تھے اور مثل انسان کے آواز دیتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکران دونون شاہزادیون نے ہمارے افسر کو مارا اور خود چین سے ہین اِنکو کچھ سزا دیجیے ایک آہو اُنمین سے گر اغلطاک مار کر ایک عورت نہایت خوبصورت بنکر تیار ہوا پکار کر آواز دی کہ اہی نا زنینان تخت نشین ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ دریافت کرنا ہی آگے نہ بڑھو سرو شمشاد قد نے خیال کیا گلعذار نے بھی دیکھا کہ یا تو تخت ہمارا اُڑا ہوا جاتا تھا یا رُک گیا ہر چند کہ دونون شاہزادیان سحر کرتی ہین اور تخت کو بڑھاتی ہین مگر تخت نہین بڑھتا ہی

اُسی مقام پر ٹھہرا ہوا ہی جب سرو شمشاد قد نے سحر بھی کیا مگر تخت اپنے مقام سے نہ بڑھا کہا کہ ای گلعذار تمنے دیکھا کہ تخت چلتے چلتے رُک گیا آگے نہین بڑھتا تم سحر کرو گلعذار نے بھی کیسے کیسے سحر کیے جھونکے ہوا کے چلے لیکن تخت اپنے مقام سے نہ بڑھا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ کیون سحر کرتی ہو اُتر آؤ خداوند ہفت پیکر نے تمکو روکا ہی اب جانا نہ ملیگا اسی مین خیر ہی کہ تخت سے اُتر آؤ یہ دونون شاہزادیان بمجبوری تخت سے اُترین اگرچہ سرو شمشاد قد ساحرۂ زبردست ہی مگر اُنکے اُترتے ہی اُس نازنین نے بڑھ کر دونون کے ہاتھ تھام لیے اور کہا کہ بس اب اپنا کمال نہ ظاہر کرو جبین کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ارے زیور آہن لاؤ یہ کہتے ہی ایک کنیز سیاہ لباس پہنے ہوے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ مین لیے ہوے قریب آئی اُس نازنین نے اول اِن دونون کو قید آہن پنہائی پھر سر زنجیر تھام کر کشان کشان طرف صحرا کے لے چلی دونون شاہزادیان ملول و غمگین و سرنگون ساتھ اُسکے چلی جاتی ہین جب یہ دونون شاہزادیان ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہین وہ نازنین زنجیر کو جھٹکا مارتی ہی کہ خون انکے جسم سے جاری ہوتا ہی اُسی بیقراری و اشکباری مین یہ دونون مُنھ طرف آسمان کے کرکے پکار اُٹھتی ہین کہ ای خالق کارساز و اے بے نیاز اس آفت ناگہانی سے نجات دے ہم کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند	خادم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکومت	اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سربسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار	محو حیرت بہ چشم گریان اند
گاہ بیجان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند	گاہ پابند قید ہجران اند
گاہ ہستند چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند

بیقرار ہوکر جہان دونون نے تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اُس نازنین نے دیکھا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی ایک طفل حسین کو دیکھا کہ ڈفلی ہاتھ مین بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی

یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی نظم

کھنی تھی شاد شاد یہ روح روان بہت
شکر خدا کہ مجھ پہ ہی وہ مہربان بہت

اس حُسن پہ کرو نہ تم ای جان گمان بہت
رہتا کسی کے گھر نہین یہ میہمان بہت

تجھسے زیادہ قد صنم مین ہی راستی
اِترا نہ باغ دہر مین سرو روان بہت

ای دل سمجھ کے رکھنا قدم راہِ عشق مین
لُٹ لُٹ گئے ہین اسمین سدا کاروان بہت

عالم پہ راز عشق کا ہوجائیگا عیان
ای دل کریگا ہجر مین گر تو فغان بہت

آؤ گلے ملو نہین تکرار مین مزہ
کیون دو بدو لڑاتے ہو مجھسے زبان بہت

اُس شوخ سے وصال کا کیونکر کرون سوال
خائف ہون اپنے دل مین کہ ہی بد زبان بہت

بھڑکا دیا رقیبون نے ہیہات کیا کرون
میری طرف سے ہوگئے اُنکو گمان بہت

رکھنے دو ہاتھ سینے پہ مشتاق ہون کمال
ترساؤ وصل مین نہ تم ای جان جان بہت

انداز کچھ تمھارے نظر آتے ہین بُرے
بتلاؤ رہتے راتون کو ہو تم کہان بہت

گلچین یہاسے تو نہ بر اسے خدا نکال
بلبل کو ہی چمن مین عزیز آشیان بہت

وہ لڑکا اس غزل کو اس لطف سے گاتا ہوا آتا ہی کہ طائر آشیانون سے سر نکال نکال کر بغور سُن رہے ہین مزہ جو اُٹھاتے ہین تو سر دُھن رہے ہین اکثر آہوان دشت گوشۂ صحرا سے کرچھالین بھرتے ہوے آتے ہین قریب سے اُس طفل کے نکل جاتے ہین وہ نازنین کہ جسنے ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کو گرفتار کیا ہی آہوتن اُسکا نام ہی آہوتن نے یہ ہنگامہ دیکھکر کہا یہ تو صورت سے ظاہر ہی کہ کسی گویے کا لڑکا ہی مشروع کا پائجامہ پائچے چڑھے زر دوزی جوتا انگرکھا چکن کا مگر زرد رنگا ہوا ہاتھ مین کنگنا بندھا ہوا گاتا ہوا چلا آتا ہی آہوتن نے پکار کے آواز دی کہ میان گانے والے ذرا ٹھہر جاؤ اس طرف تو آؤ لڑکے نے جو آواز سُنی پلٹ پڑا اُنگلیان چمکاتا ہوا قریب آیا کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا فرماتی ہو مجھے اس وقت فرصت نہین ہی مین بھٹی پر شراب کی جاؤنگا ایک چیز گاتا ہون تو ایک پیسہ لیتا ہون نانا جان میرے یعنے دھومن خان تان اُنکی مشہور رہی دو دو گز کی لانبی تان لیتے ہین کسکی مجال ہی کہ اُنکی تان کو سُن سکے جنگل مین جو گائے پہاڑ موم ہوگیا مجیرے پتھر مین رکھ دیے آج تک وہ اُسی مین ہین

فرمایا تھا کہ بیٹا ہم دنیا سے جاتے ہین تم کمال حاصل کرکے مجیرے نکالنا اور روٹی کما کے عورتون کو کھلانا نانی امان ہر چند کہ ضعیف ہین مگر اُنکی ذات سے محلّے مین چہل پہل رہتی ہی لڑکے جمع رہتے ہین وہ بھی لڑکون سے کھیلا کرتی ہین کوئی نانی کہتا ہی کوئی دادی اُس شخص کی نانی کی ذات سے محلہ آباد ہی ہر طفل دلشاد ہی آہو تن نے پوچھا کہ میان صاحبزادے نانی کا تمھاری نام کیا ہی لڑکے نے کہا کہ نام اُنکے بہت ہین مگر مشہور نام اُنکا بی چین سُکھ ہی لڑکے آکے پکار لیتے ہین جہان کسی نے پکارا کسی کام مین ہون دوڑی جاتی ہین بوڑھا یا جوان یا لڑکا جو کوئی آوے اُس سے بات کرتی ہین ایسی میٹھی میٹھی باتین کرتی ہین کہ خواہ مخواہ انسان کا دل چاہے کہ انسے بیٹھ کر باتین کرے جو جسنے کہا اُسے مان لیتی ہین بس اب آگے نہ کہونگا تم بہت غور سے سُن رہی ہو ایسا نہ ہو کہ تم اُس شخص کی نانی کو بدنام کرو تم کون ہو یہ گنہگار کون ہین جنکو لوہے مین قید کیا ہی آہو تن نے کہا کہ صاحبزادے تمھاری بات کا کیا جواب دون خداوند ہفت پیکر کو بھی جانتے ہو لڑکے نے ہنس کر جواب دیا کہ ہم خداوند ہفت پیکر کے بندۂ خاص ہین جہان ہمنے گانا شروع کیا خداوند سانپ بنکر سامنے آتے ہین پہرون لہرایا کرتے ہین کبھی اپنی جورو کو بھی ساتھ لیکر آتے ہین گانا سُنکر چلے جاتے ہین زوجہ اُنکی ناگنی کی صورت پر ہوتی ہین کیا کیا میرے گانے پر لہراتی ہین جب مین ڈرتا ہون تو اپنا سر ہلاتی ہین کہ ای بندۂ خاص کیون ڈرتا ہی ہم تیرے دیکھنے کو آئے ہین تیرا گانا ہمکو بہت پسند ہی مین بھی دل توڑ توڑ کے گاتا ہون تمھارے سامنے وہ اشعار گاؤن کہ جو قدرت کے سامنے گاتا تھا سُنیے وہ اشعار یہ ہین یہ کہ کے لڑکے نے ڈفلی بجائی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

جس طرح آہو نہ آئے دشت ای جان چھوڑ کر ... جا نہین سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر
غیر ممکن ہی کہ مجھسے ترک عشقِ زلف ہو ... جا نہین سکتا پریشان کو پریشان چھوڑ کر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہی چندے پاسبان ... مین ابھی آیا ہون زندان مین بیابان چھوڑ کر
صاحب اسلام ہین ای عشق ہمسے ہی محال ... کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
رہتے رہتے بیکسی کو بھی محبت ہو گئی ... کس طرح جائے مرا حال پریشان چھوڑ کر
طعنین اب سہتے ہین عریانی کے ای دستِ جنون ... کیون ندامت تو نے دی تار گریبان چھوڑ کر
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے ای جوشِ جنون ... چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

ہم دونون مین خاک ہو کر خاک مین مل جاؤنگا
اتحاد تا قیامت ہی فراق اسکو محال
داغ تن کے لطف یاد آئینگے ای جان حیف ہی
نام بھی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر جا سکے
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
وصل کامل کی جدائی فکر ناخن سے محال
دونون تیری جستجو مین پھرتے ہین دربدر تباہ
بعد مردن بھی وہی عہد وفا کا پاس ہی
بیرخ اُس سے کس لیے رہتے ہو عاشق ہی نسیم

کب بھلا جاتا ہون اب مین کوے جانان چھوڑ کر
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر
کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستان چھوڑ کر
منفعل کیسی ہوئی ہی جسم کو جان چھوڑ کر
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
ای لحد آئے ہین ہم دنیا کا سامان چھوڑ کر
بخیہ کیا جائیگا پیوند گریبان چھوڑ کر
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلمان چھوڑ کر
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر
وہ کہان جائیگا تم سا ماہ کنعان چھوڑ کر

اس رنگ سے لڑکے نے یہ غزل سامنے آہو تن کے گائی کہ آہو تن بیچین ہو گئی اتفاق سے جوڑا سانپ کا بھی نکل آیا لڑکے نے ہنس کر کہا کہ لو خداوند مع خدائی کے تشریف لائے آہو تن فوراً سجدہ کرنے لگی سانپ بل مین چلے گئے آہو تن نے کہا کہ میان تان دراز خان تم ایسا گاتے کہ ہمکو بہت پسند آیا اب ہمارے ساتھ چلو ہم ان قیدیون کو خدمت خداوند مین پہونچائین گے پھر تمھین لیکر اپنے باغ مین چلین گے وہان جلسہ آراستہ ہوگا تمھارا گانا سنینگے لڑکے نے کہا کہ اب مین آپ ہی کے پاس رہونگا آپ کا پیچھا نہ چھوڑونگا آہو تن نے کہا کہ صاحبزادے مین نے تمھارے گانے کو بہت پسند کیا اس وجہ سے خواہش رکھتی ہون کہ تمکو اپنے ساتھ لے چلون مگر یہ دونون گنہگار ان خداوند ہین انھون نے خداوند کا ساتھ چھوڑا بادشاہ اسلام کا مذہب اختیار کیا ہمارے صحرا مین بھٹکتی ہوئی آگئین ہمنے انھین گرفتار کیا لڑکے نے کہا کہ ذرا بیٹھ جائیے تو مین سب حال کہون خداوند بصورت ہائے مختلف میرے پاس آتے ہین یہ بھی فرمایا کہ میرے ساتھ چلو مین نے انکار کیا مین قدرت کے ساتھ نہین گیا ایسا نہ ہو کہ خلاف مزاج گذرے کہ بندی کے ساتھ آئے قدرت کا ساتھ نہ دیا ایک جام شراب نوش فرمائیے کہ قدرت کی بدل یاد ہو یہ کہ کے لڑکا دوڑا گیا ٹٹی پر سے ایک بوتل لایا کچھ کابلی مٹر کچھ کچا لوبھی لیتا آیا جام بھر کر آہو تن کو دیا اور کابلی مٹر بھی پیش کیے آہو تن نے شراب پی کر مٹر کھائے

لڑکا ڈفلی بجاتا جاتا ہی اشعار بھی گاتا جاتا ہی آہو تن تعریفین کر رہی ہی تعریفین کرتے کرتے گھبرا کے کہا
کہ دیکھو میان صاحبزادے قدرت تشریف لائے ہین سر زنجیر کو شاہزادیون کی چھوڑ اگت ناچتی ہوئی
چلی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری سرو شمشاد قد گلعذار سے کہہ رہی تھی
کہ یہ عیار طرار ہی گلعذار کہتی تھی کہ یہان عیار کہان ہم لوگ ایسے گرفتار ہوے کہ رہائی غیر ممکن ہی
دیکھین تقدیر کیا دکھائے آپس مین یہ باتین کر رہی تھین کہ آہو تن گری عیار نے نعرہ کیا کہ منم
فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ ایک دناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا فیروزہ نے دونون کی زبان سے
سوزن نکالی دونون نے قید اپنی توڑی فیروزہ کو ساتھ لیا جب اندھیرا دفع ہو گیا روشنی ہو گئی
دیکھا کہ بجاے لاش کے ایک کھال آہو کی پڑی ہی سرو شمشاد قد نے کہا کہ اب یہان سے جلد چلو ایسا
نہ ہو کہ کوئی اور صورت پیدا ہو یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے معمور ہی فیروزہ نے کہا کہ تم تخت پر
سوار ہو مین الگ ہی چلونگا دونون شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین اور فیروزہ بن عمرو ایطرح
درختون مین چھپتا ہوا چلا مگر بادشاہ اسلام جو اپنے مقام پر اترے ہوے تھے ساحر و غیر ساحر سے
فروکش ہین صبح کو جو بادشاہ اٹھے کنیزین دونون شاہزادیون کی روتی ہوئین حاضر ہوئین تمام کیفیت
شب کی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ عیار حضور کا انکے پیچھے گیا ہی یقین ہی کہ خبر لیکر آئے ثریا وغیرہ نے
جو سنا کہ بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف لائے کمیدانون اور رسالہ دارون کو ساتھ لیکر حاضر خدمت
ہوے بادشاہ مع کل سردارون کے در بارگاہ پر کھڑے ہین ہرکارون سے فرماتے ہین کہ فیروزہ کی
خبر لاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ شاہزادیون پر کیا گذری اور فیروزہ نے کیا کیا قریب ہی کہ ہرکارے
براے خبر جائین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر ایسی گرد عظیم ہی کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا روے آفتاب چھپا
سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے سامنے سے نکل گئے دیکھا
کہ ایک پہلوان فیل مست پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج ظاہر مین غیر ساحر معلوم ہوتے ہین باطن کا
حال دریافت نہین وہ پہلوان آکر مقابلے مین بادشاہ کے اترا موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا داخل
بارگاہ ہوا لاف و گزاف کرتا رہا دن بھر تامل کیا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ میمون فیل سوار نے طبل جنگی
بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو نہایت مغرور عقل سے دور رہے کہتا ہی کہ

حضور سے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میرا نام لیکر پکاریگا تو مین کیا تامل کرونگا کہدو ہما
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیاریان جانبین مین ہوئین
چار پہر رات گذر گروہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش بصد جوش و خروش اکھاڑے مین میدان
چرخ زبرجدی کے آیا شاگردان شجاع وضیا ہمراہ یہان بادشاہ نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی
بہت بیقرار ہین کہ کیا کیا معرکے پڑے کہان کہان لڑے مگر اب تک تا بہ قلعۂ طلسمی نہ پہونچے رستم وامیر
داخل قلعۂ طلسمی ہو گئے بعد نماز سحر بصد خضوع وخشوع دعا کرنے لگے فرماتے ہین کہ ای کریم ورحیم دای
سمیع وعلیم رحم اپنا شریک کر اب مجکو طلسم ہفت پیکر مین پہونچادے نظم

سرنگون در سجدۂ اخلاص ہر حیوان از وست	خم بہ محراب عبادت گردن انسان از وست
در ثنا خوانی بیان عذب البیان زو ہر زمان	در زبان دانی زبان رطب اللسان ہر آن از وست
دین از و دنیا از و مذہب از و ملت از و	مہر از و اخلاص از و ایقان از و ایمان از وست
زور در ہر بازوے کمزور را زو گرد عطا	قوت وتاب وتوان در جسم ہر بیجان از وست
ہست در گلشن از و ہر وقت تازہ آب وتاب	خار و گل را تازہ سرسبزی بہر بستان از وست
زوست قایم ہند یا بنیاد دار کائنات	در از و دیوار از و دیار از و دربان از وست

خادم نے آگر سجادہ لپیٹا صندوق سلاح حاضر ہوا بادشاہ نے سلاح ذات پر آراستہ کیے باہر آمد ہوے
ثریا کو حکم دیا کہ جادوگرنیون کو منع کردو کوئی ہمارے ساتھ نہ آوے ثریا نے سارے لشکر کو آراستہ کیا
میدان کارزار مین آئے اُسطرف سے لشکر کو لیکر میمون فیل سوار بھی آیا تین لاکھ فوج کو بھی ساتھ لایا
میدان مین آکر صفین آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کر کے ہٹے میمون نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین
آیا سلحشوری دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
بادشاہ نے قصد کیا تھا کہ ثریاے تاجدار نے مرکب باد رفتار بڑھایا سامنے بادشاہ کے آیا اور
عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا ای ثریا مین اس سے جا کر مقابلہ کرونگا تم قصد نہ کرو ثریا
نے نہ مانا مقابلے مین میمون کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا بعد تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی بادشاہ کھڑے
دیکھ رہے ہین کہ ثریا نہایت لطف سے لڑ رہا ہی دو پہر تک ایک طور پر لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو
بادشاہ نے دیکھا زوال زور ثریا ہونے لگا ایک مقام پر میمون ثریا کو لے دوڑا ہرچند ثریا نے

جاہا کہ رکون نہین رُک سکتا پانون زمین مین گاڑ گاڑ دیے مگر وہ بُرا وقت ہی کہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی بندرہ بیس قدم پر لاکر پٹکہ مارا کہ دونون گھٹنے ثریا کے آشنا بہ زمین ہوے میمون نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے پہلے ہی زور مین ثریا کو اُٹھا لیا ثریا صدمے سے بیہوش ہوگیا میمون نے ثریا کی مشکین باندھ لین شاطر موجود تھا طرف لشکر کے روانہ کیا پُکار کے آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اب تمھارا مشتاق ہون بادشاہ نے مرکب اُڑایا مقابلۂ میمون مین پہونچے بادشاہ نے تکاور لگائی چند قدم ہاتھی میمون کا پیچھے ہٹا چند قدم گھوڑا بادشاہ کا پیچھے ہٹا میمون کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان مجکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون بادشاہ نے فرمایا کہ ای میمون مجنون بہت غرور نہ کر غرور انسان کو پامال کرتا ہی کیون دم یکتائی کا بھرتا ہی میمون نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے نیزہ میمون کا نکالا میمون نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا میمون لپٹ پڑا اور ہاتھی سے کودا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ بادشاہ میمون سے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہے ہین بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہین بمشکل اپنے کو سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے دونون لشکر دیکھ رہے ہین سب کو یہی یقین ہی کہ میمون بادشاہ کو زیر کریگا بادشاہ کا دل طرف پروردگار کے رجوع ہی عرض کرتے ہین کہ ای بے نیاز و ای کارساز تو نے ہمارے بزرگون کو کیا کیا شرف عطا کیے قبلہ وکعبہ زمانۂ کمسنی مین فرنگستان ایسے ملک پر تشریف لے گئے جرأت کی قبلہ وکعبہ کے ڈنکے بجے اس دھوم سے سامنے جد عالی تبار لے آئے کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی کہتے تھے کہ اس جاہ و جلال سے کوئی نہین آیا اور عم نامدار یعنی رستم پیلتن اس دھوم سے آئے کہ سب شاہزادے اور سردار رشک کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ رستم نے کیا لشکر پیدا کیا مگر قبلہ وکعبہ پر تیری عنایت ہوئی کہ رستم نے ایک طمانچہ مارا تھا ایک طمانچے کے بدلے سات طمانچے مارے مین بھی اُسی شبیر کا فرزند ہون مگر اس وقت نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہو رہا ہون جلد مدد کر بادشاہ نے راز و نیاز اپنے دل کے جو خدا سے عرض کیے اُس وقت باب اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے

کہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار و فیروزہ بن عمرو عیار ایک تخت پر دونون شاہزادیان اور زیر تخت فیروزہ بن عمرو آکر پہونچے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ لو سرو شمشاد قد و گلعذار آپہونچین سرو شمشاد قد نے آسمان سے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام میمون جادو سے کشتی لڑ رہے ہین مگر رنگ رو متغیر چہرہ اُداس عالم یاس سرو شمشاد قد نے پکار کر آواز دی کہ ای میمون جادو خوب رنگ جمایا اور پہلوان بنکر آیا یہ فرزند صاحبقران ہین ان ہی کا کلیجہ ہی کہ تجھ سے لڑ رہے ہین یہ کہکے تخت سے کو دی پہلو مین میدان کے کھڑی ہوئی ایک دستک دیکر آواز دی کہ ای نسیم غم غلط جلد آ دیکھا سب نے کہ جھونکے ہواے سرد کے چلنے لگے اُسی ہوا سے یہ رنگ بندھا کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا اور منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا

نظم

آمد نے دیر کی ہی جو خط کے جواب کی — بیٹھی ہوئی ہی ڈاک یہان اضطراب کی
کیفیتین دکھاتی ہی بارش سحاب کی — بادل سے بھی ٹپکتی ہین بوندین شراب کی
تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی — تربت الگ بنے دل پر اضطراب کی
انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے — یوسف سے لانی چاہیے تعبیر خواب کی
ہرچند جوش گریہ ہو آنکھون کو کیا خطر — طوفان مین ڈوبتی نہین کشتی حباب کی
اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے — حاجت ہوئی شباب مین ہمکو خضاب کی
زیر مزار وحشتِ دل نے نکلنے دی — حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی
کیا جانے کس خرابی کی اُس سے بنا پڑی — تھوڑی سی خاک تھی دلِ خانہ خراب کی
پرسش ستم کی داور محشر کیا کرے — عادت ہی ان بتون کو نہین ہی جواب کی
ملتی ہی متصل خبر یار ہجر مین — دل نے بٹھا دی ڈاک یہان اضطراب کی
دل کی تڑپ کچھ اور شبِ وصل بڑھ گئی — بجلی گری جو تیری نگاہِ عتاب کی
بنھتا ہی ترک عشق جوانی مین کب جلال — بے اعتبار ہوتی ہی توبہ شباب کی

طائر نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے میمون کے ہوش اُڑے بادشاہ چمک کر لڑنے لگے وہ جو مزاج مین انتشار تھا دفع ہوا معلوم ہوا کہ قوت سے جسم معمور ہو گیا ہرچند کہ میمون کد و کوشش کرتا ہی کہ سحر کرکے بادشاہ کو پکڑ لون مگر دونون شاہزادیان دو طرف سے دفع سحر کر رہی ہین کبھی

دستکین دیتی ہین کبھی ہنستی ہین کبھی درختون پر اشارہ کہ جُھونکے ہواے سرد کے چلنے لگے پہردن رہے تک میمون اُلجھ اُلجھ کر لڑا اپنے مکر سے عاجز خون جسم کا گھٹ گیا بادشاہ نے پہردن رہے دونون مونڈھے اُسکے پکڑے سینے مین سرا اڑا کرے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم پر ریل کر لائے وہان آ کے ہکہ مارا کہ دونون گُھٹنے میمون کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا کہ پٹ گرون بادشاہ نے ٹھوکر ماردی چارون شانے چت گرا چاہا کہ پرپرواز پیدا کر کے نکل جاؤن سرو شمشاد قد نے آواز دی کہ ای زمین گیر یہ بھاگنے نہ پائے بادشاہ جست کر کے سینے پر سوار ہوے ہرچند کہ مکر سے اسکے آگاہ ہو گئے تھے مگر قانون اپنے بزرگون کا صرف کیا فرمایا کہ ای میمون شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی میمون نے جواب سخت دیا بادشاہ نے سینے سے اُٹھ کر ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبایا ایک پانون دونون ہاتھون سے تھام کر ہکہ مارا پہلے جھٹکے مین گردنا مے سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدیا تین لاکھ ساحر جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے سب سحر کرنے لگے کسی نے گولہ پھینکا کسی نے نارنج بادشاہ لڑکھڑا کے گرے جیجون بھائی میمون کا تیغہ کھینچ کر چلا کہ بادشاہ کو قتل کرون ملکہ سرو شمشاد قد نے بڑھ کر آواز دی کہ ای دلگیر لینا دل اسکے قبضہ ہو یہ کہ کے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف جیجون کے پھینکے جیجون جھوما بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

ہم دل سے لگ چلے تھے [illegible]	[illegible]
وحشت کا جوش باعثِ ترکِ وطن ہوا	گھر مجھ پہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا	شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سببِ برہمی یار	تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا	جب دل رہا بدن مین نہ جزوِ بدن ہوا
شیشون نے مارے قہقہے توبہ جو ہمنے کی	بے اختیار ساغر می خندہ زن ہوا
مجکو جو کوے یار مین جاسے لحد ملی	خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی | چلائے اہلِ حشر کہ سورج گہن ہوا
سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا اُنکے دم | رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے | فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
پھر کر نگاہِ شوق نہ آئی جو آنکھ مین | یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا
شاکی ہون دود دل کا تری جلوہ گاہ مین | اُٹھا تو سرمۂ نگہ انجمن ہوا
رخت قبائے گُل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون | کچھ بچ رہا تو اُسمین مرا پیرہن ہوا
آزاد رہتے کہتی ہی وحشت عدم مین بھی | جھگڑے ہین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
پہچانتا نہین ہی اثر کو اثر اُسے | نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
اُٹھتے ہی پردہ آنکھون مین پردے سے پڑگئے | جلوہ ترا نقاب رُخ انجمن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین | جس وقت مرگئے وہ ہی پردہ کفن ہوا
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے | کسکا حجاب پردہ درِ انجمن ہوا
آکر وطن مین ہوگئے دیوانے ای جلال | یہ شور آمد آمدِ اہلِ وطن ہوا

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے سرو شمشاد قد کے آیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہتا تھا کہ ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن میمون بڑا مغرور تھا جادوگر تھا پہلوان بنکر آیا تھا آخر موت نے اُسکا پیچھا نہ چھوڑا بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا مین تو آپ کے حکم کا منتظر ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن سرو شمشاد قد نے کہا کہ اس لشکر کو قتل کرو جیجون تلوار کھینچ کر اپنی ہی [illegible] بادشاہ کو اُٹھایا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوے نعرہ کرکے فوج کفار پر جاپڑے جسکے جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کا فرونکو قتل کرنے لگے سرو شمشاد قد نے گلعذار کو اشارہ کر دیا ہی کہ ہمراہ رکاب بادشاہ رہو ساحرون کے سحر سے بچاؤ بادشاہ بے خوف وخطر لڑتے ہوے آتے ہین جسنے سحر کیا گلعذار نے سینے پر روکا یا اُسکے سحر کو دفع کر دیا بادشاہ لڑتے ہوے اُس مقام پر آئے کہ جہان ایک خیمے مین ثریا قید تھا زنجیر مین ہلا رہا تھا بادشاہ نے آکر نگہبانون کو مار ائی سو لاشہ زمین پر گرا قریب ثریا کے ہوپہنچے فرمایا کہ ای برادر اُٹھو زیر ہونے پر رنجیدہ نہ ہو وہ ساحر تھا ہمنے اُسکو مارا سرو شمشاد قد نے آکر

اُسکا سحر دفع کیا ورنہ میرا زیر ہونا بھی قریب تھا خدا نے آبرو بچائی ثریا نے قید توڑی ہمراہ بادشاہ کے لڑتا ہوا چلا وہان جیجون کو ساحرون نے بلوہ کرکے پکڑ لیا تلوار چھین لی جھولی مین آگ لگا دی مگر جیجون جوش الفت مین نام ملکہ سرو شمشاد قد کا لے رہا ہی پکارتا ہی کہ یارو مین اپنی معشوقہ تک پہونچون مجکو نہ گرفتار کرو مین ہجر مین معشوق کے بیقرار ہون ساحرون نے جیجون کو نہ چھوڑا گرفتار کرکے ساتھ لیا جنگ بادشاہ سے وسحر سرو شمشاد قد سے ساحرون کے پاؤن اُٹھے غلغلہ کرتے ہوے بھاگے تھوڑی دور تعاقب کیا جب ساحر کئی کوس نکل گئے تب بادشاہ پلٹے ملکہ سرو شمشاد قد سے حال پوچھا فیروزہ نے کُل کیفیت بیان کی کہا حضور وہ سارا جنگل ساحرون سے معمور تھا مگر آپ کے اقبال سے سب کو قتل کیا بادشاہ مظفر و منصور بارگاہ مین میمون کی آکر بیٹھے کچھ ساحر گرفتار ہوے تھے وہ آکر مطیع اسلام ہوے دو رہ سرداروں کا بندھا بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہوے ثریاے تاجدار پہلوے تخت مین جو دنگل زرین بچھا تھا اُسپر آکر بیٹھا ملکہ سرو شمشاد قد گلعذار کرسیون پر بیٹھین بادشاہ نے فرمایا کہ یارو قلعہ طلسم ہفت پیکر کہان ہی مین اپنے کو جاکر علامت مین گرا دون تا بہ رستم پہونچون ملکہ سرو شمشاد قد نے عرض کی کہ حضور میمون کے مارے جانے سے ظاہری سب راستے کُھل گئے یقین ہی کہ کل قلعۂ طلسمی پر ضرور پہونچ جائیے کنیز آپ کو طلسم مین پہونچائیگی بادشاہ یہ باتین کر رہے ہین اور پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کہ گوشۂ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ایک محافۂ زرین ناظر بچکا نے محافے کو گھیرے ہوے بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ کون آتا ہی فیروزہ گیا خوشی خوشی پلٹ کر آیا عرض کی کہ اغراض بلند رکاب محافے مین اُسکی دختر بلند اختر ملکہ ریحان صندلی پوش براے ملازمت حضور آتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اے فیروزہ جاکر اغراض سے کہو کہ ہم بر سر راہ ہین ایک ایک لمحہ ہمپر ایک ایک سال گذرتا ہی اب ہم ٹھہر نہین سکتے تم محافہ اپنی دختر کا پھیر دو ہم کل کوچ کرینگے فیروزہ نے آکر اغراض سے سب حال بیان کیا اغراض قریب محافے کے آیا حکم بادشاہ بیان کیا ملکہ اندر محافے کے زار زار رونے لگین کہا کہ مین حکم شہنشاہی بجا لاؤنگی مگر زیارت سے تو مشرف ہولون اغراض نے آکے خدمت شاہ مین کیفیت ریحان صندلی پوش کی بیان کی بادشاہ نے اُسی وقت تخلیہ کرایا

ریحان کا محافہ اُتروایا چند ساعت صحبت رہی فرمایا کہ ای ملکۂ عالم اب رخصت ہو ہم کل کوچ کرین گے انشاءاللہ وہانسے پلٹ کر اول تمھارے ملک پر آئین گے عقد تمسے ہوگا تب صاحبقران سے ملین گے آپ تمھارا ٹھہرنا بہتر نہین ملکہ رات ہی کو بادشاہ سے روتی ہوئین رخصت ہوئین اُسی وقت محافے مین سوار ہو کر کنیزون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے باغ کے چلین بادشاہ نے رسالے ساتھ کردیے نگہبانی کی بہت تاکید کردی مگر ملکہ محافے مین روتی ہوئی کنیزون سے کہتی ہین کہ شہریار اتنے بڑے شخص کے مقابلے مین جاتے ہین اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے نظم

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی
گھر باری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہو گئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی

پہلے تھا بیزار جب سے اُسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُس دن سے اپنی جان بھاری ہو گئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھو نسے تھی جو رسم و راہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہو گئی

اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے
لاش کیون اپنی احبا پر نہ بھاری ہو گئی

آرزو دل مین جو اپنے تھی ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی

کاش یہ قاصد نہ کہدیتا کہ آتا ہے کوئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی

مجھسے بھی یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے اُسے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی

آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے
سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہو گئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہو گئی

آہ نہین سکتا مین بیخود ہو کے پہرون آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہو گئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہو گئی

ناز دل کیسے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہو گئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہو گئی

دل پکڑ لیتا ہے دشمن جب تڑپتا ہے جلال
اُسکی بیتابی بھی کیا شوخی تمھاری ہو گئی

ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین کہ ای ملکۂ عالم بادشاہ نے جو وعدہ فرمایا ہے ضرور تشریف لاوین گے ملکہ کہتی ہین کہ صاحبو یہ کالی راتین ہجر کی کون کاٹیگا تڑپ تڑپ کر مرین گے کیونکر یہ زمانہ گذریگا وہ

دن خدا دکھائے کہ بادشاہ جمجاہ بخیر و خوبی طلسم ہفت پیکر مین پہونچین اور طلسم فتح ہو بادشاہ مع
لشکر آکر قریب باغ اُترین وہ روز سعید ہو گا بلکہ بہتر از عید ہو گا ریحان صندلی پوش اس حال
سے گریان و نالان خاک بر سر بیقرار و مضطر اپنے باغ مین جاتی ہین بادشاہ جمجاہ شب کو اُسی مقام
پر رہے کہ اس مقام کو صحراے ویران کہتے ہین بوقت سحر سامان سفر تیار ہوا سرو شمشاد قد
و ملکہ گلعذار نے ابرہاے سُرخ و سبز تیار کیے تین لاکھ ساحر ساتھ لیے ثریاے تاجدار بھی مع چھ لاکھ
غیر ساحرون کے مسلح و مکمل ہوا اس کروفر سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلنے کا قصد ہوا کہ بادشاہ کے
ذہن مین آیا فیروزہ سے فرمایا کہ مین نے آج صبح کو بعد نماز سجادے پر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند
تھے دیدۂ باطنی وا ہوے عین خواب مین دیکھا کہ ملکہ ریحان فریاد کر رہی ہین اور پکارتی ہین کہ ای
شہریار کنیز کو بچائیے تم جا کر خبر لاؤ ہم اسی مقام پر رہین گے جب تم آلوگے تب کوچ کرین گے فیروزہ
اُسی وقت براے خبر ریحان صندلی پوش روانہ ہوا مگر ریحان پر یہ گذری کہ جب صحرا مین پہونچین
محافے سے نکل کر پشت مادیان پر سوار ہوئین مادیان کو اُڑاتی ہوئی جاتی تھین کہ صحراے گرد اُڑی
قضاے کار شداد قوی بازو گینڈا اُڑاتا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا تھا نگاہ اسکی جمال بمیثال ملکہ
پر پڑگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا چاہا کہ ملکہ پر جا پڑون ملکہ نے مادیان کو بھگایا کنیزین پیچھے پیچھے شداد
کھڑا دیکھا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چھاتی پر ہاتھ مار رہا ہی کہ شاطر اسکا مہتر صبا دم آگیا دیکھا
کہ آقا کھڑے رو رہے ہین پوچھا کہ کیون پہلوان دوران کونسا صدمہ پہونچا جو اسقدر متغیر ہو رہے ہو
شداد قوی بازو نے کہا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار ابھی ایک محبوب پریچہرہ کو دیکھا کبھی
ایسی نازنین نگاہ سے نہین گذری مادیان بھگا کر اس جانب گئی ہی ذرا خبر لاؤ کہ یہ گل کس گلستان
کی اور ماہ کس آسمان کی ہی عیار واسطے خبر کے چلا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ مادیان سے اُترین
بارہ سی کنیزین ساتھ ہین باغ مین جاتی ہین عیار نے دور سے دیکھا حال دریافت کر کے چلا آکر
شداد سے بیان کیا شداد نے کہا کہ مین ابھی چل کے قبضہ کرتا ہون تو جا کے لشکر لا عیار
جا کر بارہ ہزار جوانون کا لشکر لایا بڑے بڑے پہلوان اُسمین ہین ان سب کو شداد لیکر طرف
باغ ملکہ کے چلا ملکہ آکر اُترین کنیزدن سے کہہ رہی ہین کہ راہ مین مجکو ایک ظالم نے دیکھا میرا
پیچھا بھی کیا تھا مگر مین گھوڑی بھگا کر نکل آئی ذرا کوٹھے پر چڑھ کر دیکھو تو شاید آتا نہ ہو کنیزین

کوٹھے پر چڑھین دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی ہی ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر گینڈے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی کنیز نے دوڑ کر ملکہ کو خبر دی کہ حضور لشکر آتا ہی ملکہ نے کہا کہ ہاے اب کیا کرون باپ میرے شہریار کے ساتھ ہین مین یہان یکہ و تنہا ہون کیسی مشکل کی بات ہی مگر مین اپنی جان دونگی اس ملعون کو یہان نہ آنے دونگی جو کچھ ہو سو ہو کوٹھے پر چڑھ چلو اور تیر اندازی کرو جہانتک ہوسکے ان بیحیاؤن کو قریب نہ آنے دو بارہ سو کنیزین کوٹھون پر چڑھ گئین کمانین کاندھون سے اُتارین تیر بجر کمان مین پیوست کیے بارہ سو تیر ایک مرتبہ چلے کئی سو خطاشعار گرے شداد نے گینڈا روکا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روانِ باغ محبوبی کیون اپنے کو ضایع کرتی ہو دم بھر مین باغ مین گھس آؤنگا رات بھر کی مہلت دیتا ہون صبح کو حاضر خدمت ہونا ورنہ باغ پامال کردونگا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بکتا ہی ہم سب کے جنازے لیجائیگا کسی کنیز کو بھی زندہ نہ پائیگا آئندہ تجھے اختیار ہی ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ باغ کے دروازے پر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ او شداد اپنی جرأت پر ناز نہ کرنا یہ معشوقۂ بادشاہ اسلام ہی اگر اُنکو خبر ہوگئی تو وہ ضرور تشریف لائینگے تجھ لیسے صدہا پہلوان اُنکے رفیق ہین ثریا ے تاجدار ایسا رفیق کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا بس بہتر اسی مین ہی کہ پلٹ جاؤ عورت پر کوئی لشکر کشی کرتا ہی راہ مین تو نے دیکھا تعاقب کیا ملکہ اپنی آبرو بچا کر بھاگ آئین تجکو مناسب ہی کہ چلا جا یہان کوئی تیرے مقابلے کے موافق نہین ہی عرصے تک وہ کنیز یہ پکار پکار کے کہا کی شداد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ فوج کو اشارہ کیا کہ باغ کو چہار جانب سے گھیر لو سوارون نے گھوڑے دوڑائے پیدل اپنے مقام سے بڑھے باغ کو چہار جانب سے گھیر لیا کنیزون نے تیر مارے وہ دیوار باغ سے دور ہٹکر اُترے کنیزین دیوارون پر چڑھ گئین جب تاک کر تیر مارا یا گھوڑے کی آنکھ پر یا سوار کے سینے پر پڑا کئی سو ملازم شداد کے گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے غول کے غول درہم و برہم ہوے شداد کہتا ہی کہ ان تیرون کو کیا مین مانونگا سپر پر روکتا ہوا باغ مین گھس جاؤنگا تم لوگ زد سے ہٹ کر کھڑے ہو اب دن قلیل باقی ہی شب بھر یہ لوگ سرکشی کرلین صبح کو آفت برپا کرونگا ان بدزبانون کو زندہ نہ چھوڑونگا نہین معلوم کیا سمجھی ہین جو کلمات سرکشی کر رہی ہین یہ کہکے اُتر پڑا داخل بارگاہ ہوا عیار سے

اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی جو بجا کنیزون نے پھر غلغلہ کیا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی ہی نہین معلوم کیا سمجھا ہی کہ طبل جنگی بھی بجوا دیا ہی پروردگار ہمارا مالک ہی ملکہ پلٹ کر صحن باغ مین بیٹھین سب سے صلاح کرنے لگین کنیزون نے کہا کہ حضور ایک عرضی بخدمت بادشاہ روانہ کیجیے وہ شہریار تشریف لائین گے اِسکی سرکشی سُنکر برہم ہو جائین گے بھلا وہ یہ باتین سُن سکین گے کہ اس مغرور نے آکے گھیرا ہی اپنی جرأت کو ظاہر کرتا ہی نام پر پہلوانی کے مرتا ہی ملکہ نے اُسی وقت قلم اُٹھایا القاب شاہانہ لکھا کہ ای شہنشاہ اقلیم جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت ادام اللہ اقبالہ و اجلالہٗ اس کنیز کو آکر شداد قوی بازو سے بچائیے چاہتا ہی کہ عصمت پر دست انداز ہو مین نے ابتک تو اُن سرکشون کو قریب دیوار باغ نہین آنے دیا مگر گھیرے ہوے اُترے ہین صبح کو بلوہ کرین گے کنیز نامہ لیکر باغ سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوے لشکر مین شداد کے جاتی ہی جب کسی نے پوچھا کہ کون کہا ہرکارہ ہون ملکۂ عالم نے بھیجا ہی لوگ خاموش ہو رہتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین لشکر کو طی کرکے راہ صحرا لی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی کنیز نے جو فیروزہ کو دیکھا مثل گُل شگفتہ ہوئی پکار کر آواز دی کہ مہتر صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے فیروزہ نے ایک جوان حسین کو دیکھا کہ پنجہ کھینچے ہوے قریب آیا کہا کہ ای مہتر والا گُہر مین ملکہ ریحان صندلی پوش کی کنیز ہون لشکر سے بادشاہ اسلام کے ملکہ آتی تھین مادیان پر بے نقاب سوار تھین شداد قوی بازو کی نگاہ پڑ گئی اُسنے آکر گھیرا ہی صبح کو ارادہ ہی کہ بلوہ کرے جاکر شہریار کو اطلاع کرو تم کہان چلے تھے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ خود گھبرائے مجھسے کہا کہ جاکر خبر لاؤ مین واسطے خبر کے جاتا تھا کنیز نے عرضی نکال کر دی فیروزہ نے عرضی لی کنیز سے رخصت ہو کر چلا خواص پلٹی لیکن ملکہ نے کوٹھے پر چڑھ کر جو بلوہ فوج کا دیکھا گھبرا کر کوٹھے سے اُترین سجادہ بچھایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھین ای حاکم مطلق و ای کارساز برحق میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی — بخاک عجز ہر آن کس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح بہ بخشد صفاے روحانی — کند بہ جسم عنایت کمال جسمانی
خدا بہ بندۂ کمزور زور می بخشد — خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی

خدا بہ آدمی اوصاف آدمیت داد	عطا نمود بہ انسان کمال انسانی
خدا حکومت و دولت دہد بجا دم زار	کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی
خداست مالک املاک ملک ہر دو جہان	کہ ہست قصر دو عالم بناے آن بانی

ملکہ بلک بلک کر دعائین کر رہی ہین کنیزین آمین کہہ رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کنیزین بھی اپنی اپنی جانین لڑائین گی کیا مجال ہے کہ شداد کسی کو زندہ لیجائے سب کے مُردے پائیگا سر کاٹ کر لیجائیگا حضور نہ گھبرائین کہ کنیز پلٹ کر آئی ملکہ سے بیان کیا کہ فیروزہ بن عمرو کو عرضی دیدی خود فیروزہ براے خبر آتا تھا مین نے عرضی دی بادشاہ خود حضور کے واسطے گھبرا رہے ہین جب تو فیروزہ کو روانہ کیا تھا ملکہ کو تسکین ہوئی سجدے سے سر اُٹھایا عرض کی کہ اے کریم و رحیم تو نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ بادشاہ کو خبر پہونچ گئی اسی حال مین وہ وقت آیا کہ معشوقۂ زرین پوش لباس شعاع و ضیا زیب جسم کرکے پردۂ مشرق سے باہر آئی بہ ناز و کرشمہ تخت چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھی شداد مغرور فرش خواب سے اُٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے فوج تیار ہوئی گینڈے پر سوار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے درباغ کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے کنیزان تیر انداز گوشون مین نہ بیٹھو سامنے آؤ مین آتا ہون اب تمھاری تیر اندازی دیکھون کہ کیسی تیر اندازی کرتی ہو صدہا گھوڑے کل مرے مابدولت نے خیال بھی نہ کیا ملکہ وسط باغ مین فرش خواب پر پڑی تڑپ رہی ہین کنیزون سے بیقرار ہوکر پوچھتی ہین کہ اب کیا معرکہ ہوا اپنا تو یہ حال ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے نظم

بہار آتے ہی لے نکلا ہمین دیوانہ پن اپنا	برنگ بوے گل برباد کر آئے وطن اپنا
دکھاتا تھا زلیخا کو بھی وہ دیوانہ پن اپنا	کہ یوسف ہوش کھو کر پھاڑتے خود پیرہن اپنا
وہ داغ اے عشق دکھلائین کہ عاشق ہو چمن اپنا	وہ گل کھائین کہ گلدستہ بنائے انجمن اپنا
کچھ ایسے شوق عریانی مین ہم جامے سے باہر ہین	کہ اپنی جستجو مین پھر رہا ہے پیرہن اپنا
جگہ کیا گور مین پائے عذاب گور جب ٹھہرے	کفن مین کیا رہے جب داغ ہی سمجھا کفن اپنا
جو یون بتلا نہین سکتے بتادو پوچھکر ہمکو	نزاکت سے کمر اپنی خموشی سے دہن اپنا
کوئی دامن جنون مین کھینچتا ہے آستین کوئی	اُتارے لیتے ہین خار بیابان پیرہن اپنا
یہ رتبہ سنگ راہ یار ہوکر دل نے پایا ہے	کہ جسکو بت بنایا چاہتے ہین برہمن اپنا

ہلا دیتا فلک کو بے ستون کی کیا حقیقت تھی / بناتا نالۂ دل کو جو تیشہ کوہکن اپنا
عجب احسان حیرت نے کیا ہی بزم جانان مین / کہ آئینہ مجھے سمجھی ہی ساری انجمن اپنا
یہ راہ راست پر آتا تو مین بھی اُس سے جُھک جاتا / فلک نے کج دی چھوڑی نہ مین نے بانکپن اپنا
پتہ کیونکر ملے قاتل کسی پیکان کا تیرے / لگا جو تیر آکر ہو گیا جزو بدن اپنا
سراپا درد ہو کر شکل پیدا کی جو پھوڑے کی / تو نشتر چھیڑنے کو بن گیا ہر موے تن اپنا
کسی خوش چشم کی آنکھون کا سودائی جو سمجھے ہین / کھڑے ہین راستہ روکے بیابان مین ہرن اپنا
جو آہون کے مصاحب ہین تو نالے سے مخاطب ہین / یہی چند اپنے ہمدم ہین یہی اک ہم سخن اپنا
دیار عشق سے جو وادی وحشت مین آنکلا / ہم اُس سے دوڑ کر لپٹے سمجھ کر ہم وطن اپنا
جلال اُس بت کا بندہ دل سے ہو جاؤن جو چھڑادے / یہ کیا جھگڑا لیے پھرتے ہین شیخ و برہمن اپنا

کنیزین عرض کرتی ہین کہ داری نہ گھبرائیے ملکہ نے جام زہر بھر کر آگے رکھ لیا ہی خنجر کھنچا ہوا رکھا ہی فرماتی ہین کہ جب یہ بوالہوس آوے تو ہمارا مُردہ پاوے مین اسی کی امیدوار ہون کہ مجھے اب یہ زندہ نہ دیکھے اپنے مقام پر شرمندہ تو ہو کہ کسی صاحب عصمت پر جو نگاہ بد ڈالی اُسکا یہ انجام ہوا کہ اُسنے اپنی جان دیدی مگر افسوس ہی کہ وقت آخر جمال بیمثال شہریار نہ دیکھا یہ تمنا لیکر پردۂ دنیا سے چلی کنیزین دوڑ دوڑ کر عرض کر رہی ہین کہ شداد بڑھتا آتا ہی اب فوج بھی تیار ہی سوار و پیدل سب نیزے ہلا رہے ہین مرکب اپنے بڑھا رہے ہین اس وقت بھی آپ کی کنیزون کے تیر سے کئی سو بیمیا گرے واصل جہنم ہوے مگر شداد تیر قلم کرتا ہوا آتا ہی نصف میدان طی کر چکا ہی اپنے غرور مین پھولا ہوا اپنی حقیقت کو بھولا ہوا ہی حضور چلکر ملاحظہ فرمائین کنیزون نے بہ منت ملکہ کو اُٹھایا کوٹھے پر لائین کرسی بچھا دی کرسی پر ملکہ بیٹھین سر اُٹھا کر دیکھا کہ کنیزون نے تیرون کی بوچھار کی ہی مگر شداد تیرون کو قلم کرتا ہوا بڑھتا آتا ہی کنیزین تیر تاک تاک کے مار رہی ہین ملکہ نے کہا کہ ذرا تیر و کمان مجھے تو دو مین تقدیر کا امتحان تو کرون ایک تیر اپنے ہاتھ سے اس ملعون پر لگاؤن شاید نشانے پر پڑے یہ کہ کے تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا سپر سے شداد اپنے چہرے کو چھپائے ہوے ہی ملکہ نے گینڈے کی آنکھ تاک کر تیر مارا کہ گینڈے کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی شداد گینڈے سے گرا ملکہ نے جلدی مین کئی تیر مارے لیکن زرہ لوہے کی تھی تیر نے تاثیر نہ کی شداد نے آواز دی کہ دوسرا گینڈا لاؤ

دوسرے گینڈے پر سوار ہوا پھر بڑھتا ہوا چلا ملکہ نے کئی مرتبہ جام زہر اُٹھایا چاہا کہ پی لون کنیزین لپٹ گئین جام ہاتھ سے چھین لیا ملکہ کہتی ہین کہ اری کمبختو کیا میری آبرو لوگی میری جان ہی جانا بہتر ہی کنیزین منتین کر رہی ہین کہ حضور ہم لوگ مر بین تو حضور کو اختیار ہی اپنے سامنے ہم اس پھول سے عارض کو مرجھایا ہوا نہ پائین ہمین افسوس ہوتا ہی یہ کہ کے جام پھینک دیا خنجر چھین لیا شداد گینڈا بڑھائے ہوے جب قریب دیوار پہونچا کنیزین نکل کر لڑنے لگین جو سامنے شداد کے پہونچی شداد نے نیزے پر اُٹھا لیا کئی کنیزون کو نیزے پر اُٹھا اُٹھا کر زمین پر مارا اُنکا تڑپنا ملکہ نے دیکھکر کہا کہ اری کمبختو یہ صدمات میری روح پر گذرے ہین مین نہین چاہتی کہ تم لوگ اپنی جان دو اور مین اپنے کو بچاؤن مین پہلے اپنی جان دونگی کنیزین ناچار ہو جاتی ہین شداد لڑتا بھڑتا زیر دیوار پہونچا پکار کے آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ای بدر آسمان کمال کیون غریبون کی جان لیتی ہو مین اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرتا ہون مگر مجھے ناگوار ہوتا ہی کہ کنیزان حضور کو قتل کرون افسوس یہ کر رہا ہون کہ وہ تمھارے عاشق صادق اس مقام پر نہ ہوے جنکی جرأت پر آپ کو بہت ناز ہی سامنے ہوتے تو معلوم ہوتا ملکہ نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ہائے افسوس ہی وہ شہریار اس مقام پر نہ ہوے ورنہ اس ملعون کو معلوم ہوتا شداد زیر دیوار جو پہونچا کنیزین ٹوٹ پڑین شداد انکو کب مانتا ہی جسپر ادھر سپر کی مار دی کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا گر گر لوٹنے لگین ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی بیقرار ہو کے پکارنے لگین کہ ای سمیع و علیم و ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر

نظم

خدا اہلِ بصیرت را نماید ہر زمان صورت
نمی پوشد ز چشمِ اہل دین آن مہربان صورت

بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی
چرا پوشد رُخِ زیبا چرا در دِہان صورت

زہر یک گل چو رنگ و بوے گل گُلرو دہد جلوہ
نماید او زہر یک جسم خاکی مثل جان صورت

درین جلوہ گہی صورت ندیدہ دیدۂ عالم
چنین حُسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت

زحسن چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ
ز روے ہر گلِ رنگین نماید باغبان صورت

بقائے نیست در دنیاے فانی اہلِ صورت را
کہ این صورت بہو شد آخر از چشمِ جہان صورت

جہان ہر وقت نقش تازہ می سازد عیان ہندی
کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

شداد نے چاہا کہ گینڈے سے کود ون باغ مین گھس جاؤن ملکہ کو گرفتار کر لون ملکہ سجدے کر رہی ہین

شداد در باغ پر کھڑا ہوا اپنی جرأت دکھا رہا ہی کہ تیر دعاے ملکہ ہدف مراد پر پہونچا لشکر مین شداد کے ایک ہنگامہ ہوا سوار پیدلون پر اور پیدل سوارون پر گرنے لگے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید ای کافران سپیاہ و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہِ شاہان فریدون حشم
شہنشاہ اسلام باعدل و داد
ہزبر دمان پہلوان جہان

بہار گلستانِ کاؤس و جم
منم نورِ عینین شاہِ قباد
نہالِ گلستانِ صاحبقران

وسط فوج شداد سے مثل آفتاب طالع ہوے پشت پر ثریاے تاجدار دورسے جو بادشاہ نے دیکھا کہ شداد قوی بازو در باغ پر کنیزون سے لڑ رہا ہی ثریا سے کہا کہ تم جنگ کرو مین آگے بڑھ کر اُس مغرور کو لون دیکھو کیا جرأت دکھا رہا ہی عورتون سے مصروف جنگ ہی ثریا نے کہا کہ حضور تشریف لیجائین غلام فوج سے سمجھ لیگا ثریا فوج سے لڑنے لگا جس افسر کو تاکا اُسکو مارا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی چھ لاکھ فوج دریا موج گئی سو افسر آگے بڑھے ہوے نعرے کرتے ہوے آئے اہالی فوج شداد نے جو افسرون کو دیکھا بھاگنے لگے کہتے تھے کہ دریا موج مارتا ہوا آتا ہی اس فوج کو کون روکیگا پاؤن فوج کے اُٹھ گئے مگر بادشاہ نعرہ کرکے قریب شداد کے آئے کنیزون کو للکارا کہ ہٹ جاؤ اس مغرور سے مقابلہ نہ کرو کنیزین پیچھے ہٹین شداد گینڈے پر سوار ہوا جمال جہان آرا کو دیکھ کر دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای شداد ملکہ ایسے معشوق خوبرو کو چھوڑ کر مجکو کیونکر قبول کرے یہ جوان تو تصویر کھینچنے کے لائق ہی جرأت مین پہلوانون پر فائق ہی نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین ہمراہیان شداد تو جا کر درہ ہاے کوہ مین چھپے تھے وہان سے دیکھ رہے ہین کہ شداد سے اور بادشاہ سے نیزہ چل رہا ہی بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ شداد کا نکالا شداد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی تلوار شداد کی پٹ پڑی بادشاہ نے بارِ سپر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہ مارا تلوار شداد کی چھین کر پھینکدی دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا نعرہ کرکے جو زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر اُکھیڑا دوسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا چاہا کہ چرخ دیگر زمین پر مارون شداد نے قصد کیا کہ پاؤن الغلو زمین

اڑا کر دھم اڑا اون بادشاہ گھوڑے سے کود پڑے چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بند ھگیا کود کر چھاتی
پر سوار ہوے فرمایا کہ ای شداد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شداد نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا اُٹھ کر شداد قدمون پر
گرا بادشاہ نے سر سینے سے لگا لیا شداد نے عرض کی کہ قلعہ غلام کا یہانسے قریب ہی اگر حضور وہان
تشریف لے چلین تو غلام کے واسطے باعث فخر و افتخار ہو جو مسلمان ہو وہ قلعے مین رہے ورنہ قلعے
سے نکل جائے بادشاہ نے قبول کیا شداد نے فوج کو بلایا سب کو ظاہر مین مسلمان کرایا اب بادشاہ و
ثریا بے تاجدار طرف قلعے کے چلے بعد دو پہر کے ایک صحرا مین پہونچے شداد نے عرض کی کہ اگر
حکم پاؤن تو عرض کرون سامنے دیکھیے میرا قلعہ ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک قلعہ نہایت بلند
سر بفلک کشیدہ ہی بُرج بارے درست بُرج ہاے قلعہ پر بڑے بڑے پہلوان کھڑے جھوم رہے ہین
توپین لگی ہین وہ لوگ اگر تختۂ آہن پر ہاتھ رکھدین تو تختہ پس کر سرمہ ہو بادشاہ ساتھ شداد کے
قلعے مین آئے نوبت ونقارے بجے ہلڑ ہوا کہ بادشاہ اسلام آتے ہین شداد نے بادشاہ اسلام
کو دار الامارۂ شاہی مین پہونچایا بادشاہ تخت پر بیٹھے رفیقون مین فقط ثریا ساتھ ہی شداد
طرف محل کے چلا بیٹی اسکی ماہ پیکر باپ کے آنے کی خبر سُنکر براے استقبال آئی پوچھا کہ حضور کو
بہت چپ پاتی ہون آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی شداد نے آہ بھر کر کہا کہ ای نور نظر
بادشاہ نے مجکو زیر کیا اگر کوئی لفظ بھی اُس وقت کہتا تو مجکو قتل کرتے مین نے صدق دل سے
اطاعت نہین کی اب ارادہ یہ ہی کہ سودۂ الماس بادشاہ کو دون فوج پر شبخون مارون یہ کہکے پڑیا
جیب سے نکالی بیٹی کو دکھائی شربت سامنے بیٹی کے بنایا شیشہ شربت کا لیکر چلا ماہ پیکر مسہری پر
جا کر لیٹی آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا دریچے آسمان کے کھلے ایک تخت پر ایک بزرگ بصورت
نورانی متمکن تخت اگر قریب اُترا ماہ پیکر نے اُٹھ کر سلام کیا ماہ پیکر جلال چہرۂ انور دیکھکر کانپنے لگی
اُن بزرگ نے فرمایا کہ او ماہ پیکر تو رضامند ہوئی کہ میرے فرزند کو زہر دیا جائے جلد خواب
سے اُٹھ بادشاہ کو بچا ماہ پیکر خواب سے اُٹھی جلدی سے ایک عرضی لکھی کنیز سے کہا کہ یہ عرضی جا کر
عیار شاہ کے ہاتھ مین دیدے کنیز عرضی لیے ہوے باہر نکلی فیروزہ بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہی
کنیز نے آکر عرضی دی کنیز تو محل مین چلی گئی فیروزہ مضمون سے آگاہ ہوا بارگاہ مین آیا پشت پر

بادشاہ کی کھڑا ہوکر رومال ہلانے لگا کہ شداد شیشہ لیکے آیا جام لبریز کرکے عرض کی کہ حضور یہ جام نوش فرمائین فیروزہ بن عمرو نے کہا کہ ای شداد بادشاہ فرماتے ہین یہ شربت تم ہی پیو ہم دوسرا جام پیین گے شداد نے کہا کہ میری کیا مجال ہی کہ یہ جام پیون یہ جام حضور کے نامزد ہوا ہی مین اسکو کیونکر پیون مجھپر نہایت شاق ہی اس طور سے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ کچھ سمجھے فرمایا کہ ای شداد ہماری خوشی یہی ہی کہ جس طرح بنے یہ جام تم پیو جون جون بادشاہ فرماتے ہین شداد کانپ رہا ہی آخر ہاتھ جو کانپا جام کا یہ انجام ہوا کہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا فرش اُتنا جل گیا زمین سیاہ ہوگئی بادشاہ نے فرمایا کہ ای شداد یہ کیا تھا شداد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر شداد کا اُڑ گیا لاشہ شداد کا زمین پر گرا شداد جب مارا گیا رفیقان شداد اُٹھ کر قدمون پر گرے عرض کی کہ ای شہریار ہم اسکے مکر سے آگاہ تھے مگر کچھ کہہ نہ سکے ہمکو سمجھا دیا تھا کہ بادشاہ سے اطلاع نہ کرنا اب ہم بصدق دل مسلمان ہوے بادشاہ نے قلعہ اسلام آباد کیا محل مین تشریف لائے ماہ پیکر کو دیکھکر بہت پسند کیا ماہ پیکر نے کہا کہ ای شہریار بزرگان دین میرے خواب مین آئے فرما گئے کہ بادشاہ اسلام کو بچاؤ بادشاہ نے ماہ پیکر سے عقد کا وعدہ کیا باہر آکر ثریا سے فرمایا کہ کل تاریخ سفر قرار دو چھ لاکھ غیر ساحر تین لاکھ ساحر مع سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار کہ یہ افسران کامل ہین فوج کو لیکر ار تیار کیے ابر مین لشکر ساحران زیر ابر لشکر غیر ساحران اس کروفر سے دوسرے روز طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان رستم پیلتن پہونچنا باغ نسترن مین جنگ عظیم واقع ہونا وقت پر پہونچنا انکے لشکر کا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی مہربان — لکھون رستم وقت کی داستان
قمر طبع روشن کریگی مدد — جو اک جام دیدے مجھے ای صنم
جو ہو تشنۂ می بہ عیش و سرور — تو ہو رنج خاطر سے عاشق کے دور
لکھون حال صحراے ویران نجد — لکھون حال لیلی پردہ نشین

طلسمات مین ہین بصد شد و مد
تو ہو دور دل کا یہ رنج والم
کبھی ولولے مین جو آجائے وجد
سمنبر سمن بو جلالت قرین

کبھی قیس کے غم مین سودا ہوا
محبت مین لیلی کے کیا کیا ہوا
یہ دیکھا کہ صیاد بدعت پسند
یہ چاہا کہ پھیرون چھری بےخطر
تصور نے حیران اُسے کر دیا
کرون کیون نہ اسوقت آہ و فغان
مرے سر کو تن سے تو کرے جدا
یہ طاقت ظلم مین کہان ای جنون
کیا قیس و فرہاد نے کام کیا
کہ سامان ترتیب ہونگے بہم
کہ الفت مین مجنون کی لیلی بنا
کسی دن کبھی قیس صحرا نورد
کیا آہوے دشت کو پاے بند
ہوا قیس کو رنج حد سے فزون
چھُری پر گلا بےخطر دھر دیا
کہ ہے چشم لیلی پہ ظلم و ستم
مگر آہوے دشت کو کر رہا
یہی حسن اور عشق کے رنگ ہین
گئی جان آخر ہوا نام کیا
سدا دشتِ ویران کا جویا رہا
ملول و حزین قلب مضطر مین درد
نکالی کمر سے چھُری تیز تر
کہ ہوتا ہی ہم چشم لیلی کا خون
کہا ای انیس جگر خستگان
کن آنکھون سے دیکھون بصد رنج و غم
قلم حال مجنون رقم کر سکون
کہ اہلِ حسد دیکھکر دنگ ہین
کردن داستانِ جلالت رقم

چہرہ فتاحان مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر و سیاحان منازل

جلالت اثر اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع نگار ترنم سرا + چنین می نگارد بہ حُسن و ادا + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ رستم نے بصد کرد فر چند مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر فتح کیے ساحران زبردست بھی انکے ساتھ ہین ایک صحرا مین آکر آتشبار وغیرہ کو مارا ہنگامۂ عظیم ہوا کئی ساحرون نے آکر جماؤ کیا چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے رستم کو پکڑلین مگر رستم لوح چمکاتے ہین کبھی تیغۂ ہفت جوہر کے عکس سے ساحر عاجز آتے ہین کبھی کلاہ ہفت گوشہ کا عکس پڑتا ہی اس سے بھی ساحرون کا سحر فراموش ہوتا ہی زرہ ہفت جوش زیب جسم رستم پہلتن اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ ساحر عاجز ہین قریب نہین آسکتے آخر اُس بلوے مین لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بیچ مین ان سب ساحرون کے ایک ساحر خوک پر سوار سحر کر رہا ہی پیشانی پر اُسکے ایک خال سیاہ ہی اگر اُسپر تیر مارا تو گویا سبکو قتل کیا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر پیشانی پر تیر مارا تل بھر کا فرق نہ ہوا اُسی خال سیاہ پر پڑا تو ڑکر گدی کو پار گذرا بجاے خون شرارہاے آتش نکلے تمام ساحر جلنے لگے تھوڑی دیر مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران خوک سوار بود جیسے ہی وہ ساحر مرا سب ساحر جل گئے صحرا پاک ہوا رستم اکیلے کھڑے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دو ہزار جوان بال بڑھے ہوے ناخن بڑھے ہوے مرکب ہاے ابلق پر سوار سامنے آکر پہونچے ایک جوان جو آگے تھا

خود زرین پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم مگر جا بجا سے پھٹا ہوا اُسنے آکر سلام کیا کہا کہ ای طلسم کشا خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے تمنے طیران خوک سوار کو قتل کیا ہم لوگ اُسکی قید مین تھے مرنے سے اُسکے رہائی پائی نام میرا کیوان تاجدار ہی اور یہ سب جوان شاہزادے اور وزیر زادے اور تاجران جلیل کی نسل سے ہین یہان آکر قید ہو گئے سالہا سال قید مین بسر کی آج رہائی پائی اب آپ کے ساتھ ہین رستم نے سب کو طرف دین اسلام کے رہبری کی سب کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ باغ نسترن مین جانا چاہیے لیکن نسترن بڑی ساحرہ زبردست ہی بڑے بڑے فتور برپا کریگی ہوشیار رہنا چاہیے مگر نسترن زرین پوش اپنے باغ مین بیٹھی ہی ساحر و غیر ساحر سب جمع ہین نسترن کہ رہی ہی کہ صحراے خوک سواران سے گذر طلسم کشا کا نہ ہو سکیگا طیران خوک سوار جادو بلاے روزگار ہی فوج بھی اُسکے پاس بیشمار ہی طلسم کشا کو ڈرا کے گرفتار کر لیگا سب مصاحب کہ رہے ہین کہ حضور بجا ارشاد فرماتی ہین اُسکا اُس صحرا سے گذر نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند طائر آسمان سے پیدا ہوے غلطک مار کر بشکل ساحر بنے نسترن نے پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئے طیران خوک سوار نے کیا کیا ساحرون نے عرض کی کہ حضور تین پہر کامل جنگ رہی خوک سوار نے طلسم کشا کو عاجز کر دیا تھا کوئی بات اُسنے اُٹھا نہین رکھی خوب خوب جنگ کی یہان تک کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار تھا لیکن لوح کو دیکھ لیا طریقہ معلوم ہوا تب طیران کو طلسم کشا نے قتل کیا حضور طلسم کشا کے قبضے مین تیغۂ ہفت جوہر ہی کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہی اور زرہ ہفت جوش زیب جسم لوح بھی پاس موجود ہی طلسم کشا کو کون روک سکتا ہی اب صحراے خوک سواران مین فردکش ہین وہ جو قیدی تھے وہ رہا ہو کر طلسم کشا سے ملے بارگاہ استادہ ہی یقین ہی کہ اب حضور کے باغ کی جانب ارادہ کرین یہ خبر وحشت اثر سنکر نسترن نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے لوح دم دیکر چھین لے یہ سنتے ہی سرشار قوی ترکیب کہ قوی تن و قوی تن و جہان دیدہ و کار آزمودہ ہی دنگل سے اپنے اُٹھا کہا کہ غلام جائیگا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا نسترن نے سرشار کو خلعت دیا اور کہا کہ جسقدر فوج چاہو لیجاؤ سرشار نے کہا کہ مجھے فوج کی کیا احتیاج ہی میرا عیار طرار ماہیار کمند انداز فوراً گرفتار کر لائیگا اور سامان بھی نگہبانی کا طلسم کشا کے پاس کم ہی وہ

تاجداران قیدی کیا نگہبانی کرین گے اُن ایسون کے دھوکا دینے کو یہ عیار ہی کافی ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی اور اپنے عیار کو بھی اپنے ساتھ لیا بڑے کر و فر سے سرشار طرف صحراے خوک سواران کے چلا یہان رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین وہ تاجدار مصروف خدمتگاری ہین رستم فرما رہے ہین کہ آج کی شب آپ لوگون کو تکلیف ہی کل مین طرف باغ نسترن کے جاؤنگا مجکو اب جلدی ہی کہ مرحلہ جات فتح ہون اور مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچون دیکھون ہفت پیکر کس طور سے مقابلے مین آتا ہی عنایت پروردگار ہی کہ مین کبھی بچپن سے کسی طلسم مین نہین گیا پہلے پہل اس طلسم وسیع مین اتفاق ہوا خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا حصول مین ان تحفہ جات کے کیا کیا مشکلین اور سختیان پڑین مگر تحفہ جات حاصل ہوے حصول لوح مین بڑی بڑی جفائین اُٹھائین تب لوح طلسمی دستیاب ہوئی اب تھوڑی کوشش مین مقابلۂ ہفت پیکر ہوگا یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم بہ نگاہ غور دیکھنے لگے جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار مسلح و مکمل ایک عیار طرار مکار و غدار با نہاے عیاری سے آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار فوج مقابلے مین رستم کے آکر اُترا حلمشاہ نے فرمایا کہ نسترن نے اور فوج روانہ کی سب نے عرض کی کہ غلام تو بوجہ ہتھیار نہ ہونے کے بالکل بیکار رہین حضور یکہ و تنہا ان سب سے کیونکر مقابلہ کرین گے رستم نے فرمایا انشاء اللہ جب افسر کو مارا فوج بھاگ جائیگی بڑے بڑے پہلوان آئے بڑی بڑی فوجین لائے مگر خدا نے مظفر و منصور کیا رنج و الم دل سے دور کیا یہ کیا بیچیا ہی آپ لوگ مطمئن رہین فقط شب کو حفاظت کیجیے کیوان تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا دو سو جوان اپنے ساتھ لیے کہا غلام طلایہ دیگا کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے یہ ذکر تھا کہ صداے طبل جنگ کان مین آئی رستم نے فرمایا کہ ای کیوان تاجدار ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرنا گرایا رستم کو اپنے عیار کے ساتھ نہ ہونے کا تردد ہی پہر رات گئے دربار برخاست کیا آرامگاہ مین آئے چھپر کھٹ پر آرام کیا سب تاجداران جلیل گرد بارگاہ کے طلایہ دے رہے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند ہین سرشار نے دو پہر رات گئے عیار سے کہا کہ اگر ہوسکے تو رستم کو چُرا لا تو مطلب بن پڑے عیار بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بہ فکر رستم نکلا جب کنارے لشکر رستم کے آیا دور سے دیکھا کہ لوگ طلایہ دے رہے ہین بارگاہ رستم کو بیچ مین لے لیا ہی

اگر کوئی طائر بھی اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہی تو اُسے بھی تیر مارکے گرا دیتے ہین دوسی جوان جاگ رہے ہین اگر ہوا بھی زور سے چلتی ہی تو کان کھڑے ہوتے ہین عیار نے دور سے یہ معاملہ دیکھا کترا کے ایک نخل کے سائے مین آیا جوڑی خنجر کی کمر سے نکالی نقب کھودنے مین مصروف ہوا پہر رات رہے بارگاہ رستم مین آکر مُہرہ توڑا سر نکال کر دیکھا کہ رستم آرام فرما رہے ہین چار خدمتگار بیٹھے چپی کر رہے ہین عیار نے پروانے بیہوشی کے کمر سے نکالے شمع ہاے مومی پر پھینکے خوشبو جو بلند ہوئی چارون خدمتگار بیہوش ہوے عیار جھپٹ کر قریب رستم کے پلنگ کے آیا کنپچے مین بیہوشی رکھی برابر دماغ کے کنپچہ لگایا رستم بیہوش ہوے عیار نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب مین پھاند کے نکلا نقب سے نکل کر راستہ صحرا کا لیا مگر مہتر سمک یلداقی جس دن سے رستم سے جدا ہوا ہے اُس دن سے صحرا مین مارا مارا پھرتا ہی ایک دن جو بہت گھبرایا ایک پہاڑ پر بیٹھ کر نی بجانے لگا قضاے کار شہباز جادو ملازم نسترن ہوا پر اُڑا ہوا جاتا تھا نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار بیٹھا ہوا نی بجا رہا ہی اس لطف سے نی بجا رہا ہی کہ صدہا طائر گرد بیٹھے سر دُھن رہے ہین اور گانا سُن رہے ہین شہباز جادو سمجھ گیا کہ یہ عیار رستم ہی ملکہ نسترن نے ذکر بھی کیا تھا کہ عیاران اسلام نی نوازی مین طاق ہین علم موسیقی مین شہرۂ آفاق ہین یہ سوچ کر نزدیک گرا سمک یلداقی کو اُٹھا لیا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ جس صحرا مین وہ عیار رستم کو لیے ہوے جاتا تھا اُسی قریے کی طرف سے شہباز کا گذر ہوا زمیندار وہان کا اپنے کوٹھے پر بیٹھا چاندنی کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر ایک آدمی کو پنجہ مین دبائے ہوے جاتا ہی اُٹھا کر گولہ مارا شہباز کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سمک عیار شہباز کے پنجے سے چھوٹا کوٹھے پر زمیندار کے گرا زمیندار ٹہلتا ہوا قریب سمک کے آیا سمک نے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی کہ ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد زمیندار نے کہا کہ ارے تو کون سمک نے کہا کہ آپ کا بھچک گویا ہون اِس جادوگر نے دن بھر گوایا شام کو چار آنے پیسے دیتا تھا مین نے انکار کیا تو اُستے کہا کہ مین لے چل کے قید کرونگا مجکو لیے ہوے جاتا تھا آپ نے بچا لیا زمیندار نے کہا کہ ایک چیز ہمکو سُناؤ سمک نے یہ غزل شروع کی

نظم

نہ چھٹے بعد فنا کوچۂ جانان ہمسے
یارب آباد رہے روضۂ رضوان ہمسے

ایسے رسوا ہوے ملنے سے پریزادون کے
متوحش نظر آتے ہین سب انسان ہمسے

ہی مثل سچ یہ کہ کام آتا ہی کھوٹا پیسا
غم فرقت مین ہوے سوکھ کے کانٹا ایسے
کاٹتا ہی یہ دلا پیار سے ہر دم ہم کو
بت ہستی کو جو توڑین تو خدا آئے نظر
لفظ رنگین مین ہین یہ معنی روشن پنہان
ضعف نے طاقت رفتار ہی کھو دی ناسخ

صنم دیر ہوے طالب ایمان ہمسے
اپنے دامن کو بچاتے ہین بیابان ہمسے
عشق رکھتا ہی سگ کوچۂ جانان ہمسے
آتش سنگ کی صورت ہین وہ پنہان ہمسے
ہو سکا بس یہی وصف لب و دندان ہمسے
اُنس جب کرنے لگا یار کا دربان ہمسے

سمک یلداقی نے اس رنگ مین یہ غزل عاشقانہ سامنے زمیندار کے گائی کہ وہ خوش ہو گیا خوش ہو کر کئی روپئے سمک کو دیے اور کہا کہ اب ہمارے پاس رہا کرو سمک نے کہا کہ اب مین آپ کو راضی کر کے جاؤنگا کئی چیزین سمک یلداقی نے اور سامنے زمیندار کے گائین یکایک دیکھا کہ بوتل شراب کی رکھی ہی زمیندار اونڈیل کے پیتا جاتا ہی سمک نے کہا کہ ایک چلو ہمکو بھی دیجیے زمیندار نے بوتل شراب کی کھسکا دی سمک نے کھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی زمیندار نے جام لبریز کر کے پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ میان گوئیے صاحب میری رگین کھنچ رہی ہین کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی سمک یلداقی نے کہا کہ ذرا اُٹھ کر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو مزاج نہ برہم ہو یہ سُنتے ہی زمیندار اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ ٹہلون بیہوشی نے طمانچہ مارا فوراً لڑکھڑا کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوا سمک نے زبان مین اُسکے سوزن دی سوزن دیکر گوشے مین ڈال دیا آپ کوٹھے سے پھاندا گاؤن کو طی کر کے نکلا رات کم باقی ہی جانور اپنے اپنے آشیانون سے نکلتے جاتے ہین سمک یہ تماشا دیکھتا ہوا ایک نخل کے نیچے آکر بیٹھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سمک حیران ہوا اپنے دل مین کہتا ہی کہ ای سمک یلداقی یہ کون ہی بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جس چادر مین عیار نے پشتارہ لپیٹا ہی اُس چادر کا گوشہ جو ہٹا سر سے پیر تک رستم کو دیکھا حیران ہوا کہ ای سمک یہ کون ہی جو آقاے نامدار کو لیے جاتا ہی ایک مقام پر آکر سمک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے آپ سنبھل کر بیٹھا کہ عیار پھرتا پھراتا اُسطرف آ نکلا جب قریب حلقہ ہاے کمند آیا تو اُسکا دل دھڑکا چلتے چلتے رُک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی جو چھپکر بیٹھا ہی مجھسے آکر مقابلہ کر سمک اپنے دل مین سمجھا کہ اسنے دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کرون باندھ لونگا کہ

سوچا کہ شاید مکر کرتا ہو عیار نے دو تین مرتبہ آواز دی پھر سوچا کہ البسبب جنگل کے دل دھڑکتا ہی جھپٹ کے چلا بیچ مین حلقہاے کمند کے آیا سمک نے شیر کی آواز دی عیار ارے کہکر رُکا سمک نے جھٹکا مارا کہ عیار مُنھ کے بھل گرا سمک نے دوڑ کے حباب مارا عیار بیہوش ہوا سمک نے عیار کو ایک درخت سے باندھ دیا رستم کو ہوشیار کیا رستم نے جو اپنے عیار کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے سمک نے کہا آقاے نامدار آپکو یہ عیار لیے جاتا تھا رستم نے فرمایا کہ سرشار قوی ترکیب مقابلے مین اُترا ہی اُسی کا عیار ہو گا پوچھو اُس سے سمک نے اُسکو ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا عیار کی آنکھ کھلی دیکھا رستم تو ٹہل رہے ہین ایک عیار کوڑا لیے سر پر کھڑا ہی عیار نے گھبرا کر کہا تمھارا کیا نام ہی سمک نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون خدائی قدرت دیکھ صدہا کوس سے یہان پہونچا ایک جادوگر مجھکو یہان لایا مین وقت پر پہونچا اپنے آقا کو رہا کر لیا اب تو اپنا مفصل نام بتا اگر جھوٹ کہیگا مارے کوڑونکے کھال گرا دونگا عیار کانپا سوچا کہ اگر اب بل کی لونگا جان جائیگی کہا ای سمک یہ ظہور قدرت دیکھکر خداے نادیدہ کا اعتقاد ہوا رستم نے کہا کہ ای سمک کھولدو سمک نے کہا ای آقاے نامدار شبرہ شناسی قبلہ و کعبہ پر موقوف ہی شاید مکر کرے عیار نے بہت عُذر کیا سمک نے عیار کو کھولا عیار قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر مصدق مسلمان ہوا سمک نے کہا ای ماہیار کمند انداز تمھارے آقا کا کیا نام ہی تم آقا کے ساتھ لشکر مین جاؤ مین تمھارے آقا کو لاتا ہون رستم نے بہت منع کیا مگر سمک کب مانتا ہی کہا ای ماہیار تم آقا کے ساتھ جاؤ سامنے ماہیار کے ماہیار کی صورت بنکر تیار ہوا کہا کیون ماہیار کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا ماہیار نے کہا اُستاد آپنے ایسی صورت تبدیل کی کہ کوئی ایسی صورت نہین بدل سکتا ماہیار و رستم اپنے لشکر کو چلے سمک راستہ طی کرکے لشکر سرشار مین آیا سرشار انتظار مین جاگ رہا ہی کہ عیار آکر پہونچا کہا آقاے نامدار رستم کو چُرا لایا تھا تاجدارون نے ایسا گھیرا کہ پشتارہ پھینک کر بھاگا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا لیکن کل رستم کو لاؤنگا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے لے بھاگا صبح کا وقت ہی رستم دربار مین بیٹھے ہین ماہیار سر پر کھڑا رومال ہلا رہا ہی کہ سمک پشتارہ بدوش آکر پہونچا سرشار کو ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ جو کھلی دیکھا رستم دنگل پر

بیٹھے ہین عیار میرا مگس رانی کر رہا ہی رستم نے کہا ای سرشار اصل یہ ہی کہ جو مکر تمنے کیا وہ
تمہارے گلے پڑا ہمکو گرفتار کرا تے تھے یا خود گرفتار ہوے اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام
ملت بیضا اختیار کرو سرشار نے جھلا کر کہا کہ آپ فرزند صاحبقران ہین کیا آپ نے مجکو
زیر کیا جو سوال اسلام کرتے ہین رستم نے فوراً کھول دیا دنگل بیٹھنے کو عطا فرمایا اور کہا ای
سرشار جو امتحان منظور ہو مین موجود ہون سرشار نے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ مجھسے کیجیے رستم
نے ہاتھ بڑھایا سرشار نے ہاتھ ڈالا رستم نے کہا زور کرو سرشار نے خوب زور کیے کہ چہرہ
سرخ ہوگیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہون رستم نے قمچی ماری کہ اُنگلی اُسکی ٹوٹ گئی قریب تھا
کہ سرشار بیہوش ہو جاے رستم نے ہاتھ تھاما سرشار قدمون پر گرا کہا ای شہریار
مجھے مسلمان کیجیے کلمۂ طیبہ زبان مبارک سے رستم نے ارشاد فرمایا سرشار کلمہ زبان پر
جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوا کہا اگر حکم ہو تو مین اپنے لشکر کو لے آؤن رستم نے
حکم دیا سرشار چلا عیار کا بھی حال سُن لیا ہی لشکر کے افسر حیران ہو رہے تھے کہ آقا سوتے
سوتے کہان غائب ہوگئے کہ سرشار آکر پہونچا سب نے حال پوچھا سرشار نے کہا
یارو قدرت نمائی اسکا نام ہی کہ سو کوس سے عیار آکر پہونچا میرے عیار کو زیر کیا پھر اُسکی
طراری یہ ہی کہ مجھکو گرفتار کر کے لیگیا مین نے رستم سے امتحان بھی کیا وہ مجھ پر غالب آئے
مین نے اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ خدمت مین نسترن کی
جاے بی نسترن کی موت بھی قریب ہی ہفت پیکر بدنصیب ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم
باطن مین آیا طلسم کشا مرحلہ جات فتح کرتا ہوا آ پہونچا چند مرحلے بھی ٹوٹ چکے لشکر گران
ساتھ ہی آئیگا تو گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی اور چند سردار لشکر ہاے گران لیے ہوے
آتے ہین سب اُس مقام پر جمع ہونگے سب نے عرض کی ہم حضور کے ساتھ ہین ساٹھ ہزار
کو کلمہ پڑھایا بارگاہ لدوا کر خدمت رستم مین آیا بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی رستم بارگاہ
مین بیٹھے سرشار دنگل شوکت پر نسترن اپنے مقام پر بیٹھی کہہ رہی ہی کہ سرشار رستم
کو لیکر آتا ہوگا کہ چند زاغ سیاہ آسمان سے آکر گرے غلطکین مار کر صورت انسان
بنے سب کیفیت بیان کی نسترن کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبو طلسم کشا صاحب اقبال

جو کوئی جائے سمجھ کر جائے ورنہ مین خود تکلیف کرونگی جا کر سمجھ لونگی ملکہ شفق خونخوار وزیرزادی نسترن کی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز جاتے ہی آفت برپا کرے گی دیکھنا بھالنا کیسا وہ سحر کرون کہ دریا خون کے جاری ہو جائین طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے نسترن نے کہا ای شفق تمھارا حسن آج کل زور پر ہی اور حسن طلسم کشا مشہور عالم ہی ایسا نہو کہ جاتے ہی طلسم کشا پر عاشق ہو ای شفق میرا بازو ٹوٹ جائیگا تو میرے باغ کے عجائب و غرائب کی رازدان ہی یون میرے باغ مین قدم رکھنا مشکل ہوگا دیکھنے مین چھوٹا سا باغ ہی اگر برسون کوئی گشت کرے تو مجھکو کوئی نہ پائے اگر تم مل گئین تو سب راز بتاؤ گی مجھ تک پہونچاؤ گی مجھکو مشکل پڑے گی شفق نے دست بستہ عرض کی حضور میرے مقدمے مین آپ ایسا فرماتی ہین آپ تو میرے باغ مین ہو آئی ہین باغ احمر کہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون سے بھرا ہی ہمیشہ جوش بہار رہتا ہی آپ چلکر ملاحظہ فرمائیے کوئی مردانہ پھول نہ پائیے گا مجھکو تو مرد کے نام سے نفرت ہی مین کیا طلسم کشا پر عاشق ہونگی مشکلین باندھکر لاؤنگی دیوانہ وار دشت و بیابان مین سر ٹکراتے پھرین وہ سحر ہو کہ آرام نہ لے سکین یہ کہکر اُسنے آواز دی چار سو کنیزان گلنار پوش دف و دائرے بجاتی ہوئین سامنے آئین شفق نے کہا صاحبو رنگینی سحر کی چلکر دکھانا میان سرشار مسلمان ہوے ہین اُنکو بھی دیوانہ بنانا کنیزون نے کہا واری وہ سحر کرین کہ مسلمان خون تھوک تھوک کر مرین حضور خوب جانتی ہین کہ جیسے ہمارے شعبدے ہین نسترن نے کہا ای شفق بڑی تیاری سے جاتی ہو خداوند ہفت پیکر تمھارے حال پر رحم کرین میرا دل تمھارے جانے سے دھڑکتا ہی شفق نے غصے مین منھ پھیر لیا کچھ جواب ندیا اُسیوقت طاؤس زرین بال پر بیٹھکر روانہ ہوئی اِدھر رستم نے کوچ کیا ہی لوح دیکھتے ہوے جاتے ہین سرشار آگے بڑھا ہوا لشکر کو آراستہ کرتا ہوا دو ہزار تاجدار مرکب پری پیکر پر سوار اس رنگ سے لشکر طلسم کشا جاتا ہی مگر شفق نسترن سے رخصت ہو کر جو چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری کنیزین تو سب جوان رنگین مزاج ہین بیٹھتے ہی شفق کے چند نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

غرض کیا مے سے پھر ساقی جو وہ سرکش نہین آیا
پھپھولے ڈالنے کو دل مین آب آتشین آیا

فغان بے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
اُٹھی دل سے جو تیرا ذکر چشم سرمگین آیا

دو رنگی ابلق ایام کی طرفہ قیامت ہی
جسے بالائے زین دیکھا اُسے زیر زمین پایا

حیات چند روزہ پر غرور اتنا نہ کر غافل
کہ مرغ روح اُڑ کر آشیان تک پھر نہین آیا

ابھی سے فکر کر آغاز مین انجام عقبیٰ کی
کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسین آیا

یہ رغبت ہی تری صید افگنی کی ہر طبیعت مین
کہ خود صیاد آہو کی پہن کر پوستین آیا

ہمین تک اور پہ ہی دیوانگی کی یادگاری تھی
ہمارے بعد صحرا مین نہ کوئی جانشین آیا

ترا جلوہ وہ ہی قربان جسپر دونون عالم ہین
تمنا مین تری دنیا مین یوسف سا حسین آیا

لحد مین آکے دم بھر بھی نہ ہمراہی کسی نے کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجھ لین گے قیامت کو نظر ہی اُسکی رحمت پر
لگایا جام ہی منھ سے بغل مین مہ جبین آیا

دعا مستون کی بر آئی اُنڈیلی تو نے ہی ساقی
غنیمت ہی سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان مہلت زیست کی یہ چند روزہ ہی
کہ پھر فرصت کہان جب حکم رب العالمین آیا

کمی کسوقت مشق چاک مین کی دست وحشت نے
گریبان کون سا دن تھا جو دامن تک نہین آیا

یہ سچ ہی خلقت اصلی بنائے سے بگڑتی ہی
صفائی پھر کہان جب نام کے نیچے نگین آیا

نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی
ہوے شرمندہ حاسد منکرو نکو اب یقین آیا

اُس وقت صحبت مین عجب ہنگامہ ہی شفق کے آگے آئینہ رکھا ہی جب اُسپر نگاہ ڈالتی ہی تو جھوم جاتی ہی اپنے جمال کو دیکھکر مست ہو رہی ہی قضائے کار آسمان پر ابر آیا بوندیان پڑنے لگین شفق نے کنیزون سے اشارہ کیا ارے بوندیان تو روکو کنیزون نے سحر کیا کہ بوندیان رُکنے لگین شفق پر بوند نہین پڑتی اُسنے مسکرا کر کہا میری کنیزون کو یہ اختیار حاصل ہی کہ بوندیان روکدین اور مجھپر بوندیان نہ پڑنے دین کس کی مجال ہی کہ مجھ سے مقابلہ کرے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون اگر کوئی ساحر میرے مقابلے مین آئے اُسکو دیوانہ بنا دون اپنے سحر کی آپ تعریفین کرنے لگی کنیزین کہتی ہین واری بی نسترن کے سحر کا زور آپ کے باعث سے ہی شفق نے کہا صاحبو تم نہین جانتین نسترن بلائے روزگار ہی علم شعبدہ کا

نام اُسکی ذات سے روشن ہی خداوند ہفت پیکر نے جو در بند آخر پراُسکو مقام دیا اسی وجہ سے کہ اگر کل مرحلے فتح ہوجائینگے باغ نسترن تک جانا دشوار ہوگا کس کی مجال ہی کہ باغ نسترن تک جائے مجھ کو ملکہ نے اپنا رازدار کیا کل عجائب وغرائب کا اختیار دیا میرا اگر کوئی بند سے بند جدا کرے تو حال راز نہ کہون وہان تک نہ پہونچاؤن کنیزین کہ رہی ہین آپ کا شعبدہ آپ کا علم سحر بی نسترن سے بھی زیادہ ہی اب یہان سے جو اُٹھیے تو لشکر مین طلسم کشا کے کوئی ایسا شعبدہ کیجیے کہ مسلمان آپس مین لڑین ملازمان طلسم کشا طلسم کشا کو قتل کرین آخر عاجز ہوکر بھاگ جائین جنگل مین مارے مارے پھرین یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی کنیزون نے کہا واری کسی کا لشکر آتا ہی دیکھیے کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین علمہاے زرنگاری نمایان ہوے ہاتھیون پر علمدار سوار علمون کو جلوہ دے رہے ہین لگیون کا چمکنا پھریرون کا چمکنا ایک پہلوان بعد علمدارون کے گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا کنیزون نے کہا واری طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ سپہ سالار ہی دیکھیے سب کے آگے بڑھا ہوا جاتا ہی ایک نے قہقہہ مار کر کہا حضور مین نے اِس شخص کو پہچانا یقین ہی کہ اسمین فرق نہو جس پہلوان کو ملکہ نے بھیجا تھا سرشار قوی ترکیب اور یہ خبر سنی تھی کہ مع لشکر مسلمان ہوا حقیقت مین وہی پہلوان ہی دیکھیے سامنے سے جاتا ہی شفق نے کہا اری نسرین خوب پہچانا بے شک وہی پہلوان ہی کیا خوش خوش گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا جاتا ہی کہ پھر گرد اُڑی نوبت نقارے خوب بجے شفق دیکھنے مین مصروف ہی مُسکرا کر کہا صاحبو آمد طلسم کشا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی جھک کر دیکھنے لگی پلٹنین رسالے گذر رہے ہین شفق کہتی جاتی ہی کہ اِن لوگون کے سر پر موت سوار ہی مین سمجھی تھی کہ ابھی طلسم کشا صحراے خوک سواران مین ہوگا لیکن ان لوگونکو بڑی جلدی ہی چاہتے ہین مقابلۂ خداوند مین ہو نحین جس دن قدرت قصر عشرت سے نکلینگے کل طلسم کی فوج ساتھ ہوگی کہ گاوزمین بار نہ سنبھال سکیگی ان لوگون کو مہلت نہ ملیگی اپنی زندگی سے بیزار ہونگے اپنے مقام پر یہی کہین گے کہ اگر تحفہ جات پاے اور لوح بھی حاصل کی تو کیا نفع ہوا آب و دانہ نہ ملیگا غنچۂ سربستہ آرزو نہ کھلیگا کنیزین بجا درست کہہ رہی ہین کہ شفق نے دیکھا کئی پہلوان دریاے سلاح مین غوطہ زن صف شکن تیغ زن ایک جوانکو گھیرے ہو

پشت پر فوج دریا موج ہی وہ جوان گھوڑے کو روکتا ہوا چُمکارتا جاتا ہی گھوڑا چھم چھم کرتا ہوا گنڈا مثل ماہ نو کیے ہوے ہیکل گلے مین کلغی سر پر شفق نے کنیزون سے کہا سامنے سے ہٹ جاؤ مین اچھی طرح دیکھ لون کنیزین سامنے سے ہٹین شفق نے بہ نگاہ غور دیکھا اُس مرکب باد رفتار کی پشت پر ایک جوان رشک قمر خود زرین سر پر لباس بھاری پہنے ہوے خانۂ زین پر گویا آفتاب طالع ہی چھوٹ حسن کی چہرۂ زیبا سے پڑ رہی ہی گرد مرکب ہالہ پڑا ہوا ہی سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری سپر و شمشیر حمائل گویا ستارۂ مشتری و ہلال کا ساتھ ہی کمان کیانی بائین ہاتھ پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماہ تابان نے برج قوس مین مقام کیا کمر چست ارادہ درست گھوڑے کو چمکاتا ہوا صف سے نکلا گھوڑے نے شاید بدلگامی کی اُسے چُمکار کر روکا گھوڑا تھما لیکن زمین پر پاؤن نہین جماتا بیچین ہو رہا ہی چاہتا ہی طرارہ بھرون سبزۂ فلک کو پامال کرون سوار شہسوار گھوڑے کو چُمکار رہا ہی اب شفق نے جو جمال بے مثال اچھی طرح دیکھا کلیجے پر چھری پھر گئی جی مین کہتی ہی یا خداوند ہفت پیکر اس جوان کو کیا تو نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی کیا رعب و دبدبہ دیا ہی ایسے صاحبان جاہ جلال نگاہ سے نہ گذرے تھے آج تو نے تماشہ اپنی قدرت کا دکھایا لشکر چونکہ رواروی مین جاتا تھا چند ساعت اُس مقام پر بھی ٹھہرا پھر روانہ ہوگیا لیکن شفق خونخوار نے جو جمال بے مثال بخوبی دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا کلیجہ مُنھ کو آگیا چاہا ضبط کرون نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے لوٹا آہ کر کے گری بیہوش ہوگئی کنیزین گھبرائین بالین پر آئین کسی نے گلاب کیوڑہ چھڑکا کسی نے چھوئی مٹی کے ڈھیلے پر پانی ڈالکر برابر دماغ کے لگا دیا کوئی تلوے سہلاتی ہی کوئی گھبراتی ہی بلائین لیتی ہی پکارتی ہی حضور آنکھین کھولیے مزاج مبارک کیسا ہی جب کنیزون نے بہت تلوے سہلائے تو ملکہ نے آنکھین کھولین طرف صحرا کے دیکھنے لگین اُس شخص کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزون نے حیران پریشان ہوکر پوچھا حضور کیا دیکھ رہی ہین وہ لشکر جاتا تھا نکل گیا ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا صاحبو کیا حال بیان کرون تیر مژگان کمان خانۂ ابرو مین لیس تھے کلیجے پر پڑے خاص دل زخمی ہوا عجب کیفیت ہی نظم

نہ وہ مانین گے احباب انکو سمجھائینگے کیا | پہلے ہی قسمت کی ٹھہرا دی ہی ٹھہرائینگے کیا

وا ای قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر — کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا
دیکھ لی تاثیر اُنکی بھی فراق یار مین — نالے خود شرمندہ ہین منھ تک مرے آئینگے کیا
غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص — ہاتھ تو کھینچا نہین ہی پانون پھیلائینگے کیا
کب توقع ہی وہ آئین لاش عاشق دیکھنے — ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر — گلشن تصویر ہون مین پھول مرجھائینگے کیا
سر بہ کف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین — کھینچکر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
کس طرح بہلائینگے مجھکو نہین آتا یقین — حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ ای نسیم — عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سنے عرض کی واری کنیزین اس مطلب کو نہین سمجھین کیا ارشاد ہوا کہاب مجھکو میرے باغ مین لیچلو کنیزون نے شفق خونخوار کو اُٹھایا جب دس قدم چلیتی ہین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین فرماتی ہین صاحبو مجھکو کہان لیے جاتے ہو مین تو اُسی کوہ ویران پر عمر بسر کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور باغ مین چلیے وہان دل بہلائیے کیا دشمنون کو سایہ ہوگیا شاید کسی پریزاد کا گذر ہوا کچھ سنّاٹا ہوا تھا کوئی دیو یا جن اِدھر سے گذرا ملکہ جواب دیتی ہین موت میری قریب ہی اسوجہ سے یہ حال ہی کنیزین سمجھاتی ہوئین باغ مین لائین باغ شفق کا نہایت آراستہ و پیراستہ ہی عندلیبان خوش نوا کو جو قریب پھولون کے بیٹھے دیکھا زیادہ رشک ہوا کہا کہ ناحق کو یہ نالان و زار ہین پہلو مین پھول کے پھول پھول کے بیٹھتی ہین اسیر گریان ہین بڑی بے ادب ہین کنیزون کو اشارہ کیا عندلیبان خوش نوا کو باغ سے نکالدو کنیزون نے عندلیبون کو اُڑا دیا نخلستان پر جو نگاہ پڑی قدر ستم کی یاد آئی آخر بارہ دری مین آکر چھپر کھٹ پر گرین کنیزونکو باہر نکالدیا تنہائی مین دل کا ملال نکالنے لگین رونا شروع کیا پکارتی تھین نظم

ای باد صبا سوے دل آرام — لے جا تو یہ عجز و کے پیغام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی — آوارہ ہون تیری جستجو مین
گھر بار تمام مجسے چھوٹا — اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین — اور کبھی دیکھکر سوے افلاک

دیگر

جس دن سے ہوئی تری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈال کے خاک

ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی
ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجے
چشم تر صرف اشکباری ہی
موت بھی ہو گئی خفا مجھسے

میرا دلبر چھُڑا لیا مجھ سے
چار پائے پلنگ کے مجھکو
کون ہی کس سے حال دل کہیے
شام سے صبح صبح سے تا شام
کیا ہوا جُرم ای خدا مجھسے

کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
چار پائے درندہ ہین اب تو
رات دن شغل آہ وزاری ہی
گیسو و رخ کی یاد سے ہی کام

ملکہ تو اس حال زار مین پڑی روری ہین مگر احمر گلگون پوش ایک سہیلی اسکی جو پھرتی پھراتی آئی دیکھا سب کنیزین صحن مین بیٹھی رورہی ہین اُسنے پوچھا ارے صاحبو ملکہ کے پاس کون ہی کنیزون نے عرض کی کہ ملکہ ہم سب سے بیزار ہین بارہ دری مین تشریف رکھتی ہین ہم سب کو نکالدیا فرمایا کہ میرے پاس سے جاؤ ہملوگ چلے آئے گوش بر آواز ہین کسی کو نہین پکارا کچھ شکوۂ فلکی کر رہی ہین احمر نے کہا ارے کمبختو غضب کیا مالک کو اکیلا چھوڑا کنیزون نے سر جھکا لیا احمر ٹہلتی ہوئی قریب پردے کے آئی ہچکیون کی آواز کان مین آئی گھبرا کر پردہ اُٹھایا اندر آکر دیکھا آنکھین سوجی ہوئین چہرہ سرخ ہو رہا ہی روتے روتے جل تھل بھر دیے ہین احمر بڑھی ملکہ نے دو لائی اوڑھ لی اپنے کو چھپر کھٹ پر گرا دیا احمر نے قریب آکر بلائین لین عرض کی مین صدقے مین قربان کس حال مین حضور کو پاتی ہون ملکہ نے کہا ای غمخوار وفادار ہمارا وقت اجل قریب آیا آج کی رات ہم پر نہ کٹے گی یہ شب ہجر کیونکر گذریگی دیکھو روشنی ہی مگر اندھیرا معلوم ہوتا ہی دیدۂ قلب اشک خون روتا ہی احمر نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری خدا نکرے خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کی وجہ سے ہماری لیاقت ہی اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمن نہون تو ہمکو کون پوچھے جو تردد ہو ہمسے بیان کیجیے ہملوگ اسیواسطے ہین کہ جو حضور کا کام ہو بجا لائین خدا جھوٹ نہ بُلوائے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہین دل حضور کا اُلجھا شفق نے مُنھ اپنا پیٹ لیا اور کہا ای احمر کیا کہون عجب معرکہ در پیش ہوا کہ انتہا کا پس و پیش ہوا دل قابو مین نہین ہوش درست نہین جی چاہتا ہی دشت نجد مین جاؤن قبر مجنون پر بیٹھ کر گریہ و زاری کرون دل کو آرام نہین ای احمر گلگون پوش مین نے طلسم کشا کو دیکھا جوان رعنا سج دھج مین نرالا جری بہادر ایسا صف شکن تیغ زن کہ سرشار قوی ترکیب اتنا بڑا پہلوان اُسکو زیر کر لیا وقائع دیکھو کیسے

کیسے پہلوان مارے کچھ زیر کیے اُن کے لشکر کے ساتھ وہ سب ہین اُنکو دیکھکر بہادر و نکے ہوش
اُڑ رہین کہ اُنکو کیونکر زیر کیا ہوگا جیسے میری نگاہ اُنپر پڑی جان ہوٹھون پر آگئی زندگی سے
بیزار ہون مگر ای احمر نہایت مجبور و ناچار ہون کیونکر جان دون اس کشاکش سے اپنے کو
چھڑاؤن مگر بن نہین پڑتا نسترن نے بروقت چلنے کے بھی طعن کی تھی کہ جا کر عاشق نہو جانا
جمال طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہی اب مین اُنکو کیا جواب دونگی کیونکر مُنھ دکھاؤنگی اُنکے ٹھنے کی
تدبیر کرون تب شاید بن پڑے احمر نے عرض کی واری جو اپنی جان ہی تو جہان ہی مین جا کر طلسم کشا
کو بُلا لاؤن سرکار سے لاکر ملاؤن شفق نے کہا ای احمر کچھ بن نہین پڑتا کیا کرون اُسنے کہا
مین جا کر تقریب کرتی ہون وہ مرد ہین اُنکو آنا آسان ہوگا آپ کو کیا مشکل ہی مین کچھ فقرہ دیکر
بُلا لاؤنگی ملکہ کے آنسو تھم گئے باتون مین طلسم کشا کی مصروف ہین کہتی ہن ای میری پیاری
کوئی بات معقول نکالو رنگ سے ملاقات ہو احمر نے کہا مین اب رُخصت ہوتی ہون خدمت
رستم مین جاتی ہون کسی طور سے ملاقات کرونگی سمجھ کے ذکر کرونگی شفق نے ناچار ہوکر کہا
ہو اُنکو اختیار ہی جو مناسب جانو وہ کرو احمر گلگون پوش ایک طاؤس پر سوار ہو کے چلی
یہان طلسم کشا منزل کو طی کرکے صحراے دلکشا مین آکر مع لشکر اُترے بارگاہ استادہ ہوئی
رفقا آکر بیٹھے ذکر ہونے لگے رستم نے فرمایا آج کی منزل مین نیا معرکہ گذرا جب برابر کوہ گلگون
کے مین پہونچا مرکب نہ چلتا تھا ایک خوشبو دماغ مین آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا سر
اُٹھا کے جو دیکھا پہاڑ پر معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہی بہ نگاہ غور جو دیکھا ایک نازنین پری وش
بلکہ مہوش سامنے کھڑی تھی مجھکو یہ حیرت دیکھ رہی تھی سرداروں نے عرض کی جو پتہ حضور نے
بتایا یہ نشان شفق خونخوار کا ہی وزیرزادی ملکہ نسترن کی علم نیرنج و شعبدہ مین طاق
حسن مین شہرۂ آفاق شاید حضور نے اُسے دیکھا ہو شاید باغ نسترن قریب رہا سحر کرنے آئی
ہو تو کیا عجب ہی حضور بالکل نشان شفق کا دے رہے ہین وہی آئی ہوگی اب باغ نسترن
قریب ہی بادشاہ یہ باتین کر رہے ہین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا رستم نے فرمایا کیا معرکہ ہی سرشار
دوڑا ہوا آیا کہا ملازمان حضور آپسمین لڑ رہے ہین بلکہ کئی سی جوان کشتہ ہوکر گرے
رستم نے فرمایا کسی نے سحر کیا ہوگا یہ فرما کر نکلے اُس مقام پر آئے دیکھا پلٹنین رسالے

تیار ہو رہے ہین رستم نے فرمایا خبردار کوئی تیار رہو رستم کو دیکھکر پلٹنین رسالے رُک گئے
افسرون نے بڑھکر عرض کی حضور ایک ہواے سرد آئی بدتمیز جو ہم لوگونکے لگی آپس مین
لڑنے لگے حضور کو دیکھکر وہ ارادہ نابود ہوا لوح طلسمی پر جو نگاہ پڑی ہوش آ گئے رستم نے
سر اُٹھا کر دیکھا سامنے اک کوہ ہے اُس پر آگ لگی ہوئی ہے رستم تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیکر
اُس طرف چلے جب قریب کوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ پہ آگ جل رہی ہے رستم گھاٹیان طے کر کے
پہاڑ پر آئے دیکھا نخل کے سائے مین ایک نازنین سرنگون بیٹھی ہے رستم کو دیکھکر سلام کیا
رستم نے جواب دیکر پوچھا اے مہ جبین تو یہان کیون بیٹھی ہے یہ سُنتے ہی اُسنے اُٹھکر قدمونکو
بوسہ دیا کہا اے شہریار شکر کرتی ہون کہ جو مین نے شعبدہ کیا اُس کا انجام بہتر ہوا یہ کنیز کے سحر کی تاثیر
تھی لشکر مین حضور کے تہلکہ ہوا حضور کو خبر ہو گئی حضور تشریف لائے مین سرفراز ہوئی ایک تکلیف
حضور کو اور دونگی مین ملکہ شفق خونخوار کی پیاری ہجولی ہون ملکہ کا حضور کے فراق مین عجب
حال ہے وعدہ کر کے آئی تھی کہ حضور کو لیکر آؤنگی شکر کرتی ہون کہ حضور میرے پاس آ گئے
مین نے کیفیت حضور سے عرض کی اب رحم فرمانا اور کنیز کے ساتھ چلنا حضور کی بندہ نوازی
اور ذرہ پروری ہے کنیز کی آبرو بڑھیگی اور حضور کے بھی مطلب حاصل ہونگے کہ آپ کا داخلہ
باغ مین نسترن کے ہو گا ملکہ ہماری راز و نیاز باغ ملکہ سے بخوبی آگاہ ہین وقت پر رہبری
کرینگی تکلیف سرکار کو نہ پہونچیگی باغ نسترن مین داخل ہو جائیگا رستم نے فرمایا کہ اے نازنین
تیری باتون نے دل پر تاثیر کی تو نے عجب طرح کی تقریر کی مین تیرے ہمراہ چلون یا عیار کو روانہ
کرون پہلے عیار میرا ہو آئے احمر نے کہا بہت مناسب ہے رستم نے آکر سمک سے فرمایا اے
سمک یلداقی تم ساتھ اس نازنین کے جاؤ باغ مین ملکہ شفق کے دیکھ آؤ کہ کوئی دشمن تو ہمارا
وہان نہین ہے پھر ہم بھی چلین سمک پہاڑ پہ پہونچا احمر سے ملاقات کی احمر نے پنجے مین سمک
کو دبایا اور بجلی لاکر گوشۂ باغ مین اُتارا کہا مین جا کر ملکہ کو چبوترے پر باغ کے بٹھاتی ہون
تمھارے آنے کا طریقہ دیکھون کیونکر صحبت مین آؤ گے اے سمک بہ عیاری آؤ تب اپنے کو
ظاہر کرو سمک نے کہا مین اسطرح حاضر ہونگا کہ آپ کبھی نہ پہچانینگی احمر نے آکر ملکہ کو اُٹھایا
کہا وارثی مین رستم سے وعدہ لے آئی تشریف لاتے ہونگے آپ چلکر چبوترے پر تشریف رکھیے

ملکہ روتی ہوئین پلنگ سے اُٹھین چبوترے پر آکر بیٹھین گائنین آکر جمع ہوئین ایک گائن خوش آواز فوراً سامنے ملکہ کے آکر بیٹھی احمر کو تردد ہوا کہ عیار اس صحبت مین کیونکر آئیگا گائن نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

نہین شکوہ جدا ہی گو کہ ہر پارہ مرے دل کا ۔ کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا
بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکھتا ہی ۔ فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا
زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی ۔ کہا دل نے یہ کیا کہتے ہو منھ دیکھا ہی قاتل کا
یہ کس کے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل ۔ کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا
وہ لذت تھی دہان زخم مین میرے کہ خون بنکر ۔ ٹپکتا ہی لعاب ابتک زبان تیغ قاتل کا
اُٹھاتے ہین مگر کہتے نہین جو کچھ گذرتی ہی ۔ دہان زخم مین بھی ضبط ہی شمشیر قاتل کا
مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونون مشکل ہین ۔ ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہی قاتل کا
بدل کر قافیہ لکھو غزل اسکے نسیم ایسی ۔ کہ مضمون و معانی مین اثر ہو تیغ قاتل کا

وہ گائن گانے گانے اُٹھی ملکہ کا دل اشعار عاشقانہ پر لگا ہوا تھا پوچھا کیون گلعذار کہان چلین کہا لونڈی رفع حاجت کر کے حاضر ہوتی ہی یہان سمک مشتاق بیٹھا ہی کہ وہ گائن آکر چمن مین بیٹھی سمک نے اُٹھ کر حباب مار ا بیہوش کر کے اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر چمکتا ہوا محفل مین آیا جھک کر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور اسوقت جو یہ لونڈی آپ کے سامنے گائی سامری و جمشید کو گانا پسند آیا چمن مین گئی تو دیکھا کہ قدرت کھڑے ہین اک طائر کی شکل پر ہین مجھسے فرمایا کہ ہمنے تجھکو عالم علم موسیقی کا کیا جاکے گا اب حضور میرا گانا سنین کہ کیسا ہی احمر سے متوجہ ہو کر کہا بی احمر سماعت فرمایئے احمر نے کہا ہی گلعذار مین سن رہی تھی تم گانا شروع کرو سمک نے احمر سے آنکھین ملا کہ یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

عجب تیر نگہ مین کچھ اثر ہی ۔ نہ پہلو مین دل نہ سینے مین جگر ہی
مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو ۔ جگر کے پار ہر تیر نظر ہی
وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر ۔ غضب کی رات آفت کی سحر ہی
قفس چھوڑا اسب صورت سے ہنسنے ۔ نہ بازو ہی نہ گردن ہی نہ سر ہی

تمھین کیا ہم پہ جو گذری سو گذری — حساب ای جان ہمارا حشر پہ ہی
لگی لو شمع سان اک شعلہ رو کی — بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہی
غرض مطلق نہین مجکو کسی سے — نسیم اپنی خدا ہی پر نظر ہی

اس رنگ مین یہ غزل سمک نے گائی کہ احمر نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای گلعذار حقیقت مین تو ساحری و جمشید کی نظر کردہ ہوئی کس رنگ مین تو نے یہ اشعار گائے کہ دل ٹکڑے کردیا سمک نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اک بات کان مین سن لیجیے احمر نے سر جھکایا سمک نے کہا معاف کیجیے گا مین آپ کا غلام ہون احمر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا سمک کب طمانچہ کھاتے ہین سر جھکا لیا ہاتھ احمر کا خالی گیا زمین پر پڑا احمر نے کہا نگوڑے میرے ہاتھ مین چوٹ لگی مگر صورت اصلی دکھا سمک نے فوراً رنگ و روغن پونچھا صورت اصلی دکھائی احمر سمک کے گانے پر عاشق ہوئی ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی حضور یہ عیار رستم کا موجود ہی اس مکار کا مکر آپ نے دیکھا رگ و ریشے مین اسکے مکر بھرا ہی یہ خواجہ کے صاحبزادے ہین سمک نے جھک کر سلام کیا شفق نے کہا ای احمر میری گلعذار کہان ہی سمک نے دست بستہ عرض کی چمن مین برہنہ پڑی ہی اٹھوا منگائیے کئی کنیزین گئین گلعذار کو لیکر آئین گلعذار صحبت مین بیٹھی اب سمک سے ملکہ نے کہا کیون صاحب تمنے دیکھ لیا کہ یہان کوئی مکر و حیلہ نہین ہی اگر حکم دین مین خود آؤن سمک نے کہا آپ تکلیف نہ فرمائیے مین رستم کو لے آؤنگا مین نے مجلس کو دیکھ لیا کوئی مقام فتور نہین ہی حضور ہزار طرح کا خیال ہی مرحلہ باغ نسترن باقی ہی خوف ہی کہ لوح پر کوئی افتاد نہ پڑے تحفہ جات کس شکل سے ملے اسی خیال سے شہریار نے مجھے بھیجا کہ جاکے محفل کو دیکھ آؤ مین نے صحبت کو سمجھ لیا احمر نے کہا میان شاطر صاحب تم کلید عقل طلسم کشا ہو جسطرح سے بنے طلسم کشا کو لاؤ سمک ملکہ سے رخصت ہوا باغ سے نکل کے راستہ طی کیا خدمت رستم مین آیا عرض کی ای شہریار آپ کی اقبال مندی ہر مقام پر ظہور دکھاتی ہی نسترن کی وزیرزادی بلکہ کلید عقل جو کہے وہی ہو وہ حضور پر عاشق ہوئی ہی اب حضور غلام کے ساتھ چلین مین وعدہ کرکے آیا ہون ظاہر مین تو محفل پاک و صاف ہی باطن کا حال خدا جانے حضور وزیرزادی کی

چاہتی ہمجولی غلام کے گانے پر توجہ کرتی ہی اُس سے مین وعدہ کرکے آیا ہون حضور ضرور
چلین رستم مسلح ہوے سرشار قومی ترکیب نے عرض کی حضور سارا لشکر بھی ساتھ چلے
ہملوگ بیرون باغ اُترین رستم نے فرمایا ابھی آپ لوگون کا کام نہین ہی سرشار خاموش
ہو رہا رستم مرکب پر سوار ہوے ساتھ سمک کو لیکر طرف باغ شفق کے چلے کیفیت یہ ہی کہ اگر
کوئی خار پائون کے نیچے آتا ہی سمک اُس سے اپنے کو بچاتا ہی یہان باغ مین ملکہ شفق
بیقرار ہو رہی ہی اور ساحر در باغ پر آکر ٹھہری انتظار کر رہی ہی مگر رستم و سمک جو چلے باغ
سے شفق کے تین کوس پر قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ سرخ پوشان کہتے ہین باغ شفق کا بیرون
قلعہ ہی سرخ پوش جادو پدر ملکہ شفق قلعے کا حاکم ہی نسیم خواجہ سرا کسی کار ضروری کو
باغ مین آتا تھا راہ مین جو رستم کو دیکھا ایک گوشے مین چھپ گیا جب رستم آگے بڑھے
تو پیچھے پیچھے خواجہ سرا بھی چلا مگر چھپتا ہوا آتا ہی دل سے کہتا ہی یہ جوان کون ہی کہ باغ مین ملک
کے جاتا ہی اچھی طرح دیکھ تو لون پھر چل کر مالک سرخ پوشان سے اطلاع کرون اب شفق
کا یہ کلیجہ ہوا کہ مردون کو باغ مین بلاتی ہی جب رستم قریب باغ پہونچے احمر گلگون پوش
دروازے سے باہر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ذرا جلد تشریف لائیے شفق
کا عجب حال ہی بہت سے مرحلہ جات پر آپ نے گذر کیا اور ساحرون کو مارا لیکن باغ نسترن
مین جانا دشوار تھا اب ہماری ملکہ آپ کو پہونچا دیگی رستم نے کہا ای نازنین ہم کسیکی مدد
نہین چاہتے ہم باغ نسترن مین چلے جائینگے اگر جا کر نسترن کو نہ مارا تو نام اپنا رستم نپایا
نسیم ان باتون کو سُنکر سمجھ گیا کہ یہ جوان تو طلسم کشا جرأت مین یکتا ہی اِدھر رستم داخل
باغ ہوے گھوڑے سے اُترے احمر گلگون پوش لیکر رستم کو چلی اُدھر نسیم خواجہ سرا یہ حال
دیکھکر طرف قلعے کے چلا خدمت مین ملک سرخ پوش کی آیا دست بستہ عرض کی ای
شہنشاہ آج وہ معاملہ دیکھا کہ دل ٹکڑے ہو گیا صاحبزادی نے آپ کی طلسم کشا کو
بلوایا باغ مین صحبت آراستہ ہی چہچہے اور قہقہے ہو رہے ہین ملک سرخ پوش یہ خبر سُنکر
زرد ہو گیا کہا ای نسیم خبردار صاف صاف بیان کرنا کچھ کمی زیادتی نہو اگر ذرا بھی خلاف
ہوا تو پہلے تمکو قتل کرونگا ورنہ اُسکی تو آج قضا آئی ہی اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا

و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے نسیم نے عرض کی غلام نے تو
آنکھون سے دیکھا کہ بی احمر براے استقبال دروازے پر حاضر تھین بہ اعزاز و اکرام
باغ مین لے گئین سرخ پوش اُٹھا اسباب سحر جسم پر آراستہ کرنے لگا کہتا جاتا ہی کہ اُس
بدنصیب کو سب کچھ سکھا یا اب اسوقت برابری کریگی کیونکر اُسکے سحر کو دفع کرونگا سب
کچھ بتا دیا لباس پہنا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا ای نسیم چلو چل کے آنکھون سے دیکھو
کہ مین کیا کرتا ہون نسیم نے کہا حضور میرا گذر کیونکر ہوگا آپ کے اور اُسکے سحر چلین گے
کس کی مجال ہی کہ اُس ہنگامے کو دیکھ سکے سرخ پوش نے کہا تمھاری حفاظت کرینگے
تمھارا خیال رکھینگے تم پر کوئی زوال نہ آنے پائیگا بہت خوب کہکے خواجہ سرا تو پیدل چلا اور
سُرخ پوش نے ہکہ مارا کہ بازوون پر پر پیدا ہوے اِدھر سے تو یہ اُڑتا ہوا جاتا ہی مگر احمر رستم
کو ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین پہونچی دیکھا شفق خونخوار مثل مُردے کے زمین پر پڑی
ہی کنیزین تلوے سہلا رہی ہین احمر نے بڑھکر سر ملکہ کا اُٹھا کر گود مین رکھا پکار کر آواز دی
واری آنکھین کھولیے ملکہ نے بعد عرصۂ دراز کے آنکھ کھول کر کہا ای رفیق شفیق ہمکو کیون
حیران کرتی ہو آنکھین کھولنے سے کیا فائدہ آنکھین اب بند ہین تصور اُس محبوب مرغوب
کا دل نشین ہی تو چاہیے ہی کہ اب تصور ہی مین صورت زیبا دیکھون احمر نے کان مین عرض کی
حضور علمشاہ تشریف لائے ہین آنکھ تو کھولیے ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا ای احمر
ہماری ایسی تقدیر نہین ہی کہ وہ شہریار مسیحاے زمان بالین پر اپنے بیمار کے آکے مشتاق
کو صورت زیبا دکھائے احمر نے ملکہ شفق خونخوار کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ واری مین ناسی اسم
اقدس کی قسم کھاتی ہون کنیز بہلانے کو نہین کہتی اصل مین تشریف لائے ہین اُٹھیے اپنے
مہمان کی خاطر کیجیے جس حال مین حضور ہین اُسی ملال مین اُنکو بھی دیکھا اُنکو وہان تسکین
دی آپ کا نام سُنتے ہی چلے آئے حضور کو ابتک ہمارے کہنے کا یقین نہین آتا آنکھین کھولکر
دیکھ لیجیے جب بہ منت و خوشامد قسم کھا کر احمر نے کہا تب شفق نے آنکھین کھولین دیکھا
مسیحاے زمان بالین پر کھڑے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سنبھل کر اُٹھ بیٹھین محجوب ہوکر
سر جھکا لیا احمر نے رستم کو بٹھایا رستم نے بہ محبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ملکہ کیسا مزاج ہی

ہم تمھارے دیکھنے کو آئے ہین ملکہ دل ہین باغ باغ ہو گئین کہ زہے نصیب یہ میری دل دہی کرتے ہین کہا ای شہریار بہت اچھی ہون خدا آپ کو سلامت رکھے تمام اہل طلسم آپ کے دشمن ہین بجائے راہبری راہزن ہین اسطرح بلا تکلف ہر مقام پر نہ تشریف لیجایا کیجیے رستم نے کہا ای ملکۂ عالم اسی وجہ سے مین نے پہلے عیار کو بھیجا تھا کہ وہ آکر دشمنونکو دیکھ لیگا اُسنے دیکھا تمھاری صحبت مین کوئی در انداز نہین ہی آفت آسمانی کو کوئی نہین جانتا شفق نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جو حکم ہو بجا لاؤن شفق نے گائنون کو اشارہ کیا گائنون نے ساز ملائے گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

تو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا
دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا

پیشتر مین نے خس وخاک سے آنسو پونچھے
اُڑ کے جو چہرہ پہ آیا اُسے دامن سمجھا

وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا
آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجھا

منھ چھپائے ہوے سینے سے جو شعلہ نکلا
مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا وہ ظالم
آئنہ پھینکدیا ہاتھ مین ناگن سمجھا

مدتون خون نے مرے پرورش خنجر کی
ہائے اسپر بھی وہ قاتل مجھے دشمن سمجھا

جا بجا خون کے دھبے جو نظر آئے نسیم
گوشۂ دامن رنگین کو مین گلشن سمجھا

رستم نے سر ملکہ سینے سے لگایا زبان تسکین کھولی احمر نے رستم سے اشارہ کیا اپنے عیار کو گوائیے رستم نے کہا ای سمک چند اشعار تم بھی گاؤ سمک نے عرض کی حضور تو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھے ہین ہمارا معشوق علحدہ ہی اگر وہ ہمسے کہین تو البتہ گائین احمر نے اشارہ کیا کہ او ظالم پہلے بے ہمارے کہے تو تے ایسے طور سے گایا کہ دل بھر آیا اب اشتیاق دلاتا ہی اگر ہو سکے چند اشعار گا سمک نے سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہنشاہ خوبی دای سرو باغ محبوبی یہ سنا ئین دل کے پار ہوتی ہین ان سے کہو کہ سرکشی نہ کرین اور مین تو تا بعدار ہون فرزند خواجہ عمرو ہون جو حکم دو بجا لاؤن احمر نے شرما کر سر جھکا لیا سمک نے بایان کھینچا سید ھا ٹھیکہ بجانے لگا اب تو احمر گلگون پوش نے اشارہ کیا سمک نے یہ اشعار عاشقانہ گائے

نظم

کچھ خون مین تر تیر نظر تھا کہ نہین تھا ... کیون جی مرے سینے مین جگر تھا کہ نہین تھا
دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر مین ... کیون جذب محبت مین اثر تھا کہ نہین تھا
دو بوسے تو دیتے جو نہ سکتے تھے دچار ... آخر تمھین کچھ مد نظر تھا کہ نہین تھا
اسد رچہ ستم عاشق بیچارہ پہ ایمان ... کچھ بھی تمھین اللہ کا ڈر تھا کہ نہین تھا
کیون دیکھ لیا جا کے ہوئی اب تو تسلی ... بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہین تھا
لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کہیے ... پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہین تھا
بھولے رہے کیون غفلت ہستی پہ نسیم آپ ... آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہین تھا

سمک نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ احمر گلگون پوش بے خنجر ذبح ہو گئی تعریفین کر رہی ہی ملکہ شفق محجوب شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوے خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ اگر باپ کو خبر ہو جائے تو کیا آفت برپا ہو مین ان سے کب مقابلہ کر سکتی ہون کیسا ساحر زبردست ہفت پیکر کی خدمت مین برسون حاضر رہا ہفت پیکر اسکو کیسا عزیز رکھتا ہی کہ خود سحر ایجاد کیے اور باپ کو میرے تعلیم کر دیے مین کیا جواب دونگی ای شفق غضب کیا دست محبت بے دامن نہ چھوڑا اسی جوش مین بلوا لیا اب کیا کرون نسترن کے قتل کی تدبیر ہو اتنے مین سمک نے کہا ای ملکہ شفق تم کچھ بات نہین کرتی ہو داخلہ باغ نسترن کی کیا صورت ہی شفق نے سر جھکا کر کہا ای مہتر والا گوہر باغ نسترن عجائب وغرائب سے معمور ہی مین خود ساتھ چلونگی اسکا باغ مثل طلسم کے ہی جب جانے والا قدم رکھے تو ہزارون بلائین نازل ہوتی ہین ہر چند کہ رستم پیلتن طلسم کشا ہین جرأت و شوکت مین یکتا لیکن خوف کی یہ صورتین رکھی ہین کہ اگر رستم ہو تو کلیجہ آب ہو جائے خوف سے بیتاب ہو جائے مگر مناسب یہ ہی کہ لوح کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائین جنگ الگ ہو اور ملاحظہ لوح مین فرق نہ آئے تب باغ نسترن مین جان بری ہی لاکھون ساحر ہر گوشے مین مخفی ہی آپ کی جرأت کے کارنامے مشہور ہین کس جرأت سے تحفہ جات حاصل کیے لوح کو کس محنت سے لیا ای شہریار جسدن ہفت پیکر فوج لیکر قصر عشرت سے نکلے گا گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی اسقدر فوج ساتھ ہوگی اسوقت

جرأت کا کام ہی سب ساحر چھنٹے ہوئے ہین طلسم باطن کو اُس نے سحر سے مملو کیا ہی ہر چند کہ تحفہ جات آپ کے پاس موجود ہین مگر اُن سے ہوشیاری دشوار ہوگی کوئی ساحر ایسا اُسکے ساتھ نہین ہی کہ رگ و ریشے اُسکے سحر سے نہ معمور ہون لیکن اُسوقت حضور کا کام لوح کا ملاحظہ کرنا ہی کنیز کی جانبازی بھی اُسوقت کھلے گی کہ چہار طرف سے ساحرونکا بلوہ ہوگا رفیق کوئی قریب نہ آسکیگا سب دور دور رہونگے وہ جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے ہوگی اُسوقت کنیز کی جانبازی لائق ملاحظہ ہوگی رستم کہرہے ہین ملکہ عالم میرے ساتھ بھی ساحران چیدہ و منتخب ہین جو مضمون کہ تمنے بیان کیے ہین اسی کیفیت کی خبر دیتے ہین انشاء اللہ ہماری جرأت کا حال دیکھ لینا تمہین انصاف کرنا رستم سے اور شفق سے یہ باتین ہو رہی ہین سمک احمر سے علیحدہ باتین کر رہا ہی کبھی بیقرار ہو کر گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہی ای ماہ تابان و ای مہر درخشان میری جان تم پر نثار ہی احمر کہتی ہی ای مہتر والا گوہر ابھی بڑی بڑی آفت جھیلنا ہی جان پر کھیلنا ہی کنیزین مثل تصویر تصور خاموش بیٹھی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جسوقت باپ انکا خبر سنیگا قیامت برپا کریگا ہم لوگون کی جان پر آفت آئیگی ایک کنیز کہتی ہی کہ ہمنے تو مذہب خدای نادیدہ کا اختیار کیا وہی مدد کریگا اُس ظالم سے جان بچائیگا لیکن ہملوگ بھاگ کر کہان جائین اہل و عیال دار مجبور و ناچار خدمت سے انکی کیونکر جدا ہون بچپن سے تو انھین کے ساتھ رہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک آواز مہیب آئی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے اپنے باغ مین باغی کو جگہ دی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون بوٹیاں کاٹ کر تیری زاغ و زغن کو کھلاؤنگا کیونکر جان بچے گی شفق خونخوار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سرخ پوش بہ قہر و غضب غل مچاتا ہوا آتا ہی آتے ہی زمین پر گرا زمین باغ کی ہل گئی شفق بھی اپنے مقام سے اُٹھی سحر کرنے لگی لیکن سرخ پوش ہر سحر کو اُسکے دفع کر دیتا رنگ سحر نہین جمنے دیتا شفق نے پکار کر آواز دی ای باغ مراد یہ ظالم مجھکو قتل کیا چاہتا ہی سب غنچہ و گل خاموش ہین ای عندلیبان خوشنوا تم بھی زمزمہ سرائی نہین کرتین آشیانون مین چھپی بیٹھی ہو شفق نے جو غصے سے یہ کلمے کہے عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے منقارین کھول کر نکلین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین **نظم**

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہی | تمھاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہی
تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر ہی لو | کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہی
مین جان دینے لگا یار پر تو دل بولا | ٹھہرئیے پہلے تصدق غلام ہوتا ہی
گذر رہو صبح کا غم خانے تنگ مرے کیونکر | بلاؤن کا شب ہجر ازدحام ہوتا ہی
مٹا دے قرب نہ کیون داغ دلکو گیسو کا | غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہی
جمال یار کا نظارہ کرتی کیونکر آنکھ | وہ منھ چھپانے کو ہین دن تمام ہوتا ہی
خود آپ ہین نہین آسکتے ہم بلا کے انھین | یہ شوق تخلیے کا انتظام ہوتا ہی
یہ سرد ہو کہین بازار فتنۂ فردا | وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہی
فراق مین مجھے ساقی کے دیکھکر روتے | کچھ آبدیدہ بھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہی
گرا دے راہ مین خط گو لکھا مقدر کا | ہمیشہ نامہ رسان ہی کا نام ہوتا ہی
قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل مین | ورود خضر علیہ السلام ہوتا ہی
وہ چپ ہو نہین مجھے شاعر نہین سمجھے ہین بت | مرے کلام مین بھی کچھ کلام ہوتا ہی
نگاہ ناز سے دل کی کہی نہین جاتی | ادا انھین سے کچھ انکا پیام ہوتا ہی
بمشکل آتی ہی لب تک بھی جان زار اپنی | اجل سے جب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہی
زہے نصیب جو کھا جائے جان بھی غم دوست | جگر تو اب کوئی دم مین تمام ہوتا ہی
سمجھ کے پوچھین وہ عاشق سے وجہ خاموشی | زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہی
نکالنے جو لگین دل کی حسرتین وہ جلال | ابھی تو وصل مین بلوائے عام ہوتا ہی

عندلیبان خوش نوا نے جو یہ اشعار سرخ پوش سے متوجہ ہو کر گائے سرخ پوش نے متوجہ ہو کر سنے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا چہرہ سرخ آنکھین ابل آئین پکار کر کہا کہ ای خداوند ہفت پیکر بچائیے اک برق چمک کر گری کہ عندلیبان خوش نوا کے سر اڑ گئے سائے مین ہر درخت کے خون کا تھالا پروسنکے انبار یہ فعل کر کے سرخ پوش نے ایک دستک دی کہ رنگ پھولونکا روشن ہو گیا رنگ روے نرگس تمتما گیا آنکھون پر نشہ معلوم ہوتا ہی سنبل نے اپنے بال کھولدیے سرو لب جو چاہتا ہی ہمراہ رکاب شاہد گل خرامان ہون شاہدان چمن سبز پوش

سحر کا سرخ پوش کے جوش لالہ نے چراغ اپنا روشن کیا سوسن صد زبان چاہتی ہے کہ زبان کھولوں کچھ تو منھ سے بولوں معلوم ہوا باغبان قضا و قدر مانع ہے جھونکے ہواے سرد کے چلنے لگے نہروں کے پانی نے جوش مارا موجہاے آب نایاب شمشیر بران حباب چشم معشوق مہوشان سارا باغ باغ باغ مگر ہواے سرد نے لالے کے چراغ کو جھلملا دیا گوشہ باغ سے آواز آئی کہ میں حاضر ہوں سرخ پوش نے جھلا کر کہا ارے کیا تو مر گئی تھی اب زندہ ہوئی آنے کو تجھے کون منع کرتا ہے تو کیا مدعی میرا جیتا ہے نہ مرتا ہے دیکھا گوشہ باغ سے ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن رشک چمن نازک بدن رد کش گل یاسمن بیچ میں زلفوں کے چہرہ گویا سانپ کا من خراماں خراماں ٹہلتی ہوئی آتی ہے طرف شفق خونخوار کے متوجہ ہوئی پکار کر آواز دی کیوں ہمشیرہ باپ پر یہ غصہ چلو تمھیں بہار باغ نے بلایا ہے بغیر تمھارے باغ میں سناٹا ہے عندلیبان خوشنوا کو تم نے قتل کرایا یہ خون تمھاری گردن پر رہا اسکا کیا انجام ہوگا دیکھو بی گلچہرہ نے یہ اشعار نظم کیے ہیں ذرا انکو تو سن لو

نظم

ہنستا رہا جو حال دل پاش پاش پر — کیا روئیگا وہ کشتہ حسرت کی لاش پر
ناخن کہیں کسیکا لگا تھا شب وصال — کٹتا رہا یہاں تو گلا اُس خراش پر
سمجھا صنم تراش کے کافر کیا ہمیں — پتھر پڑے ہیں ہاے یہ کیا بت تراش پر
پہونچے وہیں خیال میں بھی جسکے تم ہوے — دل تنگ مٹا ہوا ہے اس اپنی تلاش پر
بہتر ہیں عیش خلد سے مجھکو یہاں کے رنج — مرتا ہوں کوے یار کی میں بود و باش پر
لیتی ہے دل میں حسرت پرواز چٹکیاں — رکھتا قفس میں کاٹ کے صیاد کاش پر
سو غم ہیں یار کے مرے اک دل میں میہمان — کیا حوصلہ کیا ہے ذرا اسی معاش پر
مشتاق زخم خندہ دندان نما کے ہیں — چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر
شاید دکھاکے دست حنائی کیا ہے قتل — اُٹھتی ہیں انگلیاں ترے کشتے کی لاش پر
دشمن بھی سُن سکیگا نہ درد فراق دوست — تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر
منظور تھا جو خون چھپانا اُسے جلال — قاتل نے خاک ڈالی نہ کیوں میری لاش پر

اُس نازنین نے جو یہ اشعار گائے ملکہ شفق کا چہرہ سرخ ہو گیا رنگ رو متغیر متردد متحیر ٹھہرا کر
آواز دی ای گل پیرہن اگر بہار باغ نے یاد کیا ہی تو تجھے چلنے مین کیا عذر ہی لیکن ذرا
انصاف کرو میرے قریب آؤ جو کہو گی بجا لاؤنگی ضرور تمہارے ساتھ چلونگی کیا تمہارے حکم سے
گردن تابی ہی یہ سنتے ہی وہ نازنین قریب آئی شفق خونخوار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر طرف
گوشۂ باغ کے چلی مگر لہراتی ہوئی وہ نازنین جو گوشۂ باغ سے آئی تھی قدم بہ قدم سمجھاتی ہی
ای شفق خونخوار ذرا ہوش مین آؤ اپنے کو محبت مین نہ ڈالو آپ سے باہر نہو تمنے اپنے گھر مین
دشمن خداوند کو بلا لیا پہلو مین اُسکے بٹھایا ہمنے خود سُنا کہ عیار گا رہا تھا ہمکو بہت ناگوار ہوا
دیکھو رنگ چہرۂ گل متغیر ہی سب ساکنان باغ متحیر ہین دیکھو قمریان کو کو بھولین آہ آہ کر رہی ہین
عندلیبان خوشنوا قتل ہو گئین باغ مین سناٹا پڑا ہی زاغ و زغن کا جماو ہوتا جاتا ہی اب اسمین
خیر ہی کہ بہار باغ مین چل کر ساکن ہو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی سرخ پوش باپ تمہارا کہ
افسر ریاست ہی اسکو کیسی حیرت ہی اُس نے ناچار ہو کے مجھکو بلایا مین حاضر ہوئی شفق
یہ باتین سُنکر خاموش ساتھ اُسکے چلی جاتی ہی نصیحت پر بھی شرمندہ ہو رہی ہی آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے ناظرین پر واضح ہو کہ اس صحبت مین رستم موجود تھے یہ سحر کیون چل گیا
سرخ پوش نے آتے ہی پہلے آواز دی کہ ای گلگون چمن ہیرا طلسم کشا کو لینا کئی سو پہلوان
تلوارین کھینچے ہوئے گوشۂ باغ سے ظاہر ہوئے رستم کو سب نے للکارا اُن سے جنگ مین
مصروف ہوئے جسنے لوٹا اُسپر جا پڑے اُسنے وار کیا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر تلوار روکی
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تاک تاک کے پہلوانونکو مار رہے ہین انکو شفق خونخوار
کی خبر نہین ہرچند کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو پہلوان قتل کیے مگر مجمع اُنکا بڑھتا جاتا ہی
لاش کا پتہ نہین رستم حیران و پریشان کہ درخت پر ایک طائر زرین بال ظاہر ہوا اُسنے
مثل انسان کے آواز دی کہ ای طلسم کشا افسوس ہی اپنے دوست کی خبر نہین لیتے اگر
شفق خونخوار بہار باغ کے پاس پہونچ گئی تو بدون قتل ہفت پیکر رہائی نہوگی اُسکو
بچاؤ افسوس صاحب لوح ہو کر لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ کہکے طائر اُڑ گیا سرخ پوش
نے چاہا تھا کہ اس طائر کو گرفتار کرون مگر طائر سرحد باغ سے باہر نکل گیا سرخ پوش کے

ہوش اُڑ گئے مگر رستم نے ہوشیار ہوکر لوح کو دیکھنا چاہا اُن پہلوانون کا ایسا ہنگامہ ہی کہ وہ دم نہین لینے دیتے برابر وار کر رہے ہین مگر رستم جھپٹ کر کے تیغہ ہفت جوہر کو چمکاتے ہوے ایک نخل کے سائے مین آئے لوح کو بمشکل ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار کو کنیز بہار باغ لیے جاتی ہی بڑھکر لوح چمکاؤ اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کرو شفق خونخوار کے ہوش درست ہون رستم نے پلٹ کر للکارا آواز دی او گیسو بریدہ شفق خونخوار کو کہان لیے جاتی ہی اُس کنیز نے پلٹ کر آواز دی ای طلسم کشا مین کنیز بہار باغ ہون تمھارے دلکا داغ ہون میرے قریب نہ آنا لیکن رستم جھپٹ کر قریب اُسکے ہونیے لوح کو چمکایا اسم حاشیۂ لوح جو پڑھکر دم کیا اُس کنیز نے ایک چیخ ماری ہاتھ شفق خونخوار کا چھوڑ دیا لڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کر جان دی شفق خونخوار کے ہوش درست ہوے پکار کر آواز دی ای شہریار آپ کے پاس وہ شی موجود ہی جس سے اہل طلسم عاجز ہین بے آپ کے کوئی سرخ پوش پر غالب نہین ہوسکتا ان پہلوانون سے نہ لڑیے یہ نمود بے بود طلسم ہین انکا خاتمہ یون نہوگا جسطرح لوح ہدایت کرے وہ کیجیے تامل نہ فرمائیے سرخ پوش کی طرف جائیے یہ کہکے چاہتی تھی کہ طرف سرخ پوش کے چلے سرخ پوش نے پھر دستک دی پکار کر آواز دی ای سرو سہی قد تجکو کون روکے ہی گوشۂ باغ سے آواز آئی حاضر ہوئی آپ کے حکم کی دیر تھی دیکھا گوشۂ باغ سے ایک نازنین سہی بالا رنگ زعفرانی چہرہ نورانی فورا آگے پیدا ہوئی شفق خونخوار کو للکارا کہ کیون او شوخ دیدہ طلسم کشا کو تعلیم کرتی ہی کیا طلسم کشا نادان ہین سارے مرحلے توڑتے چلے آتے ہین تم میرے ساتھ آؤ شفق نے چاہا کہ اُس کے قریب جاؤن مگر رستم سے اشارہ کر دیا کہ لوح ملاحظہ کیجیے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اس پر ڈالو رستم نے عکس کلاہ ہفت گوشہ قریب آکر جو ڈالا اُس نازنین نے چیخ ماری نخل سرو سے دور کر لپٹ گئی شاخہاے نخل مین غائب ہوئی سرخ پوش نے زانو پیٹ لیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لوح سے میرا کچھ زور نہین چلتا بہت عاجز ہو رہا ہون قضاے کار ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی عشرت خیز جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ کرسی نیابت پر متمکن ہی یہی ذکر ہو رہا ہی

کہ نہین معلوم طلسم پر کیا گذری ہفت پیکر کہتا ہی قدرت بتائینگے کہ ناگاہ قصر تھرایا ایک کنگرہ
قصر کا لہرا کر گرا ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا قدرت کی سب تقدیرین اُلٹی ہو گئین
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا باغ شفق مین لڑ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خداوند
وہ فوجین جمع کی ہین اُن پہلوانون کو نامے لکھے ہین کہ جسوقت وہ لوگ آوینگے تو زمین
تھرا جاویگی اُن سے کون مقابلہ کریگا یہ تو غلام ہمیشہ سے کہا کرتا ہی کہ شفق خونخوار کی
ذات سے بڑا ہی فساد پیدا ہوگا یہ کہکے عشرت خیز نے ایک طرف کا پردہ اُٹھایا سبنے
دیکھا ایک چھوٹا سا کمرہ ہی دیوارین اُسکی سفید چونا پھرا ہوا ایک گوشے مین ایک طائر
کبود رنگ منقار سے کچھ لکھ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خداوند وقت زوال قریب آگیا
آج طائر نا معلوم ظاہر ہوا دیکھیے منقار سے کچھ لکھ رہا ہی کہ طائر نے پر تولے چاہا اُڑکر
بلند ہو جاؤن جس طرح ممکن ہو نگاہ سے ہفت پیکر کی مخفی ہو جاؤن ہفت پیکر نے
آواز دی او نمک حرام کئی سال کا زمانہ گذرا کہ قدرت نے تجکو بنایا یاد کر کہ کیا پلایا کھلایا
پانی دریاے ہفت خون کا پلایا بجاے دانہ دانہ ہاے مروارید کھلائے آج تو یہ بیوفائی کرتا ہی
ٹھہر جا ہم پڑھ تو لین عشرت خیز نے کہا یا خداوند صاف صاف لکھا ہی کہ شفق خونخوار
طلسم کشا پر مائل ہوئی اپنے باپ سے لڑ رہی ہی بگوش ہوش سماعت فرمائیے کہ آپ کو
سرخ پوش پکار رہا ہی کہ یا خداوند مدد کیجیے ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہفت پیکر
نے کہا اے عشرت خیز سرخ پوش کو اُٹھا لا عشرت خیز نے کہا مین طلسم کشا کے سامنے
نہ جاؤنگا ہفت پیکر نے کہا تو سامنا طلسم کشا کا نہ کرنا ہوا بنکر جا اُس کو اُٹھا لا خدائی مین
میری فرق آتا ہی بیوقوف بندے کہینگے کہ قدرت کو پکارا اور قدرت نے مدد نہ کی یہ
سنکر عشرت خیز غائب ہوا یہان سب کنیزین ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئین اور پہلوان
بھی غائب ہو گئے کسی طائر کی آواز نہین آتی باغ مین سناٹا پڑا ہی ہرچند سرخ پوش دستکین
دیتا ہی بہار باغ بہار باغ کہکر پکار رہا ہی مگر کوئی علامت ظاہر نہین ہوتی شفق خونخوار
نے ایک سحر کیا کہ برق تڑپ کر گری سر سرخ پوش کا زخمی ہوا رستم سے اشارہ کیا رستم
طرف سرخ پوش کے جھپٹے چاہا جا کر اُسے قتل کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا سرخ پوش

خود بخود زمین سے بلند ہوا پکارتا تھا یا خداوند کس بلا مین پھنسا ہون مجھکو کون لیے جاتا ہی ہر چند چیخا پیٹا لیکن کچھ علامت نہ ظاہر ہوئی خود بخود زمین سے بلند ہو گیا آنکھین بند ہوئین سنکہ ڈھلا بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے سبزہ زار مین پایا دیکھا تین لاکھ ساحر حربہ ہاے سحر سے آراستہ قواعد کر رہے ہین حیران تھا کہ مین کس مقام پر آیا نگاہ جو اُٹھی دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی سرخ پوش حیران تھا کہ یہ کون مقام ہی اس صحرا کا کیا نام ہی مجھکو یہان کون لایا کس نے یہان تک پہونچایا کہ اُس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای گرفتار دام حیرت و ای قیدی زندان صعوبت تو نے قدرت کو پکارا تھا عاجز ہو رہا تھا قدرت نے اپنی قدرت سے تجھکو اس مقام پر پہونچایا ان تین لاکھ ساحرونکا تجھکو افسر کیا انکو سحر سکھایا کر جسوقت نامۂ خداوندی آئیگا دامنۂ قصر عشرت مین آنا یہ صحراے عشرت ہی یہ سُنکر سرخ پوش ہفت پیکر کی تعریفین کرنے لگا پکارتا تھا یا خداوند تو خداے حقیقی ہی کیا قدرت کا ظہور ہوا بندہ تیرا مسرور ہوا کہ ایک طرف سے آواز آئی ای محو حیرت ذرا ادھر توجہ کر کیون گھبراتا ہی چندے تیرے واسطے عیش و آرام ہی مجھکو تیری صحبت سے کام ہی پلٹ کے دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل آفتاب فلک حسن و جمال ماہ آسمان کمال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی آتی ہی

نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے — خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا — یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے — بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے — لب بلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

جب سینہ ہو خالی کیون نہ دل آہین بھرے — آندھیان اُٹھتی رہین ویرانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفون کو ای مشاطہ سلجھایا تو کیا — کھو دے میرے دل کی اُلجھن شانہ ایسا چاہیے

سر زمین کوے جانان سے نہ اُٹھے بنکے اشک — عاشق گریان کا آب و دانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہی ای افسانہ گو — اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری ۔۔۔ خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کر رہا ہی ہنسکے جام ۔۔۔ می پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
دیکھیے سے عاشق کے بچکر طور پر بجلی گری ۔۔۔ کیون تجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا ۔۔۔ شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین ۔۔۔ برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک ۔۔۔ دیکھکر ہنسدے چراغ خانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دلکو چشم یار ۔۔۔ مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر اوتڑپ ۔۔۔ کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے
ہائے کیون اُس جانکے دشمن کو دل دیتا جلال ۔۔۔ کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

ان اشعار کو سُنکر سرخ پوش مبہوت ہو گیا کہا ای جان جہان آؤ مین تمہارا دل و جان سے مُشتاق ہون اُس نازنین نے کہا ای سرخ پوش مجھکو قدرت نے تیرے ہی واسطے پیدا کیا کیون گھبراتا ہی مین تیرے ساتھ ہون مگر زمان انقلاب قریب ہی ہفت پیکر تو خود بدنصیب ہی چندے عیش کر لو پھر تیغۂ ہفت جوہر کا سامنا ہی طلسم کشا لڑتا بھڑتا آکر پہونچا سب طرف سے لشکر کشی کے سامان ہین اب وہ معرکہ پڑے گا کہ ہر اہل طلسم پوشیدہ ہوگا ای سرخ پوش تمنے دیکھا کہ بیٹی تمہاری تمسے کیسی برگشتہ ہو گئی کیسی جنگ پڑی طلسم کشا صاحب لوح ہی تحفہ جات اُسکے پاس موجود ہین سرخ پوش نے خوشی مین اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا سامنے ایک قصر تھا ساری فوج کو حکم دیا گرد قصر کے اُترو تین لاکھ ساحرونکی فوج گرد قصر کے آگئی سرخ پوش اُس مہ جبین کو ساتھ لیکر اُس قصر مین آیا مصروف عیش ہوا جب ہفت پیکر لشکر کشی کریگا ان سب کا ذکر کیا جائیگا یہان جب سرخ پوش غائب ہوا شفق خونخوار ہنستی ہوئی سامنے رستم کے آئی عرض کی ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین کہ سرخ پوش کو کوئی اُٹھا لیگیا مگر اب ضرور فتور ہوگا رستم نے کہا ہم فتور کے خود جویا ہین اب باغ نسترن کی فکر کرو شفق خونخوار نے عرض کی حضور کو تنہا چلنا ہوگا جو ہو سکیگا کنیز کام آئیگی اور اپنے کو وقت پر پہونچائیگی

شب تو اسی باغ مین گذری صبح کو قصد ہوا کہ ساتھ شفق خونخوار کے روانہ ہون لیکن ہفت پیکر نے جب سرخ پوش جادو کو صحراے عشرت مین داخل کیا صحبت مین آکر بیٹھا عشرت خیز سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ ای نائب قدرت بڑا مقام افسوس ہی کہ شفق خونخوار پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھکر چین وعیش کرے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ عیش اُنکا منغص ہو عشرت خیز نے عرض کی یہ کتنی بڑی بات ہی عیش پسند کو طلب فرمایئے وہ لگا کر لے آئیگی بہت قاعدے کے ساتھ جائیگی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ای عیش پسند جلد حاضر ہو پہلوے قصر سے ایک آواز آئی حاضر ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین پری چہرہ رشک قمر سرو قد خورشید خد ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سینے پر اُبھار نار پستان کی سرکشی ثابت ہوتا تھا کہ دو سنانین دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ ومڑور مین کھڑے حریف کی فکر مین ہین اس سج دھج سے حاضر حاضر کہکے سامنے آئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای عیش پسند شفق خونخوار دختر سرخ پوش طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی اُس کو تو کسی طور سے لگا کر لا ہماری صحبت مین اُس کو سزا دین کہ پھر کوئی ایسا کام نہ کرے عیش پسند نے عرض کی کنیز ابھی جاکر لاتی ہی یہ کہکے غائب ہوئی لیکن ادھر شفق خونخوار ساتھ طلسم کشا کے بیٹھی رہی دو پہر رات گئے طلسم کشا نے صحبت برخاست کی لیکن شفق خونخوار ہمراہ رہی عیار مہتر سمک یلداقی اُسی بارہ دری مین سویا پہر رات باقی تھی کہ شفق خونخوار گھبرا کر پہلوے طلسم کشا سے اُٹھی متردد ہو کر بیرون بارہ دری آئی سیر باغ کی دیکھنے لگی نرگس شہلا اشارے کر رہی ہی سوسن چاہتی ہی زبان درازی کرون عشق پیچے کا قصد ہی کہ مار سیاہ کی طرح بنکر لپٹون نخل سرکشی کر رہے ہین رات بہت کم باقی رہگئی تھی طائر آشیانون سے چہکارے مارتے ہین شفق خونخوار یہ حال باغ کا دیکھکر بہت گھبرائی بارہ دری سے اُتر کر چلی روش پٹری کو طی کر کے باغ سے باہر نکلی یکایک کان مین ایک آواز آئی کہ کوئی بصد سوز وگداز یہ غزل گا رہا ہی

نظم

آئنہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ مجھے دیکھا کرے دیکھا کرون مین سوے دوست

سیر جنت خوب جب رضوان مجھے دکھلا چکا
بے تامل مُنھ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
دل سے بہتر روشنی یاقوت وگوہر مین نہین
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
عشق وہ شی ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اُس سے تعلق ہی ضرور
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
ہی ترا معشوق بھی عاشق کہین ای عندلیب
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتا ہی شکار
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
خاکسارون کو نشیب آرزو درکار رہی
چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہرتین
ہان خدارا ای اجل اتنا توقف چاہیے
زینت جاوید رکھتا ہی لباس دوستی
سخت جانی کا برا ہو دل ہی شرمندہ نسیم

جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروے دوست
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوے دوست
نورتن کیا یہ نگین ہی قابل بازوے دوست
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
جاے دل سینے مین ہی در نجف کے موے دوست
کوئی محو روے جانان کوئی محو خوے دوست
تا قفس لائی صبا جبدم چمن سے بوے دوست
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہی بوے دوست
ہم ہین ہم پہلوے ہجران دل ہی ہم پہلوے دوست
ہی زمین تکیہ بجاے تکیۂ زانوے دوست
صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوے دوست
ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست
عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست
یہ وہ پہلو ہی کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوے دوست
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوے دوست
کسطرف کس جا نہین افسانۂ جادوے دوست
چلتے چلتے دیکھ لین پھر اک نظر ہم روے دوست
پیرہن ہی خاکسارون کا غبار کوے دوست
پھر گیا خنجر کا مُنھ شل ہو گئے بازوے دوست

یہ صداے دلفریب سنکر شفق خونخوار تلاش کرتی ہوئی چلی لیکن سمک یلداقی کی جو آنکھ کھلی دیکھا شفق خونخوار پہلو مین رستم کے نہین ہی قدمون پہ ہاتھ رکھکے رستم کو جگایا اور پوچھا ملکۂ عالم کہان ہین رستم نے کہا مجھے نہین معلوم ساتھ سوئی تھین اب نہین جانتا کہان گئین سمک ڈھونڈھتا ہوا نکلا در باغ پر آکر دیکھا کہ ملکۂ عالم جاتی ہین صحرا مین

گوش بر آواز ہین سمک الگ سے دیکھنے لگا شفق خونخوار نے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل بیٹھی ہوئی گا رہی ہی سلام کر کے پوچھا ای عیش پسند تم اس صحرا مین رات کو کہان آئین اُسنے ہنس کر کہا بوا خوب چین کیے طلسم کشا کے ساتھ سوئین چلو تمھین خداوند نے بلایا ہی شفق نے کہا مین تو خود آنے پر آمادہ تھی تمنے کیون تکلیف فرمائی عیش پسند نے کہا میرے ساتھ چلیے قدرت نے بلایا ہی مین وعدہ کر کے آئی ہون تمسے قدرت بہت راضی ہین تم کو بڑا مرتبہ ملیگا شفق خونخوار نے ہاتھ تھام لیا عیش پسند لیکر شفق خونخوار کو چلی مہتر سمک نے جو دور سے دیکھا کہ عیش پسند شفق خونخوار کو لیے ہوے جاتی ہی شفق خونخوار ہنستی ہوئی ساتھ ہی سمک سمجھا اُسکے سحر مین پھنسی ہی سوچتا ہی کہ ای سمک کیا کرون آخر جھپٹ کر آگے بڑھا ایک طفل کی صورت بنکر جنگل مین پھرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی روتا ہی کبھی آواز دیتا ہی ای عشق خانہ خراب ذرا ہماری بات سن

نظم

مر گئے ہوتے رنج فرقت سے
باز آیا مین اس محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے
مجھکو پروردگار تہمت سے

بچگئے ہین خدا کی قدرت سے
ہول آتا ہی نام الفت سے
دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے
تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رند

جان جاتی ہی اب تو فرقت سے
روح تھراتی ہی محبت سے
وقت اچھا نہین سجا لینا
کیون بھڑے ایسے بیمروت سے

یہ اشعار گا رہا ہی اور طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین عیش پسند نے کہا ای شفق یہ لڑکا کسی مرد آدمی کا ہی نہین معلوم یہ کس وجہ سے جنگل مین آگیا ذرا اس سے حال تو پوچھو شفق خونخوار نے کہا یوا تم پکارو وہ تو دیوانہ وار پھر رہا ہی اس دیوانہ مزاج کو کون سمجھائے کون بہلائے یہ سنتے ہی عیش پسند نے پکارا کہ میان صاحبزادے ذرا ہم تک آؤ تو ہم تمسے ایک بات پوچھین لڑکے نے جواب دیا مین کھیل رہا ہون کھیل مین میرے فرق نہ ڈالو ورنہ بہت پریشان ہوگی عیش پسند نے کہا ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلینگے بہت آرام سے رہوگے لڑکا قریب آیا بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہی دمبدم اشعار گاتا ہی عیش پسند کا دل بہلاتا ہی اب عیش پسند نے شفق خونخوار کا ہاتھ چھوڑا لڑکے کا ہاتھ تھام لیا لڑکے نے جھلا کر ہاتھ چھڑایا چاہا بھاگون سامنے جھیل تھی قصد ہوا اُس مین کود پڑون عیش پسند نے کہا ارے

دیوانے جھیل مین ڈوب جائیگا لڑکے نے کہا جھیل مین میرا بھائی معلوم ہوتا ہی دیکھو وہ سامنے بیٹھا تن رہا ہی عیش پسند جو جھکی کہ کہان قید ہی سمک نے حلقہ ہاے کمند مارے کہ اِسکو کھینچ لون عیش پسند کے مُنہ سے اُف نکل گئی مُنہ سے شعلہ نکلا کہ اُس نے کمند کو جلا دیا سمک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑگیا عیش پسند نے کہا ارے تو کون ہی کہ مجھکو گرفتار کرتا تھا سمک نے کہا عیار طلسم کشا فرزند خواجہ عمرو ہون تمھاری فکر مین نکلا تھا مگر تم ہوشیار تھین بچ گئین آگے قتل ہوگی عیش پسند نے کہا نگوڑے تجھکو اور بی شفق خونخوار کو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگی اس مصیبت مین قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرو قدرت کو ذرا بھی رحم نہ آئیگا بی شفق خونخوار کی حالت قدرت کو معلوم ہوگئی اِنکو سزا ملے گی یہ کہکے سمک کا بھی ہاتھ باندھ لیا دونوں کو لیکر چلی دربار خداوندی مین پہونچی ہفت پیکر نے حکم دیا اے عیش پسند تم ہی ان دونوں کو لیکر قید مین رکھو جب سامان لشکرکشی کرونگا تو مجمع عام مین ان دونوں کو دار پر کھینچونگا عیش پسند دونوں کو لیے ہوے آئی ایک مکان مین دونوں کو بند کیا دو زنگی دروازے پر بٹھا دیے کہا خبردار بعد آٹھ پہر کے انکو دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دینا نہ زندہ بچین اور نہ مرین تڑپ تڑپ کے رہین سمک یلداقی نے پکار کر کہا بی عیش پسند تم بھی کبھی آؤ گی عیش پسند نے کہا ارے نگوڑے مین بھی ایک مرتبہ آیا کرونگی ورنہ حفاظت کون کرے گا یہان صبح کو رستم کی آنکھ کھلی کنیزون سے پوچھا شفق خونخوار کہان گئین سمک کو بھی نہ پایا کنیزون نے عرض کی ہم لوگ سوتے تھے ہمکو نہین معلوم کہ ملکہ کہان گئین رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ دیر کرنے کا انجام دیکھا شفق خونخوار و سمک یلداقی قید ہوگئے جب تک باغ نسترن نہ فتح ہوگا رہائی اُنکی دشوار ہی رستم نے بُلا کر سرشار سے کہا لشکر کی حفاظت رکھنا کل لشکر بھی ہمارا آنے کو ہی لوح ہمکو ہدایت کرتی ہی کہ ہم طرف باغ نسترن کے جائین شفق خونخوار و سمک یلداقی قید ہوگئے احمر گلگون پوش وزیرزادی آئی رو رو کر عرض کی کنیز واسطے ملکۂ عالم کے بہت گھبراتی ہی اور سمک یلداقی کا قید ہونا مجھپر بہت شاق ہوا راہ مین جاکر عیاری بھی کی لیکن وہ نظر کردہ ہفت پیکر تھی بھلا اُسپر عیاری کیا چلتی گرفتار ہوے کنیز حضور کے ساتھ چلے گی لیکن امیدوار ہون کہ لوح کو قدم بقدم ملاحظہ فرمایئے رستم نے کہا مین کبھی غفلت نہ کرونگا باغ نسترن کے حالات

شفق خونخوار بیان کرچکی ہو دیکھون کیا رنگ ہو یہ کہکے رستم سب سے رُخصت ہوکر چلے
تحفہ جات سب زیب جسم ہین لوح گلے مین پڑی ہوئی تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جیسے ہی باغ
سے نکلے لشکر والے عرض کرنے لگے ہمکو بھی ساتھ لے چلیے ایسا نہو کوئی ساحر آئے ہم سب کو گرفتار
کرلیجائے رستم نے گرد لشکر حصار کیا لوح سے ایک دائرہ کھینچا کہا تم لوگ اس لکیر سے باہر
نہ نکلنا اندر ساحر نہ آسکیگا یہ فرماکر طرف صحرا کے چلے جنگل مین پہونچے ایک جانب سے
غول آہوون کے سامنے آئے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ یہ آہو قیدیان
طلسم ہین ان سے تعرض نہ کرو رفتہ رفتہ تا بہ باغ نسترن پہونچ جاؤ گے رستم آگے بڑھے
راہ مین فیلان جنگی ملے رستم کو دیکھکر بھاگے رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا یہ نگہبانان
باغ نسترن ہین اگر تمکو نہ روکین تو تم بھی توجہ نہ کرو رستم نے دیکھا وہ ہاتھی بھاگ کے ایک
درۂ کوہ مین گھس گئے رستم نے دوسرے درے مین قدم رکھا شیر بہت سے ملے وہ بھی
طرف رستم کے متوجہ نہوے اُنکے بیچ مین سے رستم نے راستہ طے کیا پہاڑ سے باہر آئے دیکھا
صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہر گل و غنچہ مصروف نظارۂ طلسم کشا شاخین اپنے ہاتھون کو
بڑھاتی ہین کہ اپنے سائے مین رستم کو لین عندلیبان خوشنوا گرد سر رستم چرخ مار رہی ہین
رستم نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ان طائرون سے بچو سامنے باغ نسترن ہے یہ سب وہین جاکر
جمع ہونگے ان سب سے مقابلہ پڑیگا مگر لوح سے ہوشیار رہو کہ ایک طرف سے دیکھا گرد اُڑی ایک
جوان سامنے آکر پہونچا کچھ لشکر ساحران پشت پر پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اب آگے نہ
بڑھنا مین تمھارے مقابلے کو آیا ہون یہ کہکے راہ روک کے اُتر پڑا رستم ایک نخل کے نیچے
ٹھہرے حیران تھے کہ ای رستم انکے بیچ مین سے کیونکر نکلون کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا
بارہ سو جوان زرین پوش ایک بارگاہ لیے ہوئے آکر پہونچے قریب رستم لاکر وہ بارگاہ
استاد کی ایک چوبدار نہایت ادب سے سامنے آیا عرض کی یہ بارگاہ زرلبتی آپ کے لیے
آئی ہے اور یہ جوانان زرین پوش خاص آپ کی ہمراہی کو آئے ہین بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے جو
حکم دیجیے وہ بجالائین رستم اُس چوبدار کے ساتھ بارگاہ مین آئے دیکھا دنگل ہائے زرین
بچھے ہین جو مقام صدر پر دنگل بچھا تھا اُسپر رستم بیٹھے جوانان زرین پوش گرد آکر متمکن ہوے

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا براے داخلۂ باغ نسترن یہ اسباب شوکت ہی ان مین
کوئی تمھارا دشمن نہین جو کام ان سے چاہو لو بلکہ چوبدار سے مقام قید شفق خونخوار پوچھو رستم
نے اُس چوبدار کو قریب بُلایا فرمایا کیون برادر تمکو معلوم ہی کہ شفق کہان قید ہی مردہے نے عرض کی
غلام جاتا ہی ابھی دریافت کر آتا ہی یہ کہکے چوبدار چلا لیکن یہان سمک یلیاقی چالاک وہیت قید خانے
مین بیٹھا ہی کہ عیش پسند آئی اُسنے دیکھا عیار رو رہا ہی پوچھا کیون روتا ہی سمک نے کہا مین یہ پوچھتا ہون
کہ اگر مین ہفت پیکر کو سجدہ کرون تو جان بچ جائے عیش پسند نے کہا اب تم لوگ نہین بچ سکتے سمک
نے کہا ملکۂ عالم میرے پاس کچھ مال ہی چاہتا ہون اُس مال کی حفاظت ہو ہم لوگون مین دستور ہی کہ بعد
مرنے کے تیجہ دسوان وغیرہ ہوتا ہی حیران ہون کہ وہ کون کریگا عیش پسند نے کہا اگر مال تمھارے
پاس ہی تو ہم کر دینگے سمک نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کچھ روپیہ نکالے عیش پسند سوچی کہ قیدی کا حال
کون جانے گا مین اس نگوڑے کا تیجہ دسوان کیون کرونگی روپیہ لیکر دوپٹے مین باندھے سمک نے
ایک طرف سے پوٹلی اشرفیون کی نکالکر دی اشرفیان دیکھکر عیش پسند خوش ہو گئی کہا ارے اور بھی
کچھ ہی سمک نے کہا جب مین طلسم کشا کے ساتھ فرنگستان گیا تھا قصر مرزدق فرنگی سے ایک ڈبیا پائی
اُسمین کچھ لال و سفید نگینے ہین عیش پسند سمجھی یاقوت و الماس ہونگے یہ عیار کیا جانے ڈبیا ہاتھ مین لی
کہا مین کھول کر دیکھون سمک نے کہا اسکو کھولیے نہین ایکدن مین نے ایک شخص کو دکھایا تھا اُس نے
کہا جوہری کو دکھاؤ وہ اِسکی جمع لگائیگا عیش پسند نے کہا مین ضرور دیکھونگی یہ کہکے ڈبیا کھولی اُسمین سے
بیہوشی اُڑی عیش پسند بیہوش ہو کے گری سمک نے اُسکا سر کاٹ ڈالا عیش پسند کے مرتے ہی قید شفق
کی گرہی سمک نے زبان سے شفق کی سوزن نکالی شفق نے کہا اے سمک بڑا کام کیا اب مجھ پر سے سحر اترا
ہوش میرے درست ہوے یقین ہی کہ رستم گھبراتے ہون شفق خونخوار و مہتر سمک یلداقی قصر سے
نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ چوبدار سامنے سے آیا کہا اے ملکہ شفق خونخوار رستم تمھارے لیے
بیتاب ہو رہے ہین چلو تمکو یاد کیا ہی شفق خونخوار و سمک یلداقی مردہے کے ساتھ ہوے کہ ایک
طرف سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان عیش پسند کو قتل کرا کے جاتی ہی خبردار
آگے نہ بڑھنا پلٹ کے شفق خونخوار نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ آہن کا ہاتھ
مین لیے کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہی شفق نے للکارا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی وہ

حرام زادی قتل کے لائق تھی جس نے ہم کو قید کیا اگر ہمنے اُسکو قتل کیا تو کیا قصور ہوا اُس ساحر نے گولہ مارا شفق خونخوار نے گولہ کاٹا کئی سحر اس ساحر نے کیے شفق خونخوار نے دفع کیے آخر وہ ساحر تلوار کھینچکر دوڑا شفق خونخوار نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑاکا مارا موتی ٹوٹے ساحر جھوما بیتاب ہو کے پکار اُٹھا **نظم**

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا — تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین — دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا
کب جانتا تھا حسن پریشانیان مری — اے روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
دونون سے شرمسار رہا اضطراب مین — پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تونے اے ہوس — دو استخوان کیواسطے شوق مزار تھا
ہیبت سے بخیہ گر کی مری جان نکل گئی — ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازوے قاتل پہ آفرین — جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی — مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
اے جوش شوق تونے کیا پھر امیدوار — ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے آہ — مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر — میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اُس کو لے لیا — میدان مین زبان نکالے جو خار تھا
اے روزگار مجھ سے دورنگی کیا ضرور — مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے — آیا اُسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت — مین روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین — تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے اے نسیم — انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شفق کے آیا پکار کر آواز دی یہ غلام حاضر ہے شفق نے کہا اے حریق آتش اشتیاق اے غریق لجۂ فراق تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا اُسنے تلوار کھینچی

شفق خونخوار نے کہا اسے گلے پر رکھو جب اُسنے تلوار گلے پر رکھی شفق خونخوار نے کہا کھینچ لو اُسنے تلوار کو کھینچ لیا گردن کٹی لڑکھڑا کر گرا صرف تسمہ لگا رہ گیا شفق خونخوار مار کر اُس ساحر کو پلٹتین سمک یلداقی سے کہا بھیا تم آنا مین پر پرواز پیدا کرکے جاتی ہون سمک نے کہا چلیے شفق خونخوار پر پرواز پیدا کرکے اُڑتی ہوئی چلی سمک بہ صورت مبدل اُسی دشت مین جاتا ہی ایک طائر درخت پہ بیٹھا تھا طائر نے جو لاشہ اُس جوان کا دیکھا نخل سے اُترا سر اُسکا جسم سے ملا یا اور کہا ای صحرانورد گنہگار جاتا ہم بڑھکر اسکو روک وہ جوان اُٹھکر دوڑا سمک نے گوشے سے دیکھا وہی جوان جو مرا پڑا تھا دوڑا ہوا جاتا ہی پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر کے راستہ چلو ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو بھی ہمراہ لو وہ جوان ٹھہرا سمک یلداقی قریب آیا باتین کرتے کرتے سمک نے حباب مارا کہ وہ جوان بیہوش ہوکر گرا سمک نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور بھاگا راہ مین آکر شفق خونخوار کو پکارا شفق نے پوچھا کیون مضطر والا گھر کیا ہی سمک نے تمام کیفیت بیان کی شفق خونخوار نے کہا اب وہ بے حیا مرا اب نہ زندہ ہوگا کہ پہلو سے آواز آئی بی شفق خونخوار میرے بچے کو مار کر کہان جاتی ہو دیکھا ایک عورت ضعیفہ بڑے زور و شور سے آتی ہی سمک نے چاہا بھاگ کر چھپون اُس ضعیفہ نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا سمک و شفق کے پانوٗن زمین نے پکڑ لیے ضعیفہ نے آکر دونو کو نیچے مین دبایا کہا پہلوان ذی ہوش کے سامنے لیجاؤنگی پہلوان ذی ہوش اُس کا نام ہی جو مقابلے مین رستم کے اُترا ہی رستم بارگاہ زرین مین داخل ہین پہلوان ذی ہوش برائے قتل طلسم کشا اُترا ہی کہ وہ عورت دونون کو لیے ہوے آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہین مگر میرے بیٹے کا خون انکی گردن پر ہی پہلوان نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو اُسیوقت وارین استاد ہو ئین مردہے نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ ای شہریار سمک و شفق گرفتار ہو کے آئے ہین قتل ہوا چاہتے ہین رستم اپنے مقام سے تیغ ہفت جوہر لیکر اُٹھے یہان پہلوان ذی ہوش مصروف اہتمام قتل ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ رستم آگئے فوج کو قتل کررہے ہین پہلوان نے اُس عورت ضعیفہ سے کہا کہ جاکر طلسم کشا کو روک وہ سر ہلاتی ہوئی چلی اُس مقام پر آئی کہ جہان رستم جنگ کرتے تھے لاشے گرد پڑے ہین دریاے خون بہہ رہا ہی اُس عورت نے

ملکا را او طلسم کشا مجھ سے تو مقابلہ کر غریبون کو کیون قتل کرتا ہی یہ بیچارے تو ہمراہیان پہلوان
ذی ہوش ہین پہلے مجھ سے مقابلہ کر رستم پلٹے جیسے ہی پلٹے اُسنے گولہ مارا رستم نے لوح
کو سامنے کیا گولہ پھٹ کر گرا وہ ساحرہ جست کرکے بھاگی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی رستم
نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین پھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ سینۂ ضعیفہ کو توڑ کر پار گذرا
زمین پر گری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلی پہلوان ذی ہوش پر شعلہ گرا کہ مثل ہیزم خشک
جلنے لگا ادھر تو پہلوان جلا اُدھر شفق خونخوار کو ہوش آیا قید ٹوٹی مہتر سمک یلداقی کو نیچے بین
دبا کر اُڑی جا کر لشکر مین چھوڑا اُن جوانان زرین پوش نے خوش خبری دی کہ ای ملکۂ عالم ہم
قاعدہ کے متعلق تھے بارگاہ لیکر حاضر ہوے اب ہمیشہ طلسم کشا اِس بارگاہ مین رہین گے
ہم لوگ خدمت گزار ہین ہمراہ آپ کے رہینگے یہان جب پہلوان ذی ہوش جل گیا اور
فوج بھی اُسکی تمام ہوئی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے سمک یلداقی و ملکہ شفق خونخوار کو لشکر مین پایا
حال پوچھا شفق خونخوار نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور اب باغ نسترن مین چلین بارگاہ زرین
آپ کے لیے آگئی اب ہر مقام پر یہ بارگاہ آپ کو ملیگی جس مقام پر آپ پھنس جائینگے یہ لوگ بھی وہین
آپہونچین گے شفق خونخوار نے تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کر لیا جوانان زرین پوش نے
بارگاہ لدوائی طرف صحرا کے روانہ ہو گئے رستم نے کہا ای شفق خونخوار بارگاہ وہ لیگئے شفق
نے عرض کی حضور اب باغ نسترن مین یہ بارگاہ آگئی تخت اُڑا ئے ہوے جاتی ہی کہتی جاتی ہی کہ لوح
کو دمبدم ملاحظہ فرمائیے گا ذرا بھی غفلت ہو گی تو مشکل پڑے گی پھر رستم نے دور سے ایک باغ دیکھا
ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے بیچ مین بیٹھی ہی گرد پہلوان و ساحر بیٹھے ہین شفق خونخوار نے کہا
ای شہریار یہی نسترن ہی آپ کو اُسی مقام پر اُتارتی ہون مگر براے خدا لوح سے غفلت
نہ کیجیے گا یہ کہکے شفق خونخوار نے تخت اُتارا چمن مین جو تخت اُترا طائرون نے آواز دی ای نسترن
ذرا ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا نسترن نے آواز دی ای طائران باغ طلسم کشا کو دینا
بڑا کلیجہ رکھتا ہی کہ میرے باغ مین آتا ہی رستم چاہتے ہین بڑھین کہ ہر گوشے سے ہزارہا ساحر
حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے نکلے طلسم کشا سے لڑنے لگے لیکن حربہ ہاے سحر کرتے ہین آگے لوح کے کیسا
سحر تاثیر نہین دکھاتا گولے اُلٹے پلٹے اُنہین جادوگرون کے سینے پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے

ہزارہا لاشہ گرا مگر رستم دیکھتے ہین کوئی لاشہ زمین پر نہین ہی پھر بھر تلوار چلی ہر چند کہ لاشہ کسیکا نہین ملا مگر رستم کو آگے نہین بڑھنے دیتے شفق ایک طائر کی شکل بنکر ایک نخل پر بیٹھی پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز نے کیا سمجھایا تھا رستم نے لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ ان ساحرونکو تلوار سے نہ قتل کرو لوح انکے سامنے چمکاؤ رستم نے لوح چمکائی ساحر بھاگنے لگے نسترن لاکھ غل مچاتی ہی ارے نامردو طلسم کشا بڑھا آتا ہی وہ جو پہلوان بیٹھے تھے اور ساحر بھی کئی تھے اُن سے کہا ارے کمبختو شعبدہ کب کام آئیگا یہ سنتے ہی وہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بعض نے دستک دی بعض نے ماش کے دانے پھینکے کہ گوشۂ باغ سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ اس جرأت پر کیون نہ نثار ہون اس بلوے مین لڑنا آپ ہی کا کام ہی رستم نے دیکھا ہمارا عیار سمک یلداقی آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین ساحرون کو ہٹاتا ہوا قریب آیا کہا حضور کو لڑتے ہوے عرصہ گذرا کلاہ پر کسقدر گرد پڑی ہی مجھے دیجیے مین جھاڑ دون رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو سر سے اُتارا جیسے ہی سمک کے ہاتھ مین کلاہ دی صورت تبدیل ہو گئی رستم نے کہا ارے تو کون کہا منم گلنوش جادو بھی حکم تھا کہ کلاہ جا کر لیلے مین نے کلاہ آپ سے لیلی یہ کلاہ اب نہ ملیگی یہ کہکے وہ ساحر بھاگا رستم منھ دیکھکر رہگئے نخل پر شفق خونخوار بشکل طائر بیٹھی تھی اُسنے جو طلسم کشا کو برہنہ سر دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار کلاہ کھوئی یہ کہکے اپنے مقام سے تڑپی وہ ساحر ایک گوشے مین کھڑا تھا برق بنکر اُسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من گلنوش جادو بود شفق نے کلاہ اُٹھالی لا کر طلسم کشا کو پہنائی کہا ای شہریار لوح سے غافل نہوجیے دمبدم ملاحظہ فرمائیے ابھی ہزارون بلائین ہین گلنوش کو مین مار کر کلاہ لائی ہون دمبدم سامنے نہین آسکتی اگر نسترن دیکھ لیگی تو آفت برپا کریگی یہ کہکر شفق خونخوار غائب ہوئی جب گلنوش کے مرنے کی صدا بلند ہوئی نسترن نے ساحرون سے کہا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی کارساز ہی شفق خونخوار کو تلاش کرو وہ ضرور ساتھ ہی یہ اُسی کے سحر ہین گلنوش کو کون مار سکتا تھا مگر ساحرون نے جو ماش کے دانے پھینکے تھے اور دستکین دی تھین ایک طرف سے ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا کئی ہزار نازنینان مہ جبین مرصع پوش آگئے اُن سب کے ایک ماہ پارہ نہایت حسین و جمیل یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہی

نظم

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے — پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے
چھائین شراب نور کی آنکھون مین مستیان — پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے
ای چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا — سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے
رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی — پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
دیو شب فراق نے کس کا لہو پیا — آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے
نظارہ ہاے حسن سے سینہ ہی داغدار — حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے
ابرو کتاب حسن مین پائے جو انتخاب — یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے
احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون — شرماے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی — ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے
آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی — نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے
سینہ کیا شگاف مگر لایا انھین بھی خوب — دھوئین کدورتین جگر آب آب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے — اٹکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی — مستی کو کھینچ لین گے حجاب شراب سے
ہان ای نسیم اپنی شفاعت کیواسطے — حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

سب نازنینان مہ جبین اُس پیشرو کے ساتھ آوازین ملاکے گاتی ہوئی نمایان ہوئین رستم نے اُن نازنینان مہ جبین کو دیکھا وہ نازنین پیشرو ناز و کرشمہ دکھاتی آتی ہی کبھی دوپٹہ ہٹا دیا اور کبھی پائچے چھوڑ دیے کبھی سنبھالے ایک نخل کے سائے مین شفق خاموش کھڑی تھی کنیز کی شکل بنی ہوئی اُس نازنین نے جو شفق کو دیکھا آنکھ ملائی اور قہقہہ مار کر ہنسی کہا بوا کیون خاموش ہو کس کا تصور ہی تمکو بی نسترن بلاتی ہین ای شفق بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمنے طلسم کشا کو باغ مین لاکر پہونچا دیا بہتر یہ ہی کہ چل کر ملکہ نسترن سے خطا معاف کراؤ شفق خونخوار نے جواب دیا کہ نسترن سے مجھے کیا واسطہ مین تو اطاعت طلسم کشا مین ہون اب بی نسترن اپنی جان بچائین شعبدے دکھائین اُس نازنین نے کہا بوا تمھین ساتھ چلنا ہوگا یہ کہکے مُنھ پر ہاتھ پھیرا شفق بصورت اصلی ہو گئی مثل بید کانپتی تھی چہرہ اُداس

لیکن کچھ ایسا شعبدہ تھا کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ نے سر ہلایا اور کہا کہ بوا میں تمہارے
ساتھ چلتی ہون عذر کرنا میرا کام ہی آئندہ بی نسترن کو اختیار ہی اب تو مین راہ پر آئی مسلمانون
سے ناحق بگڑی اُلجھائی نازنین نے کہا بوا وہ ہنگامے گذرے کہ جس کے خیال سے کلیجہ تھراتا
ہی ایسی باتین کرکے غول مین مل گئی ساتھ اُس نازنین کے شفق خونخوار بھی چلین پیشرو
تانین مارتی ہوئی قریب طلسم کشا کے آئی جھک کر سلام کیا سر جھکا کر سامنے کھڑی ہوئی کہا
ای شہریار جنگ کا اختتام ہی یہ بات مشہور خاص و عام ہی کہ آپ جرأت مین یکتا طلسم کشا ہین
آپ کے اوصاف ظاہری و باطنی کون بیان کرسکتا ہی خیال سے آپ کی جرأت کے پہلوانون مین
جرأت آتی ہی جب آپ فرنگستان گئے اور ممالک تسخیر کیے تھے آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی
وغیرہ نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا اور آپ کے ہمراہ ہوے آپ نے کس دھوم سے
اپنا نام کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جیسا لشکر لیکر آپ آئے ایسا لشکر کسیکو ممکن نہین ہوا
تاجداران فرنگستان ساتھ تھے دختہ آلاگرد کا محافہ ہمراہ جس روز آپ نے تخت مزدوق اُلٹا
زمین فرنگستان تھراتی تھی ہر شجر و حجر سے آواز الامان آتی تھی آپ کے زور کا کیا کہنا جب
لندھور ایسے پہلوان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا تو پہلو گونگی کیا حقیقت ہی نسترن سرکار کی
اطاعت کریگی آپ کے ساتھ مقابلہ ہفت پیکر مین جائیگی ہفت پیکر اسی گھمنڈ پر خاموش
بیٹھا ہی کہ جب لشکر کشی کرونگا کس کی مجال ہی کہ میرا بار لشکر اُٹھائے صحرائے ہفت خوان
واسطے اُترنے لشکر کے آراستہ ہورہا ہی حضور میرے ساتھ چلین اُس نازنین نے کچھ ایسی
باتین کین کہ رستم بیتاب ہوگئے بفصاحت جواب دیا کہ نسترن کو کوئی نامہ دار ممکن نہ تھا کہ تمکو واسطے
پیغام سلام کے بھیجا آؤ ہم تمہارے ساتھ چلین گے جیسے ہی وہ نازنین قریب آئی چاہا ہاتھ مین
ہاتھ ڈالدون کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ اُس پر پڑا شعلہ چمکا کہ وہ صورت زیبا تبدیل ہوئی رستم
نے دیکھا کہ ایک عورت کبیر سن جھریان چہرے پر پڑی ہوئین کالی صورت گویا کالی کی مورت
آنکھین چھوٹی چھوٹی خالی ایک کُرتی پہنے ہوے پیٹ بڑا سا صاف معلوم ہوتا ہی کہ خمیری آٹا
گندھا ہوا اُبل رہا ہی جوتا ٹوٹا ہوا کھاروے کا پاجامہ میلی چدریا یہ صورت جو رستم نے اُس
نازنین کی دیکھی لاحول پڑھکے ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا ذرا اپنی صورت تو دیکھو وہ رعنائی زیبائی کیا ہوئی

شفق خونخوار کو رستم نے جو غول مین دیکھا کہ عورتون کے ساتھ گا رہی ہی پکار کر فرمایا ای شفق تم ہمارے پاس آؤ ان مکارون مین کیون ملی ہو شفق نے شرما کے سر جھکا لیا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ لوح کو سامنے اس نازنین کے چمکا دو پھر تماشہ قدرت خدا کا دیکھو رستم نے لوح جو اُسکے سامنے چمکائی وہ عورت جلنے لگی شفق خونخوار غول سے نکل کر قریب رستم آئی کہا حضور اب دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہی بیرون باغ تشریف لیچلیے کئی دن مین یہ جنگ تمام ہوگی رستم لوح چمکاتے ہوے نکلے پشت پر سمک یلداقی و شفق خونخوار نسترن کہتی ہی صاحبو طلسم کشا آیا لڑا بھڑا خیر و عافیت سے باہر باغ کے جاتا ہی کسی ساحر کا حوصلہ نہ پڑا کہ آ کے روکے رستم جیسے ہی دروازے سے نکلے صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا ہی بارہ سی جوانان زرین پوش بارگاہ زربفتی لیے ہوے پہونچے بارگاہ سامنے باغ کے استادہ کی کہ قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتا تھا مردہے نے آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین تشریف لیچلین رستم شفق کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے مقام صدر پر بیٹھے شفق کرسی پر بیٹھی عرض کی ای شہریار یہ دربند آخر طلسم ہی اگر خدا نے فضل کیا اور آپنے نسترن کو مارا تو اس باغ کے بعد قصر عشرت ہی ہفت پیکر اپنے سردارونکو نامے لکھ رہا ہی مین حیران ہون کہ حضور کیونکر مقابلہ کرینگے اسقدر فوج ہوگی کہ چالیس منزل کے گرداوے کا صحرا ہی تمام صحرا فوج سے بھرا ہوگا جب مین ہفت پیکر پاس گئی تھی شتر سوارونکو جاتے دیکھا صدہا شتر سوار گیا ہی سرخ پوش جادو تین لاکھ فوج درست کر رہا ہی افسران طلسم بڑے کروفر سے آئینگے شفق خونخوار سب حال بیان کر رہی ہی کہ اندر سے باغ کے علمہاے سیاہ نمایان ہوے علمدار علمونکو جلوہ دیتے ہوے باہر آکر ٹھہرے ایک زنگی بصورت مہیب فیل مست پر سوار باغ سے نکلا پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار دور کابے مرکبون پر سوار وہ فیل سوار باغ کو پشت پر لیکر اُترا بلبلاتا ہوا بارگاہ مین اپنی گیا مسند پر بیٹھ کر کہا کہ طلسم کشا کو سمجھانا ضرور ہی شاداب کہان ہی اُسکو بلاؤ جا کر طلسم کشا کو سمجھاے یہ کہکے ایک نامہ لکھا شاداب سے کہا کہ پہلے طلسم کشا کو سمجھانا اگر چلے آوین تو اُنکے حق مین بہتر ہی ورنہ کھینچتا ہوا لانا خبردار تو نہ گھبرانا اگر کچھ مشکل پڑیگی تو مین خود آونگا طلسم کشا کو بخوبی سمجھاونگا شاداب مردم درہ ایک گینڈے پر سوار ہو کے چلا جب لشکر مین زرین پوشون کے آیا تو زرین پوش ہنستے تھے کہ یہ بھیجا کیا سمجھ کے آیا ہی

چوبدار نے بڑھکر رستم سے عرض کی کہ شاداب مردم در نامے پہلوان آتا ہی حضور ہوشیار رہین رستم نے کہا ہم ہر وقت ہوشیار رہین اُسکو نہ روکنا جس طرح آتا ہی آنے دو شاداب مردم در جلوخانے مین آیا گینڈے سے اُترا سوارونکو اپنے جمایا آپ اندر آیا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہو کہ جو خداوند ہفت پیکر کو برحق جانتا ہو رستم نے لاحول پڑھا شاداب جھومتا ہوا دنگل پر آکر بیٹھا نامہ رستم کے ہاتھ مین دیا کہا یہ نامہ شہباز فیل سوار کا ہی اسکو سمجھ کے پڑھیے پھر مین زبانی عرض کرونگا رستم نے پڑھا پہلے تعریف ہفت پیکر پھر صفت اُسکے پیغمبر کی جسکا نام عشرت خیز جادو ہی اُسکے بعد لکھا تھا اے طلسم کشا تم سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ خداوند نے ہر مقام پر تمھاری مدد کی اور تحفہ جات بھی دلوائے لوح طلسم بھی دلوا دی تم سے مرحلہ جات طلسم فتح کرائے اب غرور نکرو خدمت مین نسترن کی حاضر ہو منم شہباز فیل سوار سپہ سالار قدرت اگر اسکو پڑھکر نہ مانا تو بہ ذلت گرفتار کر کے لیجاؤنگا آئندہ آپ کو اختیار ہی والسلام رستم نے کاغذ پھاڑ ڈالا فرمایا یہ پھٹا ہوا نامہ فیلسوار کو دکھانا کہنا جو تجھسے ہو سکے قصور روکوتاہی نکرہ ہم بدون قتل ہفت پیکر واپس نہونگے خدائی اُس دروغ گو کی مٹا ینگے شاداب نے بگڑ کر کہا اے طلسم کشا بڑا غضب کیا کہ نامہ سپہ سالار کا پھاڑا بارگاہ ملتے ہی تم کو بڑا غرور ہوا یہ سب جوانان زرین پوش ایک نعرے مین بھاگین گے اور مین تمکو ابھی لے چلونگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا کمر مین ہاتھ ڈالدون رستم نے ہاتھ ہٹا دیا شاداب تیغہ کھینچکر اُٹھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا طلسم کشا نے تھپکی دی کہ تلوار اُسکی پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شاداب لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی طلسم کشا شاداب کو لے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لا کر یکبارگی کہ دونون گھٹنے شاداب کے آشنا بہ زمین ہوے رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا پہلے ہی زور مین شاداب کو اُٹھا یا زمین چھڑائی دوسرے نعرہ مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا ایک ٹھوکر ماری کہ گرد بر د چارون شانے چت ہوا رستم کود کر چھاتی پر آئے کُندۂ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی شاداب نے دیکھکر آواز دی یا طلسم کشا ہفت پیکر تم پر مہربان ہین ہر مقام پر تمھاری مدد کرتے ہین مین اُنکو بُرا نہ کہونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر ایک سر کے نیچے رکھا چرخ دیکر سر شاداب کا کھینچ لیا ہمراہیان شاداب جلوخانے مین کھڑے تھے تلوارین کھینچکر قصد کیا کہ بارگاہ مین گھس جائین جوانان زرین پوش نے للکارا او بے ادبو یہ بارگاہ طلسمی براے طلسم کشا ہی اسمین قدم نہ رکھنا

آخر تلوار چلنے لگی طلسم کشا نے جو ہنگامہ سنا پردہ اُٹھا کر باہر آئے منع کیا کہ کیون آپس مین جنگ کرتے ہو اپنے افسر کا لاشہ اُٹھا لو جا کر اُس مغرور کو دکھاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہی یہ سرکشی دکھا چکا اب اُسکے زور بازو سے جو بن پڑے وہ کرے ہمراہیان شاداب نے لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے چلے شہباز فیلسوار دربار مین بیٹھا ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے خبر دی کہ شاداب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا شہباز نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا آج کل خداوند ہفت پیکر دیوانے ہوگئے ہین جو چاہتے ہین تقدیر کر دیتے ہین یہان تک تو کیا کہ طلسم ظاہر سے بھاگے طلسم باطن مین آئے طلسم باطن بھی مٹا اب کل سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا طلسم کی بجھا دیا مگر واسطے شاداب کے ملول و حزین بیٹھا ہی کہتا ہی کہ آج میرا بازو ٹوٹ گیا وہ پہلوان قتل ہوا کہ قدرت بھی ایسا صاحب طاقت نہ پیدا کر سکین گے قصد کرینگے تو کیا بنائینگے پھر افسوس کرینگے مگر اب کیا ہوتا ہی شاداب جھگڑون سے دنیا کے چھوٹا بہشت مین پھر رہا ہوگا اُس کو تو چین ملا ہم بیکس و بےبس ہوے ای زمین گیر ہوشیار رہنا زمین گیر کا جو اُسنے نام لیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ کالی بلا مُنہ کھولے ہوے زمین سے نکلی کہا ای شہباز کیا کرون صبح سے سحر کرتے کرتے تھک گئی طلسم کشا کے پاس لوح ہی سحر اُس تک نہین جاتا کیا کرون مجبور ہون وہ سحر کیے جو کبھی نہ کیے تھے بیر ہاتھ باندھکر سامنے آتے ہین عذر کرتے ہین کہ ای زمین گیر ہم مجبور ہین طلسم کشا کے پاس نہین جا سکتے اگر جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی کلاہ ہفت گوشہ کا عکس تیغہ ہفت جوہر کی تڑپ زرہ ہفت جوش کی چمک آنکھین ہماری نابینا ہوتی ہین صبح کو میدان مین بڑے زور لگاؤنگی تو خود سمجھدار ہی فیل سے جدا ہو کے لڑنا کیا تعجب ہی کہ طلسم کشا پر غالب آئے مین شراب پیونگی یہ کہکے قرابہ اُٹھا لیا ایک سانس مین پی گئی خدمتگار سامنے کھڑا تھا اُسنے عرض کی ای زمین گیر تیرا پیٹ ہی کہ تپلا شراب کا اگر تخلیے مین چل تو ایسی شراب پلاؤن کہ نشہ ہو جاے زمین گیر یہ سنکر ساتھ خدمتگار کے دوسرے خیمے مین آئی خدمتگار نے جام کلان لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی یہ مہتر سمک بلداقی ہی خبر کو آیا تھا زمین گیر کو دیکھکر ارادہ ہوا کہ یہ میرے آقا پر صبح کو سحر کریگی مین اسکی گردن لون کیون اسے زندہ چھوڑون جیسے ہی جام پلایا زمین گیر نے ایک چٹخارہ لیکر کہا کہ ارے ظالم کیا شراب پلائی ہی آج مدت کے بعد مزا شراب کا ملا ہی جی چاہتا ہی کہ ایسا ہی

ایک جام اور پیون تو نے میرے دل کو بحال کر دیا مین سب طرح راضی ہون جو تو کہے وہ قبول کرون
خدمتگار نے دوسرا جام بھرا کہا لو پیو وہ جام بھی پی گئی اب گھبرائی کہا ارے کوئی مجھکو تو آسمان پر
لیے جاتا ہی میرا دم گھبراتا ہی یہان شہباز نے مصاحبون سے کہا ارے زمین گیر کہان گئی لوگون نے
کہا خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین گئی ہین شہباز اپنے مقام سے اُٹھا ٹہلتا ہوا قریب در خیمہ کے آیا
آواز دی زمین گیر کیا کر رہی ہی سمک نے جو آواز شہباز کی سنی دوسرا سرا پچہ چاک کر کے بھاگا
زمین گیر مُنھ کے بھل زمین پر گری شہباز دھماکا سُنکے اندر آیا دیکھا زمین گیر بیہوش پڑی ہی خدمتگار غدارد
زمین گیر کو ہوشیار کیا پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ تھا زمین گیر نے کہا ارے بے غیرت مین اسی
وجہ سے زمین مین رہتی ہون عیار طلسم کشا کا آیا میری فکر مین تھا مجھکو بیہوش کر کے نکل گیا تو اپنے کو
بچانا مین تو اب زمین مین رہونگی باہر نہ نکلونگی مگر تیری بارگاہ مین وہ عیار بشکل خدمتگار موجود تھا
میرے ساتھ فقرہ کر گیا مین سمجھی تھی خدمتگار ہی نگوڑے نے ایسی شراب پلائی کہ میرے کلیجے مین آگ
جل رہی ہی تو صبح کو میدان مین آئیگا مین زمین سے سحر کرونگی لیکن کیا مشکل ہی کہ طلسم کشا کے پاس
لوح طلسمی موجود ہی تحفہ جات موجود ہین ایسے پر سحر کیونکر تاثیر کریگا یقین ہی شفق خونخوار خبر دے کہ
زمین مین زمین گیر موجود ہی اگر طلسم کشا نے لوح چمکا دی تو میرا حال کُھل جائیگا زمین مجکو چھوڑ دیگی
اگر کچھ بن پڑے تو شفق کی کوئی تدبیر کرو ورنہ حال معلوم ہو جائیگا شہباز کو سمجھا کر زمین گیر غرق زمین ہوئی
شہباز نکلا سمک نے جا کر رستم کو خبر دی کہ شہباز نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو اُسکا ارادہ ہی کہ سرکار
سے مقابلہ کرے رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ فیلسوار زرین پوش راہ مغرب کو طے کر کے چرخ زبرجدی
پر آکر ٹہلنے لگا اور لشکر ہمراہی شعاع وضیا نے اپنا دخل کیا شہباز فیلسوار فیل پر سوار ہوا لشکر کو
لیکر میدان کارزار کی طرف چلا ادھر سے رستم سوار ہوے مگر شفق خونخوار ہمراہ رکاب عرض کرتی
ہوئی آتی ہی کہ ای شہریار میدان کارزار مین جو حضور جائین تو لوح سے ہوشیار رہین دمبدم لوح کو
دیکھین یہ شہباز فیلسوار جو میدان مین آئیگا زمین گیر اُسکی معشوقہ زمین سے آئیگی یہ فکر کریگی کہ حضور کا
زور گھٹے شہباز کا بڑھے جب حضور دیکھین کہ جسم مین تھرتھری پیدا ہوئی لوح کو سینہ سے اپنے مس کرین
ہر چند کہ آپ پر سحر تاثیر نکریگا مگر زمین گیر بلاے روزگار ہی شاید اُسکا کوئی شعبدہ چل جاے اسلیے

یہ عرض کرتی ہون کہ حضور کو خیال رہے اگر حضور لوح چمکا دینگے کنیز حاضر خدمت ہوگی زمین گیر سے
مقابلہ کریگی آئندہ جیسا کچھ ہو مگر حضور ہوشیار رہین لوح پر خیال رہے بخوبی رستم کو شفق خونخوار
نے سمجھایا رستم میدان کارزار مین پہونچے دیکھا کہ شہباز فوجون کو جمار ہا ہے تھوڑے عرصے مین فوجین
جمین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہکر ہٹے شہباز نے فیل بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکارکر
آوازدی ای طلسم کشا تمنے شاداب کو مارا اب اسکے خون کا بدلہ لونگا میرے مقابلے مین آیئے رستم نے
مرکب بڑھایا مقابلے مین شہباز کے پہونچے تگاورزن ہوے لوح کا عکس جو پڑا فیل شہباز چیخ مارکر
پیچھے ہٹا چاہتا ہے شہباز کو پشت سے گرادون مگر شہباز گجک مارکے روک رہا ہے مگر رستم جب مرکب
چمکا کے سامنے آتے ہین شہباز فیل کو ہٹا لیتا ہے شفق خونخوار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے کہ شہباز نے
ایک نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا گیارھوین طعن مین
رستم نے نیزہ شہباز کا نکالا شہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سواران زرین پوش رستم کی تعریف کرتے
جاتے ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای شہریار سبحان اللہ اس طلسم وسیع کی طلسم کشائی آپ کی ذات پر
موقوف تھی ماشاء اللہ اس مغرور کا کس لطف سے نیزہ نکالا شہباز نے تیغہ کھینچا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی بارٹھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز لپٹ پڑا ہاتھی سے کودا
کشتی ہونے لگی رستم جو گھوڑے سے کودے گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے میدان سے بھاگون
شفق خونخوار نے پکارکر آواز دی ای شہریار یہی وقت ہے کہ لوح ملاحظہ فرمائیے زمین گیر کے سحر کی
تاثیر ظاہر ہوئی مرکب حضور کا جو کنا ہو رہا ہے ایسا نہو بھاگ جائے رستم نے فوراً لوح کو ملاحظہ
کیا نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ زمین پر دے مارو تب زمین گیر کو تکلیف پہونچیگی رستم نے لڑتے
لڑتے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زمین پر دے ماری جیسے ہی کلاہ ہفت گوشہ زمین پر گری ایک
دھماکا ہوا کہ زمین تھرا گئی زمین مین غار پڑ گیا زمین گیر نے سر نکالا شفق نے گولہ مارا اب تو زمین گیر
جست کرکے زمین سے نکلی گولے کو ہاتھ مین تھام لیا پکارکر آوازدی او چھوکری تجھ ایسیون کی
مین چوٹ کھاؤنگی یہ کہکے وہی گولہ پھینک مارا وہ گولہ قریب شفق کے آکر پھٹا دھوان آنکھ مین لگا
شفق لڑکھڑا کر گری زمین گیر بڑھی کہ سر کاٹ لون رستم کا قلب کانپ گیا شہباز کو ڈھکیل کر
ہٹایا آپ جست کرکے قریب زمین گیر کے آئے زمین گیر جو نیمچہ کھینچکر چلی تھی کہ شفق کا سر کاٹون

وہی نیمچہ رستم پر مارا رستم نے لوح سامنے کی چمک اُسکی آنکھوںمین پہونچی لڑکھڑا کر زمین پر گری ہاتھ
پانوٴن مارنے لگی شہباز جھپٹا کہ رستم کو روکون ایسا نہو زمین گیر کو ہلاک کرین رستم نے تیغہٴ
ہفت جوہر کھینچا تیغہٴ ہفت جوہر جو چمکا شہباز ڈر کر پیچھے ہٹا رستم نے وہی تیغہ زمین گیر پر مارا
زمین گیر کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زمین گیر کا کہ اندھیرا ہوگیا شفق زمین سے اُٹھی کہا حضور
ہوشیار رہین دیکھیے شہباز آتا ہی شہباز نے قصد کیا کہ اس اندھیرے مین رستم پر وار کرون
تلوار جو اُسکی چمکی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ شہباز مُنھ کے بھل زمین پر آیا رستم
نے قبضہ سر پر ماردیا کہ شہباز کا سر پھٹا شہباز بھی برابر زمین گیر کے گرا دونون زن و شوہر
تڑپ تڑپ کے مرے ہمراہیان شہباز نے جو دیکھا کہ لاشہٴ زمین گیر و شہباز پڑا ہے لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے سواران زرین پوش جو کھڑے دیکھ رہے تھے یہ بھی دوڑ پڑے آپس مین مل گئے
زرین پوش آج خوب لڑے اور چند ہمراہیون نے جو قصد کیا اُنکو یہ کہکر مانع ہوے کہ بھائیو
ہم پر حق طلسم کشا کا ہی ہم آج لڑینگے آپ لوگ رفیق قدیم ہین ہمکو حق ادا کرنے دیجیے سمک
نے پوچھا بھائیو تمھین کس نے روانہ کیا تم لوگ کیونکر آئے ایک زرین پوش نے کہا بھائی جب
بانیان طلسم نے اس طلسم کو بنایا تو حکماے اشراقین نے کہ بانی اس طلسم کے تھے یہ صلاح کی
کہ جب طلسم کشا کہ نسل اعلیٰ سے ہوگا اور فرزند صاحبقران ہوگا صاحبقران اُسکو کہتے ہین
کہ جو پردہٴ قاف مین بھی جاکر لڑا ہو جہان لڑے فتح یاب ہوا اُسکا فرزند بھی ویسا ہی ہو جب وہ
لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچے تو اُسکے آرام کی یہ تدبیر ہی کہ بارگاہ زر بفتی مین مقام کرے بارہ ہزار
سواران زرین پوش مثل سامان تزک ہمراہ رہین ہملوگ مشتاق تھے کہ کس دن طلسم کشا آئین
کہ ہملوگ خدمت مین بھیجے جائین اگرچہ ہم خوب جانتے ہین کہ اہل طلسم ہمارے دشمن ہین لیکن ہمارا
کیا کرسکتے ہین ہم طلسم کشا کے خیر خواہ ہین وہ فلک جلالت کے ماہ ہین سمک نے کہا بھائیو خدا تمکو
جزاے خیر دے ہملوگ غریب الوطن ہین اپنا حال زبان سے نہین کہہ سکتے کیا کیا مصیبتین اُٹھائین
بمشکل یہان تک پہونچے انشاء اللہ باغ نسترن سے نکل کر مقابلہٴ ہفت پیکر مین پہونچین گے افسر
زرین پوش نے جواب دیا کہ ہم وہان بھی ساتھ ہین تھوڑی دیر مین رستم نے لڑائی کو فتح کیا کچھ فیلسوار
بھاگ گئے کچھ گرفتار ہوے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے باغ شفق خونخوار مین آئے شفق خونخوار نے

جلسہ آراستہ کیا مہتر سمک ملیداقی سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گارہا ہے نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین دل پر مرے کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علائق ہوا
سرو ساں مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اک نیا روز ستم اوستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کمان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا

لب معشوق ہوے کب نہ ترے تیر نظر
صورت تو وہ مشبک دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار تلک تھے سب یار
پہ لحد مین مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہے نہ صیاد رہا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ احمر گلگون پوش وزیرزادی ملکہ شفق خونخوار کی آئی مگر گھبرائی ہوئی سمک نے بہ محبت پوچھا کیون ملکہ کیسا مزاج ہے احمر نے جواب دیا اے مہتر والا گوہر مجھکو گرفتار کر کے پاس سرخ پوش کے لیگئے تھے سرخ پوش نے یہ کہکر رہا کیا کہ جس طرح بنے شفق کو سمجھا کر لاؤ مین حیران ہون کہ اب کیا کرون اگر باغ سے باہر نکلونگی تو پھر گرفتار ہو جاؤنگی ملکہ شفق کو دیکھتی ہون کہ محبت طلسم کشا مین چور رہین یہ میرے کہنے کو کب مانینگی سرخ پوش بر سر راہ ہے اگر اُسکو ہدایت ہو کیا عجب ہے کہ راہ پر آئے ہر چند کہ اُس کو ہفت پیکر نے بڑے آرام سے رکھا ہے لیکن گھبرا رہا ہے شاید اُسنے کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر دیکھ لی کہ اُسمین صاف صاف لکھا ہے کہ کوئی رفیق ہفت پیکر اب زندہ نہ بچیگا اسی وجہ سے وہ گھبرایا ہوا ہے شفق خونخوار نے یہ سن کے کہا بوا چلو مین تمھارے ساتھ چلوں باپ کو اپنے سمجھا کر لاؤن اگر وہ سمجھ جائین تو بہت مناسب ہے اُن کے شریک ہونے سے بہت نفع ہوگا یہ کہکے شفق اُٹھی ساتھ احمر کے چلی جیسے ہی دروازے پر باغ کے پہونچی چند زنگیون نے گھیر لیا اب شفق گھبرائی کہ کیا کرون احمر کو دیکھا کہ صورت تبدیل ہو گئی ایک زنگن سیاہ فام سی ہے شفق خونخوار چاہتی ہے بھاگ کر اندر باغ کے جاؤن طلسم کشا کو اپنا حال سناؤن مگر وہ زنگن اس طرح ہاتھ پکڑے ہے کہ کسی طرح ہاتھ نہین چھوڑتی قضائے کار مہتر سمک ملیداقی کسی کام کو اُٹھا تھا اُسنے دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ ایک زنگن شفق کا ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہے اور شفق اُداس اپنی زندگی سے بے زار کہ مین

اسوقت کیون باہر آئی کہ جو اس بلا مین پھنسی کہ دیکھا ایک طرف سے سرخ پوش جادو آتا ہی آتے ہی
پکار کر آواز دی ای شفق خونخوار ہمسے ایسی بیزار ہوئی کہ ہماری ملاقات کو نہ آئی ہم صحرا مین
فروکش ہین تین لاکھ ساحر ونکے افسر ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب بُلائین تب آنلہ لکھین کونسا زمانہ
طلب کا ہو تو لشکر کشی کا سامان کیا جاے ای نور نظر ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمکو بُلایا بیرون کو بھیجا
یہ کہکے شفق کا ہاتھ پکڑ لیا زنگن سے کہا تو جاکر طلسم کشا کو لا زنگن نے کانپ کر کہا زمین گیر جس
شخص کے ہاتھ سے ماری گئی ہین اُس شخص کو لا سکتی ہون میری کیا مجال کہ مین اُنکے سامنے جاؤن
آپ کی صاحبزادی نے خوب سمجھا دیا ہی کہ دمبدم لوح ملاحظہ کرتے ہین اتنا طلسم توڑ چکے اُنکو اتنی لیاقت
کیا نہین ہی کہ میرا ارادہ پہچانین اگر لوح دیکھ لین تو غضب ہوجاے سرخ پوش نے شفق سے کہا
ای نور نظر ہو سکتا ہی کہ طلسم کشا کو بلا کے لاؤ ہم تک پہونچاؤ کہ ہم اُنکو گرفتار کرین پاس خداوند کے
لیچلین شاید خداوندا اس کشاکش سے نجات پائین اگر طلسم کشا کو گرفتار کرلین تو سب مشقت دور ہو
شفق نے گھبرا کر کہا ای باپ یہ مجھ سے امید نہ رکھو کہ مین طلسم کشا کی بُرائی چاہون مجھسے نہ ہو سکیگا
سرخ پوش نے کہا ہم تمکو صحراے عشرت مین لے چلین گے وہان تباہ رہوگی کسیطرح سے نکل نہ سکوگی
شفق نے کہا تقدیر اپنی جو منظور خدا اگر ہماری تقدیر مین یہی تکلیف ہی اور موت قریب آچکی ہی تو
کوئی صورت رہائی کی نہین سمک نے جب دیکھا کہ سرخ پوش شفق کو لے چلا تو یہ دیوار پھاند کے
باغ سے نکلا چند قدم آگے بڑھکے سر راہ سرخ پوش کے ٹھہرا سرخ پوش شفق کو سمجھاتا ہوا آتا
ہی کہ کان مین آواز آئی دہائی ہی خداوند ہفت پیکر کی سرخ پوش اس آواز پر آیا دیکھا ایک نازنین
حسین زخمدار زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی ناک سے خون بہ رہا ہی کان سے خون جاری گورا گورا
چہرہ قطرات خون سے سرخ ہو رہا ہی دوپٹہ زعفرانی اُس پر قطرات خون زمین پر پڑی لوٹ رہی ہی
سرخ پوش نے کہا ای نیک بخت یہ صحراے ہولخیز ہی تجھ ایسی حسین پر یہ مصیبت کون ایسا جلاد تھا جسنے تیرا
یہ حال کیا نازنین نے کہا میرا شوہر مجکو بیاہے لیے جاتا تھا قزاقون نے آگھیرا پہلے سب سے میرا شوہر
ہی بھاگا باپ بھائی سب بھاگ گئے مجھ بدنصیب کو یکہ و تنہا چھوڑا اُن قزاقون نے پہلے مال لیا
جب نقد آبرو پر متوجہ ہوے تب مین نے بیقرار ہوکر خداوند ہفت پیکر کو پکارا قدرت تو نہین
تشریف لائے مگر ایک شیر کو حکم دیا کہ اُسنے سکو بھگا یا شیر دم ہلاتا ہوا جنگل مین چلا گیا مین درد سے

پڑی تڑپ رہی ہون کون اُٹھاوے کون خبر کو آوے اب سرخ پوش حیران ہوا کہ ایسی معشوقہ خوبرو
جنگل مین ملے اور اصلی مطلب نہو یہ بھی بدنصیبی ہی ہائے کیا کرون آخر سوچا کہ شفق کو رہا کردو یہ پھر
گرفتار ہوجائیگی مگر یہ مہ جبین نہ ہاتھ آئیگی آخر شفق کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہا خدمت طلسم کشا مین جاؤ
پھر ہم بلا بھیجین گے بے عذر چلی آنا دیر نہ لگانا شفق نے کہا مین حاضر ہونگی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے
اُڑتی ہوئی چلی باغ مین پاس طلسم کشا کے پہونچی کل کیفیت بیان کی کہا حضور سرخ پوش کو ایک
نازنین نے تسخیر کیا ہی اُسی سے باتین کر رہا ہی نہین معلوم وہ کون ہی رستم نے کہا سمک تمھارے
پیچھے گیا تھا شاید وہی ہو یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین وہان سرخ پوش نے اُس نازنین کو اُٹھایا
کہا میرے ساتھ چلو وہ مرتبہ دون کہ تمام عالم کو رشک ہو تمکو خاتون محل بناؤنگا نازنین تھراتی
ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کے گری کہا صاحب زخمون مین درد ہوتا ہی چلا نہین جاتا مجکو
یہین پڑا رہنے دو کوئی شیر بھیڑیا آکر کھا جاے تو مین اس کشاکش سے نجات پاؤن سرخ پوش
نے کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لو تھوڑی دور پر تین لاکھ ملازم اُترے ہین وہ لوگ دوڑ کر جائینگے
اور محافے کو لائینگے سوار کر کے لیچلونگا یہ کہکے بیٹھ گیا نازنین پشت پر سوار ہوئی بال بجاے باگ کے
پکڑ لیے تھوڑی دور جا کر حلقے کمند کے ڈالدیے نعرہ کیا منم سمک یلداقی جھٹکا مارا کہ سرخ پوش
زمین پر گرا گرتے گرتے حباب مار دیا بیہوش کر کے خنجر مارا اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین
سمک سر لیکر بھاگا خدمت مین رستم کی آیا سر سرخ پوش کا حاضر کیا یہان صحراے عشرت مین جو
تین لاکھ ساحر اُسنے اُتارے تھے اُنکی ترتیب مین مصروف تھا اُن سب کے کان مین آواز آئی
کُشتی مرا نام من سرخ پوش جادو بود سب سر پیٹتے ہوے طرف آواز کے متوجہ ہوے جنگل مین
آکر دیکھا لاشۂ بیسر پڑا ہی لباس سے پہچانا آخر لاشہ اُٹھا یا روتے پیٹتے قصر عشرت پر آئے ہفت پیکر
کو خبر ہوئی قصر سے نکل آیا دیکھا ایک لاشۂ بیسر لیکر آئے ہین پوچھا ارے اسکو کس نے مارا کہا
حضور یہ کہکر گئے تھے کہ شفق طلسم کشا کے پاس موجود ہی دھوکا نہین کھانے دیتی ہر ایک مقام پر
ہوشیار کرتی ہی مین جا کے اُسکو گرفتار کر لاؤن ہفت پیکر نے پلٹ کر کہا ارے عشرت خیز ذرا
دریافت تو کرو کہ سرخ پوش کو کس نے مارا عشرت خیز نے کہا حضور وہی عیار طلسم کشا کا
بلاے روزگار ہی طائران سحر نے خبر دی تھی کہ شفق کو گرفتار کرنے گئے ہین اُسی جستجو مین مارے گئے

وہ طلسم کشا کی ایسی حفاظت کرتا ہی کہ کسی ساحر کا رنگ نہین جمتا ساحر بہت سے گئے ہین نسترن کے نام پر جان دیتے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اگر باغ نسترن فتح ہوا ہملوگ کہان جائینگے جو جو ساحر گئے ہین اُنکا حال قدرت کو معلوم ہوگا مین انتظام مین مصروف ہون حکم کیا لاشہ اسکا پھینک دو سرجوش جادو کو یہ فوج سپرد کرو سرجوش اس فوج کو لیکر اُسی جنگل مین آیا اُسی قصر مین اُترا فوج کو ترتیب کیا کرتا ہی کئی سی جنگل اسیطرح کے ہین ساحر فوجون کو آراستہ کیا کرتے ہین باغ مین جب چار پہر رات گذری ستارۂ سحری چمکا شفق نے کہا اب حضور کو پھر تکلیف جنگ ہوگی باغ نسترن مین چلیے یہ کہکے تخت پر سوار کیا شفق لے اُڑی دور سے وہی باغ دیکھا نسترن محفل مین بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا ہی ایک گائن خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی **نظم**

ترے ہاتھون سے ناحق خون بہا ہی
یہی کشتون کا قاتل خونبہا ہی

نہین خال سیہ چہرے پہ اُسکے
یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہی

کمر بھی بحر آفت کی ہی اک موج
جو اُسکی ناف گرداب بلا ہی

چمن سے آئی ہی بوے کباب آج
کسی بلبل کا شاید دل جلا ہی

فراق یار مین دن رات تڑپین
یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہی

نمک ہی زخم دل پر خندۂ یار
عجب لذت ہی اور طرفہ مزا ہی

کرون کیا وصف زلف و عارض یار
وہ ہی واللیل یہ شمس الضحیٰ ہی

یہ دور آسمان دنیا مین تا زیست
دل دانا کو سنگ آسیا ہی

رخ و زلف صنم کو پھر بھی دیکھین
دعا اپنی یہی صبح و مسا ہی

کہین ہاتھ آئے خاک کوے جانان
وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہی

شفق نے تخت رستم ایک چمن مین اُتارا نسترن نے دیکھا کہ ایک چمن مین شعلہ اُٹھا پکار کے آواز دی ای ساکنان باغ موت تم سب کی باغ مین آگئی شاید خداوند تقدیر معقول کرین طلسم کشا کو گھیر لو اپنے اپنے شعبدے دکھاؤ مین بھی تدبیر کرتی ہون کیا عجب ہی کہ آج طلسم کشا کو گرفتار کر لون ہر درخت سے طائر ہزارون پیدا ہوے طلسم کشا کے سامنے آکر گرے غلطکین مار کر ساحر بنے سحر کرنیلگے رستم ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کو اُس بلوے سے نکالون مگر بلوہ بڑھتا جاتا ہی

ہر مرتبہ قریب آتے ہین کہ طلسم کشا کو پکڑ لین یہان تیغۂ ہفت جوہر کھنچا ہوا لوح بجائے سپر کے بائین
ہاتھ مین شفق خونخوار گولے مارتی ہی کہ ایک طرف سے صندل جادو کئی لاکھ ساحرون کو ساتھ لیے
ہوے مع کنیزون کے آئی چاہتی ہی کہ شفق کو گرفتار کر لون لیکن شفق خونخوار سینہ سپر کیے ہی جب
گولہ مارا دس پانچ کو گرا دیا ایک مقام پر صندل نے زمین مین پانوُن مارے غرق زمین ہو گئی
جیسے ہی یہ غائب ہوئی شفق نے بڑھکر عرض کی حضور لوح ملاحظہ کرین اِنکے حربون سے حضور
نہ ڈرین کسیکا حربہ آپ کے جسم تک نہین آسکتا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جب
زمین سے دھوان نکلے لوح کو زمین پر دے مارو رستم منتظر رہے جیسے ہی زمین سے دھوان نکلا
رستم نے لوح کو زمین پر پھینکا صندل جادو جو زمین مین تھی کسی نے اُسکو اوچھال دیا سامنے
طلسم کشا کے گری طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر مار دیا صندل کا مرنا اور درد سر بڑھا کہ صدائین
مہیب آئین شفق کے کان مین آواز آئی کہ ای شفق نخل اسرار تمھارا مشتاق ہی شفق خونخوار نام
نخل اسرار سُنکر دوڑی دیکھا کنج باغ مین ایک نخل ہی اُسپر کئی سو طائر بیٹھے ہین منقارین بند پر ڈالے
ہوے شفق کو جو طائرون نے دیکھا پر سنبھالے منقارین کھولین زمزمہ سرائی مین مصروف ہوے
اور نخل پر سے اُڑے گرد شفق چرخ مارنے لگے صدائے ہیہات دیتے تھے شفق خونخوار مبہوت
ہو کر قریب نخل کے آئی شاخ نخل پر ہاتھ ڈالا سب شاخون نے ہاتھ بڑھائے شفق کو آغوش مین
لیلیا شفق اُس نخل مین غائب ہوئی شفق کے غائب ہوتے ہی وہ طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے
گرد طلسم کشا چرخ مارنے لگے چرخ مار کر طائر غائب ہوے ایک دنّاٹا ہوا نخل شق ہوا شفق
پیدا ہوئی قریب رستم آئی کہا ای شہریار مین نے بڑے صدمے اُٹھائے امیدوار ہون ذرا
لوح مجھکو دیجیے رستم شفق کو دوست جانتے ہین لوح کو فوراً گلے سے اُتار اچاہا کہ دے دون مگر
حرفون پر نگاہ جو پڑی نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار نہین ہی صندل کی بہن اخگر جادو ہی لوح اُسکے
جسم سے مس کرو یہ مرے تو شفق رہا ہو رستم نے لوح اُتار کر کہا ای شفق لو شفق نے ہاتھ بڑھایا
رستم نے لوح کو اُسکے جسم سے لگا دیا شفق نقلی ہائے کرکے گری زمین پر گر کے تڑپنے لگی نخل پھٹا اتنے
عرصے مین شفق اصلی نمایان ہوئی پکارتی ہوئی ای شہریار آپنے بڑا کام کیا کنیز نے بڑا دھوکا کھایا
اب دن کم باقی ہی جنگ کرتے ہوے باغ سے نکلیے رستم تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے چلے نسترن

سر پیٹ رہی ہی کہ صاحبو طلسم کشا جاتا ہی بڑھکر اسکو روکو آج بھی دو مصاحبین قتل ہوئین صندل نے کیا کام کیا اخگر کا شعبدہ کارل چلا لیکن طلسم کشا آگاہ ہوگیا کس حسرت سے اخگر قتل ہوئی کہ افسوس رہگیا لاکھ جنختی ہی ساحر گر و کھڑے ہین مگر کوئی نہین بڑھتا آخر طلسم کشا لڑتے بھڑتے در باغ سے باہر آئے کہ نقارے پر چوب پڑی جوانان زرین پوش بارگاہ زر بفتی لیے ہوے موجود ہوے بارگاہ استاد کی چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور شب قریب ہی بارگاہ مین تشریف لیچلیے رستم مع شفق بارگاہ مین آئے مقام صدر پر بیٹھے کہ چوبدار حاضر ہوا عرض کی ای شہریار ہنگام وحشی ایک دیوانہ مزاج جاہلون کے سرکا تاج برائے مقابلہ حضور آیا ہی دروازے پر حاضر ہی پیغام دیتا ہی کہ مین حضور سے مقابلہ کرونگا اُسکو کیا جوابدیا جائے طلسم کشا نے فرمایا مردے ہے صاحب جاکر اُس وحشی سے کہو جس طرح تجھکو منظو رہو ہم موجود ہین جس طور پر تیرے مزاج مین آئے وہ تدبیر کر مردے نے جاکر وحشی کو جواب دیا وحشی جھومتا ہوا در باغ نسترن پر آیا پکار کر آواز دی ای پناہ باغ نسترن مین بہ حکم خداوند آیا ہون کل طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا امیدوار ہون کہ سامان جنگ وجدل مرحمت ہو اندر سے باغ کے کئی ہزار جوان جنگی علمہاے سیاہ ہاتھون مین لیے ہوے نکلے پھریرون پر اُن علمون کے تعریف ہفت پیکر مرقوم آمد فوج کی دھوم وحشی کو آکر سب نے گھیر لیا ہنگام وحشی نے کہا تم مین سے ایک شخص خدمت مین ملکہ نسترن کی جاے اور عرض کرے کہ غلام کی کیا قدر دانی فرمائی کہ طلسم کشا تو بارگاہ زربفتی مین اُترے اور میرے لیے خیمہ بھی نہو کوئی بارگاہ وغیرہ روانہ فرمائیے اُنھین مین سے ایک نے جاکر نسترن سے کہا نسترن نے کہا وحشی دیوانہ مزاج طلسم کشا جری بہادر صف شکن سب طرح کے لوگون سے مقابلہ کرچکا ہی مگر بارگاہ نیلوفری لیجاؤ چند شترون پر ایک بارگاہ لدی ہوئی پہلوے باغ سے پیدا ہوئی ملازم اُسکو لیکر پاس ہنگام وحشی کے آئے بارگاہ استادہ ہوئی وحشی بارگاہ نیلوفری مین جاکر بیٹھا ملازمون نے چہار طرف سے اُسکو گھیر لیا بارگاہ کو آراستہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی چُن دین آئینے قد آدم لگائے ایک آئینے پر جو وحشی کی نگاہ پڑی چیخین مار کر رونے لگا سب نے پوچھا کیون ای افسر کیا ہی کہا میرے بھائی کو کسنے قید کیا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکے چوبدست لیکر اُٹھا آئینے پر چوبدست ماری آئینہ جھن سے ٹوٹا

سب آئینے وحشی نے توڑ ڈالے کہا ان سکو باہر پھینکدو بھائی کو مین نے قید سے چھڑایا گھر پر بیٹھا ہوگا مگر ہاتھ پانوٴن اُسکے ٹوٹے سب بجا درست کر رہے ہین ہر ایک کو خوف ہی کہ ہمکو چوبدست نہ مارے دیوانہ برہم بیٹھا ہی ایک مصاحب نے عرض کی شراب نوش فرمایئے ایک چنگل اُسکو مارا کہا او نامنصف بھائی تو میرا مصیبت مین ہو اور مین شراب پیون طبل جنگی بجواؤ صبح کو سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا سارا بدن نوچکے پھینکدونگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی طلسم کشا بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے بڑھکر عرض کی وحشی عجب حرکتین کر رہا ہی جو پاس بیٹھے ہین وہ عاجز ہو رہے ہین خوف سے کانپ رہے ہین مگر وحشی جھوم رہا ہی زنجیرین ہلا رہا ہی بڑے غصے مین بیٹھا ہی انتہا کا لاف و گزاف کر رہا ہی بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ سرکار سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہی طلسم کشا نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے اور تیاریان ہونے لگین رات گذر کر جب دیوانہ زرین پوش چوبدست شعاع ہاتھ مین لیکر زنجیر ضیا ہلاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین آئے فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے تھے کہ دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ تم میدان سے پلٹ جاؤ خداوند تمسے بہت ناراض ہین یا میرے مقابلے مین آؤ طلسم کشا نے مرکب صف سے نکالا مقابلے مین وحشی کے پہونچے وحشی نے جمال بے مثال دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا ای آقاے سرخ اگر میری اطاعت کرو تو تمکو بادشاہ ہفت اقلیم کرون رستم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری صورت کا جوان میرے لشکر مین موجود ہی جب اُسکو دیکھے گا بخوبی جان جائیگا حربہ کر دیوانے نے کہا مجھکو افسوس آتا ہی ایسا نہو کہ میری ضرب سے تمکو ضرر پہونچے رستم نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے حربہ کیجیے یہ کہکے رستم گھوڑے سے کودے للکارتے ہوے طرف دیوانے کے چلے دیوانے نے چوبدست لگائی رستم نے پینترا بدلکر خالی دی چوبدست زمین پر اگر پڑی کہ پانی نکل آیا ہاے آقاے سرخ کہکر دیوانہ رونے لگا کہتا تھا میرا آقاے سرخ مارا گیا خاک مین ملا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا ارے تو نے کسے مارا مین تیرا حریف موجود ہون دیوانے نے جو رستم کو قریب پایا چوبدست پھینک کر چنگل مارا کہ زرہ مع پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون نکلنے لگا جھلا کر گردن پر ہاتھ رکھکے ایک دُکّہ مارا کہ سرہنگام وحشی کا زمین سے مل گیا

دیوانے نے جھلا کر جو سر اُٹھایا شانے پر رستم کے ایک چکت ماری بوٹی مُنھ مین لیگیا رستم نے ایک طمانچہ مارا کہ بوٹی مُنھ سے نکل پڑی دیوانے کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کانپنے لگا جب مُنھ کھولتا ہی رستم ہاتھ اُٹھاتے ہین تو وحشی ہاتھ جوڑتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا رستم ہاتھ ہٹا لیتے ہین اسطرح دیوانہ دوپہر لڑا پہر دن رہے رستم اُسکو ریل کرنے دوڑے چند قدم پر لاکر ہکہ مارا وحشی کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے چاہا لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کر لیگئے داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے کرکے چرخ دیا کہ دیوانہ غل مچانے لگا عرض کی آقاے نامدار مین آپ کا عاشق ہون سر سے بلند کر چکے زمین مذلت پر نہ گرائیے رستم نے ہاتھ سے رکھدیا دیوانہ زمین پر کھڑا ہانپ رہا ہی از سرتا پا رستم کو دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اس چھوٹے سے آدمی نے مجھکو کیونکر اُٹھایا معلوم یہ ہوتا ہی مین خود ہی بلند ہوا وحشت جو دل مین آئی پھر لپٹ پڑا رستم نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے خنجر گلے پر رکھا دیوانہ دست بستہ کہنے لگا کہ آقا اب مین زیر ہوا رستم وحشی کو ساتھ لیکر چلے ساتھ والے بھاگ کر باغ مین آئے شفق نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج کا دن تو ضائع ہوا النسترن عجب طریقے سے دن کاٹ رہی ہی ایک ہفتہ اُسکے ایام نحس مین اور باقی ہی اگر اُسنے ہفتہ کاٹ لیا تو پھر قتل نہو گی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی آج شکو باغ مین داخلہ کیجیے اور غفلت مین اُسکے پاس پہونچیے سمک نے عرض کی مین صحبت مین جاتا ہون جا کر ہنگامہ ڈالدونگا شفق نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین سمک ملداقی صورت اپنی بدل کے در باغ پر آیا ایک کنیز کی شکل بنکے اندر باغ کے پہونچا نسترن باغ مین مسند پر بیٹھی ہی اور ایک گائن خوش آواز بصد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل	دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین	مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشونگا قلم	آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی	دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اُس کا	لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستم گر کہ نہین	جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین رند
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

سمک یلداقی پائچے سنبھالتا ہوا سامنے نسترن کے ہنستا ہوا آیا کہا داری آج ایک نیا ساماں ہوا نسترن نے کہا ای نرگس کیا ہوا سمک نے دست بستہ عرض کی لونڈی چمن مین کھڑی تھی کہ گل کھلکھلا کر ہنسے ایک پھول نے ہنسکر آواز دی کہ ای نرگس ہمسے آنکھ تو ملا مین نے سر اُٹھایا پھول نے آواز دی ای نرگس قدرت نے فرمایا ہی کہ علم موسیقی مین کمال تمکو دیا گیا ہی اب تم نسترن کے سامنے جا کر گاؤ مین حاضر ہوئی ہون میرا امتحان تو کیجیے نسترن نے کہا ہان گاؤ سمک نے اُسی وقت بایان چھیڑ کر یہ اشعار شروع کیے نظم

جو کہ ممسک ہین کسی کو دل مین جا دیتے نہین
زخم باطن تنگ ظاہر کی ہوا دیتے نہین

ساتھ اپنا مدتون کے آشنا دیتے نہین
کیا کہا تمنے کہ نالے بھی صدا دیتے نہین

یہ وہی لب ہین جو تھے شب کو نصیب دشمنان
آپ کے بوسے بھی ہمکو اب مزا دیتے نہین

واہ ری مطلب شناسی سُنکے چپکے ہو رہے
عرض مطلب مین جواب مدعا دیتے نہین

آپ کے اشفاق اپنی عزتین معلوم ہین
ہمکو پہلو مین بٹھا کر کب اُٹھا دیتے نہین

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ نسترن بیتاب ہو گئی کہا نرگس ذرا آنکھ تو ملاؤ جیسے ہی سمک نے آنکھ اُٹھائی نسترن نے جو نگاہ ڈالی رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی نسترن نے کہا اسے لینا کنیز لپٹ گئی سمک نے خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا خنجر نے اپنا کام نہ کیا کنیزون نے سمک کو پکڑ لیا کھینچتی ہوئین سامنے نسترن کے لائین نسترن نے کہا کیون نگوڑے موے میرے سامنے عیاری کرنے آیا تھا اسکو جلد قتل کرو کنیزون نے لاکر زیر تیغ بٹھایا کنیزین خنجر لیکر کھڑی ہوئین شلنگین لگانے لگین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم رستم بیلتن تخت سے کود کے قریب نسترن کے لڑتے ہوے پہونچے پہلے کنیزونکو قتل کیا لڑتے ہوے سامنے نسترن کے پہونچے نسترن نے کئی گولے مارے مگر رستم پر کسی گولے نے تاثیر نہ کی آخر آگ برسائی اُس آگ نے بھی تاثیر نہ کی شفق خونخوار سحر کر رہی ہی کئی گولے نسترن پر مارے نسترن سحر کو شفق کے کب مانتی ہی ہنس پڑی گولہ پھٹ کے گرا کبھی مُسکرا دیتی ہی اس رنگ سے سحر مٹاتی ہی نسترن نے دیکھا کہ طلسم کشا مجمع مین ڈر رہا ہی

دس پانچ کنیزین بیچ مین ہین ان کو قتل کر کے مجھ تک پہونچیگا ای نسترن جان بچاؤ ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر اپنے سر پر ڈالی جھپٹ کر رستم کے سامنے آئی نیمچہ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر جھکایا کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا مگر شفق پکار رہی ہو کہ ای شہریار نسترن نکل گئی اب کدو کاوش بیکار ہو مگر رستم نے ہاتھ مارا نسترن نے سر آگے کر دیا سپر سحر بھی اُٹھائی مگر تیغہ چمک کر جو گرا سپر کو کاٹ کر سر اسر کلے جبڑے کو کاٹا نسترن کے برابر دو ٹکڑے ہوے کنیزین سب بھاگین رستم سمجھے کہ لڑائی فتح کر لی سواران زرین پوش اندر باغ کے گھس آئے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے رات کی جنگ آپ کے واسطے مقرر نہین کی ہو رستم ساتھ سواروں کے پلٹے سب تو خوش ہین مگر شفق سر جھکائے ہوے کچھ جواب نہین دیتی رستم نے پوچھا کیون شفق پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ نسترن ایسی ساحرہ قتل ہوئی شفق نے کہا حضور وہ نکل گئی بڑے غضب کی ساحرہ ہو جب آپ لڑنے لگے وہ سمجھی کہ آج قتل ہو جاؤنگی اُسنے اپنی ایک ہمشبیہ کو سامنے کیا آپ نکل گئی دیکھیے اب ظہور رہو گا بارگاہ زربفتی مین تشریف لیچلیے کنیز کو بڑا قلق ہو کہ مین نے اپنے کو عین وقت پر پہونچایا سمک قتل ہوتا تھا سمک کو تو آپنے البتہ بچا لیا سمک نے عیاری کی تھی مگر رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا آخر گرفتار ہوا اُس نے چاہا کہ اسی وقت قتل کرون مین نے حضور کو پہونچایا اگر حضور صاحب لوح نہوتے تو گرفتار کر لیتی مگر لوح سے کسی کا زور نہین چلتا ہفت پیکر یہی تدبیرین کر رہا ہو کہ لوح و تحفہ جات قبضے سے طلسم کشا کے نکال لو اب دیکھیے نسترن کس دھوم سے آتی ہو وہ قلیل رات انھین باتون مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پردے بارگاہ کے اُٹھے رستم نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی ہو وحشی سامنے ٹہل رہا ہی زنجیرین ہلا رہا ہو غل مچا رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان شیر پر سوار پشت پر سات آٹھ لاکھ فوج دور کابی مرکب زیرسان بصد عظم و شان سب گھوڑے چکاتے ہوے چلے آتے ہین آگے جو سب کے افسر ہو شیر پر سوار ابروے خمدار پر بل پڑا ہوا شیر کو اُڑاتا ہوا مقابلۂ رستم مین پہونچا اور پکار کر آواز دی ای رستم بس سرکشی موقوف کر دو سامنے سے ہمارے لشکر کو ہٹا کر ان جوانان زرین پوش پرغرور نکو ابھی بارگاہ زربفتی لوٹ لو نگا دیوانہ جو کھڑا تھا بہمن شیر سوار کا لاف و گزاف سنکر چوبدست ہلاتا ہوا بڑھا آواز دی او خرد منڈے آقاے نامدار سے آنکھ ملاتا ہی مجھ ایسا جس شہریار کا رفیق ہو اُس سے کون بات کر سکتا ہو مین آتا ہون تجھکو سزا دیتا ہون رستم نے

آواز دی ای دیوانے کہان جاتا ہی دیوانہ کب مانتا ہی چوبدست ہلاتا ہوا چلا پڑا خبردار خبردار کہکے
چوبدست لگائی بہمن شیر سے کودا چوبدست کے گلے پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے جو دیکھا کہ چوبدست
ہاتھ سے نکل جائیگی خود چوبدست چھوڑدی بہمن پر ایک چنگل مارا کہ زرہ و پوست جسم نوچکر لیگیا بہمن
کے جسم سے خون کے سراسٹے بہنے لگے بہمن جھلاکے لپٹ پڑا دیوانے نے چکت ناری شانے کے
گوشت کا لوتھڑا کاٹ کر کھا گیا بہمن شیر سوار اور دیوانے کے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم بہ نگاہ
غور دیکھ رہے ہین کہ بہمن ہر مقام پر زیادتی کرتا ہی ایک مقام پر دیوانہ بہمن کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے بہمن کے آشنا بہ زمین ہوے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا
لنگر بہمن کا نہ اُٹھا تھک کے ہاتھ دیوانے نے ہٹالیا بہمن بل کرکے اُٹھا دیوانے کو ریل کر لے دوڑا
دس بارہ قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے بہمن نے کمر مین ہاتھ ڈالکے
زور کیا دیوانے کو اُٹھالیا اُکھیڑ کر مارا مشکین باندھکر دیوانے کو لیگیا لاکر قید کیا کہا صاحبو اس رفیق پر
طلسم کشا کو بڑا ناز تھا مین نے اُسکو زیر کیا اب طلسم کشا کو بھی زیر کرونگا یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی بجے
طبل جنگی بجا خبر رستم کو پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری وہ وقت آیا کہ شاہ خاوری نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا دونون
لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئین بہمن دیوانے کو زیر کرکے بہت
بلبلایا ہی جیسے ہی نقیب ملقابت کرکے ہٹے بہمن نے شیر کو بڑھایا سلحشوری دکھائی اور خوب غرق
عرق ہوا دونون سرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی ای
طلسم کشا میرے مقابلے مین آؤ تمھارے رفیق کو تو زیر کرکے لیگیا رات بھر دیوانے نے غل مچایا
زنجیرین ہلا رہا ہی تمکو بھی اُسی کے پاس پہونچاؤن قید کرون یہ سنکر رستم نے مرکب صف سے نکالا
جوانان زرین پوش نے علمون کو جلوہ دیا جب رستم سامنے بہمن کے پہونچے مشہور رہی کہ مرکب
بوے شیر سے بھاگتا ہی نہ کہ شیر نے دھڑوکا مارا مرکب رستم بدلگامی کرنے لگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا رانون مین رکھ کے مسلا مرکب استر بالا کبود سا پسلیان جو اُسکی کڑکین مجبور ہو کے شیر کے
مُنھ کے سامنے کھڑا ہوا بہمن نے کہا ای رستم حقیقت مین تم اپنے زمانے کے رستم ہو جن پہلوانونکو

تم نے مارا اور زیر کیا اُن سے کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا مگر مین بلاے طلسم ہفت پیکر کہلاتا ہون قہر
خداوندی میرا لقب ہی دیکھا تم نے کہ تمہارے رفیق کو کیونکر زیر کیا ایک جوان وحشی کہ اُسنے میری
بوٹیان کاٹ ڈالین مگر مین نے ضبط کیا مجھ سے مقابلہ نہ کرو پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای بہمن ہم تمہارے
خداوند کے مقابلے مین جاتے ہین ہم لوگون نے تمہارے خداوند کو بھگایا پھر اُنکے قہر سے کیا خوف ہی
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا حربہ کرو کہ تمہاری جرأت دیکھین جو پہلوان مقابلے مین آئے تم سے زیادہ بلبلائے
مگر اُنکو بھی زیر کیا تمہارے خداوند پر لعنت کرتے ہین مکار جعلساز شعبدہ باز اِن لفظون پر بہمن بہت
جھلایا نیزہ مارا رستم نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا پھر بھر کامل نیزہ چلا لوح کو بھی جنبش ہی رستم دیکھتے
جاتے ہین کہ یہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا جو بند باندھا اُسنے کھولا آخر رستم نے گھوڑے کو اُڑایا ہاتھ کو
گردش دیکر بند صاحبقرانی باندھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا سواران زرین پوش
نے کلاہین اُچھالین آواز دی ای طلسم کشا سبحان اللہ کس لطف سے نیزہ نکالا بہمن مثل ابر کے
گڑگڑایا کہا رستم تم نے غضب کیا کہ دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین تم نے نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن
نیزہ بازی کھیل ہی مردان عالم کا اب تیغۂ بے دریغ سے کام لیتا ہون جس کا وار کبھی نہین رُکا نہ
رُک سکیگا دیکھون کونسا فن صرف کرتے ہو رستم نے کہا وہ حافظ حقیقی بچائیگا یہ نام سُنکر بہمن بہت ہنسا
کہا ای رستم یہ نام جو تم لیتے ہو یہی سب نام ہمارے خداوند کے ہین لغت مین فرق ہی تم اللہ و رحمان کہتے ہو
ہم ہفت پیکر کہتے ہین اگر اعتقاد کرو تو پھر ظہور قدرت دیکھو رستم نے کہا ہم بخوبی پہچان چکے شعبدونکا حاکم
ہی تم ایسے سیہ قلبونکا ناظم ہی بہمن یہ سنکے جھلایا کہا ای طلسم کشا اس تلوار کا وار کبھی خالی نہین گیا یہ کہکے
ہاتھ مارا رستم زیر گلہاے سپر غنچہ ہوے تلوار کو رد کا صاف بہ آسیب سپر وار کو رد کیا رستم نے ہاتھ تیغۂ
کپیتان کا مارا بہمن نے کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپسمین کشاکش کے
زور ہونے لگے بہمن کا شیر گھٹنے ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا استرالا کبود فراٹے بھر رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
کہ دونون ٹاپین سر پر شیر کے رکھدون شیر دھڑ کا مارکر سامنے آیا استر نے مُنھ سر پر شیر کے ڈالدیا شیر کا
سر چبا ڈالا اتنے رستم بھی گھوڑے سے کود ے بہمن کو بہت ناگوار ہی جب کشتی ہونے لگی تو بہمن وہ
پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ نہین خلق ہوا مگر رستم اُس پیچ سے نکلتے ہین سواران زرین پوش تعریفین
کرتے ہین کہ ای طلسم کشا سبحان اللہ کیا توڑ کیا ہی بہمن کو دنگ کردیا ہی رستم نے پیچ باندھا بہمن نے

توڑ کیا آپس مین بڑے زور و شور کے ساتھ کشتی ہو رہی ہی جہان اٹک کر گھڑی دو گھڑی لڑتے ہین ایسا پسینہ جاری ہوتا ہی کہ پتلے بن جاتے ہین تین پہر ایک طور پر بہمن لڑا آخر وقت رستم زیادتیان کرنے لگے اب بہمن اپنی زندگی سے تنگ ہی دل کو طرف ہفت پیکر کے رجوع کیا ہی اکثر زبان سے پکار اُٹھتا ہی یا خداوند ہفت پیکر مین طلسم کشا کو ایسا نہ سمجھا تھا جان میری بچایئے روز سیہ غلام کو نہ دکھایئے اگر زیر ہو گیا تو اپنی جان دیدونگا قدرت کو جدا بدنام کرونگا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا رستم نے دونون مونڈھے بہمن کے تھامے چھاتی مین سر اڑایا ریل کر بے دوڑے مگر بہمن رکتا ہوا آتا ہی دس بارہ قدم تک رستم لائے ایک مقام پر آکر چاہا کہ مارون دونون پانون بڑھاے وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک زمین مین رستم اُتر گئے بہمن نے نکہ مار اکولہ رستم کا اُتر گیا اُسی حال مین بہمن نے رستم کو گرا دیا رستم کو غش آگیا بہمن چھاتی پر سوار ہوا اور رستم کی مشکین باندھ لین سواران زرین پوش نے بہت غل مچایا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی بہمن نے کچھ جواب نہ دیا رستم کی مشکین باندھے ہوے میدان کارزار سے پلٹا بارگاہ مین آکر کولہ بٹھایا مسلسل و مطوق کیا ساتھ والون سے کہا ملکہ نسترن باغ سیماب مین میرا انتظار کر رہی ہونگی اگر تم سب کی راے ہو تو قید طلسم کشا کی طرف باغ سیماب کے لیچلون سبنے کہا بہت مناسب ہی لوح گلے سے بہمن نے اُتار لی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان سب چیزونکو اپنے قبضے مین کیا رات کو رستم و دیوانے کو ارابے پر ڈالا طرف باغ سیماب کے چلا سواران زرین پوش بارگاہ لیکر رنجیدہ و کبیدہ طرف صحرا کے روانہ ہوے صبح کو شفق جو اُٹھی ہرکارون نے خبر دی کہ بہمن رستم کو طرف باغ سیماب کے لیگیا شفق بھی چند لوگون کو ساتھ لیکر چلی بہمن اُس شب تیرہ و تار مین نکلا سات ہی رات دس بارہ کوس تک نکل گیا نسترن کو عرضی لکھی کہ غلام آپ کا طلسم کشا کو لاتا ہی نسترن نے جو عرضی پڑھی خوش ہو گئی کہا دیکھو صاحبو قہر خداوندی نے طلسم کشا کو سر میدان زیر کیا مین خود چلونگی صحراے غولان مین چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی کنیزون سے کہا ارے دریافت لو کر وہ گھوڑے سوار زرین پوش کہان گئے کنیزین آگے بڑھین نسترن خود سوار ہوئی ساٹھ ستر ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہوے نسترن چلی صحراے غولان مین جو آکر پہونچی اُدھر سے بہمن تمتا ہوا پہونچا رستم ارابے پر سوار مین دیوانہ ارابے پر بیٹھا ہوا بہمن کو گالیان دے رہا ہی کہتا ہی او نامرد میرے قریب تو آ ہتھکڑیون سے

تیرا سر پھاڑ ڈالون بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن اگر چھوٹونگا تو مزا جرأت کا دکھاؤنگا تو نے آقا کو بکر گرفتار کیا بہمن نے اُسی مقام پر بارگاہ استادکرائی کہ آسمان پر ایک ابر گلنار ظاہر ہوا اُس ابر سے خون برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ جل گیا کئی سو جوان مر کر گرے بہمن گھبرا رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا نسترن طائر زرین بال پر سوار وہین سے پکارتی ہوئی آئی ای پہلوان زمان ای قہر خداوند ہفت پیکر کیا کار نمایان کیا ہی بہمن نے کہا ای نسترن بچائیے یہ ابر گلنار جو چھایا ہوا ہی تڑپ کے گرا چاہتا ہی سبکو پامال کریگا مین ہر چند چاہتا ہون روکون خون برس رہا ہی نسترن نے پکار کر آواز دی ای شفق مین نے تجھکو پہچانا اپنے دھگڑے کے واسطے بڑی کوشش کر رہی ہی یہ کہکے گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا شفق ہاتھ ہلا رہی ہی نسترن نے اشارہ کیا کہ شفق زمین پر آئی آپس مین دونون کے سحر چلنے لگے شفق چاہتی ہی کہ جست کرکے قریب طلسم کشا پہونچون قید سے رہا کرون نسترن بڑھنے نہین دیتی پکار کر نسترن نے آواز دی ای شفق خونخوار ہم سے حال تو اپنا بیان کرو کہ کس رنگ مین ہو شفق کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اوبل آئین پکار کر کہا ای نسترن یہ چند اشعار پڑھتی ہون اُنھین سے حال دریافت کر لو یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگی

نہ یا د دہان و کمر جائیگی
چڑھی ہی یہ تندی اُتر جائیگی
نہ دُکھے ترا دل یہ ممکن نہین
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی
رسائی سے اُسکی یقین ہو گیا
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی
سن او گل بہت مُنھ نہ چڑھ یار کے
تری بات بھی نامہ بر جائیگی
بس اب آپ تشریف لیجائیے
ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

یون ہی عمر اک دن گذر جائیگی
زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی
بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
وہ زلف ایک دن تا کمر جائیگی
چلے جائینگے دم بخود ناگزیر
یہ تھوڑی سی عزت اُتر جائیگی
چھپانا دوپٹے سے مُنھ چاند سا
جو گذرے گی ہم پر گذر جائیگی
پری رندنے کوئی تسخیر کی

ابھی کب تلک چشم تر جائیگی
طبیعت مین سمجھا تھا بھر جائیگی
موے پر بھی آنسو بہینگے یون ہی
اجل دیکھکر مجھکو ڈر جائیگی
چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
لیے وحشت دل جدھر جائیگی
نہ کرنا تو اُس سے سوال و جواب
کب عادت یہ رشک قمر جائیگی
طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
پرستان تک یہ خبر جائیگی

یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے نسترن کے پہونچی نسترن نے کہا زبان مین سوزن دو کہ گستاخی

اسکی موقوف ہو شفق نے زبان مین سوزن دی نسترن نے ہتھکڑیان بیڑیان پیش کین شفق نے وہ ہتھکڑیان بیڑیان بھی پہن لین نسترن نے کہا انکو لیجاؤ قید کرو بہمن نے ایک خیمہ استاد کیا اُسمین رستم کو اور ہنگام وحشی کو اور شفق کو قید کیا تیار ہی میدان خونی کی ہونے لگی دائین استاد ہوئین وہ جو خود نسترن آئی تھی بارگاہ مین آکر بیٹھی لیتی ہی جلدی کرو قتل طلسم کشا مین دیر نہو لوح طلسمی و ہر سہ تحفہ جات لیکر اپنے پاس رکھے اندر سے بارگاہ کے نکلی اشارہ کیا کہ قیدیون کو لاؤ رستم کو مع ہنگام وحشی و شفق خونخوار کے کشان کشان سامنے نسترن کے لائے نسترن نے پکار کر آواز دی انکو زیر تیغ بٹھاؤ جلادونکو بلاؤ تین جلاد حاضر ہوے تینون قیدیون کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے ای قیدیو جو کھانا ہو کھالو جو پینا ہو پی لو وقت قتل تمھارا قریب آیا یہ کہکے گردنون پر کوئلے کا خط کھینچا سمک یلداقی گوشے سے دیکھ رہا ہی اپنے آقا کی غربت پر رو رہا ہی خدا سے دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای کارساز ای بندہ نواز ای سمیع و علیم ای رب کریم رحم اپنا شریک کر آقاے نامدار کو اس آفت سے بچانے **نظم**

یارب تو ہی سامع دعا ہی	یارب تو ہی غافر خطا ہی	حاضر ناظر رفیق ہی تو
مالک خالق شفیق ہی تو	ہر جا ہی ترا ظہور قدرت	ہر شی مین ہی تیرا نور قدرت
تو وہاب و رازق و امین ہی	تو وارث و باعث و معین ہی	حاکم عادل حکیم ہی تو
صادق راحم کریم ہی تو	تو ہی ہی قوی تو ہی ہی قادر	تو ہی اول ہی تو ہی آخر
لا علم لنا علیم تو ہی	حادث ہم سب قدیم تو ہی	یوسف کی بچائی جان تونے
موسیٰ کو دکھائی شان تونے	ذوالکفل کی تونے کی کفالت	بخشی آدم کو تونے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا	ادریس کو خلد مین بلایا	زیبا ہی تجھی کو کبریائی
تو سب کا خدا تری خدائی	تو باقی و قائم و توانا	تو ذوالمنن و کبیر و دانا

جلاد چاہتے ہین کہ قتل کرین نسترن نے دو حکم دیے شفق خونخوار کی آنکھون سے دریا جاری رستم کے جمال کو دیکھکر افسوس کر رہی ہی کہتی ہی ای فلک کج رفتار وای گردون غدار کیا تونے کج روی دکھائی ایسا شیر دلیر فرزند رشید صاحبقران صاحب عظم و شان سا ہے در بند فتح کرتا ہوا یہانتک آیا کیسے کیسے پہلوان مارے یون بے کس و بے بس ہو کے قتل ہوتا ہی ای کارساز

اسکو بچالے کاش میری آنکھین کور ہوتین کہ مین اس آفت کو نہ دیکھتی کبھی جلاد کو پکارتی ہو کہ ارے پہلے مجھے قتل کر نسترن کو گالیان دے رہی ہو کہتی ہو او مکارہ اگر خدا نے فضل کیا اور اس شیر نے رہائی پائی تو بہمن کی جان نہ بچیگی سب مین مشہور کرتا ہو کہ مین نے سر میدان زیر کیا اُسکی کیا مجال کہ سر میدان رستم کو زیر کرتا او نامرد کیا اکڑتا پھرتا ہو تجھ ایسے صدہا پہلوان اس شیر نے مارے تیری کیا حقیقت ہو کہ جو تو رستم کو زیر کرتا اُنکا کولہ نہ اُتر جاتا تو تیری کیا مجال تھی کہ اُس شیر پہ ہاتھ ڈالتا سارے لشکر والے جمال رستم دیکھکر رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ آفتاب عالمتاب آسمانی غروب ہوتا ہو نسترن حکم دے رہی ہو کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو اور بہمن کھڑا ہوا اکڑ رہا ہو کہتا ہو مین نے وہ کام کیا کہ کل اہل طلسم پر احسان کیا بلکہ قدرت پر احسان کیا شفق نے پکارکر آواز دی او جلاد صاحب بیداد پہلے مجکو قتل کر رستم پر ہاتھ نہ اُٹھا مگر جلاد تیغہ کھینچکر چلا قصد کیا کہ قتل کرون رستم نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای کارساز ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر افسوس ہو کہ نامرد کے ہاتھ سے موت ہماری لکھی تھی اس مقام پر بے کس و بے بس ہوکر قتل ہوتے ہین تو مدد کر اِس بلا کو رد کر رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین شفق خونخوار کی بیقراری سمک کی اشکباری اسوقت لشکر مین بھی ایک ہنگامہ ہو ہر اہل دل رو رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی سب نے دیکھا ایک نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہو شکار کھیلتا ہوا آتا ہو کہ عیار کی نگاہ پڑی رستم کو زیر تیغ دیکھا اُسنے بڑھکر نقابدار سے عرض کی کہ حضور رستم نوجوان قتل ہوتے ہین کسی وجہ سے گرفتار ہوگئے وہ دیکھیے سامنے جلاد خنجر مارا چاہتا ہو نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کرکے تاک کر مارا کہ سینۂ پُر کینۂ جلاد پر پڑا جلاد دمِ سے زمین پر گرا نقابدار تلوار کھینچکے آپڑا نسترن نے دیکھا کہ نقابدار نے لشکر کو پامال کر ڈالا خیمے جو استاد تھے گرائے بارگاہونکی طنابین کاٹین صدہا اُسمین دبے بارہ ہزار جوانان صف شکن شمشیرزنی کر رہے ہین ساحر سحر بھولے کوئی مقابلے مین نقابدار کے نہین جاتا اگر کسی ساحر نے سحر کیا باز سفید نے جھپٹ کر اُس سحر پر پر مار دیا وہ سحر اُلٹا پلٹ کر سینے پر اُس ساحر کے پڑا کہ سینے کو توڑکر پشت کے پار گذر گیا ہزارہا ساحرون کو باز سفید نے پامال کیا نقابدار اسم اعظم پڑھتا ہوا آتا ہو لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا

قریب رستم کے پہونچا کہ نسترن نے ساحرون سے کہا ارے نقابدار کو روکو ساحرون نے صف باندھی لیکن سمک یلداقی جو گوشے سے دیکھ رہا تھا جب نقابدار نے جلاد کو مارا تو اسنے بڑھ کر حقۂ آتشبازی داغا مجمع سواران مین قیامت کی آواز بلند ہوئی مرکبون مین دولتیان چلنے لگین سمک گھوڑون کے پیٹ کے نیچے سے ہوتا ہوا ایک گولہ لوہے کا ہاتھ مین کہتا ہوا جاتا ہی کہ ہٹو مین جاکر طلسم کشا کو قتل کر ڈالون ایسا ہو کہ رہا ہو جائے ساحر جانتے ہین کہ یہ ہماری طرف کا ہی ہٹ جاتے ہین اس طرح سمک گرتا پڑتا قریب رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی ای شہریار سنبھل کر بیٹھیے غلام آپ کا آپہونچا رستم نے دونون ہاتھ اُٹھائے سمک نے نیچہ مارا کہ ہتھکڑی کٹی اب رستم نے خانۂ زورین آکر قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا ایک جوان قریب کھڑا تھا بڑا پہلوان تھا اُسنے رستم پر ہاتھ مارا کہا او قیدی کیا تو زندہ بچکر جائیگا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر لے لی اُس پہلوان نے خنجر مارا رستم نے تلوار بائین ہاتھ مین لی داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس خودسر کا اُڑ گیا رستم نے بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ❊ رستم ارشد اولاد امیر عرب ❊ کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ❊ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ❊ باشید ای کافران بیحیا او بہمن نامرد اب تو میرے سامنے آ سمک نے بڑھ کر ہنگام وحشتی کی ہتھکڑی کاٹی دیوانہ نے ستون ایک خیمہ کا لیلیا اُسکو گھمانے لگا بہت سے لوگونکے سر پھٹے کسی پر چنگل مارا گوشت پوست نوچ کر پھینکدیا اب سمک گرتا پڑتا قریب شفق کے پہونچا زبان سے سوزن نکالی شفق جو اُٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کبھی برق بنی آڑی ترچھی گری کئی سو کے سر اُڑا دیے نسترن نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نقابدار پر آگ برسائی نقابدار نے اسم اعظم پڑھا سحر اُلٹا پلٹا صدہا ملازمان نسترن جلے فریاد کرتے تھے کہ ای ملکۂ عالم اِس آگ کو روکیے اس آگ نے کلیجہ جلا دیا اپنے لشکر کو آپنے خاک مین ملا دیا سمجھ کے سحر کیجیے مگر رستم لڑتے بھڑتے چلے کہ دیکھا طرف سے پہاڑ کے گرد اُڑی بارہ ہزار سواران زرین پوش تلوارین کھینچکر آگرے رستم کو بچاتے جاتے ہین پہلوانون کو گھیر کر سامنے کر دیتے ہین جو سامنے رستم کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا پہلوان قتل کیے آخر بہمن یہ کہتا ہوا چلا کہ ای رستم زیادہ سرکشی نہ کرو میرے مقابلے مین آؤ لطف جرأت دکھاؤ رستم نے جو آواز بہمن کی سُنی انتہا کا غُصہ آیا اس عرصے مین ملازمین بھی پہونچ گئے تیغہ کپتان

پاس رستم کے آیا اُس تیغے کو چمکاتے ہوے چاہا کہ سامنے بہمن کے پہونچون اُدھر سے علمدار لشکر کفار کا ہاتھی پر سوار لشکر کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی رستم نے جو علمدار کو دیکھا مرکب چمکایا دونون ہاتھیون مرکب نے مستک پر رکھدیں علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا مع علم مع علمدار مع ہاتھی کو کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا کافرونکے جی چھوٹ گئے بہمن اس شوکت کو دیکھکر تھرا گیا رستم مجمع کو متفرق کرکے سامنے بہمن کے پہونچے کہا اب وار کر قضا تجھکو بلا رہی ہی ہوا جہنم کی آرہی ہی بہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے اُلجھا وے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ کپتان دست زبردست رستم جیسے برق تڑپ کر پہاڑ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود کو کاٹ کر سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیاب گذر کر شرم گاہ کے پھاٹک کو ویران کیا زین کو کاٹا نمد زین کو کاٹ کر سپر کو گینڈے کی دو ٹکڑے کیا زمین مین تلوار نے آکر بوسہ دیا مع گینڈے بہمن کے چار ٹکڑے ہوے نسترن کی جو نگاہ پڑی بدحواس ہوگئی چپ انا آشنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی کہ ای دلگیر لینا دل پر قبضہ کر ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک نازنین مثل شعلہ جوالہ گنگنا کر یہ اشعار گاتی ہوئی آئی نظم

کیا ہوا یار جو آنکھون سے نہان رہتا ہی — ذکر خیر آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہی
حسن اور عشق مین آخر یہ ہوئی یکرنگی — مجھکو غش رہتا ہی اُنکو خفقان رہتا ہی
اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی — زخم بھر آتا ہی پر اُس کا نشان رہتا ہی
قول ہی پیر مغان کا اسے سب یاد رکھین — تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہی
روے انور پہ عبث ڈالتے ہین آپ نقاب — کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہی
سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز — اُسکا مشتاق ہر اک پیر وجوان رہتا ہی
رستم و زال کے احوال سے ہوتا ہی ثبوت — نام سے مرد کا دنیا مین نشان رہتا ہی
اک پریزاد کے دیوانے ہین ہم مدت سے — عقل کہتی ہی کسے ہوش کہان رہتا ہی
رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر — سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

جیسے ہی رستم کے قریب آئی اور رستم نے جب بہمن کو مارا قصد کیا کہ نسترن پر جا پڑین
نسترن نے جو دیکھا کہ وہ نازنین قریب پہونچی رستم مبہوت ہوکر طرف اُسکے متوجہ ہوئے بلکہ پکارنے
لگے کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا قریب آؤ گل کس کے گلستان کی ہو دور
سے نقابدار نے جو دیکھا کہ رستم کے پاس لوح نہین ہی اُس نازنین نے گاکر دل رستم اُلٹا دیا وہین
سے باز سفید کو اشارہ کیا باز سفید اشارہ سمجھا تڑپ کر قریب رستم آیا گرد سر چرخ مارنے لگا
یا تو رستم اُسکے جمال کو دیکھ رہے تھے چاہتے تھے گھوڑے سے کودون اسکے قریب پہونچون یا
مرکب کو روکا مگر باز سفید گرد سر چرخ مار رہا ہی اس عرصے مین نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھتا
ہوا قریب رستم پہونچا شانہ پکڑ کے فرمایا ای بہادر دوران ای رستم زمان ماشاءاللہ کس
جرأت سے بہمن کو مارا مگر ہوشیار رہو اسقدر نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ رستم کے حواس
درست ہوے چالاک وچست ہوے ادھر شفق خونخوار نے دور سے دیکھا وہ نازنین رستم
کے سامنے سے نہین ہٹتی آنکھین ملا ملا کے اشعار پڑھ رہی ہی وہین سے تڑپی برق بنکر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے کیے مرنا اُس نازنین کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین شفق
تلوارین برسانے لگی نسترن نے جو دیکھا کہ شفق کے سحر نے قیامتین برپا کی ہین جھپٹ کر
ایک دو ہتھڑ مارا کہ شفق لڑکھڑا کر گری نسترن بڑھی کہ اسکا سر کاٹ لون اگر شفق خونخوار
قتل ہو جاے تو طلسم کشا کا گرفتار کرنا پھر کچھ بات نہین ہی نیچہ چمکاتی ہوئی چلی شفق نے جا بنیے
کو بے کار دیکھا پکار اُٹھی ای شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے جو شفق کو اس حال مین پایا
گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کر قریب شفق کے آیا گھوڑے سے کود پڑے نسترن نے
آنکھ سے اشارہ کیا کہ رستم اُسی مقام پر گرے سمک نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا کہ تلوار
ہاتھ سے چھوٹ گئی برابر شفق کے پڑے تڑپ رہے ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑ پڑا
پکارتا ہوا کہ بی بی مین دونون کے سر کاٹے لیتا ہون آپ نہ تکلیف فرمائیے جیسے ہی سامنے
نسترن کے سمک پہونچا نسترن نے بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا فوراً رنگ وروغن چہرے سے
اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی نسترن نے آواز دی او ناعیار مکار وغدار اپنی صورت تو
دیکھ ساحر بنکر آیا تھا میرے سامنے عیاری اشارہ کیا کہ سمک بھی اُسی مقام پر گرا اب تو

بہ اطمینان چلی سواران زرین پوش نے جو یہ حال رستم کا دیکھا پکار کر آواز دی ای
نقابدار بہادر دشمنان رستم کا خاتمہ ہوتا ہی عیار نے بھی اپنی کی مگر وقت انقلاب ہی آپ اُنکے
معین و مددگار ہین نقابدار نے دیکھا کہ بیچ مین مجمع ساحران ہی سب مجکو روک رہے ہین
اور نسترن قریب رستم پہونچا چاہتی ہی دیکھا نقابدار نے کہ مین وہان تک نہ پہونچ سکونگا
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر سجر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم ورد
زبان کرکے نسترن کو تاکا تاک کر تیر مارا سینے پر نسترن کے پڑا توڑ کر مُہرۂ پشت کو پار گذرا
نسترن چرخ مار کر گری ہاتھ پانون زمین پر مارنے لگی جب ہاتھ زمین پر دے مارتی ہی
شعلہ ہاے آتش مُنہ سے نکلتے ہین وہ شعلے اُسی پر گرتے ہین مثل ہیزم خشک جلنے لگی ایک
آندھی سیاہ اُٹھی رونے کی آوازاس آندھی مین تھی آواز آئی کشتی مرا نام من نسترن جادو
بو دسمک نے جھپٹ کر جھولی سے لوح و تحفہ جات نکال لیے لوح گلے مین رستم کے ڈالی کلاہ زیب
سر کی زرہ پہنائی تیغ ہفت جوہر قبضے مین دیا اب رستم اپنے مقام سے اُٹھے نقابدار نے
جو دیکھا کہ لوح گلے مین رستم کے آئی لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ای رستم ماشاءاللہ اس
طلسم وسیع مین تمہارا ہی کام تھا سب نوجوان لڑتے بھڑتے آتے ہین ہرچند کہ مجکو امورات
ضروری سے مہلت نہین لیکن سب فرزندان صاحبقران کی خبر رکھتا ہون جہانگیر والا تدبیر
نے کارہاے نمایان کیے بڑے زور شور سے آتے ہین صاحبقران زمان ایک طرف
آوارہ ہین مگر رخ سب کا اسی جانب ہی سب کو یہی منظور ہی کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر مین
پہونچائین مگر ہفت پیکر بھی سامان لشکر کشی کر رہا ہی اتنی بڑی فوج سے آپ کے مقابلے مین
آئیگا کہ چالیس منزل کا صحرا فوجون سے بھر جائیگا مگر آپ کے سردار و فرزندان عالی وقار
بڑے زور و شور سے آئینگے ہفت پیکر کے بھی ہوش اُڑین گے کہ یہ فوجین ان لوگون نے
کہان سے پائین رستم نے فرمایا ای معین و مددگار تم نے بڑے وقت پر آکر مدد کی نقابدار
نے کاندھے سے کمان اُتاری کہا مین آپ کو تکلیف دیتا ہون جب آپ مقابلہ ہفت پیکر مین
پہونچین تو صاحبقران بھی تشریف لاوینگے یہ کمان صاحبقران کو دینا میری طرف سے عرض کرنا
کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا یہی چاہتا ہون کہ میرے آپ کے فساد نہو با نہاے

صاحبقرانی کا طالب ہون اگر اس کمان کو کھینچین سمجھ لین گے اگر اسکو کھینچکر بھی نہ مانا تو مجبور و
ناچار ہون مقابلے کو حاضر ہون اسطرح پر لقابدار نے کہا رستم نے کمان لیلی کچھ نہ کہا لقابدار
اپنی فوج کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اِس لڑائی کو رستم نے فتح کیا سب ساحر بھاگ گئے
رستم اُسی مقام پر اُترے بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی سواران زرین پوش گرد اُترے رستم بارگاہ
مین آئے شفق خونخوار و ہنگام وحشی چوبدست تانے ہوے ساتھ ساتھ سمک یلداقی رستم کی
پشت پر بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے فرمایا ای شفق مقام تردد ہی کہ نسترن قتل ہوئی مگر سامنے
قصر عشرت کے نہ پہونچے کیا ابھی قصر دور رہی شفق کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار
یہ اُفتاد ایسی حضور پر پڑی کہ امید زندگی کی نہ تھی خدا نے حضور کو مظفر و منصور کیا رنج و الم
دل سے آپکے دور کیا ہفت پیکر تو بڑا شعبدہ باز ہی نہین معلوم اُسکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب
نسترن قتل ہو جائیگی رشک چمن اُسکی بہن کو روانہ کیا یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی لالہ عذار
اُس سرحد کی حاکم اُسنے رشک چمن کو اُتارا ہی دعوت کا سامان ہو رہا ہی آج شب کو بڑا ہنگامہ
ہوگا اُسنے آتے ہی پہلے یہ انتظام کیا کہ راستہ قصر عشرت کا بند کر دیا سمک نے کہا کیون ای ملکہ
شفق بعد قتل رشک چمن کے رسائی تا بہ قصر عشرت ہو گی شفق نے کہا کہ رشک چمن بھی
بلاے روزگار ہی کیا نسترن سے کسی بات مین کم ہی سمک نے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ جا کر
سامان جشن دیکھون مین بھی شریک ہون شفق نے کہا ای مہتر والا گہر تمکو اختیار ہی لیکن باغ
لالہ عذار عجائب و غرائب سے مملو ہی رشک چمن کو عیارون کا بڑا خیال ہی آٹھ پہر ہوشیار
رہتی ہی بہت سمجھ بوجھ کے جانا سمک نے کہا ای ملکہ شفق جب عیاری کے ارادے سے جاتے ہین
سر ہتھیلی پر رکھ لیتے ہین وہ حافظ حقیقی حفاظت کرتا ہی یہ کہکر سمک یلداقی با نہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر چلا رات کا وقت ہی شب ماہ چاندنی پھیلی ہوئی اکثر طائر آشیانون سے سر
نکالکر جھک اُٹھتے ہین بقول شاعر شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار .:. زاغ پر تھا گمان بوتیمار
ستارون کی کثرت ماہ تابان کی وہ کیفیت چودھوین شب ہی بدر کامل اپنی ضو دکھا رہا ہی
تمام صحرا چاندنی سے مملو نہرین مثل برق تڑپ رہی ہین حباب مثل چشم معشوق سیر چاندنی کی
دیکھ رہے ہین اکثر مچھلیان تڑپ کر نہر سے اُبھرتی ہین تو برق چمک جاتی ہی جن کی ماہیت سے

کوئی ماہر نہین نہنگان خون آشام جو سر باہر نکالتے ہین شہر مثل قعر بلا کھولے ہوے نکلے اور پھر غوطہ مار کے غائب ہو گئے سمک نے صحرا کی یہ کیفیت دیکھی دل بھر آیا چاہا صحرا کی سیر کیجیے صبح کو یہان سے چلین گے یہ سوچکر نخل کے سائے مین آبیٹھا کیفیت صحرا کی دیکھنے لگا نہر کی موج زنی پر دل تڑپ جاتا ہی زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ ایک لشکر جلدی جلدی چلا آتا ہی بیچ مین ایک محافۂ زرین گرد صدہا کنیزین ناظر بچے گل انتظام کرتے ہوے میر لشکر لشکر کے اُتارنے کے لیے چہار جانب دیکھ رہا ہی اس صحرا کو جو عمدہ پایا کہ کیفیت شب ماہ دکھا رہا ہی ایک بلندی پر چڑھ گیا پکار کر آواز دی اب اس جگہ مقام ہوگا میر لشکر نے جو یہ پکار کر کہا سب چلتے چلتے رُک گئے فراشون نے ایک بارگاہ نصب کی بہت سے خیمے استادہ ہوے بہلون سے یکّون سے کنیزین اُترنے لگین محافے سے ایک نازنین اُتری لباس عمدہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سیمتن رشک چمن صحرا کی بہار دیکھکر بہت خوش ہوئی حکم ہوا میر لشکر کو خلعت دو کہ آج اچھے مقام پر لشکر اُتارا صحراے پر بہار نخل قطع دار مثل چمن آراستہ ہین جانورونکی بھی اکثر آواز آجاتی ہی طبیعت فرحت پاتی ہی نسیم کی اٹھکھیلیان دل پسند ہین نشۂ بادۂ بہار سے کیا لڑکھڑاتی ہی پھولونکی باس فلک اساس اس وجہ سے بہ تیزی قدم نہین اُٹھاتی کہ رخ گل پر گرد نہ پڑے بلبل کو ناگوار ہوگا طائر رنگ چمن شکار ہوگا ہم تھوڑی دیر باہر ٹھہرینگے چاندنی کا تماشہ دیکھین گے کنیزون نے لاکر کرسیان بچھا دین کرسی زرنگار پر وہ نازنین بیٹھی گرد مصاحبین آکر بیٹھ گئین سمک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ چند مرد منتظم ہین سارا لشکر کنیزون سے بھرا ہی کوئی اپنے خیمے مین جا بیٹھی کوئی سیر صحرا کر رہی ہی کوئی مالک کے سامنے حاضر ہی چند مرد جو منتظم ساتھ ہین اُنکا خیمہ الگ استادہ ہی وہ الگ خیمے مین اُترے سمک ایک مرد صحرائی کی شکل بنکر سامنے اُن جوانون کے آیا اُن سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہی ملکہ کہان جاتی ہین اُن لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ صہباے مینوش رشک چمن کی بھانجی براے ملاقات جاتی ہین رات کو کوچ کرتی ہین دن کو اُتر پڑتی ہین آج لشکر اس صحراے مینو سواد مین پہونچا اسی مقام پر اُتر پڑین صحرا پسند آیا کل شام کو یہان سے کوچ ہوگا سمک یہ دریافت کرکے ہٹ آیا صبح کو رنگ و روغن عیاری کا لگایا جو صورت منظور ہوئی وہ بنکر چلا

یہان صبح کو صہبائے مینوش دروازے پر بارگاہ کے کُرسی پر بیٹھی ہی گرد مصاحبین جمع ہین دوگائین خوش آوازیہ غزل عاشقانہ گارہی ہین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش گا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بہ خود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا
کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا
حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شبکو ای پری
ہر ستارہ روکشِ خورشید ہی پاپوش کا
تنگ آکر دوست اُٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی مُنھ ہو گیا مینوش کا
ہاتھ اُٹھاکر دوست کرتے ہین دعائین رات دن
تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا
نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا
سر اُڑا احسان قاتل کے کہان تک شکر ہون
بعد مدت آج اُترا بار میرے دوش کا
صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اُسے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود ہین
مٹگئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
بے ارادے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زحمتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا
ایک دو ساغر سے ڈہکا تا ہی کیا ساقی مجھے
خُم اُٹھا پھیر دیکھنا دل مجھسے دریا نوش کا
مین تو کیا ہون کاروانکے کاروان ہونگے اسیر
بندہ لاکھون کو کریگا آج بُندہ گوش کا
بے خبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت ای نسیم
مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

کنیزین گرد ملکہ بیٹھی ہین کہ کنیزون نے دیکھا کہ ایک بڑھیا طرف سے گانون کے آتی ہی سوسی کا پائجامہ اُسمین گلبدن کے پیوند گاڑھے کی چدریا اُسمین بھی پیوند چارخانے کے جوتا ٹوٹا ہوا اُسمین باند بندھے ہوسے خاک اُڑکے سر پر پہونچتی ہی بڑھیا سٹر پٹر کرتی ہوئی اٹھیا ٹیکتی ہوئی جب قریب اُس لشکر کے پہونچی تو منڈیر پر چڑھو گئی ایک کنیز نے پکار کر کہا بڑی بی نیچے سے راستہ چلو ایسا نہو گر پڑو بڑھیا جھلائی بڑبڑانے لگی کہا او جوانی بیٹی اورون کو بڑھیا سمجھتی ہی تو آپ بڑی بی ہوگی نگوڑی نظر لگاتی ہی مین سو ذرا اسی طرف سے جاتی ہون تو مجھکو بڑھیا سمجھتی ہی

اب بھی لوگ مجھکو دیکھنے آتے ہین محلے مین ہنگامہ رہتا ہی تجھ ایسی خیلہ کو کوئی تھوکتا بھی نہین
ملکہ نے ہنس کر کہا اری گلشن خاموش رہ بڑھیا جھاڑ کا کانٹا ہی اس سے جان بچانا مشکل پڑیگی
دیکھو بڑھیا اتنا کہنے پر کیسی بگڑی نگوڑی کے مُنھ مین دانت بھی نہین اور یہ جوش وہ کنیز چپ
ہو رہی بڑھیا بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہی چند قدم چلی تھی کہ پاؤن کانپے لڑکھڑا کر گری چیخنے لگی دیکھو
صاحبو میرا کولا اُتر گیا اس نگوڑی نے نظر لگا دی ارے نظر تو پتھر کو توڑتی ہی آخر مین گری
میرا کولا اُتر گیا اب ستائیان اُٹھتی نہین کہ مجھکو اُٹھائین ملکہ نے کنیز سے کہا ارے غضب ہوا
بڑھیا گر ہی پڑی ہی اس کنکالہ کو اُٹھا کاہے کو تو نے یہ کہا تھا وہ تجھکو کوس رہی ہی چند کنیزون
نے اُٹھکر بڑھیا کو اُٹھایا بڑھیا نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کا پائجامہ نوچ لیا کہا اری تیری
آنکھون سے زہر ٹپک رہا ہی جیسے تو نے نگاہ ڈالی مین بیچاری گر ہی اِس سرخ پوش نے
مجھکو بڑھیا کہا تھا اِسکے مُنھ مین آگ لگے اس کے پیارے مرین آنکھون مین اِسکی سوئیان
چبھو ؤن تب مجھکو آرام آئے کنیزون نے چیخین مارین کہا واری دیکھیے یہ بڑھیا ہمارے کپڑے
پھاڑے ڈالتی ہی بڑھیا چیخین مار کر رونے لگی کہا واری ان بدزبانون کو منع کیجیے بڑھیا بڑھیا
کیے جاتی ہین مجھکو یہ بہت ناگوار ہوتا ہی میرے محلے مین آدمی بھیجیے ابھی چوتھا دن ہی شیخ جی زہر
کھا کر مرے تھانہ دار تحقیقات کو آئے مجھکو بلا بھیجا مین جو بُرقع اوڑھکر گئی تھانہ دار صاحب مبہوت
ہو گئے کہا کہ اری بی چھمن آج یہین رہجاؤ مین نہ مانتی تھی محلے والون نے کہا کہ شیخ جی تمھارا
نام لیکر مرے جب لوگ اُنکو دیکھنے گئے تو اُنھون نے بالاعلان کہا کہ چھمن نے میری جان لی وہ
رسالدار کو بلاتی تھی مین ناچار دیکھ دیکھکر جلتا تھا آخر سنکھیا کھالی مین رات کو اُسی مقام پر رہی
تھانے دار کو راضی کیا صبح کو رپوٹ مین اُنھون نے لکھا کہ شیخ جی کو فصلی عارضہ ہوا مین نے خود
آنکھون سے جا کر دیکھا علامت ظاہر تھی اسقدر دست آئے تھے کہ سارے محلے مین ناک نہ
دی جاتی تھی یہ رپوٹ لکھ کر مقدمے کو خارج کرایا اُس دن سے تھانے دار صاحب دیوانے
ہو رہے ہین کل جو رات کو آئے مرزا جی بیٹھے ہوے تھے اُن کو مین نے مٹکے مین چھپایا جناب
تھانے دار صاحب بیٹھ چکے تھے کہ ہریوا پنجابی آیا مین نے تھانہ دار کو کونے مین چھپایا بیچارے
کونے مین رات بھر کھڑے رہے مین پنجابی کے ساتھ سوئی ایسے معاملے درپیش رہتے ہین

اور یہ نگوڑیان مجھکو بڑھیا کہتی ہین کیونکر نہ بُرا مانون اِن ستانیون سے پوچھیے کہ کوئی تم کو تھوکتا بھی ہی میرے یہان روز رات کو چھ سات جوانونکا جماؤ رہتا ہی مین ہر ایک کو مُنھ نہین لگاتی سبکو راہ بتا دیتی ہون ملکہ صہبائے مینوش ہنس پڑین کہا صاحبو واسطہ خداوند ہفت پیکر کا بڑھیا نہ کہو وہ بُرا مانتی ہی کنیزین اُٹھا کر بارگاہ مین لائین کو لاسینگ ساتک کے بٹھایا بڑھیا ملکہ سے باتین کرنے لگی ہاتھ چمکاتی جاتی ہی کبھی کہتی ہی یہ چند اشعار مجھکو یاد ہین میرا آشنا تان توڑ خان گایا کرتا تھا یہ اشعار اُسی کے مُنھ کے ہین **نظم**

ہو گئے سب عضو تن سیدھے تن رنجور کے
کتنے سیدھے ہوتے ہین سانچے شگاف گور کے

رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر مین
اشک کے قطرے ہوے چھالے دہان گور کے

حسن اصلی کو نہین تکلیف آرائش سے کام
واقف شانہ نہین گیسو شب دیجور کے

شعلے داغون سے نکلتے ہین گذر ممکن کہان
جو صلے ٹھنڈے نہ کیون ہون مرہم کافور کے

دیکھیے کس طرح اُسکے روے عالمتاب کو
سامنے آنکھون کے آجاتے ہین پردے نور کے

کام آئیگی ہمارے آبلون کی پرورش
ہر زبان خار چکھے گی مزے انگور کے

دیکھتا ہون ساتھ اپنی شکل کے شکل اجل
آئینے مین تیرے چشم جو ہر ساطور کے

بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہوگئی
تیرے کشتون نے کفن پاے ردائے نور کے

روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہی
بوجھ اُترے سے قدم اُٹھتے نہین مزدور کے

دیکھنا کیا شوکت فریاد حاصل ہی ہمین
جس کے آگے تھرتھرا جاتے ہین نالے صور کے

یہ نئی تاثیر دیکھی سُنکے ہنس دیتے ہین وہ
نالے میرے قہقہے ہین خاطر مسرور کے

گوش راحت آشنا تک اپنے تو آنے تو دے
قہقہے ہو جائینگے نالے دل رنجور کے

ہوگئی آخر شب مو صبح پیشانی نسیم
بعد مدت رنگ بدلے مشک نے کافور کے

بڑھیا نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ صہبائے مینوش بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب خوب گایا کیا مزے سے بتایا بڑھیا نے مُنھ پھُلا کے سر جھکا لیا کہا واری آپ بھی بڑھیا کہتی ہین آپ کے کہنے سے مجھے بہت ناگوار ہوا لیکن آپ مالک ہین مجھسے اُٹھا نہین جاتا مگر جی چاہتا ہی چلی جاؤن آپ کو صورت نہ دکھاؤن صہبائے مینوش نے کہا بی چھمن صاحب آج شبکو

یہین رہجاؤ کل ہم بھی پھوپھی امان کے دیکھنے کو جائینگے تم اپنے گھر جانا بڑھیا نے کہا واری میرا بھی یہی دل چاہتا ہی کہ آپ سے جدا نہون نواسی گھر مین یاد کرتی ہوگی مگر نواسی جانتی ہوگی کہ کسی آشنا نے روک لیا ہوگا وہان چین سے بیٹھی ہونگی گا رہی ہونگی واری میرے گانے کا گاؤن مین شہرہ ہی جب گھر مین گاتی ہون بڑے بڑے گویے پشت دیوار پر آکر سُنتے ہین راگ پیدا کرتے ہین میری گائی ہوئی غزلین مشہور ہین بڑھیا کی چارپائی صہبائے مینوش نے اپنے خیمے مین بچھوائی کھانا وغیرہ کھا کر بڑی بی بیٹھین پٹر پٹر باتین کر رہی ہین صہبا نے پوچھا بڑی بی کوئی کہانی آتی ہی کہا واری سارا ہوشربا مین ہی نے تصنیف کیا ہی میان قمر صاحب آٹھوین دن آتے تھے مجھسے پوچھ جاتے تھے سارے ہندوستان مین ہوشربا پھیلا ہوا ہی کہیے اُسمین کا کوئی ٹکڑا بیان کرون یا اگر حکم ہو طلسم خیال سکندری مین سے کوئی ٹکڑا بیان کرون کہ بعد ہفت پیکر میان قمر صاحب اُسکو لکھین گے صہبائے مینوش نے کہا طلسم خیال سکندری کیا چیز ہی کہا واری وہ طلسم ہی کہ ارسطو نے بحکم سکندر اُسکو بنایا واری بگوش ہوش سُنیے جب سکندر پردۂ ظلمات سے پلٹے آکر صحرائے ہفت رنگ مین پہونچے نہایت صحرا سرسبز اور شاداب پایا طائران صحرائی زمزمہ سرائی کر رہے تھے نہرین نایاب پانی بصد آب وتاب موجین مار رہا تھا سکندر نے ارسطو سے کہا اُستاد یہ جنگل مجھکو بہت پسند آیا ہی اب کہ زمان مرگ میرا قریب آگیا مین چاہتا ہون کہ اس مقام پر طلسم بناؤ بعد مرنے کے ایک قصر مین میرا جنازہ رکھدینا اور لوح بنا کر صندوق مین رکھنا حضور ارسطو نے بڑے تکلف سے سات قصر بنائے کہ حالات ان قصرونکے بوقت آنے طلسم کشا کے ظاہر ہونگے تین قصر داہنے پر تین قصر بائین پر بیچ مین ایک قصر فلک رفعت بنایا عجائب وغرائب سے ارسطو نے اُن قصرونکو معمور کیا بیچ کے قصر مین سکندر نے کہا کہ جب ہم انتقال کرین تو صندوق لاکر اسی قصر مین رکھدینا یہ تو مشہور ہی کہ سفر عدم مین کوئی ساتھ نہین دیتا مگر اے وزیر ارسطو اگرچہ کوئی کسی کے ساتھ نہین جاتا سفر عدم تنہا ہوتا ہی مگر استاد تم یہ احسان کرنا کہ صندوق کے پاس بیٹھنا جب سکندر نے انتقال کیا تو ارسطو نے بموجب وصیت سکندر جنازۂ سکندر صندوق مین رکھکر اُسی قصر مین رکھا خود پہلو مین صندوق کے بیٹھا لوح طلسم صندوق مین رکھی بعد تھوڑے عرصے کے خیال جادو کہ سحر سیکھکر علامۂ دہر ہوا

اُسنے جو اس ہفت قصر کا حال سنا سحر کرتا ہوا آیا چاہا کہ قصر مین گھس جاوٗن شیر اور فیل اِسقدر
نکلے کہ خیال کے لشکر کو شکست ہوئی خیال جادو نے بعد عرصۂ دراز کے قصبے مین ایک حکیم رہتا تھا
کہ وہ ارسطو کا شاگرد تھا بصد التجا اُسکو بلاکر بہت کچھ سرفراز کیا اور حال اُن مکانون کا پوچھا اُسنے
کہا میرے اُستاد نے بنائے ہین اُسمین کوئی جا نہین سکتا خیال نے کہا مین تمکو اپنی سلطنت کا
نائب کرونگا اگر ان قصرون پر قبضہ کرادو وہ حکیم نائب ہوا اور کچھ تدبیر کر کے خیال جادو کا قبضہ کرادیا
جب خیال جادو قصر پر قابض ہوا تو اُس قصر کے متعلق ملک تا بہ ظلمات ہین خیال جادو نے سب
پر قبضہ کیا اب بادشاہ طلسم کہلائے اُسپر قبضہ کیے بیٹھا ہی اب اُس سلطنت کا کوئی ہمسر نہین جب سوار
ہوتا ہی ابر ساتھ ہوتے ہین ابرون سے مِنہ برستا ہوا ابر سفید سے موتی برستے ہوے اسقدر
غرور بڑھا کہ اپنے کو خداوند کہلانے لگا ہفت پیکر جادو جو خداوند طلسم ہفت پیکر ہی طلسم کشا
اُسکے مقابلہ مین پہونچے فوج کے جانبین مین جماؤ ہین روز طبل جنگی بجتا ہی اُدھر کے شعبدے اِدھر کے
جری بہادر ہفت پیکر کو تنگ کر دیا ہی لیکن ہفت پیکر ایک دن تخت پر غمگین بیٹھا ہی وزرا امرا
حاضر ہین ذکر طلسم ہو رہا ہی یکایک ہوا سے سرد چلی ہفت پیکر نے کہا کوئی ہمارا بھائی آتا ہی کہ دیکھا
ابر ظاہر ہوے موتی برسنے لگے ہفت پیکر نے کہا بھائی خیال جادو جاتے ہین یہ کہکے بلند ہوا
ابر کے برابر پہونچا سحر کر کے اندر ابر کے گیا خیال جادو کو دیکھا تخت پر سوار چند وزرا امرا گرد
معشوقہ اُسکی سالوس ہوشربا نامے پہلو مین بیٹھی ہی ہفت پیکر نے آکر سلام کیا پوچھا بھائی صاحب
کہان سے آتے ہو خیال نے ہنس کر کہا ای بندۂ خوابی خوب تم نے خدائی کی آخر تمھارا یہ درجہ ہوا
حمزہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہم اُسکی مدد کرتے ہین اُس سے کون لڑ سکتا ہی اگر ما بدولت حکم
کرین تو ابھی آکے وہ سجدہ کرے فرزند اُسکے ایک ایک صف شکن تیغ زن اگر اشارہ کرون تو
وہ سب آکے حاضر ہون لیکن تو تو اپنی خدائی مین مست ہی اگر تو قصر خیال پر آبے قصر عیش پسند پر
آکر سجدہ کرے تو تیری مشکل آسان کرین طلسم ہفت پیکر دلوا دین پھر طلسم ویسا ہی بنا دین
حکیم ہمارے پاس موجود ہی جس نے قصر ہفت خیال سکندری بنتے دیکھا اور اُسکی تعمیر مین
شریک رہا حکیم ارغوس شاگرد ارسطو کل فنون مین کامل ہی کہ جو تا بہ قصر خیال جسمین صندوق
سکندری ہی وہان تک پہونچتا ہی اگرچہ ارسطو اب وہان نہین ہی مگر لاش سکندر کو اب تک گلنے نہین دیا

وہ ایسا علاج جاری کریگا کہ مسلمان اپنی جان سے عاری ہوکر سجدہ کرین مین تیری اُنسے صفائی
کرادونگا مگر غرور تو سر سے نکال ہفت پیکر نے وعدہ کیا کہ مین حاضر ہونگا ہفت پیکر بارگاہ مین
اپنی آیا اب جانا ہفت پیکر کا دربار خیال مین اور خیال کا تدبیر کرنا وقت پر تحریر ہوگا جب
یہان تک بڑھیا کا بیان ہوچکا صہبا سو گئی کنیزین بھی اپنے اپنے مقام پر سوئین بڑھیا اپنے
مقام سے اُٹھی صہبا کو بیہوش کیا سامنے ایک صندوق رکھا تھا اُس صندوق مین صہبا کو بند
کردیا آپ اُسکی شکل بنکر پلنگ پر سوئی صبح کو کنیزون نے جگایا جھلائی ہوئی اُٹھی کہا صاحبو اس
صحرا مین کیون اُترے جلد مجھکو پھوپھی پاس لیچلو کبھی کسی کو خنجر مار دیا کسیکو طمانچہ مارا کنیزین بہت
گھبرائین کہ بی بی کو کیا ہوگیا خاصی سوئی تھین اُٹھتے ہی کیا ہوگیا مگر خاموش تیاری کرنے
لگین صندوق کو حکم دیا کہ خبردار اُسکو کوئی نہ کھولے اُسمین ایسی شے بند ہے کہ اُسکو جو کھولیگا
ایسی شے نکلیگی کہ اُسکو کھا لیگی کنیزین ڈرگئین کہا حضور ہم کبھی نہ کھولینگے اُسی طرح محافے مین
سوار ہوئی کنیزین ساتھ ہوگئین اس عظم و شان سے طرف رشک چمن کے چلین یہان تو
لالہ عذار نے بڑی دھوم سے چمن کی دعوت کی ناچ گانا ہو رہا ہے گائنین کیسی کیسی عمدہ
بلوائی ہین کہ جنکو اپنی خوش الحانی پر ناز ہے رشک چمن دمبدم کہتی ہے کہ ای لالہ عذار بہن مسنے
محبت خداوند مین جان دی ورنہ مسلمانون کی کیا مجال تھی اسقدر اُسکا سحر جما ہوا تھا کہ اپنی
ہمشیرہ کو قتل کرایا اور خود نکل گئی لیکن قتل طلسم کشا مین اسقدر خوش ہوئی کہ سب شعبدے
بھولی اور نقابدار زرین پوش وہ شخص ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ورنہ نسترن ایسی نہ تھی
لالہ عذار کہتی ہے خالہ امان جو گذرا سو گذرا اب کیا تدبیر کیجیے گا چمن کہتی ہے بی بی میرے ہاتھ
سے مسلمان کب بچ سکتے ہین یہ باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کی بھانجی صاحب
بی صہبا بے ہوش تشریف لاتی ہین چمن نے کہا اُس کو کہان چین جب سو کے اُٹھی ہوگی
اور معلوم ہوا ہوگا کہ مین گھر مین نہین ہون پھر اُسکو آرام کہان مین ہی نے اُسکو پرورش
کیا ہے آٹھ پہر لیے لیے پھرتی ہون چھ مہینے کی تھی کہ ماں نے اُسکی انتقال کیا مین نے کس ناز و نعم
سے اُسکو پالا کنیزون سے کہا کہ جا کر بی بی کو لاؤ کنیزین چلین دروازے پر دیکھا محافہ اُتر رہا
ہے کنیزین شکایت کرتی اُترین کہ بی بی بڑی بدمزاج ہوگئی ہین صہبا نے کنیزان چمن کو

دیکھکر مُنھ پھیر لیا کہا کہ مین تم لوگون سے بات نہین کرتی ہمکو چھوڑ کر چلی آئین گھر کاٹے کھاتا تھا کنیزون نے بلائین لین کہا بی بی ایکا یک خبر آئی کہ بی نسترن قتل ہوگئین جلد جاکر راستہ رد کو آپ کی خالہ جس طرح بیٹھی تھین اُسی طرح اُٹھ کھڑی ہوئین وہین سے سحر کیا کہ راستہ رک گیا اب بی لالہ عذار نے دعوت کی ہی کئی دن سے روک رہی ہین جانے نہین دیتی ہین سمک نے کنیزون سے سب باتین پوچھ لین باغ مین آیا دیکھا کہ باغ پر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ایک طرف لالہ عذار معلوم ہوتا ہی چمن مین آگ لگی ہوئی ہی یا باغ نے گھی کے چراغ جلائے ہین تماشہ دیکھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ چمن جہان بیٹھی ہی کنیزین حاضر ہین دیکھتے ہی چمن کو اپنے کو زمین پر گرا دیا کہا پھوپھی امان ہم تمسے بات نہ کرینگے ہمکو اکیلے گھر مین چھوڑ کر چلی آئین مین نے جو اُٹھ کر پوچھا کوئی صاف نہ بتاتا تھا جب چھوچھونے بتایا مین اُسی وقت سوار ہوئی منزلونکی مصیبتین جنگل کی آفتین خداوند ہفت پیکر نے لاکر آپ سے ملایا چمن نے اُٹھ کر بلائین لین گود مین اُٹھا لیا کہا بی وہ ایسا ہی وقت تھا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا وہین سے سحر کرتی ہوئی آئی بڑی بات یہ ہوئی کہ راستہ رک گیا ورنہ طلسم کشا قصر عشرت تک پہونچ جاتا ہر چند کہ قدرت نے وہ سامان کیے ہین کہ جب لشکر کشی کرینگے تو گاو زمین بار نہ اُٹھا سکیگی مگر پھر بھی صدہا ملک فتح ہوگیا لیکن بڑے ساحر مصاحبان خداوند باقی ہین وہ سب لشکر کشی کرکے آئینگے سمک نے یہ سب باتین سُنکر کہا خالہ امان آپ کے آنے کے بعد ایک معرکہ گذرا آپکے نہونے کے سبب سے مین پڑی رو رہی تھی روتے روتے سو گئی دیکھا خداوند ہفت پیکر کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ کیون روتی ہی خالہ تیری طلسم کشا کو روکنے گئی ہی لیکن تجکو دو کمال دیتا ہون ایک تو کمال علم موسیقی دوسرا کمال ساقی گری جب جلسۂ عیش مین ساقی گری کریگی ہم بھی آئینگے تیرے ہاتھ سے شراب پئینگے پہلے علم موسیقی کا امتحان کیجیے آپ جانتی ہین کہ مجھکو اشعار کے نام سے نفرت تھی اب صدہا غزلین کاملین کی یاد ہین سماعت تو فرمائیے یہ کہکے بایان کھینچا سید ھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنے لگی یہ اشعار عاشقانہ بڑے لطف سے شروع کیے

نظم

راتون کو بھی وہ آکے کئی بار رہ گیا ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا
تو شب کو آتے آتے جو اے یار رہ گیا کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا
چندے یونہی جو ہجر کا آزار رہ گیا سن لینگے آپ مرکے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ بہر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہون اسطرح سے بسر کوے یار مین
در سے اُٹھا دیا پس دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

جلتے جو دیکھا چاہنے والونکو دھوپ مین
دیوار پر وہ سایۂ دیوار رہ گیا

تاب سزاے زلف محبت نہ لا سکے
سب چلدیے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کافر کی قبر مین بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا

زندان عشق چھٹ گئے مذہب کی قید سے
کنٹھا رہا گلے مین نہ زنار رہ گیا

جاتا ہوا نہ وادی وحشت مین اکی سال
پیا سا لہو کا میرے سر اک خار رہ گیا

اُمڈا پھر آج عاشق گریان کے سامنے
کس دن مین تجھسے ابر گہر بار رہ گیا

خوف خدا تھا ورنہ زمانے کو پھونکتا
مین گرتے گرتے آہ شرربار رہ گیا

کیا آمد خزان ہی صبا کیا ہوا چلی
کیون زمزمون سے بلبل گلزار رہ گیا

کہتے ہین جان رند نے دی کوے یار مین
دار الشفا مین مرکے یہ بیمار رہ گیا

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ چمن نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا بیشک یہ کمال تمکو خداوند نے دیا ساقی گری کا بھی امتحان کرو سمک نے کہا کلید میخانہ مجھے دیجیے چمن نے کنجی دی سمک نے جاکے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے کنیزین یہ خبر سنکے دوڑین بوتلین اُٹھا کے لیجانے لگین ایک پچاس گلابیان شراب ارغوانی سے آراستہ کرکے سمک محفل مین لایا لاکر سامنے چمن کے رکھین چمن نے دیکھکر آواز دی بیٹا کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ دل چاہتا ہی پیجیے سمک نے کہا اب کمال دیکھیے یہ کہکے پانون مین گھنگرو باندھے بھاری جوڑا پہنا کھڑی ہو کر گت ناچنے لگی قضاے کار لالہ عذار جادو جو یہان کی حاکم ہی انتظام کرتی پھرتی ہی جانتی ہی کہ میرے گھر مین چمن مہمان ہی اُسکو کوئی تکلیف نہو کہ دفعتہً خیال آیا کہ قصر آفت خداوندی چل کے دیکھون کیا معرکہ ہی گیارہ کنیزان ساحری اس قصر مین رہتی ہین ڈھول بجا کے گایا کرتی ہین اس قصر مین لالہ عذار آئی دیکھا وہ سب کنیزین سرنگون بیٹھی ہین لالہ عذار کو دیکھکر سب نے سلام کیا لالہ عذار نے کہا کیون

بی بیوہ خاموش کیون ہو آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی یا کچھ اور خیال ہی مجھ سے تو ظاہر کرو کنیزون نے کہا ای لالہ عذار اسکا افسوس ہی کہ تونے چمن کی دعوت کی اسباب عیش و نشاط و شراب و کباب مہیا کیا کوئی تکلیف نہین پہونچائی لیکن آج سامان رنج و ملال ہین تم استقبال کر کے کسے لائی ہو لالہ عذار نے کہا بیبیو بھانجی بی چمن کی صہبائے مینوش آئی ہی اور محفل مین کون آئیگا ایک نے کہا بوا صاف صاف بیان کرو دیر نکرو ایسا نہو اُسکا دست ظلم چل جائے عیار طلسم کشا عیاری مین یکتا اُسکے ہاتھ سے سامری و جمشید بچائین اُسکا مہتر سمک یلداقی تام ہی وہ شراب لیکر آیا پلائی اور غضب ہوا ای لالہ عذار جلد اپنے کو پہونچاؤ چمن کو اور ساری محفل کو بچاؤ لالہ عذار گھبرا کر نکلی کہ ابھی جاتی ہون جاکے نگوڑے کو گرفتار کرون یہان سمک نے گھنگھرو باندھے ہین گت ناچ رہا ہی ناچتے ناچتے جام بلورین لبریز کیا سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا کہ لالہ عذار نے پکار کر آواز دی او مکار خبردار چمن کو شراب نہ پلانا ای بی چمن ہوشیار رہو چمن نے جام ہاتھ مین لیا چاہتی ہی یون آواز لالہ عذار کی سُنکر شراب پر نگاہ تند ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑگئی لالہ عذار نے برق چمکائی کہ برق سمک پر گری سمک کا رنگ و روغن چہرے سے اُڑگیا لڑکھڑا کے سامنے چمن کے گرا لالہ عذار نے قریب آکے مُشکین باندھین چمن نے لالہ عذار کو قریب بلایا کہا بیٹا تجھے کیونکر معلوم ہوا لالہ عذار نے عرض کی مین آج کئی دن کے بعد قصر آفت مین گئی کنیزان سامری نے مجھکو خبر دی مین آکر پہونچی جو اُنھون نے کہا تھا وہی دیکھا گرفتار کر لیا اِسکو قتل کیجیے یہ بڑا طلسم کشا کا مددگار ہی آٹھ پہر عیاری کرتا ہی بڑے بڑے جادوگر اِسنے مارے اگر اِسکو قتل کیا تو زور طلسم کشا کا ٹوٹ جائیگا چمن نے اشارہ کیا جلادونکو بلاؤ لالہ عذار نے فوراً انتظام کیا یعنے دار مین استادہ ہوئین جلاد شلنگین لگانے لگا آوازین دیتا تھا ای ملکۂ عالم ذرا سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین چمن نے کہا اِسکے قتل مین افسوس کیا جون جون قتل کا سامان ہوتا ہی سمک گھبرا رہا ہی اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای مالک بینیاز ای رب کارساز مجھکو بچائے نظم

تو دونون جہان کا بادشاہ ہی
امداد تری شفیق سب کی

جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی
انسان کے آب و گل مین تو ہی

توفیق تری رفیق سب کی
آنکھون مین نظر مین تل مین تو ہی

تو باغ مین گل ہی گل مین خوشبو	حاضر غائب ہی ہر جگہ تو	واحد شاہد احد تو ہی ہی
باری باسط صمد تو ہی ہی	انسان مین سوائے خاک کیا ہی	جو کچھ ہی ترا دیا ہوا ہی
صنعت تری مہر و مہ سے روشن	تیری قدرت سے دشت گلشن	جاری ترا حکم بحر و بر مین
جلوہ ہی ترا گل و ثمر مین	عزت جسے دے عزیز ہو جائے	تو جسکو بنادے چیز ہو جائے

بیقرار ہوکے جو سمک نے دعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا احمر گلگون پوش وزیرزادی شفق کی کہ سمک کے گانے پر عاشق ہی محفل کو جو سمک سے خالی پایا کہا ای ملکہ شفق مہتر والا گہر عیاری کرنے باغ لالہ عذار مین گئے آپ واقف ہین کہ وہان قصر مین کنیزان سامری موجود ہین جسوقت لالہ عذار پوچھے گی وہ کنیزین سب حال بتادینگی شفق نے کہا مجھکو بھی اِسکا خیال تھا مگر وقت پر یاد نہ رہا کہ مہتر صاحب کو آگاہ کردیتی احمر نے کہا تو مین جاتی ہون لیکن اگر وہ گرفتار ہوگئے تو مجھسے دیکھا نجائیگا فوراً گر پڑونگی احمر و شفق چلین اُسوقت پہونچین کہ جلاد خنجر کھینچکر چلا ہی چاہتا ہی سمک کو قتل کرے سمک حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی احمر نے گھبرا کر کہا حضور جلاد خنجر مارا چاہتا ہی شفق نے جھولی سے چکر نکالا جلاد پر کھینچ مارا جلاد کا سر اُڑ گیا چمن نے کہا ارے یہ کیا ہوا لالہ عذار نے کہا مین تو سوچ رہی تھی کہ وقت پر اسکا غیب سے کوئی معین و مددگار ضرور آئیگا کسینے سحر کیا جلاد کا سر جو لوٹ رہا تھا چمن نے پکار کر آواز دی ارے تجھے کس نے قتل کیا اپنے قاتل کا نام بتا وہ سر قہقہہ مار کر خوب ہنسا پکار کر آواز دی آپ کے غلام کو شفق خونخوار نے مارا چمن نے یہ سُنکر آواز دی اگر بی شفق آگئین تو موت اُنکے ساتھ ہی یہ کہکے چمن نے سحر کیا ابر پھٹا ملکہ شفق و احمر ظاہر ہوئین چمن نے پکار کر آواز دی ای شفق تجھکو کیا نفع ملا کہ طلسم ہفت پیکر کی بربادی مین مصروف ہی یہ کہکے دوسرا سحر کیا چمن و شفق سے سحر ہونے لگا گر احمر گلگون پوش نے جو اتنی مہلت پائی تڑپ کر گری سمک کو پنجہ دیکر اُٹھا لیا سمک ہر چند چیخا کہ ملکہ مجھکو رہا کرو احمر اُٹھا کر آسمان پر لائی چمن نے پلٹ کے دیکھا کہ احمر سمک کو لیے جاتی ہی آواز دی ای لالہ عذار لینا لالہ عذار نے گولہ مارا کہ احمر لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی مگر سمک کو قید سے رہا کرچکی تھی سمک بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا لالہ عذار نے گولہ مارا احمر کا سر زخمی ہوا لالہ عذار نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون شفق

برق بنکر لالہ عذار پر گری لالہ عذار کے دو ٹکڑے ہوئے چمن نے جو دیکھا کہ لالہ عذار قتل ہوگئی
وہین سے سحر کیا کہ احمر و شفق دونون زمین پر گرین سحر فراموش ہوا دونون تڑپ رہی ہین
چمن نیمچہ لیکر چلی کہ دونونکا سر کاٹ لون کنیزین دس بیس کھڑی ہین کہ ایک کنیز نے آواز دی
حضور آپ تکلیف نہ کرین مین دونون کو قتل کرتی ہون خداوند ہفت پیکر قصر عشرت سے آواز
دے رہے ہین کہ دونون کا سر کاٹ لو پلٹ کے چمن نے دیکھا کہ ایک کنیز نہایت کمسن جوڑا
گلنار پہنے ہوئے گلوری کلے مین دبی ہوئی خنجر برہنہ کھینچے ہوئے قریب چمن کے آئی کہا وارہی
دیکھیے قصر عشرت معلوم ہوتا ہی قدرت تخت پر بیٹھے ہین صحبت عیش آراستہ ہی فرما رہے ہین کہ
عمر طلسم نہین گذری سب مطمئن رہین ابھی ہم طلسم نہ برباد کرینگے طلسم کشا صبح یا شام مین قتل
ہوا جاہتا ہی چمن جو پلٹی کہ دیکھون قدرت کیا فرماتے ہین جیسے ہی چمن پلٹی کنیز نے کوکھ پر خنجر مارا
کہ چمن کا شکم چاک قصہ پاک ارے کہکر زمین پر گری تمام کنیزین دوڑ پڑین سب نے ملکر سحر کیا
سمک کے پانوئن زمین نے تھام لیے کنیزین چلین کہ قتل کرین شفق خونخوار نے ایک چکر مارا
کہ دس بیس کے سر اُڑ گئے احمر نے بھی بڑھکر سحر کیا کہ کئی کنیزین مر کر گرین شفق نے گولونکی
بوچھار کر دی جو جادوگرنیان تھین مر کر گرین غیر ساحرہ ہاتھ باندھکر سامنے آئین کہا حضور
ہمکو ہمارے گھرون سے اُٹھا لائی تھین کام خدمت لیتی تھین شفق نے اُن سب کو آزاد کیا
مال دہان کا سب لیکر مزدورونکے سر پر لدوایا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین یہان طلسم کشا
بیٹھے تھے کہ ایک دنّاٹا ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے سواران زرین پوشان کا جو سپہ سالار تھا
اُس نے عرض کی حضور چمن قتل ہوئی سامنے سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ
کنگورے قصر عشرت کے معلوم ہوتے ہین رستم نے کہا اُن تینون کا نشان معلوم ہو تو کوچ کرین
یہ ذکر تھا کہ سمک یلداقی و شفق خونخوار و احمر گلگون پوش آکر پہونچے احوال قتل چمن بیان کیا
نذر فتح دی اور عرض کی کہ اب مقابلہ ہفت پیکر سے باقی ہی کل حضور کوچ کرین دوپہر ڈھلتے
ڈھلتے قریب قصر عشرت کے پہونچ جائینگے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر طلسم کشا آفتاب
فلک سیر کاہن و تمام جادوگرنیان ملکہ مقناطیس و مشکبار و نوبہار و سرداران غیر ساحران
مع دیوانہ شریر مردم درو آلاگرد و مالاگرد وغیرہ سات لاکھ غیر ساحر و تین لاکھ ساحر اور

شہرت مرصع پوش و نہنگ بحری و ماہی سحر غیر ساحرون مین جارو ق دعیوق و مہلال
نودس لاکھ کا لشکر سواران زرین پوش لشکر طلسم کشا دیکھکر بہت خوش ہوے ہنگام وحشی
شالنگین لگانے لگا دو ہزار شاہزادے افسر اُن کا نعمان تاجدار افسرون سے افسر ملے شفق
نے جو شہرت مرصع پوش کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر شرما گئی سرداروں سے سردار ملے رستم
نے حکم دیا سویرے سے لشکر تیار رہو ہم بعد نماز سوار ہونگے شام ہی سے تیاریان ہوئین
لشکر مین ہلڑ ہی کہ کل صبح کوچ ہوگا مقابلہ ہفت پیکر مین پہونچین گے معشوقان پری چہرہ
خوش خوش پھر رہی ہین کہ دیکھین اب ہفت پیکر کیا کرے گا رستم پہر رات گئے تک دربار مین
بیٹھے پھر دربار برخاست کیا بارگاہ مین اپنی آئے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا خیال مین
معشوقون کے نیند نہ آئی دو پہر رات گئے آنکھ کھل گئی گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے ٹہلتے ہوے
دربارگاہ پر آئے کہ ایک صداے دردناک کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ آفت دیدہ یہ
کہکر رو رہا ہی کہ اے فلک کج رفتار اے گردون غدار کاشکے میرا خاتمہ ہوا اب کشاکش
نہین اُٹھتی فراق نے نہایت پریشان کیا یہ فراق تا بہ قبر ساتھ جائیگا ہمارا ساتھ نہ چھوڑے گا
رستم نے جو یہ صداے دردناک سُنی بیقرار ہوگئے طرف اُس صدا کے متوجہ ہوے راہ مین
اکثر سردار ملے اُنھون نے پوچھا ہی کہ حضور اس اندھیری رات مین کہان جاتے ہین رستم
نے فرمایا ایک غریب کے رونے کی آواز آتی ہی اُس کو دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے آگے بڑھے
لشکر سے نکلے صدا اُسی طرح آرہی ہی رستم پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک جوان
پھٹا ہوا لباس پہنے ہوے تاج ڈھلکا ہوا بیٹھا رو رہا ہی رستم نے قریب جاکر سلام علیک
کی اُس جوان نے جواب دیا لیکن سر جھکائے ہوے نہ بولتا ہی نہ آہ کرتا ہی رستم نے ہاتھ پکڑ کے
ہلایا کہا اے برادر براے خدا اس بات کا جواب دو کہ تم کون ہو جنگل مین بیٹھے کیون روتے
ہو اُس نے عرض کی تقدیر مین رونا لکھا ہی جانتا ہون کہ میری قسمت برسر پرخاش ہی تقدیر
کا نوشتہ اس طور پر تھا جو یہ انجام ہوا اگر آپ بے پوچھے نہ چھوڑین گے تو اصل کیفیت یہ ہی
یہان سے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ نیلگون لقب باپ کا نیلگون تاجدار نام اور میرا نام شفق
تاج بخش ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون ایک دن براے شکار آیا بتلاسے بلا ہوا ایک

نخل پر ایک طائر بیٹھا تھا مجھکو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا مین نے تاک کر تیر مارا سر پر پڑا طائر تڑپ کر زمین پر گرا غلطک مار کر ایک پریزاد حسین کی شکل بنا سر سے خون بہتا ہوا وہ صورت زیبا جو مین نے دیکھی ہاتھ باندھکر دوڑا اُسنے پکار کر آواز دی او ظالم زخمی کر چکا اب کس دل سے تجھکو صورت دکھاؤن کیون کر اپنے وطن جاؤن خیر جب کبھی دل چاہے اِسی جنگل مین ڈھونڈھ لینا مین اس مقام پر مل جاؤنگی لیکن بیان کرو کہ تم کس وجہ سے یہان آئے مین نے جواب دیا کہ شکار دوست ہون شکار کھیلنے مین یہ سانحہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا نخل جو پہلو مین ہے اُس سے ایک ضعیفہ عورت یہ کہتی ہوئی آئی کہ او گلرنگ پری یہ انسان ہین ان لوگون سے امید وفا کہان یہ کہکے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کھینچا وہ نہ جاتی تھی زبردستی کھینچتی ہوئی لیگئی پلٹ پلٹ کے مجھکو دیکھتی تھی سامنے جو نخل ہے اُسمین جا کر دونون غائب ہوئین اُنکا نظرون سے چھپنا کہ ولولۂ جنون نے یہ نوبت بہم پہونچائی اب دیکھون فلک کیا دکھائے منظور یہ ہے کہ تڑپ تڑپ کے اِسی مقام پر جان دون اب اہل شہر کو جا کر کیا مُنھ دکھاؤن کس سے پوچھون کہ کیون صاحب انجام محبت یہی ہوتا ہے محبت کرنے والا اپنی جان کو روتا ہے آپ اپنے نام نامی سے مجھے آگاہ کیجیے آپکے چہرے سے آثار جلالت ہویدا اور آشکار ہین رستم نے اپنا نام مفصل بتایا وہ قدمو نسے لپٹا جاتا ہے کہتا ہے برائے خدا یہ بتائیے کہ وہ صورت زیبا پھر دیکھنا نصیب ہوگی وہ بھولی بھولی شکل آنکھون کے نیچے پھرتی ہے دل کی یہ کیفیت ہے کہ مرغ بسمل ہے نظم

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور چرکا دیا جلادنے جاتے جاتے

خط نے اُس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

کیا چڑھو گے نہ کسی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے

آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

آزماتا ہون محبت مین مین ظرف دل کو
درد و غم اسمین کہانتک ہین سماتے جاتے

نزع مین تھا مین تمھین منھ سے اُلٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جاے گا جاتے جاتے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگیگی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہی کون
خود حذر کرتا ہون اس راہ سے آتے جاتے

اشک آنکھون سے نکلتے ہین بہ سرخی مائل
چشم بد دور نئے رنگ ہین لاتے جاتے

شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لاتے نہ سہی
فاتحے کے تو لیے ہاتھ اُٹھاتے جاتے

ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی سینے مین رُکنے لگی آتے جاتے

ہوئی دربان تلک اُس کے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ ہمین اُس کوچے مین آتے جاتے

راستہ روک کے کہلونگا جو کہنا ہی مجھے
کیا ملے گا نہ کبھی راہ مین آتے جاتے

آپ مین ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا
کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے

قصد صحرا کا ہی دیوانون کا لڑکے ہین کدھر
راستے والونکو آگے سے ہٹاتے جاتے

مین جبھی دے چکا ہون خط غلامی صاحب
جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے

ہوتی جاتی ہی عداوت اُسے ہمسے افزون
نقش حُب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے

قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا
ہم کدھر جوش جنون خاک اُڑاتے جاتے

چاہنا ترک کر و یا نکرو ہو مختار
نیک و بد رند تمھین ہم ہین جتاتے جاتے

شفق تاج بخش رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی رستم تسکین دیگر فرماتے ہین کہ ای برادر نہ گھبراؤ ہم تمھارے معشوق سے تمھین ملا دینگے پردۂ قاف مین ہماری عملداری ہی ہماری مادر گرامی ملکہ آسمان پری اور بہن ہماری ملکہ قریشۂ سلطان چھبیس پردونکی بادشاہ ہین یقین ہی کہ وہ پریزاد ہماری والدۂ ماجدہ کی خراج گزار ہو زیادہ نہ بیقرار ہو اپنے کو سنبھالو ہم نامہ لکھکر دریافت کرینگے پریزاد کو بُلوائینگے تمھارے ساتھ اُسکا عقد کرینگے مگر شفق تاج بخش قدمون سے لپٹا ہوا رو رہا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی باپ اُس کا نیلگون تاجدار بیٹے کو تلاش کرتا ہوا آپہونچا تخت پر سوار بارہ ہزار فوج پشت پر لوگ جنگل مین ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین باپ کلیجہ پکڑے ہوئے کہتا ہی ساتھ والون سے میرے نور نظر کو کہان چھوڑا شاید خدا نہ خواستہ کوئی شیر بھیڑیا کھا گیا اسی جنگل مین تڑپ تڑپ کے جان دونگا اُسکی مان کو کیا منھ دکھاؤنگا وہ گرفتار دام حسرت و یاس کہیگی کہ میرے فرزند کو کیا کیا ایک وزیر نے بڑھکر عرض کی وہ سامنے آپ کا فرزند بیٹھا ہی ایک آفتاب جمال سے

باتین کر رہا ہی نیلگون تاجدار تخت سے کود ا روتا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا ای یاور غریبان ای ناصر بے کسان آپ جو اس سے باتین کر رہے ہین انکا ظہور ہوگا رستم نے کہا نہ گھبراؤ جو کہتے ہین وہی کرینگے ہمارے قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان نے صدہا بندگان خدا کی مشکل آسان کی جو جس سے وعدہ کیا کبھی اُس مین فرق نہین پڑا مین نے اپنے کام سے ہاتھ اُٹھایا جب تک انکی مشکل نہ آسان ہوگی اپنا کار ضروری نکرونگا مقابلہ ہفت پیکر مین نہ جاونگا نام ہفت پیکر سنکر باپ بیٹے کانپنے لگے گھبرا کر پوچھا کہ ہفت پیکر سے مقابلہ کا کیا سبب ہی رستم نے فتاحی طلسم ہفت پیکر کا حال بیان کیا کہ ہفت پیکر ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر قصر عشرت مین آکر بسا ہی اب اُسی سے مقابلہ باقی ہی مرحلہ جات فتح ہوے آج اُس کے مقابلے مین پہونچ جاتے کہ مین تمہاری صداے دردناک سنکر اِدھر چلا آیا نیلگون تاجدار نے کہا ای شہریار ہفت پیکر نے آپ کے مقابلے کے واسطے کل اپنے خراج گزارون کو نامے لکھے ہین اسقدر فوجین آئینگی کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکیگی رستم نے کہا خدا مالک ہی جس نے یہان تک پہونچایا وہی اُسکا غرور مٹائیگا ہمکو مظفر و منصور کریگا اُس ملعون و نجس نے دعوی یکتائی کیا ہی اور لاکھون بندگان خدا برگشت کیے ہم لوگون نے بڑے صدمے اُٹھائے کئی سال گذرے اسی سرحد مین لڑتے ہوے عنایت خدا سے یہان تک پہونچے نیلگون تاجدار نے کہا میرے قلعے مین چلیے وہان سے چلکر تدبیر کیجیے مرکب باساز حاضر کیا رستم سوار ہوے اور نیلگون و شفق تاج بخش کو لیکر طرف قلعے کے چلے دس بارہ کوس راستہ طی کیا تھا کہ آواز توپ کی کان مین آئی نیلگون نے گھبرا کر کہا یہ آواز تو میرے قلعے سے آتی ہی ہرکارے جھپٹ کر دریافت کرین کہ قلعے کو کسنے گھیرا ہی ہرکارے روانہ ہوے رستم نے نیلگون سے پوچھا نیلگون نے کہا ظاہر مین تو میرا کوئی حریف نہین رستم نے کہا مین بڑھکر دیکھون نیلگون نے کہا مین اکیلا کیونکر آپ کو جانے دون شاید کسی قزاق نے قلعے کو گھیرا ہو یہ خبر مل گئی ہو کہ آج کل باپ بیٹے قلعے مین نہین ہین چلکر قلعے کو لوٹ لین اب لشکر کو بڑھا کر لے چلیے میرا وزیر صائب تدبیر قلعے مین ہی اُسنے سامان کیا ہوگا توپ وغیرہ آراستہ کی ہوگی رستم نے گھوڑا بڑھایا سارا لشکر بڑھا اس نخلستان کو طی کر کے سامنے سے قلعہ دکھائی دیا سبنے دیکھا کہ کسی سرحد کے دیودارین لیے دور کھڑے ہین مگر ایک

دیو زاغ نول ہاتھ مین لیے ہوے طرف قلعے کے جاتا ہی اہل قلعہ گولے مار رہے ہین نالہ وفریاد
کرتے ہین کہ خداوند ہفت پیکر بچایئے وہ دیو گولون کو نہین مانتا جب گولہ سامنے آتا ہی زاغ
نول مار دیتا ہی گولہ اُلٹا پلٹ کر خندق مین گرتا ہی اس طرح راہ کوطی کرتا ہوا جاتا ہی رستم نے کہا ای
نیلگون یہ تو دیو زادون نے قلعے کو گھیرا ہی مین جاکے اُسکو روکتا ہون شفق تاج بخش رونے
لگا کہا آپ سے میری زیست کا سہارا ہی اتنے بڑے دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا اُدھر سب
دیوزاد دور سے غُلغُلہ کر رہے ہین کہ ای اہل قلعہ کیون شامتین آئی ہین سب کو آکر کھا جاینگے
فقط بادشاہ کے بیٹے کو ہمین حوالے کردو وہی ہمارا حریف ہی کہ رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ
تمام صحرا گونج گیا آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہی طرف قلعے کے نہ جانا پہلے مجھ سے مقابلہ کر جسکا
تو جویا ہی وہ ہمارے ساتھ ہی منم فرزند صاحبقران اُس دیو نے جو نام صاحبقران کا سُنا کانپنے
لگا رستم مقابلے مین اُس دیو کے پہونچے اُس دیو نے زاغ نول کو چرخ دیا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ کیبتان پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہ زاغ نول کے دو ٹکڑے ہوے
جب زاغ نول کٹا اُس دیو نے چنگل مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تو دیو مثل الف کے
سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا کشتی ہونے لگی رستم نے دو تین گھونسے مارے کہ دیو چیخنے
لگا غل مچاتا تھا کہ او آدمی مجھے چھوڑدے تو فرزند کوچک سلیمان ہی جنھون نے عفریت کو مارا
سمندون ہزاردست کو قتل کیا تمام پردۂ قاف مین اپنا سکہ جاری کردیا مین تجھسے کیا لڑونگا
مجھے چھوڑدے دو گھڑی کی کشتی مین رستم نے کولے پر لادکر زمین پر مارا کہ زمین تھرا گئی کود کر سینے
پر سوار ہوے کندۂ زانو سے دباکر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اس قلعے پر آنے کا
کیا باعث ہوا دیو نے کہا ای شہریار دیو فولاد مردار خوار کا ملازم ہون وہ ملکہ گلرنگ پری
پر عاشق ہی فغفور چین کہ باپ ہی ملکہ کا اُسپر لشکر کشی کرکے آیا تھا فغفور سے پیغام وسلام کر رہا
تھا کہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ ایک آدم زاد نے ملکہ کو زخمی کیا اُسنے بُلا کر مجھکو حکم دیا کہ جاکر سب کو
قلعے مین کھا جاؤ غلام آپکی خدمت سے مشرف ہوا آپ کی اطاعت مین کیا عذر ہی آپ کا مذہب
بخوشی اختیار کرتا ہون بڑے بڑے شاہان جلیل آپ کے والد کے ہاتھ سے مسلمان ہوے
رستم نے اُسکو مسلمان کیا اُس نے اُن دو سو دیوزادون کو آمادہ کرکے مسلمان کیا اسکو لیکر

رستم قلعے مین آئے مقام صدر پہ آکر بیٹھے سردار گردشفق تاج بخش رستم کے آگے فرش ہوا جاتا ہی عرض کرتا ہی ای آقاے نامدار سو معشوقین آپ کے ناخن پا پر نثار ہین آپ کا تشریف لانا باعث برکت ہوا اب کیا تدبیر ہوگی دیو لیمان نے عرض کی افسر ہمارا یہ وعدہ کرکے آیا ہی کہ اگر فغفور جنی نے شادی بخوشی کردی تو فبہا ورنہ بغیر معشوق کے لیے نہ پلٹونگا رستم نے کہا ای یاران ہمکو لیچلو آخر ایک تخت پر رستم اور شفق تاج بخش بیٹھے دیو تخت لیکر اُڑے یہان فولاد نے چند نامے فغفور کو لکھے فغفور نے جواب صاف دیا کہ ای فولاد پریزاد و دیوزاد سے مواصلت نہین ہوتی لہذا ہمکو نہ ستاؤ پلٹ جاؤ آئندہ جو تمھارے مزاج مین آئے فولاد نے طبل جنگی بجوایا فولاد کے ملازم جو جنات ہین اُنھون نے بہت فولاد کو سمجھایا کہ فغفور سچ کہتا ہی دیوزاد و پریزاد سے آج تک مواصلت نہین ہوئی اپنی قوم مین سبکو اختیار ہی فولاد نے نہ مانا کہا کل ٹکڑے ٹکڑے قلعہ لونگا اور معشوق پر بھی قبضہ کرونگا اب وطن مین کیا پلٹکے جاؤن کیا مُنھ دکھاؤن مین کہکر آیا تھا کہ شادی کرنے جاتا ہون عزیز دار یہی کہین گے گئے تھے ایک جن پر زور نہ چلا فغفور نے جواب صاف دیدیا پلٹ آئے ایسے ایسے لاف وگزاف کرکے طبل جنگی بجوایا ہرکارہ نے فغفور کو خبر دی ملازمان فغفور نے عرض کی حضور بھی طبل جنگی بجوائین غلام اپنی جان لگا دینگے قلعے مین نہ آنے دینگے اُس سنگ دل پر پتھرون کی بوچھار کرینگے فغفور نے بہ مجبوری طبل جنگی بجوایا گلرنگ پری نے جو یہ معرکہ دیکھا جام زہر بھر کر کہا ہی کہ مین اپنی جان دونگی مگر اِس دیو کے ساتھ نہ جاؤنگی چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دیو فولاد میدان مین آیا دیکھا قلعہ آلات حرب وضرب سے آراستہ ہی منجنیقین چڑھی ہوئی ہین اُنپر پتھر سو سو من کے نصب ہین فغفور جنی کرسی پر بیٹھا ہی تمام جنات چہار جانب سے گھیرے ہوے ہین سامنے سے آکر فولاد نے پکار کر آواز دی ای فغفور جنی کیون جان دینے پر آمادہ ہوے ہوا ایسے گھروندے بہت سے مین نے بگاڑ ڈالے ہین بہتر یہ ہی کہ نکل آؤ اور میری معشوقہ مجھکو دیدو گلرنگ پری نے کہ ایک گوشے مین بیٹھی ہی جام زہر آگے بھرا ہوا رکھا ہی خنجر ہاتھ مین کھنچا ہوا ہی جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی لاشہ ہمارا لیجائیگا زندہ نہ پائیگا فولاد نے جو یہ باتین گلرنگ سے سُنین مثل ابر گڑگڑایا طرف فوج کے پلٹا کہا کہ یارو کیا ارادہ ہی

سب نے عرض کی حکم کی دیر ہے ابھی پامال کر ڈالین معشوق کو حضور کے لے آئین یہ سُنکر فولاد نے اشارہ کیا کہ ہان لینا کئی ہزار دیو لینا لینا کہکر چلے قلعے سے منجنیق پڑنے لگے سو سو من کے پتھر جو دیوزادون پر پڑے کئی سو نرہ دیوون کے سر پھٹے اب تو سب کے پانون اُٹھگئے یہ کہتے ہوے پلٹے کہ گوشت مٹی کی لڑائی ہے کیونکر وہان تک پہونچین وہان پتھر برس رہے ہین بھاگ کر دور رکھڑے ہوے کہتے ہین ای افسر ہم مجبور و ناچار ہین پتھرون نے سخت حیران کیا کئی ہزار منجنیق چڑھی ہوئی ہے کیونکر ان وارون کو روکین کیونکر وہان تک پہونچین اہل قلعہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیوزاد بھاگ کر دور رکھڑے ہوے غُلغلہ کرنے لگے وہ مارا وہ بھگایا فولاد کو بہت ناگوار ہوا کلھاڑا اُٹھایا کاندھے پر رکھا جھومتا ہوا چلا فغفور نے کہا یار وہ تنہا آتا ہے سب نے کہا کیا مجال جو آسکے پھر پتھر برساتے ہین یہ کہکر پتھر برسانے لگے مگر فولاد کا یہ حال ہے کہ پتھر سامنے آیا اُسپر کلھاڑا مار دیا پتھر اُلٹا پلٹ کر خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا اُسے پامال کیا اسطرح پتھرون کو رد کرتا ہوا فولاد جاتا ہے ملازمان فغفور نے عرض کی حضور وہ سنگدل پتھرون کو نہین مانتا رد کرتا ہوا چلا آتا ہے فغفور نے بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر نظم

بر فگن ای دلربا از چہرۂ انور نقاب	نیست شایان بر عذار تیرہ اکبر نقاب
پرتو افگن بر فلک ہرگز نہ گشتے مہر و ماہ	چہرۂ پر نور تو بودی اگر اندر نقاب
پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود	می نماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب
پردہ بر روے منور مانع دیدار نیست	ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب
دیدۂ نادیدہ دیدار روشن میشود	گر ببیند از ہی زچہرہ ای مہ انور نقاب
جان می خواہد کہ در پردہ بود آن جان جان	کی پسندد دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب
اہل بینش می شناسندش ز ہر طرز و طریق	خواہ باشد روبرو و خواہ باشد در نقاب
ہند یا بیشک قصور اندر نظر داریم ما	ورنہ بر چہرہ نہ دارد یار مہ پیکر نقاب

گلرنگ پری بھی دعائین مانگ رہی ہے کہ ای معبود اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بدعت سے

اس ظالم کی مہلت دے فولاد چلا آتا ہی واضح رہے کہ یہ جنات وغیرہ خراج گزاران ملکہ آسمان پری ہین خراج اِن سب کا خدمت ملکہ آسمان پری مین جاتا ہی صاحبقران جو اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہے اِنھین ممالک کو فتح کرتے تھے اور رگزوسکہ ملکہ آسمان پری کا جاری ہوتا تھا جب صاحبقران چلے گئے تو ان سب نے وہی طریقہ رکھا مسلمان ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای خالق جزوکل دیکھیے کیونکر بچین مگر جب قلعہ فتح ہوگا تو لڑبھڑکر اپنی جان دینگے جب ملکہ چاہتی ہین کہ جام زہر پی لون یا خنجر مار لون کنیزین لپٹ جاتی ہین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین جب لونڈیان مرجائنگی تب آپ کو اختیار ہی فولاد لڑتا بھڑتا پتھرون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے آیا نعرہ کیا کہ ای فغفور مین نے قلعہ لے لیا اب جو قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چنگل مار مار کے سب کو کھا جاؤنگا آخر تُنے میرا کہنا نہ مانا کئی سو دیونژاد جو میرے مارے گئے ہین اُنکا بدلا لونگا ایک جن کو زندہ نہ چھوڑونگا بڑی تکلیف اُٹھا کے آیا ہون اُسوقت اہل قلعہ کی بیتابی ملکہ گلرنگ پری ہر چند چاہتی ہین کہ مین اپنی جان دون کنیزین لپٹ جاتی ہین غریو بلند ہوتا ہی دیو فولاد کھڑا ہوا جھوم رہا ہی ہر مرتبہ کلھاڑا اُٹھا کر چاہتا ہی کہ پھاٹک توڑدون پھر رُک جاتا ہی چونکہ گلرنگ پری پر عاشق ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی ای رجان جہان ای آرام دل مشتاقان نظم

دل قابل محبت جانان نہین رہا
وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہین رہا

ٹھنڈا ہی گرم جوشی افسردگی سے جی
کیسا اثر کہ نالہ وافغان نہین رہا

کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ
کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا

دل سختیون سے آئی طبیعت مین نازکی
صبر و تحمل و قلق جان نہین رہا

کیا اچھے ہوگئے کہ بھلون سے برے ہوے
یارون کو فکر چارہ و درمان نہین رہا

غش ہین کہ بے دماغ ہین گل پیرہن نمط
ازبس دماغ عطر گریبان نہین رہا

آنکھین نہ بدلین شوخ نظر کیون کہ اب کی ہین
مفتون لطف نرگس فتّان نہین رہا

ناکامیون کا گاہ گلہ گاہ شکر ہی
شوق وصال واندہ ہجران نہین رہا

لے تو وہ تودہ خاک سبک دوش ہوگئے
سر پر جنون کے عشق کا احسان نہین رہا

ہر لحظہ مہر جلوون سے ہین چشم پوشیان — آئینہ نثار دیدۂ حیران نہین رہا
پھرتے ہین کیسے پردہ نشینون سے منھ چھپا — رسوا ہوے کہ اب غم پنہان نہین رہا
آسیب چشم قہر پری طلعتان نہین — ای اُنس اک نظر کہ مین انسان نہین رہا
بیکار یہ امید سے فرصت ہی رات دن — وہ کار و بار حسرت و حرمان نہین رہا
بے سیر دشت و بادیہ لگنے لگا ہی جی — اور اس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا
بے اعتبار ہوگئے ہم ترک عشق سے — از بس کہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا
نیند آئی ہی فسانۂ گیسو و زلف سے — وہم و گمان خواب پریشان نہین رہا
کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام — سر ہو نگر غرور کا سامان نہین رہا
مومن یہ لاف الفت تقوی ہی کیون مگر — دل مین تو کوئی دشمن ایمان نہین رہا

ای ملکۂ عالم میری جان جاتی ہی جان و مال تم پر نثار ہی مجھکو اپنا غلام بے زر جانو واسطہ خداوند راس الشیاطین کا جام زہر نہ پینا مین تمھارے واسطے سر پر مکان بناؤنگا باغ سلیمانی پر قبضہ کرون اُس مین تمکو رکھون پری زادین واسطے خدمت کے مقرر کرون ملکہ نے آہ اندی او بے حیا یہ سب حسرتین دل مین رہین گی یہ آرزوئین نہ نکلینگی فولاد چاہتا ہی جا پڑون پھاٹک توڑون کہ آسمان سے آواز آئی او نامرد خبردار آگے نہ بڑھنا منم فرزند صاحبقران رستم نوجوان نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب :: کیست علمشاہ چو رستم لقب :: دیگر :: علمشاہ رومی شہ فیلزور :: کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور :: فولاد نے دیکھا رستم تخت پر سوار پہلو مین شفق تاج بخش رستم تخت سے کودے برابر فولاد کے پہونچے آواز دی اُو نامرد کمزور رہا کردیا ڈالتا ہی فولاد نے وہی کلہاڑا جو ہاتھ مین تھا چرخ دیکر رستم پر مارا رستم نے تیغہ کا ایک ہاتھ مارا کہ کلہاڑا کٹا جب کلہاڑا کٹا فولاد جھلایا چنگل مار دیا رستم نے کلائی تھام کے ایک گھونسا مارا کہ فولاد تھرا گیا بے اختیار منھ سے نکلا کہ ای فرزند صاحبقران گھونسا مارا کہ گرز مارا اب تک آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی لیکن شفق تاج بخش ایک طرف کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو اس دیو سے بچائے کوئی

چشم زخم نہ پہونچے میرے واسطے کدوکاوش کر رہے ہین اپنا بڑا کام ضروری چھوڑا مقابلہ
ہفت پیکر مین جاتے تھے اتنے بڑے طلسم کو فتح کرتے ہوے آئے ہین انھین کا کام تھا
اس طلسم پر کون ہاتھ ڈال سکتا تھا لوگونکی زبانی سنا ہی کہ طلسم خیال سکندری اس سے
زیادہ وسیع ہی عمارت بھی اُسکی رفیع ہی اُس طلسم پر جانا دشوار ہی لیکن بذریعۂ اخبار معلوم ہوا
کہ اُس طلسم کو صاحبقران فتح کرینگے ہفت پیکر کی وہ کفالت کریگا اسی وجہ مین اُسپر زوال
آئیگا خدا میرے آقا کو بچالے روز سیہ نہ دکھائے یہان رستم فولاد کو ریل کر خندق سے
ہٹا لائے فرمایا او ظلم پسند تو نے غضب کیا ہی ان غریبون پر لشکر کشی معشوق سے سرکشی فولاد
نے کہا معشوق نہ مانے تو کیا کرون آخر کو لشکر کشی کرکے آیا یہ انجام ہوا تمھاری قضا لائی ہی
تمھارے والد نے عفریت کو کیا مارا کہ اُس روز سے آدمزادون کو گھمنڈ ہو گیا دیوزادون سے
لڑنے لگے ورنہ انسان ضعیف البنیان دیوزاد کی خوراک ہی ایک لقمے مین تمھارا قصہ پاک
ہی ہڈیان چبا چبا کے کھاؤنگا بڑے صدمے دونگا تمکو جان بچانا دشوار ہو گی رستم لڑ رہے ہین
گلرنگ پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ میرا عاشق بھی کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی یہ بھی دعائین
مانگنے لگی کہ ای کریم و رحیم انکو غالب کر اس دیو سے کیونکر جان بچے گی تو بچانے والا ہی رحم
اپنا شریک کر یہان رستم نے دیو فولاد کے دونون بازو تھامے سر سینے مین اڑا یا ریل کر فولاد
کو لے دوڑے دس قدم پر لا کر بکہ مارا دونون گھٹنے فولاد کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا لنگر
قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا اُس
پہاڑ سے زمین چھڑائی سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا فولاد چت گرا رستم کود کر اُسکی
چھاتی پر سوار ہوے گندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی دیو فولاد
نے دیکھکر چلا کر آواز دی او آدمزاد تو نے مجھکو ذلیل کیا اب چاہتا ہی خداوند کو چھوڑ دون
خداوند بھی گئے ہیسے کہ پتھر سے آواز آتی ہی تمام دیوان قاف اُس پتلے کو سجدہ کرتے ہین مین
مذہب خداے نادیدہ نہ اختیار کرونگا رستم چھاتی پر سے اُٹھے ایک پانؤن دونون پانؤن
سے دبایا ایک پانؤن کو دونون ہاتھون سے تھاما جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین تا بہ سینہ چرا
اور دوسرے جھٹکے مین تمام چیر کے پھینکدیا تمام دیوزاد جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے

فغفور جنی پھاٹک کھول کر مع جنات کے نکلا فوجین ملگئین تلوار چلنے لگی دیوزادون نے دیکھا کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو دیوزادونکو مارا جس پر تیغہ کپیتان پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اگر دو دیوزادون نے بڑھکر دو طرف سے حملہ کیا رستم جھپٹکر ایک کی ٹانگون مین چھپ گئے گویا پھاٹک مین آئے ایک کا حربہ دوسرے پر پڑا آپس مین ہلاک ہوے اِسطرح دیو مر رہے ہین رستم جنگ کر رہے ہین دیوزادون مین صداے الامان بلند ہی رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین آخر جنات ایسے لڑے کہ دیوزادون نے شکست کھائی لاش فولاد کی بمشکل اُٹھائی طرف صحرا کے خاک اُڑاتے ہوے بھاگے کئی کوس تک رستم نے پیچھا کیا چاہتے تھے کہ دیوزاد جو بھاگے جاتے ہین اُنکو بھی قتل کرون فغفور جنی آکر قدمونسے رستم کے لپٹ گیا کہا اے شہریار آپ کے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ کبھی بھاگے کا پیچھا نہین کرتے راشد جنی و ارشد جنی ہمارے عزیزدار ہین خدمت صاحبقران مین رہے ہین اُنکی زبانی سب قاعدے سُنے جہان صاحبقران کے سامنے سے حریف بھاگا وہ اُسکا پیچھا نہین کرتے اب حضور بھی واپس ہون کینز آپ کی گلرنگ پری جمال کی مشتاق ہی حضور کے واسطے دعائین کر رہی ہی رستم بفتح و فیروزی پلٹے شفق تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا آپ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے اس شان سے شفق تاج بخش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے گلرنگ پری نے جو اپنے عاشق کے آنے کی خبر سُنی واسطے استقبال کے نکلی دیکھا کہ شفق تاج بخش تخت پر سوار ہی آکے رستم کو سلام کیا رستم نے فرمایا اے گلرنگ پری تمھارے واسطے یہ ہنگامہ ہوا اس جوانکا عجب حال تھا مین اسکو اُٹھا کر لایا ہون گلرنگ پری نے شرما کے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی کہ حضور مالک ہین جو حکم دینگے وہ بجا لاؤنگی شفق تاج بخش کو لیکر بارگاہ مین آئی فغفور جنی و شفق تاج بخش تخت پر بیٹھے رستم آکر ونگل پر جلوہ فرما ہوے فغفور جنی نے پری زادون کو اشارہ کیا سامنے آکر ناچنے لگین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگین نظم

رنگ کرتا ہی بدل جاتا یہ سو سو بار کا	رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا
ایک دم فرصت نہین گیا ازدحام خلق ہی	رخنۂ دل ہوگیا روزن تری دیوار کا
سد نہین معلوم ہوتی پڑ جکی کیا کیا نظر	طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا

عادت بے سو دکھو دیتی ہی آنکھون سے وقار
اب تو ہر زخم جگر ہی دامن ابر بخیل
جذب وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے
ایک نقطہ وہ کے خامے نے پتہ بتلا دیا
روے روشن کی حرارت سے پھکا جاتا ہی دل
رہگیا ہی کچھ جو کانٹون مین اُلجھ کر جا بہ جا
ون کو طعنون کے گذر ہین سات کو دشنام خلق
کس طرح آگے بڑھون مانع ہی کچھ پاس ادب
آسمان پر کچھ شفق پھولی نظر آنے لگی
شغل افغان کے لیے بلبل کریگی اعتکاف
جو اُسے سُنتا ہی پھر سوتا نہین آرام سے
چشم عاشق بنگیا ہون اسلیے مین ای نسیم

کچھ اثر رکھتا نہین خندہ لب سوفار کا
تر نہین ہوتا ہی ان سو تو نسے لب سوفار کا
آبلون کے مُنھ مین آجاتا زبان خار کا
آج ثابت ہوگیا ہونا دہان یار کا
آج سمجھے نو رعین بھی خاصہ ہی نار کا
تار دامن اب نظر آتا ہی گیسو خار کا
کیا پسند آیا مکان انکو دہان یار کا
آنہ جائے زیر پا سایہ تری دیوار کا
عکس جا پہونچا تمھارے دامن گلنار کا
باغبان گوشہ بتادے دامن گلزار کا
اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا
شاید آجائے نظر جلوہ جمال یار کا

فغفور کو رستم نے سمجھا کر شفق تاج بخش کو گلرنگ پری سے منسوب کرایا اب رستم کہتے ہین کہ ہمکو دنیا مین پہونچا دو پردے بارگاہ کے اُس وقت اُٹھے ہوے ہین ترنج خوشبوئی جو سینے پر شفق تاج بخش کے پڑا چہرہ سرخ ہوگیا صداے مبارک باد بلند ہی فغفور چینی نے چند جنات مقرر کیے ہین کہ آقاے نامدار کو جلد پردہ دنیا مین پہونچا و جب ہمارے سرکار قتل سے ہفت پیکر کے مہلت پائینگے تب انکی شادی ہوگی شفق تاج بخش خوشی خوشی تخت پر بیٹھا ہی رستم چاہتے ہین کہ تخت میرا روانہ ہو اہل لشکر گھبرا رہے ہونگے کہ سامنے سے دیکھا کہ دیو تندک گھبرایا ہوا آتا ہی رستم نے پکار کر آواز دی ای تندک کہان جاتے ہو تندک نے جو رستم کو دیکھا ہوا سے اُتر آیا کہا ای شہریار مین پردہ دنیا پر چلا تھا کہ صاحبقران کو جا کر لاؤن معرکہ یہ ہوا کہ قہقہہ سہ چشمی جب اُسکے پاس فوج جمع ہو جاتی ہی تب گلستان ارم پر چڑھ آتا ہی بموجب قاعدہ قدیم اسکے بھی کئی لاکھ نعرہ دیوون کو لیکر آیا ہی ملکہ قریشیہ نے نکل کر مقابلہ کیا شومی طالع سے زخمی ہوئین بھاگ کر قلعہ گلستان ارم مین

چھپی ہین قہقہہ کئی لاکھ نرہ دیوون سے گھیرے ہوے پڑا ہی اُس کا ارادہ ہی کہ یلغز کرے آسمان پری نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو لاؤ شکر ہی کہ آپ یہان ملگئے رستم نے بیقرار ہوکر کہا مین ضرور چلونگا قہقہہ سے چشمی کیا ہنسی سمجھا ہی یہ فرماکر کہا کہ ای تندک ہمین لیچلو فغفور جنی نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا رستم کو تخت پر سوار کیا شفق تاج بخش و فغفور جنی بارہ ہزار جنات سے ساتھ ہوا رستم طرف گلستان ارم کے چلے یہان قہقہہ نے جب دیکھا کہ ملکہ قریشہ زخمی ہین آسمان پری بالاے قلعہ بیٹھی ہین طبل جنگی بجوایا ملکہ آسمان پری کو یہ خبر ہوئی بیقرار ہوگئین فرماتی ہین کہ عادل قاف کا زخمی ہونا باعث خرابی ہوا خدا اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے لیکن طبل جنگی بجوادیا سرداران ملکہ آسمان پری راشد جنی و ارشد جنی و سیامک اور دیو اقوال وغیرہ قلعے کو درست کر رہے ہین کہ اپنی جان لڑائینگے مگر قہقہہ کو قلعے مین نہ آنے دینگے صبح کو قہقہہ نے قلعے کو گھیرا سامنے آکر فوج کو لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ آسمان پری تمھاری وجہ سے سب سرکشان قاف قتل ہوے آج سب کے خون کا بدلا لونگا تمھارے تو نام پر مرتا ہون کیا غضب کا مقام ہی ذرا تصور فرمایئے

نظم

ای جوشِ نالہ کاوشِ ہردم کہان تلک — یون موت سے شکایتِ پیہم کہان تلک
اُس مہروش کو روز کے رونے سے کیا حصول — ای اشک بیقرار رہے شبنم کہان تلک
گردن جھکی ہوئی بھی وہی بادہ وش ہی — ای دل خیال ابروے خوش خم کہان تلک
جل جل کے میرے دل کی طرح خاک ہوگیا — ای آہ سینہ سوز رہے ہمدم کہان تلک
ہین صحن اُسکے گھر کا سمجھتا ہون گور کو — اللہ مجھ سے تنگ ہی عالم کہان تلک
سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے — ای دست عیش وصل کا ماتم کہان تلک
تاثیر کو بھی آگئی موت اُسکے ساتھ ہاے — کھایا کرون امید اثر سم کہان تلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہی ناک مین — آخر تحمل قلق و غم کہان تلک
اللہ سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے — پیٹین سگے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک
ای موت اس عذاب سے آکر بچا مجھے — ہو مین ہون قید خانہ ہی دار الفنا مجھے

ای ملکہ میرا عجب حال ہی خیال تو فرمائیے کس مدت سے آپ پر جان دیتا ہون انسان ضعیف البنیان آکر آپ کے ساتھ شادی کرے اور مین محروم رہون اب آج مجھے سرفراز فرمائیے قلعہ کھول کر نکل آئیے سردارون نے آواز دی او بے حیا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ملکہ کی لونڈی کو بھی نہ پائیگا ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ قہقہہ نے یلغر کیا سردارون کو اشارہ ہوا اُن سب نے پتھر برسانا شروع کیے ہزار نرہ دیو ہمراہی قہقہہ کے مارے گئے دیو زاد بھاگے قہقہہ نے چوبدست ہاتھ مین لی کہا یار و کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا ہون مین ابھی جا کر قلعہ فتح کرتا ہون یہ کہکے جھومتا ہوا چلا کئی سو گز کا قد چوبدست آہنی کاندھے پر شلنگین لگاتا ہوا چلا آسمان پری نے جو دیکھا کہ خود قہقہہ آتا ہی بیقرار ہو کر طرف آسمان ہاتھ اُٹھائے بیقرار ہو کر آواز دی ای خالق بندہ نواز ای کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

ای کہ از حسن پر انوارت منور آفتاب · جلوہ گر نور جمالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گردد مہ و گردون گردان چاکرت · روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید رو برو · در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب
خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا · ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
ہست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان · ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب
جلوہ ات از جلوۂ شام و سحر یابد ظہور · مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
پرتو افگن گاہ می گردد مہ نو بر فلک · گاہ گردد جلوہ گر از ہمت خاور آفتاب
یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند · عرش عزت پایہ کرسی رتبہ برتر آفتاب
پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان · چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب
ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر · سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش · چون تو کردی ای کرم گستر نظر بر آفتاب
نور اندر ماہتاب از جلوۂ رخسار تست · می نماید صورتت شام و سحر در آفتاب
طبع روشن در مضامین حق چو فرمودش عطا · گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

ملکہ آسمان پری کے بلکنے پر سب آمین کہ رہے ہین ملکہ قریشۂ سلطان زخمدار پلنگ پر پڑی ہین

تیغ سلیمانی کہ پہلو مین رکھا ہی ہر مرتبہ چاہتی ہین کہ اُٹھون جب قبضے پر ہاتھ رکھا اور قصد کیا کہ اُٹھون لڑکھڑا کر گرتی ہین زخم سر کھل جاتا ہی فرماتی ہین کیا ستم ہی کہ یہ بیحیا والدۂ ماجدہ کا نام لیتا ہی کاشکے مین کور و گنگ پیدا ہوتی کہ یہ آفت آنکھون سے نہ دیکھتی نہ کانون سے سنتی اے رب میرے مدد کر اس بیحیا نے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ہی تو ہی بچانے والا ہی اس ظالم کی عصمت والدۂ ماجدہ پر نظر ہی خدا اسکی بدعت سے بچائے افسوس کہ تندک گیا تھا اب تک پلٹ کر نہ آیا یہان وقت اختتام قریب ہی ظاہر ہوا کہ قریشہ بدنصیب ہی کہ یہ سامان اپنی آنکھون سے دیکھے اور زندہ رہے اے کریم یا تو طاقت و قوت عطا کر کہ مین نکل کر اس بیحیا سے مقابلہ کرون اُس کی یہ سرکشی مٹاؤن یا اپنی جان دون اگر قبلہ و کعبہ آجاتے کہ جنھون نے دیو عفریت ایسے کو مارا سمندون ہزار دست کو للکارا تمام پردۂ قاف کے دیو زادا اُن کے نام سے کانپتے ہین اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس ۳۶ پردے تسخیر کیے پریزادین سر پیٹ رہی ہین بیان پر قریشہ کے روتی ہین کہتی ہین واری آپ ثانے صاحبقران ہین بعد صاحبقران کے آپنے کیا کارنمایان کیے ملکہ قریشہ کہتی ہین ایک غلام کی قبلہ و کعبہ کے برابری نہین کرسکتی اُنکے فرزندان نامدار کیسے کیسے صاحبان شوکت ہین جنھون نے اقلیمین فتح کین سرکشان عالم کو زیر و زبر کیا آخر یہ غرور رہا کہ مقابلے مین قبلہ و کعبہ کے آئے یا نہ صاحبقرانی مانگنے لگے امیر نے اُنکی گوشمالی کی سر میدان زیر کیا اُنکا غرور مٹایا مین کس شمار مین ہون خدا اُنکو سلامت رکھے اُنکی ذات سے نام جراءت روشن ہی خارستان دنیا رشک گلشن ہی اگر ہمارے بعد آئے تو بڑا افسوس کرینگے فرماینگے کہ قریشہ بیکس و بے بس ہو کر قتل ہوئی قہقہہ کو زندہ نہ چھوڑینگے کل پردۂ قاف مین یہ پردۂ ظلمات باقی رہگیا کہ قہقہہ بھاگ کر ظلمات مین چلا جاتا ہی اسکی فتاحی رہگئی ورنہ جب قصد کرتے پردۂ ظلمات کھولے لیتے مگر قصد کامل نہین کیا مگر قہقہہ لڑتا بھڑتا پتھرونکو دفع کرتا ہوا برلب خندق پہونچا پکار کر آواز دی ملکہ اب دروازہ کھول دو اب سرکشی نہ کرو ورنہ پھاٹک توڑ کر آتا ہون یہ کہہ کے چوبدست اُٹھائی چاہتا ہی کہ پھاٹک پر لگاؤن مع فوج اندر قلعے کے گھس جاؤن پہلے سب کے ملکہ آسمان پری کو پکڑلون بعد اُسکے قریشہ کو قتل کرون کہ اُسکے ہاتھ سے کئی بیٹے میرے مارے جا چکے ہین ۱۲

اسکے نام سے دیوزاد تھراتے ہین اُسکے مقابلے مین نہین آتے قریشہ نے جو دیکھا کہ اب پھاٹک ٹوٹا چاہتا ہی تہ دل سے دعا کی کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باش او کافر آگے قدم نہ بڑھانا سنم رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران قریشہ نے جو رستم کو دیکھا تو مثل گل شگفتہ ہوگئین پکارنے لگین کہ بھائی صاحب آئیے اس ظالم نے بڑی عبث کی ہی زخمداری مین گھبرا ہی رستم تخت سے کود پڑے قہقہہ نے چوبدست لگائی رستم نے پیترا بدل کر خالی دی زمین پر جو پڑی زمین سے پانی نکل آیا قہقہہ نے آواز دی زدم وبست کردم مارا اور کام تمام کیا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا او سیحیا مین موجود ہون کسے مارا کسے پست کیا قہقہہ نے جو رستم کو کھڑے ہوے دیکھا دوسری چوبدست لگائی اب کی رستم نے ہاتھ تیغۂ کپیتان کا مارا کہ چوبدست کٹی تب قہقہہ نے چنگل مارا کہ گولی بناکر کھا جاؤن رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ قہقہہ مُنھ کے بھل جھکا دیوزادون نے رستم پر بلوہ کیا تب رستم نے قہقہہ کو چھوڑ دیا ہاتھ تیغۂ کپیتان کا مارا کہ سر قہقہہ کا زخمی ہوا قہقہہ سامنے سے رستم کے بھاگا مگر تین لاکھ دیوزادونکا بلوہ ہی رستم قتل کرتے کرتے تھک گئے ہین پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز میرے اس ظالم کو شکست دے اس ظالم کے ہاتھ سے مہلت ملے نظم

مشتغل ہستند در شغل عبادت عام وخاص	ہست یارب بندۂ زار تو خلقت عام وخاص
سر نہد ہر دم بہ خاک آستانت عام وخاص	میکنند سجدہ بہ اخلاص وارادت عام وخاص
دائما در بار دُر بار تو حاصل میکنند	گنج علم و گنج فیض و گنج دولت عام وخاص
در جہان ہر نیک و بد امیدوار فضل تست	ہست از الطاف تو خواہان رحمت عام وخاص
جلوہ بنمودی تو از انوار وحدت جابجا	کردہ پیدا تو از وحدت بکثرت عام وخاص
بر امید وصل تو یا جامع المتفرقین	می کشد بر دوش خود بار ریاضت عام وخاص

بیقرار ہو کر رستم نے جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار گلگون پوش ہوادار قاسم مع بارہ ہزار نرہ دیوون کے پیدا ہوا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی ہنستا ہوا لشکر دیوزادون پر آپڑا تھوڑے عرصے مین فوج قہقہہ کو شکست فاش حاصل ہوئی سب دیوزاد

قہقہہ کو لیکر بھاگے ملکہ قریشہ نے آکر رستم کو روکا کہا بھائی صاحب پلٹیے اب وہ پردۂ ظلمات مین چلا جائیگا وہان نہ جا سکیے گا اکثر مین نے اس مردود کا تعاقب کیا بے خوف وہ پردۂ ظلمات مین داخل ہو جاتا ہی وہانکی تاریکی سے سب گھبراتے ہین ناچار پلٹ آتے ہین رستم بہ فتح وفیروزی پلٹے بیرون قلعہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی آسمان پری نے آکر بلائین لین کہا ای نور نظر تمھین تندک نے کہان پایا رستم نے سب کیفیت بیان کی ملکہ قریشہ بہت خوش ہوئین کہ وہ کمبخت فولاد مردار خوار مارا گیا ہمیشہ قلعۂ بلور پر یلغر کرتا تھا چاہتا تھا ملکہ سلاسل پری پر قبضہ کرے بڑے کانٹے کو آپ نے صاف کیا ایک شب رستم وہان رہے دوسرے دن فرمایا کہ مجھکو ایک ضرورت درپیش ہی ایسا نہو کہ لشکر پر ہفت پیکر ڈباؤ ڈالے اُسکے پاس لشکر بہت ہی چارون حاملان تخت کو حکم ہوا دیوا کوان دیو کیوان دیو برق دیو برقاق رستم کو تخت پر سوار کرکے لیچلے فغفور چینی ساتھ ہی جب قریب جبل اعلیٰ آکر اُترے دیوزادون نے عرض کی اِس پار اُترییے کل انشاء اللہ پہاڑ کے پار لیچلین گے رستم دامنۂ جبل اعلیٰ مین اُترے خاصہ کھاکے آرام فرمایا دوپہر سے شب تجاوُز کر چکی تھی کہ لشکر مین رستم کے ہلڑ ہوا گھبرا کے باہر نکلے دیکھا کہ سب لشکر غائب ہو گیا نہ فغفور چینی ہی نہ جنات فغفور رہین شفق تاج بخش ایک جانب مثل دیوانونکے بھاگا جاتا ہی گریبان چاک چہرے پر خاک بیتاب یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری

نظم

حلق سے دم لبونپر خواہش دیدار مین آیا　　دہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا
رقیبون کو جلایا آئنے کی دید بازی نے　　دل عاشق کئی صورت سے بزم یار مین آیا
سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے　　صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا
برابر عاشق ومعشوق کو رکھا مقدر نے　　وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا
ہمارا ابھی خدا ہی زاہدو اتنا نہ اتراؤ　　وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا
مجھے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی　　کہ ہر نادان فریب سُبحہ و زنار مین آیا
بہت مشکل ہی رہنا پاک دامن دار دنیا مین　　اُلجھ کر رہگیا جو وادیٔ پرخار مین آیا
برہمن دیر کو راہی ہوے اور شیخ کعبے کو　　نکل کر اس دوراہے سے مین کوے یار مین آیا
خط شبرنگ نے آکر مٹائی حسن کی قیمت　　خبر پہونچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

بُرا ہے جان جان دل توڑنا امیدواروں کا — خلاف وضع ہو گر فرق کچھ اقرار مین آیا
نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب — بنے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا
گڑے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے — الٰہی کون سا سرو روان گلزار مین آیا

رستم نے ہرچند پکارا شفق تاج بخش نے جواب بھی نہ دیا کبھی اشعار پڑھتا ہی کبھی دیوانہ پن کی باتین کرتا ہی جب رستم نے غصہ سے کہا کہ ای برادر یہ کیسی بات کرتے ہو ہمارے کچھ ذہن مین نہین آتا تب شفق تاج بخش نے بیقرار ہو کے جواب دیا کہ ای آقاے نامدار ای مولاے قدر شناس آپ ملاحظہ نہین فرماتے ہین کہ وہ بیحیا سیاہ رو تیرہ درون میری معشوقہ کو بجبر لیے جاتا ہی میرا کلیجہ بھنا جاتا ہی براے خدا میری معشوقہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ مین ابھی اپنی جان دیدونگا اسی فکر مین جاتا ہون جو تقدیر نے چاہا تو اس سیاہ رو کو مارونگا معشوقہ کو چھڑا لونگا یہ کہتا ہوا درۂ کوہ جبل اعلیٰ مین داخل ہو گیا جب اندر درے کے پہونچا اور رستم نے دیکھا کہ میری آنکھون سے نابود ہوا بڑا رستم کو افسوس ہوا پلٹ کر لشکر مین آئے یا تو گھاگھم تھی بارہ ہزار جنات اُترے ہوے تھے مثل انسان کے اُنکی صورتین حسین و شکیل اُن سبکا غائب ہوا کوئی رفیق سامنے آنکھون کے نہ رہا لیکن چارون حاملان تخت موجود ہین رستم نے پوچھا ای کوان و کیوان یہ کیا معرکہ گذرا تم کچھ یہان کا حال جانتے ہو یہ تو عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا شعبدہ ہی کوان و کیوان نے عرض کی غلامون نے دربار مین ملکہ آسمان پری کے زبانی خواجہ عبدالرحمان جنی کے سنا تھا کہ جبل اعلیٰ پر ایک ساحرہ رہتی ہی کہ اُسکا نام لیلاے عنبرین موی وہ کسی کو زیر جبل اعلیٰ اُترنے نہین دیتی جو جا کر اُترتا ہی اُسکو صدمہ پہونچاتی ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش پہنے ہین یہ تو یقین کامل ہی کہ ان اشیا پر سحر تاثیر نہین کرتا لوح طلسم ہفت پیکر بھی گلے مین ہی اُسیوقت تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا طرف درۂ کوہ کے چلے جب درے کے قریب آئے ایک فیل مست جھومتا ہوا سامنے آیا فیل نے بھسونڈا اپنا طرف رستم کے بڑھایا رستم نے دونون ہاتھ اپنے فیل کو دیے اُس نے اپنی سونڈ مین لپیٹے رستم نے بھسونڈا اُسکا دونون ہاتھون سے تھاما پاؤن مین پاؤن اڑا کر ایک ہکہ مارا کہ مع نرخرے گردن گھسیٹ لی فیل چرخ کھا کر گرا رستم اندر درہ کے چلے سامنے دیکھا

ایک باغ ویران ہی اُس مین شفق تاج بخش بیٹھا ہی ایک ساحرہ منتین کر رہی ہی کہ میرا وصل
قبول کر شفق تاج بخش قبول نہین کرتا کہتا ہی میری معشوقہ کو بلا دو مین تیرا وصل نہ قبول کرونگا
ساحرہ نے کوڑا اُٹھایا کہا او جوان اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگی
شفق کا عاجز ہونا اور سر جھکا کر کہنا چاہے قتل کر ڈال مگر مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کوڑا
اُٹھایا رستم نے للکارا کہ او فاحشہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پچھتائیگی ساحرہ نے جو
جمال رستم دیکھا منتین کرنے لگی کہ ای جوان تو ہی قبول کر لے یہ تو مجھکو نامرد معلوم ہوتا ہی مین
عرصے سے منت کر رہی ہون یہ کہکے قریب رستم کے آئی کہا چل کے وہین بیٹھو کہ مین تیرے
واسطے شراب وکباب لاؤن رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا
اُڑ گیا مرتے ہی اُس کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم من نیران جادو دربان باغ بود
اب مرنے سے اُس ساحرہ کے شفق تاج بخش کے ہوش درست ہوے اپنے مقام سے
اُٹھا رستم کے ساتھ ہولیا رستم آگے بڑھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی روش پڑی کوٹھی گیا
سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہی تاج سر پر رکھے ہوے زیور
پھولون کا زیب جسم گرد کنیزین بیٹھی ہین جیسے ہی رستم کو اُس ساحرہ نے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی
پکار کر کہا تشریف لائیے رستم بارہ دری مین آئے اُس ساحرہ نے مسند خالی کر دی مقام
صدر پر جگہہ دی آپ ہٹ بیٹھی جب رستم بیٹھے تب اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے رستم نوجوان اے
فرزند صاحبقران مین اس پہاڑ پر مدت سے رہتی ہون ہزارہا بندگان خدا اس راہ سے
گذرے مین نے اُنکو مارا جو سحر کیا اُس نے تاثیر کی مین نے آپ کے لشکر پر یہ سحر کیا تھا کہ اگر
قید ہو جائین سب لشکر آیا مگر آپ نہ آئے اسکا کیا باعث ہی رستم نے کہا کلاہ ہفت گوشہ
میرے سر پر زرہ ہفت جوش جسم مین تیغۂ ہفت جوہر قبضے مین مجھ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے درۂ
کوہ پر نیل کو مارا باغ مین آکر ایک ساحرہ کو قتل کیا رفیق کو اپنے چھڑا لیا اب تم تک پہونچا آخر
مراد تمھاری کیا ہی ہاتھ باندھکر ساحرہ نے کہا مین کنیزان کنیز سے ہون امیدوار ہون
کہ مجھکو قبول فرمائیے جب آپ ہفت پیکر پر لشکر کشی کرین گے لاکھ ساحر میرے قبضے
مین ہین سب کو لیکر مین حاضر ہونگی رستم انکار کر رہے ہین لیلاے عنبرین مو منتین اور

خوشامدین کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار میرا ساتھ رہنا بہت کام آئیگا ہفت پیکر مجھکو دیکھکر گھبرا جائیگا کہ ہواے سرد کے جھونکے چلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر شق ہوا ایک تخت پیدا ہوا سب نے دیکھا تخت پر ایک نازنین ومہ جبین نہایت حسین وخوب صورت دو کاکلین دونون عارض پر چھوٹی ہوئین صاف ثابت ہوتا ہی کہ آئینۂ حلبی پر مار ان سیاہ لہرا رہے ہین سیاہی کو اُنکی شب ہجر عاشق کہون یا ظلمات سے مثال دون پیچ وخم اُن کے براے طائر دل عاشق دام صیاد ہین جس کو ہزار طرح کے کرشمے یاد ہین عارض رشک قمر آنکھون مین رعنائی چہرے پر زیبائی گلا صراحی دار اور سینے پر نار پستان کا اُبھار یا دو نقابدار سرکش جوش جرأت مین بھالے سنبھالے کھڑے ہین کمر نازک جس کو موے میان کہتے ہین مثال دینے والے خود معدوم رہتے ہین ساق سیمین جن پر بناے قصر حسن قائم ہی بلور کی ترشی ہوئین رانین جن کو صانع قدرت نے اپنی صنعت سے بنایا ہی آگے مقام حجاب ہی دل کو پیچ وتاب ہی زعفرانی جوڑا پہنے بقول شاعر نظم

آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوئے | پائنچے ہاتھ سے سنبھالے ہوئے
رُخ پہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال | رگ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال
دہن تنگ حقۂ گوہر | یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر

معشوق محبوب طبیعت کی مرغوب خوش رو خوشخو آنکھون مین جادو خال ہندو خنجر ابرو نظم

دیگر

پھر خندہ کز لب برانگیختے | نمک بر دل خستگان ریختے
ناک مین نیم کا فقط تنکا | شوخی چالاکی مقتضا سن کا
آستینون کی وہ پھنسی کُرتی | جسم مین وہ شباب کی پھُرتی
قد مین آثار سب قیامت کے | گوری گردن مین طوق منت کے
رخ پہ گرمی سے وہ عرق کم کم | جس طرح گل پہ قطرۂ شبنم
عکس رخ موتیون کے دانو مین | بجلیان چھوٹی چھوٹی کانون مین

اُس نازنین نے بھی بہ نگاہ محبت رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ رخسار بہت وضعدار قطعدار سپاہ گری چہرے سے ظاہر فنون جرأت سے بخوبی ماہر سپر پشت پر تیغۂ برق زا پرتلے مین

بڑی بڑی آنکھین جتی بھوین غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری زیبندہ وضع داری سطوت
وصولت رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے ہویدا ہی طریقے سے جرأت پیدا ہی جانبین سے نگاہین
لڑین دونون کے دلون سے برچھیان پار ہوئین لیلاے عنبرین مو یہ کہکر اُٹھی کہ ہین
سلماے عشوہ ساز آتی ہین سلما آکر قریب رستم کے بیٹھی رستم مسکرا مسکرا کے باتین کرنے لگے
سلما بھی جواب باصواب دیتی ہی لیلا نے یہ طریقہ جو باتونکا دیکھا رشک سے جل گئی جی مین کہتی ہی
مین نے کس محبت سے اس ظالم کو بٹھایا مجھ سے یہ محبت کی باتین نہ کین ہمشیرہ صاحبہ سے اب کیا
ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہی ضبط کیا آخر ضبط نہو سکا طرف رستم کے متوجہ ہوئی کہا کیون اونا منصف
ہم سے کوئی محبت کا کلام نہ کیا یہ کہکے طرف سلما کے متوجہ ہوئی کہا بوا سنو یہ میرا معشوق ہی
اگر اس پر نگاہ محبت ڈالوگی تو بہت پچتاوگی اس جوان کو ابھی مارڈالونگی سلما نے حجاب سے سر جھکا لیا
اتنا جواب دیا کہ بوا اتنا نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ یہ مشہور سا ایک مثل ہی کہ مان نہ مان مین تیرا
مہمان رستم نے کہا لیلا کیون شامتین آئی ہین رستم نے جو بگڑ کے جواب دیا لیلا نے سحر کیا مگر
سحر نے تاثیر نکی نیچہ کمر سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر
روکا کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈال کے ہاتھ ماردیا لیلا کے دو ٹکڑے ہوے کنیزین تھرا گئین سلما
نے کہا اے شہریار یہ کیا باعث کہ آپ پر سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے کہا یہ تیغۂ ہفت جوہر ہی کسی ساحر
کا سحر اس پر تاثیر نہ کریگا تم کیون رنجیدہ ہوتی ہو اس کی قضا تھی یہ قتل ہوئی ناحق کو بیٹھے بیٹھے
راستہ روکا میرے ساتھ والون کو قید کرلیا دو ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے تیسرے اسکی
قضا تھی زبردستی اپنی جان دی سلما نے عرض کی سامنے جو قصر ہی اُسمین آپ کے ہمراہی
قید ہین اُنکو رہا کر لیجیے سحر تو اُسکا اُتر گیا کہ وہ قتل ہوئی رستم نے اُس قصر کو کھولا فغفور چینی
مع اپنے ساتھ والون کے نکلا فغفور نے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقاے نامدار خدا آپ کو
سلامت رکھے عجب منیمت مین غلام آپ کے تھے رات کو یکایک بیٹھے بیٹھے قلب اُلٹے
بیہوش ہوگئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید خانے مین پایا گرد اژدہے منھ کھولے ہوے
بیٹھے تھے یقین تھا کھا جائینگے مگر خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے کہ اِس قید آفت
سے آپ نے بچایا اپنے غلامونکو چھڑایا اب طرف سلما کے رستم متوجہ ہوے سلما نے عرض کی

کنیز آپ کے ساتھ چلے گی مجھے ہفت پیکر کے مقابلے کا بڑا شوق ہی مین اور لیلا دونون ملکر خراج بھیجتے تھے اکثر وہ بجیا اس پہاڑ پر بھی آیا ہی شعبدے دکھاتا تھا رستم نے کہا اب چلنا چاہیے اہل لشکر ہمارے گھبراتے ہونگے فغفور نے رخصت مانگی فغفور رجنی کو تو رستم نے رخصت کیا شادی کا وعدہ ہوگیا فغفور رجنی اپنے جنات کو ساتھ لیکر طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا شفق تاج بخش رستم کے ساتھ ہو شب کو سلمانے بڑی دھوم سے دعوت کی گائنین آکر موجود ہوئین فرش سارے باغ مین بچھا اسباب عیش ونشاط مہیا ہونے لگے صراحیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین سلمانے اطاعت اسلام بصدق دل قبول کی لاکھو سوار و پیدل ساحرونکے دل کے دل آکر جمع ہو گئے اندر باغ کے سلمانے رستم کو مقام صدر پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھین دور شراب چلنا شروع ہوا ایک نازنین گلرو سامنے آکر بیٹھی یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

ہر بار کوندتی ہی وہ بجلی نگاہ مین
رکتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین

کچھ ڈھونڈھی گریبان سی جو تھین میری آہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین

دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
کہتا ہی نالہ پاس بٹھادے گی راہ مین

اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہی راہ مین

چمکا ہی صبح تک مرے سینے کا داغ بھی
چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھسے بچتی پھرتی ہی قاتل مری قضا
آکر چھپی ہی تیغ ادا کی پناہ مین

آہونکے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل
آندھی اُٹھی ہی میرے جہاز تباہ مین

یون آہوان دشت کی آنکھون مین کھب گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہی آنکھون مین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے
آواز تک نہین ہی غریبون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کرے گا حشر ۔۔۔ فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

زاہد بغیر توبہ نہ بخشیگا کیا کریم ۔۔۔ جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم ای فلک ۔۔۔ بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین

مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہگیا ۔۔۔ اٹکی وہ لی کسینے دل دادخواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال ۔۔۔ لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

رستم نے شب بھر جشن کیا دوسرے دن سلما اور لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ نوبت نقارے بجاتے ہوے رستم کو سلما نے تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے اُڑاتی ہوئی جبل اعلی سے نکلی شفق تاج بخش ہمراہ ہی اس دھوم سے طرف لشکر کے روانہ ہوے لیکن اب حال لشکر رستم ذکر کیا جاتا ہی کہ صبح کو جو سردار اُٹھے سمک واسطے نماز کے جگانے آیا رستم کو خوابگاہ مین نہ پایا آکر سردارون سے بیان کیا کہ آقاے نامدار کا نشان نہین میر طلایہ کی زبان سے سنا کہ دو پہر رات گئے بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے گئے تھے سمک تلاش کرنے نکلا لشکر مین نیلگون تاجدار کے آیا وہان آکر یہ خبر سُنی کہ رستم طرف پردۂ قاف کے گئے سمک پلٹ کے لشکر مین آیا سردارون سے سب حال بیان کیا ساحر لشکر کو لیکے الگ اُترے غیر ساحرون کے افسر جاروق و عیوق تاجدار و ہنگام وحشی و شریر مردم در و دیوانہ یہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے اہتمام لشکر کر رہے ہین سب کو انتظار ہی کہ آقا پردۂ قاف سے آئین تو لشکر کا کوچ ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج نیزے چمکاتے ہوے سامنے سے پیدا ہوے آکر مقابلہ مین اُترے سردارون نے دریافت کرایا معلوم ہوا صندلان فیلگوش بحکم ہفت پیکر آیا ہی مقابلے کا ارادہ ہی صندلان فیلگوش کو معلوم ہوا کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہین پردۂ قاف کو گئے ہین اُس نے کہا تا آنے طلسم کشا کے ان سردارونکو زیر کردن انکا تو غرور مٹاؤن یہ سوچکر طبل جنگی بجوایا سردار سب بارگاہ مین جمع ہین ہنگام وحشی و دیوانہ شریر مردم در چوب ستین ہلا رہے ہین ہر ایک پر نگاہ تند ڈالتے ہین جیسے ہرکارے نے خبر دی ہنگام وحشی اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ مین ابھی جاتا ہون کشان کشان اُس کو لاتا ہون کان پکڑ کے سمجھاؤنگا کہونگا کہ او نامرد آقا ہمارا لشکر مین نہین ہی تو نے کیون طبل جنگی بجوایا مہلال سرکش نے اُٹھ کر

دیوانے کو رہ و کا شہر پر مردم در بھی یہی کہتا ہی کہ ہان بھائی چلو ہم تم اُسکو سمجھا دین مہلال نے دونون کا ہاتھ تھام کر کہا تمھارے آقا کا یہ دستور نہین ہی جو اب مین طبل جنگی بجواؤ جب وہ میدان کارزار مین آئیگا جس کو مناسب جانتا اُس کو بھیجتا وہ جا کر مقابلہ کریگا پرائے گھر یون جانا کیا ضرور ہی مہلال سرکش وغیرہ نے بلطائف الحیل ان دیوانونکو سمجھایا بہ مشکل روکا چارقی نے جواب مین طبل جنگی بجوایا جادوگرنیون نے جو خبر سُنی بارگاہ مین آئین کہا ای سرداران تہمتن و ای جوانان صف شکن آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین کیون جنگ کو طول دو ایک سحر مین سب دیوانے ہو کر بھاگین گے سردارون نے کہا ای شاہزادیو تمھارا سحر ایسا ہی ہی لیکن آقا کے قانون کے خلاف نہ کرین گے صبح کو میدان کارزار مین لڑینگے دیکھنا کیا رنگ ہوتا ہی ہین بھی خبر معلوم ہوئی کہ اُسکو خبر ہی کہ آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین اس پر یہ سرکشی کہ طبل جنگی کو بجوایا میدان کارزار مین سمجھا جائیگا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جس وقت پہلوان زرین پوش بصد جوش اکھاڑے مین آیا شاگردان ضیاد شعاع ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی مین آکر ٹہلنے لگا صندلان فیلگوش پوجا پاٹ کر کے گینڈے پر سوار ہوا کل فوج کو ترغیب دیتا ہوا میدان کارزار مین آیا قصر عشرت کو پشت پرے کے کھڑا ہوا یکایک اسنے دیکھا کہ اہل اسلام بھی آتے ہین سب سردار جمے ہوے اپنی اپنی فوج اپنے اپنے ساتھ لیے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے دونون دیوانے شلنگین لگا رہے ہین جو بدست ہلا رہے ہین ہر مرتبہ یہی نعرے ہین کہ او نامرد تونے یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے آقائے نامدار لشکر مین نہین ہین پردۂ قاف گئے ہین اگر جرأت کے خلاف ہو تو پلٹ جا جب آقائے نامدار تشریف لاوینگے تب طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آنا صندلان فیلگوش نے جو دیوانونکو دیکھا اُسکے ہوش اُڑ گئے تھرا کر کہتا ہی یارو تم نے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے ان دیوانون کو کیونکر زیر کر کے قبضے مین کیا مقام تعجب و حیرت ہی کہ یہ دیوانے اپنے ہوش مین نہین ہین ان پر کیونکر قبضہ ہوا ہر کارون نے عرض کی حضور طلسم کشا نے لڑ کر ان کو زیر کیا ہی حقیقت مین ان سے تو کوئی نہین لڑ سکتا بلائے روزگار ہین ایک چیخ مارتے ہین کہ زمین و آسمان ہل جاتے ہین سب ان دیوانونکو دیکھکر گھبرائے ہوے ہین لیکن اژدران

فیلگوش بھائی صندلان کا میدان مین آیا سلح شوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی ای فرقۂ
خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ہنگام وحشی چوبدست ہلاتا ہوا دوڑ پڑا ہر چند
مہلال سرکش وغیرہ نے روکا کہ تم میدان کارزار مین نہ جاؤ یہ انھین کو چوبدست دکھانے
لگا کہا مجھکو روکو گے تو ایک چوبدست مار دونگا سردار رک گئے ہنگام وحشی میدان مین آیا
اژدران فیلگوش سے مقابلہ کیا اژدران فیلگوش نے جو دیوانے کو اس کیفیت مین
دیکھا حیران ہو گیا چاہتا تھا پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا نیزہ ہنگام وحشی پر مارا ہنگام وحشی
نے نیزہ اُسکا توڑ کر پھینکدیا اور چوبدست کو گردش دینے لگا سناٹے کی آواز جو کان مین آئی
اژدران فیلگوش گینڈے کو پھیر کر بھاگا دیوانہ للکارتا ہوا پیچھے اُسکے چلاتا تالیان بجاتا ہوا
قہقہے مارتا ہوا پکارتا ہوا کہ کہان جاتا ہی مین نے تیرا حربہ اُٹھایا تو تو میرا حربہ روک ایک
ہی ضرب مین بہ اٹھا بنا دونگا ہڈیان سرمہ ہو جائینگی مگر اژدران فیلگوش نہین ٹھہرتا جب
کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا فوج کو آواز دی یارو مین اس کو لگا کر لایا ہون کمند و نمین
گرفتار کر لو کئی ہزار جوان دوڑ پڑے دیوانے نے جو چوبدست ہلائی کسی کا سر پھٹا کوئی
پیوند خاک ہوا اڑتا بھڑتا قریب اژدران فیلگوش کے پہونچا اژدران فیلگوش ساتھ
والون سے کہرہا ہی دیکھو یارو مین نے اسی واسطے میدان مین مقابلہ نہ کیا چوبدست بلا کا حربہ
ہی ہم نیزہ تلوار لڑنا جانتے ہین کبھی کسی دیوانے سے مقابلہ نہین کیا کہ دیوانہ برابر پہونچا خون کے
سراسے بدن سے ام اڑتے ہوے غصے مین کف منہ سے جاری کلمات سخت و سست کہتا ہوا
او نامرد ایک وار تو میرا روک مین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن وہی میرا وار روکتے ہین
ہاے آقاے نامدار کہان گئے یہ کہکے جو چوبدست ماردی اژدران فیلگوش نے گردا سپر کا
اُٹھایا چوبدست جو سپر پہ پڑی پھول مرجھا کے سپر سے اُڑ گئے ہاتھ کانپا سپر چھوٹ کر سر پہ آئی
سر گردن مین گردن سینے مین تمام جسم گینڈے مین خون کا تھالا بنکر رہگیا لوگ بھاگنے لگے
دیوانے نے ٹکڑے ہو کر کئی ہزار جوانون کو مارا صندلان فیلگوش نے فوراً طبل امان
بجوایا لشکر کو لیکر پلٹا کہتا تھا مسلمانون سے کون مقابلہ کرے قدرت نے نہین معلوم
کیا سمجھا کہ مجھکو ان کے مقابلے مین بھیجدیا ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر عیوق و جاروق ۱

سے کہو کہ ہم دیوانون سے نہ لڑین گے ہم جا کے طبل جنگی بجواتے ہین کل میدان مین تم سب لوگ آؤ میدان مین مقابلہ کرو ہم تم لوگون سے لڑین گے مہلال سرکش نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکے لشکر کو لیکر پلٹے دیوانے کو بمشکل میدان سے پھیرا دیوانہ نہ پلٹتا تھا کہتا تھا افسر اعلی کو مارونگا اس نامرد نے کیون طبل جنگی بجوایا تم لوگون کے کہنے سے پلٹتا ہون ورنہ آج ہی ان سب کو بھگا دیتا آقاے سرخ آکر ہم پر طعن کرین گے کہ ہم نہ تھے تو تم نے اُسے کیون نہ مار لیا مین تو آقاے نامدار سے شرمندہ ہوتا ہون جب چوبدست مارتا ہون آقا لپٹ پڑتے ہین چوبدست چھین لیتے ہین میرا زور نہین چلتا ایک دن آقاے نامدار کو پرا اٹھا بناؤنگا شریر مردم در نے بڑھ کر کہا او ہنگام وحشی آقا کو ایسی بات کہتا ہے ہنگام وحشی نے کہا آؤ تم تو ایک ضرب چوبدست کی رو کو وہ بھی دیوانہ بیباک چوبدست لیکر کھڑا ہوا کہا بھائی آؤ دو دو ہاتھ تو چل جائین آقا بھی لشکر مین نہین ہین کون دبا وڈالیگا کہ چوبدست چھین لے اور سردار ہم سے بول نہین سکتے دونون مین چوبدستین چل رہی ہین عیوق و جارو ق تاجدار دوڑے کہ ارے یہ کیا کرتے ہو آپس مین نہ لڑو دیوانہ کہتا ہے آج اس ہنگام وحشی کو سمجھاؤنگا ہنگام وحشی کہتا ہے اس دیوانے شریر مردم در کو ہوشیار بنادونگا اور دیوانے بھی سیدھے ہوے آپس مین چوبدستین چلنے لگین عیوق و جاروق و مہلال سرکش ان سب کے بیچ مین آئے بمشکل ان سب کو ہٹایا ساتھ لیکر چلے دونون ہنستے ہوے ہنگام وحشی زخمی ہے زخمون کا خون پونچھتا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین سب آکر بیٹھے جادوگرنیان آئین آکر بیٹھین سردارون سے کہہ رہی ہین کہ کیون اے سرداران نامی تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آج ہی خاتمہ کر دیا ہوتا آپس مین لڑ بھڑ کر مر جاتے یہ کہکے نہنگ بحری اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا دیکھو مین جاتی ہون ابھی صندلان فیلگوش کو لاتی ہون ہرچند سردارون نے سمجھایا مگر نہنگ بحری نے نہ مانا غرق زمین ہوکر چلی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی یہ بھی غرق زمین ہوئی دونون غرق زمین ہوکر چلین صندلان فیلگوش بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا لشکر والے آپس مین تکرار کر رہے ہین صندلان فیلگوش نے پلٹ کر آواز دی یارو کیون آپس مین لڑے مرتے ہو کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے

صندلان فیلگوش ہم تمھارے بہت مشتاق ہین صندلان فیلگوش نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس بہاری زیب جسم اشارے سے صندلان فیلگوش کو بلا رہی ہی صندلان فیلگوش نے صورت زیبا دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کرکے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے

نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم نو چاک گریبان کا

جنون کی تیزدستی سے نہ فرق آجاے عصمت مین
عجب کیا چاک دامن بڑھکے بوسہ لے گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلے ملنے کو آیا اس لیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسائش دامان مادر سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سے مین آغوش بیابان کا

گلون سے زخم بو دینے لگے اُٹھ باغبان جلدی
پڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہ درخشان کا

کسی صورت سے استقلال دم بھر بھی نہین رہتا
اثر باقی ہی آنکھون مین مری خواب پریشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پانؤن تک احسان ظالم سے
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کسیکو بھی گوارا صحبت مفلس نہین ہوتی
نہ دیکھا شمع نے مُنھ ایک شب گور غریبان کا

کدورت سے تعلق کیا اُنھین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا

جو آزاد ازل ہین قید سے اُن کو تنفر ہی
جدھر سے چاہیے موجود ہی رستہ بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہی وعدۂ دیدار مین خواب پریشان کا

رہیگا ذکر برسون مجھ شہید ناز کا ہر سو
اثر بخشا ہی مجھکو عشق نے مرگ سلیمان کا

دکھینگی بلبلین میرے وفور گریہ سے چمکین
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

یہ اشعار سُنکر صندلان فیلگوش ہاتھ باندھے ہوے سامنے اُس نازنین کے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجالاؤن سر کو قدمون پر نثار کرون اُس نازنین نے کہا صاحب سنو مین مشتاق ہوکر آئی تھی کہ تم سے صحبت ہوگی لیکن یہ سب فوج والے تمھارے ایسے حارج ہوے کہ تمھارے پاس نہین آسکتی ان سب کو قتل کردو یا لڑکر بھگا دو صندلان فوج سے لڑنے لگا تلوار کھینچ کے افسرون کو ٹوکا جس افسر پر جا پڑا جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سارے فوج والے چاہتے ہین اسکو گرفتار کرلین مگر یہ پشت و پہلو سے ہوشیار

لڑ رہا ہی جسنے پشت پر سے وار کیا اُسکو جواب دیا جو سامنے آیا اُسکو بھی جواب دیا بلو والونکو سپر سے روک رہا ہی کئی سر افسرا اسکے ہاتھ سے مارے گئے خود بھی زخم دار ہی سر سے خون بھرا ہی رات بھر اسکو لڑتے ہوے گذری اہل لشکر رستم ہنگامہ سنکر تماشہ دیکھنے آئے ہین نہنگ بحری و ماہی سحر سمک سے کہہ رہی ہین ای مہتر والا گہر یہ تماشہ دیکھا کہ ان بیچارون پر کیا گذری ملازمان صندلان صندلان کو قتل کرینگے آخر لڑتے لڑتے گر پڑیگا وار نہ کر سکیگا کیا مجال ہی کہ افسران فوج اسکو زندہ چھوڑین سمک کہتا ہی ای نہنگ بحری و ای ماہی سحر یہ سحر تمھارا آقاے نامدار کے خلاف ہوگا فرماینگے کہ غیر ساحر پر کیون سحر کیا نہنگ بحری کہتی ہی جب تک انکا خاتمہ ہوجائیگا کیا یہ لڑتے رہینگے سب لشکر والے تماشہ دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ کس کس طور سے صندلان اپنے کو بچا رہا ہی کئی بھائیون کو اپنے مارا اُنکی لاش پر کھڑا رو رہا ہی پکارتا ہی ای بھائی اُٹھو میری بات کا جواب دو تم کو ہفت پیکر نے بلا لیا مین تنہا تڑپ رہا ہون یہ کیا معرکہ ہوا تم کیون مجھسے لڑے آخر لڑائی کا یہ انجام ہوا ہر ایک کی لاش پر جاتا ہی اور چیخین مار مار کے روتا ہی لیکن ایسا بھوت ہو رہا ہی کہ ہاتھ نہین رُکتا اگر کوئی سردار سامنے آیا اُسنے عرض کیا کہ ای آقاے نامدار ہماری خطا کیا ہی یہ زبان تیغ سے جواب دیتا ہی ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب لوگ بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنے نہین آتا اب غدر بھی موقوف ہوا گرد لاشے پڑے ہین یہ تلوار کھینچے ہوے دیوانہ وار وحشی مثال لڑتا پھرتا ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اس غلام کی خبر لو میرا عجب حال ہی اس عشق و عاشقی مین نام ہی تمھارا تو مُنھ چھپاتا کام ہی بقول شاعر

نظم

مُنھ تکا ہی کرے ہی جس تس کا — حیرتی ہی یہ آئنہ کس کا
شام سے کچھ بجھا ہی رہتا ہی — دل مرا ہی چراغ مفلس کا
تھے بُرے مغبچون کے تیور لیک — شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھون سے کھل رہے ہین سب — ہاتھ دستہ ہوا ہی نرگس کا
بحر کم ظرف ہی بسان حباب — کاسہ لیس اب ہوا ہی تو جسکا
فیض ای ابر چشم تر سے اُٹھا — آج دامن وسیع ہی اس کا

حال ہی اور کچھ ہی مجلس کا	تاب کس کو جو حال میر سنے

اس طرح بلبلاتا ہی سننے والے گھبرا رہے ہین کہ ہمارے آقا کو کیا ہوا کیسے بیخود ہو رہے ہین یہ تو اپنے آپ سے باہر ہین بھائیون کو اپنے قتل کیا آپ ہی قتل کیا آپ ہی روتے ہین ایسے بھی بیوقوف ہوتے ہین کون جان دینے اُنکے سامنے جائے جو سامنے گیا قتل ہوا ہم لوگون کو سب طرح مشکل ہی آخر کیا کرین کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے بچین لیکن اب نہایت مبہوت ہو رہا ہی فوج والے جاکر دور کھڑے ہوے ہین ہرچند منت کرکے بلاتا ہی مگر کوئی قریب نہین آتا ہی دور سے جواب دیتے ہین کہ تلوار نیام مین کیجیے تو ہم آئین آپ تو خونخوار بنے ہوے ہین جو قریب آیا اُسے مار ڈالا اُن سردارون کو آپ نے قتل کیا کہ جن کا مثل ممکن نہوگا وہ آپکی رفاقت کا دم بھرتے تھے اُنکی آپ کیسی خاطر کرتے تھے نہنگ بحری و ماہی سحر کھڑی ہوئی ہنس رہی ہین جون جون یہ ہنستی ہین جوش صندلان فیلگوش کا بڑھتا ہی کہتا ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ان نامردون کے قتل سے مُنھ نہ موڑونگا بچیاون نے مجھے بہت ستایا میری معشوقہ کو مجھسے چھڑایا اب مین کیا کرون کہان تلاش کو جاؤن صورت دکھاکر چھپ گئین مین تلاش مین دیوانہ وار پھرتا ہون اس وحشت مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا سب سردار گھبرا گئے سمجھے کہ کوئی ساحر مدد کو اسکی آتا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر و شفق خونخوار یہ جادوگرنیان آمادہ ہوکر بڑھین کہ اس ابر کو زمین پر نہ آنے دین بالاے آسمان روکین چاہتی ہین کہ سب ملکر سحر کرین کہ ابر شق ہوا دیکھا تخت پر رستم پہلو مین ایک مہ جبین پشت پر لاکھ ساحرہ وہ ہنگامہ دیکھکر سنبھلے تھے کہ رستم نے پلٹ کر آواز دی کہ دیکھو یارو سحر نہ کرنا ہمارا لشکر بہ اطمینان کھڑا ہی ادھر نہنگ بحری وغیرہ نے ہاتھ روکے سب حیران ہوگئے آپس مین ایک سے ایک کہتا ہی کہ کیا آقا ہمارے صاحب اقبال ہین اکیلے گئے تھے دیکھو کس شوکت و شان سے تشریف لائے ہین معشوقہ پری پیکر پہلو مین بے شک یہ طلسم کشا ہین جس مقام پر جاتے ہین فوج لیکر آتے ہین جادوگرنیان بلند ہوئین سلما سب سے ملین شاہزادیان تخت کے قریب آئین سلما سے ملین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادی جبل اعلیٰ کی ہین عشق مین رستم کے وطن چھوٹا مع فوج تشریف لائی ہین جب رستم زمین پر آئے سب ساحر اُترے رستم نے سر اُٹھاکر دیکھا

کہ ایک شخص دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہی

نظم

رات پیاسا تھا میرے لوہو کا ہون دوانہ ترے سگ کو کا
شعلۂ آہ جون تون اب مجھکو فکر ہی اپنے ہر بن مو کا
ہی مرے یار کے مسون کا رنگ کشتہ ہون سبزۂ لب جو کا
بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف ہی وظیفہ یہی دعا گو کا
شور قلقل پہ ہوتے تھے مانع ریش قاضی پہ رات مین تھوکا
عطر آگین ہی باد صبح مگر کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
ایک دو ہون تو سحر چشم کہون کارخانہ ہی وان تو جادو کا
نام اُس کا لیا اِدھر کہ اُدھر اُڑ گیا رنگ ہی مرے رو کا
میر ہر چند مین نے چاہا لیک نہ چھپا عشق یار بد خو کا

ہاتھ مین تلوار کھینچے ہوے رفیقون کو قتل کرتا پھرتا ہی ساری فوج پریشان رُفقا حیران مگر ماہی سحر کی رنگت زرد ہو گئی جی مین کہتی ہی اب آقاے نامدار پوچھینگے نہنگ بحری نے بڑھکر کہا ای ماہی سحر کیون گھبراتی ہو صاف صاف عرض کرینگے آقاے نامدار معاف فرماینگے کہ رستم نے فرمایا یہ پہلوان کیون دیوانہ وار اپنے رفیقون کو قتل کر رہا ہی ماہی سحر نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کے تشریف لیجانے کے بعد یہ پہلوان لشکر کشی کر کے آیا کل کی میدان داری مین ہنگام وحشی جا کر لڑا اُنکی پہلوانون کو مارا وہ بیجا کہتا تھا کہ مین دیوانون سے نہ لڑونگا کنیزان سرکاری نے سحر کیا کہ یہ دیوانہ وار اپنی فوج کو قتل کر رہا ہی حضور اب بارگاہ مین تشریف لے چلین تھوڑے عرصے مین اسکا خاتمہ ہو گا رستم نے کہا ای ماہی سحر ہمارے حکم کو تمنے فراموش کیا ہم حکم دے چکے ہین کہ غیر ساحر کے مقابلے کو ساحر نہ جاوے اس سحر کو جلد اُتارو ورنہ ہم تم پر آفت برپا کرینگے اور معاوضہ اسکا یہ ہوا کہ چار دن تک نظربند رہو دربار مین ہمارے نہ آؤ ماہی سحر نے اپنا سحر اُتارا مگر رستم کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی یہ سزا کنیزون کے واسطے نہ مقرر ہو بے دیکھے جمال اُسکے کیون کر زندہ رہینگے جب دربار مین حاضر نہوے اور جمال جہان آرا سے مشرف نہوے پھر سواے

جان دیکھے کے کیا چارہ ہوگا رستم نے منھ پھیر لیا ماہی سحر و نہنگ بحری زار زار رونے لگین آپ صندلان فیلگوش نے تلوار نیام مین کی فوج کو اپنی تسکین دینے لگا کہتا تھا صاحبو میرا کیا حال تھا کہ اپنے بھائیون اور رفیقون کو قتل کیا اب میرے ہوش درست ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر سنائی کہ طلسم کشا پردۂ قاف گئے تھے وہان دیونژادون کو مارا اسلماے گوہرپوش بادشاہ جبل اعلیٰ عاشق ہوکر ساتھ آئی ہو اُنھون نے آکر تمھارا سحر اُتروایا جن جادوگرنیون نے سحر کیا تھا اُن کو سزا ہوئی صندلان فیلگوش نے کہا طلسم کشا نہایت جلیل ہو مین امتحان کرکے یا تو زیر کردونگا یا حلقۂ غلامی کان مین ڈالونگا یہ کہکے پلٹا اپنی بارگاہ مین آیا رستم جو بارگاہ مین آئے نہنگ بحری و ماہی سحر کو درگو سالار نے اندر جانے سے روکا اندر نہ جانے پائین رنجیدہ اپنی بارگاہ مین آئین آپس مین کہتی تھین یہ چار دن کیونکر کٹین گے کوئی جاکر ہماری طرف سے طلسم کشا سے عرض کرے کہ کنیزان شاہی بے دیکھے جمال حضور کے مرتی ہین عرض و معروض قبول ہو سعادت دیدار حصول کرین کنیزین زندہ رہینگی

نظم

طلب ای دوست تری دشمن راحت ٹھہری
جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری

جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
اسقدر رہبھی نہ کبھی وصل کی ساعت ٹھہری

دیرسی دیر ادھر آنے مین کس نے کی ہی
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

حال دل پوچھکے منظور رُلانا تھا اُنھین
چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری

ہم سے وہ پوچھتے ہین جس کو نہ دم بھر ہو قرار
کیونکر اس دل مین بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری

خفقان ہی تھا مصاحب شب تنہائی کا
دو گھڑی پاس مرے ٹھہرے تو وحشت ٹھہری

فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر
کچھ جو ٹھہری تو غریبون ہی کی تربت ٹھہری

تا کجا اُسکو جلاؤگے جو ہر وقت مرے
تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری

اپنے مطلب کے لیے سجدے اُسے کرتا ہون
بت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری

سر گرے کٹ کے تو قدمون پہ گرے قاتل کے
ہم سے تجھسے ہی ای شوق شہادت ٹھہری

سب یہ تیری نگہ شوق کی چالاکی تھی
کہ حیا آنکھ مین ٹھہری نہ مروت ٹھہری

سیر کرنے وہ کبھی گھر سے نکل کر جو چلے
فتنہ ٹھہرا کسی کوچے مین نہ آفت ٹھہری

دیدۂ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا
میرے گھر تک جو پہونچکر وہ پھرے اُلٹے پانوٗن
گو بہم ملگئے دل پھر بھی رہے کچھ انمل
اور رجب کچھ اُسے ٹھہرا نہ سکے حسن پرست
گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہی مجھے
آکے کیا میرے سیہ خانے مین پھیلاتی ہی پانوٗن
بیقراری نے کیا شیشۂ ساعت دل کو
یہی انصاف ہی جس دل مین رہے جاے عدو
بزم جانان مین مجھے دیکھ کے جلتی تھی جو شمع
منھ تو کب خاک یہ عاشق کے کرم کرتا ہی
سخت کا مجھسے گلہ سنکے کوئی کہتا ہی
وصل مین چھوڑ دیا سبنے اکیلا اُس کو

پھرتے پھرتے جو نگاہون مین وہ صورت ٹھہری
چال اُنکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری
اُنکی صحبت بھی مری آپ کی صحبت ٹھہری
شان محبوب کی اللہ کی قدرت ٹھہری
کیونکران شوخ نگاہون مین شرارت ٹھہری
کل سے کچھ آج زیادہ شب فرقت ٹھہری
تہ وبالا رہی اک جا نہ کدورت ٹھہری
کیون فلک جاکے وہین میری عداوت ٹھہری
رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری
آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری
یہ بھی دربردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری
اے جلال آج نہ دل مین کوئی حسرت ٹھہری

نہنگ بحری و ماہی سحر ایسے اشعار عبرت آثار پڑھکر رو رہی ہین آخر دو پہر رات گئے بیتاب ہوکر نہنگ بحری نے کہا اے ماہی سحر تمکو اختیار ہی مین جاکر مہتر دلاگھر کو دیکھ آؤن ماہی سحر نے کہا مین بھی طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہون دونون غرق زمین ہوکر چلین مہتر سمک یلداقی عیار نامور فرزند خواجہ عمرو کی جس خیمے مین چارپائی بچھی ہی گرد خندق کھدی ہی کمندین لگی ہین بے خوف پڑے سو رہے ہین چند شاگرد دروازے پر پہرا دیتے ہین نہنگ بحری جو سامنے پہونچی اسنے سحر کیا کہ عیار سو گئے سحر سے اِسکے بیہوش ہوے نہنگ بحری بیتاب ہوکے قریب خندق کے آئی اب خیال ہوا کہ جاکر مہتر دلاگھر کو جگاؤن اُن سے کہون کہ خطا میری معاف کرائیے ہمکو دربار مین بلائیے وہان خندق خس پوش تھی اُس پر چاندنی بچھی تھی جیسے ہی نہنگ بحری نے پانوٗن رکھا چاندنی پھٹی نہنگ بحری دھم سے خندق مین گری گرتے ہی تیر وغیرہ چبھے ماران سیاہ بچھو منھ کھول کر چلے کہ نہنگ بحری کو کاٹین نہنگ بحری نے سحر کیا کہ سانپ تو ہٹے مگر زخمہاے تیر نے بہت پریشان کیا صدمے سے زخمون کے وہ

آہ آہ کرنے لگی دھماکا جو ہوا سمک کی آنکھ کھُلی دیکھا چاندنی پھٹی ہوئی ہی سمجھا ہمکو کوئی گرفتار کرنے آیا تھا آخر خندق مین گرا فتیلہ عیاری روشن کرکے لٹکایا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی نہنگ بحری نے پکار کر کہا مین ہون نہنگ بحری تمھین دیکھنے آئی تھی یہ نہ جانتی تھی کہ تم نے دام مکر پھیلایا ہی حقیقت مین بڑے عیار ہو سوتے مین بھی عیاری کرتے ہو جب مجھسے صبر نہو سکا تو تمھین دیکھنے کو آئی یہان آکے گری آخر یہ انجام ہوا کہ تیرون سے غربال ہوئی مار و عقرب منھ کھول رہے ہین چاہتے ہین کاٹ لین سمک نے کمند لٹکائی نہنگ بحری کو نکالا نہنگ بحری ہجران دیدہ آفت کشیدہ قریب سمک کے بیٹھی رو رو کے سب حال بیان کرنے لگی سمک نے کہا اے نہنگ بحری اب تم جاؤ ایسا نہو آقا کو خبر ہو تو آزردہ ہونگے نہنگ بحری سمک سے رخصت ہو کر چلی لیکن ماہی سحر سامنے بارگاہ رستم کے آئی جسمدان سے ملکہ سلما آئی ہین اُنھین کے ملازم گرد بارگاہ رستم پھرا دیتے ہین سامنے سے ماہی سحر نے دیکھا کہ ملازم گرد پھر رہے ہین ماہی سحر نے سحر کیا کہ کچھ لوگ بیہوش ہوے کچھ لوگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے ماہی سحر بھی سب بیہوش ہوے یہ جھپٹ کر چلی افسر جادو کہ سب کا افسر ہی اُسنے دیکھا ایک ساحرہ آتی ہی ایک تیر جھولی سے نکالا ماہی سحر پر مارا ماہی سحر کے شانے پر تیر پڑا ماہی سحر نے جھلا کر گولہ مارا کہ افسر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام ہین افسر جادو بود لیکن اور ساحر جو بیدار تھے وہ بڑھکر سحر کرنے لگے ماہی سحر ان سے کب رُکتی تھی لڑنے لگی جب سحر کیا دو چار کے سر پھٹے کسیکا ہاتھ کٹ کے گرا یہان ملکہ سلماے گوہر پوش اپنی بارگاہ مین تھین کہ افسر کے مرنے کی آواز کان مین آئی فرمایا کسی ساحر نے آکر میرے افسر جادو کو مارا اپنی بارگاہ سے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے نکلین جھپٹ کر چلین سامنے آکر دیکھا ایک ساحرہ گاتی باندھے ہوے ساحران نگہبان سے لڑ رہی ہی دہین سے گولہ جھولی سے نکالا اور ماہی سحر پر کھینچ مارا ماہی سحر نے گولہ کاٹا پلٹ کے دیکھا ملکہ سلماے گوہر پوش لڑتی ہوئی آتی ہین قضاے کار نہنگ بحری سمک سے رخصت ہو کر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین دور سے دیکھا کہ ماہی سحر لڑ رہی ہین نہنگ بحری نے پکار کر آواز دی ارے کون اڑ رہا ہی بی بی کس سے جنگ ہی نہنگ بحری کو ماہی سحر نے جواب دیا مجھکو نگہبانون نے گھیرا ہی اندر نہین جانے دیتے

کہ جمال سے مشرف ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے نہنگ بحری بھی آپڑی اب دونون نے ملک سحر کرنا شروع کیے کئی سو جادوگر مارے سلما نے جو دیکھا کہ نگہبانون مین میرے سو پچاس جادوگر مارے گئے اور رافسر کا لاشہ بھی پڑا پھڑک رہا ہی گھبرا کر بال اپنے کھولدیے اور جھولی سے چراغ نکالا اُسمین بتیان ڈالکر روشن کین خون اپنا بجاے روغن ڈالا چراغ دان پر اُسکو رکھا چارون بتیان روشن کین لَو جو اُسکی بلند ہوئی ماہی سحر و نہنگ بحری لَو اُسکی دیکھکر گرین ملکہ سلما بڑھین کہ دونونکو گرفتار کرلون کہ سامنے سے سمک آیا اسنے جو ماہی سحر و نہنگ بحری کو دیکھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم انکو گرفتار نکرنا یہ خیر خواہان دولت ہین مگر سلما نہ رکین آکر نہنگ بحری و ماہی سحر کو گرفتار کرلیا سمک کہا کیا سمک کا کہنا نہ مانا یہان طلسم کشا اُٹھکر بارگاہ مین بیٹھے ہین یہ ہلڑ سُنکر باہر نکل آئے صبح ہو چکی ہی دیکھا سمک آنکھون مین آنسو بھرے کھڑا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر زبانون مین سوزن سرنگون بیٹھی ہین سلما کوڑا لیے کھڑی ہی کہ ارے بتاؤ تم کس لیے آئی تھین یہ دونون خاموش دریاے حیرت کا جوش کچھ جواب نہین دیتین سمک کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم یہ دونون بے خطا ہین نہنگ بحری میرے پاس سے آئی تھی ماہی سحر کو یہ منظور تھا کہ جاکر طلسم کشا کو دیکھون اسوجہ سے یہ آفت برپا ہوئی رستم یہ معرکہ دیکھکر حیرت مین تھے کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ان دونون نے کیا خطا کی کہ سلما نے ان دونون کو گرفتار کیا ہی سمک دوڑ کر رستم کے قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ دوستی مین دشمنی ہوئی ماہی سحر آپ کو دیکھنے آئی تھی ساحرون نے روکا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے بی سلما نے آکر گرفتار کرلیا رستم نے فور اُدونون کی زبان سے سوزن نکالی فرمایا تمھاری خطا معاف ہوئی سمک نے عرض کی وہ جو حضور نے سزا مقرر کی ہی کہ چار دن دربار مین نہ آوین وہ خطا اُنکی معاف ہو رستم نے سمک کے کہنے سے وہ خطا بھی معاف کی ماہی سحر و نہنگ بحری آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے خیمے مین آئین ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری بی سلما کو بڑا گھمنڈ ہی آج ہمکو سامنے طلسم کشا کے ذلیل کیا اب چلو دربار مین چلین صحبت رستم مین شریک ہون پھر شبکو جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا دربار رستم مین دونون حاضر ہوئین رستم دربار مین تشریف رکھتے ہین سرداران ساحر و غیر ساحر جمع ہین سمک اُسوقت سامنے اپنے آقاے نامدار کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب ... ہم سے ہی کس لیے تجھے ای گل بدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہوچکا — کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب
حسن برہنگی کے اُٹھاتے بڑے مزے — ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
ہر بزم مین نثار ہی پروانہ شمع پر — عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین — پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول — اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی او پری — رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو — ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون — مجھسے نہ چاہیے تجھے اے سیمتن حجاب
دیکھ آنکھ اُٹھا کے یار جو عالم شکار ہو — کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین — کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب
اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم — رکھتا نہین کسی سے ہمارا سخن حجاب

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سلماے گوہر پوش قریب رستم گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی اور رات ہی کی باتون کا ذکر ہی کہ اے شہریار ماہی سحر نے بڑا غضب کیا افسر جادو کو مار اکنیز پہونچ گئی نہین معلوم کیا منظور تھا مہتر والا گہر صاحب جو فرماتے ہین مجھکو اُنکی باتون کا یقین نہین آتا ماہی سحر نے یہ باتین اپنے کانون سے سنین مگر چپکی بیٹھی رہین اُسوقت رستم باتون مین سلما کی مصروف تھے ماہی سحر سے کچھ کلام بھی نہ کیا تھوڑی دیر بیٹھ کر دربار سے اُٹھین طرف اپنے خیمے کے چلین سمک نے جو ماہی سحر کو رنجیدہ پایا اُٹھکر قریب آیا کہا ملکہ جب دربار برخاست ہو تب جانا تم نے آقا سے کچھ باتین نہین کین ماہی سحر نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا آقا مجھسے آزردہ ہین مجھسے کیون کلام کرینگے بی سلما کا آج کل چاہ پیار ہی سمک خاموش ہو رہا دونون اپنے خیمے مین آئین ماہی سحر نے کہا اے نہنگ بحری آج میرا ارادہ ہی کہ بی سلما کو لیجا کر کسی پہاڑ مین ڈالدون بڑا اپنا زور دکھا رہی ہین ہر وقت میرا ہی ذکر ہی مین بہت شرمندہ ہوتی ہون آقاے نامدار بڑی مہربانی فرماتے ہین عشق کا اُنکے بڑا زور شور ہی ایسے کوہ مین رکھون کہ سختی اُٹھائین تڑپ تڑپ کے جان دین پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرین دن بھر تڑپ تڑپ کے کاٹا رات کو اپنے مقام

مقام

اُٹھی نہنگ بحری کو سوتا چھوڑا بانہ ارونکو طی کر کے قریب خیمۂ سلما آئی قضاے کار احقر جادو ایک ساحر ہی کہ اُسنے جب سے ملکہ سلما کو دیکھا جان دیتا ہی جب سے ملکہ اِس لشکر مین آئین کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ اُٹھا کر لیجاؤن محل نہ پایا عاجز رہا آج جو بہت بیتاب ہوا سامنے بارگاہ سلما کے آیا کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کہ نگہبان بیہوش ہون تو خیمے مین جاؤن ماہی سحر نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی نگہبان بیہوش ہوتے جاتے ہین ماہی سحر کھڑی دیکھا کی جب نگہبان بیہوش ہو چکے قریب پردے کے آیا پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ سلماے گوہر پوش پڑی سو رہی ہین ساحر سحر کرنے لگا کہ اس کو بیہوش کرون تو اُٹھا کر لیجاؤن ماہی سحر نے پیچھے آکر ایک گولہ مارا کہ پشت پر ساحر کی پڑا توڑ کر سینے کو پار گذرا ساحر جھوم کر گرا مرنے کی اُسکے آواز بلند ہوئی سلما جاگ پڑین دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہی اور ماہی سحر تلوار کھینچے کھڑی ہی سلما نے پکار کر پوچھا اے ماہی سحر یہ کیا معرکہ ہوا ماہی سحر نے بیان کیا کہ یہ ساحر تمھین چُرانے آیا تھا مین نے اسے مارا ہی سلما خاموش ہو رہی کہا اے ماہی سحر تم نے بڑا احسان کیا اس دشمن خدا کو مارا یہ مدت سے میری فکر مین تھا خدا نے اسکی بدعت سے بچایا ماہی سحر اپنے خیمے مین چلی آئین سوچین کہ کل سمجھا جائیگا سلما نے کنیزون سے کہا یہ لاش بیرون لشکر پھینکدو لاشہ اُسکا پھینکدیا گیا بھائی اُسکا نظیر جادو بالاے کوہ کھڑا تھا دیکھا میرے بھائی کا لاشہ پڑا ہی پہاڑ سے اُترا آکے لوگون سے دریافت کیا لوگون نے ملکہ سلما کو دکھایا کہ ان کے عشق مین مارا گیا جمال سلما دیکھکر رنجیدہ پہاڑ پر آیا رات کو سوچا کہ کیون صدمۂ ہجران سہون سحر کر کے اُٹھا لاؤن کوہ پر مزے اُڑاؤن یہ سوچکر پہاڑ سے اُترا مگر ماہی سحر فکر ملکہ سلما مین قریب بارگاہ آئی پردہ اُٹھا کر دیکھا سلما سو رہی ہی سحر کیا کہ ملکہ بیہوش ہوئین اب ماہی سحر نے پنجہ کمر مین دیا لیکر سلما کو نکلین لشکر کے کنارے پر پہونچین طرف صحرا کے چلین منظور یہ تھا کہ اسکو جاکر درۂ کوہ مین ڈالدون اُدھر سے نظیر جادو آتا تھا نظیر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی آفتاب جمال ماہ تمثال سلما کو ہاتھ پر لیے ہوے طرف درۂ کوہ کے جاتی ہی للکار کر آواز دی او ساحرۂ مکارہ میری معشوقہ کو کہان لیے جاتی ہی ماہی سحر رُکی نظیر نے گولہ مارا ماہی سحر نے سلما کو ایک تختۂ سنگ پر رکھدیا آپ نظیر سے لڑنے لگی کئی گولے نظیر نے مارے ماہی سحر نے دفع کیے آخر بجلی کان سے نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری برق چمک کر گری کہ نظیر کے

دو ٹکڑے ہوے پلٹی کہ اب سلما کو اُٹھا لون پشتارہ ملکہ سلما کا تختۂ سنگ پر نہ پایا ماہی سحر بہت پریشان ہوئی حیران تھی کہ سلما کو کون لیگیا ای ماہی سحر بڑا غضب ہوا اگر یہ خبر طلسم کشا کو ملے گی تو بہت رنجیدہ ہونگے چہار طرف جنگل مین دوڑتی پھرتی ہی دور سے دیکھا کہ ایک ساحر سلما کو لیے جاتا ہی ماہی سحر جھپٹی مگر وہ ساحر سحر کرکے نکل گیا ماہی سحر جنگل مین حیران کھڑی ہی قضاے کار سمک اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ رستم فرما رہے ہین ای سمک ملکہ سلما کی خبر لو سمک آنکھین ملتا ہوا اُٹھا اول بارگاہ سلما پر آیا دیکھا نگہبان بیہوش پڑے ہین پردہ اُٹھا ہوا پلنگ ملکہ سلما کا خالی پڑا ہوا ہی سمک گھبرا کر طرف جنگل کے چلا دیکھا ماہی سحر ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہی سمک نے آکر پوچھا ای ماہی سحر کیا معرکہ ہوا ماہی سحر نے بیان کیا نظیر جادو ملکہ سلما کو لیے جاتا تھا مین نے تعاقب کرکے اُسے مارا ایک اور ساحر آسمان سے گرا ملکہ کو اُٹھا کے لیگیا سمک نے پوچھا کس طرف گیا کہا سامنے نخلستان مین جاکر غائب ہوا مین فکر مین کھڑی ہون کہ یہ کون ساحر تھا کہ ملکہ کو اُٹھا کر لیگیا سمک نے کہا اب تم طرف لشکر کے جاؤ مین فکر مین ملکہ سلما کی جاتا ہون انشاء اللہ لیکر آتا ہون ہر چند ماہی سحر نے روکا سمک نے نہ مانا کہا آقاے نامدار بہت بیقرار ہونگے اگر پوچھین تو کہدینا کہ غلام آپ کا تلاش مین ملکہ سلما کی گیا ہی ماہی سحر ناچار پلٹی مگر سمک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کچھ رات باقی ہی طائر آشیانون سے نکل نکل کر چہکارے مار رہے ہین آخر شب چاندنی چھٹکی ہوئی صحرا پر عجب بہار ہی پھولونکے منھ آب شبنم سے دھوئے ہوے عالم وجد ہی درختون پر سناٹا پتے ہل رہے ہین درختون پر گویا برقین چمک رہی ہین سمک نے جو یہ رنگ صحرا دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا ایک طرف سے دیکھا کہ گرد اُڑی ایک جوان دریا مین پھولونکے غوطہ مارتے ہوے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی ہر نخل کے سائے مین ٹھہرا کبھی بیقرار ہوا یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

مد نظر جو اک بت بالا بلند ہی	ہر مد آہ صورت طوبا بلند ہی
بوٹا سا ہی نہ پست نہ اتنا بلند ہی	کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہی
نرگس کے پھول آنکھین ہین ابرو ہین ٹہنیان	گل سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہی
کرتا ہی شہسوار کوئی نیزہ بازیان	بانسون غبار دامن صحرا بلند ہی

اللہ رے تلاطم امواج بحر عشق — ہر موج پست تا لب دریا بلند ہے
ہے یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ — یوسف کا دودمان زلیخا بلند ہے
آتا ہے ہجر مین قد بالا کسی کا یاد — ہردم زبان سے ہائے کا نعرہ بلند ہے
خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہے — کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہے
دو چار بانس تاڑ سے بھی ہوگا قد دراز — طوبا حقیقتاً اگر ایسا بلند ہے
بیمار تھا گذر گیا شاہد جہان سے رند — پر شور ہائے وائے یہ کیسا بلند ہے

کبھی بیقرار رہی اور کبھی اشک بار ہی سمک نے جو یہ حال اُس جوان کا دیکھا رنگ دود غن عیاری کا لگا کر ایک معلم کی شکل بنا سر مُنڈا ہوا بڑی ٹوپی سر پر کُرتا زیب جسم ذیرپائی پہنے ہوے ایک کتاب بغل مین سامنے اُس جوان کے آیا اُس جوان نے پکار کر آواز دی ذرا ٹھہر جایئے مین کچھ عرض کرونگا سمک ٹھہرا جوان نے کہا مولوی صاحب میرے بھائی کو وحشت ہو گئی ہے کوئی ایسا اسکو تعویذ دیجیے کہ اُسکی وحشت تھمے سمک نے کہا مین اُنکو دیکھوں نگاہ ڈال کے اچھا کردونگا ابھی ایک قریے مین گیا تھا دختر زمیندار پر جن آتا تھا ایک فلیتے مین اُسکو اچھا کیا آپ کا نام کیا ہے اور آپکے بھائی کا کیا نام ہے اُس جوان نے کہا رفتار گل پوش میرا نام ہے تھوڑی دور پر یہان سے میرا باغ ہے کہ اُسکو باغ شداد کہتے ہین اُسی مین بھائی صاحب دیوانہ وار پھرتے ہونگے چل کر اُنکا علاج کیجیے سمک اُس جوان کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نظر آیا اندر سے باغ کے غل مچانے کی آواز آتی ہے گلپوش نے کہا کہ دیکھیے مولوی صاحب بھائی صاحب ہمارے غل مچا رہے ہین دن رات اُنکے نزدیک برابر ہے سمک ساتھ اُسکے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک جوان گریبان پھٹا ہوا مُنھ پر خاک ملے ہوے چمنستان مین دوڑتا پھرتا ہے گلپوش نے پکار کر کہا کہ بھائی صاحب مین آپ کے علاج کے واسطے مولوی صاحب کو لایا ہون ان سے اپنے دل کا حال بیان کیجیے یہ فوراً علاج کرینگے اُس جوان نے سمک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مولوی صاحب کنارے آیئے تو مین عرض کرون کنارے لیجا کر سر قدمون پر رکھدیا کہا کوئی تعویذ محبت کا بھی آپ کے پاس ہے سمک نے کہا اگر چھری پڑھ کے گاڑدون تو طائران ہوائی اپنا گلا کاٹ کے مرجائین ہزارون کوس کوئی ہو تو اُسکو بلوا دون اُس

جوان نے کہا پہلو مین اس باغ کے ایک قصر ہی محجوب جادو اُس قصر مین رہتا ہی نہین معلوم کہانسے ایک معشوق پری وش لایا ہی اُس سے طالب وصل ہوا وہ اُس سے تو انکار کرتی ہی لیکن مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھتی تھی مین کشتۂ خنجر ابرو ہوا محجوب نے مجھ سے کہا کہ ای برادر اس سرکش کو تم سمجھاؤ مین نے قفس اُٹھا لیا الگ لیجا کر ہاتھ باندھے او رروروکے کہا کہ مین محجوب سے بہت زیادہ مقدور رکھتا ہون مجپر احسان فرمایئے مین خدمتگزاری کرونگا یہ سنکر وہ نازنین رونے لگی مگر محجوب پشت پر کھڑا یہ باتین میری سن رہا تھا اُسنے آکر قفس مجھ سے چھین لیا اور مجھسے کہا خبردار کبھی میرے باغ مین نہ آنا ایسا کوئی تعویذ دیجیے کہ محجوب تسخیر ہو اور مجھکو اپنے باغ مین بلائے تو مین قفس اُس مہ جبین کا چھین لون سمک نے کہا حضور قصر مجھے بتا دین مین محجوب کو دیوانہ کرکے قفس کو لے آؤنگا آپکے وصل پر آمادہ کردونگا ساحر نے کہا مولویصاحب اگر یہ کام آپنے کیا تو مین عمر بھر غلامی کرونگا اور جہان تک ہو سکیگا زر بھی حاضر خدمت کرونگا سمک نے پوچھا قصر کہان ہی ساحر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ وہ سامنے قصر دکھائی دیتا ہی مین یہان بیٹھا ہوا تمھارا راستہ دیکھتا ہون سمک اُس قصر کو دیکھتا ہوا چلا جب در قصر پر آیا دل سے کہتا ہی کیا عجب ہی ملکہ سلما کا پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے نشان سے تو انھین کا پتہ معلوم ہوتا ہی آقا بہت بیقرار ہونگے یہ سوچکر دروازے پر قصر کے آیا نگہبان سے کہا محجوب جادو سے جاکر عرض کرو کہ دروازے پر ایک غرض مند حاضر ہی اُسکو بلوایئے آپ کا مطلب بھی نکلیگا اب تو نگہبان نے جاکر محجوب سے عرض کی کہ دروازے پر ایک مولوی وضع حاضر ہین کہتے ہین مجھکو بلوایئے کچھ آپکا بھی مطلب نکلے گا محجوب نے سُنکر کہا بلاؤ سمک اندر آیا محجوب کو دیکھا وسط باغ مین چبوترے پر تنہا بیٹھا رو رہا ہی قفس سامنے رکھا ہی منتین کر رہا ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین سلما کو سمک نے پہچانا آکر محجوب کو سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور کیون روتے ہین مین ابھی اسکو رضامند کیے دیتا ہون جو آپ کا حال ہی وہی اسکا بھی حال ہو قدمون پر گرے کہ وصل حاصل کیجیے ایک فلیتہ روشن کرون آپ بھی ملاحظہ فرمایئے معشوق بھی دیکھے آپ عاشق ہو جائے محجوب نے موتیونکا مالا گلے سے اُتار کر گلے مین ڈالدیا کہا مولوی صاحب جو مانگیے گا وہ حاضر کرونگا میرا تو اس محبوب کے عشق مین عجیب حال ہی قلب پر میرے

ہجوم غم و رنج و ملال ہی نہ رات کو چین نہ دنکو آرام عجب حال مین گذرتی ہی دل سے تصور کرتا ہون اور اسی خیال مین مرتا ہون تڑپ تڑپ کے صبح سے شام کرتا ہون نظم

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب
چکر مین میری طور رجو رہتا ہی آفتاب

خورشید و ذرے کا بھی تفاوت صریح ہی
دریاے حسن یار کا چشمہ ہی آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کون سی چلتا ہی آفتاب

مقدور ہی کرے اگر اُس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین چہرے پہ اندھا ہی آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پیش ضیاے حسن تو میلا ہی آفتاب

حاضر اگر ہی دن کو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہی آفتاب

بارش نہین ہی غم مین کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہی آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اُتارا ہی آفتاب

پھرتا ہی یہ بھی ساتھ رخ یار ہو جدھر
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہی آفتاب

داغ سفید چرخ ہی میری نظر مین رند
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہی آفتاب

یہ اشعار پڑھ کر وہ جوان خوب رویا کہا مولوی صاحب عمر بھر خدمت گزاری کرونگا جو کچھ مانگیے وہ حاضر کرون لیکن یہ معشوق مجھسے راضی ہو جاے سمک نے فوراً کتاب کھولی فلیتہ لکھا کہا اسے روشن کرونگا تیل خوشبودار منگائیے مجوب دوڑ گیا ایک کنٹر تیل کا فوراً اُٹھا لایا کہا مولوی صاحب لیجیے اس مین روغن حنا ہی سمک نے ایک پیالے مین اُنڈیلا فلیتے پر روئی لپیٹی فلیتہ بنا کر اُس پیالے مین رکھا کہتا جاتا ہی معشوق اسکو دیکھکر مائل ہوگی جو آپ کی کیفیت ہی وہ اُسکی بھی ہو جائیگی یہ کہکے فلیتہ روشن کیا جیسے ہی دھوان بتی سے نکلا سمک نے کہا اے مجوب اِسکے دھوین کو سونگھو طبیعت کو تسکین ہوگی مجوب نے جھک کے دھوین مین ناک لگا دی ناک پھیلا کے سونگھنے لگا دھوان جو دماغ مین پہونچا گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا سمک نے اپنے نام کا نعرہ کیا یہان ملکہ سلما رو رہی تھین نام سمک سنکر کہا بھائی تم بڑے وقت پر پہونچے فلک نے اس آفت مین مجھکو پھنسایا تھا تمنے آکر رہا کیا سمک نے مجوب کو قتل کیا ملکہ سلما کو قفس سے نکالا زبان سے

سوزن نکالی مگر باغ گلپوش قریب ہی مکرینوش سے باتین کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من محجوب جادو بود مکرینوش نے کہا ای بھائی گلپوش جلد چلو مولوی صاحب نے جا کر اُسکو مارا دونون خوشی خوشی دوڑے یہان سلما کو سمک نے قید وغیرہ کاٹ کر قصد کیا ہی کہ مین الگ جاؤن سلما پر پرواز پیدا کرے کہ آسمان سے آواز آئی مولوی صاحب بڑا کام نمایان کیا مگر گلپوش نے دیکھا کہ ایک عیار ہی سلما اور عیار کھڑے باتین کر رہے ہین گلپوش نے کہا اے بھائی مکرینوش یہ تو عیار ہی معشوقہ کو رہا کر کے لیجایا چاہتا ہی دونون زمین پر آئے سحر کرنے لگے سمک زمین پر گرا سلما نے جوڑا کھولا بال چہرے پر پریشان کیے پکار کر آواز دی اے مکارو ذرا ادھر تو دیکھو جیسے ہی دونون کی نگاہ زلف مشکبیز پر پڑی تلوارین کمر سے نکالکر آپس مین لڑنے لگے سلما نے عکس زلف سمک پر ڈالا کہ سمک زمین سے اُٹھا سحر اُنکا اُترا مگر گلپوش نے کمر بتا کے سر پہ ہاتھ مارا کہ مکرینوش کے دو ٹکڑے ہوے بھائی کو مار کر پکارتا ہوا دوڑا ای جان جہان اس مکار کو مین نے مارا مگر میرا یہ حال ہی کہ تم پر جان دیتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

آجتک شوق اسیری ہی مجھو آزاد کے ساتھ — طائر روح لیس از مرگ ہی صیاد کے ساتھ
بعد مرنے کے بھی قمری کی طرح پہنے طوق — تھی محبت مجھے اک غیرت شمشاد کے ساتھ
ہون وہ عاشق کہ اگر قتل مجھے کر کے چلے — سایہ روح بھی میرا رہے جلاد کے ساتھ
سیر کو تو جو گیا پڑ گئی بھاگڑ ای گل — اُڑ چلا رنگ چمن نکہت بر باد کے ساتھ
تیرے کوچے کے سوا ہو جو تمناے بہشت — جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
پھرے بالین مین نہین ہین جو سزا وار قفس — پر مرے کیسے اُڑے پھرتے ہین صیاد کے ساتھ
بے زر و نکا بھی کہین ساتھ کوئی دیتا ہی — جان شیرین نے نہ دی دیکھ لو فرہاد کے ساتھ
فصد سے جاے نہ سودا تو مجھے کیجیے قتل — کوئی جلاد بھی بلوائیے فصاد کے ساتھ
دخل اغیار مری خلوت خاطر مین کہان — خود فراموش ہون ای یار تری یاد کے ساتھ
ہو بدن قید مین ہون قید بدن سے آزاد — ای جنون آئے وہ جلاد بھی حداد کے ساتھ

ایسی ایسی باتین کہتا ہوا آگے بڑھا ملکہ سلما نے زلف عنبرین کا عکس اُسپر ڈالا وہ اور

زیادہ جوش مین آیا پریشانی نے گھیرا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا پکار کر آواز دی جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن سلما نے آواز دی تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا جھوٹے عاشق معلوم ہوتے ہو عشق صادق کا مزہ دکھاؤ جان کو نہ ڈرو دیکھین کیسے عاشق صادق ہو گلپوش نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی سلما نے کہا تلوار کھینچلو گلپوش نے تلوار کھینچلی سر کٹ کر زمین پر گرا قسمہ بھی لگا نہ مارنے سے گلپوش کے وہ باغ بھی جلا طائر بھی جلکر گرے آواز آئی کشتی مرا نام من گلپوش جادو بود سمک یا تو گوشے مین چھپا ہوا تھا تعریفین کرتا ہوا سلما کی نکلا کہ اے ملکۂ عالم یہ اسی لایق تھا سلما نے کہا اے سمک اب چلو شہریار بیقرار ہونگے سمک ایک جانب چلا سلما نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلین یہان صندلان نے جو آفت سحر سے نجات پاکر پلٹا تھا بارگاہ مین آکر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے کہا سلما و سمک کا نہونا باعث انتشار ہے دل خود بخود بیقرار ہے مگر حریف کو جواب ندینا ہمارے قاعدے کے خلاف ہے یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر یہان تیاریان ہوئین صبح کو صندلان گینڈے پر سوار فوج پشت پر میدان کارزار مین آیا اِدھر سے رستم فوج غیر ساحران ساتھ لیکر میدان مین آئے عیوق و جاروق نے صفین جمائین جانبین مین صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے صندلان نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا عیوق و جاروق مشتاق تھے کہ یہ آواز دے تو ہم نکلین صندلان نے پکار کر آواز دی مین سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم پیلتن نے سرداروںکو روکا مرکب بادپیما بڑھایا مقابلے مین صندلان کے پہونچے صندلان نے جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا کہا کہ اے شہریار مین آپ کا نہایت ممنون ہوا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے مین گلا کاٹ کر مرجاتا آپنے تشریف لاکر مجھکو بچا لیا یہ کہکے گینڈا جھکا کے سامنے آیا کہا حربہ تو کر لیجیے کہ حسرت نہ رہے رستم نے کہا ہمارا دستور نہین جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر صندلان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین کہ دونون لڑ رہے ہین اس زور شور سے دونون مین نیزہ چلا کہ سنانین و بنانین بیکار ہوئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی بیکار ہوئین صندلان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی کہ تلوار صندلان کی ٹوٹی رستم نے

بڑھکر ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈے کی گردن پر تلوار پڑی گینڈے کی گردن بھی قلم ہوئی صندلان گینڈے سے گرا رستم نے تلوار کے سائے مین لیا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ سر اسکا اُڑجاے صندلان نے گھبراکر دانت نکالدیے دونون ہاتھ اُٹھائے رستم نے ہاتھ روک لیا فرمایا ای صندلان اُٹھو اور تلوار منگاؤ ہم پروار کرو صندلان نے عرض کی آپ نے کیون ہاتھ روکا رستم نے فرمایا گرے پڑے پر ہاتھ نہین مارتے عاجز کرکے قتل کرنا خلاف جرأت ہی جب اور تلوار لاؤ تب تم سے تلوار چلے کہ حوصلہ باقی نرہے صندلان یہ حالات دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار مین آپ کا تابعدار ہوا مین کل سے آپ کی جرأت کا قائل ہوگیا صندلان فوج مین آیا پکارکر آواز دی یارو مین نے طلسم کشا کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ پاس ہفت پیکر کے جائے سب پکار اُٹھے جسکی آپنے اطاعت کی اُسکے ہم بھی تابعدار ہین ہفت پیکر کے مقابلے مین چلین گے انشاءاللہ اُسکو شکست دینگے صندلان کل فوج کو ساتھ لیکر داخل لشکر طلسم کشا ہوا طلسم کشا داخل بارگاہ ہوے سب سردار آکر بیٹھے رستم نے جو مقام سلما خالی پایا فرمایا نہین معلوم سلما پر کیا گذری کوئی تو ایسا معاملہ گذرا کہ پلٹ کر نہین آئین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی اگر ارشاد ہو تو غلام تلاش مین جائے سب نے دیکھا کہ رستم کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی شاہزادے کا عجب حال ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہے ہین ملکہ سلما کو یاد کر رہے ہین آفتاب فلک سیر تلاش مین ملکہ سلما کی چلا جابجا دیکھتا ہوا جاتا ہی قضاے کار طرف قصر عشرت کے نگاہ اُٹھ گئی دیکھا قصر عشرت سے فوجین نکل رہی ہین صحراے عشرت مین اُتر رہی ہین کاہن کو بڑا تعجب ہوا کہ قصر عشرت اتنا بڑا مکان نہین ہی جسمین سے اسقدر فوجین نکل رہی ہین خیال کرکے جو دیکھا ایک میدان وسیع ہی اُسمین فوجو نکے جماؤ ہین اُسی مین سے افسرے لیکر فوجین نکل رہے ہین کئی لاکھ فوج جمع ہی اب جو پھر کاہن نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی سوہان جادو نامے تین لاکھ فوج سے پہونچا دوسری طرف سے پھر گرد اُڑی کوہان جادو دو لاکھ فوج سے آیا اب اندر سے قصر کے نوبت نقارے کی آواز آئی آفتاب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے قصر سے نکلا کئی سو افسر گھیرے ہوے کہتے ہوے کہ قدرت نے وہ لشکر کشی کی کہ گاوزمین بار نہین اُٹھا سکیگی حقیقت مین قدرت نے بہت سردار جمع کیے سات سو ملک پر نامہ پہونچا سب آکر شریک ہونگے کیا عجب ہی کہ مردمان ظلمات آوین

وہ لوگ خون دمامہ کے دعویدار ہین دمامہ کا مارے جانا پردۂ ظلمات کا ویران ہونا جن شاہان
اقلیم نے چاہا کہ ظلمات کو آباد کرین مسلمان اُنکے ملک پر چڑھ گئے کون بادشاہ ایسا ہی کہ جسنے ہاتھ
سے مسلمانونکے صدمے نہین اُٹھائے نمرود شکاکی کی سلطنت کا بڑا زور تھا جب سوار ہوتا تھا تو
بوے مشک و عنبر آتی تھی اُسکی خدائی کو جا کر مسلمانون نے مٹایا اب جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی اس
لائق بھی نہین کہ مقابلۂ مسلمانان مین آئے قدرت کی لشکر کشی کے ذکر رہین گے ہفت پیکر بیچ
لشکر مین تخت سے اُتر ا پکار کر آواز دی صاحبو آگاہ رہو کہ قدرت آج کل فکرون مین رہتے ہین
کبھی فکر مشرق کبھی فکر مغرب کبھی فکر جنوب و شمال سب طرح کی تقدیرین ہو جاتی ہین آج کل قدرت
پر اعتراض نکرنا طلسم کشا اب لشکر لیکر آئیگا مقابلہ پڑے گا تم سب کے جوہر کھلین گے سات سو تاجدار
ابھی اور آنے کو باقی ہین وہان سلما جو اُڑی ہوئی آتی تھین راہ مین تھک کر ایک پہاڑ پر اُترین
ایک سنگ ہموار پر لیٹ گئین ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئین ایک ساحر کا گذر ہوا ان پر عاشق ہو گیا
سوتے مین سحر کر کے بیہوش کیا لیکر چلا سمک بھی وہان پہونچا دور سے یہ سانحہ دیکھکر پیچھے چلا اُدھر سے کاہن
تلاش مین سلما کی چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ بوے خوش دماغ مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ
جنت نظیر ہی ایک ساحر زبردست تاجدار مسند پر بیٹھا ہی کئی سو جادوگر گرد اور ملکہ سلما کو دیکھا ایک
قفس مین بند سامنے اُس ساحر کے بیٹھی ہین وہ ساحر کہہ رہا ہی کہ اے ملکہ سلماے گوہر پوش مین
تمکو کس کوشش سے لایا اب مجھکو قبول کرو ورنہ قید سے نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کے مارونگا تمنے اُن
ساحرون کو قتل کیا کہ جن کا مثل نہ تھا گلپوش صحرا نورد ہمیشہ آزاد رہا کسی سے واسطہ نہ رکھا
مگر تمھاری محبت مین وہ بھی مارا گیا مین تمکو قفس سے نہ نکالونگا ملکہ سلما کچھ جواب اُسکا نہین دیتین اس
حال مین کاہن نے ملکہ سلما کو دیکھا قلب تھرا گیا حیران تھا کہ سلما کس بلا مین پھنسین خدا اس آفت
سے انکو بچاے اپنے طریقے مین دیکھا کہ مین اس سے مقابلہ کرون اس پر غالب آؤنگا صاف ممانعت
نکلی کہ اگر مقابلہ کرو گے گرفتار ہو جاؤ گے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو صورت رہائی کی پیدا ہو گی آفتاب
دیکھنے لگا وہ ساحر متردد بیٹھا ہی سلما کو دمبدم سمجھاتا ہی کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی صحرا سے ایک
گویا آیا ہی در دولت پر حاضر ہی وہ ساحر کہ نام اُسکا کلفت جادو ہی اُسنے اُس خدمتگار سے اشارہ
کیا کہ اُس گویے کو بلا لو آفتاب نے دیکھا ایک گویا مفلوک وضع کرتا پھٹا پہنے ہوے شروع کا پاجامہ

جوتا زردوزی مگر اتنا پرانا ہی کہ مال اُڑگیا ڈورے باقی ہین اُسکو پہنے ہوے طنبورے کو ہلاتا ہوا آیا سامنے کلفت کے پہونچا پہلے آوازدی کہ چراغ سامری روشن رہے اُس ساحر نے کہا میان کلاونت صاحب یہان خدائی سامری وجمشید کی نہین ہی ہفت پیکر کو سجدہ کرتے ہین گویّا سلام کرکے بیٹھ گیا کہا حضور اس عورت نے کیا خطا کی کہ مثل طائرونکے قفس مین بند ہوئی کلفت نے کہا یہ میری معشوق ہی مگر مجھ سے انکار کرتی ہی اس لیے مین نے اسکو قفس مین بند کیا ہی گویّے نے کہا مین راضی کردون کلفت نے کہا اگر اسکو راضی کرو تو مال دنیا سے بے نیاز کردون کلاونت نے قفس کے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم آپنے غلام کو پہچانا منم سمک یلداقی آپ کو رہا کرنے آیا ہون مگر یہ کہیے کہ مین دل وجان سے راضی ہون تمھاری بدعت سے نفرت ہوئی کہ تم نے مجکو گرفتار کیا اور قفس مین بند کردیا اسی وجہ سے انکار کرتی ہون ورنہ مین خود تم پر مرتی ہون تم ایسا چاہنے والا کہان مجکو ملیگا سلما نے کہا ای سمک یہ کلمات میری زبان سے نہ نکلین گے مین عاشق جمال رستم ہوتی مین اس مردود سیاہ رو سے کہون کہ مین تجھ پر عاشق ہون اگر رستم سُنلین تو کیا فرمائین ہرچند سمک نے سمجھایا مگر سلما نے نہ مانا آخر سمک نے کلفت سے کہا کہ مین آپ کے سامنے گاتا ہون یقین ہی کہ یہ نازنین بھی سُنکر مبہوت ہو اور وصل آپکا قبول کرے تم پر مائل ہوجاے کلفت نے اشارہ کیا گویّے نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے کلفت کے گائے نظم

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہوگیا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہوگیا
تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہوگیا ۔ ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہوگیا
نالہ سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی ۔ مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہوگیا
طعنۂ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے ۔ گو کہ قطرہ تھا مگر شرما کے طوفان ہوگیا
تھا مین طفلی سے بغل پروردۂ بے رونقی ۔ صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہوگیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح ۔ خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا
طول عمر درد فرقت کا نپوچھو مجھسے حال ۔ اسقدر دل مین رہا میرے کہ ارمان ہوگیا
جو یہان تشریف لائی پھر نہ پائی مخلصی ۔ دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہوگیا
عشق مین رنگ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے ۔ ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہوگیا

زیر دستون کو زبردستون سے کچھ چارا نہین
درد فرقت جبر سے سینے مین پنہان ہوگیا

ایک سے دو داغ دو سے چار اور پھر سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہوگیا

ساغر مے بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدونکی توبہ مین رندونکا ایمان ہوگیا

اشک خونی مثل گل رہتے ہین آستین پر گرے
اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہوگیا

خونکے دھبون سے کیا یہ کیفیتین ہین ای نسیم
گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہوگیا

سمک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ کلفت جادو جھومنے لگا کہنے لگا مین نے آج تک یہ آواز نہ سنی تھی سمک نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران میری آواز مین فرق آگیا کلفت جادو نے پوچھا کیا سبب ہوا گوئیے نے ہاتھ باندھ کر کہا خداوند مجھکو بالاے آسمان لیجاتے تھے وہان جاکر ناچتا گاتا تھا ایک دن جو بڑے لطف سے گایا خدائی پردے سے جھانکنے لگین مین بھی جوان آدمی نگاہین ڈالنے لگا آخر سامرن لنگا ہلاتی ہوئین نکل آئین میرے پاس آکر بیٹھ گئین جب اُنھون نے میرے چٹکی لی مین بھی دست درازی کرنے لگا سامری دیکھکر بگڑے مجھکو ڈھکیل دیا مین آسمان سے گرا زمین پر آتے آتے پانچسو برس گذرے آخر بڈھا ہوگیا آواز مین بھی فرق آگیا اب آپ نے مجھکو کیا سنا مگر گانا سناؤنگا آپکو راضی کرکے جاؤنگا یہ کہکے جام بھرا بھر کر سامنے کلفت کے پیش کیا کلفت بے اندیشۂ انجام پی گیا سمک نے خدمتگارونکو بھی شراب پلائی کلفت نے گھبرا کر کہا ارے گوئیے میرا دم گھبراتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ جل رہی ہی کیونکر سنبھالون سمک نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کلفت اپنے مقام سے اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سمک نے اول ملکہ سلما کو قفس سے نکالا آفتاب فلک سیر دیکھ رہا ہی زبان سے سوزن نکالی سلما نے کہا ای سمک اسکو قتل کرو سمک نے کہا میرا جی دھڑکتا ہی ایسا نہو کوئی افتاد پڑے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ نکل چلو آفتاب نے آسمان سے دیکھا جی مین کہا اسی لیے طریقۂ نجوم مجکو روکتا تھا سمک نے اپنا کام کر لیا مگر سمک سے جب سلما نے بہت کہا تب خنجر کھینچکر سرھانے کلفت کے آیا خنجر مارا جیسے ہی خنجر شکم پر کلفت کے پڑا ایک طائر نے آواز دی او اجل گرفتہ یہ کیا کرتا ہی میرے مالک نے کیا خطا کی کہ جو اسطرح پیش آیا سمک نے چاہا کہ

آواز سُنکر کود کے بھاگون سلمانے چاہاکہ بال کھولون اور سحر کرون کہ وہ طائر تڑپ کر اُڑا اور نیسگا سر پر چرخ مار کے ایک چیخ ماری منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ جلکر خاک ہوا وہ خاک سمک پر گری سمک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹا لڑکھڑا کے گرا زمین نے پانوٴن تھام لیے سلمانے جو جوڑے پر ہاتھ ڈالا تھا کہ بال کھول کے سحر کرون ہاتھ پانوٴن مین رعشہ آیا قلب تھرایا سحر زبان سے نہ نکلا لڑکھڑا کے گرین اُٹھ نہین سکتین اُسی نخل سے اور ایک طائر پیدا ہوا وہ تڑپ کر کلفت پر گرا پر منھ پر مارا مثل انسان کے آواز دی حضور اُٹھیے کلفت نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ خدمتگار بیہوش پڑے ہین سمک ایک جانب پڑا ہوا ہی سلماے گوہر پوش بے بس پڑی ہین اُٹھ نہین سکتین کلفت جھلا کر اُٹھا سمک کی شکل اصلی دیکھکر بہت جھلایا کمر سے خنجر کھینچا قصد کیا کہ قتل کرون پھر اپنے خدمتگارونکو ہوشیار کیا کہا اس مکار کو قتل کرو آپ مسند پر بیٹھا خدمتگار نے خنجر نکالا اور سمک کی گردن پر کوٹلے کا خط دیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ساحران مین اس ظالم کو قتل کرتا ہون اس عورت کو بھی قتل کیجیے اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی اگر یہ زندہ رہیگی تو فساد برپا ہونگے کلفت نے کہا ارے تو اس راز کو کیا جانے میری جان پر بنی ہی

نظم

دیدۂ دل جب سے او فرہادیک بین ہو گیا
ہمنے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہو گیا

پھول جھڑتے ہین ترے منھ سے جو اے رنگین بیان
نکتہ چین آیا تری محفل مین گلچین ہو گیا

رنگ گل ایسا اُڑا اُس رشک گل کے سامنے
دامن باد صبا گلشن مین رنگین ہو گیا

میرے دل دینے سے ہی یہ حسن کا اُسکو غرور
ہاتھ آیا جس کے آئینہ وہ خود بین ہو گیا

خانہ بربادی مین بھی ہی اپنی آسائش وہی
پیٹھ بستر ہو گئی ہی ہاتھ بالین ہو گیا

کیا ہی تاثیر حلاوت ہی لب جان بخش کی
حرف منھ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہو گیا

جوش سودا نے بچایا لشکر غم سے مجھے
گرد سنگ کودکان سے قلعہ سنگین ہو گیا

باغبان آیا نہین گلگشت کو وہ رشک گل
تنکے اب چننے لگا دیوانہ گلچین ہو گیا

ایسے کاہیدہ ہوے محبوب تیرے رشک سے
گیسوئے مشکین جو تھا اب خال مشکین ہو گیا

ہین سفید آنکھین مری کیا کرتے کرتے انتظار
باغ مین ہر پھول نرگس کا بھی نسرین ہو گیا

سُبحہ را بگسست و زنہر کمر زنار ساخت
شل بیدل اندنون ناسخ بھی بے دین ہو گیا

کہا یا دوسری جان اس معشوقۂ پری چہرہ پر جاتی ہی مگر اس عیار مکار کو جلد قتل کرا سنے وہ مکر کیا کہ
مین اس کے دام مکر مین پھنسا مین اسکے نام کا دشمن ہون جب خدمتگار خنجر کھینچکر چلا آفتاب نے دیکھا کہ
شاطر لشکر رستم قتل ہوتا ہی کارد نکال کر پھینک ماری کہ جلاد کا سر اُڑ گیا کلفت نے آواز دی ارے
یہ کون ہی جسنے جلاد کو مارا چاہتا تھا جست کرکے بلند ہون کہ آفتاب نے دوسری کارد نکالی اسم
سحر کا پڑھ کر پھینک مارا سینے پر کلفت کے پڑی کہ پشت کو توڑ کے پار گذری زمین پر گرا سلما بھی اٹھین
جس نخل سے دو طائر پیدا ہوے تھے اُس نخل سے کئی سو جادوگر پیدا ہوے آفتاب کو گھیر لیا
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اسنے ہمارے آقا کو مارا ہم اسکو قتل کرینگے آفتاب نے تلوار کھینچی جسکو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سلما نے جوڑا کھولا سب ساحر دام مین پھنس کر گرے سلما نے اشارہ
کیا برقین گرین سب کے سر اُڑ گئے باغ جل گیا صحرا سنائین سائین کرنے لگا سمک نے کہا اب
یہان سے نکل چلو آفتاب نے سلما سے ملاقات کرکے کہا ای ملکۂ عالم اب جلد اپنے کو پہونچاؤ سلما
و آفتاب ایک تخت پر سوار ہوے سمک جست و خیز کرتا ہوا چلا یہان رستم نے صندلان ایسا رفیق
پایا نہایت خوش بیٹھے ہین آخر وقت ہی بیرون بارگاہ کرسیان بچھین سب سردار آکر بیٹھے رستم فرماتے
ہین کہ آفتاب بھی پلٹ کر نہ آئے کچھ حال سمک و سلما نہ دریافت ہوا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
آفتاب و سلما نمودار ہوے رستم مثل گل شگفتہ ہوگئے آفتاب نے آگر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
ای شہریار ہفت پیکر نے سامان لشکر کشی کیا تمام صحرائے عشرت ساحرون سے معمور ہی اور ابھی اہل دربند
نہین آئے وہ جو اُسنے کہا تھا کہ وہ لشکر کشی کرون کہ گاو زمین بار نہ سنبھال سکے حقیقت مین وہی سامان ہین
غلام خیال کرتا ہی کہ جب کل اہل دربند آئینگے اُس فوج کو کون جواب دے سکیگا رستم نے کہا ای
آفتاب جسقدر چاہے فوج جمع کرے ہم اُسکے طالب ہین انشاء اللہ سر سیدان توک کر مارینگے کیا اب
اُسے زندہ چھوڑینگے ہمارے بھی سردار ضرور آئینگے جارق و عیوق کو حکم دیا کہ فہرست فوج پیش ہو
دونون نے عرض کی رات کے دربار مین حاضر کرینگے شبکو رستم دربار مین آکر بیٹھے معشوقان
پری چہرہ آکر کرسیون پر بیٹھین سرداران نامی آکر ڈنگلون پر بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا سب
سردارون نے جو رستم سے عرض کی سمک کو حکم ہوا چند اشعار گاؤ سمک یلداقی سامنے رستم
کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گانے لگا نظم

پر تو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے — نہر گلنار و نین اور نظر و نین اژدر ہو جائے

منقلب ہجر مین ماہیت اشیا یہ ہوئی — کہ اگر ہاتھ مین ہو پھول تو اخگر ہو جائے

چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون — سب لہو میرے بدن مین مئے احمر ہو جائے

آپ کی راست روی کے جو مین مضمون لکھون — خود بخود صفحۂ قرطاس کو مسطر ہو جائے

کرکے دو سرو کو تلوار سے قاتل نے کہا — ابتو شاید مرے قامت کے برابر ہو جائے

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر ایک لذت نصیب بے قدرم ہی کہ عیوق و جاروق و سلما اور شفق خونخوار وغیرہ فہرست لیکر حاضر ہوے رستم نے ملاحظہ فرمایا سات لاکھ فوج غیر ساحران و تین لاکھ ساحر ہمراہ ہین رستم نے حکم دیا کل سویرے لشکر تیار رہو انشاء اللہ طرف قصر عشرت کے کوچ کرینگے سردار سب آمادہ ہوے لشکر کی آراستگی ہو رہی ہی وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر تیار ہوا سویرے صبح کو رستم سوکر اُٹھے نماز پڑھکر باہر آکے دیکھا دس لاکھ کا لشکر تیار ہی جادوگرنیون نے ابر تیار کیے ہین ابر آسمان پر تڑپ رہے ہین سرخ و سبز و زرد ابرون کی رعنائی سحر کی زیبائی رعد کی گرج برق کی چمک ادھر غیر ساحر تیار کھڑے ہین نیزے سبھو نکے ہاتھون مین دریاے سلاح مین غوطہ زن تیورسے سبکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر دریاے آہن ہو تو جھیلین دشمن کے آگے جان پر کھیلین رستم نے مرکب آگے بڑھایا دریاے فوج مین تلاطم ہوا قریب ہی کہ لشکر بڑھے اتنے مین صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال فیل پر سوار بارہ لاکھ فوج پشت پر سامنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا لشکر آگے نہ بڑھانا حکم خداوند نہین ہی ابھی صحراے عشرت مین داخلہ نہوگا قدرت کی فوجین جمع ہو لین بحکم خداوند ہوا کہ اے طومار فیلسوار جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کر دین تمھارے مقابلے کو آیا ہون رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ عین وقت پر اسنے آکر روکا اب اس سے مقابلہ پڑیگا طومار فیل سوار اُتر پڑا رستم کے لشکر کی سدراہ ہوا رستم بھی اُتر پڑے طومار فیل سوار نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی جواب مین طبل جنگی بجا ہر دو لشکر مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے لڑ بھڑ کر نکلا مثل ضیا کی جسم پر چڑھی ہوئی شاگردان شعاع ساتھ اس کر و فر سے میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا تمام میدان روشن ہو گیا ادھر دونون لشکر آراستہ ہوکر میدان کارزار مین آئے

آئے

صفین جمین نقیبون نے نقابت کی طومار نے اپنا گینڈا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عیوق نیزہ باز نے مرکب بڑھایا سامنے رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان رستم نے فرمایا ای بہادر تمھارا جانا اچھا نہین جانتا ہون چاہتا ہون جنگ کو طول نہو اس ملعون کو مار کر اپنے کو صحراے عشرت مین پہونچاؤن لشکر تیار ہو چکا تھا عین وقت پر آکر اسنے روکا اگر اب قصد کرتے ہین تو جنگ مغلوبہ ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا کی جان جائیگی خدا نے اپنا فضل کیا کہ اب بوجہ احسن مقابلہ ہی عیوق نے عرض کی غلام گھوڑا بڑھا کر نکلا سب سردارون نے دیکھا آپ کے قاعدے کے خلاف ہی کہ یہ حقیر مقابلے مین اس کافر کے نہ جاے رستم نے فرمایا بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے عیوق گھوڑا چمکا کر سامنے طومار فیل سوار کے آیا نگاورین مرکب زیادہ ہٹا ہاتھی چند قدم ہٹکر ٹھہرا طومار نے نیزہ اُٹھایا عیوق فنون نیزہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق ہی طومار نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی تھین شاید کہ تیس تیس طعنین آپسمین رد و بدل ہوئین کہ عیوق نے نیزہ گانٹھا گھوڑا اُڑایا نیزے کو اُسکے ہاتھ سے نکالدیا دونون لشکرونکے پہلوان تعریفین کرنے لگے کہ ای بہادر سبحان اللہ نیزہ بازی اسکا نام ہی کس لطف سے نیزہ نکالا طومار کا رنگ رو اُڑ گیا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا عیوق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر اسطور سے گری کہ سپر کٹی ابر سپر کے ٹکڑے ہوے ہرچند عیوق نے اپنے کو بچایا نہ بچ سکا خود و سپر کو کاٹ کر تلوار تا دو ابرو پہونچی عیوق نے واستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون کی آنکھون پر آئی عیوق نے خون پونچھکر ہاتھ مارا طومار نے ہاتھی ہٹا لیا ہاتھ تلوار کا جو خالی گیا تکان سے سر ہرنہ زین پر پہونچا مگر طومار نے دوسرا ہاتھ نہ مارا پکار کر آواز دی ہم مردونکا یہ دستور نہین کہ زخمی پر ہاتھ ڈالین مکر سے مطلب نکالین ای رستم اس سردار کو بُلا لو اور کسیکو بھیجو رستم نے جاروق کو اشارہ کیا جاروق نے جاکر عیوق کو پھیرا آپ سینہ سپر کرکے مقابل ہوا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین جاروق تو نیزہ باز مشہور ہی عرصے تک اِسکے اُسکے نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر جاروق نے نیزہ گانٹھا نعرہ کرکے تھپیڑا مارا طومار فیل سوار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا طومار مثل ابر کے گرجا گرایا پکار کر آواز دی ای جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی سر میدان تو نے نیزہ نکالا دونون لشکر والون نے دیکھا لیکن یہ تیغ بے دریغ ہی قطع کرنے والی شجر حیات حریف کی ہی اس سے تو اپنے کو بچا

دیکھ یہ تلوار کیا رنگ دکھاتی ہی یہ کہکے تلوار کھینچی طومار کے ابرو پر بل پڑا ہوا نیزہ نکلنے کا بڑا افسوس ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جاروق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹکر تا دو ابرو پہونچی اسنے داستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا مگر چادر خون کی آنکھون پر آئی اُسی جلدی مین طومار نے دوسرا ہاتھ مار دیا زخم سر جاروق چوپارہ ہوا تیسرا ہاتھ بھی اس ظالم نے مار دیا گھوڑے کا سر اُڑ گیا جاروق زخم کاری کھاکر گھوڑے سے گرا گرکر بیہوش ہوا طومار چاہتا تو لاش جاروق کی پامال کرتا لیکن اس بہادر نے ہاتھی اپنا ہٹا لیا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اس زخمی کو بھی میرے سامنے سے اُٹھوا لیجیے اور کسی کو بھیجیے صید زبون پر ہاتھ اُٹھانا اپنا دستور نہین صندلان گھوڑا چمکاکر جا پڑا جاروق کو اُٹھاکر لشکر مین لایا پھر جاکر مقابلہ کیا طومار نے صندلان سے نیزہ بازی نہ کی وہی تیغ خون آلود جو ہاتھ پر چڑھا ہوا تھا صندلان پر مارا صندلان کا شانہ جھول پڑا مصنف عرض کرتا ہی کہ پہر دن رہتے رہتے ہاتھ سے طومار کے دس پہلوانان نامی زخمی ہوے اور چار جوان شیردل سیار گلشن جنان ہوے طومار نے ہاتھی ہول کر بڑھایا پکار کر آواز دی ای رستم نوجوان آج تمنے یہ تیلی ماش میرے مقابلے مین بھیجے اب تمھارے مقابلے کا خواہان ہون رستم نے مرکب چمکاکر کہا ای طومار یہ جوانان صف شکن نہایت جری و بہادر ہین زخمی ہونا افتاد سے ہوا کل ہم تم سے مقابلہ کرینگے یہ فرماکر زخمیون کو ساتھ لیکر پلٹے جو جوان سیار گلشن جنان ہوے تھے اُنکے جنازے اُٹھوائے مگر رستم کو نہایت قلق ہی فرماتے ہین کہ آج کی میدان داری کیا بے لطف ہوئی سردار زخمی بھی ہوے چار جوانان صف شکن راہی ملک عدم ہوے مگر کل انشاء اللہ اس ملعون سے سمجھین گے اگر اُسکے سر میدان چار ٹکڑے نہ کیے تو نام اپنا رستم نہ پایا نہایت سپاہ گری کا دعوی رکھتا ہی اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی اور اصل مین بھی صاحب زور و طاقت ہی یہ کہتے ہوے بارگاہ مین آئے طومار فیل سوار تنتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھکر لاف و گزاف کرنے لگا کہتا تھا آج تک قدرت نے اُن پہلوانون کو بھیجا کہ جو شوکت طلسم کشا دیکھکر پست ہوے رستم اُن پر زبردست ہوے اب حال جرأت کھلے گا کل سر میدان مشکین باندھونگا ہرچند کہ آج مین نے وہ رنگ دکھایا ہی کہ کچھ عجب نہین شب کو طلسم کشا بھاگ جاے یا اصلاح کا پیغام دے مگر مین اصلاح نہ قبول کرونگا یہ تو اُنکو معلوم ہو کہ اس طلسم مین بھی ایسے ایسے جوان ہین بس یہ لاف و گزاف کرکے

طبل جنگی بجوایا رستم کو ہرکارون نے خبر دی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ پہلوان اقلیم مغرب دنگل مین لڑکے اکھاڑے سے مشرق کے نکلا
میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے طومار فیل سوار ہاتھی پر بیٹھا ہوا
نیزہ ہلاتا ہوا صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا ادھر رستم نوجوان صف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھے
ہوے نیزہ ہلا رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ طومار نے ہاتھی بڑھایا
میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے مصنف عرض کرتا ہے کہ آج بھی پہلوانون نے رستم کو نہ نکلنے دیا ہنگام وحشی نکلا لیکن زخمی
ہوا شیر پر مردم در نکلکر خوب خوب لڑا لیکن آخر شانہ جھول پڑا چوبدست کلمی زخمی ہوکر بیہوش
ہوا دوپہر تک چار پہلوان زخمی کیے ایک کمیدان مارا گیا اُس وقت طومار رہا وہ گویا نے پکار
اُٹھا کہ کل سے آج تک مین نے میدان کارزار کو خون سے لال کر دیا لاشون سے بھی میدان بھر دیا
لیکن مقام افسوس ہے کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نہین آتے جان چھپاتے ہین آجتک کسی
ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا قدرت نے مجھکو اب حکم دیا ورنہ یہ میلہ جمع نہونے پاتا رستم کو بہت ناگوار
ہوا قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پر ہاتھ ڈالا مرکب استر مالا کبود کو بڑھایا مقابلے مین طومار کے پہونچے مستک
پر ہاتھی کے گرد اسپر کا مارا کہ ہاتھی چند قدم ہٹا طومار نے بری دہشت کھکے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی کہ رستم کو لپیٹ لون رستم گھوڑے سے کود پڑے ہاتھ بڑھا کر
ہاتھی کے سامنے کیے ہاتھی نے ہاتھون کو رستم کے سونڈ مین لپیٹا لیکن رستم نے بقوت
تمام سونڈ کو تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ مع نرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ کھاکر
زمین پر گرا طومار نے جو یہ زور دیکھا جی چھوٹ گیا ہاتھی سے کودا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا رستم نہ سنبھلنے پائے تھے گردن جو ہاتھی کی کھینچی خود سر سے گر پڑا تھا سر برہنہ پر انکے
تلوار پڑی کہ سر رستم کا زخمی ہوا طومار نے چاہا سر کاٹ لون کہ صحرا سے گرد اُڑی اور
ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا پیدا ہوا اور وہین سے للکارتا ہوا کہ او نامرد خبردار رستم پر ہاتھ
نہ ڈالنا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت مین لاثانی ہین جب طومار نے نقابدار کو اس شوکت سے آتے
ہوے دیکھا گینڈا طلب کیا اُسپر سوار ہو کے مہمیز کیا نقابدار نے آکر پہلوانان رستم کو پکارا کہ

اس شیر دل کو اُٹھا لیجاؤ پہلوانون نے رستم کو اُٹھایا رستم نے جو آنکھین کھولین نقابدار مرصع پوش کو مقابلہ طومار مین پایا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہی مرکب مثل برق کے چمک رہا ہی طومار نے جو نقابدار کو اس شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اُٹھایا نیزہ مار نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنونکے رد و بدل ہوئی تھین کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا نیزہ طومار کا ٹھوکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتایا سر پر ہاتھ مارا طومار نے گرد اسپر کا اُٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے یا تو تلوار سر پر گری تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا طومار جو مارا گیا اُسکے لشکر والون کے رنگ کٹ گئے لینا لینا کہکے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے پشت مرکب پر پتری جمائی بارہ ہزار جوانون سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسرون کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہین مگر جوانان صف شکن تیغزن نہنگان بحر جرأت ایکہ تاز ان میدان جلالت ہین کافرونکو قتل کر رہے ہین ہزار ہا جوان کو دو تین حملون مین مار اول کمانین کاندھون سے اُتارین بارہ ہزار جوان خطا کار تیرون سے گرائے پھر کمانون کو پھینکا بجائے سنبھالے بارہ ہزار جوان نیزون سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملون مین چھتیس ہزار جوان جو واصل جہنم ہوے کافرون کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہون نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آکر آواز دی کہ اے شہریار اب آپ تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہی جنگ کو خود جھیلین گے کفار سے مقابلہ ہی جان پر کھیلین گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار یہ کہکے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قلب فوج کفار مین پہونچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست علم کی چھڑ بغل مین دبائے ہوے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی کہ اے بھائیو آج روز جنگ ہی مردی و دلاوری سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو مگر نقابدار مرصع پوش نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کوڑا کیا مرکب نے

طرارہ بھرا۔ دونون ٹاپین سمنگ پر رکھدین علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دیے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اُسوقت کل فوج نے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اس کرو فر سے لڑ رہا ہی کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند کفار و نہ دمند رُستم اس جرأت کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرما رہے ہین کہ طریقۂ جنگ نقابدار بالکل ہمارے خاندان کا ہی سمک نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقاے نامدار کی پشتیبانی کر رہا ہی کیا مجال ہی کہ کوئی پشت پر آنے پاوے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہی حضور صاف معلوم ہوتا ہی کہ مہتر برق فرنگی لڑ رہا ہی سب کہتے ہین ای مہتر سمک حقیقت مین یہی طریقہ مہتر برق فرنگی کا ہی اپنے آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہی اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہان نقابدار مرصع پوش شیرانہ جنگ کر رہا ہی آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے پیر اُٹھے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگون آخر فوج کسکے بھروسے پر لڑے پانون کل فوج کے اُٹھے نقابدار مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کد و کوشش کرتے ہین کہ جاکر نقابدار کو گھیرین مگر کوئی قریب نہین جاتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار انکو بھگاکر تلوار سے خون پونچھتا ہوا پلٹا رُستم صف لشکر پر کھڑے ہین رُستم نے تعریف کی نقابدار نے سلام کیا رُستم نے فرمایا ای نقابدار بہادر آج تم نے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد کی مرد مدد کرتے ہین دو دن اِسنے میدان داری کی آپکے چند سردار زخمی کیے غرور مین اُبل پڑا ایک وار شمشیر سے بیجا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی بحکم پروردگار سب بھاگے اب اسباب شوکت حاصل کرنا ہی صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون کہ بانہا ے صاحبقرانی بھی لون اُنکے سردارون سے لڑون لندھور کا گرز اٹھاؤن مین نے سُنا ہی کہ حضور نے لندھور کو مع ہاتھی اُٹھایا تھا مین بھی اِس زور کا متمنی ہون رُستم نے کہا ای نقابدار سب کچھ ممکن ہی مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اُٹھ جائیگی رفاقت اختیار کروگے نقابدار نے کہا آپ کے میرے امتحان ہو رُستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہا کہ چند تیر آپ مجھکو لگائیے چند تیر مین آپ کو لگاؤن میرا قول تخت نشین ہوگا حال فنون سپہ گری کھُل جائیگا ای نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہ گری کرتے ہو سب ہمارے

خاندان کے ہین نقابدار نے جھلا کر کہا میدان کارزار مین آیئے کچھ ہنر سپاہ گری دکھایئے آپ نے اپنے ساتھ یہ میلا بیکار جمع کر لیا ہی مین نے جو جو قلعہ جات فتح کیے اگر اُن سب کو ساتھ لیتا تو آپ کے لشکر سے دونا تگنا لشکر ساتھ ہوتا فقط اسباب شوکت یہ مقرر کر لیا ہی کہ جسدن صاحبقران کو زیر کرونگا اُسدن آپ سب صاحب میرے ساتھ ہونگے رُستم نے زنخداری مین قبضے پر ہاتھ رکھکر کہا ابھی میدان مین آیئے میرے آپ کے حال کھلجائیگا صاحبقران مجکو دو دفعہ زیر کر چکے خدا اچھا ہیگا بہت جلد آپ کو زیر کرونگا نقابدار بھی تلوار کھینچکر جھپٹا جانبین کے سردار بیچ مین آگئے عرض کی سب نے حضور اس تکرار سے کیا فائدہ سر میدان سمجھا جائے گا نقابدار و رستم سے وعدہ ہوا کہ کل سر میدان امتحان ہو رُستم بھی پلٹے نقابدار مقابلے مین اُترا اپنے مقام پر کہتا ہی کہ یہ بارہ ہزار نو لاکھ سے کیونکر لڑینگے جن سرداروں پر رُستم کو بڑا ناز ہی پہلے انھین کو ٹوکونگا اگر رُستم کو زیر کیا تو پھر یا ہمارے صاحبقرانی بھی ملجائینگے صاحبقران کے فرزندون مین کوئی ایسا صاحب طاقت نہین ہی یہان رُستم بھی فرما رہے ہین کہ کیا مین نقابدار سے کمی کرونگا مگر نہین معلوم کیا باعث ہی کہ نقابدار کو دیکھکر خون جوش مارتا ہی سمک نے عرض کی حضور بروقت مقابلہ یہ حال کُھل جائیگا اگر نقابدار بہادر آپ کے بھائیون مین ٹھہرے تو عجب نہین رُستم نے کہا سب شاہزادیان قلعۂ ذوالامان مین ہین قبلہ و کعبہ اُنکے قریب نہین گئے جادوگرنیان جو عاشق ہوئی ہین اُنسے وصل نہین ہوا یہ کوئی شخص غیر ہی کل حال کھلجائے گا نقابدار نے شام کو طبل جنگی بجوایا رُستم کو خبر ہوئی رُستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین رُستم کے سرمین ٹانکے دیے گئے ہین پٹی سر پر چڑھی ہوئی ہی خود باہر نکل کے فوج کو ترغیب دے رہے ہین کہ یارو کل بہادر سے مقابلہ ہی دیکھین فلک کیا دکھائے عیوق و جاروق عرض کرتے ہین اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو غلام آپ کے نقابدار سے مقابلہ کرین رُستم نے جواب مین فرمایا آپ لوگ مقابلۂ نقابدار مین نہ ٹھہرینگے نقابدار ضرور طعن کریگا کہ سردارون کا بھروسا ہی ہم فرزندان صاحبقران ہمیشہ تائید غیبی کے متمنی رہتے ہین جو پروردگار نے چاہا ہی وہی ہوگا آپ لوگ تماشہ دیکھین شب بھر یہی ذکر رہے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین کلک نے سپر زرین

دیا

آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کر کے توسن فلک پر سوار
ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے نقابدار مرصع پوش نے مرکب بادرفتار
صف سے نکالا گھوڑے کو اڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای رستم زمان علمشاہ نوجوان
جسطور سے منظور ہو مقابلہ کیجیے مین سردارون سے بھی آپ کے امتحان کو موجود ہون خواہ
آپ خود تکلیف فرمائین یہ ذکر تھا کہ علمشاہ نے سردارون کو نورو کا خود مرکب بڑھایا مرکب بادرفتار
ہیکل سونے کی گلے مین کلغی سر پر مثل ماہ نو گنڈا سے کیے ہوے طرارہ بھر کے بڑھا سب سرداران
نامی رستم کے قدمون سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار غلامان جانباز کسدن کے
واسطے ہین غلامونکو حکم ملے کہ جاکر نقابدار سے مقابلہ کرین کہ نقابدار کو بھی حال کھلے کہ ملازمان
رستم ایسے ایسے ہین رستم نے کہا ای برادران نقابدار نہایت چیرہ زور ہی فنون سپہ گری مین
طاق نزورمین شہرۂ آفاق ہی دیکھو پشت مرکب پر کیسا جما بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ انگوٹھی پر نگینہ
رکھا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ نقابدار نے پھر پکارا ای رستم عالیشان ای تقدیروح وروان
صاحبقران اب تکرار نہ بڑھائیے میرے مقابلہ مین آئیے مین بھی آج جان پر کھیل کے آیا ہون
جانتا ہون کہ سرفتنۂ فرنگستان سے مقابلہ ہی کوئی فن اٹھا نہ رکھونگا رستم نے سب کو ہٹایا چاہا
مرکب بڑھاوٴن کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان مین آئی سب دیکھنے لگے رستم نے
کہا قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا رستم نے دیکھا کہ سب کے آگے خاقان
ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین بارہ ہزار چینیون کے آکر پہونچا ایک طرف آکر ٹھہرا
پھر گرد اڑی دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار گرز اٹھارہ سی
من کا کاندھے پر نو لاکھ ہندی پشت پر کیسے کیسے جوان چھنٹے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے
ایک بارگی معزز آراستہ چھوٹی کلاہین سر پر اونچی چولی کے انگرکھے رنگین دوپٹے سرون پر
بندھے ہوے گھوڑونکو اڑاتے ہوے یا ئین برسے مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسر غلام
نبی وچاکر حیدر جوانان عربی ہمراہ بحر آہن مین غوطہ زن آپس مین کہتے ہوے یارو ہم تو
اہل ہند کو ایسا نہ سمجھے تھے پتلی دال کے کھانے والے جنگ مین کیا قیامت کرتے ہین

مرجانا کچھ اُنکے نزدیک بات نہین حریف کو کیا خنک کرتے ہین کیسے کیسے جوان مارے
کس کس مقام پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے مگر ہندیون نے کبھی قدم نہ ہٹایا آج بھی خوب
معرکے پڑینگے ہر طرف یہی ذکر ہو شاہان ہفت ملک بھی نمودار ہوے کسیکے ساتھ دس ہزار سوار کسیکے
ساتھ بارہ ہزار بڑے زور وشور سے آئے شاید ناظرین کو نام نہ یاد ہون تو آگاہ کرنے کو
عرض کرتا ہون یعنے گرتہیں سپہر گردان نعمان بن منذر منظر شاہ یمنی عامر شاہ رود باری
سیف ذوالیدین شاہان عراق و اصفہان شد دل اصفہانی شبیر بیشۂ اصفہان مہلیل جنگ عراقی
شہنشاہ عراق یہ سب سردار ادب سے جھکے ہوے بیچ مین صاحبقران زبان طبل سکندر پر چوب
پڑتی ہوئی طوق حران گرد و ابوالمحجن گرد شقیقے علم اژدہا پیکر کے کھولے ہوے اس دھوم سے
لشکر صاحبقران کا پیدا ہوا ایک جانب مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار ساتون منہرچہ وہ سرہنگ صندوق کو گھیرے
ہوے خواجہ اکتارہ بجا رہے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار ریک بچے پیچھے کھینچے ہوے خنجر برہنہ
ہاتھون مین شلنگین لگاتے ہوے چلے آتے ہین آپس مین نیچہ زنی خنجر بازی حقہ ہاے آتشبازی داغتے
ہوے صاحبقران نے جو مرکب روکا کل فوج تھم گئی خواجہ عمرو صندوق سے کودے قریب
صاحبقران حاضر ہوے عرض کی آقاے نامدار نے کیون مرکب روکا امیر نے فرمایا خواجہ تم
دریافت تو کرو یہ مرصع پوش میدان مین کیون کھڑا ہی کیا اسکو منظور ہی جلد دریافت کرو خواجہ
گئے جاکے رستم سے ملاقات کی چشم زدن مین کل حال دریافت کرکے سامنے صاحبقران
کے آئے صاحبقران سے عرض کی ای شہریار نقابدار مرصع پوش رستم نوجوان سے آمادۂ
حرب وپیکار ہی امیر نے فرمایا نقابدار کا کیا مذہب ہی عمرو نے کہا مرد مسلمان ہی امیر نے فرمایا آخر
مقابلے کا کیا باعث ہی عمرو نے کل کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا مجھسے دعوی صاحبقرانی رکھتا ہی
مین سمجھ لونگا جاکے رستم کو منع کرو کہ بیٹا تم پلٹ جاؤ ہم مقابلہ کرلین گے وہ مانے ہمسے مانگے گا
ہم جواب دینگے تم دخل نہ دو عمرو نے آکے پیغام صاحبقران پہونچایا رستم نے سر جھکالیا
اور طرف اپنی بارگاہ کے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے نقابدار بھی اپنی بارگاہ مین گیا امیر
بھی اسی مقام پر اتر پڑے تینون لشکر ایک مقام پر اترے لیکن نقابدار مرصع پوش جو

پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا عیار کو اپنے حکم دیا کہ جا کر صاحبقران کو پیغام دے کہ یا تمہارے صاحبقرانی
مجھے مرحمت فرمائیے یا میرے مقابلے مین آئیے برق ثانی تڑپ کر اٹھا طرف لشکر صاحبقران
کے چلا یہان مہتر برق فرنگی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا تھا برق ثانی کو جو آتے ہوے دیکھا
خون نے جوش مارا اُپکار کر آواز دی مہتر صاحب ذرا یہان تشریف لائیے برق ثانی سامنے
آیا برق نے پوچھا مہتر صاحب کہان جاتے ہو برق ثانی نے بہ فصاحت جواب دیا کہ ہمارے
آقاے نامدار نے پاس صاحبقران کے بھیجا ہی اور پیام دیا ہی کہ یا تمہارے صاحبقرانی ہمکو دیجیے
یا ہمسے مقابلہ کیجیے برق نے کہا تمھارے آقا کو سودا ہوا ہی یا نور ستم سے مقابلہ کرتے تھے
یا صاحبقران سے دعوی کرتے ہین اُنسے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہون لندھور
ایسا سردار جہان حاضر ہی آئینگے تو عزت پائینگے اور اگر ایسا ارادہ کرینگے تو یہ شوکت ہیرہ ہوجائیگی
مدت العمر مین یہ دن نصیب ہوا کہ دو چار قلعے فتح کیے صاحبقران سے مقابلہ کا حوصلہ پیدا
ہوا یہ سودا دماغ مین سمایا ہی جاؤ پلٹ جاؤ جا کر اپنے آقا کو سمجھا دینا کہ ایسا ارادہ نہ کرین
ورنہ سرمیدان ذلیل ہونگے ای عیار طرار صاحبقران وہ شخص ہین کہ جنھون نے سات برس
کے سن مین طاہر عادی اور مطاہر عادی دو پہلوان لشکر نوشیروان کے زیر کیے اور پھیر
دونون کو چیر کر پھینکدیا گر تبس سپر گردان و نعمان بن منذر دونون سردار اُسی زمانے کے
موجود ہین اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے سرکشان قاف کو قتل کر کے زلزلۂ
قاف لقب پایا اُن سب کا بقیہ قہقہۂ سہ چشمی موجود ہی کہ ہر سال تین چار لاکھ دیو جمع کر کے
آتا ہی اور پھر بھاگ کے پردۂ ظلمات چلا جاتا ہی تمھارے آقا اگر اُن دیو زادونکی صورت
دیکھ لین تو ڈر جائین ایسونکو صاحبقران نے قتل کیا کہ النسان اگر دیکھے تو شب کو خواب مین
بر اُٹھے سمندون ہزار دست کو مارا دیو ارچنگ آہن شاخ کو للکارا اپنے آقا سے
پوچھنا کہ کوئی سفر قاف کا بھی کیا ہی لڑنا دیو زادون سے تو مشکل ہی اُن مقامون پر گذر تو ہوتا
دیوون کو دیکھ تو آتے کہ دیو کنکا نام ہی برق ثانی یہ باتین سُنکے پلٹا برق نے پھر پکارا
پھر سمجھایا پوچھا تم کس سے مقابلہ کروگے برق ثانی نے کہا جب آقا امیر کو زیر کرینگے
تو مین خواجہ عمرو سے زنبیل کا خواہان ہونگا برق نے کہا اُستاد کا نام نہ لو اُستاد لنظر کردہ

ہفت پیغمبران ہین اُنکی عیاری کی کیا بات ہی اُنکی عیاری نہین کرامات ہی جنکے ہم ایسے شاگرد موجود ہین مجھکو ایسا دعوی تھا کہ کسی عیار کو موجود نہ جانتا تھا جب اِنکے مقابلے مین آیا سب کچھ بھول گیا آخر شاگرد ہوا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار خدمت مین جنکی حاضر رہتا ہی اُنکے ادنا تعلیم کردہ ابوالفتح نے گلیم گوش کے کان کاٹے اور پھر ابوالفتح کو نکال لائے گلباد و کلباد کو زیر کیا مہتر یزک خطائی کہ عیار خان اعظم تھا کیسے کیسے اُسنے دھوکے دیئے آخر اُسکو زیر کیا یہ باتین سُنکر برق ثانی پلٹ گیا اِس فکر مین ہوا کہ برق کو گرفتار کر لیجاؤن جا کے آقا سے سب حال کہا نقابدار بہت جھلّایا کہا مین خود جا کر پیغام دیتا ہون برق ثانی نے کہا مین اسواسطے پلٹ آیا کہ آج شب کو میان برق کی گردن لون نقابدار اُٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے طرف بارگاہ صاحبقران کے چلا لشکر صاحبقران کی سیر کرتا ہوا آتا دربارگاہ پہونچا صاحبقران کو خبر ہوئی کہ نقابدار مرصع پوش آتا ہی صاحبقران نے سردارون کو بھیجا کہ نقابدار کو استقبال کر کے لاؤ نقابدار بارگاہ سے چند قدم الگ تھا کہ بہرام وغیرہ آکر پہونچے نقابدار کا استقبال کیا نقابدار کو لیکر چلے جب جلوخانۂ شاہی مین نقابدار آیا عادی کو دنگل پر دیکھکر بہرام سے پوچھا دیو کے بچے کو صاحبقران نے درگہ سالار قرار دیا ہی بہرام نے کہا یہ شیر شریک بھائی ہی صاحبقران کا نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا صاحبقران نے کمال کیا جو اِس شخص کو زیر کیا مگر نقابدار بلا تکلف بارگاہ صاحبقران مین آیا صاحبقران کو دنگل شوکت پر پایا گرد سرداران نامی تخت شاہنشاہی خالی پڑا ہی نقابدار نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکر نقابدار کو قریب اپنے بٹھالیا ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام دیا نقابدار بے اندیشۂ انجام پی گیا صاحبقران نے پوچھا اے بہادر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نقابدار شوکت و جلالت صاحبقران دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی دست بستہ عرض کی کہ مین چاہتا ہون حضور سے مقابلہ کرون امیر نے فرمایا مین نے کیا خطا کی نقابدار نے کہا آپ صاحبقران ہین ہر ایک بہادر آپ سے امتحان چاہتا ہی مین بھی خواہان امتحان ہون صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ جا کر طبل جنگی بجوائیے صبح کو امتحان ہو جائیگا نقابدار چپکا اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا عیار سے کہا طبل جنگی بجوا دو عیار طبل جنگی بجوا کر فکر برق فرنگی مین چلا

یہان صاحبقران کو خبر پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا مگر مہتر برق فرنگی طلاے پہ مقرر ہوا ہی عیارون کو جابجا مقرر کرکے کنارے پر آکر ٹھہرا ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی برق سمجھا کہ وہی عیار ہماری فکر مین نکلا ہی یہ سوچکر آواز کیطرف چلا جنگل مین ایک مقام مثل نالے کے ملا دیکھا ایک نخل ہی اُسمین ایک نازنین بندھی ہوئی ہی اور ایک زنگی اُسکو کوڑے مار رہا ہی نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی وہ زنگی کہتا ہی اب تیرے بچانے والے کہان ہین مین جو جاتا تھا تیرے نوکر دوڑتے تھے مین ہمیشہ عشق مین تیرے جان دیتا رہا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب زندگی دشوار ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

جسم کو جی ہی گران سینے کو ہی دل بھاری
وہ ہی دربیش مجھے عشق کی منزل بھاری

اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن
ہاتھ بھی خواب مین ہی سینے کو اک سل بھاری

جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا
اُس پری رو کی گلی سمجھے ہین عاقل بھاری

سر کے جز پنجۂ خورشید قیامت نہ کبھی
کیا مری رات ہی بے حور شمائل بھاری

ای دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو
کہ اواخر ہی سبک اور اوائل بھاری

صبح پیدا جو ترے چاہ زنخدان سے ہوئی
رکھدیا سنگ بروے چہ بابل بھاری

سرخ چہرہ نظر آتا ہی اِسی باعث سے
عارض نازک جانان کو ہوا تل بھاری

با وقارون کی بھی صحبت مین سبک ہین بے وقر
ہو سکے کوہ گران کا نہ کبھی ظل بھاری

قید غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب
پانوٗن مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری

بیخ ہی گیسوے جانان کو ہجوم دل سے
شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری

بار غم بحر محبت کے شناور کو نہین
دھارے مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بھاری

ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سے نقاب
کیا ہی تجھپر ہی یہ رات اے مہ کامل بھاری

نہ سُنا پر نہ سُنا کیا ہی گران گوش ہی گل
ہو گئی نالون سے آواز عنادل بھاری

خفت اِس درجہ اُٹھائی ہی سیہ کاری سے
کہ مرے جسم سے ہی دانۂ فلفل بھاری

گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران
لالے پر بھی تو ہی یہ شاعر کامل بھاری

اِسطرح کے اشعار پڑھکے رونے لگا کہتا ہی مین مدت سے عاشق ہون آج تجکو اُٹھا لایا ہون

برق نے للکارا کہ او سیہ رو بس اب سامنے سے بھاگ جا یہی عیاری کا طریقہ ہی یہ لفظ سُنکر
برق ثانی کے کان کھڑے ہوے ہوشیار ہوا برق جو نیمچہ کھینچکر دوڑا وہ زنگی بھاگا برق کود کر
قریب نازنین کے آیا کہا ای مہ جبین چل مین تجھکو تیرے مکان پر پہونچا دون یہ کہکے رسّیان کاٹین
نازنین گر پڑی کہا مجھسے اٹھا نہین جاتا برق نے کہا مین کاندھے پر سوار کر کے پہونچا دون
اِسپر تو برق ثانی خوش ہوا برق نے کہا بیٹھ جاؤ تو مین تمھین کاندھے پر سوار کر دون پس
جیسے ہی وہ بیٹھا برق تو بلاے روزگار ہو کہا ای نازنین دیکھ وہ زنگی پھر آتا ہی برق ثانی پلٹا
برق نے حلقے کمند کے مارے اور آواز دی او چھوکرے یہ عیاریان ہمارے یہان کے لونڈے
کرتے ہین یہ کیا فقرہ بنا کے لایا ہین کب تیرے دام مین آتا ہون برق ثانی نے حلقے کمند کے کاٹے
جست کر کے نکلا جی مین کہتا ہی یہ ہمارے قبلہ وکعبہ ہین خواجہ کے تعلیم کردہ ہمارے دام مکر مین
کب پھنستے ہین جب برق ثانی بھاگا تو برق نے پکار کر آواز دی ای فرزند ذرا ٹھہر جاؤ دو دو ہاتھ
نیمچے کے بھی چل جائین پہلا ہاتھ چاکی کا مارون کہ ناک اُڑ جاے کہ نکٹے کہلاؤ برق ثانی نے کہا
مہتر صاحب حوصلہ ہی رہجائیگا وہ ہاتھ مارون کہ بھنڈا رہ کھلجاے برق نے کہا ٹھہر و حوصلہ تو
نکلجاے ایسا نہ ہو کہ دل مین حوصلہ رہے برق ثانی سوچا کہ ابھی ساری رات باقی ہی اور کسی
مقام پر دھوکا دونگا کسی دام مین تو پھنسین گے یہ سوچکر نکل گیا برق نے ہرچند پکارا لیکن
برق ثانی نہ ٹھہرا برق فرنگی پلٹا ٹہلتا ہوا آتا ہی کہ سامنے سے اک طفل کو دیکھا پکارتا ہوا آتا ہی
کہ ہاے خواجہ عمرو کو کہان ڈھونڈھون اُس کامل کو کیونکر پاؤن برق نے پکار کر آواز دی
ای طفل تجھے خواجہ عمرو سے کیا کام ہی مین عمرو سے ملادون اُنکا شاگرد ہون وہ لڑکا جیسے ہی
قریب آیا برق نے کہا وہ خواجہ عمرو آتے ہین جیسے ہی وہ لڑکا پلٹا برق نے حلقے کمند کے
مارے برق ثانی تڑپ کے نکلا ایک حلقہ پانوٗن مین پڑ گیا کہ برق ثانی لڑکھڑا کے گرا برق
نے چاہا جاب مارون برق ثانی نے لوٹ ماری لوٹ مار کے حلقہ کمند کا کاٹا برق اِس
حرکت پر ہنسا کہا ای عیار خوب طراری کی یہ حرکت تمھاری مجھکو پسند آئی برق ثانی بھاگا
برق نے دور تک پیچھا کیا برق ثانی نہ پلٹا برق فرنگی طرف لشکر کے چلا کہ نی کی آواز کان
مین آئی برق فرنگی طرف صداے نی کے چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ جنگل مین ایک تختہ

سنگ پر بیٹھے ہوئے عمرو یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشا نوش کا

بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا

چپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا

کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چپ رہا
حال چالکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو ای پری
ہر ستارہ روکش خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی منھ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اُٹھاکر دوست کرتے ہین دعائین رات دن
تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
اپنے کانون پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا

سر اُڑا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
بعد مدت آج اُترا بار میرے دوش کا

پھر سبو اُبلے چھلکے شیشے ہوا لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اُسے
بھول جاتا ہی بشر سامان زرق دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود ہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ارادے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زینتین
پیچ گیسو بنگیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے کیا ڈہکاتا ہی ساقی مجھے
خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھسے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہونگے ہضم
بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا

بے خبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت ای نسیم
مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

ہر چند کہ برق یہ اشعار سنکر تڑپ گیا لیکن سوچا کہ یہ بھی عیاری ہی ایکی اِس لونڈے کو پھنسالون حال تو کھُلے کہ یہ کون صاحب ہین یہ سوچکر برق نے جھک کر سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا برق کہان سے آتے ہو برق نے آنکھ ملائی اب گمان غالب ہوا کہ ہمارے اُستاد نہین ہین دوسرے یہ کہ کلام مین فرق پایا اب حلقے کمند کے سنبھالنے لگا برق ثانی بھی سمجھا کہ قبلہ وکعبہ ہوشیار ہو رہے ہین اُٹھکر سامنے سے بھاگا برق نے پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہر جاؤ تین عیاریان تمنے کین مین نے تینون مرتبہ پہچانا اب کیون بھاگے جاتے ہو برق ثانی نے پلٹ کر جواب دیا

مہتر صاحب آپ ہوشیار بین رہے بڑے بڑے مکارون کا سامنا ہوا لیکن میرے آقا کو تھوڑا
زمانہ گذرا خروج کیے ہوے ہین ابھی حال مین نکلا ہون آخر آپ کے اُستاد سے مقابلہ پڑے گا
تب حال عیاری کھلیگا آخر خواجہ کو زیر کرنا پڑیگا جب ہمارے آقاے نامدار صاحبقران عالیوقار
سے باہنہاے صاحبقرانی لین گے ہمین بھی خواجہ سے مقابلہ کرنا واجب ولازم ہوگا برق نے
جواب دیا صاحبزادے اِس آرزو مین رہو گے اگر خواجۂ عمرو ہوتے اب تک تمکو دس مرتبہ
گرفتار کرلیتے یہ اُنھین کی تعلیم کا باعث ہی کہ ہمنے تمکو تین مرتبہ پہچان لیا اُستاد سے مقابلے کا نام
نہ لو وہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون کے افسر ہین اُنپر نگاہ نہ ڈالنا مگر صاحبزادے یہ
تمھاری تیزیان ہمارے رنگ سے بہت ملتی ہین یہ جھٹ پٹ عیاری کرنا اور صورت تبدیل
کر کے سامنے آنا اور چاہنا کہ دھوکا دون ایسے ایسے فریب دن بھر مین ہم خود بناتے ہین
ایسون کے دم مین کب آتے ہین عیار نے جواب دیا کہ بروقت حال کھلنے کے یہ سب باتین ظاہر
ہونگی زیادہ باتین نہ بنائیے اب پلٹ جائیے ستارۂ سحری چمک چکا برق ثانی پلٹا دیکھا کہ
نقابدار بہادر نماز پڑھ چکا ہی سلاح جسم پر آراستہ کر رہا ہی برق ثانی نے سب حال شب کا
بیان کیا کہ مین نے برق پر تین عیاریان کین ایسا تیز و طرار ہی کہ دور ہی سے اُسنے پہچان لیا
ہر مرتبہ میرے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا غلام اُس ظالم سے بچا نقابدار نے کہا ای یار وفادار
آج روز امتحان ہی چاہتا ہون سرداران صاحبقران کا بھی امتحان کرون جنکو امیر نے
زیر کیا ہی وہ کیسے صاحب طاقت وجرأت ہین اُنکو زیر کرون سامنے صاحبقران کے مشکین
باندھون عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا یہ کہکے نقابدار سوار ہوا لشکر کو ساتھ لیکر میدان
کارزار مین آیا مگر عیار کہہ رہا ہی کہ آقاے نامدار بہت سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا سرداران امیر بڑے
بڑے بہادر ہین جنگ دیدہ کارآزمودہ عمر بن اُنکی جنگ وجدل مین گذری کسی مقام پر کمی
نہین کی نقابدار آکر میدان کارزار مین ٹھہرا کہ آواز طبل سکندر کان مین آئی صاحبقران زمان
فوج دریا موج لیکر میدان کارزار مین پہونچے خواجہ عمرو سے برق شب کا ذکر کرتا آتا ہی
کہ شب کو مہتر صاحب نقابدار نے تین مرتبہ عیاری کی مین نے حضور کی آنکھین دیکھی ہین ہر
مرتبہ گرفتار کیا ہوتا مگر بیچ کے نکلگیا نہایت طرار و فرار ہی خواجہ عمرو فرماتے ہوے اتنو وہ

ہمسے دعوی رکھتے ہین سر میدان دیکھا جائیگا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرے گرد
سردار کھڑے ہوے جھوم رہے ہین کہ نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی یا صاحبقران زمان بہ حقیر برائے امتحان میدان کارزار
مین حاضر ہی جسکو مناسب جانیے مقابلے مین بھیجیے کہ حال جرأت کھلے امیر نے طرف دست راست
کے دیکھا کہ رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندۂ صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
پہلے ہلال زرین تاب اپنے باپ کو سلام کیا ہلال نے اشارہ کیا ای نور نظر بسم اللہ نقابدار
کو زیر کر کے لاؤ فرامرز سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے
امیر نے فرمایا کہ ای فرامرز نقابدار نہایت مرد سپاہی معلوم دیتا ہی ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا عرض
کی اقبال حضور شریک حال ہی تو انشاء اللہ پروردگار مظفر و منصور کریگا صاحبقران نے فرمایا
بسم اللہ فرامرز مرکب اڑاتا ہوا سامنے نقابدار کے آیا سہیل عیار فرامرز کے ساتھ ہی نقابدار
کے جو سامنے فرامرز آئے سطوت و صولت دیکھکر حیران ہوگیا پوچھا ای جوان نام نامی تیرا
کیا ہی فرامرز نے سب کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا ضرب لگاؤ جنگ شروع ہو فرامرز نے
جواب دیا کہ ہمارے آقا کا دستور نہین جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے نقابدار نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ بازی ہونے
لگی عرصے تک نیزہ بازی رہی نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
فرامرز کے نکلا فرامرز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو
تلوار پر روکا دو دو چار چار وار چلے تھے کہ ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر نقابدار نے کمر کو
بتاکہ ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر فرامرز کا زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا کہا ای
فرامرز اب تم جاؤ جمہور نے جو فرامرز کو زخمی دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر میدان مین آیا فرامرز
کو پھیر دیا سینہ سپر کر کے مقابلے مین نقابدار کے آیا نقابدار نے وہی تلوار جھکائی سر پر جمہور
کے وار کیا جمہور نے تبر زرین پر تلوار کو روکا ہاتھ تبر کا مارا نقابدار نے تبر کو تلوار سے
کاٹا جب جمہور کا تبر بیکار ہوا نقابدار نے دوسری ضرب مین جمہور کو بھی زخمی کیا بعد زخمی
ہونے جمہور کے نقابدار نے بکیلا کر پکار کر آواز دی ای شہریار کسی ایسے کو بھیجیے کہ مزا شجاعت

کاٹے صاحبقران نے لندھور سے آنکھ ملائی لندھور نے ہاتھی بڑھایا صاحبقران سے اجازت لی مقابلے مین نقابدار کے آیا لندھور کو جو نقابدار نے دیکھا ہوش و حواس اُڑ گئے تین پہاڑ جنبش مین ہین اول فیل میمونہ فلک شکوہ دوسرے قدمش کوہ تیسرے اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھا ہوا سلاح جسم پر آراستہ نقابدار سے صاحب سلامت ہوئی نقابدار نے پوچھا ای دارا اے ہند کبھی صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوا لندھور نے کہا مقابلۂ اول ہندوستان مین ہوا مین نے اطاعت کی مگر غرور دل مین رہا کہ صاحبقران نے مجھکو زیر نہین کیا لیکن ملک عدن مین آکر صاحبقران نے مجکو زیر کیا پھر ملک سنجان مین آکر زیر کیا صاحبقران قدرت پروردگار ہین ای نقابدار صاحبقران سے دعوی کرنا سراسر حماقت ہی امیر کا زیر کرنا نہایت مشکل ہی بلکہ غیر ممکن ہی یہ سُنتم ایسا بیٹا صاحبقران کا کہ جو شیر بیشۂ فرنگستان کہلاتا ہی اُسکو بھی زیر کیا جسنے مجھکو مع ہاتھی اُٹھایا اگر مہلت پاؤن تو عمر بھر جرأت آقا کا ذکر کرون اور پھر معاملات جرأت تمام نہ ہون نقابدار نے کہا ای دارا اے ہند تمھارے گرز کا مشتاق ہون لندھور نے کہا برائے خدا یہ ذکر نہ کرو میر اقلب کانپتا ہی صاحبقران کا کلیجہ تھا کہ میرا گرز دو دستی اُٹھایا نقابدار نے قسمین دین کہ گرز لگایئے لندھور نے گرز اُٹھایا دو دستی قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے وہان سے آواز دی ای قوت بازو وای زینت پہلو مروت شرط ہی خبردار دو دستی گرز نہ لگانا لندھور نے بایان ہاتھ ہٹا لیا داہنے ہاتھ سے گرز مار انقابدار نے گرز کو گرز پر روکا آواز تڑاتے کی بلند ہوئی اِسقدر گرد اُڑی کہ نقابدار دل گرد مین چھپ گیا صاحبقران کی آنکھون سے آنسو نکل آئے فرمایا خواجہ غضب ہوا خدا نقابدار کو بچائے ضرب سخت پڑی یہان برق ثانی نے جو اپنے آقا کو دل گرد مین پایا چھاگل لیکر گھسا بہ نگاہ غور دیکھا کہ نقابدار کے دونون گھٹنے زمین سے لگے ہوئے ہین گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی ہی نقابدار بیہوش مگر دونون ہاتھ ستون گرز ہین عیار نے چھینٹا پانی کا مار انقابدار نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی حریف لاف وگزاف کر رہا ہی نقابدار نے چاہا مرکب کو اُڑاؤن عیار نے عرض کی مرکب تمام ہوا انہین معلوم مرکب گیا خون منھ سے اُگل رہا ہی نقابدار کود پڑا طرف فیل لندھور کے چلا لندھور سوچے کہ یہ جوان زبردست ہی ایسا نہو فیل کو

پی کرے دونون پیر جاکر کود پڑے نقابدار لپٹ گیا لندھور سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر
نگران ہین کہ دونون شیر سر ٹکرا رہے ہین کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا چار پہر اسی طور پر کشتی ہوئی
جب دن قلیل باقی رہا ایک مقام پر نقابدار لندھور کو لے دوڑا لندھور چند قدم آکر پلٹے
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا کہا ای دارا اے ہند بانکپن دکھاتے ہو ایک خنجر مارونگا کہ آنتین
نکل پڑینگی یہ کہکے خنجر کھینچا لندھور نے بھی قرولی کھینچی قریب تھا کہ دونون مین خنجر قرولی چلے
کہ عمرو نے پکار کر کہا یا امیر غضب ہوا چاہتا ہی خنجر قرولی کھنچ گئی دو مین سے ایک رہجائیگا امیر
نعرہ کرکے جا پڑے بیچ مین دونون جوانون کے آئے دہنا ہاتھ سینے پر لندھور کے رکھا اور
بایان ہاتھ سینے پر نقابدار کے رکھا نقابدار بڑھنے لگا کہا حضور ہٹ جائین مگر امیر کے ہاتھ
مین کچھ نہ آیا نقابدار حیران ہوگیا سر جھکا کر ٹھہرا امیر نے لندھور و نقابدار کو الگ کیا فرمایا
یہ جنگ جہالت کیسی سنبھلکر لڑو نقابدار نے کہا مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون لندھور نے
کہا ای آغا ے نابدار آپ ہٹ جایئے مین ابھی اسکو سمجھائے دیتا ہون صاحبقران نے دونونکو
الگ کیا لندھور نے کہا مین ابھی نہ ہٹونگا اول نقابدار میدان سے جاے دونون جوان
بگڑے ہوے کھڑے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا خواجہ انکو علیحدہ کرو عمرو نے کہا ان شیرونکو
کون ہٹائے کئی لاکھ روپے خرچ ہونگے امیر نے دس ہزار روپے قبول کیے تب عمرو نے بیچ مین
قنات استادہ کردی اُدھر نقابدار پلٹا اِدھر صاحبقران لندھور کو ساتھ لیکر پلٹے راہ مین
پوچھا کیون ای دارا اے ہند انصاف سے کہنا نقابدار کو کیسا پایا لندھور نے عرض کی
ای شہریار نقابدار نہایت صاحب طاقت ہی حضور ہی اسکو زیر کرینگے اور کسی سردار سے
یہ نہ دبیگا امیر نے فرمایا ای لندھور مین نے بھی تمھارا مقابلہ بغور دیکھا کسی مقام پر تمنے
کمی نہین کی سبحان اللہ خوب لڑے لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے نقابدار جو پلٹ کر بارگاہ
مین پہونچا کہا آج جانشین صاحبقران سے لڑا بخوبی سمجھ لیا پھر طبل جنگی بجے کل صاحبقران
کو للکارونگا طبل جنگی پر چوب پڑی برق کو عیار کا بڑا خیال ہی صاحبقران کو خبر ہوئی کہ اب
نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل
جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن برق فرنگی تلاش مین عیار کی نکلا جیسے ہی کنارے لشکر کے

آیا دیکھا طرف سے جنگل کے ابو الفتح اصفہانی آتا ہی پکار کر آواز دی مہتر برق صاحب کہان جاتے ہو برق ٹھہر گیا ابو الفتح قریب آیا کہا مہتر صاحب مین لشکر نقابدار مین گیا تھا عیار نقابدار آپ کی فکر مین نکلا ہی یقین ہی آپ کو کسی مقام پر ملے برق نے کہا ملاقات تو ہوئی یہ کہکے برق نے کہا دیکھو عیار آتا ہی ابو الفتح نقلی پلٹا برق نے حلقہ ہاے کمند مارے اور للکار کر آواز دی ای عیار طرار خبردار

نعرہ برق

		مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار	تڑپنے مین ہون برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطوے ذی علم شاگرد ہی	در مکر پر میرا پہرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا	بزیر قدم غرب ہی شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

او طفل بے ادب یہ کیا صورتین بدل بدل کے آتا ہی میرے مرشدزادے اِس سے زیادہ طرار و فرار ہین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ جسنے اُستاد پر عیاری کی جبکی معشوقہ ملکہ حیرت جادو اسیر وہ احسان کیے ایسے ایسے مقام سے چھڑایا کہ حیرت شرمندہ ہوکر راضی ہوئی اور چالاک کے ساتھ شادی ہو گئی اُنکی آنکھین دیکھی ہین عیار جست کر کے کمندون سے نکلا دور جا کر کھڑا ہو اُپکار کر کہا ای برق افسوس کا مقام ہی کہ تو نگاہ ملتے ہی پہچان لیتا ہی مگر آگاہ کرتا ہون کہ آج شب کو ہوشیار رہنا ضرور تمکو گرفتار کرونگا برق نے کہا صاحبزادے عقل کے ناخن لو مین نے تم ایسے بہت سے لڑکے سمجھا دیے جو کم مزاج مین آئے وہ کر کے آنا عیار بھاگا نظرون سے برق کی مخفی ہوا برق پلٹ کر لشکر مین آیا ایک تاجر کی دوکان پر آکر ٹھہرا کہ سامنے سے سرہنگ نامے شاگرد آیا پکار کر آواز دی جلد آیئے عیار نقابدار پشت بارگاہ صاحبقران پر نقب لگا رہا ہی برق تڑپ کے سرہنگ کے ساتھ ہوا راہ مین ایک مقام پر خیمے اِستادہ تھے جیسے ہی برق آگے بڑھا برق ثانی نے پشت سے حلقے کمند کے مارے برق نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کے ایک نیچہ مارا عیار کا پانوٗن زخمی ہوا اور للکار کر آواز دی مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ عیار نقابدار ہین مین خود فکر مین تھا ایکی مرتبہ تو بچہ چوٹ کھائی عیار مثل برق و باد بھاگا برق ٹہلتا ہوا دوکان پر ایک ماہی فروش کی آیا ماہی فروش کھڑا ہو گیا جھک کے سلام کرنے لگا کہا

مہتر صاحب آئیے مین تو آپ کی فکر مین تھا دوکان مین آکر دیکھیے کسنے نقب لگائی ہی مگر مال بچا چور بھاگ گیا برق دوکان مین گھسا ماہی فروش نے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے اور نعرہ کیا منم عیار نقابدار مرصع پوش برق کے گلے مین حلقے کمند کے پڑے عیار نے جھٹکا مارا برق فرنگی زمین پر گرا عیار جھپٹ کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا کہ حباب مار کر بیہوش کرون برق نے کہا ای عیار مین تیری عیاری کا قائل ہوا اگر کہ تو صاحبقران کو چھڑا لاؤن تیرے سپرد کردون عمرو کو بھی گرفتار کر دونگا عیار نقابدار یہ لطف کی باتین بہ گوش ہوش سننے لگا برق نے باتون مین لگا کر پشت کے نیچے سے ہاتھ نکالے گھائیون مین حباب تھے دس حباب منھ پر عیار نقابدار کے مارے عیار زمین پہ گرا بیہوش ہوگیا برق نے چاہا مشکین باندھون مگر اِس عیاری پر برق کو بھی ناز ہوا کہ حقیقت مین یہ عیاری عیار نے بے مثل و بے نظیر کی چاہا کہ نقاب چہرے سے ہٹاؤن کہ پانچ سات نوکر جو ماہی فروش کے کھڑے تھے ہان ہان کرکے دوڑے برق کو پکڑ لیا برق ثانی اُٹھکر بھاگا کمند کاٹ کر ڈالی جست و خیز کرتا ہوا نکلگیا اب وہ سب نوکر بھی برق فرنگی کو چھوڑ کر بھاگے نعرے کرکے کہ ہائیم شاگردان عیار نقابدار مرصع پوش برق حیران ہوگیا وہان سے اور آگے بڑھا کہ سامنے دیکھا ایک خیمے کے دروازے پر چراغ جل رہا ہی اندر سے خیمے کے کسبی نکلی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ برق کو سُنانے لگی

نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا — نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا — یہ وہ طائر ہی کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی — ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
خاکسار ان محبت کو نہین رفعت پسند — آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا — جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اُسکا بھی مثل یار ناممکن رہا — شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا
واے قسمت اہل دنیا ہوتے ہین مردہ پسند — اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہی ضرور — دیکھلو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال	جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف	خاک کا پتلہ برائے امتحان پیدا ہوا

یہ غزل اسطرح آنکھ ملا کر برق فرنگی سے گائی کہ برق کو گانا بہت اچھا معلوم ہوا پکار کر پوچھا کیون صاحب کسکی تلاش مین کھڑی ہو اُسنے بڑھکر برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا واہ میان برق صاحب میرے ساتھ بھی عیاری کرتے ہو شام کو آئے روپیہ دیکر چلے گئے اب اُلٹے مجھسے پوچھتے ہو برق نے کہا مین نے کیا دیا تھا نازنین نے کہا روپیہ آپ کا دیا ہوا الگ رکھا ہی جی چاہے لیجاؤ برق سوچا کہ یہ دھوکا کھاتی ہی جسنے روپیہ دیا میری شکل کا ہوگا شاید یہ مجھی کو سمجھتی ہی برق اُس نازنین سے باتین کرتا ہوا اندر خیمے کے آیا بیٹھ کر باتین کرنے لگا وہ نازنین گرمیان کرتی ہی نازنین نے پوچھا آج لڑنے والے کسقدر جمع ہین نقابدار سے مقابلہ پڑیگا آخر کون لڑیگا برق نے کہا ہرچند کہ دو سردار زخمی ہوے لندھور بن سعدان لڑکر پلٹے نقابدار کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہی اب صاحبقران زمان کو پکاریگا مگر صاحبقران مسخر کن پردۂ قاف باندھکر لیجائینگے یہ باتین نازنین و برق سے ہو رہی ہین کہ گوشے سے ایک ضعیفہ نکلی پہلے تو نازنین کو خفا ہونے لگی کہتی ہی کیون گلعذار تماشبین کو بے روپے بلا لیتی ہی ہمنے اکثر تجھکو منع کیا تیرے خیال مین نہین آتا ہمیشہ خراب رہیگی ابھی ابتدا ے شب ہی دروازے پر جاکر بیٹھ اِس لشکر مین تیرے جاننے والے بہت ہین تو خالی نہین رہ سکتی نازنین سے کہکر طرف برق کے متوجہ ہوئی کہا کیون میان برق فرنگی تمکو شرم نہ آئی یا تو اسکا روپیہ دو نہین باہر جاکر بیٹھو برق نے کہا بڑی بی کچھ دیوانی ہوئی ہو ہم طرف سے صاحبقران کے براے حفاظت لشکر مقرر ہین اِدھر بھی نکل آئے اگر چور آئے تو اُسکو گرفتار کرین ہمسے ایسی باتین نہ کرو اگر اُستاد سے ذکر کرونگا تو صبح تمکو نکال دینگے ورنہ دس پانچ ہزار روپے لینگے اُس نازنین نے لڑبھڑ کر بڑھیا کو ہٹایا برق سے کہا اِس بڑھیا کے کہنے کا برا نہ ماننا جو یہان آتا ہی یہ ڈھڈھو ایسی ہی باتین کرتی ہی چاہتی ہی کوئی تماشبین نہ آئے پھر کون دل بہلائے برق نے کہا ہم روز حاضر ہونگے یہ باتین کرکے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلنے لگی ذرا انگاہ جو برق کی پلٹی اُسنے حلقہ ہاے کمند برق پر مارے برق نے جست کی لیکن ایک حلقۂ کمند پانوٗن مین پھنسا برق

گرا چاہا تڑپ کر نکلون کہ اُسی گوشے سے وہی بڑھیا پیدا ہوئی لپک کر اُسنے حباب مارا برق نے ناک پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ بیہوش نہ ہوئے برق تڑپ کے اُٹھا اب عیار کو کچھ نہ بنا نیمچہ کھینچکر برق پر جا پڑا برق فرنگی بھی لڑنے لگا گوشے سے دو دو چار چار پیک بیچے نکلنے لگے برق سب کو جواب دے رہا ہی مگر عیار کہتا ہی یارو بڑے شرم کی بات ہی تم چالیس شخص ہو ایک اکیلے کو نہین گرفتار کر سکتے سب ملکے حلقہ ہاے کمند مارو جسطرح بنے گرفتار کرو برق تڑپ تڑپ کے طرف در خیمے کے جاتا ہی عیار روکتے ہین برق کو نکلنے نہین دیتے قضاے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار طلاے پر تھے ایک طرف کھٹکا جو معلوم ہوا دیکھا چور نقب لگا رہے ہین بس خواجہ نے اُنکو للکارا وہ چور بھاگے اُسی خیمے کے پہلو سے ہو کر نکلے خواجہ جو قریب اُس خیمے کے آئے برق کی آواز سُنی تڑپ تڑپ کے دعائین مانگ رہا ہی پکارتا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز تو نے جو آبرو عطا کی ہی اُسکو بچا لے اِس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے یہ سب پیک بیچے میرے ہی واسطے چھپکر بیٹھے تھے فرد شتاہا زکرم بر من درویش نگر ✽ بر حال من خستہ دل ریش نگر ✽ خواجہ نے جو برق کے تڑپنے کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے سمجھے کہ ہمارے بھوریے کو کسی نے گھیرا ہی سراچہ چاک کر کے دیکھا چالیس عیارون سے برق فرنگی اکیلا لڑ رہا ہی کئی کو زخمی بھی کیا ہر مرتبہ تڑپ کر اُس عیار پر جاتا ہی جو سب مین زیادہ مکار و غدار ہی لیکن اُس تک نہین پہونچتا اور پیک بیچے سینہ سپر ہوتے ہین اُن سب کا سینہ سپر کرنا برق کا ناچار ہونا عمرو نے وہین سے پکارا او نالائقو خبردار برق پہ ہاتھ نہ ڈالنا منم خواجہ عمرو نامدار شاطر صاحبقران عالیوقار

نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران / مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
زمانے کا مکار و غدار ہون / تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم / صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو / نپائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون / جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ کہکے نیمچہ کھینچکر آپڑے جسے نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب لڑائی پر برق بھی شیر ہوا کئی پیک بیچے اِسنے بھی مارے کسی پر پالٹ کا ہاتھ مار دیا کسی کا شکم چاک قصہ پاک اِسطرح برق نے کئی پیک بیچونکہ

مارا اور خواجہ عمرو نے تو عیارون کے جی چُھڑوادیے خاص سب کے اُستاد کو بڑھکر زخمی کیا جب اُسکے سر سے خون بہا تو جست کر کے بھاگا اُسکے بھاگتے ہی سب پیک بچے نکل گئے برق نے سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسمین دیکر کھینچ مارا عیار کی پشت پر پڑا عیار بھاگا سامنے سے مخفی ہوا خواجہ نے برق کو پھیرا برق نے سب ذکر خواجہ سے کیا کہا کل سے اِسوقت تک کئی عیاریان مجھپر کین لیکن غلام آپ کا بچا ہر مقام پر مین نے پہچانا مگر ابکی دھوکا کھایا تھا اگر آپ نہ آتے تو گرفتار ہوجاتا لیکن اُستاد اِسکا کیا باعث ہی کہ سر جو اُسکا زخمی کیا آپ نے میرے دل پر چوٹ لگی خون رگون مین جوش مارتا ہی خواجہ نے کہا تُجھسے یہ عیار کچھ توسل رکھتا ہی وہ تیزی جو کہ تجھ مین ہی وہی باتین اِسمین بھی دیکھین اور سنین مین ابھی جاکر گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکے خواجہ چلے برق کنارے کنارے چلا کہ دیکھون اُستاد کیا عیاری کرتے ہین لیکن عیار کنارے اپنے لشکر کے آیا دیکھا طرف سے صحرا کے نقابدار مرصع پوش آتا ہی عیار نے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا جھک کر سلام کیا عرض کی مین نے ابھی برق کو پکڑ لیا ہوتا عین وقت پر خواجہ آگئے کئی پیک بچے مارے گئے مین آج چالیس پیک بچونکو لیکر گیا تھا نہ ہنر عیاری کی اُسپر بھی وہ ہوشیار رہا حلقے کمند کے بھیر مارے مین تڑپ کے نکلا پھر چالیسون پیک بچے آگئے لیکن برق نے سب کو جواب دیا جب خواجہ عمرو آگئے تب مین بھاگا کئی پیک بچے مارے گئے اُنکے لاشے بھی وہین رہے نقابدار نے کہا لاؤ مین تیرے سر کا زخم باندھدون عیار نے سر جھکایا نقابدار نقلی نے بہ احتیاط حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ایک جھٹکا مارا کہ عیار گرا چاہا کہ تڑپ کر نکلون خواجہ نے نعرہ کیا نعرہ

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
بہ باغ دین ز گرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
کزان اُستاد عیاران عالم
جہان سر سنگ در خنجر گزاری

یہ کہکے عمرو نے حباب مارا بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا برق نے دور سے دیکھا کہ استاد پیک بچے کو لیے ہوے آتے ہین حیران ہوگیا کہ عیاری ہی یا کرامات ہی کیا تدبیر کی کہ ایسے طرار و فرار کو دفعتہً گرفتار کرلیا خواجہ نے کہا لو یہ موجود ہین برق نے نقاب جو چہرے سے ہٹائی بالکل اپنی صورت پائی برق نے خوش ہوکر کہا اُستاد یہ تو بالکل میری صورت ہی عمرو نے فوراً

فتیلۂ رفع بیہوشی دیا عیار کی آنکھ کھلی اپنے کو بے نقاب پایا خواجہ و برق سامنے کھڑے ہین
مگر برق وجد مین ہی عیار نے جھک کر برق کو سلام کیا برق نے پوچھا اے فرزند کیا نام ہی کہا
حضور کا غلام برق ثانی عمرو نے کہا اے فرزند یہ نقابدار کون ہی کہا حضور شاہزادہ خسرو شیردل
فرزند صاحبقران از بطن ملکہ دروانہ پری کہ پردۂ قاف مین پیدا ہوا بڑے بڑے کار نمایان
کیے اب منظور ہوا کہ صاحبقران سے امتحان کرون خواجہ عمرو و برق فرنگی برق ثانی کو لیکر
خدمت مین صاحبقران کی آئے مقبل دروازے پر حاضر تھا صاحبقران نماز پڑھکے فارغ
ہوے تھے کہ مقبل نے آکر عرض کی خواجہ عمرو و برق فرنگی ایک عیار کو لیکر آئے ہین امیر
باہر نکل آئے برق ثانی نے قدمونکو بوسہ دیکر سب حال خسرو کا بیان کیا صاحبقران
برق ثانی کو لیکر طرف بارگاہ نقابدار مرصع پوش کے چلے نقابدار نماز پڑھکے مسلح و مکمل
ہو کے بارگاہ سے نکلا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین وہان
عیارون نے سرداران امیر کو خبر دی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ فرداً فرداً چلے آتے
ہین ہرکارون نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ عیار آپ کا صاحبقران کے ساتھ ہی نقابدار
سمجھ گیا کہ شاید عیار گرفتار ہوا اور حال کھل گیا کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین نقاب چہرے سے
اُلٹ کے باہر آیا صاحبقران کو بہ ادب سلام کیا اُدھر سے رستم پیلتن کو خبر ہوئی کہ اب
نقابدار مرصع پوش کا حال کھل گیا صاحبقران برائے ملاقات گئے ہین رستم بھی خوش
ہو گئے اپنے سردارونکو ساتھ لیکر چلے جادوگرنیان عاشقان رستم سب ساتھ ہین اور
جوڑے بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے شمشیر ابرو و خال ہند و چشم
جادو شب ہجر سے مشابہ گیسو اور سبھون کے سر پر سایہ فگن ملکہ سنبل ہفت گیسو سات
کاکلین عارض پر پڑی ہوئین جس سے ثابت ہوتا تھا کہ سات ناگنیان گرد چشمۂ خورشید پیچ و
تاب مین ہین یا ناگنیان عتاب مین ہین ایک جانب ملکہ مشکبار کہ بوے مشک آرہی ہی
اور شگفتہ مزاج معشوقون کے سر کا تاج ایک جانب لالہ عذار ایک جانب آفتاب
فلک سیر کا ہین سپر آفتاب عالمتاب چمکتا ہوا کہ روشنی سے معلوم ہوتا ہی کہ ٹھیک دوپہر
کا وقت ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان چمک رہے ہین عیوق و جارود و صندلان وغیرہ

کئی سو تاجدار پشت پر اس شوکت سے رُستم آکر پہونچے خسرو نے قدم صاحبقران کو بوسہ
دیا گرد پھر نے لگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ہوس مقابلہ رہگئی خسرو نے عرض کی کسکی
مجال ہی کہ حضور سے آنکھ ملائے میری یہ مجال تھی کہ حضور سے مقابلہ کرتا ملنے کا حضور سے حیلہ
تجویز کیا تھا جسوقت غلام نے سُنا کہ عیار میرا بے نقاب حضور کے ساتھ ہی سمجھ گیا کہ باپ کی
فکر مین گیا تھا آخر گرفتار ہوا حال ہمارا کھلا کہ اِسمین رستم آکر پہونچے صاحبقران نے رُستم کو
گلے سے لگایا بارگاہ مین خسرو کی آکر بیٹھے رُستم نے سب جادوگرنیون کو بلایا صاحبقران
نے سب کی تعریف کی کہ تم سب صاحبون نے شریک ہوکر ہمارے فرزند کا مرتبہ بڑھایا ہی
سب جادوگرنیان رعب وجمال صاحبقران دیکھکر سرنگون بیٹھی ہین کلام نہین کرسکتین امیر
طرف شفق خونخوار کے متوجہ ہوئے فرمایا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی جب سے ہنے
قلعے مین داخلہ کیا ہی تو چالیس سردار مع بدیع الزمان غائب ہوئے تھے اُنکا پتہ آجتک
نملا سنبل ہفت گیسو نے دست بستہ عرض کی اب جو حضور یہانسے کوچ کرینگے اور
صحراے عشرت خیز مین داخلہ ہوگا راہ بین ایک صحرا پڑتا ہی کہ وہانکا حاکم مخلوق جادو
ہی قیدیان باقی ماندہ اُسکے قتل ہونے سے دستیاب ہونگے پھر صحراے عشرت بین جاکر
پہونچیے گا سامنے قصر عشرت ہی کہ آفتاب نے اُٹھکر عرض کی غلام آپ کا مخلوق جادو
کی فکر کریگا صحراے عشرت مین ہفت پیکر سے مقابلہ ہو مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ہفت پیکر نے سامان لشکر کشی کیا ہی لشکر صحرا مین اُتر رہا ہی جن سردارونکو نامے گئے
وہ سب چلے آتے ہین لشکر بے حدو بے حصر ہی مگر لشکر آپ کے فرزند رُستم کا بھی نو لاکھ
غیر ساحر چار لاکھ ساحر موجود ہی اور جتنی جادوگرنیان حضور کے ساتھ حاضر ہین ایک ایک
اِنمین وحید عصر ہی رازدانان ہفت پیکر لوح طلسم انھین سب صاحبونکی مدد سے ملی
تحفہ جات ہمارے آقا کو ملے امیر نے فرمایا ای فرزند آج جاکر آرام کرو کل صبح کو کوچ ہو
لشکر کم و زیادہ کا خیال نہ کرو خدا تمھارا معین و مددگار ہی اگرچہ اتفاقات روزگار سے آجتک
تم نے کوئی طلسم عمدہ فتح نہین کیا ہی مگر شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ طلسم وسیع تمھارے
ہاتھ سے فتح ہوا ماشاء اللہ خوب لشکر پایا سردار بھی عمدہ دستیاب ہوئے کیسے کیسے جری

بہادر ساتھ ہین جادوگرنیان آفتاب جمال حسن مین خورشید مثال تمھاری شریک ہوئین سب رازداران ہفت پیکر ہین لشکر پروردگار جمع کردیگا کچھ مقام تردد نہین ایرج ونورالدہر وغیرہ بھائی بھتیجے تمھارے جو اِس طلسم مین آوارہ ہین اُن لوگون نے بھی دربند فتح کیے ہین مین خبر پاچکا ہون کہ سب اِسی جانب آتے ہین انشاء اللہ وقت پر پہونچین گے سب آمادۂ حرب وپیکار ہفت پیکر سے ہین مگر خدا نے تاج فتاحی تمھارے سر پر رکھا سب صاحب اِس سعادت کے جویا تھے لیکن خدا نے تمکو یہ طلسم وسیع دیا طلسم تمھارے ہاتھ سے فتح ہوا کل لشکر تیار کرکے سفر کیا جائے رُستم رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے اکر سردارون کو حکم دیا کہ وردیان نئی تقسیم کرو لشکر سویرے سے تیار رہے کل سویرے کوچ ہوگا ملکہ سنبل ہفت گیسو وغیرہ کو بھی حکم ملگیا جادوگرنیون نے آکر ابر سحر تیار کیے اور سب سردارون نے اپنے اپنے لشکرون مین نئی وردیان تقسیم کین اِدھر صاحبقران خسرو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آئے بارگاہ سلیمانی مین آکر عادی کو بلایا فرمایا کل سویرے بارگاہ لیکر طرف صحراے نرگس کے چلو اور لندھور کو حکم دیا کہ لشکر آراستہ رہے ہم سویرے کوچ کرینگے رُستم کے لشکر کے ساتھ ہمارا لشکر رہے خسرو نے اپنے بارہ ہزار جوان تیار کیے لباس عمدہ سب کو بانٹے یہ کہتے ہین کہ میرا لشکر رُستم سے آگے چلے کہ مین اول مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچون چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش لشکر ضیا وشعاع کو لیکر مشرق سے نکلا دنیا کو منور وروشن کیا اول رُستم لشکر کو لیکر آگے بڑھے سردار فرداً فرداً عقب مین ابرہاے سحر آسمان پر چھائے ہوے جسمین رعد کی گرج برق کی چمک طائران سحر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کسی ابر مین ستارے چمک رہے ہین کسی ابر سے پھول برستے ہین کہین خانہ باغ آراستہ معلوم ہوتا ہو کہین رات کہین دن شاہزادیان تختون پر سوار کنیزان زرین پوش چہار جانب سے گھیرے ہوے جب لشکر رُستم اِس کروفر سے میدان مین نکلا اور رُخ طرف صحراے نرگس کے کیا امیر داہنے پر لشکر رُستم کے آگے نقارخانۂ سکندری کو حکم ہوا کہ آگے بڑھ جاؤ ہمارے فرزند کے ہمراہ رہو شاہزادۂ خسرو شیردل نے جو یہ اہتمام سواری دیکھا اور صاحبقران کو

داہنے پر پاپا بائین پر خسرو بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف صحراے نرگس کے چلے مگر مخلوق جادو کا حال تحریر کرتا ہون کہ مع اپنے وزرا امرا کے قصر نرگس مین بیٹھا ہو و رشراب چل رہا ہو پریزادان در درگوش مرصع پوش بہ ناز و انداز سامنے مخلوق کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا ۔ ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قید سے زلف ۔ جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ ۔ نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی نہ کھانا بعد مردن ۔ جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اُڑاؤ خاک میری ٹھوکرونسے ۔ اگر منظور ہے برباد کرنا
ادب سیکھے ہمین ہون نوگرفتار ۔ بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین ۔ اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہو ان سنگین دلونسے ۔ خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اُٹھ چکے میرا تو تم بھی ۔ ادا رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ دل نے جان دیدی ۔ غضب لایا ترا بیداد کرنا

مخلوق کی بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو دربار مین اپنے مخلوق بیٹھا ہوا ذکر اہل اسلام کر رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سوسنی پیدا ہوا وہ ابر بہ نہایت آراستگی کے ساتھ تھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سامنے آکر پھٹا مخلوق نے کہا صاحبزادی سیر و شکار کر کے پلٹی ہوئی آتی ہین سب اہل دربار براے تعظیم کھڑے ہوے سب نے دیکھا ابر پھٹا ایک تخت پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین مہ جبین سمنبر رشک قمر خوشرو آنکھین رشک آہو لیکن افسردہ نہایت حسین آفتاب جمال خورشید مثال چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا انتہاے حسن یہ ہو کہ ضو جمال جہان آرا کی گرد پڑ رہی ہو صاف ثابت ہو رہا ہو کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہالہ پڑ رہا ہو مخلوق نے جو بیٹی کو اپنی اس شان و شوکت سے دیکھا ہنس پڑا اہل دربار سے کہتا ہو صاحبو دیکھو شیدا اے غنچہ دہن کا

کیا حسن و جمال ہی ہرچند کہ طلسم کشا کے ساتھ سنبل ہفت گیسو ایسی شاہزادی و شفق خونخوار
وغیرہ شاہزادیان حسین و جمیل ہین مگر میری دختر کا جمال سب پر طعنہ زن ہی دیکھو جمال کی کیا رونق ہی
ملکہ شنید اور بارہین آئین باپ کو جھک کے سلام کیا مخلوق نے بیٹی کو گلے لگا کر محبت سے بوسہ
لے لیا شنیدا کے تیور پر بل پڑ گئے رنجیدہ ہو کر کہا ای والد نامدار اسقدر محبت کو نہ صرف فرمایئے
کنیز کو ناگوار ہوتا ہی مین اسوقت واسطے شکار کے گئی تھی کوہ احتشام پر جا کر ٹھہری ہین نے
دور سے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا صحراے مینو سواد مین فروکش ہی اسقدر جاؤ ہی کہ تمام صحرا بھرا
ہوا ہی مین نے کوہ احتشام سے بیرونکو بھیجا کہ جا کے خبر لاؤ کون کون افسر ہی منظور ہوا تھا
کہ ابھی لشکر تباہ کر دون بیرون نے آکر خبر سنائی کہ صاحبقران لشکر مین موجود ہین اور وہ جو
نقابدار مرصع پوش ہر طرف جنگ کرتا پھرتا تھا اکثر دربند اُسکے ہاتھ سے فتح ہوے لیکن اُس
نقابدار نے کسیکو ساتھ نہین لیا جہان فتح کیا اُسکے بادشاہ کو وہین چھوڑا یہ وعدہ کر لیا کہ جب
ہم لشکر کشی کر کے ہفت پیکر پر جائین تو تم لوگ بے طلب آنا وہی نقابدار ہمراے مدد
طلسم کشا آیا صاحبقران سے مقابلہ پڑا الغرض زور سے امتحان کیا گرز اُنکا اُٹھا یا چار پھر کشتی لڑے
صاحبقران نے آکر جدا کیا لیکن نقابدار سجدار تھا فقط صاحبقران نے سینے پر ہاتھ رکھا
نقابدار کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران کو زیر نہ کر سکونگا آخر اپنے کو ظاہر کر دیا بیرون نے بیان
کیا کہ خسرو شیر دل نام ہی صاحبقران کا فرزند ہی بطن پریزاد ملکہ وروانہ گوہر پوش و صاحب
صاحبقران سے دربار مین طلسم کشا کے اب موجود ہین اور جادوگرنیان طلسم ہفت پیکر کی
چیدہ چیدہ مثل سنبل و شفق خونخوار و لالہ عذار و ماہی سحر و نہنگ بحری و آفتاب فلک سیر
کاہن کہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتا ہی و سلماے گوہر پوش وغیرہ دربار مین موجود ہین مین نے
تامل کیا کہ والد سے ذکر کر لون تو جا کے سحر کرون پہلے ہی سحر مین لشکر منتشر ہو جائے اور رجتنی
جادوگرنیان ہین سب طلسم کشا پر سحر کرین اور تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین اور آپ کی
خدمت مین لا کر حاضر کرین مگر میرے خیال مین آیا کہ شاید والد کے خلاف ہو اِس وجہ سے
مین نے سحر نہ کیا اب آپ سے حکم لینے آئی ہون کہ کل جا کر کوہ احتشام پر ٹھہرون اور لشکر
طلسم کشا کا اُسی صحرا سے گذریگا وہ سحر کرون کہ شاہزادیان اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون

اور طلسم کشا پہ ساحر و غیر ساحر کا ہنگامہ ہو وہ آفت برپا ہو کہ طلسم کشا جان بچا کر بھاگین اور صاحبقران کو سردار ان صاحبقران گھیرین اور صاحبقران اسم اعظم بھول جائین بیٹے کو ساتھ لیکر بھاگین اگر آپ کے صحرا مین لشکر پہونچ گیا تو نہایت مشکل ہوگی وہ سب ساحر سحر کرینگے اور طلسم کشا آپ کی تلاش مین مصروف ہونگے ساحرون نے آگاہ کردیا کہ جب مخلوق جادو قتل ہوگا تب راستہ کا حل کھلیگا مخلوق نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر تمنے خوب تجویز کیا ہمکو تمھارا قول پسند آیا ہم بھی تدبیر کرکے ساحرون کو صحرا مین مقرر کرتے ہین کہ لشکر طلسم کشا صحرائے نرگستان مین نہ آسکے اگر کوئی عیار مکار آئے تو اُسکو گرفتار کرین لاکر ہماری خدمت مین حاضر کرین پھر مخلوق نے کہا مین نے قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جسکو گرفتار کرون قید نہ رکھون فورًا دار پر کھینچدون جلاد آمادہ رہین فورًا قتل کرین ای نور نظر تم صبحکو جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرو مگر ایسا سحر کرنا کہ جادوگریان جو موجود ہین اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون چند شعبدے تمکو خداوند ہفت پیکر نے بتلائے ہین وہی شعبدے کام آئینگے دفع نہ ہوسکین گے اب چند ساحرون کو مخلوق نے حکم دیا کہ تم جاکر صحرائے نرگس مین موجود رہو عیار یا غیر عیار جو کوئی وہان آئے اُسکو پھونک دو یا گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم سزا دین دار پر کھینچین اور اُن ساحرون نے بُرا انتظام کیا کہ جسکا نام نہین لے سکتے قاتل دمامہ و مشمش گرفتار ہوکے آیا اُسکو قیدخانے مین قید کیا وہ مکر کرکے وہان سے رہا ہوگیا کئی ساحر دربار سے مخلوق کے اُٹھے صحرائے نرگس مین جاکر ٹھہرے انتظام مین مصروف ہوے کوئی آہو بنکے پھرتا ہی کوئی طائر بنا ہوا درخت پر بیٹھا ہی چہار جانب نگران کہ کوئی آئے تو گرفتار کرون مگر شیدا رات بھر دربار مین مخلوق کے رہی کچھ رات باقی تھی کہ سوکر اُٹھی چند کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا اسباب سحر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ احتشام پہ آئی سائے مین ایک تخت کے قالین بچھوا کر بیٹھی طرف صحرا کے دیکھنے لگی منتظر انتہا کے تیار ہین شعبدے بھی ہاتھ باندھے کھڑے ہین اپنے سحر پر شیدا کو بڑا ناز ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی آج وہ تماشہ دیکھوگی کہ جو کبھی نہ دیکھا ہو اتنا بڑا لشکر طلسم کشا کا قتل طلسم کشا پر آمادہ ہو اور طلسم کشا کو جان بچانا مشکل پڑے جتنے جادوگر کہ عاشق طلسم کشا ہین سب دشمن ہوجائین

اپنی اپنی سرکشی دکھائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ کا سحر ایسا ہی ہی کہ کوئی روک نہین سکتا خداوند ہفت پیکر نے آپ پر نگاہ ڈالی آپ کو یہ خیال تھا کہ قبول نہ فرمایا بڑے بڑے شاہون نے اپنی بیٹیون کو بطور ڈولا خدمت خداوندین حاضر کر دیا کہ اسی سبب سے وہ لوگ سلطنت کرتے ہین مگر کنیزون کو یاد ہی کہ جبرو زقدرت نے قصد کیا کہ آپ پر دست انداز ہون آپ نے غصے مین جواب صاف دیا تھا کہ یا خداوند مین آپ کی بندی ہون مجھپر نگاہ خلاف نہ ڈالیے ہوش مین آئیے ایسے کلمات نہ فرمائیے جب حضور نے قدرت کو اسطرح روکا تب قدرت رُکے تھے سب کنیزین عصمت داری کی شیدا کی باتین کر رہی ہین شیدا سر جھکائے ہان ہان کرتی ہی کہتی ہی صاحبو مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین نے اپنے باغ مین مردانے نام کا درخت نہین رکھا گلعذار کنیز کسقدر منھ لگی تھی جو کوئی اُسکی بُرائی بیان کرتی تھی مین اُسے اپنا دشمن جانتی تھی ایک دن مین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوٹھے پر چڑھی ہوئی کسی مردوے سے اشارے کر رہی ہی مین نے اُسیوقت کھڑے کھڑے اُسکو باغ سے نکالا اُسکے گھر سے لوگ سمجھانے آئے اُسکی نانی نحیف وضعیف مجھسے آکر کہنے لگی کیون حضور گلعذار نے کیا خطا کی مین نے جواب دیا کہ گلعذار اس لایق نہین ہی کہ میرے باغ مین رہے اس وجہ سے مین نے اُسکو نکالا اب مین اُس کی خطا نہ معاف کرونگی نانی اُسکی اگلے وقت کی گھر مین جا کر بڑی آفت برپا کی بی گلعذار میرے پاس روتی پیٹتی آئین عرض کی واری مین نے کیا خطا کی کہ آپ کے یہان سے نکالا ملا گھر مین بھی نہین رہنے پاتی ہون یا مجھکو نوکر رکھیے یا مجھے اتنا خرچ دیجیے کہ مین کہین باہر نکلجاؤن صاحبو تمھین یاد ہوگا مجھے ایسا غصہ تھا کہ مین نے کئی سو روپے نکالکر دیدیے مگر نوکر نہ رکھا جب مجھکو مرد و عورت کا میل اسقدر ناگوار ہی تو خداوند کی کیا مجال تھی کہ مجھپر نگاہ ڈالتے ایسا سحر کرتی کہ تنکے چُنتے پھرتے کنیزون نے کہا واری قدرت کو کچھ نہ کہیے اُنھون نے پیدا کیا ہی شیدا نے کہا صاحبو تم لوگ جو چاہو سمجھو جب سے مسلمانون نے خروج کیا اور قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے میرے تو اعتقاد مین فرق آگیا کیسے خداوند ہین کہ جنکو پیدا کیا اُنھین کے ہاتھ سے بھاگتے ہین بس معلوم یہ ہوتا ہی

کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہی سحر سے یہ سب طریقے بنائے ہین چند مصاحب ہوا پر اُڑتے
پھرتے ہین خدائی اُنکی ثابت کرتے ہین اور یہ نئو تاثیر سحر کی ہی کہ جانور شجر حجر آوازدیتے ہین
کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح ہی ابھی سحر کردون تو ہزارہا طائر پیدا ہوا ور یہی پکارے
کہ خدائی شیدا کی درست ہی یا جسکا نام لو اُسکا نام پکروادون یہ بہت سحر حقیر ہی اِس سحر پر
ہماری جاگیر ہی ایک ساحر کو بتادیا اُسنے سحر کیا طائر آواز دینے لگے مین تو اصل قدرت کو
سمجھ گئی ناحق کا دعویِ خدائی کیا بادشاہ بنکر بیٹھے سامری وجمشید کے نام مین کیسی تاثیر ہی
وہ پُرانے خداوند ہین اِن نئے کو کون بخدائی مانے سوائے اِن سات سو آٹھ سو ملک کے
اور کہین بھی خدائی ہفت پیکر کی ہو کسی ملک والے بھی نام لیتے ہین یہ باتین تھین کہ پہاڑ
تھرآیا کنیزون نے کہا واری یہ کیسی آواز ہی کہ پہاڑ تھرآگیا شیدا نے کہا لشکر مین امیر کے
نقارخانۂ سکندری ہی یہ اُسی کی آواز ہی کہ پہاڑ تھرآگیا اب سامنے سے کنارے ہٹو مین
بغور آمد طلسم کشا دیکھون وہ سحر کرون کہ آپس مین لڑنے لگین بھائی کو بھائی مارے باپ کو
بیٹا قتل کرے ساحر طلسم کشا پر جھکین سردار صاحبقران صاحبقران کو گھیرین اُسی سحر
سے یہ بات نکل آئے گی کہ طلسم کشا بھاگتے پھرین کسی جنگل مین جاکر چھپین کنیزین سامنے سے
ہٹین شیدا اے غنچہ دہن اُٹھی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑے پر
سوار چالیس جوان اُسی قد وقامت کے اُس جوان کو گھیرے ہوے مرکب کوہ پیکر
کوہ کفل مگر اگلے پانون بڑھا کے رہتا ہی پچھلے پانون گھسٹتے ہوے چلتے ہین چالیس ہزار
قزاق سب کے ہاتھ مین بوق ترکی اُسکو دم دیتے ہوے اٹھارہ سو شتر و قاطر اسپر اماللہ
بارگاہ کا لدا ہوا اِس دھوم سے سواری آتی ہی کنیزون نے عرض کی دیکھیے اماللہ بارگاہ
سلیمانی کا جاتا ہی اب لشکر صاحبقران بھی آئیگا شیدا نے کہا انکو نکل جانے دو یہ سب اپنے
گلے کاٹ لین گے کیا اِنکی جان بچیگی مگر اِسوقت یہی مناسب ہی کہ اِتنے نہ ہو تو پہلوان عادی
اماللہ لیکر دامنۂ کوہ سے نکلا کہ پھر گرد بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آئی آگے آگے ایک
جوان آفتاب جمال خورشید مثال کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم
تیغہ ہفت جوہر کمر مین حمائل مرکب اُڑاتے ہوے سامنے سے نکلے کنیزون نے کہا واری

(بیچاری)

یہ جوان جرأت مین یکتا ہی یہی طلسم کشنا ہی شیدا نے کچھ خیال نکیا رستم گھوڑا اُڑا کر سامنے سے نکل گئے شیدا نے کچھ سحر نہ کیا کہتی ہی اِن سب کو جمع ہو لینے دو کہ پھر گرد اُڑی سامنے آ کر دامنہ گرد شگافتہ ہوا ایک جوان کو دیکھا کہ خورشید آسمان جلالت یکہ تاز میدان رفعت صاحب شوکت و لیاقت لباس مرصع نگار زیب جسم مرکب باد رفتار پر سوار سلاح جنگی جسم پر آراستہ زلفین خلیلی دوش پر صف شکن و صفدر ایک عیار طرار خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اِس شان و شوکت سے شیر مبشہ صاحبقران کو جو دیکھا پسینہ آگیا قلب ٹھرّا گیا بے ساختہ منھ سے آہ نکل گئی بے اختیار پکار اٹھین

نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین
بھلایا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

جو انمردی تری اور زور طاقت جب مین جانونگا
اگر سنبھلا رہے تو پیر گردون لیبری ٹھوکر مین

فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے
نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین

جو اعلیٰ ہین مقام اُنکا ہوا اسفل غیر ممکن ہی
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہمنے مجمر مین

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبیٰ کی
نہین کرتے ہین ابتک فرق بد مین اور بہتر مین

پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوے غافل
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخاب و مشجر مین

پڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے اُستخوانون پر
ہوا جھگڑا ہما مین اور سگان کوے دلبر مین

قد دلدار سے دعوی جو اسکو قد کشی کا ہی
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین

کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینونکو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین

دعا ہر شب ہی اے زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جبتلک دم مین رہے سودا ترا سر مین

سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض ہین
مہ کامل کا عالم ہی ترے روے منور مین

لہو تو پی چکا اے عشق ابتو ہاتھ اٹھا سب مجھسے
نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین

وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین خود مین حیران ہون
کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین

ہوا ہون داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارونکے
مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولونکی چادر مین

خدا چاہے تو رندا ایکے دُر مقصود ہاتھ آئے
توکل کر کے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر مین

ملکہ نے اِسطرح یہ اشعار پڑھے کہ خسرو کی نگاہ اُٹھ گئی خسرو نے دیکھا ایک نازنین نوشرو

خوشخو چشم جادو خال ہندو خنجر آبدار ابرو شاہزادے کی زبان سے نکل گیا فرد مرا کشتی و تدبیرے تکردی + عجب سنگین ولی اللہ اکبر + شاہزادہ مرکب پر تھرایا قریب تھا مرکب سے گرے برق ثانی نے بہ جانبازی شاہزادے کو سنبھالا مگر برق ثانی نے دیکھا کہ رنگ روشاہزادے کا اُڑا ہوا اُدھر شیدا پر بھی پہاڑ پر یہ سختی پڑی کہ ہرچند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی آخر تھرتھرا تھرا کے گر پڑی بیہوش ہوگئی کنیزون نے جو شاہزادی کو اس حال مین دیکھا گھبرا گئین کوئی تلوے سہلاتی ہو کوئی صدقے جاتی ہو کسینے جلدی مین ایک مٹی کا ڈھیلا اُٹھایا اُسکو پانی سے تر کیا نتھنون کے برابر لگا دیا کوئی کہتی ہو بوا مین نے آواز سنی تھی کسی دیو پری کا تخت جاتا تھا سناٹے کی آواز میرے کان مین آئی مین نے سر نہ اُٹھایا ورنہ میرا بھی یہی حال ہوتا آخر یہ صلاح ٹھہری کہ زیر کوہ احتشام ملکہ کا باغ ہو کہ روضۂ رضوان کو اُسپر داغ ہو وہان ملکہ کو لیچلو باغ کی ہوا سے سرد کھائین گی ہوش درست ہو جائینگے آخر سب نے ملکر ملکہ کو گود مین اُٹھایا اُس گل حدیقۂ حسن وجمال کو باغ مین لائین لاکر بارہ دری مین لٹایا چاؤن چاؤن کرنے لگین اِنکی آواز سے ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے سامنے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہی صورت زیبا نظر آئے مگر باغ کے نخل نظر پڑے عندلیبان خوشنوا کو دیکھا درختون پر چہچہا رہی ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھین کہا ارے او کمبختو کیا مین مرگئی تھی جو مجھکو وہان سے اُٹھا لائین وہ شہریار جو پشت مرکب پر سوار لشکر کے آگے آگے تھا وہ شخص کدھر گیا صاحبو تمنے دیکھا کیا حسین وجمیل تھا سطوت وصولت ودبدبہ وتہور وشجاعت مثل چاکر ان کمترین ہمراہ رکاب زلفونکا پیچ وتاب آنکھین مست نیمخواب عارض رشک گل گلاب دل میرا اُنھین زلفون مین پھنسا اب اُس پیچ سے نکلنا دشوار ہو دل تڑپ رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو جی چاہتا ہو اُسی لشکر کے ساتھ جاؤن اپنے کو پروانۂ شمع جمال بناؤن کنیزین گھبرا گئین ملکہ نے ہاتھ بڑھا کہ الماری پر جو ہاتھ ڈالا دیوان جلال ہاتھ مین آگیا ان اشعار کو بعد بیقراری پڑھنے لگین

نظم

عدو کو رنج نہ تمسے نہ آسمان سے ملا
تمھین کہو یہ مقدر اُسے کہان سے ملا

وہ پاس غیر کے ہین کہ رہے ہین دور سے ہم
نہ دل ملے تو ذرا آنکھ ہی وہان سے ملا

دیا پتہ تو دل گم شدہ نے کچھ اُسکا
ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا

ہمیشہ دلسے رہین سرد مہربان اُسکی
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی گو ہو یکجائی
پکارتا ہون مین تنگ آکے نالۂ دلکو
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے
جو آملے کوئی جسے تو جذب سے پوچھین
اِدھر نفاق ہوا اصل مین اور مجھ مین جلال

جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
لہو نہ دلکا مگر چشم خونفشان سے ملا
سہراب اُٹھا کہ بہت جھک کے آسمان سے ملا
کبھی تو موے کمر جسم ناتوان سے ملا
بتا یہ چھلے کہ تجھکو اثر کہان سے ملا
اُدھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

کنیزون نے حیران ہوکے عرض کی واری کنیزین اِس پہیلی کو نہ سمجھین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو کیا تمسے بیان کرون حضرت عشق نے قدم رنجہ کیا دل پر ہجوم رنج و الم ہی غم زیادہ عیش کم ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پر ملون دشت نجد مین قبر مجنون پر جاؤن اُنسے پوچھون کہ عشق لیلی مین کیونکر بسر کی وہ سرکردۂ عاشقان عالم ہین یقین ہی کچھ تدبیر بتائین محروم نہ رکھین فرہاد نے جان شیرین اپنی شیرین پر نثار کی یا تو فرہاد نام تھا یا کوہ کن لقب ہوا کیا نفع حاصل ہوا لطف دنیا کھویا آخر کیا ہاتھ آیا یہ کہکر ملکہ رونے لگین اور کہا صاحبو مین اِس غم و الم سے اب نہ چھوٹونگی کنیزون نے عرض کی واری اگر حکم ہو تو ہم ابھی شیر بیشۂ صاحبقران کو ڈھونڈھکر لائین معشوق کو عاشق سے ملائین ملکہ نے کہا مین نے یہ دیکھا تھا کہ وہ شہریار بھی متغیر ہوا گھوڑے سے دشمن گرا چاہتے تھے مگر عیار نے سنبھال لیا شاہزادے کو روکا یقین ہی کہ شاہزادہ بھی بیقرار ہو ضرور اِس کنیز کو یاد کرتا ہوا گر تم مین سے کوئی جاسکے تو دو کوس بڑھکر اُترے ہونگے ایک کنیز شوخ و شنگ خیر خواہ ملکہ کی باتین سنکر بیقرار ہو گئی عرض کی واری مین ابھی جاتی ہون شاہزادے کو آپ کا پیغام پہونچاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یہ بھی مشکل کی بات ہی کہ مین پیغام بھیجون اُنکو اور زیادہ غرور ہوگا نہین معلوم کیا فرمائین کنیز نے عرض کی واری لونڈی قاعدے سے جائیگی پیغام اشتیاق نہ پہونچائیگی ایسے سلیقے سے جاؤن کہ اُنکو بھی معلوم ہو کہ کسی بے پروا کا پیام آیا ملکۂ عالم کو گلرنگ کی باتون سے تسکین ہوئی اُٹھ بیٹھین موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر گلرنگ کے گلے مین پہنا دیا گلرنگ نے کہا واری اِسکی کیا ضرورت ہی آپ کے تصدق مین چین کرتے

ہین ہم چاہتے ہین کہ حضور کے مقدمے مین جان لڑادین حضور کو بیقرار دیکھین اور کوشش نہ کرین ملکہ تو اُٹھکر بیٹھین اور کنیزون نے باتون مین لگایا ملکہ کبھی بیقرار ہوکر ٹھنڈھی سانس بھرتی ہین اور فرماتی ہین دیکھو صاحبو یہ اشعار میرے حسب حال ہین **نظم**

جگر مین رہگئی ای صدمۂ جدائی چوٹ — اُبھارتے رہے نالے اُبھر نہ آئی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی پھوڑکر نہ کھائی چوٹ — یہ بار ہا مری تقدیر مجھپر آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی — تو اُس سے دست بسر ہونے پہلے آئی چوٹ
وہ سخت جان اُسیکے اُچٹ اُچٹ کے لگی — فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا — دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
دیئے نہ ہی نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج — اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا — بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم — ہماری چوٹ پہ آئینے نے جو کھائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکے برنگ شیشۂ مے — دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح — یہ نے ستون کی طرف کو بہار لائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ الفت کی سختیان ای خضر — قدم قدم پہ ہی ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دلکو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا — کہان پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکست توبہ کی ہو اِسقدر نہ تکرار — کہ زہد بھی تو کہے چوٹ پر لگائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہی — کریگی ای سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے — یہان دکھاتی ہی تاثیر مومیائی چوٹ
جلال بیٹھ گئے سر پکڑکے زیر فلک — سر خمیدہ اُٹھاتے ہی وہ اُٹھائی چوٹ

کنیزین سمجھاتی ہین واری نہ گھبرایئے گلرنگ بڑی کارگزار ہی یقین ہی تابہ شاہزادہ پہونچے ملکہ کہتی ہین صاحبو آخر گلرنگ جاکر کیا کہیگی کنیزین کہتی ہین واری وہ ایسے طرز سے کہیگی کہ آپ کی محبت نہ کھلنے پاے لیکن اب حال حسرت مآل خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی جونگاہ جمال جہان آرا پر پڑی اُسی مقام سے بیقرار ہوے کلیجہ تھام لیا آنکھون

آنسو بھرے ہوے زبان سے کچھ فرماتے نہین برق ثانی نے جو شاہزادے کو متغیر پایا دل بہلانے کی باتین کرنے لگا مگر شاہزادہ ایسا غمگین ہی کہ برق ثانی کی بات کا جواب نہین دیتا برق ثانی نے چاہا شاہزادے کو شکار پر توجہ دون مگر شاہزادہ نہ متوجہ ہوا پانچ کوس پر جاکر لشکر اُترا صاحبقران نو ساتھ رُستم کے بارگاہ سلیمانی مین آئے مگر خسرو شیر دل بہت غمگین و ملول رنج والم کو طول دمبدم یاد زلف معنبر مین پریشانی حصول اپنی بارگاہ مین آکر اُترے لیکن برق ثانی سمجھ گیا کہ ہمارے آقا اُس نازنین پر مائل ہوے جو برسر کوہ تھی ابھی اِس کوچے سے ناواقف ہین کیونکر زیادہ پریشانی نہ ہو جب شاہزادہ بارگاہ مین آکر بیٹھا برق ثانی آکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس یہ غلام تو آپ کا بچپن سے خیر خواہ ہی امیدوار ہون کہ حال دل مفصل فرمائیے کہ غلام اُسکی تدبیر کرے مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون آپ کے غمگین ہونے سے بہت گھبراتا ہون شاہزادے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جب مین قریب کوہ احتشام پہونچا اُس پہاڑ کی تعریف سُنی تھی جو بڑے بھائی کے ساتھ شاہزادیان ہین اُنھون نے اِس پہاڑ کی بڑی تعریف کی تھی مین اُسی طرف دیکھ رہا تھا ایک قتّال عالم کو دیکھا بھائی صاحب کے دربار مین کیسی کیسی شاہزادیان جمع ہین ہر ایک شعلہ جوالہ نوجوان حسین مگر ایسی صورت زیبا کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ رشک ماہ تابان فخر مہر درخشان ہی اے برادر بجان برابر تجسے زیادہ رفیق و شفیق کون ہی بچپن سے ہمارا تمھارا ساتھ رہا مگر ایسا معرکہ کبھی نہین ہوا جب مین نے سر اُٹھا کر دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا جہان پر تمنے رکاب تھامی مجھے خوف تھا کہ گھوڑے سے نہ گرون تمنے اُسوقت بھی دستگیری کی کہ سنبھال لیا جب نگاہ چار ہوئی اُدھر وہ تھرّائین اِدھر مجھے لشکر غم والم نے گھیرا یہ بھی مین نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا کر گرین خواصون نے اُنھین گھیر لیا اُٹھا کر لیگئین اے برق ثانی حال اُنکا بھی ابتر تھا اگر پتہ لگاؤ تو بڑا احسان ہو یہ سُنکر مہتر برق ثانی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش مین معشوق آقا کی چلا مگر عرض کی کہ اے شہریار کل صاحبقران صحراے نرگس مین جاکر ٹھہرینگے لیکن آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے امید ہے

کچھ حیلہ کرکے پیچھے شاید مجھکو دیر ہو خسرو نے کہا مین قبلہ وکعبہ سے عرض کرلونگا جبتک تم نہ آؤ گے
یہان سے لشکر نہ بڑھاؤنگا نہ مین یہانسے جاؤنگا آقا سے بخوبی باتین کین سمجھایا کہ آپ خاصہ
وغیرہ نوش کرین آپ اپنے کو پراگندہ نہ فرمائین مین خبر لیکر آؤنگا یہ کہکر برق ثانی خیمے سے
نکلا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی جب صحرا مین پہونچا دیکھا ایک عورت لباس مردانہ پہنے ہوے
اسیطرف آتی ہی برق ثانی نے صورت اپنی فقیر کی بنائی ایک گوشے مین ٹھہرا جب وہ عورت
قریب آئی برق ثانی نے پکارکر آوازدی سیان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم کچھ بات کرینگے
اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا ایک فقیر وضع مجھے پکار رہا ہی کہا شاہ صاحب مین ٹھہر نہین سکتا
اُسوقت اپنے مالک کے کام کو جاتا ہون برق ثانی نے کہا بابا اُس کام سے فقیر کو بھی آگاہ
کرکہ فقیر دعا کرے اُس نازنین نے کہا آج ہمارے مالک پر ایک اُفتاد پڑی ہی کہ فرزند
صاحبقران کو دیکھکر ہماری ملکہ عاشق ہوئی ہین مین اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون کہ دیکھون
وہ کس حال مین ہین برق ثانی نے باتون مین مطلب دریافت کرکے اُس کنیز کو بیہوش
کیا بیہوش کرکے صورت اپنی اُس نازنین کی سی بنائی لباس وزیور اُسکا اُتار کر آپ پہنا
اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا نشان باغ کا دریافت کرلیا تھا طرف باغ کے چلا جب در
باغ پر پہونچا چند کنیزین کہ انتظار مین کھڑی تھین اُنھون نے پکارکر پوچھا کیون گلرنگ بہت
جلد واپس آئین کچھ دریافت کیا برق ثانی نے کہا میرا جلد آنا بے وجہ نہین ہی کچھ تو دریافت
کیا جو پلٹ آئی کہو ملکہ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا کنیزون نے بہلا کر صحن باغ مین بٹھایا
ہی لشکرین ڈومنی گا رہی ہی اسوقت گانا سُن رہی ہین برق ثانی کنیزون سے باتین کرتا
ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ پُربہار ہر طرف جھاڑ کنول کی روشنی ہے مثل برق چمک رہے
ہین شاخون کی رعنائی ہر پھول کی زیبائی جوانان چمن کا نکھار ہر چمن پر بہار برق ثانی دیکھتا
بھالتا قریب چبوترے کے پہونچا ملکہ نے گلرنگ کو پکارکر آوازدی کیون گلرنگ کہو
خبر تو ہی اس نے دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلین تو مین عرض کرون شیدائے
غنچہ دہن حیران پریشان گوشے مین آئی پوچھا کیون گلرنگ تا بہ شہریار پہونچین یا
نہین ملاقات ہوئی ہمارا تو یہ حال ہی نظم

خیال و خواب ہے لیل و نہار جاتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن مین زخم نہین بد صبان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین جبین
تمھاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہو ای ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا
تمھاری شوخیان ای شہسوار جانتے ہین

رضا قضا پہ ہی رعا قدر پہ ہی تسلیم
ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

برق تاتی نے اپنے آقا سے زیادہ شیدا کو بیقرار پایا سوچا کہ اگر کچھ خلاف باتین کرونگا تو یہ بیقرار ہو جائیگی دست بستہ عرض کی اس غلام کو آپ نے نہین پہچانا مین آپ کا تابعدار ہون غلام کو پہچانیے یہ کہکے برق تاتی نے رنگ و روغن چہرے سے پوچھا کہا کہ شہزادے نے ارشاد کیا ہی کہ ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی

نظم

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
زندگی بھر یہ رہی وصل کی حسرت مجھکو

یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون مین
روے جانان کے تصور مین ہی حیرت مجھکو

حسن کے رعب سے اوسان اڑے جاتے ہین
ہی عجب طور کے شعلے سے ہو وحشت مجھکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوے جانان سے نظر آتی ہی رحلت مجھکو

دل پھنسا زلف مین یاد رخ پرنور کہان
لیگئی زنگ حلب سے مری قسمت مجھکو

سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
دخل اغیار سے آتی ہی ندامت مجھکو

شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجاے دم
ہوش اڑجاتے ہین غالب ہی یہ دہشت مجھکو

چھوڑکر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون
کھینچ لائی ہی یہان بھی تری الفت مجھکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہی خیال
دیکھکر جوے روان آتی ہی رقت مجھکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہی شکل
اسلیے غنچہ و گل سے ہے محبت مجھکو

قطع امید ہوئی یار سے ای رعنا
عمر گذری ہی کہ ہی صدمۂ فرقت مجھکو

برق تاتی نے یہ اشعار طرف سے شاہزادے کے پڑھے اور کہا کہ مین نے اپنے زیادہ آپ کو اور آپ سے زیادہ انکو بیتاب و بیقرار پایا جب آقاے نامدار کو

اِس غلام نے انتہا سے زیادہ بیتاب دیکھا سوچا کہ فکر وصل کرون آپ نے جس کنیز کو بھیجا تھا مین نے اُسکو راہ مین گرفتار کیا یہ سمجھ لیا تھا کہ اِس سے کوئی مطلب نہ نکلیگا اِس کنیز کی تا بہ آغاز ساتی اُمنوگی اب مین حاضر خدمت ہون یا تو آپ تشریف لیچلیے یا اگر فرمایئے تو مین آقا نے نامدار کو لاؤن ملکہ شیدا نے سر جھکا کر کہا اے برق ثانی تم تو عیار ہو جو مناسب جانو وہ کرو مگر مناسب یہ ہے کہ میرے جانے مین ہزار طرح کی خرابی ہے لہذا وہی تشریف لائین میرے خانۂ حزن و ملال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائین یہان کوئی در اندازنہین ہے تم خود چلکر محفل مین دیکھ لو کہ سوائے کنیزون کے کوئی در انداز نہین ہے برق ثانی نے کہا وہ شہسوار معرکۂ جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہین کسی سے خوف نہین کرتے ضرور تشریف لائینگے دل و جان سے آپ کے مشتاق ہین ملکہ سے بخوبی باتین کر کے برق ثانی باغ سے نکلا یہان ملکہ نے کنیزون سے سب کیفیت بیان کی کہا دروازہ بند رکھو غیر نہ آنے پاوے اگر کوئی آئے تو باہر ہی رو کو کنیزین انتظام مین مصروف ہوئین کچھ دروازے پر باغ کے آئین کچھ گوشۂ باغ مین انتظام کر رہی ہین درخت بادلے سے منڈھے گئے روشنی کا سامان ہوا طائران خوش آواز کے قفس درختون مین لٹکائے جھاڑ دوشاخے تیل پانی کے گلاس جابجا آراستہ کیے گئے روشنی کی تیاری آیئنے قدآدم لگائے گئے جس مقام پر آئینے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ سحر حلب ہے یہی تو ملکہ کا مطلب ہے کہ ایسی رعنائی و زیبائی ہو کہ اُس شہریار کو پسند آئے خود پھر رہی ہین اور فرماتی ہین یہان کرسیان بچھاؤ یہان دنگل نصب کرو لیکن برق ثانی نے صحرا مین آکر اول گلرنگ کو ہوشیار کیا لباس اُسکا اُسکو پہنایا کہا اب طرف باغ کے جاؤ گلرنگ طرف باغ کے گئی برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ پہونچا سُنا کہ شاہزادہ گا رہا ہے اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین

نظم

اگر قاصد تو ہمپر مہربان ہے	خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہے
دہن مین کب یہ دود پیچان ہے	دل پرسوز عاشق کا دھوان ہے

کھلا جو ڈرایہ بحر حسن تیرا — مگر کشتی کا اپنی بادبان ہی
عدم مسکن ہی اپنا ہم صفیرو — مکان پوچھو تو اوج لامکان ہی
ہینسے اس وجہ حال زار پر غیر — مرا چہرہ برنگ زعفران ہی
چلو ای بلبلو صحن چمن سے — بہار آخر ہوئی دور خزان ہی
نہ لکھا نام کا نامے پر اپنے — یہی قاصد نشان بے نشان ہی
دل رعنا نہین پہلو مین دیکھو — کدھر ہی کسطرف ہی اور کہان ہی

برق ثانی تڑپتا ہوا خیمے مین آیا آتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے نامدار آپ سے زیادہ معشوق بیقرار ہی تشریف لیچلیے شاہزادے نے برق ثانی کو گلے لگا لیا فرمایا ای برادر تو نے جان بچالی وہ مژدہ سُنایا کہ روح کو توانائی حاصل ہوئی لیکن تم بھی ساتھ چلو گے برق ثانی نے عرض کی مین تو حضور کا ہمزاد ہون جہان حضور جائینگے غلام ضرور ساتھ چلیگا شاہزادہ اُسیوقت سوار ہوا لباس رزم اُتار لباس بزم زیب جسم کیا تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی مرکب پر سوار ہوے ساتھ برق ثانی کے چلے راہ کو طی کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے در باغ پر چند کنیزین منتظر کھڑی تھین دوڑ کر ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہی عیار ساتھ ہی ایک شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت پشت مرکب پر سوار تشریف لاتے ہین ملکہ گھبرا کر اپنے مقام پر سے اُٹھین کہ براے استقبال چلون جی جو سنسنایا پیشانی پر پسینہ آیا نہ اُٹھ سکین بیٹھ گئین شاہزادہ خسرو شیر دل قریب در باغ تشریف لائے پشت مرکب سے اُترے مرکب کو ایک درخت سے اُلجھا دیا آپ جو اندر تشریف لائے باغ مین وہ سامان دیکھا کہ نخل پر بہار عروسان چمن کا نکھار جھاڑ جا بجا روشن مثل وادی ایمن ہر مقام منور و روشن معلوم ہوتا ہی شاہزادہ بہار باغ دیکھتا ہوا روش پر سے طی کرتا ہوا چلا آتا ہی بلبلین یا تو آشیانون مین بھر ڈالے ہوے بیٹھی تھین یا بہار باغ دیکھکر آشیانون سے سر نکالے یہ اشعار عاشقانہ سب چہک چہک کر پڑھنے لگین

نظم

حکم رانی پہ ہوا میل سلیمان بہار
عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یا رہن ہی روے خندان بہار
تیر بارن بلا ہی مجھکو باران بہار

بے بقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پہ یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نی سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجھکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی شرط
باغ بے سنبل ہی بے شیرازہ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی
کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھو نمین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

آبجو ئین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بد دن سی بھی کرم کے ساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہی ریزۂ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے
نقش بندان خزان و نقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین
جاتی ہی تیرے نکل جانے سے ہی جان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی صحن چمن
سرو شمع سبز ہی سنبل شبستان بہار

پھر سیر باغ جاتا ہی جو نوای شمع رو
صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار

نخل ماتم کیطرح ہون بوستان دہر مین
نی سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

شاہزادہ یہ اشعار سنتا ہوا سیر باغ ملاحظہ فرماتا ہوا قریب ملکہ شیدا پہونچا شیدا بہ مشکل اپنے مقام سے اٹھی ضعف نزاکت سے مثل شمع سحری لہرائی یقین تھا کہ گر پڑے خسرو نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا گویا دولت کونین ہاتھ آگئی ملکہ نے لاکر مسند پر بٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین گل چینی گلشن جمال کی کر رہی ہین ایک گائن کو اشارہ کیا چند کنیزون کو حکم ہوا کہ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین دوڑ کر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین گائن نے بیٹھ کر بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

گرد کلفت جم رہی ہی ہر زمان بالائے سر
کیا زمین پیدا کریگا آسمان بالائے سر

کیا عجب ہی داغ سودا کا مکان بالائے سر
برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالائے سر
کھینچتا ہی تیغ جب وہ دلستان بالائے سر
یار اٹھ جاؤن کرم سے تیرے ای باد مراد
پھر بہار ای بے نیاز آوے پھرین پھر کو بکو
رکھتے ہین ای بت ترے سر پر بٹھانے کے لیے
کون تجھسا بادشاہ حسن ہی ای مہر وش
کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون
نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین
قتل جب چاہے کرے آتش وہ طفل جنگ جو

میزبان رکھتا ہی پائے میہمان بالائے سر
دم چڑھے ہو صدمۂ سنگ گران بالائے سر
سارے تن سے کھنچ کے آ رہتی ہی جان بالای سر
زیر پا کب سے ہی کشتی بادبان بالائے سر
ٹوکرے پھولون کے رکھکر باغبان بالائے سر
گنبد و دستار سے زاہد مکان بالائے سر
تاج زرین مہ ہی کلغی کہکشان بالائے سر
یان دہن مین ہی زبان وان ہی زبان بالای سر
کیون اٹھایا چاہتا ہی آسمان بالائے سر
نہ گلے مین ہی زرہ نہ خود یان بالائے سر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ نے کنیز سے جام لیکر سامنے شاہزادے کے پیش کیا شاہزادے نے جام پر ہاتھ رکھا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون صاحب کیا کسی نے عہد لیلیا ہی کہ کسی کے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا خسرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین اس راز و نیاز سے بالکل آگاہ نہین مگر مذہب مین ہمارے تمھارے فرق ہی ہم جسکو قتل کرنے چلے ہین تم اُسکو خدا جانتی ہو ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی انصاف سے کہو تو یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہفت پیکر مثل تمھارے جادوگر ہی خوف سے بھائی صاحب کے بیقرار و مضطر ہی طلسم ظاہر سے بھاگا طلسم باطن مین آیا بھائی صاحب نے لوح طلسم حاصل کی مرحلہ جات طے کر کر قریب قصر عشرت آپہونچے یہ خداوند ہین کہ جو اپنے بندون کے ہاتھ سے دردمند ہین اب قریب قصر عشرت بھائی صاحب پہونچ چکے شید انے سر جھکا کر جواب دیا کہ مین کیونکر کلمہ پڑھون آپ سحر کو معیوب جانتے ہین اور میرے باپ سے مقابلہ پڑا ہی وقت پر آپ کی مدد کرونگی صحرائے نرگس مین ہزار جھگڑے ہین برق ثانی نے کہا آپ اطاعت اسلام قبول کرین یہ بڑی بڑی جادوگرنیان اسی اعتقاد سے شریک اسلام ہوئی ہین شیدا نے سر جھکا کر

جواب دیا کہ مین نے بہ دل وجان اطاعت دین اسلام قبول کی ہفت پیکر پرلعنت ہو یہ تو میرا ہمیشہ سے اعتقاد تھا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہو باواجان بھی یہی کہا کرتے ہین جھنون نے اعتقاد خدائی کیا وہ دیوانے ہین شاہزادے نے جام شراب پیا دوسرا جام بھر کر اپنے ہاتھ سے شیدا کو دیا شیدا دل وجان سے شاہزادے پر عاشق و شیدا ہو طریقۂ کلام سے محبت پیدا ہو مگر قضاے کار مخلوق جادو جو صحبت مین ساحرون کی بیٹھا ہو اور ژنگ جادو وزیر اعظم نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا صحراے نرگس کے قریب آگیا اب جو کچھ انتظام کرنا ہو وہ کیجیے کل وہ لوگ سرحد صحراے نرگس مین داخل ہوجائین گے پھر مشکل پڑیگی طلسم کشا صاحب لوح و مالک تحفہ جات ہو تصویرکش دوسرا وزیر بول اُٹھا اے شہنشاہ ساحران آپ کی صاحبزادی ملکہ شیداے غنچہ دہن نے کامل وعدہ کیا تھا کہ لشکر مسلمانان تباہ کردونگی حقیقت مین اُنکا سحر ایسا ہی ہو جو نہ کرین وہ تھوڑا ہو اُنکے سحر کا دفعیہ سب جادوگرونکو ناممکن ہوگا ملکہ سلماے گوہرپوش کہ شاہزادی جبل اعلیٰ کی ہو طلسم کشا کے ساتھ آئی ہو ملکہ سنبل ہفت گیسو و ملکہ شفق خونخوار کیسی زبردست جادوگرنیان ہین انکے سحر کا روکنا اپنا سحر غالب کرنا ملکہ ہی کا کام ہو مخلوق نے کہا اُسکا سحر ایسا ہو کہ کسی پر ثابت نہ ہوا ور انتظام ہوجاے کوئی ساحر کیا دریافت کریگا کتاب تصنیف کردۂ خداوند لاؤ اُسمین دیکھون کہ شیدا کیا کر رہی ہو یہ کہکے الماری کھولی بڑی جلد کی کتاب نکالی اُسکو بوسہ دیکر کھولا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بہ مقدمۂ شیداے غنچہ دہن آپ نے کیا لکھا ہو یہ کہکے ورق اُلٹا مخلوق رونے لگا سب نے پوچھا اے شہنشاہ کیا دیکھا کہ آپ رونے لگے مخلوق نے کہا اِس ورق مین قدرت نے حال طلسم ہفت پیکر لکھا ہو تحریر فرماتے ہین کہ اِس سنہ مین طلسم فتح ہوگا ہم بھاگ کر طلسم خیال سکندری مین جائینگے مسلمان وہان بھی پیچھا نہ چھوڑینگے لکھتے ہین کیا غضب کی بات ہو کہ طلسم خیال سکندری والے قدرت کی مدد کرین ہم چپکے چپکے

تقدیر کرکے اُنکو بھی مٹائینگے طلسم خیال سکندری کہ سات سو ملک اُسکے متعلق
ہین باج وخراج بہ اطمینان آتا ہو سب پر مسلمانون کا قبضہ ہوگا مسلمان بڑے رنج و
ملال اُٹھائینگے اُس طلسم کے خود صاحبقران فتاح ہین منازل عجائب وغرائب کے
سیاح ہین حمزہ صاحب اسم اعظم محترم ومحتشم اُنکو کون روکیگا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا
جہان جاہین گے لڑینگے ساحرون سے معرکے پڑینگے لیکن لوح طلسم ایسے مقام پر
ہو کہ جہان ہوا نہین پہونچ سکتی وہان انسان کا جانا نہایت دشوار ہو اِس حال کو
دیکھکر مین رویا دزبہ انے غرض کی حضور اِس حال کو نہ پڑھین یہ مقام قدرت نے
غصے مین لکھا ہو کون طلسم کو فتح کرسکتا ہو جادوگرنیان اُنکے ساتھ والی ابرون کو
آراستہ کرکے آگے بڑھین گی ایسا ساحر زبردست ہو کہ اول اُنکو روکے اُسکے بعد
طلسم کشا پر قبضہ کرلے تب انتظام معقول ہو اور مسلمانون پر دباؤ پڑے کہ اُنکو
بھی ثابت ہو کہ کوئی ساحر آیا ہو مخلوق نے دوسرا ورق اُلٹا اب مقدمہ شیداین
دیکھا تو اوپر ہاتھ مارکر کہا لو بڑا غضب ہوا خسرو شاہزادہ پہلو مین شیدا کے
بیٹھا ہو جام ارغوانی گردش مین ہو طلسم کشا طلسم کے مٹانے کی کوشش مین اور بھائی
اُسکے ملکہ کو تسخیر کررہے ہین اُسنے اطاعت اسلام بھی کرلی یہ کہکر کہا یارو تم مین بھی کوئی
ایسا ہو کہ خسرو کا سر لائے اور بی شیدا کو کھینچتا ہوا جتنک پہونچائے مین اُسکو سزا
دون غافل کو سمجھاؤن سامنے قدرت کے لیجاؤن عرض کرون کہ قدرت کی دشمن
یہ حاضر ہو جو چاہیے سزا دیجیے اب اِسکو سنگ سیاہ کیجیے کہ عمر بھر یاد کرے کہ مین نے
کیا حرکت کی قدرت سے پھری تو یہ انجام ہوا کسی جنگل مین پڑی رہیگی ایک ساحر
مردنگ جادو وارژنگ کا بھائی یہ کہکر اُٹھا کہ ابھی غلام جاکر دونون کو لاتا ہو
مخلوق نے کہا ای مردنگ سمجھ کے کلام کرو شیدا کو قدرت نے تعلیم کیا ہو کیا
کیا نہین سکھایا بلکہ مجھکو پیغام دیا تھا کہ اگر شیدا کو ہماری خدمت مین چھوڑدو
تو اُسکا مرتبہ بڑھائین کل طلسم کا حاکم بنائین سب خراج اُسکے پاس بھیجا کرین
یہ خراج ہمارے پاس لائے مین نے منظور نہ کیا تنہائی مین آکر اُس بدنصیب سے

پوچھا اُس برگشتہ بخت نے جواب دیا کہ حضوری **قدرت** کی نہ اختیار کرونگی ایسا نہ ہو کہ **قدرت** مجھپر دست انداز ہوں کنیز کو اپنے حسن پر ناز ہو شاید **قدرت** سے فساد پیدا ہو جھلا آکر کچھ تقدیر کر بیٹھیں کئی دن مین نے کمبخت کو سمجھایا اب پسر حمزہ کو لیکر بیٹھی ہی **مردنگ جادو** نے کہا مین یہان سے جاتے ہی شاہزادے کو اُٹھا لونگا شیدا کی زبان بند کرونگا **مخلوق** نے کہا جاؤ جلد اپنے کو تم پہونچاؤ ایسا نہ ہو کوئی اُسکو یہان کی خبر پہونچا دے کہ وہ شاہزادے کو چھپا دے تو کہان تلاش کروگے بہت حیران رہوگے **مخلوق جادو** کو **مردنگ** سلام کرکے بہ قہر و غضب تمام طرف باغ شیدا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ مسند پر بیٹھے ہین اور **برق ثانی** با بان چھیڑ کر غزل عاشقانہ گا رہا ہی **نظم**

وہ رنگ سرخ ہی کیف شراب سے ہوتا ۔۔ ظہور لعل کا ہی آفتاب سے ہوتا
غرور حسن نے نازان کیا اُنھین ورنہ ۔۔ نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ ۔۔ کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آنکھوں ہی ۔۔ ستم بہت ہی تمھارے حجاب سے ہوتا
ترے پسینے کا دھوکا ہی دیدیا کرتے ۔۔ عرق عرق ہون مین بوے گلاب سے ہوتا
یہ کیسے نالے ہین سوداے چشم مین اپنے ۔۔ کوئی جو فتنہ ہویدا ار خواب سے ہوتا
نظارہ بازے بحر جہان ہی شغل اپنا ۔۔ وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہی حباب سے ہوتا
تمھارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اُڑتی ۔۔ ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا
چکور ہوتے ہین رخسار یار کے صدقے ۔۔ کمال ماہ ہی حُسن شباب سے ہوتا
کھلا جو روے مخطط سے یار کے ہمکو ۔۔ یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہی کہ کرے آفتاب حشر طلوع ۔۔ کمال تنگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار منڈاتا ہی خط نورس کو ۔۔ چمن کا سبزہ ہی خارج حساب سے ہوتا
کمی محال ہی تیرے کرم مین ای محبوب ۔۔ کنارہ کش نہین دریا حساب سے ہوتا
چھپاؤن بہانے سے مین خاک داغ سودا کو ۔۔ دُرشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا

بیمار

عبار بنکے لپٹتا ہین دامن زین سے — جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا
پھندایا یار کے گھر ہین یہ کام کیا کم تھا — جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا
شرابخواری رندان سمجھ نہ سہل آتش — شناوروں کا گذارا ہی آب سے ہوتا

اس رنگ ہین برق ثانی گا رہا ہی کہ ملکہ و شاہزادہ تعریفین کر رہے ہین ملکہ شیدا کی وزیرزادی شبنم مروارید پوش گانے پر برق ثانی کے دل وجان سے عاشق ہوئی ہی ملکہ تال دے رہی ہی حسین علم موسیقی سے ماہر حال گانے والونکا اُسپر ظاہر قضاے کار یکایک غل ہوا شیدا کے کان ہین زنجیرون کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی وزیرزادی سے پلٹ کر کہا ارے زنجیر کے غل کی کہان سے آواز آئی وزیرزادی نے کہا واری زنجیر کی آواز تو میرے بھی کان ہین آئی گویا دیوانے زنجیر ہلا رہے ہین یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے ہین برق ثانی کے پڑا طرف آسمان کے لیچلا وزیرزادی شبنم نے جو دیکھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے ہین برق ثانی کے پڑا اور طرف آسمان کے لیے جاتا ہی تڑپ کے اُٹھی کارد کھینچ ماری کارد حلقے پر پڑی حلقۂ زنجیر تو نہ کٹا دوسرا حلقہ زنجیر سے پیدا ہوا وہ گلے ہین شبنم کے پڑا شبنم بھی بلند ہونے لگی جب تو شیدا اجلا کر اُٹھین پکار کر آواز دی اری غنچہ دہن آواز تو دے یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری محفل ہین بے ادبی کرتا ہی یکایک ایک غنچۂ گل چٹکا آواز آئی حضور ملاحظہ فرمائین آسمان پر سے مردنگ جادو سحر کر رہا ہی ملکہ نے سر اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک لکۂ ابر لہرا رہا ہی اُسی ابر سے زنجیر پیدا ہوئی بس ملکہ نے آواز دی ای زمین گیر اِسکو اپنے پاس بلا مردنگ یا تو سحر کر رہا تھا یا دھم سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھکر آواز دی کیون مردنگ ہمارے سامنے یہ بے ادبی ذرا ہمسے آنکھ ملاؤ اپنے ہوش ہین آؤ مردنگ نے شیدا سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی بدحواس ہو گیا چہرہ سرخ ہوا پکار اُٹھا ای ماہ آسمان جاہ وجلال و ای خورشید فلک کمال ہین تو غلام ہون جو فرمائیے بجالاؤن میری تو یہ کیفیت ہی دل کی عجب صورت ہی نظم

پھر نظارۂ گل رخسار جانان چاہیے
بلبل گلزار کو صحن گلستان چاہیے

وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے
خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے

ہر گھڑی یاد رُخ پر نور جانان چاہیے
کعبۂ دل مین چراغ مہر تابان چاہیے

خانۂ دل مین چراغ داغ ہجران چاہیے
نور اپنے غمکدے مین غم کا سامان چاہیے

پھر مرغ روح دام زلف پیچان چاہیے
عاشق گیسو کی خاطر سنبلستان چاہیے

عاشق رُخ کو خیال کوے جانان چاہیے
یوسف مصری کی صورت یاد کنعان چاہیے

ہنستے کیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو
مرہم زنگار بہر زخم خندان چاہیے

حلقۂ ماتم بنا ہون مین وفور ضعف سے
اِس انگوٹھی کا نگین اب اے سلیمان چاہیے

وصف کرتا ہون رقم تیرے حنائی ہاتھ کے
جاے خامہ ہاتھ مین اب شاخ مرجان چاہیے

آج کل سودا ہو اک غنچہ دہن کی زلف کا
چاک مثل جیب گل اپنا گریبان چاہیے

اے معلم ہمصفیر بلبل شیراز ہون
سیر کرنے کو فقط مجھکو گلستان چاہیے

ایک بوسہ دو عرق آلودہ ابرو کا ہمین
حلق تر کرنے کو آب تیغ بُرّان چاہیے

ہین ازل سے کشتۂ سلک دو دندان یار
غسل میت کو ہمارے آب نیسان چاہیے

باغبان اب ہمکو گلگشت چمن سے کام کیا
ہم ہین دیوانے ہمین سیر بیابان چاہیے

نوک مژگان صنم کا دل کو سودا ہی کمال
نشتر فصاد اب بہر رگ جان چاہیے

ہر غزل اپنی مسلسل ہو یہ کچھ مشکل نہین
مدح سلک گوہر شہوار دندان چاہیے

گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہون مین
اے جنون پاے نظر مین خار مژگان چاہیے

وہ حسین ہو تو کہ پریان ہون ترے زیر نگین
تخت کے بدلے تجھے تخت سلیمان چاہیے

نور وارفتہ ہون اک یوسف سے سیم اندام پر
گنج قارون مجھکو جاے گنج زندان چاہیے

بلبلاتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا دست بستہ سامنے شیدا کے آیا شیدا نے پوچھا مثل مشہور ہی مصرعہ اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی + آخر تو یہانتک کیونکر آیا تو تو رونق محفل ہی مردنگ نے جواب دیا آپ کے والد نامدار نے مجھکو بھیجا ہی مین آپ کو گرفتار کرنے آیا تھا لیکن دام گیسو مین خود اسیر ہوا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس

کھینچی خسرو شیر دل سے کہا اے شہریار آپ مطلب کو سمجھے خسرو نے کہا میرے ذہن مین آگیا
تمھارے والد کو خبر کر دی گئی ملکہ نے کہا حضور وہ خود ہمہ دان و ہمہ گیر ہے اُسکے پاس
کتاب تصنیف کردۂ ہفت پیکر موجود ہے گھر بیٹھے سب حال دیکھ سکتا ہے اُسنے خود کتاب
مین دیکھا ہوگا کیون اے مردنگ باواجان کو کیونکر حال معلوم ہوا کہا حضور کتاب
قدرت کھولی اُسی سے دریافت ہوا ملکہ نے کہا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا تو
دھمکون سے کیا ڈر ہمنے چاہا تھا کہ مخفی کام کرین لیکن اظہار ہوگیا اب جیسا کچھ ہوگا
دیکھا جائیگا اے مردنگ تو جا اور مخلوق کا سر کاٹ لا دیر نہ کرنا نہ کسی سے ڈرنا نہ
خائف ہونا مخلوق کا سر لیکر آنا اگر خالی پلٹے گا تو بہت پچھتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا
یہ سُنکر مردنگ جادو تلوار کھینچ کے طرف مخلوق کے چلا ملکہ شبدیز نے برق ثانی
و وزیر زادی کو رہا کر لیا دونون پاس بیٹھے لیکن مردنگ پر پرواز پیدا کر کے
چلا مخلوق جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہے کہ در باغ پر ہلڑ ہوا مخلوق نے کہا دریافت
کرو یہ کیا معرکہ ہے کہ میرے ملازم فریاد فریاد کر رہے ہین چند ساحر باہر گئے خبر لائے
عرض کی اے شہنشاہ ساحران مردنگ جادو آپ کے ملازمون کو قتل کر رہا ہے اور
آپ کو گالیان دے رہا ہے ملازمون نے منع کیا کہ شہنشاہ کو گالیان نہ دو اور
کلمات سخت نہ کہو اسپر اُسنے سحر کرنا شروع کیا کئی ہزار جادوگر قتل کر چکا اب اندر
بارگاہ کے آیا چاہتا ہے روکنے والونکو قتل کر رہا ہے مخلوق اپنے مقام سے اُٹھا
جھولی پر ہاتھ رکھا دروازے پر آکے دیکھا کہ مردنگ اپنی روشنی دکھا رہا ہے تیغہ
برہنہ ہاتھ مین نگہبانون کو قتل کر رہا ہے ہزار ہا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہے ساحر بھی
زبردست ہے وہ سحر کیا ہے کہ آسمان سے آگ برس رہی ہے اُس آگ سے تمام ساحر
جلے جاتے ہین مخلوق نے پہلے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا آگ بجھی مخلوق نے جھپٹ کر
نعرہ کیا او مردنگ کس کام کو گیا تھا کیا کر رہا ہے اِن ساحرون مین تیرے بھائی
بھی تھے تو نے اپنے بھائی اور اپنے باپ کو مارا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اب باتین
بناتا ہے آکر قدمونکو بوسہ دے مردنگ نے جواب دیا او بیحیا کیا بکتا ہے ملکہ شبدیز اپر

میری جان جاتی ہی جو اُسنے حکم دیا وہ بجا لاؤنگا تیرا سر لیکر جاؤنگا کہ معشوق راضی ہو ایسا نہ ہو خالی جانا اُسکے خلاف گذرے مخلوق نے کئی مرتبہ سمجھایا مگر مردنگ ہوش مین نہین ہی شیدا کا سحر رگ و ریشے مین اُترا ہی اپنے آپ سے باہر ہی شیدا کی تصویر آنکھون کے آگے پھر رہی ہی معلوم ہوتا ہی شیدا سامنے کھڑی اشارے کر رہی ہی کہ مخلوق کا سر کاٹ لے مگر مخلوق کی یہ کیفیت ہی کہ ڈٹا ہوا کھڑا ہی گولہ فولادی ہاتھ مین خون اپنا اُسپر ڈال رہا ہی گولے کو زور دیتا ہی پھر رُک جاتا ہی کہتا ہی ہاے میرا رفیق و شفیق ضایع ہوتا ہی ارے او دیوانے جسکا نام تو لیکر روتا ہی وہ یہان کہان ہی اُسنے اپنا سحر تیرے سر پر چڑھا دیا اب بھی ہوش مین آ سنبھل کر باتین کر ایسا نہ ہو میرا گولہ چل جاے مردنگ نے آواز دی او بھیا مین تیرا سر لینے آیا ہون معشوق پری خصال نے حکم دیا تھا کہ مخلوق کا سر لیکر آنا قریب آ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤن معشوق کا حکم بجا لاؤن ایسا نہ ہو اُسکے خلاف گذرے فرمائے کہ دیر کیون لگائی جلد آکر حاضر ہو میرا رنگ بگڑتا جاتا ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی دلکی عجیب حالت ہی

نظم

کیا سبب کیون چپ ہین زخمونکے دہن تصویر سے / ہو گئی رنجیدگی شاید زبان تیر سے
حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے / چھوٹ جائے مرغ زرین دام چرخ پیر سے
کھینچتا ہی نقشۂ گلزار معنی کیا عجب / بلبل تصویر نکلے بیضۂ تصویر سے
بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانہ کا پانون / جوشش غفلت ہی پیدا دیدۂ زنجیر سے
محنت دیوانگی نے کچھ نہ کچھ پیدا کیا / نخل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے
خندۂ دزدیدہ ہی زخمونمین قاتل کس لیے / دیکھ کیا پانی چڑ ایا ہی تری شمشیر سے
کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سکوت / کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے
بعد مردن بھی وہی رکھتی ہی باہم اتحاد / تیرے دیوانے کی مٹی دانۂ زنجیر سے
چشم وحشت خیز سے دیکھین بیابانکے پہاڑ / مانگ لین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے
عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی گھر / شرم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوش پر یکسان رہی ہر زارے دیوانگی
مدتون آنسو بہے ہین دیدۂ زنجیر سے

چپ ہین شاید مرگئے مسند گزینان جنون
جو نہین آتی صدا ایسی خانۂ زنجیر سے

دُرد نوشی کے عوض ہر درد نوشی ساقیا
گھونٹ پیتے ہین لہو کے ساغرِ تقدیر سے

کیا اثر تھا جب کھچا نقشہ ترے مقتول کا
رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے

مغفرت صدقے رہی مدفون پہ بیرے مدتون
منھ چھپا یارو کے ایسا دامنِ تقصیر سے

کس ہوا خواہِ اجل کی یہ نظر ایسی لگی
زخم کو اچھو ہوا آبِ دمِ شمشیر سے

کہنہ مشقی ہر ستم مین کیون نہ وہ حاصل کرین
تھی جوانی مین انھین تعلیم چرخ پیر سے

قدر رکھتا ہی نہایت گریۂ بیچارگی
زخم کے پھٹتے ہین آنسو دامنِ شمشیر سے

کیا کہین ہم داستان دشت وحشت ای نسیم
پوچھ لو تم خود زبانِ خارِ دامن گیر سے

ہر چند مخلوق نے سمجھایا مگر ولولۂ وحشت بڑھتا جاتا ہی دمبدم یہی پکارتا ہی کہ ای مخلوق سر جھکا کر بیٹھ ہین تیرا سر معشوق کے سامنے لیجاؤن مخلوق نے گولے کو تیار کرلیا چرخ دیکر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا زمین پر گرا کام تمام ہوا مار کر اُسکو مخلوق بارگاہ مین آیا مشیرون سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تمنے سُنا شیدا اسے غنچہ دہن نے کیا کیا بہ گھر مین فرزند صاحبقران کو جگہ دی مین نے جو ساحر کو بھیجا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجدیا کئی ہزار ساحر اُسنے مارے آخر مین نے غصے مین آکر مار ڈالا اب لشکر لیکر جاؤن خود ہی لشکر کشی کرون اور کسیکو وہ مانے گی نہین جو جائیگا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجدے گی اُس ظالم کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ سحر اُسکا اُترتا نہین دمبدم سحر کی ترقی ہوتی ہی آخر مین نے اُسکو قتل کیا سب نے کہا حضور خود چلین بدون حضور کے جائے وہ کسیکو نہ مانے گی آپ کی سرحد مین بھی فتور پیدا ہوا ان شاہزادیون نے عشق و محبت کرکے ملک تباہ کرا مخلوق نے دیکھکر آواز دی کہ ہان ہا رو تیار ہو مین ابھی جاکر اِس فتور کو مٹاتا ہون دونون کی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکے اُٹھا تخت پر سوار ہوا کئی سو مشیر و وزیر لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیا پھر طرف رفیقون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو اب تو فوج کم نہین ہی مقابلہ تو

میرے اُسکے پڑیگا سبنے کہا ہم دیوار ہاے باغ گرا دینگے پہلے شاہزادے کو گرفتار
کرینگے شاید گرفتار ہونے سے شاہزادے کے ملکہ آپ سے عذر کرین ای شہنشاہ
ساحران اگر وہ عذر کرین تو قبول کرلیجیے گا کہ اپنے گھر سے فساد مٹے بعض عقلا
نے کہا اُسنے مردنگ جادو کو اِدھر روانہ کیا آپ اور جانب نکل گئی ہونگی لشکر
طلسم کشا مین پہونچی ہونگی دیکھیے انجام کار کیا ہو مخلوق یہان سے لشکر لیکر چلا ملکہ
شیدا ے غنچہ دہن نے جب مردنگ جادو کو روانہ کردیا کہا ای شہریار اب نکل
چلیے برق ثانی نے بھی یہی صلاح دی کہ اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین چلکر لشکر مین آرام
فرمائیے خسرو نے کہا ای برق ثانی ایسا نہ ہو قبلہ و کعبہ کے خلاف ہو کہ ساحرہ کو
بھگا لائے برق ثانی نے عرض کی آپ کے بڑے بھائی صاحب جو طلسم کشا ہین وہ
جادوگرنیون کی مدد سے اِس رتبے کو پہونچے اور وہ سب ساتھ ہین یقین ہی
آپ کو بھی کچھ نہ فرمائین خسرو پشت مرکب پر سوار ہوے برق ثانی نے رکاب
تھامی ملکہ شیدا ے غنچہ دہن و شبنم مروارید پوش وزیرزادی طاؤسان زرین
بال پر سوار ہوئین پانچسو کنیزین جو حاضر تھین اُن سب نے بخوشی عرض کی حضور
لونڈیان بھی ساتھ چلین آپ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہی شیدا نے کہا
تم سب میری جان کے ساتھ ہو یہ کہکے ایک دستک دی کچھ طائران پرند آئے
کنیزین اُن طائرون پر سوار ہوئین باغ سے نکلین طرف لشکر خسرو کے چلین
مگر شیدا نے سحر کردیا ایک ابر آتش فشان سر پہ کڑکتا ہوا اِس کرّ و فر سے جاتی
ہین گوشے پہ صحراے نرگس کے پہونچی ہین چاہتی ہین صحرا سے نکلجائین کہ طرف سے
قلعے کے گرد اُڑی آسمان پہ ایک ابر شعلہ فشان چمکتا ہوا مخلوق جادو سب کے
آگے پشت پر ساحران غدار مخلوق نے جو خسرو کو آگے دیکھا کہ مرکب جمکاتے
ہوے آتے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ او پسر حمزہ اب آگے نہ بڑھنا یہ کہکے گولہ
پھینکا کہ مرکب شاہزادے کا چلنے سے رُکا شیدا نے ابر کو اشارہ کیا چند شعلۂ
آتش گرے مرکب شاہزادے کا آگے بڑھا مخلوق نے اپنے ابر آتش فشان کو

اشارہ کیا دونون ابر ملگئے گویا ہاتھی لڑ رہے ہین جب آپس مین ٹکر چلی شعلہ ہاے
آتش گرے ملانہ ہان مخلوق جلنے لگے لشکر مین فریاد کی صدا بلند ہوئی سب ساحر
پکارنے تھے ای شہنشاہ ساحران ہم لوگ مٹے جاتے ہین ہمکو بچائیے ہماری مدد کو
آئیے مخلوق نے ناچار ہوکر ایک گولہ ابرون پر مارا کہ دونون ابر جلنے لگے جل جلکر
زمین پر گرے آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ شیدا کا سامنا ہوگیا مخلوق نے
للکارا او گیسو بریدہ تجھکو کچھ میرا خوف نہین سامنے میرے کئی ہزار ساحر جلا دیے
مین وہ سحر کرونگا کہ تو دیوانہ وار جنگل مین پھرے عاشق تیرا غرق زمین ہو یہ کہکے سحر
کرنے لگا شیدا نے پکار کر آواز دی ای والد نامدار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین
اطاعت شاہزادہ قبول کیجیے چلکر قصر عشرت کو لوٹیے اب قصر عشرت کا بچنا دشوار
ہی کتاب مین تو اپنی ملاحظہ کیجیے قدرت نے صاف صاف لکھدیا یہ سال آخر طلسم
ہی قبضۂ مسلمانان ہو جائیگا ہفت پیکر خود بھاگتا پھریگا یہ بھی آپ کو بخوبی یاد ہی کہ
تھوڑے دنون سے ہفت پیکر نے یہ شعبدے دکھائے خدائی کو اپنی رونق دی
وہی ہفت پیکر ہو کہ کنارے دریاے عشرت کے بیٹھا رہتا تھا جب سورج گہن
یا چاند گہن ہوتا تھا لوگون کو نہلانے دریا پر لیجاتا تھا اناج جو ملتا تھا وہی بسر اوقات
تھی آپ ہی لوگون نے اسکو اس درجے پر پہونچایا پانچ چار سو ملک پر قبضہ تھا
مسلمانون نے آکر سب ملک لے لیے اب آپ ہوش مین آئیے ایسا نہ ہو کہ اجل
قریب ہو اور یہ کنیز تو شریک طلسم کشا ہوئی لشکر کشی مین شریک ہونگی ہفت پیکر
سے مقابلہ ہو تو حال سحر کھلے مخلوق نے تلوارین برسائین کچھ طائرونکو حکم دیا شیر
صحرا سے پیدا ہوے پانچ سو کنیزون پر جا پڑے جسنے جسکو پکڑ لیا چیر کر پھینکدیا چند
کنیزین خوف سے ان جانوران درندہ کے غل مچانے لگین کہ ای ملکۂ عالم کنیزون
کی خبر لیجیے شیر ہلاک کر رہے ہین ملکہ نے پلٹ کر جو دیکھا چالیس کنیزین قتل ہوئین
سر انکے وہی جانور کھا گئے ملکہ نے دستک دی کہ صحرا سے کئی سو سگان سیاہ
پیدا ہوے آتے ہی بھونکنے لگے انکی آوازون سے شیر بھاگے سامنے سے بھاگ کر

جنگل میں چھپے مخلوق نے چند دانے ماش کے پھینک مارے سگان سیاہ جلکر خاک ہوے مگر کنیزان ملکہ سحر کرتی ہوئی لشکر کفار پر گرین شبنم گوہر پوش نے بجلی کان سے اُتار کے پھینکی میدان مین برق چمکنے لگی رعد کی گرج ہوئی کہ ساحرون کے کلیجے پھٹے بعض ساحر جمال شبنم دیکھکر ایسے بلبلائے کہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے پکارتے ہین ای ملکۂ عالم ہمارا تو یہ حال ہی **نظم**

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہی غم غلط	کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط
ایسے فریب اُسنے حریفونکے کھائے ہین	حق سے کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط
معشوق سے امید وفا ہی خیال خام	وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط
مایوس ہو نہ مرغ دل اک دن شکار ہی	تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط
ہوتی ہو دُھن مین نشئے کی دونی ہوائے وصل	کیا ہجر مین شراب پیے سے ہو غم غلط
ای شوق یار راہ مین لے تو چلا ہی تو	جاوے سے بڑھنے پائے نہ نقش قدم غلط
کعبہ سُنا ہو نام جو کوچے کا یار کے	کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط
شاعر نہین ہی بیحد ان ہو کہے جو ہیچ	ہستی کو اُس کمر کی ہو کہنا عدم غلط
بسمل پائیگا نہ عشق سے ابروے یار کے	ای دل ہی ابر تیغ سے چشم کرم غلط
تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق	مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

کئی ہزار ساحر جو اِسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے سامنے شبنم کے آئے شبنم نے لشکر کی طرف اشارہ کردیا وہ ساحر لشکر کو قتل کرنے لگے ہزارہا ساحر مرکر گر پڑا مخلوق نے برق گراکر اُن ساحرون کو قتل کیا سحر کرتا ہوا چلا کنیزون کو جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ سب کنیزین گرکر بیہوش ہوئین خسرو شیر دل پر سحر کیا کہ مرکب اُنکا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی پشت سے گرادون آقا کو پامال کرون ہرچند خسرو روکتے ہین گھوڑا نہین رُکتا جب خسرو شیر دل کا یہ حال کر چکا تو شیداکے سامنے آیا بہت بہت سمجھایا کہ ای نور نظر ای پارۂ جگر قدرت سے بغاوت نکر مین چل کے تیری صفائی کرادونگا نہ بیزادی کو متہم کہنا کسی کنیز کو پھنسا دینا مین گواہی دونگا

کہ اسکی خطا نہین ہی قدرت کی پہلو نشین کہلاؤ گی سب تاجدار قدمبوسی کرین گے تمکو سب طرحکا اختیار ہوگا شبدا نے جواب دیا مین ایسے اختیار کو آگ لگاؤن خدمت مین صاحبقران کی جاؤن مجمع حسینان عالم مین بیٹھون ہر ایک یہی کہیگا کہ یہ رفیقان صاحبقران مین اگر شرف بہو ہونے کا پایا تو دیا داغ اپنا عرش اعلیٰ پر پایا تو کُٹنا اور بھڑوا ہی کہ اُس ساحر سیہ فام سے میری تقریب کریگا مین تو اُسپر لعنت کر چکی یہ کلمات سُنکر مخلوق بہت جھلایا تاج سر سے اُتارا ایکبارہ کر آواز دی ای سر تاج سر شکن شیدا اے غنچہ دہن کو لینا یہ کہکے تاج پھینکدیا ایک گنبد شیشے کا بنکر شیدا پر گرا شیدا اُس گنبد مین بند ہو گئی ہزار طرح منتین کرتا ہی کہ امو دختر یہ سحر ساختہ ہفت پیکر ہی دم بھر مین حال ابتر ہوگا جب کہ شیدا اے غنچہ دہن یہ باتین سُنکر کچھ نہ بولی تو مخلوق نے آواز دی ای سر تاج شیدا نہ بچے گرفتار ہو جائے تاج جو اُس ملعون نے پھینکا تھا اور وہ برج شیشہ بنکر گرا تھا شیدا تڑپ رہی ہی چاہتی ہی برج کو توڑون ممکن نہین ہوتا مخلوق نے تیغہ کمر سے کھینچا خسرو شیر دل کو قتل کرنے چلا اور مرکب بدلگامی کر رہا ہی کبھی الف ہوتا ہی کبھی چاہتا ہی درخت مین رگڑ دون کبھی قصد کرتا ہی گر پڑون کسی طور سے شاہزادے کو پامال کرون اب مخلوق جو تلوار کھینچکر چلا شاہزادے نے دیکھا کہ شیدا بند ہوئی گھوڑا میرا قبضے مین نہین اس انتشار مین پکارا اُٹھا ای خالق بے نیاز و ای بندہ نواز اب اِس آفت سے بچالے تجھکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور ناچار ہی نظم

بگریاند گہے بر صحن گلشن ابر گریان را	بخنداند گہے بر چہرۂ گل برق خندان را
گہے بر مور بخشد پایۂ تخت سلیمانی	گہے کمزور مثل مور می سازد سلیمان را
گہ از یک قطرہ در بطن صدف سلک گہر سازد	گہ از کوہ گران آرد برون لعل بدخشان را
گہ از وحدت عیان در دیدۂ اہل یقین گردد	گہ از کثرت نماید روے روشن اہل ایمان را
سخن در پارسی گوید بہ وصف خالق اکبر	اگر گرد و مدد از غیب ہندی ثنا خوان را

شاہزادے نے بیقرار ہو کر جو دعا کی اِدھر شیدا کی بیقراری برق ثانی کی اشکبار کی

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بفضل خالق الانس وجان
از پردۂ بیابان گردے برخاست اتنی بڑی گرد اُٹھی کہ روے آفتاب سیاہ ہوگیا تمام
صحرا تاریک ہوگیا نخل معلوم نہین ہوتے سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا خسرو نے دیکھا
رستم پیلتن علمشاہ صف شکن آگے آگے مرکب کو اُڑاتے ہوے لوح چمکاتے ہوے
آتے ہین بھائی کو دیکھا کہ گھوڑے نے عاجز کر رکھا ہو دوڑا دوڑا پھرتا ہی ایک
ساحر زبردست تلوار کھینچے ہوے چاہتا ہی کہ دشمنون کو قتل کرون ایک طرف
ایک برج شبینہ آراستہ ہی اُسمین ایک نازنین خوشرو تڑپ رہی ہی چار ساڑھے
چار ہی کنیزین پریچہرہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین برق ثانی قریب ایک نخل کے
گرا ہی وہ نخل برق ثانی کے پانون تھامے ہوے ہی اسنے رستم کو جو آتے دیکھا فوراً
پکار کر آواز دی اے آقاے نامدار آپ کے بھائی قتل ہوا چاہتے ہین انکو آکے
بچائیے رستم نے گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا للکارے او ناہنجار او
بدکردار کدھر آتا ہی خبردار قریب شبیر بیشۂ صاحبقرانی نہ جانا پکار کر پوچھا ارے
برق ثانی یہ عورتین کون ہین کہ جو مبتلاے بلا ہین برق ثانی نے پکار کر آواز دی
جو گنبد شبینہ مین بند ہین وہ آپ کی چھوٹی بھاوج ہین عاشق جمال خسرو اور جسقدر
عورتین پڑی ہین وہ کنیزان ملکۂ عالم ہین سحر مخلوق سے بیدم ہین باپ بیٹی ہین
خوب خوب سحر ہوے آخر باپ غالب آیا بیٹی مغلوب ہوئی اب چاہتا ہی قتل
کرے رستم گھوڑا چمکاتے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے مخلوق نے جو رستم
کو اس جاہ و تجمل سے دیکھا ہوش وحواس منتشر ہو گئے کہتا ہی کہ اے مخلوق خالق
نے کیا جاہ وجلال دیا ہی کسقدر لشکر ساتھ ہی ایک طرف سے صاحبقران زمان
پیدا ہوے لاکھ ساحر مخلوق کے بڑھکے رستم کو روکنے لگے رستم پیلتن نے بھی
تیغ ہفت جوہر کھینچا جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ابر سے سنبل ہفت گیسو
وغیرہ نے جو یہ ہنگامے دیکھے کہا لو صاحبو صحراے نرگس مین پہونچ گئے مخلوق جادو
لشکرکشی کر کے آیا ہمارے شہریار سے ساحر لڑ رہے ہین کیسے کیسے سحر کر رہے ہین

مگر وہ صاحب جاہ و تجمل ہین اُنکی جرأت کے طلسم مین غل ہین کئی سو ساحر مارے جاچکے تاب مخلوق جانے نہین دیتے سنبل ہفت گیسو نے گیسوے عنبرین کو جنبش دی اور لالہ عذار نے بڑھکر چراغ دکھایا آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنکر چمکا ماہی سحر اور نہنگ بحری نے دریاے سحر جاری کیے لشکر سحر مین تلاطم پڑ گیا شفق خونخوار نے لگا ابر گلنار لشکر مخلوق پر گرایا ابر نے کئی ہزار کو اپنے دامن مین لیا لپیٹ کر جلایا ہر ایک کے سحر نے تاثیر دکھائی ستر اسی ہزار ساحر ایک مرتبہ مر کر گرے مخلوق کے ہوش اُڑ گئے حیران تھا یہ آفت کہان سے آئی آسمان پر جو نگاہ پڑ گئی دیکھا کہ دن کو ستارے چمک رہے ہین ایک ایک نازنین حسین وجمیل اپنا اپنا سحر کر رہی ہے اور آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنا ہوا چمک دکھا رہا ہے ساحران مخلوق کو جلا رہا ہے جسپر سحر کیا وہ جلکر گرا سرد ہو کے رہگیا ایڑیان رگڑ کے مرا اُسنے آفتاب پر گولہ مارا گولے نے یہ فعل کیا کہ نیر اعظم کی چمک کم ہوئی سنبل ہفت گیسو نے جو اپنی کاکلون کو جنبش دی ماران سیاہ برسنے لگے باقی ساحر جو مخلوق کے تھے اُنکو ڈس لیا اب مخلوق نے دیکھا کہ مین بالکل اکیلا رہگیا اہل لشکر افسران فوج راہی ملک عدم ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سامان درہم وبرہم ہوے اب شفق خونخوار طرف گنبد کے چلی خیال مین یہ ہے کہ گنبد توڑون اِس نازنین کو بھی نکالون مگر رستم جنگ رُستمانہ کرتے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے آواز دی کہ او خوک طینت و او خرس بادیۂ ضلالت اِس شیر سے کیا گناہ سرزد ہوا اگر تیری بیٹی سے رسم و مراسم ہوے تو کیا خطا کی کیا نان و نفقے مین فرق پڑا ہم لوگ بزرگ تھے ہمارا دامن پکڑا ہوتا کیون ای براوہ پرائی بیٹی کو کیون نکال لائے اور نان و نفقے کی تکلیف دی کہ وہ تمھارے قتل پر آمادہ ہے مگر تو بڑا سنگدل ہے کہ داماد کا قتل چاہتا ہے مخلوق نے جھلا کر کئی گولے رستم پر مارے یہ صاحب لوح ہین اِنپر سحر کب تاثیر کرتا ہے سحر اُلٹا پلٹا رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند آپ کے بندے پر

یہ آفت اور آپ آرام سے بیٹھے ہین بندون کی اپنے مہین سُنتے ہفت پیکر قصرِ عشرت مین بیٹھا ہی کئی سو مصاحب مجمع ہین حسین عورتین سامنے رقص کر رہی ہین شراب پی رہا ہی ایک مہ جبین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی نظم

وحشی تھے بوے گل کیطرح سے جہان مین ہم — نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم
ساکن ہین جوشِ اشک سے آب روان مین ہم — رہتے ہین مثل مردمِ آبی جہان مین ہم
شیدائے روے گل نہ تو شیدائے قدِ سرو — صیاد کے شکار ہین اِس بوستان مین ہم
نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا — گویا کہ تیر جوڑے ہوے تھے کمان مین ہم
آلودۂ گناہ ہی اپنا یہ دامن بھی — شب کاٹتے ہین جاگ کے مُغ کی دکان مین ہم
ہمت پس از فنا سبب ذکرِ خیر ہی — گردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم
ساقی ہی یار ماہ لقا ہی شراب ہی — اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم
نیرنگِ روزگار سے ایمن ہین شکلِ سرو — رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم
دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے — حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم
پیدا ہوا ہی اپنے لیے بوریاے فقر — یہ نیستان ہی شیر ہین اِس نیستان مین ہم
خواہان کوئی نہین تو کچھ اسکا عجب نہین — جنس گران بہا ہین فلک کی دُکان مین ہم
لکھا ہی کس کے خنجر مژگان کا اِسنے وصف — اِک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
کیا حال ہی کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف — نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم
آیا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر — بیدار بخت خفتہ ہی خواب گران مین ہم
شاگرد طرز خندہ زنی مین ہی گل ترا — اُستاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم
باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا — کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم
اللّٰہ ری بیقراری دل ہجر یار مین — گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم
دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر — قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم
آتش سخن کی قدر زمانے سے اُٹھ گئی — مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

سب ساحر مست بیٹھے ہین نشے مین جھوم رہے ہین تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین

ہفت پیکر ہر ایک کو جواب دیتا ہی کہ قدرت نے کیا صبر کیا مقام اپنے عیش کے چھوڑکے
اِس قصر مین آکر ٹھہرے مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا خبر سُنی کہ آتے ہین مگر قدرت
نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ اگر دارا و سکندر بھی اِس لشکر کو دیکھ لیتے تو نام لشکر کشی نہ لیتے
یکایک آواز کان مین آئی یا خداوند مدد کیجیے مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہاے
کدھر بھاگ کے جاؤن کیونکر جان بچاؤن آپ خداوند کس دن کے واسطے ہین کہ
ملک الموت کو نہین منع کرتے کہ میرے پاس نہ آئے کیسے قدرت صاحب اختیار
ہین آجکل ایسے مجبور و ناچار ہین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی یارو صحراے
نرگس مین تلوار چل رہی ہی مخلوق سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا چند ساعت
کی اُسکے قتل ہونے مین دیر ہی کوئی تم مین ایسا ہی کہ اُسکو جا کر اُٹھا لاے یہ سُنکر
چشم پوش جادوگر وزیر ان سلطنت مین ہی اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا کہتا
ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا کو اُٹھا لاؤن کہ مخلوق کو ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ قدرت
طلسم کشا کے مقدمے ہنوز تقدیر نہین کی لیکن جا کر مخلوق کو اُٹھا لا کیا مقام افسوس
ہی جس نازنین پر قدرت مائل ہوے تھے اُسیپر پسر حمزہ نے قبضہ کر لیا کیسا قدرت کو
قلق ہی مگر وقت صبر و جبر ہی اگر قدرت ایسا نہ کرین تو تم لوگ خداوند نہ سمجھو اے
چشم پوش جلد جا مخلوق کو اُٹھا لا طلسم کشا پر ہاتھ نہ ڈالنا وہ نظر کردۂ قدرت ہی
لوح مگر اُسکے واسطے ظاہر کیا جادوگرنیون کو حکم دیا کہ جا کر اُسکی مدد کرو انتہاے
مہربانی یہ ہی کہ اپنی معشوقہ پر اختیار دیا سب صحبت والے بجا اور درست کہہ رہے
ہین کہتے ہین قدرت نے ایسا جبر کیا کہ کوئی نہ کر سکتا معشوقۂ قدرت کو پسر حمزہ
لیے جاتا ہی اور قدرت صبر فرماتے ہین مگر چشم پوش تڑپ کر بلند ہوا یہان وہ
وقت ہی کہ مخلوق سحر کر رہا ہی رستم گھوڑا اُڑاے ہوے آتے ہین کبھی شیر سامنے
کر دیا رُستم نے گھوڑے کو اشارہ کیا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ شیر کا سر پھٹ گیا
مخلوق نے نعرہ کیا دیو سامنے آیا رُستم سے مقابلہ کیا رُستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر
کا مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوے مخلوق نے پھر آواز دی کہ اے سیہ تاب اسکو لینا

ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون للکارتا ہوا آیا رستم پر برس پڑا رستم نے اسکے وار روک کر
جو ہاتھ مارا ایک کے دو ہو گئے اِسطور سے مخلوق اپنے کو بچا رہا ہی کہ آسمان سے آگ
برسنے لگی مخلوق سمجھا ہمراہیان رستم سے کسی ساحرہ نے یہ سحر کیا ہی اٹھا کر گولہ مارا
وہ گولہ جاکر پھٹا دیکھا ایک ساحر سیاہ چشم ایک اژدر پر سوار آگ برسا رہا ہی مخلوق
نے ایک دو پتھر گینڈے پر مارا شعلہ بھڑک کر اُس ساحر پر گرا کہ اعضاے جسم
سے شعلے نکلنے لگے اُس ساحر نے اپنے اوپر باران سحر برسایا اِس حیلے سے آگ کو
بجھایا للکار کر آواز دی او بیحیا تو اِسی قابل ہی مجھے قدرت نے بھیجا تھا کہ مخلوق
کو اُٹھا لاؤن تیرے پیٹنے کو آیا تھا تو نے مجھی پر سحر کیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون
یہ کہکے ایک گولہ کھینچ مارا وہ گولہ مخلوق کے قریب پہونچا مخلوق نے اپنے کو بچایا
سر پر کرگدن کے پڑا گینڈے کا سر پھٹ گیا مخلوق نے اور گولہ جھولی سے نکالا اور
پکارکر آواز دی او بیحیا اب تو بچ یہ کہکے اسم سحر پڑھا گولہ پھینک مارا گولہ قریب
جاکر پھٹا اُس گولے سے دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر ساحر گھبرایا کڑک کر
مخلوق پر گرا مخلوق نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحر نے گریبان پر ہاتھ ڈالا مخلوق
لپٹ گیا دونون سحر کرتے ہوے لڑ رہے ہین کبھی منھ سے شعلے چھوڑتے ہین کبھی
آپس مین کاٹم کاٹا ہوتی ہی ایک کی ایک بوٹیان کاٹ کے پھینک رہا ہی مخلوق کے
جو جسم مین درد ہوا پکار کر آواز دی ہفت پیکر پر لعنت ہی بیحیا سے مدد مانگی تھی کہ
دشمن کو بلایا تھا ہفت پیکر نے آواز سُنکر کہا ارے میرا بندہ تڑپ رہا ہی مخلوق
پر کوئی مصیبت ہی اے مسعود چرخ گردان دیکھ تو کہ بندہ میرا کیون چیخ رہا ہی اگر
خلاف کچھ کرتا ہو تو سزا دینا خلاف نہ کرنا مسعود چرخ گردان چلا آسمان سے آکر
دیکھا کہ طلسم کشتا تو الگ کھڑے ہین مخلوق و چشم پوش آپس مین لڑ رہے ہین
دونون کے بدن سے خون بہ رہا ہی مگر مخلوق زیادہ زخمی ہوا ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی
اِس کتے سے بچائیے بے ادب پلا پڑتا ہی ساحر جواب دیتا ہی ابے تو کتا تیرا باپ
کتا مین نے تو کاٹا تو نے کیون کاٹا جیسا سوال کریگا ویسا جواب پائیگا مین کیا

کسی بات مین بند ہون مسعود چرخ گردان نے جو یہ حال پر ملال دیکھا حیران ہوا کہ یہ کیون لڑ رہے ہین طلسم کشا کھڑے ہنس رہے ہین سردار ان طلسم کشا فرماتے ہین دونون بیحیا بے شرم ہین جنگ پر دونون سرگرم ہین مسعود نے گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی کہ لو اب تم پر غضب خداوندی آتا ہو جہانتک ہوسکے لڑو اب جہنم مین جاؤگے سرکشی کا مزہ اٹھاؤگے مخلوق زخمون سے بیقرار تھا چشم پوش کو ڈھکیل دیا گولہ چشم پوش پر پڑا کہ چشم پوش کا سر پھٹا مخلوق نے پکار کر آواز دی ارے مسخرے تو کون ہو کہ میرے حریف کو مارا مین کیا لڑنے کو اس سے کم تھا اُسنے تو بوٹیان کاٹ کر میری پھینکین مین بوٹیان اُسکی کھاجاتا مسعود نے کہا بس خاموش رہو ورنہ آفت برپا کرونگا دونون مین اِسقدر تکرار ہوئی کہ مخلوق نے گولہ مارا مسعود نے اُس گولے کو ہاتھ مین لیا وہی گولہ مخلوق پر پھینک مارا مخلوق کے زخم پر پڑا درد جو ہوا کراہا خون اپنا اُس گولے پر ڈالکر پھینک مارا مسعود سمجھا کہ ہاتھ پر روک لونگا جیسے ہی چاہا گولہ روکون کہ گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مار کر مسعود کو مخلوق نے چاہا نکل جاؤن رُستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا سینۂ پر کینۂ مخلوق پر پڑا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا مخلوق کا مرنا کہ گنبد شیشہ ٹوٹ گیا گھوڑا خسرو کا دوڑتے دوڑتے رُکا کنیزین ہوشیار ہوئین برق ثانی نے رہائی پائی دوڑکر اپنے آقا کی رکاب تھامی ملکہ شیدا اے غنچہ دہن رُستم و خسرو کو ساتھ لیکر قصر نرگس مین آئین جو ساحر وہان بسے ہوے تھے اُن سب نے بدل اطاعت اختیار کی ملکہ نے بڑی دھوم سے رُستم کی دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا ہوا رُستم جاکر مسند پر بیٹھے گرد سب شاہزادیان دنگلون پر سرداران صف شکن بیٹھے ہوے باتین کررہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ آقاے نامدار نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کون کون سے ساحر قتل ہوے کہ سمک یلداقی نے دست بستہ عرض کی صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین آپ سب صاحبون کو یاد فرماتے ہین اور فرمایا ہو یہ خسرو کا کیا سحر کہ گذرا

خسرو تو شرم سے غرق عرق ہو گئے رُستم نے کہا بھائی کیون گھبراتے ہو مین امیر
سے کہلونگا شیدا نے کہا مین خود عرض کرونگی کہ مین طالب دین اسلام کی تھی خوف
یہ ہوا کہ اگر سحر سے توبہ کرون یہان کے ساحر کیا قیامت برپا کرینگے ایک کلمہ نہین
پڑھا دل سے اطاعت اختیار کی سرکار کی کنیز ہون رُستم نے فرمایا کہ بھابھی صاحب
صحرائے نرگس کا تعین کو اختیار ہی شیدا نے اِس سرفرازی پر قدمونکو بوسہ دیا
عرض کی کیا ذرہ نوازی ہی سب سردار خوش بیٹھے ہین بوقت سحر رُستم نامور نماز
پڑھکر اول خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت شاہزادہ خسرو کی بیان کی
کہا حضور یہ مقام سخت تھا پروردگار نے اپنی قدرت سے فتح کرایا اب کل مقابلہ
ہفت پیکر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا اب کوچ کرو رُستم نے کہا شیدا نے
کل ہماری دعوت کی تھی آج حضور کا بھی داخلہ قصر نرگس مین ہو کنیز کو حضور سرفراز
کرین صاحبقران نے فرمایا کہ تم تو بھاوج کے ساتھ عیش مین رہو ہم شکار کھیل آئین
رُستم نے کہا بہت مناسب ہی صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے مقبل و عمرو کو
ساتھ لیا بلیے قراول میر شکار سامان شکار لیکر ہمراہ ہوے صاحبقران طرف صحرا کے
چلے دیکھا بہت سے آہو چرا مین مصروف ہین صاحبقران نے ایک آہو پر تیر مارا
وہ آہو گرا فرمایا کہ خواجہ جلد ذبح کرو ایسا نہو تڑپ کے جان دے عمرو نے کمر سے
چھُری نکالی جیسے ہی قریب آہو پہونچے آہو اُٹھکر بھاگا عمرو نے آواز دی آقا وہ
آہو جاتا ہی آہو جاکر آہوون مین ملگیا امیر نے اشقر مہمیز کیا آہو بھاگے جسپر تیر مارا
توڑ کر پشت کو پار گذرا مگر اُسی طرح بھاگا جاتا ہی عمرو نے پُکار کر آواز دی دیکھو آقا
اِسی دن کے لیے منع کرتا تھا کہ عورتون پر زیادہ مَیل نہ کرو اب اتنی ہاتھ مین طاقت نہین کہ
تمھارے تیر سے آہو گرے دیکھو تیر کھا کر بھاگے جاتے ہین امیر کو غصہ آیا نیزہ ہاتھ
مین لیا اشقر کو رالون مین مسلا مرکب اشقر دیوزاد طرارہ بھر کر برابر آہوونکے
پہونچا امیر نے نیزہ مار کر آہوون کو زخمی کیا مگر اُس زخم کو بھی آہو نہین مانتے سامنے
ایک کوہ معلوم ہوا اُسکے درے مین جاکر آہو غائب ہوے صاحبقران نے

درۂ کوہ مین گھوڑا اڑا دیا اتنا کا اندھیرا تھا صاحبقران کے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک درے مین ایک ساحرہ کوڑا ہاتھ مین غصے مین کف منھ سے جاری چند قیدی بیٹھے ہین اُنکو کوڑے مار رہی ہے اور کہتی ہے ارے تم چالیس جوان ہو اگر ایک دن مجھکو سرفراز کرتے تو مین کا ہیکو ملول ہوتی مین تم سب کو کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی صاحبقران نے جو بغور دیکھا اپنے اُن سردارونکو پایا کہ جو قلعۂ طلسم پر قید ہوے تھے بدیع الزمان کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی وغیرہ زنجیر ہلا رہے ہین صاحبقران نے جو اپنے سردارونکو دیکھا بیتاب ہو گئے آواز دی او لکاتہ یہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی لائق اِس جفا کے ہین ساحرہ نے للکار کر آواز دی تو تو مجھکو ضرور قبول کریگا ہر چند کہ تیرا سن زیادہ ہے مگر جوان شوقین معلوم دیتا ہے اگر مجھسے وصل اختیار کرے تو وہ مرتبہ دون کہ عالم رشک کرے زور و طاقت سب بڑھا دون کہ بڑے بڑے رستم نہ زیر کرسکین جس سے چاہے جا کر مقابلہ کرنا فی الحال طلسم کشا بڑا صاحب طاقت و قوت ہے اگر اُس سے مقابلہ کروگے اُسے بھی زیر کرلوگے بڑا مرتبہ پاؤگے قدرت سپہ سالار قدرت خطاب دینگے ۔ مکر اکر صاحبقران کا ہاتھ تھامنے لگی امیر نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور پھر کوڑا اُٹھایا چاہا مارون کھینچ کے اسی قید خانے مین ڈالدون صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا مثل گوے غلطان زمین پر گرا صدا اے ہوحق بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گرفتار جادو بود امیر نے اپنے سردارون کو رہا کیا بدیع الزمان نے قدمون کو بوسہ دیا امیر سردارون کو لیکر درۂ کوہ سے نکلے حال سردارون سے پوچھتے ہوے سب نے عرض کی اے شہریار جب قلعے پر پہلوان سے مقابلہ پڑا آنکھونکے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرّایا یہ ذہن مین نہ آتا تھا کہ کس سے لڑ رہے ہین زیر کرکے اُسنے قلعے مین بھیجا اِس ساحرہ کے سپرد ہوے ہر ایک سے خواہان وصل ہوتی تھی آج یہ قول تھا کہ سب کو قتل کرونگی تم کیسے مرد ہو کہ مجھ ایسی معشوقہ کو قبول نہین

کرتے ہو جس کسی نے انکار کیا بدخت پر کمر باندھی گوڑا لیکر موجود ہوئی اب خنجر کمر سے نکالا تھا کہ خدا نے حضور کو پہونچایا رُستم نے جو لشکر مین خبر سُنی کہ صاحبقران مع اپنے سرداروں کے آنے ہین قریب بارگاہ کے پہونچے خوش ہوکر برائے استقبال نکل پڑے راہ مین آکر صاحبقران سے قدمبوس ہوے بھائی سے ملے بدیع الزمان نے رُستم سے پوچھا کہ شاہزادۂ خاورسپاہ کہان ہین قاسم خبر سُنکر حاضر ہوے عم نامدار کیک بلے قدمبوس ہوکر عرض کی کہ حضور جاکر ایسے قید ہوگئے کہ ملک گیری موقوف رہی اب ہمراہ صاحبقران مقابلۂ ہفت پیکر مین چلیے جرأت کا حال کھلیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا ملکہ شیدا نے بڑی دھوم سے صاحبقران کی دعوت کی صحراے نرگس آباد رعایا دلشاد رعایا والے کہتے تھے کہ خدا ایسے حاکم کو سلامت رکھے کہ تشریف آوری سے تمام صحراے نرگس آباد ہوگیا شب بھر اِسی عیش وعشرت مین گذری بوقت سحر رُستم سوار ہوے ایک جانب صاحبقران زمان ایک جانب خسرو شیردل مع جوانان مرصع پوش لندھور و مالک و بہرام اپنے اپنے مقام پہ رُستم لشکر لیکر آگے بڑھے بشوکت تمام طرف قصر عشرت کے چلے یہان وہ دن ہی کہ ہفت پیکر قصر عشرت سے باہر آیا بارگاہ طلسمی اِستادہ ہی اُسمین آکر بیٹھا تین سو مصاحب گرد وپیش آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے دماغ تر ہی جام مے ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند نازنینان مہجبین و مہر تمکین لباس فاخرہ پہنے ہوے غرق دریاے جواہر بناز و ادا سامنے ہفت پیکر کے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہی ہین

نظم

تیغ مین جوہر کہان اُس ابروے خمدار کے ‌ ‌ زخم دکھلائی نہین دیتے ہین کس تلوار کے
ڈالدیتا ہون جو مین اُسکو گلے مین ہار کے ‌ ‌ بوے یوسف آنے لگتی ہی گلون سے ہار کے
رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے ‌ ‌ مارڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے ‌ ‌ جن چڑھے اُسپر جو ٹھہرے سایے مین دیوار کے
گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوشرویار کے ‌ ‌ آنکھ وے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہی یون سودے مین کوے یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سائے مین دیوار کے

فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سنبرے کسطرح پامال ہین رفتار کے

لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چھریکا نہین
سرو بھی ہاین بندۂ آزاد قد یار کے

چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشائے چمن
خار و گل دونون نمک پروردہ ہین گلزار کے

کسطرف بھوائے ہمکو دیکھیے سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین یہ اس سرکار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند
طرہ قابل سر کے ہی گردن ہی لایق ہار کے

بلبلونکا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے

ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اُٹھنے ہو سائل ہون جو دیدار کے

خواہ مردار بد وگل کے خواہ سیم و زر کے ہین
طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہین جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے

روے رنگین کا ترے سودا ہوا ہی باغ کو
لالہ و گل کی رنگین ہین اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سُنکر کھلا ہمکو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہی قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہو تو اے سفاک اک وار اور کر
زخم اوچھے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے

جو کوئی بیٹھا نہ اُٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہگیا نیچے تری دیوار کے

باغ مین پی ہی شراب اُس گلبدن نے بارہا
پنکھڑے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کسدن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

اِس ہنگامۂ عیش و نشاط مین ہفت پیکر بیٹھا ہی لشکر صحراے عشرت مین فروکش ہی افسران فوج اپنے اپنے لشکر درست کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز بوق ترکی کی آئی کہ بارگاہ ہل گئی تخت پر ہفت پیکر اُچھل پڑا کہا یارو یہ کسکی آمد ہی قبہ بارگاہ ہل رہا ہی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا پہلوان عادی انالہ بارگاہ سلیمانی کا ساتھ چالیس بھائی ہمراہ ذوالخمار عادی و ارحد عادی و دریابار عادی

وغیرہ مسلح و مکمل بھائی کو گھیرے ہوے پشت پر چالیس ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوے
کہ بارگاہین لشکر کی تھرا گئین سب افسر کھڑے ہوکر تماشہ دیکھنے لگے پہلوان عادی
آکر ٹھہرا سامنے صحراے خارستان تھا مبارک بیلدار کو اشارہ ہوا بارہ ہزار بیلدار
لیکر چشم زدن مین صحراے خارستان کو کاٹ کر پھینکدیا کئی سو کوس کا میدان عادی
نے اپنے قبضے مین کیا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی قزاق اپنے اپنے مقام پر اُترے
ہفت پیکر بھی تماشہ دیکھنے کو باہر نکل آیا پھر گرد اُڑی عادی مسلح ٹہل رہا ہی کہ
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور اراے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار
عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و
گوجر ملک و کھنی وغیرہ چالیس سردار مسلح و مکمل جھول پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر
نو لاکھ ہندیون کا لشکر جوانان ہندوستان بہ رعنائی وزیبائی و دور کابے مرکبون پر سوار
گھوڑون کو چمکاتے ہوے پیدل اکڑتے ہوے رنگین دوپٹے کاندھون پر پڑے
ہوے سپر و شمشیر پر قبضہ نہایت تکلف سے لشکر لندھور آکر پہونچا جوانان لشکر
ٹہلنے لگے وہ جنگل رشک گلزار ہوا دوکانین جمنے لگین جوانان ہندی انتظام کررہے
ہین بارگاہین خیمے استادہ ہورہے ہین ایک جانب بھنگیرون کی دوکانین آراستہ
ہوئین دورنگ صفین جم گئین پالین استادہ ہوئین دوکانون پر آبیٹھین جوانان
نشہ باز ٹہلتے ہوے پہونچے چوتی اٹھنی پھینکی پکار کر آواز دی بی بھنگیرن صاحب
سال جہان کا ٹکڑا بھروائیے نشے اُترے ہوے ہین ایک ہی دم مین نشہ ہوجاے
بھنگیرن نے چلم لیکر چرس جمائی بناز و ادا حقہ مین خود منھ لگا دیا جوان نے حقہ ہاتھ
سے لیکر دم مار دیا اور آواز دی فرد نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرس و نکا رندون
مین + پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردے وزندون مین + نہ آزاہد کے دم مین تو
اگر کچھ دم کا بکتا ہی + بہشت اِک باغ ہی دوزخ بھی اِک شرعی ڈر کا ہی + انکھین
اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا ایک جانب بھٹی شراب کی ساقی بچے قبول صورت بیٹھے
ہین پیر مغان شراب دیرہا ہی لاؤ لاؤ کا ہنگامہ ہی کوئی بڑھے گا رہا ہی کوئی ہاتھ

اُٹھا رہا ہی کوئی کسی کی پگڑی اُچھال رہا ہی ہنگامہ گیر و دار ہنجو اروں مین بلند ہی ایک جانب گانجا اُڑ رہا ہی دم مارنے والے آوازین لگا رہے ہین کہ جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی اور گانجا آواز دیتا ہی پینے والے کو کھانسی کرون کھڑا کرون اِسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون لشکر مین ہندوستان کے ہنگامہ پڑا ہوا ہی ہفت پیکر نے جو خیال کرکے دیکھا کہ ایک سردار نو لاکھ سے آیا ہی میری فوج آٹھ سات لاکھ سے زیادہ نہین ہی مگر مو چھون پر تاؤ دیکر کہتا ہی کہ یہ لوگ سب آپس مین لڑینگے رفقا عرض کر رہے ہین کہ قدرت نہ گھبرائین ملازمان دربار کو جو نامے گئے ہین لشکر مسلمانان آلے تو اُن سب کی آمد شروع ہوگی اِسقدر فوجین آئین گی کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکیگی یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو ایک جوان کو دیکھا کہ پشت مادیان پر سوار نیزہ دوزبانہ ہاتھ مین مادیان کو اُڑاتا ہوا دریاے آہن مین غوطہ زن پشت پر اَسّی ہزار نیزہ داران عرب نیزے چمکاتے ہوے دورکابے گھوڑون پر سوار اِس کر و فر سے جو یہ جوان پہونچا ہفت پیکر نے پوچھا اِس جوان کا کیا نام ہی واقف کارون نے بیان کیا ہم چشم لندھور سپہ سالار دست چپ موسوم بہ مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی وچا کر حیدر ہفت پیکر خاموش ہو رہا زوال آفتاب کا وقت ہی کہ پھر گرد اُڑی خاقان ابن الخاقان یعنی بہرام گرد بن خاقان چین اَسّی ہزار چینیون سے آکر پہونچا بہرام کی آمد سے اِسقدر گرد اُڑی کہ شام ہوگئی وقت آخر تھا آمد فوجون کی موقوف ہوئی جو جہان تھا وہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا ہفت پیکر اُٹھکر بارگاہ مین آیا رفیقون کو حکم دیا کہ کل سویرے سے تخت ہمارا باہر بچھے آمد فوج مسلمانان کا تماشہ دیکھین گے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جب چمکا ہفت پیکر تخت پہ باہر آکر بیٹھا تماشہ دیکھنے لگا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا تمام صحرا زمردنگار ہوگیا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع تین لاکھ فوج کے آکر پہونچے کہ بائین جانب سے بھی گرد اُڑی صاف ثابت ہوتا تھا کہ دریاے خون جوش مار رہا ہی تمام فوج یاقوت پوشون کی ساتھ نوبت

نقارے بجتے ہوے اراے خزانۂ فراسیابی کے ساتھ ساتھ ان دونون جوانون کی آمد مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اٹھ گیا تیسرے دن پھر آکر بیٹھا سرداران ہفت ملک اور تاجداران عراق واصفہان کی آمد مین پھر شام ہوئی ہفت پیکر پھر اٹھ گیا چوتھے دن پھر آکر بیٹھا آمد ان تاجدارون کی ہوئی کہ جو قلعے خواجہ عمرو نے تسخیر فرمائے تھے وہ تاجدار آکر پہونچے نو دن برابر ہفت پیکر شام کو اٹھ گیا دسوین دن نقارخانۂ سکندری پر چوب پڑی کہ زمین تھرا گئی دامنہ گردکا جو شگافتہ ہوا دیکھا نقارخانۂ سکندری گڑگڑاتا ہوا شہنا نواز روشن چوکی بجاتے ہوے ایک سمت نقارخانۂ سلیمانی آگے سب کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اشقر دیوزاد پر سوار تیغۂ عقرب سلیمانی قبضے مین تیغۂ صمصام و قمقام و نیمچۂ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار و فرزندان باوقار امیر کو گھیرے ہوے پشت پر لشکر ظفر اثر اس جاہ و حشم سے صاحبقران دسوین دن نمایان ہوے آکر اُترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے کہ ایک جانب سے اکتارے کی آواز آئی دیکھا مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار سات مہتر چودہ سرہنگ گھیرے ہوے پشت پر ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے قرغول و بادمہرے کے باندھنے والے لباس عیاری زیب جسم شانگین لگاتے ہوے خنجرون کو چمکاتے ہوے سردارون نے ہفت پیکر سے کہا اس شخص کو حضور نے پہچانا عمرو یہی ہی ہفت پیکر نے کہا چپ رہو اسکا نام نہ لو قدرت نے اسکے نام مین تاثیر بخشی ہی اسکو سب طرحکا اختیار ہی جہان چاہے جائے ساحر کو مارنے قدرت دخل نہ دینگے ہزارہا ساحر اس شخص کے ہاتھ سے مارا گیا اور قدرت نے دخل ندیا لیکن اب آمد مسلمانان موقوف ہوئی سردارون نے عرض کی ابھی آمد طلسم کشا باقی ہی آگے سب کے صاحبقران آئے ہین کل سے اب اُنکی آمد شروع ہوگی اسپر ہفت پیکر نے کہا نہین معلوم طلسم کشا کے ساتھ کسقدر فوج ہی وزرا نے عرض کی زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ تیرہ لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہی چار لاکھ ساحر

ونو لاکھ غیر ساحر تاجدار سردار جادوگر نیان نامی گرامی بادشاہ جبل اعلیٰ ملکہ سلما تک ساتھ ہین اِن سب کی آمد ہوگی تمام صحرا معمور ہو جائیگا دیکھیے ابھی جنگل خالی پڑا ہوا ہی ہفت پیکر اُٹھ گیا پھر صبح کو آکر بیٹھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی اولان اول شاہزادہ خسرو شیر دل اٹالہ بارگاہ رُستم کا لیے ہوے آکر پہونچے بعد خسرو کے عیوق وجاروق وصندلان وغیرہ دو دو لاکھ سے اور تین تین لاکھ سے آکر پہونچے اور اُسی میدان مین اُترے خسرو نے بارگاہ زربفتی پہلو مین بارگاہ سلیمانی رُستم کے اِستاد کی قبّے بارگاہون کے قبۂ فلک سے ہمسری کر رہے ہین دن بھر ہفت پیکر دیکھا کیا شام کو اُٹھ گیا صبح کو پھر آکر بیٹھا آمد فوج رُستم شروع ہوئی نو لاکھ فوج تین دن مین آکر پہونچی زوال آفتاب ہو چکا ہی کہ ذرے زمین کے چمکنے لگے نیر اعظم آسمان پر چمکا ساحرون کے بھیجے پگھلنے لگے خیمے مین چھپتے پھرتے تھے ہفت پیکر نے پوچھا ارے یہ کون آتا ہی سردارون نے عرض کی حضور آفتاب فلک سیر کاہن رفیق طلسم کشا کہ وہ آفتاب زمین پر اُترا گرمی موقوف ہوئی آفتاب فلک سیر کے ساتھ بارہ ہزار ساحر تھے ایک جانب آکر اُترے لشکر ہفت پیکر کو بہ نگاہ قہر وغضب دیکھ رہے ہین چاہتے ہین افسر کا حکم ملے تو لشکر دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین ہفت پیکر کو باندھ لائین ہفت پیکر اُن کے ارادون کو دیکھکر حیران ہو رہا ہی کہ دوسرا ابر سیاہ اُٹھا سب دیکھ رہے ہین زیر ابر زنگیان آدمخوار جمے ہوے معلوم ہوتے ہین وہ ابر شق ہوا سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلیٰ ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی قریب بارگاہ آفتاب ایک بارگاہ اِستادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوئی آمد سلما مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا صبح پھر آکر بیٹھا کہ ابر گلنار پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ خون برس رہا ہی گل شجر وحجر سرخ ہو گئے کہ ابر شق ہوا ملکہ شفق خونخوار ابر سے نکلین ساٹھ ستر ہزار جو ساحر ساتھ تھے وہ گرد بارگاہ آکر اُترے پھر شام ہوئی دوسرے دن صبح کو پھر ہفت پیکر آکر بیٹھا کہ ابر نارنجی آسمان پر آکر چھایا اُس ابر سے بوے خوش آرہی ہی کہ تمام صحرا معطر ومعنبر ہو گیا صاف ثابت ہوتا ہی کہ جنگل رشک صحراے ختن ہی ابر پھٹا ابر سے ملکہ

مشکبار جادو مع بارہ ہزار جادوگرنیون کے پیدا ہوئین آفتاب فلک سیر نے
پوچھا کیون ملکۂ عالم طلسم کشا کے پہونچنے مین کیا عرصہ ہی مشکبار نے کہا شہریار کی
تشریف آوری مین کئی دن کا زمانہ ہی یہ خبر ہرکارون نے ہفت پیکر کو پہونچائی
ہفت پیکر حیران ہو رہا ہی دل سے کہتا ہی کہ ابھی طلسم کشا کی آمد باقی ہی صرف امیر
آئے ہین صحرا سارا فوج سے معمور ہوگیا یہ کہکے اُٹھ گیا رات بھر حیرت مین رہا اور
تڑپا کیا صبح کو پھر آکے بیٹھا کہ ابر ہفت رنگ پیدا ہوا طائران نغمہ سرا ابر کے نیچے
نغمہ سرائی کرتے ہوے کسی ابر سے پھول برستے ہین کسی ابر سے دھوپ ظاہر ہی کسی
ابر مین رات کا سامان ہویدا ہی کسی ابر سے برق چمک رہی ہی کسی ابر سے رعد
گرجتا ہی سات ابرون سے سات صورتین پیدا ہین اس ابر کو دیکھکر ہفت پیکر
گھبرا گیا پکار اُٹھا کیون بندگان من یہ کون بندۂ بے ادب آتا ہی سب جادوگرونکا
سرکردہ ہفت رنگ جادو راز دار ہفت پیکر جو پہلو مین بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ
یا خداوند قدرت نے نہین پہچانا سنبل ہفت گیسو کی آمد ہی سحر بھی جب کرتی ہی
زمین ہلا دیتی ہی ملکہ خوشبو دماغ رس اسی کا پیر ہی جسکے سحر سے کوئی بچ نہین سکتا ہی
ملکہ مشکبار نے اسی سے خوشبوے دماغ رس کو لیا ہی اسکا سحر چلا اور خوشبوائی
حریف اسکا دیوانہ ہوا ہفت پیکر نے گھبرا کر کہا قدرت نے ان شاہزادیون کو
کیون تعلیم کیا قدرت یہ نہ جانتے تھے کہ یہ شاہزادیان ایسی بدکار ہونگی مصاحب سب
بول اُٹھے یا خداوند ایسا کلمہ زبان سے نہ فرمایئے مسلمان سنین گے تو اعتراض کرینگے
کہین گے کہ قدرت نے جو پیدا کیا تو انجام انکا نہ سمجھ لیا یہ کیسے خداوند ہین انھین وجہو نسے
مسلمان لوگ آپ کو نہین مانتے لات و منات و سامری و جمشید کو بھی نہین
مانتے اب مناسب ہو تو قدرت تقدیر کرین انکے دلون کو پھیرین یہ حرکات ان
سے موقوف ہون قدرت کی بدل اطاعت کرین ہفت پیکر نے کہا قدرت نے
جب اُنکو پیدا کیا تو آخر مین مقام انکا جہنم لکھا ہی یہی مصلحت تھی کہ انجام انکا شرکت
مسلمانان ہی اب قدرت تقدیر کیا کرین جس حال مین ہین اُسی حال مین رہنے دو

یہان سنبل ہفت گیسو جو ابر سے نکلی سب ساتھ کی شاہزادیان کھڑی تھین اُن مین آگ
لگگئی کہ او ابر گلنار اُٹھا وہ بھی آگر شق ہوا ملکہ لالہ عذار آکر پہونچی چالیس شاہزادیان
اِسی کرّ و فر سے آکر پہونچین ایک مہینہ کئی دن کے بعد نوبت نقارے کی آواز آئی
اتنی بڑی گرد اُٹھی کہ ہفت پیکر گھبرا گیا کہا کیون بندگان من حمزہ کی آمد سے زیادہ
شور معلوم ہوتا ہی آخر یہ کون آتا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ
عرض کی کافرون نے کافر کو بد دعا دی قطعہ ای فخر جہانبانی و فا ساقط از و + گوہر
بہ دہن داری و را ساقط از و + روزان و شبان ز حق تعالیٰ خواہم + مرکب وحدت
خدا و یا ساقط از و + قدرت کی عمر دراز نہ ہو تقدیر کو کمی مزاج مین برہمی طلسم کشا
تشریف لاتے ہین یہان سے سب سردار مع صاحبقران زمان براے استقبال روانہ
ہوے بیٹے کی شوکت بڑھانا منظور ہی تو خود براے استقبال فرزند گئے ہین اور
فرماتے ہین کہ یہ طلسم ہفت پیکر کا صاحبقران ہو رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح طلسمی
حاصل کی اور مرحلہ جات فتح کر کے آیا ہفت پیکر کا وہی ہم نبرد ہی انشاء اللہ سامنے
اُسکی شوکت کے ہفت پیکر گرد برد ہی ہفت پیکر نے سنکر جواب دیا جسقدر چاہین
شوکت بڑھائین کل سے وہ فوجین آئینگی کہ مسلمان جسکے سامنے حقیر معلوم ہونگے
اِس لشکر کشی کو بھول جائینگے ای ہفت رنگ طائران خبر رسان کو حکم دے
کہ تاجدارون کو خبر کر دین کہ کل سے آمد شروع ہو جاے یہ ذکر تھا کہ دامنہ گرد
شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے رُستم پیلتن چار سو سردار تاجدار چہار جانب
سے گھیرے ہوے ایک طرف شاہزادیان مشتاق جمال رُستم منتر سمک یلداقی
بانہانے عیاری سے آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر تیرہ لاکھ سوار
و پیدل فوج کے دَل کے دَل اور جملہ افسران ساحران ہمراہ اِدھر لندھور و مالک
وغیرہ سرداران صاحبقران و قاسم و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملاتے
ہوے قاسم فرماتے ہوے کہ آج قبلہ و کعبہ نے کیا لشکر کشی کی ہر کبھی کسیکو یہ دن
نصیب نہین ہوا بدیع الزمان سنکر جواب دیتے ہین کہ یہ خاوری کس بات پر

بلبلاتا ہی شکر ہی کہ میرے بڑے بھائی نے اِس طلسم وسیع کو فتح کیا حقیقت مین ایسا لشکر لیکر آئے ہین کہ مین نے جنگ ہفت صف کو ننگا ہون سے گرا دیا ورنہ وہ لشکر کشی میری بھی ایسی ہوئی کہ ہفت دفاتر مین مرقوم ہی کہ ایسی لشکر کشی کسی نے نہین کی مگر آج طبیعت مثل گل شگفتہ ہی میرے بھائی کو خدا نے یہ مرتبہ دیا کہ ہفت پیکر پر لشکر کشی کی ماشاءاللہ کس دھوم سے آئے ہین کہ طبقے زمین کے اُڑ گئے بقول شاعر فرد زسم ستوران درین پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + فردوسی نے یہ شعر آج ہی کے دن کے لیے کہا تھا صاحبقران لشکر سے خود نکل آئے رُستم نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے جُھک کر سلام کیا امیر نے ہاتھ پھیلا کر مثل جان کے آغوش مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا ای نور نظر شکر پروردگار کرتا ہون کہ مجھکو تم ایسا فرزند پروردگار نے مرحمت فرمایا کہ ایک طرف سے پھر گرد اُڑی بارہ ہزار جوانان زرین پوش بارگاہ زرین لیکر حاضر ہوے بڑھکر اُس بارگاہ کو اِستادہ کیا افسر اُن سب کا جوان زرین پوش دست بستہ سامنے رُستم کے آیا کہا حضور بارگاہ زرنگار مین جلوہ فرما ہون زرہ خیز وفا شعار غلام کا نام ہی رُستم اُسکے ساتھ بارگاہ زرنگار مین تشریف لائے صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین گئے رُستم بھی آکر بیٹھے شاہزادیون نے محفل عیش و سرور کو ترتیب کیا گائنین خوش گلو بہ خوش آوازی اِن اشعار کو گانے لگین نظم

کون پوچھے حال تلخی عاشق دلگیر سے	ہو گئے ہین بند لب شیرینی تقریر سے
جوش وحشت کشمکش اُس ناتوان دلگیر سے	جو نہ در تک پہونچے صحن خانۂ زنجیر سے
کام ہوتے ہین جوانون کے سپہر پیر سے	پشت خم سیدھی نہو گی پر کسی تدبیر سے
دوستو اے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے	سر کٹائین گے کہ انبو جنگ ہی تقدیر سے
صبحدم جاتا ہی پہلو سے مرے وہ مہ جبین	دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے
ہون غضب سے اِسکے سرگرم فغان شعلہ زن	جلگیا جی احتراق زہر کی تاثیر سے
لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین بھاگے نہ دل	ہین مشابہ آپ کی زلفین بہت زنجیر سے

کام جز الفت نہین ای کاتب اعمال یان
طوطیان سیکھین کہان ہی نالۂ رشک آفرین
ہون سزاوار ستم مین نے کیا ہی جرم عشق
ای فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل +
حسن کی نیرنگیون سے کم نہین از رنگ عشق
رشک داماں جواہر اور لکھی ہی غزل

فائدہ حرف مکرر کی بھلا تختہ پر سے
ہو نہ زیب پشت آئینہ تری تصویر سے
بوالہوس ہین بگینہ پھر کیون ڈرین تقدیر سے
دیکھنا بھی مست نہ جائے سرمۂ تسخیر سے
نو بہ نو جلوہ ملا نو رنگ کی تغییر سے
جسکو مفلس کم نہ جانے نسخۂ اکسیر سے

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا لیکن ہفت پیکر جو پلٹ کر آیا چھپر کھٹ پر آ کر گرا غم و غصے سے بیہوش ہو گیا رات بھر خواب ہاے پریشان دیکھے جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب کاشانۂ مشرق سے نکلکر براے تسخیر عالم چرخ زبرجدی پر آ کر ٹھہرا تمام عالم کو منور و نورانی کیا صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آ کر دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہوے سردارون نے سُنا کہ صاحبقران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار آنے لگے رُستم کو خبر ہوئی کہ قبلہ و کعبہ دربارگاہ سلیمانی پر تشریف رکھتے ہین براے سلام حاضر ہوے چار سو سردار ہمراہ کل شاہزادیان لباس زرق و برق پہنے ہوے ساتھ ائین کرسیون پر بیٹھین ہین گلچینی گلشن جمال رُستم کی کر رہی ہین سب سے زیادہ ملکہ سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلیٰ بہ نگاہ غور جمال رُستم کو دیکھ رہی ہی امیر بہ غور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ ماہی بحر و نہنگ بحری دور بیٹھی ہین مگر اُٹھ اُٹھ کے نظارہ کرتی ہین صاحبقران نہایت خوش ہین وہ جادوگرنیان کہ جو امیر پر عاشق ہین وہ دور بیٹھی ہین ملکہ گلگونہ دختر حاکم زندانخانہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی ہفت پیکر نے جو یہ خبر سُنی کہ صاحبقران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار جمع ہین حکم دیا کہ تخت قدرت کا باہر بچھے ہفت پیکر بھی آ کر باہر بیٹھا مگر ہفت پیکر جب اپنے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہی لشکر قلیل دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی وزرا امرا سے کہہ رہا ہی کیون ای بندگان من لشکر قدرت بہت کم ہی سردار عرض کرتے ہین قدرت نہ گھبرائین ایک دن مین اِن سب کو آپس مین لڑوا کر کٹوا دینگے اِنکی کیا حقیقت ہی یہ میلہ

رُستم نے جمع کیا ہی اِسکا مٹانا کتنی بڑی بات ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارہ کی آواز کان مین آئی قرنا کی آواز ہیبت ناک تا بہ گوش گردون پہونچی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا ایک تاجدار کو تخت پر پایا تین لاکھ فوج پشت پر اِس کروفر سے آکر پہونچا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ایک طرف آکر بیٹھا فوج کو اُتار دیا تین لاکھ سوار و پیدل جو اِسکی پشت پر تھے وہ لشکر ہفت پیکر سے ملکر اُتر پڑے بارگاہین خیمے استادہ ہوگئے امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام تاجدار تین لاکھ فوج سے آیا ہی اور اب کل تاجدار خراج گزار ہفت پیکر آکر شریک ہونگے سب طرف سے لشکر کشیان ہو رہی ہین کہ دوسری گرد اُڑی صمصام تاجدار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا دن بھر مین چار تاجدار آئے شام ہو گئی صاحبقران تماشہ دیکھا کیے لیکن ہفت پیکر خوشی خوشی تخت سے اُٹھا کہتا ہوا بندگان مابدولت کس لطف سے آرہے ہین اِسقدر بندے بہرے آئینگے کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکے گی اب بندگان نیک نے اپنے مقام سے خروج کیا ہی سب آکر شریک ہونگے مسلمانونکو اب معلوم ہوگا کہ لشکر کشی کرکے چلے آئے طلسم فتح ہوا قدرت نے دخل نہین دیا اب قدرت تقدیر نو کرینگے مسلمانون کو سنگ سیاہ کر دینگے لاشون سے اِن کی کل میدان بھر دینگے بہت خوشی سے اُٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا سب تاجدار اور ساحران غدار گرد آکر بیٹھے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ لشکر کشی اب ہوگی چار پہر رات اِنھین ذکرون مین گذری ہفت پیکر پھولا ہوا بیٹھا ہی گانے والے غزلین ٹھمریان سامنے اِسکے بنا بنا کے گا رہے ہین یہ سُن رہا ہی

نظم

مژدہ صحت سُنا دل دُکھ گیا آزار کا　　آگیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا

ای دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہی　　لیگیا سا غرمزہ منھ چوم کر دلدار کا

جھانکتی ہین آرزوئین میری تجھکو بار بار　　کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا

بارش گریہ سے اتبو میری یہ نوبت ہوئی　　تھم نہین سکتا ہی آنسو روزن دیوار کا

دل مین سوسو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے　　اتبو میرا سا ہوا عالم مزاج یار کا

تجھکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور — مین نہین رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اُسکی زلف پر — بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا
اہنو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے — بعد مدت رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
پارہ ہائے قلب سوزان آکے کھائے تو سہی — دیکھ لین گے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا
ایک عالم ہی دل دیوانہ کا اتنک لنسیم — کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ہفت پیکر بیٹھا تقدیرین بگھار رہا ہی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان شکست فاش کھائی داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش مع فوج ضیا و شعاع تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا لشکر نے ضیا و شعاع کے دنیا مین عملداری کی تمام عالم روشن ہو گیا گلون نے آب شبنم سے منھ دھوئے غنچے چٹکنے لگے شاخونکے خم مثل شمشیر دودم نخل راست بازی مین نیزے معلوم ہوتے ہین سارا گلشن صحرا باغ باغ لالے کے دل مین داغ نسیم سحری چل رہی ہی یا تلوار چلتی ہی مگر قدم اُٹھانا بہ آہستگی باد صبا کا دستور ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھتی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو گرد اُڑے اور چہرۂ گل پر پڑے تو باعث حجاب ہو ایسا نہ ہو کہ غنچون کو اضطراب ہو صاحبقران بیرون بارگاہ آکر بیٹھے کل سردار بھی حاضر ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی قبیل جادو تین لاکھ ساحرون سے نمایان ہوا آکر قدمون کو ہفت پیکر کے بوسہ دیا برائے سجدہ جُھکا ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم یہ ساحر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ دوسری گرد اُڑی معمور قلم کش تخت پر سوار اسباب نوشت وخواند آگے رکھا ہوا ایک سفید کاغذ آگے مو قلم ہاتھ مین لشکر طلسم کشا کی تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی کئی تختے کاغذ سفید کے سیاہ کر دیے ہین جو جادوگرنیان نامی ہین اوّل اُنکا نام لکھا اُسکے نیچے مد کھینچکر سوار و پیدل کی تصویرین کھینچ رہا ہی چار لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ جھولیان گلے مین پڑی ہوئین عجائب وغرائب اپنے دکھاتے ہوے آتے ہین لیکن ہفت پیکر نے جو معمور قلمکش کو آتے دیکھا تخت پر کھڑا ہو گیا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ ساحر آیا کہ جسکا مثل طلسم ہفت پیکر مین نہین ہی دیکھو کیا منتظم ہی

کہ تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی جن جنکی تصویرین کھینچی ہین جسوقت یہ سحر کریگا اُن جادوگرنیونکا
کہ غبار اسلام جنکے دل پر چھایا ہی وہ سب دفع ہو جائیگا قدرت کو سجدہ کرنے آئینگی معمور
نے آکر ایک جانب لشکر اُتارا خود بیدل ہو کر سامنے ہفت پیکر کے آیا آکے سجدہ کیا
ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ خاص الخاص کیا انتظام کیا معمور نے عرض کی جن شاہزادیونکے
نام معلوم ہوے اُنکی تصویرین کھینچ لین میدان کارزار مین حال کھلیگا ہفت پیکر نے
معمور قلم کش کو دنگل زرین مرحمت کیا اُسپر یہ آکر بیٹھا کہ دوسری گرد اُڑی سیلاب
دریا نوش گرداب گوش پانچ لاکھ ساحرون سے پیدا ہوا ایک دریا جوش
مارتا ہوا اُس دریا پر اِسکا تخت قائم ہی فوج والے دریا کو جھیلتے ہوے شکار ماہی
کھیلتے ہوے بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچا لشکر ایک سمت آکر ٹھہرا دریا کو ایک
جانب قائم کیا دریاے مواج و قہار جوش مار رہا ہی کہ پھر گرد اُڑی مہلول دیگوش
تین لاکھ فوج سے آیا آکر لشکر کو اُتارا خود خدمت ہفت پیکر مین آیا آکر دنگل پر بیٹھا
ہفت پیکر سے پوچھ رہا ہی کہ کون کون پہلوان لشکر طلسم کشا مین ہین اُنکا نام مجھے بتائیے
کہ میدان مین جاکر اُنکو ٹوکون یا طلسم کشا کو للکارون جب طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
دیکھنے والے دیکھ لین گے بخوبی ظاہر ہی کہ آجتک کوئی پہلوان آپ کا نامی وگرامی
طلسم کشا کے مقابلے مین نہین پہونچا ورنہ طلسم کشا کا یہ زور و شور نہین ہوتا قدرت
نے غلام کو آخر مین طلب فرمایا ورنہ ابتک یہ خرابیان نہ ہوتین طلسم کشا کو قدرت
نے زور دیا ہفت پیکر نے کہا قدرت کو منظور تھا کہ زور و شور طلسم کشا کا ہوے
تب اِسکو مٹاؤن ای مہلول دیکھ توکسقدر لشکر ہی کہ بیک نگاہ تھکتا ہی طائر خیال
وسعت لشکر مین نہین اُڑ سکتا پیک گمان کو تصور ہی کہ اگر وسعت لشکر کو طی کرون
ایسا نہ ہو کہ بیچ مین گر پڑون کوئی ایسا نہین کہ لشکر کا شمار کر سکے ملا زمین سچ کہتے
تھے کہ اِسقدر لشکر آئیگا کہ لشکر طلسم کشا عشر عشیر معلوم ہوگا آخر وہی ہوا ابھی آمد پہلوانان
موقوف نہین ہوئی یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار
تین لاکھ فوج پشت پر سوار ان جنگی نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے چمکاتے ہوے

اس گرد فر سے شاہور فیل پیکر آکر پہونچا ماہور دیوکش چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
ایک مہینہ کامل روز نیا پہلوان آیا اور فوج کو اُتار دیا خدمت ہفت پیکر مین حاضر ہوا
سجدہ کیا دنگل آہنی ملا ساحرون مین اور پہلوانون مین یہ فرق ہی کہ پہلوان دنگل ہاے
آہنی پہ بیٹھے ہین اور ساحر دنگل ہاے زرین پہ اپنے اپنے عہدون پر قایم ہین ہفت پیکر
نے جو پلٹ کر دیکھا ستر ہ سو سردار پہلو مین بیٹھے ہین لشکر بے حد و بے حصر ہی تمام صحرا
لشکرون سے معمور ہی جہانتک نظر کام کرتی ہو لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی زیادتی لشکرو
جاؤ لشکر کا دیکھکر ہفت پیکر مغرور ہوا کہا کل طبل جنگی بجواؤنگا لشکر والے جو غل مچائینگے
اہل لشکر طلسم کیشا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے یہ غرور دل مین ہفت پیکر کے آیا ہو کہ صحرا
سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والا ندبیر بہ جمعیت کثیر آکر پہونچے
جادوگرنیان بھی ساتھ ہین پہلوان بھی ہمراہ لشکر عمدہ اِس گرد فر سے جو جہانگیر آکر
پہونچے علمشاہ نے بھائی کو گلے سے لگایا کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑے کار
نمایان کیے بڑے بڑے سرکشون کو مار ا تمھارا آنا باعث تقویت ہوا دن بھر مین
جہانگیر کا لشکر آکے داخل ہوا دوسرے دن پھر گرد عظیم بلند ہوئی ایرج و نور الدہر
بصد شوکت آکر پہونچے جادوگرنیان عاشق جمال ایرج و نور الدہر ہمراہ ہین صاحبقران
نے اِن دونون کو آتے دیکھا کہ بصد شوکت دونون شیر آئے گھوڑون سے اُترے
رُستم نے لشکر کے واسطے مقام بتایا لشکر اُترا یہ دونون جوان بہ ادب تمام سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے دونون کو گلے سے لگایا فرمایا تمنے بھی اِس
طلسم مین کارہاے نمایان کیے کئی قلعے تمھاری ذات سے فتح ہوے نور الدہر نے
عرض کی ایرج نوجوان نے وہ طلسم فتح کیا کہ جسکے سبب سے راستہ کھلا ورنہ سالہا
سال رُستم کو تکلیف ہوتی راستہ نہ ملتا لکھا ہی کہ سب سردار دو ہفتے مین آکر پہونچ گئے
اب ہفت پیکر کے ہوش اُڑے کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ نے سب ملک فتح کیے کس
کر و فر سے آکر پہونچے صاحبقران فرماتے ہین نہین معلوم روح لشکر وجان لشکر
سعد شہریار پر کیا گذری کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے علمہاے زرنگاری کے

پھر ہرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر سعد بن قباد والانژاد تخت طاؤس پر سوار پشت پر کئی لاکھ کا لشکر جادوگرنیان عاشق جمال بے مثال ابرون مین مخفی صاحبقران زمان نے جو آمد بادشاہ لشکر اسلام دیکھی خود اُٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کیا خدا نے فضل کیا کہ بادشاہ اسلام آگئے اب لشکر مین رونق ہوئی تخت سلیمانی خالی تھا آگے بڑھکر استقبال کیا صاحبقران کو بادشاہ دیکھکر تخت سے کودے بہ ادب تمام سلام کیا صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا حضور کا تشریف لانا باعث برکت ہوا اب دو میدان لشکرون سے بھرے ہین لیکن فوج ہفت پیکر اب بھی بہت ہی بادشاہ تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام چھ لاکھ فوج سے تشریف لائے اور کئی جادوگرنیان نامی گرامی ساتھ ہین تخت سلیمانی پر جلوس ہوا نوبت نقارے بج رہے ہین صاحبقران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ہفت پیکر نے نگاہ اُٹھا کے کہا چالیس کوس کا میدان لشکر مسلمانان سے بھرا ہوا ہی مگر قدرت کا لشکر سو کوس کے گرد مین ہی کہ قلم کش نے عرض کی قدرت میرے نام پر طبل جنگی بجوائین جتنی جادوگرنیان ساتھ آئی ہین کل اُنکو تسخیر کردون ہفت پیکر نے بلبلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری پر چوب پڑے بائیس سو نقارہ بجا زمین ہلنے لگی صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہی عمرو نے عرض کی ہرکارے وہان حاضر ہین تھوڑے ہی عرصے مین ہرکارے آئینگے یقین ہی کہ ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا ہو یہ ذکر تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی اور ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر آکر حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوا دیا معمورہ قلم کش نے دعویٰ کیا ہی کہ کل ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا اور جادوگرنیان آکر سجدہ کرینگی صاحبقران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی

بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل وکاتب تقدیر نے صفحۂ قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آنی ہی خواجہ عمرو یہ حکم سُنکر نقارخانہ سکندری مین آئے قلابۂ چینی اور کبابۂ چینی دو نون دارو غاؤن نے دو دو اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دکھلائی خواجہ نے چارون اشرفیان اُٹھالین فرمایا مین آگاہ ہون کہ تمھاری آمد کم ہی صرف زیادہ ہی اگر نذر نہ لونگا تو تم رنجیدہ ہوگے یہ کہکے چوب اُٹھائی نقارۂ سکندری پر چوب پڑی سات سو نقارہ بجا زمین تھرّا گئی ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا اُچھل پڑا کہا یارو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ دل کانپ گیا واقف کارون نے عرض کی کہ نقارخانۂ سکندری نوازش مین آیا نقارخانۂ سلیمانی باقی ہی ایرج و نورالدہر و جہانگیر و بادشاہ جمجاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک ہنگامہ برپا ہوا جادوگرنیون نے اپنے اپنے ابر کو جنبش دی کہین آگ برسی کہین پانی برسا کہین تیر برسے کہین تلوارین کہین خنجر آبدار لیناالبینا کی لشکرون مین پکار ہفت پیکر نے سر اُٹھاکر کہا ارے یہ نقارۂ رزمی بجے کہ قیامت آشکارہ ہوئی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات دریاے لشکر مین جوش و خروش تھا ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ کل قیامت کا معرکہ پڑیگا اگر مغلوبہ ہوئی تو منزلون تلوار چلیگی ایک کو ایک کی خبر نہ ہوگی چار پہر رات گذرکر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شہنشاہ زرین پوش کے ہاتھ سے شکست کھائی فوج ضیا و شعاع غالب آئی شہنشاہ ماہ تابان جاکر قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تسخیر عالم کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم منور و روشن ہوگیا فوجین میدان کارزار مین آنے لگین اولاً اول رُستم پیلتن مرکب استر بالا کبود فرنگی پر سوار چار سو سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے ایک طرف سب جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر کوئی باز پر کوئی قرقرے پر سوار نہ زور و شور سے میدان کارزار مین آکر پہونچین ایک طرف سے صاحبقران ایک طرف سے ایرج نوجوان ایک جانب سے نورالدہر بن بدیع الزمان طرفے دست راست کے قاسم و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملتی ہوئین تلوارین تولتے ہوے ایک کو ایک ڈراتا ہی قاسم کہتے ہوے کہ چچاجان آپ نے ملاحظہ کیا کہ

ایرج کس زور و شور سے آیا ہی ماشاء اللہ کیا لشکر پایا ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ای
فرزند دیکھو ظاہر ہی کہ نور الدہر کے لشکر پر کیا رونق ہی کیا سرخ ادرعدہ ہین خود جبری بہادر
ساتھ والے صف شکن تیغ زن اپنے آقا کی محبت مین مبہوت ہو رہے ہین اسوقت
کی آمد دیکھو لشکر کی شد و مد دیکھو قاسم جھلا کر فرماتے ہین آمد لشکر مالک تو ملاحظہ کرو
بدیع الزمان فرماتے ہین ہندیونکا لشکر ہی کہ باغ کھلا ہی اِن جوانون سے کون مقابلہ
کر سکتا ہی عربون کو کیا دیکھین صدہا من کا بوجھ لادے ہوے ہندی شگفتہ مزاج
سپاہیون کے سر کے تاج بار خود سر نہین اٹھا سکتا بار زرہ سے جسم نا آشنا بہادر
جرأت مین یکتا فرامرز وغیرہ باتون پر بدیع الزمان کی ہان ہان کرتے ہوے جب
قاسم کچھ بولے جمہور وغیرہ پکار اُٹھے آقاے نامدار آپ درست فرماتے ہین دست
راستی پہنتے ہین دست چپیون پر آوازے کستے ہین شاہزادہ خسرو شیردل بارہ ہزار
مرصع پوشون کو ساتھ لیکر ایک جانب ٹھہرے ہین انتظام کر رہے ہین جو سوار آگے
بڑھ گیا اُسکو پیچھے ہٹایا جو پیچھے ہٹا ہی اُسکی باگ پکڑ کے جھٹکا مارا اور سوارون کے
برابر کر دیا دامن گردانے آستینین چڑھائے ہوے لشکر رستم کا انتظام کر رہے ہین
سب پہلوانون کو شانے سے شانہ ملا کر ایک جانب ٹھہرایا ہی سوار ایک طرف پیدل
ایک جانب اِسطور سے لشکر کو آراستہ کیا ہی کہ علمشاہ نے بڑھکر آواز دی بھائی صاحب
کیون آپ تکلیف فرماتے ہین خسرو نے جواب دیا بھائی صاحب ہمارا فخر ہی کہ آپ کی
خدمتگزاری کرین کیا خدا نے مجھکو بغاوت سے بچایا کہ قبلہ وکعبہ سے نہ مقابلہ ہوا آپ سے
بھی امتحان مین بچا آپ کی جرأت کا کیا ذکر کرون ہرچند کہ آگاہ نہ تھے مگر کیا خلق صرف کیا
آپ اولاد صاحبقران مین رستم مین صاحب شوکت وحشم ہین لشکر صاحبقران زمان
کی صف آرائی پہلوان عادی کر رہے ہین جس پیدل کا پانون بڑھگیا سونٹا مارکے
اُسکو برابر کیا یکایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد ہفت پیکر شروع ہو گئی سب نے دیکھا
کہ ہفت پیکر تخت پر سوار ہی ستر ہزار سو پہلوان گرد گردون کش تخت کو اِس بدبخت کے
گھیرے ہوے ایک ایک نشۂ جرأت مین چور متکبر و مغرور ایک سے ایک کہتا ہوا

کہ دیکھو یارو لشکر آتا ہی کہ دریا موج مار رہا ہی لشکر مسلمانان بہت کم ہی جب ہم لوگ بڑھینگے افسران صاحبقران کا سر کاٹ کر پھینکدینگے ساحر جانورون پر سوار بازبط قرقرے اُڑاتے ہوے ہر ایک ہفت پیکر سے یہ عرض کر رہا ہی کہ یا خداوند مجھکو اجازت ملے یہ نازنینان مہ جبین عاشق رُستم ہوکر آئی ہین اِنکو دیوانہ کردین سب سے زیادہ معمور قلم کش بلبلایا ہوا تصویرین شاہزادیون کی ہاتھ مین اُن تصویرون پر سحر کرتا ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے کہتا ہی یا خداوند آج مجھکو اجازت ملے کہ جاکر مقابلہ کرون اِن شاہزادیون کو گرفتار کرکے قدرت کو سجدہ کرا اُون ہفت پیکر کہتا ہی نقیبون سے کہو دریافت کرین کہ لشکر ہمارہ اسقدر ہی چند نقیب کہ قریب تھے اُن سے جب پوچھا اُنھون نے کہا قدرت کے ساتھ لڑنے والی اَسّی لاکھ فوج ہی ہفت پیکر نے کہا اگر یہ سب ملکر غل مچائین تو مسلمان خوف سے زندہ نرہین پھر ہفت پیکر بولا ارے یارو لشکر مسلمانان کا شمار بتاؤ نقیبون نے عرض کی چالیس لاکھ فوج سے زیادہ نہین ہی ہفت پیکر پھول گیا کہا قدرت تقدیر کر چکے ہین کہ یہی مقتل مسلمانون کا ہی اِسی صحرا مین اِن سب کے خون بہین گے جو صاحب رُستم کہلاتے ہین اُنکی گرفتاری کو کیسے کیسے پہلوان آئے ہین سحر تو اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر پہلوان وہ وہ صاحب طاقت آئے ہین کہ رُستمی مٹادینگے اِس کرّ و فر سے لشکر کفار میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر کا تخت قلب مین ٹھہرا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین جہان پر رُستم کھڑے ہین بارہ ہزار جوانان زرین پوش گھیرے ہوے ہین شاہزادہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین آگے سبکے صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھے ہوے بہ مرتبۂ صاحبقرانی نیزہ ہلا رہے ہین نقیبون نے جانبین کی صفین آراستہ کین کرگیت کرکا کھکر ہٹے کہ معمور قلم کش طاؤس سے کودا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا دست بستہ اجازت خواہ ہوا ہفت پیکر نے غرور مین جواب دیا کہ اپنے یدِ قدرت کے تجھکو سپرد کیا معمور پھر طاؤس پر سوار ہوا طاؤس اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جس ساحرہ کو تمنائے مرگ کی ہو آکر مقابلہ کرے جیسے ہی معمور نے پکارا الملک لالہ عذار

داغ محبت دل پہ قمری پر سوار تھی سامنے تخت شاہی کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا ای لالہ عذار تمھین خدا کے سپرد کیا لالہ عذار نے قمری کو اُڑایا آکر رستم کو سلام کیا رستم نے پوچھا کیون ای لالہ عذار کیا قصد ہی عرض کی یہ معمور قلم کش بہت بلبلا رہا ہی اِسکا نام دفتر ساحران سے مٹاؤن اگر میر اشعبدہ چل گیا تو گرفتار کر کے اِسے لاؤن رستم نے بھی اجازت دی لالہ عذار قمری کو اُڑا کر سامنے معمور کے آئی معمور نے کہا ای لالہ عذار تمنے بڑا غضب کیا کہ دامن قدرت چھوڑا اِس مذہب روشن سے منھ موڑا چلو تمھین قدرت یاد فرماتے ہین لالہ عذار نے کہا مدت ہوئی ہین تو اُسپر لعنت کر چکی اب تو معمور جھلایا جھولی سے گولہ نکالا لالہ عذار پر پھینکا لالہ عذار نے دستک دی کہ گولہ اُلٹا پلٹا معمور نے گولے کو پیوند زمین کیا لالہ عذار و معمور جادو کے آپس مین دو چار سحر رد و قدح ہوے لالہ عذار نے زلف عنبرین کو کھولا پکار کر آواز دی ای زلف آرا جلد آ معمور پر اپنا رنگ جما گوشۂ صحرا سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش گلدستہ پھولونکا ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین پائچے سنبھالے ہوے یہ غزل عاشقانہ بیتابانہ گاتی ہوئی سامنے معمور کے آئی

نظم

مزا صیاد لوٹین گے ہمارے شعر موزون کا ۔ نشیمن ہی قفس ہر آشیان ہی مرغ مضمون کا
رفیع القدر ہر مصرع ہی اپنی بیت موزون کا ۔ نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
زبانسے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتی ہین ۔ لب معجز بیان سے سُنتے ہین افسانہ افسون کا
نگہ میری نہین مد نظر پر غیر کے پڑتی ۔ وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے ۔ زمانہ آئنہ ہی اپنے اقوال دگرگون کا
تلاش ای نو گل خندان ہی تیری جسقدر مجھکو ۔ نہ ہوگا اِسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا
بنایا صبح سے تا شام اُنکو آئنہ رکھکر ۔ بلا سے اُنکی سودائی ہو کوئی زلف شب گون کا
محبت ہوتی ہی معشوق کو بھی عشق کامل سے ۔ زمین مین سانھ قارونکے گڑا ہی گنج قارون کا
نشاط و عیش کا سامان ہی تجھ بن مرگ کا سامان ۔ صدائے چنگ گولی تیر ہی آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے — نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا
نہایت دل مراد بد ار کا قاتل کے بھوکا ہی — قضا دکھلا چکی منھ مجھکو میرے تشنۂ خون کا
گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب جا ہے — سگ لیلی کا حق ہی اُستخوان ہی جو کہ مجنون کا
بنایا ہی زلبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے — وہ رُخ جوش صفا سے رشک ہی قلب فلاطون کا
جنون بیچل عدم کو یان بھی گھبراتا ہی دم اپنا — کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
صفا کے واسطے منجن وہ بت دانتو نمین ملتا ہی — خدا حافظ ہی آتش آبروے دُر مکنون کا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی جو سامنے معمورۂ قلم کش کے آئی ہاتھ اٹھا کر کہا کیون صاحب تمکو ہمارا خیال نہین ہم دور سے تمھارے واسطے آئے تم میدان کارزار مین قلم دوات لیکر بیٹھے ہو مو قلم تو پھینکو دوات کنارے ڈالدو ایسا نہو منھ مین تمھارے سیاہی لگے جو لوگ عاشق ہین تمپر ہنستے ہین آوازے کستے ہین کہ معشوق طالب ستمپر غرور غالب یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مو قلم اُسکے ہاتھ سے لیکر پھینکا لالہ عذار کی تصویر اُٹھا لی کہا صاحب یہ تصویر مجھکو بُری معلوم دیتی ہی چاہا کہ تصویر چاک کرون کہ دونون عارض پر زلفین چھوٹی ہوئی تھین اُن زلفون سے شعلۂ آتش نکلا کہ زلف آرا کا ہاتھ جل گیا تصویر کو چھوڑ دیا تصویر ہوا مین اُڑی لالہ عذار کے سامنے پہونچی جیسے ہی تصویر پر لالہ عذار کی نگاہ پڑی گھبرا گئی چہرہ گلنار ہوا آنکھین اُبل آئین پکار اُٹھی کہ ای زلف آرا تم جاؤ تمھارا اب کیا کام ہی تمھاری ضرورت ہو چکی اب تمھارے یہان ٹھہرنے مین باعث خرابی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا — مین موے پر روز جی جاتا رہا
زندگی کی ہمنے مر مر کر بسر — وہ بت ترسا جو ترساتا رہا
واہ بخت نارسا دیکھا تجھے — نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا
وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی — رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا
چھوڑ کے چاہ ذقن نکلا نہ دل — لاکھ گیسو اُسپہ لہراتا رہا
راہ تکتے تکتے آخر جان گئی — وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
دیکھ اُسکو ہو گیا مین بے خبر
کیا کہون کسطرح فرقت مین جیا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا
اُس مسیحا کی امید وصل مین
عشق کا رعنا مرض ہر لادوا

ہاتھ مین مل ملکے پچھتاتا رہا
دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
خون دل پیتا تو غم کھاتا رہا
سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
شام جیتا صبح مرجاتا رہا
کب سُنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی لالہ عذار سامنے معمور قلم کش کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی معمور نے کہا چلو قدرت بلاتے ہین لالہ عذار دوڑی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے پہونچی کہا قدرت معاف فرمایئے خطاہاے گذشتہ کا خیال نہ کیجیے ہفت پیکر خاموش ہو رہا لالہ عذار تخت پر ہاتھ رکھکے کھڑی ہوئی ہفت پیکر کی تعریفین کر رہی ہو کہ آپ خداوند برحق ہین ہم آپ کے تابعدار ہین معمور نے پکار کر آواز دی اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سنبل ہفت گیسو بڑھی کہ بادشاہ سے اجازت ہون مگر رُستم فرمارہے ہین لالہ عذار نے کیا حرکت نالائق کی شفق خونخوار نے دست بستہ عرض کی حضور وہ ہوش مین نہین ہی معمور قلم کش بلا کا ساحر ہو کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو نے عرض کی کنیز کو تو اجازت ملے دیکھیے اِس قلم کش کا کیا نقشہ کرتی ہون رُستم نے فرمایا ای سنبل روز اول کا مقابلہ ہو ہفت پیکر کا غرور بڑھے گا تم سب صاحبون کی خوشی ہو تو مین میدان کارزار مین جاؤن معمور کو جا کر سمجھاؤن سنبل ہفت گیسو نے رکاب پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور ملاحظہ تو فرمائین وہ سحر کرون کہ دیوانہ ہو جائے خدمت حضور مین آئے لالہ عذار بھی رہا ہو اِس بلا سے نجات پائے ملاحظہ فرمایئے وہ مبہوت ہو رہی ہو ورنہ لالہ عذار عاشق صادق سرکار ہی ہوش مین نہ رہی تب یہ حرکت اُس سے سرزد ہوئی کنیز ایسا ہی سحر کریگی کہ معمور کا یہی حال ہو سنبل تو رُستم کو روکتی ہی اور رُستم کہتے ہین کہ ہمراہی جانا مناسب

کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ آواز آئی کہ گھوڑے بھڑکنے لگے سب نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر
آگے آگے پشت پر اسّی ہزار قزاق کہیں سے لوٹ مار کر آئے ہین گھوڑے لدے پھندے
شیرینی کھاتے ہوے ایک ڈلی آپ کھائی دوسری ڈلی گھوڑے کو کھلائی غضنفر نے
جو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست میدان مین للکار رہا ہی رُستم کا ارادہ ہی کہ مین نکلون
مگر جادوگرنیان رُستم کو روک رہی ہین وہین سے نعرہ کیا کہ ماموں جان ٹھہر جائیے
رُستمی نہ دکھائیے یہ ملعون میرا شکار ہی اتفاق سے ادھر گذر ہوا یہ قزاقون کے عیش و
آرام کا وقت ہی اُترنے کا مقام اِسطرف ڈھونڈھتے ہوے نکل آئے صاحبقران
کو دور سے سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر پوچھا نانا جان مزاج تو اچھا ہی صاحبقران نے
مسکرا کر فرمایا آپ کی عنایت چاہیے غضنفر نے اسپ باد پا کو بڑھایا تیغہ روئین شگاف
نیام انتقام سے کھینچا گھوڑا تین ٹھیکون مین قریب معمور کے پہونچا معمور نے دیکھا
ایک طفل حسین اسقدر کمسن ہی کہ گھوڑے پر پٹڑی نہین جمتی مگر تیور پر بل پڑا ہوا
قریب آکر آواز دی او بیحیا سحر تو کرلے حوصلہ نہ رہجائے معمور نے موقلم اُٹھایا کہ تصویر
کھینچکر اِس طفل کو دیوانہ کرون پھر ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالون غضنفر نے
ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ معمور کا اُڑ گیا پرنالہ خون کا بہا اب تو حیران ہی کہ کیا کرون
غضنفر نے للکار کر آواز دی او بے ہنر سحر نے تیری دستگیری نہ کی موقلم اُٹھا کر کیا ہاتھ
آیا یہ کہکے ہاتھ تو تیغۂ روئین شگاف کا چمکایا معمور نے سحر کرکے سر آگے کردیا سوچا کہ تلوار
کیا کاٹے گی غلطی سے ہاتھ کٹا افسوس ہی کہ مین نے سحر نہ کیا غضنفر نے نعرۂ تکبیر کرکے
ہاتھ جو مارا تو تلوار سر پر چلی تھی یا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے معمور جو مرا لالہ عذار
پہلو مین ہفت پیکر کے کھڑی تھی اِسکو ہوش آیا گولہ جھولی سے نکالکر مارا چالیس ساحر کے
سینے توڑکر گولہ دور جا کر گرا غضنفر نے جو دیکھا لشکر کفار مین ہنگامہ ہی ایک ساحرہ
ماہ رخسار غول مین کھڑی لڑ رہی ہی سب چاہتے ہین اِس مہ جبین کو گرفتار کرین مگر
لالہ عذار مثل برق چمک رہی ہی چاہتی ہی غول سے نکلون مگر ساحر گھیرے ہوے ہین
چاہتے ہین گرفتار کرلین مگر لالہ عذار شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہی جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹا

گئی سو ساحرون کو مارا ہی غضنفر نے گھوڑا اُٹھایا قزاقون کو آواز دی بزنید و بہ بندید قزاقون
نے گھوڑون کو اُٹھایا دس دس کی ٹولی باندھکر اُس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوے
مگر غضنفر لڑتے ہوے قریب لالہ عذار کے پہونچے جُھک کر سلام کیا کہا ممانی صاحبہ آداب
اِس حقیر کا قبول ہو مین رُستم کا بھانجہ ہون مین لشکر کفار کو روکتا ہون تم نکلجاؤ ٹھہرنا
بہتر نہین لالہ عذار نے سر جُھکا کر کہا ای فرزند لشکر کفار بے انتہا ہی تم کیونکر نکلو گے
غضنفر نے کہا ممانی جان قزاقون کو کون روک سکتا ہی آپ تو نکلجائیے مین بھی نکلجاؤنگا
مجھے کوئی نہ روک سکیگا لالہ عذار تڑپ کر بلند ہوئی طرف لشکر رُستم کے چلی غضنفر لڑتا
ہوا ساحرون کو قتل کرتا ہوا بیچ سے لشکر کے نکلا ایک جانب لڑتا بھڑتا نکل گیا خیمے
گرائے افسرون کو مارا لاکھ ساحر ہاتھ سے غضنفر کے قتل ہوے الامان الامان کی
صدا بلند تھی ساحر گوشون مین چھپتے پھرتے تھے قزاقون کی جنگ سے عاجز ہوگئے
کسی نے غضنفر کا پیچھا نہ کیا غضنفر لڑتا بھڑتا نکلگیا ہفت پیکر کہتا تھا یارو تم لوگون نے
اِس طفل کا پیچھا نہ کیا ساحرون نے عرض کی قزاقون نے عاجز کردیا ایک کو ہمنے ٹوکا
دوسرے نے پہلو پر نیزہ ماردیا اِسطرح لاکھ ساحر مارے گئے ایسے کو کون روکے
جسپر سحر تاثیر نکرے قزاق روکے نہ رُکے ہفت پیکر رنجیدہ پلٹا سیلاب دریا بار نے
عرض کی یہ تو قدرت نے آج نئی تقدیر کی ورنہ معمور سب جادوگرنیون کو دیوانہ
کردیتا مثل لالہ عذار سب جادوگرنیان حاضر خدمت ہو تین ہفت پیکر دربار مین آیا
پہلوانون کا افسر شاہین فیل سوار اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند آج غلام کے
نام پر طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا کو ٹوکونگا گرفتار کرلاؤنگا ساحر اپنے اپنے مقام
سے اُٹھے کہا ای شاہین زیادہ بلند پروازی نہ کرو زبان کو روکو ہم لوگون کو لڑنے دو
تم سب تماشہ دیکھو دیکھو تو ہم لوگ کیا کرتے ہین طلسم کشا وہ پہلوان ہی کہ جس نے
بڑے بڑے پہلوانون کو مارا عیوق و جاروق کہ جنکو اپنی جرأت پر ناز تھا اُنکو
زیر کرکے اپنا سردار بنایا آجتک کوئی طلسم کشا پر زور مین غالب نہین ہوا فرزندان
صاحبقران مین رُستم لقب ہی ہزار ساحرون نے سمجھایا مگر شاہین قدمون سے

ہفت پیکر کے لپٹ گیا کہا یا خداوند آج تو میرے نام پر طبل جنگی بجوا یئے کل مین طلسم کشا
کا امتحان کرون ہفت پیکر ناچار ہوا نام پر شاہین کے طبل جنگی بجوایا سیلاب دریا بار
ساحر اُسنے ہفت پیکر سے عرض کی آج مین رات کو سب جادوگرنیون کو ڈبو دونگا یہان
طلسم کشا دربار مین اپنے بیٹھے ہین کسی کام کو خواجہ بھی آئے تھے رُستم سے باتین کر رہے
ہین رُستم کہتے ہین اے عمر نامدار ساحرون کا مجمع ہی مگر آپ نے کچھ کام نہین کیا عمرو نے
کہا بیٹا مثل مشہور ہی پراگندہ روزی پراگندہ دل اب کے مہینے مین مہاجنون کا سود نہین
پہونچا مہاجنون کا ایسا بلوہ ہی کہ مین لشکر سے نکل نہین سکتا اگر باہر جاؤن تو گرفتار ہون
یہ ذکر تھا کہ شاگردان سمک حاضر ہوے عرض کی اے شہریار آج شاہین فیل سوار
نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا ہی سرداران رُستم اپنے اپنے مقام پر بل کرنے لگے مگر بہر
بسبب لحاظ کے کوئی عرض نہ کر سکا خسرو اپنے مقام سے اُٹھے کہا بھائی صاحب میرے
نام پر طبل جنگی بجوا یئے کل مین شاہین سے مقابلہ کرون رُستم نے منع کیا کہا بھائی صاحب
وہ بھیا میرا طالب ہی اگر مجھکو پکارا تو قانون صاحبقران مین فرق آیا قبلہ و کعبہ کا
قانون ہی کہ جو جسکا نام لیکر پکارے وہی اُسکے مقابلے مین جائے مگر خسرو نے آنکھون
مین آنسو بھر کر کہا کہ سب فرزندان صاحبقران میدان کارزار مین موجود ہونگے
میری بھی شوکت نمائی ہو مین نے جو ملک فتح کیے اُن شاہون کو ساتھ نہین لیا
فقط بارہ ہزار مرصع پوش ساتھ رہے جہانگیر وغیرہ بڑی شوکت و شان سے آئے
میری شوکت کا کیونکر اظہار ہو مین نے تو اپنے کو آپ کے سردارون مین منسوب
کیا ہی میری شوکت نمائی بھی ضرور ہی حضور کو خیال رہے رُستم نے بمجبوری نام پر
خسرو کے طبل جنگی بجوایا کہ دوبارہ ہرکارون نے خبر دی کہ سیلاب دریا بار اپنے
دریا کے کنارے جا کر بیٹھا ہی اُسی مقام پر روشنی کرائی ہی شکار ماہی مین مصروف ہی
سمک نے کہا غلام جا کر اُنکی آبرو کی فکر کرتا ہی خواجہ نے کہا اے نور نظر وہ جو کنارے
دریا کے بیٹھا ہی کچھ تو اُسکا مطلب ہی سمک کب مانتا ہی باتہا سے عیاری سے آراستہ
ہو کر چلا خسرو نے خواجہ کو الگ بلایا موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا کہ آپ آگاہ

ہین کہ کل غلام سے اور شاہین سے مقابلہ ہو وہ آکر بڑے بھائی صاحب کو پکارے گا
سیلاب دریا بار شاید اسی کا انتظام کررہا ہو یہ مونیونکا مالا حاضر ہو اگر سیلاب کا
سر لائیے تو اور بھی کسی قدر خدمت گزاری کرونگا خواجہ نے مونیونکا مالا لیلیا کہا
ای نور نظر جو مہربانی کروگے مجھے کیا تمسے انکار ہو یہ کہکے خواجہ چلے جب خواجہ جاچکے
تو برق ثانی نے عرض کی کہ آپ کیون اپنا روپیہ برباد کرتے ہین ہین ابھی جاکر اُسکا
سر لاتا ہون خسرو نے سمجھایا کہ ای عیار طرار پہلے عم نامدار بلٹ کے آلین تب جانا
برق ثانی کب مانتا ہو کنارے جاکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل
بنا ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے تیار کیا طرف دریا کے چلا دیکھا کہ سیلاب
بیٹھا شکار ماہی کررہا ہو برق ثانی تڑپتا ہوا سامنے سیلاب کے پہونچا پکارکر آواز
دی ای شہنشاہ ساحران دیکھیے قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہو سیلاب سنے بُلالیا
برق ثانی نے آتے ہی نامہ دیا سیلاب نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ ای سیلاب
ابھی جادوگرنیون پہ سحر نہ کرنا پہلے انتظام عیاران ضرور ہو عیار تمھاری فکر مین نکلے
ہین سیلاب نے کہا ای ساحر تیرا کیا نام ہو بیٹھ جا مین خود چلتا ہون برق ثانی بیٹھ گیا
گنگنانے لگا سیلاب نے کہا ارے تجھے گانا بھی آتا ہو برق ثانی نے کہا آج قدرت
نے اپنے سامنے گوایا اور پشت پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تو جسکے سامنے گائیگا وہ تجھکو پسند
کریگا مین چند اشعار آپ کو سناتا ہون شاید آپ کو پسند آئین یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ
سامنے سیلاب دریا بار کے شروع کیے

نظم

ہر بار کوندتی ہو وہ بجلی نگاہ مین
کھلتی نہین ہو آنکھ تری جلوہ گاہ مین

حسرت تھی دید کی جو ترے جلوہ گاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین

کچھ ٹھنڈی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون اُنھین کی نگاہ مین

دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
کتنا ہو نالہ یاس بٹھادیگی راہ مین

اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سرک
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہی راہ مین

چمکا ہی صبح تک مرے سینے کا داغ بھی
چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھسے بچتی پھرتی ہی قاتل مری قضا
آکر چھپی ہی تیغ ادا کی پناہ مین

آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل
آندھی اُٹھی ہی میرے جہاز تباہ مین

یون آہوان دشت کی آنکھونمین کھب گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھیے تری اِک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہی آنکھونمین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے
آوا نہ تک نہین ہی غریبون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمپر کرے گا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

نزاہد بغیر توبہ نہ بخشے گا کیا کریم
جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک
بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین

مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہگیا
چٹکی وہ لی کسی نے دل داد خواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

اِس رنگ مین برق ثانی نے یہ غزل گائی کہ سیلاب خوش ہو گیا کہا اے ساحر مین تجھکو اپنے پاس ملازم کرلونگا آج بھی جلسہ جاؤنگا برق ثانی نے چاہا اور رنگ جماؤن کہ ڈگن مین مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کھینچی مچھلی زمین مین گری تڑپنے لگی سیلاب نے کہا کیون بیقرار ہی وہ مچھلی تڑپ کر برق ثانی پر گری برق ثانی تڑپ کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا سیلاب نے کہا ارے تو کون ہی برق ثانی نے کہا مین عیار ہون تیرے قتل کو آیا تھا تقدیر نارسا ہوئی کہ گرفتار ہوا لیکن اور عیار بھی تیری فکر مین نکلے ہین آج رات کو زندہ نہ بچوگے خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ برق ثانی پکڑا گیا کہ دوسری طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کمال کیا کہ اِس مکار کو پکڑا سیلاب نے دیکھا کہ گرداب موج زن دوڑا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ بھائی صاحب یہ عیار بڑا مکار ہی سیلاب نے اُس مچھلی کو ذبح کیا برق ثانی

اپنے مقام سے اُٹھا دریا مین کود پڑا خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ گرداب نے آتے ہی گلابی اُٹھائی جام بلورین لبریز کیا کہا بھائی یہ جام شراب پیو مین صحبت خداوند مین تھا کہ قدرت نے خبر دی تیرے بھائی کے پاس برق ثانی عیار عیاری کرنے آیا ہی جا کے اُسکو گرفتار کرا دے صبح کو سر میدان قتل ہوگا یہ سنکر سیلاب نے کہا رات بھر مین مچھلیان نیم بسمل کر دینگی دیکھو مین جادوگرنیون کو بلواتا ہون گرداب نے کہا بھائی صاحب آپ کی تعریفین قدرت کر رہے ہین سیلاب نے اُس مچھلی کو ذبح کیا اور خون اُسکا دریا مین پھینکا گرداب نے پوچھا اجی یہ اور اِس خون ڈالنے سے کیا مراد ہی ہم اِس ماہیت سے نہ آگاہ ہوے سیلاب نے کہا مین نے شفق خونخوار کو بلایا ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائے گی فورًا میرے پاس چلی آئے گی مین اِسی دریا مین گرفتار کرونگا گرداب نے کہا جام تو نوش فرمایئے سیلاب نے چاہا جام دہن سے لگاؤن کہ مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کو کھینچا وہ مچھلی تڑپ کر گرداب پر گری کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا مہتر سمک یلداقی ظاہر ہوا سیلاب نے آواز دی ارے دو دو عیارون کا کھل گیا ایک کو گرفتار کیا ہی کہ دوسرا آ پہونچا خون مچھلی کا سیلاب نے سمک پر کھینچ مارا سمک دریا مین کود پڑا خواجہ گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ سمک و برق ثانی قید ہو گئے ہین قضائے کار ملکہ شفق خونخوار اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کنیزون سے باتین کرتے کرتے بول اُٹھی کہ بڑی مشکل ہوئی خداوند ہفت پیکر سے دشمنی ہوئی بڑا ستم یہ ہی کہ طلسم کشا کو سحر نہین آتا کیونکر ہفت پیکر پر غالب ہونگے کنیزون نے سر جھکا لیا آپس مین اشارہ ہو رہے ہین کہ بی بی نے یہ کیا کلمہ کہا مسلمان ساحر نہین ہین مگر ساحرکش تو ہین کیسے کیسے ساحر مارے مجمع ساحران درہم و برہم ہوا زور و شور ساحران کم ہوا اُسپر بی بی نے یہ کلمہ فرمایا اگر طلسم کشا سُن لین تو باعث بدنامی ہی لیکن شفق خونخوار اپنے مقام سے اُٹھی کہا صبح کو طلسم کشا سے کہدینا کہ شفق خونخوار خدمت خداوندی مین گئی جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے جب سحر سیکھیے گا تب مین آپ کے پاس آؤن گی

یہی احسان کرتی ہون کہ آپ کو گرفتار نہین کرتی سیلاب دریا بار گرفتار کرلیگا کیا اب طلسم کشا بچین گے سحر مین سیلاب کے گرفتار ہو جائین گے اگر کسی کنیز نے روکا تو جھڑک دیا شفق خونخوار چلی باہر آکر پرپرواز پیدا کیے طرف سیلاب کے چلی خواجہ چاہتے ہین کہ نکلکر کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ ای سیلاب ای شہنشاہ ساحران مجھپر رحم کیجیے قدرت سے ملوا دیجیے مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا آج وہ جادو اُترا طلسم کشا کو کبھی لائی مگر بہت شاہزادیان بارگاہ کو گھیرے ہین اسوجہ سے ہین نہ جاسکی لیکن جاکر طلسم کشا کو لاؤنگی قدرت عنایت فرمائین تقدیر کرین تقدیر کے موافق کام کرون خواجہ عمرو رُک گئے خیال کرکے دیکھا کہ شفق خونخوار مبہوت ہوکر آئی ہے ہوش اُڑ گئے دل مین کہتے ہین کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ یون چلی آئی اسکو کسی نے نہ روکا دیکھیے اب کیا گذرے شفق خونخوار زمین پر آئی سیلاب نے کہا ای شاہزادی والا قدر ای آسمان حسن کی بدر مین تمھاری صفائی قدرت سے کرا دونگا شفق خونخوار کہنے لگی کہ ای سیلاب مجھسے بڑی بے ادبی ہوئی رستم کے جمال ظاہری پر عاشق ہوئی رستم کے بہت سے عاشق ہین اُنھون نے کچھ قدر نہ کی قدرت کو بُرا کہو آگئے مطیع اسلام کرایا دربار مین کرسی ملی یہ مرتبہ بڑھایا سیلاب نے کہا نہ گھبراؤ مین صفائی کرا دونگا دیکھو مچھلیان اشارے کر رہی ہین نہنگان خون آشنام بُلا رہے ہین انکے پاس جاؤ یہ کہکے سیلاب نے خون کا چھینٹا دیا جیسے ہی مُنھ پر شفق کے خون کا چھینٹا پڑا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بلبلا کر پکار اُٹھی ای سیلاب ہمارے حال دیکھے

اب تو آگاہ ہو کہ کس حال مین ہین اپنی تو یہ کیفیت ہے اب یہ صورت ہی نظم

آسمان مر کے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی	پانون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
خود بخود کچھ دل شیدا کو ہی اندوہ وملال	کس جبین کے لیے درکار ہی چین تھوڑی سی
مجھکو حیرت ہی حسینون سے بچی ہی کیونکر	بادشاہون کے لیے چین جبین تھوڑی سی
نعمت فقر ہی موجود جسے رغبت ہو	آب شیرین ہی ہو نان نمکین تھوڑی سی
کون ساگل نہین گلزار جہان مین مغرور	کہ کے چہرے مین ہی یان چین جبین تھوڑی سی

یہ اشعار پڑھکر شفق خونخوار بھی دریامین پھاند پڑی ہزار ہا مچھلیان جسم نازک مین لپٹ گیئن ڈنک مارنے لگین شفق خونخوار و برق ثانی وسمک یلد اقی کے کراہنے کی آواز آتی ہی عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا کہا کہ رات بھر مین یہ تینون مرجا ئینگے یہ سوچکر خواجہ ایک طرف ہٹے سیلاب ملازمون سے کہ رہا ہی کہ بڑی مشکل کی بات ہی اب سنبل ہفت گیسو کو بلاؤن اِسی دام مکر مین پھنساؤن یہ سوچکر چاہتا ہی کہ سحر کرون کہ پہلوے صحرا سے آواز آئی یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یا ملک الموت کو حکم دیجیے ہاے اِس جنگل کے شیر بھیڑیے بھی مر گئے کاش کہ وہی آن کے طعمہ کرتے اب صدمۂ تنہائی نہین اُٹھتا اِسطرح یہ آواز آئی کہ سیلاب بیقرار ہو گیا سحر تو نہ کیا ڈورین کھینچ لین اپنے مقام سے اُٹھا اگرچہ مین کہتا ہی کہ کس دردرسیدہ کی آواز ہی آواز مین سوز و گداز ہی رُکتا نہین جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی دور سے دیکھا ایک نخل کی بیچ مین پلنگ پوش اوڑھے ہوے طریقے سے تو معلوم ہوتا ہی کہ عورت ہی کبھی پلنگ پوش سے ہاتھ نکالکر طرف آسمان کے بلند کرتی ہی اور پکارتی ہی کہ کیا پونے دو سو خداوند سب مر گئے ہفت پیکر تم تو زندہ ہو اپنی بندی کو نہ بھولو اُس بیقراری مین پلنگ پوش جو سر سے ہٹ گیا تو سیلاب نے دیکھا ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان ہی دونون عارض پر رنگ گل گلاب زلفون پر پیچ وتاب ہونٹھ مسیحائی سے خالی نہین مگر اُن پر پان کی لالی نہین پنکھڑیان پھول کی یا دُرج گوہر کہ اندر اُسکے دردندان صفا مین اختر آسمان اُس نازنین نے جو دیکھا کہ کوئی شخص ادھر ہی آتا ہی جلدی سے پلنگ پوش مین چہرہ اپنا ڈھانپ لیا مگر سیلاب دریا یارہ بیقرار ہو گیا پکارتا ہوا بہ آواز بلند دوڑا النظم

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری / جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک / ہو سے باریک کمر بھی ہی گمانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہی وہ کہتا ہی یہی / دیکھی ای روح روان ہمنے روانی تیری
شیشۂ مئے کوئی میری روانی کہدے / خوش نہین آتی ہی یہ ہینہ دہانی تیری
کیا تری شان ہی قربان ہون ای عفو کریم / آس رکھتا ہی ہر اک فاسق وزانی تیری

اِس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب — جستجو ہمکو ہو اے گنج نہانی تیری
مصرعِ تیغ ہو ہر مصرعۂ موزون آتش — دیکھ لی یار مرے سیف زبانی تیری

اے جانِ جہان و اے آرام دل مشتاقان حقیقت مین ایسی صورت زیبا نہین دیکھی حور ہو یا پری ہو انسانیت سے بری ہو مین کیا صفت تمھاری کر سکتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو ایک مرتبہ پھر صورت زیبا کھولدو کہ مین بہ نگاہ غور دیکھون شاید دل کو ڈھارس ہو اُس نازنین نے پکار کر آواز دی او بے ادب ہوش مین آ پرائے ناموس کو کیا باتین کہتا ہی کچھ خوف خداوند ہفت پیکر بھی ہی ہم آفت کے مارے صحرائے ویران مین مر رہے ہین تو ایسے الفاظ کہتا ہی خداوند ہفت پیکر کو نہین مانتا قدرت کو دور جانتا ہی یا خداوند ہفت پیکر آیئے اِس ظالم کی بدعت سے بچایئے یا خداوند ہفت پیکر کہکر جو اُس نازنین نے پکارا سیلاب کانپنے لگا ہاتھ باندھکر کہا واسطہ خداوند کا یون فریاد نہ کرو آج کل قدرت بہت ہوشیار رہتے ہین ایسا نہ ہو آجائین یہ کہتا ہوا قریب پہونچا پانؤن جو گورے گورے دیکھے خاک مین بھرے ہوئے خاک سے پاک کرنے لگا وہ نازنین پھر ہٹتی ہو کہتی ہی اے شخص مجھ بدنصیب کے جسم مین ہاتھ نہ لگانا ورنہ اپنی جان دونگی غصے مین منھ کھولدیا سیلاب نے اب صورت زیبا کو دیکھا حقیقت مین کل اعضا درست وچالاک وچست عندلیب خوشنوائے حدیقۂ حسن وجمال ماہ آسمان کمال صورت دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ہاتھ پانؤن تھرّاتے ہین پسینے پسینے ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر عرض کرتا ہی کہ اے ملکۂ عالم آرزو یہ ہی کہ میرے گھر پر چلیے خاتون محل قرار دونگا کئی سو کنیزین خدمت مین حاضر کرون مین مصاحب خداوند ہفت پیکر ہون مگر تمھاری محبت مین بیقرار ومضطر ہون وہ نازنین ہر مرتبہ منھ اپنا پلنگ پوش مین چھپا لیتی ہی جب منھ کھولتی ہو معلوم ہوتا ہو کوئی شی پی سیلاب نے ہاتھ سے پلنگ پوش ہٹا دیا دیکھا بغل مین گلابی زبی ہو ہر مرتبہ چھوٹا سا گلاس ہی اُنڈیلکر پی لیتی ہو سیلاب نے پوچھا کہ اے جانِ جہان و اے آرام دل مشتاقان یہ کیا شی ہی نازنین نے رو کر جواب دیا کہ تین شبانہ روز اِسی صحرا مین بے آب ودانہ گذرے اِسی کی وجہ سے زندگی رہی جب

بیقرار ہوتی ہون ایک جام پی لیتی ہون دل کو تسکین دیتی ہون سیلاب نے دیکھا کان سے خون جاری ہی پوچھا کیون صاحب یہ کیا ہوا کہا قزاقون نے کان سے ناک سے بجلیان بالیان نوچین کسی بے دردے نے خداوند ہفت پیکر کا پاس نہ کیا ایک بے حیا آبرو کا خواہان ہوا مین نے مال اسباب نہ اُٹھایا باعث زندگی جانکر اِسکو اُٹھا لیا اِسی نے جان بچائی ورنہ ابتک خاتمہ ہوجاتا سیلاب نے کہا چند قطرے اِسمین سے مجھے بھی دیجیے مین اِسکے بدلے قرابے حاضر کرونگا نازنین نے کہا نہین صاحب مین نہ دونگی میری باعث زندگی ہی سیلاب نے کہا وہ سامنے میرا ہو مخانہ آراستہ ہی وہان قرابے رکھے ہین مین اُٹھا لاؤن نازنین نے کہا تمھارے کہنے کا اعتبار ہی لیکن منھ کھولو مین ہاتھ سے اپنے چند قطرے گرادون سیلاب نے منھ کھولا بو بد آئی معلوم ہوتا تھا کہ مُہری کُھلگئی سیلاب نے منھ کھولکر کہا اپنے دست نازک سے چند قطرے ڈالدے نازنین نے گلابی بغل سے نکالی زہر مار کیکے منھ مین اُنڈیل دی اور رونے لگی سیلاب نے کہا کیون نازنین نے کہا تمنے بھاڑ سا منھ کھولدیا سب شراب گرگئی سیلاب نے گھبراکر کہا میرے کلیجے مین آگ لگ گئی مجھے اب کھٹکا معلوم ہوتا ہی نازنین نے کہا چند نگینے الماس کے اِسمین ملے ہوے تھے اب کلیجہ تمھارا اکٹجائیگا سیلاب اُٹھنے لگا کہا صاحب مجھسے اُٹھا نہین جاتا نازنین نے کہا ارے گدھے شراب نوکشید ہی اُسنے گرمی کی اُٹھکر ٹہلو ہوا لگے تو کیا عجب ہی کہ نشہ کم ہوجائے سیلاب بمشکل اُٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی اپنی تاثیر کرچکی تھی طمانچہ مارا کہ سیلاب لہرا کر گرا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بہ باغ دین زکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
کزان اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

نعرہ کرکے عمرو نے اول خود لباس اُتارا خنجر مارا خنجر ہیجدہ منی شکم چاک قصہ پاک دریا غائب ہوا کہ خشک ہوگیا برق ثانی وسمک یلدائی وشفق خونخوار بیہوش پڑے تھے عمرو نے اُنکو اُٹھایا شفق خونخوار پہ پرواز پیدا کرکے چلی برق ثانی ایک جانب بھاگا سمک

ایک جانب چلا خواجہ بھاگ کر قریب ایک غار کے آئے اُس غار مین چھپ کر دیکھنے
لگے ہفت پیکر چھپر کھٹ پر پڑا تڑپ رہا تھا نیند اِس خفتہ بخت کو کب آتی ہی کہ یکایک
کان مین آواز آئی اُگشتی مرا نام من سیلاب دریا بار بود ہفت پیکر یہ آواز سنکر
گھبرا گیا چھپر کھٹ سے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر آیا نگہبانون نے سلام کیا کہا ارے
کنارے دریا کے جاؤ مفصل خبر لاؤ سیلاب کے مرنے کی آواز آئی ہی قدرت نے
تقدیر نہین کی پھر قتل ہونے کا کیا باعث ہوا قابض ارواح کیونکر گیا کیونکر روح
قبض ہوئی نگہبان دوڑے ہوے گئے کہا یا خداوند قاتل کا پتہ نہین دریا خشک
ہو گیا سیلاب کا لاشہ پڑا ہی بدن پر ایک چیتھڑا نہین یہ تو ہمنے بھی خبر سنی تھی کہ
شفق خونخوار و برق ثانی عیار وسمک بلد اقی عیار طلسم کشا اِن سب کو سیلاب نے
گرفتار کر کے دریا مین قید کیا تھا ایسے ہوشیار کو نہین معلوم کسنے مارا ہفت پیکر
نے کہا وہی قاتل دمامہ ومشمش ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ اُسکا نام لینے کی
بزرگون نے ممانعت کی ہی مصاحبون نے جو سُنا سب دوڑ پڑے کہ قدرت اکیلے
دربارگاہ پر کھڑے ہین چالیس ساحر اور پہلوان آکر جمع ہو گئے ہفت پیکر ایک
ایک سے ذکر کر رہا ہی کہ آج وہ ساحر مارا گیا کہ قدرت کے دربار مین سناٹا ہو گیا
لیکن حیران ہون کہ ایسے ہوشیار کو کیونکر مارا مچھلیان اُسکو خبر دیتی تھین مگر مقام
تعجب ہی کہ ایسے وقت مین مچھلیون نے خبر نہ دی نگہبانون نے کہا ہو مخانے سے نکلکر
گئے تھے صحرا مین زیر نخل لاشہ پڑا ہی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ اگر وہ
کنارے دریا کے رہتا تو کوئی نہ مار سکتا تھا لیکن تقدیر اُسکی پلٹ گئی قدرت نے
سمجھا دیا تھا کہ کنارۂ دریا سے نہ ہٹنا قضا اُسکو کھینچکر لیگئی آخر وہان جاکر مارا گیا
ہفت پیکر یہ باتین کر کے بارگاہ مین آیا خواجہ عمرو نے غار سے دیکھا کہ ہفت پیکر
بارگاہ مین گیا خواجہ غار سے نکلے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ لشکر مین آمد طلسم کشا
کی دھوم ہی کہ سامنے سے دیکھا رستم بعد شوکت وحشم پشت مرکب استر بالا کبود پر
سوار مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین خسرو شیر دل ایک جانب عیوق وجارو ق

لشکر کو لیے ہوے آتے ہین برق ثانی خسرو سے بیان کرتا ہوا کہ حضور اُستاد کی
عیاری کی کیا بات ہی حقیقت مین کرامات ہی مین نے کیا کچھ اُٹھا رکھا لیکن نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ ماہی دریا نے اُسکو آگاہ کردیا نہین معلوم خواجہ کیونکر بچے کیونکر
پنجہ اُسپر غالب آیا کہ سامنے سے خواجہ پہونچے خسرو نے سلام کیا خواجہ نے سر
سیلاب کا قدمون پر ڈالدیا کہا معاوضہ دلوایئے خسرو نے کہا اے عم نامدار شب کو
دربار صاحبقران مین حاضر خدمت کرونگا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ کو روپیہ دیکھکر
رشک ہوگا خسرو نے کہا عم نامدار ایسا نہ فرمایئے قبلہ و کعبہ آپ کے رقم ملنے سے
حسد کرینگے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی صاحبقران کی سواری آئی امیر نے عمرو سے
پوچھا خواجہ نے ذکر قتل سیلاب بیان کیا امیر نے فرمایا کیا کار نمایان کیا عمرو نے
کہا بس آپ نے اتنا کلمہ کہکر خاتمہ کردیا امیر نے موتیون کا مالا اُتار کر خواجہ کو پہنایا
خواجہ نے منھ لٹکا لیا کہا جو آپ کی عنایت عمرو نے سر آگے صاحبقران کے ڈالدیا
صاحبقران نے خوش ہو کے فرمایا حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست تھا نیرنج و
شعبدے سے بخوبی ماہر تھا اب توکل لشکر مین مشہور ہوا کہ رات کو خواجہ نے
سیلاب کو مارا کہ گرد عظیم بلند ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار ستر ہی تاجدار ساحر
تخت کو اسکے گھیرے ہوے شاہین فیل سوار مسلح و مکمل سب کے آگے بڑھا ہوا
کہتا ہوا کہ ساحرون کا علاج عیار کر لیتے ہین مگر ہم تک نہین آسکتے آج دیکھون کہ
کون صاحب میرے مقابلے مین آتے ہین لشکر آکے ہفت پیکر کا ٹھہرا لشکر کا ہے کو
دریاے قہار ہی اسّی لاکھ ساحر جہانتک نگاہ کام کرتی ہی ساحر ہی ساحر معلوم ہوتا
ہی گولے اُچھالتے ہوے سامری و جمشید کا نام زبان پر لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ شاہین فیل سوار نے فیل اپنا بڑھایا میدان کارزار
مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
میرے مقابلے مین آئے فنون سپہ گری دکھائے منم شاہین فیل سوار جیسے ہی اسنے
نعرہ کیا شاہزادہ خسرو و شیر دل نے مرکب اپنا نکالا سامنے بادشاہ کے اگر اجازت خدا

ہوے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا ای عم نامدار بڑے پہلوان سے مقابلہ ہوگا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے خسرو اجازت بادشاہ سے لیکر مرکب اڑاتے ہوے سامنے رستم کے آئے رستم نے جوش محبت مین بھائی کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر پہلوان زبردست ہی سمجھکر مقابلہ کرنا خسرو سلام کر کے مرکب باد رفتار پر سوار ہوے مرکب اڑا کر سامنے شاہین کے آئے مستک پر ہاتھی کے ایک ضرب سپر کی لگائی دو تین قدم ہاتھی ہٹا سات آٹھ قدم گھوڑا پیچھے ہٹا شاہین کی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا کہا ای جوان تیرا سن و سال دیکھکر مجھکو افسوس آتا ہی کہ اپنی جان دینے آیا ہی تم پلٹ جاؤ رستم کو بھیجو خسرو نے کہا ای مغرور غافل و فراست سے دور تجھکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی یہ میدان کارزار ہی نہ بان نبرد کلا ختم ہوے کلام کر شاہین نے نیزہ اٹھایا خسرو شاہین سے نیزہ چلنے لگا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ خسرو کس آن بان سے نیزہ بازی کر رہے ہین کہ شاہین کو دنگ کر دیا ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ نیزہ گانٹھکر اسکے ہاتھ سے نکالون لیکن شاہین اپنے کو بچاتا ہی حلقون مین زرہ کے نیزہ رکھ دیتے ہین قطرہ خون کا جسم سے شاہین کے نکل آتا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر نقطے شنجرف کے دیے ہین چالیس طعنین رد و بدل نہ ہونے پائی تھین کہ ایک مقام پر گانٹھکر نیزہ کو تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہین کے نکل گیا مثل ابر گڑگڑایا تیغہ لنگردار کھینچا تیغہ چوڑا جوہردار مثل تختۂ دکان عطار خبردار خبردار کہکے اسنے ہاتھ مارا خسرو نے سپر کو گردش دی صاف بے آسیب سپر تلوار کو رد کیا لیکن شاہین کا تیغہ زور مین جاتا تھا شاہزادہ تو بچا موے جسم بھی میلا نہ ہوا مگر گھوڑے کی گردن پر تیغہ پڑا کہ گھوڑا خسرو کا مارا گیا شاہین نے جو شاہزادے کو پیدل دیکھا فوراً ابری دھت کہکہ ہاتھی کو شاہزادے پر ہولیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے اسنے سونڈ مین دونون ہاتھون کو لپیٹا مگر شاہزادے نے سونڈ کو دونون ہاتھون مین تھاما اُدھر ہاتھی نے شاہزادے کو کھینچا شاہزادے نے بھسونڈا تھام کر دونون پاؤن اپنے

پاے فیل پر جائے نعرۂ تکبیر کہکر ہکہ مارا مع زرخرے گردن گھسیٹ لی شاہین کود کر
الگ ہوا اس زور پر شاہزادے کے دونون لشکرون سے احسنت و آفرین کی
صدا آنے لگی مگر شاہین نے جو شاہزادے کو بیدل پایا دوڑکر لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی ہر مرتبہ شاہزادہ شاہین کو پکڑلاتا ہی شاہین ہر مرتبہ اُکھیڑ کھا کر پٹ گرتا ہی شہزادہ
نے پشت پر آکر گردن تھامی لنگوٹ پکڑکر گھسا مارا کہ ماتھے کا پوست تک اُڑ گیا
کڑیون پر زرہ کی یہ کڑی پڑی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین ادھر صاحبقران خواجہ سے
فرما رہے ہین کہ خواجہ دیکھتے ہو خسرو کس لطف سے لڑ رہا ہی پھر چار گھڑی کا شاہین
اور مہمان ہی خسرو زیر کریگا شاہین ترکیب سے بچ رہا ہی وہ پھر تک تو اسیطور
سے کشتی رہی کہ شاہین اپنی جان سے تنگ ہی چاہتا ہی چت ہو جاؤن ایسا نہ ہو کہ
اِن گھسون مین جان نکلجاے جب زوال آفتاب ہوا امیر نے دیکھا کہ خسرو سست
ہونے لگا اور اب شاہین زیادتیان کرنے لگا شاہزادے کی زرہ پارہ پارہ ہی
ماتھے سے خون بہہ رہا ہی گرد مین اٹا ہوا ہی گریبان پھٹا ہوا ہی اور اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی
صاحبقران نے کہا خواجہ دیکھا تمنے اب کیا رنگ ہوا ہمین یقین یہ ہی کہ خسرو مغلوب
ہوگا شاہین غالب آئیگا خدا اُسکو بچائے خواجہ کہتے ہین اے آقا سے نامدار صاف
ثابت ہوتا ہی کوئی اُفتاد ہوئی فرزندان حضور مین خسرو نہایت صاحب طاقت و
لیاقت ہی پہر دن پچھلا باقی ہی کہ خسرو کا رنگ رو متغیر ہوا اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین
کہ شاہین خسرو کو لے دوڑا خسرو ہرچند چاہتے ہین کہ روکون مگر ممکن نہین لیکن ایک
مقام پر خسرو پلٹے چاہا کہ ریلکر لے دوڑون مگر شاہین بھی مثل دیو کے ہی قدم اُسنے
گاڑ دیے خسرو نے جو پاٹون بڑھا کر رکھا وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک زمین
مین اُتر گئے شاہین نے جو ہکہ مارا خسرو کا کولہ اُتر گیا غش آنے لگا شاہین کب
خیال کرتا ہی اُسی حال مین اِسنے گرا دیا ہرچند سردارون نے منع کیا مگر شاہین نے
مشکین باندھ لین شاہزادہ بیہوش و مدہوش اپنے جسم کی کیفیت فراموش امیر
رنجیدہ و پلٹے مگر رستم کو بڑا اقلق ہی جب بارگاہ مین آئے برق ثانی جو سامنے آیا

جھڑک دیا کہا اے برق ثانی مقام افسوس ہی کہ آقا تمھارے قید ہو گئے تم یہان پھر رہے ہو یہ تو ضرور ہوا کہ بعد دو پہر کے خسرو پر سحر ہوا جسکے سبب سے اُسکا کولا بھی اُترا اُس نامرد نے گرفتار کر لیا دن بہت کم باقی تھا ورنہ مین اُسپر جا پڑتا کیا بھائی کو اپنے لیجانے دیتا میرا قوت بازو زینت پہلو قید خانے مین کیسا گھبراتا ہوگا برق ثانی یہ سنکر باہر نکلا تڑپتا ہوا طرف لشکر شاہین کے چلا ہفت پیکر کے جو لشکر مین آیا ہزار ہا بارگاہین خیمے اِستادہ ہین ایک خدمتگار سے پوچھا شاہین کی بارگاہ کہان ہی خدمتگار نے کہا بارگاہ خداوند مین ہونگے برق ثانی بشکل خدمتگار بارگاہ ہفت پیکر مین آیا دیکھا ہفت پیکر تخت پہ بیٹھا ہی ساحرون سے کچھ صلاح کر رہا ہی ساحرون نے کہا آج شاہین نہین تشریف لائے اب وہ کل طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا شاہین کو اب فرصت کہان معشوق کی خاطر کر رہے ہونگے ساحرون نے کہا عین وقت پر وہ پہونچی اس سے اور گل اندام سے بڑی محبت ہی ہفت پیکر نے کہا یہ تو حکم بادولت کا سُنتے ہی چلا آیا وہ شب کو تنہا رہی سویرے ہی خبر سُنکے روانہ ہوئی عین وقت پر پہونچی شاہین عاجز ہو رہا تھا اُسنے آکر وقت پر سحر کیا جس سے شاہین لڑیگا اُسپر غالب آئیگا مگر ہاے کیا کرون ہر چند کہ فوج کا اسقدر رچاؤ ہی مگر فرزندان حمزہ صف شکن تیغ زن سب فوجین لیکر آئے ہین سب کے ساتھ جادوگرنیان ہین وہ بھی وقت پر لڑینگی مگر گل اندام کو کوئی نہ پائے گا بڑے سلیقے سے سحر کرتی ہی کوئی اُسکو نہ پا سکیگا مخفی ہو کر سحر کرتی ہی برق ثانی نے جو یہ باتین دربار مین ہفت پیکر کے سنین یقین کامل ہوا کہ آقا پر اُفتاد پڑی چلکر تدبیر کرون باہر نکلا لوگون سے پوچھا پہلوان دوران گرشاسپ جہان شاہین فیل سوار کی بارگاہ کہان ہی لوگون نے پتہ بتایا برق ثانی نے آکر دیکھا کہ پہلوے نخلستان مین بارگاہ شاہین اِستادہ ہی باہر سے جادوگر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکے جا رہے ہین برق ثانی دربارگاہ پہ آکر ٹھہرا تھوڑی دیر مین حاضر حاضر کہتا ہوا اندر چلا نگہبان نے جو روکا برق ثانی نے کہا تمنے سُنا نہین میرا نام لیکر پکارا ہی نگہبان خاموش ہوا برق ثانی اندر آیا دیکھا کہ شاہین مسند پر بیٹھا ہی پہلو مین ایک ساحرہ

سیہ فام اُس سے اختلاط کر رہا ہے گل اندام کہ رہی ہے اے شاہین ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ مین
طلسم کشا سے لوح لیلون تحفہ جات لا کر تمکو دون کلاہ ہفت گوشہ بالائے سر اور زرہ
ہفت جوش در بر و تیغۂ ہفت جوہر پاس ہو تو طلسم کشا پر غالب آؤ گے مین تدبیر کر رہی
ہون مین نے چند کنیزین واسطے خبر کے بھیجی ہین طلسم کشا کے مقام نشست و برخاست
معلوم ہون تو پھر مین گرفتار کر لاؤن تیرا جاہ و جلال بڑھاؤن برق ثانی نے بڑھکر
عرض کی ایک جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہوئی آپ کو بُلاتی ہے یہ خبر سنکر گل اندام
اپنے مقام پر سے اُٹھی کہا اے شاہین نہ گھبراؤ خبر آگئی، او خدمتگار وہ ساحرہ کہان ہے
برق ثانی نے کہا حضور وہ جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہے آپ باہر تشریف لیچلیے گل اندام
ساتھ ہوئی برق ثانی نے جلوخانے مین آکر کہا اے ملکۂ عالم وہ پھر گئی احوال دریافت
کرنے کو گئی ہے اب کے دریافت کر لائیگی تخلیے مین چلیے جو پوچھنا ہو مجھسے پوچھیے مین نے
اوقات نشست و برخاست طلسم کشا کے دریافت کر لیے ہین سامنے ایک خیمہ استاد
تھا برق ثانی گل اندام کو اُس خیمے مین لے گیا گل اندام بیٹھی کہا ارے خدمتگار
جب تک کنیز آئے تو حال بیان کر کہا حضور طلسم کشا پر سنبل ہفت گیسو و سلمائے
گوہر پوش دل و جان سے عاشق ہین رات کو گرد بارگاہ کے پہرا دیتی ہین اور ماہی سحر
پر سر بارگاہ طاؤس بنکر بیٹھتی ہین کہ آسمان سے کوئی نہ آنے پاوے اگر حکم دیجیے تو
مین تدبیر کرون جسوقت سنبل و سلما آرام کرین آپ کو خبر دون رات کو طلسم کشا
لوح کو اُتار کر رکھ دیتے ہین اگر آپ سحر کر کے پہونچین گی اور ماہی سحر پر غالب
آئین گی تو لوح ملجائیگی اور کلاہ ہفت گوشہ مین چرا لاؤنگا جس عہدے پر مین مقرر
ہون وہین کلاہ ہفت گوشہ رہتی ہے مین لا کر ضرور حاضر کرونگا شاہین کے سر پر
رکھکر میدان مین بھیجیے طلسم کشا پر غالب آئیگا جب طلسم کشا پر غالب آئیگا پھر کون
مقابلہ کر سکیگا عیوق و جاروق پیغام بھیجنے کو ہین برق ثانی یہ باتین کر رہا تھا اور
بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے گل اندام نے پوچھا کیا تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی
ہان کہکے یہ غزل گانے لگا نظم

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہان نہو
کہدے یہ اُس پتے کی جو تجھسے بیان نہو

بیتابی میری تجھسے جو قاصد بیان نہو
دل کو کمر مین رکھ لے اگر کچھ گران نہو

مجھسا بھی عاشقون مین کوئی بے زبان نہو
پوچھے بھی درد دل وہ اگر کچھ بیان نہو

غل ہو کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کوئی
تیری ہی رہگذر مین تڑانا تو ان نہو

حیرت فزا ہی بار کچھ ایسی تری ہنسی
روتے ہوے کی آنکھ سے آنسو روان نہو

دل مین جگر مین سینے مین پُتلی مین آنکھ مین
ایسا کوئی مقام نہین تم جہان نہو

پھرتا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال
یہ انحراف کجروی آسمان نہو

اِس لطف سے یہ غزل گائی کہ گل اندام نے کہا ارے تجھے گانا کسنے سکھایا برق ثانی نے گلابی اُٹھائی کہا ایک جام تو نوش فرمایئے آپ کو سرور ہو تو میرے گانے مین کب قصور ہو جام لبریز کرکے گل اندام کو دیا گل اندام یہ سمجھکر پینے پر آمادہ ہوئی کہ یہ خدمتگار ہی مطلب دلی بھی اِس سے نکلیگا کہا ارے پہلے تو پی برق ثانی نے کہا مجکو نشہ ہو جائیگا تو مطلب اصلی سے باز رہونگا یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھا اب تو گل اندام بہت خوش ہوئی کہ خدمتگار خود خواہان ہی یہ بھی مثل نوکرون کے پڑا رہیگا وقت بیوقت ہر کام مین کام آیا کریگا ابھی نو نوجوان ہی کاروبار مین اِسکا احسان ہی یہ سوچکر جام شراب لیکر پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا ارے یہ کیسی شراب ہی کہ پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی برق ثانی نے کہا اُٹھکر ٹہلیے گل اندام لہنگا ہلاتی ہوئی اُٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق ثانی نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے گل اندام کا دھڑ سے الگ گرا ہنگامہ برپا ہوگیا خسرو شیر دل جو قید خانے مین بیٹھے زنجیرین ہلا رہے تھے ہوش آیا سحر اُترا قید سلاسل توڑی مگر انتہا کا غصہ تھا لڑتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کیا باشید اے کافران بیحیا و نابکاران بدغا نعرہ

ہمم خسرو شیر دل خوش نسب
گریزند از من یلان در مصاف

منم لوز عین امیر عرب
جو شمشیر کین بر کشم از غلاف

مسخر کن پردۂ زر و قاف
فراری شود فوج دیوان قاف

نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا شاہین نے جو نعرہ خسرو کی آواز سنی گھبرا کر اپنی

بارگاہ سے نکلا دیکھا خسرو لڑ رہے ہین ایک خیمے سے آواز آرہی ہی کشتی مرانام من گل اندام جادو بودیہ صدا سنکر سر پیٹنے لگا کہا ارے غضب ہوا میری محسنہ کو مارا بچپن سے وہ مجھپر مہربان رہی ہاے اُسنے کیا جفا سہی اب مین اُسکو کہان پاؤن اِس غصے مین وہ لڑتا ہوا سامنے خسرو کے آیا للکارا کہ کیون پسر حمزہ یہ کیسی گستاخی کی قید مرزبان عالم جسم سے دور کردی خسرو شاہین پر جا پڑے شاہین نے ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر کمر کو بتاکر سر پہ ہاتھ مارا شاہین نے گروہ سپر کا اُٹھا دیا تلوار جھک کر گری سپر کو کاٹا یا قبۂ سپر پر جھکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا اہل فوج اِسکے سر پیٹنے لگے چار لاکھ جوان خسرو پر آپڑے تلوار چلنے لگی خسرو نے جو دیکھا کہ چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہی دست دعا بہ درگاہ بے نیاز بلند کیے کہ ای قاضی الحاجات دافع البلیات نظم

ابر را حاصل شود از دیدۂ گریان فروغ — برق می یابد ز سوز سینۂ سوزان فروغ
واقف راز حقیقت تا نگردد مرد حق — کی کند حاصل میان چشم حق بینان فروغ
یابد از لطف خدا در عالم دنیا مدام — ہر طریق و شرع و دین و مذہب و ایمان فروغ
واحد اول جلوہ گر در پردۂ توحید بود — بعد ازان در بزم گاہِ کثرت آمد آن فروغ
ہم چو مہر و ماہ بر اوج شرف روشن شود — بندہ از علم و ہنر حاصل کند چندان فروغ
حمد حق کردی درین دیوان بہ ہر مصرع رقم — یافت زان نظم تو ہندی در سخن دانان فروغ

شاہزادے نے جو بیقرار ہوکر دعا کی برق ثانی نے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہی لشکر سے نکلکر بھاگا آکر رُستم کو خبر کی رُستم نے لوح گلے مین ڈالی پشت مرکب پر سوار ہوے بارہ ہزار جوانان زرین پوش یہ کہتے ہوے ساتھ چلے کہ ہم سرکار کے ساتھ رہینگے عیوق و چارروق و صندلان وغیرہ خبرین سنکر اُٹھے گینڈون پر سوار ہوے عقب مین رُستم کے چلے یہان رُستم اُسوقت پہونچے کہ خسرو چار لاکھ سے لڑتے لڑتے زخمی ہوے اسوجہ سے کہ خطا شعار تیر مار رہے ہین شاہزادہ الگ آکر ٹھہرا ہی کہ نعرہ
۵۰ رُستم کی آواز آئی منم رُستم پیلتن و پیل کن کشندۂ قویل ہندی و دو ویل و کپتان فرنگی

نعرہ کو رُستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی
شہ فیل زور + کو بر تخت مرزوق افگندہ شور + اور پکار کر آواز دی ای برادر بجان
برابر نہ گھبرانا مین آپہونچا خسرو نے جو رُستم کو آتے دیکھا چمک چمک کے لڑنے لگے
جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر مارے رُستم نے جو بھائی کو زخمی دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا فوج کفار پر تلوار کھینچکر گرے کئی سو کفار کو قتل کیا
آخر ملازمان شاہین کے پانوٗن اُٹھے شکست فاش کھا کر بھاگے رُستم نے خسرو
کو ساتھ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہ مین آکر زخم دوزی کی بعد نکل جانے رُستم کے
ہفت پیکر کو خبر ہوئی کہ گل اندام کو برق ثانی نے مارا خسرو کے ہاتھ سے شاہین
مارا گیا ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کہا یارو مین جانتا تھا کہ گل اندام نے بڑا
کار نمایان کیا ہے اب اُسکا بچنا دشوار ہی آخر برق ثانی نے مارا فرزندان خواجہ عمرو
بلائے روزگار ہین برق ثانی فرزند برق فرنگی ہے برق نے کیا کیا کام کیے قدرت
کے ذہن مین یہ آیا تھا کہ برق ثانی کو وہ نام عطا کرین کہ سب عیار شرمندہ ہون خواجہ
عمرو اُسکو اپنا نائب کرین ماہور مردار خوار جادو دنگل سے اُٹھا کہا یا خداوند
یہ معاملہ میرے سپرد کیجیے مین کل ہی سب کا خاتمہ کر دونگا ہفت پیکر نے نام پر ماہور
مردار خوار کے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر رُستم کو پہونچائی خواجہ دربار
مین رُستم کے موجود تھے رُستم نے کہا ای عم نامدار سود اس مہینے کا ادا کیجیے گا
خواجہ نے کہا ای نور نظر جو تمکو خاجقران کسے رشتہ ہے مین بھی ویسا ہی تمکو جانتا
ہون خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے فکر مین ماہور کی چلے ماہور دربار ہفت پیکر
سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا ہو محانے مین آکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی کچھ چھریان کچھ
خنجر ابر مین بھرے اُسکو طرف آسمان کے اُڑادیا اِسطرح کئی سحر ابر مین بند کیے آخر
مین ایک پُتلا بنایا ہے خون کاٹ کاٹ کے اپنا اُسپر ڈال رہا ہی منظور یہ ہی کہ اِس
پُتلے کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرون وہ پتلا باتین کر رہا ہی رُستم کا نشان
بتلاتا ہی جادوگر کہہ رہا ہی جسکو سب طلسم کشا کہتے ہین سب جادوگر اُسی کی فکر مین رہتے

ہین کہ کان مین آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص کیا عمدہ سحر بنائے ہین کہ ہین نے مٹھی مین
بند کر لیے ایسے سحر پھر کبھی نہ بنانا تیری بے ادبی کل سے ہمپر ظاہر ہوئی ماہور نے یہ
صدا سنکر سر اُٹھایا دیکھا ایک موٹا جاوو گر مٹھی ہاتھ کی بند کیے ہوے یہ کہ رہا ہی ماہورہ نے
بہ نگاہ غور جو خیال کیا ہفت پیکر کو دیکھا تخت اُڑاے ہوے آتا ہی خوف زدہ ہوکر
اُٹھ کھڑا ہوا تخت زمین پر آیا گو دگر آواز دی ای بندۂ مغضوب اور سحر تو تیرے
بیکار ہین مگر اس پتلے سے کیا مراد ہی ماہورہ نے کہا یا خداوند یہ پتلا جو بن جائے
جسقدر جادوگرنیان لشکر اسلام مین ہین اُلٹے پاتین کرکے یہان لے آئے کیا
مجال کوئی رُک سکے یہ سحر ساختۂ بزرگان ہی اور قدرت کی عملداری مین اِسے کوئی نہین
جانتا کہا تم جا کر گلابی شراب کی لاؤ ہم اِسکو تیار کرتے ہین ماہورہ اُٹھا دروازے
پر آکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی براے قدرت گلابی شراب کی لاؤ چند خدمتگار
طرف میخانے کے چلے ماہورہ انتظار مین کھڑا ہی یہان ہفت پیکر نقلی نے پُتلے سے
پوچھا تجھے اب کیا چاہیے پُتلے نے کہا یا خداوند یہ جو کڑھاؤ مین موہن بھوگ رکھا
ہی یہی ہماری خور اک ہی جو کوئی مجھکو یہ کھلا دے جو حکم دے وہ بجا لاؤن ہفت پیکر
نقلی نے پوچھا کہ ماہور کی بھی خدمت کر سکتے ہو پُتلے نے سر ہلا کر کہا ماہورہ کی
بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن لشکر دون کو شکست دون فتح جنگ کا بند و بست کرون
ہفت پیکر نقلی نے ایک لقمہ موہن بھوگ کا پُتلے کو کھلایا پُتلے نے پھر مُنھ کھولا دوسرا لقمہ
دیا پانچ لقمے پتلے کو کھلائے پُتلہ جھومنے لگا کہتا ہی بعد مدت کے آج میرا پیٹ بھرا
جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ہفت پیکر نقلی نے کہا تو مجھے پہچانتا ہی کہ مین کون ہون
پُتلے نے کہا شکل تو خداوند ہفت پیکر کی ہو مگر یہ جانتا ہون کہ فریب ہی ہفت پیکر
نقلی نے کہا مین ہون عمرو عیار چاہتا ہون کہ ماہورہ کا سحر مٹاؤن اِسکو قتل کرون
پُتلے نے کہا مین براے خدمتگزاری حاضر ہون مگر یہ چند لقمے جو باقی ہین یہ بھی مجھے
کھلا دیجیے تو میرا پیٹ بھرے آتے ہی ماہورہ کی گردن توڑ ن سحر اُسنے جو ابرون کا
تیار کیا ہی اُسکو بھی مٹاؤن یہان خادم گلابیان لیکر آئے ماہورہ نے دیکھا کہ پُتلا

موہن بھوگ کھا رہا ہی پکار کر آواز دی یا خداوند آپ نے موہن بھوگ کیون کھلایا عمرو نے
پکار کر آواز دی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتا ہون مجھے نہین پہچانتا منم مہر سپہر عیاری قطب
فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار نعرہ

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
ترا تیز رفتار ہو گر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای پتلا سامری ماہور کو
مارے پتلہ دوڑا ماہور بھاگا خواجہ گلیم اوڑھکر پشت پر چلے دروازے پر ساحرون
نے چاہا روکین پتلے نے جسکو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا کسیکو چیر کر پھینکدیا مثل شعلہ
جوالہ جاتا ہی جب دس پانچ آدمی مارے گئے تو اُن سب نے پیچھا چھوڑا پکار کر آواز
دی ای پتلا سامری جہان جاتا ہی جا ماہور بھاگا ہوا جاتا ہی پتلہ پیچھے جاتا ہی پلٹنون مین
رسالون مین جو ماہور پہونچا کمیدان و رسالدار نے کہا ای ماہور کہان جاتے ہو
اسقدر بدحواس ہو کہ کبھی تمکو اس حال مین نہین دیکھا ماہور نے کہا میرا سحر پکڑا گیا ہی
عمرو عیار نے اُسکو روک لیا جو چاہیے تھا وہی خوراک کھلائی مین خدمت خداوند
مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگا ہوا گوشئہ لشکر مین آیا وہان بارگاہ طلسمی استادہ ہی اُسمین
ہفت پیکر بیٹھا ہی ماہور ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہفت پیکر کہتا ہی کہ آج ہی ماہور خاتمئہ
مسلمانان کر دیگا لاشئہ مسلمانان سے میدان بھر دیگا وہ دیکھو ابر چمکا ابر مین چھریان
بھری ہین یہ ابر جو گرے گا تو ہزارون کو قتل کریگا یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا ماہور
دوڑا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا ای ماہور خیر تو ہی کہ پشت سے نعرہ ہوا منم پتلا سامری
او ماہور کہان جاتا ہی عمر بھر مجھسے کام لیا خوراک اصلی مجھکو عمرو نے کھلائی عمرو نے
گلیم چہرے سے سرکائی پتلے کو اشارہ کیا پتلہ تڑپ کر ماہور پر جا پڑا ماہور بھاگ کے
پشت پر ہفت پیکر کی چھپا پتلہ جادوگرون کو سرکاکر قریب تخت ہفت پیکر کے پہونچا
ہفت پیکر کو ڈھکیل دیا ماہور کو ہاتھ تھام کے کھینچا ماہور غل مچاتا ہی کہ یارو مجھکو
اس ظالم کے ہاتھ سے جلد بچاؤ جو جادوگر قریب آیا کسیکو طمانچہ مار دیا کسیکو منھ پھیلا کر

کاٹ کھایا جب کئی جادوگر مارے گئے تو اب کوئی قریب نہین آتا پُتلے نے ماہور کو اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھکر سینہ چاک کیا دل گردے نکالکر کھانے لگا ساحر کہ رہے ہین یا خداوند آپ کے سامنے یہ بے ادبی کرتا ہی اِسکو سزا دیجیے ہفت پیکر نے جھولی سے گولہ نکالا خبردار خبردار کہکر پتلے پر گولہ مارا پُتلے کے سینے پر پڑا توڑکر سینے کو پار گذرا پُتلہ لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی او ہفت پیکر اب تو زندہ نہ بچیگا یہ کہکے پُتلہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من پُتلہ سامری بود تمام اہل دربار کو عبرت ہوئی آپس مین کہتے تھے یارو آج تو اِس پُتلے نے قدرت کو سر دربار ذلیل کیا قدرت کے سامنے سے کھینچکر ماہور کو مارا دل گردہ اُسکا کھا گیا آخر مین قدرت نے مارا ہفت پیکر سر جھکائے بیٹھا ہو سبکی باتین سُن رہا ہی آخر جھلا کر جواب دیا ارے بیحیاؤ تم قدرت کی مصلحت کو کیا جانو ماہور بڑا مغرور تھا یہی سزا تھی جو قدرت نے دی ساحر خاموش ہو رہے مگر آج کی عیاری پر عمرو کی سب جادوگر تھرّا گئے ایک ایک کا قول ہی کہ عمرو بلائے روزگار ہی ساحرونکا یہ حال کرتا ہی کہ سامنے قدرت کے قتل ہوا کوئی سحر کیونکر تیار کرے خواجہ ماہور کو قتل کراکے جو پلٹے سامنے رُستم کے آئے کہا اے نورنظر آج تو کئی لاکھ کے جواہرات میرے گر گئے مگر بیٹا تم رئیس جلیل ہو اگر سردارونکو حکم دو قلیل قلیل دیوین تو میرا مطلب نکلجائے رُستم نے دس ہزار روپے سامنے خواجہ کے پیش کیے کہا سردارونکو اختیار ہی مجھے جو ممکن تھا وہ حاضر کیا خواجہ نے کہا تخت پر سوار ہو کے گیا ماہور کو سامنے ہفت پیکر کے قتل کرایا ایسی قلیل رقم نہین چاہتا ہون ایک لاکھ روپیہ دیجیے رُستم نے کہا کہ عم نامدار خزانے مین روپیہ نہین ہی عمرو نے کہا بیٹا ہم تمسے لینگے رُستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ یہ دسون توڑے خزانے مین داخل کردو سمک جب توڑے اُٹھانے لگا خواجہ نے کہا اے نورنظر مین یہی قبول کرتا ہون رُستم کب مانتے ہین سمک بلداقی نے روپیہ خزانہ دار کو دیا خواجہ روتے ہوے دربار سے رُستم کے نکلے کہتے تھے اب کبھی اس ناصنف کے دربار مین نہ آؤنگا خدا اِس

ظالم سے بدلا لیگا رُستم نے سمک سے کہا دیکھو حمام تیار ہی عرض کی داروغہ خود حضور کا مشتاق ہی داروغہ نے خود کہا تھا کہ اگر آج رُستم غسل کرین تو بڑا لطف پائین رُستم تیاری کرنے لگے خواجہ صورت تبدیل کرکے بیرون بارگاہ موجود تھے خبر سُنی کہ رُستم برائے حمام جاتے ہین خواجہ نے رنگ و روغنِ عیاری لگایا بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی شکل بنکر حمام مین آئے داروغہ حمام نے دیکھا ایک لڑکا خوبصورت کرتا چکن کا پہنے ہوے مشروع کا پائجامہ بھاری ٹوپی سر پہ پہنے زربفت کے رومال مین کسوت بندھی ہوئی آتا ہی داروغہ کو آکر سلام کیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی کہا حضور عظیم اللہ خان کا پوتا ہون جائداد سب مین نے اُڑا ئی اب جب وجہ معاش مین فرق پڑا تو میری والدہ نے اوزار حجامت بنانے کے نکالکر دیے کہا بیٹا یہ تمھارے باپ دادا کا پیشہ ہی اِسی حمام مین جاؤ مرد آدمیون کو نہلاؤ اور لوگونکا سر مونڈو روپیہ دو روپیہ روز پاؤگے اسوجہ سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہون داروغہ نے کہا بیٹھو یہ سرکاری حمام ہی جو انعام ملے نصف تم لو نصف ہمکو دو کہا حضور مجھسے کام لین جو دیدینگے وہ لے لین گے شام کو کچھ لیکے گھر جائین ماں انتظار کرتی ہوگی داروغہ نے لڑکے کو بٹھایا دیکھا کہ لڑکا بہت چالاک ہی حقّے بھر بھر کے لوگون کو پلانے لگا کہ ہرکارے نے بڑھکر عرض کی داروغہ صاحب ہوشیار ہو جایئے خود رُستم تشریف لاتے ہین داروغہ نے کہا صاحبزادے تم بڑے صاحب نصیب ہو آج تمھین رُستم کو نہلاؤ فرزند صاحبقران ایسا کچھ دینگے کہ نہال ہو جاؤ گے لڑکا پائچے چڑھاکر موجود ہوا دروازے پر حمام کے ٹھہرا کہ رُستم آئے سمک ساتھ ہی رُستم سامنے داروغہ کے آئے داروغہ نے کہا حضور مین نے آپ کے رضامند کرنے کو ایک لڑکا بہت حسین مقرر کیا ہی وہی آپ کو نہلائیگا لڑکے نے جامے خانے مین آکر رستم کو لنگی بندھوائی لباس اُتار کر رکھا رُستم کو حمام مین لایا رُستم نے کہا صاحزادے کوئی اُبٹنہ بھی تمھارے پاس ہی کئی دن کے بعد آج نہانے کا اتفاق ہوا ہی لڑکا بولا

ایسا بٹنہ لگاؤن کہ تمام بدن مین خوشبو ہوجائے لڑکا ایک پیالے مین بناکر لایا
سارے چہرے مین رستم کے وہ بٹنہ ملا ایسی خوشبو آئی کہ رستم نے ہاتھون مین اور
پانون مین بلکہ سارے جسم مین بٹنہ لگایا لڑکے نے کہا اب غوطہ لگائیے رستم نے
غوطہ لگایا لڑکے نے جامے خانے مین لاکر لباس پہنایا رستم نے سورو پے انعام کے
دیے لڑکا دعائین دیتا ہوا باہر آیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے کیا انعام ملا عمرو
نے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہا کیسے رستم ہین مین نے مل ملکے نہلایا اسکا بدلہ یہ ہوا
کہ ایک روپیہ دیکر چلے گئے سمک جو دروازے پر کھڑا تھا خواجہ نے کہا مہتر صاحب
تم نہ نہائے خیر یہ روغن تو چہرے پر مل لو سمک نے روغن چہرے پر ملا لڑکے نے
روپیہ داروغہ کو دیا کہا یہ روپیہ آپ ہی رکھیے صبح کو بہشتی وغیرہ تقاضا کرینگے مین تو
اب رخصت ہوتا ہون جنس وغیرہ بنیے سے جاکر قرض لونگا تب رات کٹیگی داروغہ
نے کہا یہ روپیہ لیجاؤ خواجہ وہ روپیہ بھی لیکر چلے گئے رستم جو باہر آئے سردارون
نے رستم کو دیکھا کہ چہرہ مثل حبشی کے سیاہ ہو رہا ہی ہاتھ پانون بھی سیاہ سردارون
نے سر جھکا لیا کچھ کہہ نہ سکے کہ سمک سامنے سے آیا دیکھا سمک کا بھی چہرہ سیاہ ہو رہا
ہی سردارون نے کہا ذرا مہتر صاحب آئینہ تو ملاحظہ فرمایئے سمک نے جو آئینہ دیکھا
اور رستم پر نگاہ ڈالی کہا آقاے نامدار آپ تو حبشی ہوگئے جون جون دھوتے
ہین رنگ اور چمکتا جاتا ہی سیاہی کو زیادتی ہوتی ہی رستم نے کہا اے سمک اب مین
کیا کرون سمک نے کہا آقاے نامدار یہ کام اسی ساربان زادے کا ہی بٹنہ وہی
لگاکے چلا گیا میرے چہرے پر روغن لگا گیا اسی کے پاس اسکا توڑ ہوگا یہان تو
صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے امیر نے پوچھا خواجہ کہان سے
آتے ہو عمرو نے کہا آقاے نامدار زمانہ بہت خلاف ہی امیر نے کہا خواجہ کیا ہوا
خواجہ نے کہا آج کل کی تہمت سے خدا بچائے امیر فرماتے ہین خواجہ تمھاری بات
ذہن مین نہین آتی عمرو نے کہا محتاج کی بات کیا سمجھ مین آئے مہاجنو نکا ہمپر تقاضا
ہی جدھر جاتے ہین لوگ کے جاتے ہین آج صبح سے کئی قرض خواہ آئے کوئی عذر نہین سنتا

یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر غُل ہوا امیر نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے فرزند رُستم و سمک عیار روتے پیٹتے ہوے آتے ہین حمام نہانے گئے تھے نہین معلوم وہان کیا ہوا کہ رُستم کی صورت آفتاب عالمتاب تھی بالکل حبشی معلوم ہوتے ہین عمرو نے کہا ای آقاے نامدار میری آہ کا باعث ہی روغن کون لگانے جائیگا کام تو مجھسے وہ لیا کہ دو لاکھ روپے میرے خرچ ہوے دس ہزار دیتے تھے مین نے نہین لیے رو رو کر پروردگار سے عرض کی کہ اے خالق تو بدلا لینا الحمدللہ کہ چہرہ تو سیاہ ہوگیا امیر خاموش بیٹھے ہین کہ رُستم و سمک سامنے آئے رُستم نے پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ فریاد ہی خواجہ عمرو نے نہین معلوم کیا لگا دیا کہ تمام جسم سیاہ ہوگیا سمک کا صرف چہرہ سیاہ ہی آواز سے امیر نے رُستم و سمک کو پہچانا ورنہ صورتین سیاہ حال تباہ اِسقدر روتے ہین کہ دامن و گریبان اشکون سے تر ہوگیا امیر نے پلٹ کے فرمایا کیون خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا غریبونکو جہانتک ستائینگے سزا پائینگے ابھی تو چہرہ سیاہ ہوا ہی پھر دل سیاہ ہوگا اب ہر قسم کے عارضے پیدا ہونگے کوڑھی ہوجائینگے امیر نے فرمایا خواجہ خاموش رہو اب اِسکو دفع کرو عمرو نے کہا مین نے جو بیتاب ہوکے دعا کی اُسکا یہ ظہور ہی گئی لاکھ روپے کا مال میرا اگر گیا دس ہزار روپے دیتے تھے وہ بھی خزانے مین داخل کرا دیے یہ جوانا مرگ جو سامنے کھڑا ہی سیاہ رو یہ اُٹھا کر لیگیا مین لاکھ چیخا پیٹا کہ لاؤ یہی دیدو اِسنے جواب نہ دیا اور روپیہ خزانے مین بھیجا اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ رُستم تو بالکل سیاہ ہوے سمک کا چہرہ سیاہ ہوگیا اب سیاہی بڑھکر سارے بدن کو گھیرے گی مبتلاے عذاب الٰہی ہین مین کیا علاج کرون مجھپر مہاجنون نے بلوہ کیا ہی کئی دن سے فاقہ ہی بھوکے پیاسے کی جلد دعا قبول ہوتی ہی مین نے جو بلک کر دعا کی کہ پروردگار اِنکو سزا دے در اجابت وا تھا چہرے سیاہ ہوگئے ابھی اور اِنپر عذاب نازل ہوگا ابھی آپ ملاحظہ فرمائین اِنکی جان پر بنے گی ابھی تو خیر ہی صاحبقران نے فرمایا زیادہ باتین نہ بنائیے اِنکو لیجا کر اچھا کیجیے علمشاہ

تلوار کھینچے کھڑے ہین کہ اگر یہ سیاہی دفع نہوگی تو مین اپنی جان دونگا سمک کہتا ہی
مین لشکر سے نکل جاؤنگا بھائیون کو کیا روے سیاہ دکھلاؤنگا عمرو نے جھلا کر کہا آقا
جان دیتے ہین عیار صاحب لشکر سے نکلے جاتے ہین روپیہ نہین صرف کرتے ہین
سخی کی ناؤ کبھی تباہ نہین ہوتی رستم نے کہا عمر نامدار مین لاکھہ روپیہ دونگا عمرو نے
کہا میرے تین لاکھہ روپے صرف ہوگئے ہین وہ مجھکو ملین تو مین خدا سے عرض کرون کہ
ای کریم کارساز جو اِنپر بلا نازل ہوئی ہی اُسکو دفع کر جیسے بد دعا میری قبول ہوئی
کیا عجب ہی کہ پروردگار دعا میری سُن لے اور عذاب تمپر سے دفع کرے سمک نے
بیقرار ہوکے رستم سے کہا آقاے نامدار براے خدا تین لاکھہ روپے دیجیے رستم
نے رقعہ لکھا سمک کو دیا سمک فوراً جا کے روپیہ لایا خواجہ روپیہ اُٹھانے
لگے رستم نے کہا روپیہ نہ اُٹھائیے پہلے علاج کیجیے عمرو نے کہا بس یہ علاج ہی
کہ حمام مین جا کر دوسرے حوض مین میرا نام لیکر غوطہ لگائیے جب گرم پانی مین
نہائے تھے اب سرد پانی مین نہاؤ پروردگار تمکو تندرست کر دیگا خواجہ عمرو نے
تین لاکھہ روپیہ لیا رستم و سمک نے جا کر ٹھنڈے حوض مین غوطہ لگایا اب جو
پانی سے نکلے چہرے آفتاب عالمتاب تھے سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ رستم
نے صحت پائی ہرکارے ہفت پیکر کے جو دربار مین حاضر تھے جس وقت رستم
آکر دربار مین بیٹھے اور بارگاہ جمال جہان آرا سے روشن ہوئی صاف ثابت ہوتا
تھا کہ ماہ تابان لکۂ ابر سے نکل آیا ہرکارے یہ خبرین لیکر سامنے ہفت پیکر کے
آئے کل حال کہکے کہا یا خداوند آج تو عمرو نے رستم سے تین لاکھہ روپے لیے
اب چہرہ ایسا روشن ہی کہ صاف ثابت ہوتا ہی چاند گہن سے نکل آیا لشکر مین
صاحبقران کے جا بجا یہی چرچے ہو رہے ہین یا خداوند آپ دعا عمرو کی قبول
کر لیتے ہین ہفت پیکر نے سر ہلایا کہا وہ بندۂ مقبول ہی اُسکی دعا بد دعا ہر وقت
قبول ہوا ساحرون نے عرض کی یا خداوند پھر ہم لوگ اب کاہے کو زندہ رہینگے
خواجہ عمرو ہمارے واسطے ہر وقت بد دعا کرتا ہی ہفت پیکر نے کہا اِس مقدمے

مین

ہین اُسکی دعا قبول ہوگی رُستم نے اُسپر ظلم کیا تھا اسوجہ سے اُسکی دعا قبول کرلی تملوگ نہ گھبراؤ اگر تمھارے بارے مین بددعا کریگا تو دروازہ قبول کا نہ کھولین گے لیکن ہفت پیکر کا تردد بڑھا ہی کہتا ہو اِن مسلمانون سے کیونکر جان بچیگی چہار طرف سے بلوہ کیا ہی فوجین بھی بڑھتی جاتی ہین یہ دل مین سوچ رہا ہی سردارونکو تسکین دیتا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار پیدا ہوا بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا یا تو ہفت پیکر متردد بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا سردارون سے کہتا ہی یارو میری جان آتی ہی کئی برس کا زمانہ گذرا اِس مہ جبین پر جان دیتا ہون اب رنج قدرت کا سُنکر آئی ہی ملال میرا ناگوار ہوا کہ ابر آکر پھٹا ہفت پیکر اپنے مقام سے اُٹھا سب سردار کھڑے ہوگئے اتفاق سے سمک بلداقی براے خبر دربار ہفت پیکر مین آیا ہی ستون کی آڑ مین کھڑا ہی ابر جو وہ پھٹا ایک تخت ہویدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین ماہ رخسار گیسوے عنبرین عارض پر پڑے ہوے ہین جب زلفون کو جنبش ہوتی ہی تو بوے خوش آتی ہی سونگھنے والے مست ہوجاتے ہین ہفت پیکر تو جھومنے لگا کہتا ہی کہ خوشبو دل مین اُترگئی پُکار کر آواز دی اے ملکہ شمیم گیسو کشا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اُس معشوق پری پیکر نے ناز سے جواب دیا کہ اے ہفت پیکر مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ تیری خدائی اُلٹتی ہی ہفت کوہ کو چھوڑکر طلسم باطن مین آیا مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا طلسم شکست ہوا آج کی خبر پائی کہ ماہور مردار خوار کوئی ساحر بہت زبردست تھا اُسکو عمرو نے عیاری کرکے مارا قدرت کو بڑا رنج ہی منظور ہوا کہ چلکر تمھاری خدائی قائم کرون پھر اپنے ہفت کوہ پر جاکر آباد ہو کل رعایا تمکو سجدہ کرے ہفت پیکر نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان قدرت بہت مجبور رہو رہے ہین شمیم گیسو کشا نے کہا اے ہفت پیکر بہ جان و ایمان تو نہ کہا کہ مجھکو بہت شاق گذرتا ہی مین مرد کے نام سے بیزار ہون لیکن تو تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا اُسکا خیال آگیا کہ چلکر سامان درست کردون ہفت پیکر نے تخت اپنا خالی کردیا اور تخت ہفت پیکر پر تخت اُس نازنین کا آکر قایم ہوا پھر کہا اے

ہفت پیکر ایک مجھسے وعدہ کر کہ خدائی کا دعویٰ موقوف کر سب تجھکو شہنشاہ کہا
کرین ہفت پیکر نے کہا ای ملکۂ عالم مین یہ بھی قبول کرون مگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا
اور باپ طلسم کشا کا صاحبقران ہی اُسکو چند نام میرے یاد ہین اُسکا نام اسم اعظم رکھا
ہی اُسپر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جب اُن نامون کو یاد کرتا ہی ساحر کا سحر اُسکے قریب نہین
جاتا اور باپ بیٹے لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین اور دیوزادونکو شکست دی اٹھارہ
سال پردۂ قاف مین رہے سرکشان قاف اُنکے ہاتھ سے مارے گئے پردۂ دنیا مین اگر
بڑے بڑے شاہون کو شکست دی اِس طلسم پر بھی بلوہ کیا سب فرزندون نے
دربند شکست کیے طلسم کشا نے مرحلے توڑے لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہی اور
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کہ تحفہ جات نایاب تھے یہ بھی
طلسم کشا کے قبضے مین ہین اِسکی کیا تدبیر کروگی شمیم نے کہا مین اِن سب چیزون کی تدبیر
کرونگی ای ہفت پیکر دیکھنا کہ اِن دونون سرکشونکا کیا حال کرتی ہون کسطرح سے
تیری سلطنت قایم کرونگی شمیم بڑے بڑے لاف وگزاف کر رہی ہی ہفت پیکر کہتا ہی
ای حور نژاد حسینان جہان کی اُستاد قدرت وہ تیرا مرتبہ بڑھائین کہ نائب سلطنت
طلسم ہفت پیکر کردین شمیم نے شرما کر کہا مجھے سلطنت و نیابت کی کچھ ضرورت نہین
میری عملداری کیا کم ہی صرف ایک باغ ایسا بنایا ہی کہ اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے
تو اُس باغ کے اوصاف دیکھتے مجھکو اُس باغ کی حکومت کافی ہی کئی سو قریے اُسی
باغ کے متعلق ہین ایک ایک زمیندار مثل بادشاہ کے حکومت کرتا ہی پھر مجھے
تمھاری سلطنت کی کیا ضرورت ہی مگر تمھارا حال سُنکر افسوس ہوا اسوجہ سے
مین آئی لیکن خدائی سے توبہ کرو ہفت پیکر گڑگڑانے لگا کہا ای شمیم اگر تو نے
سلطنت مسلمانان کو مٹایا تو نمرودیہ و شداکیہ و باختر و پردۂ ظلمات و ہفت
دربند و فرعونیہ یہ سب ملک قبضے مین آئینگے شمیم نے کہا ایک شعبدے مین کسی
مسلمان کا پتہ نہ ملیگا جو سامری و جمشید نے سحر آراستہ کیے اُن سب پر میرا قبضہ
ہی طلسم کشا لوح خود اُتار دین تحفہ جات پھینکین طرف صحرا کے نکل جائین لیکن

ہین اُن سب کو ایک مرتبہ دیکھ لون جس شے کو خیال کرون اور تمھارے نقصان کے اشیا
اُنکے قبضے مین ہون اُنکی فکر کرون کہ کسی مقام پر اُن لوگون کو جنے نہ دون شمشاد سرانداز
اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند ملکہ تو خاتمہ ہی کر دینگی مین چاہتا ہون کہ ملکہ کو
تکلیف نہو اور لڑائی فتح ہو جائے جو جو کچھ ملکہ نے فرمایا ہو اُنھین سب باتون کا ظہور
ہوگا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین ملکۂ عالم سب کو دیکھبھی
لین غلام کا سحر بھی ملاحظہ کیجیے شمیم نے کہا او ہفت پیکر بڑی بات معقول اِسنے کہی
ہین قلب لشکر مین رہونگی سب کو دیکھ لونگی پھر کتنی بڑی بات ہو شاید اِنھین کا کہنا ہو
مسلمان دیوانہ وار طرف صحرا کے نکلجائین سب اہل دربار نے گواہی دی کہ یا خداوند
یہ ایسا ہی ساحر ہو اِسکی اقلیم سے ڈانڈہ کا نور دیس کا ملا تھا وہان کے ساحرون کو
مار کر اِسنے اپنا قبضہ کیا کا نور دیس والے جوگی جیپال کو خدا جانتے ہین ہر وقت
مقابلہ بھی جوگی جیپال ہی کو پکارتے ہین اُسی سے وہ مدد طلب کرتے ہین جب وہ لوگ
نام جوگی جیپال کا لیکر پکارتے ہین تو ہوا ٹھنڈی چلتی ہو آسمان پر تصویر ایک فقیر کی
نظر آتی ہو بال بڑے بڑے جوڑا باندھے ہوئے چوٹی دار ناریل ہاتھ مین للکارتا ہو
کہ او فرقۂ خدا پرستان واو زبردستان خبردار میرے بندے پر ہاتھ نہ ڈالنا اُس
ساحر کا زور و سحر بڑھتا جاتا ہو حریف کو زیر کر لیتا ہو لیکن اسنے اُن سب کا زور مٹا با
اپنا دخل کر لیا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ نام پر شمشاد سرانداز کے طبل جنگی بجے بائیس
سو نقارہ پر چوب پڑی شمیم نے اٹھکر کہا کیون ہفت پیکر اِسقدر کیون ہنگامہ ہوا
ہفت پیکر نے کہا جتنے سردار اُترے ہین سب نے اپنے اپنے لشکرون مین طبل جنگی بجوایا
قدرت کے کارخانے مین صرف سات سو نقارہ ہو اور بائیس سو نقارہ بجا ہو سب
سردار تماشہ دیکھنے آئینگے ہرکارون نے رستم کو خبر یہہ پہنچائی کہ لشکر کفار مین کوئی ساحر
ہو شمشاد سرانداز اُسی کے نام پر طبل جنگی بجا ہو کل اُسکا ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ آرائے
نبرد ہو ایک نازنین نہایت حسین بر امداد ہفت پیکر آئی ہو بڑے لاف و گزاف
کر رہی ہو وہ بھی کل سحر کریگی رُستم نے کہا خدا اے بابزرگ است یہ کہکے سمک کو

اشارہ کیا سمک نے آکر نقار خانے مین حکم دیا سنرہ سو نقارہ بجا طبل سکندر پر چوب
پڑی بارگاہ ہفت پیکر کانپ گئی لیکن شمشاد سرانداز نے طبل جنگی بجوا کر ایک خیمہ
کنارے پر لشکر کے استادہ کرایا آ کے اُسمین بیٹھا گرد اُس بارگاہ کے خندق کھدوا دی
وہ خندق پانی سے لبالب ہوگئی ظاہر مین پانی بھرا ہی دور سے معلوم ہوتا ہی کہ ہزارون
اژدہے بیٹھے ہین سمک یلداقی کو ہرکارون نے خبر دی کہ شمشاد فلان بارگاہ مین اُترا
ہو سمک بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لشکر ہفت پیکر مین آیا جابجا پھرتا ہوا
سامنے بارگاہ شمشاد کے آیا دیکھا گرد بارگاہ صدہا اژدہے بیٹھے ہین منھ کھولے ہوے
چارون طرف دیکھ رہے ہین قلابہ آتشین چھوڑ رہے ہین سمک حیران ہوا کہ اندر بارگاہ
کے کیونکر جاؤن تا در بارگاہ جانا مشکل ہی اندر بارگاہ کے تو پہونچ نہ سکا گرد بارگاہ کے
چرخ مارنے لگا پہلوے بارگاہ پر آکر دیکھا کہ شکم سے اژدہے کے ایک ساحر سیہ فام
نکلا طرف خندق کے کچھ سحر کرنے لگا سمک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک طفل حسین کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا میان ساحر صاحب ذرا میرے پاس
آیئے عیار یہان بتون مین چھپے ہین تم آکے گرفتار کرلو وہ ساحر جھپٹا کہان کہان کہتا
ہوا قریب سمک کے آیا سمک نے کہا وہ سامنے دیکھیے پتے ہل رہے ہین وہان پر
سحر کیجیے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہا چھینٹ کر مارون
کہ جو بتون کے نیچے ہو وہ جل جائے سمک جست کرکے پہلو پر آیا یہ تو اپنے سحر کرنے
مین مصروف ہو سمک نے خنجر مارا کہ ساحر سیہ فام کا شکم چاک قصہ پاک اژدہے
جلنے لگے سمک نے لاشہ اُس جادوگر کا کاندھے پر ڈالا پکارتا ہوا دوڑا ای شہنشاہ ساحران
ذرا باہر آیئے ایک عیار اس اژدر نشین کو مار کر بھاگ گیا مین نے اُسکا پیچھا نہ کیا
لاشہ اسکا اُٹھا لیا شمشاد نے جو یہ آواز سُنین بارگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک
ساحر لاشہ اژدر نشین کا کاندھے پر لیے ہوے کھڑا پکار رہا ہی شمشاد نے کہا ای
ساحر تو نے بڑا کام کیا کہ لاشہ اُسکا اُٹھا لیا ورنہ عیار سر کاٹ لیجاتا سمک نے
چاہا کہ شمشاد کے پاس پہونچون تو اُسکو بھی خنجر مارون شمشاد نے ٹھکار کر آواز دی

ای اسرار رازدار دیکھ تو یہ ساحر کون ہی اور جس عیار نے اژدر نشین کو مارا وہ
عیار کہان ہی جلد ظاہر کر ایک برق چمک کر سمک پہ گری کہ لاشہ کاندھے سے جدا
ہوکر الگ گرا سمک کا رنگ و روغن اُڑ گیا پانوٗن زمین نے تھام لیے سمک نے
ہرچند پکار کر کہا ای شمشاد مجھے کیون قید کرتا ہی مین عیار کو گرفتار کراؤنگا سامنے
بھاگ کر گیا ہی دوڑا دوڑا پھر رہا ہی شمشاد نے نہ مانا ایک ساحر سامنے کھڑا تھا پکار کر
آواز دی ای ماران سیاہ رو اِس عیار کو لیجا کر قید کر ماران سمک کو کھینچتا ہوا
لیچلا کچھ سحر بھی کیا ہی کہ سمک چپکا چلا آتا ہی مگر ہاتھ پانوٗن مین رعشہ دل کانپ رہا ہی
مگر برق ثانی بازار مین کھڑا تھا ایک ساحر کی زبانی سُنا کہ سمک گرفتار ہو گیا ہی
تڑپ کر صورت بدلتا ہوا چلا لیکن راستہ مین دیکھا تھا کہ ایک ساحر کو آتے ہوے
دیکھا جھک کر سلام کیا کہا آپ کا نام نامی کیا ہی اُس ساحر نے کہا ماران سیاہ رو
کا بھائی تارہ یک جادو میرا نام ہی برق ثانی نے حباب مار کر اُسکو کنارے ڈالدیا
آپ اُسکی شکل بنکر دوڑ پکار کر آواز دی بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے خداوند
نے کیا فرمایا ہی ذرہ اُن لیجیے ماران ٹھہر گیا برق ثانی نے قریب آکر ایک کاغذ ہاتھ مین
دیا ماران نے پڑھا اُسمین لکھا تھا طرف سے شمشاد کے کہ ای ماران قید عیار کی اپنے
بھائی کے سپرد کرو تم دربارگاہ پر آؤ حفاظت مین مصروف ہو ہرچند کہ حفاظت معقول
ہاتھ مین اسرار رازدار کے ہی یہ دیکھتے ہی ماران نے قید سمک بھائی جانکر برق ثانی
کے سپرد کی آپ طرف بارگاہ شمشاد کے بھاگا برق ثانی سمک کو لیکر کنارے آیا
سمک کو رہا کیا کہا بھائی صاحب یاد رکھیے گا سمک ایک جانب گیا برق ثانی
طرف بارگاہ شمشاد کے چلا ماران سیاہ رو نے آکر شمشاد کو آواز دی شمشاد
نے نکلکر پوچھا کیون ماران عیار کو قید کر آیا ماران نے کہا مین آپ کے حکم کو
بجا لایا تارہ یک کو قید سپرد کر دی مین اب خیمے کی حفاظت کرونگا شمشاد نے کہا
او مسخرے مین نے کسکو بھیجا تھا کہ تو نے قید اُسکے سپرد کی ماران نے نوشتہ دکھایا
شمشاد نے کاغذ پھاڑ ڈالا ماران کو حکم دیا جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھ ماران سیاہ رو

روتا ہوا روانہ ہوا شمشاد نے پکار کر آواز دی ای اسرار رازدار خیمے کی حفاظت بھی تیرے سپرد ہی یہ کہکے پلٹا اسرار نے اشارہ کیا خندق مین بجاے آب آگ روشن ہوگئی برق ثانی نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گرد بارگاہ کے چرخ مار اگیا مگر اندر جانے کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی ناچار طرف اپنے لشکر کے پلٹا اب وہ وقت ہی کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ زرین پوش کل فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان زبرجدی مین آیا ادھر برق ثانی ایک گوشے مین چھپکر دیکھنے لگا دیکھا اولاً اول صاحبقران زمان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی میدان کارزار مین تشریف لاے ایک طرف سے گرد اُڑی رستم پیلتن جملہ سردار ساتھ جادوگرنیان طاؤس سان زرین بال پر سوار میدان کارزار مین آکر ٹھہرے کہ طرف سے ہفت پیکر کے گرد اُڑی ساحر فرداً فرداً آنے لگے یکایک نوبت نقارے بجنے لگے سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار قلب فوج مین آکر ٹھہرا فوجون سے میدان بھرے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے شمشاد سحر انداز سب کے آگے بڑھا ہوا آتا ہی اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا چار لاکھ ساحر اسباب سحر سے درست چالاک و چست پشت پر اِس بیبا کی چلے آتے ہین ایک ابر سیاہ کہ جسمین اسباب سحر بھرا ہوا ہی سر پہ شمشاد کے سایہ فگن صفین جمنے لگین بعد صفوف آرائی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ملکہ شمیم گیسو کشا بھی قصر عشرت کے پہلو مین ایک قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی اُسمین جاکر براے تماشہ بیٹھین فرزندان صاحبقران کے جمال پر نگاہ پڑی کبھی ایرج کو حیران دیکھتی ہی کبھی نورالدہر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی شوکت قاسم پر نگاہ کی بے ساختہ دل سے آہ کی کبھی جمال جہان آراے بدیع الزمان پر نظر ڈالی حیران جمال و محو دیدار ہو رہی ہی کبھی طلسم کشا کو دیکھتی ہی کہ چالیس شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار ملکہ سنبل ہفت گیسو سب کے آگے کھڑی بل کر رہی ہی اشارے کی طلسم کشا کے طالب ہی سلماے گوہر پوش چاہتی ہین کہ آج تو مجکو اجازت ملے شفق خونخوار ہر مرتبہ یہی

چاہتی ہی کہ طاؤس کو اُڑاؤن مقابلے مین اِس نامرد کے جاؤن لیکن شمشاد سر انداز
نے جب دیکھا کہ کرڈکیت کوڈکا کھکہ ہٹ گئے تو اُسنے مرکب اپنا پھیرا پاس ہفت پیکر کے
آیا عرض کی اجازت میدان ملے ہفت پیکر نے کہا ای خیر خواہ دولت آخر تمھارا
کیا ارادہ ہی کس سے مقابلہ کروگے اُسنے دست بستہ عرض کی میرا تو ارادہ ہی کہ طلسم کشا
کو پکارون تحفہ جات چھین لون لوح حاصل کرون کوئی تدبیر ایسی کرون کہ بعد اُنکے
خود صاحبقران کو ڈوکون ہفت پیکر نام سے صاحبقران کے کانپنے لگا کہا ای
شمشاد حمزہ بلاے روزگار ہی اُسکو نہ پکارنا طلسم کشا کو بھی نہ للکارنا یہ جادوگرنیان
کھڑی ہین انمین جسکو چاہو پکارو سب مین کم حقیقت ماہی سحر ہی اگر اسکو گرفتار کرلیا
تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہوگا طلسم کشا بدل اسکو چاہتے ہین منہگ بحری عوض مین
ماہی سحر کے نکلے گی یہ زور وشور مقابلہ کریگی جسکو پکارنا سمجھ کے پکارنا جو نکلے گی وہ
آفت برپا کردیگی اِس طلسم کی یہ جادوگرنیان سرگروہ ہین ان سب نے شریک
ہوکر طلسم کشا کو زور دیا ہی ہفت کوہ انھین جادوگرنیون کی کوشش سے فتح ہوا
ورنہ قدرت طلسم باطن مین نہ آتے شمشاد نے عرض کی قدرت ملاحظہ کرین کہ مین جاکے
کیا کرتا ہون اب قدرت کچھ تقدیر نہ کرین صرف تماشہ دیکھین پیدا بر سحر جو آسمان پر
آپ دیکھ رہے ہین اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کوئی ساحرہ برداشت
نہ کرسکیگی مین جاکر سنبل کو پکارتا ہون ہفت پیکر نے بہت بہت منع کیا مگر یہ مغرور
عقل و فراست سے دور جھومتا ہوا میدان مین آیا آگے پکار کر آواز دی ای فرقۂ
خدا پرستان و زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھ سے آکر مقابلہ کرے منم
شمشاد سر انداز کیون ای طلسم کشا یہ جادوگرنیان میدان مین کیون آئی ہین کیا
ہم لوگون کو اپنا جمال دکھاتی ہین شمیم گیسو کشا کے ہوش درست نہین ہین جمال
رستم دیکھ رہی ہی رنگ رو اڑا ہوا چند کنیزین گرد بیٹھی تھین انھون نے پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہی ملکہ شمیم گیسو کشا نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا اری
کمبختو کیا پوچھتی ہو اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا / ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا / راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہے کبھی / عرض کرینگے جو موقع التجا کا ہوگیا
حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب / دور پردہ جسگھڑی شرم وحیا کا ہوگیا
اُس نگاہ تیز سے دل ہوگیا جسدم دوچار / مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا
حور کی غمزی اُسے جنت مین کیا خوش آئینگے / ای پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا
یاد مین اُس راست قامت کی یہ کی فریاد رند / وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

مگر ملکہ شمیم نہایت عقلمند ہی شعر پڑھکے جواب دیا کہ میرے پاس سب کے دیوان جمع ہین رند کہ کیا صاف کہتے ہین اُنکی غزل اسوقت یاد آئی مین نے پڑھدی) اِسکے کچھ معنی نہ سمجھو لیکن شمشاد نے جو پُکارا جانا وگریدن مین ہنگامہ ہوا سب بڑھکر طلسم کشا سے اجازت مانگنے لگین سنبل ہفت گیسو پریشانی مین کہتی ہی ای شہریار مجھے اجازت دیجیے لیکن ملکہ مشکبار طاؤس کو اُڑا کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئین عرض کی ای شہریار کینہ کو حضور رخصت فرمائین اِس مغرور کے سحر کو دیکھون حضور کے سامنے سمجھا دون بادشاہ نے فرمایا ای مشکبار سب ہمسر تمھاری رُستم سے اجازت مانگ رہی ہین رستم فرماتے ہین کسکو اجازت دون کسکو روکون تمکو کیونکر اجازت دون عرصہ جو ہمنبرد کے نکلنے مین ہوا شمشاد پکارا اُٹھا کہ ای طلسم کشا تم ہی میرے مقابلے مین آؤ کچھ لوح کی کرامات دکھاؤ رستم مرکب بڑھاکر سامنے بادشاہ کے آئے مرکب سے کود پڑے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی کہ حضور جلد اجازت دین حریف کلہ زنی کرتا ہی طعن آپ کے ملازمون سے نہین سُنی جاتی بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار بی مشکبار اجازت مانگ رہی ہین کیونکر آپ کو اجازت دین اِسلئے کیا کہین ہم خود میدان مین جاتے ہین یہ فرماکر تاج سر سے اُتارا خود زرین پہنا فیروزہ بن عمرو مرکب لیکر قریب آیا صاحبقران نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا مرکب اُڑا کر قریب آئے بادشاہ سے دست بستہ کہا

کیون حضور کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا حضور دخل نہ دین رُستم و مشکبار مجھسے اجازت مانگتے ہین اُدھر چالیس جادوگرنیان بگڑی ہوئی ہین مین کس کسکو اجازت دون لہذا مین خود نکلونگا صاحبقران نے فرمایا حضور کیون تکلیف کرین اس خفیر کو اجازت دین مین سر اس مغرور کا حاضر کردن یا جان کو قدم پر نثار کرون ملازم موجود ہوتے ہوے حضور مقابلۂ کافرین جائین ہمارے لیے باعث ہتک ہی بادشاہ نے فرمایا مین تو حضور کو اجازت نہ دونگا خود ہی میدان مین جاؤنگا رُستم نے جو دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ مین تکرار ہونے لگی رُستم نے تیغۂ ہفت جوہر نیام سے کھینچا اور گلے پر رکھ لیا کہا آج مین قدمون پر نثار ہوتا ہون شمشاد نے جو دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا سمجھا کہ مسلمان مجھسے دب گئے پکار کر آواز دی یا صاحبقران مین خود آتا ہون یہ بھی میرے سحر مین تاثیر ہو کہ سب کو کھینچ لائیگا مگر شمیم گیسو کشا یہ سب سحر کے بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی مسلمانونکو کیا جوش جرأت ہی کتنے آدمی آمادۂ جنگ ہین لو اور غضب دیکھو طلسم کشا نے ناچار ہو کر تلوار گلے پر رکھی ہی بادشاہ نے تھرا کر فرمایا ای عمّ نامدار مین میدان مین نہ جاؤنگا اور قبلہ و کعبہ کو رخصت نہ دونگا مشکبار کو اجازت دیتا ہون ملکہ مشکبار نے جو اتنی بات سُنی کہ بادشاہ مجھکو اجازت دینگے فوراً طاؤس اُڑا کر جھپٹی آواز دی ای خوشبوے دماغ رس اس مغرور کو لینا خبردار مہلت نہ دینا جون ہی ملکہ نے کہا شمشاد کے دماغ مین خوشبو پہونچی جھومنے لگا پکار کر آواز دی نظم

تیشہ لا فرہاد یان سر بھی بدن پر بار ہی
جان شیرین ہی میری اک شیرین دہن پر بار ہی

لے وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سے ہاتھ مین
عندلیب زار شاخ یاسمن پر بار ہی

ہم سبک دوشو بسے طی ہوتی جو راہ عشق
رشتۂ زنار دوش برہمن پر بار ہی

گو نزاکت انتہا کی ہو میان یار مین
اُسکا مضمون بھی مرے نازک سخن پر بار ہی

کیا نزاکت ہی کہ بوے عطر سے ہی بید ماغ
رنگ مہندی کا کف نازک بدن پر بار ہی

وہ گئے دن جو اُٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو
کاہ کا سایہ بھی اب تارنج کے تن پر بار ہی

یہ اشعار پڑھتا ہوا چاہتا ہی قریب مشکبار کے جاؤن اور قدمون کو بوسہ دون
کہ ابر سیاہ کو جنبش ہوئی ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک ساحر تخت پر بیٹھا ہی سامنے
ماش کا ہٹا رکھا ہی کچھ گولیان بنا رہا ہی دو گولیان بنا کر منھ مین ڈالین منھ سے
نکالکر شمشاد پر پھینکین یا تو ماش کے آٹے کی گولیان تھین یا سب نے دیکھا دو
طائر بلند پرواز قریب سر کے اُڑ رہے ہین پھر اُس ساحر نے اشارہ کیا ہاتھ ہلا دیا
ایک برق چمکی اُن طائرون کے سر کٹکر گرے خون اُن طائرون کا سر پر شمشاد کے
گرا یا تو شمشاد جھوم رہا تھا چاہتا تھا مشکبار کے قدمون پر گرون ہاتھ باندھکر
حال دل کہون کہ شمشاد کو ہوش آیا تخت پر جو زنگی بیٹھا تھا قہقہہ مارکر ہنسا پکارکر
آواز دی او شمشاد کیا کہنا مشکبار کے دام مکر مین پھنسے تھے مگر خوب بچے ہنے
تمکو بچایا عین وقت پر مدد کی یہ طائران ساحری تھے جنکا خون تمپر گرایا مگر افسوس ہی
تمکو غیرت نہ آئی اب کوئی شعبدہ صرف کرو کہ میدان مین نام ہو زندگی پر تمھاری
حرف آچکا ہی سامری و جمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج تمھارا روز انتقال ہی غلام
کو آپ کے بڑا ملال ہی یہ باتین طعن آمیز سنکر شمشاد نے ایک کارد جھولی سے
نکالی تر بان پر اپنی پھیری چند قطرے خون کے اپنی زبان کے لیے وہ خون اُسنے
مشکبار پر پھینک مارا مشکبار چرخ کھا کر گری اور بیہوش ہوگئی شمشاد تلوار
کھینچکر جھپٹا کہ سر مشکبار کا کاٹ لون شمیم قصر پہ بیٹھی دیکھ رہی تھی اِسکو بہت
ناگوار ہوا زلفون کو جنبش دی شمشاد کو یہ معلوم ہوا کہ پانؤن مین زنجیر پڑگئی
آگے نہین بڑھ سکتا اپنے مقام پر کھڑا جھوم رہا ہی اہل اسلام دعائین مانگنے لگے
رُستم پکار اُٹھے او خالق بے نیاز و اے رب کارساز مشکبار کو اِس ظالم سے بچا لے نظم

بہر چار سو ہست حق جلوہ گر	بہر دیدہ مخفی بشکل نظر
از و یافت نور خلائق ظہور	بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے باد و خاک و گہے نور و نار	گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے جاہل خالی از عقل و ہوش	گہے صاحب علم و فضل و ہنر

گہے مست و گہ صوفی باصفا گہے ہوشیار و گہے بیخبر
گہے قطرہ و ابر و بحر پُر آب گہے کان یاقوت و لعل و گہر
گہے شمع بزم زمین و زمان گہے بر فلک نور شمس و قمر
گہے شاہ گردن کش و سرفراز گہے در اطاعت نگون کردہ سر
گہے حاکم مسند عز و ناز گہے بستہ از بہر خدمت کمر
گہے بادشاہ بلند اقتدار گہے بندۂ زار و خدمتگزار

اُسوقت ایک عجب تہلکہ ہے مشکبار تو میدان مین بیہوش پڑی ہے یا ستارۂ سحری چمک رہا ہے شمیم ہر مرتبہ زلف عنبرین کو جنبش دیتی ہے شمشاد بڑھکر ٹھہر جاتا ہے قدم نہین اُٹھا سکتا آخر طرف ابر کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی اے معین و مددگار زور اپنا دکھادے میرا قدم نہین اُٹھتا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے ایسا نہو پانوٗن زمین مین گڑ جائین سبھی طرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اُس ساحر نے تخت اپنا ابر سے نکالا جھولی سے کچھ ماش کے دانے نکالکر پھینکے کہ شمشاد کے دل مین طاقت آئی تلوار کھینچکر بڑھا شمیم گیسو کشا نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا اب تو شمشاد پیچھے ہٹنے لگا آگے نہین بڑھتا کہ یکایک گھوڑے لشکرون کے بدلگامیان کرنے لگے چاہتے تھے راتوں نے راکب کے نکلجائین کہ صحرا سے گرد اُڑی شمیم نے دیکھا کہ ایک جوان کمسن ہے کہ پشت مرکب پر اچھی طرح پٹری نہین جمتی لیکن مرکب وہ چالاک ہے کہ چاہتا ہے ہوا سے چند قدم آگے بڑھ جاؤن برق کی تڑپ دکھاؤن سبزۂ فلک کو پامال کرون خود ضیا بار یہ سر تیغۂ برق تاب زیب کمر انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے مگر چہرے پر دیوانہ پن آنکھین سرخ سرخ اُبلی ہوئین اُنمین لال ڈورے نشۂ وحشت کے اسّی ہزار دیوانے برابر پشت مرکب پر بال چہرون پر چھوٹے ہوے جو بدستین کاندھون پر مرکب دیکھنے مین دگے ہڈے موتھڑے نکلے ہوے مگر رہوار وی مین چست و چالاک بے باک طرارے بھرتے ہوے آتے ہین مگر وہ جوان جو آگے ہے بند قبا کھلے ہوے وحشت چہرے پر

صاحبقران کو جو دیکھا رکابون پر پیر جا کے سلام کیا میدان مین جو ایک ساحر کو دیکھا کہ للکار رہا ہی تیغہ چمکا رہا ہی ایک نازنین مہ جبین مثل ستارہ سحری بیہوش پڑی ہی یہ جری بہادر صف شکن نعرہ سنکر ساحر کا بیقرار ہوگیا اور وہین سے للکارا او نامرد ہم تیرے مقابلے مین آتے ہین تجھکو سمجھاتے ہین شمیم گیسو کشا نے جو شاہزادہ غضنفر بن اسد کو اس جاہ و جلال سے دیکھا فرزندان صاحبقران کو عرصے سے دیکھ رہی تھی اب جو دیکھا تو یہ جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہی بیباکی اور چستی و چالاکی اسپر ختم ہی حقیقت مین لشکر مین صاحبقران کے بے مثل و بینظیر ہی چہرہ رشک ماہ منیر اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا ہر چند چاہا ضبط کرون نہ ہوسکا اٹھنے کا ارادہ کیا دل بیٹھا جاتا ہی قالب تھراتا ہی ٹھنڈھا ٹھنڈھا پسینہ پیشانی پر آیا چاہتی ہی کنیزون پر حال نہ کھلے یہ آتش عشق پنہان رہے مگر شعلہ ہاے آتش عشق سر کھینچ رہے ہین سلطان عشق کی مزرع دل پر چڑھائی ہی معلم عشق و محبت کان مین کہہ رہا ہی کہ اسکی رسوائی عاشقون کی بادشاہی ہی دیکھو مجنون کا کیا رتبہ ہوا فرہاد کو کوہکن کا خطاب ملا شیرین نے اپنی جان شیرین دی زلیخا عشق یوسف مین کس حال کو پہونچی کوچہ گردی اسکو نصیب ہوئی قید کرا کے یوسف کو خود دام جفا مین پھنسی آٹھ پہر کہتی تھی ہاے مین نے کیا کیا کہ معشوق کو قید کرایا کوٹھے پر چڑھکر دیکھتی تھی یوسف قید خانے مین شاد تھے اسکو عبادت خانہ بنا کے عشق مین اپنے معبود حقیقی کے مبہوت تھے کبھی زلیخا کا خیال نہین زلیخا جدائی مین بیقرار ای شمیم یہ پریشانی یہ حیرانی مزہ دکھائیگی کوچۂ عشق مین ثابت قدم کہلائیگی

بقول شاعر نظم	عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال	ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی	اور کہین خون چکان حکایت ہی	گہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہ بنیگا چشمہ داغ کا پایا	کہین طالب ہی اور کہین مطلوب	دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

جس کوچے مین یہ شہرت حاصل ہون اُس راہ سے منھ پھیرنا عین حماقت ہی عشق کی بیعزتی عزت ہی کیسے کیسے کاملین اس دام مین پھنسکر کشاکش مین پڑے مگر قیس مجنون سبکے

اُستاد ہوے لیلی کے عشق مین دشت نجد اپنا مقام کیا آخر مین اپنا نام کیا کہ دفتر محبت
مین اُستاد عشق بازان نام ہوا شمیم تو بہ نگاہ محبت ماہ اوج صاحبقرانی کو دیکھ رہی ہی مگر
شاہزادہ غضنفر بن اسد بصد شد ومد شمشاد پر جا پڑے مرکب کو جورانون مین مسلا
گھوڑا طرارے بھرنے لگا بقول حضرت قمر

نظم

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدانمین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
ہمکاوے کا محتاج ہو کسطرح
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی
قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بیمثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

تحریر اوصاف مرکب مین

سمند کلک طرارے بھرنے لگا چاہتا ہی میدان قرطاس کو پامال کرون سبزہ تحریر پر قدم
نہ رکھون اگر عارض گل پر قدم رکھون تو نشان سم نہ پڑے حباب دریا پر بار نہ ہون
ہر ایک کہے کہ اشہب کلک بڑا چالاک ہی چست و بیباک ہی دائرے حرفون کے نقش
سم بنگئے ہر ایک حرف سے چالاکی پیدا ہی کشش شین کو گردن مرکب کہون یا قلم روک
لون یہ سب اوصاف دیکھے بھالے ہین پیٹ سے نسیم سحر نے پانون نکالے ہین اِس
شوکت سے قریب شمشاد پہونچے للکارا کہ او نامرد یہ نازنین کون ہی مرکب کو اشارہ
کردون تو ایک ٹاپ مارے اِس ماہ رخسارہ کو پامال کردے شمشاد سمجھا کہ شاید
خداوند نے اسکو بھیجا ہی کہا اے جوان یہ نازنین طرفدار اہل اسلام ہی مین نے اِسکو
سحر سے بیہوش کیا ہی چاہتا ہون سر کاٹ لون مگر قدم نہین اُٹھتا کوئی پیچھے کھینچے لیتا ہی
ناچار ہو رہا ہون غضنفر نے کہا او نامرد اب ہمپر بھی سحر کر کہ بیہوش ہو جائین تیرا مطلب
دلی حاصل ہو یہ کہکے تیغ ارو کمین شگاف چمکایا شمشاد نے گولہ مارا اُس گولے کو شمیم
نے دیکھا کہ قریب غضنفر آکر گرا پھٹ کر زمین مین غرق ہو گیا اب تو شمشاد حیران
ہوا بلکہ شمیم یا تو بیقرار تھی کہ اِس ظالم کے سحر سے یہ صاحبزادہ کیونکر بچیگا مگر جب گولہ
پھٹکر غرق زمین ہوا تو اُچھل پڑی تعریفین کرنے لگی بیکار تی تھی اے جوان خدا اے نادیدہ
تیرا نگہبان ہو اسکی بدعت سے بچائے گولے کو خوب باطل کیا یہ کمال کیونکر حاصل کیا غضنفر نے

پلٹ کے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ قصر عشرت کے پہلو مین کھڑی ہی تعریفین کر رہی
ہی لیکن قد بالا ہی گویا سانچے مین ڈھالا ہی کل اعضا موزون پیچ و تاب مین زلف شبگون
مار سیاہ ہی کہ بل کر رہا ہی یا ناگنی اوس چاٹنے آئی ہی عارض پر لہرا رہی ہی لطف شب ہجر
دکھا رہی ہی یا زنجیر در ظلمات کہون کس شے سے مثال دون موے قلم مین ریشے نکل آئے
معشوق کلک کی زلفین ظاہر ہوئین اِس کوچۂ پیچدار کے رنگ سے طبیعتین عاشقونکی
ماہر ہوئین غضنفر نے جو اس حسن و جمال سے اُس نازنین کو دیکھا کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا ہی
بے اختیار دیوانہ وار پکار اُٹھے فرد مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد غضنفر نے جو یہ پکار کر کہا شمیم گیسو کشا نے
انگشت شہادت اُٹھا کر ہونٹھون پر رکھی اشارہ تھا کہ خاموش رہو غضنفر دیوانہ بیباک
اشارے سے اور زیادہ چالاک ہوے جھوم جھوم کر ملکہ سے باتین محبت آمیز کرنے
لگے کہ شمیم بے اختیار ہنس پڑی دل سے کہتی ہی کہ عجب شوخ طبع سے مقابلہ ہوا دیکھیے
یہ ظالم کیا صدمے دکھائے کیونکہ دام محبت مین آئے یہان غضنفر نے ہنس ہنسکے باتین
جو ملکہ سے کین ملکہ بیقرار ہو گئین اُسی عالم وجد مین شمشاد پر ایک ہاتھ مار دیا شمشاد
کے دو ٹکڑے ہوے شمشاد کا مرنا کہ وہ ابر جلکر گرا مشکبار اُٹھ کھڑی ہوئی تڑپ کر
لشکر طلسم کشا مین آئی طلسم کشا نے آواز دی ای فرزند ہمسے ملکر جانا غضنفر نے اُدھر سے
مُنھ پھیر لیا آواز دی او ہفت پیکر کسی اور کو بھیج کہ مزہ شجاعت کا ملے غنچۂ آرزو کھلے
زمرۂ پہلوانان مین سے ایک پہلوان کرگدن بلند رکاب نام گینڈے کو ٹھکرا کر اول
سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا اجازت لیکر سامنے غضنفر کے پہونچا پکار کر آواز دی
او ظالم تو نے بڑے ساحر کو مارا اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا خیال مین ہی کہ جاکر
نوک نیزہ پہ اُٹھا لون زمین پر مارون کہ استخوان چور چور ہون سب اہل لشکر مسرور
ہون نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا غضنفر نے سنان نیزہ کو پیلے سے اُڑا دیا مگر ملکہ شمیم کی
بیقراری بڑھ گئی حیران تھی کہ اِس دیو خصال سے کیونکر مقابلہ ہوگا یہ شیر کیونکر بچیگا دعائین
مانگنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی کرگدن نے چوڑا تیغہ کھینچا چاہا غضنفر پہ ہاتھ مارون

غضنفر نے پکار کر آواز دی ارے اِسکو تیر نہ مارنا یہ خطا شعار ہی گوشہ گیر ہوگا کرگدن سمجھا کوئی میری پشت پر آیا منھ پھیر کر پلٹا غضنفر نے ہاتھ مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوے ملکہ اِس چالاکی پر اُچھل پڑین کہا کیا مرد سپاہی ہی یقین تھا کہ یہ دیو خصال اگر ہاتھ پکڑ لیگا تو کلائیان ٹوٹ جائینگی مگر کس لطف سے اِس دیو خصال کو مارا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کیا کار نمایان کیا غضنفر نے اشارہ کیا کہ ہمارے پاس آؤ ہمارا عجیب حال ہی تمھارے شعلۂ حسن نے کلیجہ ہمارا جلا دیا کیونکر دل کو صبر دین اب یہ کیفیت ہی کیا کہین نظم

جان کنی بھی سیکھی ہی او کوہکن اُستاد سے
یہ صدا آتی ہی ہر دم تیشۂ فرہاد سے

درد سر مجھکو بھی ہی پوچھے کوئی فرہاد سے
تو نے یہ تیشہ لیا ہی مول کس حداد سے

پڑ گیا ہی اُسکے ابرو کا مرے اشکو نمین عکس
آکے تلوارین بجھا کہدے کوئی حداد سے

بندگی مین سرو حاضر ہو گیا کہتا ہی وہ
منع ہی خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے

جسطرح سے ہی محبت فاختہ کو سرو کی
طوق والے طفل کو اُلفت ہی مجھ آزاد سے

جوہر ذاتی بشر کا ہی جسے کہتے ہین عشق
سیکھتا ہی کوئی فن عاشقی اُستاد سے

دن کو گر روزہ رکھین گے پی پینگے رات کو
ہم نہ باہر ہونگے ای پیر مغان ارشاد سے

مجھ سے جب محروم رکھا ہے بنکر محتسب
کھود ڈالا خانۂ خمار کو بنیاد سے

رشک گلزار معلی ہی ہر اک رنگین غزل
آئے ہین حافظ کنار آب رکن آباد سے

اِسطرح کے اشعار اشارون مین جو غضنفر نے پڑھے ملکہ بیقرار ہو گئی کہا بڑا بیخوف ہی غضنفر نے یکایک بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی ای قزاقان نبرد و بہ بندید اتی ہزار قزاقون نے یکایک بوق ترکی بجایا گھوڑے کافرون کے رم کرنے لگے پیدل نکلے اوپر گرے غضنفر آکر فوج کفار پر گرا قزاق اِنکے دیوانہ مزاج چوبدستین ہلاتے ہوے فوج پر گرے ساٹھ ستر ہزار کو قتل کیا اسی لاکھ فوج مین تہلکہ پڑ گیا ہزارون مر کر گرے ہزارون بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے جب کوئی ساحر غضنفر پر سحر کرتا ہی تو ملکہ اُسے روک لیتی ہین جواب مین ہاتھ ہلا دیتی ہین برق چمکی اور سو دو سو کے سر اُڑ گئے کئی لاکھ کو مار کر غضنفر لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے

آگ برسائی تلوارین گرائین غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر نے ہاتھ تیغہ زن ہوئین شگاف کا
جو مارا ہفت پیکر نے اپنے کو تخت سے گرادیا لاکھون جادوگر بیچ مین آگئے جانین اپنی
دیکر ہفت پیکر کو بچایا غضنفر نے ہفت پیکر کا پیچھا نہ کیا بوق ترکی مین غضنفر نے آواز
دی ای قزاقان بدر رو یدسب لڑتے بھڑتے نکلے شمیم نے دیکھا کہ ہوا جیسے چلی اسطرح
غضنفر نکل گیا لاشون کے انبار کر گیا لاشون سے دامن صحرا بھر گیا ہفت پیکر نہایت
پریشان پلٹا صاحبقران پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد
بن کرب غازی اپنے سردارون سے فرماتے ہین کہ یہ دیوانہ جب آتا ہی بدنام
کرتا ہی لڑائی کو دیکھا کس لطف سے لڑا آخر لڑتا بھڑتا نکل گیا سردار عرض کرتے ہین
ای آقاے نامدار جادوگر کو مارا پہلوان دیو خصال کو للکارا استی لاکھ فوج پر شیرانہ
گرا ہفت پیکر کے پاس پہونچا اتنے بڑے افسر پر تلوار ماری آپکو یہ لڑائی پسند نہ آئی
اسد کہتے ہین گستاخی بھی تمنے دیکھی شمیم گیسو کشا سے اشارے کیے کچھ اشعار جوش
مین پڑھے یہ کیا حرکت تھی ہمیر تو شاق ہی سردار سر جھکا کر خاموش ہوے کہ سامنے
سے صاحبقران تشریف لائے فرمایا بخدا غضنفر مردانہ کام کر رہا ہی ہزارہا قریات
طلسم مٹا دیے آج مجھے یقین تھا کہ دشمن اُسکے گرفتار ہو جائین گے مگر صاف لڑ بھڑ کر
نکلگیا نوجون کے یہ جماؤ اُسپر لڑائی کا یہ بناؤ اُسی کا یہ کام تھا ابراہیم وغیرہ نے اسد
سے اشارہ کیا اسد نے کہا نانا جان اپنے چھوٹون کی آبرو بڑھاتے ہین اسد نے
گھوڑا بڑھا کر ایرج کو پکارا پوچھا کیون بھائی لون تیل کیا بھاؤ ہی ایرج نے
منھ پھیر لیا کہا دیوانے کی بات کا کیا جواب دون اسد نے کہا سبحان اللہ آپ کی
لشکر کشی کے چرچے ہوتے ہین مگر بات کے پورے ہو معشوق سے بے ملے پیچھا
نہ چھوڑا سبحان اللہ کیا جرأت ہی کیا لیاقت ہی اوتا جرزادے خواجہ عمرو کو دعا
دے کہ انھون نے تجکو سپاہی بنایا ایرج ذکر پر معشوق کے بہت شرمندہ ہوے
آنکھون مین آنسو بھر کر اسد سے کہا بھائی اسد غازی تم ہمسے ایسی باتین نکیا کرو
صاحبقران دربار مین آکر بیٹھے مگر جب ہفت پیکر بارگاہ مین آیا کہا ملکۂ عالم کو بلاؤ

کنیزین گئین ملکہ شمیم کو جا کر دیکھا یہان ملکہ چھپر کھٹ پر پڑی تڑپ رہی تھین تصویر غضنفر آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی وہ بیباکی وہ چستی و چالاکی ہر مرتبہ گھبرا کر اُٹھ بیٹھتی ہی شمع و پروانے پر نگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی کہتی ہی صاحبو اِس بے زبان کو کیا ملتا ہی کہ سر محفل اپنی جان دیتا ہی مگر معشوق بھی اشک حسرت بہا کر اپنی جان دیتا ہی دیکھو شمع کے اشک بہ رہے ہین پروانہ ستی ہوتا ہی اِسی کے حال پر معشوق روتا ہی دیکھو لگن اشک حسرت سے بھر گیا اِس حال مین بیٹھی افسوس کر رہی ہی کہ چند کنیزون نے آکر پیغام ہفت پیکر پہونچایا کنیزون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا حال پوچھتی ہو اب اپنی تو یہ کیفیت ہو رہی ہی

نظم

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے — خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے
خاک چھانی ہم سبکدوشون نے مثل گردباد — وادی پُرخار سے تلوے سلامت لیگئے
زہر کھا کر اِک شکر لب پر موا ہون دیکھنا — قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے
تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا — صبح کو کوتے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے
دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین — کھینچکر مجکو فرشتے سوے جنت لیگئے
باغ عالم مین ہوتا مضمون کو بے برگی کا غم — سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے
مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین — سبزہ کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے
کوئی مومن ہو نہ گل در گل آتی بعد مرگ — واے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے
گردش چشم غزالان نے ستایا دشت مین — ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے
دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود — کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

کنیزون نے جب بہت کہا تو ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین ملول و حزین دربار مین ہفت پیکر کے آئین ہفت پیکر نے پوچھا کیون ملکۂ عالم لشکر مسلمانان دیکھا شمیم نے کہا سب کو نگاہ مین تول لیا مگر یہ جو شخص آیا تھا جسکے ساتھ بوق ترکی بجتا تھا کہ صور اسرافیل کا گمان تھا نہایت بیباک چست و چالاک تھا سحر نے بھی اُسپر تاثیر نہ کی شمشاد الیسا ساحر علم شعبدہ سے ماہر تیغے کی موت مارا گیا اگر حکم ہو تو اُسکو گرفتار کر کے لاؤن اشتیاء

ردسحر جبین لون مین نے سحر سے دریافت کیا کہ تحفہ جات ساختہ مشمش اُسکے پاس
موجود ہین اسپ بادپا وتیغہ روئین شگافت وانگشتر مہر و ماہ حیران ہون کہ یہ اِسکے پاس
کیونکر پہونچین ساحرون سے عزیزداری نہین واقفت کار بول اُٹھے کہ اے ملکۂ عالم
شاہزادۂ خورشید بن ہاشم تیغ زن پر معشوقۂ فرعون شاہ مائل ہوئی اُسنے بطور خیرخواہی
یہ تحفے خورشید کو دیے خورشید سے غضنفر نے لیے آجتک اُسکے پاس موجود ہین شمیم نے
کہا مین رخصت ہوتی ہون تلاش مین غضنفر کی جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا غضنفر کی کچھ
حقیقت نہین ہی پہلے صاحبقران ورستم کو گرفتار کیجیے اُسکے بعد غضنفر کی فکر ہو جائیگی
شبدیز نیزہ باز شمشیر زن دربان کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم آپ کیون یہ
تکلیف فرمائین مین غضنفر کو گرفتار کر لاؤنگا زور مین تحفہ جات کو کیا دخل ہی ہزور
گرفتار کرونگا ابھی مجکو ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے جو لڑ بھڑ کر گیا ایک قریہ ہی کہ
نام اُسکا عشرت آباد ہی وہان جاکے اُس گانون کو لوٹا وہین اُتر پڑا ابھی تک وہین
لشکر ہی مین جاکر قریہ گھیر لونگا گرفتار کر لاؤنگا ہفت پیکر نے کہا اے شبدیز جاؤ مجکو بھی
خبر ملی تھی کہ قریۂ عشرت آباد کو لوٹ لیا وہ تو عجب دیوانہ بیباک ہی خود زمیندارون
سے کہلا بھیجتا ہی کہ تمھارے یہان ہماری دعوت ہی اگر زمیندار نے قبول کر لیا اور سامان
دعوت بھیجدیا تو خیر ورنہ گانون پر آفت آئی یا تو گانون کو پھونکدیا یا لوٹ لیا اور
عشرت آباد کو تو ایسا لوٹا کہ مہاجنون کو بھی قتل کیا گڑے ہوے اسباب کھود لیے
زمیندار کو پکڑ لے گئے تھے پچاس ہزار روپے زمیندار سے لیے تب اُسکو چھوڑا ورنہ
نیشت پر سولہ کبھی بناتے تھے یہ سنکر اپنی فوج کو آواز دی تین لاکھ فوج کا افسر ہی کل
فوجین آکر جمع ہو گئین شبدیز کی سواری کا گینڈا آیا پشت پر جو گینڈے کی اِسنے ہاتھ
رکھا کمر اُسکی لچک گئی بہ سہولیت سوار ہو کر روانہ ہوا فوج سے کہدیا کہ اِسطور سے
گھیرنا کہ کوئی بھاگ کر نہ نکلجائے شمیم خاموش ہو کر رہگئی جب شبدیز جا چکا ملکہ اُٹھکر اپنی بارگاہ
مین آئین کنیزون نے دیکھا ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون نے پوچھا کہ
کیون ملکۂ عالم کیسا مزاج ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتے ہین ملکہ نے جواب دیا

کہ

کیا حال پوچھتی ہو عجب کیفیت ہی نظم

منزل مقصود کا سودا ہوا اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کے ساتھ

دیکھتا ہون حسن کے عالم کو مین زیور کے ساتھ
مجھکو بھاتی ہی بنا گوش صنم گوہر کے ساتھ

میکش عاشق مزاج ای ساقی مہرو ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کے ساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہی جنھین
حشر اُن لوگونکا ہوگا خضر پیغمبر کے ساتھ

پر کترتا ہی مرے صیاد تو کاٹ اِسطرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جاے بال و پر کے ساتھ

جوہر اُسکے ایک دن سفاک اِسپر کھولدے
لاگ رکھتی ہی مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہی ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکسان ہی خشک و تر کے ساتھ

اِسقدر شیرین دہن ای دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہی مجھے شکر کے ساتھ

جسقدر نفرت ہی اُس سے مجھ توکل پیشہ کو
اِسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کے ساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس گلرو کا ہی
دم نکلتا ہی سودائی کا اِک نشتر کے ساتھ

قدر دیوانے کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہون
صندل اِس بتخانے مین ملتا ہون دردسر کے ساتھ

جب رُلاتا ہی تصور تیرے دانتونکا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرونکو مین گوہر کے ساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہی آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہی مرا مر مر کے ساتھ

کنیزون نے عرض کی واری ہم لوگ خیر خواہ ہین آپ کی پریشانی سے ہمارے حال بھی تباہ ہین ظاہر کیجیے کہ ہم رفع تردد کرین اگر خدا نخواستہ کوئی قلب پر صدمہ پہونچا تو ہمکو کون پوچھے گا یہ کہکر کنیزین تلوے سہلانے لگین کہا واری پانؤن سے حضور کے آگ نکل رہی ہی ملکہ نے کہا تمسے کیا حال بیان کرین میدان داری جو ہوئی مین بھی میدان کا تماشہ دیکھنے گئی شمشاد سر انداز جادوگر نے اپنا شعبدہ دکھایا کہ مشکبار ایسی جادوگرنی کو بیہوش کیا صحرا سے گرد اُٹھی نواسا صاحبقران زمان کا اس شوکت و شان سے آیا کہ کلیجے پر چھری پھر گئی آکے ساحر کو مارا ایک پہلوان دیوخصال کو للکارا بسہولیت للکار لیا ایک وار مین مار لیا اسّی لاکھ فوج پر چند قزاقون سے جا پڑا اور

کئی لاکھ کو قتل کر کے نکل گیا کوئی بھی نہ روک سکا اُسکی گرفتاری کو شبدیز بنیزہ باز گیا ہی
خدا اُس شہریار کو بچائے اِسکے ساتھ فوج بہت ہی اُنکے ساتھ فوج کم ہی دل چاہتا ہی
کر جا کر اُسکی مدد کرون شاید کسی طور سے ملاقات ہو جاے تو مطلب دلی بر آئے اسپر
کنیزون نے کہا واری آپ کا جانا تو اچھا نہین کیا عجب ہی خداوند کو خبر ہو وہ آٹھ پہر آپ کا
نام جپتے ہین کل ہم لوگون سے کہتے تھے کہ تم لوگ بیکار ہو ملکہ شمیم کو سمجھا کے لاؤ ہم یہ
وعدہ کرتے ہین کہ نیابت اپنی اُنکو دین گے تمام اہل دنیا اُنکو سجدہ کرینگے آیندہ اُنھین
اختیار رہی اگر آگاہ ہو جائینگے تو بڑا فساد لائینگے شمیم نے کہا اب جو کچھ ہو جب اوکھلی مین
سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر مین دل سے عہد کر چکی کہ مسلمانون کی شریک ہونگی خواہ
اِسمین وقت میری جان جانیکا آگیا ہو منظور یہ ہی کہ شریک صاحبقران ہو کر طلسم کشا
سے ملاقات کرون اور کمر ہفت پیکر اُنپر کھولون یہان تو ملکہ کا یہ حال ہی کہ براے
غضنفر قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مگر شاہزادہ غضنفر بعد جنگ مذکور کے جو چلے صحرا مین
جا کر ٹھہرے تھوڑے عرصے مین سب قزاق آگئے قزاقون نے عرض کی آقا آج کی
جنگ بہت سخت تھی شب کیونکر بسر ہو جنس غلہ ساتھ نہین ہی غضنفر نے کہا کوئی قریہ
تلاش کرو چلکر زمیندار پر ڈھئی دین قزاق گھوڑے اُڑا اُڑا کر چلے ایک سوار
تھوڑی دیر مین پلٹ کر آیا عرض کی پہلو مین اسی پہاڑ کے ایک گانوٗن ہی کہ نام
اُسکا عشرت آباد ہی عشرت خیز جادو وہانکا زمیندار ہی مگر یہ خبر سُنی ہی کہ بڑا ساحر
زبردست ہی اُس قریے مین کئی ہزار مکان پختہ بنے ہین قصر عشرت خیز مین اُسکا
خراج جاتا ہی متعلق قصر عشرت کہلاتا ہی اور کوئی قریہ قریب نہین ہی جنگ سخت
پڑیگی غضنفر نے کہا چلکر اُسے پیغام تو دو شاید بخوشی دعوت کرے ورنہ علاج
ہو جائیگا یہ کہکے غضنفر نے اُسی سوار کو حکم دیا کہ گانوٗن مین جاؤ ہمارا پیغام اُس
زمیندار کو پہونچاؤ سوار گھوڑا اُڑا کر چلا گانوٗن مین آیا دیکھا وقت شام قریب
ہی عشرت خیز جادو بڑے قد و قامت کا جوان ہی در قصر پر ایک کھٹا بچھا ہی اُسپر
زمیندار صاحب بیٹھے ہوے اسامیون سے باتین کر رہے ہین ارے چپرتیا کو بلاؤ

کھوچونی اداکرے نہین ہمراکھیت چھوڑدے سال گذشتہ کی باقی اسکا پوتا اداکرے سپاہی دوڑ دوڑکر جاتے ہین اسامیونکو بُلاکر لاتے ہین کہ سوار نے آکر سلام کیا زمیندار نے پوچھا تم کو ہوا اِس دیہات مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سوار نے عرض کی کہ ہمارے افسر اعلیٰ نبیرۂ صاحبقران شہنشاہ قزاقان کا اسطرف گذر ہوا ہی استی ہزار دلیوانے ساتھ ہین آج شب کو چاہتے ہین کہ آپ کے مہمان ہون سامان دعوت مہیا کیجیے یہ کیفیت سُنکر عشرت خیز نے کہا بھائی جاکر اُنسے کہدو کہ امسال مطلق سیر نہین پیدا ہوئی تم دیکھ لو سب کھیت خالی پڑے ہین اسامیان چھوڑکر بھاگ گئین ہمارے یہان بالکل غلہ نہین ہی اور کسی گانوٗن مین جاؤ سوار نے کہا بہت اچھا یہ کہکے سوار خدمت مین غضنفر کی آیا کہا حضور وہ بڑا مغرور ہی غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید گانوٗن کو پھونک دو زمیندار کو پکڑکے لاؤ قزاقون نے گھوڑے دوڑائے مکانون مین آگ لگادی چھپر جلنے لگے گانوٗن مین قزاق گھس پڑے چند آدمیون کو گرفتار کیا ہی اُنسے کہ رہے ہین کہ اناج بتاؤ وہ کہتے ہین صاحب ٹھاکر کے مکان پر جاؤ اُنکے مکان مین کھتے بھرے ہین ہم لوگ رعیت ہین ہمارے یہان صرف دو دو چار چار من اناج ہی ہم اپنے بال بچون کو نہ کھلا دینگے اگر اِس تھوڑی ہی مقدار مین تمھارا کام نکلے تو لیلو عشرت خیز نے جو اپنے مکان سے نکلکر یہ معرکہ دیکھا ایک چیخ ماری کہ کُل قریے مین آواز پہونچ گئی کہ اپنے اپنے گھرون سے گنوار لوگ نکلنے لگے ہنگامہ گُھار بلند ہی کیسکے ہاتھ مین لاٹھی ہی کوئی تلوار سپر باندھے ہی ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ قزاقون کو مارلو مگر قزاق جسطرف آئے گھوڑے دوڑائے خون کے دریا بہائے غضنفر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز سحر کرتا ہوا آتا ہی پشت پر گانوٗنکی گُھار ہی لینا لینا کی پُکار ہی مگر کوئی آگے نہین بڑھتا عشرت خیز ہاتھ ہلاتا باران سحر برساتا ہوا چھپرون کی آگ بجھاتا ہوا آیا غضنفر نے گھوڑا دوڑایا قزاقون نے چہار جانب سے بلوہ کیا اُس مجمع کو متفرق کر دیا غضنفر کا اور عشرت خیز کا سامنا ہوا عشرت خیز نے کئی سحر کیے غضنفر سحر کو کب مانتے ہین انگشتر مہر ماہ چمکا دی لڑتے ہوے

قریب عشرت خیز کے پہونچے اول عشرت خیز نے کئی تیر مارے غضنفر نے وہ تیر قلم کیے آخر اُسنے بڑھکر نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ بھی قلم کیا عشرت خیز کو اپنے سحر پر غرور تھا تلوار کا ہاتھ مارا غضنفر نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا عشرت خیز منتین کرنے لگا غضنفر نے قزاقون کے سپرد کیا قزاقون نے مشکین باندھ لین غضنفر نے کہا زمیندار صاحب ہم آج میدان جنگ مین رہے سب قزاق ہمارے بھوکے ہین سامان دعوت کیجیے ورنہ ابھی پشت پر سولہ بگھی کھنچا ئینگے زمیندار نے بہ خوف جان غلہ نکلوانا شروع کیا قزاق لے رہے ہین غلہ تول تول کے دے رہے ہین قزاقون نے دہین گانؤن مین چولھے بنائے بھو نریان تیار ہونے لگین غضنفر نے عشرت خیز سے کہا کچھ نقدی بھی منگوائیے زمیندار نے کہا صاحب سوا اناج کے پیسا نقد نہین ہی ایک قزاق نے اُٹھکر زمیندار کو دے مارا اور سیخچہ گرم کیا جیسے ہی پشت پر زمیندار کی رکھا گیا فوراً بلبلا گیا کہا صاحب بڑے مکان مین چولھے کے پیچھے روپیہ گڑا ہی قزاق روپیہ کھود کر لائے غضنفر نے دوہرا حصہ آپ لیا ما بقی روپیہ قزاقون کو دیا کہا بھائیو آپس مین تقسیم کر لو قزاقون مین روپیہ بھی تقسیم ہونے لگا ابتو قزاقون کو تلاش ہوئی کہ کوئی حلوائی بھی گانؤن مین ہی چند حلوائی گرفتار ہوکے آئے گھڑے گھی کے اُٹھا لائے پوریان پکنے لگین اب سب اِسی پر آمادہ ہین کہ پوریان ہی کھائینگے سارے گانؤن مین جابجا کڑھاؤ چڑھے ہین پوریان پک رہی ہین ایک قزاق نے کہا کیون ٹھاکر صاحب کیا پوریان روکھی کھاؤ گے ہین عشرت خیز نے کہا چھپرون پر جابجا کدو لگے ہین تڑوا لیجیے قزاق خود ہی جاکر کدو توڑ لائے ترکاریان بھی پکنے لگین اب قزاقون کے دسترخوان بچھے پالتھی مار کے بیٹھے پوریان آنے لگین ترکاری کا ہلڑ ہی ایک نخل کے نیچے غضنفر آکے بیٹھے دائرہ ہاتھ مین چہار بیت گا رہے ہین اور فرما رہے ہین فرو پسند و لکو مرے چھانؤن ہی ہو لونگی ✤ عجب بہار ہی اِن زرد و زرد پھولونکی ✤ قزاق نعرے مار رہے ہین کہ آقائے نامدار سبحان اللہ کیا تان لگائی ہی ہر طرف سے قزاقون کی صدائین بلند کوئی موزون طبع قزاق یہ غزل آتش کی بہ آواز بلند گانے لگا

نظم

یار قاتل ہی تو کسکو موت سے پرہیز ہی
سر تصدق ہی اگر مژگان کا خنجر تیز ہی

توڑ دیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آجکل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہی

طول عمر خضر دے تمکو خدا ای مسیحو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہی

رو دیے جس جا یقین ہی وانسے پیدا ہو چنار
آتش پنہان اس آب اشک مین آمیز ہی

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہی نالہ بلا انگیز ہی

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کوچۂ قاتل مین جاؤن
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہی

افعی رہزن ہی سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزۂ نوخیز ہی

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہی روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہی

پرزے اڑتے ہین ہمارے خط کی کوی یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہی

یار بن ساقی قیامت ہی مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہی شور رستاخیز ہی

زہر کھانا ہی نہ پینا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہی پیالہ ہجر کا لبریز ہی

غیر رسوائی کبھی اسنے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہی مجھکو حسن سے پرہیز ہی

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین
وقت شب ہی ابر ہی صحراے آفت خیز ہی

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کوہکن اسیر مرے جو کشتۂ پرویز ہی

ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہی

فکر کی وقت سے یان طبع روان آگہ نہین
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہی

بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہی صدا
گوش گل نا آشنا ہی حرف شوق آمیز ہی

اشک کے شامل ہی خون ناب ودل پر داغ ہی
الحذر ای آستین یہ آب آتش خیز ہی

تختہ پارہ کی طرح سے ہی دل آتش تباہ
بیقراری لجۂ دریاے طوفان خیز ہی

سب قزاق نعرے مارتے ہین اژدر اور کیا شعر پڑھتے ہین ہم بھی معشوق ڈھونڈھینگے کسی سے عشق کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زمیندار بڑی مصیبت مین ہی کہ ایک رات کے کھانے مین سارا غلہ خالی ہوگیا اگر دنکو بھی مہمان رہے تو کیا آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا غضنفر نماز پڑھکے بیٹھے ہین وظیفہ

پڑھ رہے ہین کہ کانون مین ہلڑ ہوا غضنفر نے اپنے عیار ہمارے تیز رو سے کہا دریافت
تو کرو کیا ہلڑ ہی زمیند ابھیجا ہی کہا اے شہریار مین نے خبر پائی تھی کہ آپ جنگ کو تشریف لیگئے
تھے سامنے ہفت پیکر کے کئی پہلوان مارے مغلوبہ مین بھی آپ لڑ بھڑ کر نکلے شبدیز
نامے کوئی پہلوان ہی کہ اُسکو ہفت پیکر نے روانہ کیا ہی شاید اُسنے آکر قریہ گھیرا ہی اُسیکا
ہلڑ ہی غضنفر تیغہ رویین شگاف لیکر اُٹھے قزاقون کو للکارا کہ ہان اے قزاقان بزنید یہ
سُنکر قزاقون نے گھوڑے دوڑائے اور پہلوانون پہ جا پڑے شبدیز نے دور سے
جو عشرت خیز کو دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کیون چُپکا کھڑا ہی سحر کرکے اِن قزاقونکو
روک انھون نے تو آفت برپا کردی ستر اسّی ہزار جوان مار کر ڈالدیے تو سحر سے اِنکو
روک تو مین اس طفل کو اُٹھا لون مشکین باندھکر لیجاؤن عشرت خیز کو تقویت ہوئی
کہ ابتو ہمارا مددگار آگیا اب یہ لوگ کیا کرسکین گے جھپٹ کر بھاگا قزاقون نے پیچھا کیا مگر
یہ بھاگ کر فوج شبدیز مین پہونچا جھولی بائین ہاتھ سے نکالی چند گولے جو اُٹھا کر مارے
یا تو قزاق لڑ رہے تھے یا گھوڑے چلتے چلتے ٹھہر گئے ہاتھون سے تلوارین گرین اور
نیزے سب کے خم ہوئے کمانین گوشہ گیر طائران تیر کو بھاگنے کی تدبیر آشیانۂ ترکش مین
تڑپ رہے ہین پر کٹے ہوئے طائر ہین کچھ بن نہین پڑتا کہتے ہین اس خطا شعار نے ہمکو
بیکار کیا ہمسے کچھ نہین ہوسکتا نوک نیزہ قلم شمشیر روان بیدم سپر شکیبائی نہین کرتی
دامن مین پھول مرجھائے غنچۂ خاطر نہ شگفتہ ہوئے حیران و پریشان گھوڑون نے
رہروی موقوف کی زمین نے سب کے پانون تھام لیے کھڑے ہوئے مثل بید کے
کانپ رہے ہین یہ حال قزاقون کا دیکھکر شبدیز نے اشارہ کیا ارے نامردو اب تو
اِنکو مارلو اِنکے ہتھیار اِنکے قبضے سے نکل گئے نہتون پر بھی وار نہین کرتے ہو اب
بھی اِتنے ڈرتے ہو پہلوان بڑھے قزاقون نے جسکو للکار دیا گھوڑے سے گر پڑا کئی
سوار جو اِسیطرح گرے پیچھے والے ہٹے غل مچاتے تھے کہ یارو یہ قزاق بڑے صف شکن
ہین دیکھو کیسا للکارا اگر نہ بھاگ آتے تو وہ لپٹ جاتا کشتیان لڑے ہوئے زور و نیر
چڑھے ہوئے اِنکو کون قتل کرنے جائے ہمارے بھائی بندون کے گرد لاشے پڑے

ہین وہ ہیسے کب دبتے ہین شبدیز نے کہا عشرت خیز یہ نامرد نہین بڑھتے جان کا خوف ہی دوسرا سحر کرو کہ قزاقون کی زبانین بند ہوجائین عشرت خیز نے بڑھکر دستک دی کہ قزاقون کی زبانین بند ہوگئین بعض کو گھوڑون نے گرادیا مرکب نے راکب کو پامال کر ڈالا صدہا قزاق مارے گئے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا انگشتر مہروماہ جدھر چمکا دی وہ تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہزارون پر اکیلا جا پڑا ایک نے دس دس کو مارا آخر عشرت خیز نے سحر سے اُسکو گرایا کیسے قزاق مجبور و ناچار ہین غضنفر لڑتا بھڑتا قریب شبدیز کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ضرب مردان عالم تو قبول کر کہ حال جرأت کھلے شبدیز نے نیزہ مارا غضنفر نے ڈانڈ کو نیزے کی توڑ ڈالا شبدیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بہت سے سپاہیون نے غضنفر کو گھیرا ہی غضنفر نے کسی کا حربہ روکا کسی کو للکارا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا اگر شبدیز نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا لگایا غضنفر کا سر زخمی ہوا نوجوانی کا عالم ہر سے پرنالہ خون کا بہا چہرہ سرخ ہوگیا دامن سے خون چہرے کا پونچھا شبدیز نے پکارکر آواز دی ارے یارو زخمی سے تو نہ ڈرو اب گھیر کر گرفتار کرلو مین نے سر اُسکا زخمی کیا فوج نے غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر شیرانہ لڑرہا ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا صدہا پہلوان مارکر گرادیے مہنگانہ لڑرہا ہی مگر ملکہ شمیم گیسو کشا رات بھر فراق غضنفر مین تڑپی ہین صبح کو جو اُٹھین کنیزین اسباب منھ دھونے کا سامنے لائین کہا صاحبو مین زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون اس عشق کو ایسا نہ سمجھی تھی رات بھر نیند نہ آئی کالی رات کٹتی نہ تھی

نظم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوان عشق — سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین یاران عشق
نعمت دنیا کو کر دیتا ہی تلخ اُسکا مزہ — شیرہ جانتے ہی شیرین حلوہ دکان عشق
زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی — ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق
حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف — مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق
نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے — بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق
ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو — دو جہان بھولے ہوے ہین حافظ قرآن عشق

تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق
سیر ہو جاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین زہر دیتا ہی نمکخوارون کو اپنے خوان عشق
ایک دن تیری کمر کا طوق ہونگے اُنکے ہاتھ ای صنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق
ارغوانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہی اپنی خاطر ہی مہیا آجکل سامان عشق
قطع ہو جاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق
دو جہان مین آتش اِس سے کوئی شی بہتر نہین وصف جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہی اُس سے شان عشق

کنیزون نے عرض کی واری کنیزون کو انتشار ہی کہ حضور پر بہت سخت زمانہ گذر رہا ہی شب بھر حضور کو بہت پریشان دیکھا اب صبح بھی ہوئی تو اُسی حال مین حضور کو پاتے ہین ہم لوگ کیسے گھبراتے ہین ملکہ نے کہا تم مین سے کوئی قریۂ عشرت آباد مین جائے اور دیکھ آئے کہ شبدیز نے کیا کیا نرگس نامے ایک کنیز نے کہا لونڈی ابھی خبر لاتی ہی یہ کہکے نرگس روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ غضنفر گھرا ہوا ہی قزاق گر رہے پڑے ہین مجبور ہو رہے ہین ہمراہیان شبدیز مصروف قتل وقمع غضنفر اکیلا لڑ رہا ہی شبدیز کہتا ہی ای عشرت خیز اِس جوان کا ہاتھ روکو یہ جوان رُکے تو سپاہی گرفتار کرین عشرت خیز بڑھ بڑھکے سحر کرتا ہی لیکن غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طور پر جنگ ہی صدہا کو مار کے گرا دیا تیغ رو ئین شگاف چل رہا ہی جسنے لوٹا اُسکو بڑھکر مارا نرگس نے جو آنکھون سے یہ حال دیکھا چاہا سحر کرون اِس جوان کو بچاؤن مگر سوچی کہ عشرت خیز پر غالب ہونگی مگر غضنفر اُس بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

نماید خدا طالبان لقا را ز ہر چہرہ دیدار خود آشکارا
ہر آن بندہ کو می پرستد خدا را بخاطر دہد دخل کی ماسوا را
مریض محبت نخواہد شفا را تعلق بدرویش نباشد دوا را
پرستار حکمش مسلمان و ہندو غلامان درگہ یہود و نصارا
نہادند سر پیش بت بت پرستان چو حق جلوہ بنمود از سنگ خارا

شہا نزا چہ تشبیہ با بندگانش	چہ نسبت بخاک ورش کیمیا را
اگر بندہ چشم بصیرت کشاید	زہر نور بیند ظہور خدا را

آخر کار کو نرگس پلٹی مگر روتی ہوئی جاتی ہو کہ ای مسلمانون کے خدا اِس جوان کو اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچائے وہ بلوہ دیکھا ہو کہ قلب کانپ رہا ہو یہان ملکہ شمیم بھی کنارے حوض کے بیٹھی رو رہی تھین کہ نرگس روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ نے پوچھا کیون نرگس خیر تو ہی نرگس نے عرض کی واری مین نے ماہ اوج صاحبقرانی کا وہ حال دیکھا کہ دل کانپ رہا ہی مگر سبحان اللہ جری بہادر ایسے ہی ہوتے ہین وہ صف شکنی کر رہے ہین کہ تین لاکھ سے اکیلے لڑ رہے ہین کئی سو لاشے گرد پڑے ہین اسوقت تک جرأت مین فرق نہین ہی وہی کس بل وہی تیور جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میرے سامنے کئی پہلوان ایسے مارے کہ اپنے وقت کے دیو تھے ایک ایک وار مین اُنکے دو دو ٹکڑے کیے عشرت خیز نے سحر کیا ہی کہ سب قزاق اُنکے پڑے ہوے ہین جنگ سے عاجز تلوارین ہاتھون سے گر گئی ہین بول نہین سکتے زبان کھول نہین سکتے عشرت خیز ہر مرتبہ سحر کرتا ہی مگر نہین معلوم کیا باعث ہی کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا عشرت خیز نے ایسے ایسے سحر کیے کہ لونڈی نے آپ کی کبھی نہ دیکھے تھے جنگل سے شیر بلا ہیے پہلوان سحر آئے مگر وہ شیر ایک طور پر جنگ کر رہا ہی یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ شمیم کے ہوش اُڑ گئے آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھین مثل بید تھرائین ستون پر ہاتھ رکھدیا کہا نرگس اِس رات بھر مین وہ ضعف ہوا کہ اُٹھا نہین جاتا اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہی غش آتا ہی آنکھون مین اندھیرا چھایا جاتا ہی خدائی ہفت پیکر کی تو بخوبی ثابت ہوئی مگر خدا ے نادیدہ سے دعا ہی کہ مین جا کر اُسکو زندہ پاؤن اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن عشرت خیز کی تو موت ہی مگر ڈر یہ ہی کہ ہفت پیکر دشمن ہو جائیگا نہین معلوم کیا رنگ لائیگا اُس بیحیا کو مدت ہوئی کہ لگاؤ کرتا ہی نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی میری گرفتاری کی تدبیر کرے گا مین بھی کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگی سب اُسکے تحفہ جات نکلوا دونگی باغ بہارین پر اُسکو بڑا ناز ہی صحراے گلرخان مین بڑا اجاؤ ہی ساحر وہان بھیجے ہین وہ ساحر صحرا کو

سحر بند کر رہے ہین چاہتے ہین ہر ایک بوٹا پتہ کانٹا بنجائے درختون نے ہیبت برسے انھین دونون مقامون کو فتح کراؤنگی طلسم کستا کے جانے کی دیر ہی گئے اور فتح کرلیا ساحر بڑی بڑی کوشش کرینگے طلسم کستا نے لوح چمکائی اور وہ ساحر عاجز ہوسے بڑے بڑے مکر کرینگے طلسم کستا کو تو ہوشیاری ضرور رہی ہین ساتھ موجود ہونگی مقامات فتو رہتا ؤنگی نرگس نے عرض کی واری دیر نہ کیجیے وقت بہت تنگ ہی شمیم نے فوراً ایک دستک دی درخت سے اُتر کے ایک قمری ٹہلتی ہوئی آئی ملکہ اُس قمری پر سوار ہوئین قمری لیکر شمیم کو اُڑی طرف قریے کے چلی اُسوقت پہونچین کہ شمیم نے آنکھون سے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی غول بین نامردون کے گھرا ہوا ہی تیغہ برق مثال چل رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ ای شبدیزیہ جوان یون نہ گرفتار ہوگا فوج کو حکم دو کہ کمندین و زنجیرین مارکر اِس شیر کو گرفتار کرلین ایسا نہ ہو کہ اِسکی مدد آجائے اگر امیر کو خبر پہونچی تو فوراً کسی سردار کو بھیجین گے اُنکے سردار صف شکن تیغ زن آتے ہی لڑائی فتح کرلین گے جلد گرفتار کرلو چہار طرف سے زنجیرین رسنین غضنفر پر پڑ رہی ہین غضنفر کا گھبرانا اور پریشان ہونا ادھر سب قزاق زمین پر پڑے ہین بیکس و بے بس نہ اُٹھ سکتے ہین نہ بول سکتے ہین دلکو طرف خدا کے رجوع کرتے ہین پکار رہے ہین کہ ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز ہمارے آقا کو اِن دشمنون کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہ ہو گرفتار ہو جائے ہمارا اسوائے اِسکے کوئی سرپرست نہین ہم لوگ دیوانہ مزاج جاہلونکے سر کے تاج کہان بسر کرینگے کہان رہینگے نظم

خدا اے حافظ و ناصر کند نگہبانی — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بہ کوہ و دشت و بیابان و چار سوئے زمین — سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز و مبدم شب و روز — شود عنایت مولائے فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بہ باب دولت خدام بارگاہ اتہ — کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خدا است مالک و مملوک عالم دنیا — خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند	بشکل آئنہ از حسن خویشش معنی
چو در عنایت معبود میکند غفلت	شود زبندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی	بہ مدح گوئی ز انصافی وثنا خوانی

ملکہ شمیم نے جو یہ حال غضنفر کی پریشانی کا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہوگئین وہین سے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ عشرت خیز کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے چاہا تھا کہ لشکر کو بھی تباہ کر دون جیسے ہی عشرت خیز مرا قزاقون کے ہاتھ پانون درست ہوے چالاک وچست ہوے اپنے اپنے مقام سے نعرے کر کے اُٹھے کیسے جھلاّے ہوے تھے قزاقون نے قیامت برپا کر دی ایک ایک نے چار چار کو مارا غضنفر دریاے خون مین نہاے ہوے تیغۂ روئین شگاف چمکاتے ہوے شبدیز پر جا پڑے پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہمارے مقابلے مین تو آ کہ احوال کھلے بھروسے پر فوج کے تو لڑ چکے اب فوج پامال ہوئی قزاقون نے فوج کے جی چھڑوا دیے ہمراہیان شبدیز بدلگامی کرنے لگے طرارے بھولے پانون پھولے قدم نہین نکلتے گھبرا رہے ہین قزاقان شیردل فوج پر چھاے ہوے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے نیزے پر اُٹھایا اور زمین پر مار دیا اُستخوان چور چور ہوے جہنم سے نزدیک بہشت سے دور ہوے اِسقدر غضنفر نے للکارا کہ شبدیز لرزان و ترسان مقابلۂ غضنفر مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے الگ ہو کر نیزہ چمکایا شبدیز سمجھا کہ نیزہ بازی منظور ہے اُسنے بھی نیزہ اُٹھایا غضنفر پر مارا غضنفر نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا جواب مین نیزہ مارا شبدیز نے اپنا سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کبن دیا گینڈے کی آنکھ پر رکھکر ٹہکا مارا کہ ڈیڑھ ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا شمیم بے اختیار ہنس پڑین ہنسنے کی آواز غضنفر نے جو سُنی سر اُٹھا کر دیکھا وہی نازنین پری پیکر عارض رشک قمر آنکھین بڑی بڑی گردش کر رہی ہین آنسو بھرے ہوے صاف ظاہر ہے کہ دُرج مین گوہر بھرے ہوے ہین اگر کوئی اشک مژگان پر آکر ٹھہر گیا تو ثابت ہوتا ہے تیرون نے آبداری پیدا کی سینے پر اُبھار صاف

ثابت ہوتا ہی کہ نار پستان سیب سے بہتر ہین یا نخل سرو مین ثمر ہین اس مطلب کو حقیر حل کرتا ہی کجا نخل سرو کجا قد معشوق زیب النسا مخفی اِس مضمون کو کس حسن سے تصرف کرگئی ہین فرماتی ہین قطعہ واے بر شاعران نادیدہ ✤ غلطی را بخود پسندیدہ ✤ سرو را قد یار میخوانند ✤ سرو چوبیست نا تراشیدہ ✤ یہ قطعہ حقیر کو بہت پسند آیا مگر شاعران ماضی و حال نے جو مثال دی اُسکا کیا باعث ہی صاف ثابت ہوا عقل ہدایت کرتی ہی کہ سرو نخل بے ثمر ہی معشوق سے کون ثمر پاتا ہی اِسی سبب سے سرو سے مثال ہی شاعرون کا اِسی وجہ سے حال و قال ہی غضنفر بیتاب ہوگیا پکار اُٹھا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کلیجے پر چھُریان چل رہی ہین اپنا تو یہ حال ہی جسکا ذکر محال ہی قلب پر ملال ہی اب جی نڈھال ہی

نظم

دل مین رہتا ہی ضیاے داغ سے روشن چراغ
گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤگے پس مردن چراغ

شعلے دیتے ہین بدن مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ

بعد مدت گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ

مخلصی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اِک تماشہ ہی فروغ کرمک شبتاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہی تہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مایگی ہو باعث آرام ہے
بجھکے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی انھین آتے ہین پروانے جو پاس
واے قسمت دوستونکا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالاے مدفن ہی تہ مدفن چراغ

یون ہی مرجاؤنگا مین بھی سوز غم سے اے صنم
جلکے بجھ جاتا ہی شب کو جیسے بے روغن چراغ

عکس عارض سے تمھارے بڑھگئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

اے نسیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

غضنفر نے جو دیوانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھے ملکہ شمیم کو اسقدر بھلا معلوم دیا چاہتی ہین کہ اُتر کر بلائین لیلون لیکن حجاب مانع ہوا شرما کر اشارہ کیا کہ مین کیا تدبیر کرون غضنفر نے اشارہ کیا کہ مین بارگاہ اِستاد کراتا ہون اگر تشریف لائیے تو عین مہربانی ہی بلکہ بقول شاعر فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✣ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✣ اِس محبت سے غضنفر نے یہ شعر پڑھا کہ ملکہ کو اور زیادہ ملنے کا اشتیاق ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شدیز کو گینڈے نے از سر تا پا پامال کیا قزاقون نے اُسکی فوج کو تہ تیغ کر لیا ایک ایک قزاق نے چار چار چھ چھ کو مارا ایک نے نیزہ دکھایا دوسرے نے پہلو پر آکر خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا تمام گانؤن لاشون سے بھرا ہوا ہی آخر رعایا والے فریاد کرنے لگے غضنفر نے اُنکو پناہ دی سب گانؤن والے مسلمان ہوے گانؤن اسلام آباد ہوا قزاقون کو حکم دیا کہ بارگاہ اِستادہ کرو قزاقون نے فورًا بارگاہ اِستاد کی غضنفر بارگاہ مین آئے شمیم گیسو کشا نے ہرچند چاہا کہ اسوقت مین نہ جاؤن اور وقت پر موقوف رہے مگر دل نے نہ مانا غضنفر کی بیباکی چستی و چالاکی ہرچند کہ زخمون مین چور چور ہین تنتے ہوے گھوڑے سے اُترے در بارگاہ سے لوگون کو ہٹایا پکار کر آواز دی تشریف لائیے ملکہ ہوا سے اُترین در بارگاہ پر آئین غضنفر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے اِس چالاکی پر شرماکر سر جھکا لیا ساتھ غضنفر کے بارگاہ مین آئین غضنفر نے کہا مین زخمون مین ٹانکے دلوا لون ملکہ نے کہا مین ٹانکے دونگی یہ کہکر سر غضنفر کا زانو پر رکھا گورے گورے ہاتھون سے ٹانکے دینے لگین خون دوپٹے سے پوچھا غضنفر کہہ رہا ہی ملکہ جلد ٹانکے دیجیے یا آپ ہٹجائیے مین خود اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیلون ملکہ نے کہا صاحب اتنا نہ گھبراؤ مین سہولیت مین ٹانکے دونگی ملکہ نے بہ سہولیت ٹانکے دیے ہمارے تیز رو مرہم لایا ملکہ نے مرہم کی پٹیان چڑھائین غضنفر اُٹھکر بیٹھے ملکہ کو ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا کہ صاحب مسند پر بیٹھو تمنے آج بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا صاحب میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہفت پیکر میرا طالب ہی ایسا نہ ہو کہین آگاہ ہو جاے سحر و شعبدے مین اُسکا شل

نہین ہی اگر کوئی حرکت کر بیٹھے اور مین اُسکے دام مکر مین پھنسون نہین معلوم کہان قید کرے پس تمھاری خوشی ہوچکی اب مجھے رخصت کرو غضنفر نے کہا ہم ابھی نہ جانے دینگے ہمارا دل بیقرار ہی روز اول جب تمکو قصر پر دیکھا تھا شاید یاد ہو کہ ہمنے آنکھون سے اشارہ کیا تھا کہ صحرا مین آؤ خدا نے تمکو یہان پہونچایا ایسی جلدی جانے دینگے گھڑی دو گھڑی بیٹھو ہمارے تیزرو عیار نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر رکھین غضنفر نے جام لبریز کیا ملکہ کو پلایا ملکہ نے دوسرا جام آپ بھرا جب غضنفر کے سامنے پیش ہوا غضنفر نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کیون صاحب ہم تو تمھارا دیا ہوا جام پی گئے تمنے کیا عذر ہی غضنفر نے کہا ہمارے تمھارے مذہب کا فرق ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ صاحب ہمنے پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ مذہب ہمارا خراب ہی مذہب مسلمانان اختیار کرتے ہین لیکن اگر کلمہ پڑھ لینگے تو تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی یہ کہکے مطیع اسلام ہوئین تب غضنفر نے بھی جام شراب پیا پیتے ہی دونون کی آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑ گئے غضنفر نے عیار سے اشارہ کیا ہمارے تیزرو نے بایان کھینچا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

رخسار تہ نقاب تا کی
توبہ ز شراب ناب تا کی
در موسم گل حجاب تا کی
مغرور رجمال وحسن تا چند
آخر نقش حباب تا کی
او گفت شب وصال با من
خوش باش دلا عتاب تا کی
ناصح من وترک عشق توبہ
ای مرد خدا اخضاب تا کی
بر من نظرے فگن خدارا

ساقی صبح ست خواب تا کی
این نقش بروے آب تا کی
در شیشہ ز چشم شوق رندان
نادان عہد شباب تا کی
وادی برباد دین ایمان
این بوسۂ بے حساب تا کی
از آتش عشق جان وتن سوخت
این وہم وخیال وخواب تا کی
از دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تا کی

از دل شدگان حجاب تا کی
محو دہ ترک ثواب تا کی
ساقی برخیز وجام مے دہ
ای دختر رز حجاب تا کی
تازی زحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تا کی
آخر نوبت رسد بلطفش
بر سوختگان عذاب تا کی
پیرانہ سری دگر بہ این ریش
در وصل آخر حجاب تا کی
وقت است در آ بہ باغ خندان

در موسم گل حجاب تا کی		رعنا رہ یار ر گیرو بنشین		آخر خانہ خراب تا کی

دماغ عاشق و معشوق تر ہی فرزند عمرو تانین لگا رہا ہی اشعار عاشقانہ گا رہا ہی ملکہ بھی خوش
بیٹھی ہین غضنفر کی چھیڑ چھاڑ عاشق و معشوق کا بناؤ بگاڑ کبھی ہنسنا کبھی گلہ ہاے زمان
گذشتہ کرنا غضنفر کا کہنا کہ صاحب ہمپر کئی راتین ایسی گذرین کہ امید زیست نہ تھی ملکہ
نے کہا اِن دونون راتون مین ہمپر بھی ایسی گذری کہ جسکا ذکر نہین کر سکتی کالی راتین
تمھارے چہرۂ انور کی یاد دل مائل فریاد غضنفر کا کہنا کہ کیون صاحب اب تو اِس ہجران
دیدہ آفت کشیدہ کو یاد رکھنا گوشۂ خاطر سے فراموش نہ کرنا ملکہ شمیم کہتی ہین صاحب مجھکو
یہ خیال ہی کہ اتنی دیر کا ملنا اور باعث اضطراب ہوگا قضاے کار ہفت پیکر دربار مین آکر
بیٹھا ہی سب طرح کے ذکر ہو رہے ہین ہفت رنگ جادو وزیر اعظم نے کہا یا خداوند
آج ملکہ شمیم گیسو کشا نہین تشریف لائین ہفت پیکر نے کہا جاؤ بلا لاؤ ہفت رنگ
قصر عشرت مین آیا دیکھا کنیزین بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہین کہ ملکہ کو خدا بخیر و عافیت لائے
وزیر کو دیکھکر خاموش ہو گئین وزیر نے کہا ملکہ کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ اپنے
باغ مین گئی ہین وزیر پلٹا آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند کوئی ایسی بات تھی کہ کنیزین
میرے جانے سے چپ ہو گئین ذکر نہ کر سکین ملکہ کو کہا کہ اپنے باغ گئی ہین مگر یا خداوند ملکہ
کہین اور گئین انھون نے کل آمد لشکر مسلمانان دیکھی فرزندان حمزہ حسین و جمیل ایک
ایک بہادر تیغ زن صف شکن سامنے سے گذرے مین جانتا ہون کسیکو دیکھکر عاشق
ہوئین اُنکا چہرہ متغیر تھا یہ ذکر تھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی کہ دربارگاہ سے رونے کی
آواز آئی ہفت پیکر نے کہا ارے خبر تو لو کوئی نیا معرکہ گذرا کہ چند ساحر لاشہ عشرت خیز
و لاشہ شبدیز لیکر سامنے آئے عرض کی یا خداوند عشرت خیز نے خاتمہ کر دیا تھا شبدیز
نے ہزارون قزاق قتل کیے قریب مین خون مسلمانان بہا دیا غضنفر زخمون مین چور چور
تھا یکایک ایک برق آسمان سے گری کہ عشرت خیز زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے
غلامون نے نہین دیکھا کہ برق کسنے گرائی شبدیز کو گینڈے نے پامال کیا کچھ بس نہ چلا
یہ لاش شبدیز ٹکڑے ٹکڑے ہی ہفت پیکر نے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا کہا حضور غضنفر نے

وہ تدبیر کی کہ تڑپ تڑپ کے مرا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا
گینڈا بدحواس ہوکر دوڑنے لگا شبدیز کر گدن سے گرا لاشے کا یہ حال ہوا گینڈے سے
پامال ہوا ہفت پیکر نے کہا انکو لیجا کر جلاؤ یہ مغرور تھے اِسوجہ سے مارے گئے یہ سُنکر
ہفت رنگ نے کہا اول یہ تو بتاؤ کہ عشرت خیز کو کسنے مارا ساحرون نے کہا غضنفر تو
زخمون مین چور چور تھا اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا اب شبدیز نے کمند اندازون کو حکم دیا تھا
کمندین پڑ رہی تھین مگر غضنفر ایسا گھوڑے کو چمکاتا تھا کہ حلقہ ہاے کمند سے نکلجاتا تھا
اُسی عالم مین برق گری عشرت خیز کا مرنا قزاق اپنے مقام سے اُٹھے گویا فتنۂ خوابیدہ
جاگا کیا مجال تھی کہ رُکتے ایک ایک قزاق نے دس دس جوانون کو مارا تھوڑے ہی
عرصے مین خاتمہ ہوگیا مگر یہ ہم لوگون نے دیکھا کہ جب لڑائی فتح ہوگئی تو غضنفر نے بارگاہ
استادہ کرائی اُسمین داخل ہوا ایک مہ جبین ساتھ تھی ہفت پیکر نے فوراً کتاب سوالحات
کھولی اُسکو پڑھنے لگا لیکن ہفت رنگ نے دیکھا کہ جون جون کتاب پڑھتے ہین
قدرت کا چہرہ سرخ ہوا جاتا ہے غصے مین آنکھین اُبل آئین ابرو ہلنے لگے ہفت رنگ
نے پوچھا یا خداوند خیر تو ہے کہا یار وغضب ہوا کہ معشوقۂ بادولت قبضے مین غضنفر
کے گئی جلسہ آرا اسنہ ہے کیسی خوش بیٹھی ہے عیار گار ہا ہے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی ایسا
ہے کہ اُس گیسو بُریدہ کو گرفتار کرکے لائے اور غضنفر بھی پکڑا جائے لیکن تدبیر سے یہ ام
ممکن ہوگا اگر پکڑ بھی جائیگی تو کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گی وہ مجھسے مقابلے کا ارادہ
رکھتی ہے دو چار شعبدون مین قدرت پر قبضہ کریگی قدرت آج خود جاتے ہین کوئی
ساحر اُسکے نام پر نہ بولا سب نے سر جُھکا لیا کہا یا خداوند جب آپ سے برابری کا
ارادہ رکھتی ہے تو ہم مین کسکی مجال ہے سر ہنگ بن کیکاؤس ایک ساحر بیٹھا ہے کہ
ہم سردار وہم عیار ہے اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھا کہ مین جاکے ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکے
سرہنگ چلا جب قریب لشکر غضنفر پہونچا ایک گوشے مین بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ملکہ
شمیم بارگاہ غضنفر سے نکلین طرف قصر عشرت کے چلین جب ملکہ نے لشکر چند ساعت
مین طے کیا کنارے پر کشکر کے آئین کھڑی ہوکر دیکھنے لگین سرہنگ نے فوراً اڑنگے

روغن عیاری کا لگایا اپنے کو بصورت غضنفر کے بنایا طرف ملکہ کے دوڑا پکارکر آواز
دی ای ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا غضنفر آتے ہین ٹھہر کر آواز دی کیون
خیر تو ہی غضنفر نقلی نے کہا تمھارے ہٹتے ہی دل کو بیقراری ہوئی آخر تاب نہ آئی مین نے
کہا جا کر دیکھ آؤن مگر آپ کو یہان کھڑے دیکھا دل مین اشتیاق تھا وہی سامان ہوا
ملکہ نے کہا ای شہریار اِس بیقراری کو موقوف کیجیے اسقدر صحبت غیر ممکن ہی ہفتے مین
ایک مرتبہ میرا آنا ہوگا سرہنگ نے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارا ملکہ بیہوش
ہوکر گرین سرہنگ نے زبان مین سوزن دی ایک درۂ کوہ مین لاکر ڈالدیا اب
صورت بدلکر بصورت شمیم بنا کنارے لشکر کے دوڑا ہوا آیا ہما سے تیزرو نگہداشت
لشکر کو نکلا تھا ملکہ کو جو کھڑے دیکھا پکار کر آواز دی پوچھا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی یہ
سُنکر سرہنگ نے کہا ای عیار طرار اِسوقت کی صحبت نے وہ لطف دیا کہ دل چاہتا ہی
شاہزادے سے دو باتین پھر کرون ذرا شاہزادے کو بُلا لاؤ مین کچھ اُنسے کہونگی ہما
نے جاکر غضنفر سے کہا غضنفر نام ملکہ کا سُنکر اُٹھکر چلے تیغہ روئین شگاف قبضے مین انگشتر
مہروماہ ہاتھ کی اُنگلی مین پہنے ہوے ہین اسپ بادپا تھان پر بندھا ہی سرہنگ نے
ہما سے کہا ای عیار تم ہٹجاؤ مین شاہزادے سے کچھ باتین کرونگی ہما ہٹکر بازار مین آیا
سرہنگ نے غضنفر سے کہا ای شہریار اب مین قصر مین کیونکر جاؤن آپ کی صحبت
سے وہ اشتیاق ہوا کہ دم بھر چین نہ پڑیگا یہ باتین کرتے کرتے اِسنے غضنفر کو حباب
مارا غضنفر بھی بیہوش ہوے اِسنے درۂ کوہ سے شمیم کو نکالا دونون کا پشتارہ تلے
اوپر باندھا لیکر چلا ہفت پیکر یہان کتاب سوانحات دیکھ رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ
سرہنگ نے بڑا کام کیا دونونکو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا سرہنگ مین یہی بڑا
کمال ہی کہ جہان موقع عیاری کا ہو عیاری کرے سحر مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہی شمیم
کو کس مزے سے گرفتار کیا دونون کا پشتارہ باندھے ہوے آتا ہی اب اُسکو میرے
پاس لاویگا سنو بھائیو مین تمسے کہے دیتا ہون مین دونون کے قتل کا حکم دونگا
غضنفر کو قتل ہونے دینا مگر شمیم کے بارے مین سفارش کرنا اور کہنا کہ یہ معشوقۂ

قدرت ہے اِسکو معاف کیجیے ہفت رنگ کہتا ہے مین اُٹھکر جلاد کا ہاتھ پکڑ لونگا اور کہونگا
اِسوقت قدرت کو غصہ ہے بی شمیم غدر نہ کرو عہد واثق لیکر فوراً رہا کرونگا ہفت پیکر
کہتا ہے آج ہی رات کو قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتار دینگے وہ لطف ملے
کہ خود عاشق ہو جائے غضنفر کا کبھی عمر بھر خیال نہ کرے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین
جلاد آمادہ کیے گئے کہ یہ جلاد قاتل غضنفر ہے یہ جلاد شمیم کو ڈرائیگا شمیم کے رونے پر
خیال نہ ہوا اقرار اُس سے بھی لے لیا جائے مگر سرہنگ دونون پشتارے لیے ہوئے
تنتا ہوا آتا ہے دل سے باتین کرتا ہوا کہ آج تو قدرت سے طرۂ پیغمبری لونگا یہ کام
کس سے ہو سکتا جو مین نے کیا یقین ہے قدرت نیابت طلسم مجھکو دین اور طرۂ پیغمبری
عطا کرین قضائے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو نامدار دربار مین بیٹھے تھے تمام سرداران تہمتن دنگلون پر بیٹھے ہوئے
ہین جام مرارغوانی گردش مین عیش و نشاط کی کوشش مین اُس ہنگامے مین عمرو نے
جو پلٹ کے دیکھا تو اسد غازی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین منھ پھیر کے
دامن سے اشکون کو پاک کرتے ہین ابراہیم وغیرہ کہتے ہین اے آقاے نامدار خدا
آپ کو رنجیدہ نہ کرے نہ کبھی آپ کو ملول و حزین دیکھین کیا باعث ہے کہ آپ ایسا شخص
خوش مزاج یون مکدر بیٹھا ہے عمرو نے جو اسد کو اِس حال مین دیکھا جی بیقرار ہو گیا
قریب آکر گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر اے پارۂ جگر خیر تو ہے اسد نے کہا چھوٹے نانا جان
مین نہین جانتا ہون کیا باعث ہے خود بخود قلب پر ہجوم رنج و الم ہے آج جی چاہتا ہے
کسی طرح غضنفر کو دیکھون مین نے خبر پائی تھی کہ کوئی پہلوان ہفت پیکر نے برائے
گرفتاری غضنفر بھیجا ہے میرے رہ رہ کے ہوش اُڑتے ہین ہرکارے نے خبر دی تھی
کہ وہ پہلوان جاتا ہے جی مین آیا کہ راہ مین جاکر اُسے روکون اُس تک نہ جانے دون
سردارون نے کہا غضنفر کیا ایسا ہے اُسکو ہزار تدبیرون سے مار لیگا مین نہ گیا اب
اِسوقت طبیعت پر غم و الم کا ہجوم ہے دل چاہتا ہے کسی طرح اُسکو دیکھون خواجہ نے
کہا بیٹا تم نہ گھبراؤ مین جاکے خبر لاتا ہون مین نے بھی خبر پائی تھی کہ اُس پہلوان کو مارا

تھا

قریے پر فتح پائی وہان کے زمیندار کو پکڑ لیا پھر اُسکے بعد خبر نہین کہ کیا معرکہ گذرا یہ کہکے خواجہ عمرو اسد کو بخوبی سمجھا کر دربار سے نکلے طرف قریۂ عشرت آباد کے چلے راہ مین اک ایک مقام پر ٹھہرے ہین کہ دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی مگر جب پشتارے پر سے دامن چادر ہٹجاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا عمرو حیران ہوا کہ یہ عیار کسے لیے جاتا ہی یہ تو ظاہر ہی کہ پشتارہ بھاری ہی ٹھہرتا ہوا آتا ہی عمرو نے رنگ و روغنِ عیاری لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے نخل کے نیچے ٹہلنے لگے جب سرہنگ قریب آیا پکار کر آواز دی ای بھائی کہان سے آتے ہو ہمین تو مسلمانون نے ایسا پریشان کیا کہ گھر بار چھوٹا آباد گھر کو لوٹا جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین یہ صورت ہی کہ عورتون کو درۂ کوہ مین بسایا ہی سرہنگ نے کہا بھائی اب نہ گھبراؤ قدرت نے جھگڑا پاک کر دیا غضنفر نے سب کو لوٹا تھا مین غضنفر کو پکڑے لیے جاتا ہون اور اُنکے مددگار کو بھی گرفتار کیا جسنے لڑائی فتح کرائی عمرو نے کہا بھائی وہ کون ہی سرہنگ نے کہا بی شمیم گیسو کشا معشوقۂ قدرت اِس غضب کو تو دیکھو کہ قدرت سے تو انکار کیا اور نبیرۂ حمزہ کی مدد کو گئین عشرت خیز جادو کہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر کرکے قزاقون کو بیکار کیا میان غضنفر زخمی ہوے اِنکی جو آتش عشق بھڑکی دوڑی گئین جا کر ساحر کو مار ڈالا پھر جو قزاق چھوٹے زمین ہلا دی سب کو شکست ہوئی غضنفر نے فتح پائی یہ بی بی جا کر پہلو مین غضنفر کے بیٹھین قدرت کو خبر ملی اتنا بڑا دربار کہ سترہ سو ساحر بیٹھا تھا قدرت نے فرمایا کہ کوئی تم مین ایسا ہی کہ شمیم و غضنفر کو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا اُس مجمع سے مین اُٹھا غضنفر کی صورت بنکر شمیم کو لیا اور شمیم کی شکل بنکر غضنفر کو گرفتار کیا خواجہ نے خوش ہو کر کہا بڑا کام کیا تمنے آج ساحرون مین نام کیا اب ہم لوگ بلوہ کرکے قزاقون کو مار لینگے قریے سے نکالدینگے کیا مجال جو ایک زندہ بچے دوسرا اسانے پڑا ہی وہان کے زمیندار کو بُلائینگے دس گانوُن کی گھار جمع کرینگے مگر قزاقون کو سزا دینگے جی چاہتا ہی تمہین گلے سے لگائین تمھارے گرد پھرین یہ کہکے سرہنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے عطر بیہوشی سے رومال بسا ہوا تھا وہ کاندھے پر پڑا تھا اُسکی بو جو دماغ مین پہونچی ارے کہکر بیہوش ہوا

خواجہ نے کپڑے اُتار لیے حرامزادے کو حلال کیا شمیم کے جمال کو جو دیکھا جی مین کہتے ہین کہ
ای عمرو یہ دیوانہ بڑا خوش نصیب ہی کل معشوقان رُستم پر یہ فخر رکھتی ہی چالیس جادوگرنیان
رُستم کے ساتھ ہین مگر کسیکو اس سے نسبت نہین سمجھے کہ اگر ہوشیار کرونگا تو دیوانہ باپ
کی ملاقات کو نہ جائیگا شمیم کی زبان سے سوزن نکالی پانی کا چھینٹا منھ پر شمیم کے دیا شمیم
ہوشیار ہوئی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا جھک کر سلام کیا خواجہ نے گلے سے لگا کر سب
حال بیان کرکے کہا ای نورنظر اب ملاقات ہفت پیکر کو نہ جانا مین غضنفر کو برائے ملاقات
اسد لیے جاتا ہون شمیم نے جو یہ حال سُنا بہت گھبرائی سوچی کہ اپنے باغ مین چلون وہان
جو کوئی آئیگا سمجھا جائیگا ایک طاؤس پر سوار ہوکر طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئین
خواجہ غضنفر کو اُسی طرح لیے ہوے پاس اسد کے آئے تمام کیفیت بیان کی اسد نے
خواجہ کا شکریہ ادا کیا کچھ روپیہ منگا کر دیا غضنفر جو ہوشیار ہوے باپ کو سلام کیا اسد
نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند یہ پیشہ قزاقی چھوڑ دو ہرچند کہ تم فرزندان امیر
مین کمزور ہو اورون پر تو غالب ہو غضنفر نے کہا قبلہ وکعبہ اپنا حال فراموش فرمایا یہ
مثل مشہور ہی کہ اورکو نصیحت اپنے کو فضیحت جب سے آپ نے طلسم ہوشربا فتح کیا ہی
جب سے آپ سلیس ہوے ایرج پر کیسے کیسے شبخون مارے کہ وہ تاجرزادہ آجتک یاد
کرتا ہی آپ کا ذکر ہوا کرتا ہی اب آپ نے حکم فرمایا اب مین ترک کردونگا غضنفر اُٹھ کھڑے
ہوے کہا مین آداب عرض کرتا ہون اسد نے کہا آج شب کو رہجاؤ غضنفر نے کہا میرے
قزاق گھبراتے ہونگے اسد نے سر جھکا لیا کہا بسم اللہ قزاق ہمسے بہتر ہین غضنفر نے کہا
اسمین کیا فرق ہی وہ میرے یاران ہمدم آپ سے برسون ملاقات نہین ہوتی یہ کہکے
غضنفر باہر نکلے ابراہیم وغیرہ سے ملاقات ہوئی کہا ای شاہزادے آپ ایسے کلام کرتے
ہین غضنفر نے کہا قبلہ وکعبہ کی عقلمندی تو دیکھیے خود تو بارہ برس قزاقی کی اور ہمکو مانع
ہوتے ہین سب نے کہا بڑے ناناجان صاحبقران سے ملاقات کریجیے غضنفر نے کہا کہ
ناناجان سے تکرار ہوجائیگی وہ بھی یہی فرمائینگے کہ قزاقی ترک کرو مین جواب دونگا
کہ ایسا نہ ہو کسی دن بے خرچ ہو کر آپ کا خزانہ لوٹ لون سردارون نے سر جھکا لیا کہا

بسم اللہ تشریف لیجایئے غضنفر تو یہان سے چلے مگر ہمارے تیزرو عیار الکا پلٹ کر اُس مقام پر آیا غضنفر و تسنیم کو نہ پایا پشتارہ باندھنے کا نشان دیکھنے لگا عیار نے آکر قزاقون کو اطلاع کی قزاقون نے بوق بجایا سب تیار ہوئے تلاش مین غضنفر کی چلے جو گانؤن راہ مین ملا اُسے لوٹ لیا لوٹتے مارتے پھر رہے ہین مگر غضنفر گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے آتے ہین راہ مین ایک قریہ ہی کہ بہمن نامے وہانکا زمیندار اسکے بھائی کا قریہ غضنفر نے لوٹا تھا یہ بیرون قریہ کھڑا ہی کہ سامنے سے غضنفر کو آتے ہوئے دیکھا پاسی نے بیان کیا کہ میان ٹھاکر صاحب اِسی شخص نے آپ کے بھائی کو گرفتار کیا تھا اور لوہے کے سیخچون سے اُسے داغا اُسنے سب عورت کا زیور اُتار کر دیدیا آج نہین معلوم کہان سے آتا ہی بہمن نے ایک چیخ ماری گنوار جمع ہو گئی بارہ سو آدمی آیا لاٹھیان اور تلوارین لیے ہوئے کئی سو پاسی تیرو کمٹھے ہاتھ مین بہمن نے اشارہ کیا سب گنوار والے دوڑے غضنفر نے دیکھا یہ سب میری طرف آتے ہین تیغ زرہ وئین شگاف کمر سے کھینچا گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا نعرہ کیا منم شہنشاہ قرانی نبیرۂ صاحبقران نعرہ کر کے غضنفر کی تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرودار بلند ہی پاسیون نے جو دور سے دیکھا کہ اِس جوان نے چشم زدن مین کئی سو گنوار مار کر ڈالدیے کمٹھے کاندھون سے اُتارے تیر جوڑ کر مارنے لگے غضنفر کے جسم پر جو تیر پڑا کھینچا اور پھینکدیا غضنفر خواجہ کو بُرا کہہ رہا ہی کہ خواجہ عمرو اگر مجکو بخدمت والد نامدار نہ لیجاتے تو مین اِس آفت مین کیون گرفتار ہوتا اے خالق اپنا رحم شریک کر مجھکو بچالے نظم

اے کہ روشن چہرۂ شمس و قمر ز انوار تست	دیدۂ اہل نظر پر نور از دیدار تست
باطن ہر اہل دل گنجینۂ اسرار تست	سینۂ اہل صفا آئینۂ رخسار تست
جا بجا خندان بہ بستان جہان گلزار تست	از خزان فارغ ہمیشہ گلشن بیخار تست
کی شود مشغول با کار دگر اندر جہان	ہر کسے کز جان و دل شاغل بشغل کار تست
دوست کس نیست ہر کس با تو دارد دوستی	او نگردد یار کس ہر کس کہ از دل یار تست
ہست ہر بلبل بگلزار ارغنت نغمہ سرا	درد دل ہر کس بہ بستان زمانہ خار تست

یقین ہی کہ بہمن زمیندار گھیر کر گرفتار کرلے کہ صحرا سے گرد اُٹھی بوق ترکی کی آواز آئی

اِس آواز سے جان مین جان آئی سمجھے کہ یاران ہمدم آتے ہین سامنے آکر دامنۂ گرد شگافتہ ہوا دیکھا اُگے آگے ہمارے نیزرہ و عیار بانہمارے عیاری سے آراستہ پشت پر سب قزاق بوق تر کی بجاتے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین ہمانے جو اپنے آقا کو دیکھا پلٹ کر قزاقون سے کہا تمھارے آقاے نامدار گنوارون مین گھرے ہین قزاقون نے گھوڑے روکے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ہزار بارہ سو گنوار ہین ایک نے ایک کی جانب دیکھا کہا بھائیو ہم سب کا جانا بہتر نہین ہر چند کہ آقا زخمی ہین لیکن آزردہ ہونگے سو قزاق جدا ہو کر بڑھے نیزرے نانے بوق بجا کر جا پڑے جسکو نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذر ا اُٹھایا اور زمین پر مارا سو نے ہزار جو انون کو نیزرون مین چھید لیا جو سامنے سے بھاگا اُسپر گھوڑا اچھیٹایا اور گانوُن مین گھسکر اُسکو مارا غضنفر نے جو اتنی مہلت پائی بہمن زمیندار پر جا پڑے للکارا او نامرد دیکھ جرأت اِسکا نام ہی کہ اَسّی ہزار ملازم ہمارے کھڑے ہین غیرت آئی کہ اِنپر ہم سب کیا جا پڑین سو جوان فقط آئے اُنھون نے دریاے خون بہائے یہ وہ شیر دل ہین کہ اگر ایک کو ہزار پر چھوڑ دو تو ایک ہزار سے لڑے چشم زدن مین پامال کرے بہمن لڑکا سمجھ کے جا پڑا نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا اپنا نیزہ آنکھ پر گینڈے کی ماردیا گینڈے نے چرخ مارا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا بہمن کے دو ٹکڑے ہوے اب سب قزاق گانوُن مین گھُسے گانوُن کو لوٹ لیا آخر رعایاے بہمن فریاد کرنے لگی غضنفر نے اُن سب کو بسنے کا حکم دیا آپ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے اب حال ملکۂ شمیم گیسو کشا تحریر ہوتا ہی یہ تو سمجھ لیا تھا کہ ہفت پیکر سے باغی ہوئی اپنے باغ مین چلون باغ بہار افزا اُسکے دروازے پر جو آئین کئی سی کنیزین انتظار مین کھڑی تھین ملکۂ شمیم کو دیکھکر بلائین لینے لگین کہتی تھین کیون حضور کہان رہین کہ اتنا عرصہ گذرا ہم لوگ بیقرار تھے خبرین خلاف سنین ملکہ نے کہا صاحبو عجب جفائین ہون کیا حال اپنا بیان کرون فلک نے عجب سامان دکھایا کہ حضرت عشق سے مقابلہ پڑا آٹھ پہر بیقراری مین گذرتے ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین نظم

نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی
رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہی

کتنی ہی طاقت آزمائی کی
مین نے ہی تجسے بیوفائی کی

کیون برا کہتے ہو بھلا ناصح مین نے حضرت سے کیا برائی کی
دام عاشق ہو دل دہی نہ ستم دل کو چھینا تو دلربائی کی
آئے وہ دست غیر مین ہیہات آس تو نے شکستہ پائی کی
گر نہ بگڑو تو کب بگڑتا ہے مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
گھر تو اُس ماہ وش کا دور نہ تھا لیک طالع نے نارسائی کی
مر گئے پر رہی بخبر صیاد اب توقع نہین رہائی کی
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین ہرزہ تازی نے رہنمائی کی
دل ہوا خون خیال ناخن یار تو نے اچھی گرہ کشائی کی
مومن آؤ تمھین بھی دکھلادون سیر بت خانے مین خدائی کی

کنیزون نے گرد گھیر لیا ملکہ اندر باغ کے آئین دیکھا باغ مرجھایا ہوا اشنا خون مین تم زرد پتے جا بجا پڑے ہین چمن ویران سارا باغ سنسان ملکہ باغ کی پریشانی دیکھتی ہوئی برابر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے فرماتی ہین چند دن ہمارا باغ مین نہ آنا باغ کی یہ پریشانی ہوئی ہاتھ جو ہلاے ایک ابر آسمان پر آیا اسقدر برسا ہوا ٹھنڈھی چلی کہ سارا باغ سرسبز ہوگیا غنچے چٹکنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین عندلیبون نے منقارین اپنی برگ گل سے پونچھین زمزمہ سرائی کرنے لگین بوے ملکہ شمیم سے باغ سرسبز و شاداب ہوگیا تختے گلاب کے کھلے ہوے اپنی جانب کھینچتے ہین پھول ہنس رہے ہین گویا آمد بہار پر ہنسے ہواے معتدل چلنے لگی کنیزین چمن مین ٹہل رہی ہین وہی باغ کی رعنائی زیبائی ہوگئی وہی کیفیت وہی باغ کی نضارت صیاد و گلچین بے نصیب دیوار باغ کے قریب نہین آسکتے صیاد دام بر دوش بحسرت دیکھ رہا ہی دور باش گلزار آواز دیتا ہی او دام دار مکار قریب دیوار باغ نہ آنا عندلیبان خوشنوا کو نہ پھنسانا ملکہ بارہ دری مین بیٹھی ہین کنیزون سے ذکر کر رہی ہین کہ ایک دیوانۂ بیباک سے سامنا ہوا دل ہمارا اُسنے لے لیا ہر چند چاہا کہ دل خانہ خراب کو پھندے سے زلف کے چھڑائین کب چھوٹ سکتا ہی کشاکش مین پڑا ہی دیکھین اُسپر کیا گذرے ہمین اب یقین نہین کہ اُس ظالم سے ملاقات ہو کوہ و دشت اُنکے مقام ہین قریب ہزارہا ویران کر دیے زمیندارونکو

لوٹ لیا دیکھیے اِسطرف کیونکر گذر ہو شاید ہماری آہ مین اثر ہو یہان تو یہ باتین ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری ہم جائین گے اُنکو ڈھونڈھکر لائین گے زیادہ نہ گھبرائیے لیکن اُدھر ہفت پیکر سرہنگ کو روانہ کرکے بہ اطمینان بیٹھا ہی تعریفین سرہنگ کی کر رہا ہی کہتا ہی کہ سرہنگ نے جاتے ہی کیا کام کیا اِس دربار مین اپنا نام کیا دونون کو گرفتار کر لیا ہی اب لیکر آتا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد ساحرون نے عرض کی حضور سرہنگ کو عرصہ ہوا اگر روبراہ آتا خدمت خداوندی مین پہونچ جاتا قدرت کتاب سوانحات کو ملاحظ فرمائین کہ قضانے کار سامنے میز رکھا ہی سرہنگ کے ہاتھ کا گلدستہ رکھا تھا وہ یکایک جلنے لگا بس ہفت پیکر نے کہا غضب ہوا کسی نے سرہنگ کو مار لیا گلدستہ اُسکے ہاتھ کا بنا ہوا تھا جلگیا ہفت پیکر نے کتاب دیکھی دیکھکر ایک آہ کی کہا سار بان زادہ وہان پہونچ گیا اُسنے سرہنگ کا علاج کیا کس بیکسی سے سرہنگ مارا گیا ملکہ شمیم اپنے باغ مین جاکر بیٹھی ہین باغ کو پُربہار کر رہی ہین باغ ویران پڑا تھا اُسکو پھر آباد کیا اب تو طائر زمزمہ سرائی بھی کر رہے ہین باغبان قضا و قدر کی محبت کا دم بھر رہے ہین سرو جوئبار ہمہ قد معشوق عندلیب خوشنوا شاخ گل پر مصروف زمزمہ سرائی قمریون کی کوکو صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اول جاکر بہار باغ کو مٹائے شمیم گیسو کشا کو گرفتار کرکے لائے باغ کی رعنائی پر بڑا نازہی ابھی آمد بہار کا آغاز ہی اگر باغ درست ہوگیا جو کوئی جائیگا دام زلف عنبرین مین پھنسیگا یہ سنکر غنچہ دہن نامے مصاحبان ہفت پیکر سے غصے مین اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جائے ملکہ شمیم کو گرفتار کرکے لائے رنگ باغ جاکر مٹادون نام کی تاثیر دکھادون ہفت پیکر نے کہا ای غنچہ دہن اگر تمھارا شعبدہ چلگیا تو یقین ہی گرفتار کر لوگی مگر بلوہ کرکے جاؤ فوج زیادہ ساتھ لیجاؤ اپنے کو جلد پہونچاؤ باغ کی رعنائی بڑھ رہی ہی وہ ظالم شعلۂ جوالہ ہی قدرت سے مقابلے کا اِرادہ رکھتی ہی غنچہ دہن نے عرض کی واری کنیز کا اکثر شمیم سے ساتھ رہا ہی مین نے اُسکا رنگ شعبدہ دیکھا ہی ڈیڑھ لاکھ ساحر غنچہ دہن کو ملے تخت پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر طرف باغ شمیم کے چلی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دریاے آتش موج مارتا ہوا جاتا ہی ہرچند کہ غنچہ دہن کم سخن ہی لیکن جب غنچۂ دہن وا کرتی ہی شعلہ ہاے آتش

زنی

دہن سے نکلتے ہین دریاے آتش تیار طائران زمزمہ سرا کی پکار مگر طائر بھی شعلہ ہاے آتش معلوم ہوتے ہین سر باغ پر شمیم کے غنچہ دہن پہونچی دریاے آتش کو اشارہ کیا شعلہ ہاے آتش گرنے لگے جس شجر پر شعلہ گرا وہ نخل شعلہ بجوالہ معلوم ہونے لگا ثمر شعلۂ آتش گلبوٹے چنگاریان ہر طرف یہی ہنگامہ ہی طائر غل مچا رہے ہین کہ آتش سحر جلاتی ہی ہر طرف سے بوے کباب آتی ہی کنیزون نے بڑھکر شمیم سے عرض کی حضور باغ جل رہا ہی سرو لب جو سے بھی شعلۂ آتش نکل رہا ہی ہزار ہا طائر جلے نخل سرسبز و شاداب اکڑنا بھولے انکو بچایئے شمیم باہر نکلی دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی چہار طرف سے باغ گھرا ہوا ہی ساحر سحر کر رہے ہین شمیم نے مسکرا کر اشارہ کیا سرو لب جو فوارہ بنگیا شعلہ ہاے آتش بجھنے لگے اُسی آگ کو اشارہ کیا وہ آگ پلٹی ساحرون پر چنگاریان گرنے لگین صدہا ساحر جلے بیقرار ہو کر پکارنے لگے ای ملکہ غنچہ دہن دیکھیے اندر باغ کے پانی برس رہا ہی شعلے ہم سب پر آتے ہین تڑپ تڑپ کے جلاتے ہین انکو بجھایئے غنچہ دہن نے سحر کیا کہ وہ آگ باغ پر پھر گری درختون کو جلانے لگی شمیم نے پکار کر کہا یہ ساحرہ بڑی بیحیا معلوم ہوتی ہی کئی مرتبہ سحر پلٹا یا مگر پھر شرمندہ نہین ہوتی یہ کہکے پھر سحر کیا آخر جھلا کر ملکہ شمیم کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے باہر نکلین پکار کر آواز دی او غنچہ دہن مین نے تجھکو پہچانا مقابلے مین آ تو حال کھلے غنچہ دہن نے ساحرون کو اشارہ کیا ڈیڑھ لاکھ ساحر بارہ سو کنیزون پر گرے کنیزین ہر چند سحر کرتی ہین غنچہ دہن مٹا دیتی ہی رنگ نہین جمنے دیتی ہی جس کنیز نے سحر کیا غنچہ دہن نے اُلٹا پلٹا دیا ساحرون سے اشارہ ہی کہ ان نازنینان مہجبین کو قتل نکرو گرفتار کر لو انکو اپنے اپنے قبضے مین کرو کیسی معشوقان پریچہرہ ہین انسے ایک لطف ملیگا تمھارا گھر آباد ہوگا اب ساحر بلوہ کر کے کنیزون پر چلے ایک ایک کنیز پر دس دس ساحر گرنے لگے بمشکل کنیزون کو گرفتار کیا شمیم نے دور سے دیکھا کہ کنیزین گرفتار ہو گئین سامنے غنچہ دہن کے لیے جاتے ہین شمیم کچھ تڑپ کر گری برق بنکر کئی سو کے سر اُڑا دیے سر مثل اولون کے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا ساحرون نے چاہا بھاگین شمیم کا سامنا نکرین کہ آسمان پر لکۂ ابر چھایا غنچہ دہن نے جو ابر کو دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہی اگر ملازم خداوند

ہفت پیکر ہو تو میری شراکت کرے باغیون نے پریشان کر دیا ہی غنچہ دہن نے جو یہ پکار کر
کہا وہ ابر سیاہ رُکا غنچہ دہن نے دیکھا منقار آتش ریز تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار
ساحران غدار پشت پر براے سیر نکلا تھا ہنگامۂ سحر ساحران دیکھکر رُک گیا غنچہ دہن
کو جو پریشان دیکھا ابر کو ہٹا کر اُتر آیا کہا ای غنچہ دہن جو حکم کرو وہ بجا لاؤن غنچہ دہن
نے کہا شمیم کو گرفتار کر لو اور باغ کو پامال کرو منقار نے اِشارہ کیا اِسکے ساتھ والون نے
گولے مار کر دیوار باغ کو گرا دیا درختون کو جلانے لگے غنچہ دگل کو مٹانے لگے مگر ملکہ شمیم
یکہ و تنہا کنیزین سب گرفتار ہو گئین دو لاکھ ساحرون کا سحر چل رہا ہی ملکہ برق بن بنکے گر رہی
ہین کبھی برق بنین کبھی مٹھی ماش کے دانون سے بھر کر پھینک ماری کئی ہزار ساحر جلا دیے
کئی ہزار کے سر کاٹے یہان تو منقار و غنچہ دہن نے باغ شمیم پامال کر دیا کنیزین اُدھر
گرفتار ملکہ اِس مصیبت مین سرشار مگر شمیم کے قریب کوئی نہین آتا جس غول پر جا پڑی ہی
اُسے پامال کیا تلوارین برسائین آگ لگا دی خنجر گرائے دریاے خون بہائے سر مثل
حباب شناوری کر رہے ہین تیرون کے ترکش جو اُس دریا مین گرے صاف ظاہر ہی کہ
مچھلیان تیر رہی ہین کمانین مثل نہنگان خون آشام پیر رہی ہین شمیم کے ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا
تیور پر بل گاتی بندھی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ لڑ رہی ہین منقار و غنچہ دہن سامنے نہین آتے
دور سے سحر کر رہے ہین کبھی للکارتے ہین کہ او شمیم قہر و غضب خداوندی مین پھنسے گی جہنم
مین پھنکیگی قیامت تک جلا کریگی شمیم نے جواب دیا یہ حال تمھارے خداوند کا ہوگا
ہفت پیکر نام ہی جہنم اُنکا مقام ہی ہمیشہ جلینگے ثانی شیطان ہی دعویِ خدائی کر کے بیٹھا ہی
آخر انجام کیا ہوگا جہنم مین جلایا جائیگا سزا اپنے اعمال قبیح کی پائیگا بہت گھبرائیگا یہ کہا
اور خنجر چمکایا دس بیس کے سر اُڑا دیے مگر فضاے کار غضنفر نامدار اُس قریے کو فتح کر کے
اُترے ہین انتظام کر رہے ہین قزاقون کو کھانا پانی بلا زینہار کا مکان ضبط ہوا غضنفر
کو بیقراری بڑھتی جاتی ہو بارگاہ مین سرنگون بیٹھے ہین ہمارے تیزرو عیار نے عرض کی کہ
آج حضور کو بہت بیقرار پاتا ہون بہت گھبراتا ہون غلام سے تو کچھ حال بیان کیجیے
کہ اُسکا انتظام کرون حضور کا تردد دیکھا جاتا غلام سے نہین دیکھا جاتا غضنفر نے کہا ای برادر

عزیز

بجان برادر رفیق و شفیق کیا جانتا نہین اُس آفت مین مبتلا ہین کہ جسکو بیان نہین کر سکتے اِسوقت اِسقدر دلپر ہجوم بیتابی ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کر روئین یا دشت و صحرا مقام کرین پہاڑون سے سر ٹکرائین کسکو حال دل سنائین کیا کہین نظم

روز مرگ آرزو ہی تا بہ کی غم کیجیے | تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حُسن گندم گون یہ ہی یہ خانہ بربادی بجا | ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سے | امتحان کو پہلے عیسیٰ شمع کو دم کیجیے
ہر طرف مصروف زاہد ہین نماز صبح مین | گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے
جذبۂ معشوق سے اُفتادگی ہی بال و پر | کیون نہ حسرت کی نگاہین سوے شبنم کیجیے
چاک در کے بند کرنیکا تو ہی شوق آپ کو | سینہ چاکون کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے
ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار | ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے
حال ناسخ کی پریشانی سے کیا نسبت اُسی | آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجیے

عیار نے عرض کی آخر تردد کا زیادہ کیا باعث ہی کہا ظاہر تو کوئی سبب نہین مگر شب بھر نہین سویا اب اِسوقت نیند کا غلبہ ہی نیند کی خواہش ہی یہ کہکے غضنفر پلنگ پر لیٹے عیار پانؤن دبانے لگا غضنفر سو گئے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمیم گیسو کشتا لاکھون ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین اور باغ بالکل پامال ہو گیا ساحرون نے بڑھ بڑھکر تیر سحر پھینکے تمام زخمون سے خون جاری ہی دریاے خون مین نہائی ہوئی لڑ رہی ہین غضنفر عالم خواب مین سامنے پہونچے ملکہ نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی اے شاہزادۂ والا قدر و اے آسمان خوبی کے بدر اب ہمارا وقت اخیر ہی شکر ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ لیا مگر اتنا ضرور احسان کرنا کہ آکے جنازہ ہمارا اُٹھانا تا مگر مسیحائی نہ فرمانا مردے کو نہ جلانا قبر کا نشان بنانا کبھی کبھی آکے فاتحۂ خیر پڑھنا ہچکی آئے تو ہمکو بھی یاد کرنا نام لیکر روح کو شاد کرنا بموجب قول شاعر شعر چو آید بہ بیروت بعد مردن بر مزار ما ✣ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما ✣ کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آوے دل بھر آوے فرد اے شہسوار گور غریبان یہ آنکل ✣ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✣ افسوس ہی کہ حسرت بوس و کنار لیکر

پردۂ دنیا سے جاتے ہین عدم مین بھی تمکو یاد کرینگے اعضا ہمارے فریاد کرینگے غضنفر نے جو اِس حال سے ملکہ کو خواب مین دیکھا ایک چیخ ماری کہ عیارہ گھبرا گیا دیکھا کہ شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا ہی مگر رو رہا ہی کہا ای شہریار خیر تو ہی غضنفر نے کہا عالم خواب مین ملکہ کو دیکھا عجب حال زار مین پایا کہ روح بیچین ہو گئی جلد قزاقون کو تیار کرو ہر چند کہ مقام باغ معلوم نہین مگر کشش کھینچکر لیجاویگی اُسی مقام پر پہونچاویگی عیارہ نے قزاقون کو تیار کیا غضنفر اسپ بادپا پر سوار ہوے تلاش مین اُسی مقام کی چلے یہان ملکہ لڑ رہی ہین اِتنا خون بدن سے جاری ہوا کہ ایک نخل کی بیخ پر بیٹھ گئین سنگریزے اُٹھا کر مار رہی ہین اُن سنگریزون سے صدہا پامال ہو رہے ہین کوئی قریب نہین آسکتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین ٹھیک دوپہر کا وقت ہی گرم ہوائین چل رہی ہین غنچہ دہن ومنقار دور سے لینا لینا کر رہے ہین بخوف قریب نہین آتے ملکہ نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو حافظ و نگہبان ہی کیا کیا اپنے بندون کو تو نے نعمتین عطا کی ہین ہر حال مین تیرے رحم کے امیدوار ہین اب تو مجبور و ناچار ہین تو اگر رحم کرے تو لڑائی بن پڑے

نظم

نہ اہل فقہ کشاید نہ صاحب منطق — کہ شرح نکتۂ توحید مشکل است وادق
رموز کثرت و وحدت زبان چہ شرح کند — کہ پارہ پارہ شدہ کاغذ و قلم شد شق
بہر جہازہ کہ خود ناخدا خدا باشد — رسد بساحل امید بیشک آن زورق
حجاب دور کن ای دوست پردہا بردار — کہ چار سو نظر آید بدیدہ جلوۂ حق
طلوع نیر نورش کند ز ہر مطلع — نماید او رُخ روشن ز ہر کنار افق
چو ابر پاک کن از دل باشک گرد و غبار — کہ شکل برق شود باطن تو زان ابرق
بدار چشم اطاعت ز نفس گردن کش — کہ رام وقت سواری نگردد آن ابلق

شمیم نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل دعزیز بے بدل از پردۂ بیابان گرد بر خاست ملکہ کے ہوش اُڑ گئے سمجھی کہ کوئی اور مددگار آیا دل سے کہتی ہین یہ بیچارے ہمارے واسطے کیا کم تھے کہ جو اور یہی ہویدا ہوے ای

شمیم قوت نشست و برخاست موقوف ہوئی تھوڑی دیر مین گرونگی بیہوش ہو جاؤن گی
بے نامرد بہ اطمینان گرفتار کر لین گے سامنا اُس ناہنجار کا ہی جو آبرو کا خواہان ہی خداجان
و آبرو کا بچانے والا ہی جسنے دامن رحمت مین پالا ہی اتنے عرصے مین یاگرد دور اُٹھی تھی یا
قریب آئی صداے بوق ترکی سُنکر قلب کو قوت ہوئی یقین ہوا کہ وہی مسیحا آتا ہی کہ
سامنے آکر دامنہ گرد کا پھٹا آگے سب کے غضنفر بیقرار و مضطر اسپ بادپا کو اُڑاتا ہوا
تیغۂ روئین شگاف کو چمکاتا ہوا مرکب پر اِس صورت سے ہی گویا انگوٹھی پر نگینہ کھلا ہوا
سینہ اشک عارض پر بہ رہے ہین دور سے وہ دیکھا جو خواب مین دیکھا تھا معشوق
کو دیکھتے ہی تیور بدل گئے بوق ترکی کمر سے نکالکر بجایا اَسّی ہزار بوق برابر بج گیا یہی
آواز تھی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید غضنفر نے کمان پر ہاتھ ڈالا اَسّی ہزار کماندار
لیس ہو گئے اَسّی ہزار تیر چلے اَسّی ہزار کافر وخطا شعار گھوڑون سے گر کر واصل جہنم
ہوے غنچہ دہن و منقار نے کئی سو تیر چلاے اور رو کے اب جو بودے سب نے
لیے نیزے چلنے لگے کافر چلائے تلوارین کھنچین مثل بلاے ناگہانی کے آپڑے
ایک دم بھر مین سب فوج کو واصل جہنم کیا غضنفر گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب شمیم پہونچا
قریب آکر گھوڑے سے کود اشانہ تھام کر آواز دی صاحب آنکھین کھولو یہ زخمی تیغ ادا
آپہونچا شمیم نے جو غضنفر کو قریب پایا بدن مین قوت آگئی بے اختیار غضنفر کا ہاتھ
تھام کر اُٹھین دیکھا غنچہ دہن و منقار قزاقون کو گھوڑے سے گرا رہے ہین منقار
گھبرایا ہوا کہتا ہی ای غنچہ دہن نکل چلو اب نہ ٹھہرو فوج کا خاتمہ ہوا تمھارے ساتھ میری
فوج بھی قتل ہوئی ہین اِسوقت کا ہیکو آیا اُن سب کی قضا مجھکو گھیر کر لائی اِرادہ تھا
کہ صحراے نور استان مین جائیے وہان کے ساحرون کو ہوشیار کیجیے یہ نہ سمجھا تھا کہ
اِس صحرا مین سب کی قضا ہی خیر سب تو مارے گئے اپنی جان بچانا ضرور ہی قلب ناصبور
ہی چلو نکل چلین جان بچائین تو غضب ہوا کہ شمیم اپنے مقام سے اُٹھی معشوق نے
جسم مین ہاتھ لگایا گویا مُردے کو جلایا یہ سنکر غنچہ دہن آمادہ ہوئی کہ سچ کہتے ہو چلو اب
نکل چلین دونون نے مشت خاک شانون پر ڈالی پر پرواز پیدا ہوے کہ مار کر دونون

اڑے قزاقون نے تیرون کی بوچھار کر دی غنچہ دہن ہاتھ ہلاتی جاتی ہی تیر کٹ کٹ کے گر رہے ہین کئی ہزار تیر کٹ کے گرے شمیم نے جو سر اٹھا کر دیکھا دونون قندیل فلک ہوا چاہتے ہین قزاق آپس مین عہد کر کے تیر مارتے ہین کسی کا تیر انکے نہین پہونچتا ملکہ شمیم نے آواز دی ارے نامردو کہان جاتے ہو یہ کہکے زمین پر دو پتھر مارا دونون زمین پر گرے شمیم نے آواز دی ای زمین گیر ان دونون کو لے یہ دونون تیری خوراک ہین کہ زمین سے خاک اڑی دونون پیوند زمین ہو گئے ملکہ نے غضنفر کا ہاتھ تھاما پوچھا صاحب تمھارا کیونکر آنا ہوا غضنفر نے حال خواب بیان کیا ملکہ کو ایک وجد ہوا کہا صاحب تمھارا خیال کامل تھا کہ خواب مین وہ حال دیکھا کہ جو ہمپر گذرا اگر عین وقت پر آئے آپ اگر تھوڑی دیر نہ آتے تو مین بیہوش ہو جاتی غضنفر نے کہا ان دونون کو جو زمین نگل گئی ایسا نہ ہو کسی مقام پر نکلین شمیم نے کہا انکی ہڈیان تک چورا ہو گئین پھر بھی انکے انکے ساتھ مرے کہ آواز بھی نہ دے اسکے سب قزاق در باغ پر اترے ملکہ غضنفر کو لیکر آئی باغ ویران مین آئین کنیزین قتل ہو گئی تھین ہر گوشہ باغ سے نئی کنیزین پیدا ہوئین باغ کو پھر پر بہار کیا جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین سرخ ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلفون کو پیچ و تاب دیا طائران چمن بہ آواز بلند یہ سخن کرنے لگے **نظم**

پھر غلغلہ ہی آمد فصل بہار کا / بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب کو ہوئی / کیا پہلوِ مزار بھی پہلو ہی یار کا
بوسے فریب سے جو لب یار کے لیے / برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا پھرا / بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جاتے جگائیگی بر خیز حشر کی / احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو / کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا
ای چرخ بس تہیہ تکلیف اب نہ کر / احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
وصلت کی راحتون نے شب غم نہ بھولنا / ای دل رہے ضرور خیال انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر / میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

جب دیکھیے تجی کے سوا استی نہین　　ل لیلیا مزاج نے کچھ زلف یار کا

دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین　　شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا

تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر　　بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا

ہان تو اگر بلائے تو آؤن مین ہر طرح　　ہی تجھکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہین وہ ہائے یہان حال غیر ہی　　اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا

پابوس آسمان سے شرف ہوتی ہین نصیب　　پھر حوصلہ بلند ہوا ہے غبار کا

ہو جائے ہمسے پرسش اعمال ابھی تو خوب　　وعدہ بہت دراز ہی روز شمار کا

وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہو اے نسیم　　منھ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

باغ مین ہنگامۂ بہار ہی ہر طرف طائرون کی پکار ہی ملکہ غضنفر کو لیکر وسط باغ مین چبوترے پر بیٹھی ہین صحبت عیش آراستہ ہوئی رقاصۂ شوخ و شنگ بہ خوش الحانی یہ غزل گا رہی ہی نظم

رنج باہم مین زبان پر جو گلا آتا ہے　　کچھ عجب لطف کا رونے مین مزا آتا ہی

مین جو سمجھاتا ہون انکو تو یہ فرماتے ہین　　اے چہ خوش جا بھی یہان سے تجھے کیا آتا ہی

دل ہلا جاتا ہی ہر نالہ و فریاد کے ساتھ　　پھر انھین کا کوئی مظلوم جفا آتا ہی

شانہ وہ زلف مین کرتے ہین خدا خیر کرے　　پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہی

طاقت جوش جنون کی مرے کیا شہرت ہی　　سیکڑون من کا ہر اک حلقۂ پا آتا ہی

دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین خوشی کے سوا رنج کا نام نہین شمیم کہتی ہی کہ خدا اُس دغاباز کی صورت نہ دکھائے نہین معلوم کس طور سے پیش آئے وہ تو میرے نام کا دشمن ہی غضنفر کہتے ہین اگر وہ بیحیا دخل دیگا تو کیا کریگا مین نے تو اُسدن مغلوبہ مین مارا ہوتا نامرد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا لاکھون جادوگر ٹوٹ پڑے گئی ہی ساحرونکو مین نے اُس مقام پر مارا اگر اُسکو اُٹھا لیگئے انشاء اللہ اُسکی موت میرے ہاتھ سے ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا شمیم نے جو ابر گلنار کو دیکھا کہا لو بی شاخسار گلنار پوش آتی ہین کہ وہ ابر آکر پھٹا ایک جادوگرنی نہایت تن و توش گلگون پوش دریائے جواہر مین غوطہ زن حسن رشک چمن شمیم کو جو دیکھا تخت زمین پر آیا شمیم نے اُٹھکر سلام کیا کہا اے بوا

شاخسار کہان سے آتی ہو شاخسار نے جواب دیا بوااِس جوان کی رعنائی دیکھکر بہت
دل بیقرار ہوگیا یہ معشوق خوبرو کہان سے پایا کیا کمبخت چلبلا ہی صورت پر شوخی برس رہی
ہی مین بارہ دری مین جاتی ہون ہمیشہ کو تمھین مبارک رہے مین ایک گھڑی بھر مین اِسکو
بھیجدونگی شمیم نے پریشان ہوکر طرف غضنفر کے دیکھا غضنفر نے کہا ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان مین تجھ ایسا معشوق چاہتا تھا اِس طلسم مین آئے ہوے زمانہ گذرا
ایسی معشوق خواہشمند نہ ملی تھی آج لطف حاصل ہوگا مین بھی مدت سے ضبط کر رہا تھا اتنو
شاخسار نے خوش ہوکر کہا ای شمیم معشوق تو راضی ہی تمھارے اشارے کی دیر ہی گلچینی
گلشن جمال غضنفر کی کر رہی ہی چاہتی ہی اُٹھا لیجاؤن غضنفر بھی برابر اشارے کر رہے ہین
کبھی اشارے مین بوسہ لیتے ہین کبھی ہنسکر بات کرتے ہین شاخسار اِس نازواداپر مری
جاتی ہی شمیم کو ناگوار ہوتا ہی کنیزون سے اشارہ کرتی ہی تم لوگ شاہزادے کی بیباکی اور
چستی و چالاکی دیکھتی ہو لیکن معلوم ہوا کہ یہ سفلہ مزاج ہین ہرجائی اِنکی بات کا اعتبار نہین
مین تو اب اِنسے بات نہ کرونگی مگر شاخسار نے جو غضنفر کو اپنے اوپر مہربان پایا تیوریپر بل
ڈال کے کہا کیون بی شمیم جواب نہین دیتی ہو چلو صاحب بارہ دری مین چلو دم بھر باتین
کرکے چلے آنا آٹھ پہر اُنھین کے پاس رہو اُنکا مطلب ہی کہ کسی اور سے نہ بولو مین اٹھوین
دن آیا کرونگی گھڑی بھر ٹھہر کر چلی جایا کرونگی غضنفر ہر مرتبہ اُٹھتے ہین کہ چلو صاحب مین تمھارے
ساتھ ہون جہان کہو وہان بیٹھون جو کہو وہ حکم بجالاؤن مین تمکو دیکھکر خود مائل ہوا شمشیر
ابرو سے گھائل ہوا مین خود چاہتا ہون کہ تمھارے پاس بیٹھون تخلیے مین باتین کرون
تنہائی مین رازو نیاز ہونگے سامان محبت آغاز ہونگے اُسوقت شمیم کو بیقراری ہوئی
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے حیران ہی کہ کیا کرون جس معشوق پر دعوی ہی وہ خود
اُسپر مائل ہی اگر یہ آمادہ نہ ہوتے تو اُسکی کیا مجال تھی کہ بجبر لیجاتی اگرچہ سحر مین یگانۂ آفاق ہی
علم شعبدہ مین طاق ہی کیون فلک یہ کیا سامان دکھایا کہ معشوق کو غیر عورت اپنے ساتھ
لیے جاتی ہی اور ہم بول نہین سکتے خیر صبر کرون دلپر جبر کرون غضنفر آنکھون سے اشارے
کر رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم مجھے اِسکے ساتھ جانے تو دو مین اِسے قتل کرونگا شمیم اِن

اشارون کو نہین سمجھتی یہی جانتی ہی کہ مجھسے جدائی کرتے ہین اِسکے بلا تکلف ہونے پر مرتے
ہین مجھ کمبخت سے یہ گستاخی کاہیکو ہوسکیگی ہر چند کہ دل مشتاق ہی مگر پہلو مین بیٹھنے کو مین
عیب جانتی ہون ایسی بیباکیان مجھسے نہ ہوسکین گی آخر منھ پھیر لیا غصے مین جواب دیا
کہ بی بی یہ تم سے راضی ہین تو لیجائیے میرا کیا اختیار شاخسار نے غضنفر کا ہاتھ تھام لیا
لیکر بارہ دری مین آئی کہا شراب پیجیے گا غضنفر نے کہا بے شراب کیا لطف ہوگا یہ سنکر
شاخسار نے ایک قرابہ اٹھالیا غٹ غٹ پی گئی دوسری گلابی اٹھاکر غضنفر کو دی
غضنفر نے کہا یہ بھی پی جاؤ شاخسار وہ بھی گلابی شراب کی پی گئی نشہ بیہوشی مین ہاتھ
غضنفر کا تھام کر اپنی طرف کھینچنے لگی یہان ملکہ بیقرار کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو تمنے
دیکھا کیسے خوشی خوشی ساتھ گئے ہین مین اپنا حال کس سے بیان کرون عجب کیفیت
ہی اب آپس مین ہاتھا پائی ہو رہی ہوگی وہ ایسی ہی شوخ و شنگ کے تو خواہان تھے
شاخسار کو دیکھتے ہی شگفتہ ہوگئے رال ٹپکی پڑتی تھی اب مدعاے دلی حاصل ہوا ہوگا
اگر مناسب ہو تو جاکے دور سے دیکھو آپس مین کیا ہو رہا ہی کنیزون نے کہا واری
اگر ہم دیکھنے کو جائین وہ سحر سے مار ڈالے ہاتھ ہلادے لہذا اب صبر کیجیے جب کہ وہ
مدعاے دلی حاصل کرکے چلی جاوے تب میان غضنفر سے شکایت کیجیے گا وہان غضنفر
نے شاخسار کو خود اپنی طرف کھینچا اُسوقت شاخسار کا تڑپنا اور کہنا کہ او جوان تو
مجھے ذبح کریگا مین اِن باتون سے آگاہ نہین ہون میرا دم نکلجائیگا مگر تیری خوشی منظور
ہی جو تیری خوشی ہی وہی کرونگی ایسی ایسی باتین کرکے بہ ناز و ادا پاس آئی اور راز و نیاز کرنے
لگی ہر مرتبہ یہی کہتی ہی دیکھو اور بات کا ارادہ نہ کرنا آیندہ جو تیری خوشی مین تیرے
کہنے سے باہر نہین ہون مگر اِس امر سے بالکل ماہر نہین ہون ایسا نہ ہو تجھپر مین نثار
ہو جاؤن غضنفر نے قاعدے سے بیٹھکر گلے پر شاخسار کے ہاتھ رکھا شیر کا پنجہ تھا
گلا دبا کے ایک گھونسہ مارا کہ شاخسار کا سر پھٹ گیا یہان شمیم خود اُٹھین کہ جاکر
دیکھون کیا ہو رہا ہی کہ یکایک بارہ دری سے آواز آئی کشتی مرا نام من شاخسار جادو
بود یہ صدا سنکر شمیم کا چہرہ سرخ ہوگیا کنیزون سے کہا لو شاخسار واصل جہنم ہوئی

دیکھا غضنفر ہاتھ کا خون پونچھتے ہوے آتے ہین کہا ملکہ کیون گھبرائی تھین مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ ساحرہ ہی اسکو بہکر قتل کرو مین نے اُسکو مارا مین جو ایسی باتین کرتا تھا جانتا تھا کہ تمھارے خلاف گذر رہا ہی مگر میرے قبلہ وکعبہ اسد نامدار تعلیم کردۂ عمرو عیار مشہور ہین مین نے اُنکی آنکھین دیکھی ہین مرنے سے شاخسار کے وہ ابر گلنار بھی جلکر گرا شمیم نے خوشی مین آکر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب اُس ساحرہ کو مار اکہ اگر یہ لشکر کشی کرکے جاتی تو اہل اسلام کو بہت ستاتی اِسکا مثل نہ تھا مین ڈری کہ ایسا نہ ہو یہ بگڑ جائے اور سحر مین سامنا پڑے تو یہ مجھکو گرفتار کرلیگی دونون ہنستے ہوے آکر مسند پر بیٹھے لاشۂ شاخسار کھنچوا کر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر وہی محفل عیش ورا گ ورنگ آراستہ ہوئی کنیزین شاخسار کا ذکر کر رہی ہین کہ واری شاہزادے کو دیکھکر مبہوت ہو گئی بیقرار تھی ملکہ شمیم تعریفین حسن غضنفر کی کر رہی ہین فرماتی ہین اصل تو یہ ہی بقول شاعر نظم

کس حسن چو یار ندارد
دست آئینہ دار ندارد
بے نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ندارد
با بلبل باغ آرزو دیم
دست کہ نگار ندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد
این ضابطہ یار ندارد
در باغ بہشت عندلیبے
دستے چو چنار ندارد

زلف چو نگار ندارد
پژمردہ گلشن زخاک روید
چشمے کہ غبار ندارد
قاصد کہ بہ نامہ میکند فخر
این باغ بہار ندارد
تا آب کنیم زہرۂ شیر
ہر دل کہ غبار ندارد
در کشور حُسن اعتبارے
صورت چو ہزار ندارد
خاموش زگفتگوے مخفی

آئینۂ ما زعیب پاک است
ابرے کہ بہار ندارد
با نور دو چشم آفتابم
مکتوب دیار ندارد
رنگ از اثر حیا نگیرد
این بیشہ شکار ندارد
خوبان زنظارۂ برنجند
جز نقش ونگار ندارد
با این ہمہ زور رُستم ہند
طالع سروکار ندارد

اِسطرح کے اشعار جو ملکہ نے تعریف وتوصیف غضنفر مین پڑھے غضنفر نے کہا کہ ای یار جانی ومحبوب جاودانی ہم تمھارے اوصاف کرین تم ہمارین تعریف نہ کرو یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین ملکہ کا بھی دماغ تر ہی شاہزادہ غضنفر ہر مرتبہ گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

ملکہ کا جھپکنا کہنا کہ صاحب قاعدے سے بیٹھا کرو مگر شاخسار جو قتل ہوئی شوہر اسکا تخل جادو
باغ گلگون مین بیٹھا ہوا کنیزون سے کہہ رہا ہی کیا سبب ہوا کہ ملکۂ عالم نہین تشریف لائین
کبھی شراب پیتا ہی کبھی کنیزون سے کہتا ہی ارے جاکر خبر تو لاؤ دیکھو کیا سبب ہوا کہ ملکہ کو
عرصہ ہوا کنیزین گئین آکر دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم کا پتہ نہین ملتا تخل جادو نے دو
چار جام پیے نشے مین اور زیادہ گھبرایا کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کہ چند طائر اُڑتے ہوے
آئے پکار کر آواز دی ای تخل زوجہ کو کیون یاد کرتا ہی وہ قتل ہوگئی غضنفر بن اسد نے مارا
بی شمیم نے قتل کرایا اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین یہ کہکر طائر جلکر گرے باغ گلگون
مین ہنگامہ پڑ گیا پھول مرجھائے غنچونکا چٹکنا موقوف عندلیبان خوشنوا رونے مین مصروف
ساری رعنائی و زیبائی باغ کی مٹ گئی تخل بے اختیار رونے لگا کہا یارو غضنفر کون شخص ہی
جسنے صدمہ پہونچایا ہماری ملکہ کیونکر اُس تک پہونچین اُسنے کیون قتل کیا وجہ عداوت کی
کیا ہوئی مین برباد ہو گیا تخل ابتر ہوتا باغ کا دیکھکر گھبرا گیا سر پیٹنے لگا طائر ان سحر کو حکم دیا کہ
جاؤ خبر لاؤ غضنفر کس مقام پر ہی چند طائر گئے تھوڑے عرصے مین واپس آئے سامنے
تخل کے سر پیٹنے لگے کہا ای تخل جادو ملکہ شاخسار باغ ملکہ شمیم مین قتل ہوئین غضنفر بن
اسد نے مارا اب دونون مسند پر بیٹھے ہین لاشۂ شاخسار بیرون باغ پڑا ہی تخل نے
تخت اُڑایا طائرون کو آواز دی کئی ہزار طائر ساتھ ہوے یہان غضنفر و شمیم بیٹھے ہین
باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اول تخل نے لاشۂ شاخسار اُٹھایا
تخت پر ڈال لیا بعد اُسکے تخت سے کود ا چند طائر بشکل انسان بنے اُسنے کہا جاکر ارتھی
بناؤ لاشۂ شاخسار جلاؤ وہ جادوگر لاشۂ شاخسار لیکر طرف باغ گلگون کے گئے تخل جادو
تیغ کھینچے ہوے اندر باغ کے چلا دروازے پر محلدار نے روکا کہا ذرا ٹھہر جائیے کہ مین
جاکر اطلاع کر آؤن تو آئیے یہ بات سنکر تخل جادو نے ہاتھ تلوار کا محلدار کو مارا چند
کنیزون کو اُس مقام پر قتل کیا تیغے سے خون ٹپکنے لگا ملکہ شمیم کو خبر نہ پہونچی یہان یہ معرکہ
گذر گیا تخل جادو نے قریب آکر للکارا کہ او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ تو نے شاخسار
کو قتل کرایا اب تیرا کیا حال کرون شمیم اُٹھ کھڑی ہوئی آپس مین سحر چلنے لگا غضنفر نے

جو دیکھا کہ ملکہ شمیم پہ سحر نخل جادو کا غالب ہوتا ہی بیتاب ہو گئے تیغۂ رو ئین شگاف کھینچکر اُٹھے کہا او نامرد تیری جورو کو مین نے قتل کیا مجھسے مقابلہ کر یہ جو غضنفر نے کہا نخل جادو جلگیا جھلا کر ایک دو تھپڑ زمین پر مارا کہ ملکہ شمیم لڑکھڑا کر گرین آنکھین بند ہو گئین ملکہ شمیم چاہتی ہین آنکھین کھولون اپنے مقام سے اُٹھون مگر اُٹھنے کی طاقت نہین تڑپ رہی ہین دیکھا طرف غضنفر کے نخل جادو چلا شمیم کی بیقراری دعائین مانگنے لگی دل مین یہ خیال کہ جھ ایسی ساحرہ کا تو اُسنے یہ حال کیا تلوار اُنکی چھین لیگا دشمنون کو قتل کریگا نہین معلوم کیا سزا دیگا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو اس ظالم کی دست سے بچالے نظم ای خالق ہر بلند و پستی + بشتش چیز عطا بکن بہ ہستی + علم و عمل و فراخ دستی + ایمان و امان و تندرستی + دیگر شاہا ز کرم بر من درویش نگر + بر حال من خستہ و دلریش نگر + ہر چند نیم لایق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر + ملکہ شمیم گیسو کشا بصد پریشانی و حیرانی دعائین مانگ رہی ہی لیکن نخل جادو تیغہ کھینچکر طرف غضنفر کے چلا للکارتا ہوا او طفل بے ادب اتنی بڑی جادوگرنی کا تو مین نے یہ حال کیا تیری قضا در پیش ہی تجھکو آخر کیا بس و پیش ہی جا کر کسی مقام پر چھپ رہ مجھکو تیرے سن پر رحم آتا ہی تو بھلا کیا اُسکو قتل کرتا غضنفر نے کہا مین تیرا بھی قاتل ہون اُسکو بھی مین نے قتل کیا مردان عالم کہین مُنہہ پھیرتے ہین تو خود بھاگ جا اپنی جان بچا نخل تیغہ کھینچے ہوے طرف غضنفر کے چلا اور سحر کرکے گولہ مارا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ پھٹ کر گرا نخل بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہوا کہ یہ گولہ خالی گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر میری زوجہ قتل ہو گئی سحر تاثیر نہین کرتا آکر مدد کیجیے ورنہ غضب ہو جائیگا غضنفر تیغہ کھینچے قریب پہونچا نخل نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر ڈالی اپنے کو پتلہ فولاد کا بنایا غضنفر نے ہاتھ تیغۂ روئین شگاف کا مارا ابھی اُس تیغے کی تاثیر ہی کہ فولاد کو کاٹتا ہی سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب نکلا زمین پر آکے بوسہ دیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے نخل حیات نخل جادو کو غضنفر نے قلم کیا اُس مغرور کا غنچۂ آرزو نہ کھلا مرتے ہی نخل کے ایک ہنگامہ ہوا آواز آئی اکشتی مرا نام من نخل جادو بود اور جادوگر

جو اُسکے ساتھ کے کھڑے تھے اُنھون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر لاش نخل جادو
کی اُٹھالی روتے پیٹتے طرف ہفت پیکر کے چلے یہان ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا
ہی ستترہ سو پہلوان و ساحر بیٹھے ہین ذکر لشکر رستم ہو رہا ہی کہ رونے کی آوازہ آئی ہفت پیکر
نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی نگہبان نے عرض کی چند ساحر ایک لاش لیکر آئے ہین روز
قدرت کو رنج پہونچتا ہی کوئی ساحر کہین لڑا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا ملازم اُسکے
لاش لیکر آئے ہین حکم ہوا بلالو ساحرون نے لاکر لاش نخل سامنے ڈالدی فریاد کر کے
عرض کی کہ نخل جادو ہاتھ سے غضنفر کے مارا گیا باغ شمیم مین عیش کر رہے ہین مگر غلامون
نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ نخل نے سحر کر کے گولہ مارا مگر تاثیر نہوئی جب نخل نے گولہ مارا
اور وہ جوان قریب آیا تو نخل نے اپنے کو فولاد کا پتلہ بنا لیا مگر کیا تلوار ہی کہ سر پر پڑی
زمین مین جا کر بوسہ دیا مراد اِس عرض سے یہ ہی کہ اُس طفل پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم لوگ
کیا کرین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے یارو تم مین کوئی پہلوان ایسا ہی کہ غضنفر
کا سر لائے معیارہ بلا خوار آٹھ پہر بلبلایا کرتا ہی آواز ہفت پیکر سنکر سب تو تھرا گئے مگر
معیارہ نے عرض کی یا خداوند یہ غلام رخصت ہوتا ہی اور غضنفر کو گرفتار کر کے لاتا ہی
شمیم کی آپ تدبیر کیجیے گا یا حکم ہو تو اُسکو بھی پکڑ لاؤن غرضکہ ساتھ کے تین لاکھ ساحر علم نیرنج
و شعبدے کے ماہر مسلح ہو کر سامنے آئے ہفت پیکر کو سجدہ کر کے یہ پہلوان سوار ہوا
تین لاکھ فوج سے طرف باغ شمیم کے چلا یہان تیسرا دن ہی کہ غضنفر برابر باغ
سے نکلے قزاقون نے پرا جما کر سلام کیا غضنفر ایک ایک کا مزاج پوچھ رہے ہین سب
دست بستہ عرض کرتے ہین کہ آپ کی پرورش و عنایت حضور کو دعا دیا کرتے ہین سبکا
سلام بندگی لیکر غضنفر تو باغ مین آئے قزاقون سے کہ آئے کہ باغ مین کوئی نہ آنے پائے
اِس باغ کو کوئی گھیر نہ سکے اسّی ہزار نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا درختون کے
سائے مین اُتر پڑے دائرے بجنے لگے چہار بیت ہو رہی ہی قزاقون مین ہنگامہ
بلند ہی غضنفر اندر باغ کے ساتھ ملکہ شمیم گیسو کشا کے صحبت آرا ہین ساز بج رہے
ہین غزلین عاشقانہ گائی جا رہی ہین

نظم

آنسو نہین ہین یہ مژہ اشکبار پر — گویا نمود آبلہ ہی نوک خار پر
ناصح نہ کر تو سرزنش بس معاف کر — کب اختیار ہے ترے بے اختیار پر
افعی کا شک ہوا کبھی زنجیر ناز کا — کیا کیا گمان نہین ہوے گیسوے یار پر
تائب ہون مدتون سے سمجھا نہ اور کچھ — تم سور ہو اب آج مرے اعتبار پر
جلوے دکھا رہا ہی عجب رنگ سوسنی — نام خدا لبون کی مسی ہے بہار پر
کسطرح آئے چین مجھے ہجر یار مین — بجلی گری ہی غم کی دل بیقرار پر
گلچین ہی باغ مین نہ فغان عندلیب کی — دھوکے خزان کے ہوتے ہین فصل بہار پر
کیسی یہ یاد گل تھی کہ خاموش کردیا — نالے بھی آسکے نہ زبان ہزار پر
رہنے دے کوے یار مین جز و ضعیف ہون — احسان کر ای صبا مرے مشت غبار پر
کر امتحان حق وفا عاشقون کا کچھ — صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر
امید وار جوش جنون چند روز سے — بیٹھے ہوے ہین آمد فصل بہار پر
جلوے دکھا رہے ہین جگر مین ہجوم داغ — جوبن ہی آجکل تو مرے لالہ زار پر
ثابت نہین یہ کسکے پر ارمان کی خاک ہی — اِک بیکسی برستی ہی شمع مزار پر
تارے بھرے ہین دامن شب نے یہی گمان — افشان چمک رہی ہی جو گیسوے یار پر
مدت کے بعد چند نفس چین آگیا — رکھا ہی کسنے پاؤن ہمارے مزار پر
رہتے ہین اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح — ہنستی ہی صبح گریۂ شمع مزار پر
کھائے ہین ہمنے داغ یہانتک کہ ای نسیم — دھوکا ہی گلستان کا دل داغدار پر

اُسوقت عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گرد باغ کے سب قزاق گا رہے ہین اور تانین اُڑا رہے ہین کہ قزاقون نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور چہار جانب سے فوج آتی ہی کہ باغ کو گھیر لین قزاقون نے فوراً گھوڑے جھکائے اور آواز دی اِسطرف کون آتا ہی بڑھکر کسی پر نیزہ مار دیا تیرون کی بوچھار کی ہمراہیان معیار رُکے معیار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا طرف در باغ کے اکیلا چلا دروازے پر باغ کے افسر قزاقان سہراب نامے نگہبان تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد

کہان آتا ہی خبردار اِسطرف نہ آنا شہنشاہ قزاقان کا اِس باغ مین داخلہ ہی زبانی ارشاد فرما گئے
ہین کہ کوئی سائے مین باغ کے نہ آنے پائے سہراب نے یہ کہکر نعرہ کیا کہ او نامرد اِدھر نہ آنا
دس ہزار قزاق جو موجود تھے سب نے بوق ترکی بجایا بوق کی آواز کان مین غضنفر کے پہونچی
ابھی تو آکر گھوڑے سے اُترے تھے مرکب ٹہلایا جاتا تھا جھپٹ کر پشت مرکب پہ غضنفر سوار
ہوے ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار کہان تشریف لیچلے غضنفر نے جواب دیا قزاقون
نے ہمارے بوق ترکی بجایا کسی سے جنگ کا سامان ہی ای ملکۂ عالم بڑے افسوس کی بات ہی
کہ قزاق برسر جنگ ہون اور ہم نہ پہونچین ملکہ نے کہا ذرا ٹھہر جائیے مین جمال دیکھ لون اور
کنیزون کو بھیجون آخر قزاق کس سے برسر جنگ ہین حال معلوم ہو جائیگا اتنا تو ای شہریار
سمجھ لین کہ کوئی ساحر نہ ہو غضنفر نے کہا اِس تیغۂ رویین شگاف کے آگے ساحر اور غیر ساحر
دونون برابر ہین باہر نکلکر سمجھا جائیگا یہ کہکے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا اور باغ سے نکلکر دیکھا
کہ سہراب آگے بڑھگیا ہی چاہتا ہی معیارہ پہ جا پڑے وہ ان کہ غضنفر نے آواز دی ای برادر آگے
نہ بڑھو منم شہنشاہ قزاقان مین اِس گبر سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا اُڑاتے ہوے سہراب سے
چند قدم آگے بڑھ گئے ہر چند سہراب نے کہا آقا آپ تامل کرین مین اِس کافر سے سمجھ لونگا
غضنفر کب مانتے ہین قریب جا کر اُسکے گینڈے کے مُنھ پر سپر رکھدی گینڈا پیچھے ہٹا معیارہ نے
جمال جہان آرا جو دیکھا حیران ہو گیا کہا ای جوان تو کون ہی نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس
گلستان کا ماہ کس آسمان کا ہی مابدولت کے مقابلے مین آیا ہی بالکل خوف جان نہین یون مارا
جائیگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو رحم نہ آئے غضنفر نے
کہا نام میرا شہنشاہ قزاقان ہی نبیرۂ صاحبقران ہون اتنی تلوارین مارونگا کہ آخر سامنے
سے بھاگ جائیگا اب قبضے پر ہاتھ رکھ کلام کا اختتام ہوا معیارہ نے کہا مین اُسکا جویا ہون
جو شمیم کو قبضے مین کر کے بیٹھا ہی یہ بے ادبی ساتھ خداوند کے یہ نہین سوچا کہ معشوق خداوند
پہلو مین بندے کے غضنفر نے کہا او نادان وہ مین ہی ہون اپنے قدرت سے جا کر کہدے
کہ ایسے نامرد ہو کہ معشوقہ نے تمھین قبول نہ کیا ہمارے پاس نکل آئی بہ آرام بیٹھی ہی باغ
پر بھی قبضہ کر لیا اب تو تو نے پہچانا معیارہ نے کہا مقابلے مین اُترئیے اب وقت مقابلہ باقی

نہین ہی شب کو طبل جنگی بجوایئے صبح کو میرے تمھارے مقابلہ ہو یقین ہو آپ کے سردار بھی
شب کو آپ کو سمجھائین گے کہ ایسے زبردست کے مقابلے مین نہ جایئے سمجھ کے آیئے اب
دن بہت کم باقی ہی غضنفر نے کہا مقابلے کو وقت کیا جسوقت تلوار کھینچی اُسیوقت مقابلہ
ہی ہرچند غضنفر نے کہا معیار نے نہ قبول کیا غضنفر پلٹ آئے معیار نے بارگاہ استاد کرائی
لشکر کو لیکر مقابلے مین اُترا غضنفر نے قزاقون کو حکم دیا سب قزاقون نے بارگاہ زربفتی
استاد کی گرد قزاق گھیر کر اُترے غضنفر بارگاہ مین اُترکے داخل ہوے ملکہ شمیم کو کنیزون نے
خبر دی کہ اِسوقت معیار نے مقابلہ نہین کیا کل کا وعدہ ہوا ہی بارگاہین اِستادہ ہوگئین اب
طبل جنگی بجین گے ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر غضنفر سے عرض کرو کہ آپ باغ مین یہان
تشریف لایئے صبح کو اختیار ہی کنیزین خدمت غضنفر مین حاضر ہوئین پیغام ملکہ کا سنایا
غضنفر نے جواب دیا کہ ملکہ سے کہنا کہ ہمسے حریف سے وعدہ ہوا ہی مقابلہ کرکے آئین گے
یون ہمارا آنا مناسب نہین حریف طعن کریگا کہ مقابلے سے چلے گئے لفظ طعن سُنا گوارا
نہین لیکن معیار نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سُنائی غضنفر نے بھی حکم دیا قزاقون
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سنان نیزہ درست ہوئین
نیزون کو زہر سے آبدار کیا دن چار پہر رات اِسی تیاری مین بسر ہوئی وہ وقت
آیا اشعار صبح یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ✣ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ✣ وہ طاؤس
مشرق کا تھا بادشاہ ✣ بہت گرم خو اور روشن نگاہ ✣ سیہ کی علامت سپیدہ ہوا ✣ نشان
آگے آگے خط صبح کا ✣ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✣ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ✣ روشنی
سحر نمودار ہوئی آفتاب عالمتاب کاشانۂ مشرق سے سر بدر کرکے چرخ زبرجدی پر آیا
تمام دنیا کو منور و روشن کیا معیار سوار ہوا امید ان کارزار مین آیا غضنفر نے نکل کر
بوق ترکی بجایا صدا اٹھی کہ ای قزاقان تیار شوید قزاقون نے بوق بجائے گھوڑے
یا تو جنگل مین چر رہے تھے یا دوڑتے ہوے سامنے آئے سر جھکا کر کھڑے ہوے یہ
اشارے تھے کہ ہمپر زین کسو اور سوار ہو قزاقون نے گھوڑے تیار کیے غضنفر نے
دوسری آواز دی تیسری صدا مین سب مسلح و مکمل پرے جمائے ہوے سامنے آئے مگر

سہراب دیوانہ سبکا افسر نہایت برہم ہوا کہتا ہی آقا ے نامدار آج میدان مین مین نکلون
اِس مغرور سے مقابلہ کرون اِسکے لاف وگزاف سے دل شب بھر بیچین رہا یہ نسبت آپکے
کلمات سخت کہتا ہی ہمکو ہرکارون نے خبر دی کہ شب بھر یہی کہا کیا کہ اُس لڑکے کو پکڑ لاؤنگا
یہ سُنکر غلام کو بہت ناگوار ہوا آج میدان مین سمجھاؤنگا غضنفر نے کہا ای برادر اپنے زور
پر سب کو ناز ہوتا ہی جب مقابلہ پڑیگا تو حال کھلجائیگا یہ باتین کرتے ہوے میدان مین پہونچے
جانبین مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ معیار نے گینڈا
صف سے نکالا سلحشوری کرنے لگا جب کہ خوب غرق عرق ہوا دونون پیرون سے یون
پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پشت طرف اپنے لشکر کے کی رُخ طرف لشکر
اسلام کے کیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان اجل تمکو گھیرے ہی جسکو تمنا مرگ کی ہو
بابدولت کے مقابلے مین آئے فنون سپاہ گری دکھائے غضنفر نے قصد کیا تھا کہ سہراب
نے گھوڑا اُڑایا سامنے غضنفر کے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے غضنفر
نے دیکھا کہ سہراب بہت برہم ہی اگر اجازت نہ دونگا تو یہ اپنے کو ہلاک کریگا فرمایا کہ
ای برادر بسم اللہ مگر حریف صاحب فن و توش ہی نشۂ بادۂ جرأت سے مدہوش ہی سمجھکر
مقابلہ کرنا سہراب نے عرض کی حضور ملاحظہ فرمائین گے کہ غلام آپ کا کسطور سے لڑیگا
یہ کہکے سہراب گھوڑا اُڑاتا ہوا مقابلے مین معیار کے آیا معیار نے گینڈا اپنا بڑھا دیا کہ
نگاور زن ہون سہراب نے گھوڑا ہٹا لیا معیار گینڈے سے گرتے گرتے بچا للکار کر
آواز دی ای جوان یہ کیا حرکت تھی کہ نگاور زن نہ ہوا سہراب نے کہا کافر سے مس
ہونا عیب جانتے ہین معیار نے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعنون کے سہراب نے نیزے کو کن دیا گینڈے
کی آنکھ مین نیزہ مار دیا گینڈے نے چرخ کھایا معیار گینڈے سے کود پڑا اینٹھکر پالٹ کا
ہاتھ مارا کہ چارون پیر گھوڑے کے سہراب کے اُڑ گئے سہراب گھوڑے سے گرا
اوپر سے معیار نے ہاتھ مارا کہ سہراب کا سر زخمی ہوا سہراب دوڑ کر لپٹ پڑا سر زخمی
ہی خون بہ رہا ہی مگر جھپٹ پٹ پکڑ لایا چاہا کہ دو چار گھسے دون معیار نے کمر سے خنجر نکالا

ران پر سہراب کی مار دیا تا بہ استخوان خنجر پہونچا معیار نے سہراب کو باندھ لیا ہرچند
قزاقون نے آواز دی کہ او نامرد زخمی پہ دست انداز نہ ہو معیار نے کچھ جواب ندیا سہراب
کو باندھکر لیگیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ اُس لڑکے کو اور ایک دن کی مہلت دی اب
طریقۂ جنگ قزاقان ذہن مین آگیا کہ یہ لوگ مکر سے لڑتے ہین مین اِنکو برابر گرفتار کرونگا
مجھسے نہ لڑسکینگے غضنفر رنجیدہ پلٹے فرماتے ہوے اِس معیار مکار نے بڑا صدمہ
دیا بارگاہ مین آکر بیٹھے کمر نہین کھولی ہتھیار لگے ہوے ہین عیار سے فرمایا خبر تولا ساتھ
سہراب کے وہ کسطرح پیش آیا ہمائے تیزرو چلا معیار نے آکر سہراب کو قیدخانے
مین بھیجا عیار اپنے موسوم بہ طیران دوندہ کو حکم دیا کہ جاکر خبر تولا وہ طفل کیا کررہا
ہی اگر بھاگ جانے کا اِرادہ ہو تو مجھکو خبر دینا بھاگ کر نہ جانے دونگا طیران جست وخیز
کرتا ہوا آتا ہی ہمائے تیزرو جنگل مین پہونچا تھا کہ صداے زنگ کان مین آئی ہما ایک
نخل کی آڑ مین ٹھہرا دیکھا ایک عیار اُڑا ہوا آتا ہی ہما نے حلقے کمند کے سرراہ خس پوش کیے
طیران قریب اُن حلقون کے پہونچا ہما نے شیر کی آواز دی طیران رُکا ہما نے جھٹکا مارا
کہ طیران گرا ہما نے حباب مارا طیران بیہوش ہوا ہما نے اُٹھکر طیران کو درخت سے
باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا ہوشیار کرکے پوچھا کہ تو کون ہی کہان جاتا تھا طیران نے کہا
معیار کا عیار ہون براے خبر قزاقان چلا تھا کہ مسلمان بھاگ نہ جائین ہما نے سامنے ہی
طیران کے رنگ وروغن عیاری کا نکالا طیران کی شکل بنکر تیار ہوا کہا کہ تو تو اسی مقام
پر بندھا رہ مین جاکر تیرے آقا کو لاتا ہون طیران نے بہت داد فریاد کی یہ بھی کہا کہ مین
شاگرد ہوتا ہون ہما نے کچھ جواب ندیا طرف لشکر معیار کے چلا لشکر کو دیکھتا ہوا اندر
بارگاہ کے آیا معیار بیٹھا تھا کہا ای رفیق وشفیق مسلمان کس حال مین ہین ہما نے کہا کہ
حضور کانپ رہے ہین سب قزاق ئویہی کہتے ہین بھاگ چلیے مگر افسر نے سب کو روکا ہی
کہتا ہی مین معیار سے لڑونگا یہان طیران بندھا تھا چند کاہ فروش گھاس چھیلنے جو آئے
طیران دادفریاد کرنے لگا اُن سب نے اُسکو کھولا طرف اپنے لشکر کے چلا دل سے
باتین کرتا ہوا آتا ہی کہ ایسا نہ ہو آقا کو گرفتار کرے لشکر مین طیران آیا لشکر والون نے

پوچھا اے طیران یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک طیران آگے گیا ہی تم اب آئے ہو دو طیران کیسے طیران نے کہا وہ آگے جو گیا ہی وہ عیار غضنفر نامدار ہی آقا کو دم دینے گیا ہی اب مین جا کر اُسکی گردن لیتا ہون ملازم تو خاموش ہو رہے لیکن ایک چوبدار اُسنے دور سے جو طیران کو آتے دیکھا بارگاہ معیار مین آیا ہما کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا خال مین خط مین فرق نہ پایا ہما نے پوچھا مردے صاحب کیا مجھے دیکھ رہے ہو چوبدار نے کہا دوسرا طیران اور آتا ہی مجھکو تردد ہی کہ اصلی کون ہی نقلی کون ہی ہما سمجھا کہ طیران اصلی آتا ہی ہاتھ باندھکر سامنے معیار کے کھڑا ہوا کہا اے پہلوان دوران عیار غضنفر فرزند عمرو کو بڑا دعوی عیاری ہی میری شکل پر آتا ہی مین زیر دنگل چھپ رہون وہ جو آئے اُسکو گرفتار کر لیجیے طیران اپنی بارگاہ جانکر بلا تکلف آیا کر معیار نے کہا اے طیران کہان تھے کیا خبر لائے ذرا میرے قریب آؤ طیران قریب آیا ہی کہ معیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ایک طمانچہ مارا ہما زیر دنگل سے نکلا ایک لات ماری کہا کہ او مکار عیاری کرنے آیا تھا چاہتا تھا میرے آقا کو دھوکا دے مین تیرا باپ یہان موجود ہون کیا مجال تھی کہ میرے آقا پر عیاری کرتا طیران غل مچانے لگا کہ اے آقاے نامدار یہ وہی عیار ہی میرے سامنے میری شکل بنا تھا رات کے جلسے مین جو راز و نیاز گذرے ہین وہ خواہ مجھسے پوچھیے یا اُس سے دریافت کیجیے معیار نے پوچھا ہما نے کہا اے شہریار مین سرکار کے راز کی بات چلا کر نہ کہونگا چاہتا ہون کہ کان مین عرض کرون حضور پر تو واضح ہوگا معیار نے سر جھکایا ہما تڑپ کر قریب آیا معیار کو اک دھول ماری اور خود لیکر بھاگا سراپچے کو فرا گیا لینا لینا کا ہلڑ ہوا ہما بھی لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک کے قریب سے نکلجاتا ہی لاکھ لوگ دوڑے کسی نے ہما کو نہ پایا ہما بھاگ کر لشکر غضنفر مین آیا معیار دھول کھا کر بہت شرمایا جھلا کر کہا سہراب کو لاؤ ابھی دربار سمجھونگا اگر اُسنے میرا مذہب اختیار نہ کیا تو قتل کرونگا اُسیوقت سہراب آیا زخمون مین ٹانکے دیے گئے ہین پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی معیار نے جھلا کر کہا خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر ورنہ ابھی قتل کرونگا سہراب نے کہا او نامرد مردان عالم جان سے کب ڈرتے ہین اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوے

یہ بھی باعث فخر ہوگا معیار نے کہا جلاد کو بلاؤ یہ کبھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ نہ کریگا قدرت
نے اسکے دل پر قفل لگا دیا ہی جلاد نے آکر زنجیر پکڑ کر کھینچا کہا ای جوان ادب سے کلام کر سامنے
پہلوان دوران گرشاسپ جہان بیٹھے ہین تجھکو جان کا خوف نہین فوراً قتل ہو جائیگا
مہلت نہ پائیگا یہ کہکے پھر زنجیر کو جھٹکا دیا سونٹا اُٹھایا کہ مارون سہراب کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا زنجیر تھام کے جھٹکا مارا کہ جلاد جھکا ہتھکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹ گیا قید توڑ کر
پھینکدی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چاہتا ہی
معیار کو بڑھکر مارون ونگل پر سے اسکو اُتارلون مگر پہلوانون نے اسکو گھیر لیا لڑتا بھڑتا
سہراب باہر نکلا چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا لشکر مین جو ہنگامہ ہوا قزاقون نے خبر
پائی کہ سہراب نے قید توڑی بوق ترکی بجانے لگے غضنفر باہر بارگاہ کے نکل آئے پوچھا
بھائیو کیا ہی بیوقت کیون بوق ترکی بجایا سب نے عرض کی غلامون نے آپ کے خبر
پائی ہی کہ سہراب نے قید توڑی ہی لڑائی ہورہی ہی غلام چاہتے ہین جا پڑین اپنے افسر
کو بچائین ایک گھوڑا کسی قزاق کا کھڑا تھا غضنفر اُسپر سوار ہوے گھوڑا اُڑا کر چلے
استی ہزار قزاق بھی چلے قریب لشکر معیار آکر بوق ترکی بجایا گھوڑے لشکر کفار کے
رم کرنے لگے ہزارہا گھوڑون نے سوارون کو اپنے گرایا اور راہ صحرا کی لی قزاق
آکر لشکر معیار پر گرے وہ ہنگامہ ڈالا کہ فوج کو ٹھہرنا مشکل ہوا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے
مگر غضنفر لڑتا بھڑتا برابر معیار کے پہونچا قزاقون نے دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے لڑتے
ہوے طرف معیار کے جاتے ہین جنگ مین مصروف ہوے جانتے تھے کہ آقا اسکو ضرور
مار لینگے معیار نے جو غضنفر کو دیکھا جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو سپر
پر روکا اور تلوار کا ہاتھ گینڈے کی گردن پر مارا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی معیار گینڈے
سے گرا غضنفر نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اتنے ہاتھ مارے کہ آخر معیار تلوارین کھاتا ہوا
بھاگا بھاگ کر نخلستان مین پہونچا غضنفر مرکب چمکا کر وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو نے کہ
اپنے آقا کو دیکھتا ہوا جاتا تھا دیکھا کہ نخل کے سائے مین معیار جا کر ٹھہرا غضنفر مرکب
چمکاتے ہوے وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو دیکھ رہا ہی کہ غضنفر نے ہاتھ مارا معیار نے

معیارنے

دونون ہاتھ اُٹھا دیے کلائیان کٹکر گرین معیارہ پھر بھاگا ایک مقام پہ جاکر ٹھہرا غضنفر نے گھوڑے سے کود کر کمر پر ہاتھ مارا کہ معیارہ دو ٹکڑے ہو کر گرا ہماے تیزرو نے دیکھا کہ جیسے ہی معیارہ کے دو ٹکڑے ہوے وہان پر غبار بلند ہوا غضنفر غبار مین چھپ گئے ہما قریب آیا غضنفر کو اُس مقام پر نہ پایا مرکب خالی کھڑا تھا ہماے تیزرو روتا ہوا پلٹا قزاق لڑائی فتح کرکے بارگاہین لوٹ رہے ہین خزانے پہ جاکر گرے توڑے اُٹھا اُٹھا کر مرکبون پر رکھے کہ ہما کو جو روتے ہوے دیکھا سب کے پہلے سہراب نے پُکار کر پوچھا کہ اے عیار طرار خیر تو ہی ہما نے بیان کیا کہ آقا گلستان سے غائب ہو گئے قزاقون نے جو یہ خبر سُنی گریبان چاک کیے روتے پیٹتے دربار پر آئے یہ خبر وحشت اثر ملکہ شمیم کو پہونچی ملکہ شمیم نے بال کھولدیے بلک کر رونے لگین کہتی تھین صاحبو میرا آج سہاگ لٹ گیا کیا کیفیت بیان کرون مین تو لٹ گئی ایسے معشوق سے چھٹ گئی

نظم

کب جہان مین خلش غیر سے دل شاد آیا
ساتھ قالب کے مرے سایہ ہمزاد آیا

حشر مین جب کہ دم پرسش بیداد آیا
آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صدمۂ قید تعلق جو سبھے یاد آیا
الف وصل کے مانند مین آزاد آیا

موج مے جام و صراحی مین نہ ٹھہری دم بھر
تیری آنکھون مین جو رہنے کا مزہ یاد آیا

دہن زخم سے ہنس ہنسکے نکلجائیگی روح
گدگدانے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہی کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
کوئی طعنہ تو نہ تھا مین جو تجھے یاد آیا

ایک نے بھی نہ سُنا روز جزا صد افسوس
شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نے تو دشمن بھی نچھوڑا اے چرخ
اب وہ دھڑکا نہ رہا دل مین کہ صیاد آیا

گلۂ یار مین مصروف ہوئی ہین روحین
کیا فلک پر ہی کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبون کے گلے سے کچھ کچھ
اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیرین جو دم نزع مجھے
مین نے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

مردہ و زندہ زمین سے نہین باہر کوئی
ایک آغوش مین کیا مجمع اضداد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہین
نہ ڈرو لب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اُس نگہ مست نے مجھکو غافل — آج آنکھون مین مری خواب خداداد آیا
جب اُمنڈتا ہی مرے سینۂ سوزان سی دھوان — آسمان اُسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا
نذر کیا دیجیے اُس قاتل عالم کو نسیم — ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا

کنیزون نے کہا واری بیقرار نہ ہو جیسے ہمارے تیزرو نے آکر سمجھایا کہ حضور یہ فرزند ان صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب انپر بہت سے پڑتے ہین آپ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اُس مقام پر تشریف لیچلیے سحر سے دریافت کیجیے کہ کون اُٹھا کر لیگیا یا دیو یا جن یا کسی ساحرہ کا یہ کام ہی یہ خوب جانتا ہون کہ وہ جہان جائینگے آفت برپا کرینگے جس مقام پر ہونگے اُس زمین کو اسلام آباد کر دینگے ایک مجھکو بڑا افسوس ہی کہ جلدی مین اُنکو خیال نہ رہا اسپ بادپا یہان بندھا ہی سہراب کا حال سنتے ہی ایک قزاق کے مرکب پر سوار ہو بیٹھے وہ بیچارہ پیدل رہا یہ نہ کہہ سکا کہ حضور میرا مرکب تو دیجیے دوسرے یہ خلاف ہوا کہ اُسپر گھوڑا دوڑا کے جب نخلستان مین پہونچے تو یہ غصہ تھا کہ گھوڑے سے کود پڑے اُتر کر اُسپر ہاتھ مارا یہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جب اِنھون نے ہاتھ مارا اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے تو ایک غبار بلند ہوا اور وہ غبار ہٹا تو مین نے شاہزادے کو نہ پایا یہ باتین سُنکر شمیم نے گاتی باندھی ہمارے تیزرو کے ساتھ چلی باہر آکر دیکھا کہ سب قزاق رو رہے ہین ملکہ نے پُکار کر کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کوئی ساحرہ اُنکو لیگئی اگر طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین ہی تو ابھی کھنچتی ہوئی آئیگی سب قزاق پیچھے پیچھے چلے شمیم اُس مقام پر آئین کہ جس مقام پر غضنفر غائب ہوے تھے اول اُس مقام کو دیکھا کچھ نشان سحر نہ پایا کہا ای عیار طرار ساحرہ کو یقین تھا کہ ملکہ شمیم کوشش کریگی کوئی اُسنے علامت نہین چھوڑی کس شی سے پہچانون یہ کہکے اُنگلیون پر کچھ شمار کیا کہا ای عیار طرار کچھ نشان نہین ملتا مگر طریقۂ کہانت یہ خبر دیتا ہی کہ عیار جستجو کرے طرف مشرق کے جائے کچھ سامان غیب سے پیدا ہوگا ای برادر تم چلو مین بھی آتی ہون قزاقون نے کہا ای ملکۂ عالم ہم بھی تلاش مین چلین اپنے آقا کو ڈھونڈھین شمیم نے کہا تم لوگ اِسی مقام پر اُترو مین سارے طلسم ہفت پیکر کو چھان ڈالونگی اُس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگاؤنگی قزاق

توسب اُس مقام پر اُترے ہمائے تیز رو قنطورے لگاکر طرف مشرق کے روانہ ہوا
قزاقون نے دیکھا کہ ملکہ شمیم نے ایک دستک دی ایک قمری اُڑتی ہوئی آئی اُسکی پشت
پر اسباب سحر رکھا گاتی باندھکر سوار ہوئی جستجو مین غضنفر کی چلی لیکن غضنفر پر یہ معرکہ گذرا
کہ جب غضنفر نے معیارہ کو مارا ایک ساحرہ زبردست موسوم بہ گمنام جادو ہر جب معیار
کوچ کرکے چلا آیا اور گمنام شب کو اکیلی ہوئی فراق مین آشنا کے تڑپا کی صبح کو اُٹھکر تلاش
مین نکلی اول دربار ہفت پیکر مین آئی دربانون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ مقابلۂ
غضنفر مین گیا ہو اب گمنام اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ اول غضنفر نے دونون
ہاتھ اُسکے کاٹے جب ہاتھ مارا معیارہ کے دو ٹکڑے ہوے تو گمنام کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا دل سے کہتی تھی کہ افسوس دس برس کا میرا رفیق مارا گیا سحر کیا
کہ غبارہ بلند ہوا غضنفر نے غبار مین آنکھین بند کین اُسی عالم مین اُٹھا لیگئی غضنفر بیہوش
ہوگئے اپنے قصر لالہ فام مین لائی مسند بچھوائی کنیزون نے اسباب عیش و نشاط آراستہ
کیا شراب لاکے رکھی کباب کی کشتیان چن دین اب گمنام نے غضنفر کو مسند پر بٹھایا
آپ دُلھن بنکر بیٹھی سحر اُتارا غضنفر کی آنکھ کُھلی دیکھا ایک ساحرہ گھونگھٹ نکالے سامنے
بیٹھی ہو گرد کنیزین کھڑی کہ رہی ہین کہ ای ملکہ گمنام بڑی صاحب نصیب ہو اس یوسف
جمال کے آگے معیارہ کی کیا حقیقت تھی ہم سب اسکو پسند کرتے ہین کوئی پاس بیٹھتی ہو
کوئی تلوے سہلا رہی ہو کوئی بلائین لیتی ہو کوئی درازی عمر کی دعائین دیتی ہو غضنفر نے
جو دیکھا ایک عمارت بنی ہوئی ہو برہم ہوے پکارکہ آواز دی ارے تو کون ہو مین کس
مقام پر ہون کنیزون نے ہاتھ بڑھا کہ کہا واری مبارک ہو کہ بی گمنام آپ پر عاشق
ہوئین آپ نے اُسکے دس برس کے رفیق و شفیق کو مارا مناسب تو یہ تھا کہ آپ کو
دیوانہ کردیتین خون معیارہ کا بدلہ لیتین مگر آپ کے جمال پر عاشق ہوئین تیغ ابرو کی
گھائل ہوئین آپ کو بے احتیاط اُٹھا لائین اب مِل جُلکر بیٹھو آپس مین محبت کی باتین کرو
اسباب عیش و نشاط موجود ہو شراب پیو کباب کھاؤ جو ملکہ سے سوال کرو پورا کرین اور
جہان کا کہو بادشاہ کرین پہلوان ایسا بنا دین کہ رُستم سے زیادہ نام ہو کوئی تمہارا ہاتھ

نہ ڈال سکے غضنفر نے پہلو پر ہاتھ ڈالا تیغۂ روئین شگاف قبضے مین کیا پکار کر آواز دی او شغلو کیا بیہودہ بکتی ہو وہ جو مارا گیا وہی اِسکی رفاقت کے لایق تھا اسکی قضا آئی ہو کہ مجھکو اپنے مقام پر لائی ہو گمنام نے کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ دخل نہ دو ابھی یہ منتین کرنے لگینگے قدمون پر گرینگے مین انکا کہنا نہ مانونگی شربت وصل سے سیراب نہ کرونگی کنیزین تو ہٹین مگر آپس مین کہتی ہین صاحبو سچ تو ہو کہ مرد وانو یوسف جمال عورت کو بد صورتی مین کمال سن رسیدہ جہاندیدہ مگر ایسا سحر کریگی کہ تا بعدار ہوکر رہیگا کہین سیر و شکار کو جائیگی تو ہم لوگونکا مطلب نکلیگا مراد بر آئیگی جوان تو شوقین ہی ہو کہینگے وہ مانیگا غضنفر تیغہ ٹیک کر اُٹھا گمنام نے چند دانے ماش کے اُٹھا کر مارے پکار کر آواز دی کہ سر جھکا کر بیٹھ میری اطاعت کر جو کہون وہ قبول کر غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف چمکا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر باطل ہوا اب تو گمنام قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اِسنے بھی کچھ چھوچھکا سیکھا ہو میرے سحر کو باطل کیا مین وہ بلائے روزگار ہون کہ طبقے زمین کے ہلادون آسمان پر پہونچا دون یہ کہکے گولہ جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی اے اپنے پیرون کو بلا یہ گولہ تجھے دیوانہ کر دیگا مزہ یہ ہو کہ ابھی طالب وصل ہو اور مین انکار کرون تو قدمون پہ گرے دن بھر تڑپا کرے رات کو تیرا کہنا مانون اِس سحر کو تو روک ایسے لاف و گزاف کرکے گولہ مارا غضنفر نے تلوار سے گولہ کاٹا تیغہ کھینچے ہوئے طرف گمنام کے چلا کہا کیون ملعونہ ہم طالب وصل نہ ہوے بڑا اپنے سحر پر ناز ہو اب اپنے کو بچا ہم وار کرتے ہین گمنام نے کہا اتفاق سے یہ گولہ کٹا دوسرا سحر کرونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا یہ کہکے ایک دو پتھر زمین پر مارا غضنفر نے انگشتر کو ہلایا کچھ تاثیر نہ ہوئی اب تو جھلا کر زمین مین غلطک ماری ایک شیر ببر بنکر تیار ہوئی منھ کھولکر سامنے غضنفر کے آئی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر حملہ کیا شیر بیشۂ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا گمنام نے سر آگے کر دیا تیغۂ روئین شگاف دست زبر دست غضنفر کا سر پر گمنام کے پڑا سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا مرتے ہی گمنام کے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہو کر آسمان پر چھایا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد چند ساعت کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گمنام جادو بود کنیزین یہ جرأت دیکھکر ہاتھ باندھنے لگین کہ شہریار

یہ ہمکو پکڑ لائی تھی ہم لوگ شہریت زادیان ہین اِس ملعونہ کے قبضے مین رہے مثل آپ کے
بندگان خدا کو پکڑ لاتی تھی مطلب اپنا حاصل کرکے چھوڑ دیتی تھی ایک دن ایک پہلوان کو
مع مرکب لائی اُسکو تو مار ڈالا مگر مرکب اُسکا بے مثل و بے نظیر چمنستان مین بندھا ہی کہ
کسیکو اپنے پاس نہین آنے دیتا اُسی جوان کی زبانی نام سُنا تھا کہ اشہب سکندری نام
ہی یہ بھی وہ کہتا تھا کہ یا صاحبقران کو یا اولاد صاحبقران کو یہ مرکب سواری دیگا
اور کسیکو پاس نہ آنے دیگا یہ مرکب بے نظیر ہی آپ قریب جائیے شاید پاس آنے دے
غضنفر یہ مژدہ سُنکر نہال ہوگئے کنیزین غضنفر کو لیکر اُس چمن مین آئین غضنفر نے دیکھا
مرکب کوہ سرین کوہ کفل ٹاپین مار رہا ہی چاہتا ہی زنجیرین توڑ ڈالون زمین مین گڑھے
ڈالدیے غضنفر کو جو دیکھا شیہہ کھینچا اشارون سے بلاتا تھا غضنفر چمکارتے ہوے
قریب گئے گھوڑے نے تھوتھنی سینے پر رکھدی زبان سے سینہ چاٹنے لگا کنیزین ساز
ویراق لائین غضنفر نے اُسکو کسا اُسپر سوار ہوے دیکھا کہ مرکب ہوا سے باتین کرتا
ہی چاہتا ہی سبزۂ فلک پامال کرون غضنفر باہر باغ کے نکلے ایک جانب چلے تھوڑا راستہ
طی کیا تھا کہ آوازہ گیر و دار کان مین آئی طرف اُسی آواز کے چلے صحرا مین آکے دیکھا
ایک مقام پر کہ سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی دامنۂ کوہ مین کاروان تاجر نکا
اُترا تھا سہیل قزاق نے گھیرا ہی قافلے والون پر جب دباؤ ڈالا تو وہ بھی لڑنے لگے
قزاق اُنکو قتل کر رہے ہین اہل کاروان مر مر کر گر رہے ہین مگر قزاقون کا پیچھا نہین
چھوڑتے مال ابتک نہین اُٹھانے دیا غضنفر نے جو یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا
آگیا خیال مین آیا کہ شہنشاہ قزاقان کے آگے یہ بدعت وہین سے نعرہ کیا ستم شہنشاہ
قزاقان خبردار کیا بدعت کرتا ہی اِن غریبون کو نہ لوٹنا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سہیل
نے پلٹ کے دیکھا ایک طفل حسین یکہ و تنہا مرکب باد رفتار اُڑاتا ہوا آتا ہی اور نعرہ ہی
کہ خبردار اِن غریبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سہیل نے ساتھ والون سے کہا تم تو اِن کو لوٹو
مین اِس سونے کی چڑیا کو لون یہ کہکے گھینڈا مجمع سے نکالا للکار کر آواز دی کہ او طفل
بے ادب کہان گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کھینچکر میرے سامنے لایا لے مین سامنے

موجود ہون وار تو کر غضنفر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ ہم اول وار کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی وار کرینگے یہ سُنکر سہیل نے کہا اے شہریار یہ تو بتائیے کہ امیر سے آپ کو کیا رشتہ ہے یہ اُنھین کے خاندان کا طریقہ ہے بین مدت سے مشتاق تھا کہ اگر کوئی فرزند صاحبقران ملے تو قدمبوسی کرون شکر کرتا ہون کہ آپ کا جمال دیکھا طرز کلام سے ثابت ہو گیا کہ آپ صاحبقران کے فرزند ہین غضنفر نے کہا ہمیشہ سے خون کفار کا پیاسا ہون صاحبقران زمان کا نواسا ہون شہنشاہ قزاقان مہر القب ہے فرزند اسد نامدار نبیرۂ صاحبقران عالیوقار سہیل نے کہا مین اب حضور سے مقابلہ نہ کرونگا غضنفر نے کہا اے برادر رفاقت کا لطف نہ ہوگا حربہ کرو ہمسے جواب لو جو غالب آئین تو اطاعت کرو اور ساتھ والون کو منع کردو کہ اِن غریبون کو نہ لوٹین سہیل نے پلٹ کر منع کیا قزاقون نے لڑائی موقوف کی سب سوداگر غضنفر کو دعائین دینے لگے برائے تماشہ آکر کھڑے ہوے ایک جانب آکر قزاق ٹھہرے سہیل نے گینڈا مہمیز کیا کہا اے شہریار فنون سپہ گری کا اب امتحان ہے کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا یہ کہکے سہیل نے نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اپنا وار کیا کن دیکر نیزے کو سینے پر سہیل کے رکھدیا کہا کیون سہیل نیزہ بازی کا یہی کام ہے اگر چاہون تو مار لون مگر یہ منظور نہین کہ تمکو زخمی کرون سہیل نے نیزہ پٹک دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا غضنفر نے تلوار اِسکی سپر پر گا تھی ہتھکٹی کی چوٹ بتائی کہا اے سہیل ہاتھ نہ بچے گا اِس چوٹ پر خاتمہ ہے سہیل تلوار پھینک کر قدمون سے لپٹ گیا غضنفر نے کہا اب ایک حوصلہ باقی ہوگا کشتی بھی لڑ لو سہیل نے کہا آقا یہ تو آرزو ضرور تھی سہیل گینڈے سے کودا غضنفر نے بھی اُتر کر خم مارا کشتی ہونے لگی غضنفر نے چوتھے پیچ پر اُکھیڑ کر زمین پر مارا سہیل پٹ گرا غضنفر نے ایک پھیر اس مار کر چارون شانے چت کیا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کیون سہیل کوئی اور تو حوصلہ نہین باقی ہے سہیل اُٹھکر قدمون پر گرا کہا تابعدار ہون غضنفر نے قزاقون سے مال تاجرون کا دلوا دیا تاجر تو دعائین دیتے ہوے رخصت ہوے کہتے تھے خدا نے کس رئیس کو بھیجا کہ جسنے جان و مال دونون بچا لیا اپنے تصدق مین ہمکو آزاد کیا مگر سہیل مع فوج کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا

بیان

دامنۂ کوہ مین جشن کا سامان کیا بارگاہ زر بفتی استادہ کرائی اُسمین غضنفر کو لیکر آیا مقام صدر پر غضنفر کو بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا دور شراب شروع ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آئے نو لبیان زہرہ جمال بصد عشوہ و نازیہ اشعار عاشقانہ گانے لگین **نظم**

کچھ عدم کا بھی خیال ای دل تجھے یان چاہیے
گو عزیز مصر ہو پر یاد کنعان چاہیے

کوچۂ دلدار کی حسرت مین رونیکے لیے
پانوؤن کو اب آبلے کے چشم گریان چاہیے

حشر برپا کر رہی ہے ناقۂ لیلی کی چال
صور اسرافیل اب جاے حُدی خوان چاہیے

میرے غم مین رونے کی عالم کریگا اب وہ قتل
اشک کیسے ناوک مژگان کو پیکان چاہیے

ہون وہ مجنون عہد طفلی مین مجھے کہتے تھو لوگ
گوشۂ زندان اِسے جاے دبستان چاہیے

آگیا پیری مین اُسکے بوسۂ لب کا خیال
ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت ہے دندان چاہیے

پنجۂ خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر
روز یان دست جنون کو سَو گریبان چاہیے

حسرت نظارۂ زلف پریشان دل مین ہے
پھر تسکین گور مین کچھ ماریچان چاہیے

عمر گذری روتے ہنس بھی لون اب جی مین ہے
میرے منہ پر کوئی اُو قاتل زخم خندان چاہیے

ورد مژگان کی زبان پر ہین لب جانانکے وصف
اشک خونکی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے

سنگ ریزے پھول ہین جنکے پھر کو دکان
عاریت ای کوہ مجھ وحشی کو دامان چاہیے

روح سعدی ہوگئی ہوگی خوشی سے باغ باغ
آج پڑھنے کے لیے اُسکو گلستان چاہیے

طالب دنیا ہوتے ہین بھلا کیا اِنسے کام
مرد ہے ناسخ تو عشق شاہ مردان چاہیے

سہیل رات بھر مصروف عیش و نشاط رہا وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے اُٹھائی مجنون روز داخل صحراے دشت نجد مشرق ہوا سہیل قزاق یا تو سامنے غضنفر کے حاضر تھا خدمتگزاری کر رہا تھا یا باہر خیمے کے نکلا غضنفر مقام صدر پر بیٹھے ہین کہ آواز ہنگامے کی کان مین آئی غضنفر نے پلٹ کے دیکھا قزاقون سے پوچھا کہ افسر تمھارے سہیل کہان گئے قزاقون نے عرض کی ابھی حضور کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر گئے ہین غضنفر نے پوچھا یہ غلغلہ کیسا ہے قزاقون نے عرض کی کہ غلامون کو آپ کے معلوم نہین ہے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سہیل کو دیکھا کہ سر پر

زخم کاری لگا ہوا خون سر سے بہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے پوچھا ای برادر یہ کیا ہوا
کسنے تمکو زخمی کیا سہیل نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ وحشت
کہتے ہین دو بھائی پہلوان زبردست اُس قلعے کے حاکم ہین سلیم شیر شکار و سالم شیر شکار
اُنکا نام ہی کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہار کہتے ہین یعنے ایک دختر بلند اختر کہ اُسکا نام
ملکہ یاقوت گلگون پوش ہی وہ ایک دن شکار کو اِسطرف آئی غلام نے اُسکو بہار سے
دیکھا قزاقون سے اشارہ کیا کہ اِسکو پکڑ لاؤ وہ اسطرح کی سپاہی پیشہ ہی کہ چار قزاق گئے
تھے چارون کو اُسنے زخمی کیا اور چاہا کہ مادیان چمکا کے نکلجاؤن مین یہان سے پہونچا اور
مین نے اُسکو گھیرا اضطراب مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی میری عجب نوبت ہوئی غش
کھاکے گرا بیہوش ہوگیا وہ نکل گئی جا کے باپ چچا سے احوال بیان کیا دونون بھائی لشکر
لیکر آئے مین بالاے کوہ تھا کچھ نہ کرسکے آخر مجبور ہو کر پلٹ گئے مین نے جو حضور کی دعوت
کا سامان کیا اور زیر کوہ اُترا اُنکو خبر ہوگئی لشکر لیکر آئے مین جو بارگاہ سے نکلا سالم
نے بڑھکر مجھکو روکا سلیم نے جو خبر سُنی وہ غصے مین آیا آکے مجھکو زخمی کیا آخر مین زخمی ہوکر
چلا آیا اب وہ دونون بھائی للکار رہے ہین اکثر قزاق گئے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوے
غضنفر نے یہ سنکر تیغۂ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو سہیل
نے کہا حضور دونون بھائی بڑے قدو قامت کے جوان ہین اِس حوالی مین کوئی اُنسے
مقابلہ نہین کرسکتا غضنفر نے کہا دونون کی گردن لونگا خدا چاہیگا تو دونون کو ایک
مرتبہ پست کرونگا سہیل نے بہ مجبوری اشہب سکندری کو تیار کیا غضنفر سوار ہوکے
باہر نکلے دیکھا صفین جمی ہوئی ہین سلیم شیر شکار میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی قزاق مقابلے
مین آکر جیے ہین جو قزاق مقابلے مین گیا یا سلیم کے ہاتھ سے مارا گیا یا زخمی ہوکر پلٹ آیا
کئی لاشنے پڑے تڑپ رہے ہین پکار رہا ہی کہ کوئی تم مین ایسا نہین کہ مجھکو جواب دے
میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے قزاق جھلا جھلا کر جاتے ہین سلیم بہ یک
ضرب شمشیر قزاق کو مار لیتا ہی غضنفر نے جو یہ بدعت دیکھی نعرہ کیا کہ سنو شہنشاہ قزاقان
او سلیم مین تیرے مقابلے مین آیا ہون سلیم نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک طفل کمسن گھوڑے کو

اُڑاے ہوے آتا ہی سلیم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری غضنفر پر تیر مارا غضنفر نے
گھوڑا اچکاکر خالی دیا اُسنے دوسرا تیر مارا غضنفر نے اُس تیر کو قرولی سے قلم کیا سلیم نے
سات تیر مارے غضنفر نے ساتون تیر قلم کیے گھوڑے کو اُڑاکر قریب پہونچے سلیم نے
نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ توڑ ڈالا سلیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے غضنفر پر
ہاتھ مارا غضنفر نے تلوار کو بہ آسیب سپر رد کیا تیغہ ار وئین شگاف نیام انتقام سے کھینچا
کمرتبا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سلیم تا دو ابرو زخمی ہوا چاہا کہ سامنے سے بھاگون غضنفر نے
گھوڑا بڑھایا بھائی نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی صاحب زخمی ہوے گھوڑے کو بڑھاکے
جھپٹا قریب آکر غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سلیم نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی گرفتار ہوگیا فوج سے آواز
دی بھاگو ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا تھا سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ وحشت کے بھاگا
غضنفر نے کہا ای سہیل اُسکا پیچھا کرو چلکے اُسکا قلعہ گھیر لو سالم کو تو قید کیا سب قزاقون
کو لیکر تعاقب مین چلے مگر سلیم جو بھاگا ہوا آیا قلعے کو بند کر لیا خندق پُرآب کی توپین سب
بالاے قلعہ لگائین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا غضنفر و سہیل بارہ ہزار قزاقون سے آکر
پہونچے قلعے کو گھیر لیا مورچہ بندیان ہوگئین تیر چلنے لگے اہل قلعہ جو بالاے قلعہ آتے ہین
قزاقونکے تیرونسے قتل ہوتے ہین سلیم نے جو یہ معرکہ دیکھا اُٹھکر بارگاہ مین آیا سر جھکاکر بیٹھا کہ عیار
اِسکا سامان بلاخیز سلام کو آیا اپنے آقا کو سرنگون جو دیکھا عرض کی کیون شہریار حضور
کیون پریشان ہین سلیم نے کہا ای عیار طرار تو نے دیکھا کہ بھائی صاحب گرفتار ہوے
قزاقون نے آکر مجھکو گھیرا ہی یہ وہ قزاق ہین کہ جاکر انکو گھیرتا تھا یہ جاکر بالاے قلعہ چھپتے
تھے اب آج یہ انقلاب ہی کہ ہم قلعے مین چھپے ہین ایک جوان کی وجہ سے ہمکو خوف ہی کہ
بھائی صاحب کو اُسنے کسطرح اُٹھا لیا اُنکو قید کیا اگر مین ٹھہرتا تو گرفتار ہو جاتا اگر تجھسے
ہو سکے تو غضنفر کو گھیر کے گرفتار کرلے اگر غضنفر گرفتار ہو جائے تو پھر مین سب سے سمجھ
لون سہیل کی کیا حقیقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے سب قزاقون کو قتل کرونگا بھائی صاحب
کو چھڑا لونگا سامان بلاخیز نے عرض کی غلام ابھی جاکر غضنفر کو لاتا ہی بلکہ اگر حکم ہو تو آپکے

بھائی صاحب کو بھی رہا کر لاؤن سلیم نے کہا او عیار اگر یہ کام کیا تو گویا سلطنت کو بچا لیا قلعہ
دشت کی حکومت جاتی ہی یہ مسلمان اپنا دخل کرینگے قلعہ اسلام آباد ہو جائیگا پھر ہم کہان جائینگے
غضنفر کی اطاعت کرنا پڑیگی عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے باہنا ے عیاری ذات پر
آراستہ کیے قلعے سے نکلا تلاش مین غضنفر کی چلا لشکر قزاقان مین آیا پھرتا پھراتا پشت بارگاہ
غضنفر پر آیا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگائی مہرہ نقب کا بارگاہ غضنفر مین توڑا دیکھا شاہزادہ
پڑا ہوا سو رہا ہی قریب آکر بیہوشی نکالی برابر دماغ غضنفر کے لگا دی غضنفر بیہوش ہوا
عیار نے پشتارہ باندھا غضنفر کو لے نکلا لشکر قزاقان مین آیا اب سوچا کہ اگر سامنے جاؤنگا
تو ایسا نہ ہو مورچون پر روکا جاؤن چڑھکر جنگل مین جاؤن تب قلعے مین پہوچون جنگل مین
اُڑا ہوا جاتا ہی رات بہت قلیل باقی ہی اکثر جانوران صحرا نے آشیانون سے سر نکالے ہین
چہکارے مار رہے ہین چاہتے ہین کہ سفیدۂ سحری ظاہر ہو تو آشیانون سے باہر نکلین ہما عیار
غضنفر نامدار اپنے آقا کی تلاش کرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا ایک نخل کے نیچے پڑا ہوا تھا
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی آنکھ کھولکر دیکھا ایک عیار طرار پشتارہ بدوش آتا ہی ہما جو
اپنے مقام سے اُٹھا خیال کرتا ہی کہ یہ عیار کسکو لیے جاتا ہی حلقے کمند کے حس پوش کیے وہ
عیار بیچ حلقون مین پہونچا ہما نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا گوشۂ چادر جو رخ سے ہٹا ہما نے
اپنے آقا ے نامدار کو دیکھا باغ باغ ہو گیا عیار کے دلکا داغ ہو گیا حباب مار کر عیار کو
بیہوش کیا غضنفر کا پشتارہ الگ کر لیا غضنفر کو ہوشیار کیا غضنفر کی جو آنکھ کھُلی اپنے
یار وفادار کو دیکھا پوچھا کہان سے آتے ہو عیار نے کہا آپ کی تلاش مین سرگردان ہون
ملکہ شمیم بھی تلاش مین نکلی ہین یہ عیار آپ کو لیے جاتا تھا مین نے حضور کو رہا کیا غضنفر نے
استارہ کیا اسکا پشتارہ باندھ لو لشکر مین لیچلو پھر وہان چلکے سمجھا جائیگا عیار نے اُسکا
پشتارہ باندھا لشکر مین غضنفر آئے یہان قزاق حیران پھر رہے ہین کہ آقا کو کون
لیگیا چاہتے تھے قلعے پر حملہ کرین سلیم انتظار عیار کا کر رہا ہی بالا ے قلعہ بیٹھا ہی جب
قزاقون نے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے کہا آقا ے نامدار
آپ کو کون لیگیا تھا غضنفر نے سب حال بیان کیا قزاقون نے عیار کو پکڑا سامنے

قلعے کے لاکر دار پر کھینچا سلیم نے جو عیار کو دیکھا کہ دار پر کھینچا ہوا ہی پریشان قلعے سے اُٹھا
بارگاہ مین آکر بیٹھا بے اختیار رونے لگا کہتا تھا کہ اب غضنفر قلعے کو فتح کریگا ہاے مین
بھاگ کر کہان جاؤن اِن لوگون سے کیونکر جان بچاؤن قزاق بلوے پر آمادہ ہین اب
غضنفر بھی آگیا اب قلعے پر یلغر کرینگے اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
طنبور جادو کہ مدت سے اسیر عاشق ہی آکر پہونچی پوچھا اے جان جہان کیون رو رہے ہو
سلیم نے کہا اے طنبورہ جادو کیا حال پوچھتی ہی غضنفر نے آکے گھیرا ہی بھائی کو پکڑ کر قید کیا ہی
مین بھاگ کر یہان آیا قلعہ بند کر لیا آج رات کو میرا عیار گیا تھا غضنفر کو لے نکلا مسلمانونکی
مدد تو آسمان سے پیدا ہوتی ہی عیار اُسکا جنگل مین پڑا ہوا تھا اُسنے میرے عیار کو پکڑا اور
اپنے آقا کو رہا کر لیا قزاقون نے عیار کو دار پر کھینچا اب مین حیران ہون کہ کیا کرون
طنبورہ نے کہا تم بالاے قلعہ چلو ایک سحر مین سب قزاقون کو بیکار کر دونگی کیا مجال ہی کہ جو
غضنفر آگے بڑھ سکے مرکب اُسکو لیکر جنگل مین بھاگ جائے کیا طاقت ہی کہ تیرے قلعے پر
کوئی آسکے مگر میری آرزو پوری کر کئی سال گذر رہے ہین کہ تیرے عشق مین تڑپتی ہون مثل
ماہی بے آب پھڑکتی ہون راتین ہجر کی کاٹے نہین کٹتین تکلیفین پائے نہین بٹتین تڑپ تڑپ
کے بسر کرتی ہون جان سے مرتی ہون سلیم نے طنبورہ کے کہنے پر عمل کیا طنبورہ خوش
ہوئی سلیم کو ساتھ لیکر بالاے قلعہ آئی قزاقون نے صفین جمائی ہین غضنفر سب کے آگے
بڑھے ہوے بلوے کو حکم دیا ہی جیسے ہی قزاقون نے صفین بڑھائین لینا لینا کہکر چلے کہ
طنبورہ نے سحر کیا قزاقون کے گھوڑے بھڑکنے لگے سہیل یا تو صفین جما کر چلا تھا یا صفین
درہم و برہم ہوئین یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ زیر ران غضنفر اشہب سکندری ہی طنبورہ نے
سحر کیا اشہب سکندری بد لگامی کرنے لگا ہر چند کہ غضنفر کے ہاتھ مین انگشتر مہر و ماہ ہی جب اُسے
چمکا دیتے ہین مرکب رُکجاتا ہی مگر چاہتا ہی اپنی پشت سے راکب کو گرا دون غضنفر پیڑی جمانے
ہین مرکب نہین تھمتا کبھی طرف صحرا کے بھاگتا ہی کبھی الف ہوتا ہی زمین پر سُم نہین جماتا ہی
مرکب کو معلوم ہوتا ہی کہ زمین مثل آگ کے جل رہی ہی یہی خیال ہی کہ سُم نہ جل جائین غضنفر
کے مرکب پر کیا موقوف کسیکا مرکب طرف قلعے کے نہین جاتا اہل قلعہ نے توپین بھی

دامنین آوازہ سے توپون کی مرکب اور زیادہ بھڑکتے ہین قزاقون کی حیرانی غضنفر کی پریشانی ہمارے تیز روئے کہ رکاب سے لپٹا ہوا تھا یکایک ایک چیخ ماری کہا آقائے نامدار قلعے سے سحر ہوا زمین تپ رہی ہی سہیل نے بڑھکر عرض کی ای آقائے نامدار و مولائے قدرشناس مرکبون کو ہم سب کے کیا ہو گیا کہ قلعے کو دیکھکر تھراتے ہین طرف قلعے کے نہین جاتے ہین توپ کی آوازسے ڈرتے ہین ہمارے وہ مرکب ہین کہ اگر آگ برسے تو دریائے آتش مین پھاند پڑین آگ کا دریا ہو تو طے کر کے نکلجائین مگر آج نہین معلوم کیا معرکہ ہی کہ مرکب بھڑک رہے ہین طنبورہ نے دوسرے طور کا سحر کیا ہوائے سحر چلی ایک قزاق نے دوسرے کو للکارا کہ او نالایق گھوڑا اتیرا دوڑکر چلا ہمارا گھوڑا ابھڑک گیا ہم تجھ سے سب طرح موجود ہین دوسرے نے ہاتھ تلوار کا مارا تھوڑے عرصے مین سہیل نے پلٹ کے دیکھا کہ بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ نے بیٹے پر ہاتھ مارا جب بیٹے کو مار ڈالا تو گھوڑے سے کود کے لاش فرزند پر رونے لگا بیقرار ہوکر پکارتا تھا ای فرزند منھ سے بولو سہیل نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گیا عرض کی آقائے نامدار ہماری سب فوج سحر مین مبتلا ہی دیکھیے باپ نے بیٹے کو مارا اور آپ ہی رو رہا ہی اب کون سمجھائے غضنفر نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا ای بینیاز و ای کارساز اپنا رحم شریک کر نظم

زہے فرمان روائے جملہ اطراف ٭ کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
زحسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب ٭ زنورش پرتو افگن پرتو آف
ظہور قدرتش گردد ہویدا ٭ بہ اقسام و بہ انواع و بہ اصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد ٭ کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد ٭ بداند قیمت زر مرد صراف
نہ بد ماند نہ نیک اندر زمانہ ٭ نہ باشد زندہ اشراف و نہ اجلاف
بہ کمزوری اجل را جان سپارد ٭ بہادر پہلوان و مرد سیاف
چو ممسک از زمانہ رخت بندد ٭ شود تقسیم سیم و زر بہ اخلاف
کند تا خلف مال مفت برباد ٭ بہ عیش و عشرت اصراف و اسراف

	لقاے حق اگر خواہی تو ہندی		کن اول از کدورت سینہ را صاف	

بیقرار ہو کر جو غضنفر نے دعا کی طنبور نے سحر کی بوچھار کردی ہی اب قلعے پر کون بلوہ کرے
آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک قتل کرتا ہی سہیل نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا غضنفر سے
بڑھکر عرض کی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس وہ رفیق قتل ہو رہے ہین کہ جنکو
خون جگر پلا کر پرورش کیا اب چند کس عزیز باقی ہین اُنکی بھی نوبت آیا چاہتی ہی غضنفر نے
کہا ای برادر یہ اسباب سمجھ مین نہین آتے عیار صاحب ہمارے کہتے ہین کہ قلعے پر سے سحر
ہو رہا ہی مین حیران ہون کہ سحر کرنے والا کون ہی ایک بھائی اُسکا قید ہی ایک بھائی بالاے
قلعہ لڑ رہا ہی سہیل نے کہا آقا پہلوے سلیم کے ایک عورت کھڑی ہی شاید وہ سحر کر رہی ہی
عیار بھی بیجا نہین کہتا مین نے خیال کر کے دیکھا جب سے وہ عورت بالاے قلعہ آئی
جب ہی سے یہ آفت برپا ہوئی اول گھوڑے بگڑے بعد گھوڑون کے جوانون کو بھی
غُصّے آئے کہ اِنکا مزاج کسی نے بدل دیا کبھی میری فوج مین ایسا اتفاق نہین ہوا آپس
مین ایک کو ایک سے محبت تھی یا یہ نفرت کہ جان کے دشمن ہو گئے باپ نے بیٹے کو مارا
بیٹے نے باپ کو قتل کیا دیکھکر قلب تھرّاتا ہی چند قزاق میری جانب چلے تھے مگر مین
آپ کے پاس چلا آیا مین نے اُنسے بھڑنا مناسب نہ جانا غضنفر فرماتے ہین ای برادر سہیل
یہ مرکب وہ باد رفتار ہی کہ تین ٹھیکون مین برابر قلعے کے پہونچے ایسا مرکب شایستہ اور
بدلگامی کر رہا ہی مجھکو چاہتا ہی کسیطرح گرا دون کئی مرتبہ الف ہو چکا ہی تمہارا قول بھی
کرسی نشین ہوا میرے دل مین بھی یہی آتا ہی کہ پلٹ چلون اہل قلعہ کو نہ ستاؤن کچھ بن نہین
پڑتا کہ کیا کرون مین پیدل ہو کر بالاے قلعہ جاتا ہون یہ کہکے گھوڑے سے اُترنے لگے
سہیل نے رکاب پر ہاتھ رکھکر کہا کہ آقا گولہ چل رہا ہی آگ قلعے سے برس رہی ہی ایسا نہو
دشمنون پر کوئی گولہ پڑ جائے تو غلام کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑے غضنفر کہتے
ہین یہ مرکب سواری کے لایق نہین ہی مین اپنے کو قریب قلعہ پہونچاؤنگا قضاے کار
ملکہ شمیم گیسو کشا کہ اِنکو بھی پھرتے پھرتے کئی دن گذرے ہین توپ کی آواز جو کان مین
آئی اُٹھی ہوئی آسمان پر آئین خیال کر کے دیکھا کہ ایک جادوگرنی قلعے پر سے سحر

کر رہی ہی ایک پہلوان توپون کو حکم کر رہا ہی توپ برابر چل رہی ہی دوسری جانب قزاق
آگے سب کے غضنفر نامدار گھوڑے سے اُترا چاہتے ہین ایک پہلوان قدمون سے لپٹا
ہوا ہی گھوڑے سے نہین اُترنے دیتا شمیم سمجھی کہ قزاق ہمراہیان غضنفر ہین غضنفر اِس قلعے
پر چڑھکر آئے ہین یہ ساحرہ سحر سے روک رہی ہی بالاے آسمان سے ہاتھ ہلایا قزاقونکو یہ
معلوم ہوا کہ ہواے فرحت خیز چلی جسنے دلون کو تسکین دی سب قزاقون کے حواس بھی
درست ہوے یا تو تلوارین کھینچے لڑ رہے تھے یا ایک سے ایک عذر کرنے لگا کہ ہمکو
بھائی معاف کرنا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اب جو یہ ہوا چلی فرحت خیز تھی اپنے ہوش
مین آئے باپ نے بیٹے کو پہچانا غضنفر نے دیکھا کہ گھوڑے نے کنوتیان بدلین شیہے
بھرنے لگا مراد اُس سے یہ تھی کہ اگر آقا اشارہ کرین تو سبزۂ فلک کو پامال کرون غضنفر
نے سہیل کو ہٹایا مرکب کو بڑھایا سہیل سایہ سان ساتھ ہی عیار رکاب سے لپٹا ہوا اب
قزاقون نے بلوہ کیا طنبور نے دیکھا کہ میرا سحر اُتر گیا قزاق آتے ہین اب طنبور نے
سامنے سحر کرنا شروع کیا کبھی ماش کے دانے پھینکتی ہی کبھی گولہ پھینکتی ہی کبھی سر ہلاتی ہی
کبھی غل مچاتی ہی سلیم سے کہا اب باہر نکل چلو قزاقون کو روکو جو سحر طنبور نے کیا شمیم نے
دفع کیا آخر طنبور سحر کرتے کرتے عاجز ہو گئی حیران تھی کہ کیا معرکہ ہی میرا سحر کیون نہین تاثیر
کرتا کہنے سے طنبور کے سلیم نے لشکر تیار کیا توپین داغنا موقوف کین ساٹھ ستر ہزار فوج
لیکر باہر نکلا غضنفر نے جو دیکھا کہ سلیم باہر نکل آیا قزاقون کو اشارہ کیا قزاق بوتی ترکی
بجا کر فوج سلیم پر جا پڑے آپس مین فوجین ملگئی ہین طنبور نے جھلا کر ایک گولہ نکالا اُسکو
اپنے خون سے رنگا منظور یہ تھا کہ قزاق آپس مین لڑین سلیم غالب آئے یہ سوچکر گولہ
مارا ہر چند کہ گولہ ایسا ہی تھا کہ جو سوچی تھی وہی ہوتا مگر وہ گولہ جا کر پھٹا اہل فوج سلیم سب
تھرائے ایک ہوا ٹھنڈھی چلی آپس مین لڑنے لگے اگر قزاق کو سامنے آتے دیکھا الگ
ہٹ گئے خوب تلوار چلی جیسی حرکت قزاقون نے کی تھی وہ حرکتین ہونے لگین کہ بھائی
نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا سلیم پکارتا ہی یارو آپس مین نہ لڑو قزاقون کو
مارو طنبور نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ میرا سحر اُلٹا ہو گیا اور دیکھا کہ فوج سلیم پامال ۷۰

ہو رہی ہی غضنفر لڑتے بھڑتے جنگ رُستمانہ کرتے قریب سلیم کے پہونچے للکارا کہ او مکار اب
کہان جائیگا سلیم غضنفر پر جا پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے کلائی پکڑ کے تلوار کو
چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
چو رنگ ہوائی قلم کیا سلیم کا مارے جانا طنبور نے سر پیٹ لیا چند لوگ جو بالاے قلعہ
کھڑے تھے اُنسے کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ میرا سحر اُلٹا ہو گیا فوج سلیم آپس مین لڑ رہی ہی
سلیم ایسا جوانمرد مارا گیا دس برس کا میرا رفیق تھا کس ذلت سے قتل ہوا اب مین فوج
قزاقان کو مٹا دونگی یہ کہکے قلعے سے کود ی سر کُھلا ہوا خراش ناخن غم جابجا سلیم کا نام
لیکر پکارتی ہی کہ اي یار وفادار تیری موت اِس لڑکے کے ہاتھ سے تھی مجھکو تیرا زمانہ یاد
ہی کہ کوئی پہلوان اِس حوالی مین رہ نہ سکتا تھا جس پہلوان نے سر اُٹھایا تو نے جاکر اُسکو
مارا دیہات قریات مین تیرا نام تھا مین اب کس سے دل لگاؤن یہ کہکے سحر کر رہی ہی
مگر سحر کا ظہور اُلٹا دیکھتی ہی آخر گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا جمال جہان آراے شمیم
پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شعلۂ جوالہ بالاے آسمان تھرا رہا ہی زلف عنبرین کو کھولا ہی
موے مشکین دوش پر لہرا رہے ہین للکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے سلیم کو قتل کیا
کیا تجھے زندہ چھوڑونگی تیرے قتل سے منھ موڑونگی یہ کہکے بلند ہوئی چاہا شمیم گیسو کشا
سے لپٹ جاؤن شمیم نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری طنبور کے دو ٹکڑے ہوے
اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من طنبور جادو بود اسکا مرنا تھا کہ اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ اي شہریار ہمکو امان دیجیے ہم اطاعت کرتے ہین غضنفر نے ہاتھ روکا
سہیل کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوے قلعہ اسلام آباد ہوا شب کو جب غضنفر بارگاہ
مین داخل ہوے صرف عیار ساتھ ہی دیکھا قبۂ بارگاہ ٹوٹا شمیم گیسو کشا نے آکر ملاقات
کی غضنفر شمیم گیسو کشا کو دیکھکر شاد ہو گئے عاشق و معشوق ملے شمیم نے کہا اي شہریار
آپ کے غائب ہونے سے عیار بھی تلاش مین نکلا غضنفر نے سب عیار کا حال بیان کیا
شمیم نے کہا مین بھی وقت پر پہونچی نہین معلوم طنبور جادو کیا آفت برپا کرتی غضنفر
نے پوچھا ہمارے قزاق تو خیر و عافیت سے ہین شمیم نے کہا سب قزاق آپ کے واسطے

بیقرار نتھے کیا عجب ہی کہ تلاش مین نکلے ہون شب بھر شمیم سے جلسہ رہا عیار نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا کہ معشوق ہمارے آقا کے پاس ہی یہ غزل عاشقانہ گاکر سحر کی نظم

مشک ہے آئی ہی شاید بیچکر کافور صبح
آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح

چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب
بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح

آگیا جو میکشو مجھکو صبوحی کا خیال
بنگیا مینائے مے ہر دانۂ انگور صبح

ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید
وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح

مرغ زرین فلک انڈے سے بھی نکلا نہین
یہ شب فرقت ہی ای نادان ابھی ہی دور صبح

وقت بیوقت آگیا ہی بیشتر وہ آفتاب
ہوگئی ہی بارہا شام شب دیجور صبح

نیش عقرب سے زیادہ رات بھر پہونچی گزند
بند کردے اختروں کے خانۂ زنبور صبح

کہتے ہین مردے کیسکی حسرت دیدار مین
گر شب تار لحد کو ای صداے صور صبح

بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے
جسطرح خورشید نکلا ہوگئی کافور صبح

میری آنکھون مین کہان ٹھہرا چراغ آفتاب
ہی شب فرقت سیاہ آنے مین ہی معذور صبح

دیکھ ای موسی تجلی اور اُس محبوب کی
طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح

ہجر مین ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے
پردۂ شب مین رہیگی تابکے مستور صبح

تیری اُلفت مین سراپا ہی سفید ای آفتاب
دم کی ہی مہمان ایسی ہوگئی رنجور صبح

شہرۂ تمام شب فرقت بھی ہرگز کم نہین
گرچہ ہی عالم مین روز حشر کی مشہور صبح

وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ ناسخ ہول سے
جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

شب بھر عیار گایا کیا کہ قزاق مہر درخشان نے فوج ماہ تابان پر شبخون مارا فوج ثوابت وسیارگان شکست خوردہ قلعۂ مغرب مین جاکر چھپی غضنفر نے سہیل سے بلاکر کہا ای برادر اِس قلعے کی بھی عملداری تمکو مبارک ہو مگر خبردار اب قزاقی نہ کرنا سہیل نے عرض کی غلام دادرسی کا امیدوار ہی سالم شیر شکار جو قید تھا اُسکی بھی رہائی ہوئی اُسنے غضنفر سے تقریب کی کہ غلام اپنی دختر کو ساتھ سہیل کے منسوب کرتا ہی سہیل بہت خوش ہوا غضنفر نے اُس ہجران دیدہ کا عقد کیا سہیل وصل سے معشوق کے سرفراز ہوا

غضنفر سے عرض کی اے شہریار اس قلعے کی حکومت سالم کو مبارک ہو غلام سرکار کے ساتھ رہیگا اسطرح ہمراہ رہون کہ عمر بھر نہ چھوٹون مین سنتا ہون کہ سہراب نامے لشکر حضور کا افسر ہے غلام اُسکے ماتحت رہیگا سالم کو یہان کی سلطنت مبارک ہو کوہ پر بھی یہی قبضہ کرلے جب کبھی حضور کا اسطرف گذر ہوگا حاضر خدمت ہویا جہان حضور طلب فرمائین حاضر ہو غضنفر نے کہا لشکر تیار ہو ہم آج کوچ کرینگے اُسیوقت لشکر تیار ہوا ملکہ شمیم پہلے روانہ ہوگئین تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ترک جوشن پوش ہمیشہ سے قلعۂ دشت والون سے خراج لیتا تھا اُسکو جو خبر پہونچی کہ قلعۂ دشت کو تسخیر کرلیا دو لاکھ فوج کو لیکر چڑھ دوڑا غضنفر کو جو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی او سہیل مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ تو نے ملک قلعۂ دشت ویران کرایا غضنفر نے بڑھکر جواب دیا ارے یہ نہ شریک ہوتا تو کیا ہوتا ہمنے قلعۂ دشت ویران کیا ترک جوشن پوش اُسی مقام پر اُترا غضنفر بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے ترک نے شام کو طبل جنگی بجوایا غضنفر کو خبر پہونچی غضنفر نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر سہیل عرض کرتا ہے اے آقاے نامدار یہ ترک جوشن پوش بڑا زبردست ہے سلیم و سالم کو بھی زیر کیا تھا خراج مقرر کیا تھا وہ دونون بھائی اس سے دبتے تھے جب یہ کبھی چڑھکر آیا دونون بھائیون کو زیر کیا آخر وہ خراج دیکر جان بچاتے تھے غضنفر نے کہا او سہیل کیون گھبراتے ہو اسکو رگڑ کر مار ڈالونگا میرا شہنشاہ قزاقان لقب ہے جب مقابلہ پڑیگا تب دیکھنا طبل جنگی تو بج ہی چکے تھے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ کہ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی جب کڑکیت سامنے سے ہٹے ترک جوشن پوش نے آواز دی شہنشاہ قزاقان کن صاحب کا لقب ہے میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو غضنفر نے اشہب سکندری کو اُڑایا جب ترک جوشن پوش کے مقابلے مین پہونچے غضنفر نے گرد اسپر کا دکھایا ترک نے گینڈا بڑھایا کہ نگاور چلیگی غضنفر نے گھوڑا ہٹا لیا ترک کے گینڈے نے تھوتھنی زمین پر رکھدی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا گینڈے پر تلوار پڑی گینڈا ترک کا مارا گیا غضنفر نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اتنی تلوارین مارین کہ آخر ترک

بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا فوج والون نے جو دیکھا کہ تزک بھاگا ہوا آتا ہی غضنفر پیچھا نہین
چھوڑتے چاہتے ہین اِسکو مارلون فوج والے دوڑ پڑے غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ
ای قزاقان بزنید و بہ بندید سہیل تو اِس قاعدے کو جانتا نہ تھا سب قزاق جمے کھڑے رہے
کہ صحرا سے گرد اُڑی اسی ہزار قزاق صحرا سے پیدا ہوے صداے بوق سُنکر قہقہہ مارا
ہنسنے لگے تلوارین کھینچین ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آقا طلب فرماتے ہین مصروف
جنگ ہین نیزے اُٹھائے گھوڑے چمکائے فوج تزک پر آپڑے یہ قزاق تازہ دم لڑے
بھڑے اُفتادین اُٹھائے ہوے گرتے ہی لشکر تزک کو تہ و بالا کر دیا آخر تزک ایک
گینڈے پر سوار ہوا جو لوگ قتل سے بچے تھے اُنکو ساتھ لیکر بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا اور
ساتھ والون سے فرمایا کیون یارو بہی زبردست تھا ایک وار نہ اُٹھا سکا اب بھاگ کے
کہان جائیگا مین اِسکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکے پیچھے تزک کے چلے تزک بھاگتا ہوا قریب
قلعۂ ترکیہ کے پہونچا تزکون نے جو دیکھا کہ تزک جوشن پوش بھاگتا ہوا آتا ہی دروازہ
کھولدیا تزک اندر قلعے کے داخل ہوا خندق کو پُر آب کیا پل تختہ اُٹھا لیا توپین لگادین
تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا غضنفر بن اسد آگے آگے پشت پر
قزاق غضنفر نے جو قلعے کو بند دیکھا للکارا باشیہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران یر دغا
قلعہ کھولدو تزک جوشن پوش نے اشارہ کیا کہ توپین مارو توپ چلنے لگی غضنفر نے
گرز گران سنگ قبور سے لیا گھوڑے کو کاوے اثیرن پر ڈالا اپنے کو بچاتے ہوے
چلے جو گولہ داہنی جانب آیا جانے دیا بائین والے کو بھی نہ روکا جو گولہ سامنے آیا اُسپر
جھپٹ کر گرز مارا کہ اُلٹا پلٹ گیا جاکر خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا کہ اُسکو پامال کردیا
غضنفر نے نصف راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے ایک آواز آئی ای جوان آگے نہ بڑھنا یہ
قلعے ہمارے زیر کردہ ہین یہ سب ہمارے خراج گزار ہین منم ہیولاے زنگی جوان
یکرنگی غضنفر نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار سیاہ رو تیرہ درون تیغۂ برہنہ
ہاتھ مین للکارتا ہوا آتا ہی غضنفر نے زنگی کی طرف رُخ کیا للکارا کہ او سیاہ رو مردان
عالم کو ڈراتا ہی زنگی آپڑا غضنفر پر اِس کن سے ہاتھ مارا کہ غضنفر کا سر زخمی ہوا زخمی

ہوا

ہونے ہی کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا کہ سر ہیولاے زنگی کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا سہیل نے پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار اسکے تعاقب مین نہ جائیے ستر ہزار زنگی اسکا تابعدار ہی غضنفر نے جواب بھی نہ دیا ہیولاے زنگی آگے جاتا ہی اُسکے پیچھے غضنفر دو کوس بھاگ کر ہیولاے زنگی ایک صحرا مین پہونچا کہ وہ صحراے ریگستان موجۂ ریگ رواں ہی ہر مقام پر معلوم ہوتا ہی کہ دریا موج مار رہا ہی ذرّے اُڑ کر جو بدن پر پڑتے ہین اُس سے آبلہ پڑ جاتا ہی غضنفر تابش آفتاب دیکھکر گھبرائے اُف اُف کرنے لگے زنگی نے ایک آواز دی کہ ای ساکنان بیشۂ ریگستان اِس جوان کو گھیر لو چہار طرف سے فوج زنگیان پیدا ہوئی غضنفر کو گھیر لیا چیونٹے نے بڑھکر گھوڑا اٹھا مار غضنفر کود کر الگ ہوے اُن زنگیون نے گھوڑے کو چیر پھاڑ کر کھا لیا غضنفر کا حسن و جمال دیکھکر غل مچاتے ہین ارے اِس جوان کو پکڑ لو اِسکا گوشت میٹھا ہوگا اس نے مشک و عنبر کھا کر پرورش پائی ہی غضنفر اُنکے بیچ مین گھرا ہوا زنگیون سے لڑ رہا ہی جسے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جو زنگی مر کر گرا اُن سب نے اُسکو چیر پھاڑ کر کھا لیا ہیولاے زنگی نے کنارے آکر زخم سر باندھا چست و چالاک ہوا اور زیادہ بیباک ہوا زنگیون نے جو اِس جنگ کو دیکھا آپس مین کہتے تھے یہ جوان بڑا بہادر ہی تلوارین مار مار کر بھاگتے تھے اِسقدر تلوارین مارین کہ غضنفر انتہا کے زخمی ہوے اب زنگی اِنکے پاس نہین آتے ہین دور سے اِسقدر تیر مارے کہ غضنفر کا سارا جسم مثل غربال چھن گیا خون کا فوارہ بنگیا آخر کو تلوار ہاتھ سے چھوٹی غضنفر گرے از بدوے بلوے کے غضنفر کو گرفتار کر لیا ہیولاے زنگی جا کر تخت پر بیٹھا غضنفر نامدار کو زنگی سامنے ہیولاے زنگی کے لائے اُسنے حکم دیا کہ اِسکے ٹانکے لگاؤ زنگیون نے تمام بدن مین غضنفر کے ٹانکے دیئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر پھر لائے غضنفر بل کرتے ہوے دربار مین ہیولاے زنگی کے آئے مثل اہل اسلام کے سلام کیا ہیولا نے کہا ای جوان تو ہوشیار ہو ہم سب بندے خداوند ہفت پیکر کے ہین اِس صحرا مین رہنے کا ہمکو حکم ہی رُستم بھی اِدھر سے نہین گذر سکتا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر غضنفر نے کہا مین اُس بیحیا پر لعنت کرتا ہون ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن

ہین آیا ہم اُس بیچیا کو سجدہ کرینگے ہیولاے زنگی نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ انہین زنگیون مین سے ایک زنگی خنجر کھینچکر اُٹھا گردن پر غضنفر کی کولے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا آواز دیتا تھا ای جوان جو کھانا ہو کھالے وقت اجل تیرا قریب آپہونچا غضنفر نے جو وقت قتل اپنا قریب پایا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ستار العیوب دافع البلیات قاضی الحاجات رحم اپنا شریک کردے نظم

گشت از فیض تو گل ای ابر نیسان باغ باغ — زاب و تاب لطف تو گردید بستان باغ باغ

ہر طرف از قطرۂ گوہر باریت ای باغبان — باغ عالم تازہ و گلزار دوران باغ باغ

کو بکو کوکو کند ہر قمرے نغمہ سرا — در غم گل عندلیب زار نالان باغ باغ

برق خندانست بر سر سبزی ہر سبزہ زار — گوہر افشانست ابر گوہر افشان باغ باغ

تختہ تختہ در بہار گل تبسم گل کند — نغمہ زن بر خوبی گل عندلیبان باغ باغ

پرتو افگن بر سر کوہ و بیابان آفتاب — جلوہ گر بر اوج خوبی ماہ تابان باغ باغ

خان نعمت ہر طرف گسترده رزاق ازل — باغبان بکشادہ باب لطف احسان باغ باغ

پر ثمر در چار سوے دہر نخل معرفت — یافتہ نشو و نما گلزار عرفان باغ باغ

بوے آن گل از دل پر داغ خود حاصل کند — صاحب بینش نہ گردد زود و حیران باغ باغ

گر بجوش آید سحاب رحمت پروردگار — گردد از ہر خار پید استبلستان باغ باغ

ہست باغ صنعت صانع شگفتہ جا بجا — گردد از نظارہ اش حیوان و انسان باغ باغ

محمد حقی ہندی عجب در پارسی کردی رقم — میشود از دید نش ہر یک سخندان باغ باغ

غضنفر دعائین مانگ رہے ہین جلاد سر پر خنجر کھینچے کھڑا ہی ہیولاے زنگی حکم دے رہا ہی کہ جلد قتل کرو اِس جوان نے میرے زنگیون کو قتل کیا بہت زنگی مارے گئے مجھکو بڑا قلق ہی اِس جوان پر حق ہی کہ اِسکو قتل کرکے اُن مقتولون کے عزیزون کو دکھاؤن جلاد تو ہر مرتبہ خنجر لیکر بڑھتا ہی مگر رک جاتا ہی کہ دربارگاہ برہم ہوا پوچھا ارے کیا ہی زنگیون نے بڑھکر عرض کی صاحبزادی سرکار کی آتی ہین فرماتی ہین ٹھہر جاؤ اِس جوان کو قتل نکرنا لیکا یک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ملکہ نیران شعلہ مزاج زنگن جوان گال بھولے بھولے

تاریکی چہرے پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ اُلٹا توا ہی یا دہنۂ ظلمات یا شب ہجر عاشقان بال سر کے گھونگھر والے مینڈھیان گندھی پائچے سنبھالے ہوے سرخ دوپٹہ لباس گلنار یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی مریض نے فصد کھلوائی خون مین کو لا پڑ گیا سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ درخت مین کٹھل لگے ہین غضنفر پر جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہو گئی دوڑ کر باپ کو لپٹ گئی کہتی تھی ای باپ اِس یوسف ثانی کو قتل کرتا ہی زنگیون سے اشارہ کیا جلاد کو ہٹا دو خنجر دکھاتا ہی اُسکے سامنے خنجر چمکاتا ہی وہ کیسا سر جھکائے خاموش بیٹھا ہی ہیولاے زنگی نے بیٹی کو گلے سے لگا لیا اُن پھولے پھولے گالونکا بوسہ لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین کیا تجھسے باہر ہون اہل اسلام مین یہ دستور ہی کہ دختر کو پال پوس کر تیار کرین غیر شخص کو بلا کر دیدین وہ غیر شخص اُسپر قبضہ کرے ہم صحراے ویران کے رہنے والے اِس رسم کو عیب جانتے ہین نیران شعلہ مزاج نے باپ کو ایک تھپڑ مارا کہا نگوڑے بیوقوف مین تجھسے کیونکر راضی ہونگی یہ جوان کمسن حسین اِس لایق ہی کہ میرے پہلو مین بیٹھے مین اِسکے سامنے ناز کرون یقین ہی کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہوا ہو ایک زنگی بولا ای ملکہ نیران یہ بھی جانتی ہو کہ یہ شخص کون ہی خداوند ہفت پیکر اسکے دشمن ہین کیسا چاہا کہ اِسکو قتل کرین مگر اسپر قابض نہوے جہان یہ لڑا فتح پائی انتہا یہ ہی کہ ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ مغلوبہ ہین اسنے قدرت کو زخمی کیا اگر قدرت اپنے کو تخت سے نہ گرا دیتے تو اسنے مار لیا تھا ابھی قلعۂ دشت کو فتح کر کے پلٹا ہی ترک جوشن پوش زخمی ہو کر گیا سلیم شیر شکار کو سر میدان مارا اگر اسکو گرفتار کر کے بخدمت خداوند روانہ کیجیے تو ایسا خوش ہونگے کہ اگر طرۂ پیغمبری عطا کرین تو عجب نہین صحراے ویران کو آباد کرین سارے جنگل کو گل و لالے سے بھر دین نیران نے کہا ای باپ یہ بڑا اجلہ معلوم ہوا دو چار مہینے کے بعد تجھکو اختیار ہی مین تو تیرا کہنا مانونگی مگر اب اِسکو قید خانے مین بھیجدے میری کنیزین پہرا دے نگہبانی مقرر کر دو کنیزین شوخ و شنگ ہین ایسا ستائینگی کہ یہ اپنی زندگی سے تنگ ہو گا ہیولا نے کہا اپنی کنیزون کو بلاؤ نیران نے پکار کے آواز دی ارے کلچڑی کہان ہی کلموہی کیون نظر سے نہان ہی منہ جھلسی کہان چلی گئی ہی

سیہ رو بھی آوے اِس قیدی کو لیجاوے یہ جو نیران نے کہا پردہ بارگاہ کا اُٹھا چار کنیزین جنکی کالی صورتین دھبڑ دھبڑ دوڑی ہوئی آئین نیران نے کہا ارے اِس قیدی کو قید خانے مین لیجاؤ مگر خوب ستانا اپنی شوخی دکھانا چارون کنیزون نے غضنفر کا ہاتھ پکڑ لیا ایک مکان تنگ وتاریک مین لائین اُسمین غضنفر کو بٹھا دیا غضنفر بے قرار اپنی زندگی سے بیزار ایسیون کی صحبت ہو کہ جان پر سخت آفت ہو دن بھر تو ان کنیزون نے ستایا پھر شب تیرہ وتار کا سامنا ہوا لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مگر نیران گرمخواب سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی دن بھر فراق مین غضنفر کے تڑپی کنیزین جو بہلاتی ہین اُسکا جواب دیتی ہی کہ صاحبو مین کیا کرون وہی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جی چاہتا ہی اُسکو لاکر مسند پر بٹھاؤن تصدق ہو جاؤن جان اپنی نثار کرون جی بھر کے پیار کرون نظم

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے — چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے
جی ہین ہی ہو جایئے اُس سرو قامت پر فقیر — بس کسی آزاد کے تکیے مین بستر کیجیے
بے وفا ہین کوہ کان سنگ زن کو چھوڑیے — وادی وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے
اپنے دل سے کیجیے اُنس اُس سہی قد کے عوض — چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے
اُڑ چلین صحراے وحشت سے بلایا ہی ہمین — پھر پرواز اب خط جانان کو شہپر کیجیے
اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہین تو دین — کیا درختون کو ترے قد کے برابر کیجیے
لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے — درج مروارید کو اب دیدۂ تر کیجیے
جلوۂ خورشید سے ذرّے اگر چمکے تو کیا — آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے
شہر مین کیا کاٹیے ایام گردش ای جنون — گرد بادون کی طرح صحرا مین چکر کیجیے
دفتر عالم بجاے گنجفہ ہے آپ کو — کیجیے ترتیب دم مین دم مین ابتر کیجیے

سارا دن تڑپ تڑپ کے نیران نے کاٹا جب شام ہوئی اور زیادہ بیقراری ہوئی کنیزون کو کام کے لیے بھیجا آپ اکیلی اُٹھی طرف زندانخانے کے چلی جب قید خانے کے دروازے پر پہونچی کنیزون کو دیکھا مسخراپن کر رہی ہین نیران نے پکار کے آواز دی ای سیاہ رو وغیرہ باغ مین جاؤ وہ بھی چارون کنیزین طرف باغ کے گئین

نیران نے جو دروازہ خالی دیکھا قید خانے مین گُھسی غضنفر کو جو رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہوے
دیکھا بلائین لینے لگی قریب آکر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری جان
تجھپر جاتی ہی جسوقت سے تیرا جمال دیکھا آرام وچین فراموش ہوا تیری محبت کا جوش
ہوا چاہتی ہون کہ تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ مین نے
جسوقت سے تمکو دیکھا ہی مین بھی بیقرار رہتا ہون اگر ایک کام کرو تو مین قبول کرون
میرے ہاتھ مین انگوٹھی تھی اُسکا نگینہ سفید ہی تمھارے باپ نے میرے ہاتھ سے اُتار لی تھی
اگر وہ انگوٹھی لاؤ تو مین تمھارا وصل قبول کرون نیران بیقرار ہو کر بھاگی مکان مین
ہیولاے زنگی کے پہونچی ہیولاے زنگی اُسوقت پڑا سو رہا تھا ازاربند سے کنجیونکا
گچھا کھولا صندوق کھولکر انگوٹھی نکالی لیکر آئی کہا ای شہریار مین انگوٹھی لائی غضنفر نے
انگوٹھی کو پہنکر قید آہن کو توڑا کہا ای نیران کیا کہتی ہی مین اب باہر نکلون نیران نے
چاہا ہاتھ گلے مین ڈالدون غضنفر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر نیران کا اُڑگیا
مار کر نیران کو باہر نکلے کنیزون نے جو دور سے دیکھا غل مچانے لگین کہ ہی ہی غضب ہوا
ملکۂ عالم کو قیدی نے مارا یہ غل سُنکر ہیولاے زنگی کی آنکھ کھلی تیغہ لیے ہوے نکلا اور
ایک چیخ ماری کہ ای ساکنان صحراے ویران جلد آؤ قیدی چھوٹا قید سلاسل کو توڑا دیکھو
بھاگا جاتا ہی وہیں ستر ہزار زنگی گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے غضنفر تلوار کھینچکر ہیولا
پر جا پڑے ہیولاے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف پر روکا
روک کر اپنا وار کیا کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا ہیولا کے دو ٹکڑے ہوے زنگی جو کہ
بلوہ کر کے آئے تھے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ ہمارے افسر کو مار لیا ایک کہتا ہی
اِس جوان کو مار لو زنگیون نے غضنفر پہ بلوہ کیا غضنفر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی
اِنکے قزاق آکر پہونچے اپنے آقا کو جو لڑتے ہوے دیکھا سہیل و سہراب فوج کو لیکر
آگرے ایک حملے مین زنگیون کو پامال کیا تمام میدان لاشو لشے بھر دیا چند زنگی جیچے
جو غل مچاتے ہوے گوشۂ صحرا مین بھاگ گئے تھے وہ جا کر دروہاے کوہ مین چھپے
غضنفر نے صحراے ویران کو لوٹ لیا بیشے مین مال بہت کچھ تھا ارابون پر لدوا لیا

اب قصد ہو کہ باغ ملکہ شمیم پہ جائین کہ ترک جوشن پوش کو خبر ہوئی کہ صحراے ویران سبب
لشکیا ہیولاے زنگی قتل ہوا اپنے افسرون سے کہتا تھا یارو بڑا مددگار مارا گیا اس دیوانے
نے صحراے ویران کو برباد کیا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا لشکر غضنفر دامنۂ صحراے
ویران مین پڑا ہوا اُسپر شبخون مارین آخر صلاح کرکے شب کو قلعے سے نکلے سہیل طلایہ
دے رہا تھا کہ اِسنے دیکھا کچھ سوار و پیدل آتے ہین ایک گوشے مین چھپکر کھڑا ہوا جب
ترک جوشن پوش اگر گرا سہیل نے بوق ترکی بجایا غضنفر کے کان مین آواز پہونچی سمجھ
گئے کہ کچھ لشکر پہ آفت ہو جب تو سہیل بوق بجا رہا ہو مسلح ہوکر نکلے عیار سے اشارہ کیا کہ
جاکر خبر تو لے یہ کیسا غلط ہو عیار گیا چند ساعت مین پلٹ کر آیا عرض کی کہ ترک نے شبخون
مارا ہو مگر سہیل بہ لطف لڑ رہا ہو اُن لوگون کو غالب نہین ہونے دیا اُسکے بارہ ہزار قزاق
جانبازی کر رہے ہین غضنفر نے کمر سے بوق ترکی نکالا آواز دی اے قزاقان بزنید اسی ہزار
قزاق تیار ہوے لڑتے ہوے چلے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا سامنے دیکھا ترک
لڑ رہا ہو قزاقون نے عاجز کر دیا ہو ہر طرف سے بلوہ کرکے آئے فوج ترک کو گھیر لیا ہو
ترک جوشن پوش ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ غضنفر پر جا پڑون قاتل ہیولا سے لڑون ملکہ
شمیم گیسو کشا نے کہ آسمان پر اُڑ رہی تھین یہ دیکھا کہ غضنفر لڑ رہے ہین مگر جہان پر جمے کھڑے
ہین لاشون کے انبار لگا دیے جیسے ہی ترک قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے
سحر کیا کہ ترک جوشن پوش کا گھوڑا ابھڑک کر قریب غضنفر آیا غضنفر نے للکارا کہ او نامرد
قلعہ بند کرکے لڑا سامنے سے بھاگا اب کیا سمجھ کے آیا ترک جوشن پوش نے ہاتھ تلوار کا
مارا غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ ترک جوشن پوش کا سر کاٹ لے
ترک جوشن پوش سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آگیا پلٹ کر دیکھنے لگا غضنفر نے کمر پر ہاتھ
مارا کہ ترک جوشن پوش کے دو ٹکڑے ہوے عیار نے سر کاٹ کر ترک جوشن پوش
کا بلند کیا ساتھ والون نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گھبرا گئے چاہا بھاگین قزاق کب
چھوڑتے ہین گھیر کے سب کو مار لیا مگر سیلاب جوشن پوش بھائی اِسکا چند لوگون کو
لیکر بھاگا قلعۂ ترکیہ مین آکر پہونچا توپین لگا دین جب فوج غضنفر سامنے قلعے کے پہونچی

سیلاب نے حکم دیا توپین پڑنے لگین زمین تھرائی غضنفر نے گرز سنبھالا گھوڑے کو بڑھایا جو گولہ اپنے گیا اُسکو جانے دیا جو بائین گیا اُسپر توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا اُسپر گرز مارا کہ گولہ پلٹ کر خندق مین گرا مچھلیان و نہنگ مارے گئے اِسطرح گولون کو رد کرتا ہوا غضنفر قریب خندق کے پہونچا للکارا کہ او سیلاب سیلاب سے نہ ڈرنا ترک پہلوانی نہ کرنا اگر ہمسے مقابلہ کر سیلاب نے جو نعرہ غضنفر کی آواز سُنی ہتھیار جسم پر لگا کر باہر نکل آیا فوج بھی اِسکی پشت پر چاہا کہ غضنفر کو گھیرلون غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق آپڑے سیلاب نے غضنفر سے مقابلہ کیا غضنفر نے جھکائیان دیکر سیلاب کو مار لیا اِس قلعے پر بھی قبضہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت کی غضنفر نے وہ قلعہ بھی سہیل کے سپرد کیا کہا ای برادر یہ چاہتا ہون کہ تمھین اتنا خراج ملے کہ تمھارے بارہ ہزار کی بسر ہو سہیل نے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی اُفتادہ نامراد آپ کی ذات سے بڑی امید ہی غضنفر نے کمیل برادر سہیل کو وہانکا حاکم کیا قزاقون نے عرض کی اِن قلعہ جات کے فتح ہونے سے ہفت پیکر کا زور کم ہوا اب طرف صحراے عشرت آباد کے چلیے غضنفر نے قزاقون کو ساتھ لیا ابر گلنار نیار ہوا اُس ابر مین ملکہ شمیم مخفی ہوئین زیر ابر لشکر غضنفر اِس کر و فر سے طرف قصر عشرت آباد کے چلے یہان ہفت پیکر کو جو خبر ہوئی کہ شمیم شریک غضنفر ہو گئین اور لشکر لیکر آتی ہین دربار مین بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا ہی کہ معشوق قدرت نے بڑا غضب کیا اُسکی یاد نے مجھے بڑا پریشان کیا ہی کس زبان سے حال بیان کرون کیونکر ضبط ہو سکے یہ کیفیت ہی نظم

پانون کو دیوار زندان میرا دامن ہوگیا — ناتوانی سے گریبان طوق گردن ہوگیا
تیر غم سے دل مشبک ہوکے ایسا خوش ہوا — سمجھے ہم کوئی در جانان مین روزن ہوگیا
دل تو کیا پتھر بھی تیرے عشق مین ہین بیقرار — بتکدے مین ہر صنم سنگ فلاخن ہوگیا
جاے گل بے یار انگارے نظر آنے لگے — پیش ازین گلشن جو تھا اب مجکو گلخن ہوگیا
دست رنگین یاد آئے گر شب تاریک مین — پنجشاخہ سامنے آنکھونکے روشن ہوگیا
راگ جو گانے لگا مطرب شب فرقت مین ہاے — آتے آتے میرے کانون تک وہ شیون ہوگیا
آنکھمین نرگس چہرہ گل گیسو ہین سنبل سرو قد — عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہوگیا

پانون پھیلائے ہین جادہ کیطرح ہر خار نے — اب گریبان اے جنون صحرا کا دامن ہوگیا
موت نے تیغ زبانِ خلق سے دی ہی نجات — کہتے ہین جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا
کیجیے حاصل پھر اِن آتش رخون سے کوئی داغ — بے چراغ ان روزون اپنا خانۂ تن ہوگیا
روند ڈالا عالم بالا کو خوب اے شہسوار — ماہ نو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا
گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت ولا — دیکھ لے بانی چراغ گل کو روغن ہوگیا
کردیا کاہیدہ الیبارنج رہ عشق نے — جادہ اے ناسخ مجھے چونٹی کا روزن ہوگیا

تمام اہل دربار سمجھارہے ہین کہ یا خداوند معشوق قدرت کو گرفتار کرکے لاینگے وہ سامنے تو آوے سمجھا کے لا کے قدمون پہ گرا دینگے جسپر وہ عاشق ہوئی ہی قدرت بھی ویسی ہی شکل اُسکو دکھائین ہفت پیکر نے حکم دیا مصور جائین غضنفر کی تصویر لائین کہ وہی صورت دکھائی جائے سیمران مردارخوار ایک ساحرہ بیٹھی ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی یا خداوند میرے نام پہ طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی ہفت پیکر نے نام پہ سیمران کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران اپنے دربار مین بیٹھے تھے گرد افسران فوج جمع ہین کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا عمرو نے عرض کی ہرکارے آیا چاہتے ہین کہ نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہوے دعا دیکر عرض کی سیمران مردارخوار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکے معرکہ آراے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نقارۂ سکندری مین آئے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا اِنکے لشکر مین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بارگاہ ہفت پیکر ہلگئی ہفت پیکر نے گھبرا کر پوچھا یہ کیسی آواز ہی سردارون نے عرض کی کہ لشکر طلسم کشا مین سترہ سو سردار ہین سب نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو باہر نکلے دیکھا مہتر برق فرنگی آمادہ ہی کہ جاکر سیمران کو مارون خواجہ نے پوچھا کہ بیٹا کیا ارادہ ہی برق نے کہا کہ اُستاد قصد ہی کہ سیمران کو گرفتار کرکے لاؤن اگر وہ صبح کو میدان مین آئیگی تو بڑا فساد برپا کریگی یہ کہکے برق بھاگا راہ مین دیکھا برق ثانی بھاگا

ہوا آتا ہی برق نے پوچھا ای نور نظر کہان سے آتے ہو کیون گھبرائے ہوئے ہو برق ثانی نے کہا غلام گیا تھا کہ سیبران پر دست انداز ہون اُسنے پہچان لیا اُسکی کنیز کو مار کر بھاگا وہ میرے تعاقب مین آتی ہی لہذا بھاگ آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم سیبران جادو تڑپ کر گری برق ثانی کو اُٹھا لیا برق تڑپ کے رہگیا سوچا کہ فرزند کو لیے جاتی ہی ایسا نہو قتل کرے یہ سوچکر بھاگا شمیم کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا سیبران نے جو شمیم کو دیکھا ہوا سے اُتر آئی جھک کے سلام کیا برق نے کہا ای سیبران کہان سے آتی ہو سیبران نے کہا ای ملکۂ عالم یہ عیار میرے سامنے آیا تھا کہ عیاری کرے مین نے پہچان لیا یہ میری کنیز کو مار کر بھاگا مین جا کر لشکر سے پکڑ لائی لشکر طلسم کشا مین کیسی کیسی جادوگرنیان ہین مگر میرے سامنے کوئی نہ آئی برق نے باتین کرتے کرتے کہا لو بوا سیبران قدرت آتے ہین سیبران پلٹی برق نے کمند ماری حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا برق ثانی ساتھ ہوا برق فرنگی نے پشتارہ سیبران کا اُٹھا لیا طرف لشکر کے چلا راہ مین جو عیار ملے اُنسے کہتا جاتا ہی کہ مین سیبران کو لایا چٹ پٹ گرفتار کیا تنتنا ہوا بارگاہ رُستم مین آیا رُستم بیٹھے ہین جادوگرنیان کہہ رہی ہین کل جو سیبران میدان مین آئیگی بڑا فتور برپا کریگی کہ برق فرنگی نے آکر عرض کی کہ غلام سیبران کو گرفتار کر لایا سب جادوگرنیان خوش ہو گئین برق فرنگی نے پشتارہ کھولا دیکھا ایک سگ صحرائی بندھا ہوا ہی بین بین کرنے لگا جادوگرنیون نے ہنسکر کہا ای مہتر والاگہر یہ کُتا کہان سے پکڑ لائے برق نے کہا مین نے جنگل مین گرفتار کیا تھا کُتے کو سب نے مار پیٹ کر نکالا در بارگاہ پر آکر وہ کُتا غائب ہو گیا برق فرنگی نہایت شرمندہ ہی کہتا ہی کبھی ایسا شعبدہ نہ اُٹھایا تھا جو کہ آج سیبران نے دکھایا سب کے سامنے محجوب ہوا مگر فرزند کو رہا کر لیا یہی بڑی بات ہی رات کو برق فرنگی نے تین مرتبہ عیاری کی لیکن ہر مرتبہ عیاری خالی گئی آخر چوتھی مرتبہ برق فرنگی کنیز بنکے پہونچا آکر سلام کیا سیبران نے کہا کیون نرگس کہان سے آتی ہو برق نے کہا ای ملکۂ عالم مین ایک کام کو گئی تھی مگر عیاران لشکر اسلام آپ کے لشکر مین حضور کی فکر مین پھر رہے ہین سیبران نے کہا میرا کیا کر سکین گے کنیز نے کہا حضور ذرا اہو مخانے سے اُٹھین تو مین کچھ عرض کرون سیبران

اپنے مقام سے اُٹھی برق کونے مین لیکر آیا کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے کنیز ساتھ چلی آتی ہی سیران
پلٹی برق نے حلقے کمند کے مارے جب کمند مین پھنس چکی تو حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا اپنے لشکر مین آیا ملکہ سنبل ہفت گیسو کہ طلاے پر تھین برق فرنگی کو مع
پشتارے جو دیکھا پکار کر آواز دی مہتر صاحب کسے لائے برق نے کہا جان اپنی لگا دی ہی
جب سیران کو لایا ہون ملاحظہ فرمایئے اِسی فکر مین مجھکو رات بھر گذری سنبل نے پشتارہ
کھلوایا برق نے دیکھا ایک بکری بندھی ہوئی ہی برق نے لاحول پڑھکے چاہا رہا کر دون
سنبل نے کہا ای برق فرنگی بیشک یہ مردار خوار ہی زبان مین اِسکی سوزن دوسوزن دیکر
جو ہوشیار کیا ملکہ سنبل نے سحر کیا بکری جو زمین پر گری غلطک مار کر بصورت اصلی ہوئی
سنبل نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو صبح کو سامنے طلسم کشا کے پیش کیا جائیگا سمند جادو شوہر
سیران کا اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیمۂ سیران مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان
گئین کنیزون نے بیان کیا کہ ہمین خبر نہین کہ کہان تشریف لیگئین سمند نے ایک پُتلا جھولی
سے نکالا اُس سے پوچھا کہ ای پُتلۂ سامری جلد بیان کر زوجہ میری کہان گئی پُتلے نے ہنسکر
کہا کہ برق نے دو مرتبہ گرفتار کیا پہلے ملکہ کتا بنگئین اگلی بکری بنگئی تھین سنبل ہفت گیسو نے
سحر سے دریافت کر لیا اُنکو بصورت اصلی بنایا زیبا نامے ملکہ کی کنیز ہی اُسکی قید مین بیٹھی
ہین سمند نے پوچھا وہ مقام کونسا ہی پُتلے نے کہا داہنے پر بارگاہ طلسم کشا کے صحرا ہی اُس
صحرا مین ایک نیم کا پیڑ ہی اُسکے سائے مین بارگاہ اِستاد ہی اُسمین زیبا نے قید کیا ہی مگر زیبا
ساحرہ زبردست ہی سمجھکر جایئے گا سمند ساری بدلگامی بھولا حیران تھا کہ کیونکر جاؤن
اِس سوچ مین باہر نکلا برق ثانی جادوگر بنا ہوا پھر رہا تھا سمند نے بُلایا برق ثانی
قریب آیا کہا ارے ذرا دریافت تو کر لا کہ زوجہ میری کس مقام پر قید ہی برق ثانی نے
کہا میرے ساتھ چلیے مین بتلا دونگا میرے سامنے کنیزان سنبل نے قید کیا ہی اور نگہبانی
کر رہی ہین مین آپ کو دور سے دکھا دونگا برق ثانی باتین کرتا ہوا سمند کو لیکر چلا جب
لشکر سے باہر نکلا کہا دیکھیے زوجہ آپ کی آتی ہین جیسے ہی سمند پلٹا برق ثانی نے حلقہ ہاے
کمند مارے سمند نے منھ سے آگ چھوڑی حلقہ ہاے کمند جلے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا

کہ برق ثانی منھ کے بھل زمین پر گرا سمند تلوار کھینچکے قریب آیا کہا ارے تو کون ہی کہ میرے ساتھ یہ عیاری کی برق ثانی نے اپنا نام مفصل بتایا سمند نے چاہا عیار کو لیکر پاٹون کہ پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ سبحان اللہ خوب اسکو گرفتار کیا اِس مکار نے میرے لڑکے کے کپڑے اُتار لیے ہین تو اِسکی فکر مین تھا مجھے دیجیے کہ مین کھا جاؤن مین نے سنا ہی کہ گوشت مسلمان مین بڑا مزہ ہوتا ہی سمند نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر ہیبت ناک پکارتا ہوا آتا ہی سمند نے کہا ای ساحر تو کون ہی کہا حضور آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون خداوند ہفت پیکر کا بندہ لشکر مین میرا لڑکا پھر رہا تھا کہ اسنے اُسکے کپڑے اُتار لیے مین دوڑا یہ بھاگ کر نکل گیا مین اِسکی تلاش مین پھرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اِسکی ہڈیان چور ہو جائین ہڈیان تک کھا جاؤن سمند نے کہا لو بھائی لیجاؤ وہ ساحر برق ثانی کو کھینچتا ہوا لیچلا ایک خیمے کی آڑ مین آکر کہا ارے مجھے پہچانا منم مہر سپہر عیاری برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا پھر چلا سمند کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا برق ثانی نے بشکل شہزور جادو سمند سے ملاقات کی کہا ای سمند کس فکر مین کھڑے ہو سمند نے کہا زوجہ میری قید ہو گئی اُسیکی فکر مین نکلا ہون برق ثانی نے کہا ہم تم ملکر سحر کرین کنیزون کو قتل کر کے نکال لائین سمند طرارے بھرنے لگا خوش قدمی پر مرتا ہی جیسے ہی آگے بڑھا برق ثانی نے حلقہ ہاے کمند مارے اور رحباب بیہوشی مارا دیا سمند بیہوش ہوا برق ثانی نے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طلاے پر پہونچا سنبل نے پکار کر آواز دی پوچھا ای برق ثانی کسے لائے کہا سمند جادو شوہر سیران فکر مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا مین گرفتار کر لایا سنبل نے اسکی بھی زبان مین سوزن دی اُسی قید خانے مین لاکر قید کیا سیران نے جو شوہر کو دیکھا بہت پریشان ہوئی زیبا کنیز سے بلا کر کہا بوا ہم تمھاری قید مین ہین فورا زبان سے سوزن نکالو تو ہم تمکو اشرفیان دین بہت بے چین ہو رہے ہین زیبا نے دیکھا کہ قید خانے سے کیونکر نکلے گی چند کنیزین نگہبان ہین لالچ مین آکر زبان سے سوزن نکالدی سیران نے کہا ای زیبا دیکھو تمھارے ساتھ کی کنیزین کیا کہتی ہین جیسے ہی زیبا پلٹی سیران نے زلفین ہلا دین ایک مار سیاہ گرا کہ اُسنے زیبا کو کاٹا زیبا تڑپ کر مری سیران نے شوہر کی بھی زبان سے سوزن نکالی کنیزون کو

مار کر زن وشوہر نکلے الگ الگ چلے سنبل ہفت گیسو طلاے پہ گھبرائی قید خانے پر آئی آکے دیکھا کنیزین مری پڑی ہین قیدی نکل گئے پکار کر کہا غضب ہوا زیبا کسی مکر مین پھنسی جو قتل ہوگئی تلاش مین سیبران کی چلی دور سے دیکھا کہ سیبران جاتی ہی پکار کر آواز دی او مکارہ کہان جاتی ہی یہ کہکے زلفین ہلائین ایک ہوا ہمرد چلی کہ سیبران ٹھہر گئی نگاہ اُٹھاکے دیکھا کہ گلہاے خود رو نے آنکھین کھولین غنچے چٹکنے لگے ایک طائر تیز پر نخل پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُسکے چہکارے سے یہ آواز آتی ہی کہ

نظم

دل ہو پرخون نہ مگر شیشہ ہو دم بھر خالی
کبھی ہوتا نہین ابر مژہ تر خالی
نظر آتا ہی جو ساقی مجھے ساغر خالی
دست شمشیر کے مانند نہین عیب اگر
رنج کیون بادہ پرستو ہی تہی دستی کا
گر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر
نظر آتا نہین اُسکے ہی سوا کچھ مجھکو

اشک آنکھون مین بھرین پر نہ ہو ساغر خالی
کسطرح چرخ سے ہو جاے سمندر خالی
روح سے جسم بھی ہوتا ہی برابر خالی
رہتے ہین ہاتھ جوانمردون کے اکثر خالی
بھر بھی جاتے ہین جو ہو جاتے ہین ساغر خالی
جام مُد دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی
کیون نظر آئے نہ بے یار بھرا گھر خالی

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے سیبران طرف سنبل کے متوجہ ہوئی کہا او ملکۂ عالم تمھاری تکلیف مجھکو گوارا نہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ سنبل ہفت گیسو چاہتی ہین کہ اسکو کچھ حکم دون کہ سمند جو چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا زوجہ کو جو دیوانہ پن مین دیکھا بدحواس ہوگیا پشت سے ایک گولہ مارا کہ سر سنبل ہفت گیسو کا زخمی ہوا پھر ایک دستک دی کہ سیبران کے حواس درست ہوے زن وشوہر ملکر نکلگئے وہ وقت آچکا تھا کہ فوج ضیا وشعلع نے فوج ثوابت وسیارگان پر فتح پائی شہنشاہ ماہ تابان شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا آفتاب تابان چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا کو روشن کیا سیبران جھلائی ہوئی آئی چار لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر نقارے پہ چوب پڑی دیکھا کہ ہفت پیکر بھی قصر عشرت سے نکلا تخت نخوت پر سوار تاج غرور سر پر ساٹھ لاکھ فوج پشت پر سترہ سو افسران فوج ساحر وغیر ساحر تخت کو گھیرے ہوے اِس کر وفر سے ہفت پیکر سیدان مین آیا قلب

فوج مین تخت ٹھہرا سیبران کو دیکھا کہ چار لاکھ فوج لیے ہوے ترتیب فوج کر رہی ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی لشکر رُستم بہ صد حشم پیدا ہوا ایک طرف سے صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی پیدا ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین جب ترتیب
لشکر ہو چکی سیبران جادو صف سے بڑھی سامنے تخت ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند
رات کو تو خداوند نے تقدیر برجستہ کی کہ مین قید سے چھوٹی بی سنبل کو زخمی کرکے نکل آئی
سنبل کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہی اب دیکھون میدان مین مقابلے کو کون آتا ہی مین نے
سب تحفہ جات تیار کر لیے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون دیکھون یہ شاہزادیان میرے
مقابلے مین آتی ہین یا شاید نہ نکلین اگر آئین تو مزا چکھین گی ہفت پیکر نے کہا تجھکو یہ قدرت
کے سپرد کیا جسطرح چاہے مقابلہ کر کوئی تجھسے نہ لڑ سکیگا سیبران جست کرکے میدان مین
آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ شفق خونخوار نے
قصد کیا سنبل نے کہا ای شفق خونخوار سیبران بڑی زبردست ساحرہ ہی ذرا سمجھکر مقابلے
مین جاؤ کہ ملکہ سیماب جادو تڑپ کر صف سے نکلین مقابلے مین سیبران کے پہونچین ملکہ
شفق خونخوار تڑپ کر رہگئین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ خدا سیماب کو بچاوے دیکھو
سمند نے بھی کنوتی بدلی توجہ کی مدد کریگا ملکہ سیماب جو سامنے سیبران کے پہونچین
پیش دستی تو انکا قاعدہ نہین سیبران نے گولہ مارا سیماب کے سر پر آکر پھٹا گولے سے
ایک دُھوان نکلا کہ میدان مین اندھیرا ہو گیا بمشکل ملکہ سیماب دھوئین سے نکلین مگر
چہرہ زرد دل مین درد پریشان پریشان دھوئین سے نکلکر ہاتھ ہلایا سیبران پر برق گری
سیبران سمجھی کہ مین سیماب کے ہاتھ سے کُشتہ ہوئی اِسکا سحر اکسیر ہی میرے پھنسانے کی تدبیر
ہی حقیقت مین سیماب نے وہ سحر کیا کہ درخت سرسبز و شاداب ہوے طائران صحرا بیتاب
ہوے اِسنے دو پتھر زمین پر مارا ایک غبار اُڑا سیماب غبار کو دیکھکر گھبرائی سیبران نے
آواز دی کہ ای سیماب ہوشیار رہنا دیکھو کون آیا سیماب نے دیکھا طرف سے صحرا کے
ایک شیر خشمناک نہایت جست و چالاک جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیماب نے جو شیر کو
آتے ہوے دیکھا موے سر توڑا ایک زنجیر آہنی تیار ہو گئی پھر اکر سر پر شیر کے ماری کہ

سر شبیر کا پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا سیبران نے جو دیکھا کہ شبیر مارا گیا چاہا پیچھے ہٹون سیماب نے آواز دی ای نسیم عنبر شمیم کیا سیبران سے ملاقات نہ کروگی ایک ہوا چلی اور آواز آئی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہی سیبران نے دیکھا کہ ہوا معتدل چلی نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکنے لگے پھول مہکنے لگے عندلیبان خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی دشت غبار انگیز کا — مین اِک بگولہ بنگیا صحراے وحشت خیز کا
تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان — دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا
شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا — عالم رگ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین — دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستاویز کا
آشفتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گل بھی ہی — سودا چمن کو ہوگیا اُس زلف عنبر بیز کا
زاہد اِسے پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے — پہلے چھلکتا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا
پڑھکر وہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھائیگا — ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا
جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اِسکی دوا — پرہیزگارونکو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر — میری اِس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا
وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولان گاہ ہی — گردش ہی ہفت افلاک کی کاوہ ترے شبدیز کا
ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے — دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

یہ اشعار سنکر سیبران تڑپی چاہا کہ قریب سیماب کے جاؤن عذر کرون سمند نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا وہین سے سحر کیا کہ سیبران ہوش مین آئی ایک برق گری کہ سر سیماب کا زخمی ہوا قریب تھا کہ لہرا کے گرے کنیزین دوڑ پڑین گود مین اُٹھا کر لشکر مین لائین سیبران نے پکار کر آواز دی ای طلسم کشا اور کسی کو بھیجو ملکہ شفق نے قصد کیا ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن سنبل ہفت گیسو نے ہاتھ تھام لیا لالہ عذار نے بھی اشارے سے منع کیا کہ ای شفق خونخوار زن و شوہر ملکر مقابلہ کرتے ہین میدان مین جانے کا موقع نہین ہی سیبران نے جو دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی شاہزادی میرے مقابلے مین نہین آتی پکار کر آواز دی ایسی ایسی شاہزادیان کھڑی ہین کہ جنکے سحر کا طلسم ہفت پیکر مین شہرہ ہی مگر کوئی صاحب

نہین آتین مین کیا وہین آؤن رنگ سحر دکھاؤن یہ جو اسنے پکار کر کہا رستم نے بہ نگاہ قہر طرف شاہزادیون کے دیکھا لالہ عذار بڑھی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی صدائے بوق ترکی کان مین آئی گھوڑے بھڑکنے لگے پیدل تھرا کر زمین پر گرے ہفت پیکر نے کہا وہی ظالم آتا ہی جسکے نام سے قدرت کو نفرت ہی اسد غازی نے سر اپنا اٹھا کے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی پشت پر اسّی ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے آسمان پر لکۂ ابر گلنار جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سیبران نے جو ابر دیکھا ایک گولہ اٹھا کر مارا گولہ جاکر ابر پر پڑا کہ ابر پھٹا ہفت پیکر نے دیکھا کہ ملکہ شمیم طاؤس زرین بال پر سوار پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش ہفت پیکر بیقرار ہو گیا شمیم نے دیکھا کہ سیبران نے مجھکو ظاہر کر دیا وہین سے آواز دی او گیسو بریدہ اسوقت آنا میرا خلاف نہ تھا مین ضرورت سے آئی تھی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالا سیبران پر مارا سیبران پر آگ برسنے لگی ہر چند چاہتی ہی کہ اپنے کو بچاؤن لیکن شعلۂ آتش بھڑک کر قریب آتے ہین سمند نے دور سے دیکھا کہ زوجہ میری جلا چاہتی ہی کارد سحر شمیم پر پھینکی شمیم نے کچھ سحر کیا کہ چھری الٹی پلٹی سینے پر سمند کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سیبران نے جو دیکھا کہ شوہر میرا مارا گیا اور شعلۂ آتش مجھکو گھیرے ہین تڑپ کر چاہا کہ اس آگ سے نکلون مگر نہ نکل سکی ایک شعلہ سر پر پڑا کہ ہوئے سر جلنے لگے اور ہر عضو جسم سے شعلے نکلنے لگے جل جلکر خاک ہوئی غضنفر نے جو دیکھا کہ شمیم نے زن و شوہر کو مارا مرکب اپنا بڑھا دیا میدان مین آکر آواز دی او ہفت پیکر کسیکو بھیج کیوس مردم در نے جو ایک کسن کو دیکھا صف سے گینڈا نکالا غضنفر نے جو دیکھا ایک پہلوان فیل پیکر آتا ہی کمان کیانی دوش سے اتاری تاک کر تیر گینڈے کی آنکھ پر مارا تیر جاکر لب معشوق ہوا گینڈے نے طرارہ بھرا ہر چند کیوس روکتا ہی گینڈے کی آنکھ چھدی ہوئی پر نالہ خون کا بہ رہا ہی اسقدر کیوس نے قمچے مارے کہ گینڈا ٹھہر گیا آخر تڑپ کر جو جست کی کیوس گینڈے سے گرا غضنفر نے بڑھکر نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا اشفاق نیزہ باز گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا غضنفر سے مقابلہ کیا کئی نیزے مارے غضنفر نے وار اسکا خالی

دیا تلوار کا ہاتھ مارا کہ اشفاق نیزہ باز بھی واصل جہنم ہوا مرواق صف شکن نے گینڈا اپنا
بڑھایا مقابلے مین غضنفر کے آیا آتے ہی گرز مارا غضنفر نے گرز کو تیغہ رو ئین شگاف سے
قلم کیا جب سر گرز کٹا ڈنڈو کا ہاتھ مین رہگیا غضنفر پر پھینک مارا غضنفر نے اکوائی ہوکر
خالی دیا خبردار خبردار کہکہ تیغہ چمکایا آواز دی ارے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا اُس سے
اپنے کو بچا مرواق نے پلٹ کر پشت پر دیکھا غضنفر نے ہاتھ مارا کہ مرواق کے بھی دو ٹکڑے
ہوے اسیطرح غضنفر نے سولہ پہلوان قتل کیے پھر مرکب مہمیز کر رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا
ہی کہ او ہفت پیکر اور کسیکو بھیج جب ہفت پیکر داہنے بائین دیکھتا ہی ایک پہلوان ہر
مرتبہ غضنفر پر جا پڑتا ہی متواتر تیس پہلوانون کو مارکر جو غضنفر نے نعرہ کیا اب ہفت پیکر
سر اُٹھا اُٹھا کر اور پہلوانون کا نام لے لیکر پکارتا ہی کہ ارے مقابلے مین اِس طفل کے جاؤ
کوئی پہلوان اپنے مقام سے نہین بڑھتا جب تو غضنفر نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور آواز
دی کہ او نامرد مین خود آتا ہون قلب فوج مین آکر تجھکو مارونگا کہ دل کافرون کے ہلجائین
یہ کہکے غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید دریاے فوج
غضنفر کو جوش ہوا اسی ہزار قزاق گھوڑے اُٹھا کر دریاے فوج پر جا پڑے جسوقت
ہفت پیکر نے یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اِشارہ کیا علم سب کے کھلے نوبت نقارے بجاتے
ہوے چلے لیکن قزاق جو گرے ایک نے ایک کو ٹوکا دوسرے نے پہلو پر نیزہ ماردیا
کوئی قزاق گھوڑے سے کودا پالٹ کا ہاتھ مارا چارون پانوٗن گھوڑے کے قلم کیے
خنجر سے سوار کا شکم چاک کیا ساحر سحر بھول گئے غضنفر شمشیر زنی کرتا ہوا دریاے فوج
مین شناوری کر رہا ہی لاکھ ساحر و غیر ساحر مارے ہمراہیان ہفت پیکر نے چاہا گھیرلین
یہ قزاق کب گھرتے ہین گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین ہاوہوے دلیران کی صدا بلند
غضنفر لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا للکارا کہ او مکار شعبدہ باز بہت دنون
خدائی کرچکا خوب دعوی یکتائی ہوا اب وقت انقلاب آپہونچا یہ کہکے برابر تخت کے
پہونچ گیا کئی پہلوانون نے غضنفر کو روکا مگر یہ شیر کب رکتا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے کئی پہلوانون کو مارکر برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے

سحر کیا کہ غضنفر پر آگ برسنے لگی غضنفر نے انگشتر سحر و ماہ کو چمکایا شمیم نے جو آسمان سے دیکھا کہ غضنفر شعلۂ آتش مین پھنسا باران سحر برسایا شعلۂ آتش بجھے غضنفر گھوڑا اچھکا کر شعلہ ہاے آتش سے نکلا سامنے ہفت پیکر کے آکر تیغہ چمکایا ہفت پیکر چمک تیغے کی دیکھکر ڈرا آخر کو اپنے تئین تخت سے گرا دیا چلاکر آواز دی اے بندگان من اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجھے قتل کرتا ہی ساحر و پہلوان دوڑے غضنفر پر بلوہ کیا شمیم نے آگ برسائی کئی سو ساحرون کو جلا دیا کئی پہلوانون پر سحر کیا کہ گینڈے اُنکے بد لگامیان کرنے لگے ہفت پیکر نے جو سحر شمیم کا عالم دیکھا پکار کر آواز دی اے جان جہان عاشق پر یہ بدعت ہم مدت سے عاشق تھے یہ خیال ہمکو نہ تھا کہ ہمپر یہ ظلم کروگی ہماری جان پر بنی ہی اب سحر نہ کرو عاشق پر رحم کرو ساحرون نے ہفت پیکر کو اٹھایا لیکر بھاگے غضنفر نے دور تک پیچھا کیا مگر لوگ لے بھاگے اب غضنفر نے فزاقون کو اشارہ کیا فزاقون نے خوب بلوہ کیا آخر ہفت جوش جادو وزیر اعظم دوڑ پڑا فزاقون کو سحر کرکے ہٹایا فزاقون کے گھوڑے بد لگامیان کرنے لگے فزاقون نے گھبرا کر طرف غضنفر کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ اب نکل چلیے فوج کا بڑا بلوہ ہی شمیم نے کئی سو ساحر و نکو مارا ہفت پیکر پر بھی سحر کیا ہفت پیکر دور جاکر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی اے جان جہان اب سحر نہ کرو ایسا نہ ہو میرے ہاتھ سے بھی سحر چلجائے اور کسیطرح کا نقصان تمکو پہونچے مین آٹھ پہر تمھاری یاد مین تڑپتا ہون یہ اشعار زبان پر ہر وقت جاری رہتے ہین نظم

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان اپنا کو … عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو
وہ منصف ہون اگر مین نے کیا ختم کلام اللہ … ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو
خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشونکا … لڑا کر جام سے توڑا ہی بدمستی مین مینا کو
حنا ای بحر خوبی تیرے دست و پا مین لازم ہی … نہین دیکھا ہی خالی پنجۂ مرجان سے دریا کو
دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ کب جانان مین … ہواے باغ جنت زندہ کردیتی ہی موتا کو
کیا اُستاد کو شاگرد اُس طفل پری رو نے … پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق مُلا کو
نہین جسکا کوئی اُسکا خدا ہی پوچھنے والا … اُٹھاتے ہین ملایک آکے بے وارث کی موتا کو

مری میراث ہی خلد برین فرزند آدم ہون
شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آیا
تراشا تجھکو جس بُت ساز نے اے بُت قیامت کی
دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین
چمن مین یار مہرو بن جو رویا مین تو اشکون نے
فریبون سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل مین
وہ محبوب جہان ہی تو ہوا نے تیرے کوچے کی
یدبیضا سے روشن یار کا رُخسار ہی آتش

سر ھانے جانتا ہون اپنے مین زانوے حورا کو
سیہ خیمے مین مجھ مجنون نے دیکھا روے لیلی کو
بنایا شیشے سے نازک مزاج سنگ خارا کو
غنیمت جانتا ہی لالہ اپنے داغ سودا کو
گلون نے کان کا جھمکا بنایا ہی ثریا کو
نکالا ناخن پا نے کہان خار کف پا کو
چھڑایا شیخ سے کعبے کو راہب سے کلیسا کو
لب جان بخش رکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

شمیم نے جو یہ اشعار سنے منھ پھیر کر آواز دی او بیحیا اسی حسرت مین مریگا یہی شبیر تجھکو قتل کریگا انشاءاللہ ابتو جاتے ہین پھر آئینگے یہ کہکے سحر کیا کہ سب قزاق الگ ہوے غضنفر آگے بڑھا ہفت پیکر نے آواز دی یہ لوگ جانے نہ پائین شمیم نے سحر کیا کہ میدان مین اندھیرا چھا گیا اُسی اندھیرے مین قزاق لڑتے ہوے نکلے لاکھون ملازمان ہفت پیکر کو قتل کیا جب غضنفر نکلگیا ہفت پیکر روتا پیٹتا پلٹا آج صاحبقران تعریف غضنفر کی کرتے ہوئے پلٹے اسد سے فرماتے ہین کہ غضنفر کے وہی شیوے ہین جو تمھارا طریقہ تھا آج کس دھوم سے لڑا ہی کیا معرکہ پڑا ہی لاکھون کو پامال کر دیا اسد عرض کرتے ہین حضور کی دعا کا باعث ہی کہ غلام آپ کا سرفراز ہی بہادرون کو اُنکی جرأت پر ناز ہی صاحبقران یہ فرماتے ہوے دربار مین آئے خورشید بن ہاشم نے عرض کی کیون دادا جان ہمارے تحفے غضنفر سے نہ ملین گے مین کس مشقت سے اِن چیزون کو لایا میان غضنفر صاحب جو ایک ساحر کو مار کر تحفے لیگئے آجتک نہین دیتے صاحبقران نے فرمایا اے فرزند تم جانتے ہو اُس دیوانہ گستاخ پر میرا کیا اختیار ہی اُسنے لشکر مین رہنا چھوڑ دیا مگر مناسب ہی کہ اب یہ تحفے معاف کرو خورشید نے دست بستہ عرض کی کہ وہ لشکر مین تشریف لائین مین ذکر بھی نہ کرونگا جبدن تعاقب کرون تحفہ جات چھین لون اسد نے کہا اے خورشید اپنی خیر مناؤ ایسا نہ ہو تمکو زخمی کرے یا وہ دیوانہ بیباک ہی دشمنون کو مار ڈالے تو

اسدنے

ماموں جان سے مجھکو شرمندگی ہوگی دربار مین تو یہ ذکر ہو رہے ہین مگر خورشید کو فکر ہوئی کر
صحرا مین جاکر غضنفر کو گھیرون تحفہ جات چھین لون دیکھون تو یہ دیوانہ کیا کرتا ہی باہر نکلا مہتر
کوکب عیار سے حکم دیا کہ ای برادر دریافت تو کرو کہ یہ غضنفر کہان اُترتا ہی مین لشکرکشی کر کے
جاؤنگا سعید نامے پہلوان سے کہا لشکر تیار رکھو یہان غضنفر صحرا مین آکے اُترا ایک گانون
لوٹا زمیندار کو پکڑ لائے اُسکو نخل سے باندھا ہی روپیہ مانگ رہے ہین کہ مہتر کوکب نے آکر
غضنفر کو دیکھا پلٹ کر خدمت خورشید مین آیا عرض کی آقا سے نامدار یہان سے پانچ کوس
پر ایک صحرا ہی کہ وہان غضنفر اُترا ہوا ہی ایک زمیندار سے روپے طلب کر رہا ہی خورشید
اُسیوقت سوار ہوے سعید تیغزن پہلوان سے کہا کہ تم جاکر غضنفر کو گھیر لو مین بھی آتا
ہون آج غضنفر کی گردن لون سعید تیغزن فوج لیکر چلا چہار طرف سے آکر جنگل کو گھیرا
ہماے تیز رفتار نے غضنفر کو خبر دی کہ جنگل گھر گیا لشکر خورشید نے آکر گھیرا ہی غضنفر تیغ
ٹیک کر اُٹھا بوق ترکی بجایا قزاق بھی ہوشیار ہو گئے گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے جب
غضنفر سامنے سعید کے پہونچا للکارا کہ ای پہلوان لے یہ تیغہ لے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا تھا
کہ سعید گھوڑا بڑھا کر قریب آیا سعید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے ہتھکٹی کا ہاتھ
ماردیا کر ہاتھ سعید تیغزن کا کٹکر گرا غضنفر نے پکار کر کہا لو خورشید بھی آگئے سعید پلٹا
غضنفر نے کمر پر ہاتھ مارا سعید کے دو ٹکڑے ہوے قزاق آکر فوج پر گرے کئی ہزار کو
مار لیا آخر ہمراہیان سعید تیغزن لاشہ سعید کا لیکر بھاگے خورشید راہ مین آتے تھے
کہ لاشہ سعید کا دیکھا بہت غصہ آیا کہا اب اِس دیوانے کو مار ڈالونگا آج گھوڑا و
تیغہ و انگشتر لونگا خورشید یہ کہ رہے تھے کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا غضنفر
تیغے سے خون پونچھتا ہوا آتا ہی خورشید نے پکار کر آواز دی او دیوانہ مجہول بخت برگشت
و نامعقول تو نے میرے سپہ سالار کو مارا غضنفر نے رومال سے ہاتھ باندھے پکار کے
آواز دی سعید کے سر پر موت سوار تھی مین نے ہرچند بچایا نہ بچا اپنے ہاتھ سے اپنا
گلا کاٹ لیا یہ تحفہ جات لیجیے میری جان بخشی کیجیے یہ کہکے انگوٹھی انگلی سے اُتاری تیغہ
برہنہ چمکاتا ہوا قریب آیا کہا یہ تیغہ تو لیجیے خورشید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ہاتھ پر چرکا دیا

اور سر پر تلوار ماری خورشید کا سر زخمی ہوا غضنفر نے گھوڑا بھگایا اور پکار کر آواز دی او
خورشید خبردار اب کبھی تحفہ جات کا نام نہ لینا خورشید زخم باندھکر آمادہ ہوے کہ پیچھے جاؤن
کہ طرف سے لشکر کے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین خورشید کو جو
زخمی دیکھا گھوڑے کو بڑھاکر قریب آئے فرمایا ای خورشید یہ کیا ہوا کہا غضنفر دیوانہ مجھکو
زخمی کرکے بھاگ گیا حضور اب جائین مین دیوانے کا سر لیکر آؤنگا صاحبقران نے
خورشید کا زخم باندھا فرمایا ای فرزند وہ دیوانہ بیباک ہی نہایت چست و چالاک ہی اب
لشکر مین چلو ہم تمھین تحفہ جات دلوا دینگے غضنفر ایک نخل کی آڑ مین چھپا کھڑا تھا پکار کر آواز
دی نانا جان آپ تشریف لیجائین ایسا نہ ہو مجھسے بے ادبی ہو اور مرہم سلیمانی کی ضرورت
پڑے صاحبقران نے گھوڑا اچھکایا اور پکار کر آواز دی او دیوانہ بیباک تیری شامتین
آئی ہین غضنفر نے عرض کی نانا جان بس اب جائیے زیادہ کچھ نہ فرمایئے مجھکو جہنم کا خوف
ہی ورنہ آپ کو بھی سمجھا دیتا یہ کہتا ہوا غضنفر بھاگا جانتا ہی کہ اگر صاحبقران گھوڑے کو
دوڑائین گے تو مجھکو پکڑ لین گے ایک پہاڑ پر چڑھگیا صاحبقران خورشید کو ساتھ لیکر
پلٹے غضنفر پہاڑ سے اترا گھوڑا اچھکاتا ہوا دوسرے قریے پر پہونچا وہان کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہی اُس زمیندار نے حال سُنا تھا سامان دعوت
بھیجا غضنفر تو اِس مقام پر فروکش ہی لیکن حال دربار ہفت پیکر تحریر کرتا ہون کہ یہ دربار
مین جو آکر بیٹھا نہایت ملول و حزین پریشان اہل دربار سے کہ رہا ہی کہ اب لڑائی
نہین سنبھلتی روز شکست ہوتی ہی قلعے سب فتح ہوے غضنفر نے بارہ قلعے فتح کیے کیسے
کیسے سردار مارے گئے کہ جنکا نظیر ناممکن ہی یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور
ہفت پیکر کے سامنے عرض کی غضنفر بن اسد قصبۂ الوند پر فروکش ہی الوند زمیندار نے
بڑی دھوم سے دعوت کی ہی لیکن غضنفر بے سامان فروکش ہی اب اِسوقت کسی کو حضور
قدرت بھیجین تو غضنفر گرفتار ہو جائے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی پہلوان ایسا ہی
کہ قدرت کے رقیب کی مشکین باندھکر لاے یہ کہتا تھا کہ سرشار ببر سوار اپنے مقام سے
غصّے مین سرشار ہوکر اُٹھا تین لاکھ فوج کا افسر ہی سب مین بہتر ہی کل فوج کو حکم دیدیا

کہ تیار رہو سب فوج اُسیوقت تیار ہوگئی گینڈے کو بڑھا کر چلا گیا خورشید بن ہاشم صاحبقران
کے لحاظ سے چلے آئے لشکر مین آکر سوچے کہ اگر غضنفر کو سزا ندی تو وہ غرور کرے گا زخمدوزی
کرا کے پٹیان زخمون پر چڑھائین دس ہزار جوان ساتھ لیکر فکر غضنفر مین چلے صحرا مین
جو آکر پہونچے سرشار ببر سوار جو کہ تین لاکھ فوج لیکر فکر غضنفر مین چلا تھا خورشید نے
جو اُسکو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای پہلوان اِسوقت تو کہان جاتا ہی سرشار نے
کہا مین براے گرفتاری غضنفر جاتا ہون قصبہ الوند پر فوج کشی ہی یہ سنکر خورشید نے آواز
دی او نامرد پہلے مردان عالم سے مقابلہ کر لے تب آگے بڑھنا یہ سنکر سرشار نے گینڈا اپنا
بڑھایا مقابلے مین خورشید کے آیا خورشید سے نیزہ بازی مین مقابلہ پڑا جب نیزہ بازی
سے مطلب حاصل نہ ہوا تو فریقین مین تلوارین کھنچین خورشید نے جُھلا وہ دیکر ایک
ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سرشار کا جھول پڑا فوج والون نے جو اپنے آقا کو زخمی دیکھا
تین لاکھ فوج خورشید پر آپڑی خورشید دس ہزار جوانون سے تین لاکھ کو روکے
ہوے ہین مگر نہایت بیقرار ہین جہان اِنکے دو ہزار کو پچاس ہزار نے گھیرا خورشید فوراً
جھپٹ جھپٹ کے پہونچ جاتے ہین اپنے ساتھ والونکو بچاتے ہین لاشے جو دوستونکے
دیکھے بیقرار ہوگئے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک چارہ ساز رحم اپنا شریک
کر ان ظالمون سے بچاے

نظم

از کدورت باطن خود کن صفا ۔ تا نظر آید ترا نور خدا
کن توکل بر جناب کردگار ۔ در مقام ابتدا و انتہا
در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو ۔ آشناے مردم نا آشنا
دوستی کن دوستی با نیک و بد ۔ دوست دارد تا ند با نہ مر ترا
یاد کن خلاق خود را یاد کن ۔ ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا
دولت عرفان اگر مطلوب تست ۔ کن صدا بر باب حق مثل گدا
مال و دولت صرف کن از دست خویش ۔ ہرچہ داری بخش بر نام خدا
از عذاب عاقبت یابی نجات ۔ گر کنی حق عبودیت ادا

سرمکش از حکم خلاق جہان / سجدہ کن بر خاک تسلیم و رضا
بندہ گر از عبادت سر مپیچ / زانکہ غیر از بندگی ہیچ است و ہیچ

خورشید نے جو بیقرار ہوکر دعا مانگی ساتھ والے آمین کہنے لگے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی غضنفر بن اسد اسی ہزار قزاقون سے آکر پہونچا نعرہ کرکے گرا لڑتا بھڑتا سامنے سرشار کے پہونچا للکارا کہ او نامرد تو میری فکر مین چلا تھا میرے بھائی نے تجھکو روک لیا دیکھ دس ہزار سوارون نے تین لاکھ سے مقابلہ کیا اب قزاقان جانباز آپہونچے اب ہرگز نہ بچوگے یہ کہکے سرشار پر جا پڑے وہی نقرہ کیا آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو سرشار پلٹا غضنفر نے کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ خورشید بھی غضنفر کو دیکھکر شگفتہ ہوے غضنفر نے کہا ای برادر کیا ارادہ ہی خورشید نے کہا اب نکلجاؤ ایسا نہو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ غضنفر نے پھر نقرہ دیکر ہاتھ مارا ابوق ترکی کو بجا دیا کہ ای قزاقواب شکار کھیلتے ہوے چلو قزاقون نے پھرہری لی ایک ایک حملہ کرکے نکلے کہ خورشید کے ساتھ والے پامال ہوگئے چند شخص ہمراہیان خورشید باقی رہگئے دور جاکر غضنفر نے آواز دی بھائی صاحب اب جائیے میری بے ادبی کو بھی آپ معاف فرمائیے قضاے کار اسد غازی شکار کھیلتے ہوے آتے تھے خورشید کو جو زخمی دیکھا ٹھہر گئے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا خورشید نے کہا آپ کے صاحبزادے زخمی کرکے تشریف لیگئے اسد نے گھوڑا اکڑا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری پکارکر آواز دی ای غضنفر ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا غضنفر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیر بجر کمان مین پیوست ہوچکا ہی سہم کر غضنفر ٹھہر گیا اسد نے قسم کھاکر کہا کہ مین کچھ نہ کہونگا تم سیدھے میرے پاس چلے آؤ ورنہ اُدھر تمنے قدم بڑھایا اور تیر پڑا غضنفر ڈرا کہ قبلہ وکعبہ خلاف نہین فرماتے ہین غضنفر نے عرض کی مین قریب آتا ہون مگر تحفے نہ دونگا یہ کہکے قریب اسد آیا اسد نے رومال سے ہاتھ غضنفر کا باندھ لیا پوچھا کہ اپنے کو کس حال مین پاتا ہی غضنفر نے کہا جیسے کوئی مظلوم ظالم کے سامنے ہو اسد نے کہا تیری زبان درازی نہین جاتی مجھکو ظالم بناتا ہی غضنفر نے کہا آپ میرے مالک ہین جو چاہیے سو کیجیے میری مجال ہی کہ آپ کے

سامنے سرکشی کرون یہ کہکے غضنفر قریب آیا اسد نے کان پکڑ لیا غضنفر نے سر جھکا لیا اسد
نے کان پکڑ کے کہا کیون بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی کہ خورشید کو زخمی کیا تحفہ جات اسکو دیکے
وہ سامنے صاحبقران کے فریاد کر چکا ہی غضنفر نے کہا صاحبقران کیا خدا ہین آپ نے مجکو
تیر دکھا کے پکڑ لیا اسد نے تلوار پر تلے سے نکالی انگلی سے انگوٹھی اُتاری گھوڑے کی باگ
تھامی کہا بس اب جائیے غضنفر نے بہ نگاہ حسرت خورشید کو دیکھا خورشید کا دل بیقرار ہو گیا
کہا بھائی صاحب مین بہ خوشی یہ تحفے اسکو بخشتا ہون غضنفر نے تحفے لیے گھوڑے پر سوار
ہوے گھوڑے کو چمکاتا ہوا جب دور نکلگیا تو پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ آج آپ نے میرے
ساتھ بڑی بدعتت کی کسی مقام پر آپ سے سمجھونگا اسد نے آواز دی ارے ٹھہر تو جا
غضنفر نے کہا اب نہین ٹھہرتے غضنفر یہ کہتا ہوا بھاگا کہ قبلہ و کعبہ اب شبخون لشکر پر مارونگا
اور خزانہ بیجاؤنگا اسد خاموش ہو رہے خورشید کو ساتھ لیکے پلٹے غضنفر طرف سحر کے
گئے مگر ہفت پیکر بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ پہلوان برائے گرفتاری غضنفر
گیا تھا پلٹ کر آیا یا نہین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ حضور وہ
پہلوان مارا گیا غضنفر نے اسکو ٹوک کر مارا اول خورشید نے روکا بعد اُسکے غضنفر آیا
آخر وہ پہلوان مارا گیا ہفت پیکر کو اُس پہلوان کے مارے جانے کا حال سُنکر بہت
قلق ہوا کہا یارو ایسا پہلوان زبردست نامی وگرامی چالاک و چست مفت مارا گیا اب
میرا دل کہہ رہا ہی کہ ایکی مرتبہ طبل جنگی بجا اور مسلمانون نے بلوہ کیا قدرت کو اب کچھ ین
نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے قصر سامنے معقول بنے ہوے
ہین ہر قصر مین سامان عجائب و غرائب ہو مگر وہ جو ڈیوڑھیون پر خداوندان باطل قائم تھے
وہ سب سامان منگئے جسد لینے ملکہ شمیم شریک مسلمانان ہوئین اُسدن سے ڈیوڑھیو نپر
لقا و نہ پر جد شاہ و فرعون شاہ وغیرہ جوش نگہبان بیٹھے رہتے تھے اُن مقامون پر
سناٹا ہی ہفت پیکر جب دیکھتا ہی آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی وزیر و امیر سب عرض
کرتے ہین کہ یا خداوند شعراے سابق نے خوب بیان کیا ہی ہر کمالی را زوال بعد جاہ
وجلال کے یہ تکلیفین دیکھنا تھین میان قمر کیا خوب مذمت دنیا مین فرماتے ہین نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش / جسکو دیکھا وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوائے بہمن ودی / آتشین زن چراغ عقل یہ ہی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا / تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ / تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد / جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل / تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان / ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
جب ہوا گل چراغ عارض یار / تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین / چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن / کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان / غافلو کُلّ من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین / باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم / ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا سرو کو خزان کا ڈر / خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس / گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر / کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو وزرا نے پڑھے ہفت پیکر رونے لگا کہا یارو خداے نادیدہ مسلمانونکا بڑا زبردست ہی کس تدبیر سے رُستم کو تحفہ جات ملے لوح بھی حاصل ہو گئی کوئی مرحلہ باقی نہ رہا اب جو قلعے باقی تھے وہ غضنفر نے فتح کیے ہفت پیکر دل مین محجوب ہی کہ مین نے دعوی خدائی کیون کیا اے ہفت پیکر سلطنت کیا کم تھی سات سو ملک سے خراج آتا تھا وہ سب ملک قبضے سے نکلگئے کل سرداران صاحبقران نے خروج کیا شاہزادیون نے ملکر آفتین برپا کین یہ خیال جو آیا ہفت پیکر بہت رویا وزرا امرا نے عرض کی قدرت نہ گھبرائیین ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا کل فوج بلوہ کرے گی اسی لاکھ فوج تھی انہین سے

دس لاکھ قتل ہوئی اب بھی ستر لاکھ باقی ہی جسوقت یہ سب ملکر یلوہ کرینگے مسلمانون کے کلیجے پھٹ جائینگے ہفت پیکر کسی بات کا جواب نہین دیتا دل سے باتین کر رہا ہی عظم و شان اپنا یاد آتا ہی دل گھبراتا ہی سب سے زیادہ شمیم کی یاد مین بیقرار ہی کبھی کہتا ہی ہاے معشوق قدرت نکل گئی کسکے سامنے بیان کرون کبھی یہ اشعار پڑھنے لگتا ہی

نظم

فراق مین ہی دم تیغ موج آب سے مجھے ۔۔۔ ہی گرد لشکر غم جوش ماہتاب سے مجھے
جومی فروش نے زر لیکے دی شراب مجھے ۔۔۔ عوض مین ذرے کے بخشتا یہ آفتاب مجھے
ملا ہی وہ بُتِ محبوب بے حجاب مجھے ۔۔۔ عجب ہی آئی نظر برق بے سحاب مجھے
پیالہ جام بھی بنکے اشک ساری شراب ۔۔۔ بغیر یار ہو کیا نشۂ شراب مجھے
دم انتظار مین نکلا نہ آیا ہاے جواب ۔۔۔ جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے
جوان دل ہی تو پیری نہین ہی تا نب عیش ۔۔۔ سفیدی بالون کی ہی جوش ماہتاب مجھے
تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا ۔۔۔ نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے
مین جسکے غم مین جلون ہو وہ بے مزہ مجھسے ۔۔۔ کیا ہی بخت نے کیا سوختہ کباب مجھے
خوشی جہان کو ہی میری اشکباری سے ۔۔۔ کیا ہی بخت نے ہم طالع سحاب مجھے
بچیگی جان مری روز ہجر مین کیونکر ۔۔۔ دکھا رہا ہی فلک تیغ آفتاب مجھے
بہا جو اشک کا سیلاب آنکھین پھوٹ گئین ۔۔۔ ملے تھے کیا عوض آنکھونکے دو حباب مجھے
جنون سے ملتے ہین کتنے دہانۂ زنجیر ۔۔۔ کیا ہی عشق نے جو خانمان خراب مجھے
درود پڑھنے لگا ہون جو یک بیک ناسخ ۔۔۔ کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

ہفت پیکر نے جو یہ اشعار پڑھے سب اہل دربار رونے لگے اُسوقت دربار مین ہفت پیکر کے عجب کیفیت ہی ہر ایک کو جوش عبرت ہی ہفت پیکر کہتا ہی قدرت چولا تبدیل کرین گے اور کسی رنگ مین خدائی جمائین گے کہ سامنے سے ایک لکہ ابر اُٹھا جتنے رنگ دنیا مین ہین وہ سب رنگ اُس ابر مین شریک ہین کبھی ابر برستا ہی کبھی دھوپ نکل آتی ہی کہین پانی بھر گیا کہین خاک اُڑنے لگی ہفت پیکر نے کہا یارو تمنے دیکھا یہ ابر کیسا اُٹھا ہی عجائب و غرائب قدرت معلوم ہوتے ہین ہفت جوش جادو وزیر اعظم بیٹھا تھا وہ اپنے مقام سے اُٹھا

کہا یا خداوند سکندر نے بروقت انتقال جو طلسم خیال سکندری بنایا تھا اُسیکا ظہور رہے ایک حکیم کامل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کی لاش کے واسطے ایک قصر بنے وہ قصر بنا حکیم مذکور زیر صندوق حبس دم کرکے بیٹھا کئی سو برس کے بعد وہ منھ سے بولا ایسا اپنے علم کا غرور ہوا کہ یکبارہ اُٹھا مین خداوند ہون سترہ سو ملک جو خراج گزار تھے سب نے اُسکے عجائب وغرائب دیکھکر سجدہ کیا شاید وہی برائے سیر نکلا ہی بغور دیکھیے صندوق پر سوار ہوگا شعبدہ سحر دکھلاتا ہوا آتا ہی اب جو سب نے بنگاہ غور دیکھا تو ایک صندوق مخمل کاشانی سے منڈھا ہوا اُسپر ایک شخص بتکلف تمام بیٹھا ہی جب مسکراتا ہی تو بجلی چمکتی ہی جب روتا ہی تو مینھ کا تار بندھ جاتا ہی جب ہاتھ کو جنبش دیتا ہی تو خاک اُڑتی ہی کبھی ہاتھون کے ہلانے سے ابر مین جنبش ہوتی ہی ہزارہا طائر پرسے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین جنکے کلام سے یہ سنائی دیتا ہی نظم

دلا فصل بہاری ہی جنون تا ربع مسکون ہی | گلستان جہان مین جو شجر ہی بید مجنون ہی
سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اُسکا قد موزون ہی | صبا دیتی ہی جنبش جانتا ہون رقص موزون ہی
اگر ے کیا خال پہ رغبت جو محو چشم میگون ہی | کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہی
بنین گے بدر ماہ نو نشان نعل توسن کے | اگر ای شہسوار ایسا ہی حسن روز افزون ہی
جہان موذی ہین دنیا مین مسخر زر سی ہوتی ہین | کہ نقش زر خزانے مین برائے مار افسون ہی
برابر جانتے ہین خشک و تر کے جزو و کل کو ہم | جو ذرہ ہی وہ ہامون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہی
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن | کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جبتلک خون ہی
خدا نے زر کیا پیدا اُڑا دینے کو دنیا مین | زمین مین جسکو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہی
نہ ہو ادنی کو کچھ حیرت کبھی اعلیٰ کے رُتبے سے | زمین آرام سے ہی رات دن گردش مین گردون ہی
کیا ہی اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو | کہ کہتے ہین مرے ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہی
کسی محبوب کو کیا ہی مرے محبوب سے نسبت | کہ رشک خال مشکین ہی جو اُسکی زلف کی جون ہی
اندھیر اسا اندھیرا چھا رہا ہی آگے آنکھون کے | شب تاریک مین مجھکو خیال زلف شبگون ہی
سیہ مستونکی ہی رفتار میرے کلک مین ناسخ | دم فکر سخن مجھکو خیال چشم میگون ہی

ہفت پیکر نے کہا اے وزیر اعظم ذرا اس حکیم کو بلاؤ وزیر نے کہا وہ اپنے غرور مین ہی

شاید آپ کو اِس مرتبے پر دیکھکر کچھ رشک کرے آپ خود بُلائیے ہفت پیکر نے کھڑے ہو کر کہا یا خداوند خیال سکندری ذرا یہان تشریف لائیے ایسا نہ ہو کہ مین جمال سے محروم رہون چاہتا ہون کہ آپ کی خاطر کرون جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہی تھوڑی دیر تشریف رکھیے ہفت پیکر نے جو یہ پُکار کر کہا یا تو ابر روا روی کرتا ہوا جاتا تھا یا رُکا آواز آئی ای بندگان سن کیا جمال قدرت دیکھنا چاہتے ہو ہفت پیکر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا بول اُٹھا کہ مین خود خداوند ہون پونے دوسو کے بعد میری خدائی نے رونق پکڑی اب وقت زوال ہی اسوجہ سے آپ کی قدمبوسی چاہتا ہون ورنہ ایسے ایسے بندے تھے کہ زندے کو مُردہ اور مُردے کو زندہ کرتے تھے اُن سب کو بہشت مین بھیجدیا جب وہ جا نبازیاد آتے ہین تو قدرت گھبراتے ہین یہ جو ہفت پیکر نے کہا ابر سے ہزارون برقین گرین ایک دنناٹا ہوا کہ اہل دربار ہفت پیکر بیہوش ہو گئے براے چند ساعت ہفت پیکر کی بھی آنکھ بند ہوئی اب جو بیدار ہوا دیکھا میرے تخت پر صندوق قائم ہی وہی حکیم باریش کلان صندوق پر بیٹھا ہی ہفت پیکر نے مصافحہ کیا معانقہ کا ارادہ کیا حکیم نے منع کیا کہا تیرے جسم سے جسم نہ مس کرینگے تو مغضوب درگاہ ہی تیرا زوال بہت قریب ہی تو نے نصیب ہی اب مسلمان تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے یہ سب بندے کیون بیہوش پڑے ہین ارے اُٹھو قدرت کو سجدہ کرو سب بیدار ہوے اُٹھتے ہی حکیم کو سجدہ کرنے لگے ہر چند ہفت پیکر اشارون سے منع کرتا ہی مگر کوئی نہین سُنتا جو اُٹھا وہ سجدے کو جُھکا جب سجدے کر کے وہ سب بیٹھ چکے تو حکیم نے کہا ای ہفت پیکر کیا چاہتا ہی ہفت پیکر نے کہا یا خداوند حکما اصل یہ ہی کہ مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا تحفہ جات حاصل کر لیے لوح طلسمی پر قبضہ کیا اب صرف یہ قصر عشرت باقی ہی اگر یہان شکست کھائی تو کہان جاؤنگا حکیم نے جواب دیا کہ ای ہفت پیکر کیون گھبراتا ہی کل ایک بندہ ہمارا آئیگا کہ داؤد پیر غبارہ اُسکا نام ہی سب مسلمانون کو وہ گرفتار کر کے لیجائیگا قصر سکندری مین پہونچائیگا قدرت اُنکا دربار سمجھین گے تو اپنے ملکون پر قبضہ کر لینا مگر قدرت کو سجدہ کر غرور اپنے دل سے نکال ورنہ بہت پچھتائے گا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا ہفت پیکر واسطے سجدے کے جُھکا حکیم نے پشت پر ہاتھ

رکھا اور آواز دی کہ سر خود رااز سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم ہفت پیکر نے فوراً قدمونکو چوما حکیم نے کہا کہ اب زیادہ نہ ٹھہرینگے یہ تصویر قدرت اپنی دیتے ہین اسکو گلے مین ڈال لے سواے طلسم کشا کے کوئی تجھکو نہ قتل کر سکیگا حکیم نے تصویر دی ہفت پیکر نے گلے مین ڈال لی حکیم نے صندوق کو اشارہ کیا اُسیطرح بلند ہو کر ابر مین چھپا اُسی طرح سے ابر کڑکتا ہوا روانہ ہو گیا دیر تک دربار مین ہفت پیکر کے سناٹا رہا بعد عرصۂ دراز ہفت پیکر نے پُکار کر آواز دی یہ جو آیا تھا یہی خداوند ہی مجھکو آج سے سلطان ہفت پیکر کہا کرو سب سردار خاموش ہو رہے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ ہمارے خداوند پر سحر کر گیا دل قدرت کا پلٹا دیا اُسکے معتقد ہوے اب امیدوار ہین کہ خیال سکندری والون سے بگڑی اُلجھ جائے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نگر طبل قہاری پر چوب پڑے اُسیوقت لشکر ہفت پیکر مین طبل جنگی بجا سب سردارون نے نقارے بجائے ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا کے دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بہ نام تو باد + ہمہ کار عالم بہ کام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو آج ہفت پیکر نے خداوند خیال سکندری سے ملاقات کی اور اُسکو سجدہ کیا اُسیکا نام لے رہا ہی کل کوئی سردار وہان سے آئیگا سر میدان مقابلہ کریگا وہ بدزبان کہ گیا ہی کہ سب اہل اسلام گرفتار ہونگے صاحبقران نے یہ سُنکر فرمایا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانۂ سکندری مین پہونچے غاشیہ اُٹھا کر ڈوال دیا بقول شاعر نظم چو بر طبل اسکندر آمد دوال + زناہید مریخ کرد این سوال + جہان را مگر روز آخر رسید + سرافیل صور قیامت دمید + بگفتا کہ این طبل اسکندر است + کز آواز او گوش گردون کر است + رُستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا لشکر رُستم مین بھی طبل جنگی بجا ہفت پیکر جب طبل جنگی بجوا چکا تو سردارون سے کہا آپس مین عہد کرو کہ کل جمکر لڑو ایسی تلوار چلے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہو جائین طلسم کشا کو گھیر لو گھیر کر گرفتار کرو میرے سامنے لاؤ مین اُسکو قتل کرون طلسم پر پھر سے قبضہ کرون سب سردار جمع ہوے

کتاب ہفت پیکر بیچ مین رکھی گئی سب نے اُس کتاب پر ہاتھ رکھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کل میدان سے قدم نہ ہٹائین گے جمکر لڑینگے اِسطرح لڑین کہ مسلمانون کی جرأت سب مٹادین آپس مین قسمیہ ہوکر سب سردار دربار ہفت پیکر سے اُٹھے اپنی اپنی بارگاہ مین آئے اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرنے لگے سترہ ہی سردار صاحبان فوج و لشکر سب کو وردیان نئی باٹین سمک بلد اقی واسطے خبر کے آیا تھا یہ ہنگامے لشکر کفار مین جو دیکھے خدمت رُستم مین آکر کل کیفیت بیان کی رُستم نے تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا ای غازیان دیندار وای مجاہدان تہور شعار کل تو اِسطرح جنگ کرو کہ کفار کو تنگ کر دیو یہ بیجا بھی سمجھین کہ شیران دشت نبرد سے مقابلہ پڑا کل ہم خود میدان مین نکلین گے ہفت پیکر کو للکارینگے دیکھین کون نکلتا ہی ہفت پیکر کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان موجود ہین سمک نے عرض کی آج کوئی عیار بھی آنے کو ہی ہفت پیکر کہتا تھا کہ شاطر قدرت جسنے بیشۂ زنگبار مین پرورش پائی ہی ساٹھ ہزار عیارون سے آئیگا مہمیز چابک اُسکا نام ہی ساٹھ ہزار پیک بچون سے آئیگا ہلڑ ہی کہ خواجہ کو لوٹیگا خواجہ بھی اُسوقت وہان موجود تھے یہ سُنکر ہنسنے فرمانے لگے کہ مین نحیف و ضعیف مفلس محتاج کیا مقابلہ کرونگا البتہ فرزند میرے چالاک وغیرہ مقابلہ کرینگے رُستم نے کہا ای عم نامدار عیار جو آئیگا وہ آپ ہی سے دعوی کریگا آپ کو جواب دینا پڑیگا کہا ای نورِ نظر تم کمر بندھواؤ تو کیا مضائقہ ہی افلاس میرا دفع ہو ہوش تو درست ہون رُستم نے کہا جسوقت آپ اُس عیار کو گرفتار کر کے لائینگے سب سردار کچھ نذر کرینگے خواجہ نے چادرہ بچھا کر کہا اب ثابت ہو گیا کہ ہماری جان لینا منظور رہی ہین بھی ضرور لڑونگا رُستم نے کہا جب فتح کرکے آئیگا جب ملیگا خواجہ نے مُنھ پھُلا لیا کہا ہمکو تمھارے طرزِ کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بہت کچھ دوگے رُستم نے کہا دس ہزار تو مین حاضر کرونگا اور سردارونکو اختیار ہی خواجہ نے کہا سخی کے سردار بھی سخی ہوتے ہین یہ کہکے خواجہ نکلے برق نے پھر ہری لی خسرو نے پوچھا ای برق کیا ارادہ ہی برق نے کہا بھلا مین اُستاد کو لڑنے دونگا مین آتے آتے اُسکا خاتمہ کردونگا یہ کہکے برق تلاش مین نکلا چار پہر رات تیاریان رہین صبح کو برق فرنگی ایک خدمتگار کی شکل بنکر دربار ہفت پیکر مین آیا ہفت پیکر

سرداروں کو روانہ کر رہا ہے کہ ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آیا ہفت پیکر کو ایک نامہ دیا
ہفت پیکر اُسکو کھولکر پڑھنے لگا یہ کیا جانے کہ خدمتگار بھی پڑھا ہوا پشت پر کھڑا ہے عیار
مہمیز نے نامہ ہفت پیکر کو لکھا تھا کہ یا خداوند شاطر آپ کی طرف سے بیشۂ قیصر سان کے
آتا تھا راہ میں سردار فرستادۂ خیال سکندری موسوم بہ داؤد غبار انگیز بلا غلام سے
ملاقات ہوئی وہ بھی آکر قیامت برپا کریگا غلام بھی حاضر ہوگا مگر آتا ہوں دونوں کا مخفی کیجیے گا
عیاروں پر ثابت نہ ہو ورنہ راہ میں آکر روکیں گے ہفت پیکر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا
آگالدان میں ڈالدیا ہفت جوش وزیر نے پوچھا یا خداوند یہ کسکا نامہ تھا ہفت پیکر نے
کہا قدرت کو مخفی کرنا منظور رہا اس حال کو نہ پوچھو وزیر خاموش ہو رہا برق باہر نکلا ساحر ستان
نستان بیشۂ قیصر سان پوچھا تلاش میں چلا راہ میں فرزند سے ملاقات ہوئی برق ثانی
نے پوچھا اے والد آپ کہاں جاتے ہیں برق نے کہا اس حال کو نہ پوچھو میں طرف بیشۂ
قیصر سان کے جاتا ہوں برق ثانی بارگاہ میں آیا دیکھا صاحبقران بھی سوار ہو رہے
ہیں ایک طرف سے لشکر رستم فرداً فرداً آرہا ہے سرداران صاحبقران بھی چلے آتے ہیں
خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ساتھ ساتوں مہتر
چودہ سرہنگ ساتھ ساتھ خواجہ کے چلے آتے ہیں طریقۂ آمد عیاران شلنگیں لگاتے
ہوئے آپس میں خنجر چلتے ہوئے حقہ ہائے آتشبازی کا دنا دن اس عظم و شان سے خواجہ
میدان میں آکر پہونچے سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے کہ صاحبقران کی آمد ہوئی
طبل سکندری پر چوب پڑی بادشاہ لشکر اسلام قلب فوج میں آکر ٹھہرے صاحبقران زمان
بعدہٗ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے لیکن حال برق کا عرض کیا جاتا ہے
کہ برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا بیشۂ قیصر سان میں پہونچا ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ
صحرا میں فوج بیشمار فروکش ہے ملکہ شیریں ادا زوجۂ داؤد غبار انگیز بھی ساتھ ہے برق
صحرا میں آکر کھڑا ہوا اچانک کے دیکھنے لگا در خیمۂ داؤد پر کنیزوں کے جماؤ ہیں سامنے
خیمہ بیت الخلا کا آراستہ ہے اکثر کنیزیں جو پاے خانے جاتی ہیں مہترانی فوراً طشت اُٹھا کر
صحرا میں پھینکدیتی ہے برق فرنگی نے جو مہترانی کو دیکھا کہ دمبدم صحرا میں آتی ہے طشت کو

پھینک کر پلٹ جاتی ہی ایک جوان حسین کی شکل بنکر کھڑا ہوا پھر جو مہترانی آئی اپنی صورت
دکھا کر اشارے سے بلایا جب مہترانی قریب آئی کہا ای جان جہان وای آرام عاشقان
میری تو تمپر جان جاتی ہی روز یہان آکے ٹھہرتا ہون آج صبر نہ آیا تو تجھسے بات کی اُسنے
مٹک کر جواب دیا تم بھلا مرد آدمی ہین مہترانی ہین برق نے کہا کیا مضائقہ ہی اب تو میرا کہنا مانو
جو ہین کہون اُسکو قبول کرو یہ سُنکر مہترانی منھ پھیر کر چلی برق نے کہا ذرا سُنو مہترانی نے
جھنجھلا کر جواب دیا مجھے مت ٹوکرے خصموں کا باپ سامنے دیکھ رہا ہی اسوقت تیرا بچہ
مجھپر قابض نہ ہوگا ایسا نہ ہو سونٹا لیکر آوے تو مجھکو ماریگا برق نے باتین کرتے کرتے
قریب آکر ایک حباب مارکر مہترانی کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر در بیت الخلا پر آیا کہ
ہلڑ ہوا نہ وجہ داؤد آتی ہین برق فرنگی مہترانی بنا ہوا اندر خیمے کے جا کھڑا ہوا نہ وجہ داؤد
اندر خیمے کے آئی دیکھا مہترانی رو رہی ہی پوچھا کیون منکر یا خیر تو ہی کیون روتی ہی برق
نے ہاتھ باندھکر کہا حضور جانتی ہین کہ شوہر میرا کسقدر اعتنا کرتا ہی کہین جانے نہین دیتا
رات کو ایک شریف بُلانے آئے اُسنے جو دیکھا رات بھر غصّے مین رہا شراب پی کر آیا
تھا مجھکو مارا یہ کہکے پشت دکھائی گوری گوری پیٹھ پر سونٹون کے نیلے دھبے پڑے ہوے
ہین اُس نازنین نے جواب دیا کہ مین چلکر سمجھا دونگی نہ رو اگر زیادہ بگڑے گا تو فارغ خطی
دلا دونگی برق فرنگی نے کلیجے پر پتھر رکھا حباب مارکر بیہوش کیا اُسیکی شکل بنکر تیار ہوا
کپڑے اُتار لیے زیور وہین دفن کیا اُسی کی شکل پر نکلا کنیزون سے پوچھا صاحب کہان
ہین کنیزون نے پتہ دیا کہ بارگاہ مین بیٹھے ہین برق فرنگی اُسطرف چلا تھا کہ ہلڑ ہوا کہ
صمصیر چابک آتا ہی برق فرنگی ٹھہر گیا دیکھا صمصیر آگے ہی پشت پر چند عیار نہ وجہ داؤد
کو جو آتے ہوے دیکھا صمصیر کو کھٹکا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم ٹھہر جایئے برق فرنگی
ٹھہرا صمصیر قریب آیا کہا ملکۂ عالم کیا ارادہ ہی برق فرنگی نے کہا ارادہ ہی کہ شوہر سے
ملاقات کرون نہین معلوم کہان بیٹھے ہین صمصیر نے جو باتون مین اختلاف پایا ساتھ
ساتھ چلا کہا ملکۂ عالم آج آپ رنجیدہ کیون ہین برق فرنگی نے کہا رات کو جو صاحب
آئے شراب کا نشہ زیادہ تھا آتے ہی سو گئے مین مزاج پوچھونگی صمصیر نے باتین کرتے

کرتے کہا او مکار تو کوئی عیار ہو برق نے نیچہ کھینچا کہا او بیحیا کیا بکتا ہی کیسا عیار و مکار مین تو
اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی مہمیز ڈر کر خاموش ہوا کہا ملکۂ عالم چلیے اب برق فرنگی چوکنا
ہو چاہتا ہی کسیطرح نکلجاؤن لیکن مہمیز گھیرے ہوے ہو برق فرنگی نے نکلنے کا موقع نہ پایا
دربار مین داؤد غبار انگیز کے آیا مہمیز نے اشارہ کیا کہ اے داؤد مجھے آپ کی زوجہ پر کچھ
شک ہوتا ہی کوئی سحر کیجیے داؤد غبار انگیز نے ہاتھ ہلا دیا برق فرنگی کے چہرے سے
رنگ ور وغن عیاری کا اُڑگیا اتنے مہمیز نے حلقہ ہاے کمند مارے برق نے حلقۂ کمند
کے کاٹے داؤد نے سحر کیا کہ برق فرنگی زمین پر گرا داؤد جھلاکر اُٹھا خنجر کھینچکر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا کہتا تھا ارے بتا میری زوجہ کو کیا کیا برق نے کہا اگر مجھکو قتل کیجیے گا تو پھر زوج
کو نہ پایئے گا بہت پچتایئے گا داؤد نے برق کی مشکین باندھین کہا صاف صاف بتا
کہ زوجہ کو میری کیا کیا برق نے کہا حضور مین بتاے دیتا ہون آپ کی زوجہ کو مین نے
بیہوش کر کے ایک مقام پر ڈالدیا ہی ایسا نہ ہو کوئی اور اُٹھا لیجائے تو پھر کیونکر زوجہ
کو پایئے گا داؤد غبار انگیز نے کہا سچ بتا تو تجھکو نوکر رکھ لونگا ورنہ قتل کرونگا برق
نے کہا صاف تو یہ ہی کہ اُستاد والا نژاد لیگئے مجھکو اُسکی شکل پر یہان چھوڑ گئے کہ داؤد
کو گرفتار کر لانا ہم عیاران لشکر اسلام بردہ فروشی کرتے ہین جسکی بہو بیٹی کو گرفتار کیا
اُسکو بیچ لیا سب ملکر بانٹ لیتے ہین ایک زمیندار کی دختر کہ نہایت حسین وجمیل تھی اُستاد
نے کہا اے برق اگر اُسکو لائے تو دو دو آنے حصے کے ملین گے مین کئی دن نالے مین
پڑا رہا آخر شوالے مین جاکر گرفتار کیا اُسکو جب بیچا ہی تو تین تین آنے فی کس ملے تھے
آپ کی زوجہ پر ایک سوداگر قوم کا زنگی عاشق ہی جب اُستاد اُسکو دینگے تو وہ کئی ہزار
روپیہ دیگا مگر ابھی اُستاد نے نہ دیا ہوگا انھین کے پاس ہو گی اُنکو بلوایئے مگر اب مین
اُنکی خدمت مین جانے کے لایق نہ رہا آپ ہی کے پاس رہونگا داؤد غبار انگیز نے
کہا مین عمرو کو بلا سکتا ہون ابھی ایک پُتلی بھیجون جہان عمرو ہو وہین سے اُسکو لائے
برق نے کہا اُستاد کے آتے ہی زوجہ آپ کی ملجائیگی مگر جلد ہی کیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ پھر
سوداگر کو دیدین داؤد غبار انگیز نے جھولی سے ایک پُتلی نکالی پُتلی سے کہا جہان

عمرو

عمرو ہون وہان سے لا برق سر جھکا کر بیٹھا پتلی اُڑتی ہوئی چلی خواجہ عمرو میدان مین آئے ہین ٹہل رہے ہین آمد لشکر ہفت پیکر ہو رہی ہو سردار اُسکے جمے ہوے آر ہے ہین میدان مین آکر ٹھہرتے جاتے ہین کہ پتلی جھپٹ کر گری خواجہ کو اُٹھا لیگئی اور نعرہ کیا کہ ہم فرستادۂ داؤد غبار انگیز عیارون نے چاہا پیچھا کرین مگر پتلی آسمان مین ڈوب گئی یہان داؤد بیٹھا ہو کہ سناٹا ہوا پتلی نے لاکر عمرو کو ڈالدیا خواجہ نے دیکھا ایک ساحر زبردست اور ایک عیار شلنگین لگا رہا ہو ایک جانب برق فرنگی بیٹھا ہو اِسنے پکار کر آواز دی اُستاد زوجہ اِسکی دیدیجیے ورنہ مین قتل ہوتا ہون لیکن اب مین آپ کے ساتھ نہ رہونگا مین نے داؤد کی نوکری کرلی مجھسے بردہ فروشی نہ ہوگی خواجہ و برق سے تکرار ہونے لگی خواجہ فرماتے ہین او نالائق تو نے راز کی بات کیون کہی ہمارا بھید کھولتا ہو ہملوگ عیار ہین جسطرح سے بن پڑتا ہو بسر کرتے ہین داؤد نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میری زوجہ کو رہن نہ رکھیے گا جو کچھ روپیہ صرف ہوا ہو وہ مجھسے لیجیے خواجہ نے کہا اب آپ راہ پر آئے لیکن اگر ہمنے آپ کی زوجہ کو دیدیا اور آپ نے ہمکو نہ رہا کیا تو ہم کیا کرین وہ ترکیب کیجے کہ ہم آپ دونون راضی رہین داؤد نے کہا جو تم کہو مین راضی ہون مگر میری زوجہ ملجاے خواجہ نے کہا زوجہ اپنی لیجیے لیکن روپیہ لیکر جنگل مین چلیے ساحرون کو یہین چھوڑ جائیے ایک نخل کے نیچے روپیہ رکھیے دوسرے نخل کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھ دین آپ زوجہ کو لیکر اِدھر آئیے ہم اُدھر جائین کچھ جھگڑا فساد نہین داؤد غبار انگیز اسپر راضی ہوا مہمیز نے کہا اے شہنشاہ اِس مضمون مین بھی کچھ فتور رہا ہو عمرو نے کہا اے داؤد یہ عیار ہین اِنکی ہر بات مین مکر ہو اور مین اگلے وقت کا آدمی ہون مین مکر و فریب نہین جانتا ہون سیدھی سیدھی بات جو تھی وہ کہدی داؤد نے مہمیز کا کہنا نہ سُنا روپیہ لیکر عمرو کے ساتھ ہوا برق بھی اپنے سر کو جھکائے چلا آتا ہو خواجہ نے اشارے سے پوچھا زوجۂ داؤد کو کہان رکھا ہو برق نے اشارہ کیا اُستاد بیت الخلا مین رکھا ہو خواجہ عمرو جب قریب بیت الخلا کے پہونچے ہاے ہاے کرکے گر پڑے آنکھین بند کرلین سب نے دیکھا کہ کان کی لوین پھر گئین آنکھین اُلٹ پلٹ ہو رہی ہین برق ہاے اُستاد کہکے رونے لگا کہا اے داؤد غبار انگیز

دوا جلد منگواؤ اُستاد کو کھلاؤ چند دوائین برق نے بتاکر منگوائین اُنکو کوٹ کر گولی بنائی مُنھ مین خواجہ کے دی جیسے ہی گولی حلق سے اُتری خواجہ اُٹھ بیٹھے کہا مجھے احتیاج پاخانے کی ہی اِسوقت دست آئیگا تب یہ درد جائیگا بیٹا برق تمنے یہ خوب یاد رکھا اِسی نسخے سے مین صحت پاتا ہون خادم دوڑکر لوٹے مین پانی لائے خواجہ پائخانے گئے زوجۂ داؤد کو لیکر زنبیل مین رکھا باہر نکلے کہا مین نے صحت پائی برق نے اشارے سے پوچھا کیون اُستاد مطلب ہوگیا خواجہ نے کہا بچہ بڑے حرامزادے ہو جہان گرفتار ہوگے ہمکو بھی بلواؤگے برق نے کہا اُستاد جب دیکھا کوئی صورت رہائی کی نہین تب آپ کو بلوایا خواجہ نے کہا بچہ یہ تو بتاؤ کہ زیور اِسکا کہان ہی برق نے کہا اُستاد یہ لوگ خیال سکندری کے رہنے والے ہین عورتین وہانکی زیور نہین پہنتین خواجہ نے کہا مین زیور و لباس تمسے لونگا برق نے کہا مین تو نہ دونگا دونون اشارون مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین داؤد غبارانگیز بھی ساتھ ہی جب صحرا مین پہونچے خواجہ نے کہا سامنے جو نخل ہی آپ وہان روپیہ رکھیے مین دوسرے نخل کے نیچے آپکی عورت کو رکھون بس مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن آپ اپنی زوجہ کو لے آئیے داؤد غبارانگیز خوش ہوگیا خواجہ نے ایک نخل کے نیچے جاکر ایک پھٹی ہوئی دری نکالی زمین پر بچھائی زنبیل سے پتلہ میدے شہاب کا نکالا تکیہ سر کے نیچے رکھا دور سے داؤد دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی اُسکی کمر مین میری زوجہ تھی دیکھو نکالکر لٹایا ہی عمرو نے پُکار کر کہا آپ اِدھر آئیے مین جاکر روپیہ لون داؤد خوش ہوگیا خواجہ قریب روپیہ کے پہونچے برق نے کہا اُستاد میرا بھی حصہ ہی خواجہ نے کہا اے مسخرے تیرا حصہ اِسمین کیسا زیور و لباس دے ورنہ خوب تجکو مارونگا برق نے کہا اُستاد زیور و لباس کہان ہی یہ پہنتی ہی نہ تھی بیت الخلا مین برہنہ ہوکر آئی تھی خواجہ نے وہ روپیہ لیا برق و خواجہ بھاگے لیکن داؤد جب زوجہ کے پہونچا اشتیاق مین اوپر گرا پیٹ پر جو ہاتھ پڑا ہاتھ پیٹ مین اُتر گیا کسی کنیز نے آکر ہاتھ پکڑا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا کنیزون نے کہا اے شہنشاہ ملکہ کو عمرو نے سر کے بین ڈالدیا تھا وہ تو گل گئین مہمیز چابک آیا سر پیٹ لیا کہا حضور اُستاد شاگرد

ملکر عیاری کر گئے زوجہ کو آپ کی لیگئے اب لشکر مین پہونچے ہونگے غلام تو بڑھتا ہی عمرو سے
مقابلہ کرون سر میدان مشکین باندھون افسوس ہی کہ میرے ہونے پر آپ نے دھوکا کھایا
قدرت کیا کہین گے فرمائین گے ای مہمیز تو موجود تھا اور یہ عیاری ہوگئی تو نے نہ روکا مین
کیا جواب دونگا یہ کہکے ایک چیخ ماری ساٹھ ہزار پیک بچے گرد آگئے غبار انگیز روتا پیٹتا
پلٹا مگر مہمیز چابک اپنے ساٹھ ہزار پیک بچون کو لیکر چلا وہی جو عیارون کے طریقے ہین
حقہ ہاے آتشبازی چلتے ہوے پیچھے لڑتے ہوے اِس زور و شور سے مہمیز چلا راہ
مین برق فرنگی ٹھہر گیا تھا کہ اُستاد نکلجائین تو مین جاؤن درہ کوہ سے اِسنے دیکھا کہ مہمیز
بڑے زور و شور سے جاتا ہی برق فرنگی نے ایک سفید رومال کمر سے نکالا ایک کونے
مین روپے باندھے دوسرے گوشے مین پھول باندھ دیے اُس رومال کو راہ مین ڈالدیا
مہمیز نے عیارون سے کہا تم بڑھو مین آتا ہون عیار بڑھے یہ پھرتا ہوا جنگل مین آیا ایک
مقام پر دیکھا ایک رومال سفید پڑا ہی سوچا کوئی اُستاد پہونچے رومال کو اُٹھایا روپے
کھولکر کمر مین رکھے پھول نکالکر بدل لیے اُنکو سونگھکر ارے کہکر گرا برق فرنگی سمجھا کہ یہ
بیہوش ہوگیا درہ کوہ سے نکلکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ مشکین باندھون مہمیز نے دس حباب
مارے برق نے کچھ دفع کیے کچھ چہرے پر پڑے بیہوش ہو کے گرا مہمیز نے برق فرنگی
کی مشکین باندھین پشتارہ دوش پر لگایا لیکر چلا جہان اسکے شاگرد ہین اُنکے پاس آیا کہا
لو مین برق کو پکڑ لایا ایک شاگرد نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے مین اِسی جنگل مین
جاکر قتل کرون مہمیز نے پشتارہ دیا وہ پشتارہ لیکر طرف جنگل کے چلا جب دور نکلگیا تو
مہمیز نے پکارکر کہا کہ اُسطرف کہان جاتا ہی پکارکر اُسنے آواز دی منم برق ثانی اپنے باپ
کو رہا کرلیا یہ کہکے بھاگا ایک مقام پر آکر برق فرنگی کو ہوشیار کیا برق نے بیٹے کو گلے
سے لگا لیا کہا ای فرزند بڑی چالاکی کی اب دیکھین مہمیز جاکر کیا کرتا ہی یہان لشکر جو میدان
مین آئے تھے بشیر جادو میدان مین آیا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
رُستم نے گھوڑا ابڑھایا سنبل ہفت گیسو قدمون سے لپٹ گیئن کہا ای شہریار مین خود
جاکر اِس بیحیا کو سمجھائے دیتی ہون اِس سے اکثر مقابلہ پڑا ہی یہ سحر مین بہت کم ہی یہ کہکے

سنبل نے طاؤس بڑھایا لبشیر نے جو سنبل کو آتے ہوے دیکھا بیتاب ہوکے گولہ مار دیا سنبل نے ساتون گیسوون کو جنبش دی برق چمک کر گری کہ گولے کو کاٹا ایک کاکل سے برق چمکی تھی چھوُن کا کلون سے لکۂ ابر نکلا آسمان پر بلند ہوکر برسنے لگا چند قطرے جو لبشیر پر پڑے جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوگیا سنبل نے ابر کو اشارہ کیا اور پکارکر آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لینا ابر سے پھول برسنے لگے لبشیر نے بہ نگاہ غور سنبل کو دیکھا بیقرار ہوگیا پکارکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہوگئے
زخم خندان غیرت گلہاے خندان ہوگئے

آرزوے دل رہی ناآشناے گوش یار
حرف مطلب اپنے منھ تک آکے دندان ہوگئے

حسن وہ شے ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کیطرح آئینے حیران ہوگئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کیے رندان عشق
کتنے کافر ہوگئے کتنے مسلمان ہوگئے

عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانے مین ہوا
سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے

آہ برلب داغ در دل بس کہ غیرت نے کیا
شمع وگل ہم برسر گور غریبان ہوگئے

موسم گل کردیا انکی قباے سرخ نے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملیگا وقت قتل
ابروے قاتل اگر دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان
یوسف اپنی آنکھ مین داغ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہین چلین آتش بتان بیوفا
حسن جب پیدا ہوا سب عیب پنہان ہوگئے

یہ اشعار پڑھکر چاہا قریب سنبل کے جاؤن سنبل نے آواز دی ادھر کہان آتا ہے ارے ہفت پیکر کا سر لبشیر جادو پلیٹا غول پر فوج کے پہونچا جھولی مین ہاتھ ڈالکر گولے نکالے جب گولہ مارا دو چار زخمی ہوکر گرے دو چار کے سر اڑگئے دناتا سناٹا جو ہوا فو ہفت پیکر نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہے ساحرون سے بیان کیا کہ سنبل ہفت گیسو نے لبشیر کو دیوانہ کردیا فوج سے لڑرہا ہے ہفت پیکر نے جھلاکر اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو یہ بچیا

بڑا بے ادب ہی فوج والے بلوہ کرکے بشیر پر جا پڑے بشیر لڑنے لگا جب گولہ مارا دو چار گرے لڑتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے گولہ اُٹھا کر مارا کہ بشیر کا سر پھٹ گیا جب بشیر مارا گیا نظیر جادو بشیر کی بہن سنبل پر جا پڑی جاتے ہی سحر کیا سنبل نے آواز دی ہوا ذرا ایسے آنکھ ملاؤ بھائی کو تمھارے ہفت پیکر نے مارا اُس سے بدلہ تو لو یہ جو سنبل نے کہا نظیر روے زیبا دیکھنے لگی دیکھا ایک نازنین مہ جبین آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال صورت قتال عالم کنیز و غلام عشوہ و ناز بھولا پن چہرے سے آغاز نظیر نے جھک کر سلام کیا سنبل نے کہا بوا تمنے آنکھوں سے دیکھا کہ ہفت پیکر نے بشیر کو مارا تم جاکر ہفت پیکر سے بدلہ لو نظیر جادو پلٹی صف لشکر پر پہونچی پکار کر آواز دی او ہفت پیکر تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا مین تجھسے بدلہ لونگی مشکین باندھکر سامنے سنبل کے لیجاؤنگی سنبل نے تجلو یاد کیا ہو ہفت پیکر نے غصے مین ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ نظیر جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے نظیر جادو کا مرنا کہ ہفت پیکر نے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر کو لیکر پلٹا وزیر نے پوچھا یا خداوند کیوں طبل امان بجوایا سب ساحر قسمیہ ہوکر گئے تھے کہ جمکر لڑینگے مگر آپ کے طبل بازگشت بجوانے پر مجبور ہو گئے ہفت پیکر نے کہا خیال سکندری کا سردار داؤد غبار انگیز آتا ہی وزیر نے عرض کی عمرو و برق جاکر اُسکے چونا لگا آئے زوجہ کو اُسکی لے آئے کچھ اُسکے کیے نہ ہو سکا مگر عیار آتا ہی اُسکو بھی راہ مین برق نے دھوکا دیا تھا مگر وہ ہوشیار تھا بچ گیا کل میدان کارزار مین آئیگا ہفت پیکر نے کہا مین جانتا ہون اِسی وجہ سے طبل بازگشت بجوا دیا کہ کل وہ آکے عمرو کو ٹوکے گا تب عمرو کو معلوم ہوگا وزیر یہ سنکر خاموش ہو رہا یہان صاحبقران پلٹے جب بارگاہ مین آکر بیٹھے تو خواجہ نے عرض کی میان برق بڑے تیز ہو گئے ہین اسباب زوجۂ داؤد کا دلوا دیجیے ورنہ مین اِنسے بہت بُری طرح پیش آؤنگا امیر نے کہا دیکھو برق فرنگی کہان ہی چالاک نے جواب دیا کہ حضور قبلہ و کعبہ زبردستی کرتے ہین اُسکی وجہ سے کئی لاکھ روپے پاے پھر اسباب کا ذکر کیے جاتے ہین خواجہ نے کہا او جوانہ مرگ تو برق کی طرف سے جواب دیتا ہی مین اسباب ضرور لونگا چالاک نے کہا وہ تو نہ دیگا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے اور کہا کہ

مارے کوڑون کے کھال گرادونگا چالاک بھی اُٹھا عیارون نے چالاک کو منع کیا کہ
بزرگ سے تکرار نہ کیجیے خواجہ تلاش مین برق کی نکلے دیکھا کہ برق بازار مین پھر رہا ہی
رنگ وروغن عیاری لگا کر برق ثانی کی شکل بنے برق نے جو فرزند کو آتے ہوے دیکھا
دونون ہاتھ پھیلا دیے خواجہ سر جھکا کر قریب آئے برق نے فرزند جان کے اپنے
گلے سے لگایا عطر بیہوشی جسم مین خواجہ کے لگا ہوا تھا برق چھینک مارکے بیہوش
ہوا خواجہ نے برق کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوے برق
نے کہا اُستاد وہ اسباب مین نے درۂ کوہ مین گاڑ دیا ہی چلیے کھود کر نکالدون خواجہ عمرو
برق کو ساتھ لیکر چلے جب برق کھلا تو یہ سامنے سے خواجہ کے بھاگا کہا اُستاد اب
معاف فرمائیے مین نے گاڑ دیا تھا کوئی کھود لیگیا خواجہ خاموش ہو رہے فرمایا خیر بیٹا
تمسے سمجھونگا برق نے کہا اُستاد مال نہ ملیگا اگر جان لینا ہی تو لے لیجیے خواجہ نے کہا اب
لشکر مین آؤ مین نہ بولونگا تب برق لشکر مین آیا وہان ہفت پیکر نے حکم دیا طبل جنگی
بجے نقارۂ رزمی گڑگڑایا علمشاہ وامیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین برام
تیاریان ہونے لگین بہرام گرد لشکر کے طلایہ پر تھا دو پہر رات گئے دیکھا کہ سامنے
سے خواجہ عمرو آتے ہین بہرام گھوڑے سے اُتر پڑا عمرو نقلی نے کہا ای بہرام ذرا
کنارے آؤ تو مین کچھ کہونگا بہرام کنارے آیا عمرو نے باتین کرتے کرتے حباب مارکے
بہرام کو بیہوش کیا عیار بہرام سہیل چینی نے دور سے دیکھا کہ بہرام بیہوش ہوا عمرو
نقلی نے پشتارہ باندھا سہیل نے للکارا کہ ارے تو کون ہی کہ آقا کو گرفتار کرکے لیے جاتا
ہی اُسنے آواز دی منم مہمیز پشتارہ بہرام کا لیکر غائب ہوا سہیل پلٹا سواران ہمراہی بہرام
سے کہا بہرام کو مہمیز لیگیا مین نے چاہا تمھارہ وکون مگر وہ برق جہندہ جھٹ پٹ لیگیا اور
نکلگیا سب رنجیدہ پلٹے کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے سہیل نے پکار کر آواز دی ای اُستاد
نامدار بہرام کو مہمیز لیگیا مین نے چاہا تھا روکون لیکن وہ نکلگیا خواجہ نے کہا انشاء اللہ
کل فکر ہوگی مگر برق فرنگی نے جو یہ معاملہ سُنا اُسی وقت فکر مین چلا جست وخیز کرتا ہوا ایک
صحرا مین آیا کھڑا دیکھ رہا ہی دیکھا کہ مہمیز پشتارہ بدوش آتا ہی برق نے للکارا کہ او نامرد

عیارون کے پاپوش کی گرد یون کوئی عیاری کرتا ہی جیسے تو نے عیاری کی اب مقابلے مین تو آمین تجھے جانے نہ دونگا مہمیز نے جو برق کو آمادہ دیکھا نیمچہ کھینچکر آپڑا اگر برق بلاے روزگار ہی اس طور سے لڑا کہ آخر مہمیز گھبرایا برق نے بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونون پانوؤن اسکے اُڑا دون مہمیز نے جست کی جسم کو جنبش جو ہوئی پشتارہ بہرام کا پشت سے گرا برق نے پشتارے پر قبضہ کیا سینہ سپر کھڑا ہی جب وہ تلوار مارتا ہی کبھی برق داہنے پر خم ہوا کبھی بائین پر جھکا اسطرح اپنے کو بچا رہا ہی ایک مقام پر مہمیز قریب برق کے آیا برق کو خوف یہ ہی کہ بہرام پر کوئی زوال نہ آجائے جان دیے ہوے لڑ رہا ہی ہر ہاتھ کا جواب دیتا ہی برق نے سر سے گوپھن کھولا اور جھولی سے پتھر نکالا گلہ گوپھن مین دیکر چرخ دیا مہمیز سامنے سے بھاگا برق نے پشتارہ بہرام کا اُٹھا لیا لیکر لشکر مین آیا سوار و پیدل ہمراہیان بہرام سب اُسی مقام پر موجود تھے برق نے بہرام گرد کو ہوشیار کیا بہرام اُسیطرح طلاے پر مستعد ہوا حفاظت لشکر کی کرنے لگا جو سوال سامنے معلوم ہوا بڑھکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُسطرف کے طلاے کا جوان ہی تمام رات اِسی طرح گذری جب دیکھا کہ سحر ہونے لگی تو بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر میدان مین جانے لگے صاحبقران سوار ہوے ایک طرف سے رُستم سوار ہوے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے ہفت پیکر آیا ستر لاکھ فوج ساتھ علمہاے سیاہ کے پھرہرے کُھلے ہوے اِس کر و فر سے ہفت پیکر میدان مین آیا سب سردار گرد گھیرے ہوے آپ تخت پر بہ نخوت بیٹھا ہی وزیر اعظم اسکا پہلو مین لشکرون کی صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی میدان مین پکارنے لگے کہ اے برادران دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ‎ ‎ ‎ نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے ‎ ‎ ‎ کہ سلیمان کا بہ باد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اِس منزل سے ‎ ‎ ‎ گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اِس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ‎ ‎ ‎ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اِس خیابان کا ہراک نخل ہی نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکا غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس

دیگر

ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

اِسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے تیغے اُٹھا کے گھوڑے چمکاتے تھے آرزو یہ تھی کہ صف لشکر دشمن پہ جا پڑین سامنے افسر کے خوب لڑین میدان مین خون کے دریا بہادین خواجہ بھی آگے بڑھے کھڑے ہین کہ حقہ ہاے آتشبازی کی آواز کان مین آئی شعلہ ہاے آتش بھڑکے سب دیکھنے لگے کہ مہمیز آگے آگے پشت پر ساٹھ ہزار عیار کمند کے حلقے بازوون پہ تو بڑا پتھرونکا لٹک رہا ہی گوپین سر سے لپٹا ہوا پہلے آکے ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان کارزار ملے جاکر عمرو کو لٹو کون سر میدان مشکین باندھون ہفت پیکر نے اجازت دی کہا جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مہمیز جست و خیز کر کے میدان مین آیا کمندین اُچھالنے لگا پکار کر آواز دی منم مہمیز چابک خرام چاہتا ہون کہ عمرو میرے مقابلے مین آئے امیر نے فرمایا خواجہ تمکو پکارتا ہی عمرو نے کہا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہی مین مفلس کیا میدان مین جاؤن ایسا نہ ہو کوئی مہاجن آکے گھیرلے تو جان مصیبت مین پڑے یہ سب نوجوان کھڑے ہین یہ کیون نہین جاتے برق تڑپ کر سامنے آیا کہا اُستاد آپ کی شکل بنکر جاؤن اِس بیحیا سے مقابلہ کرون مین شب کو اِسکا امتحان کر چکا ہون بہرام کو آپکی شکل پر یہ گرفتار کر کے لیچلا تھا خدا نے اپنا فضل کیا غلام نے جاکر اِسکو روکا اور بہرام کو بہ صحت و سلامتی لایا عمرو نے کہا ابے تو سمجھتا بھی ہی کہ کیا مدعا ہی آقاے نامدار سے کچھ لیلون تو جاؤن صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ پانچ توڑے خواجہ کو دو مقبل نے پانچ توڑے خواجہ کو دیے خواجہ روپے لیکر میدان مین نکلے سامنے مہمیز کے پہونچے

صمیر نے پتھر مارا خواجہ نے پتھر کو پتھر پر روکا صمیر کے ہوش اُڑ گئے کئی پتھر اسی طرح مارے خواجہ روکتے ہوئے قریب پہونچے حلقہ ہاے کمند چلنے لگے جب حلقہ عمرو نے مارا صمیر جست کر کے نکلا اور نکلکر خواجہ پر حلقے مارے خواجہ نے کبھی خنجر سے کاٹ دیے کبھی جست کر کے نکلے ابتو نیچے کھنچے نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پکار کے کہا ارے سر اسکا کاٹ لے صمیر سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا جیسے ہی پلٹ کر دیکھا عمرو نے نیمچہ مارا کہ سر صمیر کا زخمی ہوا عیار ان صمیر نے جو دیکھا کہ اُستاد زخمی ہوے لینا لینا کہکر عمرو پر آپڑے خواجہ نے کئی عیار پتھر سے مارے کئی کو نیمچے سے قتل کیا سات تن مہتر چودہ سر ہنگ نیچے کھینچکر آپڑے چالاک کی چالاکی برق فرنگی کی تیزی سمک کی چستی قہر کی تھی کہ کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ صاحب بغدہ گران مہتر قران نامدار بغدہ کھینچے ہوئے مثل شیر کے رمہ گوسفند ان پر آپڑے جسکو بغدہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دو دو کی گردن پکڑ کے لڑانا شروع کیا ایک لاکھ چور اسی ہزار پیک بچے خنجر و نیمچے کھینچکر آگرے بیس ہزار پیک بچے صمیر کے مار ےگئے سو فار تیر انداز ایک پہلوان سامنے کھڑا ہوا اُسنے جو دیکھا کہ پیک بچے صمیر کے کم رہگئے اور عیاران عمرو نے گھیر لیا ہے ساٹھ ہزار فوج سے کھڑا ہو گینڈا بڑھا کر جا پڑا حضرت قران نے جو سوفار کو آتے ہوے دیکھا بلوے سے نکلکر نعرہ کیا او نامرد عیاروں کی جنگ مین تجھکو کیا دخل ہے اُسنے تیر مارا قران نے تیر کو قلم کیا ٹیک کر بغدہ جست کی پشت پر اُسکے گینڈے کی سوار ہوے گردن مین ہاتھ دیکر گرادیا استخوان سوفار کے چور چور ہوے اب سواروں نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا گھوڑے دوڑانے لگے خواجہ نے طرف برق کے دیکھا فرمایا اے نور نظر ان سواروں کا تو انتظام کرو برق نے تو بڑے سے چھچھوندر نکالی ایک گھوڑے کی دُم مین باندھ دی اب جو اُسے داغا وہ گھوڑا بھاگنے لگا ہر طرف بھاگا بھاگا پھرتا ہے سواروں مین اتنے تک دو دولتی چلنے لگی کئی مہتروں نے بھی شغل کیا آخر سوار بھاگے صمیر نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے ابتو مین زخمی ہوا مگر سمجھونگا سوار گھوڑے بھگا کر دور کھڑے ہوئے سب

لینا لینا کر رہے ہین عیارون پر نہین آتے مہتر قران نے پکارا کہ او نامردو دور سے
سیاہہ دکھاتے ہو سامنے ہمارے نہین آتے ہو سوارون نے کچھ جواب نہ دیا مہمیز نے
طبل بازگشت بجوایا عیارون نے خواجہ کو بیچ مین لیا بفتح و فیروزی پلٹے مگر مہمیز کے
سر سے خون بہتا ہوا پلٹ کر دربار خداوندی مین آیا عرض کی یا خداوند کیسی تقدیر کی
کہ غلام کے پیک بیچے مارے گئے عمرو سرخرو ہوا مہتر قران نے سوفارہ کو مارا
اب مین عمرو کو پکڑونگا دیکھیے کسطور سے لاتا ہون وہ عیاری کرون کہ جسکا خیال بھی
نہ ہو مگر قدرت وعدہ کرین کہ فوراً قتل کا حکم ہوا اگر عمرو مارا گیا تو لشکر اسلام کا کوئی
نگہبان نہ رہیگا حقیقت مین بلاے روزگار ہی مگر اب دیکھون کیونکر بچتا ہی خود ہی اپنے
پانؤن سے قبر مین جائے کیا مجال جو میرے مقابلے مین آئے ہفت پیکر نے بہت کچھ
انعام اُسکو دیا مراد یہ تھی کہ مہمیز بیدل نہو جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی
سر پر لگا کر مہمیز نکلا کہ عمرو کو تلاش کرون مہمیز نے تو فکر کر لی مگر خواجہ عمرو دن قلیل
باقی تھا کہ طرف لشکر کفار کے چلے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین ایک صحرا مین پہونچے
درۂ کوہ سامنے ہی اُسمین سے رونے کی آواز آئی اُس آواز پر خواجہ متوجہ ہوے
جون جون قریب جاتے ہین آواز کان مین زیادہ آتی ہی کوئی دردرسیدہ کہ رہا ہی کہ
یا خداوند ہفت پیکر ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے
کشاکش نہین اُٹھتی خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ قریب درۂ کوہ ایک نازنین مہ جبین
دریاے خون مین غرق لباس عمدہ پہنے ہوے تڑپ رہی ہی کٹی نیچے جسم پر پڑے ہوے
ناک کان بچے ہوے عارض خون آلود بلک بلک کے رو رہی ہی کبھی پکارتی ہی
یا خداوند خیال سکندری آپ کا بھی حال سنتا ہی آکر مدد کیجیے کبھی ہفت پیکر کو آواز
بلند سے پکارتی ہی اور جابجا اسباب پڑا ہی کہین صندوق خالی پڑا ہی کہین کچھ کپڑے
پھٹے ہوے خواجہ کو بڑا ترس آیا قریب آکر فرمایا کہ کیون اے مہ جبین کس حال مین
ہی کیون موت کی طالب ہوتی ہی کیون بلک بلک کے روتی ہی خداوند ہفت پیکر
مدد کو نہین آتے اُس نازنین نے خون پونچھکر آنکھین کھولین کہا اے شخص میرا حال

نہ پوچھ سب کیفیت ظاہر ہی دیکھیے اسباب جا بجا پڑا ہی شوہر میرا مجھکو لیے ہوے جاتا تھا قزاقون نے آکر لوٹا مجھ سخت جان کو ایک ہاتھ نہ مار دیا کہ اِس مصیبت مین مبتلا نہوتی کیون بلک بلک کے روتی اب خداوند ہفت پیکر سے عرض کرتی ہون کہ مجھکو عدم مین بلا لیجیے مگر خداوند نہین سنتے عمرو نے کہا تیرا مکان کہان ہی نازنین نے کہا سامنے قریہ ہی وہانکے زمیندار کی بیٹی ہون اگر وہانتک پہونچا دو تو باپ میرا صاحب زر ہی بہت کچھ دیگا اور ممنون ہوگا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر اُسکو اُٹھایا وہ اُٹھ نہ سکی رونے لگی کہا اے شخص مجھسے اُٹھا نہین جاتا اگر ہوسکے تو کاندھے پر سوار کرلے نازنین نے روپے کا بھی نام لیا روپے کا نام سُنکر خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا جھُک کر کہا آ کاندھے پر سوار ہولے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے چند قدم چلے تھے کہ اُس نازنین نے حلقے کمند کے عمرو کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم صہیر عمرو نے چاہا کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا خواجہ گرے اُس نازنین نے پشتارہ باندھا کپڑے اُتار کر پھینکے کہتا ہی کیون او ساربان زادے کبھی یہ عیاری تو نے نہ دیکھی ہوگی چند قدم چلا تھا کہ اُسکے لشکر کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا گیہان تیزرو اُسکے لشکر کا خلیفہ جھپٹا ہوا آتا ہی کہا اُستاد جلد چلیے عیاران لشکر اسلام نے آپ کے عیارون کو گھیرا ہی خداوند ہفت پیکر پر بلوہ ہی مین آپ کی تلاش مین نکلا تھا شکر ہی کہ آپ کو پا گیا یہ پشتارے مین کون ہی صہیر نے کہا شہنشاہ عیاران جسکا لقب ہی اُسکو مین نے گرفتار کیا وہ دھوکا دیا کہ دام مکر مین پھنسا کیا مجال تھی کہ میرے دام مکر سے نکلتا مین نے فوراً بیہوش کرلیا گیہان تیزرو نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے آپ اپنے کو پہونچائیے ورنہ خداوند کو عیار گرفتار کرلین گے نہین معلوم عیارون کو کیونکر معلوم ہوا کہ آپ نے عمرو کو پکڑا ہی یہی ہر ایک کا قول ہی کہ ہفت پیکر کو پکڑ کر لائین گے اُسکے بدلے مین عمرو کو لین گے اِسطرح گھبرا کر گیہان نے کہا کہ صہیر گھبرا گیا فوراً پشتارہ اُسنے گیہان کو دیا گیہان طرف صحرا کے چلا صہیر نے پکار کر آواز دی ارے اُسطرف کہان جاتا ہی اُسنے پکار کر آواز دی او بھیا منم مہتر ابن مہتر چالاک

بن عمرو نعرہ چالاک	بہ عیاری منم آنکہ چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ یابد باد گرد تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم	نعرہ کر کے خواجہ کو ہوشیار

کیا مہمیز کے ہوش اُڑ گئے حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے مہمیز تو نے خوب عیاری کی ہزار ہا مرتبہ ایسی عیاریان کی ہین لیکن ہوشیار رہنا اسی عورت کی عیاری پہ تجھکو گرفتار کرونگا مہمیز نے زنبیل بجائی چند شاگرد اِسکے کہ گوشون مین چھپے تھے نکل آئے چاہا عمرو کو گھیرین خواجہ و چالاک جست و خیز کرتے ہوے نکل گئے مہمیز رنجیدہ پلٹا اپنے لشکر مین جو آیا عیارون نے پوچھا اُستاد کیون پریشان ہو رہے ہو مہمیز نے سب کیفیت بیان کی کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا مگر اُسکا بیٹا چالاک بلا کی چالاکی کر گیا نہین معلوم اُسکو کیونکر خبر ہوئی اے گیہان تیری شکل پر دھوکا کھایا ایسا اُسنے گھبرادیا کہ مین نے پشتارہ دیدیا وہ لیگیا مگر بھاگتے عمرو ایک فقرہ کہگیا ہے کہ عورت ہی کی عیاری پہ تجھکو گرفتار کرونگا صبح کو دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت بیان کی سب ساحرون نے کہا اے مہمیز اپنے کو بچانا عمرو نے جو کہا ہے وہی کریگا مہمیز نے کہا یا خداوند اب مین دھوکا نہ کھاؤنگا عورت بنکر میرے خیمے مین آئیگا آنکھ ملتے ہی تو پہچانونگا کیا تدبیر کریگا مین خود عیار بے مثل ہون پھر اُسکو گرفتار کرونگا ابکی گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالونگا مہلت نہ دونگا دیکھون تو کیا عیاری کرتا ہے دیر تک لاف و گزاف بکا کیا کہا اُسی کی تلاش مین جاتا ہون باہما ہے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا راہ مین آکر ایک مقام پر ٹھہرا سوچ رہا ہے کہ کس تدبیر سے لشکر عمرو مین جاؤن کیونکر دست انداز ہون یہ سوچ رہا ہے کہ باجے کی آواز کان مین آئی دیکھنے لگا پھر بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ڈفلی نفیر بجاتے ہوے چند شخص پشت پر بھنگیون مین اسباب ایک ٹٹو پر دولہا سوار مور کے پر سر پر پھول لٹکتے ہوے جامہ زیب جسم ہنسلی چاندی کی گلے مین محافہ دُلھن کا سب کے بیچ مین یہ برات آتی ہے مہمیز دیکھا کیا جیسے ہی وہ برات نخلستان سے گذری ریتی کے میدان مین پہونچی کہ درۂ کوہ سے نعرہ ہوا کہ بائیم قزاقان پہ جفا تلوارین چمکاتے ہوے نکلے دولہا ٹٹو سے اُتر کر

بھاگا کسی نے اُسکا پیچھا نہ کیا ایک قزاق نے بڑھکر دولھا کے ہنسلی کڑے اُتار لیے دولھا اپنی جان کو غنیمت جانکر بھاگا کہارون نے بھی محافہ زمین مین ڈالدیا ایک قزاق مال کو لوٹ کے قریب محافے کے آیا دُلھن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا دُلھن سرخ کپڑے پہنے ہوے عطر سہاگ مین بسی ہوئی ہی بدھیان پھولون کی آڑی ترچھی پڑی ہوئین محافے سے دُلھن تو نکلتی تھی قزاق نے ناک سے نتھ نوچ لی کانون سے بالیان بجلیان نوچین اور قزاق تو سب چلے گئے مگر یہ قزاق چاہتا ہی دولتِ عصمت دُلھن کی بھی لوٹون اور دُلھن منتین کرتی ہی کہ اور باقی ماندہ اسباب لے لے ایک ہاتھ تلوار کا مار دے مگر نقد آبرو پر نگاہ تو نہ ڈال ہرچند دُلھن روئی بلکی مگر اُس قزاق نے خیال نہ کیا دست انداز ہونے کا قصد کیا مہمیز نے جو یہ بدعت دیکھی کہ اب اسکی آبرو جاتی ہی ہوش مین نہ رہا اپنے مقام سے اُٹھا گوپھن سر سے کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دبا پکار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد تم لوگون نے برات کو لوٹ لیا اِس نیکبخت کا زیور لیا خبردار نقد آبرو کو ہاتھ نہ لگانا پتھر کو جو چرخ دیا قزاق بھاگا مہمیز جست کر کے قریب اُس عورت کے آیا دیکھا نہایت حسین ہی عروس شب اول بھینی بھینی خوشبو آ رہی ہی مہمیز کی ناک مین جو خوشبو پہونچی مثل مار سیاہ مست ہو کر جھومنے لگا آنکھون مین نشہ آگیا اُس عورت نے کہا ای شخص خداوند ہفت پیکر تیرا بھلا کرین تو بڑا صاحب رحم ہی عین وقت پر تجھکو خداوند نے بھیجا کہ مجھکو جلاد کے ہاتھ سے بچا لیا ناک و کان سے اسقدر خون بہ رہا ہی کہ قلب کانپ رہا ہی کمبختون نے یہ ظلم کیا مین کہتی جاتی تھی کہ ارے زیور مین اُتار دون مگر اُسنے ناک سے نتھ کھینچ لی نتھنا شق ہو گیا کان نوچے مجھے بالیان بجلیان تک اُتارنے کی مہلت نہ دی آخر ناچار ہوئی روتے روتے بیہوش ہو گئی اُس ظالم کو یہ فکر ہوئی کہ میری آبرو لے مگر تو نے بڑا احسان کیا مہمیز نے کہا مین سب معاملہ دیکھ رہا تھا مین ساٹھ ہزار پیکونکا افسر ہون اگر یہ جانتا دس ہزار کو بھی ساتھ لیتا آتا تو ڈاکے کو روک لیتا سب کو مین گرفتار کر کے خدمت خداوند ہفت پیکر مین لیجاتا مگر مین اکیلا آیا تھا اب اِن بھیاؤن کو گرفتار کرونگا سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤنگا اِسطرح کی خوشامدین کر رہا ہی

نازنین نے کہا ای شخص احسان بالاے احسان یہ ہی کہ میرے گھر پر مجھے پہونچادے اب میرا تجارت پیشہ ہی بہت کچھ دیگا تمکو بے نیاز کردیگا دامن آرزو زر وجواہر سے بھردیگا مہمنیر بیٹھ گیا میٹھی میٹھی باتین عروس کی سُن رہا ہی عروس بھی باتین لگاؤ کی کرتی ہی کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی ای شخص مین تیری نہایت ممنون وشاکر ہون جو تو کہے وہ قبول کرون ایسے صاحب بدعنت سے بچایا اب تجھسے کیا انکار ہی دیکھ میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی اُسکا خوف ابھی تک میرے دلمین ہی مگر مجکو یقین ہی کہ تو رحم کریگا جو تیرے مزاج مین آئے وہ تو کہہ مجھے بدل وجان سب منظور ہی مہمنیر نے بیتاب ہوکر کہا ای جان جہان وای آرام قلب مشتاقان میرا تو یہ حال ہی

نظم

جب خرام ناز کو تو ای پری پیکر اُٹھا
ہر قدم پر جاے گرد اِک فتنۂ محشر اُٹھا

آپ مین دیوانہ پھوڑے ڈالتا ہون اپنا سر
دست نازک سے نہ مجھپر ای صنم پتھر اُٹھا

طرفہ گل اِس باغ مین ہین اور شبنم ہی عجب
ہنسکے بیٹھا جو تری محفل مین وہ روکر اُٹھا

ہو صفاے دل کے آگے خاک آئینے کی قدر
میری محفل سے مکدر ہو کے اسکندر اُٹھا

پانؤن اُٹھ سکتے نہین کیا جاؤن کوے یار کو
ہاتھ اپنی زیست سے اب ای دل مضطر اُٹھا

دشمن سر ہی تری گردن کشی مانند شمع
افسر زر شوق سے رکھ پر نہ اتنا سر اُٹھا

کردیا ہی یاد چشم و گردن جانان نے مست
سامنے سے ساقیا اب شیشہ و ساغر اُٹھا

مجھسے ہلوا تا ہی پیرم اب جنون زنجیر کی
اور کوہ عشق کے کہتا ہی تو نگدر اُٹھا

بات جن نازک مزاجون سے نہ اُٹھتی تھی کبھی
بوجھ اُنسے سیکڑون من خاک کا کیونکر اُٹھا

خاک مین ملتی ہی غیرت روندتے ہین ہمکو غیر
اِس گلی سے بس ہماری خاک ای صرصر اُٹھا

کیا سخن سنجی سے حاصل جب سخندان ہی نہین
زانوے فکرت سے ای ناسخ تو اپنا سر اُٹھا

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سنے مسکرا کر کہا ای شخص تیرا احسان مجھپر بارہی مجھپر بھی عشق سوار ہی جو تیرے دلمین آئے وہ کر یہ سُنکر مہمنیر خوش ہو گیا پاس کھسک کر بیٹھا منھ سے منھ ملانے لگا اُس نازنین نے کہا ای شخص قریب آکان سے روئی عطر کی نکالی کہا یہ تو ذرا سونگھ مہمنیر نے جون ہی عطر سونگھا فوراً اِترا گیا آنکھون مین نشہ آگیا گھبرا کر کہا ای مہ جبین یہ

عطر کیسا تھا میرا کلیجہ جلنے لگا دیکھو میرے منھ سے دھوان نکلنے لگا نازنین نے ہنسکر کہا کہ
کیون ای مہمیز تجھکو یاد ہی ہمنے تجھسے کیا کہا تھا کہ تجھکو عورت کی عیاری پر مارینگے منم مہر سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شہنشاہ سرہنگان عالم **نعرۂ خواجہ عمرو**

گزران اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ درخنجر گزاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بہ باغ دین زکرتش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کرکے خواجہ اُٹھے مہمیز نے چاہا اُٹھکر بھاگون بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گرا خواجہ نے اُسکو اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا اب طرف دربار ہفت پیکر کے چلے یہان وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہوا ہی شاگردان مہمیز ذکر کر رہے ہین کہ آج اُستاد براے گرفتاری عمرو گئے ہین یقین ہی کہ لیکر آئین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ مہمیز عمرو کو گرفتار کرکے لایا سارے لشکر مین ہلڑ ہی کہ مہمیز عمرو کو لیے ہوے آتا ہی ہفت پیکر نے کہا ارے جلد اُس ظالم کو لاؤ کہ مین اُسے قتل کرون دلکو تسکین ہو اُس ظالم نے بڑے بڑے سرداران نامی کو مارا اب جو دائود غبارہ انگیز آئیگا ایک سحر مین سب کو مٹا دیگا طلسم کشا سے لوح بھی لیگا تحفہ جات چھین لیگا یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا سب نے کہ مہمیز عمرو کو لیے ہوے دربار مین آیا مہمیز اپنے شاگردون کو دیکھتا ہی مگر طاقت کلام کی نہین آخر سب عیار دوڑے کوئی دھول مار دیتا ہی کوئی قبضہ مارتا ہی مہمیز نقلی نے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ دشمن آپ کا حاضر ہی بڑا معرکہ پڑا آخر مین نے اسکو پکڑا ایسا نہ ہو کہ اسکے شاگرد آتے ہون اور آکر عیاری کرین ہفت پیکر نے کہا ای مہمیز تجھکو اختیار ہی جسطرح چاہے قتل کر ہم سب اس سے عاجز ہین مہمیز نقلی نے کہا یا خداوند اول مکر تو اسکا یہ ہی کہ اپنے کو گونگا بنایا منھ سے نہین بولتا مگر مین ایسے مکر کو کب خیال کرتا ہون آج انکی موت آئی ہی سارے مکر آج ٹٹتے ہین قاتل دمامہ و مشتمش ہی موت اسکو گھیر کر طلسم ہفت پیکر مین لائی قدرت کو لڑتے ہوے اس سے زمانہ گذرا الور افشان مین کیسی کیسی عیاریان کین سحر العجائب و مصر الغرائب نے تنگ ہو کر طلسم کو چھوڑا

آپکی پناہ مین آئے قدرت نے اُنکی عظم و شان بڑھائی کہ کوکب ایسا بادشاہ اُنکے پاس قید ہوا آخر یہ زوال آیا کہ بھاگتے پھرتے تھے قلعۂ طلسم مین مقام جنگ ہوا کیسے کیسے سردار مارے گئے اِسنے وہان کیسی کیسی عیاریان کین آخر شاہان طلسم طلسم سے نکل بھاگے اِسکی موت قدرت نے میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی اول یہ تدبیر کیجائے کہ دہل زن ساتھ ہو ایک گدھے پر سوار ہو سارے لشکر مین اِسکو تشہیر کرین پھر قدرت کے سامنے قتل کرین ہفت پیکر خوش ہو گیا کہا ای مہبنر تجھکو بھی اِس سے بڑہ البغض ہی مہبنر نقلی نے عرض کی یا خداوند آپکو اِسنے صدمے پہونچائے ہین اسکے نام کا دل سے دشمن ہون حکم ہوا کہ گدھا لاؤ قرنا نواز کو ساتھ لاؤ اُسی وقت گدھا آیا عمرو نے مہبنر کا منھ کالا کیا جھلنگا گلے مین ڈالا ایک ڈھول اپنے گلے مین ڈال لیا خواجہ مہبنر کو لیکر نکلے باہر آکر چوب لگائی آواز دی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو ہمسے عیاری کرے اُسکا یہ حال شاگرد حیران ہین کہ اُستاد عمرو کا نام نہین لیتے خواجہ نے سارے لشکر مین تشہیر کیا جس مقام پر دیکھا کہ افسران فوج زیادہ کھڑے ہین قرنا پھنکی اور آواز لگائی آخر لشکر مین پہونچکر کہا کہ جو عمرو سے عیاری کرے اُسکا یہ حال جب ہفت پیکر کو خبر ملتی ہی کہتا ہی کہ مہبنر کو بڑا قلق ہی مگر تعجب کی بات ہی کہ ہفت بند فرعونیہ پر لڑا پہلے دمامہ کو مارا پھر مشمش کو قتل کیا مگر موت عمرو کی طلسم ہفت پیکر مین تھی آج نقش مسلمانان مٹا جسوقت حمزہ کو خبر پہونچیگی اپنی جان دیگا اِسنے حمزہ کو حمزہ بنایا نوشیروان سے لڑوایا آخر مین گنجاب پر چڑھ گئے ایک لڑائی گنجاب لڑا کہ جسکو جنگ ہفت صف کہتے ہین ملک باختر پر کئی سال ہنگامہ رہا آخر اِسی کی عیاری پر خاتمہ ہوا الجنتیارک کیسا منتظم تھا اُسی کے پاس کنجیان قلعے کی رہتی تھین مگر اِسکی عیاری کے سامنے کچھ زور نہ چلا اِسنے قلعہ فتح کر لیا آخر باختر سے بھاگا اب مہبنر کو بلاؤ جلد قتل کرے کہ سردارون نے کہا یا خداوند ایک بات اور مشہور ہی عمرو کے مرنے مین بڑا فتور ہی عمرو کہتا ہی کہ جبتک تین مرتبہ موت نہ مانگونگا موت نہ آئیگی آج اِس قول مین فرق آتا ہی کوئی صورت عمرو کی رہائی کی نکلیگی ہفت پیکر نے کہا جھوٹ کہتا ہی قدرت نے تقدیر نہین کی ہنسنے تو مہبنر کے ہاتھ پر تقدیر کی کہ عمرو ہر جگہ لٹیگا

آخر مہمیز کے ہاتھ سے مارا جائیگا اب کسی طرح سامری بان زادہ نہ بچیگا مہمیز کو پھیرلاؤ لوگون نے جاکر کہا ای شاطر قدرت پلٹ چلو عمرو نے کہا ابھی کئی بازارین باقی ہین یہ کہکے عمرو نے سارے لشکر مین پھرایا پھر اکر پلٹے جب دروازے پر ہفت پیکر کے آئے چوب لگائی اور آواز دی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو عمرو سے لڑا اُسکا یہ حال یہ کہکے عمرو نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ ایک ایک ضرب تو لگاؤ عیارون نے نیمچے کھینچے نیمچے مہمیز پر پڑنے لگے اور خواجہ ڈھول بجا رہے ہین مہمیز غین غین کرکے اشارون سے کہ رہا ہی کہ ارے کمبختو مجھے مارتے ہو عمرو نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ سر کٹکر مہمیز کا گرا اور ڈھول پر چوب لگائی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ اسلام کا یار و مبارک ہو کہ مہمیز مارا گیا اور اُسی طرح نتے ہوے بارگاہ مین آئے کہا یا خداوند آپ کی تقدیر پوری ہوئی یا آپ کی تقدیر پھوٹ گئی آپ آگاہ ہوے کون مارا گیا مین کان مین عرض کرونگا ہفت پیکر نے کان جُھکایا عمرو جھپٹ کر قریب آیا کان مین منھ لگا کر کہا او بیحیا آگاہ ہو نعرہ خواجہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان | تراشندہ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

بائین ہاتھ سے ڈھول لگائی داہنے سے تاج لیا ہفت پیکر تخت سے گر پڑا عمرو نے گھما کر ڈھول مارا تھا اگر تخت سے نہ گر پڑتا تو ضرور سر پھٹ جاتا عمرو جست کرکے باہر گیا ہفت پیکر نے آواز دی ارے اِس سارہ بان زادے کو لینا آج تو بڑا غضب کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اور تاج لیگیا شاگردون نے پوچھا یا خداوند کیا ہوا کیا عمرو تھا ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر نہ کی تھی کہ عمرو مارا جائے تمھارا اُستاد مہمیز مارا گیا شاگردون نے گریبان پھاڑ ڈالے ہاے اُستاد کہکر رونے لگے بارگاہ مین ایک ہنگامہ ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ عمرو غضب کر گیا جادوگرون نے کہا عمرو تو کہا کرتا ہی کہ مین جبتک موت نہ مانگونگا تب تک موت نہ آویگی آخر مہمیز

کیونکر قتل ہوا استاگردون نے چھری سے مہمیز کے چہرے سے رنگ و روغن چھڑایا تو
صورت اصلی مہمیز کی نکل آئی اور بارگاہ مین زیادہ غریو ہوا یہان تو یہ رنگ ہی وہان
صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی تھی کہ مہمیز عمرو کو تشہیر کر رہا ہی صاحبقران نے
قبضے پر ہاتھ رکھا سب فرزندان عمرو رونے لگے فرزندان صاحبقران بھی رنجیدہ ہوئے
غرضکہ خرد و کلان از پیر تا جوان ادنی تا اعلی سب تیار ہوئے کہ عمرو کو چلکر چھڑائین سب
جادوگرنیان ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان جہانگیر و ایرج و نور الدہر اسباب
سحر جھولی مین رکھکر تیار ہوئین اس شوکت سے صاحبقران کنارے تک لشکر کے
پہونچے تھے کہ دیکھا عمرو آتے ہین لیکن گھبرائے ہوئے چہار جانب دیکھتے ہین امیر نے
فرمایا ای یار وفادار خیر تو ہی عمرو نے عرض کی جان تو بچی مگر مال گیا دو صندوقچے جواہرات
کے مہاجنون نے دیے تھے وہ کمر مین لگے تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا حال تو بیان
کرو عمرو نے کہا آپ کے اقبال سے مہمیز کو مارا وہان سے جو بھاگا اُس گھبراہٹ مین
صندوقچے گر گئے ہرکارون نے امیر کو پرچہ دیا کہ اُستاد آج تاج ہفت پیکر کا لائے
امیر نے فرمایا خواجہ وہ تاج تو دیکھین عمرو نے کہا ہرکارون نے پرچہ دیا ہوگا یہ ہمیشہ سے
جھوٹ خبر لکھتے ہین سترہ سو سردار ساحران غدار گرد ہفت پیکر کے بیٹھتے ہین کیونکر
ممکن تھا کہ مین اُسکے تاج کو ہاتھ لگاتا سب ساحر لپٹ جاتے ایک ایک چٹکی خاک ڈالتے
تو مین دب جاتا خیر و عافیت سے آیا یہی غنیمت ہی ہرچند امیر نے تاج کو کہا مگر عمرو نے
اقرار نہ کیا امیر کو نہ دکھایا امیر نے پانچ ہزار روپے خواجہ کو دیے اور دربار مین آکر بیٹھے
عمرو نے چادرہ بچھا دیا پکار کر کہا یہ دربار ہمیشہ آباد رہے سب صاحب کچھ دین روپیہ برابر
گرنے لگا صاحبقران نے بھی کچھ روپیہ اور دیا عمرو نے پکار کر کہا مجھے کسی صاحب سے
عذر نہین خادم خدمتگار سائیس بھی ایک ایک مہینے کی تنخواہ دین مین کچھ گاؤنگا خوب
خوشی مناؤنگا میری خوشی مین سب صاحب شریک ہون اتنے مین چھلے انگوٹھیان دوانیان
چوانیان گرنے لگین تھوڑی دیر مین چادرہ خواجہ کا بھر گیا مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا امیر
نے فرمایا آج خواجہ کو بڑی خوشی ہی سب صاحبون نے عنایت فرمائی اب خواجہ کچھ

عمرو نے بادشاہ سے آنکھ ملا کر کہا حضور فرمائین تو مین گاؤن بادشاہ نے پچاس توڑے دیے عمرو نے بیچ مین بیٹھکر بہ ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کر دی

نظم

کھائیگا خنجر جلاد کا چرکا پہلو
زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو

ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون
دیکھیے ہوئے کب آباد کدھر کا پہلو

شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہی
داغ پہلو سے نہ ہو گرم بستر کا پہلو

تا ئہ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہی مگر مرغ سحر کا پہلو

بڑھ چلا لالہ قد یار کی موزونی سے
مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو

بیقراری مری رکھتی ہی مرا پہلو سرد
نہ تو ڈھکتا ہی ادھر کا نہ ادھر کا پہلو

زخم کاری ہی مری جان جدائی تیری
دم نکلجائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو

یاد آتا ہی تل اس سبب زنخدا نکا مجھے
نظر آجاتا ہی داغی جو ثمر کا پہلو

صاف دل خاک ہو اس کافر کینہ جو سے
نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو

کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہی مجھ خاک بسر کا پہلو

شور واعظ سے نہین کام قدح خوار کو
پھر بگڑ جائیگی پایا جو ادھر کا پہلو

زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہوئے
چاند سے صاف ہی اس رشک قمر کا پہلو

خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہین ہوتا ہی جدا سنگ سے زر کا پہلو

خاکساری نے فضیلت مجھے دی ای آتش
شملۂ شیخ دبا ہی دم خر کا پہلو

اسطرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سرداروں نے پھر کچھ عمرو کو دیا مالا مال ہو گئے مگر خواجہ کا جھینکنا نہ گیا یہی کہے گئے کہ یارو اتنا تو دو کہ اس مہینے کا سود ادا ہو لیکن ہفت پیکر بعد نکل آنے خواجہ کے بہت خفیف ہوا ہفت جوش وزیر نے عرض کی کہ یا خداوند آج عمرو بڑا غضب کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اب عمرو کی فکر واجب لازم ہی ہفت پیکر نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا وہ تقدیر مضبوط کی ہی کہ پتھرون کے توڑے سے نہ ٹوٹے نقارۂ رزمی لشکر مین ہفت پیکر کے بجا جاسوسان لشکر اسلام جو برا سے خبر موجود رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے امیر

دربار مین جلوہ فرما ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی رستم بھی خبر سنکر آئے عیوق اور جاروق وغیرہ چار سو سردار سب تلمذ اروان کی چھاؤن مین رستم کو لیکر آئے رستم سلام کرکے پہلوے صاحبقران مین بیٹھے خواجہ کے گانے کی تعریف سنکر یہ بھی آئے ہین آنے سے رستم کے بارگاہ مین رونق ہوگئی گانا خواجہ کا سن رہے تھے کہ اسیوقت ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے اور عرض کی کہ سرکار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو قطعہ ای ہرکاری رفیقت قل ہو اللہ احد + وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد + لم یلد یارت و لم یولد ہمہ جا دستگیر لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفواً احد + بعد تشریف لانے خواجہ عمرو کے ہفت پیکر بہت شرمندہ ہوا اور قہر و غضب مین طبل جنگی بجوایا ہی منظور یہ ہی کہ کل نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد کو دو بالا کرے باقی خیریت ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ اٹھکر نقارہ خانۂ سکندری مین آئے قلابۂ چینی و کبابۂ چینی نے دو دو اشرفیان خواجہ کو نذر دکھائین خواجہ نے یہ کہکے اٹھالین کہ مین جانتا ہون کہ تمھاری آمد کم ہی صرف زیادہ اگر نہ لونگا تو رنجیدہ ہوگے دونون شاہزادون نے سر جھکا لیا خواجہ نے غاشیہ ہٹاکر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر تھرا گیا جب صدائے طبل سکندر بلند ہوتی ہی قبۂ بارگاہ ہلجاتا ہی سر اٹھاکر پوچھا کہ یہ کون سا نقارہ بجا سردارون نے عرض کی یا خداوند دل سمجھونگا پریشان و مضطر ہی یہ صدائے طبل سکندری بارہ کوس تک اسکی آواز جاتی ہی یہ تحفہ امیر نے سفر ہندوستان مین پایا راہ مین ایک میل تھا اسپر یہ نقارہ رکھا تھا جب امیر کا جہاز وہان پہونچا اور گرداب مین پھنسا تب خواجہ جست کرکے میل پر گئے اسی نقارے کو بجایا جانوران دریائی اڑے وہ ایسے کلان تھے کہ ہاتھی کو منقار مین اٹھا لیتے تھے جانورونکے پرونکی ہوا سے جہاز نکل گئے عمرو میل پر رہا خضر نے آکر عمرو کو میل سے اتار کنارے پہونچایا یہ نقارہ نشان شوکت صاحبقرانی ہی جو اشیائے نادرہ صاحبقران کو ممکن ہوے

کسی نے کبھی کاہیکو دیکھے ہونگے نبیرۂ سہراب یل سپہر گرشاسپ نوجوان ایسی اشیاے
عمدہ سفر پردۂ قاف مین پائین انھین باتون کے فرزند خواہان ہین نقابدار زرین پوش
جو آتا ہی وہ انھین چیزون کا خواہان ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ مجھسے سرمیدان مقابلہ
کرو دربار ہفت پیکر مین ذکر جلالت صاحبقران ہو رہا ہی وزرا عرض کرتے ہین یاخداوند
کل کے مقابلے مین مسلمان تنگ ہوجائین گے سب سردار آپ کے قسمیہ ہوچکے ہین کہ
اِسطور سے لڑینگے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہوجائینگے دونون لشکرون مین تیاریان
ہو رہی ہین چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری ناگاہ شہنشاہ زرین پوش قلعۂ مشرق
مین بیدار ہوا تیغۂ ضو کو حمائل کیا تاج ضیا سر پر رکھا فوج شعاع کو ساتھ لیکر شہنشاہ
ماہ تابان کے مقابل ہوا شہنشاہ ماہ تابان فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر بھاگا قلعۂ مغرب
مین محصور ہوا شہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تمام زمانہ روشن ہوا فوجین سوار
ہونے لگین اول ہفت پیکر بصد کر و فر سوار ہوا ستر ہ سو پہلوان و ساحر ہمراہ رکاب
ستر لاکھ فوج سب مسلح و مکمل میدان کارزار مین آئے ادھر صاحبقران سوار ہوے
نوبت نقارے بجے سب سردار آکر حاضر ہوے خواجہ عمرو بانے عیاری کے لگاے
ہوے صاحبقران کو سلام کیا رکاب پر ہاتھ رکھا ہمراہ صاحبقران کے چلے کہ ایک
طرف سے حقہ ہاے آتشبازی کی آواز آئی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے جست وخیز
کرتے ہوے آئے ہمراہ صاحبقران کے ہو لیے ایک طرف سے رُستم پہونچے سب
جادوگرنیان لباس فاخرہ پہنے ہوے اشیاے سحر سے درست چالاک و چست ہمراہ
طلسم کشا آکر پہونچین رُستم نے بادشاہ کو سلام کیا سب جادوگرنیان براے تسلیم
جھکین پہلوان عادی سب کے آگے پلٹنون رسالون کی ترتیب کرتے ہوے اِس
رنگ سے صاحبقران بھی میدان مین آئے فوجین جمنے لگین اولان اول نقیب
نکلے پکار کر آواز دی ای سرداران نامی ای ساحران گرامی کیا غضب کا وقت ہی ہر ایک
کو موت کا سامنا ہی از عہد آدم تا این دم یہی رنگ رہا بقول شیخ سعدی بلبل شیراز
فرد ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ✤ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ✤ دنیا کا یہی حال ہی

اور ایک شاعر یون فرماتے ہین راہ عبرت دکھاتے ہین نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین دربار وہین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو — تکیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ تزئین نہ خود آرائی ہے — کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے صفون پر سناٹا آیا مردان عالم گھوڑے اپنے اپنے بڑھاتے تھے نیزے ہلاتے تھے یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بھائی سے بھائی کہتا ہی کہ آج کے لڑنے مین نام ہی صف شکنونکا یہی کام ہی بھائی تمنے سُنا کہ بحر عالم مثل حباب ہی کیا پروردگار کی عدالت ہی کہ اپنے خاص بندے جنکو مقبول کیا خلعت رسالت سے مخلع فرمایا تاج نبوت سر پر رکھا مگر موت کا ایک رنگ ہی بقول شاعر مصرعہ حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسانست + کر کیتیون نے بڑھکر کڑکا کہا اور زیادہ سردار آمادہ ہوے کہ مخلوق تیرہ درون طرف سے کفار کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے امیر نے طرف صفون کے دیکھا بہرام گردن خاقان چین مرکب جھکا کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت لیکر چلے تین ٹھیکون مین مرکب طرارہ بھر کے مقابلۂ مخلوق مین پہونچے مخلوق نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا تین سو ساٹھ طعنین ردوبدل ہوئین آپس مین جو بیان گھاتین ہو رہی ہین بہرام نے مرکب بڑھا کر نیزہ مخلوق کا گانٹھا اِس کن سے تھپیڑا مار کے نیزہ ہاتھ سے مخلوق کے نکلگیا مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ او چینی تو نے بڑا غضب کیا دو دریاے لشکر کے سامنے نیزہ میرا نکالا مگر یہ تیغۂ بیدریغ برسون کے

جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون بڑے بڑے پہلوان میرے سامنے سے بھاگے بیٹھے آدمخواران مین گھس پڑا کہ وہ لوگ چیر پھاڑ کر آدمی کو کھا جاتے ہین خرچال وخرپال اُن سب کے افسر نکلکر لڑے مین نے اُنکی مشکین باندھ لین اور اُنھون نے زیر ہو کر اطاعت کی آجتک ساتھ ہین مین نے بھی اُنکے ساتھ بہ محبت صرف کی کہ سات لاکھ فوج کا افسر کیا اِس تیغے کو روکنا بے پناہ ہاتھ پڑتا ہی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جوان زبردست تیغہ لنگر دار جوہر دار آٹھ اُنگل کا بیٹھا چرا ہوا اگرتے ہی سپر کو کاٹا بہرام نے چاہا بچون مگر مہلت نہ ملی سر اِس افسر کا زخمی ہوا بہرام نے زخمی ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا مخلوق نے گینڈا ہٹا لیا بہرام کو جو نکان پہونچی زخم کاری کھا چکا تھا غش آگیا مخلوق نے ہاتھ روک کے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان کوئی ایسا آئے کہ مزہ شجاعت کا ملے ایک وار تلوار کا نہ اُٹھا سکا اب اِسکا سر کاٹنا ہماری جرأت سے بعید ہی یہ جو پکار کر مخلوق نے آواز دی سرداروں اور سواروں نے بڑھکر بہرام کو ہٹایا زخم کو بہرام کے باندھا کہ مخلوق نے پھر آواز دی کوئی بہادر ایسا نہین ہی کہ میرے مقابلے مین آئے یا مین خود وہین آؤن رستم نے سر اُٹھا کر طرف لشکر کے دیکھا قضائے کار شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کہ صف پر کھڑے تھے رستم نے جو نگاہ اُٹھائی جہانگیر سے نگاہ مل گئی دیکھتے ہی جہانگیر نے فوراً مرکب اُٹھایا آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے عمِ نامدار آپ نہ تکلیف فرمائیے اور پہلوان جائینگے عرض کی بھائی صاحب کا بھی ارادہ ہی آنکھ ملائی کچھ فرما نہ سکے ہم اُنکے ارادے کو سمجھ گئے بادشاہ نے دیکھا کہ جہانگیر کی ابروؤن پر بل ہی فرمایا بسم اللہ پروردگار مظفر و منصور کرے آپ نے انشاء اللہ کیسے کیسے پہلوان مارے طلسم ہفت پیکر والے آپ کے نام سے بھی تھرّاتے ہین جہانگیر نے مرکب کو ایڑ کی مرکب طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار برق دَو چلنے مین خوبیان سو سو بقول حقیر قمر اشعار در صفت مرکب

قمر وصفِ توسن رقم کیا کرون ‖ کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی

ملا ہی عجب رنگ مشکین اِسے — اِسی سے لقب اِسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار — صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اِک نعل ہی بیچہ بے مثال — قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون — وہ کوہ گران ہی بہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح — کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین برابر مخلوق کے پہونچے پہلے نگاورزن ہوے چھ قدم اُسکا گینڈا پیچھے ہٹا تین قدم اِنکا مرکب پس پا ہوا وہی تیغۂ خون آلود جو اُسکے ہاتھ مین چڑھا ہوا ہی خبردار خبردار کہکے شاہزادۂ جہانگیر پر ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا بائین پر آکے ہاتھ مارا اُسنے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا تیغۂ برق تاب دست زبردست جہانگیر والاجناب اُسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود دو بلغہ کاٹ گے تا بہ جگرگاہ پہونچی وہان سے اُترکر خانۂ زین پر آئی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے سات لاکھ کا افسر تھا خرچال وخرپال آدمخوار نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گینڈے بڑھاکر سات لاکھ فوج سے جہانگیر پر آپڑے رستم نے گھٹا جو کافرون کی بھائی پر دیکھی مرکب کو اُڑاکر نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی وکشندۂ کپتان فرنگی سر فتنۂ ملک فرنگستان برہم کن دولت فرنگیان نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ✤ کیست علمشاہ چو رستم لقب ✤ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ✤ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ہمراہ رستم چار سَو افسران نامور فوج کفار پر جا پڑے ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا دریاے فوج مین تلاطم ہوا اِسقدر گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کی ستر لاکھ فوج بلوہ کرکے آپڑی ادھر سے امیر با توقیر نعرہ کرکے جاپڑے

نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + برابر لندھور کا نعرہ ہوا **نعرۂ لندھور**
جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
بائین پر سے **مالک اژدر** کا نعرہ ہوا **نعرۂ مالک** + منم مالک اژدر خشمگین +
سپہ دار در لشکر اہل دین + بعد **مالک** کے بہرام اسّی ہزار چینیون سے آیا اور
نعرہ کرکے گرا **نعرۂ بہرام** + منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین +
بعد **بہرام** کے پانچسو پچپن سردار نعرہ کرکے آپڑے ایک غول مین **صاحبقران** بھی
شمشیر زنی کر رہے ہین ایک طرف **رستم** پیلتن کبھی لوح کو گردش دیتے ہین کبھی کلاہ کا بھی
عکس کافرون پر ڈالتے ہین **تیغۂ ہفت جوہر** چمک رہا ہی ایک جانب **بدیع الزمان**
آکر گرے فوج **سنجان** و **باختر** ہمراہ آتے ہی نعرہ کیا **نعرۂ شاہزادہ بدیع الزمان**
بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم گشتم آسمان بر زمین + ز تیغم لبسے ملک اسلام شد +
کہ سر فتنۂ باختر تام شد + **قاسم** نے جو **بدیع الزمان** کے نعرے کی آواز سنی
مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو چمکایا مثل شیر غضبناک بڑھکر نعرہ کیا **نعرۂ قاسم**
آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + **ایرج** نوجوان و **نور الدہر**
بن **بدیع الزمان** بھی نعرے کرکے جا پڑے اول **نور الدہر** نے نعرہ کیا **نعرۂ نور الدہر**

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

پھر **ایرج** نے **نور الدہر** کی آواز سنکر نعرہ کیا **نعرۂ ایرج** ملک ایرج آن آفتاب منیرم
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + پھر تو جملہ سرداران نامی و رفیقان **صاحبقران** نعرے
کرکے جا پڑے مثل گرتیس **سپہر گردان** و **نعمان بن منظر** و **منظر شاہ یمنی** و **عامر شاہ**
رودباری و **سیف ذوالیدین** و **طوق حرمان گرد** و **ابوالمعجن گرد** کہ علمدار
لشکر اسلام ہین علم اژدہا پیکر کو لیکر بڑھے ایک بھائی نے علم کو سنبھالا ایک تلوار
کھینچکر جا پڑا سرداران نامی نے جو اپنے علمدار کو لڑتے ہوے دیکھا زیر علم آ گئے
تلوار چلنے لگی خون کی چھینٹین جو اڑین دامنِ علم گلگون ہوا خون کافران زمین بہا

ہر مقام پر نتھالے خون کے جمے ہوئے سرداران نامی لڑ رہے ہین سرداروں نے خون کے
دریا بہا دیے ساحرون کا سحر بھی چل رہا ہی ستر لاکھ فوج جو آکر گری ہی پچاس لاکھ اِس مین
ساحر ہین وہ وہ سحر کیے کہ ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان رُستم نوجوان جنگ سے
عاجز ہو رہے ہین تلوارون نے کاٹنا موقوف کیا نیزے سینہ نہین چھیدتے طائران
تیر اُلٹے پلٹتے ہین سینۂ دشمن شکار نہین کرتے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی امیر
باتوقیر نے جب اسم اعظم پڑھا سردارون کے ہوش درست ہوے چالاک رجیست
ہوے پھر لڑنے لگے دس بارہ لاکھ کافر قتل ہوے پرچۂ اخبار ہرکارون نے ہفت پیکر
کو دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند بارہ لاکھ ساحر مارے گئے مسلمان زخمی بھی نہین ہوے ہین
سرداران حمزہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جنگ دیدہ کار آزمودہ مصائب
جنگ جھیلے ہوے جان پر کھیلے ہوے لندھور کے ہندیون نے بانک بن اپنا
دکھایا نیزہ داران مالک کے نیزے چل رہے ہین جسکو نیزہ مارا اُسکو نیزے پر
اُٹھالیا زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہوے بہرام کے چینی گلچینی کر رہے ہین جس
فوج پر گرے خون کے دریا بہا دیے علمداران لشکر اسلام طوق حرّان گرد
و ابوالمعجن گرد جس مقام پر چھڑ گاڑ دیتے ہین سردار وہین جمگئے وہ دیکھیے غرّانے
کی آواز آئی اور رُستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جادوگرنیون نے رُستم کی
آگ لگادی لاکھون جادوگرونکو جلایا ہفت پیکر نے یہ پرچہ دیکھکر کہارون کو اشارہ
کیا کہ تخت پیچھے ہٹاؤ کافر ہٹتے جاتے ہین اہل اسلام بڑھ رہے ہین ہفت پیکر پیچھے
ہٹا چلا آتا ہی نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی کافرون کے رونے کی آواز آتی ہی
قریب ہی کہ شکست فاش لشکر کفار پر ہو قریب ہی کہ ہفت پیکر بھاگے کہ صحرا سے
گرد اُٹھی اور ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا چمکتا ہوا کڑکتا ہوا رعد کی گرج سے زمین
تھرا رہی ہی بر قین ٹوٹ ٹوٹ کے گر رہی ہین ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ
خبر لاؤ یہ کون آتا ہی ہرکارے گئے مثل پیک نظر پلٹ کر آئے عرض کی یا خداوند آپکو
مبارک ہو کہ داؤد غبار انگیز بڑے غصے مین آتا ہی اُسکی زوجہ کو عمرو نے آیا ہی

کہتا ہی سب کو مار ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ داؤد غبار انگیز آکر پہونچا پایۂ تخت ہفت پیکر پہ ہاتھ
رکھا کہا ای شہنشاہ طلسم ہفت پیکر خداوند خیال سکندری نے مجھکو بھیجا ہی اور حکم کیا ہی
کہ مسلمانون کو گرفتار کر لاؤ عمرو نے مجھکو عجب صدمہ دیا کہ اُستاد و شاگرد گئے دم دیکر مجھسے
روپیہ بھی لیا اور زوجہ کو لے آئے عمرو سے بدلہ لونگا اُس سے کہونگا کہ زوجہ کو میری
دیدے تو تیری جان بخشی ہو ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای داؤد تو نے بڑا
غضب کیا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اور تو نے تمام عمرو کا لیا ایسا نہ ہو وہ اس مقام پر موجود
موجود ہو کہ پہلو سے آواز آئی یا خداوند مرتا ہون سنبل ہفت گیسو نے مجھپر سحر کیا ہی کہ
دیوانہ ہو رہا ہون کیونکر لڑون ای سپہ سالار خداوند خیال سکندری میری مدد کیجیے
مجھکو بچایئے سحر مجھپر سے اُتاریئے داؤد نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف ہی
جھولی مین گولے بھرے ہوئے پکار رہا ہی دیکھیے میری جان کیونکر بچے یاد مین سنبل
کی بہت پریشان ہون کلیجے میں آگ جل رہی ہی داؤد نے پکار کر آواز دی ارے میرے
پاس آ تو سحر اُتار دون تجھکو انسان بناؤن دیوانہ پن دفع کر دون وہ ساحر جست کر کے
قریب آیا داؤد غبار انگیز سے کہا ای سپہ سالار خیال سکندری ذرا سینے پر ہاتھ رکھو
قلب کو تسکین دو داؤد نے سینے پر ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہی ساحر نے کہا دیکھیے
صندوق خداوندی آتا ہی جیسے ہی داؤد اُدھر پلٹا ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

ترا شندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

نعرہ کر کے عمرو نے خنجر مارا کہ داؤد کا شکم چاک ہوا قصہ
پاک ہوا ایک ابر سیاہ لہرا کر گرا خواجہ اندھیرے مین بھاگے کہ صحرا سے دوسرا ابر
اُٹھا آواز آئی او ظالم تو نے غضب کیا کہ مصاحب خداوند کو مارا امنم سنا مان سحر طراز
دیکھا ایک ساحرہ کالی کالی صورت ایک عقاب پر سوار ابر سے نکلی پکار کر آواز
دی ای شہنشاہ ہفت پیکر قدرت نے مجھکو بھیجا ہی مسلمانون کے خاتمے کا وقت ہی

یہ کہکے صف سے بڑہی جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے آواز دی اے آتشبار
لینا وہ ماش کے دانے چہار سمت پھینکے جب ماش کے دانے زمین پر گرے اول تو یہ امر
ہوا کہ لشکر ہفت پیکر الگ ہوگیا لشکر اسلام بیچ مین میدان کارزار کے کھڑا ہی سردار
حیران حیران دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو جود اُوڈ کو مار کر آئے قریب صاحبقران کے
آکر کھڑے ہوے دیکھا گرد لشکر اسلام دھوان پھیلنے لگا دوسرا سحر اُس ساحرہ نے کیا
کہ زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اِسقدر شعلے نکلے کہ دریاے آتش موج مارنے
لگا اُس ساحرہ نے تیسرا سحر کیا کہ گرد دریاے آتش ودریاے آب پیدا ہوا ایک ابر
سر لشکر پر چھایا کہ سواے صاحبقران و رُستم کے سب سردار وسپاہی وسوار بیہوش
ہوہو کے گرے زمین پر ایڑیان رگڑ رہے ہین صاحبقران نے قریب دریاے آتش
آکر اسم اعظم الٰہی پڑھا پورا اسم نہین پڑھا جاتا زبان مین لکنت رنگ رو متغیر رُستم نے
جو یہ معرکہ دیکھا کہ قبلہ وکعبہ قریب دریاے آتش جاکر کھڑے ہوگئے ناچار ہو کے گھوڑے
کو بڑھایا مگر یہ کیفیت دیکھ رہے ہین کہ پہلے دریاے آتش اُسکے بعد دریاے آب موج
مار رہا ہی غرّاتا بلند ہی مچھلیان ہزارون تڑپ کر مثل طائران بلند ہوتی ہین گرد لشکر
چرخ مارا اور پھر دریا مین گرین کوریا مین تہلکہ ہی رُستم نے چاہا مین قریب دریاے آتش
جاکر عکس لوح ڈالون جب قریب دریاے آتش آئے لوح کو گلے سے اُتارا تو لوح
مین حروف نہین ثابت ہوتے واضح ہوتا ہی کہ چونٹیان رینگ رہی ہین رُستم نے لوح
کا عکس ڈالا کوئی اثر نہ ہوا شعلے بھڑک کر رُستم پہ آنے لگے دریاے آب سے ایک
نہنگ نکلا مثل عقاب اُڑا گرد رُستم کے چرخ مار کر پھر دریا مین جاکر گرا مرکب رُستم
بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی رُستم کو گرادون رُستم مرکب کو سنبھال رہے ہین کبھی کوڑا
مار دیتے ہین تو گھوڑا کوڑا کھاکر طرارہ بھرتا ہی چاہتا ہی دریاے آتش مین گرادون
رُستم جب تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہین تب گھوڑا دریا سے پلٹتا ہی رُستم صاحب لوح
مگر اس حال مین صاحبقران زمان کے گلے مین حرز ہیکل پڑا ہی اُسکی وجہ سے بیہوش
ہونے سے بچے ہین دریاے آتش وآب کی سیر کر رہے ہین مچھلیون کی تعریف کرتے

ہین کل لشکر کو اِس حال مین کر کے وہ ساحرہ موسومہ بہ سامان سحر طراز پلٹ کر سامنے ہفت پیکر کے آئی کہا اے شہنشاہ طلسم ہفت پیکر تم تو خداوند طلسم خیال سکندری کے رازدان ہو دیکھو مین نے مسلمانون کا یہ حال کیا ہے اب کوئی دریاے آتش سے نہ نکل سکیگا تیسرے دن صاحبقران و رستم بھی بیہوش ہو جائینگے عیار و سردار سب اِسی مجمع مین ہین اب نہ نکل سکین گے رات دن تڑپین گے تیسرے دن مین اِسی دریاے آتش و آب کو طی کر کے لشکر مین جاؤنگی مین پہلوے قدرت مین بیٹھی ہوئی تھی انتظام خدائی در پیش تھا کہ قدرت کے منہ سے نکلا اے سامان سحر طراز تیرا شوہر قتل ہوا چاہتا ہے مین فوراً روانہ ہوئی یہان آ کے یہ دیکھا کہ وہ بہشت مین پہونچے ابر جلگیا مین نے آ کر ذرا ہونٹھ ہلائے یہ کیفیت ہوئی کہ طلسم کشا کی لوح بیکار ہوئی کچھ خبر نہ دیگی اسم اعظم حمزہ بند ہو گیا مگر ہیکل کہ گلے مین صاحبقران کے ہے اِس وجہ سے حمزہ کھڑا ہے بیہوش نہین ہوتا دو شبانہ روز مین سحر پورا ہوگا دونون بیہوش ہو جائینگے کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر چھین لونگی اور زرہ ہفت جوش وہ خود اتار کر دریا مین پھینکدینگے مین سب کو گرفتار کر لونگی ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی تخت سے اُترا ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگایا کہا مین معتقد مذہب خداوند خیال سکندری ہون مجھکو سلطان فرما گئے ہین سلطنت کرون اُنکو خدائی مبارک ہو وقت پر موقوف ہے دونون طلسم مین خدائی کرین میرے طلسم ہفت پیکر کے متعلق سات سو ملک تھے مسلمانون نے فتح کر لیے اُنپر اب مسلمانون کا قبضہ ہے کہین سے خراج نہین آتا ساحرہ نے دیکھکر آواز دی کہ متعلق طلسم خیال سکندری سترہ سو ملک ہین ساحران زبردست پہلوانان صف شکن خراج گزار رہین سب کا خراج ایک وقت مین آتا ہے وہی خراج صرف قصر سکندری ہے آرائش قصر سکندری اِسطور سے ہے کہ اُسکا ذکر غیر ممکن ہے اگر اُسکی آراستگی کا ذکر کرون تو کئی مہینے چاہیے ہین ہفت پیکر ساحرہ کو لیکر بارگاہ مین آیا ساحرہ کو دنگل معقول دیا اپنے ساحرون سے کہتا ہے دیکھو صاحبو کیا کرامات خداوند ہے کہ ایک سحر مین سب کو پامال کر دیا حمزہ کا اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل کی وجہ سے

وہ ہوشیار ہین اب یہ شب کو جاکر حرز ہیکل بھی لیلیگی طلسم کشا سے تحفہ جات چھین لیگی کیا
مجال ہی کہ طلسم کشا زبان ہلا سکے دام سحر مین گرفتار ہو بس ایک ہی سحر مین خاتمہ کیا تمام
دربار ولے تعریفین کر رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم کیا کہنا کیا سحر کیا ہی اسپار دریا کے نہین
اُتر سکتے **صاحبقران** کیسے مجبور ہو رہے ہین **ہفت پیکر** سے باتین کر کے سامان سحر طرا
اُٹھکر بارگاہ سے باہر آئی لشکر سے نکلی سامنے لشکر اسلام کے آکر متصل دریا کے بارگاہ
اِستادہ کرائی لشکر کو اُتارا اِشارے سحر کے کر رہی ہی **صاحبقران خواجہ** سے فرماتے ہین
خواجہ ہمارے پاس سے جاؤ کسی بارگاہ مین جاکر بیٹھو ہماری سیر مین فرق آتا ہی عمرو
کو بہت ناگوار ہوا **صاحبقران** کے پاس سے ہٹے عکس حرز ہیکل جو پڑ رہا تھا وہ تو
موقوف ہوا تھوڑی دور جاکر **خواجہ** گرے بیہوش ہوگئے **صاحبقران** نے پلٹکر
دیکھا فرمایا خوب ہوا کہ یہ مکار بیہوش ہو گیا مجھکو سمجھاتا تھا کہ دریاے آتش کے پار
اُترئیے دور سے دیکھکر مجھکو گرمی معلوم ہوتی ہی مین کیونکر دریاے آتش کے اُسپار
جاؤن شعلہ ہاے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین دریاے آب جوش زن رُستم نے
بہ مشکل مرکب کو لاکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا سب جادوگر نیان بیہوش پڑی ہین
سنبل ہفت گیسو ہر مرتبہ اُٹھتی ہین اور پھر گرتی ہین چاہتی ہین کہ سحر کرون بلند ہوکر
دریاے آتش کو بجھاؤن لڑتی بھڑتی نکلجاؤن مگر جسم مین **طاقت** نہین آنکھون مین
بصارت نہین **لالہ عذار** کئی مرتبہ اُٹھی اور سحر کیا ابر بنایا ابر سے پانی برسا دریاے
آتش نہ بجھا وہ ابر پلٹ کر سر پر **لالہ عذار** کے آیا برسنے لگا پانی کے چھقر بھر گئے تھے
لالہ عذار بھی بیہوش ہوکے گری **آفتاب فلک سیر** کئی مرتبہ اُٹھا سحر بنایا اور چاہا
کہ دریاے آتش بجھاؤن ایک دناٹا ہوا دریاے آتش شق ہو گیا اُسمین سے ایک
نہنگ نکلا اُس نہنگ نے آکر عکس اپنا سر **آفتاب فلک سیر** پہ ڈالا آفتاب کا
چہرہ زرد ہوا تھرا کے گرا ایڑیان رگڑنے لگا سب ساحرون کا یہی حال ہوا جو کہ
ساحر امیر کے ساتھ ہین اُنھون نے بڑی کد و کوشش کی مگر دریاے آب سے مچھلیان
نکلین اُن ساحرون کے گرد پھرین وہ سب ساحر بھی بیہوش ہوے تمام عیارو

ساحران غدار و سروارہ ان نامدارہ ایک حال مین مبتلا ہوے بعض بعض جنکی آنکھین کھلی ہین وہ بلک بلک کے دعائین کر رہے ہین بار بار یا مستغیثاہ کی صدا بلند کل اہل اسلام درومند بارگاہین سرنگون پڑی ہین خزانے کا کوئی نگہبان نہین بیکار پڑا ہی ساحرہ نے جب یہ حال اہل اسلام کا دیکھا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی سب حال اُس سے بیان کیا کہا کل جادوگرنیون کو مین نے بیکار کر دیا اب کوئی لشکر حمزہ مین سحر کرنے والا نہ رہا دو راتون کی اور کسر باقی ہی تیسرے دن صبح کو اُٹھکر لشکر مین گھس جاؤنگی پہلے شوہر کے قاتل کو قتل کرونگی حمزہ اور رستم کو خدمت مین خداوند کے لیجاؤنگی قدرت مین یہ تاثیر ہی کہ جو اُنکی صورت دیکھے گا اُنکو سجدہ کریگا حمزہ کے دل سے قفل کھول دینگے آجتک قدرت نے جا بجا مدد کی اسوجہ سے حمزہ صاحب ملک و مال ہوا ہی اکثر قدرت ذکر کیا کرتے ہین کہ حمزہ کے ہاتھ سے پردۂ قاف فتح کرایا باختر مین پہونچایا القا کی خدائی مٹوائی زبرجد شاہ کو قتل کرایا اب حمزہ کو بڑا غرور ہی قدرت اُسکو طلسم خیال سکندری مین ڈلوا دینگے مگر علمشاہ نوجوان قتل کیے جائینگے ساربان زادے کو مین ہاتھ سے حمزہ کے قتل کراؤنگی یا شہنشاہ مجھکو اپنے شوہر کا بڑا قلق ہی جب عمرو کو قتل کرون تب دل ٹھنڈا ہو ہفت پیکر اِن باتون کو سنکر بہت خوش ہوا کہتا ہی کہ نجومیون نے کہا تھا حمزہ کی موت اِس زمین پر نہین ہی اے مقبول بارگاہ خیال سکندری تو نے کیا پاکیزہ سحر کیا ساماان نے کہا یا شہنشاہ اب سامان صحبت عیش و نشاط آراستہ کیجیے ہفت پیکر بارگاہ مین آیا جلسۂ عیش و نشاط جمایا گائنین آکر سامنے مستعد ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کہ نہایت شوخ و شنگ ہی ہاتھ اُٹھا کر بتانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

نہ جائیگی ترے وحشتی کی رائگان فریاد — یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
ملک تو کیا ہین سر عرش تک یہ جائیگی — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہی — انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی — نہ کر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہے کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین
اسیر سینہ ہے کیا آئے تا دہان فریاد

کمال قاعدہ دان ستم ہے برسون سے
اُٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد

اثر بھرا ہے وہ درد فراق کا مجھ مین
کرینگے بعد فنا میرے اُستخوان فریاد

نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد

کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا
کبھی تو لائیگی اُسکو کشان کشان فریاد

خیال کاکل شبرنگ سے یہ حال ہوا
مرے دہن سے نکلکر ہوئی دھوان فریاد

یہی ہے اے فلک پیر صورت انصاف
سنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین یہان فریاد

نسیم چرخ و زمین پر نہین ہے کچھ موقوف
کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

دوراہین برابر اسیطرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا ساحرہ کبھی بارگاہ ہفت پیکر مین آتی ہے کبھی بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آتی ہے سحر کرتی ہے مچھلیان دریا سے نکلکر گرد لشکر اسلام چرخ مارتی ہین اُن بیچارون مین غریو بلند ہے کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کوئی پکارتا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ہلاکت سے بچائے

نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ
خدا کافی خدا حامی خدا مشکل کشا حافظ

بہر وقت و بہر حالت خداے کبریا حافظ
خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ

بجز ذات خداے واحد و یکتا و لاثانی
نمی باشد کسے اندر سراے دوسرا حافظ

بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے
بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ

براے بندۂ مسکین و مسکینی و تنہائی
خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

بنہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ میدانی
کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ

نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را
اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ

کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان فتنہ
کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ

چو جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب داری
بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین لیکن وہ ساحرۂ مکارہ تیسرے دن سحر کو بارگاہ ہفت پیکر سے نکلی سامنے آکے کھڑی ہوئی دیکھا صاحبقران بیٹھ گئے رستم ایک

نخل کے نیچے حیران و پریشان کھڑے ہین رُستم پیلتن نے ایک نخل کے سائے مین آکے
کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ ہفت جوش کو جسم سے اُتارا تیغہ ہفت جوہر
اُسی مقام پر رکھدیا سمک یلداقی زمین پر تڑپ رہا تھا اپنے آقا سے عرض کرنے لگا کہ
ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس اِن چیزون کو جسم سے نہ جدا کیجیے اِن اشیا سے
حفاظت جان متعلق ہی رُستم نے فرمایا ای یار وفادار یہ اشیا بار جسم ہین اِن سب کو مین
دریا مین پھینکدون سمک منتین کر رہا ہی رُستم خاموش کھڑے ہین خیرخواہ کی بات کا
جواب نہین دیتے سامان سحرطراز نے جو سب کو بیہوش پایا نفیر بجائی سات لاکھ
ساحر تیار ہونے لگے مگر ناکام و سرنام دونون بہنین اسکی تیار ہوکر سامنے آئین کہا
بہن کیا حکم ہوتا ہی سامان نے کہا بوا اب چلتی ہون شوہر کے قاتل کو قتل کرون
حمزہ و رُستم کو گرفتار کرلون اور سب کو اِسی مقام پر بیہوش چھوڑ و جسکا قدرت نام لینگی
اُسکو آگے لیجاؤنگی کمیدان و رسالدار جو سامنے حاضر تھے سب نے عرض کی بہت مناسب
تجویز کیا اُسی طرح فوج کو ساتھ لیکر سامنے دریاے آب کے کھڑی ہوئی مچھلیان اُبھرنے
لگین پانی کم ہوا حباب لب جو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ کیا ہزعت کریگی موجۂ دریا کا
خنجر چل رہا ہی سامان آگے بڑھی لشکر ہفت پیکر بھی تیار کھڑا ہی ہفت پیکر اشارے
کر رہا ہی کہ ای سامان شوہر کے خون کا بدلہ لو سامان بڑھی ہفت پیکر خوش ہی ساتھ
کے لوگون سے کہ رہا ہی کہ آج طلسم کشا گرفتار ہوکر خدمت خداوند خیال سکندری
مین جائیگا جاتے ہی سجدہ کریگا قدرت کے چہرے کی یہی تعریف ہی جس مذہب کا آدمی
اُنکے سامنے جائے اُنھین کا مذہب اختیار کرے مین شہنشاہ طلسم ہفت پیکر ہون
مین نے دعوی خدائی موقوف کیا اب مین بھی جاکر خدمت خداوند مین رہونگا اِدھر چند
سپاہی کہ نوکری بھی اُنکو معاف تھی بیرون لشکر تھے وہ دیکھ رہے ہین بیقرار ہوکر دعائین
مانگتے ہین پکارتے ہین کہ ای خالق ارض و سما ای کبریا مسلمانون پر رحم کر اِس آفت سے
ہمارے آقا کو بچالے ہمنے کبھی اِس آفت مین نہین دیکھا آج نیا معاملہ درپیش ہی
ہمکو بڑا پس و پیش ہی سامان بڑھی ہی کہ لشکر اسلام پر جا پڑون کہ تیر دعائے غریبون کا

ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی اور بوق ترکی کی آواز آئی گھوڑے بھڑکنے لگے ہفت پیکر نے کہا وہ دیوانہ آتا ہی دیکھیے کیا ہو کہ دامن گرد کا پھٹا غضنفر بن اسد اسّی ہزار قزاق پشت پر سر پر ابر سرخ گھرا ہوا پہونچا دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ ایک ساحرہ طرف لشکر اسلام کے جاتی ہی پنجہ برہنہ ہاتھ مین غصّہ بات بات مین غضنفر نے اسپ بادپا کو اُڑایا شمیم نے ابر سے دیکھا سحر کرنے لگی دل کو خوف ہی کہ ایسا نہو یہ ملعونہ آگاہ ہوجائے اور تحفہ جات چھین لے تو کیسا باعث خرابی ہی ابر سے ہاتھ نکالکر ایک گولہ مارا کہ گولہ صحرا مین جاکر پھٹا سامان کے کان مین آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

ملنے کے نہین نشان ہمارے
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
احسان سے نہین بدی بھی خالی
دشمن ہین مہربان ہمارے
پچتاؤ گے جان لیکے دیکھو
ناحق ہین یہ امتحان ہمارے
بے مثل ہین لذت سخن مین
سب اُٹھ گئے ہم زبان ہمارے
آزاد کی جستجو عبث ہے
پاؤ گے پتے کہان ہمارے
اُڑتی ہی خاک اُس زمین سے
پڑتے ہین قدم جہان ہمارے
ناقہ لاتے ہین اسطرف روز
محسن ہین ساربان ہمارے
ہمسے بھی کچھ کہو عزیزو
کیا ذکر تھے شب وہان ہمارے
ظاہر ہی جو گذر رہی ہے
کچھ حال نہین نہان ہمارے
لائینگے نسیم رنگ کیا کیا
یہ دیدۂ خون فشان ہمارے

سامان کے کان تو اِس آواز پر ہین صورت زیبا سے غضنفر کو دیکھ رہی ہی کہ اِدھر گھوڑا اُڑائے ہوئے آتے ہین یہ رنگ کمسنی ہی کہ مرکب پر بیٹری نہین جمتی مگر رانون مین گھوڑے کو جو مسلا گھوڑا اطرارہ بھر کے چلا سامان نے قریب سے جو صورت زیبا کو دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہی یا آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پر ہی یا ماہ تابان بلکہ بدر کامل آسمان پر جلوہ فگن خال چہرۂ پر نور رشک ثوابت وسیارگان

ابرو رشک ہلال یا خنجر آبدار آنکھین بعینہ چشم غزال گردن صراحی دار سینہ چوڑا جسم بہ خوبصورتی کی تیاری خود چمکتا ہوا بالاے سر کج رکھا ہوا ہی گھوڑے کو اُڑاے ہوے آتا ہی ساماں صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی او طفل بیباک تیری تقدیر رسا تھی جو اسوقت یہان آگیا شوہر میرا قتل ہوا مین مرد کی فکر مین تھی تجکو بر دہ چشم مین رکھونگی وہ مرتبہ بڑھاؤن کہ عالم عالم رشک کرے غضنفر نے جواب دیا کہ او ملعونہ مین تیرا قاتل ہون ساماں نے کہا ای جوان مین نے تیری کیا خطا کی ہی جسپر تو سزاے قتل دیگا مین مسلمانون کو قتل کرنے جاتی ہون غضنفر نے کہا اِن لوگون مین میرے نانا و دادا ہین مین کیونکر گوارا کرون کہ تو انکو قتل کرے ساماں نے کہا تیرے صدقے مین سب کو آزاد کردونگی فقط ایک عمرو کو تو ضرور قتل کرونگی کہ وہ میرے شوہر کا قاتل ہی اور تجکو سب طرحکا اختیار ہی جو تو کہ وہ کرون اگر نہ مانیگا تو ابھی مین تجکو گھوڑے سے گرادونگی یہ کہکے ساماں نے گولہ مارا اشتیم نے بالاے آسمان سے گولے کو سحر کرکے پلٹا یا گولہ پلٹ کے قریب پائون کے آکے گرا ساماں نے کہا ارے تو سحر بھی جانتا ہی مگر دو چار انچھر سیکھے ہونگے اُسکو مٹادونگی مجھے تو نہین جانتا مین نے ایسا سحر کیا کہ امیر کا اسم اعظم بند کرلیا طلسم کشا کو مبہوت کیا لوح بیکار کردی خاموش کھڑے ہین تحفہ جات الگ رکھے ہین مین جاکر تحفہ جات اُٹھالونگی طلسم کشا کو گرفتار کرونگی ہنستی جاتی ہی ناز و کرشمے دکھاتی ہی کبھی سینہ کھولدیتی ہی کبھی اٹھلاتی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی کہ غضنفر قریب پہونچ گیا تیغۂ روئین شگاف چمکایا ساماں نے ہنسکر کہا تیغے مین کاٹ کہاں ہی دیکھون تو یہ تلوار میرا کیا کرتی ہی خود اپنے گلے پر تلوار کو رکھ لے غضنفر نے قریب آکر ہاتھ مارا ساماں نے سر آگے کردیا سحر سے اپنے کو فولاد کا پُتلا بنا یا مگر یہ تیغۂ روئین شگاف تھا یون سر سے گذرا جیسے صابون سے تار یا برق جہندہ از میان ابر تیرہ و تار ساماں کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی ساماں کے سات لاکھ ساحر غضنفر پر آپڑے غضنفر تلوار کھینچکر ساحرون پر گرا انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتا تھا ہر ساحر و نکا اُلٹا پلٹ جاتا تھا جسکا سحر تھا اُسیکے سینے پر پڑا توڑ کے

پشت کو پار گذر ا ادھر سرداران نامی صاحبقران گرامی ہوش مین آئے صاحبقران کا اسم اعظم کھلا رستم پیلتن نے تحفہ جات زیب جسم کیئے شمیم گیسو کشا ابر سے نکلی ظاہر ہو کر سحر کرنے لگی جب ہاتھ ہلایا برق گری کہ دو دو سو ساحرون کے سر اڑنے لگے امیر کا نعرہ ہوا کہ ساحر تھرا گئے بعض کو غش آ گئے دونون لشکر ہلگئے رستم نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ہمہ کیست علمشاہ جو رستم لقب ہے امیر نے جو فرزند کے نعرے کی صدا سنی جوش جرأت مین نعرہ کیا نعرہ

منم سرکش لشکر کافران
به پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال
منم آفتاب سپهر کمال
سمندون ز پیشم فراری شده
ز من دیو و عفریت عاری شده
همه قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد به قاف
همه شهر فائز به اسلام شد
که صاحبقران در جهان نام شد

کل سردار نعرے کر کے لشکر کفار پر گرے تہلکہ ڈالدیا دریاے خون بہگئے لختے خون کے جمے ہوے فوج کفار کو شکست اہل اسلام کا بند و بست آخر ساحران غدار بھاگنے لگے بھاگ کر سامنے ہفت پیکر کے پہونچے ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی یارو سامان نے بڑی حماقت کی کہ سر آگے کر دیا اسکے ہاتھ مین تیغۂ رو ئین شگاف تھا کہ جس سے ساحر بچ نہین سکتا اسکے پاس تحفہ جات ہین مشمش نے یہ تحفے بنائے تھے بڑی محنت اسپر کی تھی وہ تحفے اس ظالم کو ملگئے سیکڑون ساحرون کو اسنے مار افذرنت بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے خداوند خیال سکندر ہی اگر اس سے بچین تو بڑی بات ہے ان لوگون نے جو قصد کیا اس کام کو کر لیا زبرجد نگار ایسا ملک کہ جہان دمامہ جادو کا انتظام تھا یہی عیار مکار چاہ الماس کا مقام دریافت کر کے امیر کو لے گیا اقبال دیکھو کہ برق جادو بھانجی دمامہ کی عمرو کے گانے پر عاشق ہوئی سرامہ جادو دختر دمامہ جادو حسین و جمیل سحر مین طاق شہرۂ آفاق تھی برق جادو سے عمرو نے وعدہ کیا کہ ہم آج شب کو دربار سرامہ مین آئینگے اور اسکو مار لینگے اے وزیر اعظم وای

دستور معظم عمرو گویا بنکر قصر سرامہ مین پہونچا برق جادو کہ اُسکی خالہ زاد بہن تھین اپنے قاعدے سے پہونچین حیران تھین کہ عمرو نے آنے کو کہا تھا نہ آیا سرامہ نے برق سے ذکر کیا کہ بہن آج ہمنے بڑی عمدہ شی پائی ہی ایک بڈھا گویا ظاہر مین ضعیف و نحیف مگر نہایت ظریف و لطیف گانے والا ایسا کہ تم جانتی ہو کہ ہیری صحبت مین بھی چار سی گانے والا چیدہ ہین مگر سب اُستاد اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین اُسکے سامنے ہونٹھ نہین ہلا سکتے آج ہم آپ کو اُسکا گانا سنوائینگے یہ کہکے آواز دی کہ اُستاد خورد و بُرد کہان ہین خواجہ آواز سنکر دربار مین پہونچے ایسا گائے کہ سرامہ جادو نے بہت کچھ دیا اور کہا کہ مین تمکو نوکر رکھونگی عمرو برق جادو سے اشارے کرتا ہی کہ منم عمرو برق نہ سمجھی آخر عمرو نے ساقی گری کرکے سب کو بیہوش کیا ملکہ برق کو نشۂ شراب سے ہوشیار کر دیا اور نیچہ کھینچکر طرف سرامہ کے چلا برق نے ہاتھ تھام لیا کہا خواجہ برا سے خدا یہ آفتاب چاہ الماس کہلاتی ہی اِسکو نہ قتل کرو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اگر اِسکو مین نہ قتل کرون تو راستہ کیونکر کھلے برق لاکھ تڑپی مگر اِس ساربان زادے نے نہ مانا اور سرامہ کو قتل کیا برق جادو بہت روئی خواجہ نے چار سی ساحرون کو قتل کیا برق جادو روتی ہوئی گئی خواجہ رخصت ہو کر آئے اِس ساربان زادے نے گھر کے گھر مٹا دیے اب کیا تدبیر کرون طلسم خیال سکندری نے بڑے ساحر کو روانہ کیا تھا اُسکو عمرو نے کتنے کی موت مارا اُسکے سحر بھی نہ کرنے پایا اب مین حیران ہون یہ کیونکر قتل ہو پہر دن پچھلا باقی ہی ہفت پیکر سردارون سے یہ باتین کرتا ہوا طرف بارگاہ کے جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون آتا ہی کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج نیزے سب چمکتے ہوے علمہاے سرخ کے پھرہرے کھلے ہوے آتا ہی ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ بہزاد گلگون پوش رہنے والا بیتۂ یاقوت نگار کا سات لاکھ فوج سے براے مدد خداوند آ پہونچا یہ وہ شخص ہی کہ جسنے سیکڑون پہلوانون کو مار اکٹی سی پہلوان

اب ساتھ ہین ہفت پیکر نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا آپ بارگاہ مین آیا تخت
نکبت پر بیٹھکر تاج نکبت سر پر رکھے ہوے خدائی کرنے لگا کہ بہزاد گلگون پوش نے
آکر سجدہ کیا گرد ہفت پیکر پھرا ہفت پیکر نے کہا اے بندگان سن دید بد قدرت مرا
تھوڑا سا قدرت کو انتشار ہوا تھا تقدیر کرکے اُس شخص کو بلایا کہ جو پہلوان بے نظیر
ہو قتل مسلمانان کی تدبیر ہو بہزاد نے کہا یا خداوند جیسے ہی مسلمان آئے تھے آپ نے
مجھکو کیون نہ لکھا کہ سب کو گرفتار کر لیتا اب جب مجھکو خبر پہونچی تو خود ہی آیا اور مین نے
یہ خبر پائی کہ کل ملک اسلام آباد ہو گئے فقط قصر عشرت باقی ہے ہفت پیکر نے کہا اے
بہزاد قدرت نے جو بندونکا حال ابتر دیکھا اور اعتقاد مین سب کے فتور پایا منظور
ہوا کہ اِن سب کو سزا دیجیے مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے یہ قدرت نہ سمجھے تھے
کہ بندگان مغضوب کے ساتھ قدرت بھی تباہ ہونگے اُسی تقدیر کو نہ ورہی اب تیرے
نام پر تقدیر مضبوط کرتا ہون بہزاد دست بستہ اُٹھا کہا یا خداوند ایک قصر مجھکو عطا ہو
بیٹی میری قمر طلعت شیرین ادا ساتھ ہے وہ اُس قصر مین رہیگی وزرا سب مسکرانے لگے
بہزاد نے کہا کیون یارو کیا ہنسے وزرا نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان
بڑی بڑی شاہزادیان فرزندان حمزہ پر عاشق ہو کر نکل گئین اور ہمراہ مسلمانون کے
مصروف جنگ ہین ملکہ شمیم گیسو کشا معشوق خداوند لقا سے پر عاشق ہو کے
نکل گئین ابھی کل کی لڑائی مین ظاہر ہو کر سحر کیا بیٹی کو قصر سے نہ نکلنے دینا بہزاد نے
کہا وہ خود سپاہی وضع ہے مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہے اور وہ نامرد ہین کہ جنکے
یہان ایسے اتفاق ہوے میری دختر اگر ایسا فعل کرے تو گھس کر قتل کرون اُس کے
عاشق کو بھی زندہ نہ چھوڑون آپ لوگ ایسا خیال نہ فرمائیے بارگاہ حمزہ مین گھسجاؤن
فرزندکا اُنکے سر کھینچلون ہفت جوش جادو وزیر اعظم کو ہفت پیکر نے اشارہ کیا
صحراے سبزہ زار مین ایک باغ تھا نہایت عمدہ وہ وزیر نے خالی کرا دیا اُسمین جاکر
ملکہ قمر طلعت اُترین بہزاد نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے مگر تقدیر قدیم نہ بھیجے گا
ہفت پیکر نے کہا ابھی جلدی کیا ہے بعد دو چار دن کے لڑنا بہزاد نے کہا قدرت کا

قصر عشرت مین رہنا بہت ناگوار ہی اسی ہفتے مین لڑائی فتح کرونگا میرے ہاتھ سے
کہان جائین گے ہفت پیکر نے نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام
کے جو برائے خبر موجود تھے خبرین لیکر بھاگے صاحبقران دربار مین ہین علمشاہ بھی
حاضر ہوے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد کے نام پر طبل جنگی
بجا ہی بڑا مغرور پہلوان ہی اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی کہتا ہی کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا
صاحبقران نے فرمایا خدا حافظ و نگہبان ہی خواجہ کہدو کہ بفضل ایزدی اور بہ تائید
ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ نے نقارہ خانۂ سکندری مین آکر طبل
سکندر پر چوب لگائی اٹھارہ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا صدائے طبل سکندر
سنکر اُچھل پڑا اور زہرا سے پوچھا یہ کیسی صدا آئی وزرا نے عرض کی لشکر اسلام مین نقارہ
بجا ہی طبل سکندر پر جب چوب پڑتی ہی بارہ کوس تک آواز جاتی ہی وہی صدائے نعرۂ
صاحبقران سے زمین تھراتی ہی ہفت پیکر خاموش ہو رہا دونون لشکرونمین تیاریان
ہونے لگین ناگاہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا اور شاگردان
ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام دنیا منور اور
روشن ہوئی بقول شاعر نظم اشعار سحر

چو زاغ شب پر پرواز بر داشت	خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحاف غنچہ از رو در کشیدند

سب کو معلوم ہوا کہ لیلائے شب نے نقاب چہرۂ زیبا سے اُٹھائی صاحبقران
سوار ہوے بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بصورت نورانی سپر شمشیر آگے بارہ سو
طفلان پری صورت اشعار بہ الحان داؤدی پڑھتے ہوے نقیب آوازین لگاتے
ہوے کہ اے مردان عالم قدم با قدم ترقی عمر و دولت ہو اُدھر سے دیکھا کہ ہفت پیکر
تخت خدائی پر سوار سترہ سو سردار پہلوانان و ساحران غدار دورکابے گھوڑونپر
سوار پشت پر ساٹھ لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سب کے آگے آگے
بہزاد گلگون پوش بصد جوش و خروش چار سو پہلوان اوجی بنے ہوے پشت پر

سات لاکھ فوج اس کر و فر سے ہفت پیکر بھی آکر پہونچا فوج صاحبقران کو دیکھکر کہتا ہی یارو تم لوگ اب بھی گنتے ہو حمزہ کے ساتھ مع فرزندون کے شمار کرکے معلوم ہوتا ہی کہ بائیس لاکھ فوج ہی یہان اب بھی ساٹھ لاکھ موجود ہین مگر یارو وقت پر بھاگتے ہو سردارون نے عرض کی یا خداوند اب کوئی قدم نہ ہٹائیگا ہر سردار نے اپنی اپنی فوج سے قسم لی ہی اب کوئی نہ بھاگے گا سب جمکر لڑینگے اب انتہا کا معرکہ پڑیگا نقیبون نے میدان مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے پکارتے تھے کہ اے مردان میدان کارزار و اے پہلوانان تہور شعار اصل دنیا کی یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان ہو سکے نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین اے اہل نظر ۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔ یعنی یہ کہتا تھا وہ دست تہی دکھلاکر

زاد و رہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

نظم بطور مخمس

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے ۔ مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا یہ مضمون خیالی تھے ۔ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ایہا الحاضرین مرد سپاہی کا لڑنے مین نام ہی مرد اُن عالم کا یہی کام ہی کون ایسا بہادر ہی کہ میدان کارزار مین نکلے اپنے باپ و دادا کا نام روشن کرے اور نام اسفندیار و رستم صفحہ ہستی سے مانند حرف غلط مٹا دے نقیب یہ آوازین دیکر ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کو جوش جرأت ہوا ہر ایک کا یہی قول و ارادہ ہی کہ دشمن پر فورًا جا پڑین آگے بڑھکر لڑین مگر شہزاد گلگون پوش لباس خونی پہنے ہوے آنکھین نشے مین اُبلی ہوئین گینڈے کو پھیر کر سامنے ہفت پیکر کے آیا گینڈے سے کود کر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان ملے آج خون کے دریا بہا دونگا ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ مقبول عرض تیری قبول ہی یہ قدرت کے تجھکو سپرد کیا

بہزاد دوبارہ گینڈے پر سوار ہوا عازم میدان کارزار ہوا میدان مین آکر سلحشوری
دکھانے لگا نیزہ مثل درخت تاڑ کے اُسکے ہاتھ مین تھا اُسکو ہلا کر گینڈے کو دوڑایا جب
خوب عرق عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان تم لوگون نے بڑا غضب کیا قدرت
نے تمکو کس ناز و نعم سے پرورش کیا تمنے قدرت کو ستایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر فرد گردان ہر کہ را بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش
بدست منست ٭ یہ جو بہزاد نے بہ کبر و نخوت پکارا جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن
نے مرکب عربی صفت سے نکالا سامنے بادشاہ کے آیا بعد ادائے آداب نیاز دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا مگر یہ بھی
فرمایا کہ ای جمہور یہ کرگدن سوار بڑے قد و قامت کا جوان ہی ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا
ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے جمہور نے عرض کی بہ اقبال شہنشاہی اِسکی مشکین
باندھکر لاتا ہون یا سر اپنا نثار کرونگا غلام خوب سمجھتا ہی انشاء اللہ جاتے ہی اسکی مشکین
باندھونگا بہت مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی کیسا لاف و گزاف کر رہا ہی یہ
کہکر جمہور نے مرکب بڑھایا سامنے بہزاد کے آیا اول نگاور چلی چند چند قدم گینڈا و
مرکب ہٹے بہزاد نے نیزہ مارا جمہور سے نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے نیزہ بہزاد
کا توڑا بہزاد نے چھڑ کو پٹک کر کہا ای جوان غضب ہوا دو دریا ے لشکر دیکھ رہے ہین
اور تونے نیزہ میرا توڑا مگر یہ تیغ بیدریغ برسون کے جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر
پہاڑ پر مارون تا بہ ہیچ کاٹون یہ کہکے ہاتھ مارا جمہور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ جو
تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہانسے سر پر آئی زخم کاری سر پر آیا بہزاد نے
ہاتھ روک کر آواز دی اِس زخمی کو سامنے سے ہٹاؤ مگر جمہور نے زخم کاری کھا کر وار
کیا بہزاد نے گینڈا اہٹا لیا وار خالی گیا سر جمہور کا ہرنہ زمین پر جا لگا عیار جمہور کو ہٹا
لیگئے فرامرز عاد مغربی مقابلے مین آیا یہ بھی زخمی ہوا چھ پہلوان مقابلہ بہزاد مین
آئے دو جوان سیار گلشن جنان ہوے چار جوان زخمی ہوے بہزاد پلٹا یہ کہکے
کہ کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا یا صاحبقران کوئی پہلوان ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب

سیری اُٹھاتا مجھکو بھی مزہ شجاعت کا ملتا یہ کہکے پلٹا مگر فرزندان صاحبقران کو بڑا قلق ہوا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کل ہم اُسکے مقابلے مین نکلین گے مزہ شجاعت کا لے غنچۂ آرزو کھلے حقیقت مین ایسا ہی معرکہ ہوا ایک ضرب مین اِسکی پہلوان زخمی ہوا اُسکا بلبلانا جلسے ہی کیون نہ غرور کرے کہ چھ پہلوانون سے لڑا اب کل سمجھا جائیگا یہ کہکے لشکر والے پلٹے صاحبقران دربار مین آئے ذکر بہزاد ہونے لگا مگر شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر جو باہر نکلے چابک نے عرض کی آج ابر آیا ہو شب بھر رہیے مناسب یہ ہو کہ مہلت شکار کی لیجیے جہانگیر پلٹ کر روبروے صاحبقران آئے دست بستہ ہو کر کھڑے ہوے صاحبقران نے پوچھا کیون نور نظر کیا مراد ہی عرض کی اگر حکم ہو تو کل غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے ابھی کچھ نہین فرمایا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعاے جاندرازی عرض کی کہ بہزاد کچھ علیل ہو گیا تین دن کے بعد طبل جنگی بجوائیگا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای فرزند صحرا مین شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا جہانگیر نے عرض کی غلام وقت خاصے کے حاضر ہوگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن ای فرزند ملک پُرآشوب ہی ایسا نہ ہو کسی دشمن سے مقابلہ پڑے تو مشکل ہو جہانگیر نے عرض کی اقبال شہنشاہی ساتھ ہی کون روک سکتا ہی صاحبقران نے چابک سے حفاظت کی تاکید کی جہانگیر نے چابک سے حکم دیا کہ سویرے در دولت پر اسباب شکار موجود رہے چابک نے رات سے کارخانون مین خبر کی دو گھڑی رات رہے سے پہلے قراول در دولت پر حاضر ہوے جہانگیر نماز پڑھکے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے صحرا مین آکر پہلے قراولون نے طبل باز پر چوب لگائی نظم

چو در تالیدن آمد طبلک باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
رہا شد بر ہوا باز سبک پر	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز بحری چھوٹے جانوران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک شاہزادے نے ارابے بھر دیے کمان کیانی دست حق پرست مین تیر بجر کمان مین جوڑا جس طائر کو تاکا تیر مارکے گرادیا چابک جھپٹا اور طائر کو ذبح کرکے اُٹھا لایا شاہزادے نے

فرمایا ای مہترو الاگہر سواے پرند کے کوئی چرند معلوم نہین ہوا ایک آہو بھی شکار
ہوجائے تو پلٹ چلین قبلہ وکعبہ تاکید فرما چکے ہین بروقت خاصے کے پہونچ جائین
چابک نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبرین لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ
چند گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک دھانون کا
کھیت ہی کہ اُسمین کئی سی آہو چرا کر رہے ہین جہانگیر نے فرمایا گھوڑے بڑھاؤ چالیس
سوارون کو لیکر قریب کھیت کے پہونچے چہار جانب سے کھیت کو گھیر لیا جہانگیر نے
فرمایا اور آہوونکا سب صاحبون کو اختیار ہی بیچ مین سب آہوون کے جو نر مستی کر رہا
ہی اُسکو ہم شکار کرینگے جسکی جانب سے نکلیگا ہمکو شاق ہوگا سب نے عرض کی بسم اللہ
سب نے گھوڑے بڑھائے مگر اُس نر نے جو دیکھا پیچھے ہٹ کر کنوتیان بدلین اور
اِسطرح سے جست کی کہ شاہزادے کو مع مرکب فرا کے اور دس قدم زیادہ آگے
بڑھکے گرا شاہزادے کو بڑا غصہ آیا مرکب کو پھیرا پیچھے آہو کے چلے ہر مرتبہ تھوتھنی
مرکب کی اور پیٹھا ہرن کا ملجاتا ہی لیکن شاہزادہ چاہتا ہی کہ نیزے سے شکار کرون
آہو نہین ٹھہرتا جست کرکے نکلجاتا ہی آخر شاہزادے کو غصہ آیا کمان کیانی کو کاندھے
سے اُتار تاک کر تیر مارا کہ آہو گرا شاہزادے نے پلٹ کے دیکھا شاطر کو بھی اپنے
قریب نہ پایا آخر گھوڑے سے کود ے آہو کو بہ قربانی پہونچایا اب منظور ہی کہ آہو کو
شکار بند سے باندھون اور پلٹون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک آہو لنجیا تا ہوا
تیر پُٹھے پر پڑا ہوا سامنے آتا ہی بس جہانگیر نے تیر مارا کہ وہ آہو بھی گرا شاہزادے
نے اُس آہو کو بھی کھینچکے بہ قربانی پہونچایا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ دفعۃً پھر گرد اُڑتی
جہانگیر نے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تلاش مین اپنے آہو کی آتا ہی آہو کو
جو اپنے پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا گھوڑے کو اُڑا کر قریب شاہزادے کے
آیا کہا کیون اجل گرفتہ تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا جہانگیر فرزند امیر
فصاحت باتون مین بھری ہوئی فرمایا ای نقابدار بہادر صحرا مین کیا کسیکا اجارہ ہی شکار
ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کر لیا کیا تو ہی بڑا شکاری ہی نقابدار نے غصے مین

جھنجھلا کر کہا تو نے تیر مار ا بڑی خطا کی جہانگیر نے کہا ابتو ایسا ہوا جو تیرے مزاج مین آوے وہ تو میرے واسطے کر نقابدار نے نیچے پر ہاتھ ڈالا نیچہ کھینچکر شاہزادے پر ہاتھ مارا کہا ای جوان اس شکار کا یہی بدلہ ہی کہ تجھکو بھی شکار کرون جہانگیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ اپنا ڈالدیا ہاتھ مین وہ نرمی پائی کہ جہانگیر حیران ہوگئے کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا وہ رنگ پایا گویا پھول کو اُٹھایا کہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے اُٹھی معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا بقول شاعر فرد اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب ٭ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ٭ شاہزادے نے اپنی نگاہ اُٹھا کر دیکھا آنکھین نرگس شہلا ہونٹھ فخر مسیحا قد بعینہٖ مثل صنوبر نازنین وماہ پیکر یار شک قمر کمر باریک کہ جسکو موے میان کہتے ہین مقدمۂ عدم مین کون دخل دے تار شعاع نظر کہون کس شی سے مثال دون مگر قتل عاشق پر کمر چست ہی اسوجہ سے نشان پایا گیا عدم کو موجود کہا دیکھکر اُسکو ہوش نہ رہا ساق بلورین کہ جنپر بناے حسن قائم ہی اُنکی کیا تعریف صرف شاخ بلور لکھدیا پاے نازک ثابت قدمی جسکو ہمدم تاج سر شاہان نقش قدم ہی شاہزادے نے جو یہ جمال بیمثال دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہاتھ جو کانپے وہ مہ جبین ہاتھ سے چھوٹی شاہزادہ بھی غش کھا کے گرا یہ منھ سے نکل گیا نظم

غیرت مہر و رشک ماہ ہو تم — خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
جسنے دیکھا تمھین وہ مرہی گیا — حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاتے — کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
حسن مین آپ کے ہی شان خدا — عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہی زیبندہ — جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
فوق ہی سارے خوش جمالون پر — وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
ہمسے پردہ وہی حجاب کا ہی — کوچہ گردون سے روبراہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تمسے — ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہم جو حق وفا بجا لائے — شاہد اللہ ہی گواہ ہو تم

ہو تمھارا خیال پیش نظر | جسطرف جائین سد راہ ہو تم
دونون بندے اُسیکے ہین آتش | خواہ ہم ہوئین اہین خواہ ہو تم

یہ اشعار پڑھکے شاہزادہ جو بیہوش ہو گیا اُس مہ جبین نے جمال جہان آرا سے شاہزادہ دیکھا سطوت وصولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین چہرہ مثل آفتاب رعب وداب کل اشیاے خوبصورتی ہمراہ ہین ہوش ملکہ کے اُڑ گئے فرش خاک پر بیٹھ گئین سر جہانگیر کا زانو پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا چاہتی ہین عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوتا ہی رک جاتی ہین قضاے کار مہتر چابک صبا رفتار جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا دور سے مرکب شاہزادے کا دیکھا اُسی جانب چلا ملکہ کی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار اسطرف آتا ہی گھبرا گئین سمجھین کہ اسکا عیار آتا ہو اپنا چہرہ اپنا چھپا لیا نقاب چہرے پر ڈال لی کہ چابک قریب آیا اپنے آقا کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا پوچھا کہ ای ملکۂ عالم شاہزادے کو کیا ہوا ملکہ نے کہا ای عیار طرار تو قریب آکے دیکھ کہ کیا گذری چابک نے قریب آکر پانی کا چھینٹا دیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ وہی مہ جبین منھ پھیرے بیٹھی ہی عیار نے مجھے بیدار کیا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی تو نے اپنے بیمار سے مسیحائی فرمائی ہی ٹھہر جانا تمھارا احسان عظیم ہوا کہ تم ٹھہر گئین ورنہ ہماری عجب کیفیت ہوتی ابتو یہ صورت ہی دل کی عجب حالت ہی

نظم

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا | پرورش پایا کیا تیرا جو دامن آگیا
دورہِ امید آخر کھینچ لائی متصل | دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلود نے ہی پیرہن بلبل قریب | اور ہی رنگینیون پر اب تو دامن آگیا
کونسا یہ خاکسار آتا ہی دیکھ او شہسوار | اک بگولہ سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش | کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر | میری آنکھونکو لحاظ خواب بد [illegible] آگیا
بہگیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق | دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

توڑکر تسبیح میں رشتۂ زنار ہے / بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
دشمنونکی پردہ پوشی کی ہواے شوق نے / گردنون مین خار کی پیراہن تن آگیا
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی / مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا
باغ عالم مین بہ شکل بلبل تصویر ہون / کچھ غرض رکھتا نہین گرسوے گلشن آگیا
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین / بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
ای فلک شاید گمانِ خندہ اسپر بھی ہوا / جولب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم / فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

یہ اشعار جو شاہزادے نے بیقرار ہوکر پڑھے ملکہ کے دلپر تاثیر ہوئی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا ای شہریار باغ میرا یہان سے بہت قریب ہی وہان تشریف لیچلیے بہ آسائش بیٹھیے مجھے بھی ہوس ہی کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون شاہزادہ اپنے مرکب پر سوار ہوا ملکہ اپنی مادیان پر سوار ہوئین چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے دیکھا چند کنیزین گھوڑیان اُڑائے ہوے آتی ہین اُنھون نے جو اپنی مالک کو دیکھا گرد آگئین مگر گیاو شعلہ زن ایک کنیز نے کہ نہایت پُرفن چست وچالاک دراندازی مین بیباک ہی ساتھ والیون سے کہا صاحبو تمنے اِس شوخ دیدہ کو دیکھا کہ اِس جوان شکل قمر کے ساتھ ہوگئین دیکھیے کیا کرین اب اِس جوان کو لیے چلتی ہین لوا مجھسے یہ بدعت نہ دیکھی جائیگی ایسے بہادر کی بیٹی اور وہ یون پھنسے ہین تو جاکر بہزاد سے اطلاع کرونگی کنیزون نے کہا لو اتمکو کیا کام وہ اپنے فعل کی مختار ہین آخر کسی طرح اُس پہلوان دوران کو خبر ہو جائیگی گیاد خاموش ہو رہی مگر دل مین جل رہی ہی راہ مین شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے قمر طلعت شیرین ادا اپنا نام بتایا چابک صبار فتار ساتھ ہی شاطر پانون پر ہاتھ رکھے کہتا جاتا ہی ای شہریار حسب ونسب تو پوچھیے جہانگیر نے پوچھا ای ملکۂ عالم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا بہزاد جو لشکر اسلام سے لڑرہا ہی کئی پہلوانون کو مار ڈالا کئی پہلوان زخمی کیے اہل اسلام کو اُس سے تردد ہو رہا ہی فرزندان حمزہ آمادہ ہین کہ اُس سے مقابلہ کرین لیکن اُسنے

تین دن تک جنگ ملتوی کی ہی بعد تین دن کے مقابلہ کریگا مین اُسکی دختر ہون **چابک** نے عرض کی بڑے خونخوار کی دختر ہی ایسا نہ ہو اُسکو خبر ہو جائے حضور اکیلے اُسکے باغ مین جاتے ہین حضور اس غلام کو انھین کنیزون مین گمان ہی کہ کوئی خبر نہ کر دے **جہانگیر** نے کہا کہ دیکھا جائیگا **چابک** نے عرض کی وہ کنیز جو مادیان مشکی پہ آتی ہی اُسکے تیور بد ہین مجکو گمان ہی کہ اُسکو آپ کا آنا شاق ہوا کیا عجب ہی کہ دراندازی کرے **جہانگیر** ملکہ کے ساتھ داخل باغ ہوے دروازے پر چند نگہبان تھے ملکہ نے اُنسے کہا ہٹ جاؤ وہ نگہبان ہٹے ملکہ **جہانگیر** کو لیکر باغ مین پہونچین غرضکہ شاہزادے نے قدم باغ مین رکھا دیکھا باغ پُر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ہی شاہزادے کو دیکھکر طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچون کی زبانین کھلین چاہتے تھے کہ اوصاف گل رخسار شاہزادۂ والا مین کلام کرین شعرا نے دہن کو معدوم لکھا ہی اسوجہ سے ناچار تھے سنبل پُر پیچ وتاب نے جوڑا اپنا یا زلف محبوب کا نقشہ دکھایا نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین دیدہ بازی کرنے لگی سوسن چاہتی تھی سب زبانین اپنی کھولون صف مین دہن شاہد مقصود کے باتین کرنے لگون سبزبختان چمن خوش مزاج لالے کے ہر پر سرخ تاج سرو وصنوبر چاہتے ہین کہ ہمراہ رکاب ہولین مگر روانی سے مجبور ہین ایک پانؤن سے چل نہین سکتے سارا باغ آمد سے اُس گلرخسار کی باغ باغ ہی لالے کے دل پر حسرت کا داغ ہی ملکہ **جہانگیر** کو لیے ہوے وسط باغ مین آئین کہ جہان چبوترہ بلوری تھا کنیزون سے اِشارہ کیا چبوترے پر فرش منبجر بچھا شاہزادے کو ملکہ نے مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھین شاہزادے نے **چابک** سے اشارہ کیا **چابک** نے پایان کھینچا سید معا سید معا ٹھیکہ بجانے لگا یہ غزل شروع کی

نظم

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا | لب ہلا نا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
ہاتھ پڑ جائینگے لاکھون کے دم حشر اے دل | چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکھائینگے اگر | میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے ہر گل | نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لب یار کے لے لیتا تھا
کتنے ہین قتل کرینگے وہ لحد پہ آکر
ہو گئی قتل مین تا خبر تو یہ جوش کہان
ولولے ہین نفس چند کے تا فرصت عمر
آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شباب
قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم

ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا
فیصلہ آج ہمارے اسکا منزل ہوگا
قصد قاتل کیطرح شوق بھی باطل ہوگا
کچھ دنون مین نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا
کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا
قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

چابک کے گانے پر سب مبہوت ہو رہے ہین یہان تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر وہی کیاد کنیز یہ جلسہ دیکھکر بہت جلی اپنے مقام سے اُٹھی بہزاد کو خبر کرنے چلی باہر جو آئی نگہبانون نے پوچھا کہ بی کیاد کہان کیاد نے پانچے ہلا کر کہا نگوڑے نگہبان آنکھون مین پردے ڈال کے بیٹھتے ہین ملکہ نے ہٹادیا نگہبان ہٹ گئے مگر یہ نہ سوجھا کہ کون جاتا ہی نگہبانون نے کہا بی کیاد غصہ نہ کرو ملکۂ عالم شکار سے پلٹی تھین کیونکر نہ ہٹ جاتے ہم کیا ملکہ کو دیکھتے ہین تم بتلاؤ کہ کون آیا کیاد نے جواب دیا کہ اب جو آیا ہی اُسکا حال کھلجائیگا ذرا کہارون کو بلوادو ڈولی کہار نگہبانون نے بلوادیے سوار ہوکے چلی بہزاد ایک دن پڑا تھا حیلہ کرکے واسطے شکار کے گیا شکار بھی نہ ملا اب بد مزاج آتا ہی کیاد کو جو آتے ہوے دیکھا گینڈا روک لیا کہا کیاد کہان چلی کیاد نے کہا گینڈے سے اُتریے تو مین عرض کرون بہزاد گینڈے سے کودا کیاد نے ہاتھ پکڑکر کہا ای پہلوان دوران تمھاری یہ شوکت کہ مین نے خبر سُنی ہی تمھارے آنے سے پہلوان گھبرا رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی مگر کچھ اپنی صاحبزادی کی بھی خبر رکھتے ہو صاحبزادی برائے شکار گئی تھین شیر بیشۂ صاحبقرانی کو شکار کر لائین ایسی بے شرم ہین کہ گھوڑے سے اُترکر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا جب وہ بیدار ہوا تو اُس سے باتین کین باغ مین لائی ہین جلسۂ عیش آراستہ ہی پسر حمزہ بوسہ بازی کر رہا ہی یہ سُنکر بہزاد کانپ گیا کنیز کا ہاتھ پکڑکر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا کہا حرامزادی ایسی خبر چلا کے کہتی ہو اور گینڈے پر سوار ہوکے طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا

اول نگہبانونکو قتل کیا پھر دروازے پر آکر ایک لات ماری اندر باغ کے گھسا جو کنیز سامنے آگئی اُسپر ہاتھ تلوار کا مارا کسیکو طمانچہ مار دیا اِسطرح کی بدعنتین کرتا ہوا قریب چبوترے کے پہونچا جہانگیر گلچینی گلشن جمال ملکہ مین مصروف تھے بہزاد کو آتے ہوے نہ دیکھا قریب آکر بہزاد نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے چاہا اُٹھون تلوار سر پر پڑ گئی شاہزادہ فوراً لڑکھڑا کے گرا اور کئی ہاتھ تلوار کے مارے قمر طلعت پیٹنے لگی کہتی تھی او ظالم مین خطاوار ہون مجھے قتل کر بہزاد نے موے مشکین تھام کر ایک طمانچہ مارا بقول شاعر؎ فرد

وہ رخسار نازک کہ ہوجائین لال ✣ اگر اُنپہ بوسے کا گذرے خیال ✣ دیگر یہان نازک تو نزاکت مین وہ یگانہ ہوا ✣ جو پہنی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا ✣

بہزاد کے ہاتھ کا طمانچہ پڑا عارض پر عارضہ عارض ہوا کہ قطرات خون ٹپک پڑے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی بہزاد نے تلوار اُٹھائی کہ سر اِسکا کاٹ لون چند کنیزین لپٹ گئین اور کہا کہ ای بہزاد یہ سراسر بیجا ہی چابک نے جو اتنی مہلت پائی کہ بہزاد طرف کنیزون کے متوجہ تھا پشتارہ اپنے آقا کا باندھا پشتارۂ خون آلود لیکر بھاگا بہزاد جو پلٹا جہانگیر کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا ارے یہ مقتول کیا ہوا کنیزون نے عرض کی اُسکا عیار لے گیا بہزاد نے کہا اِسکی تم گواہ ہو کہ اِسکے دامن عصمت پر غبار تو نہین آیا کنیزون نے کہا کہ پسر حمزہ خود راضی نہین ہوا ہفت پیکر کو بُرا کہا پسر حمزہ بیخطا تھا بہزاد نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ اِس گیسو بُریدہ کو مسلسل کرو اسی باغ مین رکھو خبردار یہ کہین جانے نہ پائے ورنہ تم سب کو قتل کرونگا کنیزون نے ملکہ کو اُسی عالم غشی مین مسلسل کیا بارہ دری مین لیجا کر مقید کیا چند کنیزین برائے نگہبانی بیٹھین بہزاد بھلایا ہوا باہر آیا دربار مین ہفت پیکر کے پہونچا دامن ہفت پیکر کا پکڑ لیا کہا یا خداوند آپ نے کیسی تقدیر کی کہ جسکو زبان سے نہین کہہ سکتا وہ معرکہ گذرا کہ غرق عرق ہو رہا ہون طبل جنگی بجے کل پسران حمزہ کو ٹوکونگا ایک فرزند کو تو حمزہ کے مین نے مار ڈالا ہی عیار لاش لیکر بھاگ گیا اب سب پسران حمزہ کو قتل کرونگا اِن مین سے کوئی باقی نہ رہیگا ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے

خدمت صاحبقران مین آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی
عجب طرح کے کلمات کہ رہا ہی نہین معلوم کسوجہ سے جہانگیر اُسکی دختر کے پاس پہونچے
کہتا ہی اُنکو قتل کیا صاحبقران کو یہ سُنکر پسینہ آگیا فرمایا جیسا اِس نالائق نے کیا ویسی
سزا پائی بہت بہتر ہوا کہ مارے گئے اہل لشکر جہانگیر رونے لگے سب نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور دریافت کرائین کہ جہانگیر پہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران نے فرمایا کہ
جو کوئی نام جہانگیر کا لے وہ میرے لشکر سے نکلجاے مجھکو صورت نہ دکھائے سب
سردار خاموش ہو رہے بدیع الزمان و قاسم و لور الدہر کی بیچینی رنگ رو
متغیر سر نگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے جو دل مین ہی صاحبقران
سے عرض نہین کر سکتے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان
پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کڑکا کہکر ہٹے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان فرزند
صاحبقران کا خواہان ہون شاہزادۂ چوگان بن حمزہ نے کہ رات بھر فراق برادر
مین روئے ہین فوراً امرکب صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آئے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی اے شہریار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو کہ ہم
لوگون پہ کیا بدعت گذری اِس بچیا نے تنہا پاکر شاہزادۂ جہانگیر کو مار ڈالا عیار طرائے
کہ بچپن سے ساتھ ہی لاش لیکر بھاگ گیا مگر نہین معلوم کہان گیا کہ ابتک نشان نہ ملا
اب حضور ہمکو اجازت دین کہ جاکر اِس بچیا سے معاوضۂ خون برادر لین یا اپنی جان
دین صاحبقران زمان نے تو فرمادیا کہ کوئی جہانگیر کا نام نہ لے غلام کچھ عرض نہ کر سکے
بادشاہ نے سر جھکاکر فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے
شاہزادہ مقابلۂ بہزاد مین آیا بہزاد نے بعد تکاور کے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی
چوگان نے نام اصلی بتایا یہ سُنکر بہزاد بہت جھلّایا کہا فرزندان حمزہ کا مین قاتل ہون
چوگان نے کہا مین اِسی واسطے تیرے مقابلے مین آیا ہون کہ تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا

بہزاد

بہزاد نے نیزہ مارا کہا تم فرزندان **حمزہ** سب مکار ہو سبکو تلاش کر کر کے قتل کرونگا **چوگان** نیزہ بازی کر رہے ہین اکثر نیزہ روک کر فرماتے ہین فرزندان **حمزہ** نے کیا خطا کی کہا ایسی خطا کی ہی کہ قتل پر بھی مجھکو آرام نہ ہوگا **چوگان** نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا نیزہ جو ہاتھ سے **بہزاد** کے نکلا مثل ابر گرگڑایا قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی اوپسر **حمزہ** تیری قضا تلوار سے ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا **چوگان** نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنّاٹے کی صدا بلند ہوئی اب شاہزادے کی برق شمشیر جو چمکی **بہزاد** کو آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا دیکھکر آواز دی کہ او جوان کسکو ساتھ لایا ہی کہ وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہی **چوگان** جو تلوار روک کے پلٹے **بہزاد** نے ہاتھ مار دیا **چوگان** کا سر زخمی ہوا زخمی ہوکر پلٹے فرمایا او مکار یہ کیا حرکت تھی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زخمی تو ہو ہی چکے تھے چادر خون کی چہرے پر پڑی **بہزاد** نے گینڈا ہٹا لیا سر شاہزادے کا جھکا دوسرا ہاتھ **بہزاد** نے مارا سر شاہزادے کا چوپارہ ہوگیا **بہزاد** نے چاہا سر کاٹ لون شاہزادہ **بدیع الزمان** گُرد لشکر شکن نے دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہی وہین سے گھوڑے کو جھپکا کے نعرہ کیا کہ او نامرد کیا کرتا ہی کوئی بہادر زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی **بہزاد** ذرا رکا **بدیع الزمان** نے گھوڑا بڑھایا کہ لپٹ پڑون کشتی مین اسکو زیر کرون وہان پر موش خانہ تھا دونون یا نؤن گھوڑے کے موش خانے مین جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی **بدیع الزمان** مرکب کو سنبھالنے لگے **بہزاد** نے ہاتھ مار دیا سر **بدیع الزمان** بھی زخمی ہوا سرداران تائی جو **بدیع الزمان** کے نکلے وہ بھی زخمی ہوئے کئی پہلوان اِسکے ہاتھ سے مارے گئے **بہزاد** شام ہوتے پلٹا آواز دی ای فرقۂ خداپرستان کل تم سب سے سمجھ لونگا **بہزاد** کی اب یہ کیفیت ہی کہ روز طبل جنگی بجواتا ہی اور میدان مین آتا ہی دو چار سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوتے مین ایکدو مارے جاتے ہین دربار مین **ہفت پیکر** کے **بہزاد** کی بڑی خاطر ہوتی ہی **بہزاد** نے جو خبر پائی کہ ملکہ **قمر طلعت** کو صحت ہوئی عارضۂ عارض بالکل جاتا رہا کنیزون سے کہلا بھیجا کہ ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مگر باغ سے نہ نکلنے پائین جسوقت ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹی گئین تو ملکہ بلک بلک کے روتی تھین

اور کتنی تھین کہ صاحبو مجھے اِس قید بند سے رہا نہ کرو مجھکو اِس قید مین چین ہی اُس شہریار
کی زلف عنبرین کا سودا ہی مین تو بہت مجبور ہون یہ کیفیت ہی نظم

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ
ہین داغ مرے سینے مین انجم سے زیادہ

سو رمز کی کرتا ہی اشارے مین وہ باتین
ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ

جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین
کرتے ہین ستم اور تبسم سے زیادہ

میخانے مین سو مرتبہ مین مرکے جیا ہون
ہی قلقل مینا مجھے قُم قُم سے زیادہ

بھر جاے جو بادہ مرے منھ تک نہ کہون بس
میخوارے مین ہی ظرف مراخم سے زیادہ

ہر نہر چمن ہجر مین اژدر سے ہی افزون
ہر گل ہی مری جان کو کژدم سے زیادہ

سو رقص سے افزون ہی پری رو تری رفتار
پائون کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ

تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد
موے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ

معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے یاد مین شاہزادۂ جہانگیر کی بیقرار ہو کر روتی ہین مگر
کوئی قابو نہین کئی سو حبشنین متعین ہین نگاہ اُٹھانے کا حکم نہین کنیزان قدیم پاس نہین
آسکتین اپنی اپنی صحنچیون سے نکلکر دیکھ لیتی ہین اور حال پر ملکہ کے روتی ہین بعض بعض
جو سن رسیدہ ہین وہ کہتی ہین یکایک صاحبزادی اُبلی پڑ رہین غیر شخص کو بلا لیا اُس جوان
کی جان لی اسے بو اصاحت تو یہ ہی کہ وہ جوان تھا حُسن مین ملکہ سے بہتر تھا لیکن افسوس
ہی کس حسرت سے مارا گیا قبضے پر ہاتھ نہ ڈال سکا دیکھو جسوقت سے وہ جوان مارا گیا
بہ نگاہ غور دیکھو گلو نکار نگ زرد ہی غنچے کے دل مین درد ہی نسیم سحری کے لب پر آہ
سرد ہی باغ مین تو یہ کیفیت ہی مگر چالاک صبا رفتار جو لپٹتا رہا اپنے آقا کا لیکر بھاگا
قریب کوہ دُخان کے پہونچا اُس کوہ پر ایک قزاق رہتا ہی کہ دخان سیہ رو اُسکا
نام ہی بالاے کوہ بیٹھا ہی بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل پشت پر بیٹھے ہین اِس بات کے
منتظر ہین کہ کوئی مسافر نکلے تو اُسے لوٹین ایک قزاق نے کہا اے آقاے نامدار دیکھیے
ایک سونے کی چڑیا آتی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ چور ہی اتنا مال لایا ہی کہ پشت پر لادے

ہونے ہی جست وخیز نہین کرسکتا دخان نے کہا تم ٹھہرو مین جاتا ہون کپڑے تک اُس چورکے
لاتا ہون یہ کہکے دخان کوہ سے اُترا گینڈا اُچھیر کرکے آواز دی او میان جانے والے
کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر جا یہ کیا مال لادے ہی چابک نے پلٹ کے دیکھا اور پکار کر آواز
دی کہ ای جوان میرے پاس مال نہین ہی یہ روح روان صاحبقران ہی دخان نے بڑھکر
آواز دی مین اِن حیلون کو نہ مانونگا تو کیسا کچا چور ہی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ دامنۂ کوہ دخان ہی
یہان سے مسافر بچکے نہین جاتا یہ کہکے دخان نے نیزہ سینے پر رکھدیا چابک نے آخر
ناچار ہوکر پشتارہ دوش سے اُتارا کہا ای شخص دیکھ لے دخان نے جو پشتارہ کھول کر
دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا مانند ماہ تابان اُسمین سے نکلا مگر زخمون مین چور چور ہچکیان لے رہا
ہی دخان نے پوچھا ای شخص یہ کون ہی کس گلستان کا گل ہی اور کس جلاد بیداد نے اِسکو
زخمی کیا افسوس اِسکے شباب پر اُس ظالم کو رحم نہ آیا مین تو اِسکی صورت زیبا اور طلعت
جہان آرا دیکھکر عاشق ہوگیا چابک نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران صاحب
جاہ و توقیر نام اِسکا شاہزادہ جہانگیر ہی اِس سِن مین کئی سو ملک فتح کیے ایسے مقام پر
پھنس گیا کہ کچھ زور نہ چلا اِسقدر زخمی ہوا کہ تم دیکھ رہے ہو جب یہ ایسا زخمی ہوا اور
بیہوش ہوگیا وہ جلاد تو اور طرف متوجہ ہوا مین فورًا اِسکا پشتارہ باندھکر لے بھاگا
میرا یہ قصد تھا کہ کہین جاکر ٹھہرون اور اِس شہریار کا علاج کرون مگر خدا نے تمکو بھیجا
مین چابک صبا رفتار اِسکا عیار ہون تو جری و بہادر ہی ضرور اِسکا علاج کرے گا
دخان نے پلٹ کر قزاقون کو پکارا کہ بھائیو بارگاہ لیکر آؤ ایک شخص نہایت کمسن آفتاب
جمال خورشید مثال زخمی پڑا ہی سب قزاق بارگاہ لیکر اُترے دخان نے بارگاہ استاد
کرائی جہانگیر کو بارگاہ مین لایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال
ہاتھ مین لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے جہانگیر کی آنکھ کھلی ایک مرد
سپاہی وضع کو دیکھا کہ بدل خدمت میری کررہا ہی جہانگیر نے اُٹھنے کا ارادہ کیا فورًا
دخان نے اشارہ کیا کہ ابھی اعضا کو جنبش نہ دیجیے یخنی مرغ کی تیار ہی فرمایئے تو حاضر ہو
اُسکو نوش فرمایئے زیبہ گردن شاہزادے کی ہاتھ دیکر اُٹھایا یخنی جو پلانے کا ارادہ کیا

جہانگیر نے منھ پھیر لیا دخان نے پوچھا کہ اسکا کیا باعث آپ یخنی کیون نہین نوش کرتے
چند قطرے حلق سے اُترتے ضعف موقوف ہوجاتا جہانگیر نے طرف چابک کے دیکھا
چابک کانپ گیا مگر شاہزادے کا اشارہ تھا کہ یہ خلاف مذہب ہی مین اِسکے ہاتھ سے
یخنی نہ پیونگا چابک نے دل مضبوط کر کے کہا ای پہلوان دوران یہ فراش راہ دین
اسلام کے فرزند ہین مذہب کا انکو بڑا پاس ہی جبتک کلمہ نہ پڑھوگے یہ یخنی نہ پیین گے
دخان نے دست بستہ عرض کی مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون ہمیشہ سے
ہفت پیکر کا بندہ تھا مگر یہ بھی سُنا ہی کہ اُسنے آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھائی
معلوم ہوا کہ وہ خداوند نہین ہی آپ کے خدائے نادیدہ کا مذہب اختیار کرتا ہون یہ
کہکے کلمہ پڑھا سب قزاقون کو بھی اپنے مسلمان کیا تب شاہزادۂ جہانگیر نے یخنی کو
پی لیا پانچ دن مین شاہزادہ اِسقدر صحیح و سالم ہوا کہ آکر بارگاہ دخان مین بیٹھا
گرد سب قزاق بھی آکر بیٹھے ہین کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے دست بستہ عرض
کی ای افسر بھائی صاحب آپ کے اجلال سرکش چھبیس ہزار قزاقون سے آئے
ہین خراج مقرری مانگ رہے ہین یہ سُنکر دخان نے سر جھکا لیا کہا ایک ہفتے سے
مین علاج مین اِس جوان کے مصروف ہون میرے پاس روپیہ نہین ہی جاکر کہدو
کہ اُس مہینے مین خراج دونگا قزاقون نے کہا فوج کی تنخواہ اُتروائی ہی فوج والے سب
بگڑے ہوے ہین وہ ہرگز نہ مانین گے جہانگیر نے پوچھا ای دُخان یہ کیا معرکہ درپیش
ہی اجلال سرکش کون ہی دخان نے عرض کی ای شہریار وہ میرا حقیقی بھائی ہی مگر زور
مین مجھسے زیادہ ہی ایک مرتبہ مجھپر لشکرکشی کر کے آیا مین نے مقابلہ کیا مین زیر ہوا جب
میرے قتل کرنے کا اُسنے ارادہ کیا مین نے کہا ای برادر تم قزاق ہو جان بخشی کر و روپیہ
لیلو اُسنے کہا سال مین دس ہزار روپیہ لونگا مین نے قبول کر لیا دس ہزار روپے
کچھ مال بھی دیا اُسنے ہر سال وہ خراج قرار دیا ہی وہی روپیہ مانگنے آیا ہی جہانگیر نے قبضے پر
ہاتھ ڈال کے کہا اگر اِمسال روپیہ نہ دو دیکھین کیا کرتا ہی دخان نے عرض کی حضور مجھکو
وہ قتل کر ڈالیگا نہ دو نگا چھوڑیگا مین کیونکر اِنکار کرون جہانگیر نے کہا کہ ہم جواب دینگے

کیا تم اُسکے نوکر ہو جو خراج دوگے لوٹے مارے کھاوے فوج کی تنخواہ تمپر اُتاری ہی یہ ذکر تھا کہ ایک قزاق بھیجا ہوا اجلال سرکش کا بارگاہ مین آیا کہا ای دخان جو ہم لوگ آج رات کو اُترینگے تو کھانا دینا پڑیگا اگر کہو تو ہم سب لوگ کمر کھولین دخان نے چاہا تھا کہ جواب دون کہ شاہزادۂ جہانگیر با توقیر نے جواب دیا کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ چاہو اُترو چاہو جاؤ اگر دعوی جرأت ہی تو طبل جنگی بجواؤ بلکہ اپنی جان کی خیر مناؤ اُس سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو کون ہی جو اِسکی جانب سے صاف جواب دیتا ہی ہم لوگون کی تنخواہ کا حکم ملا ہی ہم روپیہ لیکر جائینگے ورنہ دخان کو گرفتار کرینگے چند ساعت مین روپیہ بلین گے جہانگیر نے کہا ای شخص جا میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اپنے افسر کو جاکر میرے پاس بھیج سپاہی سے کیا کلام کرین سوار نے تلوار کھینچی شاہزادے پہ ہاتھ مارا شاہزادے نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار ہاتھ سے سوار کے نکل گئی شاہزادے نے کلائی تھام کے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر اُڑ گیا سوار کا مرنا کہ دخان نے سر پیٹ لیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای دخان تم جاکر کنارے بیٹھو کیون گھبراتے ہو اگر وہ مجھسے لڑیگا تو مین بھی میدان مین جاکر دھوان دھار کردونگا دخان نے کہا حضور وہ بہت بدمزاج ہی فوراً ابھی چڑھ دوڑیگا آکر فساد برپا کریگا جہانگیر نے کہا ہم جواب دے لینگے یہ کہکے کلائی پر دخان کی ہاتھ ڈالا کھینچکر اپنے پاس بٹھا لیا دخان کو یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہ ہو میری کلائی ٹوٹ جائے آہستہ سے بیٹھ گیا ہاتھ باندھکے عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو غلام روپے کی فکر کرنے جائے روپیہ تو نقد میرے پاس موجود نہین ہی البتہ کچھ مال وغیرہ نکلواؤن کچھ ہتھیار دیکر اُسکو راضی کرون سوار کا مارے جانا اُسپر بہت شاق ہوگا جہانگیر نے کہا اُسکو جواب دیا جائیگا کہ سوار نے جیسی حرکت کی ویسی سزا پائی یہ سوا تمھارا اِسی قابل تھا قزاقون سے اِشارہ کیا کہ گھوڑا اور ہتھیار تم لیلو لاش اِس جوان کی لیجاکر کسی دریا مین بہادو قزاقون نے اُٹھکر ہتھیار اُسکے اپنے جسم پر لگائے کپڑے بھی لیلیے ایک قزاق لاش سوار کی کھینچکر باہر لایا پشتارہ باندھکر دوش پہ

لگا یا لیکر چلا چند قزاق ہمراہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک کنوان ملا اُس کوئین پر پشتارہ اُتارا اسب نے صلاح کی کہ دریا یہان سے بہت دور ہی اِسی کنوئین مین لاش کو ڈالدو ایسا نہو کہ وہان اجلال کو خبر ہو کہ سوار میرا مارا گیا اور وہ طبل جنگی بجواکر میدان مین نکلے اور شاہزادے پر حملہ کرے غرض یہ صلاح کر کے لاشہ کنوئین مین ڈالکر پلٹے یہان یہ خبر ہرکارون نے اجلال سرکش کو پہونچائی اجلال نے یہ خبر سنکر زانوون پر ہاتھ مارا بہت جھلّایا غصے مین کانپتا ہوا اُٹھا کہا وہ جوان کون ہی جسنے میرے سوار کو مارا مین بھی جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرونگا خون کا دریا بہادونگا ساتھ کے قزاقون سے کہا گھوڑا تیار کرو اور فوج کو قتل عام کا حکم دیا قزاق تو یہ چاہتے تھے کہ فساد ہو فورًا گھوڑا حاضر کیا خود بھی تیار ہوے اجلال سوار ہو کے چلا دخان سے شاہزادہ باتین کر رہا ہی مگر دخان نے جو تیور شاہزادے کے دیکھے دیکھا ابرو بل رہے ہین آنکھین غصے مین اُبل آئین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا جہانگیر نے سر اُٹھا کر فرمایا یہ کیا ہنگامہ ہی قزاقون نے خبر دی کہ حضور اجلال سرکش آپڑا فوج کو قتل کر رہا ہی ہزارہ دن جوان مار کر ڈالدیے یہی کہتا ہوا آتا ہی کہ میرے سوار کا قاتل کہان ہی جبتک اُسکا سر نہ پاؤنگا ہرگز واپس نہ ہونگا اور بار بار یہ تو بتاؤ کہ دخان کہان ہی اُسنے نہ اُسکو سمجھایا کہ اجلال کا یہ ملازم ہی آج اُسکا بدلہ یہ ہوگا کہ قلعۂ کوہ کھدوا ڈالونگا اب خراج بھی نہ لونگا یہ سنا تھا کہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا چابک مرکب لاؤ چابک تو شاہزادے کے مزاج سے خوب آگاہ ہی فورًا مرکب تیار کر کے لایا جانتا تھا کہ اگر دیر کرونگا تو شاہزادہ بدمزاج ہوگا غرض شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا دخان نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا کہا آقاے نامدار واسطہ خداے نادیدہ کا اُس سرکش کے مقابلے مین نہ جائیے جب اُسنے قزاقی اختیار کی تھی دس جوانون سے سوسو کو لوٹ لیا ہی اور اب تو چوبیس ہزار سوار ملازم ہیں قریات پر قبضہ کیا کئی سو دیہات پر اُسکی عملداری ہوئی بادشاہ اِس اقلیم کا دخل نہین دیتا دور جا جا کے قافلے لوٹتا ہی بیس بیس کوس پر جا کے شبخون مارا ہی جہانگیر نے دخان کو جھڑک دیا کہا بس خاموش رہو چور کی زیادہ تعریف نکرو

جب مقابلہ پڑیگا دیکھ لینا وہ ہمارا کیا کرسکتا ہے یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا کیا اگردخان بہ فرط محبت پیچھے پیچھے چلا آتا ہے ہر دم عذر کرتا ہے کہ آقاے نامدار آپ پلٹ آئیے مین اُسے سمجھا کر پلٹ آؤنگا حضور باہر نہ جائین جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اُڑا کے باہر آئے دیکھا اجلال قزاقون کو قتل کررہا ہے شاہزادے نے آواز دی او نامرد تیرے سوار کا مین قاتل ہون مجھے سمجھ لے اجلال سرکش نے جو جہانگیر کو دیکھا آگ ہوگیا مرکب اپنا دوڑا کے اُڑا کے قریب شاہزادے کے آیا اور شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو تین طعنین آپس مین ردوبدل ہوئین پانچوین طعن مین شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا اجلال نیزہ نکلتے ہی دنگ ہوا جان سے تنگ ہوا جھنجھلا کر قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا جب شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا نودخان نے بھی مرکب اپنا بڑھایا قزاقون کو اپنے اشارہ کیا ملازمان اجلال پہ سب جا پڑے جو قزاق لاشہ سوار کا لیکر گئے تھے وہ بھی آپہونچے آکر شریک جنگ ہوے تلوار چلنے لگی اجلال نے شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے بار ٹھر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا اجلال نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی اجلال نے سامنے کے کئی پیچ باندھے شاہزادے نے سب کا توڑ کیا اجلال کا کوئی داؤن نہ چلا شاہزادے نے گردن پر ہاتھ رکھا بغلی ڈوب کر ریگہ مارا اجلال کو زمین سے اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا اجلال پٹ ہو کر زمین پر گرا اگر کوئی زبردستی اجلال کی نہ چل سکی شاہزادہ پلٹ کر پشت پر آیا سوار ہی گانٹھ کر دو گھسے مارے ابتو اجلال کو یقین ہوا کہ روح جسم سے نکل جائیگی شاہزادے نے بقوت چت کیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اجلال نے کہا مین تابعدار ہون آپ کی اطاعت کرتا ہون مین آپ ہی کا نام نامی سنکر آیا تھا شکر ہے کہ آپ کے ہاتھ سے زیر ہوا آپ کا جمال اسلام دیکھکر سیر ہوا زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو میرے سرور ہوا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اجلال قدمون پر گرا شاہزادے نے سر سینہ سے لگایا چوبیس ہزار قزاق مسلمان ہوے جب شاہزادہ اُن سب کو لیکر داخل

بارگاہ ہوا دخان کا یا تو دخان سیہ رو نام تھا شاہزادے نے دخان جوانمرد نام رکھا دخان عاشق جمال بے مثال ہی تیسرے دن شاہزادے نے غسل صحت کیا دخان نے روشنی کرائی طائفے بلاے جلسہ آراستہ ہوا اجلال و دخان نے چابک سے کہا ای مہتر والا گہر آج تو خوشی کا دن ہی کہ آقا نے غسل صحت کیا سب سے زیادہ خوشی یہ ہی کہ کوہ دخان سے تاکوہ فیروزہ میری عملداری ہوئی شاہزادے نے مجھکو کل کا افسر کیا اگر آج مناسب ہو تو ایک شعر تم بھی گاؤ چابک صبا رفتار نے بیٹھکر محفل مین یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

از آنم مرغ دل امشب سوے گلزار می آید — کہ با باد صبا بوئے ز زلف یار می آید
مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز — کہ زین سان بر سر عاشق بلا بسیار می آید
ز بس فرہاد زد تیشہ بہ کوہ بیستون عشق — ہنوز از بیستون آن نالہ ہاے زار می آید
سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو — کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید
چہ غم گر بر سر کویت بہ زنجیر جنون آیم — برہمن ہم بہ گرد کعبہ با زنار می آید
زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع — چرا چندے مرا امسال یاد پار می آید
گروہ عافیت کیشان حذر از موجۂ طوفان — کہ از دریاے چشم جوے خون بسیار می آید
بطوف کعبۂ لیلی از ان مجنون نہ می آید — کہ لیلی ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید
سر دار محبت را اشر لعبت دان مہیا کن — کہ منصور دگر اینک بہ پاے دار می آید
بوقت ناتوانی ہا نہ بالینم نکش دامن — کہ فوت از عبادت در تن بیمار می آید
نمیدانم چہ سر ست اینکہ در دیر و حرم مخفی — بگوشش از ہر طرف آواز استغفار می آید

چابک نے جو یہ اشعار عبرت آثار گائے سب خوش بیٹھے ہین تعریف چابک کی کر رہے ہین کہ دخان نے دیکھا شاہزادے کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے زانو بدلتے ہین دخان نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہی یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا ای رفیق و شفیق کیا پوچھتے ہو کیا تمسے بیان کرین اسوقت جو دور جام چل رہا ہی چابک نے ایسے اشعار گائے کہ دل کو بیقرار کر دیا دل کو غم و الم

سے بھر دیا کیا کیفیت کہین اِسوقت معشوق یاد آئی حقیقت یہ ہی کہ کچھ کہہ نہین سکتے **نظم**

درس عشقت را بیان دیگر است — این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا — با فلک ہر دم قران دیگر است
تا بکی سر گرم کار این جہان — این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق می سوزد جگر — نقل این می از مکان دیگر است
درمیان خلق می جویند و نیست — طالب حق را مکان دیگر است
رہبر در راہ طلب را ہر قدم — ہمرہی با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را — با غمت راز نہان دیگر است
کس شنیدہ اند کہ منزل در کجاست — ہر کسے از کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس — مرد میدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق — این معلم را زبان دیگر است
پر تو اقبال صاحب ہمتان + — مختفیا از آسمان دیگر است

دخان نے عرض کی غلام اِس مطلب کو نہین سمجھا فرمایا کہ بہزاد سے بدلا لینا ہی اُسنے وہ بدعت کی کہ آجتک کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین دخان و اجلال نے عرض کی حضور جس مقام پر تشریف لیچلین لشکر اُسکا لوٹ لین لشکر مین ہتھیار نہ باقی رہے ایسا لوٹین کہ پھر آباد نہ ہو اور اگر فرمائیے تو لشکر کا نشان نہ باقی رہے غلامون سے کوئی نہ آگاہ ہو جہانگیر نے کہا تمسے کہین گے ابتو دربار برخاست کرو ہر چند کہ دخان و اجلال نے کہا کہ تھوڑی رات باقی ہی چند طائفے جو آئے ہین اُنکو بھی سُن لیجیے فرمایا کہ اب تم سنو ہم سوئینگے یہ کہکے شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اپنی بارگاہ مین آکر سوچنے لگا کہ ای جہانگیر بہزاد اپنے مقام پر کہتا ہوگا کہ مین نے فرزند صاحبقران کو قتل کیا یکہ و تنہا چلین اُسکی بارگاہ مین چلکر ہنگامہ ڈالدین اور اُس سے سوال کرین کہ معشوق کو بلوا دے اگر وہ تامل کرے تو پھر تلوار کھینچین صاحبان دست راست کو بھی ثابت ہو کہ دست چپ ایسے ہوتے ہین پلنگ پر سے سر اُٹھایا دیکھا کہ چابک

ابھی سو گیا شاہزادے نے ہتھیار جسم پر لگائے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سائیس بھی سو رہا ہی گھوڑا چوکی پر لگا ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا طرف لشکر کے چلا یہان بہزاد کئی میدان داریان کر چکا آٹھ دس جوانون کو قتل کیا بیس بائیس جوان زخمی کیے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ذکر کر رہا ہی کہ مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا کوئی مجھسے بدلہ نہ لے سکا بھائی اُسکے نکلے وہ بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوے اب سرداران حمزہ کو ٹوکونگا مثل لندھور والک اگر انکو مار لیا تو پھر حمزہ سے مقابلہ پڑیگا حمزہ مرد ضعیف ہی یقین ہی کہ میرے مقابلے مین نہ آئے لندھور پر انکو بڑا ناز ہی جسدن لندھور کو مارا اُسیدن صاحبقران کے حوصلے شکست ہو جائینگے پھر میرے مقابلے مین ہرگز نہ آئینگے پھر طلسم کشا کو للکارونگا جسدن طلسم کشا کو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالونگا رفیق کہ رہے ہین حضور آپ نے ایسی میدان داریان کین کہ مسلمان آپ کے نام سے تھراتے ہین پہلوانون کو آپ کے نام سے غش آتے ہین رفقا تعریفین کر رہے ہین بہزاد بلبلا رہا ہی جہانگیر آتے آتے لشکر ہفت پیکر مین آئے کسی سے پوچھا کہ بارگاہ بہزاد کون سی ہی ایک سوار نے بتادیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی جو ہی اُسمین بیٹھے ہوے ہین وہ بارگاہ اُنکو خداوند نے دی ہی جہانگیر یہ دریافت کر کے در بارگاہ بہزاد پر آئے درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے پوچھا اے جوان تو کون ہی جہانگیر نے کہا تمھارے آقا کی ملاقات کو آئے ہین مرد سپاہی ہین روزگار منظور ہی درگہ سالار نے کہا آجکل مصاحبون کی ضرورت ہی تمکو مصاحبون مین داخل کریگا کیا مضائقہ ہی چلے جاؤ دنگل زرین پر تشریف رکھتے ہین جسوقت تمکو دیکھین گے پسند فرمائین گے جہانگیر فرق زنجیر ہٹا کر گھوڑے سے کودے اندر بارگاہ بہزاد کے آئے دیکھا دربار پہلوانون سے بھرا ہوا ہی جہانگیر نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بہزاد نے سر اُٹھا کر کہا یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری بارگاہ مین نام خداے نادیدہ کا لیتا ہی سر اُٹھا دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر سامنے آتے ہین پہلوے بہزاد دین بیگ پہلوان فولاد خارہ شکن نامے بڑا پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست

بہ غرور بیٹھا ہی شاہزادہ اُسی کے پاس آیا فولاد سے کہا ذرا ذنگل سے اُٹھو ہم تمھارے مالک سے باتین کرینگے **فولاد** نے طرف وزیرون کے دیکھا کہ اپنے مقام سے اُٹھون کہ نہ اُٹھون وزیرون نے اِشارہ کیا کہ خبردار اپنے مقام سے نہ اُٹھنا اگر اُٹھوگے تو ذلیل ہوگے کچھ لیاقت نہ باقی رہیگی **فولاد** نے کہا ای جوان کیا سب مین مجھی کو ذلیل سمجھا ہی اتنے پہلوان بیٹھے ہین اور کیسے ذنگل پر بیٹھو **جہانگیر** نے کہا تمکو سب سے جلیل سمجھا کہ قریب مالک کے بیٹھے ہو ہم تمھارے ذنگل پر بیٹھکر تمھارے مالک سے کچھ کلام کرینگے **فولاد** نے کہا ای جوان میرے پاس سے جا مین اپنے ذنگل سے ہرگز نہ اُٹھونگا **جہانگیر** نے ہاتھ بڑھایا کہا ہم تمکو زبردستی اُٹھائینگے **فولاد** نے خنجر مارا شاہزادہ جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا ذنگل سے **فولاد** کو اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر **فولاد** کا غرق زمین ہوگیا ٹانگین تھرانی رہگئین روح نجس نے جسطرف سے راستہ پایا جسم سے نکل گئی لاشہ سرد ہوکے زمین پر گرا اِس زبردستی کو دیکھکر **بہزاد** کانپ گیا مگر شاہزادہ جو ذنگل پر بیٹھا لنگر مارا کہ چارون چولین ذنگل کی چرچرائین **بہزاد** دیکھنے لگا شاہزادے نے فرمایا کہ ای **بہزاد** تو نے مجھکو بمکر زخمی کیا تھا خدا نے میرا علاج کیا کہ مین زندہ تیرے سامنے آیا میرے ہتھیار منگا دے اِسی مین خیر ہی اور ایک شرا ور طلب کرتا ہون مگر بہتر اسیمین ہی کہ دونون سوال میرے پورے کر **بہزاد** نے کہا دوسرا سوال کیا ہی **جہانگیر** نے کہا دختر تیری **قمر طلعت** ہماری معشوقہ ہی اُسکو بلوا کر ہمارے ساتھ کردے ورنہ سارے دربار کو خون سے لال کردونگا **بہزاد** یہ سُنکر کانپ گیا مگر جرأت پر حیران ہی کہ میرے دربار مین بیٹھا ہوا یہ باتین کررہا ہی اگر مین اسکو مار ڈالونگا تو پہلوان بدنام کرینگے کہ اکیلے کو مار لیا جواب دیا کہ ای جوان مین نے نہایت ضبط کیا ورنہ جواب تیری بات کا زبان تیغ سے دیتا **جہانگیر** نے کہا مین اِسی کا مشتاق ہون کہ تلوار کھینچیے اپنے مقام سے اُٹھیے تو نے مکر سے مجھکو زخمی کیا تھا اب مین ہوشیار بیٹھا ہون بہزاد نے ہتھیار منگوا کے سامنے رکھے کہا یہ ہتھیار حاضر ہین انکو لیجیے اور اپنے لشکر مین

جا یئے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیئے سر میدان مقابلہ ہو سب جرأت کو دیکھ لین گے کہ
کسنے کیا کیا آپ کے والد نامدار کہ جنھون نے ہزارون معرکے دیکھے وہ قدردانی کرین گے
جہانگیر نے کہا مین بدون معشوق کے لیے نہ جاؤنگا یہان شاہزادہ بہزاد سے یہ مردانہ
کلام کر رہا ہی وہان اول چابک کی آنکھ کھُلی پلنگ پر شاہزادے کو نہ پایا گھبرا کر باہر نکلا
خبر پائی کہ جو کی کامرکب بھی نہین ہی چابک کو یقین کامل ہوا کہ کل شاہزادہ بہت بیقرار
تھا برائے مقابلۂ بہزاد گیا ایسا نہ ہو کچھ خرابی ہو کہ اجلال و وخان آئے پوچھا کہ اے
چابک خیر تو ہی چابک نے کہا مین سو رہا تھا شاہزادے نے اُٹھکر ہتھیار اپنے جسم
پر آراستہ کیے جو کی کامرکب لیا سوار ہو کے مقابلۂ بہزاد مین پہونچے میری سمجھ مین تو
یہی آتا ہی مگر افسوس یہ ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت نے غلام کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا
تشریف لے گئے یقین ہی کہ جا کر بہزاد سے مناظرہ کرین اجلال و وخان نے کہا
ہم بھی فوج لیکر چلتے ہین دونون نے نکلکر نفیر بجائی چھتیس ہزار قزاق تیار ہو کے آئے
اجلال و وخان سوار ہوئے لشکر لیکر چلے سب کے آگے چابک روانہ ہو گیا
یہان ہرکارے لشکر اسلام کے جو لگے ہوئے تھے خبرین لیکر خدمت صاحبقران
مین پہونچے چونکہ صاحبقران فرما چکے ہین کہ میرے سامنے کوئی نام جہانگیر کا نہ لے
ہرکارے حیران کھڑے تھے کہ ایسی خبر کیونکر چھپائین مگر صاحبقران سے کیونکر کہین
کچھ منھ سے نہ بولتے تھے خواجہ عمرو نے جو شاگردون کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین
سمجھے کہ کوئی خبر ایسی لائے ہین کہ کہ نہین سکتے اور چھپانا بھی ناممکن ہی کہ چھپاوین خواجہ
اپنے مقام سے اُٹھکر پاس شاگردون کے آئے پوچھا کیون خیر تو ہی کیون پریشان ہو
کیا خبر لائے ہرکارون نے خواجہ سے بیان کیا کہ اُستاد شاہزادہ جہانگیر والاتدبیر
زندہ اور صحیح وسالم بارگاہ بہزاد مین آئے وہ سوال اُس سے کیے ہتھیار تو اُسنے منگوادیے
اب اُسکی دختر کو مانگ رہے ہین کیونکر وہ گوارا کرے کہ بیٹی کو بلوادے چہرے پر
اُسکے پسینہ آگیا باتون سے اُسکی گھبرا گیا کانپ کانپ جاتا ہی مگر بڑا ضبط کر رہا ہی جواب
دے رہا ہی اور کہتا ہی اپنے لشکر مین جاؤ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ اگر مجھکو زیر کیا تو تم

تمهین

معشوق کو بینا جہانگیر بگڑے ہوئے بیٹھے ہین اپنی ہی کہے جاتے ہین عمرو نے یہ خبر شاہزادۂ
بدیع الزمان سے کہی بدیع الزمان نے سب بھائیون سے اطلاع کی اٹھارہ فرزندان
صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بارگاہ بہزاد
مین چلو سب کے پہلے بدیع الزمان کچھ حیلہ کر کے اُٹھے باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوکے
طرف بارگاہ بہزاد کے چلے اِنکے بعد حیوگان بن حمزہ و فرخ بخت و نور الدہر و
قاسم و ایرج و شیر افگن و بادشاہ لشکر قاسم شاہزادۂ عمرو گورزاد ختنی وغیرہ اپنے
اپنے مقام سے اُٹھے باہر نکلکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر بہزاد کے
چلے اول بدیع الزمان در بارگاہ بہزاد پر پہونچے گھوڑے کو اُڑا کر چاہا جاؤن درگہ سالار
نے روکا بدیع الزمان نے طمانچہ مارا سر درگہ سالار کا اُڑ گیا بدیع الزمان اندر آئے
بھائی کو دیکھا کہ بہزاد سے کلام کر رہے ہین ایک طرف آکر ٹھہرے لوگون نے دیکھا کہ
ایک طرف ایک جوان زمرد پوش کھڑا ہی بہزاد سے اطلاع کی کہ پھر در بارگاہ پر بلڑ ہوا
شاہزادۂ خاور سپاہ بارگاہ مین گھس آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ
ایک طرف سے نور الدہر پہونچے ایک جانب سے ایرج آئے اٹھارہ نوجوان سب
تلوارین کھینچے ہوے بارگاہ بہزاد مین آگئے بہزاد نے دیکھا اٹھارہ شیر بارگاہ مین
کھڑے ہوے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین بہزاد حیران ہو گیا کہ مین کس
کسکو جواب دون کیونکر اِن شیرون سے لڑون یکایک بیرون بارگاہ بلڑ ہوا اور فریاد
فریاد کی آواز آنے لگی بہزاد نے سر اُٹھا کر پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی دیکھا کہ چالاک جست
کر کے آیا پشت پر اپنے آقا کی کھڑا ہی رومال سے مگس رانی کر رہا ہی کان مین جھک کر کہا
آپ کے سرداران نامی و پہلوانان گرامی اجلال و دخان چھتیس ہزار فوج سے
لشکر کفار پر آپڑے دشمنون کو قتل کر رہے ہین اور صاحبقران آپ سے ناراض ہین
اٹھارہ بھائی آپ کے دربار مین آگئے جہانگیر نے کہا مین سوائے خدا کے کسی کی
مدد نہین چاہتا اب مدعائے دلی حاصل نہ ہوگا یہ کہکے بہزاد سے فرمایا کہ ای بہزاد
اُٹھو تلوار کھینچے بارگاہ والون کو معلوم ہو کہ دو جوان لڑ رہے ہین جسکو خدا چاہے گا

وہ غائب ہوگا بہزاد نے کہا کہ مین تو آپ سے کہ چکا ہون کہ اگر مجھکو آپ سرمیدان زیر
کرین گے تو معشوق کو پائین گے اگر مین غائب آیا تو آپ کو قتل کرونگا ہرکارون نے
یہ بھی خبر بہزاد کو دی کہ لشکر مسلمانان قوم کے سبب قزاق بیباک چست و چالاک مع دو
سرداران زبردست آپ کے لشکر پر آپڑے آپ کا لشکر تاب نہین لا سکتا ہزارہا قتل
ہوگئے بارگاہین گرین خزانے لٹ گئے قزاق لٹیرے پہلے خزانے پر جا گرے بہزاد نے
جہانگیر سے کہا اے شہریار آپ کے سردار ہمارے لشکر کو لوٹ رہے ہین آپ اُنکو تو
منع کیجیے جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے چالاک سے کہا باہر جاکر منع کرو کہ لڑائی موقوف
کرین کیون اے بہزاد کیا وعدہ کرتے ہو بہزاد نے کہا مین طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آؤنگا آپ میرے مقابلے مین آئیے اگر آپ مجھکو زیر کرینگے تو بیشک معشوق دونگا یہ
سنکر شاہزادہ جہانگیر نے کہا ہم بیشک معشوق لے لین گے اُسی باغ مین مین بہزاد
نے کہا اچھا جائیے مگر جبتک میرے آپکے فیصلہ نہو باغ مین جانے کا ارادہ نہ کیجیے
ورنہ مین اُسی طرح پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا سر دربار ہمنے تمھاری دختر کا نام لیا اب
تمھین اختیار ہے تمنے ہمارا کیا کرلیا بہزاد سر جھکا کر خاموش ہوا چالاک نے نکل کر
اجلال و دوخان کو منع کیا تب اِن سب نے تلوار روکی شاہزادے نے سب کو ساتھ
لیا اٹھارہ بھائی بھتیجے ساتھ بدیع الزمان نے کہا اے برادر اول چلکر صاحبقران
سے خطا معاف کراؤ ہم لوگ سفارش کرینگے ورنہ صاحبقران کا حکم ہے کہ ہمارے سامنے
کوئی جہانگیر کا نام نہ لے جہانگیر نے رومال سے ہاتھون کو باندھا تلوار گلے مین ڈال لی
سر برہنہ پا پیادہ لشکر مین آئے دربار صاحبقران مین پہونچے صاحبقران کے سامنے
ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے عرض کی اے قبلہ و کعبہ فرد سر بکف پیش تو اے ظل آلہ آمدہ ایم +
سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + جو کچھ خطا غلام سے ہوئی ہو معاف فرمائیے ہرچند کہ امیر
فرما چکے تھے کہ جہانگیر کا کوئی نام نہ لے نوجوان بیٹے کو جو اِس حال سے دیکھا مہر پدری
نے جوش مارا گلے سے لگا لیا فرمایا اے نور نظر ہمنے سُنا تھا کہ دشمن تمھارے مار گئے
جہانگیر نے کہا چالاک نے بچایا دونون افسرون کو پیش کیا اجلال و دوخان نے

اگر قدمبوسی کی عرض کی بہزاد سے وعدہ ہوا ہی کل سر میدان مقابلہ ہی یہان بہزاد جو
اپنی بارگاہ سے اُٹھا روتا ہوا بارگاہ **ہفت پیکر** مین آیا کہا یا خداوند غلام کو فرزند حمزہ
نے سر دربار ذلیل کیا ایسی تقدیر کیجیے کہ کل مین پسر حمزہ پر غالب آؤن اور طلسم کشا پر بھی
کوئی آفت آئے ایک قدرت سے مجھکو بڑی شکایت ہی کہ قدرت نے ایسی تقدیر کی کہ
مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا عیار اُسکا لیکر بھاگ گیا اُسوقت قدرت نے تقدیر معقول
نہ کی کہ عیار اُسوقت نہ اُٹھاتا مین پلٹتا تو سر کاٹ لیتا مین خیال کرتا ہون کہ قدرت کو
مسلمانون کا بڑا پاس ہی کہ عیار کہان پہونچا دو قزاق شریک ہوے چھتیس ہزار کی فوج
ملی میری بارگاہ مین گھس آیا سر دربار مجھسے کلام کیے اور قدرت نے تقدیر نہ کی پسر حمزہ
نے مجھسے گستاخی کی ہتھیار مجھسے مانگے ہتھیار مین نے دیدیے وہ **قمر طلعت** کو مانگتا تھا یہ
کہین ہو سکتا ہی کہ مین بیٹی مسلمان کو دون خیر جو قدرت نے کیا بہت بہتر کیا مین سمجھ گیا کہ
اب قدرت کے قبضے مین تقدیر نہین ہی مگر اب کل کے لیے تقدیر مضبوط کیجیے کہ مین پسر حمزہ
پر غالب آؤن عہد واثق کرتا ہون کہ اگر پسر حمزہ پر غالب آیا تو پلٹ کر **قمر طلعت** کو
قتل کرونگا اور اگر قدرت قبول فرمائین تو خدمت قدرت مین اُسکو حاضر کرون یہ سنکر
ہفت پیکر نے خوش ہو کر کہا اے بندۂ خاص الخاص اب قدرت تقدیر مضبوط کرینگے
تمھاری بیٹی کا خدائی لقب ہوگا سب اُسکو سجدہ کرینگے معشوقۂ قدرت نکل گئی یہ کہکے
حکم دیا کہ نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجے کل ہمارا بندۂ خاص پسر حمزہ کو سر میدان زیر کریگا
اور **قمر طلعت** کے پیٹ مین نور قدرت آتارینگے اُسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارے اہل اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مین آکے
حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو
بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی **صاحبقران** نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی بموجب حکم کے نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر مصنف حال
مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق ملکہ **قمر طلعت** شیرین ادا کا
عرض کرتا ہی کہ وہ یاد مین شاہزادے کی بیقرار ہی کنیزون نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کے

باپ نے جہانگیر کو مار ڈالا عیار لاشہ اُٹھا کر لیگیا ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی تھین جب بارہ دری سے نکلکر باغ مین آتی ہین روے گل دیکھکر بہت گھبراتی ہین آج جو سو کے اُٹھین پریشان پریشان ہین وہ جبشنین ہجو ملکہ پر متعین ہین اُنسے کہا ذرا ہماری کنیزان قدیم کو بلا دو جبشنون نے اُسوقت رحم کیا ایک کنیز کہ براے رفع حاجت جاتی تھی کہ نام اُسکا نرگس خوش نگاہ تھا پکار کر آواز دی بوا نرگس ذرا یہان آؤ ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین نرگس قریب آئی ملکہ نے رو کر کہا کیون بوا نرگس کیا تمکو اب ہماری صورت سے بھی نفرت ہی آج ہمارا حال بہت ابتر ہی دل بھی بیقرار و مضطر ہی کیا کہون اصل مین تو یہ کیفیت ہی

نظم

کم نہین وحشت مین بھی رُتبہ مری توقیر کا
پانوٗن میرا مرد تک ہی دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہی دل مجروح نے
نطق تک باقی نہین رکھا زبانِ تیر کا

ہی پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا

واے قسمت حُسن کی دولت کو لوٹین تیرہ روز
طرہ ہاے شمع رکھتا ہی دہن گلگیر کا

مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا موجود تھی
خون ہوجاتا تھا قطرہ شیر سے منھ مین شیر کا

لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین
آفتاب اِک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا

شب کو اُٹھتے ہین دھوئین سینے سی آہ سرد کے
دنکو بجتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا
صاف ہی کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اُڑنے لگین
آتش افشان ہوگیا لوہا سنان تیر کا

اُسکو بھی تعلیم ہی شاید سمجھا ری شرم کی
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہی دہن تصویر کا

زیب کی حاجت حسینون کو نہین ہوتی ہے
پیرہن بے بخیہ ہی خورشید کی تنویر کا

ملکہ نے اِسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ نرگس بھی رونے لگی کہا وارہی مین کنیز باوفا ہون جسدن سے پیدا ہوئی حضور کا نمک کھایا اور حضور ہی کے یہان پرورش پائی ملکہ نے کہا بوا نرگس آج مین جسوقت سے اُٹھی ہون دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ کر نکلجاؤن اپنا حال دل کس کو سناؤن کیونکر راز دل چھپاؤن افسوس ہی کہ میری آنکھون کے سامنے اُس ظالم اظلم نے اُس شہریار کو

زخمی کیا خدا کرے وہ شیر زندہ ہو ہرچند کہ عیار بھاگ گیا مگر تمام دنیا مین مشہور ہی کہ بہزاد نے
اُس شیر کو مار ڈالا صاحبقران سُنکر برہم ہوے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی اُسکا نام نہ لے
اگر ہو سکے تو ذرا دربار مین بہزاد کے جاؤ دریافت تو کر آؤ کہ شاید کوئی خبر اُس نوجوان
کی ملے نرگس نے کہا کنیز آنکھون سے جائیگی یہ کہکے نرگس نے مردانے کپڑے پہنے
براے خبر چلی دربار مین بہزاد کے آئی اُسوقت پہونچی کہ شاہزادہ دربار مین بہزاد
کے آیا تھا اور گفتگوے مذکور ہوئی کنیز نے سب کو آنکھون سے دیکھا پلٹ کر خدمت
ملکہ مین آئی کہا اے ملکۂ عالم مبارک ہو اُس شیر کو جو عیار اُٹھا کر لیگیا دو قزاقون کو
جاکر زیر کیا صحیح و سالم دربار مین آپ کے باپ کے آئے اپنے ہتھیار لیے آپ کو مانگتے
تھے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی اُنکے بھائیون نے سُنا اٹھارہ جوانان شیر دل بارگاہ مین بہزاد
کی آگئے آمادہ تھے کہ جہانگیر سے تلوار کھینچے تو ہم لوگ جا پڑین دونون قزاق چھتیس ہزار
فوج سے آپڑے ہزارون ملازم قتل کیے شاہزادے نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو میرے
بھائیون پر کوئی دباؤ پڑے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم جاتے ہین تم طبل جنگی بجواؤ سر میدان
مقابلہ ہو آپ کے باپ نے کہا کہ اگر مجھکو زیر کروگے تو مین قمر طلعت کو دونگا یہ مضمون
سُنکر ملکہ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا نرگس سچ کہو تمنے جو یہ خبر سُنی شاہزادے کو
آنکھون سے بھی دیکھا نرگس نے کہا واری یہ سب معاملہ میری آنکھونکے سامنے گذرا ہی
ملکہ نرگس کی بلائین لینے لگین کہتی تھین اے نرگس تو نے وہ خبر سُنائی کہ تن بیجان مین جان
آگئی میرا تو عجیب حال ہی آج صبح سے مین زیادہ گھبرا رہی تھی دلسے کہتی تھی کیا موت آنے
والی ہی اب ہم جمال بے مثال اُس شہریار کا نہ دیکھین گے اُس بیحیا کے کہنے سے بالکل
امید نہ تھی وہی کہتا پھرتا تھا کہ مین نے دشمنون کو مار ڈالا ایسے زندہ تھے کہ دو قزاقون
کو زیر کیا اُنکو مع فوج ساتھ لائے وہی بڑھکر لڑے فوج بہزاد کے لوگ قتل کیے
نرگس نے کہا واری درست ہی وہ قزاق لڑے بھڑے چست و چالاک بیباک فوج
پر آپڑے بڑھ بڑھکر لڑے خیمے گرا دیے خزانہ لوٹ لیا آخر بہزاد نے شاہزادے
سے فریاد کی کہ میرا لشکر تباہ ہوتا ہی اپنے قزاقون کو منع کیجیے تب جاکر شاہزادے نے

منع کیا قزاقون نے جو اپنے آقا کی صورت دیکھی تو جنگ موقوف کی یہ ذکر تھا کہ ایک
کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری لشکر مین طبل جنگی بجا ہی مشہور ہی کہ جہانگیر و بہزاد
سے مقابلہ ہی ہرچند کہ جہانگیر کے بھائی بھتیجے نہین چاہتے کہ جہانگیر کو لڑنے دین مگر
جہانگیر خود آمادہ ہین کہ مقابلہ کرون آپ کے باپ نے بڑی شرط کی ہی کہ جبتک ہمسے
فیصلہ نہ ہو باغ مین ملکہ کے نہ جایئے گا ملکہ نے اُسیوقت سجدۂ شکریہ پروردگار کیا کہ
ای معبود حقیقی وای جان بخش عالم تو نے اُس شہریار کو زندہ سُنا یا مین تو آمادہ تھی
کہ اپنی جان دون لیکن تو نے اپنا فضل شریک حال کیا ای معبود آنکھو نسے جمال دیکھلون
تو قلب کو قوت ہو روح کو راحت ہو ملکہ تو یہان خوشی کر رہی ہین نرگس کے آگے
ہاتھ باندھے کہ ای نرگس اگر خدا نے اپنا فضل شریک کیا اور وہ بہزاد پر غالب ہوے
تو انشاء اللہ لشکر مین اُنکے چلنا ہوگا پہلے تمکو بیجلونگی میدان کار زار کی ہمکو دمبدم خبر
کرنا کہ کیا معرکہ گذرا نرگس نے کہا مین سویرے سے میدان کار زار مین جاؤنگی جو
گذریگا وہ خبر پہونچاؤنگی یہ کہکے نرگس اپنے مکان مین گئی ملکہ بارہ دری مین آبیٹھین
حبشنون سے کہا صاحبو تم لوگون کی تکلیف اور دو چار دن باقی ہی انشاء اللہ ہم لشکر
صاحبقران مین جائینگے تم اپنے اپنے مکان جاؤگی کنیزون نے عرض کی واری ہم آپ کے
نمکخوار ہین آپ کے والد سے ناچار ہین انھون نے حکم دیا اگر کوئی تکلیف تو کنیزون سے
نہین پہونچی جو حکم ہو وہ بجا لائین ملکہ نے کہا کسی کی خطا نہین ہماری تقدیر نے ہمکو یہ
سامان دکھائے اب کوئی چارہ نہین یقین ہی کہ بحکم پروردگار بعد رنج کے راحت ہو
اور لشکر مین صاحبقران کے پہونچین یہان تو یہ کیفیت ہی کہ طبل جنگی بج چکا تیاریان
ہو رہی ہین جہانگیر نے اِشارے سے خواجہ کو اپنے پاس بُلا یا کئی لاکھ روپی کا مالا
موتیون کا گلے سے اُتارا ہاتھ باندھکے عرض کی ای عم نامدار یہ خدمت مین حاضر کرتا ہون
صاحبقران سے مجھے صفائی کرا دیجیے ہرچند کہ قبلہ و کعبہ نے گلے سے لگایا مگر یکدر
رہنا یہ مجھپر شاق ہی مجھکو حکم ملے کہ کل مین جو بہزاد پر میدان مین غالب آؤن تو ملکہ
قمر طلعت کو باغ سے لے آؤن عمرو نے کہا ای فرزند اسقدر ہمپر قرضہ ہی کہ آجکل

گھر سے نکل نہین سکتے یہ جو کنٹھا یاقوت کا پہنے ہو اگر یہ بھی شریک کرو تو ایسی تدبیر بتاؤن کہ خود صاحبقران قمر طلعت کو لینے جائین جہانگیر نے کنٹھا بھی کئی لاکھ کا پیش کیا عمرو نے کہا ایک عرضی طرف سے قمر طلعت کے پیش کرو مضمون اسمین یہ لکھو کہ ای یاور غریبان وای داد رس بیکسان صاحبقران زمان اس کنیز کو اپنی کافرون مین چھوڑ دیا مین قبل سے مسلمان ہوئی تھی عالم خواب مین بزرگان دین آئے مجھکو مسلمان کر گئے آپ کے فرزند شاہزادہ جہانگیر کو مین نے بلایا تھا کہ اعتقاد مذہب مجھکو تعلیم فرمائین میرا باپ یہ خبر سُنکر آیا اُس شہریار کو زخمی کیا مجھکو قید کیا اب تک اُسی قید مین ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اس قید و بند سے رہا کیجیے اور آکر لیجائیے ورنہ مین خدا سے شکایت کرونگی کہ فراش راہ دین اسلام نے مجھکو کافرون مین چھوڑا میری ہدایت نہ کی جہانگیر نے اُسی وقت چالاک کو یہ مضمون تعلیم کیا اور کہا کہ پاس ملکہ کے جاؤ عرضی لکھوا کر لاؤ کیا خوب عمر نامدار نے یہ تدبیر بتائی چالاک فوراً گیا ملکہ نے جو چالاک کو دیکھا فرمایا بھیا ہماری خوب خبر لی ہماری تو عجب کیفیت تھی کیا بیان کرین

نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سی مجھکو غم ہوا / زخم کو ناخن سے چھیڑا اور درد دل جب کم ہوا

موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا / جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا

شب کٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا / رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا

جان لی یاد لب شیرین نے تیرے ای صنم / میرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا

رات بھر دیکھا تماشہ ہنسنے برق و ابر کا / آہ کے شعلون سے جب دود جگر باہم ہوا

درد دل زخم جگر کو لئے ایذا تھی مگر / ترک صحبت جینے کی آخر کو اُسکا غم ہوا

زخم بڑھکر کھلگئے سینون پہ اہل بزم کے / تھا جو شادی مرگ ہنس ہنسکر مرا ماتم ہوا

پھر وہی ساماں ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو خوف / پھر مزاج زلف جانان ان دنون برہم ہوا

عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم / کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

ملکہ نے یہ اشعار رو رو کر پڑھے کہا ای چالاک ہمکو یہ امید نہ تھی کہ ہم شاہزادے کو زندہ دیکھین گے مگر تمنے وہ کار نمایان کیا حقیقت مین رفیق ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے

کیاہم تو یہ آرزو رکھتے تھے کہ جہان تمنے دفن کیاہوگا وہان فقیر بنکر بیٹھینگے داغ دل کے پھول
چڑھائینگے چابک نے کہاکہ ایک عرضی لکھیے مضمون مذکور تعلیم کیا ملکہ نے خوشی خوشی عرضی
لکھی مُہر اپنی کرکے چابک کو دی چابک اُس عرضی کو خدمت مین جہانگیر کی لایا اور ملکہ
کو مژدہ دے آیا کہ صاحبقران زمان تمکو لینے آئین گے اُسوقت کی کیفیت خوشی ملکہ کی
بیان نہین ہوسکتی چہرہ خوشی سے سرخ مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا دوڑ دوڑ کر مقام
پر کنیزون کے آئی تھین ایک ایک کو جگاکر کہتی تھین کیون صاحبو ہمارے ساتھ
چلوگی کنیزین عرض کرتی ہین واری ضرور چلین گے فرمایا بو اُٹھو اسباب اپنا بھی اور
میرا بھی نکالو نرگس کو بھی جگایا کہا بوا تمنے خبر کا وعدہ کیا تھا نرگس آنکھین ملتی ہوئی
اُٹھی مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی نرگس نے آکر دیکھا کہ لشکر میدان کارزار
مین آتے جاتے ہین اول لشکر ہفت پیکر میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر تخت پر
سوار نوبت نقارے بجتے ہوے تاج بڑا سا سر پر لباس جواہر نگار زیب جسم خود
سر پر سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی بہزاد اوچی بنا ہوا آگے لشکر کے بڑھا ہوا غرور کرتا ہوا
کہ آج پسر حمزہ کو قتل کرونگا میدان مین آکر ٹھہرا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی لشکر
صاحبقران زمان میدان کارزار مین آتا ہی اول سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا
گذر ہوا سب کے آگے پہلوان عادی بڑھے ہوے صفون کو آراستہ کرتے ہوے
میدان مین آکر پہونچے پھر لندھور و مالک و بہرام فرداً فرداً میدان مین آئے
کہ طبل سکندر پر چوب پڑی آمد صاحبقران شروع ہوئی نرگس حیران حیران دیکھ
رہی ہو کہ پانچہزار پانچسو پچپن سردار صاحبقران کو گھیرے ہوے میدان کارزار
مین آکر پہونچے دوسری طرف سے گرد اُڑی رستم پیلتن آگے بڑھے ہوے عبوق
و جاروق دونون پہلوان آگے بڑھے ہوے اہتمام کرتے ہوے ایک جانب
جہانگیر والا تدبیر یہ تو ناظرین کو ظاہر ہو کہ جہانگیر کو توسلِ دست چپ ہو اِسوجہ سے
رُستم کے ساتھ آتے ہین مسلح و مکمل لشکرون کو آراستہ کرتے ہوے اجلال و دخان
چاہتے ہین کہ آج میدان کارزار مین ہم نکلین جان شاہزادے پر نثار کرین میدان

مین نام ہوا آقا خوش ہون ایک طرف آکر یہ بھی ٹھہرے گھوڑا جہانگیر کا رانون مین بیقرار ہو جاہتا ہی سبزۂ فلک کو پامال کرون آسمان پر پہونچون تیزی مین کسی سے کم نہ رہون شاہزادۂ جہانگیر گھوڑے کو چمکارتے ہوے روک رہے ہین رانون مین دبایا نرگس نے آمد سب کی دیکھی جب لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سوا ے شاہزادۂ جہانگیر کے اور کسیکو نہین چاہتا شاہزادۂ جہانگیر نے جو اپنے نام کا نعرہ سُنا مرکب کو مہمیز کر کے سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار اور بلازم جائینگے آپ تکلیف نہ فرمائین جہانگیر نے عرض کی حضور جانتے ہین اِس نامرد سے مجھکو کدہی تصدق سے حضور کے سب بلا رد ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر ای عم نامدار اُس بیجیا کے تیور پر بل ہی ذرہ استنجل کے مقابلہ کیجیے گا فنون سپاہ گری صرف فرمائیے بفضل ایزدی اُس بیجیا کو مار کر آئیے اور ای عم نامدار آپ کو ایک مژدہ سُناتا ہون کہ آپ نے ایک عرضی طرف سے **قمر طلعت** کے پیش کی تھی اُسپر امیر نے فرمایا کہ اپنی بہو کو لینے ہم خود جائینگے مجھسے شگفتہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ خدا فرزند کو میرے اُس ملعون پر غالب کرے جہانگیر خوش ہو گئے مرکب اُڑا کر طرف بہزاد کے چلے بہزاد نے جو جہانگیر کو آتے ہوے دیکھا گینڈے کو مہمیز کرنے لگا جیسے ہی جہانگیر برابر پہونچے تگاورزن ہوا مرکب جہانگیر کا تین قدم پیچھے ہٹا اور گینڈا اُسکا چھ قدم پسپا ہوا بہزاد نے جھلا کر نیزہ مارا جہانگیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین جہانگیر نے بعد چند طعنون کے نیزہ اُسکا گانٹھا اور ایک تھپیڑ امارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہزاد کے نکلا لشکرون مین غریو ہوا کہ جہانگیر نے نیزہ بہزاد کا نکالا بہزاد نے غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی تیغہ چوڑا جوہر دار لنگر دار خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا فرمایا کہ او بہزاد ہوشیار ہو جا خبردار کہکے کمر بتا کر سر پر ہاتھ مارا بہزاد نے سپر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا کہ ابر سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا خود و دو بلغہ و عرق چین کو کاٹ کر گنبڈے پر تیغہ گرا کہ مع گینڈے بہزاد کے چار ٹکڑے ہوے مارے جانا بہزاد کا کہ سات لاکھ اُسکے ہمراہی جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑے جہانگیر تیغہ پکڑ کر جا پڑے **اجلال و دخان** نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے گھر گئے ہین چھتیس ہزار قزاقون سے آپڑے تلوار چلنے لگی **ہفت پیکر** نے کل فوج کو اشارہ کیا ستر لاکھ ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے آپڑے بقول شاعر فرد دو لشکر بہم اندر آمیختہ ٭ قیامت ز گیتی شد انگیختہ ٭ گیر و دار کی صدا بلند ہی **صاحبقران** نے جو دیکھا کہ نور نظر پر بلوہ فوج کفار کا ہوا مرکب کو بڑھا کہ نعرہ کیا باشید ای کافران ہیجا و ای نابکاران پر دغا

نعرۂ صاحبقران

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

امیر کا مرکب بڑھانا کہ رستم نے بھی اپنا مرکب بڑھایا کل سرداران نامی و پہلوانان گرامی تلوارین کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے پکار کر نعرہ کیا اور اسم اعظم پکار پکار کر پڑھنے لگے رستم لوح چمکا رہے ہین دونون شیر رستمانہ مہنگامانہ جنگ کر رہے ہین جسنے سحر کیا اور امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ کر اُسی کے سینے پر پڑا انوڑ کر سینے کو پار گزرا اور رستم لوح چمکاتے ہین جسپر عکس لوح پڑ گیا وہ نابینا ہو گیا ہزارہا جادوگر اندھے ہو گئے اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین ہمراہیان لندھور جوانان ہندی لڑے بھڑے کٹے پھٹے جسپر جھپٹ کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے دو پہر کامل تلوار چلی **ہفت پیکر** نے جو زبردستی اہل اسلام کی دیکھی پلٹ کر وزیر اعظم سے کہا دریافت تو کرو کہ ہمارے کتنے لوگ قتل ہوے اور اہل اسلام کتنے مارے گئے وزیر نے پرچہ نویس کو اشارہ کیا اُس نے تھوڑی دیر مین دریافت کر کے پرچہ لکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل آپ کے لشکر کے مارے گئے اور اہل اسلام چند زخمی ہوے مگر کوئی اہل اسلام مارا نہین گیا **ہفت پیکر** نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو دیکھتے ہو کہ اہل اسلام کیسے سمجھ کے لڑتے ہین اتنی بڑی

معلوم ہے کہ ستر لاکھ فوج قدرت کی اور اہل اسلام ساڑھے بائیس لاکھ مشہور ہین لیکن کیا سمجھکے لڑے کہ اِدھر تین لاکھ مارے گئے اُنکا کوئی قتل نہین ہوا یہ خبر پہونچی کہ کئی ہزار جوان زخمی ہوے وہ بھی ایسے زخمی ہین کہ جنگ مین معروف ہین مید ان سے منہ نہین پھیرتے اب طبل بازگشت بجواؤ ورنہ شام تک لشکر کا خاتمہ ہوگا کون بچائیگا قدرت تدبیرین کر رہے ہین ایکی مرتبہ نورہ روز سے ایسا انقلاب ہوا کہ تقدیرین خلاف ہوتی ہین قدرت تقدیر کرتے ہین مسلمان تدبیر سے پلٹ دیتے ہین بہزاد کا مارے جانا قدرت نے کیسی مضبوط تقدیر کی تھی مگر سب تقدیرین اُلٹی ہوگئین ہفت پیکر نے جو ناچار ہوکر کہا وزرا اٰپس مین کہتے ہین یارو قدرت بہت ناچار ہو رہے ہین خوف آتا ہو کہ ایک دن ایسی تقدیر نکرین کہ خود چولہ تبدیل کرین یہ کہکر حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی اہل اسلام قاعدے کے پابند ہین فوراً تلوارین میان مین کرلین صاحبقران لشکر کو لیکر واپس ہوے نگاہ پڑی دیکھا کہ جہانگیر والا تدبیر دریاے خون مین نہاے ہوے علمشاہ کے ساتھ چلے آتے ہین صاحبقران نے جہانگیر کو قریب بُلایا عمرو نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر جہانگیر بہزاد پر غالب آئے تو مین بہو کو لینے جاؤنگا وہ مسلمان مشتاق ہوگی کہ قید بند سے نکلون امیر نے فرمایا ای فرزند ہم اپنی بہو کو لینے جائینگے یہ کہکے صاحبقران نے مرکب بڑھایا کس سردار کی مجال تھی کہ ہمراہ صاحبقران کے نہ جائے جملہ سرداران پشت صاحبقران زمان سب کے آگے چابک جست وخیز کرتا ہوا دوڑا کہ جاکر ملکہ کو خبر کرون کہ صاحبقران خود تمکو لینے آتے ہین چابک باغ مین پہونچا کہا ای ملکۂ عالم تیار ہوجیے آپ کے لینے کو صاحبقران آتے ہین اُسوقت ملکہ کی خوشی کنیزون سے پکار کر کہنا کہ جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ تیار رہو اب آج ہم اپنی سسرال مین جائینگے کنیزین کنجیون سے نکلین گٹھریان صندوق پٹارے نکالنے لگین ملکہ فراتی ہین کہ اری کمبختو میرے لباس کی جامہ دانی تو اُٹھاؤ بڑا صندوق ضرور لینا اُسمین تمام زیور ہے گلچہرہ وزیرزادی سے کہو کہ قریب آوے اسباب نکلوائے پُرانا کوٹھا کھلوائے اُسمین سے بھی اسباب نکلوائے

چہار جانب کنیزین دوڑی دوڑی پھر رہی ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحبو مین تو اپنے ہوش مین نہین ہون تم لوگون نے بھی یاد نہ دلوایا کپڑے تو بدل ڈالون قبلہ وکعبہ کا سامنا ہوگا شانہ کش نے آکر کنگھی کی کھجوری چوٹی گوندھ کر پشت پر ڈالی جوڑا بھاری مہنگر دریاے جواہر مین غوطہ مارا دربار غ پہ ٹہلنے لگین کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان پشت پر جملہ سردار مغلوبہ سے پلٹ کر آئے ہین دریاے خون مین نہائے ہوے ہین صاحبقران زمان دربار غ سے آکر مرکب سے کودے ملکہ نے جو صاحبقران زمان کو دیکھا خوف سے ہاتھ پانوُن مین رعشہ آگیا منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا براے تسلیم خم ہوئین صاحبقران نے بہت پسند کیا سر چھاتی سے لگایا پشت پہ ہاتھ رکھا فرمایا اے نور نظر ہم تمھارے لینے کو آئے ہین کہ اسمین جہانگیر بھی داخل ہوے فرمایا ہان بیٹا سوار کراؤ جہانگیر با توقیر نے اشارہ کیا ملکہ نے موتیون کا مالا توڑ کر اپنے سر سے نثار کیا سر جھکا کر محافے مین سوار ہوئین گلچہرہ وزیرزادی ساتھ بیٹھی ہے امیر باہر تشریف لائے محافے کے ساتھ ساتھ چلے کنیزین اکون پر تانگون پر سوار ہوئین جہانگیر سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین وہ حبشنین جو طرف سے بہزاد کے تعینات تھین روتی پیٹتین بھاگین دربار ہفت پیکر مین پہونچین دست بستہ عرض کی یا خداوند قمر طلعت دختر بہزاد کو صاحبقران لیے جاتے ہین اگر روکنا منظور ہو روک لیجیے ہفت پیکر اپنے مقام سے اُٹھا لشکر مین تقرناکرائی باہر نکلکر کھڑا ہوا صف بندی ہو گئی کہ صاحبقران سامنے سے نمایان ہوے پاے پر محافے کے جو ہاتھ رکھدیا جملہ سردارون نے محافے کو سائے مین تلوارون کے لیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا صاحبقران نے کنیز کا مرتبہ بڑھایا خود پاے پر محافے کے ہاتھ رکھا جملہ سردار مصروف خدمتگزاری ہین بڑے بھائی صاحب جہانگیر کے جو رشتے مین ہمارے جیٹھ ہوتے ہین وہ بھی ساتھ ہین دیکھو سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین ہفت پیکر بھڑوا کس بھروسے پر فوج لیکر نکلا ہی کیا مین اُسکی زرخرید ہون باپ کا دعویٰ تھا وہ مارا گیا خدا سب کی جان بچائے ایسا نہ ہو بلوہ کر دے تو بہت سخت لڑائی پڑے گی

مگر ہفت پیکر نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران خود محافے کے پاے پر ہاتھ رکھے
ہین جملہ سردار تلوارین کھینچے ہوے آمادہ ہین کہ ذرا کوئی اشارہ کرے تو جا پڑین ادہر
بادشاہ جمجاہ کل فوج کو لیے ہوے کھڑے ہین منتظر ہین کہ اگر ہفت پیکر قصد کرے
تو ہم بھی جا پڑین لشکر ہفت پیکر سے لڑین ہفت پیکر نے وزیرون سے کہا مجھے
قمر طلعت سے کیا مطلب ہی لیے جاتے ہین لیجائین مین دخل نہ دونگا یہ کہکر ہفت پیکر
پلٹا صاحبقران نے قمر طلعت کو لاکر داخل بارگاہ کیا قمر طلعت کے اُترتے ہی
شاہزادیون نے قمر طلعت کو گھیر لیا بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین
صاحبقران نے فرمایا جہانگیر کا عقد ساتھ قمر طلعت کے ہوگا خواجہ زادونکو
حکم ہوا شب کو جلسہ آراستہ کیا گیا بعد ایجاب وقبول فرزندان بزرجمہر نے دونوںکا
عقد پڑھا جہانگیر ساتھ معشوق کے داخل حجلۂ عروسی ہوے گوہر مراد حاصل کیا
بطن سے اس شاہزادی کے ایک صاحبزادہ پیدا ہوگا کہ وقت پر اُسکا ذکر کیا جائیگا
طلسم خیال سکندری مین اس شیر بیشۂ جرأت کا ذکر کرونگا خروج اُس صاحبزادے
کا لایق ملاحظۂ ناظرین ہوگا لیکن ہفت پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ وزیر ومشیر بہزاد
کے آکر حاضر ہوے مگر مالک کے قتل ہونے سے سب پریشان وزیرون نے کہا قدرت
نے سُنا کہ رات کو ملکہ کا عقد ساتھ جہانگیر کے ہوگیا ایک وزیر نے تصویر ملکہ کی
سامنے ہفت پیکر کے پیش کی ہفت پیکر نے جو تصویر دیکھی مثل تصویر تصور
حیران جمال ومحو دیدار ہوا پکار کر آواز دی عیارون مین بھی کوئی ہی عیار بہزاد کا
شب آہنگ چرخ زن اپنے مقام سے روتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند آقا میرا
قتل ہوگیا مین پریشان ہو رہا ہون مقام افسوس ہی کہ آقا نے مجھسے نہ اطلاع کی
اپنے زور کے گھمنڈ مین رہے ورنہ مین پلٹ کے چابک کو نہ جانے دیتا راہ مین
جاکر پشتارہ چھین لیتا اور عیار کو قتل کرتا اگر قدرت غلام کو نوکر رکھین اور غلام
کی دستگیری فرمائین تو جو حکم کرین وہ بجا لاؤن ہفت پیکر نے کہا ای عیار طرار
قدرت قمر طلعت پر مائل ہوے ہین اگر ہو سکے تو چھڑا لا قدرت اُسکے پیٹ مین

نور قدرت اُتار ینگے شب آہنگ چرخ زن آمادہ ہوا ہفت پیکر نے ملازمون
کو حکم دیا کہ نام شب آہنگ چرخ زن کا کارخانۂ قدرت مین تحریر کرو یہ کلمہ سنکر
شب آہنگ چرخ زن نے کہا آج رات کو چُرا لاؤنگا شب کو شب آہنگ
با نہایے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آیا بارگاہ کو
جہانگیر کی دریافت کر کے پشت بارگاہ پہ پہونچا ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانا
شروع کی گوشۂ بارگاہ جہانگیر مین سر نکالا ایک کنیز پڑی سو رہی تھی شب آہنگ
نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے باہر نکلا دیکھا ملکہ مسند پہ بیٹھی ہین اُس کنیز کی
شکل بنا ہوا سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا کیون نسیم کہان سے آئی ہی کہا واری ذرا
اُٹھیے تو مین عرض کرون ملکہ گھبرا کر اُٹھین شب آہنگ گوشے مین ملکہ کو لایا کہا
ای ملکۂ عالم آج شاہزادے نے غضب کیا ایک نازنین برائے مجرا آئی تھی شہزادے
کی اُسپر نگاہ پڑی اُسکو اپنے قریب بٹھا لیا صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا
کہ کیا یہ مجھکو قمر طلعت سے شرمندہ کرائیگا وہ مجھسے شکایت کریگی مین اُسکو کیا جواب
دونگا مین اُسکو جاکر خود لایا ہون مین اُسکا آزردہ ہونا نہین چاہتا جہانگیر رنجیدہ
ہوکر اُٹھ گئے الگ بارگاہ مین اُسکو بلوایا ہی وہان اُسکا گانا سن رہے ہین یہ سنکر
ملکہ بہت بگڑی ایسی باتون مین شب آہنگ نے لگا کر حلقہ ہاے کمند گلے مین
ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا اُسی راستے سے نکلکر بھاگا اول
شب کو اُسنے یہ عیاری کی جہانگیر بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہین ابھی دربار
بھی برخاست نہین ہوا جہانگیر نے چابک کو بلایا فرمایا ای چابک اِسوقت
خود بخود دل گھبراتا ہی جاکر ملکہ کی تو خبر لاؤ چابک جھپٹ کر در بارگاہ پر آیا سب
نگہبان پاسبان اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے ہین چابک سوچا کہ سب طرح
خیر و عافیت ہی چاہا کہ پلٹ جاؤن مگر دل دھڑک رہا ہی یکایک دیکھا پشت بارگاہ
جہانگیر پہ ایک خاک کا ڈھیر ہی جھپٹ کے آیا دیکھا کسی نے نقب لگائی ہی نقب
مین پھاند پڑا اندر بارگاہ ملکہ کے آیا ایک مقام پر ایک کنیز کو بیہوش پایا سمجھ گیا

کہ اسی کی شکل بنکر عیاری کی اندر آ کے دیکھا ایک تنہا خیمے مین پشتارہ باندھنے کا نشان ہی
چابک کے ہوش اُڑ گئے پیترا پہچان لیا کہ کسی عیار نے یہ حرکت کی گھبرا کے باہر نکلا
نگہبانون سے کہا یارو غضب ہوا ملکہ کو چرا کر کوئی عیار لیگیا مین اُسکے تعاقب مین جاتا ہون
مگر **شب آہنگ** پشتارہ بدوش جاتا ہی ایک صحرا مین پہونچا صبح ہو گئی تھی دیکھا سامنے
لشکر **غضنفر** اُترا ہوا ہی قزاقون کو دیکھکر گھبرا گیا اُدھر سے پلٹا دوسرے جنگل مین گھس گیا
خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی قزاق دیکھ لے تو جان بچانا دشوار ہو جنگل مین بھاگا ہوا جاتا
ہی کہ ایک پہلو سے آواز آئی ارے جانے والے ٹھہر جا **شب آہنگ** نے دیکھا
کہ درہ کوہ مین ایک جادوگر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی **شب آہنگ** نے آواز دی او ساحر
مجھکو نہ روک میرے پشتارے مین منظور نظر خداوندی قدرت راہ دیکھ رہے ہونگے
ساحر نے آواز دی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا **شب آہنگ** رکا ساحر نے سحر کیا کہ
شب آہنگ منھ کے بھل زمین پر گر پڑا پشتارہ پشت سے کھلکر گرا ساحر نے جو
اُس آفتاب تابان کو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا پکار کر آواز دی ارے یہ تو معشوق خوب رو ہی اِسکو
لیکر درہ کوہ مین رہونگا مکان بناؤنگا قریب آکر قصد کیا کہ پشتارہ اُٹھاؤن زمین سے
پڑے پڑے **شب آہنگ** نے حباب بیہوشی مار دیا ساحر چرخ کھا کر زمین پر گرا
شب آہنگ نے کمند مار کر اُسکو قریب کھینچا اپنی رہائی کی خواہش مین اُس ساحر کا
سر کاٹ لیا ہاتھ پانوٗن مین طاقت آئی پھر اُسنے پشتارہ اُٹھایا مگر ساحر کے مرنے کی
علامت ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من **صحرا نشین جادو بود** **چابک** جو صحرا
مین پھرتا ہوا آتا تھا اُسکے کان مین بھی آواز آئی سوچا کہ کسی ساحر کو کسی نے گولہ مارا
اُسی آواز پر متوجہ ہوا صحرا مین آکر دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی اور ایک
عیار اپنے کو سنبھالتا ہوا پشتارہ بدوش جاتا ہی **سمک** نے للکارا کہ او نا عیار ذرا
ٹھہر جا مجھکو اتنا معلوم ہو کہ کسکا پشتارہ تیرے دوش پر ہی **شب آہنگ** نے جو
پلٹ کر **چابک** کو آتے ہوے دیکھا اور تیز بھاگا **چابک** نے بھی پیچھا کیا اِدھر
شب آہنگ داہنے مین ایک صحرا کے پہونچا ہی کہ پہاڑ سے آواز آئی ارے او

جانے والے ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا شب آہنگ نے سر اُٹھا کے دیکھا کئی سو قزاق بالاے کوہ بیٹھے ہین ایک قزاق اُن سب کا افسر گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی اب تو شب آہنگ ناچار ہوا آخر ٹھہر گیا اُس قزاق نے نیزہ سینے پر شب آہنگ کے رکھدیا کہا یہ پشتارہ جلد کھول دیکھون اسمین کیا شی ہی شب آہنگ نے جو پشتارہ کھولا اُس کوہ کا یہ قزاق مالک ہی افسر قزاقان لقب ہی بس ملکہ کو دیکھکر ٹھٹھر گیا اور یہ کہا ارے بردہ فروش اِس نازنین کو کہان سے لایا شب آہنگ نے کہا یہ نازنین منظور نظر خداوند ہی مین لشکر مسلمانان سے چُرا لایا ہون پاس قدرت کے لیے جاتا ہون اے افسر قزاقان اِسکے مقدمے مین دخل نہ دو اگر قدرت کو خبر ہو نچیگی تو سنگ سیاہ کر دینگے قزاق نے جوش محبت مین کُچھ خیال نہ کیا ملکہ کو اُٹھا کر کہا اے عیار اپنی جان کو غنیمت جان میرے سامنے سے بھاگ جا ورنہ ایک نیزہ مار دونگا یہ سُنکر شب آہنگ روتا پیٹتا بھاگا کہ جا کر خداوند سے اطلاع کرون جو کچھ قدرت کو کرنا ہو وہ کر گذرین وہ قزاق ملکہ کو لیکر بالاے کوہ آیا ملکہ کو ایک قلعے مین لایا ایک مکان مین لا کر پشتارہ کھولا ہوشیار کیا ملکہ یا تو اپنے گھر مین کنیز سے باتین کر رہی تھین یا اپنے کو اور مکان مین پایا ایک شخص غیر سامنے کھڑا ہاتھ جوڑ رہا ہی ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہی کہ طالب عصمت ہوا ہی کہا حضور مین افسر قزاقان ہون جو اِسطرف سے نکلتا ہی اُسے لوٹ لیتا ہون دو سو قزاق میرے ملازم ہین سب آپکی خدمتگزاری کرینگے ملکہ نے کہا او ناہنجار خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی زندہ مجھکو نہ پائیگا افسر سامنے بیٹھکر باتین کرنے لگا کبھی ہاتھ جوڑتا ہی کبھی بیقراری مین عرض کرتا ہی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہی آپ توجہ نہین فرماتین غلام کی تو یہ کیفیت ہی

نظم

قرار دل کو ہوا اضطراب کے بدلے	وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے	حیا کے پردے ہین رُخ پر نقاب کے بدلے
شہید کرنا ہی منظور کب کا قاتل کو	رنگے لہو مین ہین کپڑے شہاب کے بدلے

۸۴

پیے گا مے جو وہ میخوار ساغر گل مین / بھنے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے
وہ بادہ نوش ہون جاتا تھا جب دبستان مین / بغل مین رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے
خیال یار مین جھپکی نہین پلک تا صبح / تمام رات مین جاگا ہون خواب کے بدلے
جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تو نے ہاتھ / قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے
الٰہی میکدے مین موج مے سے طوفان ہو / بہے بہے پھرین ساغر حباب کے بدلے
صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے / گناہ مجھسے ہوے ہین ثواب کے بدلے
سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو / کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے
مرید پیر مغان ہون مری وصیت ہے / مجھے شراب سے دے غسل آب کے بدلے
مین تھوکنے کا نہین مے پہ ساقیا بے یار / پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے
معاوضہ نہ کرون قطرۂ عرق سے ترے / جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے
نہ دیکھے مرے اعمال کی مکافاتین / ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے
سوال مجھسے نکیرین جب کرینگے رند / ہو الغفور سنین گے جواب کے بدلے

یہان **چابک صبا رفتار** صحرا مین آتا تھا اُسی عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا ایک گوشے مین حلقے کمند کے خس پوش کر کے بیٹھا جب **شب آہنگ** آیا تو اُسکو گرفتار کیا ایک نخل مین باندھکر پوچھا او مکار سچ بتا کہ پشتارہ کیا کیا **شب آہنگ** نے بیان کیا **چابک** نے عیار کو وہین بندھا ہوا چھوڑا آپ طرف **جہانگیر** کے چلا یہان **جہانگیر** جو بارگاہ مین آئے اور خبر سُنی کہ ملکہ کو کوئی چرا لیگیا نہایت بیقرار ہوے یہ بھی خبر سُنی کہ **چابک** فکر مین گیا ہے کنارے پر لشکر کے **چابک** کا انتظار کر رہے ہین مرکب تیار ہے سردار گرد گھیرے کھڑے ہین انتظار **چابک** کا کر رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی **چابک** بدحواس دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار راہ مین ایک پہاڑ پہ قزاق ہے اُسنے ملکہ کا پشتارہ چھین لیا **جہانگیر** یہ سنتے ہی پشت مرکب پر سوار ہوے طرف اُس پہاڑ کے چلے یہان اُس عیار کو کاہ فروشون نے کھولدیا **شب آہنگ** کھلتے ہی بھاگا دربار **ہفت پیکر** مین آیا تمام کیفیت

ہفت پیکر سے بیان کی ہفت پیکر نے کمال حجاب سے کہا اب یہ وقت آگیا کہ ایک
ایک قزاق معشوقہ کو قدرت کی چھین لے یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ افسر کی مشکین
باندھکر لائے لالان خون قبا ایک پہلوان مجمع سے اُٹھا کہا یا خداوند اُس قزاق
کی مشکین باندھکر لاؤنگا خدمت مین قدرت کی پہونچاؤنگا اور معشوق کو محافے مین
سوار کرکے لاتا ہون اُسنے بڑی بے ادبی کی شب آہنگ نے لالان کو ساتھ لیا
ساٹھ ہزار کی جمعیت سے لالان چلا یہان افسر قزاقان عرصے تک ملکہ کی منت کیا کیا
جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین مانتین اُٹھکر باہر آیا بہ سر کوہ بیٹھا ہی انتظار کر رہا ہی کہ
کوئی قافلہ نکلے تو لوٹون کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج
سے آتا ہی ہرکارے نے خبر دی کہ لالان خون قبا پہلوان کو قدرت نے بھیجا ہی
افسر نے کمان کاندھے سے اُتاری دوسی قزاق کمانین لیکر لیس ہوے تیر مارنے لگے
سوار و پیدل لالان کے گرنے لگے ہر چند چاہتا ہی گھینڈا بڑھاؤن عقاب تیر پر کھولکر
آتے ہین سوار و پیدل کو گراتے ہین لالان ساتھ والون سے کہتا ہی یارو پہاڑ پر
چڑھنا تو بہت دشوار ہی گھبر کر انکو اُترنا پڑین جب یہ پہاڑ سے اُترین تو گرفتار کرین
ساتھ والے کہتے ہین ابھی تک خیر ہی کہ ملکہ کو قلعے مین بٹھا کر چلا آیا ہی عورت کا غیر مقام
پر رہنا باعث خرابی ہی جو کچھ کیجیے اِسیوقت کیجیے لالان ہر چند گھینڈے کو بڑھاتا ہی مگر
تیرون سے مہلت نہین ملتی تیرونکا مینہ چہار سمت سے برس رہا ہی گھینڈا بڑھاتا ہی
پھر رُک جاتا ہی افسر قزاقان آواز دیتا ہی اے پہلوان یہانسے پلٹ جا ہملوگ قزاق
ہین پہاڑ سے تیر مار کر تمکو گرا دینگے ایک کو زندہ نچھوڑینگے لالان پریشان ہی کہ اگر
سامنے قدرت کے پلٹ کر جاؤن ساتھ والے طعن کرینگے کہ ایک قزاق کو نہ گرفتار
کر سکے کیسا حجاب ہوگا اِس فکر مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ بائین پر سے صحرا کے گرد اُڑی
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب باد رفتار اُڑاے ہوے آتا ہی
صرف ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی دوسرا سوار بھی ساتھ نہین ہی
وہ سوار گھوڑے کو اُڑاے ہوے قریب کوہ پہونچا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ

بہت

زمین تھرا گئی آواز دی او قزاق بد ذات تو نے غضب کیا کہ عیار سے پشتارہ چھین لیا بہتر
اسی مین ہی کہ پہاڑ سے اُتر آ معشوق کو حوالے کر دے یہ جو سب نامرد گھیرے کھڑے
ہین اِنسے خوف نہ کر مین تجھے بچا لونگا اِن سب کو شکست دونگا افسر قزاقان سوچا
کہ اِن سے ... ہزار نے کیا کیا یہ اکیلا ہیرا کیا کر لیگا جواب دیا کہ ای جوان میری اُس محبوبہ
پر جان جاتی ہی مین ہرگز نہ دونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر افسر قزاقان نے جو یہ جواب
دیا جہانگیر کے تیور پر بل پڑ گئے مرکب بڑھایا چند قزاقون کو اُسنے حکم دیا کہ اِس جوان
پر تیر بارو جہانگیر نے قرولی کمر سے کھینچی تیرون کو قلم کرتے ہوے چلے تھوڑی دیر مین
قریب کوہ پہونچے گھوڑے سے کود دامن گردانے آستینین چڑھائین گھاٹیونکو
طی کر کے پہونچے لالان کھڑا دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیا جوان بے خوف
ہی دم بھر مین پہاڑ لے لیا اب پہاڑ پر جاتا ہی افسر قزاقان نے جب دیکھا کہ یہ جوان
نہین رُکتا چلا ہی آتا ہی کئی سو من کا پتھر پہاڑ سے ڈھلکایا لالان نے اپنے ساتھ والون
سے کہا اب یہ جوان اِس پتھر سے دب جائیگا مہلت نہ پائیگا جہانگیر نے جب دیکھا
کہ پتھر قریب آیا سپر کی او جھڑ ماری کہ وہ سنگ کئی فرسنگ پر جا کر گرا لالان کے ہوش
اُڑ گئے کہتا ہی یارو یہ بڑا زبردست ہی کئی سو من کا پتھر کسطرح پھینکدیا قزاقون نے کئی
پتھر پہاڑ سے ڈھلکائے جہانگیر نے خیال بھی نہ کیا پتھرون کو اپنے سے دور کر دیا
اِسطرح جنگ رُستمانہ کرتے ہوے گھاٹیون کو طی کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے
افسر نے بڑھکر نیزہ مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا قزاق نے تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر قزاق
پلٹا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا قزاق نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری افسر
قزاقان کے دو ٹکڑے ہوے مرنا افسر قزاقان کا ساتھ والے تھرا گئے جہانگیر
کو دیکھکر سب قزاق ڈر گئے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے کہا اے شہریار
ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین مگر اِن دشمنون سے بچائیے جہانگیر نے کہا اِنکو

قضا لیکر آئی ہو ابھی اِنکو ہٹاے دیتے ہین ای مہتر والا گہر لپشتارہ تو ملکہ کا لو مین اُترکر
اُس بیحیا کو سمجھاے دیتا ہون یہ کہکر شاہزادے نے نعرہ کیا او لالان مین آتا ہون
مجھسے تو مقابلہ کر لالان شوکت دیکھکر گھبرا گیا تھا فوج کو ساتھ لیکر بھاگا جہانگیر نے
معشوقہ کو پشت مادیان پر سوار کیا دو سو قزاق ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے چابک
ساتھ ہو لیکن لالان خون قبا جو بھاگا صحرا مین پہونچا تھا کہ ایکطرف سے گرد اُڑی
گیہان سرخ پوش بھائی لالان کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا لالان سے پوچھا
ای برادر کہان گئے تھے کہان سے آتے ہو لالان نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا
وہ جنگل مین دیکھو معشوق کو لیے جاتا ہی اب مین قدرت کو کیا منھ دکھاؤنگا کیونکر
دربار مین جاؤنگا گیہان نے کہا ای برادر ساٹھ ہزار فوج تمھارے ساتھ ہی ابھی
گھیر لیں دو سو جوانون سے کیا لڑیگا آخر بھاگ جائیگا چلکر بادیان کو پکڑ لو اِسی طرح
اُس معشوقہ کو لیچلو سامنے قدرت کے پہونچاؤ لالان بھی بہادر تھا بھائی نے
جو سمجھایا کہا یار و چہار طرف سے اِس جوان کو گھیر لو بہتر ہزار فوج نے شاہزادے
پہ بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کرکے پلٹا بے خوف فوج پہ جا پڑا اُن دو سو سے یہ کہا کہ بادہ
ملکہ سے ہوشیار رہنا آپ یکہ و تنہا فوج دشمن پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سو افسر و نکو
جہانگیر نے مار الڑتے بھڑتے قریب لالان کے پہونچے مگر فوج کا چہار جانب سے
بلوہ ہی اگر ایک کو قتل کرتے ہین دس اُسی مقام پہ آجاتے ہین جہانگیر قتل کرنے سے
عاجز ہو رہے ہین ہر مرتبہ دعا مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز عورت کا
ساتھ ہونا باعث خرابی ہی دل کو بیتابی ہی ای خالق لیل و نہار اِس آفت سے بچالے نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ — خدا و الی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خداے کبریا حافظ — خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خداے واحد و یکتا و لاثانی — نمی باشد کسے اندر سراے دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولا — بود حق کو بکو خانہ بخانہ جابجا حافظ
براے بندۂ مسکین بہ مسکینی و تنہائی — خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

بنہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ می دانی ۔ کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
نہ باشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را ۔ اگر باشد براہ حق رہی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان فرتم ۔ کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
چہ جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب دارد ۔ بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بیقرار ہو کر جو شاہزادے نے ہاتھ بجانب آسمان بلند کر کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی یعنی اتفاقاً نقابدار زرین پوش کہ صحرا مین شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ جہانگیر والا تدبیر دشمنون مین گھرا ہی وہین سے اُس نقابدار زرین پوش نے بودھا باگ کا لیا سامنے آکر نعرہ کیا با شیدای کافران بیحیا وای نابکاران پر دعا منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر بارہ ہزار جوانون نے جو گرا لشکر کو تلے اوپر کر دیا جہانگیر لڑتے بھڑتے برابر لالان کے پہونچے نقابدار قریب گیہان کے پہونچا دونون شیرون نے دونون کے وار روک لیے تلوارین چھین کر دونون کو گینڈون سے اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی قلم کیا ساری فوج تھوڑے عرصے مین مار کر بھگا دی ہزارون قتل ہوے جب باقی فوج شکست کھا کے بھاگی نقابدار زرین پوش گھوڑا اُڑا کر قریب شاہزادہ جہانگیر کے آیا کہا کہ ای بہادر صاحبقران زمان سے کہدینا کہ بہتر ابھی مین ہی کہ بابائے صاحبقرانی کے مرحمت فرمائیے انشاء اللہ ایکی مرتبہ جو میرا آپکا سامنا ہوگا جو آپ کو منظور ہی وہی ہوگا مین ابتک یہی چاہتا ہون کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو بہ سہولیت بابائے ملجائین یا حضور اپنے جانشین لندھور کو مجھسے لڑوائین وہ گرز لگائین مین گرز اُنکا روکون یا بڑے صاحبزادے حضور کے علمشاہ نوجوان کہ آج کل اُنکی بڑی عظمت وشان ہی طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا مجھسے اُنسے مقابلہ ہو جائے مگر وعدہ کر کے مقابلہ کرین بوجہ کی تکرار کو مین نہین چاہتا ہون اور ای شاہزادہ جہانگیر صاحبقران زمان سے خوب سمجھا کے کہنا کہ غلام یہی چاہتا ہی کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو بابائے مجھکو پہونچ جائین مگر مقام تردد ہی کہ آپ یہی چاہتے ہین کہ اِس

حقیر سے مقابلہ ضرور ہو یہ کہکے کمر سے تلوار نکالی نیام اُسپر مخمل کاشانی کا قبضہ اُلٹی کٹوری کا
سونا اُسپر چڑھا ہوا کہا ای برادر اِس تلوار کو تم باندھنا تم اپنے زمانے کے صاحبقران
ہو کیا کیا کارنمایان کیے اول ہین تمھارا جانا طلسم نور افشاں پر اور کوکب کا عاجز ہونا
اِس طلسم ہفت پیکر مین بھی تمنے بہت بڑے بڑے کارہاے نمایان ہوے بہت
عمدہ لشکر جمع کیا ہی لو برادر رخصت ہوتے ہین شاہزادۂ جہانگیر کو کلام سے نقابدار
کے ایک محبت پائی گئی ہاتھ باندھکر کہا امیدوار ہون کہ نقاب اپنے چہرے سے ہٹائیے
اور جمال جہان آرا اور صورت زیبا اپنی دکھائیے کہ مین مشرف بزیارت ہون یہ کلام سنکر
نقابدار زرین پوش نے کہا ای برادر وہ بھی وقت آجائیگا کہ صورت دیکھنا ابھی تو
صاحبقران زمان نے پردہ کر رکھا ہی جبدن امیر با توقیر سے فیصلہ ہوگا انشاء اللہ
اُسکے بعد اظہار نام و نسب کیا جائیگا ہر خرد و کلان ماہر ہوگا ہر شخص پر ہمارا احال
من وعن ظاہر ہوگا ابھی موقع صورت دکھانے کا نہین ہی ای برادر والا گہر خفا نہ ہونا
ہمنے تمھارے کہنے کے خلاف کیا ہی لیکن شاہزادۂ جہانگیر والا تدبیر نے یہ شرف
دیکھا کہ سر پر نقابدار زرین پوش کے باز سفید سایہ فگن ہی اِس نگاہ محبت سے
اپنے صاحبقران کو دیکھتا ہی کہ نگاہ نہین پھراتا آٹھ پہر گرد سر پھرتا ہی یہ نگاہ محبت
دیکھا کرتا ہی لشکر بارہ ہزار سب جوانان صف شکن تیغ زن ایک سے ایک زیادہ
بہادر ایسے ایسے لڑے کہ بہتر ہزار کو بھگا دیا کھڑے کھڑے شکست دی شاہزادۂ
جہانگیر کھڑے دیکھا کیے کہ نقابدار زرین پوش شکارگاہ مین گئے شاہزادۂ
جہانگیر واپس ہوے قمر طلعت نے پوچھا کہ ای شہریار یہ نقابدار زرین پوش
کون تھا جہانگیر نے کہا یہ نقابدار کئی سال سے آتا ہی یا نہاے صاحبقرانی کا یہ
خواہان ہی ہمارے قبلہ و کعبہ چاہتے ہین کہ ہمسے مقابلہ ہو نقابدار زرین پوش
انکار کرتا ہی کہتا ہی اپنے فرزندون کو لڑوائیے صاحبقران زمان کسیکا بھروسا
نہین رکھتے خود ہی چاہتے ہین مقابلہ کرون شاہزادۂ جہانگیر قمر طلعت سے باتین
کرتے ہوے آتے ہین سمک یلداقی نے رستم کو خبر پہونچائی کہ شاہزادۂ جہانگیر

واسطے لینے معشوقہ کے یکہ و تنہا گئے ہین رستم نے فرمایا کہ ہمارا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہوا گھوڑے پر
سوار ہو کے نکلے کنارے پر لشکر کے آئے فرماتے ہین کہ کیون سمک کس طرف جاؤن کہان اُس بہادر
کو دریافت کرون ایسا نہ ہو کہ کسی افتاد مین پڑ جائین برابر کا بھائی جری و بہادر ہمارے نام کا
عاشق ماشاء اللہ کس دھوم سے شہرون کو فتح کرتا ہوا آیا سمک عرض کرتا ہی کہ اگر حکم ہو تو
مین آگے بڑھ کر دریافت کرون سرداران جہانگیر بھی تیار کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
کہ جہانگیر پشت مرکب پر پہلو مین قمر طلعت مادیان پر سوار دوسی قزاق ہمراہ خون کی چھینٹین
جسم پر پڑی ہوئین بڑے بھائی کو جہانگیر دیکھ کر شرمائے چابک سے اشارہ کیا کہ تم قمر طلعت کو
لیکر بارگاہ مین آؤ بھائی صاحب سامنے کھڑے ہین مجکو شرم آتی ہی چابک نے کہا کہ حضور ہی
کے مشتاق کھڑے ہین چابک ملکہ کو لیکر دوسری طرف سے بارگاہ مین آیا جہانگیر سامنے اپنے
بھائی کے آئے رستم نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای برادر اس وقت کا تمھارا جانا ہمپر بہت ہی
شاق ہوا جب کوئی ایسی افتاد ہو تو ہمسے ضرور ذکر کرو یکہ و تنہا نکل گئے اگر خدانخواستہ تمپر کوئی
افتاد پڑتی تو ہم قبلہ و کعبہ کو کیا مُنھ دکھاتے جہانگیر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے عرصے تک
سمجھایا جہانگیر خاموش بیٹھے رہے یہان ہفت پیکر بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے
جہانگیر کی خبر سُنائی کہ جہانگیر معشوق کو لیکر آگئے اور دوسی قزاق اپنے ساتھ لائے ہفت پیکر
نہایت ملول ہوا اور یہ بھی خبر سُنی کہ لالان پہلوان مارا گیا خاموش بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون کہ
آسمان پر لکۂ ابر سیابی پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برقین لوٹ لوٹ کر گر رہی ہین ہفت پیکر
دیکھنے لگا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ چند کنیزین پشت پر اُسنے
تخت اپنا اُتارا ہفت پیکر کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جُھکی ہفت پیکر نے
دست شفقت پشت پر پھیر کر کہا ای مضمار سیماب وش کہانسے آتی ہو کہا حضور کو یاد ہوگا
کہ کوہ گلگون سے حضور نے کنیز کو روانہ کیا تھا کہ خراج ملکون سے لے آؤ مین جو گئی سب ملک
اسلام آباد دیکھے سُنا کہ قدرت قصر عشرت مین ہین چند دنون کے بعد کنیز حاضر ہوئی یہان عجب
انقلاب دیکھا ہر مقام کو اسلام آباد پایا صرف یہ قصر عشرت قبضے مین دیکھا یہ کیا قدرت کو منظور
ہوا کہ طلسم برباد کرا دیا جو کنیز کو حکم ہو وہ بجا لائے سب کو سامنے سے ہٹا دون جو حکم ہو بجا لاؤن

ہفت پیکر نے سر جُھکا کر کہا کہ ای مضمار تمھین اختیار ہی جو مزاج مین آئے وہ کرو ہمنے تمکو حکم دیا تمھارے مقدمے مین تقدیر مضبوط کرین گے مضمار نے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجے مضمار کے نام سے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی امیر ورستم نے بھی طبل جنگی بجوا یا جانبین کے لشکرون مین تیاریان ہونے لگین عیاران لشکر اسلام یعنے برق وچالاک و خواجہ صوبتین بدلکر لشکر ہفت پیکر مین آئے پھرتے ہوے سامنے بارگاہ مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کئی سی کنیزین گرد بارگاہ کے بطور نگہبانون کے بیٹھی ہین اگر جانور پرند بھی نکلتا ہی تو اُسکو ماش کا دانہ مار کر گرادیتی ہین اپنی دل لگی کے واسطے ایک ڈھول رکھ لیا ہی اُسکو بجا بجا کے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم وصل یار کو — ٹھوکر کی آرزو ہی ہمارے مزار کو
جانے دیا نہ باغ مین اُس گلعذار کو — روکا ہی باغبان نے نسیم بہار کو
زیبا ہی عشق زلف دلا مال دار کو — الفت بہت خزانے سے رہتی ہی مار کو
دامن سے ارتباط مبارک ہو خار کو — عریانی ہی پسند مرے جسم زار کو
ای ابر تر نہ کیجیو میرے غبار کو — پہونچا سکے گی پھر نہ ہوا کوے یار کو
کیو صبا جو پائے تو اُس شہسوار کو — روندا کبھی نہ آکے ہمارے غبار کو
پتے ارنڈ کے چھوئین دستِ نگار کو — کیونکر لگے نہ آتشِ حسرت چنار کو
تنکا سمجھ کے دور کرے بزم یار سے — فراش دیکھ لے جو مرے جسم زار کو
کرتا ہی قتل پیاسون کو زیبا ہی گر کہین — شمشیر آبدار ترے آبدار کو
نشتر لگائے اشکِ رگِ ابر تر مین آج — دکھلا دون جی مین ہی مژہ اشکبار کو
کاوش دلون سے اُسکو ہی تلووئے ہی اِسے — تشبیہ دون نہ مین تری مژگا نیش خار کو
پینا ہی جام می مجھے اب خونِ محتسب — شیشے کو توڑے وہ تو مین توڑون خمار کو
کیا جذب عشق ہی کہ ہوا جس طرف کی ہو — سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
ہی اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ — صرصر اُڑا ئیگی نہ ہمارے غبار کو
ناسخ کی التجا ہی کہ یا مرتضےٰ علی — کھینچو برائے قتل عدو ذوالفقار کو

خواجہ عمرو دور سے یہ معرکہ دیکھکر ایک گوشے مین آکر چھپے ایک طرف آکر برق چھپا ایک طرف

چالاک بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ ایک کنیز واسطے کسی کام کے اُٹھی برق نے اُٹھ کر اُس کنیز کو بیہوش کیا بہ تعجیل اُسی کی شکل بنا آکر اُن ہی لوگون مین ملا مٹک مٹک کے گانے لگا کنیزین کہتی ہین کہ ای بُوا لالہ عذار تم بڑی خوش آواز ہو کس لطف سے گا رہی ہو حقیقت مین تمھاری آواز پر جی چاہتا ہی کہ بلائین لین اور ہم کیا تعریف کرین برق نے کہا کہ بُوا آج کل نزلے کی شدت ہی جب طبیعت صحت مین ہو تب گانے کا مزہ ظاہر ہو سب کنیزین تعریفین کر رہی ہین چالاک نے جو دور سے دیکھا کہ برق جلسے مین پہونچ گیا گھبرا رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ جو مین بھی اس جلسے مین پہونچون اور مضمار پر عیاری کرون برق تو بیٹھا ہوا گا رہا ہی دل مین سوچتا ہی کہ کیا عیاری کرون کنیزون سے بھی پوچھتا جاتا ہی کہ ملکہ مضمار کیا کر رہی ہین کنیزین کہتی ہین سحر تیار کر رہی ہین کل وہ آفت برپا کرینگی کہ اہل اسلام اپنی جان سے عاجز ہو جائین چالاک نے جب دیکھا کہ کوئی کنیز اس طرف نہین آتی کہ اُسکو بیہوش کر کے مین بھی جا ملون آخر اپنے مقام سے اُٹھا در خیمے پر کھڑا ہو کے پُکارنے لگا کہ ای ملکہ مضمار مجھے کچھ عرض کرنا ہی ایک کنیز نے اُٹھ کر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ارے غل نہ مچا ملکہ بڑے نازک سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہ ہو کہ اُس تیاری مین فرق پڑے یہان مضمار نے جو آواز چالاک کی سُنی منقل آتش سحر سامنے روشن ہی پکار کر آواز دی کہ ای منقل سحر ظاہر کر دے کہ یہ کون پُکار رہا ہی مین نے کنیزون کو تو منع کر دیا تھا یہ کون گستاخ ہی کہ بیخوف میرا نام لے رہا ہی آگ مین سے آواز آئی کنیزین نہین پُکارتی ہین چالاک عیار فرزند عمرو نامدار پُکار رہا ہی مضمار نے وہین سے آواز دی کہ ارے اس پُکارنے والے کو پکڑ لو جو کنیز کہ منع کرنے آئی تھی اُسنے چالاک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او نگوڑے ناعیار ملکہ تجکو بُلاتی ہین چالاک نے خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک کنیز تو لڑکھڑا کر گری چالاک بھاگا برق نے بھی دیکھا کہ چالاک نے ایک کنیز کو مارا المضمار باہر نکل آئی اور پُکار رہی ہی کہ ارے چالاک تو نکل گیا مگر برق کنیزون مین ملا ہوا بیٹھا ہی غزلین گا رہا ہی اسکو پکڑ لو برق نے ایک کنیز سے کہا کہ ارے ملکۂ عالم تجکو کہہ رہی ہین مجکو کیا کہہ سکتی ہین اُس کنیز نے کہا کہ ارے مین تو آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون مضمار نے پُکار کر اُس کنیز سے کہا کہ او نستن اسی کنیز کا ہاتھ تھام لے جو تجھسے باتین بناتی ہی یہی برق فرنگی عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی اُس کنیز نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا

برق نے کمر سے خنجر نکالا کہا کہ اری بے ادبی کرتی ہی بے قاعدہ ہاتھ تھام لیا اُس کنیز نے چاہا کہ
ہاتھ چھوڑدون برق نے کہا کہ دیکھ ملکہ کیا کہتی ہین مین تو بیٹھا ہون میرا ہاتھ چھوڑ دے جیسے ہی
وہ اُس طرف پلٹی برق نے خنجر مارا اُسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا برق فرنگی اپنے نام کا
نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار — کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون — کہے کون مکار و غدار ہون — کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی — درِ مکر پہ میرا پہرا رہا — تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا
بزیر قدم غرب گہ شرق ہی — چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

برق نے سامنے مضمار کے
جو کنیز کو مارا اور تڑپ کر بھاگا مضمار جل گئی جھپٹ کر اُڑی کنیزون سے کہکر چلی کہ میری کنیز کا خون
بالا بالا نہ جائیگا مین نگوڑے کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکے مضمار اُڑی برق فرنگی جو بھاگا
صحرا مین دیکھا کہ ایک ساحر آتا ہی خیال مین گذرا کہ اُستاد کا حکم ہی جہان جادوگر کو پاؤ اُسے مارلو
پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جاتے ہو ہمین تمسے کچھ کہنا ہی وہ جادوگر پلٹا دیکھا کہ ایک
شخص مجکو پکار رہا ہی جیسے ہی قریب آیا برق نے جھجک کر کہا کہ دیکھیو پیچھے تمھارے کون صاحب
آتے ہین جیسے ہی وہ پلٹا برق نے حلقۂ کمند کے مارے حباب مار دیا بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتارنے لگا کہ مضمار آکر آسمان پر چمکی دیکھا کہ برق ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہی پکار کے
آواز دی کہ او نالائق کہان جاتا ہی دہین سے آواز گیر کی دی برق کے پاؤن زمین نے
تھام لیے مضمار تڑپ کر گری برق کی مشکین باندھین چاہا کہ لیکر چلون پہلو سے آواز آئی کہ ای
بندی قدرت کیا کہنا تمھارا کون سامنا کرسکتا ہی مضمار پلٹی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین
خداوند ہفت پیکر کھڑے ہین پکار رہے ہین کہ ای مضمار کیا کہنا میرے پاس اس قیدی کو لاؤ
کہ مین اسکو سنگ سیاہ کردون مضمار جادو برق کو کشان کشان لیے ہوے پاس ہفت پیکر
کے آئی ہفت پیکر نے ہاتھ برق کا پکڑا ایک طمانچہ مارا کہا کہ کیون رے نالائق تونے غضب کیا
کہ کنیز مضمار کو قتل کیا اب تجکو سنگ سیاہ کردون یا جہنم مین پھینک دون برق منتین کرنے لگا
کہ یا خداوند مجھسے خطا ہوئی اب مین آپ کو سجدہ کرتا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ او مضمار ادر
تماشا دیکھ کہ سب وزیر و امیر آتے ہین قدرت کو ڈھونڈھ رہے ہین مضمار پلٹی ہفت پیکر نے

حلقۂ کمند کے گلے مین مضمار کے ڈال دیے مضمار ارے کہکر پلٹی ہفت پیکر نقلی نے حباب مار کر بیہوش کیا اور نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان | تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد طرار ہون

نعرہ کرکے چاہا کہ خنجر مارون آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی اگر اسکو مار ڈالا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا عمرو جان بچا کے بھاگا برق ایک جانب تڑپ کر بھاگا دور سے جا کر دیکھا کہ آسمان سے ایک عقاب اُترا منقار مین مضمار کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے لے بھاگا بارگاہ مین لیجا کر مضمار کو ڈال دیا ہوا جو لگی مضمار کی آنکھ کھُلی اپنے نگہبان یعنے عقاب جادو کو سرھانے پایا کہ کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم یہ غفلت عمرو نے آپ کو مار لیا ہوتا مگر غلام وقت پر پہونچا سرکار کو اُٹھا لایا مضمار نے دیکھکر آواز دی کہ ای عقاب تونے بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچا کہ عیارون سے مجکو بچا لیا عیار نگوڑے چونٹیان ہین وہ ہی مین نے برق کو گرفتار کیا کہ خداوند بنکر عمرو پہونچا مجکو کھٹکا ہوا تھا مگر خیال مین یہ آیا کہ خداوند کی صورت نہین بن سکتا خداوند نے کو وہ ہفت پیکر چھوڑ کر سب کمال اپنے ترک کیے ایسے عاجز ہوے کہ سب ملک اپنے چھوڑ دیے مسلمانون نے سب شرف مٹائے مگر کل وہ ھنگامہ پڑیگا کہ اہلِ اسلام طالب مرگ ہون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ ڈالین مگر ای عقاب جادو نگہبانی سے مُنھ نہ پھیرنا نگوڑے عیار فکر مین لگے ہوے ہین ابکی مرتبہ جو گرفتار کرونگی فورًا ہاتھ تلوار کا مار دونگی اگر عمرو خداوند بنکر نہ آتا تو مین برق کو مار ڈالتی یہ باتین کرکے عقاب جادو کو رخصت کیا کہا کہ ای عقاب میرا خیال رکھنا عقاب نے کہا کہ غلام اُنکی فکر مین خود جاتا ہی یہ کہکے عقاب اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین دل سے باتین کر رہے ہین کہ چالاک و برق نے وہ عیاری کی کہ اُسکو ہوشیار کر دیا اب کس صورت پر جاؤن رات کا وقت ہی جس صورت پر جاؤنگا کھٹکے گی ضرور شک کریگی انتہا یہ کہ مین نے گھبراہٹ مین ہفت پیکر کی شکل بنائی اور برق کو رہا کیا ایسا نہ ہو کہ کسی شکل پر جاؤن اور پہچان لے جلی ہوئی ہی

قتل کر ڈالیگی چاہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھین کہ پرون کی آواز کان مین آئی نگاہ اُٹھاکر دیکھا
کہ ایک عقاب بزرگ اُڑا ہوا آتا ہی خواجہ حیران ہوے کہ رات کو عقاب کیسا یہ کہکر پھر اُسی
مقام پر چھپے وہ عقاب آکر شاخ نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی اب تو عمرو کو یقین کامل ہوا کہ
یہ کوئی ساحر ہی ورنہ شاخ نہ جھکتی خواجہ نے زنبیل سے موے دُم اسپ نکالے اُسکا پھندا بنایا
ایک لگی زنبیل سے نکالی اُسمین پھندا باندھا دہین سے بیٹھے بیٹھے بلند کیا پتون کی آڑ سے پھندا
برابر گردن کے پہونچا یا عقاب سر اُٹھا اُٹھاکر چہار جانب دیکھ رہا ہی عمرو نے پھندے کو پتے کی
آڑ مین کیا عقاب نے جو گردن اُٹھائی عمرو نے پھندا گلے مین عقاب کے ڈال دیا عقاب پھڑکنے لگا
عمرو نے ایک جھٹکا مارا پھندا اپچی ہوا لیکن عقاب نے پانون شاخ پر جمائے عمرو نے پھر زور
سے جھٹکا مارا عقاب پھڑکتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے خنجر مارا اشکم چاک قصہ پاک مرتے ہی عقاب
ساحر کی شکل ہو گیا عمرو کپڑے اُتارنے لگا یہان مصمار بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی کہ یکایک آسمان پر
ابر سیاہ اُٹھا اُسمین سے آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب جادو بود یہ صدا اُسنتے ہی مصمار
نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا عقاب جادو کو کسنے مارا کس مقام پر مارا گیا یہ سوچ کر چاہا
کہ اپنے مقام سے اُٹھے دیکھا چند طائر زیر ابر لہرا رہے ہین پکار کر آواز دی کہ اے طائران
سحر عقاب۔ عقاب جادو کس مقام پر مارا گیا اور کسنے مارا ایک طائر نے مثل انسان کے
آواز دی کہ عمرو عیار بلاے روزگار ہی عقاب جادو بصورت عقاب ایک نخل پر جاکر بیٹھا
عمرو نے ایک پھندا مارا اُسی نخل کے نیچے لاشہ پڑا ہی کون اُٹھائے مصمار جادو یہ حال پُر ملال
سنکر دنگ ہو گئی کہنی ہی کہ یہ نئی بات ہی عمرو نے طائر کو پھندا لگا کے مار لیا ان عیارون سے
کیونکر بچیے ہر مقام پر موجود رہتے ہین وہ تو فکر مین عیارون کی گیا تھا عیار نے اُسکی فکر کر لی
اب اگر مین جاؤن اور عیار بیہوش کرین تو کون بچائے وہ ہمارا نگہبان تھا یا خداوند تمنے
اتنا پاس نہ کیا کہ آج کی رات تو وہ زندہ رہتا کہ کل صبح کو میدان مین کام آتا صبح کو دامن
قدرت تھامونگی اور عرض کرونگی کہ واہ خداوند آپ نے عقاب جادو کو بلا لیا اگر
مناسب ہو تو اُسکو زندہ کر دیجیے اگر قدرت نے مان لیا اُسکو زندہ کیا تو میرا کمال پورا
رہا ورنہ میرے سحر مین فرق آگیا حفاظت کرنے والا نہ رہا یہ باتین سوچ کر سحر تیار کرنے لگی

برق و چالاک کئی مرتبہ لشکر مضمار مین آئے تدبیرین کین کہ اپنے کو اندر پہونچائین مگر نہو سکا ناچار کھڑے ہوے تھے کہ یکایک وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے ہٹائی فوج ضیاد شعاع کی عملداری ہوئی شہنشاہ زرین پوش بالاے قصر زبرجدی آیا تخت لاجوردی پر جلوہ فرما ہوا چالاک و برق لشکر سے مضمار کے نکلے دیکھا کہ بہرام طلائے سے پلٹے ہوے جاتے ہین چالاک و برق کو پکار کر آواز دی کہ بھائیو کہان سے آتے ہو چالاک و برق نے حال شب کا بیان کیا کہ مضمار ہمارے ہاتھ سے بچ گئی پھر چاہا کہ اُسکی بارگاہ مین جائین نہ جا سکے کہ خواجہ سامنے سے آئے فرمایا کہ ای بہرام یہ دونون لونڈے عیاری کر کے ساحر کو ہوشیار کر دیتے ہین مین نے اُسکے معین کو توار لیا خواجہ نے جو پھندے سے عقاب کا مارنا بیان کیا چالاک اپنے دل مین تڑپ گیا برق سے اشارہ کیا کہ ای برق دیکھو عیاری اسکا نام ہی کہ اپنے خیمون سے سردار نکلنے لگے لندھور جو سامنے سے آئے بہرام نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم زمان کہان سے آتے ہو لندھور نے کہا کہ او حبشی یون ہی کلام کرتے ہین سلام و بندگی موقوف بہرام نے کہا کہ تمنے کیون نہ سلام کیا عادل شیر دل نے بڑھ کر کہا کہ ای بہرام ہمارے آقاے نامدار سے کلام کرتا ہی جو مرتبہ کہ لندھور کا سامنے صاحبقران کے ہی وہ تیرا مرتبہ کہان اپنی حقیقت کو نہین پہچانتا یہ کہکر عادل شیر دل نے تلوار کھینچی لندھور ہان ہان کرتے رہے کہ ارے آپس مین یہ کیا حرکت ہی کل سرداران لندھور بگڑ گئے ہر طرف ہاڑ ہی کہ بہرام کو مار لو بہرام سب کے وار روک رہا ہی کئی زخم بھی بہرام نے کھائے آخر لندھور ہاتھی سے کود پڑے اپنے سردارون کو سمجھاتے ہین کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی آپس مین کیون لڑتے ہو کہ سامنے سے مالک آئے مالک نے لندھور کو للکارا کہ او ہندی بھتی خور تیرے سردارون نے بہرام کو زخمی کیا اور تو دیکھ رہا ہی اپنے سردارون کو منع نہین کرتا یہ کہ کے لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے اپنے کو بچایا تلوار کا ہاتھ مارا کہ مالک ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوے آپس مین تلوار چلنے لگی طوق حران گرد و ابو المعجن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے آتے تھے ایک مقام پر آکر چھڑ کو گاڑا طوق حران نے کہا کہ ای برادر یہان چھڑ کیون گاڑی ابو المعجن نے کہا تمھین کیا دخل ہی دونون بھائیون مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے عبد الجبار و عبد القہار چلے آتے تھے

دیکھا کہ سردار آپس مین لڑ رہے ہین عبد الجبار نے کہا کہ ای بھائی آج یہ کیا معرکہ ہی کہ آپسمین سب لڑ رہے ہین عبد القہار نے جواب دیا کہ ای برادر تمھین کیا مطلب ہی لڑنے دو اگر کچھ خیال جرأت ہی تو آؤ ہم تمسے سمجھ لین ایک تھوڑے ہی عرصے مین جو سردار خیمے سے نکلا بھائی سے بھائی اور باپ سے بیٹا لڑنے لگا کسی سے تلوار چل رہی ہی کہین نیزے چمک رہے ہین کہین ہنگامہ کشتی ہلڑ جوزیادہ ہوا صاحبقران زمان یا تو وظیفہ پڑھ رہے تھے یا آواز گیرودار کی سنکر دربارگاہ پر آئے دیکھا کہ آپس مین سردار لڑ رہے ہین کوئی زخمی ہی کسی کا خود زمین پر پڑا ہی کوئی الگ کھڑا بل کر رہا ہی کلمات سخت آپس مین ہو رہے ہین صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ ای لندھور یہ کیا حرکت ہی آپس ہی مین امتحان جرأت ہی لندھور نے جواب دیا کہ ای آقاے نامدار آپ بھی تشریف لائیے کیا آپ سے کوئی باہر ہی صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ ای لندھور اپنے ہوش مین رہو لندھور نے تلوار چمکائی اب تو صاحبقران کو یقین کامل ہوا کہ کسی ساحر نے سحر کیا ہی پڑھ کر اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا اسم اعظم کی آواز جسکے کان مین پہونچی ہاتھ باندھ کے عذر کرنے لگا مگر مالک نے لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کر ہاتھ مارا کہ مالک کا زخم سر چوپارہ ہوا صاحبقران جھپٹ کر قریب آئے اسم اعظم پڑھ کے لندھور کا ہاتھ تھام لیا لندھور نے تلوار پھینک کر قدمون پر صاحبقران کے سر رکھا عرض کی کہ ای شہریار دل چاہتا تھا کہ مالک کو مار ڈالیے اپنے سردارون کو زخمی کیجیے اب جو حضور نے اسم اعظم پڑھا ہوش درست ہوے اُدھر لشکر رستم مین بھی یہی حال تھا کہ آپس مین لڑ رہے تھے کئی سردار مارے گئے سماک نے جا کر رستم سے خبر کہی رستم تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کر باہر آئے دیکھا کہ سردار زخمی جھوم رہے ہین مگر جنگ سے قدم نہین ہٹاتے رستم نے لوح کو چمکایا جسپر عکس پڑا وہ عذر کرنے لگا عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دے دین حضور نے جب لوح چمکائی تب طبیعت قابو مین آئی رستم نے سارے لشکر کو ہوشیار کیا پھر لشکر مین صاحبقران کے آئے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کچھ سردار زخمی ہین کچھ مارے گئے ہین رستم نے صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جو ساحرہ طبل جنگی بجوا چکی ہی یہ اُسکے سحر کی تاثیر تھی جب مین نے اسم اعظم پڑھا ہی تب سب ہوشیار ہوے

ورنہ یقین تھا کہ اگر تھوڑے عرصے تک اور نہ آتا تو سردارون کا کام تمام ہو جاتا صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ جو برآمد ہوے سردارون کا یہ حال دیکھکر گھبرا گئے صاحبقران سے پوچھا کہ کیون حضور یہ کیا معرکہ ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ جس ساحرہ نے طبل جنگی بجوایا ہی اُسی کے سحر کی تاثیر تھی کہ خواجہ عمرو سامنے سے آئے خبر دی کہ ای شہریار غضب ہوا سب عیار آپس مین بگڑ گئے ہین تیغ و خنجر آپس مین چل رہا ہی صدہا زخمی لوٹ رہے ہین مین نے جو منع کیا تو مجھپر قصد کیا کہ مارین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میرے سردارون کا بھی یہی حال تھا جب اسم اعظم پڑھا ہی تب اُنکو ہوش آیا یہ کہکر صاحبقران نے اشقر بڑھایا آکے دیکھا کہ ایک لاکھ چور اسی ہزار ہیکچون مین تلوار چل رہی ہی صاحبقران نے اُن سب کے بیچ مین آکر اسم اعظم الٰہی پڑھا تب عیار رُکے خواجہ عمرو کے سامنے عذر کرنے لگے امیر نے سب کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی اور علم اژدہا پیکر آگے آگے اُس ہیکر بیجان مین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی اس شان و شوکت سے میدان کارزار مین آکر پہونچے چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوے کہ دیکھا آمد آمد لشکر کفار شروع ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار مگر مضمار جادو پایۂ تخت ہفت پیکر پہ ہاتھ رکھے ہوے کہتی ہوئی آتی ہی کہ لشکر مسلمانان کی خبر منگائیے جملہ سرداران حمزہ تمام ہو گئے ہونگے عیار بھی لڑ رہے ہونگے میری دو کنیزین شب کو اور ایک ساحر نگہبان جان قتل ہوے مین نے بھی سحر روانہ کیا ہی کہ ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے کہا یا خداوند حقیقت مین کُل سرداران حمزہ وا اہالی فوج رستم آپس مین مصروف جنگ تھے رستم نے نکل کر لوح چمکائی امیر نے اسم اعظم پڑھا تب ہنگامہ برطرف ہوا مضمار نے مُنھ پیٹ لیا کہا یا خداوند اب میدان کارزار سے پلٹون تو دوسرا سحر تیار کرون ابکی مرتبہ اسم اعظم و لوح سے سحر میرا برطرف نہ ہوگا اگر پہلے سے کنیز کو معلوم ہوتا تو اہل اسلام ایک نہ بچتا یہ کہتی ہوئی میدان جنگ مین پہونچی لشکرون مین صفین بندھنے لگین نقیبون نے نقابت کی کرمکیت گرڑ کا کہکر ہٹے کہ مضمار سامنے ہفت پیکر کے آئی کہا کہ یا خداوند اجازت میدان دیکھیے کس رنگ کا سحر کرتی ہون بڑی بڑی جادوگرنیان لشکر اسلام مین موجود ہین کیا عجب ہی کہ اُن ہی لوگون مین سے کوئی میرے

مقابلے مین آوے تڑپا کے قتل کرون سحر کا اُنکے رنگ نہ جمنے دون ہفت پیکر نے وہی کہا کہ قدرت نے تقدیر مضبوط کی ہی تو سب پر غالب آئیگی تیرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا تجکو بد قدرت کے سپرد کیا رات کو بھی تجکو ہاتھ سے عمرو کے بچایا ورنہ عمرو کا یہ دستور ہی کہ ساحرہ کو بیہوش کیا اور مار ڈالا مضمار درست و بجا کہتی ہوئی اپنے لشکر سے نکلی طاؤس اُڑا کر میدان مین آئی اور سلحشوری سحر کی دکھا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ جو مضمار نے پکارا رستم نے ارادہ کیا کہ جا پڑون سنبل ہفت گیسو جھپک کر صف سے نکلی کہتی ہوئی کنیزون کا تو معرکہ دیکھیے آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم کو سنبل سے ایک محبت ہی گھوڑے کو روک لیا لیکن ملک سنبل ہفت گیسو سامنے تخت شہنشاہی کے آئی دست بستہ عرض کی اجازت میدان لے بادشاہ نے فرمایا کہ ای سنبل آج تمنے صبح کا حال سُنا کہ سرداروں پر کیا معرکہ گذرا عرض کی کہ حضور ہم لوگون کو خبر نہین ہوئی سب شاہزادیان میرے ہی خیمے مین تھین اب سرکار پر حال کھلیگا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سنبل تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے سنبل ہفت گیسو اجازت میدان پاکر طاؤس پر سوار ہوئی مقابلے مین مضمار کے آئی مضمار نے جو سنبل کو دیکھا کہا کہ کیون سنبل قدرت نے تمکو یہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا عطا فرمائی تمنے قدرت کے ساتھ یہ کیا کیا اب آج حال کھلیگا اسطرح قتل کرون کہ تمکو جدا ہونے کا لطف ملے سنبل نے کہا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ سُنتے ہی مضمار نے ایک گولہ مارا سنبل نے گولہ کاٹا دو دو گولے آپس مین چلے سنبل نے ہفت گیسو کو جنبش دی کاکلون کو بل دینے لگی سب نے دیکھا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر سفید آیا اُس سے پانی برسنے لگا مضمار پانی مین نہا گئی دوسری کاکل کو جو سنبل نے بل دیا اُسی ابر سے پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہوے غنچون نے دہن کھولا رنگ پھولون کا زیادہ روشن ہوا شاخون مین بل پڑا بیخ سے ہر نخل کی دھران نکلنے لگا چند طائر پہلوے صحرا سے اُڑتے ہوے آئے شاخ نخل پر آکر بیٹھے آپس مین اشارے کرکے زمزمہ سرائی کرنے لگے آنکھونکے اشارون سے یہ مضمون ظاہر تھا نظم

مرگئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑکر	کردیا قید قفس صیاد نے پر توڑکر
کیون مکدر ہو کہو کیا تمھین ملتی نہین	حکم ہو لادون فلک سے یار اختر توڑکر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر

بعد مردن چاہیے صیاد دیکھ الطاف بھی
قبر پر بلبل کی رکھدینا گُل تر توڑ کر

خستہ جانون پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
رنج بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر

دیکھتا روے مصفا کی جو تیرے روشنی
پھینکدیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر

سخت جانی کا بُرا ہو یار کو صدمے دیے
باندھ کر شمشیر آتے ہین وہ خنجر توڑ کر

ایک قطرہ خون کا نکلا نہ جسم خشک سے
حیرتی فصاد ہین نشتر پہ نشتر توڑ کر

اُسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو ای نسیم
کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

سنبل ہفت گیسو نے جو مضمار پر سحر کیا اور ان اشعار آبدار کی صدا کان مین مضمار کے پہونچی جھومنے لگی چہرہ سُرخ ہوا قصد ہوا کہ ان اشعار کو پڑھتی ہوئی سامنے سنبل کے جاؤن ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ مضمار بیکار ہوئی بہت پریشان اور حال ابتر ہی چاہتی ہی کہ سنبل ہفت گیسو کے قدمون پر گرے وزرا نے عرض کی کہ یا خداوند سحر پورا ہو چکا اب سنبل ہفت گیسو مضمار کو قتل کریگی یا ہمپر اور آپ پر للکار دیگی ہمین اُسکو قتل کرنا پڑیگا ہفت پیکر نے کہا کہ ای وزیر اعظم بڑھ کر اس سحر کو روکو جس وقت یہ سحر باطل ہوگا سنبل بالکل بیکار ہو جائیگی وزیر بڑھا بڑھ کر ہاتھ ہلایا ہفت پیکر بھی کچھ بڑبڑایا ایک لکۂ ابر آسمان پر آیا لکۂ ابر سے برقین گرین کہ سحر سنبل کو جلا دیا پھول جلے نخلستان سے آگ نکلنے لگی طائر کباب ہوکر گرے سنبل ہفت گیسو نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا بڑھ کر دوسرا سحر کرون کہ ہفت پیکر پکار اُٹھا ای مضمار ہوش مین آؤ ای سنبل زیادہ نہ اتراؤ زلفین اپنی سنبھالو دیکھنے والے پریشان ہین یہ کہتے ہی مضمار تو چالاک و چست ہوئی بڑھ کر اسنے سحر کیا کہ سنبل باحال پریشان مثل آئینہ حیران طرف مضمار کے چلی راہ مین لڑکھڑا کر گری گر کر بیہوش ہو گئی مضمار نے چاہا کہ بڑھ کر اُٹھا لون لالہ عذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی جھپٹ پڑی اس جلدی مین آئی کہ مضمار قریب سنبل نہ پہونچی لالہ عذار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ سنبل کو اُٹھا کے لے چلو لالہ عذار نے مضمار کا سامنا کیا آپس مین سحر چلنے لگے آخر مضمار نے طرف آسمان کے دیکھا کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے ایک خنجر لالہ عذار پر گرا کہ سر لالہ عذار کا زخمی ہوا لالہ عذار نے زخمی ہو کر خون سر کا لیا اور

مضمار پر کھینچ مارا مضمار پر بھی خنجر گرا مضمار کا بھی سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہرا کر گری
اُدھر مضمار لہرا کر گری بیہوش ہوئی کنیزان لالہ عذار ملکہ لالہ عذار کو اُٹھا لائین اور کنیزان
مضمار مضمار کو اُٹھا لے گئین یہان رستم نے لالہ عذار کا علاج کیا وہان ہفت پیکر نے
مضمار کا علاج کیا شب کو امیر نے خواجہ سے فرمایا جا کر مضمار کی خبر لو کہ اُسپر کیا گذری برق نے
جو سنا چاہا اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے کہا کہ ای شہریار اسکو منع کیجیے یہ جا کر اُسکو ہوشیار
کر دیگا پھر مین عیاری نکر سکونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق نہ جاؤ خواجہ بگڑتے ہین
برق نے کہا کہ اُستاد مین آپ کے ساتھ چلون خواجہ نے کہا کہ آپ جائیے اور جا کر اُسکو ہوشیار
کر آئیے پھر مین جا کر عیاری کرونگا برق فرنگی نٹ پٹا ہوا چلا صورت تبدیل کر کے لشکر مضمار مین آیا
ایک مقام پر آ کے دیکھا کہ بارگاہ مضمار استادہ ہی کنیزین چوکی پہرے پر بیٹھی ہین رات کاٹنے کے
واسطے ڈھول آگے رکھ لیا ہی اُسکو بجا کے غزلین ٹھمریان گا رہی ہین جو اُدھر سے نکلتا ہی اُسے
للکار دیتی ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا برق ایک ساحر کی شکل بنکے اُس طرف سے نکلا کنیزون
نے آواز دی کہ کون آتا ہی ملکہ مضمار سحر تیار کر رہی ہین برق نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے
کئی مرتبہ آواز دی آخر مین ایک کنیز کہ جو سب کی افسر ہی اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا کہ تو میری
بات کا جواب نہین دیتا ٹھہر جا اس طرف نہ آنا ورنہ سحر کر دونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا برق نے
کچھ جواب نہ دیا اور قریب آ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون غصہ کرتی ہو مین برائے کار ضروری
آیا ہون جا کر ملکہ سے عرض کرو کہ قدرت نے نامہ بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ خدمت مین
ملکہ مضمار کی پہونچا دو اُس کنیز نے کہا کہ مین جا کر عرض کرتی ہون وہ کنیز اندر گئی مضمار کو دیکھا
کہ سحر تیار کر رہی ہی منقل سامنے روشن ہی ماش کے دانے بھی رکھے ہین کنیز نے عرض کی کہ دروازے
پر نامہ دار خداوند حاضر ہی مضمار نے کہا کہ تم جا کر پہرے پر بیٹھو نامہ دار کو اندر بھیجدو کنیز نے
آ کر برق سے کہا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین برق فرنگی تڑپ کر اندر پہونچا مضمار کو جھک کر سلام کیا
کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ نامہ خداوند نے بھیجا ہی اور کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہی مضمار نے کہا کہ
زبانی کیا فرمایا ہی برق نے کہا کہ پہلے نامہ پڑھ لیجیے پھر مین زبانی بھی عرض کرون یہ کہ کے نامہ
پیش کیا مضمار نے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای ملکہ مضمار عیار تمھاری فکر مین نکلے ہین اس ساحر کو

ہمنے بھیجا ہی ایک سحر یہ بتائیگا وہ سحر تیار کر لو دمبدم وہ پتلی بتائیگی کہ فلان عیار فلان مقام پر آیا
مصمار نے نامہ پڑھ کے زانو کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ وہ سحر کیا ہی جو قدرت نے بتایا ہی برق نے
جھولی سے بہت سا لوبان نکالا کہا کہ اسکو آگ پر ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ عیار دن کے
نام بتائیگی مگر آگ کو بغور دیکھیے گا کہ پریزاد کس طرح پیدا ہوتی ہی مصمار نے وہ لوبان لیکر آگ پر
ڈالا دھوان نکل کر دماغ مین پہونچا ارے کہکر بیہوش ہوئی برق نے مصمار کے دماغ پر پٹی
بیہوشی کی چڑھائی پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا پہلو خیمے کا چاک کر کے لے نکلا کنیزون نے جو باہر
سے خیال کیا جادوگر اندر سے نہین آیا ایک کنیز پردہ اُٹھا کر اندر گئی دیکھا کہ منقل آتش وغیرہ
رکھی ہی اور ملکہ ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہی سراسیمہ جو چاک دیکھا غل مچاتی ہوئی
نکلین پکار کر آواز دی کہ صاحبو غضب ہوا وہ ساحر کوئی عیار تھا ملکہ کو گرفتار کر لے گیا کنیزون
نے کہا کہ چل کر خداوند سے اطلاع کرو ایسا نہو عیار جا کر مار ڈالے وہ ہی کنیزون کی افسر یعنی
سُرخ فام جادو طرف دربار ہفت پیکر کے چلی یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی گرد ساحر
جمع ہین نقدیرین نکھار رہا ہی کہ خبر پہونچی سُرخ فام جادو کنیز مصمار کی آئی ہی ہفت پیکر نے
حکم دیا کہ بلا لو سُرخ فام سامنے آئی عرض کی کہ یا خداوند جلد کوئی تدبیر کیجیے عیار کوئی آپکا
نامہ دار بنکر پہونچا ملکہ مصمار کو گرفتار کر لے گیا اگر حکم ہو تو کنیز جائے ہفت پیکر نے کہا کہ ای
سُرخ فام جلد جاؤ صحرائے زعفرانی سے عیار نکل گیا بیرون صحرائے زعفرانی ایک جھیل
پر جا کر ٹھہرا ہی قتل کا اُسکا ارادہ ہی جلد اپنے تئین پہونچاؤ دیکھیے وہ کیا کرتا ہی سُرخ فام فوراً
پرپرواز پیدا کر کے چلی مگر برق فرنگی جو پشتارہ لیکر چلا جب صحرائے زعفرانی مین پہونچا پھول
برق کو دیکھکر ہنسنے لگے برق فرنگی کو بھی ہنسی آنے لگی مگر ضبط کرتا ہوا جاتا ہی پھولون کے
ہنسنے پر جو نگاہ پڑی برق نے خیال کیا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا برق دبا جاتا ہی ہر طرف
سے پھولون کے ہنسنے کی آواز آتی ہی برق بمشکل اُس صحرا سے نکلا مگر بار سے پشتارے کے
عاجز ہو رہا ہی ایک چشمے پر پہونچا پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھا اپنے کو
آراستہ کرنے لگا اب چاہا کہ پشتارے کو اُٹھاؤن وہ اسقدر بھاری ہی کہ اُٹھ نہین سکتا برق نے
ساحرہ کا مُنھ کھولا خنجر کمر سے نکالا چاہا سر کاٹ لون کہ سُرخ فام آکر پہونچی بلندی سے دیکھا

کہ پشتارہ تو زمین پر رکھا ہی ایک عیار خنجر کھینچ کر چلا ہی کہ سر کاٹ لون سُرخ فام نے وہین سے للکارا کہ او ناعیار خبردار خنجر نہ مارنا برق نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ آسمان سے اپنے نام کا نعرہ کر رہی ہی برق تو تڑپ کر بھاگا سُرخ فام آسمان سے اُتری آکر مضمار کو ہوشیار کیا مضمار نے گھبرا کر پوچھا کہ ای سُرخ فام یہان مجھے کون لایا سُرخ فام نے سب مفصل کیفیت بیان کی مضمار کمندین توڑ کر اُٹھی کہا کہ ابھی جا کر اُس ناعیار کو لاتی ہون سُرخ فام قدمون پر گر پڑی کہا واری عیارون کی فکر مین نہ پڑیے پلٹ چلیے اب آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دین گے وہان بیٹھکر حفاظت کرین گے ایک عیار کو آپ گرفتار کیجیے گا دوسرا کسی کی شکل بنکر آجائیگا تو کیسی مشکل ہوگی سُرخ فام نے جو ڈرایا مضمار سُرخ فام کو ساتھ لیکر پلٹی اُسی طرح اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی یہان برق فرنگی جو بھاگا ہوا آیا خواجہ طلائے پر تھے پکار کر آواز دی کہ خبر تو ہی مضمار کو ہوشیار کر آئے برق نے کہا کہ اُستاد مین تو اُسکو گرفتار کر لایا تھا مگر صحرائے زعفرانی مین آکر پشتارہ بھاری ہوا مین نہر پر ٹھہر گیا پشتارہ اُتارا سُرخ فام اُسکی کنیز آکر پہونچی پشتارہ لے گئی عمرو نے کہا کہ تو بدنصیب ہی جب تو نے عیاری کی ایسا ہی اتفاق ہوا اب تو ٹھہر جا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو لاتا ہون برق نے سر جھکا کر کہا کہ استاد بسم اللہ جائیے خواجہ عمرو صورت بدل کر چلے جب در بارگاہ پر مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کنیزین نگہبانی کر رہی ہین سُرخ فام جادو سب کی افسر یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

مجھے جسدم خیالِ جلوۂ جانانہ آتا ہی
تو یاد ای دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہی

خود آرائی شبِ وصلت وبالِ جانِ عاشق ہی
سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہی

فراق یار مین اس درجہ دلکو بیقراری ہی
مرے سینے سے جو نالہ ہی بیتابانہ آتا ہی

سلیمان پیش رو ہین اور جلو مین خضر و عیسیٰ ہین
شہِ خوبان مرا باشوکت شاہانہ آتا ہی

جو رہرو ہین وہ سودائی ہین اس صحرائے وحشت مین
نہ تنہا قیس ہی اس دشت مین دیوانہ آتا ہی

نشان میرا جو پوچھین قیس تو اتنا یہ کہدینا
کہ آگے اسکے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہی

بہا دیتی ہی آنسو شمع جل کر آتشِ غم سے
اُسے جسدم خیالِ سوزشِ پروانہ آتا ہی

حرم کی راہ ہی معلوم رعنا کو پر ای زاہد
خیالِ خدمتِ دیرینۂ بتخانہ آتا ہی

خواجہ نے کھڑے ہوکر یہ اشعار سُنے ایک ساحر کی شکل بنے ہوے تھے کنارے بیٹھ گئے جب کنیزین چپ ہوئین تو خواجہ نے بھی ایک تان لگائی کنیزون کے کان کھڑے ہوے سُرخ فام نے سر اُٹھاکر پوچھا کہ یہ تان کسنے لگائی کنیزون نے انکار کیا سُرخ فام پھر گانے مین مصروف ہوئی خواجہ نے پھر تان لگائی ابکی مرتبہ سُرخ فام بیتاب ہوگئی ڈھول روک کے کہا کہ ارے یہ کسکی آواز ہی کہ دل کو بیچین کر دیا خواجہ نے سر اُٹھاکر کہا کہ ای ملکۂ عالم اس حقیر نے یہ تان لگائی اس زمانے نے پریشان کیا مارے مارے پھرتے ہین ایک دن وہ تھا کہ خدمت خداوندین رہتے تھے بالاے آسمان جاتے تھے ان آنکھون کا بُرا ہو کہ خدائی کو گھورا قدرت نے ڈھکیل دیا زمین پر آگرے اُس دن سے قدرت نے پھر نہ بُلایا تباہ پھرتے ہین اس وقت جو آپ کو گاتے دیکھا دل بھر آیا گُنگنا دیے اگر آپ کو پسند آیا ہو تو اور چند اشعار گاؤن کنیزون نے کہا کہ بڑے میان ڈھول بھی تم ہی بجاؤ اب تو خواجہ نے ڈھول مین ٹکڑے باندھنا شروع کیے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ازانم مرغ دل امشب سوے گلزار می آید — کہ باد صبا بوئے ز زلف یار می آید
مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز — کہ زینسان بر سر عاشق بلا بسیار می آید
ز بس فرہاد زد تیشہ بکوہ بیستون عشق — ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید
سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو — کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید
چہ غم گر بر سر کویت ز زنجیر جنون آیم — برہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید
زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع — چرا چندے مرا امسال یاد پار می آید
گروہ عافیت کیشان حذر از موجۂ طوفان — کہ از دریاے چشم جوے خون بسیار می آید
بطوف کعبۂ لیلی ازان مجنون نمی آید — کہ لیلی ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید
سر دار محبت را شریعت دان مہیا کن — کہ منصور دگر اینک بپاے دار می آید
بوقت ناتوانی ہا ز بالینم مکش دامن — کہ قوت در عیادت بر تن بیمار می آید
نمیدانم چہ سرست اینکہ در دیر و حرم مخفی — بگوش از ہر طرف آواز استغفار می آید

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ سُرخ فام خوش ہوگئی تعریفین کرنے لگی کہتی ہی کہ بڑے میان تم تو اس فن کے کامل و اکمل ہو ڈھول بھی خوب بجایا کس لطف سے گائے ہم لوگ تو دل بہلانے کو

بیٹھ گئے ہین ملکہ عالم نے طبل جنگی بجوایا ہی عیارون کا خوف ہی رات بھر کے جاگنے کے واسطے ہمنے
یہ کام کیا کہ نیند نہ آئے رات بھر گا کے بسر کرین عمرو نے باتون مین پوچھا کہ ملکۂ عالم کیا کرتی ہین یہ سُنکر
سُرخ فام نے کہا کہ سحر تیار کر رہی ہین سُرخ فام سے عمرو نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہمارا سامنا
مضمار جادو کا کرا دو اسی ہوس مین ہم آئے تھے یہ سُنکر سُرخ فام اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہ بڑے میان
چلو مین تمھاری سفارش کر دون عمرو ساتھ سُرخ فام کے چلا جب اندر بارگاہ کے آیا مضمار کو
دیکھا کہ سحر تیار کر رہی ہی اور سامری و جمشید کی تعریفین اور بھجن گا رہی ہی بت سونے چاندی کے
سامنے رکھے ہین اُن ہی کے سامنے بتا رہی ہی کبھی بتون کی بلائین لیتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی سُرخ فام
نے بڑھ کر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ سحر تیار کرین گانے کی جو چیزین ہین وہ اس سے گوائیے زیادہ
لطف حاصل ہوگا یہ خدمت سامری و جمشید مین رہا ہی مضمار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ جب
خواجہ بیٹھے مضمار کو کھٹکا ہو چکا ہی عمرو نے چند شعر جو سامنے مضمار کے گائے مضمار ہرچند کہ بیچین
ہو گئی مگر ہاتھ ہلا دیا برق گری رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا مضمار نے جو صورت عمرو کی دیکھی کہا کہ
او ساربان زادے تو پھر آیا تجکو قضا لائی ہی یہ کہہ کے اشارہ کیا کہ پائون عمرو کے زمین نے تھام لیے
اب جو عمرو نے چاہا کہ اُٹھون زمین نے پائون نہ چھوڑے ناچار ہو کر ہاتھ باندھنے لگے مضمار نے پکار کر
آواز دی کہ ای سُرخ فام یہان آؤ سُرخ فام اندر آئی دیکھا کہ عمرو بیٹھا ہوا منتین کر رہا ہی کہا کہ
کیون سُرخ فام عمرو کو پہونچا گئین مین نے اسکو گرفتار کیا اب اسکو لیجاؤ اور جلد خدمت خداوند
مین پہونچاؤ جو مناسب جانین وہ اسکے حق مین کرین مین اپنا سحر اُتارتی ہون تو اپنا سحر قائم کرلے
خبردار راہ مین کہین نہ رُکنا خدمت مین خداوند کی لیجانا عرض کرنا کہ یہ ساربان زادہ مضمار کے
پاس پہونچا وہ ہوشیار بیٹھی تھین اُنھون نے اسکو گرفتار کرلیا اب آپ کو اختیار ہی لیکن اگر یہ مارا گیا
تو لشکر مسلمانان کی کمر ٹوٹ جائیگی حمزہ کا یہ عاشق صادق ہی اگر مناسب ہو تو اسکو زندہ جہنم مین
پھینک دیجیے کہ یہ جل جل کر خاک ہو اس ساربان زادے کا قصہ پاک ہو اسنے بڑے صدمے دیے ہین
سُرخ فام اکیلی لیکر چلی باہر جو نکلی کنیزین گھبرا گئین سب نے پوچھا کہ ای افسر کیا ہوا کہا کہ صاحبو بڑے
غضب کی بات ہی کہ مین نے اس ساربان زادے کو اندر پہونچایا تم لوگ حفاظت کرو مین اسکو خدمت
خداوند مین پہونچا کر آتی ہون خواجہ کو سُرخ فام لیکر چلی اب خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین ادھر

ادھر مضمار

فرماتے ہین ای سرخ فام مجکو چھوڑ دے تیرا بڑا احسان ہوگا سرخ فام ہنس دیتی ہی جواب دیتی ہی کہ او مکار تو دشمن ساحران ہی تجکو سامنے خداوند کے قتل کرونگی مجکو دم دیتا ہی مصمار نے مجکو خوب سمجھا دیا ہی مجھسے مصمار نے کہدیا تھا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے دمامہ و مشمش کو مارا ای عمرو یہ صفت کیا تیرے واسطے کم ہی جا بجا ذکر کیا جاتا ہی کہ دریاے قلزم مین جاکر مشمش کو مارا دمامہ کو سر میدان للکارا مگر خداوند ہفت پیکر نے تیری قضا اس مقام پر مقرر کی تھی جب تو گرفتار ہوا دوڑا آیا کہ مصمار کو مارون ملکۂ عالم نے کس خوبصورتی سے گرفتار کیا ہم تو دھوکا کھا گئے تھے مگر ملکہ نے دھوکا نہ کھایا اور امتحان کو سحر کیا اُسی سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار ہی اب مجھے دھوکا دینا چاہتا ہی چلاتی ہوئی اور سخت و سست کہتی ہوئی سرخ فام ایک خیمے کی آڑ مین پہونچی کہ پہلو سے آواز آئی بُوا ذرا ٹھہرو مجھے تمسے کچھ کہنا ہی سرخ فام نے پلٹ کر اپنی بہن احمر کو دیکھا کہ پکارتی ہوئی آتی ہی کہ بہن ذرا ٹھہر جاؤ سرخ فام ٹھہری احمر قریب آکر پہونچی کہا کہ بُوا اس مکار کو کہان لیے جاتی ہو ہاتھ باندھکر کہا کہ واسطہ سامری و جمشید کا اسکو چھوڑ آؤ بی مصمار سے کہنا کہ اسکو کسی اور کی معرفت بھیجین سرخ فام نے کہا کہ اتنی دور تو مین لے آئی آگے بارگاہ خداوندی ہی پہونچا کے چلی آؤنگی احمر نے کہا کہ بُوا مین نے جو خبر پائی کہ تم قید اس نگوڑے کی لیے جاتی ہو مین بیقرار ہوکر دوڑی خیر شکر کرتی ہون کہ تمکو زندہ پایا دیدۂ دل روشن ہو گئے لیکن بُوا سُنو مین نے جو جو حال اس نگوڑے کے سنے ہین اُسکو کہہ نہین سکتی شعبدۂ اول تو اسکا یہ ہی کہ نوشیروان ایسا بادشاہ اسکی فطرت سے ملک اپنا چھوڑ کر بھاگا پھر پلٹ کے وطن مین آنا نصیب نہ ہوا خاقان اعظم ایسا بادشاہ اُسکے چار سو بیٹے آگ مین جلا دیے گنجاب کے سر کا تاج اُتار لیا باغ مین گو ہر ملک کے پہونچا اور قبطول پر لقا کے پہونچا اور وہان پہونچکر اُسکی ریش تراشی کن کن مقامون پر یہ ظالم پہونچا بڑے بڑے گھر برباد کیے اس طلسم ہفت پیکر مین کیسے کیسے ساحرون کو مارا اس وجہ سے بُوا مجھے ہول ہوا یہ باتین کرتے کرتے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ پشت پر کون کھڑا ہی لو شاگرد اسکا پھورا آگیا سرخ فام پلٹی اسنے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک + به عیاری من آنم چست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ آید باد گرد تیز گامم + خلیفہ او م چالاک نامم + نعرہ کرکے خنجر مارا کہ سرخ فام کا

شکم چاک قصہ پاک مار کر سُرخ فام کو خواجہ کو چھڑایا کہا کہ قبلہ و کعبہ بھاگیے خواجہ چالاک کے ساتھ بھاگے یہان مضمار جادو سحر تیار کر رہی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی کنیزون سے کہا ارے بڑھ کر دیکھو تو سُرخ فام خدمت مین قدرت کی پہونچی یا نہین راہ مین دیکھتی ہوئی جانا میرے کان مین آواز آئی تھی مین نے اُسکو کیون روانہ کیا آخر اُس ساربان زادے نے راہ مین مکر کیا کنیزین گئین ایک مقام پر لاشہ سُرخ فام کا پایا اُٹھا کر سامنے مضمار کے لائین مضمار نے حکم دیا کہ بیچاری لاش کو جلاؤ اب ساربان زادے کو زندہ نہ چھوڑونگی ڈھونڈھ کر گرفتار کرونگی یہ کہکے پلٹی پھر سحر تیار کرنے لگی یہان خواجہ پلٹ کر لشکر اسلام مین پہونچے دیکھا کہ لشکر سوار ہو رہا ہی در دولت صاحبقران پر عمرو آیا صاحبقران نماز پڑھ چکے ہین صندوق سلاح طلب فرمایا ہی مقبل صندوق لایا صاحبقران نے خود ہودؑ سر پر رکھا اور زرہ داؤدی زیب جسم کی موزے وراگے بھی جسم پر آراستہ فرما کر پیچہٴ سہراب یل کمر سے لگا کر تیغہٴ عقرب کو ہاتھ مین لیکر سپر گرشاسپ پشت پر لگائی صاحبقران برآمد ہوے خواجہ نے سلام کیا دیوانہ بن قندس اشقر لیکر آیا امیر سوار ہو کر در دولت شہنشاہی پر آئے صاحبقران تو جلوخانے مین آکر ٹھہرے مگر بادشاہ نے بارگاہ سے نکلتے ہی فرمایا کہ ای فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ فیروزہ نے عرض کی کہ حضور تخت پر سوار ہون مرکب کی کیا ضرورت ہی بادشاہ جمجاہ نے بہ نگاہ قہر طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا تجھے اسمین کیا دخل ہی ہم مرکب ہی پر سوار ہونگے فیروزہ نے سائیس سے اشارہ کیا اُسنے مرکب حاضر کیا بادشاہ اسلام نے مرکب پر سوار ہوتے ہی مرکب اُڑایا جلوخانے مین آئے صاحبقران نے باشاہ کو جو مرکب پر دیکھا فرمایا کہ حضور اس وقت مرکب پر کیون سوار ہوے بادشاہ اسلام نے بغصہ فرمایا کہ حضور دخل نہ دین مین لشکر کی سیر کو جاتا ہون صاحبقران نے جو بادشاہ کو برہم پایا خاموش ہو رہے مگر فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ کیون برہم ہین فیروزہ نے عرض کی کہ غلام کو نہین معلوم یہ آنکھو نسے دیکھا کہ جس وقت سے برآمد ہوے اُسی وقت سے برہم ہو رہے ہین مرکب بھی بہ غصہ منگوایا صاحبقران نے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ کی خبر لو کہان جاتے ہین مجکو کچھ اور طریقہ معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر فیروزہ تلاش مین بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے لندھور آتے ہین لندھور نے

جُھک کر سلام کیا بادشاہ نے مُنھ پھیر لیا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ غلام سے کیا خطا ہوئی کہ حضور نے سلام نہ قبول کیا کہا کہ ای دارائے ہند مین حال لشکر دیکھنے نکلا ہون تم آج اتنے دن چڑھے اُٹھے نو لاکھ کی افسری کیونکر کروگے ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ اب تم پلٹجاؤ میدان مین ہمارے ساتھ نہ چلو لندھور نے دست بستہ عرض کی کہ آج کچھ دیر غلام کو ہوگئی اس خطا پر آپ مجکو موقوف فرماتے ہین لندھور سے اور بادشاہ سے تکرار ہونے لگی لندھور تو عذر کر رہا ہی اور بادشاہ بگڑ رہے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھکے فرماتے ہین کہ ای لندھور امتحان جرأت ہو جائے لندھور دست بستہ عرض کرتے ہین کہ میری کیا مجال ہی کہ جو حضور سے امتحان جرأت کردن اس عرصے مین سامنے سے مالک آئے مالک نے جو دیکھا کہ بادشاہ اور لندھور سے گفتگو ہو رہی ہی آتے ہی کہا کہ او ہندی بادشاہ سے کلام کرتا ہی لندھور نے کہا کہ او عرب سوسمار خوار تو نے سُنا بھی کہ بادشاہ کیا فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ای مالک لندھور کو لشکر سے نکال دو لندھور نے کہا کہ اس عرب کی کیا مجال ہی کہ جو غلامان قدیم کو نکال سکے مالک نے بڑھکر لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر مالک کا زخمی ہوا دست چپی بگڑکر طرف لندھور کے چلے دست راستیون نے بڑھکے دست چپیون کو روکا آپس مین تلوار چلنے لگی بادشاہ فرماتے ہین کہ لندھور کو نکالدو لندھور ہاتھ باندھے کھڑا ہی فیروزہ نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ حضور کل لشکر مین بلوہ ہوگیا دست راستی و دست چپی آپس مین لڑ رہے ہین کئی سی جوان زخمی ہو کر گرے فوجین تیار ہو رہی ہین اب یقین ہی کہ فوج مین بھی تلوار چلے صاحبقران یہ سُنکر اُس طرف چلے اُس وقت پہونچے کہ پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار آپس مین لڑ رہے ہین مگر لندھور ہاتھ باندھے سامنے بادشاہ کے کھڑے ہین بادشاہ یہی فرما رہے ہین کہ ای لندھور لشکر سے ہمارے نکل جاؤ صاحبقران نے بھی سُنا کہ لندھور عذر کر رہے ہین بادشاہ نہین سُنتے قاسم و بدیع الزمان مین بھی اسقدر تلوار چلی ہی کہ دونون جوان زخمی جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین جمہور و فرامرز بھی آپس مین لپٹے ہوے ہین اُنکا تو تبرزین چل رہا ہی فرامرز کا تیغہ کھنچا ہوا ہی جمہور کو زخمی کیا مگر جمہور نے بھی ہاتھ تبر کا مارا فرامرز بھی زخمی ہوے بہرام اپنے حریف سے لڑ رہے ہین سب

جوان صف شکن ایک سے ایک مُنھ نہین پھیرتا اور بادشاہ دست چپیون کو ترغیب دے رہے ہین فرماتے ہین کہ کُل دست راستیون کو ہمارے لشکر سے نکالدو اسپر دستِ راستی زیادہ بگڑتے ہین اور عرض کرتے ہین کہ ای شہریار ہم لوگون کی کیا خطا ہی اپنے دست حق پرست سے سزا دیجیے یہ لوگ ہمکو نکالین گے تو ہم لوگ نہ نکلین گے صاحبقران نے یہ دیکھ کر نعرہ کیا کہ ای سرداران نامی یہ کیا حرکت ہی بادشاہ نے پلٹ کر فرمایا کہ دادا جان آپ دخل نہ دیجیے ورنہ آپ کو بھی لشکر سے نکلوا دونگا بس اسی مین بہتر ہی کہ لندھور کو لشکر سے ابھی نکلوائیے صاحبقران جھپٹ کے آئے پُکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز کان مین بادشاہ کے پہونچی حجاب سے سر جُھکا لیا لندھور کو گلے لگایا فرمایا کہ عم نامدار میری خطا کو معاف فرمائیے مین اس وقت اپنے ہوش مین نہ تھا مگر اور سردار لڑ رہے ہین تلوارین چل رہی ہین سردار زخمی ہو کر گر رہے ہین فوج مین قرنا ہو گئی صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ ایک شیشے مین پانی لاؤ کہ اسم اعظم پڑھ کر سب پر چھینٹا دون مقبل شیشہ پانی کا لایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جسپر چھینٹا پانی کا مارا اُسکو ہوش آگیا لندھور کو بادشاہ سے ملوایا لندھور نے عرض کی کہ رستم کے لشکر مین بھی یہی ہنگامہ ہی عیوق و جاروق آپس مین بگڑے آلا گردو مالا گرد آپس مین لڑنے لگے ہر طرف لشکر تیار ہو گئے پلٹن چاہتی ہی کہ رسالے پر جا پڑین رسالہ چاہتا ہی کہ پلٹن سے لڑین سمک نے یہ خبر رستم سے کہی کہ پہلے لشکر صاحبقران مین بلوہ ہوا تھا صاحبقران نے جب اسم اعظم پڑھا تب سب اپنے ہوش مین آئے وہی رنگ آپ کے لشکر مین بھی ہی بھائی کو بھائی چاہتا ہی کہ قتل کرے رستم گھبرا کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر مین بلوہ ہو رہا ہی رستم نے نعرہ کر کے للکارا کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی کوئی جواب نہین دیتا رستم نے بڑھ کر لوح چمکائی جسپر لوح کا عکس پڑا وہ عذر کرنے لگا کہ ای شہریار دل یہ چاہتا تھا کہ بھائی کو قتل کرین آپس مین لڑین آپ کو دیکھکر ہوش آیا رستم سارے لشکر مین پھرے ہر مقام پر لوح چمکائی تب سردار راہ پر آئے رستم و صاحبقران لشکر کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے دیکھا کہ لشکر ہفت پیکر آتا ہی مضار جادو آگے بڑھی ہوئی جھومتی ہوئی ہرکارون سے پوچھتی ہوئی کہ لشکر اسلام پر کیا گذری ہرکارے عرض کرتے ہوے آتے ہین کہ حضور بھائی کو بھائی نے مارا بادشاہ لشکر اسلام لندھور کو

نکالے دیتے تھے صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھا تب ہوش مین آئے مضمار جادو نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یہ بڑے غضب کی بات ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر سحر میرا دفع کر دیتے ہین طلسم کشا لوح چمکاتے ہین آج میدان کارزار سے پلٹ کر اسم اعظم حمزہ بند کرونگی لوح قبضے سے طلسم کشا کے بھی نکال لونگی ایک دن مین لشکر کا خاتمہ کر دونگی اسطرح کے غرور کرتی ہوئی میدان مین آکر پہونچی ہفت پیکر قلب فوج مین تخت پر سوار ہو کر ٹھہرا صفین درست ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ مضمار جادو نے اپنے کو بڑھایا ہفت پیکر سے اجازت لی ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین میدان کارزار مین بھی تمھاری فکر رکھتا ہون کون کون شاہزادیان رستم کے پاس کھڑی ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ تمکو مٹائین سمجھ کے سحر کرنا مضمار نے کہا کہ یا خداوند مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگی رات کو عیار مجھے ایسا حیران کرتے ہین کہ سحر بنانا مشکل ہوتا ہی آج کنیز قیامتین برپا کریگی مین نے وہ سحر تیار کیے ہین کہ آج قدرت ملاحظہ فرمائین گے یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی کچھ گولے آسمان پر پھینکے ماش کے دانے طرف صحرا کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم جلے ہوے کھڑے تھے سلاح جسم پر آراستہ کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوشن زیب جسم تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آئے کہا کہ ای فرزند اجازت میدان بادشاہ رستم کا لحاظ کرتے ہین ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ ای عم نامدار ساحرہ کا مقابلہ ہی فرمایا کہ تحفہ جات سب جسم پر ہین لوح طلسمی گلے مین ان تحفہ جات کو صرف کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر ہی پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا چمکا کر چلے مضمار نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا چاہتی تھی پلٹ جاؤن مگر غیرت آئی کہ میدان مین نکلی مبارزطلبی کی پھر واپس جاؤن سمجھی تھی کہ جادوگریان نکلین گی مگر خود طلسم کشا آتے ہین خیر انکی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ سوچ کر دستک دی ایک پہلوان گینڈے پر سوار گینڈا اُڑاتا ہوا سامنے مضمار کے آیا مضمار نے کہا کہ جا طلسم کشا سے مقابلہ کر اگر بن پڑے تو کلاہ اُتار لینا کرگدن سوار نے کہا کہ مین تو لوح کی فکر مین آیا ہون مضمار خوش ہو گئی کہا کہ مین ہمیشہ سے تیری خدمت کرتی ہون آج اُسکا نفع دکھا دے کرگدن سوار گینڈے کو چمکا کر سامنے رستم کے آیا نیزہ مارا رستم نے

لوح کو چمکا کے جو نیزے کو روکا گردن سوار نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا رستم نے
لوح کو زیر سپر دیکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا گردن سوار نے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر
نیام انتقام سے کھینچا جیسے ہی تیغۂ ہفت جوہر کھینچا زنگی نے سر آگے کر دیا تیغۂ ہفت جوہر چلا یا
چمک کر جو گرا سپر کو کاٹ کر سر پر گرا مع گینڈے زنگی کے چار ٹکڑے ہوے زنگی کے مرتے ہی مضمار نے
پھر طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک فیل مست چیخ مار کے آیا مرکب رستم کا بدلگامی کرنے لگا رستم نے
گھوڑے کو روکا فیل نے بھسونڈا مارا رستم نے دونون ہاتھ بڑھا دیے گھوڑے سے کود پڑے
بھسونڈا ہاتھی کا سنبھال کر ہکہ مارا کہ مع نرخرے گردن ہاتھی کی کھینچ لی جب ہاتھی مارا گیا رستم
گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑا اُڑا کر قریب مضمار کے آئے مضمار نے جو رستم کو قریب اپنے پایا طرف
آسمان کے دیکھا رستم پر آگ برسنے لگی مگر کوئی شعلہ قریب نہین آتا گھڑی بھر کامل مضمار نے آگ
برسائی مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر ناچار ہو کر نیمچہ کھینچ کر دوڑی ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے
تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا مضمار کے سر پر تیغہ پڑا مضمار کے
دو ٹکڑے ہوے گھوڑے کو مہیز کیا پکار کر آواز دی کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج ہفت پیکر نے طرف
ساحرون کے دیکھا ساحرون نے سر جھکا لیا چپکے چپکے کہ رہے ہین کہ صاحب لوح کے مقابلے مین
کون جائے ہم تو شعبدے سے لڑنے والے ہین جب شعبدۂ سحر نہ چلا تو ہمارا کیا زور ہی جب سب
ساحرون نے سر جھکا لیے ہفت پیکر نے طرف بائین کے دیکھا کئی ہزار پہلوان کھڑا ہی اُنکی جانب
ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای پہلوانو کس کو اپنی نام آوری کرنا منظور ہی قدرت
تقدیر مضبوط کر چکے ہین جسکا جی چاہے جا کے طلسم کشا کا سر کاٹ لائے یہ جو ہفت پیکر نے اُن
پہلوانون کی جانب مخاطب ہو کر کہا شقیلا ے گرگدن سوار گینڈے کو بڑھا کر نکلا کہا یا خداوند
مین سر طلسم کشا کا لاتا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ جاؤ طلسم کشا سے مقابلہ کرو قدرت تقدیر مضبوط
کر رہے ہین شقیلا چلا سامنے رستم کے آیا خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین گیارھوین طعن مین رستم پیلتن نے
نیزہ شقیلا کا نکالا شقیلا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا رستم نے باڑھ
بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شقیلا نے گریبان پر ہاتھ رکھا آخر مرکبون سے اُترے کشتی ہونے لگی

شقیلا چاہتا ہی کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین ہوتا رستم زور و شور سے لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلے
زور شقیلا کا کم ہونے لگا رستم زیادتیان کر رہے ہین چار گھڑی دن رہے شقیلا نے آواز دی
کہ ای رستم دن بھر ہمارے تمھارے کشتی ہوئی کمی زیادتی نہین ثابت ہوئی ایک زور آخر کرتا ہون
رستم نے کہا کہ بسم اللہ شقیلا رستم کو ریل کرے دوڑا سات قدم ریل کر لایا وہان سے رستم پلٹے
شقیلا کو گیارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے شقیلا کے آشنا بہ زمین ہوے
رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا شقیلا کو اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا شقیلا چارون شانے
چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ می گوئی شقیلا نے
دیکھا کہ اگر کچھ کلام کرتا ہون رستم مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا آواز دی کہ ای شہریار الامان
رستم نے فرمایا امان بشرط ایمان شقیلا نے عرض کی کہ ای شہریار کلمہ تعلیم فرمائیے رستم نے
کلمہ تعلیم فرمایا شقیلا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا رستم نے شقیلا کو لیا
ہفت پیکر بھی طبل بازگشت بجوا کے پلٹا مگر شقیلا اس فکر مین ہی کہ کسی طریقے سے رستم پیلتن کا
سر کاٹ کر لیجاؤن دربار خداوندی مین سُرخرو ہون رستم نے بارگاہ مرحمت کی شقیلا داخل
بارگاہ ہوا دل مین بیٹھا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون دن بھر یہی سوچا کیا رات کو اُٹھ کر بارگاہ رستم
مین آیا جب طلایہ مقرر ہونے لگا تو شقیلا نے عرض کی کہ آج غلام طلایہ دیگا شقیلا نے آکے
چار ہزار جوان ساتھ لیے طلائے کا انتظام کیا جب دو پہر رات گذری سوارون کو بازارون مین
بھیجا آپ ٹہلتا ہوا دربارگاہ رستم پر آیا پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ رستم سو رہے ہین یہ بیچیا تلوار کھینچکر
اندر گھسا چاہا کہ سر کاٹ لون رستم پڑے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہوے
دیکھا کہ ملکہ رابعہ سامنے کھڑی ہین فرما رہی ہین کہ ای نور نظر دیکھو شقیلا تمکو قتل کیا چاہتا ہی رستم
نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ہی رستم نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا
بیلا ران پر پڑا خون جو جاری ہوا شقیلا یہ کہکر بھاگا کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ادھر
رستم نے نعرہ کیا جہانگیر پڑے سو رہے تھے کہ کان مین آواز رستم کی آئی گھبرا کے اُٹھے کہا کہ
ای چابک غضب ہوا بھائی صاحب کو کچھ صدمہ پہونچا کوئی شخص کہتا ہی کہ رستم کو مین نے قتل کیا
چابک نے کہا کہ ای شہریار شقیلا سے کرگدن سوار اسی فکر مین تھا اُسکے تیور سے مرا اسر

ثابت ہوتا تھا کہ یہ فکر مین رستم کی ہی اُسی نے وار کیا ہوگا یہ کہ کے باہر نکلے گھوڑا چوکی پر لگا ہوا
تھا پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ طرف بارگاہ رستم کے چلون دیکھا کہ ایک جوان کوہ پیکر
تیغۂ برہنہ ہاتھ مین یہ کہتا ہی کہ مین نے رستم کو مارا یہ آواز کان مین جہانگیر کے پہونچی ہا ے
بھائی کہ کے قبضۂ شمشیر سر پر مار لیا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی شقیلا نے جو جہانگیر کو دیکھا
چاہا کہ مقابلہ کرون پھر سوچا کہ نکل چلو سب سردار بگڑ جائین گے جسکو ثابت ہوگا کہ رستم کو مارکر
جاتا ہی وہ روکیگا خدمت مین خداوند کی پہونچون یہ سوچ کر گینڈے کو بڑھایا جو کوئی سامنے
آیا تلوار چمکا دی دو چار کو زخمی کیا لشکر سے نکلا جب پلٹ کر دیکھتا ہی جہانگیر نعرے کرتے ہوے
چلے آتے ہین ہر مرتبہ للکارتے ہین کہ او نامرد تو نے میرا بازو توڑ ڈالا بھائی صاحب کو مار کے
کہان جائیگا اگر آسمان پر جائیگا تو مثل دعاے مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری مین جائیگا تو مثل
قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا تجکو زندہ نہ چھوڑونگا شقیلا بھاگا ہوا جاتا ہی گینڈے پر قبضے تلوار
کے مار رہا ہی کبھی پیلا چھوتا ہی مگر جہانگیر پیچھا نہین چھوڑتے کہ سمک نے آکر رستم کو خبر دی
کہ جہانگیر تعاقب مین شقیلا کے گئے کُل سردار آکر جمع ہو گئے ہین رستم نے فرمایا کہ میرے
مارے جانے کی خبر سُنکر جہانگیر کو کیونکر تاب ہوتی ای سمک تم جاؤ لیکن برابر خبر پہونچانا ایسا
نہو کہ اُنپر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر مکار و جعلساز ہی سمک نے عرض کی کہ مین برابر خبر پہونچاؤنگا
یہ کہکر سمک بھاگا یہان شقیلا لشکر ہفت پیکر مین آیا کمیدان و رسالہ دار دیکھ رہے ہین کہ
شقیلا ہاتھ مین تیغۂ برہنہ لیے بھاگا ہوا آتا ہی دربارگاہ ہفت پیکر پر پہونچا کود کر اندر آیا
ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے کہا کہ کیون شقیلا خیر تو ہی کہا حضور رستم کو مار کے
آیا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا اگر تو نے رستم کو مارا تو تجکو طرۂ پیغمبری دونگا
شقیلا چاہتا ہی کہ بیٹھون حال مفصل بیان کرون کہ مین نے رستم کو کیونکر مارا کہ دربارگاہ پر
بلڑ ہوا جہانگیر نے چاہا کہ اندر جائین درگہ سالار نے روکا کہا اندر جانے کا حکم نہین یہ
دربار خداوندی ہی جہانگیر نے کہا کہ ہم ضرور جائین گے یہ کہ کے مع مرکب چلے درگہ سالار
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا
سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے گیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا درگہ سالار کو کسنے مارا

شقیلا

شقیلا نے عرض کی کہ یا خداوند جب مین طلسم کشا کو مار کر چلا طلسم کشا کے بھائی نے بیر اچھا کیا
معلوم ہوتا ہی کہ وہی جوان آگیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شقیلا بیٹھ جا بہ دہ بارگاہ کا
اُٹھا بعد ازیہیبت آواز آئی کہ سلام من در ین مجلس و زرین ماو ابر کسے باد کہ بداند وبشناسد
کہ خدا ایک است و دین پیغمبر خدا برحق ہر چند کہ ہفت پیکر بہت بگڑا مگر کچھ جواب نہ دیا جہانگیر
نے جو شقیلا کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو نے بھائی صاحب پر سوتے مین وار کیا
اب مجھپر تو ہاتھ لگا یہ کہ کے جہانگیر قریب شقیلا کے آئے شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی شقیلا لپٹ پڑا شاہزادے نے کوٹھے پر لادکے
شقیلا کو دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا شکار بند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہو
ہفت پیکر نے پہلوانون کو اشارہ کیا پہلوان تلوارین پکڑ کر اُٹھے جہانگیر با توقیر سے
لڑنے لگے جہانگیر بمشکل لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے آئے افسرون نے لشکر تیار کیا تھا
جہانگیر کو گھیرا جہانگیر زخمی ہونے لگے کس کس کے وار روکین ہزار ہا تلوار چل رہی ہی نیزہ و
تیر ہر طرف سے لگ رہے ہین تلوارون کے وار تو شاہزادہ خالی دیتا ہی مگر تیر پڑ جاتے ہین جہانگیر
اُکھیڑ کر اُنکو پھینک دیتے ہین چاپک نے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ بہت ہی جہانگیر با توقیر
کس کس کو جواب دین چاپک یہ حال دیکھکر بھاگا خدمت مین رستم کی آیا رونے لگا رستم
نے پوچھا خیر تو ہی چاپک نے عرض کی کہ بھائی صاحب نے آپ کے جاکر شقیلا کو تو مارا مگر باہر
آکر گھر گئے لڑ رہے ہین انتہا کے زخمی ہوے ہین خدا اُنکو بچائے رستم نے زخم ران کا
باندھا فرمایا کہ ای سمک مرکب لاؤ سمک مرکب لایا شاہزادہ اُسپر سوار ہوا عیوق
و جارو ق فوج لیکر چلے لیکن آفتاب فلک سیر نے جو یہ معرکہ سُنا تڑپ کر بلند ہوا اُسوقت
پہونچا کہ جہانگیر کا مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا جہانگیر پیدل لڑ رہے ہین
آفتاب نے آتے ہی سحر کیا کہ کئی سو سر اُڑ گئے دوسرا سحر کیا کہ ایک سوار گھوڑے سے گرا
وہ گھوڑا قریب جہانگیر کے آیا آفتاب زمین پر آیا شانہ پکڑ کے شاہزادے کا پشت
مرکب پہ سوار کیا آپ سحر کرنے لگا ساحر و غیر ساحر کے سر گرنے لگے کہ نعرہ رستم کی آواز
سبھون کے کان مین آئی کہ باشید ای کافران بجیاد ای نابکاران بپرد غا منم رستم نوجوان

فرزند دلبند صاحبقران عالیشان نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور — دیگر — کہ بر تخت مزوق افگندہ شور

ایک طرف سے ملازمان جہانگیر کا نعرہ ہوا قزاقون نے آکر فوج کو درہم و برہم کر دیا اور لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر کے پہونچے شاہزادے کو گھیر لیا ہفت پیکر تخت پر سوار ہوکے باہر نکلا نکل کر یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا نے لڑتے لڑتے ساحرون کو عاجز کر دیا جسنے سحر کیا وہ سحر اُلٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی سو ساحر مر کر گر چکا ہی ساحر عاجز ہو رہے ہین بھاگتے پھرتے ہین رستم نے جو ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا عیوق و جارود جو برابر لڑتے ہوے آتے ہین رستم نے فرمایا کہ ای پہلوانو ہمنے اس طلسم کے فتح کی جستجو مین بڑی تکلیفین اُٹھائین مگر مقام افسوس ہی کہ ہفت پیکر اب تک زندہ ہی تم داہنے بائین بڑھ کر شمشیر زنی کرو مین آج اس بچیا کو مارتا ہون آفتاب فلک سیر سے بھی یہی رستم نے فرمایا کہ بڑھ کر سحر کرو آج ہفت پیکر کو گھیر کر مارین آفتاب آگے بڑھا جست کر کے بلند ہوا سب نے دیکھا کہ نیر اعظم چمکا ہوا گرم چلنے لگی مردمان چشم خسخانۂ مژہ مین چھپے بیٹھے ہین پانی سائے کی چاہ مین کنوئین مین اُتر گیا نہرون کا پانی کھولنے لگا حباب چشم حیران موجون کا حال گرمی سے پریشان ہر ایک موج بیتاب مچھلیان سیخ موج پر کباب غبار زرد اُٹھ رہا ہی طبقۂ زمین کرۂ نار معلوم ہوتا ہی طائر آشیانون مین چھپنے لگے ہفت پیکر پسینے پسینے ہو گیا کہتا ہی کہ یارو تھوڑے ہی عرصے مین زمین گلنار ہوگئی اس گرمی نے بہت پریشان کیا ہی وزیر نے عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر آسمان پر آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اُسی کی وجہ سے گرمی ہی آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی وزیر نے جو ہفت پیکر سے یہ کہا ہفت پیکر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمک رہا ہی اُسی کی وجہ سے گرمی کو زور ہی ہر ایک ساحر شدت گرمی سے لب گور ہی ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا وزیر اعظم سے ایک گولہ لیا اُس گولے پر اسم سحر پڑھا اور وہ گولہ آفتاب پر پھینکا آفتاب مین و ناٹا ہوا اور آفتاب تھرایا بیچ مین سے شق ہوا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اور گرمی کو

زور دے رہا ہی اب جو آفتاب ہفت پیکر کے سامنے آیا ہفت پیکر نے نیچہ مارا سر آفتاب کا
زخمی ہوا آفتاب فلک سیر پیچھے ہٹا رستم نے اتنے عرصے مین صفون کو توڑا کئی پہلوان بڑے
بڑے مارے عیوق و جارود ق نے زمین ہلا دی آلا گردو مالا گرد گورون کی پلٹنون کو
برابر جمائے ہوے قاعدے سے لڑتے ہوے آتے ہین کبھی لیٹ گئے کبھی درختون کی آڑ مین چھپے
کبھی ظاہر ہو کر دوڑے سنگین چل رہی ہی ہزارون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین آلا گرد و
مالا گرد آگے آگے نشان فوج ہاتھ مین جب بگل بجاتے ہین گورے اشارون پہ کام کرتے ہین
رستم نعرہ کر کے قریب تخت ہفت پیکر پہونچے ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم کے ہاتھ مین
تیغۂ ہفت جوہر بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہفت پیکر نے گھبرا کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی
کہ ای سپر طلسمی بچانا دیکھا کہ کئی سپرین سر پر ہفت پیکر کے لہرائین مگر تیغۂ ہفت جوہر جو
تڑپ کر گرا سب سپرون کو کاٹا سر پر ہفت پیکر کے گرا ہفت پیکر نے جو تیغۂ ہفت جوہر کا زخم
کھایا اپنے تئین تخت سے گرا دیا ہزارہا ساحر دغیر ساحر ٹوٹ پڑے سیکڑون نے اپنی جان دی مگر
ہفت پیکر کو وہین اُٹھا کر لے بھاگے فوج نے جو دیکھا کہ قدرت بھاگے جاتے ہین سب کے
پاؤن اُٹھ گئے مگر وزیر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے علمشاہ نے جہانگیر کو اپنے
ساتھ لیا فرمایا کہ بھائی تم اکیلے کیون چلے آئے جہانگیر نے کہا کہ کیون برادر مین آپ کو بجاے
قبلہ و کعبہ کے جانتا ہون وہ بچیا کہتا ہوا جاتا تھا کہ مین نے رستم کو مارا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آ گیا کہ ہاے افسوس ایسے بزرگ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی دعا سے مین نے
شقبیلا کو سامنے ہفت پیکر کے جا کر مارا سر شکار بند سے بندھا ہی علمشاہ خوشی خوشی
جہانگیر کو لیکر بارگاہ مین آئے ٹانکے دلوائے جہانگیر تو شفاخانے مین گئے رستم اُٹھ کر
دربار مین صاحبقران کے آئے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای نور نظر
آج تمنے ہفت پیکر کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہی ساحر اُسکو اُٹھا کر لے گئے رستم
نے عرض کی آپ کے اقبال سے انشاء اللہ اُسکو تخت پر مارونگا فوجین بجیاب ہین اگر اُسکے
ہمراہی جم کر لڑتین تو ہمارا لشکر تاب نہ لا سکے خدا کی قدرت اور آپ کا اقبال ہی کہ اتنی بڑی

فوج کے پانون اُٹھ جاتے ہین ہفت پیکر کو بچا لیجاتے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر ہفت پیکر جو زخمی ہو کر آیا زخمون مین ٹانکے دلوائے ساتھ والون کے اعتقاد کم ہونے لگے آپس مین کہتے ہین کہ یار دیکھا غضب ہوا کہ فرق قدرت زخمی ہوا قدرت نے مثل ہم لوگون کے ٹانکے دلوائے ہر جگہ یہی چرچا ہی ہفت پیکر حیران بیٹھا ہی کہ کیا شعبدہ کرون کہ ان سب کا اعتقاد پختہ ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو شعبدہ باز چابک قدم پہلوان یگانہ کہ جسکو قدرت نے بیشۂ نرگس زار مین پرورش فرمایا جنگل مین شکار کھیل رہا تھا آپ کے زخمی ہونے کی خبر سُنکر ادھر ہی پلٹ پڑا اگرچہ لاکھ فوج ساتھ ہی ہفت پیکر نے خوش ہو کر حکم دیا کہ شعبدہ باز کا کوئی نظیر قدرت نے نہین پیدا کیا ہی وزرا و امرا ہمراہ استقبال جائین وزیر استقبال کو گئے شعبدہ باز کو لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے شعبدہ باز نے آکر سجدہ کیا پٹی جو سر پر چڑھی دیکھی حیران ہو کر عرض کی کہ یا خداوند کیا سبب ہی کہ سر قدرت زخمی ہوا قدرت نے کوئی تقدیر نہ کی سر کو اپنے نہ بچایا ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ ای پہلوان قدرت و ای قوت بازو و ای زینت پہلو قدرت نے تقدیر کی تھی کہ فرق قدرت زخمی ہو اور شعبدہ باز چابک قدم جب آوے تب فرق قدرت اچھا ہو اسطرح کے مہملات ہفت پیکر نے بیان کیے کہ شعبدہ باز کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی اب کھلتا جاتا ہی قدرت کے مزاج مین مکر ہی ہم سب کو دام مکر مین پھنسایا ہم لوگون نے خداوند بنایا بادشاہون نے مطیع ہو کر خدائی کو رونق دی مسلمانون نے آکر اُس رونق کو مٹایا پہلوے تخت مین دنگل بچھا تھا کہ ہامان فیل سر اُسپر بیٹھا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہی شعبدہ باز نے کہا کہ ای ہامان اس دنگل سے اُٹھو بدولت بیٹھین گے قدرت سے کچھ باتین بھی کرینگے ہامان نے کہا کہ ای شعبدہ باز سارا دربار پڑا ہی جہان جی چاہے بیٹھ جاؤ بائین پر قدرت کے دنگل خالی پڑا ہی اُسپر بیٹھو مین تو اپنے مقام سے نہ اُٹھونگا مین چار لاکھ فوج کا افسر ہون تجھسے کیا کسی طرح کمتر ہون زور و طاقت کی میرے بھی دھاک ہی کیسے کیسے قلعے مین نے بھی فتح کیے کیسے کیسے پہلوان مارے مجھسے تکرار نہ کرو دوسرے دنگل پر بیٹھو یہ باتین سُنکر شعبدہ باز کے تیور پر بل پڑ گیا کہا کہ او بچیا تیری کیا حقیقت ہی چار سو شاگرد میرے ساتھ ہین اُن سب کو زور دلاتا ہون جب صحرا مین جاتا ہون تو شیران صحرا خوف سے میرے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپتے ہین دامن کوہ منہ پہ لیتے ہین نہنگان دریا میرے

خوف سے چادر آب اوڑھے ہوے تہ آب چھپے ہین ورنہ دریاے نکل آسنے بندگان قدرت کو آزار
پہونچاتے اب ٹوک کر سر میدان پسران حمزہ کو مارونگا یقین ہی کہ صاحبقران میرے خوف سے
بھاگ کر پردۂ قاف مین جاکر چھپین مگر ہین وہان بھی پیچھا نہ چھوڑونگا دیوزادون کو مار کر ابیر
کو پکڑ لاؤنگا گلستان ارم پر قبضہ کرونگا حمزہ کو اسپر بڑا غرور ہی کہ مین اٹھارہ برس پردۂ قاف
مین دیوزادون سے لڑا طلسمات مین معرکہ پڑا وہ بھی گھمنڈ نکل جائے کہ دیوزادون کو بھی ماردن
اس طرح کے لاف وگزاف کرکے ہاتھ بڑھایا کہ دنگل سے اُٹھے ہامان نے خنجر مارا شبدیز نے
کیلی کرکے خنجر چھین لیا ہامان لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے کشتی ہونے لگی ہفت پیکر منع کرتا
ہی کہ ای ہامان زیادہ بے ادبی نہ کرو دنگل خالی کرنے مین تیری آبرو نہین جائیگی یہ پہلوان قدرت
ہی قدرت کا نظر کردہ رگ وریشے مین اسکے قوت بھر دی ہی ہامان جواب نہین دیتا جب کئی مرتبہ
ہفت پیکر نے کہا تو ہامان نے غصے مین جواب دیا کہ او ہفت پیکر تو بڑا مکار دجلساز ہی
ہمکو ظاہر ہوا کہ شعبدہ بازی تیرا سر زخمی ہونے سے ہمارا اعتقاد خام ہوا بلکہ مذہب اسلام
پر رغبت ہی مگر افسوس کوئی صورت آج تک ایسی نہ نکلی کہ بارگاہ صاحبقران مین پہونچتے
اب تو ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای شبدیز اس یاوہ گو کو چیر پھاڑ کے پھینکدے شان
مین قدرت کی کیا کیا کہتا ہی ہفت پیکر نے جو یہ کہا شبدیز دونون مونڈھے پکڑ کے ریل کے
لے دوڑا ہر چند ہامان چاہتا ہی کہ رکون نہین رُک سکتا شبدیز نے ہامان کو دے مارا اور
سینے پر چڑھ بیٹھا کافور سحر خیز ایک پہلوان زبردست برابر دنگل ہامان کے بیٹھا تھا کافو
کا رنگ رو کافور ہوگیا غصے مین کانپنے لگا جب شبدیز نے چاہا کہ ہامان کو چیر ڈالون تو
کافور اپنے مقام سے تیغہ کھینچ کر اُٹھا آواز دی کہ او شبدیز بس سرکشی ہوچکی یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا شبدیز نے کلائی پکڑ لی تلوار کافور کی چھین کر پھینکدی اور کلائی پکڑ کے طمانچہ مارا
کہ سر کافور کا اُڑ گیا اب ہمراہیان کافور وہامان تلوارین کھینچ کر اُٹھے شبدیز نے کسی کو
قبضہ مارا کسی کو لات ماردی سترہ پہلوان کھڑے کھڑے مارے ہامان پڑا ہوا یہ سب معرکہ
دیکھ رہا ہی شبدیز نو رفیقان ہامان وکافور سے لڑ رہا ہی بارگاہ مین دریاے خون بہادیا
چند رفیقون نے ہامان کو اُٹھایا دربار سے باہر نکالا ہامان گینڈے پر سوار ہو کے بھاگا

رفیقون سے آواز دی کہ یارو مین خدمت مین حمزہ کی جاتا ہون وہ قدر شناس و فلک اساس
ہی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے چالیس رفیق ہامان کے ساتھ ہوے ہامان
چلا لشکر والون نے چاہا کہ ہامان کو روکین ہامان لڑتا ہوا نکلا چالیس رفیقون نے دو سو
جوانون کو مار الڑتا بھڑتا لشکر کفر و ضلالت سے نکلا دریاے خون مین نہائے ہوے طرف لشکر امیر
کے چلا یہان صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ ہامان
چالیس جوانون سے لشکر حضور مین آتا ہی صاحبقران نے بہ آواز بلند فرمایا کہ جو ہمین عزیز
رکھتا ہو وہ ہامان کو بعزت و آبرو لائے اور بلطف اُسکا استقبال کرے لندھور و بہرام
و مالک وغیرہ و چند فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے براے استقبال
ہامان چلے یہان ہامان کہتا ہوا آتا ہی کہ یارو مجھے شبدیز نے ذلیل کیا بے ذریعے لشکر امیر
مین جاتا ہون کیا میری قدر ہوگی ساتھ کے رفیق کہتے ہین کہ حضور وہ جوہر شناس مردان
عالم ہین ضرور قدر کرینگے مگر ہامان حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی جب کنارے پر لشکر صاحبقران
کے پہونچا تو ٹھہر گیا کہتا ہی کہ یارو اب میرا قدم نہین اُٹھتا شرم آتی ہی کہ بارگاہ صاحبقران
مین کیا مُنھ لیکر جاؤن کہ لشکر صاحبقران سے گرد اُڑی دیکھا سب کے آگے لندھور بن سعدان
جانشین صاحبقران ستر اسّی سردار پشت پر پیدل آتے ہین لندھور نے دور سے پُکارا
کہ اے ہامان کیون آتے آتے رُک گیا صاحبقران زمان بارگاہ مین تیرے مشتاق ہین کیون
حجاب کرتا ہی انشاء اللہ شبدیز سے بدلا لین گے اگر تو اُسکی بارگاہ مین رُک جاتا تو ہم لوگ وہین
آتے اب انشاء اللہ میدان مین سمجھین گے اگر تیرے چلنے مین دیر ہوگی تو صاحبقران زمان
وہ قدردان ہین کہ خود چلے آئین تو عجب نہین رفیقون نے کہا کہ اے پہلوان دوران و اے
گرشاسپ جہان دیکھیے صاحبقران نے کیا قدردانی فرمائی اپنے جانشین کو مع اسّی سردارون
کے براے استقبال بھیجا ہامان گینڈے سے کودا لندھور کو جھک کر سلام کیا لندھور
نے بہ محبت گلے سے لگایا اُسکے ساتھ والون سے بغلگیر ہوے بہ اعزاز سب کو لیکر طرف بارگاہ کے
چلے اب لشکر صاحبقران مین جو ہامان پہونچا جس پلٹن یا رسالے سے گذرا وردی بجی سردارون
نے سلامی لی ہر ایک کمیدان و رسالہ دار ہامان سے ملتا ہی ہامان مثل گُل کے شگفتہ ہوا جاتا ہی

ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو کیا قدردانی فرمائی ہی اہل اسلام تو خُلق کے پتلے ہین کسقدر خلیق ہین انتہا کے لئیق ہین لشکر کیسا آباد ہی دوکاندار دل شاد ہین جا بجا کٹورہ کھنک رہا ہی اور گرم بازاریان ہو رہی ہین اس شان وشوکت سے ہامان دربارگاہ صاحبقران پر پہونچا دیکھا کہ صاحبقران دربارگاہ پر ٹہل رہے ہین ہامان کو دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا دیے فرمایا کہ ای برادر ہم تمھارے مشتاق تھے آنے مین کیون دیر ہوئی محجوب نہ ہو انشاء اللہ سر میدان شبدیز سے بدلا لین گے خدا نے چاہا تو تمھارے قدمون پر اُسکو گرا دینگے ہامان نے بہ محبت چاہا کہ قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے بہ الفت سر چھاتی سے لگا لیا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ مین لائے بادشاہ کو سلام کرایا ہامان نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے بھی سر چھاتی سے لگا لیا اور حکم دیا کہ ای دارا اسے ہندان سب کے واسطے کشتیان خلعت کی منگاؤ خلعت فاخرہ سے سب کو مخلع کرون لندھور نے کشتیان خلعت کی منگائین بادشاہ نے سبھون کو خلعت دیے فرمایا کہ ای ہامان اس بارگاہ مین دو صفین ہین دست راست کے لندھور سپہ سالار ہین اور دست چپ کے مالک افسر ہین جسطرف کہو دنگل لے ہامان نے کہا کہ مین دست راست مین بیٹھونگا مالک نے اپنے سردارون سے کہا کہ کیا خدا کا فضل ہوا ہماری صف مین ایسے کا کام نہ تھا جنکے لائق تھا اُن لوگون مین جا کر ملا لندھور نے ہامان کا ہاتھ پکڑ کر دست راست مین دنگل دیا ہامان مع اپنے رفیقون کے بیٹھا دعوتون کے پیغام سردار دینے لگے سب کے پہلے رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ای ہامان پہلے سب کے ہماری دعوت قبول کرو ہامان بسبب خوشی کے پیراہن مین نہین سماتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی کہ مین ان شیرون مین آیا راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا اُس بیحیا مکار سے چھوٹا خدمت مین ایسے افسر کی پہونچا صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ عمدہ واسطے ہامان کے استادہ ہو خادم و خدمتگار برائے خدمتگاری سلے ہامان نہایت شکریہ صاحبقران کا ادا کر رہا ہی لیکن بعد نکل آنے ہامان کے شبدیز کو ہفت پیکر نے اپنے سر کی قسمین دین تب رُکا ورنہ جو پہلوان اسکے سامنے آیا وہ مارا گیا سترہ پہلوان افسر مارے آخر بڑی مشکل سے اِسکا غصہ کم ہوا اور جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے گلے سے لگا کر کہا کہ تو نظر کردۂ ما بدولت ہی

صاحب سطوت وصولت ہی کئی سو جوان اپنے بندے قدرت نے تیرے ہاتھ سے قتل کرائے یہی تقدیر کی تھی کہ کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کرے اور یہی مسلمانون سے کیفیت ہوگی مگر شبدیز دمبدم پوچھ رہا ہی کہ ہامان کہان گیا اُسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے اگر بسہولیت دنگل سے اُٹھ جاتا تو یہ ہنگامہ کاہیکو ہوتا ہفت پیکر کہ رہا ہی کہ ای پہلوان دوران تم بیٹھو وہ جان بچاکر بھاگ گیا جب آئیگا تو مین اُسکو تمھارے قدمون پر گراؤنگا میرے دربار مین کبھی گستاخی نہ کرے جو تو حکم دے وہ بجالائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے گھبرائے ہوے آئے کافردن نے کافر کو بدد عادی قطعہ ای سرت سبز ثاخران بچرند + شکست طبل تاسگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگار نگ + بر سر تو موکلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہو پہلونشینون کا حال تباہ ہو ہامان جو بارگاہ خداوندی سے نکلا چالیس مصاحبون کو ساتھ لیکر لشکر صاحبقران مین پہونچا امیر بہت آبرو سے پیش آئے استقبال کراکے بارگاہ مین بُلایا سب سرداروں سے ملوایا دست راست مین جگہ ملی دنگل زرین بیٹھنے کو ملا ایک بارگاہ عمدہ رہنے کو مرحمت ہوئی آج لشکر طلسم کشا مین اُسکی دعوت ہی شبدیز یہ سُنکر جل گیا کہا کہ یا خداوند کل میدان کارزار مین اُسی کو پکارونگا لشکر امیر کا طریقہ ہی کہ جو جسکا نام لیکر پکارے وہی نکلتا ہی چیر پھاڑ کے پھینک دونگا اگر کہیے تو لشکر حمزہ مین گھس جاؤن اور ہامان کو پکڑ لاؤن ہفت پیکر نے کہا کیا ضرور ہی میدان مین جاکر سمجھ لینا یہ سُنکر شبدیز نے کہا کہ قدرت طبل جنگی بجوائین اُسی وقت ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا اور آپ خود جھومتا ہوا اُٹھا ہفت پیکر نے کہا کہ ای شبدیز کہان جاؤگے شبدیز نے عرض کی کہ یا خداوند بارگاہ مین قدرت کی گھبراتا ہون مجکو الگ مقام رہنے کو ملے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ باغ ہمیشہ بہار شبدیز کے رہنے کو دو شبدیز باغ ہمیشہ بہار مین جاکر بیٹھا اکھاڑہ بھی کھدوا لیا کہ یہان کشتی لڑا کرونگا ہفت پیکر طبل جنگی بجوا ہی چکا ہی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی کہ شبدیز نے طبل جنگی بجوایا ہی اور ہامان پر بڑا غصہ ہی کہتا ہی کہ پہلے میدان مین اُسی کو للکارونگا پھر فرزندان حمزہ سے سمجھونگا باغ ہمیشہ بہار رہنے کو ملا بڑا مغرور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر صاحبقران مین بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا

کہ شبدیز چابک قدم سے مقابلہ ہی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شبدیز چابک خرام آفتاب آراستہ و پیراستہ ہوکر بگدھریان دکھاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آکے قائم ہوا سبزۂ فلک کو روندرہا ہی مثل برق کوندرہا ہی صاحبقران سوار ہوے در دولت شاہی پر آئے بادشاہ جمجاہ برآمد ہوے اور ملاحظہ فرمایا سب کے آگے صاحبقران کل فرزندان صاحبقران عالیشان صفین جمائے کھڑے ہین ہامان ایک جانب رفقا کو لیے کھڑا ہی جمال و جلال شاہی دیکھ رہا ہی اول سب سے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے دل مین ہی محبت آپ کی آب و گل مین ہی بادشاہ جمجاہ نے تخت بڑھانے کا حکم دیا تخت آگے بڑھا روشن چوکی بجی معلوم ہوتا تھا کہ دولھا کی سواری جاتی ہی چوبدار آگے آگے آوازین لگاتا ہوا کہ عمر و دولت کو ترقی ہو عمر شہنشاہی دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑی لشکر ہفت پیکر نمایان ہوا فوجین بحیاب پہلوان لاجواب سب کے آگے شبدیز چابک قدم گینڈے پر سوار جھومتا ہوا میدان مین آکر پہونچا صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے بڑھ کر نقابت کی کرکیتون نے کڑکا کہا شبدیز نے گینڈا اپنا پھیرا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان ہفت پیکر نے آواز دی کہ تجکو ید قدرت کے سپرد کیا شبدیز گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سوائے ہامان کے اور کسی کو نہین چاہتا اُسنے بڑی نمکحرامی کی قدرت سے باغی ہوکر آیا ہامان نے گھوڑا بڑھایا سامنے بادشاہ کے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان وہ بیحیا مجھی کو پکار رہا ہی بادشاہ نے فرمایا پروردگار کے سپرد کیا جیسے ہی اجازت لیکر ہامان نے چاہا کہ بڑھون گھوڑے نے بدلگامی کی خود سر سے گرا رفیقون نے بہ تعجیل خود سر پر رکھا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہامان کے لیے بڑی بدشگونی ہوئی اگر مناسب جانو تو اسکو منع کرو کہ میدان مین نہ جائے عمرو نے بڑھ کر منع کیا ہامان نے نہ مانا جواب دیا کہ اقبال صاحبقران ساتھ ہی وہی حفاظت کریگا گھوڑے کو اُڑا کر قریب شبدیز کے آیا

شبدیز نے جو ہامان کو دیکھا غصّے سے کانپنے لگا کہا کہ کیون ہامان تو نے قدرت مین کیا بُرائی دیکھی
کہ جو قدرت کو چھوڑا مذہب خداے نادیدہ اختیار کیا ہامان نے جواب دیا کہ وہ بجیا مکار و
حیلہ ساز و شعبدہ باز ہی خداوند ہی کہ جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ خداے حقیقی و مالک
تحقیقی ہی شبدیز اس بات پر بہت جھلایا کہا کہ بس خاموش رہ خداے نادیدہ کی زیادہ تعریف
نہ کر با دولت کو ناگوار ہوتا ہی مگر حربہ کر یہ میدان کارزار ہی حوصلہ دل کا نکال لے میرے
حربے کے بعد تجکو ضرب کی نوبت نہ آئیگی ہامان نے کہا کہ مین مطیع حکم صاحبقران ہوا اُن ہی
کے قانون کا پابند ہون جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب مین حربہ کرونگا شبدیز نے
نیزہ مارا ہامان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور آپ بھی نیزہ مارا ہامان کا نیزہ جو چلا
شبدیز نے سنان نیزہ بچا کر نیزے پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑا ہامان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہہ کے ہاتھ مارا شبدیز نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون لیکن
ہامان نے گریبان پر شبدیز کے ہاتھ ڈالا شبدیز جھلا کر گینڈے سے کود ا زیر شکم مرکب ہاتھ دیکر
ہامان کو مع مرکب اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا ہامان کود کر الگ ہوا اگر گھوڑے کے اعضا
چور چور ہوے شبدیز دوڑ کر لپٹ گیا ہامان اُلجھ اُلجھ کر لڑنے لگا شبدیز ریل کرکے دو ڑا چند
قدم پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے ہامان کے آشنا بہ زمین ہوے شبدیز نے گریبان پر ہاتھ رکھکر
ہکہ مارا کہ سر ہامان کا زمین سے مل گیا ایک لات سینے پر ماری کہ استخوان ہامان کے چور
چور ہوے ہامان زمین پر گر کر تڑپنے لگا شبدیز نے ایک پائون پر دونون پائون رکھے
ایک پائون کو دونون ہاتھون سے تھام کر ہکہ مارا ہامان کو چیر کر پھینکدیا رفیقان ہامان
فرداً فرداً آئے ہاتھ سے شبدیز کے سیار گلشن جنان ہوے چالیس جوانون کو شبدیز نے شام
تک مارا میدان مین دریاے خون بہادیا شام کو پُکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان
کل تم لوگون سے سمجھونگا ایک ایک کو قتل کرونگا سوراخ مور و مار ڈھونڈھو اگر اپنی جان بخشی
چاہتے ہو تو آکر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو جان بخشی کرون اہلِ اسلام نے اپنے اپنے
گھوڑے چمکا کر آواز دی کہ او نامرد ایک پہلوان کو مار کر ایسا اُبلا یا کہ اپنے ہوش مین نہین ہی
شبدیز پلٹ گیا دربار مین ہفت پیکر کے آیا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی کہ یا خداوند مین نے

آج ہامان سے بدلا لے لیا جو کوئی تھا وہی گیا سر میدان للکار کر مارا اب اہل اسلام کو دم
نہ لینے دونگا طبل جنگی بجوائیے کل پسران حمزہ کو للکارونگا سر میدان چیر کر پھینک دونگا آخر
میرے ہاتھ سے کیونکر بچین گے ہفت پیکر نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر امیر
کو پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان ضیا
ساتھ مین چرخ نیلوفری پر آکر ٹھہرا دونون لشکر میدان کارزار مین بہ قاعدۂ قدیم پہونچے
صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا شبدیز نے گینڈا بڑھایا میدان
مین آکر سلحشوری دکھائی جب خوب غرق عرق ہوا اُبھار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے لیکن فرزندان حمزہ کا بڑا زور وشور سُنتا ہون
اُنمین سے کوئی میرے مقابلے مین آئے شاہزادۂ سعد طوقی ناظرین والاتمکین کو بخوبی
یاد ہوگا ایرج نامے مین ایرج نوجوان نے انہی کو زیر کیا تھا مرکب اُڑا کر سامنے
بادشاہ کے آئے عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ تمھین خدا کے
سپرد کیا جیسے گھوڑا اُڑا کر چلے خود سر سے گرا بادشاہ نے فرمایا کہ ای عم نامدار بدشگونی ہوئی
اب میدان مین نہ جائیے بدیع الزمان نے بھی بڑھ کر سمجھایا مگر سعد طوقی نے نہ مانا فرمایا
کہ قاعدے مین فرق آئیگا مین صف سے گھوڑا نکال چکا بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ کل کے
روز ہامان کا خود گرا تھا وہ ہاتھ سے اس جلاد کے مارا گیا کچھ نہ بن پڑا لہذا آپ نہ جائیے
سعد طوقی نے نہ مانا گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آئے بعد گفتگو بسیار شبدیز نے نیزہ مارا
شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین
نیزہ چل رہا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سعد طوقی نے نیزہ گانٹھا نیزہ ہاتھ
سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سعد طوقی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان پر ہاتھ رکھا گینڈا اور
گھوڑا زمین پر بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سعد طوقی اس
جھڑپ سے لڑ رہے ہین کہ شبدیز عاجز ہو رہا ہی دن بھر اسی طور سے کشتی ہوئی شبدیز اپنی

جان سے بیزار ہو رہا ہی چار گھڑی دن رہے کہا کہ ای فرزند صاحبقران ایک زور اخیر کرتا ہون شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تمھارے زور کا مشتاق ہون شبدیز شاہزادے کو ریل کے لے دوڑا شاہزادہ ہٹتا ہوا چلا آتا ہی چند قدم آکر پلٹا چاہا کہ شبدیز کو ریل کرے دوڑ دن قدم آگے بڑھایا وہان پر موش خانہ تھا گھٹنون تک شاہزادہ غرق زمین ہوا شبدیز نے ہتہ مار اکولہ شاہزادے کا اُتر گیا شاہزادہ غش کھا کر گرا شبدیز نے اُسی حال مین مشکین باندھ لین ہرچند پہلوانون نے آواز دی کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی شبدیز نے نہ مانا جنگ سے عاجز ہو چکا تھا مشکین باندھ کر شاہزادے کو لے گیا لشکر جانبین کے پلٹے صاحبقران زمان پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بڑا قلق ہی خواجہ سے فرمایا سعد طوقی کی خبر دمبدم ہم کو پہونچانا خواجہ عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دمبدم کی خبر صاحبقران کو پہونچانا ہرکارے صورتین بدل کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچے اب وہ وقت ہی کہ شبدیز نے حکم دیا کہ اس جوان کا کولھا بٹھاؤ سعد طوقی کا کولھا بٹھایا گیا شبدیز نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ مین لیجاؤ صبح کو دربار سمجھا جائیگا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے سمک عیار کو حکم دیا کہ ای سمک ہرکارون سے پیشتر ہمکو خبر پہونچانا بھائی صاحب کا گرفتار ہونا مجھپر بہت شاق ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اس بیحیا کو سر دربار جاکر سزا دون سمک نے کہا انشاءاللہ سب خبرین آپ کو مفصل پہونچین گی شبدیز تو باغ ہمیشہ بہار مین چلا گیا صبح کو ہفت پیکر آکے تخت پر بیٹھا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اُس جوان کو لاؤ ہم دربار سمجھین گے سعد طوقی قید پہنے ہوے دربار مین ہفت پیکر کے آئے مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی ہفت پیکر نے بگڑ کر کہا کہ ای فرزند صاحبقران تم گرفتار ہو کے آئے ہو مگر سرکشی نہین جاتی سعد طوقی نے جواب دیا کہ او بیحیا وہ نامرد مکار کولھا اُترنے پر گرفتار کر کے لایا اُسپر ناز کرتا ہی تو جعلساز ہی شعبدہ باز ہی دعوی خدائی کیا او بیحیا تجکو شرم نہین آتی خدا سے نہین ڈرتا ہفت پیکر بیٹھا شراب پی رہا تھا جام ہاتھ مین تھا غصے مین وہی شراب پھینک ماری وہ شراب جو سعد طوقی پہ پڑی شعلۂ غضب اس طرح بھڑکا کہ شاہزادے نے ہتھکڑی توڑی گلے کا طوق توڑ ڈالا کہ ایک جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے اُسکی کلائی تھام کر طمانچہ مارا کہ سر اُس جوان کا

اُڑ گیا اُس جوان کو مار کر شاہزادہ سعد طوقی نے اپنے مقام سے جست کی قدم پر ہفت پیکر کے قدم رکھا ریش ہفت پیکر کی پکڑ لی ایک طمانچہ مارا لوگ ٹوٹ پڑے ہفت پیکر کو ہاتھ سے سعد طوقی کے چھڑایا ہفت پیکر روتا ہوا ایک گوشے مین آکر چھپا شاہزادۂ سعد طوقی نے جو بارگاہ مین بلوہ دیکھا لڑتے ہوے بارگاہ سے نکلے بیرون بارگاہ آکر ایک سوار کو مارا اُسکا گھوڑا لیا لڑتے ہوے چلے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے شاہزادۂ سعد طوقی کے مارا گیا کئی سو پہلوان ہاتھ سے سعد طوقی کے مارے گئے شاہزادہ لڑتا ہوا چلا صبح کا وقت ہی شبدیز اکھاڑے پر بیٹھا ہی شاگردون کو زور دلوا رہا ہی کہ ہفت پیکر روتا ہوا سامنے شبدیز کے پہونچا داڑھی اُکھڑی ہوئی قطرات خون ٹپکتے ہوے سعد طوقی نے جو مُنھ پر طمانچہ مارا ہی عارض سوجا ہوا ہی پکار کر آواز دی کہ ای پہلوان قدرت وای نظر کردۂ قدرت پسر حمزہ نے میرا یہ حال کیا لڑتا بھڑتا جاتا ہی وقت اعانت ہی ایسا نہ ہو کہ پسر حمزہ لشکر مین اپنے پہونچ جائے آج قدرت کی آبرو دلی لی سر دربار یہ نوبت ہوئی شبدیز نے جو یہ معاملہ سُنا اور قدرت کو اس حال سے دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر سوار ہوا بیرون باغ چلا یہان شاہزادہ لڑتا بھڑتا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی کوئی اب پیچھا بھی نہین کرتا کہ شبدیز نے للکارا یا تو شاہزادہ جاتا تھا شبدیز کی آواز سُنکر ٹھہر گیا آواز دی کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا میرے مقابلے مین آ شبدیز برابر پہونچا شاہزادۂ سعد طوقی خستہ و شکستہ سر برہنہ صرف تلوار ٹوٹی ہوئی ہاتھ مین مگر جوش جرأت یہ تھا کہ شبدیز کی آواز سُنتے ہی رُک گئے شبدیز نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار اُٹھا دی تیغہ شبدیز کا پھسلا سر پر گرا کہ سر شاہزادے کا زخمی ہوا شاہزادے کو عادت ہی دستانے کی یہ خیال نہ رہا کہ دستانے ہاتھون مین نہین ہین جیسے ہی دستانے مارے دونون کلائیان کٹ کر گرین تیغہ جھٹکے جو نکلا گھوڑے کی گردن پر پڑا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ گھوڑے سے گرا پانون زیر شکم مرکب دبا کو لھا اُتر گیا اوپر سے شبدیز نے ہاتھ مارا سر کٹ کر شاہزادے کا گرا زلف خلیلی تھام کے سر اُٹھا لیا پاس ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے سر تخت پر رکھا بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون او پسر حمزہ تو نے ریش قدرت پر ہاتھ ڈالا

عارض قدرت پر طمانچہ مارا یہ نہ جانتا تھا کہ پہلوان قدرت موجود ہی یہ حال تیرا کریگا ملازمان سعد طوقی نے جو لشکر سے یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادے کا لاشۂ بے سر زمین پر پڑا ہی روتے پیٹتے دوڑے گریبان چاک کیے لاش پر آکے خوب روئے لاشۂ بے سر اُٹھایا گریہ وزاری کرتے ہوے لاشہ لیکر چلے قضائے کار رستم پیلتن طلائے سے پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین کہ رونے پیٹنے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند کس ایک لاشۂ بے سر لاتے ہین پکارکر پوچھا کہ یارو یہ کس غریب کا لاشہ ہی سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپ کے قوت بازو زینت پہلو شاہزادۂ سعد طوقی سیار گلشن جنان ہوے نام جو بھائی کا سُنا کلاہ ہفت گوشہ زمین پر دے ماری گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ہاے برادر شب بھر مجھے نیند نہین آئی مادر مہربان خواب مین فرماتی تھین کہ کیون بیٹا رستم سعد طوقی کی خبر نہ لی مین حیران تھا کہ یہ کیا فرماتی ہین مین یہ نہ جانتا تھا کہ آج خدمت مین مادر گرامی کے جاؤگے یہ کہکے رستم خوب روئے فرمایا کہ لاشہ کہان لیے جاتے ہو سب نے کہا کہ خدمت مین صاحبقران کی لیے جاتے ہین رستم نے کہا کہ گھوڑا لاؤ گھوڑا حاضر ہوا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے بے تحاشا طرف لشکر کفار کے چلے

یہان اب وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر نے شبدیز کی بڑی تعریفین کین اور خلعت منگا کر دیا شبدیز بہت خوش ہوا مرغ زرین بال بنکے طرف بلغ ہمیشہ بہار کے چلا جیسے ہی باہر نکلا ملازم اسکے سلام کرنے لگے پائون کو بوسہ دیا کہتے تھے کہ ای شہریار آج آپ نے وہ کام کیا کہ قدرت خوش ہوگئے آپ کو اپنے ہاتھ سے خلعت دیا کسی پہلوان کو یہ دن نصیب نہین ہوا جو حضور کے واسطے فخر حاصل ہوا شبدیز کہ رہا ہی بڑی غیرت کی بات تھی کہ ریش قدرت نوچ ڈالی عارض قدرت پر طمانچہ مارا وہ شخص اگر زندہ نکل جاتا تو لوگ مجکو بدنام کرتے کہ شبدیز نے اتنا بڑا کام کیا اور پھر پسر حمزہ نکل گیا مین ضرور شرمندہ ہوتا میرا دل یہ چاہتا کہ کسی کو مُنھ نہ دکھاؤن مگر اب کچھ بن نہین پڑتا یقین ہی کہ مارا جانا سعد طوقی کا مسلمانون کو ناگوار ہو ساتھ والے کہتے ہین قدرت آپ پر مہربان ہین آپ کا کوئی کچھ نہین کر سکتا جب کوئی آپ سے ارادہ لڑنے کا کریگا قدرت تقدیر کرکے آپ کو غالب کرینگے قدرت کی تقدیر مین کوئی دخل دے سکتا ہی شبدیز پھولا ہوا کھڑا ہی سب افسر یہ باتین کر رہے ہین کہ لشکر مین تلاطم ہوا شبدیز نے سر اُٹھاکے دیکھا

کہ رستم پیلتن تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے لڑتے ہوے آتے ہین شبدیز کو دیکھکر آواز دی کہ
او نامرد ہین نے اُس جنت آرام گاہ کی مردمی و جرأت اور تیری نامردی اہل دربار سے سُنی کہ
تو نے ایسا عاجز کر کے اُنھین قتل کیا اُسپر غرور کرتا ہی خبردار نام جرأت و بہادری کا نہ لینا مجھسے تو
مقابلہ کر شبدیز ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب رستم پہونچا کہتا ہوا کہ او پسر حمزہ تجکو قضا لیکر آئی ہی رستم
نے کہا کہ او نامرد سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو جرأت فرزندان صاحبقران اظہر من الشمس
و ابین من الامس ہی آج تجکو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے رستم پیلتن قریب آئے شبدیز نے رستم کو
ٹھہنے نہ دیا اور ہاتھ تلوار کا مارا رستم بھائی کی محبت مین دیوانے ہو رہے ہین کلیجے مین شعلہ
بھڑک رہا ہی باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ جھٹکا مار کر تلوار چھین لون شبدیز بڑا
زبردست پہلوان ہی تلوار تو اسکے قبضے سے نہین نکلی مگر لپٹ پڑا رستم بھی یہی چاہتے تھے ایک
گھونسا گینڈے کے سر پر مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا اور شبدیز کو کھینچ کر اپنے قریب لائے
آپ بھی گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی اہل لشکر شبدیز دیکھ رہے ہین رستم نے اُس غصے
مین کئی طمانچے شبدیز کو مارے شبدیز کانپ کر رہگیا چاہا کہ بدلہ لون رستم نے ہاتھ نہ چھوڑا
شبدیز اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی رستم تھوڑے ہی عرصے مین کئی مرتبہ پکڑ لائے وہ وہ
گھسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شبدیز اپنی
زندگی سے بیزار ہی حیران ہی کہ دیکھون کیونکر جان بچے اُس غصے مین پھر پھر رستم سے لڑا رستم نے
بہت ذلیل کیا طمانچے بھی مارے بال بھی سر کے پکڑے آخر مین اُکھیڑ کر مارا شبدیز چاہتا تھا کہ
مونڈھے کی کھا کر سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ وہ نامرد گردبرد ہوا کود کر چھاتی پر
سوار ہوے منظور ہوا کہ سر کھینچ لون یا چیر کر پھینکدون مگر نگاہ جو شبدیز پر پڑ گئی چہرے پہ
اُداسی آنکھین ڈگڈگاتی ہوئین حال ابتر جو شبدیز کا دیکھا رحم آگیا دل سے باتین کرنے لگے
کہ ای علمشاہ مرنے والے سے ملاقات غیر ممکن ہی لہذا اب اسکو مسلمان کرینگے یہ سوچ کر
مشکین باندھین گھوڑے پر سوار ہوے شبدیز سے کہا کہ ہمراہ رکاب چل شبدیز مجبور
و ناچار ہی رستم نے نیزہ پشت پر رکھا فرمایا کہ اگر راہبری مین تامل کریگا تو نیزہ ماردونگا کہ
پشت کو توڑ کر پار گذریگا اس طرح سے رستم پیلتن شبدیز کو لیکر چلے شبدیز دوڑتا ہوا آتا ہی

جہان کہین راہ مین رُکتا ہی رستم سنان نیزہ چبھو دیتے ہین شبدیز دیکھکر رہجاتا ہی اسی طرح سارے لشکر مین پھراتے ہوے بارگاہ سلیمانی پر لائے سردارون نے جو شبدیز کو دیکھا کوئی قبضہ مارتا ہی کوئی ُبلچک لگاتا ہی بعض نے اسقدر تھوکا کہ تمام جسم اسکا سفید ہوگیا شبدیز نے کہا کہ ای رستم مردون کو یون نہین ذلیل کرتے ہین یہ آپکو مناسب نہین رستم نے سردارون کو منع کیا کہا کہ یارو اُس جنت آرامگاہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھرتی ہی اب اسکو ذلیل کرنے سے کیا نفع اگر یہ مسلمان ہو تو اسکو رونق بارگاہ اسلام کرین ورنہ قتل کرین لیکن مین بہی چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو اور ہم لوگون مین رہے اگر طریقۂ جرأت سے آگاہ ہو جائے تو اسکو مرتبۂ اعلےٰ دین یہ کہکر اندر بارگاہ سلیمانی کے لائے سامنے صاحبقران کے پیش کیا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا رستم تمنے بڑا کام کیا کہ اس نامرد کو لائے مگر اس وقت میرے سامنے سے ہٹاؤ ایسا نہ ہو کہ محبت مین فرزند کی کوئی حکم دے دون کہ قانون کے خلاف ہو اسکو لیجا کر اپنے لشکر مین قید کرو مین اسکا دربار مجھونگا رستم نے شبدیز کو لیجا کر اپنی بارگاہ مین قید کیا آلاگرد و مالاگرد کے سپرد کر دیا امیر کے سامنے لاشہ سعد طوقی کا رکھا ہی فرمایا کہ مقبل سے کہو ہمارا مرکب تیار کرے ہم اپنے فرزند کا سر لینے جائینگے عمرو کھڑا ہوا رو رہا تھا یہ جو صاحبقران نے فرمایا عمرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ تامل فرمائین مین جاکر سر دربار ہفت پیکر سے لاتا ہون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا بصورت اصلی چلا اُسی طرح لشکر ہفت پیکر مین آیا لوگون نے دیکھا کہ نیمچہ عمرو کے ہاتھ مین جال الیاسی کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین جسنے چاہا کہ روکے عمرو نے بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا وہ شخص تھرا کر رہگیا اور عمرو نکل گیا اسی رنگ سے دربارگاہ ہفت پیکر پر آیا درگہ سالار نے آواز دی کہ ای عمرو یہان آنے کا ارادہ نہ کرنا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیکر مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہی اور سر سعد طوقی کا تخت پر رکھا ہی عمرو نے آنکھ ملا کر ہفت پیکر سے آواز دی کہ او نامرد سر فرزند صاحبقران تو نے اس طور سے رکھا ہی اور بے ادبی کر رہا ہی لاشہ سعد کا دفن ہو لے تو تیرا سر کاٹون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا قریب تخت ہفت پیکر کے آیا داہنے ہاتھ سے

سر اُٹھایا بائین ہاتھ سے تاج لیا جست کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر وطرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے جست جو کی سراپچے کو فرا کر سر کو گود مین لیے ہوے طرف لشکر کے چلے ہفت پیکر نے کہا کہ یارو اس سارہ بان زادے کو لینا لوگ پیچھے عمرو کے دوڑے عمرو نے باہر نکل کر ایک جادوگر کو خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین خواجہ بھاگے صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین لاشہ سعد طوقی کا لندھور نے باہر رکھا صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون دارا ہے ہند ہمارے فرزند کا لاشہ بےسر دفن ہوگا کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو گئے ہین مگر دن کو کیا کر سکتے ہین رات ہوتی تو کسی کی صورت بنکر جاتے تو شاید سر لاتے دن کو وہ کیا کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہلڑ ہوا خواجہ عمرو آئے عمرو نے لاکر سر سامنے صاحبقران کے رکھا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کس صورت پر گئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بصورت اصلی گیا اور سر تخت ہفت پیکر سے اُٹھا لایا ہرکارون نے صاحبقران کے ہاتھ مین پرچہ دیا کہ تاج بھی ہفت پیکر کا لائے ہین صاحبقران نے پرچہ پڑھ کر کہا کہ خواجہ وہ تاج تو ہم دیکھین خواجہ عمرو نے کہا کہ ای آقاے نامدار دن کو جانا ہی مشکل تھا تاج کسی کے سر سے اُتارنا کیونکر ہوسکتا ہی یہ ہرکارے جھوٹ پرچہ لکھا کرتے ہین امیر چونکہ غمگین تھے خاموش ہو رہے لندھور دماالک نے سر کو جسم سے ملایا رستم سر برہنہ ہوکر صندوق کے ساتھ ہوے اول غسل دیا گیا جب لاش لیکر شہر خموشان مین آئے تو امیر کا حال بہت ابتر ہوا فرمایا کہ یارو مین اپنے نور نظر کو پیوند زمین نہ ہونے دونگا ہاے یہ نازک مزاج شاہون کے سر کا تاج کیسا تنہائی مین گھبرائیگا

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے	ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین	طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

لہذا مہورو مالک نے صاحبقران کو سمجھایا کہ ای آقائے نامدار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے صاحبقران نے فرمایا مجبور و ناچار ہین صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے موت سے کسی کو چارہ نہین ای دارائے ہند ملکہ مہرنگار ایسی معشوقہ کا دم میرے زانو پر نکلا سوائے صبر کے ہمنے اور کیا کیا لہذا اب بھی صبر کرینگے مگر حیرت یہ ہی کہ انکی والدہ ماجدہ قلعہ ذوالامان مین ہین جب اتفاق ملاقات ہوگا اور وہ پوچھین گی کہ میرا فرزند کہان ہی تو مین اُنکو کیا جواب دونگا سردارون نے عرض کی کہ حضور اگر وہ یہان موجود ہوتین تو کیا کرتین ملکہ مہرنگار کے سامنے قباد نے انتقال کیا مہرنگار نے کیا کیا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ نے عیش و راحت دنیا کو ترک کیا تھا جب وہ روتی تھین تو دل سنگ آب ہوتا تھا رستم دوڑکر قدمون سے صاحبقران زمان کے لپٹ گئے کہا کہ قبلہ و کعبہ اب صبر کیجیے تشریف لے چلیے ہم لوگ کیونکر گوارا کرین کہ آپ یہان پر تشریف رکھین اور ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جائین ایک طرف سے بدیع الزمان نے آکے صاحبقران کو اُٹھایا اور سب فرزند آکر لپٹ گئے صاحبقران کو بمشکل بارگاہ مین لائے علمشاہ نے بعد کئی دن کے عرض کی کہ شبدیز کو غلام لایا ہی اُسکا اگر دربار سمجھیے اگر وہ راہ پر آئے تو بہتر ہی اگر گمراہ رہے تو اُسکو قتل کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند بڑے بڑے پہلوان آئے وہ تم لوگون سے لڑے اور مارے گئے بعض مسلمان ہوے بعض ناکام پردۂ دنیا سے اُٹھے لیکن ایسا پہلوان آج تک نہین آیا تھا صاحب جرأت و طاقت فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق مین چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو تو رونق بارگاہ اسلام کردن ابھی دو چار دن اور قید رکھو پھر مین دربار سمجھونگا ذرا غم شاہزادۂ سعد طوقی کا کم ہولے تو مین دربار سمجھون ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے ابھی تصویر اُس مرحوم کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی لیکن اُسکو ایسے شخص کے سپرد کرو کہ آرام سے رکھے آب و دانہ بہ کیفیت پہونچائے شراب و کباب جملہ چیزین اُسکو پہونچین علمشاہ نے عرض کی کہ مین نے آلاگرد و مالاگرد کے سپرد کیا ہی صاحبقران زمان نے آلاگرد و مالاگرد سے فرمایا کہ ای سرداران لشکر علمشاہ

نے

اُس قیدی کے ساتھ تعصب مذہبی نہ کرنا لوگ حیران ہوگئے کہ قاتل فرزند پر صاحبقران زمان
یہ مہربانی فرماتے ہین اور اُسکے مسلمان ہونے کی خواہش رکھتے ہین نئی کاہش رکھتے ہین
سب سردار یہی ذکر کر رہے ہین مگر آلاگرد مالاگرد جو قیدخانے مین آئے شبدیز کے ساتھ
بڑی محبت صرف کی شبدیز نے پوچھا کہ اے افسر آج زیادہ مہربانی کا کیا باعث ہی آلاگرد
مالاگرد نے پرورش صاحبقران کا ذکر کیا شبدیز کو نام صاحبقران سے ایک محبت
پیدا ہوئی لیکن ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ صاحبقران نے
ابھی دربار شبدیز کا نہین سمجھا اور بڑی پرورش فرمائی ہفت پیکر تعریفین شبدیز کی
کر رہا ہی مہتر و سرہنگ جو دربار مین جمع ہین اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ جو کوئی تم لوگون سے
شبدیز کو چُرا کر لائے اُسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا جواہر سے
بھر دونگا عیار اس فکر مین ہوے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی
کہ یا خداوند مقہور تیغ دراز بیشۂ مصیبت خیز سے بہ جمعیت تین لاکھ فوج کے آتا ہی یہ خبر
سُنکر ہفت پیکر تو خوش ہوگیا مگر رفقا نے عرض کی کہ یا خداوند مقہور و شبدیز سے
چشمک چلی آتی ہی مقہور بھی مثل شبدیز کے بہادر ہی شبدیز کے نام سے اُسکو نفرت ہی
ہمیشہ یہی خیال رکھتا ہی کہ جو کام شبدیز کرے وہ مین بھی کرون یہ ذکر تھا کہ مقہور آکر
پہونچا غرور سے جھومتا ہوا ہفت پیکر کو سجدہ بھی غرور سے کیا ہفت پیکر نے دنگل واسطے
بیٹھنے کے دیا مقہور نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ شبدیز کہان ہی ہفت پیکر نے سب حال شبدیز کا
بیان کیا کہ اُسنے فرزند صاحبقران کو مارا کئی برس ہوے کہ مسلمان طلسم ہفت پیکر مین
آئے لیکن ایسا ملال نہین پہونچا کہ فرزند صاحبقران کو اُسنے ٹوک کر مارا صاحبقران کو بڑا
قلق ہی مقہور نے کہا کہ یا خداوند اب مین صاحبقران کو صدمے پہونچاؤنگا مین مثل
شبدیز کے نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کر رکھین گے اب طبل جنگی بجوائیے کل میدان مین
مقابلہ کرونگا نام پر مقہور کے طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے خبرین
لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ یارب بقاے عمر تو باد ا
ہزار سال + لیکن بہ این حساب بعد حشمت و جلال + سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم +

یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مقہور دربار مین ہفت پیکر کے آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کے دشمنون کو قتل کرونگا اور یہ بھی کہا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کر رکھین گے امیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے لشکر مین امیر کے طبل سکندر پر چوب پڑی جانبین کے لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان ماہ تابان مع شاگردان ثوابت و سیارگان اکھاڑے سے فلک نیلوفری کے بھاگا اور داخل قصر مغرب ہوا اور پہلوان نیر اعظم خم ٹھوکتا ہوا اکھاڑے مین چرخ زبرجدی کے آیا فوجین جانبین سے میدان مین آکر پہونچین مگر مقہور مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا ہر بات مین نام شبدیز کا لے رہا ہی دمبدم کہتا ہی کہ مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مجکو مسلمان قید کرینگے صفین آراستہ ہوئین لشکر بجے نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نظم

ہان نام ور وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہی نام باقی

دیگر

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم ہی نہ اب ہی سام باقی
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید کڑکیت یہ آوازین لگا کر ہٹے مقہور نے کہ آمادہ کھڑا تھا بکبر و نخوت تمام گینڈا بڑھایا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوندا اجازت میدان ہفت پیکر نے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مقہور نے کہا کہ یا خداوندا اگر آپ تقدیر بد بھی کرینگے تو مین غالب آؤنگا جاکر بہادرون کو للکارونگا ٹوک ٹوک کے پہلوانون کو مارونگا یہ کہکر میدان مین آیا گھڑی دو گھڑی نیزہ ہلایا جب خوب غرق عرق ہوا دونون بیرون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر وہ شخص میرے مقابلے مین آئے کہ جس سے مزہ شجاعت کا ملے مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مجکو قید کرے بٹھا رکھو یا امیر کسی کو بھیجو مگر جو بادولت کے مقابلے مین آئے سمجھ کے آئے یہ جو مقہور نے نعرہ کیا رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندۂ صاحبقران مرکب عربی کو چمکا کر نکلا سامنے بادشاہ کے آیا

عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ ای فرامرز یہ بڑا پُر زور معلوم ہوتا ہی
اس سے سمجھ کر مقابلہ کرنا فرامرز نے کہا کہ اگر اقبال شاہی شریک حال ہی تو اسکی مشکین باندھکر
لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین مقہور کے آیا مقہور نے دیکھتے ہی نیزہ مارا فرامرز
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر مقہور نے نیزہ فرامرز
کا تھام لیا اور زور کرکے توڑ ڈالا فرامرز کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر یا خداوند ہفت پیکر کہکے ہاتھ تلوار کا مارا
فرامرز نے گردا سپر کا اُٹھا دیا مگر مقہور بڑا زبردست جوان ہی تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر
خود کو کاٹ کر سر پر تلوار پڑی کہ تا دو ابرو فرامرز کے تیغہ پہونچا فرامرز نے اتنا بڑا زخم کاری
کھاکر ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے گینڈا ہٹا لیا تکان جو پہونچی سر فرامرز کا جھکا مقہور نے
دوسرا ہاتھ مارا کہ زخم سر فرامرز کا چپارہ ہوا چاہا کہ تیسرا ہاتھ مارے جمہور نے صف سے دیکھا
کہ فرامرز کشتہ ہوتا ہی مرکب کو اپنے اُڑا دیا اس جلدی مین آیا کہ فرامرز کو ہٹایا آپ سینہ
سپر کرکے مقابلہ کیا مقہور نے اُسی تیغۂ خون آلود کا وار کیا جمہور کا سر زخمی ہوا کئی پہلوان
فرداً فرداً گئے ہاتھ سے مقہور کے زخمی ہوے دو پہلوان سیار گلشن جنان ہوے اب تو مقہور کا
وہ غرور بڑھا کہ کئی مرتبہ پکار کر آواز دی کہ مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مسلمان مجکو
قید کرینگے جھومتا ہوا پلٹا ہفت پیکر کو آکر سلام کیا کہا کہ یا خداوند آپ نے میری میدانداری
دیکھی غلام نے مسلمانونکا کیا حال کیا کئی پہلوان زخمی کیے چند روز مین سب کا خاتمہ کر دونگا حمزہ
سے مقابلہ کرونگا جس دن حمزہ سے مقابلہ کرونگا اور سر میدان زیر کرونگا اُس روز
مسلمان بھاگ جائین گے مین شبدیز نہین ہون جو میرے مقابلے مین آئیگا سزا پائیگا اسطرح
کے غرور کرتا ہوا دربار ہفت پیکر مین آیا کہا کہ یا خداوند آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے
اب مین مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا روز دس پانچ کو قتل کرونگا جو زخمی ہوگا وہ دو چار دن
مین تڑپ تڑپ کر مرجائیگا میرے ہاتھ کا زخمی بچتا نہین آفت برپا کرونگا ہفت پیکر نے پھر
طبل جنگی بجوایا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر قضاے کار
آلا گرد و مالا گرد جو کھانا لیکر واسطے شبدیز کے آئے شبدیز نے کہا کہ ای افسران رستم آج

میدان مین کیا معرکہ گذرا ذرا ہم بھی سُنین آلاگردہ مالاگرد نے کہا مقہور میدان مین آیا کئی
سردار زخمی ہوے ہر نکلے پر وہ مغرور یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون آلاگردہ مالاگرد سے
شبدیز نے کہا کہ تم عزیز دار رستم ہو ہماری جانب سے رستم سے عرض کرو کہ ہمکو بھی کل میدان
کارزار مین لے چلین ہم بھی میدان کا تماشہ دیکھین اور مقہور کو معلوم ہو کہ شبدیز کیسا ہی یہ سنکر
آلاگردہ مالاگرد نے کہا کہ بہتر ہی آکر رستم سے کہا رستم نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی کل شبدیز کو میدان
مین لانا جب چار پہر رات گذری اور لشکر طرف میدان کارزار کے چلے تو آلاگردہ مالاگرد نے
آکر شبدیز کو ارابے پر سوار کیا شبدیز مسلسل و مطوق ہاتھ ٹیکے ہوے ارابے پر بیٹھا ہی مگر مثل
شیر جھومتا ہوا آلاگردہ مالاگرد نے ارابہ شبدیز کا لاکر ایک طرف ٹھہرایا ادھر لشکر میدان
مین آکر پہونچے اب وہ وقت آیا کہ مقہور تیغ دراز گینڈے کو چمکا کر میدان مین آیا سلحشوری
کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے چاہتے تھے
سردار کہ مقابلۂ مقہور مین نکلین کہ شبدیز نے زنجیرین ہلائین ارابے سے جست کرکے
کودا زنجیرین طوق بیڑیان توڑتا ہوا اچلا قید جو شبدیز نے توڑی جسم سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین اُسی حال سے سر برہنہ مقابلۂ مقہور مین پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بیحیا
مغرور عقل و جرأت سے دور دیکھ شبدیز تیرے سامنے آیا شبدیز کی جرأت دیکھ لے حربہ کر
تو تجکو حال کھلے مقہور نے نیزہ مارا شبدیز نے آڑے ہوکر نیزہ خالی دیا ڈانڈ پر نیزے کی
ہاتھ ڈال دیا نیزہ مقہور کے ہاتھ سے چھین لیا مقہور نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے
اکوائی ہوکر خالی دیا خالی دیکر باڑھ بچائی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ مقہور
زمین پر آیا شبدیز لپٹ پڑا مقہور نے چاہا کہ پیچ باندھون شبدیز نے اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر
چڑھ کر سر مقہور کا کھینچ لیا طرف لشکر ہفت پیکر کے پھینکا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ
مقہور مغرور کا سر موجود ہی ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین مثل شبدیز نہین ہون اب اور کسی کو
میرے مقابلے مین بھیجے صفدر جنگ آزما نے جو لاف و گزاف شبدیز کی سُنی صف سے گینڈا
نکلا ہفت پیکر سے اجازت لیکر مقابلۂ شبدیز مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا اور کلائی صفدر جنگ آزما کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا گینڈے کے سر پر

گھونسہ پڑا گینڈے کا سر پھٹا صفدر زمین پر آیا شبدیز سے لپٹ پڑا شبدیز نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر
مارا کہ صفدر کے استخوان چور چور ہوے پھر پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر اور
کسی کو بھیجے آفتاب کر گدن سوار گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا شبدیز نے جھپٹ کر ایک
گونسہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا آفتاب گینڈے سے کودا شبدیز سے لپٹ گیا مگر شبدیز بلاے
روزگار ہی تیسرے پیچ پر اُسکو بھی اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوے اہل اسلام
اس جرأت کو دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب شبدیز اطاعت امیر کریگا
اور ہفت پیکر پر جوشی لعنت کرے گا جرأت شبدیز کی سب تعریفین کر رہے ہین لیکن
ہفت پیکر جھلا جھلا کر پہلوانون کو بھیج رہا ہی جو پہلوان مقابلے مین شبدیز کے گیا وہ
واصل جہنم ہوا بڑی جرأت یہ ہی کہ شبدیز نے ہتھیار ہاتھ مین نہین لیا تھا سب سے لڑا گیارہ
پہلوان فرداً فرداً مقابلے مین شبدیز کے آئے اور مارے گئے پہر دن رہے پرا بند ہوگیا
ہر چند شبدیز نے آواز دی کہ یا خداوند کسی کو میرے مقابلے مین بھیجے ہفت پیکر ایک ایک
کا نام لیکر پکار رہا ہی کہ مقابلے مین شبدیز کے جاؤ مگر کوئی نہین جاتا پرا بند ہی آخر مجبور ہو کے
شبدیز نے آواز دی کہ یا خداوندا اتنے پہلوان کھڑے ہین کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا
خیال کرنے کا مقام ہی کہ سلاح تک میرے جسم پر نہین ہین بے زرہ لڑ رہا ہون ہتھیار تک پاس
نہین ایک ہفتہ قید مین گذرا تکلیفین اُٹھائین جب کوئی مقابلے مین شبدیز کے نہ آیا تو شبدیز
یہ کہکر پلٹا کہ اب کوئی نامرد میرے مقابلے مین نہ آئیگا یہ کہتا ہوا قریب ارابے کے آیا اور آکے
ارابے پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی کہ ای آلاگرد و مالاگرد مجکو زنجیرین پہناؤ قید کر کے
قیدخانے مین لے چلو ایسا نہ ہو کہ مین بھاگ جاؤن علمشاہ نے اشارہ کیا کہ ای آلاگرد و
مالاگرد جاکر شبدیز کو سمجھاؤ سمجھا کر قدمون پر صاحبقران کے گراؤ اور کہنا کہ آج تمھاری جرأت
کی سب تعریفین کر رہے ہین صاحبقران تمسے راضی ہین سب سردار تمھاری صفت کر رہے ہین
مقہور کا خوب غرور مٹا یا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا اب تمکو قید مین رہنے سے کیا فائدہ یہ سُنکر
آلاگرد و مالاگرد قریب شبدیز کے آئے اور بہت کچھ سمجھایا شبدیز نے جواب دیا کہ صاحبقران
مجھسے یہ امید نہ رکھین کہ مین مسلمان ہو کر خدمت حضور مین رہونگا مین بندۂ مردِ امیر ہون کہ

مین نے اُنکے بیٹے کو مارا اُنھون نے قید خانے مین بھی مجبر رعایت کی آب و دانہ بہ تکلف پہونچایا
مین جانتا تھا کہ قید مین مجکو بڑی تکلیف ہوگی اور صاحبقران بڑے صدمات دینگے اور زندہ
نہ چھوڑینگے مگر مردان عالم کے جو قواعد ہین وہ امیر نے میرے ساتھ صرف کیے مقہور بہت ہی
بلبلاتا تھا اور ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون اُس غرور پر مین نے اُسے سزا دی کہ
شبدیز کو سب دیکھ تو لین اگر مجکو قید نہ پہناؤگے تو مین قید خانے مین بگڑونگا نگہبانون کو مارونگا
آخر ناچار ہو کر آلاگرد مالاگرد نے شبدیز کو قید پہنائی شبدیز نے خوشی خوشی قید پہن لی آلاگرد
و مالاگرد شبدیز کو قید خانے مین لے گئے صاحبقران نے جو یہ باتین سُنین فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ
شبدیز کو دربار مین بُلاؤنگا ای آلاگرد و مالاگرد تجھی شبدیز کو سمجھانا کہ جب صاحبقران تم کو
سمجھائین فوراً مسلمان ہونا آلاگرد و مالاگرد جب کھانا لیکر برائے شبدیز آئے کھانا کھلایا شراب
پلائی سمجھانا شروع کیا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت مین کوئی فرق نہین صاحبقران عالیشان
ضرور سرفراز کرینگے اگر کل صاحبقران تمکو دربار مین بُلائین اور سمجھائین فوراً مسلمان ہونا انکار
نہ کرنا شبدیز نے کچھ جواب نہ دیا اب آلاگرد و مالاگرد نے نگہبانی بھی کم کردی لیکن ہفت پیکر جو
میدان سے پلٹا پکار کر آواز دی کہ ای شاطران مابدولت تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکر شبدیز
کو لائے قدرت کا ضرور پاس کریگا میدان مین بھی اُسنے ہر مرتبہ یہی کہکر پُکارا کہ یاخداوند کسی کو
بھیجے مقہور نے اُسکے مزاج کو بگاڑا ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجکو مسلمان
قید کرینگے سب خبرین اُسکو پہونچین آخر اُسنے میدان مین آکر یہ آفت برپا کی کہ عاجز کردیا یہ سنکر
سرخیل چابک خرام ایک شاطر مکار و غدار و خنجر گزار کہ عیارون مین بیٹھا ہی بل کرکے اپنے
مقام سے اُٹھا دست بستہ سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یاخداوند مین جاتا ہون اور
شبدیز کو چُرا کر لاتا ہون مین نے یہ بھی خبر سُنی ہی کہ آج شب کو نگہبانی بھی کم ہی بہ کیفیت جاکر
عیاری کرونگا بسہولیت شبدیز کو چُرا لاؤنگا یہ کہکے سرخیل چابک خرام چلا باہر نکل کے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت بدلی طرف لشکر اسلام کے چلا دور سے آکر دیکھا کہ چند
نگہبان ضعیف و نحیف دروازے پر قید خانے کے بیٹھے ہین زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی ہی
سرخیل چابک خرام جھپٹ کر قریب قید خانے کے آیا فقیر بن کے بھیک مانگنے لگا اُن تین چار

فقیرون

بندھون کو حباب مار مار کے بیہوش کیا بیہوش کر کے اندر قید خانے کے آیا شبدیز کو دیکھا کہ بیٹھا جاگ رہا ہی جیسے ہی دروازہ کھلا کہا کہ ارے تو کون یہان کیون آیا ہی سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز غل نہ مچا مین ہون سرخیل چابک خرام قدرت نے بھیجا ہی کہ جا کر شبدیز کو لاؤ شبدیز نے کہا کہ ای سرخیل خبردار مجکو نہ لیجانا میرے جسم پر قید رستم ہی قید مردان عالم جسم سے دور کرنا بڑی حرکت نامردی ہی ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام مجھپر طعن کرین کہ شبدیز نے کیا حرکت کی مجکو شرمندگی ہوگی سرخیل خاموش ہو رہا باتین کرتے کرتے حباب مارا حباب مار کے شبدیز کو بیہوش کیا قید کاٹ کر وہین ڈال دی پشتارہ باندھا جست وخیز کرتا ہوا لے کے چلا اب وہ وقت آچکا ہی کہ قیدی زندان مغرب زنجیرہاے شعاع وضیا مین جکڑا ہوا رہائی پایا چاہتا ہی سرخیل پشتارہ شبدیز کا لیے ہوے سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر آکر تخت پر بیٹھا ہی کہ سرخیل نے لاکر پشتارہ رکھا کہا کہ یا خداوند یہ گنہگار حاضر ہی لیکن واضح رہے کہ جب غلام اندر قید خانے کے پہونچا ہی تو یہ انکار کرتا تھا کہ مجکو نہ لیجاؤ میرے جسم پہ قید مردان عالم ہی مین نے باتون مین لگا کر بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا جب جمال قدرت دیکھے گا تو خود راضی ہو جائیگا چند روز سے جمال قدرت نہین دیکھا اس وجہ سے باغی تھا اب جمال قدرت دیکھے گا تو بغاوت دفع ہو جائیگی عیار نے بڑھ کر شبدیز کو ہوشیار کیا شبدیز کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا اُٹھتے ہی اسنے کہا کہ کیون ای سرخیل تو مجکو کس واسطے لایا ستم مجکو زیر کر کے لے گئے تھے قید پہنائی تھی تو نے کیون قید کاٹی سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز کیون سرکشی کی باتین کرتا ہی قدرت نے تجکو بلوایا ہی تو سحر مسلمانان مین مبتلا ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بکتا ہی اہل لشکر صاحبقران سحر کو عیب جانتے ہین اگر صاحبقران منظور کرتے تو اسقدر ساحر اُنکے مطیع ومنقاد ہین کہ تمام طلسم مملو ہو جاتا شاہان طلسم ہزار اسپ شہریار وشہنشاہ جادو کہ سحر مین اُنکا مثل نہین مگر صاحبقران کسی کا ساتھ رہنا قبول نہین کرتے وہ اپنے ملک مین رہتے ہین اُنکو ساحر نہ کہو سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز خاموش رہو قدرت سامنے بیٹھے ہین اور تم بے ادبی کرتے ہو جھلا کر جو سرخیل نے کہا شبدیز نے ایک طمانچہ مارا کہ سرخیل کا اُڑ گیا شبدیز اکڑ کر اُٹھا ہفت پیکر کو جو دیکھا واسطے سجدے کے جھکا اور

ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند مین آپ کا بندہ ہون لیکن اس مقدمے مین کدو کاوش نہ
کیجیے ہفت پیکر نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے دل پر غبار چھاگیا ہی ایسی باتین نہ کر پھر حمزہ
سے مقابلہ کرنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند اپ ایسے کلمات نہ فرمائیے کہ مجھپر شاق ہون اگر
میری تقدیر مین رہائی ہی تو جب حمزہ رہا کریگا رہا ہونگا ورنہ اُسی قید خانے مین سڑ سڑ کر ایک
ٹپک کے مرجاؤنگا صاحبقران کا حقیقت مین مجھپر بڑا احسان ہی کہ مین نے تو اُنکے فرزند
کو مارا اُنھون نے مجھے قتل نہین کیا سرداروں نے جو بدعت کی صاحبقران نے آکر بچایا ورنہ
ملازمان سعد طوقی آمادہ تھے کہ میرے ٹکڑے اُڑائین صاحبقران نے آکر بچایا اپنے
سامنے نہین بلایا آلا گردو مالا گرد پر تاکید کردی کہ شبدیز کو کوئی تکلیف نہ پہونچے
مین اُنکا بندۂ خلق ہون کہ ایک پہلوان سنان نیزہ باز کہ پہلوے شبدیز مین بیٹھا ہی
شبدیز کی باتین سنکر بول اُٹھا کہ صاحبو سُنتے ہو شبدیز کس طرح کی باتین کر رہا ہی قدرت
رہا کرتے ہین وہ رہا نہین ہوتا اگر کوئی کہے کہ مذہب کو ترک کیا تو مذہب بھی ترک نہین کیا
قدرت کو سجدہ کرتا ہی لیکن خوف صاحبقران غالب ہی شبدیز نے پلٹ کر کہا کہ کیون
او سنان تجھے کیا دخل ہی کہ بیچ مین بول اُٹھا میرے قریب سے اُٹھ جا ورنہ قیامت
برپا کرونگا سنان نے کہا کہ ای شبدیز تو مجھکو کیا سمجھا ہی مین کیا تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون
شبدیز نے کہا کہ ای سنان کچھ جرأت دکھا تو مین جانون ورنہ ایک طمانچہ مارونگا
کہ سر اُڑ جائیگا یہ کہکے شبدیز پلٹا سنان نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے ہاتھ
مروڑ کر تلوار چھین لی اور اُسی تلوار کا ہاتھ مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوے بھائی
سنان کا گمان ابلق سوار ہان ہان کہکے اُٹھا خنجر شبدیز پر مارا شبدیز نے پلٹ کر
خنجر تو خالی دیا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر گمان کا اُڑ گیا لاش گمان کی گری اوپر
سے شبدیز نے ایک لات ماردی کہ استخوان گمان کے چور چور ہوے اسی طرح نو پہلوان
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ سے شبدیز کے مارے گئے شبدیز نے دیکھا کہ اب
بارگاہ مین بلوہ ہوا چاہتا ہی سب پہلوانون کا یہی قصد ہی کہ مجھکو گھبر کر مار لین یہ سوچکر
اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین آداب و تسلیمات عرض کرتا ہون یہ بے ادبیان

جو مین نے کین معاف فرمائیے گا مجھے آپ نے رستم سے شرمندہ کرایا مین جا کر کیا عذر کرونگا یہ کہکر شبدیز چلا ہر چند کہ ہفت پیکر نے کہا کہ ای شبدیز تمھاری بے ادبی کو قدرت نے معاف کیا ہمنے تمکو چرا منگایا ہی اب یہین رہو حمزہ کی یہ مجال نہین ہی کہ تمکو ہمارے دربار سے لیجائے بارہ سی پہلوان بیٹھے ہین سب تمھارا ساتھ دین گے شبدیز نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند آپ ایسا نہ فرمائیے مین نہ ٹھہرونگا صاحبقران تلاش کرتے ہونگے یہ کہکے جھومتا ہوا بارگاہ سے نکلا طرف لشکر صاحبقران کے چلا شاگردان خواجہ عمرو بعہدۂ جاسوسی جو لشکر کفار مین موجود تھے یہ خبرین لیکر بھاگے صاحبقران عالیشان دربار گاہ سلیمانی پر ٹہل رہے ہین کہ رستم حاضر ہوے آکر عرض کی کہ ای قبلہ و کعبہ آپ نے سُنا شبدیز کو عیاران لشکر کفار چرا لیگئے ہین نے سماک بلداقی کو براے خبر بھیجا ہی خبر لیکر آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہر کارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار شبدیز کو سرخیل چرا لے گیا تھا شبدیز قید خانے سے نہ جاتا تھا سرخیل نے دھوکا دیکر بیہوش کیا قید کاٹ کر ڈال گیا اس طرح شبدیز کو لے گیا شبدیز نے سامنے ہفت پیکر کے سرخیل کو مارا اور گیارہ پہلوان قتل کیے اب آتا ہی بارگاہ سے باہر نکل چکا تھا تب غلام خبرین لیکر بھاگے رستم نے چند سرداروں کو اشارہ کیا کہ شبدیز کو استقبال کر کے لاؤ عیوق و جاروق جو خدمت مین حاضر تھے شبدیز کے لینے کو چلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا شبدیز آتا ہی عیوق و جاروق نے شبدیز سے ملاقات کی فرمایا کہ بھائی صاحب ہم تمکو لینے آئے تھے صاحبقران تمھارے مشتاق ہین شبدیز نے سر جھکا کر کہا کہ ای پہلوانو مین صاحبقران سے بہت محجوب ہون کیا صورت دکھاؤن مجکو قید خانے مین لیچلو قید پہنا کر سامنے صاحبقران عالیشان کے پیش کرو ایسا نہ ہو آزردہ ہون عیوق و جاروق نے کہا کہ تمھارا نام سُنکر امیر شاد ہو گئے اور فرمایا کہ شبدیز کو استقبال کر کے لاؤ ہم بحکم صاحبقران آئے ہین عیوق و جاروق راہ مین سمجھاتے ہوے چلے کہ ای شبدیز صاحبقران کو تمھارے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہی چلتے ہی عرض کرنا کہ مین مسلمان ہوتا ہون کل تمنے میدان مین پہلوانون کو مارا مقہور کو اس زور و شور سے قتل کیا کہ صاحبقران تعریفین کرتے تھے کہ شبدیز ماشاءاللہ

کس لطف سے لڑے۔ ہاں آج تمنے دربار میں ہفت پیکر کے جو پہلوانون کو مارا یہ بھی خبر صاحبقران
کو پہونچی صاحبقران اس وقت بھی تعریفین کر رہے ہین شبدیز نے کہا کہ ای پہلوانو مین مسلمان
نہ ہونگا مجکو بڑا ملال ہی ہر چند کہ ہفت پیکر کا اعتقاد میرے دل سے نکل گیا یہ جان گیا ہون
کہ وہ مرد مکار ہی شعبدہ باز و جعلساز ہی لیکن زبان سے اُسکو خداوند کہہ چکا مردان عالم
کو زبان کا ضرور پاس چاہیے عیوق و جاروق نے مُنہ پیٹ لیا کہا کہ ای شبدیز یہ بات بُری
تمہارے دل مین سمائی ہی یہ بات اچھی نہین تمکو مناسب یہ ہی کہ فوراً مسلمان ہو شبدیز نے کہا
کہ جو دل مین آگئی وہ آگئی یہی مردون کا دستور ہی جو زبان سے کہا وہ کیا غرضکہ شبدیز
سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے شبدیز کو گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ ای شبدیز تمہاری جرأت کے ڈنکے ہین ماشاء اللہ کل میدان مین نہنتے لڑے پہلوانون
کو مارا آج دربار مین گیارہ پہلوان مارے کیا جرأت دکھائی اب تمکو مناسب ہی کہ مسلمان ہو
اور ہفت پیکر پر لعنت کرو شبدیز نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ مجکو قتل کیجیے مین مسلمان
نہ ہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شبدیز جو مذہب مین تمکو کلام ہو یا کوئی شرط ہو وہ
بیان کرو اُسکو پورا کرین شبدیز نے پھر سر جھکا کر عرض کی کہ حضور اسمین کچھ نہ فرمائین مین مجبور
ہوتا ہون مسلمان نہ ہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم ایسے سردار کو قتل کرتے افسوس آتا ہی
ہم تمکو رہا کیے دیتے ہین مگر اب تو ہمسے مقابلہ نہ کروگے شبدیز نے عرض کی کہ اپنے بیشے مین
جا کر فقیر ہو کر بیٹھونگا کبھی آپ پر خروج نہ کرونگا صاحبقران نے خلعت سلیمانی منگوا کر شبدیز
کو دیا اور ایک گینڈا باساز و یراق منگوایا وہ بھی شبدیز کو مرحمت فرمایا ہتھیار منگائے
شبدیز نے کہا کہ مین نے آپ کی بڑی خاطر کی کہ آپ کا دیا ہوا خلعت پہن لیا ہتھیار اجسم پر
نہ لگاؤنگا فقیر بنکر بیٹھونگا باتون پر شبدیز کی صاحبقران کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا
اچھا خدا حافظ اب دربار ہفت پیکر مین جاؤگے شبدیز نے کہا کہ اب ہفت پیکر کو مُنہ نہ
دکھاؤنگا مگر اپنا لشکر لینے جاؤنگا بعد اسکے طرف اپنے بیشے کے جاؤنگا جب خدا کو منظور ہوگا
اور وہ رحیم میری ہدایت کریگا تو پھر زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکر شبدیز گینڈے پر سوار ہوا
صاحبقران اور رستم کے قدمون کو بوسہ دیا آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ غلام اب

رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ رستم کو بڑا ملال ہوا کہ صاحبقران زمان نے ایسے ملحد کو کیون چھوڑ دیا اسکا زندہ نکل کر جانا ہمپر بہت شاق ہوا اگر ہم یہ جانتے تو جب اسکو زیر کیا تھا وہین مار ڈالتے لیکن شبدیز لشکر ہفت پیکر مین آیا اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ شبدیز آیا اپنے لشکر کو تیار کر رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طرف اپنے وطن کے جائیگا ہفت پیکر نے وزرا کو حکم دیا کہ شبدیز کو سمجھا کر سامنے قدرت کے لاؤ قدرت سمجھا لینگے اُسکو وطن نہ جانے دینگے وزرا پاس شبدیز کے آئے کہا کہ چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی شبدیز نے کہا کہ مین اُس مکار کی ملاقات کو نہ جاؤنگا وزرا نے کہا کہ ای شبدیز یہ تم کیا کہتے ہو قدرت تمپر مہربانی فرمائینگے شبدیز نے کہا کہ قدرت سے کچھ نہ ہوسکیگا اب قدرت کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہی مسلمان زندہ نہ چھوڑینگے مین ملاقات کو قدرت کی نہ جاؤنگا ہر چند کہ وزرا نے سمجھایا مگر شبدیز نے نہ مانا لشکر کو لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف صحرا کے چلا دو منزلین طی کی تھین کہ صحرا مین ایک باغ دیکھا شبدیز نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم لوگ باہر اُترو مین ذرا باغ مین جاتا ہون فوج والے باہر اُترے شبدیز ٹہلتا ہوا باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین موج مار رہی ہین فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی شبدیز دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا چند درختون کی آڑ تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

چشم گریانم پیامی از بہار آوردہ ام	نافہ بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام
بستہ بوے گل داغم پریشانی بود	تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است	درد دل چندانکہ خواہی زان دیار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بدکیش زلف	قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرۂ خون جگر جاے دلم در سینہ بود	دان ہم از راہ نظر بہر نثار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان وجہان من ست	مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام از موجہ طوفان غم	کشتی بطاقتی را بر کنار آوردہ ام

ہر طرف ہنگامۂ گرم ست از غوغاے من	فتنۂ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اس گانے کی آواز سُنکر شبدیز بیقرار ہو گیا آواز ہی کی جانب چلا قریب بارہ دری کے پہونچا
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن بقول میر حسن بیٹھی ہی نظم

جہان راستی چاہیے راستی	دیگر مصنف	لگی جس جگہ چاہیے وان لگی
تبسم حیا ناز شوخی غرور		ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا		ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت		ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد سامری تھین		نشئے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو		شہباز نے وا کیے تھے بازو

شبدیز نے جو یہ سراپا دیکھا پکار اُٹھا کہ او ظالم محجوبے اجل مارا ہرچند چاہا کہ ضبط کرون مگر
نہ ہو سکا لڑکھڑا کر گر کر بیہوش ہو گیا چمن مین ایڑیان رگڑنے لگا کسی کنیز کی نگاہ جو پڑی اُسنے
کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک شخص چمن مین پڑا ہوا لوٹ رہا ہی آپ کا جمال دیکھ کر بیتاب ہوا دار ی
مین نے دیکھا چاہتا تھا قریب آئے مگر دل سے مجبور و ناچار ہوا آخر گر کر بیہوش ہو گیا دوسری
کنیز نے عرض کی کہ لونڈی دیکھتی تھی آپ کو بہ نگاہ محبت دیکھتا تھا آخر گر کر بیہوش ہو گیا سرو قد
اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی سامنے بیمار کے آئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا دوپٹے سے
گرد و غبار پاک کیا شبدیز نے آنکھین کھولدین اور دیکھا کہ وہی معشوق پریچہرہ سر زانو پر
لیے بیٹھی ہی غبار چہرے کا پاک کر رہی ہی شبدیز اُٹھ بیٹھا ساتھ اُس نازنین کے بارہ دری
مین آیا پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھا شبدیز بھی پہلوان وضع بہادر صف شکن ہی وہ نازنین
بھی مسکرا مسکرا کے باتین کرنے لگی شبدیز نے نام پوچھا اُس مہ جبین نے کہا کہ سرو قد میرا
نام ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ آزاد بخت باپ میرا وہان کا حاکم ہی یہ باغ میرے واسطے
بنایا ہی باغ صنوبر اسکا نام ہی مین اکثر براے سیر یہان آتی ہون دل جو گھبرایا چلی آئی یہ سنکر
شبدیز نے بھی اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ مین بیشۂ نرگس کا رہنے والا ہون مدد ہفت پیکر کو
گیا تھا سرو قد نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُسنے گلابی سے جام لبریز کیا دونون نے دو دو جام پیے

دونون عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا شبدیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے ملکہ نے ہاتھ جھٹک دیے کہا قاعدے سے بیٹھو سفاک مردم در منگیتر میرا آکر قریب قلعہ کے اُترا ہی باپ کو پیغام دیا ہی کہ میری منگیتر مجھے حوالے کرو میرے باپ نے منظور کیا ایک ہفتے کا وعدہ ہی اُس ظالم سے کیونکر جان بچیگی مگر مجکو اُسکے نام سے نفرت ہی یہی چاہتی ہون کہ اُس ظالم کے ہاتھ سے بچون شبدیز نے کہا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین اُسکا سر کاٹ لاؤنگا ملکہ رونے لگین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے شبدیز نے اپنے دامن سے آنسو پاک کیے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین اُسکی تدبیر کر سکتا ہون پھر رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ باپ بھی میرا قلعے سے نکل آیا ہی اُسکی دعوت کر رہا ہی مجکو خوف یہ ہی کہ سات ہزار فوج اُسکے ساتھ ہی باپ میرا بیس ہزار فوج لیکر نکلا ہی دو جوان زبردست ایک مقام پر اُترے ہین ایسا نہ ہو کہ تم جاؤ اور کوئی چشم زخم پہونچے اس خیال سے روتی ہون شبدیز نے کہا کہ میرا وہ کیا کر سکین گے سفاک کو قتل کرونگا باپ سے تمھارے اقرار لونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو میری جرأت و شوکت تمام عالم مین مشہور ہی جہان جا کر لڑا ہنگامہ ڈال دیا ابھی لشکر خداوند مین گیا تھا مگر وہ خداوند مکار و جعلساز ہی مین مطیع مذہب اسلام ہون اپنی بات کی ضد پر صاحبقران سے اقرار نہ کیا مجکو یقین کامل تھا کہ مجکو قتل کرینگے مین نے اُنکے فرزند کو بھی مارا اگر ایسا جلیل و بہادر میری نگاہ سے نہین گذرا اُس مغرور کی تو کوئی حقیقت نہین اب تم کو قلعے مین نہ جانے دونگا ملکہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب نہین اختیار ہی مگر سفاک بھی بڑا پہلوان ہی نام اُسکا مشہور ہی بڑے بڑے معرکون مین بڑا پہلوانون سے معرکہ پڑا مگر مشہور ہی کہ کسی سے زیر نہین ہوا یہ سُنکر شبدیز نے کہا کہ ملکہ تم گھبراؤ نہین ساٹھ ہزار سوار و پیدل میرے بیرون باغ اُترے ہین مین سفاک کی فکر مین خود جاؤنگا جا کر اُسکو ٹوکونگا کہ اگر اپنی جانبری چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا اگر یہان رہیگا تو سزا پائیگا سرو قد نے گائن کو اشارہ کیا گائن بیچ مین آبیٹھی بایان بجا کے ساتھ عاشق و معشوق کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے	ڈھونڈھ لیتے ہین یہان نہ کوئی مرنے والے
مرحبا قتل ہمین کرکے مُکرنے والے	مُنھ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے

ہر ادا کو تری سکھلائین گے انداز قضا — جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن — یون اُبھرتے ہین محل پاکے اُبھرنے والے
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا — اُسکے تیرون ہی کے کچھ زخم ہین بھرنے والے
کھول کر بال پریشان نہ کر روح کو تو — او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے
خود بھی پاتے نہین مثل فلک آرام ای شوخ — آہ سے خاک نشینون کی نہ ڈرنے والے
امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین — مجھسے تو پوچھنے کیا قصد ہی مرنے والے
دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھسے فلک — چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے
پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لین — عرش پر چڑھتے ہین کیا دلسے اُترنے والے
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا — اور بھی چند ہین اس کام کے کرنے والے
زاہد و آتے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش — یون ہی چیخ اُٹھتے ہین اللہ سے ڈرنے والے
کچھ ہوا ہی مرے کینے سے ترا دل خالی — اور بھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا — کیا گناہون سے بری ہوگئے ڈرنے والے
کہتی ہی خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو — جی کو یون مار نہین رکھتے ہین مرنے والے
بیقرار اور مین اس وقت ہوا جاتا ہون — کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے
چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال — پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

عاشق و معشوق عیش مین بیٹھے ہوے ہین جام چل رہا ہی صدا ے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کہ ایک کنیز نو بہار نامے عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھ کر چل گئی سوچی کہ چل کر سفاک کو خبر کرون انکے باپ کو بھی اطلاع دون یہ سوچکر اُٹھی طرف قلعے کے چلی باہر نکل کر ڈولی پر سوار ہوئی طرف آزادبخت کے چلی یہان آزادبخت بیرون قلعہ آیا ہی سفاک کی دعوت مین مصروف ہے سفاک بارگاہ مین بیٹھا ہی دمبدم کہتا ہی کہ ای شہنشاہ آزادبخت مین اپنے ملک سے اتنی دور تکلیف کرکے آیا بہت کچھ صرف کیا اب امیدوار ہون کہ مجکو سرفراز کیجیے یعنی پھر جائے غلام معشوقہ کو لیکر اپنے ملک مین جائے یہ بھی مین نے سُنا ہی کہ ملکۂ عالم کو چودھوان سال شروع ہی ماہ حُسن کمال پر ہی اب میری عرض قبول ہو سعادت حصول ہو آزادبخت کہتا ہی کہ ای فرزند

مجکو بھی جلدی ہی اسی ہفتے مین تدبیر کرتا ہون جب آزاد بخت یہ کہتا ہی تو سفاک خوش ہو جاتا ہی
کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی ای پہلوان دوران در دولت پر ایک کنیز ملکہ سرو قد کی حاضر
ہی امیدوار باریابی ہی سفاک یہ سُنکر خوش ہو گیا پہلو مین جو مصاحب بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ ملکہ
نے خود پیغام بھیجا ہی میری جرأت کے شہرے ہین ملکہ نے بھی سُنے ہونگے کہ میرا منگیتر جری و بہادر
وصف شکن و تیغزن ہی کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم کانپتے ہین شیران صحرا اسنے دامن
صحرا مُنھ پر کھینچا ہی کیا مجال ہی کہ نام جرأت کا لین اور نہنگان دریا اسقدر خائف ہین کہ چادر
آب مین چھپے ہین ورنہ نکل آتے بندگان خدا کو ستاتے میرے خوف سے بڑے بڑے پہلوان لرزان
ہین کہ کنیز سامنے آئی سفاک کو جُھک کر سلام کیا کہا کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان
آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ کیا معرکہ گذرا آپ آزاد بخت سے خواہان ہین کہ ملکہ کو بیاہ کر
لیجاؤن اب نہ لیجا سکیےگا شبدیز نامے پہلوان کہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہی بلا تکلف باغ مین
آیا پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی ملکہ اسقدر شاد ہین کہ اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ہم لوگون نے جو
منع کیا تو کلمات سخت کہے اور آپکے نام سے نفرت ہی فرماتی ہین کہ مین سفاک کے ساتھ ہرگز
نہ جاؤنگی شبدیز سے وعدہ کر رہی ہین کہ جلد تدبیر کیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ چھلاوا اُسکے ساتھ نکل جائے
تو پھر حضور کو تلاش کرنا پڑیگا ادرچک کے آزاد بخت سے کہا کہ آپ کسکی شادی کی فکر مین ہین
اُنھون نے خود اپنی شادی کر لی یہ سُنکر سفاک بہت جھلایا کہا کہ اری نوبہار مین ابھی چلکر
اُس جوان کا سر کھینچ لونگا اور معشوق کو بے بھونری پھرائے لیجاؤنگا یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا آزاد بخت نے کہا کہ ای فرزند مین بھی چلتا ہون سفاک نے نکل کر حکم دیا فوج مین
قرنا ہوئی آزاد بخت کو تخت پر سوار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو قد کے
چلا یہان صبح کا وقت ہی کہ شبدیز پہلو مین لیے سرو قد کو بیٹھا ہی ایک ایک جام واسطے
خمار شکنی کے پیا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکۂ عالم کچھ حضور کو
خبر ہی کہ نوبہار کنیز نے جا کر آگ لگائی سفاک و آزاد بخت لشکر لیکر آگئے باغ آپ کا گھر گیا
اب سفاک باغ مین آیا چاہتا ہی کنیز نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ باپ تو آپکے قلب فوج مین تخت پر ہین
اور سفاک طرف باغ کے آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ وہ پہلوان کون ہی جو میری معشوقہ کے ساتھ

بیٹھا ہی یہ سُنکر شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر سوار ہو کر چلا باغ سے نکلا سفاک نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کُھلا اور ایک پہلوان دیو خصال گینڈا اُڑائے ہوئے آتا ہی اور پھاٹک پر باغ کے ایک بنگلہ بنا ہی اُسپر ملکہ کھڑی دیکھ رہی ہین شبدیز کا تنہا جانا دل بیقرار کیے دیتا ہی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا — جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
ای فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر — دی سعادت اُسے تونے اِسے منحوس کیا
درد دل ہی جسے افسانۂ خواب راحت — ایسے بیدرد سے تقدیر نے مانوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جاکر — کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
عشق کافر کا یہ سب ای دلِ نالان ہی اثر — برہمن مجکو بنایا تجھے ناقوس کیا
فائدہ کیا اگر ای آہ بنی شعلۂ شمع — چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا — تنگ تونے بہت ای پردۂ ناموس کیا
جامۂ زہد کریگا تجھے رسوا زاہد — خود پُکاریگا مجھے خرقۂ سالوس کیا
دل کو مینائے تہی تونے بنایا ای بخت — کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا
ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم — نالے دیتے ہین دُہائی ہمین محبوس کیا
جو ہی وہ جلوہ گہ یار مین ہی نا امید — سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا
کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر — مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال — دلِ مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا

اسطرح کے اشعار سرو قد بیتابی مین پڑھ رہی ہی کنیزین کہتی ہین کہ واری نہ گھبرائیے اُنکا لشکر بھی تیار ہوا نیزے چمکاتے ہوے آتے ہین اب یقین ہی کہ مقابلہ پڑے آزاد بخت نے جو لشکر کو آتے ہوے دیکھا کہا یاروانکو تو مار لو ہمراہیان آزاد بخت چلے تھے کہ لشکر شبدیز آپڑا ہمراہیان شبدیز لڑے بھڑے ہوے کہان کہان معرکے جھیلے ہوے شبدیز للکار کر سفاک پر جا پڑا آواز دی کہ او مغرور کہان آتا ہی سفاک نے بڑھکر نیزہ مارا شبدیز نے جھلاکر نیزہ سفاک کا توڑ ڈالا سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نہایت چست و چالاک ہی

تلوار کو سپر پہ گانٹھا کہا کہ او نامرد دیکھ تیری فوج والون کے پیر اُٹھا چاہتے ہین سفاک اُدھر پلٹا شبدیز نے اوپر سے ہاتھ مارا چمک کے تلوار جو گری سفاک کے دو ٹکڑے ہوے آزاد بخت نے دیکھا کہ سفاک مارا گیا پریشان ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ اس جوان سے کیونکر جان بچیگی سفاک کو شبدیز نے مار کر رُخ طرف لشکر کے کیا فوج پہ جو آ کر گرا افسرون کو تاک تاک کے قتل کیا آزاد بخت کی طرف چلا آزاد بخت نے دیکھا کہ سفاک ایسا پہلوان مارا گیا مجھے یہ کاہیکو زندہ چھوڑیگا ایسی باتین سوچ کر تخت سے کود اُپکار کر آواز دی ای پہلوان دوران یہ لوگ ناحق لڑ رہے ہین نامرد کو بڑا گھمنڈ تھا آخر یہان آ کر مارا گیا مین بدن و جان آپ کی اطاعت کرتا ہون خوف جان سے آزاد بخت الامان الامان کہتا ہوا دوڑا قریب شبدیز کے پہونچا قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار ملکہ سرو قد آپ کی کنیز ہی مین بخوشی شادی کر دونگا مین نے جسوقت سے آپ کا نام سُنا مین راضی تھا اور دل مین کہتا تھا کہ سفاک سے شادی ملکہ کی نہ کرونگا اور آپ کے ساتھ شادی کر دونگا شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ فوجون کو منع کر کہ جنگ موقوف ہو باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ بیقرار ہو رہی ہین میرا آنا اُنکو گوارا نہ تھا معشوق با وفا ہی مین آجتک اس کوچہ سے آگاہ نہ تھا پہلوانی کا ذوق و شوق رہا اس کوچے مین آ کر وہ لطف پایا کہ باغ باغ ہو گیا غم و الم سے فراغ ہو گیا آزاد بخت نے فوجون کو منع کیا فوجون نے تلوارین نیام مین کین آزاد بخت شبدیز کو ساتھ لیکر باغ مین آیا ملکہ نے آ کر سلام کیا آزاد بخت نے کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مین نے اس پہلوان کو پایا شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین بہت بیتاب ہون برہمنون کو بُلائیے ساعت بچارین بھونری پھر جائے اُسی وقت برہمن آئے ساعت بچاری گئی ملکہ کو لباس عروسی پہنایا گیا شبدیز کو دولھا بنایا شبدیز کے ساتھ بھونری پھری آزاد بخت کے صحن خانۂ خاص مین فرش بچھا ہی شبدیز عروس کو پہلو مین لیکر بیٹھا گائنین سامنے حاضر ہین اور بصد ناز و ادا بنا بنا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا — تسلیان بھی تو ای اضطراب دیتا جا
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکین — وہ آنکھ تو ہمین او بیحجاب دیتا جا

رہے جو یار کی تصویر سامنے اے دل
وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا

پکار کہ کے مرے جان نثار چلتے وقت
کوئی تو ہمکو نمودی خطاب دیتا جا

بتا جوانی عاشق کدھر گئی اے عشق
مٹے ہوون کو نشانِ شباب دیتا جا

نگارین اُسکی ادائین مین دل جو دیکے چلا
کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا

بغل مین رہکے جو ہی تجھسے بیخبر اے دل
لٹھو کے اُسکو دم اضطراب دیتا جا

اُٹھاکے بزم سے کہتی ہی اُسکی چین جبین
ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا

پھری نگاہ تری مجھسے دل مرا تجھسے
اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا

لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تونے
بغل مین بیٹھ کے اسکا حساب دیتا جا

شب فراق یہ کہتا ہون ہوکے شاکی بخت
صدا تو چونک کے او مست خواب دیتا جا

یون ہی یہ رشتۂ الفت خدا کرے گھٹ جائے
عدو سے ملکے ہمین پیچ و تاب دیتا جا

معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے
یہ روگ لے کے نہ کوئی عذاب دیتا جا

کہان ملیگا شب تارِ ہجر گم ہوکر
نشان اپنا کچھ اے آفتاب دیتا جا

رقیب بوسۂ لب لے چکے ادھر بھی کوئی
بچی کھچی ہمین ساقی شراب دیتا جا

نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل
لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا

جو بت ہی کعبے مین روپوش تو دہی تو نہین
پتا کچھ اپنا اُلٹ کر نقاب دیتا جا

بٹھاکے سامنے بدلو دکھائیان تو کہون
عنایتون کے مزے اے عتاب دیتا جا

کیے ہین تونے جو عشق بتان مین نیک عمل
جلال شیخ کو اُنکا ثواب دیتا جا

گانا ہو رہا ہی صحبت عاشق و معشوق گرم ہی شبدیز دولھا بنا ہوا خوش بیٹھا ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی قضائے کار فلک نے اپنی گردش دکھائی سرخاب جادو کہ مالک کوہ یاقوت ہی تخت کو اُڑائے ہوے جاتا ہی گانے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک پری پیکر گلنار جوڑا زیب جسم بدھیان آڑی ترچھی گلے مین پڑی ہوئین پہلو مین ایک پہلوان کے بیٹھی ہی ناز و کرشمے ہو رہے ہین سرخاب صورت دیکھ کر بیتاب ہو گیا چاہتا ہی اس پہلوان کو ہٹاکے خود پہلو مین اس معشوق کے بیٹھون آخر سوچتے سوچتے یہ خیال آیا کہ مین معشوق کو

بجبرے چلون بہتان رنگ نہ جمیگا یہ سوچ کر تخت اپنا ایک زمین مین اُتارا ٹہلتا ہوا سامنے شبدیز کے آیا کہا کہ اے پہلوان یہ معشوق شعلہ مزاج تو ہمارے لائق ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی سامنے سے دور رہو ورنہ مارا جائیگا سرخاب نے کہا ای پہلوان کیون اپنے کو برباد کریگا میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے شبدیز تلوار کھینچ کر اُٹھا سرخاب نے اسمائے سحر پڑھ کے اشارہ کیا شبدیز کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی شبدیز نے دونون گھٹنے زمین پہ ٹیک دیے ملکہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھین سرخاب نے کمر مین ملکہ کی پنجہ دیکر اُٹھا کر تخت پر ڈال لیا شبدیز تڑپتا رہگیا سرخاب ملکہ کو لیکر روانہ ہوگیا شبدیز نے جو دیکھا کہ عروس کو سرخاب لیے جاتا ہی اور ملکہ کا پکار کر کہنا کہ ای شبدیز اجل ہماری گریبان گیر ہوئی یہ بیحیا زندہ نہ چھوڑیگا برائے لات و منات صبر کو کام فرمانا بہت نہ گھبرانا اگر تقدیر مین ہی تو پھر ملین گے نہین تو تڑپ تڑپ کر ساتھ غیر جنس کے مرین گے ای عاشق صادق اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی . نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار — اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون مین قصۂ لیلی اگر کیا یہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
جو می پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان — بنائے تاک کے سائے تلے سبھون کا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دلمین — کفن سے قبر مین میری دھوان ہوا اٹھا
بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر — جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگون ہی بھلا کس لیے یہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا — عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین — تو اُسکا گور غریبان پہ کس لیے ہو گزار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی — بزیر خاک ہی اب تک بھی حسرت دیدار

ای شبدیز یہی حال ہمارا بھی ہوگا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے جاتے ہین شبدیز ملتے گریبان

پھاڑ ڈالا سر زمین پر مارا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے کنیزون نے ہاتھ پکڑ لیا آزاد بخت کو کنیزون نے خبر دی آزاد بخت بھی روتا ہوا آیا دیکھا کہ شبدیز تو دیوانہ ہو گیا نام لے لے کے ملکہ کا روتا ہی کبھی نخل ہاے چمن سے لپٹتا ہی کبھی پھولون کی بو سونگھتا ہی کبھی غنچہ ہاے ناشگفتہ کے قریب آتا ہی کبھی بلبلون سے شکایت وحکایت کرتا ہی کہ کیون ای عندلیبان خوشنوا تمھارا معشوق تمھارے پاس ہی تم کیون روتی ہو ناحق بھی جان کھوتی ہو میرا رونا تو اس باعث سے ہی کہ اُس گل باغ حُسن وجمال سے جدا ہوا آزاد بخت نے گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر جو تقدیر مین تھا وہ ہوا عین خوشی مین وہ ساحر رنج دے گیا اُس حریق آتش اشتیاق کو اُٹھا لے گیا انصاف تو کرو کہ تمنے تو دو دن سے دیکھا اور مین نے چودہ برس پرورش کیا ضدین اُسکی یاد آتی ہین یہ باغ اُسی کے نام کا بنایا فلک نے یہ انقلاب دکھایا ای شبدیز صبر کرو شبدیز نے کہا کہ ای والد نامدار میرے آقاے جلیل اپنے ملازمون کے کفیل ہین ضرور مدد کرین گے دو عرضیان مجھ دیوانے کی جانب سے لکھو کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس یہ غلام اس حال مین ہی کہ معشوق کے گم ہونے سے ملال مین ہی آکر میری مدد کیجیے اس بلا کو رد کیجیے رستم پیلتن فرزند ارجمند امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس یہ عرضی پہونچے دیکھون صاحبقران زمان کیا کرتے ہین یقین ہی کہ کسی کو براے مدد بھیجین اور ایک عرضی اُس نامنصف شعبدہ باز وحیلہ ساز ہفت پیکر کو لکھیے دیکھیے امتحان ہو جائیگا آزاد بخت نے اُسی وقت ایک عرضی بخدمت رستم دوسری عرضی براے ہفت پیکر روانہ کی عیار اسکا کہ جسکا سلیم سُبک رو نام ہی عرضیان لیکر چلا سلیم عرضی لیے ہوے اول لشکر صاحبقران مین آیا دربار رستم مین پہونچا دیکھا کہ دربار دُربار آراستہ ہی رستم مقام صدر پر گرد سرداران نامور وناز نینان مہ جبین مثل سنبل ہفت گیسو وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین سماک نے عیار کو لا کر سامنے پہونچایا عیار نے عرضی پیش کی رستم نے عرضی پڑھی اتفاق سے خواجہ عمرو کسی کام کو آئے تھے دربار رستم مین بیٹھے ہوے تھے عرضی جو شبدیز کی دیکھی خود بھی ملاحظہ فرمائی سب سردارون نے متفق ہو کر کہا کہ ای شہریار شبدیز ایک شخص مغرور ہی عقل وفراست سے دور ہی رستم نے سردارون کو جواب دیا کہ آپ لوگ خاموش رہین مین سمجھ کے جواب دونگا ای سماک گھوڑا تیار کرو خواجہ

بول اُٹھے کہ خسیس کی بھی عجب صورت ہوتی ہی بھلا یہ کیا کرین گے روپیہ صرف کرین تو ہم جلکے
سرخاب کو مارین اور شبدیز سے معشوق کو لائین رستم نے کہا کہ ای عم نامدار کیا صرف ہوگا
کہا بیٹا سرخاب جادو بڑا ساحر زبردست ہی دو لاکھ روپیہ خرچ ہونگے رستم نے کہا کہ ای
عم نامدار اسقدر روپیہ کوئی کہان سے لائے کہ آپ کو دے عمرو نے کہا کہ ای فرزند تم فرزند
صاحبقران ہو تمام خزانے روپئے سے بھرے ہوے ہین روپیہ دیتے جی دُکھتا ہی رستم نے
دس توڑے منگوا کر سامنے خواجہ کے رکھدیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا اس دس ہزار ہین کیا
ہوگا رستم نے کہا کہ یہ حق اور مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا کہ غازی تھان پر بندھے ہنہنا
رہے ہین ہم نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین ہمارے واسطے کوئی شی نہ رکھوگے مگر خوشی تمھاری یہی
قبول کیا رستم نے کہا کہ ای سماک اس روپئے کو خزانے مین رکھو جب یہ شبدیز کی رسید لے کر
آئین گے تب یہ روپیہ ملیگا سماک یلداقی روپئے کو اُٹھا کر لے گیا خواجہ عمرو نے ناچار ہوکر
یہی فعل قبول کیا عیار نے کہا کہ خواجہ آپ چلین مین بھی آتا ہون یہ کہکر اب عیار طرف بارگاہ
ہفت پیکر کے چلا خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف آزادبخت کے چلے
مگر عیار نے آکر ہفت پیکر کو عرضی شبدیز کی دی ہفت پیکر عرضی شبدیز کی پڑھ کر بہت جھلایا
کہا کہ اُس بندۂ خاطی نے قدرت کو رنج دیے بے قدرت سے ملے چلا گیا ہمین نے تقدیر کی تھی
اس وجہ سے معشوق چھوٹ گئی ہمسے کیا مطلب بس یہ کہکر ایک پہلوان کو حکم دیا اس عیار
کو سامنے سے قدرت کے ہٹا دو سب نے عیار کو نکالا عیار ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہوا
نکلا رستم کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی رستم نے کہا کہ وہ تم ایسے لوگونکا خداوند ہی جو
چاہے سو کرے ہمنے ایسے شخص کو روانہ کیا ہی کہ اُنکا نام نامی سب جگہ مشہور ہی عیار تو رستم
سے رخصت ہوا لیکن خواجہ عمرو منزلین طی کرکے پاس آزادبخت کے پہونچے کہا کہ ای بادشاہ
وہ مقام مجھے دکھا دو مین سرخاب کی تلاش کرونگا مگر مفلس کی فکر بیکار ہوتی ہی مثل مشہور ہی
مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل + آزادبخت سے خواجہ عمرو نے بہت بہت باتین
بنائین پھر اُس باغ مین آئے کہ جہان شبدیز تھا شبدیز خواجہ کے قدمون سے لپٹ گیا
رو رو کے کہتا تھا کہ ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان رات ہجر کی مجھپر پہاڑ ہو جاتی ہی

خواب پریشان دیکھتا ہون کہ جسکو بیان نہین کرسکتا اگر آپ دستگیری کرین تو میری امید بر آئے
خواجہ نے کہا کہ مجکو رستم نے بھیجا ہی مگر مفلس ہون پیروی مین فتور پڑیگا کچھ روپیہ رستم کے
یہان جمع ہی مگر وہ ایسا قلیل ہی کہ اُسکا ذکر کرنا بھی مناسب نہین صبح کو جو غربا دروازے پر
آتے ہین اُنکا حق ہی اُنکو بانٹ دونگا شام کو دروازے پر چند شرفا چند ڈولیان آتی ہین
اُنکو کچھ دیا جاتا ہی اُسکا ذکر اپنی زبان سے کیا کرون شبدیز نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
مین خدمتگزاری مین مصروف ہونگا خواجہ نے کہا کہ ای شبدیز معاملے کا صاف ہونا بہتر ہی
مقدمہ معشوق ہی سمجھکر کہو کہ کیا دوگے شبدیز نے کہا کہ آپ فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا کہ
دو لاکھ روپئے تو میرے پاس سے صرف ہونگے جو دے دوگے لے لونگا شبدیز نے کہا کہ خواجہ
دو لاکھ روپیہ کاہے مین صرف ہونگے عمرو نے کہا کہ رنگ و روغن بنانا ہوگا اُسمین سب
دوائین قیمتی ہونگی اور تلاش کرکے خریدونگا کچھ نقد دو کچھ وقت پر دینا آخر لاکھ روپیہ خواجہ نے
شبدیز سے نقد لیا اور دو لاکھ کا تمسک لکھوایا باغ سے نکلے تلاش مین سرخاب کی چلے صحرا
بصحرا پھر رہے ہین دوسرے دن ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سوچے کہ اپنی فال دیکھون بیچ جنگل مین
کھڑے ہوے ایک ہاتھ ناک پر رکھا ایک زنبیل پر پُکارکر آواز دی دادا آدم درویش از کُل
عالم بیش کس طرف جاؤن کہ سُرخاب کا پتہ ملے یہ کہکر تین چکر مارے جس طرف مُنہ اُٹھ گیا اُسطرف
چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین دیکھا کہ ایک ساحر بھاگا ہوا آتا ہی
تکرپسینے پسینے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوے ایک
کنوئین پر آکر بیٹھے چند حقّے رکھ لیے گھڑا پانی کا بھرا ہوا رکھا ہی وہ ساحر جب قریب آیا پکار کر
آواز دی کہ داتا بھلا ہو سائے مین ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر حقہ پانی دیکھکر ٹھہرا خواجہ نے
پوچھا اس دھوپ مین کہان جاتے ہو اور کہانسے آتے ہو ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب دھوپ
کیسی اور سایہ کیسا مالک کے حکم کا خیال ہی سُرخاب جادو کا نوکر ہون ایک عورت کو کہین سے
لائے ہین آٹھ پہر اُسکو سمجھایا کرتے ہین اپنے بھائی کو بلوایا تھا کمخاب جادو اُسکا نام ہی
مین نامہ لیکر گیا تھا اُسنے جواب لکھا ہی کہ مین آؤنگا سُرخاب جادو نے تاکید کی تھی کہ کسی
مقام پر ٹھہرنا نہین اس وجہ سے جلدی جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ حقّہ تو پی لو یہ کہکے چلم پر

سلفہ جایا بیہوشی اُسمین ملادی کنڈے کی آگ رکھ کر سامنے کیا ساحر نے کڑکڑا کے دم مارا لڑکھڑا کے گرا خواجہ نے اُسکی سی صورت بنائی جھولی سے اُسکی نامہ لیا طرف مکان سرخاب کے چلے کئی کوس راستہ طی کرکے سامنے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہوا ہی دروازے پر اُسکے چند نگہبان بیٹھے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اُنھون نے کہا کہ ای رہنورد جادو کیون گھبرائے ہوئے ہو مکان اپنے آقا کا بھول گئے تمھارا تو آقا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ آکے پوچھا کہ رہنورد کو بڑا عرصہ ہوا عمرو نے کہا کہ بھائیو مجھپر عجب معرکہ گذرا مین بہت بیقرار ہو رہا ہون راہ مین ایک نخل دیکھا کہ اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین تھکا ہوا تھا ٹھہر گیا ہوا جو چلی آنکھ بند ہو گئی خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر مع اپنی زوجہ وعہ اپنے لڑکون کے کھڑے ہین مین نے سلام کیا سجدے کو جھکا قدرت کی نگاہ جو مجھپر پڑی اور باتین کین یہ بھی کہا کہ جاکر اُس عورت کو ہمارے بندۂ خاص کے لیے راضی کردو نگہبانون نے جاکر سرخاب سے کہا کہ حضور رہنورد جادو آگیا مگر پریشان ہو رہا ہی اُسنے قدرت کو آج خواب مین دیکھا قدرت نے فرمایا ہی کہ جاکر اُس عورت کو راضی کردو کہ ہمارا بندۂ خاص بیقرار ہی سرخاب خوشی کے مارے اُٹھ کھڑا ہوا باہر آکے پکارا کہ ای رہنورد آؤ تم مقبول بارگاہ خداوند ہوے رہنورد نقلی نے کہا کہ حضور صحرا مین مین نے دیکھا کہ قدرت مع زوجہ و فرزندون کے موجود تھے مین نے قدمبوسی کی ارشاد ہوا کہ اُس عورت کو جاکر راضی کردو سرخاب نے کہا کہ جو تدبیر مناسب ہو وہ کرو عمرو نے کہا کہ ذرا مین اُس عورت کو دیکھون پہلے اُس سے تنہائی مین باتین کرون پھر حضور سے ملادون سرخاب نے کہا کہ قفس ملکہ کا لاؤ قفس آیا تنہائی مین خواجہ عمرو نے قریب آکر کہا کہ او نیک بخت تو ایسے مرد کو قبول نہین کرتی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ بڑھاپے مین کیا بیہودہ بیہودہ بکتا ہی مین کبھی اسکو قبول نہ کرونگی قفس کیسا اگر مکان آہنی مین بند کرے تو بھی اسکو نہ قبول کرون عمرو نے اشارہ کرکے کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو پہچانا ملکہ حیران ہوئین کہ غلام کیسا خواجہ نے کہا کہ مین ہون عمرو عیار صاحبقران زمان نے یہ کہکر بھیجا کہ جاکر شیدبزہ کو سرو قد سے ملاؤ ای ملکۂ عالم شیدبزہ کا عجب حال ہی جس روز سے تمکو سرخاب لے آیا

اُس باغ سے باہر نہین نکلا اُسی مقام پر سر ٹپک رہا ہی مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہی اُسکا حال کیا بیان کرون اُسکی صورت دیکھکر دشمن کو بھی رحم آتا ہی ملکہ نے شگفتہ ہو کر کہا کہ ای خواجہ مین کنیز ہون جس طرح سے بنے مجھے شبدیز سے ملاؤ خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم صرف اتنا سرخاب سے کہدو کہ مین تو خود تجھپر عاشق ہون مگر تو نے وہ ظلم کیے کہ میرا دل ہٹ گیا اب بھی تجکو دیکھکر پسینہ آجاتا ہی رہنورد جو کچھ کہیگا وہ قبول کرونگی ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو کہدینا کہ جو رہنورد کہیگا وہ کرونگی کہنے سے رہنورد کے مجکو انکار نہین ہی پھر مین سمجھ لونگا ملکہ کو سمجھا کر خواجہ عمرو ہنستے ہوے سامنے سرخاب کے آئے سرخاب نے پوچھا کیون رہنورد ملکہ کیا کہتی ہین عمرو نے کہا کہ ای سرخاب جادو بڑے صاحب نصیب ہو ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی تمنے ابتدا سے بدعت کی بوجہ ضد کے انکار کرتی ہی معشوق ضرور ضدی ہوتے ہین مین نے جو حال دل پوچھا تو رونے لگین کہا کہ ای رہنورد کیا پوچھتے ہو ایسے ظالم سے پالا پڑا ہی کہ دیکھین تقدیر کیا دکھائے سرخاب یہ باتین سُنکر نہال ہو گیا کہا کہ ای رہنورد اگر معشوقہ نے مجکو شربت وصل سے سیراب کیا تو تمھارا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان جہان تمھارے مرتبے پہ رشک کرین عمرو نے کہا کہ قفس منگوائیے مسند پر بٹھیے قدرت نے اور ایک کمال مجکو تعلیم کیا ہی اُسکو بھی ظاہر کرون تمکو راضی کردون سرخاب نے حکم دیا کہ قفس اُٹھا لاؤ مسند کو آراستہ کرو صحبت درست ہو ملکہ کو قفس سے نکالا مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا ملکہ حجاب سے پسینے پسینے ہو رہی ہین خواجہ کو اشارے کر رہی ہین کہ خواجہ مجکو اسکی بدعت سے بچاؤ ایسا نہ ہو کہ ہاتھ لگا دے عورت کی عصمت بہت نازک ہوتی ہی مین اپنی جان دیدونگی خواجہ نے قریب آکر کہا کہ ای سرخاب ذرا ہٹ کر بیٹھو پہلے چند اشعار عاشقانہ سُن لو تو اختلاط کرنا اور اشارے سے کہا کہ ای سرخاب بہت ٹپکے نہ پڑو ذرا کھنچے رہو ورنہ معشوق کا غرور بڑھیگا سرخاب جادو ہٹ کر بیٹھا خواجہ عمرو نے بایان بجانا شروع کیا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

طالب نہین دل کے دلربا سے
دعوی ہی مگر کسی ادا سے

خواہان ترے درد کا ہی ہر دل — پیغام طلب ہین جا بجا سے
دم بھر کے لیے لبون تک آجائے — کچھ کہنا ہی جان بیوفا سے
دل دون کہ نہ دون کسی صنم کو — لینا ہی یہ مشورہ خدا سے
مو سنے سے بجا تھی لن ترانی — پہچان گیا تری صدا سے
آئینے سے بھی ہی چشم پوشی — شرماتے ہو صورت آشنا سے
کیون کان لگائے سُن رہے ہو — کیا کام تمھین مری دعا سے
ایجاد ہوا رہ وفا مین — مٹتا مرے نقشِ مدعا سے
دیکھو نہ عدو کو وہ دکھانا — ہم کشتہ ہوے ہین جس ادا سے
دنیا ہو جلال اور دل ہو — کیا کام شب غم و بلا سے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخاب جادو بیقرار ہو گیا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر پہنا دیا کہا کہ ای رہنورد حقیقت مین تمنے قدرت کو عالم خواب مین دیکھا اور قدرت نے تمکو کمال دیا خواجہ نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایک کمال قدرت نے اور مجکو عطا فرمایا وہ بھی ظاہر کرون ساقی گری تعلیم فرمائی ہاتھ سے بتاتا جاؤن پیر سے ناچون مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن سرخاب جادو نے کہا کہ ای رہنورد قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو کمال جسکو چاہین مرحمت کرین دنیا کو کس طور سے آباد کیا ہی ایک رئیس ہی ایک بالکل غریب لیکن یہ کمال جو تمنے بیان کیا نہت دشوار ہی ای رہنورد تمکو میری جان و مال سب پر اختیار ہی جو چاہو وہ کرو لیکن جس طرح ممکن ہو بہت جلد اس معشوق سرکش کو مجھسے راضی کردو اب میری جان پر بنی ہی عجب نہین کہ مرغ روح میرا قفس تن مین پھڑک کر مرجائے مین اپنے ہوش مین نہین ہون براے خداوند ہفت پیکر میری جان بچاؤ یہان یہ ذکر ہو رہا ہی اور خواجہ عمرو نے قصد کیا ہی کہ شراب کی تقریب کرون کہ آسمان پر برق چمکی کمخاب جادو بھائی سرخاب کا تخت اُڑتا ہوا آیا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ قدرت کی کیا بندہ نوازی ہی عین وقت پر بھائی صاحب آپ کے آگئے سرخاب خاموش ہو رہا دل مین سوچ رہا ہی کہتا ہی کہ مقام افسوس ہی اگر معشوق نے قبول کیا تو میری زندگی ہی

ورنہ اس غم مین تڑپ تڑپ کر جان دونگا لاکھ لاکھ اس ظالم کو سمجھاتا ہون منتین کرتا ہون مگر معشوقہ قبول نہین کرتی کیا تدبیر کرون پلٹ پلٹ کر گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی رہنورد نقلی سے اشارہ ہی کہ ای رہنورد تمھارے کہنے سے مین نے معشوقہ کو پنجرے سے نکالا اتو مجکو قبول کریگی خواجہ اشارہ کرتے ہین گھبرائیے نہین بدل وجان آپ کو قبول کریگی کمخاب زمین پر آیا مسند پر جو سروقد کو بیٹھے دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا مثل بید کانپنے لگا بھائی سے پوچھا کہ بھائی صاحب یہ معشوقہ کون ہی سرخاب نے کہا کہ ای برادر مین نے تمکو اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکو سمجھاؤ میرے پہلو مین بٹھاؤ آج دس دن گذرے کہ مین حد سے زیادہ بیقرار ہون صد شکر کہ رہنورد میرا ملازم نظر کردۂ خداوند ہوا اسکو حکم ہو چکا ہی کہ معشوق کو سمجھا کر پہلو مین سرخاب کے بٹھاؤ رہنورد انتظام کر رہا ہی کہ اسکو رضامند کرے آج راہ پر آئی ہی یقین ہی کہ سمجھانے سے رہنورد کے مجکو قبول کرے کمخاب نے کہا کہ ای برادر مین تو اسکو دیکھکر مر گیا میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میرے واسطے راضی کرو ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگا اب صبر نہین ہوسکتا میرا تو یہ حال ہی نظم

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین بھی بولتا ہی تو صیاد کی طرف

لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہگار
منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

عاشق ہین محوِ حسن جو چاہو ستم کرو
کسکا خیال جاتا ہی بیداد کی طرف

جوشِ جنون ہی موسم گل کا ہی زور و شور
سودائی کھنچے جاتے ہین فصاد کی طرف

دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتی ہی صیاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق من
سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف

ان اشعار کو جو زبانی کمخاب کے سرخاب نے سُنے جھلا کر جواب دیا کہ او برادر نا منصف مین نے تجکو اس واسطے بلایا تھا کہ تو میرے واسطے راضی کریگا یہ وہ معشوقہ پری پیکر ہی کہ جو اسکو دیکھے وہ مائل ہو جائے مین اسکے واسطے جان و مال صرف کرونگا اگر اسپر ضرور قبضہ کرونگا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون ایسا سحر کرون کہ یہ مجبور خود عاشق ہو جائے لیکن یہی چاہتا ہون

کہ رضامند کرون رضامندی مین زیادہ لطف ہی عمرو نے کہا کہ ای کمخاب تمکو یہ نہین چاہیے کہ بڑی بھاوج پر نگاہ ڈالو کمخاب نے جھلا کر جواب دیا کہ ای رہنورد تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہی دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی طبیعت پر زور نہین چلتا ہی مین ضرور اسپر قبضہ کرونگا سرخاب نے کہا کہ بھائی صاحب یہانسے چلے جائیے ایسی لفظین نہ فرمائیے ورنہ ایک گولہ مار دونگا کہ سر پھٹ جائیگا کمخاب نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او نالائق کیا مین تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون دونون نے تلوارین کھینچین خواجہ نے سرخاب کو خوب بھڑکایا کہا کہ آپنے بھائی کو اسی واسطے بلایا تھا کہ آپ کی معشوقہ پر عاشق ہون سرخاب نے کہا کہ مین ابھی انکا سر کاٹے لیتا ہون خواجہ اُدھر کمخاب سے کہتے ہین کہ ای کمخاب یہ کیا غضب کا سامنا ہی اور بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمھارا کہنا تمھارے بھائی صاحب نہین مانتے عورت کے واسطے فساد کرتے ہین تمھارا بالکل پاس نہین عمرو نے دونون جانب آتش افروزی کی کمخاب نے جھلا کر سرخاب کو گولہ مارا سرخاب نے روک کر کہا کہ ارے اسکو کھالے یہ زندہ نہ بچے کمخاب سمجھا کہ پشت پر بیری کوئی بیر آگیا گھبرا کر پلٹا سرخاب نے تیغہ مار دیا کمخاب کا سر کٹ کے گرا سرخاب نے حکم دیا کہ اسکا لاشہ پھینکدو ملکہ سرو قد کانپ گئی کہ ایسے جلاد سے خدا بچائے تلوار کھینچے ہوے جھوم رہا ہی خواجہ سے اشارے کرنے لگی کہ خواجہ جلد تدبیر کرو ایسا نہو کہ یہ جلاد مجھپر ہاتھ تلوار کا مار دے عمرو نے اشارہ کیا کہ ملکہ تم نہ گھبراؤ مین ابھی اسکی گردن لیتا ہون یہ کہہ کے سرخاب کے ہاتھ سے تلوار چھین لی کہا کہ ای شہنشاہ ساحران تشریف رکھیے مین آپ کی معشوقہ کو راضی کرچکا آپ بیٹھیے میرا گانا سُنیے یہ کہکر یہ غزل شروع کی

نظم

حور بنکر ترے کشتے کی قضا آتی ہی — دامن تیغ سے جنت کی ہوا آتی ہی
ہجر در پیش ہی لادے کوئی تصویر اُسکی — چاہیے نقش حفاظت کہ بلا آتی ہی
آبرو آنسوون کی بے اثری نے کھودی — اب تو روتے ہوے آنکھون کو حیا آتی ہی
اُسکی رحمت ہی تری بادہ کشی پر عاشق — نام بوتل کا جو لیتا ہون گھٹا آتی ہی
وہ مسیحا اگر آئے تو ٹھہر جاؤن مین — نفس باز پسین سے یہ صدا آتی ہی
اُس گل اندام کو شاید کہ پسینہ آیا — عطر مین ڈوبی ہوئی باد صبا آتی ہی

قبر پر آؤ تو اُٹھین سپے تعظیم ابھی — مر مٹے پر بھی ہمین رسم وفا آتی ہی
کشتے شمشیر محبت کے پڑے ہین ٹھنڈے — کوچۂ زخم سے کیا سرد ہوا آتی ہی
جان فشانی کے تو غمزے ہین بہت یاد تمھین — کوئی مُردہ جیے ایسی بھی ادا آتی ہی
بجز اللہ کی درگاہ سے مایوس نہ ہو — اُسکو بگڑی ہوئی تقدیر بنا آتی ہی

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سرخاب کے سر پر خونِ کمخاب سوار تھا گانے سے خواجہ عمرو کے ہنس پڑا کہا کہ ای رہنورد حقیقت مین کیا آواز ہی صدا مین تمھاری کسقدر سوز و گداز ہی ایسا گاتے ہو کہ دل بیقرار ہوتا ہی خواجہ نے پلٹ کر جام لبریز کیا سر پر رکھا مُنھ سے تانین مارتے ہوے چلے جب عمرو توڑا لیتے ہین سرخاب کہتا ہی کہ اب جام گر پڑیگا مگر جام تو گرنا بڑی بات ہی قطرہ تک شراب کا نہین گرتا سامنے سرخاب کے آکر سر جھکایا اشارہ کیا کہ ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بعد آپ کے آپ کی معشوقہ کو بھی پلاؤنگا یہ کہکر جام پلایا گلابیان بھر کر کنیزونسے کہا کہ اپنے ہاتھ سے پیو خداوند ہفت پیکر کی قدرت کا ظہور ہوا کہ مین نے ایک جام سرخاب کو پلا دیا خواجہ کے گانے سے سب مست ہو رہی ہین شراب پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین عمرو نے سارے جلسے کو شراب پلائی سرخاب جادو بیٹھے بیٹھے پکار اُٹھا کہ ای رہنورد دیکھو خداوند تشریف لائے ہین تمھاری تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین کہ یہ ہمارا بندۂ خاص ہی عمرو نے کہا کہ قدرت کو بُلائیے سرخاب اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی ہاتھ جھکاتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصے مین سب کنیزین بر لب فرش ہوئین عمرو نے خنجہ کھینچ کر اُٹھا سرخاب کا سر کاٹ لیا کنیزون کے کپڑے اُتار لیے کسی کا ہاتھ قلم کیا کسی کا سر اُڑا دیا سب کو قتل کر کے ملکہ سے کہا کہ ای ملکۂ عالم چلیے مگر دیکھیے یہ کیا عطر عمدہ ہی عطر سُنگھا کر سرو قد کو بیہوش کیا اُٹھا کر زنبیل مین رکھا پہاڑ سے کود کے طرف باغ ملکہ کے چلے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک نخل پر ایک عقاب بیٹھا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساربان زادے کوہ دلجو کو تباہ کر کے کہان جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکے وہ عقاب اُڑا خواجہ عمرو پر اپنا عکس ڈالا خواجہ عمرو لڑکھڑا کے گرے عقاب زمین پر آیا دیکھا عمرو نے

ایک جادوگر جوان کھڑا کہہ رہا ہی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ سرخاب کو مارا اب کہان جانے پائیگا تھوڑے ہی عرصے مین تجکو قتل کرونگا اب کیا تجکو جانے دونگا عمرو نے کہا کہ ای عقاب جادو تم سمجھے بھی کہ سرخاب کو کیون مارا عقاب نے کہا کہ حال بتائیے خواجہ نے کہا کہ سرخاب جادو ایک مہ جبین کو اُٹھا لایا تھا عورت جوان وہ ضعیف مین نے کہا بھی کہ تمھارے سن سے یہ نہین قبول کرتی کسی جوان کو بلاؤ تم البتہ اُس لائق ہو کہ تمکو دیکھ کے پسند کریگی وہ نازنین بھی حسین تم بھی وضعدار عقاب نے کہا کہ ای خواجہ عمرو ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر کا حکم ہی کہ جو عمرو کا سر لائیگا منصب وجاگیر پائیگا چاہتا ہون کہ قدرت کو راضی کرون لیکن تمنے ایسی بات سُنائی کہ قدرت سے تمھاری صفائی کرادونگا اور نوکر رکھوا دونگا وہ مرتبہ تمھارا ہو کہ سب تاجدار رشک کرین عمرو نے کہا کہ وہ نازنین میرے پاس موجود ہی مگر میرے پیر تو کھولیے سحر اُتار لیے تو مین اُس نازنین کو نکالون دیکھتے ہی تمھارا دم بھریگی تم ایسا وضعدار اُسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا عقاب نے سحر اُتارا جانتا ہی کہ یہ کہان بھاگ سکتا ہی اگر خواجہ چاہتے تو بھاگ کر نکل جاتے مگر عقاب کی کمر مین دیکھا زنجیر طلا ہی جسکو کردھنی کہتے ہین خواجہ کے مُنھ مین پانی بھر آیا کہ ایسی شی چھوٹ جائے لڑکون کے ہنسلی کڑے بنین گے عمرو نے یہ سوچ کر ایک نخل کے سائے مین ایک فرش بچھایا زنبیل پر ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ اری گلشن کہان ہی حاضر ہو زنبیل کی کنیزون کی افسر لباس بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غرق تڑپ کر زنبیل سے نکلی کہا کہ اُستاد کیا ہی عمرو نے کہا کہ ایک ساحر کے ساتھ تمھارا نکاح کرین گے گلشن نے کہا کہ استاد مین سمجھی نکل کر مسند پر بیٹھی عقاب نے جو دور سے دیکھا کہ ایک عورت آفتاب جمال ابرو مثل ہلال آنکھین بعینہ رشک چشم غزال دیکھ کر مر گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا خواجہ عمرو نے پہلو مین اُس نازنین کے عقاب کو بٹھایا کہا کہ ای نازنین یہ جوان تو پسند ہی اُس بڈھے کو تو مین نے مار ڈالا وہ نکمّا تھا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ بھڑوا تو مجھے گھورتا ہی اسکی آنکھین نکال لون یہ کہہ کے پٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے عقاب جادو گال سہلا کے چپ ہو رہا کہا کہ ای جان جہان مین تو تیرا غلام ہون بندۂ بے زر مگر نہایت مضطر ہون یہ تمام صحرا میرے

قبضے مین ہی خداوند ہفت پیکر نے یہان کا حاکم کیا ہی مین تمکو اپنی جانب سے حاکم کرونگا صبح کو ساحر اگر سلام کرین گے کسکا ایسا مرتبہ ہو گا سزا و جزا کا تمھین کو اختیار رہیگا مین تمکو علم سحر سکھاؤنگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ خواجہ شراب لاؤ کہ مین اسکو پلاؤن اپنے عاشق صادق کو راضی کرون خواجہ عمرو نے گلابی زنبیل سے نکالی گلشن نے گورے گورے ہاتھون سے جام لبریز کیا بہ ناز اُٹھا کر کہا کہ لے میرے چاہنے والے شراب پی عقاب جادو خوش ہو گیا جوش عشق مین اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین	دیکھ ای ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتون کی دیر مین	ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
آئیگی رندون پہ کیا آفت کہ مجکو دیکھ کر	سب حسینون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین
گر بٹھاؤن پیار سے پاس اپنے کہتا ہی وہ شوخ	میرے حق مین آپ کا لطف و کرم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری	ای شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

اس طرح سے یہ اشعار عقاب نے پڑھے کہ گلشن نے کہا یہی جام تمھارا کام تمام کریگا انجام ٹھیک ہو جائیگا جلد پی جاؤ دیر نہ کرو عقاب جادو نے لبون سے لگایا جلدی جام کو پیا یہ وہ شراب زنبیل کی بیہوشی پڑی ہوئی ہی کہ اگر دریا مین ڈال دیجیے تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین عقاب پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ ای جان جہان یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی نازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹہلو تو تمھارا کام ہو جائے عقاب گھبرا کے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا خواجہ عمرو نے اُس نازنین کی تعریف کی اور فوراً عقاب کے کپڑے اُتار لیے کمر سے کردھنی لی نازنین سے کہا کہ اسکا سر کاٹ لے اور زنبیل مین جا کام کا ہرج ہوتا ہو گا گلشن نے عقاب کا سر کاٹا اور زنبیل مین پھاند پڑی کنیزون نے پوچھا کہ حضور آج خواجہ عمرو نے کیون یاد کیا تھا گلشن نے ہنس کر کہا کہ بوا آج ایک جادوگر اجل گرفتہ نے اُستاد کو گرفتار کیا تھا مین نے اُسکو جا کر مارا ایک ہی جام پی کر اوندھا ہو گیا شکر ہی کہ اُستاد آج مجھسے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو عقاب جادو کا بھی سرکاٹ کر طرف باغ شبدیز کے چلے شبدیز خواجہ عمرو کا انتظار کیا کرتا ہی دروازے پر

بلغ کے کھڑا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارتا ہوا دوڑا افرداز کجا میرسی ای ہد ہد فرخندہ قدم + یاد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کہو خواجہ کیا ٹھہری عمرو نے کہا کہ ای شبدیز بڑی غلطی ہوئی مین نے جا کر سرخاب کو مارا ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین مہاجن ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اب بے سود لیے نہ دیگا مین نے جو روپیہ تمسے لیا تھا وہ قرضدارون نے لے لیا اب تم کچھ مدد کرو تو معشوق رہا ہو آزاد بخت نے جو یہ خبر سُنی کہ خواجہ آئے ہین دوڑا ہوا آیا اور یہ بھی خبر سنی کہ بیٹی چھین لی گئی خواجہ عمرو کہتے ہین بے روپیہ دیے وہ عورت نہ ملیگی آزاد بخت نے کئی لاکھ روپئے خزانے سے منگوائے تب خواجہ عمرو نے سرو قد کو زنبیل سے نکالا شبدیز نے جو معشوق کو دیکھا بیقرار ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

ذکر ہوتا ہی ہر اک جا آپ کا — ہی زمانے مین یہ شہرا آپ کا
دیکھ کر صل علےٰ کہتا ہون مین — جب نظر آتا ہی چہرا آپ کا
کچھ مریضِ عشق کا کیجے علاج — نام سُنتا ہون مسیحا آپ کا
داستان لیلی و مجنون کہان — اب ہی افسانہ ہمارا آپ کا
نقد دل لے کر خریدار آئے ہین — آج بن جائیگا سودا آپ کا
ہو گیا روزِ قیامت بھی تمام — دیکھیے کب ہو نظارا آپ کا
فوق پر چشمِ کرم ہر دم رہے — بندہ کہلاتا ہی مولا آپ کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر گلے مین سرو قد کے ہاتھ ڈال دیے اختلاط ظاہری کر کے خواجہ عمرو کے قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ مجھکو خدمت صاحبقران مین لے چلو قدمون پر گرادو صاحبقران عالیشان نے وہ احسان کیا کہ شکر یہ ادا نہین ہو سکتا عمرو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران ایسے صاف باطن ہین کہ تمسے اُسی محبت سے ملین گے شبدیز نے کہا کہ مین اسی عنایت کا غلام ہون شبدیز یہ سُنکر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا منزلون کو طی کر کے جب قریب لشکر صاحبقران پہونچا خواجہ نے بڑھ کر صاحبقران کو خبر دی کہ شبدیز آتا ہی آپ کے احسان پر مسلمان ہوا اور بادشاہ کا دیا ہوا خلعت پہنے ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای سرداران نامی و

ای پہلوانان گرامی جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ برائے استقبال شبدیز جائے پہلے
علمشاہ اُٹھے علمشاہ کے اُٹھتے ہی جملہ سرداران رستم پیلتن اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نکل کر رستم
گھوڑے پر سوار ہوئے سردار ساتھ ہین شبدیز آتا ہی کنارے پر لشکر کے آکر رُکا ساتھ والو سے
کہنے لگا کہ ہم آپ سے جو خدمت صاحبقران مین آئے تو صاحبقران نے ہماری وہ قدر نہ کی
کہ دیکھا رستم آتے ہین رستم کے پیچھے چالیس سردار اُن سرداروں کے بعد لندھور دمالک
و بہرام یہ بھی چلے آتے ہین شبدیز رستم کو دیکھ کر گینڈے سے کودا رستم بھی گھوڑے سے اُترے
شبدیز کو دیکھکر ہاتھ پھیلا دیے شبدیز نے چاہا کہ قدمون کو بوسہ دون رستم نے گلے سے لگا لیا
جملہ سردار شبدیز سے ملے شبدیز نے ہنس کر کہا کہ مین تو آپ کا تابعدار ہون آپ کے اشتیاق
مین آیا بخدا ای آقا مجکو یہان سے جانا بہت ناگوار تھا مگر آپ نے وہ عنایت فرمائی کہ خواجہ عمرو
کو بھیجا لیکن خواجہ عمرو کا روپیہ بہت صرف ہوا جو مجھ سے ہوسکا وہ دیا رستم پیلتن ہنس کر
خاموش ہو رہے شبدیز کو ساتھ لیکر چلے جب دربارگاہ پر پہونچے دیکھا کہ صاحبقران
ٹہل رہے ہین شبدیز نے صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران کو دیکھ کر باغ باغ
ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ مردون کے جوہر شناس ہین کیا قدر دانی فرمائی صاحبقران
نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا فرمایا کہ ای شبدیز کیا باعث تھا کہ جب تم مسلمان نہ ہوے اور
اب خود آئے کہا کہ حضور کو نیت سے تو میری آگاہی ہوگی کہ مین نے دشمنان حضور کو مارا
جسنے بہ نسبت حضور کلمۂ مہمل کہا مین اُسپر جا پڑا اور اُسے قتل کیا دربار مین ہفت پیکر کے
ہفت پیکر کے سامنے کئی پہلوان مارے ہفت پیکر بہت آزردہ ہوا مگر مین سمجھ گیا کہ یہ مرد
مکار ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہفت کوہ سے بھاگ کر یہان آیا ہی اب بھی تقدیرین
لکھا رتا ہی ای شبدیز ہماری بارگاہ مین دو صفین ہین جدھر علمشاہ بیٹھتے ہین اُدھر دست چپ
بیٹھتے ہین وہ دست چپ ہی جدھر بدیع الزمان بیٹھتے ہین وہ دست راست ہی شبدیز نے
عرض کی کہ مین تو رستم کا غلام ہون جدھر رستم تشریف رکھتے ہین اُدھر بیٹھونگا رستم پیلتن
خوش ہوگئے آلا گردو مالا گرد کے برابر شبدیز کو دنگل ملا دعوتون کے پیغام ہونے لگے سب سے
پہلے لندھور نے کہا کہ ای شبدیز آج ہماری دعوت قبول کرو دوسرے دن کا پیغام دعوت

بہرام نے شبدیز کو دیا فرزندان صاحبقران نے بھی پیغام دبے شبدیز باغ باغ ہو رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ایسے خلیق کہان ممکن تھے مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے حاضر تھے یہ خبرین لیکر بھاگے سامنے ہفت پیکر کے آئے ہاتھ اُٹھاکر کافرون نے کافر کو بد دعا دی نظم

ای فخر جہانبانی وفا ساقط از و — گوہر بہ دہن داری درا ساقط از و
روزان وشبان زحق تعالےٰ خواہم — مرکب وحدت خدا و با ساقط از و

خداوند کی عمر نہ دراز ہو طبیعت کو ہمیشہ سوز و گداز ہو شبدیز لشکر صاحبقران مین آیا ستم استقبال کرکے لے گئے اور جملہ سرداران صاحبقران بھی آئے تا بہ دربارگاہ صاحبقران خود تشریف لے گئے دست چپ مین جگہ ملی اب سامان دعوتون کے ہو رہے ہین شبدیز اپنے مقام پر خوش بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ہفت پیکر پر مین نے لعنت کی مجھے ایسے سرداران جلیل ملے کہ غنچۂ آرزو کھلے حیران جنگ آزما کہ پہلوے ہفت پیکر مین بیٹھا ہی اسکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر میرے نام پر آپ طبل جنگی بجوائیے مین سارا اعلم و شان شبدیز کا مٹادونگا کان پکڑ کے سامنے قدرت کے لاؤنگا پھر ہفت پیکر پرست کراؤنگا گائے کی بچھیا کا پیشاب موجود رہیگا ایک گھونٹ پی لیگا ہفت پیکر پرست ہو جائیگا ہفت پیکر یہ سُنکر خوش ہو گیا کہا نام پر حیران جنگ آزما کے طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر بھاگے حاضر خدمت صاحبقران ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنا بادشاہ کی بجالائے ہاتھ اُٹھاکے دعا دی شعرای زابر رحمت خرم گل بُستان ما + گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو حیران جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر شبدیز سے مقابلہ کرے شبدیز نے دست بستہ صاحبقران سے عرض کی کہ غلام کے نام پر طبل جنگی بجے اُس بچھیا کو مجھسے دعوی ہمسری ہی مین ہی اُس بچھیا سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ تمھارا نام لیکر پکارے تو اختیار ہی اور اگر وہ عام طور پر آواز دے تو اور سردار نکلین گے تم ہمارے مہمان ہو تمھارا نکلنا بہتر نہین یہ کہکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے عیار نے

جاکر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ شبدیز نیر اعظم قلعۂ مشرق سے باہر نکل کے توسن فلک پر سوار ہوا لشکر میدان مین آئے ہفت پیکر کے ساتھ بھی فوج بیشمار ہی صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت آوازین دے رہے ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا بمضمونِ خیالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ایسے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے سوارون نے گھوڑے بڑھائے پیدل اپنی اپنی تلوارین تولنے لگے حیران جنگ آزمائے گینڈا انکالا ہفت پیکر سے اجازت میدان لی یہ بھی کہا کہ جاکر شبدیز کو للکارتا ہون یہ کہکر میدان مین آیا خوب کھڑے ہو کے نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر شبدیز کو چاہتا ہون کہ شبدیز مغرور میرے مقابلے مین آئے شبدیز تو بیقرار کھڑا تھا دل سے باتین کر رہا تھا کہ اس بیحیانے اگر کسی کو زخمی کیا تو یہ صدمہ مجکو ہوگا بادشاہ جمجاہ سے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای شبدیز تم ہمارے مہمان ہو اور کوئی جائیگا تم نہ جاؤ شبدیز نے عرض کی کہ غلام کا نام لیکر پکارتا ہی غلام ہی کے جانے کا محل ہی بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا یہ کہکر گینڈا بڑھایا مقابلۂ حیران جنگ آزما مین آیا حیران نے دیکھتے ہی نیزہ مارا شبدیز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شبدیز نے چوتھی پانچوین طعن مین نیزہ حیران جنگ آزما کا توڑا حیران نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہانسے تلوار جو گری خود و دو بلغہ کو کاٹ کے تا بہ جگر گاہ تلوار پہونچی غریو ہوا کہ حیران جنگ آزما مارا گیا ساتھ والے حیران کے حیران ہو کے شبدیز پر آپڑے فوج شبدیز بھی برائے مدد پہونچی شبدیز نے وہ جنگ رستمانہ کی کہ گیا عجب تھا کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو شبدیز جہان جم کر لڑا

لاشون کے انبار لگا دیے پہر دن رہے تک شبدیز لڑا آخر فوج حیران کو شکست فاش دی
شبدیز جھومتا ہوا پلٹا صاحبقران نے شبدیز کی بڑی تعریف کی فرمایا کہ ای شبدیز کس
مزے سے لڑے ہو عرض کی کہ غلام کو ہوس یہی ہی کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچون مگر حضور نے کیا
بندہ پروری فرمائی کہ اور فوج کو حکم نہ دیا غلام اُن لوگون کو کافی تھا انشاءاللہ جس دن
مقابلہ پڑا غلام لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچیگا اُس بجیلے نے بندگان خدا کو برگشت
کیا ہی ہفت پیکر جو پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا مگر سرنگون غم سے کلیجہ خون وزرا سے کہہ رہا ہی کہ آج
شبدیز نے قدرت کو بڑا قلق دیا دیکھو کیسا خوش تھا وہ تقدیر کرون کہ شبدیز تڑپ تڑپکر
مرے وزرا نے کہا کہ قدرت وہ تقدیر نہ کرین کہ جس سے مسلمانون کا خاتمہ ہو اگر شبدیز نہ ہوگا
تو مسلمانون کا کیا نقصان ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ اب قدرت تقدیر نو کیا چاہتے ہین یہ ذکر
تھا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک اُس ابر گلنار سے پیدا تھی
ہفت پیکر نے کہا کہ یارو دیکھو تقدیر نو کا ظہور ہوا ملکہ گلنار زعفران پوش آتی ہین اُسکی
سرحد مین مسلمان نہین پہونچے اگر اُسکی سرحد مین عیار جاتے تو لطف عیاری اُٹھاتے سب گرفتار
ہو جاتے وہ ابر بارگاہ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل تاج سر
پر جوڑا ابھاری پہنے ہوے تخت سے اُتری پایۂ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکی عرض کی
کہ یا خداوندیہ کیا معرکہ گذرا کہ آپسے ہفت کوہ چھوٹا مین سب مقامون کو دیکھتی ہوئی آئی
ہر مقام پر مسلمانون کی رونق ہی دیر کھدے پڑے ہین مسجدین بن گئین صداے اذان آرہی ہی
ہفت پیکر نے سب حال بیان کیا کہا کہ ای گلنار کیا پوچھتی ہی ان مسلمانون کو ایسا سرفراز
کیا کہ مقام سکونت چھوٹا آخر کار بھاگ کر قصر عشرت مین آیا مسلمانون نے بڑے بڑے صدمے
دیے رفقا بیگانے ہوگئے چند شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین مقابلۂ قدرت مین آتی ہین
اپنا زور سحر کا دکھاتی ہین گلنار نے عرض کی کہ ایک سحر مین سب کو تباہ وبرباد کردونگی یہ کہکر
کرسی پر بیٹھی ہفت پیکر بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی سراپا کو دیکھ کر حیران جمال ومحو دیدار ہو رہا
ہی گلنار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجوائیے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے صاحبقران
کو خبر پہونچائی صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدا طبل جنگی بجے امیر کے

لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ عمرو کی نگاہ بچاکر باہر نکلا چالاک کو اشارے سے بُلایا کان مین کہاکہ آپ نے سُنا ایک ساحرہ آئی ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی چالاک نے کہاکہ بسم اللہ چلیے برق فرنگی نے کہاکہ مجھے آپ سے اطلاع کرنا تھا مین براے عیاری جاتا ہون اگر پنجہ قابض ہوا تو مشکین باندھ کر لاتا ہون یہ کہکے برق تڑپتا ہوا چلا بعد برق کے چالاک بھی اُسی طرف چلا برق آتے آتے سامنے بارگاہ گُلنار کے پہونچا دیکھاکہ کنیزون کی آمد و رفت لگی ہی جی مین کہتا ہی کہ روک ٹوک نہین ہی یہان جانا کیا مشکل ہی ایک گوشے مین آکر ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی برق نے ایک جوان حسین کی شکل بنکر کنیز کو بلایا کنیز بھی ہنستی ہوئی آئی کہاکہ کیون میان کیا ہی برق نے کہاکہ ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین کنیز نے کہاکہ تخت پر بیٹھی ہین سحر نہین تیار کرتین برق نے باتون مین لگاکر کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کرکے اُسکی شکل بنا اُسکے کپڑے پہن کر دربارگاہ پر آیا پردہ اُٹھاکے اندر پہونچا دیکھاکہ گلنار تخت پر بیٹھی ہی اور کنیزین پھر رہی ہین کچھ مصاحبین گرد بیٹھی ہین جیسے ہی برق فرنگی اندر آیا گلنار نے پُکارکر آواز دی کہ ای سمنبر ادھر آ برق نے کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہاکہ اری خیلہ دیکھ ملکۂ عالم بُلاتی ہین برق حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہوا گلنار نے مُنھ پھیرکر کہاکہ کیون گُل اندام کیا سو گئین جیسے ہی گلنار نے یہ کہا گوشۂ بارہ دری سے ایک پنجہ سُنہرہ چمکتا ہوا پیدا ہوا ہاتھ مین پھولون کا ہار تھا اُس پنجے نے وہ ہار گلے مین برق کے ڈال دیا جیسے ہی ہار گلے مین برق کے پڑا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا گلنار نے کہاکہ کیون نگوڑے بھورے تو نے ہمارا شعبدہ دیکھا ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ شراب مین بیہوشی ملائی جب شراب پلائی تب خبر ہوئی جس وقت تم لشکر مین داخل ہوے ہمارے بیرنے اُسی وقت خبر پہونچائی پھر آواز دی کہ سوسن اس بھورے کو پاس خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤ کہناکہ یہ پاس گلنار کے آیا تھا چاہتا تھاکہ عیاری کرے کنیز خداوند کی ہوشیار تھی آتے ہی اسکو گرفتار کیا کنیز نے آکر اپنا سحر برق پر قائم کیا کشان کشان لیکر چلی جب بارگاہ سے نکلی طرف بارگاہ ہفت پیکر کے رُخ کیا تھوڑا راستہ طی کیا تھاکہ پشت سے آواز آئی بُوا ٹھہر جاؤ ملکۂ عالم نے اور کچھ کہاہی

ذرا سُن لو تو جاؤ سوسن نے پلٹ کے دیکھا کہ گلفام نامے کنیز گلنار کی دوڑی ہوئی آتی ہی
قریب پہونچ کر کہا کہ بُوا اس راستے سے اس بھورے کو نہ لیجاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکا کوئی ساتھی
آجائے تو فوراً تمکو ماریگا دیکھو ملکہ کو یہ خیال تھا کہ دوسری کنیز کو بھی بھیجا دیکھو لالہ عذار بھی
آتی ہی کچھ پیغام ملکہ کا لاتی ہی سوسن پلٹی کہ دیکھون لالہ عذار کیون آئی ہی جیسے ہی سوسن
پلٹی حلقے کمند کے گلفام نقلی نے گلے مین ڈال دیے اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک بن عمرو

بہ عیاری من آنم چست و چالاک		بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم		خلیفہ اولم چالاک نامم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ سوسن کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سوسن کے برق نے رہائی پائی
چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوئے چلے یہان گلنار مصاحبون مین بیٹھی ہنس رہی ہی کہتی
ہی بُوا عیار کی بھی یہ حقیقت ہی کہ ہمارے سامنے عیاری کرے اب قدرت کو میرے سحر کا حال
معلوم ہوگا یقین ہی کہ برق کو فوراً قتل کرین ان عیارون سے بڑے صدمے اُٹھائے ہین
صدہا جادوگران لوگون نے مارے پہلے ساحر کو مناسب ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرے
تب دوسرے طریقے کا ارادہ کرے یہ ذکر تھا کہ پہلوے بارگاہ سے آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم
خبر تو منگوائیے سوسن کو چالاک نے مارا دونون آپ کے لشکر سے نکل گئے یہ سُنکر گلنار
کانپ گئی پکار کر آواز دی کہ ارے سوسن کو کس مقام پر مارا آواز آئی کہ بازار غلہ فروشان
مین خیمے کی آڑ پکڑ کے اُسکو مار لیا یہ سُنکر گلنار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر لاشہ سوسن کا
اُٹھا لاؤ چار پانچ کنیزین چلین خیمے کی آڑ مین آکر دیکھا کہ لاشہ سوسن کا برہنہ پڑا ہی کنیزون
نے سر پیٹ لیا کہا کہ اوے ایسا ظالم تھا کہ لباس بھی اُتار کرلے گیا یہ کہکر لاشہ اُٹھایا اور
سامنے گلنار کے لائین گلنار نے لاشہ دیکھ کر کہا کہ اسکے لاشے کو لیجا کر جلاؤ مین جاکے اُن
دونون کو لاتی ہون کنیزین لاشہ سوسن کا لے گئین گلنار ایک عقاب پر سوار ہوکے
چلی چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے تھے
خواجہ عمرو طلائے سے پلٹے ہوے آتے ہین کہ دیکھا برق و چالاک گھبرائے ہوے آتے ہین
خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ارے کیا ہوا کیون گھبرائے ہوے ہو برق فرنگی نے

آواز دی کہ استاد بارگاہ مین گلنار کے گیا تھا عیاری نہ کرنے پایا تھا کہ گرفتار ہوا خلیفہ صاحب نے رہا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم ملکہ گلنار جادو خواجہ عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی گلنار جھپٹ کر گری برق و چالاک کو اٹھا لیا برق نے آواز دی کہ اُستاد غلامون کو بچائیے خواجہ عمرو گلیم اُتار کر دوڑے گلنار جو بلند ہوئی تموج ہوا سے چالاک و برق بیہوش ہو گئے گُلنار کہتی ہوئی جاتی ہی کہ کیون نگوڑو مجھپر عیاری کی چلکر تمکو قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی لیے جاتی ہی صحرا مین پہونچی تھی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین خداوند کھڑے ہین پُکار رہے ہین کہ ای گلنار کیا کہنا یہ دونون قوت بازوے عمرو ہین ذرا نیچے آؤ قدرت ان دونون کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین ایسا نہو کہ لشکر تک لیجاؤ بیچ مین کوئی افتاد پڑے اُستاد انکا ساربان زادہ ضرور دوڑیگا گُلنار نے جو ہفت پیکر کو دیکھا ہوا سے اُتر آئی کہا کہ یا خداوند مین ان دونون کو انکے لشکر سے لائی ساربان زادہ بھی کھڑا تھا مجکو دیکھتے ہی غائب ہو گیا جیسے مجھے بڑا تعجب ہی کہ کہان غائب ہو گیا ہفت پیکر نے کہا کہ ای گلنار عمرو کے پاس گلیم عیاری ہی اُسکو اوڑھ کر اسقدر جلدی غائب ہو جاتا ہی کہ پلک جھپکی اور غائب ہو گیا گلنار نے برق و چالاک کو زمین پر ڈال دیا باتین کر رہی ہی کہ ہفت پیکر نے کہا دیکھو تمہاری کنیزین آتی ہین گلنار جادو نے جیسے ہی مُنھ پھیرا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حلقے کمند کے گلے مین گُلنار جادو کے ڈال کے حباب مار دیا اور فوراً اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران　　مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون　　زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو　　نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر و طرار ہون　　جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے تیغ کھینچا چاہا کہ گلنار کو قتل کردن کہ ایک طرف سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہی پُکارتی ہوئی عمرو نے جال مار کے چالاک و برق کو اُٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے بھاگے اُس کنیز نے آکر گُلنار کو ہوشیار کیا کہا کہ

ای ملکہ ہوشیار ہو جیسے عمرو آپ کو قتل کرتا تھا مین نے آکے بچایا گلنار اُٹھی کہا گل اندام تم جاؤ مین جاکر عمرو کو لاتی ہون گل اندام نے کہا کہ اب حضور جانے دیجیے مین رات بھر اسی فکر مین جاگی اب سحر بھی قریب ہی میدان مین چلنا ہوگا گلنار اپنے لشکر مین جو آئی دیکھا کہ ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکرون مین کمر بندی ہو رہی ہی گل اندام بھی تیاری کرنے لگی یہان خواجہ برق و چالاک کو لیے ہوے بارگاہ رستم مین آئے آفتاب فلک سیر سے کہا کہ یہ دونون عیار سحر گلنار سے بیہوش ہین مین نے چاہا تھا کہ اُسکو قتل کرون مگر گل اندام نامے کنیز اُسکی آگئی وہ ہی گل اندام اُسکا سیر کال ہی آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو نے مل کر سحر برق و چالاک اُتارا چالاک و برق ہوشیار ہوے رستم اُٹھے کہا کہ مرکب لاؤ سوار ہو کر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے یہان صاحبقران بھی تیاری کر رہے ہین پشت اشقر پر سوار ہو کے دربار گاہ سلطانی پر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار ہو کر بر آمد ہوے سب سردارون نے سلام کیا سب کا مجرا اور سلام لیتے ہوے طرف میدان کارزار کے چلے میدان مین آکر دیکھا آمد فوج ہفت پیکر کا تانتا بندھا ہوا ہی گلنار جادو سب کے آگے بڑھی ہوئی چار ہزار کنیزین ساتھ ہین سحر کرتی ہوئی آتی ہی جب لشکر میدان مین پہونچے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ گلنار بڑھی ہفت پیکر سے اجازت لی میدان مین آکر پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور یہ بھی کہا کہ ای ساحرو تمکو بڑا گھمنڈ ہی اگر میرے مقابلے مین آؤ تو حال معلوم ہو آفتاب فلک سیر یہ نعرہ سُنکر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا عرض کی کہ اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای آفتاب یہ ساحرہ زبردست ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا آفتاب نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال رہیگا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا آفتاب فلک سیر جھومتا ہوا سامنے گلنار کے آیا گلنار نے پکار کے آواز دی کہ ای آفتاب فلک سیر ہفت پیکر مین کیا برائی دیکھی جو تم باغی ہو کے شریک طلسم کشا ہوے نازنینان مہ جبین تو عاشق ہو کر طلسم کشا کی شریک ہوئین تم نے بھی جمال طلسم کشا دیکھا اُسکو پسند کیا آفتاب نے کہا کہ ای گلنار مذہب اسلام کو صحیح پایا

اس وجہ سے شریک ہوے ہفت پیکر مکار و جعلساز ہی شعبدہ باز ہی اُسنے خدائی پر سامری و جمشید کی اعتراض کیا خود خداوند بن بیٹھا ساحرون نے اُسکی خدائی کو زور دیا دیکھو وہ جادوگر قتل ہوے اب کیا زور چلتا ہی گُلنار نے جواب نہ دیا کہا کہ ای آفتاب ہوشیار رہو آفتاب نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین گلنار نے پُکار کر آواز دی کہ ای گُل اندام آفتاب کو لینا بچنے نہ پائے جیسے ہی گُلنار نے آواز دی ہوا سرد چلی پھُول آسمان سے برسنے لگے ایک طائر آکر ایک درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار گانے لگا نظم

ہی بر ناک گُل سراپا وہ بتِ خونخوار سُرخ
کیون نہ ہو جائے رگِ گل کی روش زنار سُرخ

دیکھ کر ای گُل ترے رخسار آتش ناک کو
ہو گئی گلشن مین چشمِ نرگس بیمار سُرخ

پنجۂ قاتل ہو رنگین مجھ مین اتنا خون کہان
ہی غنیمت اُسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سُرخ

مل گیا لیلی کو قیسِ پا برہنہ کا سُراغ
جب کہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سُرخ

ہون مین وہ رنگین بیان چُھوے جو میرا استخوان
مثل طوطی زاغ کی بھی ہو نہ ہین منقار سُرخ

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے آفتاب فلک سیر کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین چاہا طرف گُلنار کے چلون کہ آسمان سے ایک باز پیدا ہوا وہ طائر جو یہ اشعار گا رہا تھا اُسپر باز گرا طائر اپنے مقام سے اُڑا باز سے جنگ کرنے لگا کئی پنجے طائر نے باز کو مارے مگر باز کب ماننا ہی باز نہ آیا پنجہ جو مارا طائر کی آنکھین نکل پڑین اب طائر گھبرایا آنکھون سے پرنالے خون کے بہے باز نے پنجون سے طائر کو پکڑا جھراٹا مار کر چیر ڈالا خون طائر کا سر پر آفتاب کے گرا. جیسے ہی طائر کا خون گرا آفتاب کے ہوش درست ہوے اعضا چالاک و چست ہوے لاشہ طائر کا زمین پر گرا باز تو غائب ہوگیا سب نے دیکھا کہ لاشہ زمین پر ایک عورت کا پڑا ہی گُلنار جادو نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای آفتاب غضب کیا کہ گل اندام کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے یہ کہکر پُکار کر آواز دی کہ اری سحر نگاہ اپنی تسخیر دکھا آفتاب فلک سیر ساحر زبردست ہی ایک پہلو سے گانے کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

کون سی جا ہی جہان تیرے نہین ای یار مست
دیکھیے جس کوچے مین پڑ مارتے ہین چار مست

کہکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرو دستار مست
سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہی کیفیت حصول
عشق رکھتا ہی ہمین بے بادۂ گلنار مست

کون اپنے بت کو کس سے ہو سکے یا دخدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہین
دیکھ لیتے ہین تری صورت ترے دیدار مست

خام ہی سودا تمھارے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیرون مین جکڑے جاتے ہین دو چار مست

آگے آگے ہو کے یاد اُنکو دلا دیتا ہون مین
بھول جاتے ہین جو راہ خانۂ خمار مست

خار خار دل کہے کس سے سُنے بلبل کی کون
باغبان مست و صبا مست و گل و گلزار مست

دوستی دل سمجھتے ہین زلال یار دہ
دُردمی کو جانتے ہین غازۂ رخسار مست

ترک عادت ہی عداوت آدمی کے واسطے
مے نہ دی تو نے تو ای ساقی ہوے بیمار مست

واہ آتش کیا زبان رکھتا ہی کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہین سُن سُن کر ترے اشعار مست

آفتاب نے جو یہ اشعار اُس نازنین کی زبانی سُنے بے اختیار دوڑا پکارتا ہوا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھارے ان اشعار نے مست کر دیا جی چاہتا ہی کہ گرد پھرون تصدق ہون اُس نازنین نے ہاتھ آفتاب کا تھام لیا کہا کہ مین خود تیری مشتاق ہو کر منزلون سے آئی ہون مدت سے سُنتی تھی کہ آفتاب فلک سیر نہایت ذی علم ہی آج حال علم و کمال کھلا تمنے سب کچھ پڑھا مگر یاد نہ رکھا اب تم میرے ساتھ چلو علم و فضل کی ترقی ہوگی آفتاب اُس نازنین کے ساتھ چلا گلنار نے دستک دیکر آواز دی کہ ای سحر نگاہ اسکو لیجا زندان مصیبت مین لیجا کر قید کر ان الفاظ پر وہ نازنین ہنستی ہوئی آفتاب کو اپنے ساتھ لے گئی صحرا مین جاکر غائب ہوئی گلنار نے پکار کر آواز دی کہ ای ساحران نامی دگرامی آپ سب صاحبون نے سحر میرا ملاحظہ کیا آفتاب قید ہوگئے اب رہائی اُنکی ممکن نہین جاؤ جاکر سمجھو بوجھو آپس مین صلاح کرو طلسم کشا کو سمجھاؤ کہ آکر خداوند ہفت پیکر کے قدمون پر گرو لوح و تحفہ جات پیش کرو ورنہ اب کے مرتبہ جو میدان مین آؤنگی تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیجاؤنگی یہ کہکر پلٹی ادھر رستم پیلتن بھی میدان سے پلٹے مگر آفتاب کے واسطے بہت بیقرار ہین فرماتے ہین کہ نہین معلوم آفتاب پر کیا گذری دربار مین آکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ آپ نے ملاحظہ کیا آفتاب کو گلنار گرفتار کرکے لے گئی اگر ہو سکے تو اُسکی فکر کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تو

ٹھیکہ دار ہون افلاس سے مجبور و ناچار ہون رستم نے کہا کہ مین دس ہزار روپیے جمع کیے دیتا ہون
جب آفتاب کو لائیے گا یہ رقم آپ کو ملیگی زیادہ میرے کیے سے نہین ہو سکتا آپ آگاہ ہین کہ
فوج کی تنخواہ تقسیم نہین ہوئی خواجہ عمرو نے فرمایا کہ ای نور نظر جو تمسے ملے وہی غنیمت ہی
اور سردار تمھارے خوش و خرم ہین کچھ نہ کچھ ضرور دین گے یہ سُنکر سنبل ہفت گیسو نے
موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا سیماب کی جانب متوجہ ہوے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمھارے گلے
مین کنٹھا یاقوت کا ہی مناسب ہو تو ہمکو دیدو سیماب نے ہرچند انکار کیا خواجہ نے لڑ لڑ کے
وہ کنٹھا لیا سب جادوگرنیون سے زیور لیا بہانے عیاری لگا کر تلاش مین سحر نگاہ کی چلے
اول لشکر مین گُلنار کے آئے گُلنار طرف دربار ہفت پیکر کے جاتی تھی خواجہ عمرو بشکل
خدمتگار ہفت پیکر سامنے گُلنار کے آئے جُھک کر سلام کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم قدرت پوچھتے ہین
آفتاب فلک سیر کو کہان قید کیا گُلنار نے کہا کہ ارے خدمتگار تجکو کیا مطلب ہی جو سر بازار
ایسی بات پوچھتا ہی کہ جسکا تنہائی مین بھی ذکر نہین کرتے تو کوئی عیار تو نہین ہی عمرو نے کہا کہ
جو فرمائیے وہ جاکر قدرت سے کہدون وہ ہی پوچھتے تھے گُلنار کے مُنہ سے نکلا کہ طرف مشرق
کے کوہ یاقوت ہی اُسی پر سحر نگاہ لے گئی ہوگی وہین قید کیا ہو گا خواجہ عمرو یہ سُنتے ہی
بھاگے جب خواجہ سامنے سے نکل گئے گُلنار نے کہا کہ بیشک یہ کوئی مکار تھا مین چلکر خداوند
سے پوچھونگی یہ کہتی ہوئی دربار مین آئی ہفت پیکر سے پوچھا کہ آپ نے کسی خدمتگار کو بھیجا تھا
حال قید آفتاب پوچھا تھا ہفت پیکر نے کہا کہ مین نے کسی کو نہین بھیجا گُلنار نے کہا کہ
ایک نامہ سحر نگاہ کو لکھا جائے کہ ای سحر نگاہ ہوشیار رہنا عمرو مقام قید آفتاب پوچھ گیا
ہی اُسی وقت نامہ تیار ہو کر آیا گُلنار نے اُسپر اپنی مُہر کی ایک کنیز کو نامہ دیا کہ جاکر ہاتھ مین
سحر نگاہ کے دینا زبانی کہنا کہ قید آفتاب سے بہت ہوشیار رہنا کوہ یاقوت پر کوئی غیر
شخص نہ آنے پائے سحر عجائب و غرائب صحرا مین بھی مقرر کرو اس مضمون کا نامہ پاس سحر نگاہ
کے روانہ کیا سحر نگاہ بالاے کوہ بیٹھی ہی کہ کنیز نے آکر نامہ دیا مضمون نامہ پڑھ کر سحر نگاہ نے
نگاہ صحرا پر ڈالی چند طائر چہکارنے لگے اُڑتے پھرتے ہین سحر نگاہ نے جلسہ آراستہ کیا صحرا
کو درست کرکے نامہ دار کو رخصت کیا پشت نامے پر لکھدیا کہ کنیز نے ہوشیاری کر لی آپ

مطمئن رہین جلسہ آراستہ کیا کنیزین بیٹھی گا رہی ہین سحرنگاہ کا دماغ تر جام ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کنیزونسے اشارہ کیا کنیزون نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روے رنگین کو
چمن مین توڑتے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسۂ سر رہ مین افتادہ ہی مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پاے نگارین کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہین اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھونسے عجب کیا ہی
کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہی
رہا کرتا ہی گھڑیون زلزلہ سا کوہ تمکین کو

سُنی ہین کافران عشق کے مُنھ سے جو تعریفین
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اُس غارتگر دین کو

کہان پیچ و خم گیسوے مشکین زلف سنبل مین
تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہی نسرین کو

گُل رخسار اپنا تمنے جس شاعر کو دکھلایا
مواوہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو

رسائی دار بست تاک تک جنکی نہین ہوتی
وہ مفلس جلتے ہین خوشۂ انگور پروین کو

فقیری کا ترے کوچے کی جنکے سر کو سودا ہی
پرون کا تکیہ وہ سمجھے ہوے ہین خشت بالین کو

بشر کیا کر سکین گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت پارسا اک لعبت چین کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہی آج ای شکار افگن
لپٹ جاتا تھا ہمسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنا دولت دنیا کی ای آتش نہین رہتی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہی مسکین کو

ہنگامۂ عیش گرم ہی کہ سحرنگاہ جادو نے آسمان پر دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تخت کو اُڑاتے ہوے آتے ہین سحرنگاہ نے کنیزون سے کہا کہ لو اور لطف دیکھو قدرت آتے ہین طائر چہکارنے لگے سحرنگاہ نے پُکار کر آواز دی کہ ارے نالائقو کیون غُل مچاتے ہو قدرت آتے ہین شرف کی بات ہی فخر کرتی ہون کہ آج قدرت میرے صحرا مین آئے یہ کہہ کے ہاتھ ہلا دیا طائرون کے سر کٹ کر گرے تخت اُڑتا ہوا کوہ یاقوت پر آیا سحرنگاہ براے استقبال اُٹھی سحرنگاہ نے چاہا کہ سجدہ کرون قدرت نے جھلا کر آواز دی کہ خبردار او سحرنگاہ مجکو سجدہ نہ کرنا مین نے اپنے کو سجدہ کرانا موقوف کیا جب تک مسلمان مجھے سجدہ نہ کرین گے تب تک بندگان قدیم سے سجدہ نہ کراؤنگا سحرنگاہ نے ہاتھ تھام کر کہا

یا خداوند یہ قاعدہ تو آپ نے خوب نکالا لیکن مسلمانون کی بربادی مین کیا دیر ہی ملکہ گلنار نے قبد آفتاب میرے پاس بھیجی ہی ابھی تک کوئی عیار مکار میرے پاس نہین آیا اگر آتا تو مین دکھیتی کہ عیاری کیونکر ہوتی ہی ساحر اور غیر ساحر سے کیا نسبت عیار بیچارے تو غیر ساحر ہین جب آئین گے تو فوراً اسیر خبر دینگے قدرت کے آنے پر تو طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور کیسی کیا حقیقت ہی مین نے ابھی اُن سب کو مٹا یا ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکہ سحر نگاہ تمنے ابھی تماشاے قدرت نہین دیکھا قدرت کو یہ منظور ہی کہ مسلمان بخوبی بدعت کرلین قدرت دکھیین کہ انکا اختیار کہان تک ہی اُسی دن ایک اشارے مین مٹا دین گے یہ کہہ کے قدرت نے بایان کھینچا دہنا چھوڑ دیا کہا کہ ای سحر نگاہ تمکو گانے کا بڑا شوق ہی دکھیو گا با اِسکا نام ہی یہ کہ کے سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ اگنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

جانتے تھے جسے دل آج وہ بسمل ٹھہرا	جسکو محبوب سمجھتے تھے وہ قاتل ٹھہرا
حال کھلتا تھا نہ عاشق کی سیہ کاری کا	زائچہ خط نے جو کھینچا تو زحل تل ٹھہرا
لاحق حال ہی مہجور کو رنج ایک نہ ایک	پسلی پھڑکی خفقان کی جو ذرا دل ٹھہرا
جبکہ عاشق ہوے طالع کا ستارہ چمکا	جلوۂ داغ سے دل ماہ کا منزل ٹھہرا
غم محبوب نے آنکھون کو لہو رُلوایا	آج ان پتلیون کو بھی مرض سل ٹھہرا
کچھ تاسف نہین اسکا نہ برآئی امید	حیف یہ ہی مین دعا مانگ کے سائل ٹھہرا
ناطقہ تنگ ہی بحر اُسکی سخن چینی سے	شعر کیا بات بھی کہنا ہمین مشکل ٹھہرا

ہر چند کہ رات کا وقت ہی صحرا کا سناٹا مگر طائر آشیانون سے سر نکال کے گرنے لگے بعض طائرون نے پرسے پر ملا کر سر پر سایہ کیا چند آہو صحرا سے دوڑ کر آئے پانون سے لپٹے جاتے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین سحر نگاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا بس خود بھی مبہوت ہوگئی تمام کنیزین سر جھکائے بیٹھی ہین کوئی مُنھ سے نہین بولتی صورت ہفت پیکر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ خداوند ہین اس کمال کو پیدا کیا خود زبان سے اپنی فرما رہے ہین ہم لوگ کیا تعریف کرین آج تک کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا کہ ہفت پیکر نے کہا ای سحر نگاہ قدرت شراب پئین گے گلابی منگاؤ سحر نگاہ نے اشارہ کیا کہ ارے گلابی لاؤ کنیزین شراب لینے چلین

ہفت پیکر نے کہا کہ ذرا اُس باغی کو تو بلاؤ مین اُسکو سمجھاؤن ایسا ساحر زبردست
شریک مسلمانان ہوکر مارا جاتا ہی شاید راہ پر آئے اپنی حقیقت کو سمجھ جائے اگر اُسنے قدرت
کا کہنا نہ مانا تو آتش قہر و غضب سے جلا دونگا سحر نگاہ نے آفتاب کو بلوایا ماران سیاہ
آفتاب کے بدن مین لپٹے ہوے ہین زبان مین سوزن مبتلاے دام رنج و محن ہفت پیکر
کوڑا لیکر اُٹھا کہا کہ کیون مغرور قدرت سے جدا ہوکر کیا نفع پایا خداے نادیدہ کو سجدہ کیا
کیا ہاتھ آیا حمزہ نے اپنے خدا کو کیا تجھے دکھا دیا آفتاب نے جواب دیا کہ کسکی مجال ہی
اور کسکی ایسی آنکھین ہین کہ خداے برحق کو دیکھ سکے ایسا کچھ پایا کہ نہال ہوگیا تجھسے مکار
شعبدہ باز کی اطاعت سے نکلا ہین لوگون نے تیری خدائی کو زور دیا ہفت پیکر نے آنکھین
ملا کر کہا کہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا ہفت پیکر سے جو نگاہ آفتاب فلاک سیر
کی ملی بائین آنکھ کا تل دیکھا ہاتھ جوڑنے لگا کہا کہ یا خداوند آپ کی باتون سے سحر مسلمانان
مجھپر سے اُتر گیا مین ابھی آپکو سجدہ کرتا ہون بیشک مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا سحر نگاہ
دنگ ہوگئی جی مین کہتی ہی کہ مین نے کیسا کیسا ڈرایا قتل کا سامان کیا لیکن یہ اپنی ہی کہے گیا
مگر زبان قدرت مین کیا تاثیر ہی کہ ایک کلمے نے یہ تاثیر کی کہ اُسنے اطاعت کرلی سحر نگاہ
نے ماران سیاہ جسم سے چھڑائے زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی آفتاب نے
زنجیرین توڑ ڈالین ہفت پیکر نے کہا کہ ای آفتاب سحر نگاہ ہماری بندی خاص ہی اسکو
اپنے ہاتھ سے شراب پلا یہ کہکے گلابی اُٹھا کے دی کاگ کھولا جام خود لبریز کیا زمین پر
رکھ دیا کہا کہ ای آفتاب سحر نگاہ کو پلادے آفتاب نے خوشی خوشی جام اُٹھایا سحر نگاہ
کے سامنے پیش کیا سحر نگاہ نے جی مین کہا کہ اتنا بڑا ساحر جلیل مجکو شراب پلائے یہ زبان
قدرت کی تاثیر ہی یہ سوچ کر شراب پی گئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای آفتاب تمھارا اوہ
مرتبہ بڑھاؤنگا کہ کل اہل طلسم رشک کرینگے طرۂ بیغمبری تمکو دونگا آفتاب نے کنیزون کو
بھی شراب پلائی سب کنیزین اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگین آپس مین وجد کر رہی ہین کہ
کیا زبان قدرت مین تاثیر ہی آفتاب ہمکو شراب پلائے کہ سحر نگاہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا
کہ یا خداوند آپ کے بھائی آسمان پر آئے ہین مجکو اشارے سے بلاتے ہین ہفت پیکر نے کہا

اُنکی بھی ٹانگ لو سحر نگاہ مسند سے اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزان اُستاد عیارانِ عالم ۔۔۔ سراپا دانش و عقلِ مجسم
بباغ دین زگرشش آبیاری ۔۔۔ جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جانِ کفار ۔۔۔ عمرو آن شاہِ عیاران عیار

خنجر مارا کہ سحر نگاہ کا سر جدا ہوا مرتے ہی سحر نگاہ کے کنیزین جلنے لگین عمرو نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای آفتاب یہ کیا غضب ہوا میرا نقصان ہوگیا عمرو نے بہ تعجیل تمام مجلس کا اسباب اُٹھایا زنبیل مین رکھ لیا آفتاب نے کہا کہ خواجہ مین آپ کو پنجے مین دبا کے لے چلون عمرو نے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون آفتاب پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر صاحبقران کے چلا خواجہ پہاڑ سے اُترے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین ایک صحرا مین پہونچے دیکھا جنگل مین ایک باغ ہی دروازے پر چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے صورت تبدیل کی مسافر کی شکل بنکر سامنے سے باغ کے گذرے کنیزون سے پوچھا کہ یہ کسکا باغ ہی کنیزون نے کہا کہ ملکہ آلام منتظم کُل کارخانۂ ملکہ گُلنار اس باغ مین رہتی ہین خیال مین گذرا کہ ای عمرو انکی بھی گردن لو یہ سوچ کر پشت باغ پر آئے کمند مار کے دیوار پر آئے دیکھا کہ ایک جادوگرنی کرّیہ منظر تاج سر پر رکھے مسند پر بیٹھی ہی چالیس پچاس کنیزین بیٹھی ہین اسباب عیش و نشاط مہیا ہی جام ارغوانی گردش مین ہی ایک خوش آواز یہ اشعار گارہی ہی نظم

دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین ۔۔۔ یہی آئینہ وہ ہی جسمین کہ سیماب نہین
ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون ۔۔۔ جام مے کیا کہ خیالِ قدح آب نہین
آتشِ داغ جدائی سے نہ اُڑ بھاگیگا ۔۔۔ طائر دل ہی یہ کچھ طائر سیماب نہین
صبحدم آج ہی اُس ماہ کا کیا عزم سفر ۔۔۔ چودھوین رات ہی پر جلوۂ مہتاب نہین
بے طرح آج مری نیند اُڑی جاتی ہی ۔۔۔ دیکھو تکیون مین تو کوئی پرِ سرخاب نہین
چھوڑ کر گردش بیہودہ جو مین بیٹھ رہا ۔۔۔ اب مرے اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین
رات دن ابروِ جانان کا تصور ہی ضرور ۔۔۔ کون مسجد ہی دلا جسمین کہ محراب نہین

بولی

ہجر محبوب مین ہی خون فلاطون مجکو
خم مین ای بادہ فروشو یہ مئے ناب نہین

چار پائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو
موت ہی فرقت محبوب مین یہ خواب نہین

ترک احباب پہ آمادہ جو ہی ای ناسخ
تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہین

خواجہ یہ گانا سُنکر دیوار سے اُترے زرغے مین چھپ کر بیٹھے اس خیال مین کہ کوئی کنیز آئے تو مین بیہوش کرون گائن خود اپنے مقام سے بولا کے اُٹھی براے رفع حاجت اُسی مقام پر آئی خواجہ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر محفل مین آئے مگر بڑبڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ یا خداوند واہ خداوندا ایسے وقت پر آنا کیا ضرور تھا مجکو ننگا دیکھ لیا مین بہت شرمائی آلام نے پوچھا کیون خوش گلو کیا ہی کیون قدرت کی تعریفین کرتی ہو یہ تمنے کیا کہا کہ مجکو ننگا دیکھ لیا خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم عجب معرکہ گذرا جیسے ہی مین براے پیشاب بیٹھی کیا دیکھتی ہون کہ قدرت سامنے کھڑے ہین مین اُٹھ کھڑی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے لگے مین نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ کیون دیوانے ہوے ہو کیا مطلب ہی میرا بوسہ لیا اور کہا کہ مین نے تجکو خوش آدانہ کیا مین رات کو تیرے پاس آؤنگا جاگتی رہنا یہ کہکر غائب ہوگئے نہین معلوم اس سے کیا مراد تھی آلام نے کہا کہ ای خوش گلو قدرت تجھپر عاشق ہوے خبردار سونا نہین جاگتی رہنا ہمکو بھی بُلا لینا ہم بھی قدرت کی خاطر کرینگے شاید مجھپر توجہ کرین لیکن ای خوش گلو اب تو گاؤ گانا سُناؤ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی
خضر ہمراہ ہی رہزن کیا ہی

برش تیغ قضا کے آگے
سرکشون کی رگ گردن کیا ہی

آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم
دست داؤد مین آہن کیا ہی

آپ کا دام بلا آفت ہی
طائر عرش نشیمن کیا ہی

آپ کی برق غضب کے آگے
مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی

آپ سے ہو جو قوی مور ضعیف
پیلتن کیا ہی تہمتن کیا ہی

بس یہی ورد زبان ہی ناسخ
آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ سب کنیزین تعریفین کرنے لگین آلام نے کہا کہ بُوا آواز تو بدل گئی واقف کاری زیادہ ہوئی کیا تانین لگائی ہین سب کو خوش کیا ای بُوا خوش گلو اسوقت تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا خوش گلو نے کہا کہ شراب بھی مین ہی پلاؤن ساقی گری کرون آلام نے کہا کہ بُوا یہ کتنی بڑی بات ہی کہا حضور دل مین یہ آیا ہی کہ جس طرح عمرو عیار ساقی گری کرتا ہی اُس طرح ساقی گری کرون کلید میخانہ مجکو دیجیے یہ سنکر آلام نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے مین آئے پکار کر آواز دی کہ صاحبو اب ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے شراب لیجاؤ کنٹر و گلابیان کنیزین اُٹھا کر لیجانے لگین نگہبان باہر کی آئین بتلہ اُٹھا کر لے گئین چند گلابیان خواجہ نے آراستہ کین بیہوشی ملا کے محفل مین آئے آلام تعریفین کر رہی ہی کہ دیکھو صاحبو خوش گلو کس سلیقے سے شراب لائی ہی جی چاہتا ہی کہ پیجیے خواجہ نے پیشواز پہنی چوراسی گھنگرو پاؤن مین باندھے گت ناچنا شروع کی جھلکر جام لبریز کیا توڑے لیتے ہوے چلے آلام کہتی ہی کہ ای خوش گلو دیکھو جام کا انجام بُرا ہوا چاہتا ہی شراب سر سے گر یگی خواجہ کب سُنتے ہین توڑے لیے جاتے ہین سامنے آلام کے سر جُھکا یا کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے آلام نے بصد خوشی جام لیا چاہتی ہی کہ پیے شراب نے چرخ مارا آلام نے ہاتھ ہلایا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی ایک برق چمکی وہ عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی آلام نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ او ساربان زادے تو نے میری گائن کو کیا کیا ملکہ گلنار نے لکھا تھا کہ بہت ہوشیار رہنا آخر تو آپہونچا یہ کہکر شراب پھنکوا دی سحر بھی قریب تھی گریبان سحر بھی غم مین عمرو کے چاک ہوا آلام خنجر لیکر اُٹھی کہتی ہوئی کہ او ساربان زادے میری خوش گلو کو کیا کیا جلد بتا عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری ہین چاہتا ہون کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرون مگر آپ لے چل کے قدرت کے قدمون پر گرا دیجیے قدرت کو میری ذات سے بڑے بڑے رنج پہونچے بڑے بڑے ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے تمھارے قتل مین بھی تھوڑا زمانہ باقی تھا مقام افسوس ہی کہ تم ہوشیار ہو گئین اگر مین جانتا کہ شراب پلانے مین یہ آفت ہوگی تو شراب نہ پلاتا اور بہت سی تدبیرین تھین کہ تمکو مار لیتا

آلام نے کہا کہ او ساربان زادے مین نے تدبیر کر رکھی تھی کہ جو کوئی مجکو بیہوشی پلائے تو مین آگاہ ہو جاؤن اسی وجہ سے مین نے تجکو گرفتار کر لیا مگر خوش گلو کو جلد بتا عمرو نے کہا کہ فلان نخل کے سائے مین پڑی ہی کنیزین گئین خوش گلو کو اُٹھا لائین بالکل برہنہ تھی زیور ندارد آلام نے اُسکو کپڑے پہنائے جب خوش گلو ہوشیار ہوئی اور اپنا حال سُنا تو بہت روئی آلام نے سمجھایا کہ ای خوش گلو تیری شکل بنکر یہ ساربان زادہ آیا تو میرا کیا کر لیا آخر کو یہ انجام ہوا اب اسکو قتل کرو کنیزون نے دارین استادگین کہا کہ ہمارے جلاد کو بُلاؤ کنیزون نے آواز دی کہ ای ظالم خنجر باز جلد آؤ ایک گنہگار کو قتل کرو پہلوے باغ سے ایک زنگی باخجر برہنہ آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی آلام نے کہا کہ ای ظالم خنجر باز اس ساربان زادے کو دار پر کھینچ دے کہ اسکا سر خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی روانہ کرون ہماری مالک کہ جنکے ہم منتظم کار ہین سر دیکھ کر بہت خوش ہونگی وہ آفت لشکر اسلام پر برپا کرینگی کہ مسلمان اپنی جان سے بیزار ہو جائین تڑپ تڑپ کے مرین ظالم نے عمرو کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا اُس وقت عمرو کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچالے نظم

خدا اہلِ بصیرت را نماید ہر زمان صورت … نمی پوشد ز چشم اہلِ دین آن مہربان صورت
بدین حُسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی … چرا پوشد رُخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گُل چو رنگ و بوے گُل گلرو دہد جلوہ … نماید او ز ہر یک جسم خاکی مثل جان صورت
درین جلوہ گہِ صورت ندیدہ دیدۂ عالم … چنین حُسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حُسنِ چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ … ز روے ہر گُلِ رنگین نماید باغبان صورت
بقائے نیست در دنیاے فانی اہلِ صورت را … کہ این صورت بپوشد آخر از چشمِ جہان صورت
گر از چشمِ تعلق صورت اول شود غائب … دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ می سازد عیان ہر دم … کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

بلک بلک کے جو خواجہ نے دعا کی جلاد نے قصد کیا کہ سر خواجہ کا کاٹ لون آسمان پر برق چمکی وہ برق جلاد پر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے پھر جو وہ برق کڑک کر گری زنجیر کو کاٹا اب وہ برق تڑپنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے آلام نے جو دیکھا کہ خواجہ کی

زنجیر کٹی آسمان پر ایک لکہ ابر سے برق گر رہی ہی آلام نے اُٹھا کر ایک گولہ مارا دیکھا آفتاب سحر کر رہا ہی آلام نے للکارا کہ او آفتاب تو تو قید تھا کیونکر رہائی پائی آفتاب نے آواز دی کہ سحر نگاہ قتل ہوئی ہمنے رہائی پائی اب تو آلام مصیبت کش برس پڑی کئی تلوارین آفتاب پر گرین مگر آفتاب نے تلوارین توڑین آلام نے کمر سے خنجر نکال کر پھینک مارا آفتاب نے خنجر کو ہاتھ مین روک لیا وہی خنجر آلام پر پھینک مارا ہر چند کہ آلام نے اپنے کو بچایا مگر خنجر ایسا پڑا کہ آلام کے دو ٹکڑے ہوے پلٹ کر خواجہ کی زنجیرین کاٹین خواجہ نے قید سے چھوٹتے ہی لوٹنا شروع کیا مگر قتل ہونے سے آلام کے کنیزین غائب ہو گئین خواجہ نے کہا کہ ای آفتاب کئی سی کنیزین تھین یہ سب کہان گئین آفتاب نے کہا کہ ای خواجہ یہ سب کنیزین سحر کی بنی ہوئی تھین مرتے ہی آلام کے نابود ہوئین جب خواجہ نے خوب باغ کو لوٹا پھل بھی درختون سے توڑ لیے آفتاب نے کہا کہ خواجہ اب چلیے باغ سے باہر نکلے تھے کہ رونے کی آواز آسمان سے آئی خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ آلام کی لاش سے چند کنیزین لپٹی ہوئین لاشہ لیے جاتی ہین یہان گلنار بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ کنیزون نے لا کر لاشہ آلام پہونچایا ملکہ گلنار نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے غضب ہوا آلام کو کسنے مارا یہ کہہ کر جھولی سے ورق نکالا اُسمین دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا سحر نگاہ اور آلام کو خواجہ و آفتاب نے قتل کیا دونون آتے ہین مگر اب اور تدبیر کرونگی یہ کہہ کے روتی ہوئی خدمت ہفت پیکر مین آئی کہا کہ یا خداوند عمرو نے جا کر سحر نگاہ کو مارا آلام کو بھی قتل کیا اب لشکر مین آتے ہین وہ عمرو عیار تھا کہ جسنے مجھسے نشان پوچھا تھا کتاب سے معلوم ہوا کہ عمرو نے آپ کی شکل بنکر سحر نگاہ کو مارا ہفت پیکر افسوس کر رہا ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر بدعا دی عرض کی کہ یا خداوند آفتاب و عمرو اپنے لشکر مین آئے رستم کو اُنکے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی جشن کی تیاری ہو رہی ہی سامان روشنی ہو رہا ہی طائفے ہزارون طلب ہو رہے ہین بارگاہ رستم مین بڑی تیاری ہی سب سرداران امیر بارگاہ علمشاہ مین جمع ہو رہے ہین ناچ شروع ہو گیا گلنار نے کہا کہ یا خداوند آپ تقدیر مضبوط کیجیے مین جا کر جشن کو درہم و برہم کرون آفتاب و سنبل ہفت گیسو کو پکڑ لاؤن

لگر فوراً قتل کیجیے کوئی داغ تو مسلمانون کو پہونچے ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار تقدیرین نواس سال سُست ہوگئین جو تقدیر کرتا ہون مسلمان اُلٹ دیتے ہین تقدیر جینے نہین پاتی تدبیر مسلمانان تقدیر کو پلٹ دیتی ہی لیکن قدرت تقدیر کرین گے گلنار دربار ہفت پیکر سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا جھوٹی بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالی طرف بارگاہ رستم کے چلی یہان اب وہ وقت ہی کہ رستم بمقام صدر پہ بیٹھے ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغۂ ہفت جوہر زیب کمر آفتاب فلک سیر پہلو مین بیٹھا ہی ایک طرف سنبل ہفت گیسو ایک جانب لالہ عذار ایک جانب ملکہ سیماب تمام شاہزادیون کے بیچ مین رستم بیٹھے ہین ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست — بہار رفتہ و سر سبزی چمین باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم چو پروانہ — ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند — کہ گر بہ خلد رود لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم — ربودہ از کفِ من بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان اگر شدم مخفی — کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام چل رہا ہی سازون کے سُر کھینچے ہوے نازنین خوش آواز مصروف سوز و ساز جمال رستم مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی شاہزادیان گلچینی گلشنِ جمال شاہزادے کی کر رہی ہین گلنار کی نگاہ جو جمال جہان آراے رستم پیلتن پر پڑی برق آفتاب جلال نے خرمن دل کو پھونک دیا ہرچند گلنار نے چاہا ضبط کرون مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا مثل بید کانپی چاہتی ہی کہ جا کر شریک صحبت ہون مگر دل تردد منزل روکتا ہی کہ ایسا نہ ہو عاشقان جمال رستم حریف جان کے روکین مین فساد نہین چاہتی ابھی بارگاہ مین سحر ہونے لگیگا ای گلنار تنہائی مین شاہزادے سے ملاقات کرون شاید معشوق بر سر رحم ہو پہلو مین اپنے جگہ دے ای گلنار یہ کیا غضب ہوا دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی دل مین تاب ضبط باقی نہین ہی

ابتو اپنی یہ کیفیت ہی کیا بیان کرون نظم

چنانم دل زجور مدعی در سینہ می لرزد ۔۔۔ کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ می لرزد
بوقت فرض اگر دست دلم لرزید معذورم ۔۔۔ کہ ہمچو رعشہ دار از رعشۂ دیرینہ می لرزد
زباد فتنہ در گلشن زچشم بلبلان پنہان ۔۔۔ درخت بید مجنون را دل بکینہ می لرزد
زضعف و ناتوانی ہا کہ از بخت زبون دارم ۔۔۔ مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد
زبس از گردش گردون دون ہمت ہراسانم ۔۔۔ دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد
گرفت او گر زبیدادی بہ طرز دشمن و ترسم ۔۔۔ کہ مفلس در پلاس خرقۂ پشمینہ می لرزد
بزیر خاک اگر مخفی بیابد یک درم مورے ۔۔۔ زعدل روزگار از تہمت گنجینہ می لرزد

سو سو طرح دل کو سنبھالتی ہی مگر دل نہین سنبھلتا دیر تک کھڑی رہی آخر کار ناچار رہے گے بلٹی حوصلہ نہ پڑا کہ صحبت رستم مین جائے آخر باہر نکلی ناچار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلی بارگاہ مین آئی کنیزون نے جو دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری خیر تو ہی آپ دربار رستم مین گئی تھین کیا کام کیا ہم بہانے سے دکھا دیجیے کہ کوئی سحر حضور کا ہو تو اُسکا تماشا دیکھین ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ گذرا شکار کو گئی تھی خود شکار ہوئی عجب کیفیت ہوئی میرا حال دل نہ پوچھو بارگاہ سے باہر جاؤ کنیزون کو نکال دیا آپ تنہا پلنگ پر بیٹھی آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

من و آن سر کہ صد سودا ز جانان در بغل دارد ۔۔۔ من و آن دل کہ صد ناوک زمژگان در بغل دارد
ز دستت گر برون شد دل مکن اندیشہ ای بلبل ۔۔۔ بجائے دل اسیر عشق افسان در بغل دارد
ملک را بر فلک پنہان بہ دام عشق اندازد ۔۔۔ ادا ہائے کہ آن زلف پریشان در بغل دارد
تو بیرحم و جفائے تو من آزردہ می ترسم ۔۔۔ کہ آہ سینۂ مجروح پیکان در بغل دارد
دو چشمم گریہ آلودہ دلم چون بید می لرزد ۔۔۔ کہ اشک در دمندان موج طوفان در بغل دارد
گل ہر بوستانی را کہ بینی زیر پیراہن ۔۔۔ گلستانے بظاہر یاس پنہان در بغل دارد
ز آہ سرد مظلومان حذر مخفی نمی داری ۔۔۔ بہ زہر آلودہ صد پیکان پنہان در بغل دارد

گلنار بلبک رہی ہی کہ وزیرزادی سمنبر کہ ہمیشہ سے ساتھ پرورش پائی ہی اسنے سُنا کہ ملکہ تنہا
بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہو کر ٹہلتی ہوئی در بارہ دری پر آئی ہچکیون کی آواز سُنی گھبرا کے
اندر آئی دیکھا کہ گلنار کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی آنکھین اُبلی ہوئی ہین آکر بلائین لین آنسو پاک کیے
کہا کہ کیون واری خیر تو ہی مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون مجھسے تو مفصل بیان کیجیے ہم لونڈیان
کس دن کے واسطے ہین اگر ارشاد ہو تو آسمان کے تارے توڑ لائین حضور کا رنج و ملال مٹائین
گلنار نے کہا کہ ای وزیرزادی کیا حال پوچھتی ہو مجھپر عجب معرکہ گذرا ہر چند چاہتی ہون ضبط کرون
نہین ہو سکتا دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی حقیقت مین سنبل ہفت گیسو وغیرہ
جو عاشق ہوئین ایک گوہر بے بہا چُن لیا بیٹھی ہوئی گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہین اصل کیفیت یہ ہی
کہ مین جاکر رستم سر عاشق ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب بھرا گیا
مین نے بڑا کمال کیا کہ وہانسے پلٹ آئی ورنہ یقین تھا کہ بیہوش ہو کے وہین گرون اپنے کو بمشکل
سنبھالا مست مے محبت تھی لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ بھی حضرت عشق کی مہربانی تھی کہ مجکو بجبر یہانتک
پہونچایا مین جانتی تھی راہ مین گر پڑونگی لیکن بہت ضبط کر کے چلی آئی اب دیکھیے تقدیر کیا دکھائے
کیونکر وہان تک جاؤن روح کو راحت نہین قلب مین طاقت نہین بہت گھبراتی ہون طلسم کشا
سے شرماتی ہون اس طرح رو رو کر جو گلنار نے بیان کیا وزیرزادی گھبرا گئی عرض کی کہ ای
ملکۂ عالم یہ تو امر بہت آسان ہی اگر حکم ہو تو مین فوراً جاؤن اور طلسم کشا کو بلا لاؤن آپ کو
پروردگار نے جمال ایسا دیا ہی یقین کامل ہی کہ طلسم کشا آپ کو دیکھکر سنبل وغیرہ کو بھول جائے
بلکہ کیا عجب ہی کہ اُن شاہزادیون کو صحبت مین جگہ نہ دین گلنار نے مُنہ پیٹ کر کہا کہ ای
وزیرزادی وہ عظم و شان اُنکا دیکھا کہ حوصلہ نہین پڑتا کہ وہ تشریف لائین اول تو مجھسے
ایسی خطا سرزد ہوئی کہ مین نے سرمیدان آفتاب کو زیر کیا قید کر کے روانہ کر دیا تھا عمرو
نے جاکر اُسے چھڑایا اُسی کا جشن ہو رہا ہی یہ بھی سُنا کہ اپنے سردارون کی بڑی خاطر کرتے ہین
آفتاب کے واسطے لاکھون روپیے صرف کر ڈالے اُنکو خدا نے مرتبۂ اعلےٰ عطا کیا ہی وہ
ہمارے بُلانے سے کیون آئین گے اگر آگئے تو کوئی ایسا مقام تجویز کرو کہ وہ تنہا ہون ہم جاکر
سامنا کرین شاید اُنکو بھی ہمارا خیال ہو تو البتہ بہ لطف ملاقات ہو وزیرزادی نے عرض کی

کہ حضور وہ ضرور آئین گی آپ یہان سے اُٹھیے مُنھ ہاتھ دھوئیے مین پتہ لگا کر لاتی ہون اور جو حضور اس حال سے رہین گی تو کنیزے کچھ نہ ہو سکیگا حضور کو مطمئن دیکھکر جاؤن تو پتہ لگا کے لاؤن تب حضور کو حال کھلے ملکہ یہ سُنکر اُٹھ بیٹھین کہا کہ ای وزیرزادی مین تو اچھی ہون تنبر نے ملکہ کو سمجھا کر مُنھ ہاتھ دھلوایا کھانا جبراً کھلوایا کنیزون کو بُلا کر خدمت مین مقرر کیا آپ طرف لشکر رستم کے چلی رستم نے جشن سے مہلت پا کر سماک کو بُلا یا فرمایا کہ ای سماک ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہی بیرون لشکر خیمہ استاد کرو وہان اسباب عیش و نشاط آراستہ کرو چل کر بیٹھین کچھ یہ بھی دریافت کیا کہ طبل جنگی کیون نہین بجا گُلنار کو کیا فکر ہی آخر کیا ذکر ہی سماک نے عرض کی کہ مین نے سُنا ہی کہ کچھ ملکہ کی طبیعت بے لطف ہی باغ مین جا کر پڑی ہین آج دربار مین آکے نہین بیٹھین دربار ہفت پیکر مین بھی نہین گئین رستم نے کہا کہ مین نے اُسکے حُسن و جمال کی بڑی تعریف سُنی ہی مین نے میدان کارزار مین دیکھا حقیقت مین نہایت خوبصورت ہی سماک نے اُسی وقت بارگاہ استاد کی رستم آکر بارگاہ مین بیٹھے سماک سے اشارہ کیا سماک یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

پھیر کر دل جو طلب مجھے دوبارا کرتے ۔۔ رشک آتا تمھین ایسا اُسے پیارا کرتے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے ۔۔ وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
بے نشان ہونے مین تھے اپنے تمھارے شہر کے ۔۔ تم مٹاتے ہمین ہم نام تمھارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان ۔۔ کہ سمجھتا نہ اُسے تم جو اشارا کرتے
میرے معشوق تھے یا بن گئے اب میرے رقیب ۔۔ تم نہ آئینے مین گر اپنا نظارا کرتے
ہم وہ خود گم تھے محبت مین کہ کچھ دور نہ تھا ۔۔ آپ کو آپ ہی اکثر جو پُکارا کرتے
ڈھونڈھ دیتے ہمین اُس بُت کو کہین سے ای شیخ ۔۔ تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری ۔۔ جی بھی تو پاس نہین ہی جسے مارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پہ ۔۔ پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
تھوکتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ ۔۔ جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمہارا کرتے
وصل کی شب تو مری گردش تقدیر تھے ۔۔ کچھ تمھین نرگس فتان سے نظارا کرتے

تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین	ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
دیکھتا نت نئی آفت کوئی عاشق نہ جلال	آنکھ ملتے ہی جو وہ مار اُتارا کرتے

شاہزادہ تو اس عیش و نشاط مین بیٹھا ہی سمنبر اُڑتی ہوئی آئی شاہزادے کو تنہا دیکھ کر پلٹی خدمت مین گلنار کی آئی کہا کہ واری اسوقت طلسم کشا ایک بارگاہ مین اکیلے بیٹھے ہین اگر مناسب ہو تشریف لے چلیے گلنار یہ سُنتے ہی اُٹھی ایک طاؤس پر سوار ہوئی راہ مین کہتی ہوئی کہ کیون سمنبر مین بلا تکلف کیونکر سامنے جاؤن کس طرح روے سیاہ شاہزادے کو دکھاؤن سمنبر کہتی ہی کہ واری ایسا مقام پھر نہ ملیگا اگر حکم ہو تو پھر مین جاؤن آپ زیر نخل ٹھہریے وہ آپ کو آکے خود لیجائین ملکہ نے کہا کہ ای سمنبر دل تو یہی چاہتا ہی کہ وہ آکے لیجائین تو دل کو تسکین ہو سمنبر نے گلنار کو لاکر بارگاہ کے قریب ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا آپ بلا تکلف چلی دربارگاہ پر آئی خادمون نے روکا سمنبر نے کہا کہ ہمین تمھارے آقا سے کچھ کہنا ہی خدمتگار خاموش ہو رہے سمنبر اندر آئی رستم کو مسند پر دیکھا جاہ و جلال دیکھ کر تھراگئی کانپنے لگی برا تسلیم خم ہوئی رستم نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی سمنبر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور تخلیہ ہو تو مین عرض کرون رستم اپنے مقام سے اُٹھے سمنبر نے وہ رعب و دبدبہ دیکھا کہ کلام کرتے خوف آتا ہی عرض کی کہ ای شہریار ایک صاحب حضور کی مشتاق ہین سامنے بارگاہ کے زیر نخل کھڑی ہین اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو بُلا لیجیے صحبت مین اپنی جگہ دیجیے رستم بڑھے قریب نخل کے آئے دیکھا کہ حقیقت مین زیر نخل روشنی ہو رہی ہی ثابت ہوتا ہی کہ وہ مقابل برج ماہ تابان ہی جوڑا بھاری زیب جسم آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے آنے پر محجوب و شرمسار دل بیقرار آنکھین اشکبار رستم نے قریب آکر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تم وہان کیون کھڑی ہو یہان آؤ وہان ٹھہرنے کا کیا باعث گلنار نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا رستم نے بڑھ کر ہاتھ تھاما کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے ہم بُلاتے ہین آپ جواب نہین دیتین کسقدر آپ کو غرور حُسن و جمال ہی آخر کیا خیال ہی یہ کہہ کے ساتھ لے چلے سمنبر بھی ہمراہ ہی رستم نے گلنار کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا ملکہ نے آنکھوں مین آنسو بھر کے کہا کہ آپ کی محبت کھینچ لائی

کیا جواب دین دل کو بڑا انتشار ہی دیکھین کیا ہو دل خانہ خراب کو بہت کچھ سمجھایا اس کمبخت نے نہ مانا آخر مجبوب کرایا رستم نے کہا کہ ہم خود تمھارے دولتخانے پر آئین چلو ابھی چلین ملکہ گلنار کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا گلنار نہ اُٹھتی تھی رستم نے زبردستی اُٹھایا طرف باغ ملکہ گلنار کے چلے سمنبر رہبری کرتی ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدی سحر ظاہر ہو رہی ہی طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہای نخل پر بیٹھے ہین اپنی زبانون مین یاد الٰہی کر رہے ہین ہرچند کہ شاہزادہ گلنار سے چاہتا ہی کہ بات کرے گلنار شرم سے سر جھکائے ہوے عرق عرق ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی رفتار فیل زور ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار فوج ہمراہ برای مدد ہفت پیکر آیا ہی دور سے اسنے جو رستم کو دیکھا پہچان گیا تصویرین تو جابجا ہفت پیکر بھیج چکا ہی رفتار نے شاطر سے کہا کہ یقین ہی طلسم کشا آتا ہی شاطر نے سر ہلا کر کہا کہ ای شہریار آپ نے خوب پہچانا بیشک طلسم کشا ہی فوج کو حکم دیجیے گرفتار کرے رفتار نے پلٹ کر فوج سے کہا کہ یہ جوان جو آتا ہی اسکو گرفتار کرلو ساٹھ ہزار فوج نے بلوہ کیا رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو کنارے ٹھہرو مین اسکو سمجھائے دیتا ہون گلنار نے شگفتہ ہو کر کہا کہ آپ نہ تکلیف فرمائیے کہیے تو انکو پھیر دون کہ یہ اُلٹے پلٹ جائین یا آپس مین لڑین افسر کو سب ملکر قتل کرین رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تمھاری شراکت نہین چاہتے ہمارے قبلہ و کعبہ کی ممانعت ہی کہ ساحر کو غیر ساحر پر حکم نہ دو مقام تعجب ہی کہ مین تمھین لڑنے کا حکم دون مجھسے یہ نہ ہوگا کہ اتنے عرصے مین فوج قریب آگئی کسی نے نیزہ مارا کسی نے تیر سے وار کیا کسی نے تلوار لگائی جب تو رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

تیغۂ ہفت جوہر کھینچا سمک نے حقۂ آتشبازی مارا کئی سو کے منھ جلے گھوڑے بھڑکے رستم لڑتے ہوے قریب افسر کے پہونچے افسر نے تلوار ماری رستم نے روک کر جو ہاتھ مارا گینڈے کی گردن کٹی رفتار گینڈے سے کود امقابل رستم ہوا پھر ہاتھ تلوار کا مارا ابکی مرتبہ رستم نے تلوار کو اسکی روک کر ہاتھ مار دیا کہ سر اُس خود سر کا کٹ کر گرا سمک نے فوراً وہ سر لیکر

ایک نخل مین لٹکا دیا کل فوج کی نگاہ پڑی آپس مین کہنے لگے کہ یارو افسر مارا گیا اب کسکے بھروسے پر لڑین کیونکر فتح ہوگی کمیدان ورسالہ دار جو باقی تھے اُنھون نے صلاح دی کہ یارو ہمارا افسر مارا گیا اب کون صورت فتح کی ہی اگر طلسم کشا ایسا نہوتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا اب تک پہلوان گرفتار نہ کر لیتے دیکھو کس زور وشور سے لڑ رہا ہی کتنے افسر اُسنے مارے لہذا اب بھاگ چلو سب کے پائون اُٹھے کچھ تو طرف صحرا کے بھاگے کچھ درختون کی آڑ مین چھپے جب یہ لوگ بھاگ گئے میدان صاف ہوا رستم وگلنار وعیار وسمنبر وزیر زادی چارون ملکر طرف باغ کے چلے باغ مین آسکے داخل ہوے جو ملازم رفتار کے درختون مین چھپے تھے اُنھون نے رستم وغیرہ کو جاتے ہوے دیکھا نکل کر لشکر ہفت پیکر مین آئے دربار مین ہفت پیکر کے پہونچے تمام کیفیت اپنے افسر کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا صحرا مین جو باغ ہی اُسمین گیا ہی ہفت پیکر نے کہا یہ تو تم سب پتہ باغ گلنار کا دیتے ہو ارے جا کر دیکھو تو گلنار اپنی بارگاہ مین ہی یا نہین اُسی وقت لوگ گئے جا کے دیکھا کہ گلنار بارگاہ مین نہین ہی کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین کنیزون نے کہا کہ اپنے باغ مین گئی ہین یہ خبر سُنکر ہفت پیکر نے کہا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے شفیق تیغ زن اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند غلام جا کر گرفتار کر لائیگا یہ تو خبر پا چکا کہ رستم وہان اکیلا ہی باہر نکل کر ساٹھ ستر ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف باغ کے چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین وسط باغ مین چبوترے پر بیٹھین رستم سے باتین کر رہی ہین کہ گرد اُٹھی رستم نے حکم دیا کہ ای سمک دیکھو تو یہ کیسی گرد اُڑی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی طرف باغ کے آتا ہی سمک نے نکل کے دیکھا کہ سوار وپیدل باغ کو گھیر رہے ہین ایک پہلوان قوی تن وقوی من گینڈا اُڑائے ہوے آتا ہی چاہتا ہی کہ باغ مین گھس جاؤن سمک نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ ایک پہلوان زبردست آتا ہی چاہتا ہی کہ باغ مین گھس آؤن رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے کہا کہ ای شہریار برائے خدا ابتو آپ تکلیف نہ فرمائیے کنیز ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دیگی معلوم ہوتا ہی کہ ہفت پیکر کو خبر ہوگئی اُسنے فوج بھیجی ہی اُسی نے آکے باغ کو گھیرا ہی مین سمجھ لونگی آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم نے نہ مانا تلوار کھینچ کر باہر نکلے دیکھا کہ ایک پہلوان آتا ہی للکارے کہ ادبھیا کہان آتا ہی شفیق نے جو رستم کو تنہا دیکھا فوج سے

اشارہ کیا کہ اس جوان کو مارلو فوج والے گھوڑے جھکاکر طرف رستم کے چلے رستم نے ایک سوار کو مارکر گھوڑا اُسکا لیا برابر شفیق کے پہونچے فرمایا کہ فوج کو کیا اشارہ کرتا ہی تو آپ ہمارے مقابلے مین آ شفیق نے بڑھ کر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزے کو تلوار سے قلم کیا اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا مگر چہار طرف سے رستم پر نیزے پڑ رہے ہین کوئی دور سے تیر مارتا ہی کوئی تلوار مار کے بھاگتا ہی رستم ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین زرہ سے خون ٹپک رہا ہی رستم نے شفیق کی تلوار کا وار اُٹھاکر جواب مین تیغہ مارا شفیق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرایا تو قبۂ سپر پر جھکا تھا یا زمین کو بوسہ دیا فوج شفیق نے بلوہ کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مارا گیا اب اس شخص کو بھی قتل کرو رستم سب کو جواب دے رہے ہین گلنار نے جو در باغ سے یہ معرکہ اور رستم کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا دیکھا بیقرار ہوگئین گولہ اُٹھاکر پھینکا آواز دی کہ ارے دیوانو ہفت پیکر کے پاس جاؤ وہ تمھارا بھی علاج کریگا کسی نے اپنا گریبان چاک کیا کسی نے چہرے پر خاک ملی تلوارین پھینکدین سپرین اپنی اپنی پشتون سے گرائین کوئی تالیان بجاتا ہی کوئی آواز دیتا ہی کہ ہم عاشق روے زیبلے گلنار ہین اُسی کے عاشق زار ہین سمٹ کر رستم کے پاس سے ہٹے رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا پلٹ کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم خبردار اب سحر نہ کرنا ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا بہت پچتاؤگی ملکہ نے ہاتھ روکا مگر وہ سب بلبلاتے ہوے غل مچاتے ہوے طرف ہفت پیکر کے چلے ہفت پیکر پوچھ رہا تھا کہ نہین معلوم شفیق پر کیا گذری بڑے زور وشور سے گیا ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و بیداد کی صدا آنے لگی گھبراکر پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی یہ کہکے اور پریشان ہوکر خود دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ ساٹھ ہزار جوان گریبان چاک چہرون پہ خاک نام گلنار کا لیکر رو رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین

نظم

دیتے ہو تسکین مرے آزار سے	دوستی تمکو نہین اغیار سے
کچھ نہ سوجھی حسرتِ دیدار سے	سہل چھوٹے مردن دشوار سے
داغ خون سے میرے وہ حیران ہوا	دامن اُلجھا ہی گلِ بیخار سے
چھوڑ چل ای بوالہوس سرکو کہ اب	جھانکتے ہین روزن دیوار سے

فصد کی حاجت ہے مجھے کیا چارہ گر　　بہگیا خون دیدۂ خونبار سے
ہاں کیسا جان بھی دے کر بچون　　گر بنے تو دل چھڑا لون یار سے
مت کرو کنگھی نہ یہ دزد حنا　　دل چُرا لے طرۂ طرار سے
آہ دور چرخ کی کیا خاک اُڑائے　　فتنہ برپا ہے تری رفتار سے
کھا گیا جان آگے دون اُسکو نکال　　مین نہین خوش صحبتِ غمخوار سے
یون کہے درد آیا اپنی جبر کا　　حال دل گر پوچھیے دلدار سے
کر نصیحت گر مین سچ ہون سادہ لوح　　تو بجھے گی خوب اُس عیار سے
دست قاصد کاٹے کیون ثابت کیا　　دزدیِ مضمون مرے طومار سے
ہاے بختِ خفتہ کی یون جھپکی آنکھ　　دشمنون کے طالع بیدار سے
آکہ غزل اک اور بھی مومن کہ ہے　　شوق اُس بت کو ترے اشعار سے

یہ اشعار پڑھ کر غل مچا رہے ہین ہفت پیکر کو سامنے کھڑے دیکھا کلمات خلاف کہنے لگے پکارتے تھے کہ او بیحیا نکل کر ہمارے سامنے آتو ہم تجکو کشان کشان پاس گُلنار کے لیچلین معشوق نے تجکو یاد کیا ہی ایسے ایسے کلمات عشق آیات کہ رہے ہین ہفت پیکر کا یہ باتین سُنکر غصے سے چہرہ سُرخ ہو گیا آواز دی کہ ان نالائقون کو قتل کرو لشکر تو ہفت پیکر کا بیحساب ہی سب نے بلوہ جو کیا ایک ایک شخص پر ہزار ہزار آدمی ٹوٹ پڑے جیسے مرغ دانون کو چُن لیتا ہی دم بھر مین مار کر سب کا کام تمام کیا ہفت پیکر بارگاہ مین آیا کہا کہ یارو دیکھا تمنے اُس مفسدہ پرداز نے کیا آفت برپا کی یہ سحر گُلنار کا تھا ہرکارون نے عرض کی کہ جب طلسم کشا نے افسر کو مارا تو ملکہ نے بھی بے تکلف ایک گولہ مار دیا کہ ان سب کا یہ حال ہوا چاہا تھا کہ دوسرا سحر کرون طلسم کشا نے پُکار کر آواز دی کہ ای ملکہ خبردار اب سحر نہ کرنا ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا ہمارے قبلہ و کعبہ کی ممانعت ہی کہ ساحر غیر ساحر سے نہ لڑے مگر بی گلنار نے پلٹتے پلٹتے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا اور پُکار کر کہا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤ اور رستم کو پھر باغ مین لے گئین جان و دل سے رستم پر عاشق ہین ہفت پیکر نے کہا کہ یارو قدرت کی نگاہ پہلے ہی اُسکے جمال پر پڑی تھی مگر کہنا مناسب نہ جانا خیال تھا کہ

موقع محل پا کے کہونگا قبضے مین کرلونگا یہ نہ سمجھا تھا کہ دشمن ہو جائیگی یا رونم مین کوئی ایسا ہی کہ
گلنار کو گرفتار کرلائے فوراً وصل حاصل کرون رنگ اپنا جما دون وہ صورت دکھاؤن
کہ رستم کو بھول جائے کافور تبریز رو تڑپ کر سامنے آیا کہا کہ یا خداوند غلام جاتا ہی اگر پنجہ
قابض ہوا تو لیکر آتا ہی یہ کہکر کافور چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین کنیزون سے کہا
کہ تیاری چلنے کی کرو اب ہم سامنے ہفت پیکر کے نہ جائین گے دشمن خدا کو اپنی صورت نہ
دکھائین گے ملکہ نے رستم سے کہا کہ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون رستم اُسی وقت سوار ہوے
سمک نے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو حضور چلین مین ملکہ کے ساتھ آؤنگا رستم نے سمک کا
ہاتھ تھام لیا کہا کہ بھائی چلو وہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین چلی آئین گی سمک بلد اقی
رہبری کرتا ہوا رستم کے ساتھ ہوا ملکہ نے چار سی کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا اسباب وغیرہ
تختون پر لادا باغ سے نکل کر چلین کافور تبریز رو کہ نہایت عیار مکار و غدار ہی ایک گوشہ
سے پہلے اسنے دیکھا کہ رستم و سمک گئے بعد اسکے گرد اُڑی دیکھا کہ ملکہ سب کے آگے طاؤس
پر سوار پشت پر چار سی کنیزین تختون پر اسباب لدا ہوا یہ سوچا کہ اے کافور اگر یہ لشکر مین
پہونچ گئی تو پھر پنجہ قابض نہ ہوگا جس طرح سے بنے اسکو راہ مین لو سوچتے سوچتے سمک
کی صورت بنکر تیار ہوا قنطورے لگائے ہوے دوڑا ہوا آیا ملکہ نے کہا کہ کیون سمک
خیر تو ہی گھبرا کر کہا کہ کنارے آئیے تو مین کچھ عرض کرون ملکہ سمجھین کہ شہریار کا عیار ہی کچھ پیام
دیا ہوگا فوراً کنارے آئین کافور نے اول تو باتون مین لگایا کہ شہریار نے آپ کے
واسطے بڑا سامان کیا ہی باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھیے خود آقا آتے ہین ملکہ پلٹین کافور نے
حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ ملکہ بیہوش ہوئین کافور نے پشتارہ باندھا اور
پشتارہ باندھکر لے بھاگا جب عرصہ ہوا تو کنیزین گھبرائین پہلے آواز دی جب صدا نہ آئی
تو جھپٹ کر دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی نشان نقش پا سے ثابت ہی
کہ کوئی عیار لے گیا روتی پیٹتی طرف لشکر رستم کے چلین یہان رستم پیلتن نے اپنے لشکر
مین آکر آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو کو یہ کہکر روانہ کیا کہ ملکہ گلنار آتی ہین
استقبال کرکے لے آؤ آپ لوگون کو معلوم ہو کہ وہ مطیع اسلام ہوئین آفتاب وغیرہ چلے

سماک نے کہا کہ مین بھی جاؤن ای شہریار مجکو بڑا تردد ہی ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کسی اور کو روانہ کرے خبر تو ضرور پہونچی ہوگی یہ کہکر سماک ساتھ آفتاب و سنبل کے چلا تھوڑی دور لشکر سے نکلا تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سماک نے کہا کہ ای آفتاب خدا خیر کرے جو مجھ کو خیال تھا وہی ہوا سماک بڑھکر آیا دیکھا کہ کنیزان ملکہ گریان و نالان آتی ہین سماک نے پوچھا کہ خیر تو ہی کنیزون نے کہا کہ ای سماک کوئی عیار تمھاری صورت پر آیا ملکہ کو لیگیا یہ سُنکر سماک پلٹا آفتاب و سنبل سے کہا کہ ای آفتاب غضب ہوا جو ہم سمجھے تھے وہی ہوگیا کوئی عیار ملکہ کو لے گیا مین تو دربار ہفت پیکر مین جاتا ہون آفتاب نے کہا کہ ای سماک جس طرح ہوسکے ملکہ کو رہا کرنا ایسا نہ ہو ہفت پیکر ساتھ بدی کے پیش آئے تم چلو ہم بھی آتے ہین سماک تو بھاگا آفتاب و سنبل نے کنیزون سے کہا کہ تم لشکر مین آقا کے چلو ہم بھی آتے ہین کنیزین روتی پیٹتی طرف لشکر کے چلین آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو پر پرواز پیدا کرکے آسمان مین ڈوبے یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی کہ کافور شتارہ بدوش آکے پہونچا کہا کہ یا خداوند ملکہ گلنار کو لایا مع چار سی کنیزون کے جاتی تھین اراب اسباب کے بھی ہمراہ تھے غلام نے جاکر فوراً کس زور و شور سے بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا کہ زبان مین سوزن دو کافور تیز رو نے گلنار کی زبان مین سوزن دی چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار ہفت پیکر مین پایا ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا کئی سی تاجدار و گردان گردنکش و ساحران غدار دنگلون پر بیٹھے ہین حال گلنار دیکھکر سب کانپ گئے ہر ایک کا قول ہی کہ کیا گلنار کا عظم و شان تھا آج کس حال خراب سے آئی ہی قہر خداوند سے ڈرنا چاہیے ہفت پیکر نے پکارکر آواز دی کہ ای گلنار دیدی قدرت مرا اب بھی مناسب یہ ہی کہ اطاعت کر جو گذرا اُسکو قدرت معاف کرتے ہین ہرچند کہ گلنار کی زبان مین سوزن تھی مگر بمشکل جواب دیا کہ او ساحر سحر ساز و شعبدہ باز کیا بیہودہ بکتا ہی مین تجھپر لعنت کرچکی ایہا الحاضرین پیدا کرنے والے کا خوف کرو اس دشمن خدا کی اطاعت سے منھ پھیرو خود ہی کتابون مین لکھ چکا ہی کہ اس زمانے مین مذہب تبدیل ہوگا طلسم ٹوٹ جائیگا دری ہوا

کہ فرزند صاحبقران نے کس شوکت سے طلسم توڑا ہزارہا ساحر قتل ہوے جو اسکی اطاعت کریگا مارا جائیگا اور جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا آرام و چین پائیگا اپنی جان کی خیر کرو اور مین تو اسکے سامنے ہتھیلی پر سر رکھ کے آئی ہون مگر انشاء اللہ میرا خون رنگ لائیگا خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ضرور آکے بدلہ لین گے ابھی چند دن ہوے کہ جس دن وہ حکیم جسنے اپنا نام خداوند خیال سکندری رکھا ہی اُسنے آکے اپنا رنگ جمایا تو اِسنے کہا تھا کہ مجکو شاہ طلسم ہفت پیکر کہا کرو اُسکا بھیجا ہوا ساحر آیا اور ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا اسپر سے تاثیر سحر اُتری پھر اپنے کو خداوند کہلانے لگا کیسے بیوقوف ہو کہ اسکے دام مکر مین پھنسے ہو یہ چند دن کا مہمان ہی یہ باتین کر کے ملکہ جو چپ ہوئین ساحر و پہلوان آپس مین اشارے کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو سچ کہتی ہی ہفت پیکر نے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہی رنگ خدائی مٹتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی اس گنہگار کو جلد قتل کرو سامنے قدرت کے یہ بے ادبی کرتی ہی سمک یلداقی بصورت مبدل ایک گوشے مین کھڑا تھا ڈھانٹا باندھ کر خنجر کھینچے ہوے دربار مین آیا کہا کہ یا خداوند قدرت کو اسکے جمال پر توجہ ہی سمجھ کر حکم دیجیے تیغہ باڑھ دار بازوے پُر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین قدرت کا نام ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + اسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا مگر قدرت کو صبر کرنا ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ قدرت اس سے بہتر عورتین پیدا کر لینگے قدرت کو اسکے جمال ظاہری پر بالکل خیال نہین اس تصویر کے مٹنے کا بالکل ملال نہین بس اب قدرت سے نہ پوچھنا جلد قتل کر سمک جست کر کے قریب ملکہ گلنار کے آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا جُھک کر کان مین کہا کہ ای ملکۂ عالم گھبرانا نہین منم مہتر سمک زبان سے سوزن نکالتا ہون کیا عجب ہی کہ آفتاب فلک سپرد سنبل ہفت گیسو بھی آئے ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای سمک ایسے زور و شور سے نکلون کہ ہفت پیکر بھی گھبرا جائے سمک یلداقی نے خنجر چمکایا کہا کہ اسے قتل کرتا ہون گلنار جاد و سنبھل کر بیٹھی سمک نے سوزن زبان سے نکالی گلنار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کر کے اُٹھی

کہ منم گلنار زعفران پوش ہفت پیکر نے آواز دی کہ ارے اس مغرور کو لینا جلنے نہ پائے مہتر سمک جست کرکے پشت پر ملکہ کی آیا کافور نے للکارا کہ او عیار کیون چھپتا ہی تو نے سر بارگاہ یہ حرکت کی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر حلقہ ہائے کمند مارے سمک نے جست کرکے اپنے کو حلقہ ہاے کمند سے نکالا دوسری طرف قائم ہوا کافور کو کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا کہ کافور کا سر زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بھاگا ملکہ پر ساحرون نے بلوہ کیا ہی گلنار جب ہاتھ ہلاتی ہی سیکڑون کے سر قلم ہوتے ہین اس طرح سے لڑتی ہوئی جلوہ خانے مین پہونچی ہی چاہتی ہی کہ باہر نکل جاؤن ساحر نکلنے نہین دیتے جنگ ہو رہی ہی آخر کو گلنار کئی سو ساحرون کو مار کر باہر نکلی ہفت پیکر خود دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی کہ یہ عورت جانے نہ پائے کل ساحرون نے بلوہ کیا ملکہ لڑ رہی ہین مگر دعائین مانگتی ہین کہ ای خالق بے نیاز ای ربّ کارساز اس آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے ای رحیم بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہی کیا تیری تعریف کرون نظم

خداوند دنیا و عقبا یکیست یکے مالک ملک و مولا یکیست
بہر سلطنت ہست حکم احد بہر مملکت شاہ والا یکیست
یکے اہل قوت یکے اہل زور یکے قادر است و توانا یکیست
دوئی دخل یابد نہ در وحدتش کہ ذات خداوند یکتا یکیست
ز ملکیتش نیست چیزے برون کہ مالک بہر زیر و بالا یکیست
سمیع و علیم و بصیر و قدیر خداوند دانا و بینا یکیست
برون ست گو خلقتش از شمار تعلق مگر جملہ را با یکیست
ہمہ را بدرگاہ والاے او یکے آرزو و تمنا یکے ست
یکے مطلب است و یکے مدعا یکے ہست منشا یکے التجا

بیقرار ہو کر جو گلنار نے دعا کی آسمان سے آواز آئی کہ ای گلنار نہ گھبرا نا مین آ پہونچا منم آفتاب فلک سیر ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم سنبل ہفت گیسو دونون نے آکر گلنار کے

قریب لڑنا شروع کیا اب نوتین آدمی ہوے زمین ہلا دی مگر سمک جو نکل کر بھاگا سامنے رستم
کے آیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے جاکر ملکہ کو رہا کیا مگر ملکہ گھری ہوئی ہین آفتاب و سنبل بھی
پہونچے اُنھون نے جاکر ملکہ کو سنبھالا لاکھون جادوگر سحر کر رہے ہین دیکھیے وہ کیونکر ساحرون سے
بچین رستم نے کہا کہ مرکب لاؤ مرکب جو آیا رستم اُسپر سوار ہوے ملکہ سیماب و لالہ غدار
بھی چلین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار و جملہ سرداران نامدار رستم کے ساتھ ہوے یہان ملکہ گلنار
لڑ رہی ہین آفتاب و سنبل کو بھی نکلنا دشوار ہوا ہی ملکہ گلنار طرف لشکر صاحبقران کے
دیکھ رہی ہین کہ نعرۂ رستم کی آواز آئی ملکہ سیماب نے ایک طرف سے نعرہ کیا جادوگرون نے
بلوہ کیا لڑتے بڑھتے قریب گلنار کے پہونچے فرمایا کہ ای گلنار تم گھبرانا نہین فوج آگئی اب لڑتی
بھڑتی نکلو آفتاب نے نیر اعظم چمکایا وہ حرارت ہوئی کہ ساحرون کے بھیجے نکلنے لگے نخل وغیرہ
جلنے لگے ہفت پیکر نے جو دور سے دیکھا تخت منگا کر سوار ہوا کل فوج کو اشارہ کیا مگر رستم کی
شمشیر زنی سرداران نامی و پہلوانان گرامی بہادو نمین لڑ رہے ہین جب جم کر حملہ کیا دس ہزار
بیس ہزار کے سر اُڑا دیے اس طرح لڑتے ہوے جاتے ہین کہ ہنگامہ ڈال دیا ارادہ یہ ہی
کہ اپنے کو تا بہ ہفت پیکر پہونچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی
سب نے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی اسّی ہزار دیوانون سے آکر پہونچا
اب جو بوق ترکی بجایا گھوڑون سے سوار گرنے لگے پیدل مُنھ کے بھل گرتے ہین آمد غضنفر
سے فوج ہفت پیکر مین ہنگامہ پڑ گیا ہفت پیکر گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ دیوانہ بیباک
نہایت چست و چالاک ہی قدرت پر نہ آپڑے اس ظالم پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا مرکب
پر یوش طرارے بھرتا ہوا آتا ہی جب شاہزادۂ غضنفر بوق ترکی کمر سے نکالتے ہین اور
آواز دیتے ہین کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید اسّی ہزار بوق ترکی بر ابر بجتا ہی سبھونکو
معلوم ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھنکا ہفت پیکر نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر
پلٹے رستم نے چاہا کہ شاہزادۂ غضنفر سے ملاقات کرین پکار کر آواز دی کہ ای غضنفر
ہمسے ملاقات کر کے جانا غضنفر نے جواب بھی نہ دیا بوق ترکی بجاتے ہوے لوٹتے مارتے
چلے محافۂ قمر پیکر نسیم کے ہمراہ ہی کنسیم جالندری ساحرہ جب چمک کر گری خیمون مین

آگ لگادی دوسری ساحرہ برقان برق وش نے کہ یہ مدت سے غضنفر کے ہمراہ ہی دہ بڑھین لڑائین کہ کئی سی بارگاہین قزاقون نے لوٹ لین بازار غلہ فروشان مین جو گھسے بنیے بقالون کو لوٹا اُدھر سے پلٹے بھاگا بھاگ جاتے تھے شیرینی فروشون کو جو دوکانون پر دیکھا ایک ایک خوانچہ اُٹھالیا زوجۂ شیرینی فروش کہ دوکان پر بیٹھی تھی ایک قزاق گھوڑے سے اُترا ہاتھ مین اُس عورت کے چاندی کے کڑے تھے ایک ہاتھ کاٹ لیا وہ عورت روتی ہوئی بھاگی قزاق پکارتا ہی کہ اری دوسرا ہاتھ دیتی جا وہ گھبراہٹ مین مُنھ کے بھل گری قزاق نے بڑھ کر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا اس طرح سے بازارون کو پامال کرتے ہوے نکل گئے لیکن ہفت پیکر بھاگ کر بارگاہ مین آیا ہی شمشیرزنی قزاقون کی دیکھ کر کانپ رہا ہی کہتا ہی کہ جسدن قدرت نے بندے پیدا کیے اس دیوانۂ بیباک کو پیدا کر کے بہت پچتائے یہ نہ جانتے تھے کہ قدرت کو اسکے ہاتھ سے صدمہ پہونچیگا وقت بے وقت آپڑتا ہی سامان ابربار ساحرہ بیٹھی ہی اسنے کہا یاخداوندا اگر مجکو پتہ مل جائے تو دم بھر مین جا کر لشکر اس دیوانۂ جہول کا تباہ کردون اگرچہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ نقصان نہین سب قزاق تو تباہ ہوجائین گے اگر یہ اکیلا بچا تو کیا سامان نے جو سامنے ہفت پیکر کے یہ بیان کیا کافور عیار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین پتہ اس دیوانے کا لگادونگا دشت وسیع مین یہ قزاق اُترتے ہین جہان پر اُترتے ہین وہان غریو ہوتا ہی انکا اُترنا چھپ نہین سکتا سامان ابربار نے کہا کہ ای کافور تیزرو اگر تم پتہ لگاؤ تو مین فوراً جاؤن جاتے ہی آگ برسادون قزاقون کو مٹادون کافور تیزرو اُسی وقت بالباس عیاری ذات پر آراستہ کر کے براے تلاش غضنفر چلا یہان رستم گلنار کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے گلنار بہت زخمی تھی رستم پیلتن نے زخمون مین ٹانکے لگا کر گلنار کو شفاخانے مین بھیجا گلنار کے آنے سے جادوگرنیان کہ رہی ہین کہ ای شہریار حقیقت مین گلنار کے آنے سے بڑی قوت حاصل ہوئی حُسن مین بے مثال سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہرچند کہ اب وقت رازداری نہین ہی جس دن ہفت پیکر بھیجا مارا جائیگا اُسی دن خاتمہ ہی جنگ مین ہاتھ سے گلنار کے بڑے بڑے کام ہونگے آج ہی وہ ہفت پیکر کو گھیر لیتی مگر ابتدا ہی مین زخمی ہوگئی آفتاب فلک سیر نے بھی آج بڑا

کام کیا گلنار کو جا کر سنبھالا حضور اُسکو ہوادار پر ڈال کے لائے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر شاہزادۂ غضنفر جنگ سے نکلے ہوے صحرا مین جاتے ہین کہ دور سے ایک قریہ دیکھا ایک قزاق سے اشارہ کیا کہ جا کر زمیندار سے کہو کہ آج تمھارے یہان ہماری دعوت ہی ہم آج اسی مقام پر اُترین گے قزاق نے جا کر زمیندار سے کہا زمیندار مغرور کوحیۂ عقل سے دور بول اُٹھا کہ صاحب زبردستی دعوت ہی ہمسے اتنے آدمیون کا کھانا نہ ہو سکیگا ابکے مرتبہ غلہ بہت کم پیدا ہوا ہمنے رقم مشکل سے دی اُس قزاق نے آکر شاہزادۂ غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے حکم دیا کہ قریہ لوٹ لو قزاقون نے گھوڑے اُٹھائے قریے پر جا پڑے مکانون مین آگ لگا دی چھپر جلنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند ہوے قزاق گھرون مین گھس پڑے مال و اسباب لوٹنے لگے زمیندار جو گھبرا کر باہر نکلا غُل مچاتا ہی کہ گنہار جمع ہو مگر گنہار کیونکر جمع ہو قزاقون نے گرفتار کر لیا ایک ایک نے دس دس کی مشکین باندھ لین زمیندار غل مچا رہا ہی کہ سامنے سے غضنفر آئے گھوڑے سے اُتر کر اُسکی مشکین باندھ لین کہا کہ ای برادر تمنے ہماری دعوت نہ قبول کی اب کہو کیا کہتے ہو زمیندار نے کہا کہ آپ چل کر اُتریے مین سامان دعوت لے کے حاضر ہوتا ہون شاہزادۂ غضنفر نے کہا کہ ہمارے پاس خرچ نہین ہی کچھ نقدی بھی لانا یہ سُنکر زمیندار نے کہا کہ نقد و جنس دونون حاضر کرونگا غضنفر نے قزاقون کو منع کیا کہ اب اُسکے مزاحم نہ ہو قزاق رُک گئے غضنفر آکر بیرون قریہ اُترے زمیندار نے فورا دیگین چڑھوا دین تنور گرم کیا کھانا بھیجنے لگا قزاق اُترے ہوے ہین نخلستان مین شاہزادۂ غضنفر بیٹھے ہین دائرہ بج رہا ہی گا رہے ہین فرد پسند دل کو مرے چھاؤن ہی ببولون کی + عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی + ایک طرف جمار بیت ہو رہی ہی کسبیان آکے موجود ہوئین جا بجا ناچ ہونے لگا قزاقون کے رضامند کرنے کو کسبیان یہ اشعار گا رہی ہین نظم

غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر | دیکھیے کرتا ہی کیونکر ترا بیمار سحر
ناخن فکر سے بھی کُھل نہین سکتی ہرگز | ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر
نظر آتی نہین کسو قت سے ہم دیکھتے ہین | ہو گئی اب تو بشکل کمر یار سحر
پوچھتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر | رو کے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی اُنکی صورت
آنکھین وعدہ فراموش کہ عالم ہی تنگ
مین کہون نزع مین اُنکو ہی اذیت ہر دم
مُنہ دکھاتی نہین افسوس شبِ فرقت مین
کچھ حیاتِ نفس چند ہی باقی ای دل
رات اور دن کے نمونے ہین مری جان تجھ مین
ہر نفس مین دمِ آخر کے مزے آتے ہین
وہ تو پہلو مین نہین درد کی شدت دیکھین
روز دو چار نئے گُل نظر آتے ہین نسیم

دیکھتے ہین جو ترے عاشقِ بیمار سحر
اب نہ دیکھین گے ترے تازہ گرفتار سحر
کس طرح کرتے ہین دیکھون مرے غمخوار سحر
رکھتی ہی عاشقِ جانباز سے کیا عار سحر
ہم پڑے ہونگے کسی کے پسِ دیوار سحر
زلف ہی شام اگر ہین ترے رخسار سحر
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر
آج کس طور پہ ہوا ای دلِ بیمار سحر
جاتے ہین ہم جو کبھی جانبِ گلزار سحر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کافور تیز رو تلاش مین شاہزادۂ غضنفر کی اس مقام پر آیا اور ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ کے واپس گیا جا کے سامان ابر بار سے اطلاع کی یہ خبر سُنکر سامان ابر بار فوراً سوار ہوئی چند جادوگرنیون کو ساتھ لیکر طرف قریب کے چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری غضنفر اُترے ہوے ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا شاہزادۂ غضنفر نے ہمارے تیز رو عیار سے کہا کہ ارے دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہی عیار گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی کہ حضور کے لشکر پر آگ برس رہی ہی غضنفر نے فوراً بوق ترکی بجایا گھوڑا جنگل مین چر رہا تھا آواز بوق کی سُنکر دوڑتا ہوا آیا شاہزادۂ غضنفر نے اُسکو اپنے ہاتھ سے کسا اور جلدی سے اُسپر سوار ہوے تیغۂ روئین شگاف ہاتھ مین لیا دیکھا کہ شعلے آگ کے طرف سے کوہ کے آتے ہین اُسی سمت چلے لیکن برقان برق وش نے یہ خبر سُنی کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی شاہزادۂ غضنفر سوار ہو کر گئے برقان برق وش اپنے مقام سے اُٹھی چمک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی فوراً برق چمکائی کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے سامان ابر بار نے سر اُٹھا کر دیکھا برقان برق وش کو پہچانا اپنے مقام سے اُٹھی سر ہلا کر زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ برقان برق وش زمین پر گر کے تڑپنے لگی سامان ابر بار نے فوراً چند دانے ماش کے پھینکے کہ برقان بیہوش ہو گئی اب تو

اسنے منقل آتش کو پھینک مار افزاق غُل مچا رہے ہین غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا ایک دریائے آتش لشکر پر جاتا ہی گھوڑے کو چمکا کر زیر کوہ پہونچے گھوڑے سے اُترے گھاٹیون کو پہاڑ کی طی کرکے پہاڑ پر آئے سامان ابر بار کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب سامنے طالع ہوا ایک جوان خجستہ اطوار بہادر و جرار زرہ زیب جسم تیغۂ برق تاب ہاتھ مین خود سر پہ ڈھلکا ہوا پنجون کے بھل اکڑتا ہوا آتا ہی تیغہ ہلاتا ہوا سپر پشت پہ صاف ثابت ہوتا ہی کہ قرص قمر ہی تیغۂ برق مثال گویا ہلال بدر کے پہلو مین آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سحر چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آتش رخسار پہ سبزے کی نمود ہی بلکہ آتش رخسار بے دود ہی قدرت رب ودود ہی سراپا خوب معشوق مرغوب سامان ابر بار نے جو جمال جہان آرائے شاہزادہ غضنفر کو دیکھا بیتاب ہوگئی پکار اُٹھی کہ ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت تشریف لائیے سرفراز کیجیے کنیز کی آپ کو دیکھ کر عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح — ہی شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین — ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط — کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح
کھینچ کر فرقت مین تیغ آفتاب — ہی ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہی آج ای فلک — شام سے کر پیشتر تیار صبح
حُسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ — زلفِ جانان شام ہی رخسار صبح
سینۂ پر داغ چاکِ پیرہن — ہی وصال یار مین گلزار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین — ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح
قہر ہو گر شملۂ پر زر ترا — دیکھ پائے ای پری رخسار صبح
چاک کرتی ہی گریبان دیکھ کر — کار چوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین بار یاب — نور سے ہی سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین — دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

ہے یہان کسکو شبِ فرقت مین ہوش ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہے دعا اے خالقِ لیل و نہار ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

شاہزادۂ غضنفر نے جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہے زبان اپنی بند کر مین تیرے قتل کو آیا ہون تو نے خوب آگ برسائی اب حال معلوم ہوگا منم غضنفر بن اسد بن کرب غازی سامان اپنے دل مین یہ سمجھی کہ اس جوان کے ہاتھ مین تلوار ہے جری و بہادر و صف شکن ہے اسی جوش مین چلا آیا بلائین لیتی ہوئی اُٹھی چاہا کہ شاہزادے کا ہاتھ پکڑلون لاکر اپنے پاس بٹھاؤن شاہزادۂ غضنفر نے تلوار کھینچی سامان ابر بار نے سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑے غضنفر بن اسد نے تیغہ جو مارا ہاتھ پر سامان کے پڑا کہ ہاتھ اسکا کٹ کر گرا خون کا پرنالہ بہنے لگا سامان نے ایک چیخ ماری کہا کہ ارے موئے مونڈی کاٹے تو نے یہ کیا غضب کیا اب بھلا کیا مین تجکو زندہ چھوڑونگی یہ سنکر شاہزادۂ غضنفر نے کہا کہ تو اپنی جان کی خیر منا ابکی ہاتھ مین تجکو قتل کرونگا اب تو سامان ابر بار نے ظاہر مین سحر کیا اور ماش کے دانے پھینکے گرد غضنفر کے تصدق ہوکر گرے سامان نے آواز دی کہ او جوان تجکو بھی کسی جادوگر نے کچھ سکھایا ہے شاہزادۂ غضنفر نے کہا کہ او ملعونہ کیسا سحر میرے پاس تحفہ جات نایاب زمانہ ہین اسی وجہ سے مین تجھے قتل کرنے آیا ہون بے قتل کیے تجھے نہ چھوڑونگا یہ سنکر سامان نے پھر سحر کیا ایک گولہ جھولی مین سے نکال کر مارا غضنفر نے فوراً ہاتھ ہلا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی گولہ سامان کا پھٹ کر گرا اب تو سامان جھلائی کہا کہ کیون او ظالم تو نے میرا ہاتھ کاٹا اس سحر کو برطرف کیا کہ جس سحر کا مثل و نظیر نہ تھا دیکھ مین تجھ کو ابھی چیر پھاڑ کر کھائے جاتی ہون یہ کہکے زمین پر گری غلطک ماری ایک شیر ببر کی شکل بنکر شاہزادۂ غضنفر پر دھڑ دھڑ کا مارا غضنفر بن اسد بھلا ان باتون سے کب ڈرتے ہین ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا مارا کہ سر شیر کا اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے اندھیرا ہوگیا برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من سامان ابر بار بود شاہزادے نے سامان ابر بار کو مار کر برقان کو اُٹھایا پہاڑ سے اُترے اپنے لشکر مین تشریف لائے

آگ برسنا موقوف ہوئی کافور تیزرو واسطے خبر کے حاضر تھا یہ سب واقعہ اپنی نظر سے دیکھا جز لیکر بھاگا خدمت مین ہفت پیکر کی آیا بعد دعا کے عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اُس ساحرہ نے جاکر آگ برسائی لشکر غضنفر مین تہلکہ پڑا سب قزاق غل مچاتے تھے غضنفر خود پہاڑ پر گئے اور جاکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا آخر کو اُس ساحرہ کو مارا اب قزاقون کو اطمینان ہے ہفت پیکر نے چہار جانب دیکھ کر آواز دی کہ اس سال تقدیرین برگشت ہوتی ہین جو تقدیر کی برخلاف پڑی اُسی طرح اس ساحرہ کی بھی بیٹھے بیٹھے قضا آئی یہ ذکر تھا کہ مینوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند وہ ساحرہ بالکل بیوقوف تھی اُسنے اپنے کو ظاہر کردیا اسی وجہ سے قتل ہوئی ان لوگون پر یون سحر کرے کہ مخفی رہے دم بھر مین لشکر کو تباہ کردے مین ابھی جاتی ہون اور جاکر لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتی ہون دیکھون تو مجکو کون قتل کرسکتا ہے یہ کہکے مینوش جادو اپنے مقام سے اُٹھی تلاش مین شاہزادہ غضنفر کی چلی ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہری قضاے کار ہمز ہماے تیز رفتار عیار غضنفر نامدار واسطے بالادوی کے نکلا ہے مینوش جادو نے جو ہماے تیز رفتار کو دیکھا جی مین کہا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین اپنے دل مین یہ سوچ کر ہماے تیز رفتار پر سحر کیا ہماے تیز رفتار کے پاؤن کانپے ہماے تیز رفتار حیران ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہے پاؤن پر کیون زوال آیا چلتے چلتے پاؤن کیون کانپے ہماے معرکہ دیکھ کر ٹھہر گیا چہار جانب غور و فکر کرکے دیکھنے لگا کچھ نہ معلوم ہوا پھر جدھر جاتا تھا اُسی جانب چلا مینوش جادو نے جب دیکھا کہ ہماے تیز رفتار نے ہوشیار ہوکے چہار جانب دیکھا اور پھر اُسی طرف چلا یہ سوچ کر اُسنے پھر سحر کیا ہماے تیز رفتار گرا گرکے بیہوش ہوگیا ہماے کے بیہوش ہوتے ہی مینوش جادو درۂ کوہ سے نکلی کھینچ کر عیار کو درے مین لائی درۂ کوہ مین لاکر ہماے تیز رفتار کو ڈال دیا آپ ہما کی صورت بنکر باہر نکلی طرف لشکر غضنفر کے چلی مہتر برق فرنگی واسطے سیر کے جنگل مین آیا تھا پھرتا پھرتا اس طرف آنکلا ایک ساحرہ کو درۂ کوہ سے نکلتے دیکھا جب مینوش جادو آگے بڑھ گئی تو برق فرنگی جھپٹ کر قریب درۂ کوہ کے آیا درۂ کوہ مین آکے دیکھا کہ عیار غضنفر یعنے ہماے تیز رفتار بیہوش پڑا ہے

برق فرنگی نے چاہا کہ ہمامے تیز رفتار کو ہوشیار کرون پانی چھڑکا پائون پکڑ کے ہلایا ہما ہرگز ہوشیار نہ ہوا برق فرنگی جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ معرکہ سحر ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سحر مین اُس ساحرہ کے مبتلا ہی اسی وجہ سے ہوشیار نہین ہوتا اس سوچ مین برق فرنگی باہر درے کے نکلا حیران و پریشان کھڑا ہی کہ کیا کرون کیونکر اسکو ہوشیار کرون اب یہ ساحرہ ہمامے تیز رفتار کی شکل بن جائیگی شاہزادہ غضنفر کو گرفتار کر لیگی بڑا غضب ہو جائیگا مین کیا تدبیر کرون اگر ہما دارو بیہوشی سے بیہوش ہوتا تو ضرور ہوشیار ہو جاتا یہی ساحرہ بیہوش کر کے گئی ہی اب اسکو اگر چھوڑ کے چلا جاتا ہون تو اُستاد کو کیا جواب دونگا وہ نہایت ہی آزردہ ہونگے اور کہین گے کہ ای برق تو میرے فرزند کو اس حالت مین تنہا چھوڑ کے چلا آیا اور کوئی تدبیر نہ کی اس سوچ مین حیران کھڑا ہی قضائے کار برقان برق وش واسطے تفریح کے نکلی ہی آسمان پہ اُڑی ہوئی جاتی ہی اسنے آسمان پر سے دیکھا کہ ہمامے تیز رفتار بیہوش پڑا ہی اور برق فرنگی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی برقان برق وش آسمان سے فوراً اُتر آئی پکار کر آواز دی کہ کیون مہتر والا گہر خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا کہ ای برقان برق وش تم خوب وقت پر آگئین دیکھو ہمارے بھائی کو ایک ساحرہ بیہوش کر کے ڈال گئی ہی مرشدزادے کسی طرح ہوشیار نہین ہوتے معلوم ہوتا ہی اُسنے مرشدزادے پر سحر کیا ہی یہ سُنکر برقان برق وش نے ہمامے تیز رفتار کے سینے پر ہاتھ رکھا اور کچھ مٹی وہانکی اُٹھا کر سونگھی اُنگلی اپنی تراش کر خون کا چھینٹا ہمامے تیز رفتار پر مارا ہمامے تیز رفتار فوراً اُٹھ بیٹھا برق فرنگی و برقان برق وش کو دیکھ کر پوچھا کہ آپ لوگ یہان کیونکر آگئے برق فرنگی و برقان برق وش نے اپنا اپنا حال کہا ہمامے تیز رفتار نے بھی اپنا حال بیان کیا کہ راہ مین جاتے جاتے میرے پائون کو تکلیف ہوئی اور تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا بعد اُسکے بیہوش ہو کے گر پڑا برق فرنگی نے کہا کہ وہ ساحرہ تھی جسنے تمکو بیہوش کیا وہ اپنی صورت بدلتی ہوئی گئی ہی یقین ہی کہ تمھارے آقا کی فکر مین گئی ہو وہان جا کر آفت برپا کریگی ہمامے تیز رفتار نے کہا کہ مین جا کے اُسکی گردن لیتا ہون برقان برق وش نے کہا کہ ای مہتر ہمامے تیز رفتار تم تامل کرو

مین ابھی جاکر کڑک کر گرتی ہون اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہون ہمائے تیز رفتار نے کہا کہ ای ملکہ برقان برق وش اُسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی عیاری ہی سے جواب دینا چاہیے یہ کہکر ہمائے تیز رفتار نے برق فرنگی و برقان برق وش کو رخصت کیا آپ جھپٹ کر طرف لشکر غضنفر کے چلا یہان غضنفر بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک نازنین قمر پیکر سامنے غضنفر کے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ناز خود بینی بڑھانا ای نگار اچھا نہین
آئنے کو دیکھنا لیل و نہار اچھا نہین

نامہ بر پر جور ای عالی وقار اچھا نہین
جو کبوتر ہو پلا اُسکا شکار اچھا نہین

روز جانا باغ مین ای گلعذار اچھا نہین
نرگسِ بدبین سے کرنا آنکھ چار اچھا نہین

ناز سے ٹھوکر لگا کر یہ کہا اُس شوخ نے
رہ مین ہو بنیاد عاشق کا مزار اچھا نہین

مین ہوا جاتا ہون دزدیدہ نگاہون سے ہلاک
کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین

سو رہا ہی بیخبر گلشن مین میرا گلبدن
غُل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین

ہوگی بدنامی کہین گے عاشقِ پروانہ ہی
بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین

کون قیمت یوسفِ دل کی لگائے مصر مین
آپ جب مُنھ سے کہین یہ زینہار اچھا نہین

ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائیگی شق
حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

عادلِ آفاق چُپ کی داد دیتا ہی ضرور
روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین

دیکے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو
بیخبر سونا تہِ خاکِ مزار اچھا نہین

کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روزِ شمار اچھا نہین

آئنے مین جب کدورت آگئی اندھا ہوا
دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین

ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار
تیرا آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین

گردشِ تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے
بل کی لینا ہمسے تیرا زلفِ یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت
بُولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

غضنفر نے دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار دوڑا ہوا آتا ہی غضنفر نے پوچھا کہ کیون رفیق شفیق خیر تو ہی مہنوش جادو گھبرائی ہوئی تھی سحر کرنا جانتی ہی کوچۂ عیاری سے نابلد بول اُٹھی

کہ ای شہریار مین نے سُنا ہی ساحرون نے سحر کر کے تحفے آپ کے بدل لیے ذرا مین انگشتر دیکھون
شاہزادہ غضنفر تعلیم کردہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہین یہ بھلا کب فریب مین آتے ہین
کہا کہ ای عیار طرار انگشتر تو میرے پاس موجود ہی تیغ رُوئین شگاف بھی میرے قبضے مین ہی
کوئی ساحر بھی میرے پاس نہین آیا تم اس وقت گھبرائے ہوے کیون ہو مینوش نے کہا
کہ مین لشکر کفار مین واسطے خبر کے گیا تھا وہان ساحرون کی زبان سے سُنا یہ ذکر تھا کہ
ہمائے تیز رفتار آکر پہونچا شاہزادہ غضنفر نے دیکھا میرا عیار آتا ہی یا یہ کوئی مکار
ہی یا وہ کوئی مکارہ ہی کہا بھائی ذرا بیٹھ جاؤ مین تمھین انگشتر دیتا ہون مینوش جادو فوراً
بیٹھ گئی ہمائے تیز رفتار تو نہایت تیز و طرارہ ہی جھپٹ کر پشت پر مینوش جادو کی آیا
چودہ حلقے کمند کے مارے مینوش جادو تڑپی کہ حلقہ ہائے کمند جل گئے سمجھی کہ غضنفر پر
سحر تاثیر نہ کریگا ہمائے تیز رفتار کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ
منم مینوش جادو غضنفر تیر و کمان سنبھال کر اُٹھے لیس ہو کر تیر مار اگر مینوش جادو
قندیل فلک ہو چکی تھی تیر اُس تک نہ پہونچا شاہزادہ غضنفر تڑپ کر رہگئے فرمایا تحفہ جات
تو بچے مگر میرے رفیق شفیق کو لیے جاتی ہی رفقا جو سامنے بیٹھے تھے اُن سب سے فرمایا کہ
قزاقون کو تیار کرو مین بارگاہ ہفت پیکر مین گھس جاؤنگا قزاق کمر بندی کرنے لگے
اگر مینوش جادو اُڑی ہوئی جاتی ہی اُدھر سے برقان برق وش آتی تھی اسنے آسمان
سے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہمائے تیز رفتار کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہی برق
بنکر کڑکی تڑپ کر مینوش جادو پر گری مینوش کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آندھی
سیاہ چلی برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مینوش جادو بود اُسی
اندھیرے مین ہمائے تیز رفتار پنجے سے مینوش کے چھوٹا برقان برق وش نے فوراً
ہمائے تیز رفتار کو روکا زمین پر آئی ہمائے تیز رفتار متوحش ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اب
جو آنکھ کھلی دیکھا کہ لاشہ مینوش جادو کا پڑا ہی برقان برق وش مجکو سنبھال رہی ہی ہما
نے برقان برق وش سے پوچھا برقان نے سب حال بیان کیا کہ تمکو یہ ساحرہ لیے ہوے
جاتی تھی مین نے اسکو مارا آپس مین باتین کرتے ہوے چلے کہ برق تڑکی کی آواز آئی ہما

و برقان برق وش نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر گھوڑا چمکاتے ہوے آتے ہین ابرو دون پر بل پڑے ہوے تیغۂ روئین شگاف کھینچے ہوے ہمائے تیز رفتار و برقان برق وش کو دیکھ کر ٹھہر گئے ہمائے تیز رفتار نے سب کیفیت بیان کی شاہزادہ غضنفر بن اسد نے ہمائے تیز رفتار کو ساتھ لیا ایک قریے مین آکر اُترے قزاقون مین وہی چہل پہل ہونے لگی دائرے بجنے لگے کسبیان آکے موجود ہوئین سازندون نے ساز درست کیے اُسمین سے ایک نازنین یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

اس طرف سینہ سپر عاشقِ مضطر نکلا	لیکے شمشیر اُدھر گھر سے ستمگر نکلا
تمنے شرما کے مجھے بوسۂ عارض نہ دیا	دل کا ارمان نہ کچھ وصل مین دلبر نکلا
صفِ عشاق نہ کیون درہم و برہم ہوجائے	میان سے یار کا اس وقت ہی خنجر نکلا
ابر مین ماہ نے مُنھ اپنا چھپایا جاکر	چاندنی رات مین جب وہ مہِ انور نکلا
بلبلِ روح کو کیا ہو قفسِ تن مین قرار	باغ کی سیر کو ہی رشکِ گلِ تر نکلا
دست دیا ماہ جبینون نے نکالے ہین بہت	پر زمانے مین نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا
روشِ باغ پہ جس وقت چلا وہ تن کے	اُسکے قامت کے مقابل نہ صنوبر نکلا
جس طرف شدتِ وحشت مین ہوا اپنا گذر	لیکے ہر طفل مرے واسطے پتھر نکلا
نوکِ مژگان نکا ہون بسمل نہ مین تڑپون کیونکر	یار ہی اپنے رگِ جان کے یہ نشتر نکلا
کیون گدائی نہ کرے عاشقِ شیدا تیرا	دولتِ حُسن سے تو تو ہی تونگر نکلا
رنگ بیڈھب نظر آتا ہی خدا خیر کرے	گھر سے قاتل ہی مرا دیچی بنکر نکلا
استخوان جلتے ہین ہوتا ہی سراسر ثابت	آہ جب مین نے کی شُعلہ بھی برابر نکلا
شمع رونے تپِ فرقت سے جلایا تھا عبث	دلِ پروانہ کا ارمان ہی جل کر نکلا

شاہزادہ غضنفر بیٹھے ہوے گانا سُن رہے ہین وہان ہرکارون نے جاکر یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی کہ مینوش جادو نے جاکر بڑی کدوکوشش کی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا آخر کو دم ہاتھ سے برقان برق وش کے قتل ہوگئی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہی مسلمان تقدیر قدرت کو پلٹ دیتے ہین ہفت پیکر نے جو یہ کلمہ کہا دو بہنین بیٹھی ہین کہ نسیم و شمیم اُنکا نام ہی

نہایت حسین و جمیل ہین یہ کہکر اُٹھین کہ یا خداوندا ہم جاکر غضنفر کو لاتے ہین عیاری بھی کرین اور مصروف سحر بھی ہون پہلے تحفہ جات چھین لین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی ہفت پیکر نے کہا ای نسیم و شمیم جسقدر چاہو فوج لو تمہاری راے پر یہ لڑائی موقوف ہی دونون بہنون نے باہر نکل کر چالیس ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف غضنفر کے چلین صحرا مین آکر بیس کوس کا میدان لشکر غضنفر سے الگ چھوڑا صحراے سبزہ زار تھا وہان بارگاہ استادہ کرائی شمیم کہ زیادہ خوبصورت ہی شام کو اُسنے نسیم سے کہا بوا مین جاتی ہون لشکر غضنفر کو دیکھ آؤن کوئی سحر بھی کر دونگی کہ آپسمین لڑین بھائی کو بھائی قتل کرے بیٹے کو باپ قتل کرے باپ کو بیٹا مارے اگر صبح کو غضنفر آوین تو سب اُن پر بلوہ کرین نسیم نے کہا بوا شمیم سمجھکر جانا قریب نہ چلی جانا مشہور ہی کہ اُس شخص پر سحر تاثیر نہین کرتا تیغہ رومین شگاف اُسکے قبضے مین ہی انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین نسیم نے شمیم کو بہت کچھ سمجھایا شمیم نے کہا بوا مین تم سے زیادہ سمجھتی ہون مین سحر کا رنگ جما کر چلی آؤنگی پاس جانے کی کیا ضرورت ہی یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی آتے آتے قریب لشکر غضنفر ایک پہاڑ تھا کہ اُسکے دامنے مین لشکر غضنفر اُترا ہی اُسی پہاڑ پر آکر شمیم ٹھہری قضاے کار غضنفر براے سیر لشکر گھوڑے پر سوار طرف صحرا کے جاتے ہین شمیم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان کمسن آفتاب جمال خورشید مثال ہی ہرچند کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہین ہوا مگر موچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین شمیم نے دیکھا پشت مرکب باد رفتار پر اس طرح سوار ہین کہ جیسے انگوٹھی پر نگ رکھا جاتا ہی خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب کے روشن کیا ہی مرکب صبادم یہ بھی ضرور خیال ہی کہ مقدمہ صحرا ہی تیر و کمان ہاتھ مین ہی جہان کوئی طائر بولا اُسکو تیر مار دیا اگر طائر تیر کھاکر بھاگا تو تعاقب نہین کرتے اس خوبصورتی سے جو غضنفر کو دیکھا بیقرار ہو گئی دل سے کہتی تھی یہ کیا غضب ہوا مین تو اس شخص کو گرفتار کرنے آئی تھی خود مصیبت مین گرفتار ہوئی دیکھون اب اِسکا انجام کیا ہو آخر بے اختیاری مین یہ اشعار عاشقانہ مصنفہ قمر زبان سے نکل گئے

نظم

دربدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر
کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف
عرش بن جائین ابھی دامن صحرا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تم پر
گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر

بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان — کشتیٔ عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
لیلیٰ خانہ نشین سے یہ کوئی جا کے کہے — نجد مین قیس تڑپتا ہی اکیلا ہوکر
گالیان کو سنے دیتا ہی قمر کو کیا تو — آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہوکر

یقین تھا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوجائے مگر اپنے کو بمشکل سنبھالا چاہتی تھی پہاڑ سے
کود پڑون یہی دل کو سمجھایا کہ جان دینے سے کیا نفع ہوگا ایسا نہو کہ بوا کو خبر ہوجائے
آئی تھی انکو قتل کرنے خود ذبح ہوگئی یہان غضنفر تھوڑی دیر اس صحرا مین ٹھہرے گھوڑا چمکایا
کیے پلٹ کر اپنے لشکر مین گئے شمیم کی ذرا نگاہ پھری تھی کہ اُس شیر کو بیشۂ صحرا مین نہ پایا گھبرا گئی
طاؤس پر سوار ہوئی چاہتی ہی اپنے لشکر مین جاؤن یاد زلف خلیلی نے گویا پاؤن مین زنجیر
ڈالی ہی زمین پاؤن پکڑتی ہی کہ یہان سے نہ ہٹو یہین ٹھہری رہو کچھ دیر تک حضرت عشق سے
اور عقل سے بحث ہوئی مجبور سرنگون غم سے کلیجہ خون پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے چلی نسیم گھبرا رہی
تھی کہ دیکھا ملکہ شمیم آتی ہین خیال کر کے صورت شمیم کو دیکھا چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین
چپ خاموش کچھ کہہ تو سکتین نہین وہ پیاری پیاری صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے نسیم نے پوچھا کیون بوا شمیم خیر تو ہی شمیم نے کہا بہن کیا پوچھتی ہو کس واسطے
گئے تھے کیا ہوا نسیم نے کہا بوا کیا ہوا شمیم نے قصد کیا تھا کہ بیان کرون حضرت عشق نے منع کیا
کہ اری بیوقوف یہ راز محبت ہی اسکو چھپاؤ اظہار نہ کرو شمیم نے کہا بوا کچھ بھی نہین آج جو مین نے
جا کر پہاڑ سے دیکھا تو غضنفر لشکر مین نہ تھا قزاق گا بجا رہے تھے مین کس طرح گئی تھی مگر سحر
بھی نہ کرنے پائی ناچار ہو کے پلٹ آئی نسیم نے کہا بوا تم کچھ اور کہتی تھین مگر پلٹ پڑین آئینہ
لیکر صورت تو دیکھو کیا حال ہو رہا ہی شمیم نے کہا بوا رات کا سناٹا کہین سے شیر کی آواز آتی
تھی کہین بھیڑیے پھر رہے تھے سیر سے دل ہٹا کچھ خوف بھی آیا آخر پلٹ آئی یہی حیرانی کا باعث ہی
نسیم نے کہا بوا بیٹھو اب زیادہ باتین نہ بناؤ مجکو تمھاری باتون سے ملال ہوتا ہی اور بھی کچھ خیال
ہوتا ہی مگر کہہ نہین سکتی شمیم نے کہا بوا زیادہ نہ کھو دو دم ہمدم پریشانی پریشانی نہ کھو مجکو ناگوار ہوتا
ہی یہ کہکر جھلا کر اُٹھی منھ لپیٹ کر پلنگ پر پڑ رہی نسیم نے ہر چند شگفتہ کیا کھانے کو کہا مگر شمیم نے
یہی جواب دیا کہ بوا زیادہ نہ پوچھو ہمین ملال ہوتا ہی نسیم نے کہا بوا ہم بہتری کو پوچھتے ہین تمھین

کس قدر خیال ہی کہ بات کو چھپاتی ہو صاف صاف نہین بتاتی ہو شمیم نے کچھ جواب نہ دیا دُلائی سے
مُنھ چھپا لیا نسیم بھی ایک کونے مین پڑ رہی رات بھر شمیم نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جب گریبان
سحر چاک ہوا کنیزین آفتابہ لیکر آئین شمیم نے کہا ہم مُنھ نہ دھوئینگے زندگی سے ہاتھ دھوئے
ہوئے ہین نسیم نے سنا کہ بوا مُنھ نہین دھوتین ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا بوا شمیم کل سے تم جب سے
پلٹ کر آئین بے لطف ہو رہی ہو شب کو خاصہ بھی نہین نوش کیا کچھ ثابت نہین ہوتا کہ یہ باعث
کیا ہی ہم سے کچھ اظہار نہین کرتین قدرت نے جو کام سپرد کیا ہی اُسکی فکر بھی ضرور ہی تم تو آرام
کرو مین جاتی ہون جا کر سحر تو کر آؤن آپس مین مقابلہ شروع ہو جائے اور ایسے فوج والے
بدمزاج ہون کہ افسر کو ستائین افسر کو بھی مشکل پڑے شمیم یہ سُنکر اُٹھ بیٹھی کہا بوا تم بیٹھو ہم
وقت پر جائینگے تمھارا جانا بہتر نہین نسیم نے کہا کار سرکاری کو آئے ہین ہم بے فکر کیونکر بیٹھین
ہر وقت یہی فکر ہی کہ کوئی کام کرین ہرکارے خفیہ نویس آئے ہونگے قدرت کو پرچہ لکھین کہ بلانسان
خداوند نے یہ کام کیا ہم یہان اسطرح ٹھہرنے کو نہین آئے ہین جیسے تم کل گئی تھین اگر سحر
اپنا قائم کر آتین تو آج ضرور ظہور ہوتا شمیم نے کہا بوا تامل کرو ایک لمحہ بھر مین آفت برپا کر دینگے
تمکو یہ منظور ہی کہ دشمنون کو غضنفر کے آزار پہونچے وہ صاحبقران اعظم کا نواسا ہی ایسا پریشان
کہ صحرا مین اُترا ہی کسی ملک پر اُسنے قبضہ نہین کیا دیہات و قریات مین مقام کیا قدرت اُس سے
کیون خفا ہین طلسم کشا کی فکر کرین جتنی لڑائیان ہوئین ہر لڑائی مین شکست حاصل ہوئی اُنکا
انتقام کرین تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین علاوہ لوح کے تحفہ جات کیسے موجود ہین مثل
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان چیزون کے نکالنے کی فکر کرین یہ چیزین
قبضے مین آئین اُس بیچارے غریب صحرانورد کے ستانے سے کیا فائدہ ہوگا نسیم نے کہا بوا شمیم
تمہاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو نام کس اعزاز و اکرام سے لیتی ہو
ہمکو خوف آتا ہی پس اب ہم ضرور جائینگے شمیم نے کہا بوا ہم تو تمھین نہ جانے دینگے یہ مقدمہ قدرت
نے ہمارے سپرد کیا ہی نسیم نے کہا بوا کیا لڑوگی شمیم نے کہا اگر وہان جاؤگی اور لشکر کا اُنکے
نقصان کروگی تو ہم ضرور روکین گے نسیم نے کہا مین تو ضرور جاؤنگی شاید ایسا نہو کہ قدرت
خفا ہون فرمائین کہ یہان سے تو اس زور و شور سے گئین جنگل مین جا کر اُتر رہین شمیم نے

جھلا کر کہا بوا تم پلٹ جاؤ جا کر قدرت سے کہو کہ کچھ انتظام کرین مین صاف کہتی ہون کہ غضنفر کے مٹانے مین کوشش نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہوگا نسیم نے جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم اُٹھ بیٹھی کھڑی ہوگئی کہا بوا نسیم سحر کروگی تو بہت پچتاؤگی چند کنیزین جو کھڑی تھین ایک کے مُنھ سے نکلا کہ بی شمیم تمھاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفدار ہو شمیم نے بڑھ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا نسیم کے مُنھ سے نکلا کہ بوا تم نے کنیز کو میری مار ڈالا اُسنے کیا خطا کی تھی یہی کہا کہ غضنفر کی طرفدار معلوم ہوتی ہو اُسپر تمنے اُسکو طمانچہ مار دیا لو مین بھی یہی کہتی ہون کہ تم غضنفر کی طرفداری کرتی ہو شمیم نے کہا بوا اگر تم یہ کہتی ہو تو مین تم سے لڑونگی نسیم نے پھر جھولی پہ ہاتھ ڈالا شمیم نے گولہ مار دیا نسیم نے اپنے کو بچایا بچا کے دوسرا سحر کیا کنیزون مین بلوہ ہوگیا جنگل مین سحر ہونے لگا درخت جل جل کے گرنے لگے صحرا مین ہنگامہ گرم ہوگیا جب دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے شمیم نے جھولی سے کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھا اُنگلی کاٹ کر خون اُسپر ڈالا یا سامری کہکر نسیم پر پھینک ماری نسیم نے ہرچند اپنے کو بچایا نہ بچ سکی چھری آنکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری لشکر مین کئی ہزار ساحر مر کر گرے کئی ہزار جانبین کے کشتہ ہوے شمیم نے اشارہ کیا لاشہ اسکا جنگل مین پھینکدو جسکو اسکا مرنا ناگوار ہوا ہو ہمارے لشکر سے نکل جاے سب افسرون نے جو شمیم کو غصے مین پایا کہ حقیقی بہن کو مار ڈالا سب نے ٹھرا کے عرض کی جیسے ہم اُنکے تابعدار ویسے حضور کے تابعدار شمیم نے کہا ہم حکم عام دیتے ہین کہ ہمارے لشکر کا کوئی جاکر ہفت پیکر سے خبر نہ کرے جو مناسب جانین گے وہ کرینگے سب نے کہا حضور یہی ہوگا مگر ہر کارے جو لشکر ہفت پیکر کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ہفت پیکر بیٹھا ہی تدبیرین کر رہا ہی جادوگر جمع ہین صلاحین ہو رہی ہین ہفت پیکر کہتا ہی کہ یارو مین خیال سکندری مین چلا جاتا مگر وہ حلیم قارورہ دیکھنے والا بہت مغرور ہی چاہتا ہی کہ مین سجدہ کرون طریقہ اُسکا خراب ہی مین ساتون پہاڑ پر ظہور اپنا دکھلاتا تھا اُسنے ایک قصر کا انتظام کیا ہی لاش سکندر کو گلنے نہین دیا اگر قدرت کو منظور ہو تو سو برس کا مردہ قبر سے نکل آئے اور پھر زندہ رہے سب کہرہے ہین بجا ارشاد ہوتا ہی مگر طلسم خیال سکندری مین بڑے بڑے ساحر جمع ہین اور بڑے بڑے پہلوان جنکو اپنی جرأت پر ناز ہی صاحبقران کے یہان کوئی ایسا پہلوان نہین جسوقت وہ قصد کرینگے تو لشکر صاحبقران زمان

تھم نہ سکیگا نیرم سوسن پرست کہ جکیم پرست بھی اُسکو کہتے ہین بہت بڑا بہادر رہبر سرحد اول پہ وہی ہے سات قلعے اُسکے قبضے مین ہین ہر قلعے کا کوتوال الگ حربے نئی طرح کے رکھتے ہین اُس سے بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کرسکتا سرحد اول سے صاحبقران کو جانا دشوار ہوگا سالہا سال اُنھین مین پھنسے رہینگے ہفت پیکر کہتا ہو مسلمان وہ بلا کے ہین کہ سب قلعون پر قبضہ کر لینگے نیرم کو مہلت نہ دینگے میرا طلسم کہ عجائب وغرائب سے مملو تھا تباہ ہوا لیکن اب قدرت اگر قصر عشرت پر جمے ہین یہان سے قدم نہ ہٹا ئینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی یا خداوند شمیم نے نسیم کو مار ڈالا کل لشکر نے اُسکی اطاعت کی صحرا مین اُتری ہوئی ہو ابھی تک کوئی سحر غضنفر پر نہین کیا نسیم جلدی کر رہی تھی کہ مین جا کر سحر کرون اسی پر شمیم نے اُسکو مار ڈالا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو جب تو بہن کو مارا ہفت پیکر نے جھلا کر کہا کوئی تم مین ایسا ہو کہ شمیم کو پکڑ لائے سر دربار اُسکو سزا دیجائے کہ کیون بہن کو مار ڈالا ستم کش جادو ایک ساحرہ زبردست بادۂ نخوت سے مست کہ شمیم سے کد بھی رکھتی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جائے اور شمیم کو بہ ذلت گرفتار کر لائے ہفت پیکر نے فوراً حکم دیا کہ جلد جاؤ شمیم کی مشکین باندھکر لاؤ ستم کش فوراً سوار ہوئی سُن چکی ہو کہ چالیس ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین ساٹھ ہزار فوج کو لیکر چلی شمیم نسیم کے قتل کے بعد اپنے مقام سے اُٹھی یاد مین غضنفر کی لڑکھڑاتی ہوئی ایک نخل کے نیچے آکر بیٹھی بیقراری کرنے لگی رو رو کر پکارتی ہو اے غضنفر نامدار یہ کنیز بیقرار ہو صورت زیبا دکھائیے اب تو عجب کیفیت ہو

نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا / کتنے مارا تام بیچاری قضا کا ہو گیا
اِس کا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا / ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آبھی گیا وہ بے وفا / دل ہمارا ہجر مین قاصد تمھارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری / عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تمام کردلکو مین اُنکے سامنے / وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہو لبون تک ضبط کتنا ہی کرین / شکوۂ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
دیدنی تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی / یار سا بے دید تک محو تماشا ہو گیا
مرکے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت اک اُٹھی / حسرتون نے سر پہ پیٹا حشر برپا ہو گیا

ہاے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال ہوش مین بھی تھے کہ یاد آتے ہی سودا ہوگیا

بیقرار ہو رہی ہی کبھی پکارتی ہی ہاے آہ بھی ہماری بے تاثیر ہی قضاے کار غضنفر بن اسد یکہ و تنہا فقط ہماے صبا رفتار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے صحرا کی سیر کرتے ہوے اس طرف آنکلے کہ اشعار کی آواز کان مین آئی کہا ای ہما یہ کون آفت کشیدہ رو رہا ہی کہ آواز سے دل کو بیقراری ہوتی ہی ہما نے رکاب کو چھوڑا گوش بر آواز ہو کر چلا سامنے آکر دیکھا ایک مہ جبین گریبان چاک چہرے پر خاک ملے ہوے تڑپ رہی ہی دمبدم یہی پکارتی ہی کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی آکر مسیحائی فرمائیے بیمار عشق کی عیادت کر جائیے ہما دیکھکر پلٹا غضنفر کے پاس آیا کہا ای شہریار ایک نازنین مہ جبین بیقراری کر رہی ہی عقل سے ثابت ہوتا ہی کہ حضور پر عاشق ہی کئی مرتبہ آپ کا نام لیا غضنفر نے کہا ہم بھی اُسکے عاشق ہین یہ کہکے گھوڑا اڑھایا فرمایا ای ہما تم ذرا مرکب سنبھالے رہو تو مین جا کے قریب سے دیکھون ہما نے مرکب سنبھالا غضنفر ٹہلتے ہوے سامنے آئے شمیم نے جو غضنفر کو آتے دیکھا اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی پکار اُٹھی کہ ای رب بے نیاز ای کارساز کیا تیری رحیمی کا شکریہ کردن یہ خواب ہی کہ عین بیداری ہی کہ وہ شہریار سامنے آگیا دل کی دھڑکن موقوف ہوئی اپنے مقام سے گھبرا کے اُٹھی غضنفر کی بلائین لین دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار بارگاہ مین تشریف لائیے غضنفر نے کہا ای ملکۂ عالم مین خود تمھارا اشتیاق ہون شمیم نے چند کنیزون کو بلایا کنیزین شراب لائین شمیم نے جام بھر کر سامنے کیا غضنفر نے ہاتھ رکھدیا کہا ای ملکۂ عالم اگر ہمسے محبت ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کرو تو ہم شراب پیین شمیم نے کہا ای شہریار مین پہلے ہی ہفت پیکر پر لعنت کر چکی اطاعت دین اسلام مین حاضر ہون غضنفر نے جام پیا دوسرا جام بھر کر شمیم کو دیا شمیم نے بھی پیا ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز گانے لگی

نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
بے یار دل کی دل مین یہان آرزو رہی ساقی نہ تھا سبو مین شراب سبو رہی
کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا خلق کچھ اس مین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی

مانگی تھی سرکشون نے دعا مینھ برس گیا
تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی

پایا گیا جگر مین نہ دل مین پتا لگا
پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی

آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا
امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

تم نے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
جب تک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی

ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم
زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی

داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہین
بنکر چراغ گور تری آرزو رہی

اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار مین
تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی

کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی شمیم کے دل مین کچھ خوف ہفت پیکر نہین خاطر کر رہی ہی کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری ایک ساحرہ ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر آئی ہی ایک دریاے سحر روانہ کیا ہی آپ کے ملازم ڈوب رہے ہین چاہتی ہی لشکر مین گھس آئے شمیم نے کہا ہفت پیکر کو خبر پہونچی خون نسیم نے سر کھینچا مین ابھی جاکر دریا مٹاتی ہون غضنفر تیغہ کھینچکر اُٹھے کہا ای ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین جاکر سمجھا دونگا جہنم مین اُسے پہونچا دونگا اگر ہفت پیکر بھی لشکر لیکر آئے تو کیا ڈر ہی شمیم نے بہت منع کیا مگر غضنفر نے نہ مانا تیغۂ روئین شگاف ٹیک کر اُٹھے ہما دروازے پر سے پکار رہا ہی کہ ای شہریار جلد باہر آئیے دریاے قہار جوش مارتا ہوا آتا ہی غضنفر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوے گھوڑے کو اُڑا کر قریب دریا پہونچے گھوڑے پر جو تازیانہ اُٹھایا گھوڑا تڑپ کر دریا مین جا پڑا جون جون گھوڑا چلتا ہی دریا خشک ہوا جاتا ہی پار سے دریا کے ستم کش نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال دریا کو طے کرتا ہوا آتا ہی شمیم نے جو آکر دیکھا کہ نصف دریا غضنفر طے کر چکے ہین ستم کش دو ہتھڑ مارتی ہی مگر کچھ نہین ہوتا آخر ستم کش تلوار کھینچکر دوڑی شمیم نے جو اس پار سے دیکھا تاب نہ باقی رہی آخر شمیم پر پرواز پیدا کر کے ستم کش کے سامنے آئی ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے چاہا روکون تلوار جو پڑی سر شمیم کا زخمی ہوا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ قطرے خون کے ٹپکتے ہین چہرہ گلنار ہو رہا ہی

معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی للکارا کہ او ملعونہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا تونے غضب کیا کہ سر شمیم کا زخمی کر دیا مین آتا ہون تجھے سمجھاؤنگا سرکشی کی سزا دونگا گھوڑا چمکا کر باہر دریا سے نکلے سامنے ستم کش کے پہونچے شمیم کو ہٹایا سینہ سپر کر کے سامنے ہوے ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف چمکایا ستم کش کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا غضنفر نے وار اُسکا رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا ستم کش نے آواز دی کہ یا خداوند بچانا چند طائر آسمان سے پیدا ہوے سر پر ستم کش کے لہرانے لگے مگر تلوار جو پڑی طائرون نے اپنے گلے کٹوائے ستم کش کو بچایا ستم کش نے دونون پاؤن زمین مین مارے شمیم نے چاہا زمین کو سنگ لاخ کرون ستم کش کو نجانے دون ستم کش نے ہاتھ ہلایا کہ برق چمکی شمیم نے اپنے کو بچایا اس عرصے مین ستم کش غرق زمین ہو گئی غضنفر و شمیم پلٹے دریا کو دیکھا کہ خشک ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین دریا غائب ہوا شمیم غضنفر کو لیے ہوے بارگاہ مین آئی غضنفر نے سر شمیم مین ٹانکے دیے شمیم نے عرض کی اے شہریار اب مین دربار ہفت پیکر مین جانے کے قابل نرہی یقین ہی یہ ساحرہ اب وہین جائے غضنفر نے ہمائے تیز رفتار سے کہا جا کر دربار ہفت پیکر کی خبر لاؤ ہمائے تیز رفتار جست و خیز کرتا ہوا چلا ستم کش جا کر ایک صحرا مین نکلی کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی دل سے باتین کرتی ہی کہ خداوند نے میرا نام نہ لیا تھا مین دعوی کر کے خود آئی اور یہ ذلت اُٹھائی اب سامنے خداوند کے کیونکر جاؤن پھر پلٹون جا کر لشکر غضنفر پر سحر کرون مگر برقان برق وش ایسی ساحرہ وہان موجود ہی ضرور سد راہ ہوگی اُس سے مقابلہ ہوگا اگر نسیم جالندری نکلی تو اُسکو بھی روکنا پڑے گا وہ حاکم دربند ہوشربا ہی اُس پر غالب نہونگی افسر لشکر جو ہی غضنفر بن اسد وہ صاحب تحفہ جات ہی ہائے کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا معلوم ہوا کہ جان دینا پڑیگا یہ کھڑی سوچ رہی ہی ہمائے تیز رفتار جھپٹا ہوا آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ نخل کے نیچے ستم کش کھڑی ہی کچھ سوچ رہی ہی ہمائے نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا شمیم کی شکل بنکر تیار ہوا ستم کش کو دیکھکر پکارا اے ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے اب میرے ذہن مین آیا کہ خداوند سے باغی ہو کر کہان رہونگی تمام دنیا مین اُنکی عملداری ہی مین کہان رہ سکتی ہون مجھے چلکر قدرت سے ملا دیجیے خطا میری معاف کرائیے

جب تم چلی آئین تب مجھکو خیال ہوا کہ ہاے مین نے بڑا غضب کیا غضنفر کو دم دیکر نکالا طرف دربار ہفت پیکر کے چلی تھی اب تمھارے ساتھ مین خطا معاف ہو جائیگی اسطرح کی باتین کہتا ہوا نزدیک ستم کش کے آیا ستم کش نے کہا ای شمیم جب قدرت کو معلوم ہوا کہ تم نے بہن کو مارا تو قدرت کو بہت ناگوار ہوا پکار کر فرمایا کہ کوئی شمیم کا سر لائے مین نے قصد کیا شمیم نے کہا اب تو تمھارا مطلب پورا ہوگا میرے ہاتھ باندھ لو سامنے قدرت کے لیچلو مگر سفارش کرنا یہ کہکے کہا لو خداوند خود آتے ہین ستم کش پلٹی ہماے تیز رفتار نے حلقے کمند کے مارے ستم کش گری ہماے تیز رفتار نے حباب مارا ستم کش بیہوش ہوئی ہما نے سر کاٹ لیا رومال مین باندھ کر لے بھاگا قہر سامری ایک ساحرہ ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسکی نگاہ لاش ستم کش پر پڑی ہوا سے اتر آئی سر نہ تھا کیونکر پہچانتی لاشہ اُٹھا کر تخت پر ڈال لیا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی پہلے سجدہ کیا پھر لاش پیش کی کہا یا خداوند یہ لاشہ جنگل مین پڑا تھا ابھی کسی نے سر کاٹا ہی مین نے نہین پہچانا کہ یہ کون ہی آخر لاش اُٹھا لائی ساحرون نے لباس سے پہچانا کہا ای قہر سامری یہ ستم کش ساحرہ ہی براے گرفتاری شمیم گئی تھی عیاران اسلام تو پھرا کرتے ہین راہ مین کسی نے اسکو مار ڈالا قہر سامری نے عرض کی کہ شمیم سے کیا خطا ہوئی کہ جو قدرت نے اُسکی گرفتاری کا حکم دیا ہی کارون نے عشق غضنفر بیان کیا اور ستم کش کی بھی کیفیت ظاہر کی قہر سامری نے عرض کی اگر کنیز کو حکم ہو تو شمیم کو گرفتار کر لاؤن ہفت پیکر نے کہا شمیم بہت بڑی گنہگار ہی اگر تو شمیم کو گرفتار کر لائیگی وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ قہر ہفت پیکر نام رکھونگا سامری و جمشید بندگان گنہگار تھے اُنکا خاتمہ کر کے نابدولت نے دعوی خدائی کیا قہر سامری باہر نکلی دس ہزار ساحرون کو لیکر چل نکلی یہان غضنفر و شمیم مین ٹلنگے لگا کر بیٹھے ہین گائنون کو اشارہ کیا ہی کہ ہماے تیز رفتار عیار آکر پہونچا سر ستم کش کا پیش کیا غضنفر نے حال پوچھا ہما نے سب کیفیت بیان کی شمیم خوش ہو گئی کہا ای ہماے تیز رفتار بڑا کام کیا اسکا نکلنا تو مجھ پر شاق تھا یہ باتین ہو رہی ہین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا غضنفر نے ہما کو اشارہ کیا کہ دیکھو تو بھائی یہ کیا ہنگامہ ہی ہفت پیکر نے تار باندھ دیا ساحر پر ساحر چلے آتے ہین ہفت پیکر کو بڑا غصہ ہی ہما نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر تیرہ و تار چھایا ہی رعد کی گرج

برقین چمک چمک کے گر رہی ہین ایک تھوڑی دیر مین برف کی سلین گرنے لگین عیار ریہ
معاملہ دیکھکر پلٹا غضنفر سے بیان کیا کہ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہی اُس سے
برف برس رہی ہی برف سے صدہا آدمی ٹھنڈے ہوے جس خیمے پر برف گری وہ خیمہ گرا دس
بیس آدمی دب گئے غضنفر یہ سُنکر اُٹھے تیغہ رویین شگاف پر قبضہ کیا انگشتر چمکاتے ہوے
نکلے باہر نکل کر دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی دمبدم اندھیرا بڑھتا جاتا ہی شمیم گھبرا کر اُٹھی کہتی
ہوئی کہ ای شہریار آپ اکیلے نہ جائیے ایسا نہو کہ ساحر بلوہ کرین غضنفر نے باہر نکل کر کہا ای
ہمارے تیز رفتار ایک جانب تم جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کہان سے اُٹھا ہی اور برف برسانے والی
کو ٹھنڈھا کرو مین بھی اسی فکر مین نکلتا ہون جس مقام پر مین نے ساحرہ کو دیکھا مین اُسکی
گردن لونگا انشاء اللہ سر کاٹ کر لاتا ہون شمیم نے عرض کی ایک جانب مین جاؤن آپکا
تنہا جانا مجھپر شاق ہی ایسا نہو کہ ہزار دو ہزار ساحر بلوہ کر کے تحفہ جات چھین لین اور
حضور کو گرفتار کر لین تو مین کدھر کی رہونگی مین نہین پہچان سکتی کہ یہ سحر کسکا ہی غضنفر
نے کہا ای ملکۂ عالم تم لشکر مین ٹھہرو موافق اپنے اختیار کے سحر کو برطرف کرو مین بہت جلد
آتا ہون اور عیار ہمارا فرزند خواجہ عمرو ہی جاتے ہی پتہ لگا لائیگا یہ کہکر غضنفر نے گھوڑا بڑھایا
ہر مقام پر دیکھا کہ برف کے انبار لگے ہین خیمے گر رہے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز آتی
ہی دمبدم برف کو ترقی ہی مینھ بھی برف کے ساتھ برس رہا ہی موسلادھار پانی پڑ رہا ہی مگر
جس طرف غضنفر گھوڑا بڑھاتے ہین اور انگشتر چمکاتے ہین پہاڑ برف کے پانی ہو کر غائب
ہوے جاتے ہین بارش بھی اِنکے سر پر نہین ہوتی غضنفر راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین
مگر ہمارے تیز رفتار جو نکلا یہ تو عیار ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ پہاڑ پر سے لکہ ہاے
ابر اُٹھتے ہین اس ابر سیاہ مین آکر مل جاتے ہین برف برسنے کی ترقی ہوتی جاتی ہی اپنے کو
برف سے بچاتا ہوا اُٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہی مگر قہر سامری نے یہ کام کیا کہ لشکر جو ساتھ
لائی تھی اُسکو تو جنگل مین چھوڑا چند جادوگرنیان ہمراہ لیکر پہاڑ پر آئی روئی کے گالے جھولی
سے نکالے اُن پر ایک ایک ڈلی برف کی رکھی بڑا منکرہ سب سے پہلے اُڑا دیا جادوگرنیون
سے کہا تم دمبدم ایسا سحر کرنا کہ یہ روئی کے گالے اُڑین اور ابر کلان مین جا کر ملین

برف کو ترقی ہوتی جائے مین شمیم کی فکر مین جاتی ہون اگر مین بھی پلٹ کے آؤن تو سحر کرکے گرفتار
کر لینا جو کوئی یہان آئے اُسکو حریف جاننا ان ساتون جادوگرنیون کو بخوبی سمجھا کر آپ اُڑی آسمان
پر آکر حال لشکر شمیم دیکھنے لگی اسنے دیکھا کہ لشکر مین تو ہنگامہ ہی لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ برج خیمہ
سے غضنفر نکلا اُسکے بعد شمیم باہر آئین ایک طرف غضنفر گئے ایک طرف عیار چلا ملکہ شمیم دروازے
پر کھڑی ردِ سحر کر رہی ہین برف کے برسنے کو روکتی ہین قہر نے جو شمیم کو کھڑے ہوئے دیکھا سحر کامل
کیا کہ اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین کڑک کر گری ایسی برق چمکائی کہ شمیم کی پلک جھپک گئی قہر نے
پنجہ کمر مین دیا شمیم کو لے اُڑی تموج ہوا سے شمیم کی آنکھین بند ہو گئین بالائے آسمان آکر قہر نے
آواز دی کہ ای نسیم وغیرہ چلی آؤ کام ہو گیا یہ دل مین سوچی کہ اگر یہ سحر قائم رہیگا تو بندگان خداوند
تڑپ تڑپ کے مرینگے افسر کو تو گرفتار کر لیا غرضکہ برف باری کو مٹایا اور شمیم کو لیکر روانہ ہو گئی اب
یہان کنیزون نے جو شمیم کو غائب ہوتے دیکھا اور یہ ثابت ہوا کہ قہر اُٹھا لیگئی شور گریہ وزاری
آسمین بلند کیا سب رو رہی ہین مگر ہما جو پہاڑ پر پہونچا اسنے دیکھا کہ سامان سحر تو رکھا ہی مگر کوئی
اس مقام پر نہین ہی اور لشکر پر بھی دیکھا کہ اب برف باری نہین ہی عیار پہاڑ سے اُترا راہ مین
غضنفر ملے کہا ای شہریار اب واپس ہو جیے غضنفر و ہما لشکر شمیم مین آئے دیکھا کنیزین رو رہی ہین
پوچھا ارے کیا ہوا سب نے حال بیان کیا کہا ای شہریار آپ کے جانے کے بعد قہر آکر گری اور
ملکہ شمیم کو اُٹھا کر لیگئی غضنفر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ معشوق باوفا پر ہمارے سبب سے
یہ آفت آئی ای ہما جا کر دریافت تو کرو کہ وہان ملکہ پر کیا گذری اگر ہفت پیکر کا ارادہ ہو کہ
شمیم کو قتل کرے تو فوراً ہمکو خبر دینا جا کر اپنی جان دینگے مگر ملکہ کو لائینگے یہ کہکر شاہزادہ طرف
لشکر کے چلا ہما نے تیز رو قنطورہ ہاے زر بفتی لگا کر طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا یہان دربار
ہفت پیکر جما ہوا ہی کہ قہر ساحری لیے ہوے شمیم کو پہونچی شمیم بیہوش ہی قہر نے عرض کی یا خداوند
شمیم کو بڑی ترکیب سے لائی ہون اسی طرح غضنفر کو بھی لاؤنگی حکم ہوا زبان مین سوزن دو
قہر ساحری نے زبان مین سوزن دی اور ہوشیار کیا شمیم کی جو آنکھ کھلی ہفت پیکر
کو تخت پر دیکھا دربار جما ہوا ہی شمیم نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی
کیون شمیم ہمنے تمکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تم نین مٹکا کرکے بیٹھو اور ہمین کو قتل کرو

اور کئی جادوگرنیان تمہاری وجہ سے قتل ہوئین اب کہو اپنے کو کس حال مین پاتی ہو اب بہتر یہ ہی کہ بطور قدیم اطاعت کرو قدرت تمکو بہ عہدۂ معشوقی سرفراز کرینگے تمہارے مرتبے پروز یرحسد کرینگے شمیم نے دیکھکر آواز دی او دیوث منحوس کیا بیہودہ بکتا ہی مین قید ہوکر تیرے دربار مین آئی ہون قتل کا حکم دے یا قید کر تجھکو اختیار ہی مگر ایسی واہیات باتین نہ بیان کر کیا عہدۂ معشوقی تیرے اختیار مین ہی خدا اُس شیر بیشۂ جرأت کو سلامت رکھے وہ ضرور مجھکو رہا کریگا جس کے آنے سے تو گھبراتا ہی ہفت پیکر نے جھلا کے حکم دیا اے قہر سامری تمہین اسکو لیجا کر قید کرو اپنی حفاظت مین رکھو لیکن یہ سمجھاتی رہنا کہ قدرت سے عذر کرے اور اطاعت قبول کرے قہر سامری شمیم کو لیکر باہر آئی ایک قصر مین لاکر قید کیا ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارے تیز رفتار بصورت مبدل دربار ہفت پیکر مین حاضر تھا یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا قصد کیا کہ کسی طور سے اسکو رہا کرون مگر قہر سامری کو بہت ہوشیار پایا ناچار پلٹا مگر شمیم جو قید خانے مین آئی زندان آفت نئی مصیبت زنجیرین پہنے ہوے زبان مین سوزن پلک کر پکار اُٹھی

نظم

آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی
پردۂ محمل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی

کچھ تو نکلی ہی تڑپنے کی ہوس کچھ دل مین ہی
دم نہین لینے کا جب تک دم ترے بسمل مین ہی

میکدے کی خاک تک لے ڈالیے یہ دل مین ہی
کس خرابا تی کی مٹی اپنی آب و گل مین ہی

نالہ جا پہونچا اثر تک اشک حسرت رہگئے
قطع کی منزل جرس نے کاروان منزل مین ہی

کس خوشی سے خود گلا کٹوا رہی ہین حسرتین
عید قربان میرے دم سے کوچۂ قاتل مین ہی

مدعیِ عشق ہون مدت سے مین بھی غیر بھی
فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل مین ہی

آرزوے وصل ہی پوری ہو یا دن زیست کے
کوئی بھی آخر کمال اس الفت کامل مین ہی

ہوش ابھی سے گم ہوے جاتے ہین اے راہ طلب
ساتھ والو نکا یہ عالم پہلی ہی منزل مین ہی

قیس و لیلی دونون ہین نظرو نسے غائب دشت مین
یہ بگولے مین نہان وہ پردۂ محمل مین ہی

ایک سی شوخی خدا نے دی ہی حسن و عشق کو
فرق بس اتنا کہ وہ آنکھون مین ہی یہ دل مین ہی

بے خودی نے دور رکھا وصل کی شب یار سے
آج بھی محفل سے مین باہر ہون وہ محفل مین ہی

نزع مین کسکی رکاوٹ کا تصور ہی جلال		سانس بھی چل چل کے رک جاتی ہی کس مشکل مین ہی

قہر سامری نے یہ اشعار سنکر کہا کیون ای شمیم قدرت عہدۂ معشوقی دیتے ہین ایک شخص آوارۂ
کوہ وصحرا اُس پہ عاشق ہوئی ہو یہ کیسا غضب ہی شمیم نے کہا ای قہر سامری یہ بیجا ساحر کہ جس کے
مُنھ سے بو آتی ہی اُسکو مین قبول کرون یہ تو مجھ سے کبھی نہو گا قید مین جان دونگی مگر اِس بیجا کو
نہ قبول کرونگی لیکن ہمارے تیز رفتار یہ سب خبرین لیکر بھاگا یہان غضنفر اُترے ہوے ہین
قزاق بیٹھے ہین دائرہ بج رہا ہی مگر غضنفر یاد شمیم مین سرنگون بیٹھے ہین کہ عیار آکر پہونچا اور
عرض کی ای شہریار شمیم نے ہفت پیکر سے مردانہ وار گفتگو کی ہفت پیکر عہدۂ معشوقی دیتا تھا
شمیم نے جواب دیا کہ مین تجھپر لعنت کر چکی ہون قید خانے مین بیقرار و بے چین ہی غضنفر نے اُٹھکر
آواز دی ای رفیقان جانباز و ای یاران ہمراز آج لشکر ہفت پیکر پر شبخون مارینگے رفیقون
نے عرض کی آج بہت سا مال لوٹینگے خواہ دن کو چلیے خواہ رات کو ہم سب آمادہ ہین جس وقت
چاہیے چلیے غضنفر نے جو سب کو ثابت قدم کوے محبت پایا خوش ہو گئے دن تو تڑپ تڑپ کے
کاٹا شام ہوتے ہی بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان تیار شوید جیسے ہی آواز دی قزاق کپڑے
پہننے لگے گھوڑے جنگل مین چرا کر رہے تھے آواز بوق کی سنکر دوڑے اپنے اپنے راکب کے آگے
آکر کھڑے ہو گئے غضنفر نے دوسری آواز دی قزاق پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے تیار ہوکر
سامنے آئے غضنفر بوق ترکی لیکر چلے اسّی ہزار قزاقونکا چلنا گرد اُڑ رہی ہی صحرا تمام تیرہ و تار
ہو رہا ہی یہان لشکر ہفت پیکر مین سہمان فیل ور طلاے پر ہی ساٹھ ستر ہزار سوار ساتھ ہین
حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین
آئی گھوڑے بھڑکنے لگے گینڈون نے سوارون کو گرایا اور طرف جنگل کے بھاگے سہمان
یہ معاملہ دیکھکر گھبرایا گینڈے کو بڑھا کر لشکر سے نکلا دیکھا ایک جوان کمسن گھوڑے کو اُڑائے ہوے
آتا ہی پشت پر اسّی ہزار جوان تیغ ہاے برہنہ کھینچے بوق ترکی سب کے ہاتھ مین وہ جوان
سب کے آگے ہی سہمان نے گینڈا بڑھایا آواز دی او جوان کہان آتا ہی یہ لشکر خداوند
ہفت پیکر ہی اگر اسمین آئیگا تو زندہ بچ کے نہ جائیگا منم سہمان فیلدر منظور نظر خداوند
ہفت پیکر غضنفر نے جو دیکھا ایک جوان فیل پیکر گینڈے کو اُڑا کر آتا ہی غضنفر نے گھوڑا بڑھایا

پکار کر آواز دی سامنے سے ہٹ جا تیری قضا تجھکو لائی ہی کیون شامت آئی ہی سہمان فیلدر نے
لپک کر نیزہ مارا غضنفر نے خم ہو کر نیزہ اُسکا خالی دیا اپنا نیزہ اُٹھایا اُسکو ہکان دیکر سینہ
سہمان پر دکھایا سہمان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر آنکھ پر گینڈے کی مارا
کہ ہاتھ بھر نیزہ گینڈے کی آنکھ مین اُتر گیا نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے سہمان کے
جرخ مارا سہمان تو گینڈے کے روکنے مین مصروف ہوا غضنفر نے تیغۂ رویین تنگاف کھینچا
سہمان پر برس پڑے چند زخم کھا کر سہمان گینڈے سے کودا گینڈا تو اپنی جان سے بیزار تھا
کہ آنکھ مین گینڈے کی نیزہ اُترا ہوا تھا ایک جانب بھاگا کئی سوارون کو پامال کیا غضنفر
نے جو سہمان کو پیدل پایا اور پانچ چار ہاتھ مارے آخر سہمان فیلدر مارا گیا تمام قزاق لشکر
پر آ پڑے بوق ترکی بجا رہے ہین اہل فوج ہفت پیکر تھرا رہے ہین سائیسون نے جو اپنے
سوارون کو لڑتے ہوے دیکھا کمر سے فتیلے بارود کے نکالے خیمون پر پھینکنے لگے خیمے جلنے لگے
کئی ہزار خیمہ جلا دیا جو خیمہ جلکر گرا قزاق لوٹ رہے ہین مگر غضنفر سہمان فیلدر کو مارکر جو بلٹے
طرف خیمۂ قید خانے کے چلے دور سے دیکھا کہ قہر سامری دروازے پر بیٹھی ہی کئی ہزار کنیزان
قہر سامری ٹہل رہی ہین غضنفر نے سامنے آکر بوق ترکی بجایا قہر سامری نے للکارا او جوان
اسطرف نہ آنا برقان برق وش کہ آسمان پر چمک رہی ہی اسی فکر مین تھی کہ قہر سامری ہٹے
تو مین گردن اور شمیم کو رہا کرون اب جو غضنفر کو آتے ہوے دیکھا بیتاب ہو گئی کڑک کر گری
کئی سو کنیزون کے سر اُڑا دیے آڑی ترچھی گرنے لگی غضنفر نے جو دیکھا کہ برقان برق وش
لڑ رہی ہی گھوڑا اُڑا کر جا پڑے قہر سامری کو للکارا قہر سامری نے بڑھکر سحر کیا غضنفر نے
انگشتر کو چمکایا سحر باطل ہو کر گرا قہر سامری نے کئی سحر کیے مگر تاثیر نہوئی غضنفر سحر کو دفع کرتے
ہوے قریب قہر سامری پہونچے اتنے عرصے مین برقان نے کنیزونکو مارکر بھگا دیا دروازہ
کھول کر اندر قید خانے کے آئی قہر سامری نے جو دروازے کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا
کہ برقان برق وش اندر قید خانے کے پہونچ گئی اب ناچار ہی کہ غضنفر قریب آگئے اپنے
کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اُڑی غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اپنے اُتاری
قہر سامری بلند ہو چکی تھی برقان برق وش نے شمیم کی زبان سے سوزن نکالی شمیم نے

سوزن نکلتے ہی سحر کیا کہ زنجیرین کٹ کر گرین ساتھ برقان برق وش کے قید خانے سے نکلین غضنفر نے کئی تیر قہر سامری پر مارے مگر قہر سامری قندیل فلک ہو چکی تھی اُس تک تیر نہ پہونچے قہر سامری نکل گئی مگر شمیم جادو نکلتے ہی بلند ہوئی بلندی پر آکر سحر کرنے لگی برقان اڑی ترچھی گر رہی ہی جس غول پر گری دس بیس کو قتل کیا اور پھر بلند ہوئی تقضاے کار سہراب بیس ہزار جادوگرون کو لیکر نکلا ہی انتظام کر رہا ہی برقان جو اُسکے غول پر آکر گری کئی سو کو قتل کیا چاہا بموجب عادت قدیم بلند ہو جاؤن سہراب جادو نے گولہ مار دیا برقان تو اور ہی خیال مین تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سہراب تلوار پکڑ کر جھپٹا کہ اس ساحرہ کا سر کاٹ لون شمیم نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی برقان نے مجھپر احسان کیا مین اُس کو نہ بچاؤن سامنے آکر سہراب کے آواز دی ای سہراب ذرا ہمارے سامنے آؤ ہم سے آنکھین چار کرو سہراب نے جو سر اُٹھایا ایک مہ جبین کو دیکھا کہ بڑی بڑی آنکھین اُس پر رسیلی معلوم ہوتا ہی صناع ازل نے موتی کوٹ کر بھر دیے ہین سرو قد خورشید خد شمیم نے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا ای سہراب ہمکو نہین پہچانتے ہم مدت سے تمہارے مشتاق ہین تم ہماری جانب دیکھتے بھی نہین یہ کلمہ جو مسکرا کر شمیم نے کہا سہراب دیوانہ ہو گیا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

کیون اُٹھے ہم افتادہ تری راہ گذر سے
واللہ گرے جاتے ہین اپنی ہی نظر سے

ہم کعبے مین آکر یہ دعا کرتے ہین ای شیخ
بت لیکے نکلیے کوئی اللہ کے گھر سے

لو بند کیے لیتے ہین ہم دیدۂ مشتاق
اب دیکھین تو آجاتے ہو تم دل مین کدھر سے

اس دل مین وہ آتے ہین جو دل بیٹھ گیا ہی
تعظیم کو اُٹھو کہدے کوئی درد جگر سے

نکلین گے تری بزم مین ارمان دلی کیا
دم بھی تو نکلتا نہین ظالم ترے ڈر سے

قدمو نپہ ترے لیکے گری خواہش تقدیر
صد شکر بڑا بوجھ یہ اُترا مرے سر سے

جیتے رہو اتنی تو دعا یار کو دینا
خوش ہو جو وہ قاصد مرے مرنے کی خبر سے

مین دیدۂ دل فرش رہ دوست کرونگا
پھر دل سے اُتر جاؤن کہ گر جاؤن نظر سے

ڈر ہی یہ شب وصل مین ای بے خودی شوق
تو مجھکو نکالے نہ کہین یار کے گھر سے

جاتے ہو دم نزع عیادت کو کسی کی	اللہ بچائے تمھین حسرت کی نظر سے
بولا وہ جلال اتنا تو سنکر تری فریاد	سنا تو کہ یہ آتی ہی آواز کدھر سے

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے شمیم کے آیا شمیم نے کہا ای سہراب تیرا مثل نہین ہی تو پہلوان بے نظیر ہی تیرا زور و شور مشہور رہی یہ کہکر دوپٹے سے ایک رشتہ نکالا گلے مین سہراب کے باندھدیا کہا کہ یہ رشتۂ محبت ہی اسکو نہ توڑنا دربار مین ہفت پیکر کے جاکر بیٹھنا جب سردار اُسکے آچکین تو بسہولیت قریب اُس کے تخت کے جانا کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لینا اور زمین پر دے مارنا ہم اُسی وقت تمھارے پاس آئینگے یہ سنکر سہراب خوش ہوگیا شمیم سہراب کو رخصت کرکے قریب برقان کے آئی برقان برق وش کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو برقان برق وش و شمیم بلند ہوئین دیکھا غضنفر لڑ رہے ہین صدہا خیمے جلادیے اب غضنفر جاہتے ہین نکل جاؤن شمیم نے جو آکر صورت دکھائی عیار نے بھی خبر پہونچائی کہ شمیم رہا ہوگئین برقان برق وش نے رہا کیا غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر روید جیسے ہی غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق جمع ہوے غضنفر نے کہا یارو جس واسطے آئے تھے وہ مطلب حاصل ہوچکا اب نکل چلو قزاقون کو غضنفر یہ حکم دیکے ایک طرف لڑتے ہوے چلے محراب کمان کش ایک پہلوان ہی اُس نے جو خبر سنی کہ غضنفر نے آکر شبخون مارا شمیم کو رہا کرکے لیے جاتے ہین سہمان اُسکے ہاتھ سے قتل ہو امحراب گینڈے کو بڑھاکر چلا کہ مین غضنفر کو نہ جانے دونگا بڑا ناز کریگا کہ مین نے اتنے بڑے لشکر پر شبخون مارا قیدی کو چھڑا کرلے گیا یہ کہکے بڑھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہی فوج بھی ساتھ ہوئی سامنے آکر دیکھا کہ غضنفر لڑ بھڑ کر لشکر سے نکل جاچکا ہی جا بجا بازار مین لٹی پڑی ہین بنیے بقال دہائی دیتے پھرتے ہین دوکان دارون کو تسکین دیتا ہوا چلا ہر ایک سے کہتا ہی کہ یارو جن لوگون نے تم پر بدعت کی ہی مین انکے افسر کا سر لاتا ہون جب محراب نے دور سے دیکھا کہ غضنفر جاتا ہی سب قزاق گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی ای جوان تو نے غریبون کو لوٹا یہ بڑا غضب کیا ان غریبون نے کیا کیا مین تجھ سے بدلہ ضرور لونگا غضنفر یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا ارنقانے کہا بھی مگر غضنفر نے نہ مانا قزاقون نے عرض کی ای شہریار بکتا ہی بکنے دیجیے غضنفر نے کہا کہ

اپنے مقام پر کہیگا کہ نبیرہ صاحبقران بھاگ گیا اگر ہمارے ہمچشم سنین گے تو وقت پر طعن و تشنیع کرینگے مین ابھی اس یاوہ گو کا سر لاتا ہون یہ کہکے مرکب باد پیما بڑھایا سامنے محراب کے پہونچے محراب جھومتا ہوا قریب آیا تگاور زن ہوے چہ قدم گینڈا محراب کا ہٹا چار قدم مرکب غضنفر کا لیکن غضنفر نے نیزہ اُٹھایا محراب نے جلدی کرکے نیزہ مار دیا غضنفر نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر روکا جیسے ہی وہ نیزہ مار کر پلٹا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے چرخ مارا غضنفر محراب پر برس پڑے اتنے تلوار کے ہاتھ مارے کہ محراب اپنی جان سے بیزار ہو گیا گینڈے نے پٹک دیا غضنفر نے آکر ہاتھ مارا کہ محراب کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے تلوارین کھینچکر آپڑے قزاقون نے مار کر سبکو بھگا دیا اسباب اس فوج کا بھی لوٹا گھوڑون پر اسباب لدا ہوا غضنفر جاتے ہین کہ ہفت پیکر اپنی بارگاہ سے گھبرا کر نکلا پوچھا کیون یارو یہ کیا ہنگامہ تھا سب نے عرض کی غضنفر نے آکر شبخون لشکر خداوند پر مارا شمیم کو رہا کر لے گئے خاص شمیم کے واسطے آئے تھے کئی پہلوان قدرت کے قتل ہوے جسنے قصد کیا وہ مارا گیا یا خداوند یہ بندہ آپنے عجب طرح کا بیباک پیدا کیا ہی کہ نئے طور سے لڑتا ہی کیسا ہی پہلوان مقابلے مین جاے مگر غضنفر اُسے مار لیتا ہی کوئی اُسکے ہاتھ سے نہین بچا وہ لٹیرے اُسکے ساتھ ہین کہ سب بازارین لوٹ لین بازار بزازان مین ہنگامہ ہو رہا ہی ہفت پیکر نے پکار کر کہا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اس دیوانے کو نہ جانے دے اور گرفتار کر کے لائے صفیر جادو کہ سامنے کھڑی تھی جھک کر قریب آئی کہا یا خداوندا ابھی جاکر مین غضنفر کو لاتی ہون بی برقان و شمیم جو ساتھ ہین اُنکی کیا حقیقت ہی اُن دونوکو جاتے ہی گرفتار کرونگی مشکین باندھ کر لاؤنگی مقدمہ غضنفر مین تدبیر کرونگی اگر تدبیر چل گئی تو گرفتار کر لائی ہفت پیکر نے کہا جس طرح بنے شمیم کو لاؤ قدرت شمیم پر عاشق ہین صفیر نے کہا شمیم کو لے ہی کر آؤنگی یہ کہکر صفیر چلی قریب آکر آواز دی ای غضنفر کہان جاتے ہو ٹھہر جاؤ برقان برق وش و شمیم اُڑی ہوئی جاتی تھین دیکھا کہ ساحرہ پکارتی ہوئی آتی ہی غضنفر کو روک کر کہا حضور نہ جائین ساحرہ کا سامنا ہی مین اس سے سمجھ لونگی یہ کہکر برقان برق وش تڑپ کر سامنے آئی للکار کر آواز دی او مکارہ وہ مرد بہادر ہی

تجھ ایسی کے مقابلے مین آکر کیا کرینگے صفیر نے گولہ مارا برقان نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپسمین رد و قدح ہوے کہ صفیر نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون لیکر پھینک مارا برقان پر جو خون پڑا لڑکھڑا کر گری صفیر نے چاہا اٹھالون کہ نعرہ ہوا منم شمیم جادو خبردار برقان کو نہ اٹھانا جھپٹ کے موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے ایک موتی صفیر پر گرا صفیر کو معلوم ہوا کہ مجھپر پہاڑ گرا لڑکھڑائی طرف زمین کے چلی تھی کہ زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے صفیر کو سنبھالا چھاگل مین پانی تھا مُنھ پر صفیر کے چھینٹا مارا جب صفیر کے ہوش درست ہوے زنگی تو غائب ہوگیا صفیر نے پکار کر آواز دی ای گلریز قوت بخش آج کہان ہو کہ وقت پر نہین آتین مجھے اس دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ یہ جو صفیر نے آواز دی نخل جو سامنے تھا اُسکی بیخ سے ایک نازنین گلنار پوش پیدا ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی ناز و کرشمہ بات بات مین پکار کر آواز دی بوا شمیم یہ اشعار مین نے یاد کیے ہین ذرا سُن لو پھر تمھین اختیار ہی شمیم اُس نازنین کو دیکھکر ٹھہر گئی وہ نازنین یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

کوئی شیشہ نہین ای رونق محفل ٹوٹا
آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا

لیچلا دام مین صیاد رہائی معلوم
باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا

گھورتا ہی نگہ قہر سے کیا پھر پھر کر
کیا مرے ذبح مین خنجر ترا قاتل ٹوٹا

قطرۂ زلف نہانے مین جو ٹپکا سر سے
مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا

مخلصی زور جنون سے ہوئی حاصل ہمکو
ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا

کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہی
دور ناخبر نہین ہاے کہین دل ٹوٹا

امتحان قوت بازو کا کیا جب کہ نسیم
شکر صد شکر کہ تنکا بھی بہ مشکل ٹوٹا

یہ اشعار جو اُس نازنین سے شمیم نے سنے جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوگیا بڑھ کر کہا ای صفیر اگر تو مجھکو خدمت خداوند مین لیچلے اور خطا معاف کرا دے تو بڑا احسان ہی مین قدرت کیواسطے تڑپتی ہون بڑے افسوس کا مقام ہی کہ قدرت تو مجھپر مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون اور مین اُنکا حکم نہ بجا لاؤن سب طرح پر براے خدمتگزاری موجود ہون صفیر نے کہا ای شمیم قدرت نے تمکو بلایا ہی جلد یا دفرمایا ہی برقان برق وش کو بھی لیلو اور میرے

ساتھ چلو مین صفائی کرادونگی تمھاری وجہ سے بڑے فساد برپا ہوے شمیم نے کہا مین تو نہ راضی تھی یہ طفل بے ادب مجھکو رہا کرنے آیا اور شبخون مار اصدہا بندگان خداوند قتل ہوے یہ کہکے برقان برق وش کو ہوشیار کیا برقان برق وش جو اُٹھی چاہا کہ تڑپ کر صفیر پر گرے ن صفیر نے آواز دی ای گل ریز انکو بھی لینا اُسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پھول برسنے لگے بو پھولونکی دماغ مین برقان برق وش کے پہونچی مثل شمیم یہ بھی ہاتھ باندھکر بڑھی کہا ای صفیر چلو ہم دونون کی صفائی تمھارے ہاتھ ہی صفیر نے چاہا دونون کو لیکر چلون کہ غضنفر نے مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی او صفیر تو نے بڑا دام مکر پھیلایا کہ ان ایسی شاہزادیون کو اپنے دام مکر مین لائی مین کیا تجھے بے قتل کیے چھوڑونگا صفیر نے کہا صاحبزادے اُن پر تمھارا زور چلتا ہی جو تم پر عاشق ہوئی ہین مین نگاہ بھی تم پر نہین ڈالتی ہزار شعبدے کرونگی گرفتار کرکے تمکو لیجاؤنگی بس اب پلٹ جاؤ اسی پر تمکو ناز ہی کہ تم پر سحر تاثیر نہین کرتا اس وجہ سے باتین بناتے ہوین فوج خداوندی کو اشارہ کردونگی بلوہ کرکے تمکو گرفتار کرلینگے یہ کہکے فوج کو آواز دی کہ اس جوان کو گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا غضنفر نے قزاقون کو اشارہ کیا کہ ای قزاقان بزنید قزاق جاپڑے اب تک کوئی افسر نہ تھا ہفت پیکر سامنے کھڑا تھا اس نے جو اشارہ کیا قزاق گھر گئے ساٹھ لاکھ فوج مین اسّی ہزار کی کیا حقیقت ہی قزاق رات کے لڑنے والے اب جو صبح ہوئی جو جہان گھرا وہان گھرا غضنفر لاکھ لاکھ کدوکاوش کرتا ہی لیکن کچھ بن نہین پڑتا اگر دس کو بچایا اور بلوے سے نکالا تو بیس گھر گئے قزاق قتل ہونے لگے ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے لشکر رستم مین انکا گذر ہوا اس شب کو رستم نے اپنے لشکر کا طلایہ دیا ہی طلایہ دیکر پلٹے ہین کہ ہرکارون کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون ای نامیان وغیرہ خیر تو ہی عرض کی ای شہریار غضنفر نے شب کو آکر شبخون مارا تھا لاکھون کو قتل کرکے نکل آئے تھے مگر صفیر جادو نامے ایک ساحرہ آئی تھی اُسنے برقان برق وش و شمیم کو علم سحر سے مطیع کیا غضنفر مع لشکر لشکر کفار پر جاپڑے فوج تو بے حد و بے حصر ہی جاکر لشکر کفار مین گھر گئے یقین کامل ہی

کہ دشمن اُنکے گرفتار ہوجائین ہم صاحبقران کو خبر کرنے جاتے ہین رستم بیقرار ہو گئے گھوڑے پر
سوار ہوے گھوڑ ا طرف لشکر کفار کے چلا سمک نے بڑھکر لشکر مین آواز دی سب لشکر تیار
ہو اسب سے پہلے آفتاب فلک سیر تیار رہوا باہر نکل کے دیکھا کہ آقا روانہ ہو گئے آفتاب
بن کے اُڑا رستم سے پہلے پہونچا آتے ہی آفتاب نے گرمی دکھائی وہ شدت گرمی کی ہوئی
کہ سب پھڑکنے لگے غبار زرد اُڑنے لگا ساحر جلکر گرنے لگے لشکر مین جو یہ ہنگامہ ہوا غضنفر
نے مہلت پائی ایک طرف سے رستم کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے طنبور گڑگڑایا عیوق
وجارو آکر گرے کہ آفتاب سحر کرتا ہوا قریب صفیر کے پہونچا للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی
ہنم آفتاب فلک سیر صفیر نے گولہ مارا آفتاب پھٹا آفتاب فلک سیر ظاہر ہوا کڑک کر
صفیر پر گرا کہ صفیر کے دو ٹکڑے ہوے اور صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام من صفیر جادو بود
شمیم و برقان برق وش کو ہوش آیا ہوش آتے ہی لڑنے لگین جب پر گرین اُسکے دو ٹکڑے
کیے برقان برق وش تڑپ کر قریب غضنفر پہونچی کہا ای شہریار اب نکلیے ہفت پیکر سامنے
کھڑا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی آپ کے ماموں صاحب طلسم کشا کل فوج کو لیکر آگئے غضنفر
نے کہا ای برقان برق وش یہی تو مشکل ہی کہ ماموں جان براے مدد آئے ہین اب مین
کیونکر جا سکتا ہون جب ماموں جان جالین تب جاؤن انتہا یہ ہی کہ اُنکے ساتھ نکل جاؤن
قبل نکل جانے مین فرمائینگے کہ دیوانہ اپنی جان بچا کے نکل گیا بھائی صاحب کو ناگوار ہوگا
ہم اُنکی بات کا جواب نہ دے سکین گے برقان برق وش خاموش ہو رہی جب ہفت پیکر
نے دیکھا کہ صفیر قتل ہو گئی شمیم رہا ہو گئی بلکہ جنگ مین مصروف ہی وزیرون سے کہا تمھاری
کیا صلاح ہی اب طبل بازگشت بجوا دین سب نے عرض کی اگر جلد طبل امان بجوا ئیے گا بہتر ہی
دیر کیجیے گا تو اور زیادہ لوگ مارے جائینگے ابھی پرچۂ اخبار گذرا ہی کہ چار لاکھ آدمی مارے گئے
اور اہل اسلام کا موے جسم میلا نہین ہوا یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا طبل امان پر چوب پڑے
اُسی وقت طبل امان بجا لشکر پلٹے رستم پلٹ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہرے کہ غضنفر سے
ملاقات ہوگی تو خیر و عافیت پوچھین گے غضنفر پلٹے ہوے آتے تھے رستم کو جو کنارے پر
دیکھا گھوڑا پھیرا دوسری جانب سے نکلے رستم نے آواز بھی دی کہ غضنفر ہم سے

ملاقات کرتے جاو غضنفر نے دور سے سلام کیا اور گھوڑا اڑھا کر روانہ ہوے رستم نے
اپنے سرداروں سے کہا اس دیوانے کے حرکات دیکھے کہ ہمکو دیکھکر پلٹ گئے اور طرف سے
روانہ ہوے ادھر نہ آئے وہ ہمکو دشمن جانتا ہی ہم جو مدد کو آئے اُسکو ناگوار ہوا اگر ہم نہ
آتے تو دن بھر گھرا رہتا سرداروں نے عرض کی ای شہریار آپ اُنکے بزرگ ہین آپ کی مدد
پر کیا آزردہ ہونگے رستم نے کہا وہ سب کو ایسا ہی سمجھتا ہی یہ کہتے ہوے لشکر کو روانہ ہوے ہرکارون
نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ اسطرح غضنفر شبخون مارکر آتے تھے راہ مین گھر گئے رستم
مدد کو پہونچے پلٹے ہوے آتے ہین صاحبقران نے سردارون سے فرمایا کہ صاحبو
بڑے غضب کی بات ہی غضنفر تو دیوانہ مشہور رہی رستم کیون دیوانے ہوے چاہیے تھا کہ ہمکو
خبر کرتے خدا اس لڑائی کا انجام بخیر کرے فوج ہفت پیکر بے انتہا ہی خدا ان سب
دلیرون کو بچائے روز سیاہ مجھکو نہ دکھائے یہ فرماکر چاہتے تھے کہ بارگاہ مین جائین
کہ سامنے سے رستم آئے رستم نے آکر سلام کیا امیر نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای
نور نظر غضنفر تو دیوانہ بیباک ہی اپنے رفیق کا اُسکو چھڑانا منظور تھا اُسنے آکر شبخون مارا تم
بلا تکلف چلے گئے ہرچند کہ تم وہی ہو کہ فرنگستان مین تخت مرزوق اُلٹ دیا مگر فوج ہفت پیکر
بے حد ہی خدا نخواستہ اگر دشمن گھر جائین تو کیسی مشکل ہو مین آٹھو پہر دعائین کرتا ہون کہ
پروردگار وہ دن دکھائے کہ یہ سب فرزند میرے جنازے کے ساتھ ہون تا بہ قبر بہ راحت
پہونچ جاؤن رستم رونے لگے کہا قبلہ و کعبہ یہ نہ فرمائین ہماری آبرو آپ کے دم سے ہی
حضور ہی کے تصدق سے یہ طلسم فتح کیا سب سردار صاحبقران کو دعائین دینے لگے کہ
خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر ہفت پیکر مین طبل شادمانی
بج رہے ہین ایک پہلوان آیا ہی کہ مصداق کوہ کن اُسکا نام ہی سات سحر پہلوان اُسکے
ساتھ ہین کہتا ہی ان سب کو مین نے زیر کیا ہی دربار ہفت پیکر مین بیٹھا بلبلا رہا ہی یقین
ہی کہ اُسکے نام پر طبل جنگی بجے صاحبقران نے فرمایا خداے بازرگ است جیسا کچھ ہوگا دیکھا
جائیگا مگر مصداق جو دربار ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے
مین سبکو گرفتار کر لونگا اُدھر طبل جنگی بجا اِدھر صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی

طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانہ سکندری مین پہونچے غاشیہ اُٹھا کر دوال دیا سارے لشکر مین
مشہور ہوا تیاریان ہونے لگین ناگاہ وہ وقت آیا کہ ترک فلک نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن صبح پر سوار
ہوا لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے
مصداق کوہ کن کہ سب کے آگے اوبچی بنا ہوا کھڑا تھا گینڈے کو بڑھا کر سامنے ہفت پیکر
کے آیا اجازت طلب کی ہفت پیکر نے کہا جاؤ اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق گینڈے
کو ٹھکرا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لشکر رستم پر جواسنے نعرہ کیا
اسی طرف اسکا رخ تھا آلا گرد فرنگی نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین مصداق کے آیا اور بعد
نیزہ بازی تلوار کی نوبت آئی آلا گرد زخمی ہوا مصداق نے چاہا سر کاٹ لون مالا گرد کو تاب
نہ آئی جلدی مین جا پڑا گھوڑے کو بیچ مین ڈال دیا آلا گرد کو ہٹا یا آپ مقابل ہوا مصداق
نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مالا گرد بھی زخمی ہوا عیوق و جاروق فرداً فرداً نکلے یہ بھی زخمی
ہوے چھ سات سردار سیار گلشن جنان ہوے شام کو مصداق نے گینڈے کو مہمیز کیا پکار کر
آواز دی کہ تم سب کو دو دن کی مہلت دیتا ہون بعد دو دن کے جو میدان مین آونگا ایک
کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے بلبلاتا پلٹا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوند مین انتہا کا
شکار دوست ہون ہمیشہ جنگل ہی مین رہتا ہون دو دن کے بعد طبل جنگی بجوائیے گا مین وقت پر
آجاؤنگا اب کی مقابلے مین خاتمہ کر دونگا خالی نہ پلٹونگا ایک دو شبین خدمت مین بھی رہونگا
ہفت پیکر نے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان قدرت کو تم پر بڑا بھروسا ہی
وقت پر ضرور آنا جتنے پہلوان لشکر مین ہین ان سب کے جی چھوٹے ہوے ہین مسلمانونکے
نام سے ڈرتے ہین مقابلے مین نہین نکلتے غرضکہ مصداق طرف صحرا کے روانہ ہوا فوج
کو بھی ساتھ لیا واسطے شکار کے گیا ہفت پیکر پلٹ کے بارگاہ مین آیا یہ خبر ہرکارون نے
صاحبقران کو پہونچائی سب کو یقین ہوا کہ بعد دو دن کے مصداق کوہ کن آئیگا اب
صاحبقران بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم کو انتہا کا قلق تھا صاحبقران نے رستم کو
بلوایا فرمایا ای نور نظر زخمی ہونے پر سردارون کے کیون رنجیدہ ہوا انشاء اللہ اب جو آکے

طبل جنگی بجوائے گا تو تم ہی مقابلہ کرنا رستم چپ بیٹھے ہین سردارون نے عرض کی کہ ای شہریار
آسمان پہ ابر آیا ہی اگر مناسب ہو تو کل چلکر شکار کھیلیے رستم نے صاحبقران سے عرض کی کہ اگر
حکم ہو تو غلام شکار کے لیے جائے صاحبقران نے فرمایا مین خبر سن چکا ہون کہ مصداق
بھی برائے شکار رگیا ہی ایسا نہو صحرا مین تمھارے اُسکے مقابلہ پڑ جائے وہ نہایت پرغرور
ہی رستم نے عرض کی غلام دوپہر کو شکار کھیل کے چلا آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ
رستم نے حکم دیا صبح کو سامان شکار تیار رہے سمک نے کارخانون مین حکم دیا بوقت سحر
بیلیے قراول حاضر ہوے رستم نکل کر سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی نقارے پر چوب پڑی
تیتر لوا بٹیر نکلنے لگا باز بحری جرہ چھوٹے تیر اندازی ہونے لگی پہر دن چڑھے تک ارابے
بھر دیے رستم نے فرمایا ای سمک شکار پرند تو کھیلا کوئی آہو سامنے نہین آیا سمک نے کہا
لوگ خبر کے واسطے گئے ہین کہ چند گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی پانچ کوس پر ایک
دھانو کا کھیت ہی چالیس پچاس ہرن چر رہے ہین رستم نے گھوڑا بڑھایا قریب اُس
کھیت کے پہونچے دور سے دیکھا کہ چند مادہ آہو ایک نر بیچ مین سب کے چرنے مین
مصروف ہی رستم نے فرمایا اور سب کا سب صاحبون کو اختیار ہی مگر نر کو ہم شکار کرینگے
جس طرف سے نکلیگا ہمکو ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے دوڑائے سب آہو بھاگنے لگے اُنکے
پیچھے سردارون نے گھوڑے ڈالے مگر وہ نر کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین طرف
رستم کے متوجہ ہوا طرارہ جو بھرا رستم کو مع مرکب فرّا گیا رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ اس
ظالم نے مجھی کو گنہگار بنایا گھوڑے کو پھیرا تعاقب مین چلے آگے آہو پیچھے رستم سمک
تھوڑی دور دوڑا آخر تھک کر ٹھہر گیا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی گھوڑا ابھی تیز رو صبا رفتار ہی
جب جست کرتا ہی تو تھوتھنی مرکب کی اور پٹھا آہو کا مل جاتا ہی مگر ایسا پہلو نہین پاتے کہ
نیزہ مارین ایک مقام پر آہو آکر چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا رستم نے
اُتر کر اُسکو بہ قربانی پہونچایا ٹہل رہے ہین کہ ساتھ والے آئین تو اِس آہو کو اُٹھا لیکر
لیچلین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تیر خوردہ آہو بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے تیر مارا
وہ آہو بھی گرا گرتے ہی اُس آہو کے رستم نے تیر اُسکی پشت سے نکالا دیکھا اور کہا کہ

کسی پہلوان کا تیر ہی مگر اوچھا پڑا چاہتے ہین کہ رومال سے خون پونچھکر نام پڑھون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی رستم نے دیکھا مصداق کوہ کن تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کی جستجو کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو دیکھا کہ میرا آہو مردہ پڑا ہی اور تیر میرا ہاتھ مین رستم کے ہی اُس تیر کو دیکھ رہے ہین اچھی طرح رستم کو نہین پہچانا ہی گینڈے کو اُڑا کر قریب آیا کہا کیون جوان میرے شکار کو کیون شکار کیا رستم نے کہا ہمارے سامنے آیا ہی ہمنے شکار کر لیا جو تجھسے ہو سکے وہ کر صحرا مین کیا کسیکا اجارہ ہی مصداق نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا اے جوان صاحب شوکت و شان کوئی میرا شکار نہین شکار کر سکتا ہم منظور نظر خداوند ہین رستم نے کہا وہ خداوند تمھارے خرس بادیۂ ضلالت ہین یہ سُنکر مصداق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ مصداق کا پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ مصداق زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا رستم سرہانے کھڑے ہین افسوس کر رہے ہین کہ مین نے ناحق طمانچہ مارا مصداق نے جو آنکھ کھولی رستم کو قریب پاکر پھر آنکھین بند کر لین رستم نے آواز دی اے جوان کیون شرماتا ہی مین خود محجوب ہو رہا ہون لیکن جب غصہ آتا ہی تو کچھ نہین سوجھتا مصداق نے یہ جو سنا بلا تکلف اُٹھ بیٹھا جھاڑ پونچھ کے کھڑا ہو گیا پوچھا کہ اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران زمان مصداق کوہ کن نے کہا آپ نے مجھکو نہین پہچانا مین مصداق کوہ کن ہون آپ کو ایسا نہ جانتا تھا دربار ہفت پیکر مین میری آبرو ہی اس کا ذکر نہ کیجیے گا رستم نے کہا کیا عمدہ بات ہی کہ جسکا مین ذکر کرونگا مصداق فوراً گینڈے پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہو گیا ساتھ والون نے پوچھا حضور کہان تشریف لیگئے تھے مصداق نے کہا ایک آہو پر تیر مارا تھا مین اُسکے تعاقب مین گیا رستم فرزند حمزہ نے اُسے شکار کیا مین جو پہونچا مجھسے تکرار کرنے لگا مین نے ایک طمانچہ مارا کہ زمین پر گرا تڑپنے لگا مین نے کہا کہ اے جوان اُٹھ جا مین کسی سے نہ کہونگا تو یاروں مین نے آمد سخن مین ذکر کر دیا خبردار اسکا ذکر نکرنا یہ کہکے پلٹا بارگاہ ہفت پیکر مین آکر دنگل پر بیٹھا جھومنے لگا ہفت پیکر نے پوچھا اے پہلوان دوران آج خوب شکار کھیلا

مصداق

مصداق نے کہا یا خداوند آج شکارگاہ مین نیا معرکہ ہوا کہ مین نے ایک آہو پر تیر مارا تیر اوچھا پڑا آہو بھاگا مین اُسکے تعاقب مین گیا ایک مقام پر رستم نے جو طلسم کشا کہلاتے ہین میرے آہو کو شکار کرلیا مین جا کے پہونچا مین نے جا کے کہا ای جوان میرے شکار کو کیون شکار کیا رستم تو مشہور ہین مجھسے لڑانے لگے مین نے ایک طمانچہ مارا زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا مین نے کہا ای رستم اُٹھو جاؤ مین کسی سے ذکر نہ کرونگا خداوند نے پوچھا تو مین نے ذکر کردیا وزیر ہفت پیکر جو بیٹھا ہی وہ بول اُٹھا کہ ای پہلوان ایسی باتین سر دربار نہ کرو ورنہ ابھی آفت برپا ہوگی رستم وہ جوان ہی کہ تم سے بہتر پہلوان آئے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُسکو طمانچہ مارتے تو زندہ پلٹ کے نہ آتے مصداق نے جھلا کر جواب دیا اب میدان مین دیکھ لیجیے گا وزیر نے کہا میدان کی تو نوبت ہی نہ آئیگی مصداق جھلانے لگا کہ اور کوئی پہلوان اُٹھے مجھ سے مقابلہ کرے جو رستم سے بہتر ہو ایک طمانچے مین یہی حال کرون قضارے کار ہرکارے جو لشکر کے حاضر تھے یہ خبر وحشت اثر سُنکر بھاگے آپس مین کہتے ہوے یارو یہ رستم کو کیا ہوا کہ ایسی بے غیرتی اختیار کی دوسرا ہرکارہ جواب دیتا ہی یہ خلاف معلوم دیتا ہی رستم وہ شیر دلیر ہی کہ جسنے تخت مرزوق اُلٹا مرزوق غرق دریاے لعنت ہوا کہ آج تک اُسکا پتہ نہ ملا مگر ایسی خبر کو چھپا نہین سکتے یہ باتین کرتے ہوے دربار صاحبقران مین آئے پرچۂ اخبار ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے جو یہ مضمون دلخراش پڑھا کانپنے لگے زلفین خلیلی بل کھانے لگین ہر مرتبہ قبضے پہ ہاتھ ڈالتے ہین اور رہجاتے ہین مگر خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کیون شہریار کیا خبر آئی کہ حضور متغیر ہو گئے امیر نے فرمایا خواجہ تمنے سنا مصداق سر دربار ہفت پیکر بیٹھا کہ رہا ہی کہ مین نے رستم کو طمانچہ مارا اس بے غیرت نے جان نہ اپنی دیدی عمرو نے عرض کی سراسر خلاف ہوگا امیر نے کہا ہمارے دربار مین یہی ذکر ہو رہا ہی یہ وہی پہلوان ہی جسنے سرداران رستم کو مارا اور زخمی بھی کیا کیا عجب ہی کہ صحرا مین تکرار ہوئی ہو عمرو تو رد کرتا ہی صاحبقران نے غصے مین جواب دیا خواجہ خاموش رہو مجھکو بڑا رنج ہی جی مین آتا ہی اپنا گلا کاٹ لون خواجہ تو خاموش ہو رہے مگر رستم جو شکارگاہ سے پلٹے تلوار ہاتھ مین پہلے بارگاہ صاحبقران مین آئے آتے ہی سلام کیا صاحبقران نے مُنھ پھیر لیا رستم خود آتش خو شعلہ مزاج ہین دست بستہ عرض کی آج غلام سے کیا خطا ہوئی کہ سلام نہین قبول ہوتا صاحبقران نے پلٹ کر فرمایا

ہماری آبرو خاک مین ملادی طمانچہ کھا کے صحرا سے چلے آئے جان بہت عزیز ہی بس اب سامنے سے جاؤ ہم کو اب روے سیاہ نہ دکھانا رستم روتے ہوے بارگاہ سے نکلے سمک نے دروازے پر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی آج کیا معرکہ ہوا فرمایا کہ ای سمک خاموش رہو ہم سے بات نہ کرو سمک خاموش ہو رہا رستم اپنی بارگاہ مین آئے دربارگاہ پر آکے سردارون کو رخصت کیا کہ بھئی جا کر کمر کھولو اب میرے کیون ساتھ ہو سردار اپنے اپنے مقام پر گئے سمک سے کہا دروازے پر بیٹھو کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے ہمین ایک کار ضروری ہی سمک تو دروازے پر بیٹھا رستم اندر بارگاہ کے آئے کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ ای رستم کیا کرون اس نامرد نے اگر الٹی بات مشہور کی قبلہ و کعبہ نے ایسا کلمہ فرمایا کہ سوائے جان دینے کے کوئی چارہ نہین یہ سوچ کر کمند بازوون سے کھولی اور قبۂ بارگاہ مین لٹکائی کرسی رکھکر حلقہ گلے مین ڈالا کرسی کو ٹھوکر ماردی کمند مین لٹک گئے دم کھنچنے لگا لیکن خواجہ عمرو اُسی وقت بارگاہ سے اُٹھے باہر آکر پوچھا کہ رستم کہان گئے لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین خواجہ دوڑے اُسوقت پہونچے کہ سمک دروازے پر بیٹھا ہی خواجہ کو منع کیا خواجہ عمرو نے کہا او نالائق تجھے کچھ خبر بھی ہی کہ آقا پر کیا گذری یہ کہکر سمک کو ڈھکیل دیا آپ اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ رستم کمند مین لٹک رہے ہین روح کھنچ کھنچ کے تا بہ سینہ آگئی ہی خواجہ عمرو نے اُچک کر نیمچہ مارا کہ کمند کٹی رستم زمین پر گرے عمرو نے سر زانوون پر رکھا گلے سے کمند کھولی رستم نے آنکھین کھول کر کہا عم نامدار یہ آپ نے کیا کیا قبلہ و کعبہ نے یہ کلمہ سر دربار فرمایا کہ روے سیاہ اب نہ دکھانا ہمارا لاشہ دیکھین تو بہتر ہی بعد ہمارے شاید مقدمۂ اصلی ثابت ہو عمرو نے پوچھا ای فرزند یہ معرکۂ اصلی کیا گذرا رستم نے کہا ای عم نامدار مصداق نے برعکس بارگاہ مین بیان کیا ہی قبلہ و کعبہ کو سُنکر غصہ آگیا اور یہ فرمایا کہ جان کو بہت عزیز کرتے ہین جان دینے سے یہ تو ثابت ہوگا کہ مصداق سچ کہتا ہی رستم نے مارے حجاب کے جان دی عمرو نے کہا ایک طرح جان دو کہ بارگاہ ہفت پیکر مین اپنے کو پہونچاؤ اور مصداق کو سزا دو کہ دروغ گوئی مصداق کی ثابت ہو جاے اگر بارگاہ ہفت پیکر مین مارے بھی جاؤ گے تو نام رہجائیگا رستم نے کہا عم نامدار آپنے خوب بات بتائی ہین

ابھی جاتا ہون بارگاہ ہفت پیکر مین جان دونگا یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو نے چاہا ساتھ چلون رستم نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ چلے اے سمک تم بھی نہ آنا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا گھوڑے پر کوڑا جو کیا مرکب باد رفتار رستم سا شہسوار لشکر ہفت پیکر مین پہونچے اہل لشکر ہفت پیکر نے جو رستم کو دیکھا کسی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ روکتا بل ابروے خم ادا پڑے ہوے تا در بارگاہ ہفت پیکر آئے اہل فوج حیران ہین کہ آج کیا باعث ہی کہ رستم اکیلے اس زور و شور سے آئے ہین جا بجا افسرون مین یہی چرچے ہین کہ رستم در بارگاہ ہفت پیکر پر گھوڑے سے کودے قریب درگہ سالار کے آئے درگہ سالار بیٹھا ہی رستم کو نہایت غصہ ہی فرمایا کہ اے درگہ سالار ہٹ جا درگہ سالار نے کہا اے جوان یہ دربار خداوند ہفت پیکر ہی اس بے ادبی سے جانا نہ ملیگا رستم نے کہا دیکھ ہم جاتے ہین دیکھین تو کون روکتا ہی درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ درگہ سالار کا سر چنبر گردن سے اُڑگیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے کہا ارے یہ کسکا سر ہی وزیر نے کہا مصداق نے یہ آفت برپا کی مصداق نے وزیر کو بھی جھڑکا کہ پردۂ بارگاہ اُٹھا رستم نے اندر قدم رکھا پکار کر بہ ہیبت آواز دی سلام من درین مجلس و دین ما وا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و دین پیغمبر خدا برحق مصداق یا تو ابھی باتین کر رہا تھا رستم کو دیکھکر کانپ گیا ساتھ والون سے کہنے لگا اب یہ ذکر نہ کرو رستم کے خلاف گذریگا رستم کے سلام کا جواب کسی نے نہ دیا رستم ٹہلتے ہوے قریب مصداق کے آئے فرمایا کیون او نامرد تو نے طمانچہ مارا تھا کہ ہمنے مارا اب مثل صبا اکے اُٹھکر طمانچہ مار تمام دنگل نشینان بارگاہ جمع ہین تیرے خداوند بھی بیٹھے ہین ہفت پیکر نے کہا اے مصداق جواب نہین دیتا یا تو بلبلا رہا تھا اب حریف کو جواب دے تو کیفیت معلوم ہو پہلوانون نے بھی کہا اے مصداق تو کہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو طمانچہ مارا سب پہلوانونکو اسکا کہنا ناگوار تھا کہ ایسے بہادر کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہی سب کا کہنا مصداق کو بہت شاق ہوا جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا رستم پر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بارٹھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مصداق لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے

کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ رستم نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا مصداق نے چاہا کہ مونڈھے کے بھل آکر سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ مصداق چارون شانے چت ہوا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اس حال مین بھی کہ انتہا کا غصّہ تھا فرمایا کہ حالا در شناخت پروردگار چہ می گوئی مصداق نے کہا کہ ای رستم مین مذہب تمھارا اختیار نکرونگا رستم نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکے چرخ دیکر کہا مارا کہ مع نرخرے گردن گھسیٹ کے سینے سے مصداق کے اُٹھے لاشہ مصداق تڑپ رہا ہی رستم نے پکار کر آواز دی ای ہفت پیکر مین نے تیرے سامنے مصداق کو مارا اب مین جاتا ہون سر مصداق کا لیے جاتا ہون جس کو بدلا لینا ہو مجھ سے بدلہ لیوے ایسا نہو میرے بعد کوئی کہے کہ اگر رستم ٹھہرتے تو ہم بدلہ لیتے کئی مرتبہ رستم نے جو یہ کہا اور کسی نے جواب ندیا پہلو مین جو خدمتگار کھڑا تھا اُسنے کہا رستم بس اب نکلو ماشاء اللہ رستمی دکھا چکے رستم باہر نکلے سر مصداق کا شکار بند سے باندھا سوار ہوکے چلے ملازمان مصداق کہ باہر تھے چار لاکھ فوج سب نے جو خبر پائی کہ فرزند صاحبقران ہمارے افسر کا سر لیکر جاتے ہین لینا لینا کہکے آپڑے رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی کشندۂ کپیتان فرنگی علمشاہ رومی فرزند صاحبقران خواجہ عمرو کہ عاشق اولاد صاحبقران ہین ساتھ رستم کے آئے تھے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا جسوقت رستم کو گھرے ہوے دیکھا حقۂ آتشبازی مارا اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ نکل کر بھاگے دربار صاحبقران مین آئے مگر اس حال سے کہ کلاہ سر پر ندارد گریبان پھٹا ہوا آنکھون سے آنسو جاری روتے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہی عمرو نے کہا ای شہریار غضب ہوا کہ رستم مارے گئے دربار مین ہفت پیکر کے جاکر کار نمایان کیا کہ مصداق کو مارا جب سر مصداق لیکر باہر نکلے فوج مصداق نے قتل کیا لاشہ رستم کا وہین پڑا ہی بس صاحبقران ہاے فرزند کہکے اُٹھے نکلتے ہی پشت مرکب پر سوار ہوے صاحبقران بڑھے کل سردار بھی چلے رستم لڑ رہے تھے کہ نعرۂ امیر کی صدا آئی نعرۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار ؛؛ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ؛؛ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ؛؛ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ؛؛ بن کافران از جہان پاک کر ؛؛

سر سرکشان جملہ درخاک کرد ؛ نعرہ کرکے امیر آگر گرے برابر لندھور کا نعرہ ہوا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان ؛ اگر نام نہ می دانی منم لندھور بن سعدان ؛ دوسرے پہلو سے مالک کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ؛ سپہ دار و ر لشکر اہل دین ؛ ایک طرف سے نعرۂ بہرام کی آواز آئی نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین ؛ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ؛ سرداران صاحبقران کے نعرے ہوے رستم نے جو آواز صاحبقران سنی اور فوج کے آنے سے مہلت بھی پائی لڑتے ہوے ایک طرف نکلے قصد ہی کہ قبلہ و کعبہ کو منھ نہ دکھاؤن عمرو نے جو دیکھا کہ رستم جاتے ہین بڑھکر صاحبقران سے خبر دی کہ آقاے نامدار دیکھیے لاشۂ رستم کھینچتے ہوے لیے جاتے ہین امیر نے فرمایا خواجہ مین نے تو رستم کو لڑتے ہوے دیکھا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار آپ کا یہ تصور خیالی ہی آپ بڑھکر دیکھیے اب لاشۂ رستم نظر آئیگا صاحبقران نے بڑھکر جو دیکھا کہ رستم طرف صحرا کے جاتے ہین صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای نور نظر کہان جاتے ہو رستم نے جواب نہ دیا گھوڑے کو مہمیز کیا عمرو نے جھپٹ کر باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای رستم صاحبقران آتے ہین آخر صاحبقران نے بیقرار ہو کے پکارا کہ ای نور نظر مین اب گھوڑے پر سے اُترتا ہون اور پیدل آتا ہون ورنہ پلٹو روح جسم مین پھڑک رہی ہی ایسا نہو کہ جسم سے نکل جاے اور اُدھر عمرو نے کہا کہ ای رستم اُترو قدمون کو باپ کے بوسہ دو رستم نے کہا ای عم نامدار قبلہ و کعبہ کو منھ دکھانے کو دل نہین چاہتا ایسا کلمہ سر دربار کہا افسوس ہی کہ مین نے دربار ہفت پیکر مین یہ حرکت کی مگر جان نہ گئی مین بیشک بے غیرت ہون کہ صاحبقران قریب آپہونچے رستم گھوڑے سے کودے دوڑکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے صاحبقران نے سر چھاتی سے لگایا فرمایا بیٹا میری گستاخی کو معاف کرو اور گلے مین ہاتھ ڈال کے رونے لگے رستم عذر کرنے لگے صاحبقران رستم کو لیکر پلٹے یہان سرداران صاحبقران نے فوج مصداق کو شکست دی لشکر لیکر صاحبقران پلٹے اُدھر ہفت پیکر شکست خوردہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آیا سردارون سے کہہ رہا ہی فرزندان حمزہ بلاے روزگار ہین لیکن افلاک تیغزن ایک پہلوان بیٹھا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی اپنے مقام سے جھوم کر اُٹھا کہا یا خداوند آپ پسر حمزہ کی تعریف کرتے ہین مصداق

اسی فعل کا مصداق تھا دربار مین بیٹھکر جری بہادر کی برائیان کرتا تھا مین بھی سن رہا تھا مین بہت
خوش ہوا کہ رستم نے آکر اُسکا سر کھینچ لیا اگر غلام کے نام حکم ہو تو دربار حمزہ مین جاکر جس سردار
کا نام لیدیجیے اُسکو کشان کشان لاؤن کہیے سر لاؤن وزیر نے کہا یا خداوند افلاک تیغزن
بلبلاتے ہین ایسا نہو مثل مصداق کے انکا بھی حال ہو افلاک جھلانے لگا کہا ای وزیر بادتدبیر
تم ایسی بات نہ کہو کیا پسران حمزہ کے چار ہاتھ پانون ہین جسوقت ہم پہونچین گے تو ہاتھ پانون
مین رعشہ پڑجائیگا جسکو چاہونگا گرفتار کرلاؤنگا قدرت شگفتہ ہوکر حکم تو دین مگر قدرت تقدیر کرین
ایسا نہو کہ ہمارا وہان جانا ہو اور قدرت تقدیر خلاف کرین وزیرون نے سمجھایا کہ ای پہلوان
دوران دای گرشاسپ جہان قدرت کے سامنے رستم نے مصداق کا سر کھینچ لیا تم دیکھا کیے اور
نہ بولے باہر تلوار چلی اور نہ گئے اب تمکو جرأت کا خیال آیا افلاک تیغزن نے کہا اگر مین یہان اُس
جوان کو روکتا تو مسلمان اپنے مقام پر کہتے اکیلا جانکر دبا وڈالا جسطرح رستم اس بارگاہ مین
آئے اُسی طرح مین بھی جاؤن اور جسکا نام لو اُسکو گرفتار کرلاؤن وزیر نے کہا فرزندان امیر
مین شاہزادہ جہانگیر کمسن وکم لیاقت ہی اُسی کو پکڑ لاؤ افلاک نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہکے
اپنے مقام سے اُٹھا جھومتا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہرکارون
نے یہ سب باتین بارگاہ مین سنین اور افلاک کو جاتے ہوے بھی دیکھا بھاگے کہ جاکر صاحبقران
کو خبر کرین جہانگیر اپنی بارگاہ سے نکلے ہین بارگاہ صاحبقران مین جاتے ہین کہ ہرکارون نے
پکارکر آوازدی کہ ای شہریار ٹھہر جائیے ہمین کچھ عرض کرنا ہی جہانگیر ٹھہر گئے ہرکارون نے آکر سب
کیفیت عرض کی اور کہا افلاک آپ کی فکر مین آتا ہی جہانگیر نے کہا مین آگے بڑھکر اُس سے
ملاقات کرونگا چابک سے کہا مرکب لاؤ مرکب باد رفتار آیا جہانگیر اُسپر سوار ہوے گھوڑے
کو اُڑاتے ہوے کنارے پر لشکر کے آئے دیکھا افلاک آتا ہی للکارکر آوازدی او جوان
تو کون ہی کہان جاتا ہی افلاک نے پلٹ کر کہا جہانگیر فرزند صاحبقران کو بارگاہ مین لینے
جاتا ہون جہانگیر نے کہا او مغرور شتم شاہزادہ جہانگیر بارگاہ مین جاکر ذلیل ہوگا ایک
ایک شیر نر وہان بیٹھا ہی افلاک کو جو معلوم ہوا کہ یہی جوان جہانگیر فرزند امیر ہی دیکھکر
آوازدی ای جوان مین تجھکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جہانگیر نے گھوڑے کو بڑھاکر کہا بس اب

مین

باتین نہ بنا وار کر افلاک نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا افلاک لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے چوتھے پیچ پر جہانگیر نے افلاک کو اُکھیڑ کر مارا کہ افلاک چارون شانے چت گرا جہانگیر نے چھاتی پر سوار ہو کے کہا کیون ادبیجا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی افلاک سوچا کہ اب اس جوان کے قبضے مین آگیا ہون اگر انکار کرونگا تو مار ڈالیگا بہ مکر کہا مین اطاعت کرتا ہون جہانگیر نے چھوڑ دیا کلمہ فرمایا افلاک طوطے کیطرح کینہ رکھکر مسلمان ہوا جہانگیر نے افلاک کو ساتھ لیا بارگاہ صاحبقران مین لائے بادشاہ کو اُسنے سلام کیا امیر کے قدمونکو بوسہ دیا جہانگیر نے سب حال کہا بادشاہ نے زمرۂ جہانگیر مین دنگل عطا فرمایا افلاک سرداران صاحبقران کو دیکھ رہا ہی ایک ایک کو دیکھکر جی مین کہتا ہی کیا کیا دلیر ہین بیشۂ جرائت کے شیر ہین کبھی لندھور کو کبھی مالک کو کبھی رستم کو دیکھتا ہی دلمین کہتا ہی ای افلاک ان جوانونکو جسنے مارا ہوگا مکر سے مارا ہوگا بہ جرائت انکا مارنا نہایت دشوار ہی یا قید کیا ہوگا تو مکر ہوا ہوگا مین اب جہانگیر کو مکر سے مارونگا جہانگیر نے اُسکو بارگاہ عطا کی خادم اور خدمتگار مرحمت فرمائے اب افلاک ظاہر مین خدمتگزاری کرتا ہی اور باطن مین دشمن ہی بعد ایک ہفتہ کے کہا مین طلایہ کا گشت کرونگا جہانگیر نے دو ہزار سوار دیئے افلاک طلایہ دینے لگا جب زلف لیلاے شب کی کمر سے گذری افلاک نے سوارون کو بازارون مین بھیجا جب آپ اکیلا رہگیا طرف بارگاہ جہانگیر کے چلا نگہبانون نے آواز دی کون آتا ہی کہا یار و مین نے خبر پائی ہی کہ لشکر کفار شبخون لیکر آیا بازار بزازان مین ہلڑ ہو رہا ہی تم سب جاؤ نگہبانونکو یون روانہ کیا جب سناٹا ہوا تو پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا جہانگیر کو دیکھا پڑے سو رہے ہین اس بیحیا نے تلوار کھینچی پتیرے سے کھڑا ہوا جہانگیر نے عالم خواب مین رستم کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای برادر دیکھو دشمن آتا ہی جہانگیر نے آنکھ کھول کر دیکھا افلاک نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا تلوار پٹی پر پڑی جہانگیر نے للکارا او نامرد کھڑا تو رہ افلاک بھاگا جہانگیر باہر نکلے دیکھا نگہبان ندارد چابک نعرۂ جہانگیر کی صدا سُنکر دوڑا آ کے دیکھا کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہی جایا چاہتا ہی جہانگیر نے فرمایا کہ ای چابک تمنے سُنا افلاک نے مجکو مار ڈالا ہوتا مگر بھائی رستم نے خواب مین آگاہ کیا مین اُس کے

تعاقب مین جاتا ہون چابک نے کہا جانے بھی دیجیے جہانگیر نے نہ مانا گھوڑے کو چمکا کر چلے لشکر سے نکل کر دیکھا کہ افلاک جاتا ہی للکار کر آواز دی اُو نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا صبح ہوتے لشکر مین پہونچا لشکر والون نے دیکھا کہ افلاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر نہایت بیقرار اور بدحواس ہی بھاگ کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچا اہل لشکر نے دیکھا کہ جہانگیر گھوڑے کو چمکاتے ہوے آتے ہین مگر نہایت غصہ ہی ابروون پر بل پڑے ہوے تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین سب سپہ سالار طرف بارگاہ ہفت پیکر کے چلے آپسمین باتین کرتے ہوے کہ افلاک بڑا غرور کر کے گیا تھا آخر بھاگا ہوا آتا ہی یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی اس کو زندہ نہ چھوڑیگا یہان ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہی کہ افلاک گھبرایا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا کیون پہلوان خیر تو ہی گھبراہٹ مین کہتا ہی وہ میرے تعاقب مین آتا ہی پہلوانون نے کہا صاف صاف بتائیے آپ تو ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ بات مُنھ سے نہین نکلتی کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی جہانگیر مع گھوڑے اندر بارگاہ کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہفت پیکر جہانگیر کو دیکھکر گھبرا گیا افلاک سے کہا تم اسی جوان کا سر لینے گئے تھے اب سامنے آیا ہی سر کاٹ لو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ تھا افلاک نے پلٹ کر ہاتھ مارا جہانگیر نے بہ آسانی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ کھینچکر ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اُڑ گیا جہانگیر نے جھپٹ کر سر اُٹھایا پکار کر کہا یارو ہم جاتے ہین ایسا نہو ہمارے بعد کوئی کہے کہ یہ جوان ٹھہرتا تو ہم سمجھ لیتے ہفت پیکر نے سر جھکالیا کچھ جواب نہ دیا چابک نے اشارہ کیا کہ ای شہریار نکل چلیے جہانگیر باہر آئے پشت مرکب پر چُست بیٹھے ہمراہیان افلاک نے چاہا کہ شاہزادے کو روکین مگر افسرون نے کہا یارو کیون جان دیتے ہو دم بھر مین مسلمانون کا تار بندھ جائیگا منم منم کی صدا بلند ہوگی جان بچانا سبکو دشوار ہو جائیگی جہانگیر سر لیکر لشکر سے نکل گئے تھوڑی دور نکلے تھے کہ اپنا لشکر ملا دیکھا کہ پہلوان وساحر ہر ایک اسی بات پر آمادہ ہو چکا ہی کہ جا کر اپنے آقا کے ساتھ جان دین جہانگیر کو دیکھکر پلٹے اور تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا رستم مع فوج آتے ہین جہانگیر کو دیکھکر پوچھا کیون بھائی خیر تو ہوئی جہانگیر نے کہا مین اُس مغرور کا سر لایا ہون رستم نے جہانگیر کو ساتھ لیا داخل بارگاہ صاحبقران ہوے دیکھا صاحبقران بھی تیاری چلنے کی کر رہے ہین جہانگیر کو دیکھا

خوش ہو گئے جہانگیر نے سب حال بیان کیا جہانگیر کی سب نے تعریفین کین کہ ای شہریار کیا کارنمایان کیا ہی صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا ای نور نظر ایسی جہالت نہ کیا کرو ہم کو قلق تھا رستم نے کہا کہ قبلہ و کعبہ اگر جہانگیر کا موے جسم کم ہوتا تو لشکر مین ہفت پیکر کے آگ لگا دیتا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران مشغول عیش ہوے محفل آراستہ ہوئی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان رنجیدہ ہونا ہفت پیکر کا و آمد بقراط ثانی و تسکین دینا ہفت پیکر کو اور یہی بقراط طلسم خیال سکندری مین خدائی کرتا ہی آوارہ ہونا رستم کا دشت عنکبوت مین و بعد مدت نکلنا اُس صحراے پر آشوب سے اور غائب ہونا صاحبقران کا اور بتانا خواجہ زادونکا کہ صاحبقران زمان طلسم خیال سکندری مین مقید ہین روانہ ہونا کل فرزندون کا بہ سمت طلسم خیال سکندری باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی خود پسند
کہ ظلمات سے اُسکو تشبیہ دون
یہ دل ہی مرا ہجر سے دردمند
یہ عاشق کی تقدیر کا پھیر ہی
نہ شعلے مین رونق نہ وہ لاگ ہی
بہاتی ہی رو رو کے اشک سفید
کبھی باغ کا گر خیال آگیا
جماتی ہی رو رو کے کیون اپنا رنگ
تجھے رنگ فریاد کیون ہی پسند
مین رنگ محبت دکھاتا نہین

کیا ہجر نے پھر مجھے دردمند
بلاے شب ہجر ٹلتی نہین
کہ آتا نہین یار بدعت پسند
کبھی شمع پر جا پڑی گر نگاہ
تصور سے دیکھا تو اک آگ ہی
اُسے دیکھکر عشق مین دردمند
تو بلبل کے نعرون سے تھرا گیا
تجھے گریہ و نوحہ سے کام ہی
کہ ہر وقت ہوتی ہی تو دردمند
کبھی قیس و فرہاد کا ذکر ہی

شب ہجر کی کیا سیاہی لکھون
کوئی بات مُنھ سے نکلتی نہین
غم و رنج الفت سے اندھیر ہی
تو کرتا ہی پروانہ بھی آہ آہ
کبھی تھرتھراتی ہی مانند بید
یہ جلتا ہی پروانۂ خود پسند
کہا گل نے مُنھ پھیر کر بے درنگ
اسی بیوفائی مین یان نام ہی
گل مدعا ہاتھ آتا نہین
اُنھین جان دینے کی کیون فکر ہی

ترڑپتا ہی دل یا کہ سیماب ہی
کہ ہی صورت زلف یان پیچ وتاب
کیے نظم رو رو کے اشعار چند
نہ اثنائے تحریر مین طول ہو
خیال سکندر کی تحریر ہو

کرے منزل ہجر کس طرح طی
بھلا ہجر مین نظم کا رنگ کیا
فلک نے کیا ہجر مین دردمند
لکھون داستان مرصع بیان
مسلسل قمر رنگ تقریر ہو

تسلی کہان دل کو ہی اضطراب
کہ ہی دل یہ داغ مصیبت فزا
یہ پیش ہنرمند مقبول ہو
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

چہرہ فتاحان مقامات عجائب دغرائب طلسمات وسیاحان منازل ہول انگیز و پُرآفات اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بصد فرحت گہر سنج معانی ؛ چنین آرد متاع نکتہ دانی ؛ یہ داستان جلالت نشان گوہر گوش ناظران ذیہوش کرتا ہون جبکہ جہانگیر والا تدبیر افلاک تیغزن پر فن کو مار کر سر اُسکا لیکر نکل گئے اور ہفت پیکر نے سنا کہ باہر کسی سے نہ رو کا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای وزیران باتدبیر وای مشیران روشن ضمیر تمنے دیکھا کہ فرزند حمزہ کس زور دشور سے آیا اور سر اسنے حریف کا لیکر نکل گیا کوئی متعرض نہوا اہل اسلام کا خوف دلیر ہماری فوج کے غالب ہو گیا ڈرتے ہین کہ سامنا ہوا اور مارے گئے ہاے کیسے کیسے پہلوان آئے اور پھر شریک مسلمانان ہوے اور جو سیہ قلب تھے وہ مارے گئے اب کیا تدبیر کرون اُدھر وہ دیوانہ چالاک آتا ہی لشکر کو تباہ کرکے چلا جاتا ہی جس دن مسلمان جم گئے اُسی دن قدرت چولہ تبدیل کرینگے اور کہین جاکر خدائی جمائینگے وزرا عرض کر رہے ہین یا خداوند آپ کی فوج دریا موج مین اسوقت سات سو پہلوان موجود ہین اگر ساکھا کرین اور حملہ کرین تو کیا عجب ہی کہ غالب آجائین مسلمانونکی کیا حقیقت ہی زبانی خفیہ نویسون کی معلوم ہوا کہ صاحبقران کے ساتھ کُل بائیس لاکھ فوج ہی اور ہزار دو ہزار جوان اور ہین جو دلیر و شمشیرزن و تیغزن ہین یہان اسّی لاکھ فوج موجود ہی ہفت پیکر نے کہا اب تو قدرت تقدیر کر چکے کہ فتح نہو گی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اچھی تقدیرین بگڑ گیئن پانون مین فوج کے زنجیرین نامردی کی پڑ گیئن یہ کہکے ہفت پیکر رونے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ یا خداوند خیال سکندری ظہور فرمایئے میری مدد کو آیئے یہ باتین تھین کہ ہواے سرد چلنے لگی جانور زمزمہ سرائی کرنے لگے سب سرداردن نے بند قبا کھول دیے ہر ایک کہتا ہی

ہواے معتدل چل رہی ہی دیکھیے غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین قلب سب کے خوشی سے پھڑک رہے ہین وزرا نے عرض کی یا خداوند ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند خیال سکندری تشریف لاتے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ تخت ہوا پر اُڑتا ہوا چند ساحران زبردست لباس فاخرہ پہنے ہوے بجاے کلاہ سندیل سب کے سر پر تخت کو گھیرے ہوے اور ہزارہا طائران خوش الحان منقاروں سے اُنکی پھول جھڑ رہے ہین جب پر ہلاتے ہین تو مروارید بے بہا کی بارش ہوتی ہی ہزارہا غربا زمین پہ پکارتے ہوے یا خداوند خیال سکندری تیری قدرت کے نثار کہ ہمنے مروارید بے بہا پائے فقیر تھے غنی ہوگئے لوٹتے ہوے چلے آتے ہین وزرا نے کہا یا خداوند دیکھیے آپ نے پکارا قدرت موجود ہوگئے ہفت پیکر نے کہا مجھکو خداوند نہ کہو ہرچند کہ خداوند خیال سکندری بھی ایک بندہ گندہ ہی حکیم قارورے کا پینے والا لیکن اُسکا رنگ خوب بندھا ہوا ہی مین اُس سے مدد چاہتا ہون مجھکو شہنشاہ ہفت پیکر کہو ایسا نہو اُسکے خلاف گذرے یہ کہکے ہفت پیکر تخت سے اُٹھا پکار کر آواز دی یا خداوند تشریف لائیے مین نے آپ کو یاد کیا تھا عین وقت پر آپ تشریف لائے آپ کے اوصاف کوئی بیان نہین کرسکتا آئیے آئیے مین دل وجان سے مشتاق ہون وہ تخت ہوا سے اُترا تخت پر ہفت پیکر کے آگر قائم ہوا بیٹھتے ہی کہا کیون ہفت پیکر تباہ وبرباد ہوگیا مگر غرور خداوندی دل سے نہین جاتا ای حاضرین محفل تم کو قدرت آگاہ کرتے ہین کہ اِسکو سواے شہنشاہ کے کوئی کلمہ نہ کہنا ہمارے جانے کے بعد یہ اسی طرح خداوند بن بیٹھا شبدیز وغیرہ کیسے کیسے پہلوان آئے آخر اُنکا انجام کیا ہوا یا مسلمان ہوے یا مارے گئے جتنے سردار تیرے مرے ہین سبکو قدرت زندہ کردینگے لاکھون آدمی تیری ملازمت مین مارے گئے اُن سب کو زندہ کرنا پڑیگا قدرت کو تکلیف ہوگی مگر قدرت تکلیف اُٹھائینگے اُن بندگان مردہ کو جلائینگے پھر کہا ای ہفت پیکر آج طلسم کشا کو قدرت داخل صحراے مشقت کرتے ہین کیا عجب ہی کہ منتظمان صحراے مشقت لوح وتحفہ جات اُس سے لیلین اور پاس تیرے پہونچادین ہفت پیکر اُٹھ کر گرد پھرا ہاتھون کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا بقراط ثانی نے کہا ای ہفت پیکر سلطنت ہفت کوہ مبارک ہو پھر اُسی طرح جاکر ظہور دکھانا ہفت کوہ آباد ہو یہ کہکے طرف داہنے کے پلٹا وزیر اُسکا شاداب نیک رائے

کھڑا اُٹھا کہا ای شاداب طلسم کشا کو صحراے مشقت مین پہونچادو اور وہانکے ناظمون کونامے لکھو کہ اول دعوت کرین ملکہ نمکین شیرین کلام اُس دعوت مین شریک ہون اور طلسم کشا کو عجائب و غرائب دکھائین دام مکر مین پھنسائین جب تحفہ جات و لوح لیلین تو طلسم کشا کو گرفتار کرکے پاس ہفت پیکر کے روانہ کرین یہ کہکر تخت سے لقراط اُٹھا کہا ای ہفت پیکر اب قدرت جاتے ہین مگر جو کہ ہمنے چلے اُسکا ظہور دیکھنا ہفت پیکر نے بہت خوشامد کی کہا یا خداوندا اب ایسی مدد کیجیے کہ میرا اپنی اقلیم پر قبضہ ہو لقراط نے کہا ایسا ہی ہوگا نہ گھبراؤ مگر ہر وقت قدرت کو یاد کیا کرو ایسا نہو کہ ہمارے جانے کے بعد ہمکو بھول جاؤ اور باعث یہ ہی کہ تقدیر برباد ہی تو کر چلے اب وہ تقدیر قبضۂ مسلمانان مین گئی اب اُسکا پھرنا دشوار ہی یہ کہکر تخت کو اشارہ کیا اُسی طرح اُڑتا ہوا روانہ ہو گیا ہفت پیکر خوش بیٹھا ہی ہرکارونکو حکم دیا کہ لشکر مسلمانان کی خبر دریافت کرتے رہو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ یہان رستم بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا کیون نور نظر جو کہو تمھاری سب حاجتین قبول ہین بدل و جان حصول ہین رستم نے عرض کی آج آسمان پر ابر آیا ہی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم دیا کہ بسم اللہ جاؤ مگر ای نور نظر خیال رہے کہ فوج ہفت پیکر بے حساب ہی ایسا نہو کوئی براے شکار گیا ہو اور راہ مین تکرار ہو جاے اسکا خیال رکھنا یہ بھی خبر زبانی ہرکارونکی سنی ہی کہ آج لقراط ثانی آیا تھا بڑی بڑی استانی کر گیا ہی بڑے بڑے حکم لگا گیا ہی اُسکا خیال رہے رستم نے عرض کی کہ سب خیال غلام کو ہین مین دوپہر سے پیشتر پلٹ آؤنگا و رنجا ؤنگا امیر نے فرمایا بسم اللہ رستم نے سمک کو حکم دیا صبح کو پہلے قراول حاضر ہوے رستم سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی طبل باز پر چوب پڑی

نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز
رہا شد بر ہوا باز سبک پر

در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

رستم نے فرمایا ای سمک دریافت تو کرو شکار آہو کیا نہین ہی رستم نے یہ زبان سے کہا ہی تھا کہ درۂ کوہ سے ایک آہو نکلا دونون سنگوشیان مثل زلف محبوبان تاؤ پیچ کھائے ہوے

جھول زربفت کی پشت پر پڑہ موتیونکا پڑا ہوا بقول شاعر بیت

جُل زربفت پشت کے اوپر		واہ رے آہوے پری پیکر	

جست وخیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا رستم نے کہا یہ آہوے خوشخو کسی کا پالو ہوا ہے اُس کی آن بان نرالی دیکھتے ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو آگے بڑھا رستم نے چاہا کمند سے گرفتار کرون آہو کریچھالین بھرنے لگا رستم نے اور گھوڑے کو تیز کیا آہو بھی زیادہ تیز ہوا اب رستم کو غصہ آیا گھوڑے کو تیز کرنے لگے آہو بھی جست وخیز کرتا ہوا چلا گھوڑا بھی استرما لاکیوں کہ رستم ایسے شہسوار اکثر بھوتھنی مرکب کی اور بیٹھا آہو کا بل بل جاتا ہی مگر ایسا پہلو نہین ملتا کہ شکار کرین ایک مقام پر جاکر آہو جو گڑی بھولا رستم کو انتہا کا غصہ تھا تیر مارا کہ آہو بچھا کر گرا سمک دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ جہان آہو گرا تھا وہان پر غبار اُڑ رہا ہی رستم گھوڑے سے کود کے جھپٹ کر قریب آہو کے پہونچے سمک نے دیکھا غبار زیادہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا سمک جھپٹ کر دوڑا قریب غبار کے پہونچا دیکھا نہ رستم ہین نہ آہو ہی حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہی خون کے قطرے بھی اُس مقام پر نہ پائے چیخین مار کر رونے لگا کہ سرداران رستم آکر ہوئے پوچھا ای سمک کیا ہوا سمک نے سب کیفیت بیان کی سب سردار رونے لگے کہ یکایک ایک ہوا ے گرم آئی کہ منھ سب کے جلنے لگے جب جھونکا ہوا کا آتا ہی ثابت ہوتا ہی کہ کرہ آتش کھل گیا آخر سردارون نے کہا اب یہان سے چلو ورنہ گرمی سے سب ہلاک ہو جاینگے آخر سردار گریان ونالان گھوڑے کو اُنکے آگے کر لیا روتے پیٹتے چلے جب قریب لشکر آئے جسنے دیکھا وہ رونے لگا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران سے کہی کہ سرداران رستم مرکب کوتل لیکر آئے ہین تمام لشکر مین ہنگامہ ہی صاحبقران روتے ہوے باہر نکلے مرکب رستم جو کوتل دیکھا خود اپنے سر سے اُتار کر پھینکا آواز دی ای رستم اس ضعیفی مین ہمکو یہ داغ دیا مقام افسوس ہی کہ باپ کو ساتھ نہ لیا یہ کہکر صاحبقران سر ٹکرانے لگے سردارون نے آکر امیر باتوقیر کو سنبھالا الندھور نے عرض کی آقاے نامدار رستم صاحبقران ثانی ہین ایسی افتادین اوپر اکثر پڑی ہین انشاءاللہ وہ فتح کرکے آئینگے حضور صبر کرین خواجہ عمرو و مالک وغیرہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ براے خدا جاکر رستم کو

تلاش کرو خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ زادے حاضر تھے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے
علم مین ملاحظہ کیجیے خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا بعد عرصے کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی کہ
جس صحرا مین رستم کا داخلہ ہوا اُس صحرا کا عجائب نگار نام ہی بقراط ثانی نے یہ شعبدہ کیا
اُسی کے شعبدون مین رستم پھنسے مگر انجام بخیر ہی انشاء اللہ حضور سے بخیر و خوبی ملین گے
لیکن خواجہ عمرو کا بھی جانا واجب و لازم ہی عمرو نے کہا مین نے نجوم مین دیکھا کہ خواجہ
زادے بھی جاوین امیر نے فرمایا خواجہ عمرو تمھین جانا پڑے گا عمرو نے کہا سب جانتے ہین
کہ مین مفلس ہون مفلسی سے کوئی کام بن نہین پڑتا یہ کہکر بارگاہ رستم مین آئے دیکھا کہ سب
سرداران رستم رو رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا یارو روتے ہو روپیہ نہین خرچ کرتے ہو میرا
نام خواجہ زادون نے لیا ہی مین بہ سبب مفلسی کے جا نہین سکتا سب سردارون نے دس
دس ہزار پانچ پانچ ہزار روپے منگا کر خواجہ کو دیے خواجہ ان سب سے مبلغ خطیر لیکر لشکر رستم
مین آئے کہا بھائیو مین تمھارے آقا کو رہا کرنے جاتا ہون کچھ روپیہ صرف کروگے سب نے
تھوڑا تھوڑا خواجہ کو دیا خواجہ سب سے لیکر تلاش رستم مین روانہ ہوے اب حال رستم
تحریر ہوتا ہی کہ رستم بیہوش ہو گئے بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحراے سبزہ زار
نواح دلکشا ہی طائران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین تعریف مین سکندر کی
زبان کھولتے ہین آوازون سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر مرتبہ زبان کھولکر پکارتے ہین کہ یا خداوند
خیال سکندری تو نے ہمکو پیدا کیا ہم تیری خدائی کے قائل ہین درخت پودے سبز و شاداب
شاخون کا پیچ و تاب زیر نخل جا بجا پھولونکے انبار طائران زمزمہ سرا کی بہ صداے مذکور
ہر دم پکار رہا ہوا جو چلتی ہی جھونکون سے بھی یہی آواز آتی ہی بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہین یہی آواز
دیتے ہین کہ ہم خاکسارون کو خداوند خیال سکندری نے کیا مرتبہ دیا ہی کہ قد معشوق سے
ہماری مثال ہی اُنکی صفت مین زبان لال ہی کبھی پہاڑون سے پتھر گرتے ہین اُن پتھرونکے
گرنے سے بھی یہی آواز آتی ہی آہوے صحرا سے کر چالین بھرتے ہوے نکلتے ہین ایک سے ایک کہتا ہی ہمکو
خداوند نے پیدا کیا کھانے کے واسطے گھانس بنائی کیا قدرت دکھائی آوازین دیتے ہوے
جست و خیز کرتے پھرتے ہین اکثر بیشون مین شیر یہی آوازین دے رہے ہین رستم حیران ہین کہ

یہ ملعون خداوند خیال سکندری کون شخص ہے ایک نخل کے پیچھے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے چند طائران ہفت رنگ پیدا ہوے ایک شاخ نخل پر آ کے بیٹھے بزمزمہ سرائی یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

سوزِ الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو
خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو

کیونکر آنکھون مین کوئی جلوہ گری پیدا ہو
دل پسیجے تو کہیں آنکھون مین تری پیدا ہو

شوخیون مین روش فتنہ گری پیدا ہو
چشمکون مین تری جادو نظری پیدا ہو

سرد آہین جو کبھی کھنچکے لبون تک آئین
گرسیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو

دلبری مین بھی ادا نکلے دل آزاری کی
لطف مین پہلوِ بیدادگری پیدا ہو

کام گر عشق مین اے غفلت دل قاصد کا
دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو

آئنہ دیکھے اگر حال پریشان میرا
ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو

حال کچھ دل کی تڑپ کا جو لکھین یار کو ہم
برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو

دے اگر جام کو وہ ساقیِ مہوش گردش
صاف کیفیت دورِ قمری پیدا ہو

ٹھنڈی سانسین جو شب ہجر بھرون آخر شب
صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو

چار چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت مین
خشک آنکھون مین ابھی ایک تری پیدا ہو

بنکے پتلی رہو آنکھومین سویدا دل مین
ہر جگہ ایک نئی جلوہ گری پیدا ہو

اُڑکے جانے کا خط شوق ارادہ جو کرے
بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو

وادیِ عشق مین کرتا ہے تقاضا کوئی
ہر قدم پہ سرِ شوریدہ سری پیدا ہو

زلف پیچان کے تصور مین جو کھینچون آہین
پیچ کھاتا ہوا دودِ جگری پیدا ہو

ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت پہ مرین
قامت یار کی بھی فتنہ گری پیدا ہو

عشق کہتا ہے دہان و کمر نازکی طرح
بے نشان ہوجے جب ناموری پیدا ہو

کوچ تنہا جو کیا باغ سے بلبل نے کہا
بو ہو یا رنگ کوئی نو سفری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو

عکس تیرے لب رنگین کا جو آئے سرو پڑے
باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو

آز ما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال		پھر نہ جو حوصلہ دہ بے اثری پیدا ہو

رستم ان اشعار کو زیر نخل کھڑے سنتے ہین اور آپ ہی آپ فرماتے ہین کہ خدائی ہین خیال اسکندری کی بڑی تاثیر ہی کہ نوبت نقارہ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ علمہای زرنگاری نمایان ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے ایک بادشاہ تخت پر سوار بھاری تاج سر پر چارقب شہنشاہی دربر بڑی شوکت وشان سے پیدا ہوا بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر سامنے رستم کے آکر تخت سے اُترا جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہریار آپ اس دشت غربت مین مسافرانہ بیٹھے ہین نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مگر خداوند خیال سکندری ہمکو خبر دیتے ہین کہ فلان صحرا مین ہمارا بندۂ خاص الخاص اتفاق سے آگیا ہی تم اس حوالی کے بادشاہ ہو جاکر اُس کو استقبال کرکے لاؤ حضور میرے ساتھ تشریف لیچلین وہان چلکر تشریف رکھین جب مناسب ہوگا چلے جایئے گا مین آپکو آپکے لشکر مین پہونچادونگا کوئی تکلیف حضور کو نہ پہونچے گی اس عجز سے اُس بادشاہ نے کہا کہ رستم اپنے مقام سے اُٹھے ایک مرکب کوتل باساز و یراق اُس بادشاہ کے ساتھ تھا وہ مرکب سامنے رستم کے پیش کیا کہ حضور اس پر سوار ہون رستم مرکب پر سوار ہوے اُس بادشاہ نے تخت اپنا ترک کیا رکاب پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا بہ اعزاز رستم کو لیکر چلا رستم نے نام پوچھا اُسنے نام اپنا غرائب شاہ بتایا چند قدم چلے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بزرگ آسمان سے پیدا ہوا سر پر رستم کے آکر چرخ مارا پکار کر آواز دی ای غرائب تاجدار یہ طلسم کشاے ہفت پیکر ہین ہذا طلسم کشا تین مرتبہ عقاب نے یہ آواز دی اور مثل انسان کے پکار کر کہنے لگا کہ ای غرائب تاجدار خبردار انکے اعزاز و اکرام مین فرق نہ آنے پائے ورنہ مغضوب درگاہ خداوند ہوگا اس شوکت و شان سے غرائب تاجدار طلسم کشا کو لیے ہوے چلا کئی فرسخ برابر راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ شہر کا نمایان ہوا پھاٹک شہر کا کھلا ہوا خندق مین پانی جوش مار رہا ہی پل پختہ پڑا ہوا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی جسنے دیکھا کہ سواری شاہ کی آتی ہی دست بستہ کھڑا ہو گیا تماشہ دیکھنے لگا جو کوئی جمال جہان آرا طلسم کشا کا دیکھتا ہی بر طب اللسانی تعریف کرتا ہی ایسے عظم وشانسے

شہر مین داخل ہوے دوکانداروں نے جو جمال جہان آراے طلسم کشا کو دیکھا تعریفین کرنے لگے ہر ایک دوکان دار دوکان سے اُتر پڑا اور جھک کر رستم کو سلام کیا بادشاہ سے کہتے ہین ای شہنشاہ آپنے بڑا کمال کیا کہ آپ طلسم کشا کو یہان لائے ہم طلسم کشا کو دیکھکر بہت خوش ہوے رستم یہ باتین سنتے ہوے بادشاہ کے ساتھ چلے آتے ہین راہ کو طی کرکے وہ دولت شاہی پر پہونچے دیکھا ساتھ سو پہلوان اور وزرا امرا حکما وغیرہ صف باندھے کھڑے ہین رستم کو دیکھکر سلام کیا اور دروازہ پر قرق زنجیر لگی تھی باشاہ نے بڑھکر قرق زنجیر کو ہٹایا قریب رستم کے آکر عرض کی بسم اللہ اندر تشریف لیچلیے تخت میرا آپکے قدم کا مشتاق ہو رستم ساتھ بادشاہ کے اندر بارگاہ کے آئے اندر آکر دیکھا تخت یاقوت نگار بیچ مین بچھا ہو گرد کرسیان ذنگل بچھے ہین اپنے اپنے مقام پر رفقا بیٹھے ہین بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین رستم حیرت مین ہین کہ یہ بادشاہ کیون اسقدر خاطر کرتا ہو جواب دیا ای بادشاہ خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہملوگ مرد سپاہی ہین ہمارا مقام تخت نہین ہو بادشاہ نے اُسیوقت تخت پر غاشیہ ڈلوادیا وزرا سے کہا ذنگل یاقوت نگار نکالو جسکو ہمنے واسطے طلسم کشا کے تیار کرایا ہو وزرا گئے اور ذنگل یاقوت لاکر برابر پاے چہارم تخت کے ذنگل کو بچھایا پائین پر دوسری کرسی آکر بچھی اُسپر بادشاہ بیٹھا تخت پر غاشیہ پڑا ہو رستم نے پوچھا کیون ای بادشاہ آخر اس تخت پر کون بیٹھیگا بادشاہ نے مجبر جواب دیا کہ شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ماہ آسمان کمال مقبول طبع خاص و عام ملکہ نمکین شیرین کلام کا یہ مقام ہو رستم خاموش ہو رہے بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ارباب نشاط کو بلاؤ اُسیوقت ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز نازنینان گلرخسار محبوبان گلعذار آکر حاضر ہوئین ایک نازنین نہایت حسین و جمیل اپنے عاشقونکی کفیل سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقونکے پیارے انداز — نہ تمھاری سی ادا ہو نہ تمھارے انداز
دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز — تمکو دیوانہ بنا دین نہ تمھارے انداز
جو ادا ایکگئی ہو دل کو بتا دینگے تمھین — ایک دن اپنے دکھانا ہمین سارے انداز
عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین — آگئے تجھ مین کہان سے یہ ہمارے انداز

دل کی تقصیر نہ اسمین مری آنکھونکی خطا
ایک دل جسکے یہ سب تیری طرف سے خواہان
رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو
راز الفت نہ کسیطرح چھپایا رون مین
گرمیان اپنی نہ ای برق تجلی دکھلا
وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ
ناز اُس شوخ کے دشمن بھی اُٹھاتا ہی جلال

پیار دلواتے ہین خود آپکے پیارے انداز
ناز اغماض ادا غمزے اشارے انداز
سیکھ جائینگے چمکنے کا ستارے انداز
میری خاموشیونکے آپ پکارے انداز
یہی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز
میرے دلمین بھی ہین دلبر ہی کے سارے انداز
ابتو کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی اُس بادشاہ نے اُٹھکر جام ارغوانی لبریز کیا سامنے رستم کے آیا عرض کی یہ نوش فرمایئے کہ باعث فرحت ہو رستم نے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ ای غرائب شاہ اعتقاد تمہارا ظاہر ہی کہ معتقد خیال سکندری ہو ہم اِن مذہبون کو باطل جانتے ہین کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی خیال کیا تو ظاہر ہوا کہ یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہم تمہارے ہاتھ کی شراب نہ پیین گے غرائب تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ اسوقت غلام کا کہنا خلاف گذرا حضور کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی ضرور شراب پینا پڑے گی رستم نے جواب دیا ای غرائب تاجدار جب تک اطاعت دین اسلام نہ قبول کروگے جب تک ہم شراب نہ پیین گے غرائب تاجدار خاموش ہو رہا صحبت اس رنگ سے آراستہ ہی کہ غرائب سے بڑھ کر چوبدار نے عرض کی کہ کنیز ملکۂ عالم در دولت پر حاضر ہی غرائب نے کہا بلا لو کسنے اُسکو روکا ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ناز و غمزے کرتی ہوئی سامنے رستم کے آئی قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ ہمارے ملک مین تشریف لائے نہایت سرفرازی حاصل ہوئی کل آپکی ہمارے یہان دعوت ہی یقین ہی کہ آپ ضرور سرفراز کرین غرائب تاجدار نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار آج تک ملکۂ عالم نے کسی کی دعوت نہین کی بڑے بڑے تاجدار خواہان رہتے ہین کہ ملکۂ عالم نگاہ محبت سے دیکھ لین آپ کے واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ کنیز کو بھیجا یہ خیال تھا کہ شاید طلسم کشا آنے مین حجت در پیش کرین لہذا اطلاع کردی رستم نے یہ جواب دیا کہ ای غرائب تاجدار تمہارا کہنا ایسا ہی کہ جسمین کچھ حجت و تکرار رہو ہم ضرور دعوت

گی

مین شریک ہونگے ملکہ کا فرمانا ایسا ہی کہ اُسمین کچھ تکرار ہو کنیز ہنستی ہوئی چلی گئی جسنے کنیز کا جمال
دیکھا آپس مین کہنے لگا یارو جسکی کنیز ایسی ہی اُسکی شاہزادی کیسی ہو گی ہر طرف یہی ذکر ہی
رستم خاموش بیٹھے ہین ناچ دیکھ رہے ہین وہ دن و رات رستم کو اسی عیش و فرحت مین گذرا
دوسرے دن دربار مین آکر بیٹھے غرائب تاجدار خاطر مین مصروف ہی کہ وہی کنیز حاضر ہوئی
رستم کو سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین رستم دنگل سے اُٹھے غرائب تاجدار نے وہی مرکب
تیار کرایا عرض کی حضور سوار ہون رستم پشت مرکب پر سوار ہوے غرائب تاجدار نے رکاب
تھام لی ہر چند رستم نے منع کیا تاجدار نے عرض کی مین خدمتگزاری پر مامور ہون جو مجھسے
ہو سکے وہ بجالاؤن مشیر و زیر بھی ہمراہ ہوے نقارے پر چوب پڑی سواری طلسم کشا
کی اس کر و فر سے چلی شہر مین جابجا میلہ جما ہی جس گلی مین سواری پہونچی بعض جمال رستم دیکھکر
افسوس کرتے ہین بعض کہتے ہین کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہی کہ ایسے ایسے دلیر
پیدا کیے جنکی صورت دیکھکر جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر اس جمال کو دیکھا کیجیے یارو خیال کرکے
دیکھو علاوہ حسن و جمال کے صولت رعب و دبدبہ تہور شجاعت سب چیزین عمدہ اسکی
ذات مین جمع کر دین ایسون کی تصویر کھینچیے اور گلے مین ڈال لے ہر وقت نظارہ کرے رستم
یہ باتین سنتے ہوے سر جھکائے ہوے جاتے ہین کسی سے نگاہ نہین ملاتے قضاے کار سواری
جاکر چوک مین پہونچی کمرون پر نازنینان مہ جبین لباس عمدہ پہنے بیٹھی ہین رستم کو دیکھکر سب
کھڑی ہو گئین کوئی اشارے کرتی ہی کوئی ہاتھ باندھتی ہی کہ براے لمحہ یہان ٹھہر جائیے ہم
اچھی طرح جمال دیکھ لین دل بیقرار ہی کوئی گا کر اپنا جمال رستم کو دکھاتی ہی بتانے مین مطلب اپنا
نکالتی ہی مراد ہر ایک کی یہ ہی کہ چند ساعت ٹھہر جائیے یا کسی طور سے ہم تک آئیے رستم محجوب
کسی سے آنکھ نہین ملاتے سر جھکائے چلے جاتے ہین وہ بادشاہ دمبدم کہتا ہی کہ اے
شہریار ذرا نگاہ اُٹھائیے آپ کے مشتاق انتظار مین ہین دیکھیے تو کس اشتیاق سے آپ
کو بلا رہے ہین اگر مناسب ہو تو چند ساعت ٹھہر جائیے رستم فرماتے ہین اے غرائب
بازار مین ٹھہرنا مناسب نہین یہ باتین کرتے ہوے قلعے سے نکلے رستم نے دیکھا کہ وہ صحرا
نہین ہی دوسرا صحرا ہی لیکن نہایت پر بہار ہی نخل سرسبز و شاداب نہرین پُر آب ہین

آب صاف وشفاف سے مملو حباب شناوری کر رہے ہین موجین مثل خنجر آبدار ہر جانب صحرا مین طائرونکی پکار رہی کسی جانب طوطیان زرین بال کسی طرف بلبلان سرخ منقار چہچہے کر رہی ہین پہلوے گل مین بیٹھی ہوئی دم محبت کا بھر رہی ہین کبھی وجد مین آکر پکارتی ہین یا خداوند خیال سکندری کیا تو نے شرف ہمکو دیا ہی کہ پہلوے گل مین بھولکر بیٹھے ہین تیری یاد دل مین محبت تیری آب و گل مین جب رستم حیران ہوکر دیکھتے ہین تو غرائب تاجدار عرض کرتا ہی آپ ملاحظہ فرماتے ہین کیا صنعت قدرت خداوند سکندری ہی کہ طائر وجد کر رہے ہین رستم جب لوح پر ہاتھ پھیرتے ہین فرماتے ہین ای غرائب تاجدار ہمارے سامنے اپنے قدرت کی تعریف نہ کرو ہمین ناگوار ہوتا ہی بادشاہ سر جھکائے پریشان ہی ایک طرف دیکھا ایک عمارت عالی بنی ہوئی ہی دروازہ کھلا ہوا چند چوبدار یساول وغیرہ دروازے پر حاضر ہین تعریفین خیال سکندری کی کر رہے ہین سواری جو آتے دیکھی جھککر کھڑے ہوے برائے تسلیم خم ہوگئے ہاتھ اٹھا کر چوبدار دعائین دیتے تھے کہ خداوند خیال سکندری اس جوان کو سلامت رکھین مگر اعتقاد ہمارے خداوند کا اس کے دل مین آئے جب رستم قریب در باغ کے پہونچے ایک چوبدار نے بڑھکر مرکب تھام لیا غرائب نے عرض کی حضور تشریف لیچلین غرائب تاجدار آگے آگے انتظام کرتا ہوا پاے انداز بچھاتا ہوا رستم کو لیکر باغ مین آیا رستم جو باغ مین آئے وہ ہواے معتدل چلی کہ فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ایسا باغ تھا کہ گویا باغبان قضا و قدر نے نمونۂ بہشت دکھایا ہی صناعان چابک دست نے کس لطف سے بنایا ہی نہرین سلسبیل آسا ہر طرف جاری دیوارون پر گلکاری تصویرین طائرونکی بنی ہین مگر ہر ایک طائر منقار کھولے بیٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بولا چاہتا ہی چند طائر ان تصویر مصروف زمزمہ سرائی ہین آواز دیتے ہین کہ کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہی کہ ہم اصل کی نقل ہین مگر حقیقت مین اصل ہین اصل سے بہتر باتین کر رہے ہین رستم یہ معاملات دیکھکر حیران ہو رہے ہین کہ تصویرین منھ سے باتین کر رہی ہین کس لطف سے زمزمہ سرا ہین تصویرین بھی بے مثل و یکتا ہین غرائب تاجدار رستم کو ہر چمن کی کیفیت دکھاتا ہوا سیر کراتا ہوا

باغ کی لیے جاتا ہی جب قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا بارہ دری فرش وفروش سے آراستہ ہی
بیچ مین ایک تخت یاقوت نگار چار طاؤس الماس کے ترشے ہوے چارون کونون پر
تخت کے رکھے ہوے ہین داہنے پر دنگل زرین دوسرے پہلو مین کرسی چاندی کی بچھی ہی
آئینے قد آدم دیوار گیریان عمدہ دو شاخے و تشاخے دست دعا معلوم ہوتے ہین صاف ثابت
ہوتا ہی کہ محبوب ماہ رخسار نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے ہین آئینون سے خوش آئینی دبدبۂ
سکندری ثابت ہوتا ہی رستم مثل شیر آکر دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے بائین پر تخت کی کرسی
پر غرائب تاجدار بیٹھا رفیق و امیر اور دنگلون پر بیٹھے مگر سب سر جھکائے ہوے ایک سے ایک کلام
نہین کرتا رستم نے فرمایا ای غرائب تاجدار ہماری دعوت کن صاحب نے کی ہی غرائب تاجدار
نے عرض کی حضور ملکہ نمکین شیرین کلام نور چکیدۂ خالص خیال سکندری تشریف لاتی ہین
کہ کنج باغ سے ہزارہا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین گلدستہ ہاے گل سب کے ہاتھ مین
ہنستی کھیلتی پیدا ہوئین باغ کی سیر کر کے سامنے رستم کے صف باندھی براے تسلیم خم ہوئین
رستم نے جواب دیا غرائب تاجدار نے اشارہ کیا سب آکر محفل مین بیٹھین زیادہ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ دوسرے پہلو سے کئی ہزار کنیزین اہتمام کرتی ہوئی پیدا ہوئین جس درخت کو
اشارہ کیا وہ درخت راہ سے ہٹ گیا مسکین تکلف سے درست ہوئین جس چمن کو اشارہ کر دیا وہ چمن
سامنے سے ہٹ گیا درخت دوڑے دوڑے پھرتے ہین پھل منھ کے بل گرتے ہین پھولون سے
رنگ آمیزی ثابت عندلیبان خوش نوا کی عجب کیفیت کبھی چہکارے مارتی ہین کبھی خاموش
محبت گل کا جوش وہ کنیزین سامنے سے گذرین سیڑھیون پر چڑھنے لگین کہ ایک طرف
سے ہٹو ہٹو کی آواز آئی رستم نے دیکھا جانور تک درختون سے اُڑے درخت بھی ہٹ گئے
چمنون مین جنبش پیدا ہوئی رستم نے دیکھا ایک کنیز جسیم و شحیم چتر زر کا سایہ کیے ہوے زیر چتر زری
ایک نازنین شعلہ خو خال ہندو چشم جادو نہایت حسین و خوش خو خرامان آتی ہی پشت
پر وزیرزادیان پائچے سنبھالے ہوے دوپٹے بھاری ڈھلکے ہوے سینون پر اُبھار طائر و نخچین
پکاران گلرخسار و نکی آمد ہوئی کہ رنگ چمن اُڑ گیا کیا قدرت باغبان قضا و قدر ہی کہ وہ
مہ جبین تاجدار جدھر نگاہ اُٹھاتی ہی درخت پتّون مین چھپنے لگتے ہین پتّے زرد ہو کر درختون سے

گرتے ہین پہولونکی رنگت سفید بلبلین نا امید وہ شاہزادی خراماں خراماں چمنستان کو پامال کرتی ہوئی قریب بارہ دری کے پہونچی کنیزون نے سنبھال کر سیڑھیون پر چڑھایا بہ مشکل وہ معشوق خوش خو سیڑھیون کو طی کرکے بارہ دری مین پہونچی رستم نے بہ نگاہ غور سراپا دیکھا حقیقت مین کس شی سے مثال دون نہایت حیران ہون اگر چاند کہون تو چاند مین جرم ہی یہ عارض صاف وشفاف آئینۂ حلب کہون تو آبرو گھٹے پیشانی تختی نور یا لوح بلور اُسکے پہلو مین تیغہ اصفہانی کھنچے ہوے رکھے ہین کہ جسکے زخم دل عاشق پر پڑتے ہین مگر تلوارونکے زخم ثابت نہین ہوتے ہین عجب ناز سے خنجر ابرو قلب عاشق سے لڑتے ہین دونون ہونٹھ وہ مسیحا ہین جنکے بیماران محبت کے سامنے مسیحا کے کمال بیکار ہین چاہ زنخدان جس مین صدہا یوسف دل ڈوبے پھر کب اُبھرتے ہین گلو صراحی وار جس مین شراب صفاے حسن بھری ہی سینے پر انار پستان کا کم بھار اُسکی خوبی سے کس شی کو مثال دون دو انار کہون کہ نقاب مین چھپے پڑے ہوے محرم مین ہین جنسے فقط ہاتھ محرم ہین شکم دریا ناف کو گرداب کہون سراسر قصور ہی کمر نازک اسقدر باریک ہی کہ شاعرون کو اب تک تشکیک ہی تار نظر عاشقان جس سے عدم کا سامان بہر نوع عدم ہی چست بندھنے سے عیان کم کم ہی قتل عاشق پر کمر باندھی ہی شاعرون کو مضمون ملا عاشقون پر لطف وکرم نہین اب ثابت ہوا کہ یہ مقام عدم نہین بقول قمر نظم

ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور	یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن

کف پا حنا سے لال لاش عاشق کو شاید پامال کیا ہی جسنے پاؤن کو لال کیا قد کو صنوبر سے مثال دون سرو ایک شجر بے سروپا ہی یا یہ الف ندا ہی رستم دیکھتے ہی پریشان ہوگئے غرائب تاجدار استقبال کیے ہوے لاتا ہی ملکہ نے مسکرا کر پوچھا کیون غرائب تاجدار طلسم کشا کون صاحب ہین غرائب تاجدار نے طرف رستم کے اشارہ کیا کہا اے ملکۂ عالم رستم کی نورکی صورت ہی عاشقون کو نظارے کی رغبت ہی ملکہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک جوان خوش خو فلک حسن کا بدر کامل ذی علم عاقل کس دبدبے سے دنگل پر جلوہ فرما ہین جیسے نگینۂ خاتم سخاوت مین رشک حاتم صاحب جاہ وجلال رعب سطوت دبدبہ جرأت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب سعادت

ملکہ بھی جمال رستم دیکھکر پسینے پسینے ہوگئین قریب تھا کہ چرخ کھا کر گرین مگر اپنے کو سنبھالا شانہ
پروندیر زادی کے ہاتھ رکھدیا ایک وزیر زادی نے بڑھ کر غاشیۂ تخت بیٹا یا ملکہ نے تخت
پر قدم رنجہ فرمایا حیران حیران طرف رستم کے دیکھ رہی ہین آپس کے اشارون سے جھربان
چل رہی ہین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین غرائب تاجدار سامنے کھڑا ہی ملکہ نے اپنے
مین کلام کی طاقت نہ پائی آنکھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ غرائب تاجدار بائین پر آکر بیٹھا ملکہ
کو بات کرنے کی طاقت نہین دیر کے بعد رستم نے تخت پر ہاتھ رکھ کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ
کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے شرما کے سر جھکا کے کہا ای شہریار اس کنیز حقیر کو ملک
نکلین شیرین کلام کہتے ہین مگر حضور کا آنا کیونکر ہوا رستم نے کہا مین نہین جانتا کہ کیونکر یہان
آنا ہوا شکار کو آیا تھا تمھارے دام مین پھنسا ملکہ نے مُنھ پھیر کر کہا اپنے کو اس غرائب جادو سے
بچائیے گا یہ سب آپکی فکر مین ہین یہی چاہتے ہین کہ آپ سے سب تحفہ جات چھین لین اور آپ کو
گرفتار کر لین آج بڑے بڑے ظہور ہونگے ہوشیار رہیے گا ذرا بھی آپ غافل ہوے اور کلاہ
ہفت گوشہ وغیرہ لے لین گے سب اشیا سے زیادہ لوح کی فکر مین ہین مجھکو خاص اسی واسطے
بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مبہوت کرو مین تو اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی غرائب تاجدار نے کہا ای
ملکۂ عالم کیا باتین کرتی ہو ارشاد خداوندی کو بھولین ملکہ نے غصہ مین جواب دیا ای غرائب مین
تو خاموش بیٹھی ہون مین کس سے کلام کرونگی غرائب نے رستم سے کہا آپ متغیر کیون ہو گئے
ہفت بہشت دکھانے کا آپ کو حکم ہی یہ ذکر تھا کہ دناتا ہوا زمین ہل گئی نخل ہاے باغ تھرانے
لگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ رقص و سرود شروع کرو جانتی نہین ہو کہ مہمان موجود ہی
مہمان کو خوش کرو چند کنیزین اُن مین سے اُٹھین ساز ملائے سازون نے آپس مین ساز کیا
ایک خوش گلو نہایت حسین و جمیل اُٹھی رقص کر کے یہ اشعار گانے لگی **نظم**

جی مین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب — جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو — فرقت دلدار ہی ساقی پیین کیونکر شراب
ابر ہی اُڈا ہوا گل دے رہے ہین نکہتین — آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی — یہ تمنا ہی پیین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر — پی چکے محفل مین تیری او پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتا تعلق آشنا — غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مے نوش کا — ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے — آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے — ساتھ غیرونکے تو اے جان پی چکے اکثر شراب
بھُنگیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب — گرمیان کرتی ہی ہمسے صورت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے نسیم — ساقی کوثر سے لین گے جاکے ایک ساغر شراب

بڑے لطف سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی اِدھر تو رستم معشوق کو دیکھ رہے ہین اُدھر اُس نازنین نے اس طرح سے بتایا کہ رستم خاموش بیٹھے ہوے بہ نگاہ غور معشوق کو دیکھ رہے ہین چمنستان پر جو نگاہ پڑگئی طائرونکو دیکھا کہ منقار ین کھول کر تعریفین خیال سکندری کی کر رہے ہین ہر درخت سے آواز آتی ہی یا خداوند خیال سکندری تیری خدائی کے صدقے شاخون سے آواز آتی ہی تو خداوند برحق ہی رستم ہر مرتبہ لوح پہ ہاتھ رکھکر فرماتے ہین لاحول و لا قوۃ الا باللہ یہ کیا شعبدے ہین اے مالک بے نیاز دشمنون سے بچائیو اپنے حفظ و امان مین رکھیو یکایک سامنے سے سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت ہوا پہ اُڑتا ہوا آتا ہی چار جوان جنکے پر یاقوت احمر کے ہین تخت کو اُٹھائے ہوے وہ چارون جوان کہتے ہین کہ خداوند نے کیا مرتبہ ہمکو دیا ہی کہ ہم تخت قدرت اُٹھائے ہوے ہین یہ تقرب ہمکو نصیب ہی اور پشت پر کئی ہزار جوان اسی طرح کے پر اُنکے بازوون پر اُڑتے ہوے چلے آتے ہین اپنی اپنی جلالت دکھا رہے ہین وہ تخت بارہ دری کے گوشے پر آکر ٹھہرا گائن خاموش ہو گئی اُس حکیم نے پکار کر آواز دی اے رستم تماشائے قدرت دیکھا اب سجدہ کرنے مین کیا تامل ہی دیکھو تمھارے والد نے بھی سجدہ کیا پہلو پر دیکھو حال کھُل جائیگا رستم جو داہنی سمت پلٹے دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہی بادشاہ جمجاہ سریر جہانبانی پر پہلو مین صاحبقران دنگل آصفی پر جملہ سرداران نامدار و فرزندان عالی وقار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین رستم کو ثابت ہو اکہ مین اپنے دنگل پر بیٹھا ہون بدیع و قاسم مین تکرار ہو رہی ہی ایرج و نورالدہر کی ہمچشمی کا ہنگامہ ہی

اُسوقت امیر نے طرف رستم کے دیکھکر فرمایا کہ ای نور نظر ای پارۂ جگر ہمنے سب کچھ حاصل کیا مگر مذہب حقیقی اب ملا خدائی خداوند خیال سکندری کی برحق ہی تم نے بھی یہ مذہب اختیار کیا اگر یہ مذہب اختیار نہ کروگے تو بہت پچتاؤگے کسی بلا مین پھنس جاؤگے رستم نے قصد کیا کہ قبلۂ کعبہ سے کچھ اور باتین کرون مگر عجائب وغرائب نے مہلت نہ دی ایک دناٹا ہوا کہ زمین تھرائی رستم کو ایک غفلت سی ہوئی اب رستم نے غور سے دیکھا کہ دوسرا باغ اُس سے بہتر و برتر ہی جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس کی اٹھکھیلیان طائران چمن کی زمزمہ سرائیان سنبل نے زلفون کو پیچ و تاب دیا گل نے بلبل کو جواب دیا کہ ہمارے پاس سے ہٹ جا ایسا نہو تیری آواز دردناک سے ہمکو صدمہ پہونچے نہرون مین ہزارے چھوٹ رہے ہین جو قطرہ جس مقام پر گرا دم بھر مین مچھلی بنکر تیار رہوا ہزارہا مچھلیان حوض مین شناوری کر رہی ہین کہین نہنگان خون آشام اُچھل کود کر رہے ہین کہین سوسن صد زبان صفت گلچین قضا و قدر مین زبان کھلوانا چاہتی ہی لیکن اپنا لحاظ و پاس دکھاتی ہی غنچے مسکرا کر رہجاتے ہین شاخین پیچ و خم کھا رہی ہین جو لوگ اپنے اپنے مکانون مین بیٹھے ہین خوش و خرم جس میوے کی دل کو خواہش ہوئی اُسکا نام لیکر پکارا وہ میوہ فوراً قریب دہن کے آگیا ثُفل جو اُسکا پھینکا وہ پھل بنکر شاخ مین آویزان ہوا تخت جو بیچ مین بچھا ہوا ہی اُس کو خالی پایا مگر غرائب تاجدار اُسی طرح کرسی پر بیٹھا ہی رستم یہ عجائب دیکھکر حیران ہوے بے اختیار پوچھا ای غرائب تاجدار یہ کیا مقام ہی غرائب تاجدار نے عرض کی وہ مکان جلدی مین آراستہ کرلیا تھا کہ آپ تشریف رکھین آپ کو تکلیف نہو رستم نے کہا تخت نشین کہان ہین غرائب تاجدار نے جواب دیا کہ حضور کے واسطے سامان مہیا کرکے اپنے مکان پر گئین جب محل ہوگا پھر آئینگی رستم حیران و پریشان عجائب وغرائب دیکھ رہے ہین کہ دن تمام ہوا لیلی شب نے مجنون روز سے فراق کیا تارے فلک پر نمایان ہوے ماہ تابان بدر کامل آسمان پر اپنی رونق دکھا رہا ہی ایک سمت ستارۂ مشتری چمکا درخت اپنی رونق دکھانے لگے پھل درختونکے ثابت ہوتا ہی کہ ستارے ہین غنچے چٹکنے لگے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا بستان چمن کو سرور ہوا غرائب تاجدار نے عرض کی خاصہ تیار ہی نوش فرمائیے رستم نے منظور فرمایا غرائب

نے عرض کی حضور تشریف لیچلین ملکۂ عالم قریب خاصہ تشریف رکھتی ہین کہ وہ بے مروت نہین
ہین بخوبی مہمان نوازی کرینگی رستم ساتھ غرائب تاجدار کے اُٹھے دوسرے کمرے مین آکر
دیکھا دسترخوان بچھا ہی بکاول خاصہ طرح طرح کا چُن رہا ہی رستم کا دماغ جان معطر ہو گیا
غرائب تاجدار نے رستم کو ایک طرف بٹھایا کہا بسم اللہ نوش کیجیے رستم نے کہا جب تک
میزبان نہو نگی ہم کھانا نہ کھائینگے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار مین موجود ہون آپکے
ساتھ شریک ہونگی رستم نے دیکھا کہ پہلو سے اُس قصر کے ملکہ نمکین شیرین کلام چلی آتی ہین آتے
ہی قریب رستم کے بیٹھ گئین زانو پر ہاتھ رکھکر کہا اے شہریار خاصہ نوش کیجیے رستم نے جو معشوق
کو قریب پایا نوالہ بنا کر منھ مین دیا ملکہ نے غنچۂ دہن وا کیا دوسرا نوالہ رستم کو دیا غرائب تاجدار
وہین ٹہل رہا ہی اسنے دیکھکر آواز دی اے ملکۂ عالم یہی وقت ہی کہ لوح لیجیے ملکہ نے کہا اے
شہریار یہ گلے مین آپ تختی کیسی پہنے ہین اگر مناسب ہو تو مجھے دیجیے مین پہنونگی رستم
بہتر کہکر لوح گلے سے اُتارنے لگے کہ حرفون پر لوح کے نظر پڑ گئی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم
ہوشیار رہو وہ اپنے مقام پر تڑپ رہی ہی یہ عورت شعبدۂ غرائب جادو ہی لوح دی
اور غضب ہوا رستم نے ہاتھ روکا بہ نگاہ قہر رستم نے طرف اُس نازنین کے دیکھا فرمایا کہ اے
بیحیا ہمکو دھوکا دینا چاہتی ہی مین لوح نہ دونگا نازنین نے آواز دی اے رستم ہمین لوح
کی ضرورت نہین آمد سخن مین کہا تھا خواہ دو خواہ نہ دو مگر کلاہ ہفت گوشہ ضرور لینگے
یہ کہکے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ کلاہ اُتار لے رستم نے کلائی پکڑ کے طمانچہ مارا سر اُس عورت
کا اُڑ گیا رستم کو بڑا قلق ہوا کہ مین نے معشوق کو مارا اب جو سر زمین پر گرا چار مرتبہ تڑپا
اُسکے بعد جو رستم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک ضعیف زنگن کا سر ہی رستم نے لاحول پڑھا ایک
آواز آئی کہ اے طلسم کشا مزاج کے ایسے جلاد صاحب بیداد ہو کہ معشوق کو مار ڈالا قدرت
نے اسکو متغیر کیا اب صدمات کھینچوگے فوراً ایک دھماکا ہوا رستم نے دیکھا نخل جلنے لگے
غنچہ و گل چٹکے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہ باغ وغیرہ غائب ہوا ایک صحرائے ویران کف دست
میدان ہی اور خاک اُڑ رہی ہی آوازین زاغ و زغن کی آ رہی ہین رستم اپنے حال پر بہت
پریشان ہوئے ایک جانب چل نکلے اُس صحرائے ویران کو طے کر کے ایک صحرائے سبز و خرم مین

جاکر پہونچے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی سب درے تو بند ہین ایک درہ مثل بھاٹک
کے کھلا ہی اُسکی پیشانی پر لکھا ہی این کوہ رستخیز ہست مقام جنگ رستم فوراً اندر درے کے
داخل ہوے دیکھا بہت تاریک مقام ہی اُسکو طی کر کے باہر نکلے صحراے ریگستان ملا ایک
طرف سے آواز توپ کی آئی رستم صداے توپ پر متوجہ ہوے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا
دیکھا زیر قلعہ فوج زنگیان آدمخوار بالاے قلعہ ایک بادشاہ نامدار تاج سر پر رکھے
ہوے پکار رہا ہی کہ یارو مجھسے خراج نہین ہو سکتا افسر زنگیان کہ سہمناک زنگی نام ہی
اُسنے جھلا کے گرز اُٹھایا اپنے گینڈے کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلا قلعے والون نے توپین
مارین مگر زنگی گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا پکار کر آواز دی اے بادشاہ
دروازہ کھولدے اگر پھاٹک توڑ کر اندر آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ نے
آواز دی پھاٹک تو نہ کھولونگا اگر قلعے مین ایسی تلوار چلیگی کہ عمر بھر یاد کریگا رستم کو بہت
ناگوار ہوا للکارا کہ او بچیا خبردار آگے نہ بڑھنا اگر پھاٹک توڑا تو سر توڑ ڈالونگا زنگی نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوبصورت آتا ہی صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا گینڈا اُٹھکر اکر
قریب آیا سہمناک زنگی نے دیکھکر آواز دی اے جوان مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تیرا
نام نامی کیا ہی رستم نے کہا سرکوب ہفت پیکر فرزند صاحبقران نامور یہ سُنکر وہ زنگی بہت
خوش ہوا کہا اے جوان تیرے مقدمے مین نامہ خداوند خیال سکندری کا آیا تھا کہ صحراے
ریگستان مین تباہ ہی قلعۂ اشفاقیہ سے خراج لانا اور رستم کو تلاش کر کے اُسکا بھی سر لیتے آنا
مین تیری تلاش مین تھا رستم نے کہا او نامرد گینڈے سے نیچے اُتر یہ کیا جرأت ہی کہ ہم پیدل
تو سوار سہمناک نے کہا تجھکو پامال کرونگا رستم نے کہا دیکھ ہم تجھکو برابر کیے لیتے ہین
خبردار خبردار کہکے ہاتھ ہاتھ مارا کہ چارون پاٗون گینڈے کے اُڑگئے سہمناک گینڈے سے
کود اکودتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار دم بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سہمناک
لپٹ پڑا الملک اشفاق شاہ جو بادشاہ قلعہ ہی بارہ ہزار فوج لیکر نکلا تماشہ دیکھنے لگا
اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو یہ جوان ہمارا جان بخش ٹھہرا اگر نہ آتا تو یہ
سہمناک کسی کو زندہ نہ چھوڑتا آتشخو شعلہ مزاج شاہون کے سر کا تاج دیکھیے

رستم کیسے لڑ رہے ہین یارو کچھ تمنے پہچانا ہماری تقدیر سے دسائی کی ہفت پیکر کو اس جوان
نے شکست دی کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہو اب صحراے عشرت مین آیا ہو معرکے بڑے
ہوے ہین ہماری سبکی خوش نصیبی تھی کہ اس جوان کا یہان گذر ہوا دیکھو سہمناک
کیسا عاجز ہو رہا ہو حقیقت مین جب رستم پکڑ لاتے ہین تو وہ دو گھڑی رگڑتے ہین اور
جہان پر سہمناک رستم کو پکڑ لاتا ہو مثل برق تڑپ کر نکلجاتے ہین وہ دہ رستم نے اکھیڑین
مارین کہ سہمناک کی ہڈیون مین درد ہو رہا ہو جی مین کہتا ہو کہ ای سہمناک کہان بھاگ
جاؤن کہ جان تو بچے یہ جوان تو بلاے روزگار ہو جی چھڑوا دیے دو پہر رستم سے برابر
لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور سہمناک ظاہر ہونے لگا رستم نے دو تین
پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے یکبارا کہ دونون گھٹنے سہمناک کے آشنا
بہ زمین ہوے رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کرکے زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اکھیڑ کر زمین پر دے مارا
سہمناک نے چاہا مونڈھے کے بل آکر سنبھلون رستم نے ٹھوکر ماری کہ گرد برد ہوا
چارون شانے چت تھا جھپٹ کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت پروردگار
مین کیا کہتا ہو سہمناک نے بہ لجاجت عرض کی جبتک زندہ ہون حضور سے گردن تابی نہ کرونگا
رستم چھاتی سے اُٹھے سہمناک قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا فوج
والون سے پکار کر آواز دی مین نے بدل اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام
اختیار کرے ورنہ پاس اُس حکیم کے جائے کل فوج نے آواز دی ہم بدل و جان حضور
کے ساتھ ہین بارہ ہزار زنگی سب قوی تن قوی من رستم کے ساتھ ہوے ملک اشفاق
جو بادشاہ ہو تاج و تخت لیکر حاضر ہوا عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین مین مع فوج
مسلمان ہوتا ہون رستم نے اشفاق شاہ کو بھی کلمہ پڑھایا ان سب کو ساتھ لیکر قلعے مین
آئے اشفاق شاہ تخت پر بیٹھا سہمناک و نگل سپہ سالاری پر متمکن ہوا رستم کے لیے دنگل
پایۂ چارم تخت پر بچھا اشفاق شاہ ہر مرتبہ تخت سے اُٹھتا ہو چوب و چماق ہاتھ مین لیکر
مصروف خدمتگاری ہوتا ہو وزرا کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط فوراً مہیا ہو گیا

ساقیان

ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس ہنگامے مین ایک مہجبین خوش گلو خوش شعر و بنا بنا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین اُنکی ہی طلب لاحاصل
نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت دیرین سے ہنوز
تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دید گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست سے غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہی تجھ سے قاتل
اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
ای دل زار نکر در عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین ہی گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنے کی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتہ گیسو سے ہوا ہی اپنا
تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

بےخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارونکو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہی لحد سے بس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہی دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہی افسردہ مزاجی حاصل
سبزہ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہیے ہی قوت روح
کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چلے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی راحت
پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہی بہت ہرزہ کلامی سے نسیم
سیکھیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسطرح مہجبین نے یہ اشعار گائے کہ رستم خوش ہین ارادہ ہی کہ گل یا پرسون کوچ کرین

مگر غرائب تاجدار جو سامنے بقراط ثانی کے آیا کہ جسکو خداوند خیال سکندر رہی کہتے ہین بقراط نے پوچھا اے مشیر قدرت کہو طلسم کشا سے کیا گذری غرائب نے عرض کی طلسم کشا نکل گیا کسی مکر نے اُسپر تاثیر نہ کی آپ بھی وقت پر پہونچے مگر طلسم کشا ہوشیار رہا لوح پر ہاتھ پھیرا کیا بقراط ہنس رہا ہے کہ چند طائر اُڑتے ہوئے آئے اپنی زبانون مین چائون چائون کرنے لگے بقراط نے کہا اے غرائب ان طائرون سے حال طلسم کشا پوچھے غرائب نے پکار کر آواز دی اے طائران قدرت قدرت دریافت فرماتے ہین کہ طلسم کشا کہان پہونچا کس بلا مین پھنسا طائرون نے چائون چائون کرکے ایک طائر کی جانب دیکھا اُس طائر نے منقار کھولی مثل انسان کے گویا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا بر سر قلعۂ اشفاقیہ پہونچا سہمناک زنگی و اشفاق شاہ مسلمان ہوئے قلعۂ اشفاقیہ مین طلسم کشا ناچ دیکھ رہا ہے سردار و تاجدار مصروف خدمتگاری ہین وہ لوگ بہت خوش ہوئے طلسم کشا روانہ ہونے کو ہے بقراط نے پکار کر آواز دی شطرنج جادو کہ جسکی زوجہ نیرنج ہے دونو کا جگ ہے اُنسے کون بازی لے سکتا ہے جہان جائینگے زن و شوہر ساتھ ہونگے طلسم کشا کو حیران کردینگے آفت برپا کرینگے جہان جائینگے قیامت برپا کردینگے شطرنج جادو برس پڑیگی نیرنج بھی غم و الم پہونچائیگا صحراؤن مین ہمارے جو بندگان خاص پرورش یافتۂ بیشۂ قدرت جا بجا رہتے ہین چند کو خبر کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ قلعۂ اشفاقیہ سے رستم آگے نہ بڑھنے پائین طائر یہ سنکر اُڑ گئے رستم نے دوسرے دن لشکر اپنا باہر نکالا قلعے سے باہر آکر اُترے رستم داخل بارگاہ ہین سہمناک زنگی بر سر طلایہ اشفاق تاجدار در بارگاہ رستم پر بیٹھا ہے حفاظت شاہزادے کی کر رہا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے شطرنج و نیرنج کو نامہ پہونچا زن و شوہر تیار ہوئے تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر یہ تو منزل در منزل چلے مگر شاہو ر دیو بند کہ پہلوان زبردست ہے اپنے بیشے مین اُترا ہوا ہے چار سو پہلوان اُسکے زیر کردہ خدمت مین حاضر ہین ستّر اسّی ہزار اہل فوج اُسکے چھاؤنی مین اُترے ہوئے ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی سرحد مین بلایا تھا نہین معلوم اُس پر کیا گذری ساتھ والون سے کہتا ہے اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤن سنا ہے مین نے کہ طلسم کشا

کو فنون سپاہ گری پر بڑا غرور ہی پہلوان کہتے ہین ملازمان ہفت پیکر کو طلسم کشا نے مارا اگر آپ ایسون سے مقابلہ پڑتا تو حال جرأت اُنکو کھلتا تاجل ملک ایسا جوان ہاتھ سے قاسم کے زیر ہوا سیف الملک تک کو زیر کر لیا رستم قاسم کے باپ ہین سر فتنۂ ملک فرنگستان کہلاتے ہین کہ ایک طائر آکر درخت پر بیٹھا شاہور نے اُٹھکر پوچھا ای قاصد خوش خرام کیا خبر لایا طائر زمین پر اُترا کان مین شاہور کے منہ لگا دیا کہا ای شہنشاہِ پہلوانان قدرت نے تمکو حکم دیا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا انعام ملیگا ایک بندۂ حقیر خداوند مسلمان ہو گیا یعنے سہمناک زنگی شاہور نے کہا مین جاتے ہی سب کو گرفتار کرونگا طائر تو یہ کہکر اُڑ گیا شاہور نے حکم دیا کہ سب فوج تیار ہو رفقا نے کہا ای پہلوان دوران سب فوج کو نہ تکلیف دیجیے ہم لوگ کافی ہین شاہور نے کہا یارو طلسم کشا کو کم نہ جانو طاقت مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر جری بہادر صف شکن تیغزن صاحب فوج و لشکر مین اسّی ہزار جوان لیکے جاؤنگا اور سب بیشے مین رہین مین ہفتے عشرے مین پلٹ آؤنگا اگر دوسرا حکم آیا کہ تا بہ صاحبقران جاؤ تو البتہ دیر لگے گی نامے برابر پہونچین گے ماہور نامے اپنے بھائی کو مالک بیشہ کیا آپ اسّی ہزار فوج لیکر چلا مگر شہنشاہ اوج عیاری رستم کو تلاش کرتے ہوے ایک پہاڑ پر پہونچے زیر کوہ ایک باغ دیکھا قصد کیا کہ اس باغ پر فضا مین جاؤن ایک آواز کان مین آئی ای خواجہ عمرو اس باغ مین سنجھ بوجھ کے جانا جہان آرا ے کاکل کشا کا مقام ہی بڑی ساحرہ زبردست ہی باغ مین قدم رکھا اور اُسکو خبر ہوئی خواجہ عمرو باغ مین جاتے جاتے پلٹے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویّے کی شکل بنے جوڑی ڈی کمر سے نکالی سنئے طور سے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اُٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا
ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان نہ دامن کا

مزے مستی کے بوسون مین بھی کار بخیہ کرتے ہین
کہ از خود لب سے لب چمٹا ہوا ہی چاک دامن کا

یہان تک لاغری دیوانگی نے مجھکو بخشی ہی
اُتر کر پانون کی بیڑی بنا ہی طوق گردن کا

مددسے غیر کی فریاد کر لیتے ہین عاشق بھی
کہ روح تا لب ناقوس پایا دم برہمن کا

مجھے حیرت ہے کیون قسمت سپرد دام کرتی ہے
کہ آنکھیں بند ہین منھ تک نہین دیکھا ہے گلشن کا

وہ دور مست ساقی ہین یہ زنجیر ونکے حلقے ہین
ہمارے پانو نکا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صدا دی سینۂ بلبل ہین دل نے ٹوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا

گداز ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن بھی
رُلاتا ہے ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہون زیر خنجر ہل سکون کیونکر
مری بالاے گردن بوجھ ہے دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا جو اے کافر مسلمانون کی گردن کا

نہ گھبرا اے دل نالان بڑی مدت مین ہم پہونچے
بلا لیتے ہین اب اُنکو ارادہ ہو کے دشمن کا

جھکی جاتی تھی گردن نیند کے جھونکو نسے محشر مین
تعلق تھا جو کچھ آنکھو ہین باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
چھری صیاد کی دیکھی جو مُنھ دیکھا تھا گلشن کا

دبا نسے حسرت پیری کی کیون باتین سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہے دُکھاؤ دل نہ جوبن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہے
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع روشن کا

جہان آراے کاکل کشا باغ مین بیٹھی ہے گرد کنیزین شراب پیے ہوے ہے علم موسیقی کی جاننے والی خود بھی گاتی ہے کن رس بھی رکھتی ہے کہ گانے کی آواز خواجہ کے سنی کنیزون سے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ خبردار کوئی نہ بولے جب کنیزین خاموش ہوئین تو اچھی طرح آواز سنی کہا صاحبو سنتی ہو کوئی بڑا کامل گا رہا ہے دل بیقرار کر دیا اور مزہ یہ ہے کہ یہ صاحب استعداد ہے ہر کمال سے یہ کیفیت پیدا ہے کہ ہر تان مین کلیجہ نکالے لیتا ہے ذرا جاکر دیکھو تو یہ کون شخص ہے چند کنیزین جو اس علم سے واقف تھین اُنکو اشارہ کیا کہ جاکر اس شخص کو لاؤ خبردار چھوڑ نہ آنا مین گانا سنونگی وہ خواصین چلین خواجہ بیٹھے گا رہے ہین کہ دیکھا چند خواصین آتی ہین خواجہ عمرو نے اُدھر سے مُنھ پھیر لیا تانین مار رہے ہین وہ وہ پیچ گلے کو دیتے ہین کہ طائر آشیانون سے گر رہے ہین شب ماہ ہے فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین طائر آشیانون سے گر کر قریب بیٹھے ہین کان لگائے ہوئے

بغور سن رہے ہین اکثر آہو جھاڑیون سے نکل آتے ہین سامنے آکر ٹھہرے اور پھر روانہ ہوگئے شیران صحرا ڈکارین لیکر بیشے سے نکل آئے کہ عمرو نے ان خواصون کو دیکھا قریب آئین خواجہ کو جھک کر سلام کیا کہا بڑے میان چلو تمکو ہماری ملکۂ عالم نے بلایا ہی عمرو نے کہا اری مستانیو کسی جوان کو بلایا ہوگا مجھ بڈھے سے کیا مطلب نکلیگا کنیزون نے کہا ارے بُڑھاپے پیٹے کیا بیہودہ بکتا ہی عمرو نے کہا صاحب میرے پائون مین درد ہی مین چل نہین سکتا تم لوگ لیچلو تو چلون خواصین نوجوان شوخ و شنگ پہلے بغلون مین ہاتھ دیکر اُٹھایا دیکھا بڈھا گرا پڑتا ہی دو نے کہا بوا ہم اس بُڑھاپے پیٹے کے شانے پکڑتے ہین تم اِسکے پائون پکڑ دیون اسکو لیچلو پائچونکو سنبھال کر خواصون نے یہی کیا لٹکا کر خواجہ عمرو کو اسطرح لیچلین خواجہ غل مچاتے ہین اری مستانیو کیون مجھے مارے ڈالتی ہو کبھی کہتے ہین میرا ہاتھ ٹوٹا کبھی کہتے ہین پائون ٹوٹا خواصین نہین چھوڑتین باغ مین جو پہونچے دیکھا باغ مین خوب روشنی ہی لالٹینین جابجا روشن ہین سوسو بتی کے جھاڑ جابجا رکھے ہین خواجہ غل مچاتے ہوے جب سامنے ملکہ جہان آرا کے پہونچے خواصون نے زمین پر ڈالدیا خواجہ عمرو دُہائی دیتے ہوے اُٹھے کہا اے ملکۂ عالم یہ جو لال دوپٹہ اوڑھے کھڑی ہین میرے پاس تو نہ آئین ایک درخت کی آڑ پکڑکے کھڑی ہوئین اپنے دوپٹے کا پردہ ڈالا تھوڑی دیر مین نکلین نہین معلوم کیا کر رہی تھین کہ ہانپتی ہوئی نکلین وہ خواص قسمین کھانے لگی کہا بی بی قسم ہی خداوند جدید کی کہ مین سامنے سے اس نگوڑے کے نہین ہٹی مجھپر بہتان لیتا ہی اگر کر مٹھائی ہو تو مین ہاتھ ڈالدون یہ نگوڑا زبردستی مجھے لیے مرتا ہی اور سب خواصین کو ہنسنے لگین کہ دیکھو نگوڑا کیا باتین بناتا ہی ملکہ نے کہا بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی عمرو نے کہا نام تو میرا تان درازخان ہی مگر مان باپ نے جینے کے واسطے اُستاد خورد برد نام رکھا ہی مین بھی حضور کا مشتاق تھا کہ عمرو نے دیکھا آشیانون سے طائر نکل کر سامنے جہان آرا کے آکے چائون چائون کرنے لگے جہان آرا نے کہا ارے نگوڑ و گوئیے کو بلایا ہی کوئی نیا شخص نہین ہی ہم خوب جانتے ہین وہ طائر اُڑگئے اور طائر آئے جہان آرا نے جھلا کر ہاتھ ہلادیا کہ طائرون کے سر کٹ کر گرے ایک طائر نے مرتے مرتے آواز دی اے ملکۂ عالم ہوشیار رہیے گا

یہ کہکے طائر جلکر خاک ہوگیا ملکہ نے کہا بڑے میان صاحب بیٹھیے خواجہ سامنے آکر بیٹھے ملکہ نے کہا میان اُستاد خورد و بزرگ جیسے آپ اپنی دھن مین بیٹھے گا رہے تھے ویسا ہی ہمارے سامنے گاؤ اور نے بجاؤ خواجہ نے نے نکالی سامنے جہان آرا کے یہ اشعار عاشقانہ گائے نظم

حسرت ہی جو دل مین اسی پہلو سے نکل جائے / اللہ کرے دل مرے قابو سے نکل جائے
فتنے کا بل اُس جنبش ابرو سے نکل جائے / آشوب کا دم نرگس جادو سے نکل جائے
ملجائے ٹھکانا کمر یار کا دل کو / جو ایک قدم کوچۂ گیسو سے نکل جائے
کی مانگ کی تو حسن نے کی اُسکی رہ راست / جب جانین کہ سیدھا خم ابرو سے نکلجائے
بھڑکائے اگر دل کی لگی سوز نہان کو / اک شعلۂ آتش بُن ہر مو سے نکل جائے
ور پر ترے یون ضعف بٹھاوے کہ نہ اُٹھون / کچھ کام اسی قوت بازو سے نکل جائے
نکلے جو مری روح تو یون صبح شب وصل / کچھ پہلے ترے ہار کی خوشبو سے نکلجائے
ٹلنا ہی ہو منظور اگر میری قضا کو / بچ کر وہ ادائے بت دلجو سے نکل جائے
کیا دل مین مرے ٹھہرے اُن آنکھون کا تصور / ساحر کے جو چلتے ہوے جادو سے نکل جائے
خود فاختہ پھر سرو کو گلشن سے نکالے / بڑھکر جو ذرا اُس قد دلجو سے نکل جائے
لخت جگر آتا ہی جو بڑھ بڑھ کے سوئے چشم / اچھا وہی آگے مرے آنسو سے نکلجائے
کیا ناقۂ لیلی کو بھلا پائے گا مجنون / اک جست مین سو کوس جو آہو سے نکلجائے
آئے مرے گھر مین جو شب غم تو عجب کیا / ڈر کر وہ مرے بخت سیہ رو سے نکل جائے
آنکھون مین دم اٹکا ہی جو تو آئے دم نزع / شاید ترے اک جنبش ابرو سے نکل جائے
دھوکے مین کہین میرے مقدر کے شب وصل / ایسا نہو بل یار کے گیسو سے نکل جائے
پچھتاؤ گے اُبھرے ہوے سینے کو دکھا کر / دیکھو نہ طبیعت مرے قابو سے نکل جائے
اتنا بھی نکر بے خود و غافل مجھے ای عشق / دل لیکے ترے درد کو پہلو سے نکل جائے
کچھ تو طلب بوسہ کا لطف آئے جلال آج / گالی ہی زبان بت بدخو سے نکل جائے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل سامنے جہان آرا کے گائی کہ جہان آرا تڑپ گئی کہا اُستاد دل چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گائے جاؤ تو بھی ہمارا دل نہ بھرے خواجہ نے اور اشعار یہ

شروع کیے ٹھمریان گائین منظور ہوا کہ ساقی گری کرکے اسکو بیہوش کرون مگر جسوقت سے خواجہ نے جمال جہان آرا اسکا دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لین مگر تیور دیکھ رہے ہین کہ جہان آرا بہت ہوشیار ہی ملکہ نے کہا کیون اُستاد اب کیا منظور ہی خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجھے مرحمت فرمائیے تو مطلب ظاہر ہو اس طور سے ساقی گری کرون کہ کبھی نگاہ سے نہ گذری ہو ملکہ نے ہنس کر کہا کہ آپ کو ساقی گری منظور ہی یہ کلید میخانہ حاضر ہی مگر اب شک نکل جائے گا جیسے ہی خواجہ نے کلید میخانہ اُٹھائی ایک شعلہ چمکا کہ رنگ و روغن عیاری کا جل گیا خواجہ کو خبر بھی نہ ہوئی ملکہ نے ہنس کر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کو کنیز کی فکر ہوئی میرے بیر ٹھیک غل مچاتے تھے مین نے ناحق اُنھین جلادیا اب اُنکی بیقراری کا باعث کھلا لیکن آپکو یہ مناسب نہ تھا خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی دیکھا کہ مین تو بصورت اصلی کھڑا ہون فوراً قدمون پر گر پڑے کہا ای ملکۂ عالم انصاف کیجیے مین تو اور ہی فکر مین نکلا تھا آپ نے زبردستی مجھے بلایا جہان آرا نے کہا ای شہنشاہ عیاران ہرچند کہ سامری و جمشید سب خداوند ہمارے آپ کے مقدمے مین لکھ گئے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ عمرو عیار سے اپنے کو بچانا اُسکی دوستی سے بھی ڈرنا اور دشمنی سے بھی خوف کرنا ہرچند کہ ہمین آپ سے انتہا کا خوف ہی مگر آپ نے وہ کمال دکھایا کہ بے تیغ بسمل کیا مگر امیدوار ہون کہ میری جان بخشی فرمائیے اگر حکم ہو تو مین خود سر کاٹ کر حاضر کرون خواجہ نے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین نے بھی جسوقت سے جمال جہان آرا کو دیکھا اسیر طرۂ گیسو و قتیل تیغ ابرو ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ معشوق کے ساتھ کیا مکر کرون مین نے کلید میخانہ مانگی تھی مگر دل مین یہی تھا کہ خالی ساقی گری کرونگا جہان آرا نے کہا آپ کی باتون سے دل کو خوف آتا ہی جمشید نامہ جو ہمارے یہان مشہور ہی وہی ہمارا مذہب ہی اُسمین تحریر ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی جو اُن کے قتل مین کوشش کریگا اُسکی جان جائیگی اسوجہ سے مین آپ کے قتل کا ارادہ نہین کرتی مگر نہ ارادہ کرنے مین بھی ہزار خوف ہین خواجہ مین نے جمشید نامہ حفظ کیا ہی جملہ عبارت مجھکو یاد ہی جو جو وہ لکھ گئے وہی ہو رہا ہی اس زمانے کا حال اُس مین

لکھا ہی کہ ملک ساحران برباد ہون گے عنطلی آباد کے مٹتے ہی زبرجد نگار پر زوال آئیگا
فرعون شاہ مارا جائیگا کوئی ساحر مسلمانونکے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مجھ سے وعدہ بخته کیجیے مجھے
اختیار ہی کہ آپ کو باغ سے نکالدون مگر آپ ہزارہ طور سے آئینگے روکنے والے سب
غل مچاتے رہجائینگے لہذا بمہربانی دوستی کیجیے خواجہ نے کہا اے جہان آرا مین اپنے آقاے
نامدار کے سر کی قسم کھاتا ہون کہ تمھارے ساتھ خلاف نکرونگا خواجہ عمرو نے ہاتھ بڑھایا ملکہ
نے ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میرا ہاتھ مضبوط ہو کر تھامو یہ لقراط ثانی
دشمنیان کر رہا ہی میرے ساتھ بھی فساد برپا کریگا اگر مجھکو گرفتار کرے تو رہائی کا میری
خیال رہے مین دل سے مطیع اسلام ہوتی ہون خواجہ نے جہان آرا کو مطیع اسلام کیا
اور بیٹھکر سامنے گانے لگے جہان آرا ہر مرتبہ کانپ جاتی ہی کہتی ہی اے شہنشاہ اوج عیاری
کوئی آفت آیا چاہتی ہی بہت ہوشیار رہو کر بیٹھیے پھر کہتی ہی اے شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے
رنگ پھولونکا متغیر ہو رہا ہی طائر آشیانون مین خاموش ہین یا تو چہکارے مارتے تھے یا
سر آشیانون مین کھینچ لیے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا ملکہ عالم نکل چلو جہان آرا
نے کہا کسی طرح اتنی رات بخیر و خوبی بسر ہو تو دل کو تسکین ہو نکل چلون تمھاری محبت مین
گھربار چھوٹتا ہی مگر خواجہ ہمارا خیال رہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر نعرہ ہوا او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ دشمن خداوند کو لیکر گھر مین بیٹھی ہی منم سبک دوش جادو خواجہ نے تو فوراً گلیم
اوڑھلی کودکر خواجہ الگ ہوے جہان آرا نے چاہا اپنے مقام سے اُٹھون نہ اُٹھ سکی
یہ ساحر مصاحب حلیم ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی اس نے اُترتے اُترتے ایک شیشہ
پانی کا پھینکا جہان آرا بیہوش ہو کر گری گرتے گرتے آواز دی اے شہنشاہ عیاران
بچانا کئی سو کنیزین جو گرد تھین کچھ اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے گرین جو گری بیہوش ہو گئی کوئی
بھاگ کر چمن مین پہونچی وہان جا کر گری سبک دوش زمین پر آیا دیکھا کہ سب بیہوش
پڑے ہین جہان آرا کی زبان مین سوزن دی ایک تخت سحر تیار کیا اُس پر اُٹھا کر
جہان آرا کو ڈالا خواجہ ایک نخل کی آڑ سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ ساحر
کنیزون کو اُٹھاتا پھرتا ہی اُٹھا اُٹھا کے سب کو تخت پر ڈالا خواجہ عمرو جس نخل کے

سائے مین

سایے مین کھڑے تھے ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُس کی صورت بنکر پڑ رہے سبک دوش ہر طرف دیکھتا ہی کہ وہ عیار کہان بھاگ گیا خداوند پوچھین گے کہ دشمن کو کہان چھوڑا تو کیا جواب دونگا ہر مرتبہ جمال جہان آرا کو دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آخر آکر خواجہ کو بھی اُٹھایا تخت پر ڈالا جب سب کنیزون کو مع جہان آرا تخت پر ڈال چکا ایک گوشے پر آکر خود سوار ہوا تخت کو اُڑا کر لیچلا مگر سوچتا ہوا جاتا ہی کہ ای سبکدوش قدرت نے اقہر و غضب فرمایا تھا کہ جہان آرا کو لانا اگر سامنے لیجاؤنگا تو کچھ عذر نہ سنین گے فوراً قتل کا حکم دینگے کون سامنے خداوند کے عرض کر سکے گا ایسی مہ جبین قتل ہو جاے ساحرہ ایسی کامل و اکمل صورت مین یہ زیب و زینت پہلے اِسکو اپنے باغ مین لیچلون اور اپنے سے رضامند کرون خوف جان سے ضرور قبول کریگی جب خداوند سے جا کر خطا معاف کرالونگا تو اِسکو سامنے خداوند کے لیجاؤنگا کیا عجب ہی کہ جان بخشی ہو یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر کہتا ہی تخت کو کیون گرانی ہی سب خداوند کے پرستار ہی اس پر سوار ہین شاید کوئی فتور ہوا ہر ایک کنیز کو دیکھتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی اسی خیال مین تخت کو اُڑائے ہوے سامنے اپنے باغ کے آیا کئی سو کنیزین سامنے صف باندھے کھڑی تھین سب نے جھک کر سلام کیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سبکدوش دشمن کو لائے سبک دوش نے تخت اُتارا ملکہ جہان آرا کو مسند پر بٹھایا ایک کنیز رنگ آمیز نامے کہ سب سے زیادہ خوبصورت ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ آج تو بڑی معشوقہ کو لائے سبکدوش نے کہا ای ملکہ کیا کہون جسوقت سے اس ظالم کو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی رنگ آمیز مُنھ پھلا کر سامنے سے ہٹ گئی خواجہ نے کروٹ لیکر اپنے کو تخت سے گرا دیا سبک دوش اور کنیزون کو ہوشیار کر رہا ہی وہ سب حیران حیران بیٹھتی جاتی ہین خواجہ نے دیکھا کہ سبکدوش اس کام مین مصروف ہی اُٹھکر ایک جانب بھاگے قریب رنگ آمیز کے آئے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کیون بوا تم کیون چپ کھڑی ہو رنگ آمیز نے کہا بوا کیا پوچھتی ہو مرد کی محبت جی کا ضرر ہی آج جہان آرا کو قید کر کے لائے ہین ہم سے بات بھی نہین کرتے چندے سے ہمنے تو ان سے دل لگایا اپنا عیش و آرام ترک کیا آٹھ پہر انھین کی خدمتگزری سے کام رکھا کہ یہ راضی

اور خوش رہین اُنھون نے آج ہمارے مُنھ پر کہا کہ جب سے جہان آرا کو دیکھا ہی دل قابو مین نہین مین بھی بو اجھلا کر سامنے سے چلی آئی یا تو آٹھ پہر میرے نام کی جپنی تھی اگر گھڑی بھر کو کہین جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ رنگ آمیز کو بُلاؤ آج یہ بے مروتی ہم سے نہ کیتے جہان آرا کو کلیجے مین رکھ لیتے تو ہمکو ملال نہوتا اب ہمکو بڑا اقلق ہی عمرو نے کہا بوا کنارے چلو ایک شعبدہ تمکو بتادون کہ ہمیشہ تمھاری جوتیون کے نیچے رہین دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالین رنگ آمیز نے کہا بوا اگر ایسا کرو تو مجھکو مول لیا خواجہ عمرو اُسکا ہاتھ تھام کر کنارے لائے باتون مین لگا کر رنگ آمیز کو بیہوش کیا رنگ آمیز کو زنبیل مین رکھا آپ اُس کی صورت بنکر ہنستے ہوے کنیزدن مین آئے اتنے عرصے مین سبکدوش نے جہان آرا کو ہوشیار کیا مگر زبان مین سوزن ہی کنیزدنکو جمع کیا کہا ارے شراب وکباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کبابکی لاکر رکھی گئین ملکہ جہان آرا سرنگون ہین کہ سبکدوش نے ہاتھ باندھ کر کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی حقیقت مین تم سے بڑی خطا ہوئی قدرت نے غُصّے مین فرمایا کہ ملکہ جہان آرا کو جلد لاؤ اگر اسی وقت تمکو لیجاؤنگا تو فوراً حکم قتل دین گے زندہ نہ چھوڑینگے اسواسطے مین نے تمکو اپنے باغ مین ٹھہرایا مگر مین نے جسوقت سے تمکو دیکھا ہی کیا کہون کیا دلکا حال ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

کہون سر رکھ کے قدمون پر انھین سے ... مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
یہی شکوہ ہی بخت شرگین سے ... لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے
مری آنکھین تری صورت کو ترسین ... گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
جھکانی ہی جو میری آنکھ تم کو ... ادھر دیکھو نگاہ شرگین سے
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دورہ ... بلائین لیتی ہین حورین وہین سے
لے اُس تک پہونچ کر پھر دل وہوش ... یہ چھوٹا تھا کہین سے وہ کہین سے
خبر لے لیگا بام یار کی بھی ... اگر نالہ پھرا عرش برین سے
ابھی اُٹھنا نہ میرے دل مین او درد ... ذرا کھلون کچھ اپنے ہمنشین سے
چلا گھر سے جو مین دشت جنون کو ... پکارے ہوش ہم رُخصت یہین سے

ہمارے قتل مین کچھ کہ رہی ہی	اُس ابرو کی شکن چین جبین سے
مرا اختلاط کیجے کہنا اُن سے قاصد	کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا	کسی بت کی نگاہ اولین سے
جلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق	بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

رو رو کر سبکدوش نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ کی ابروون پر بل پڑ گیا اگرچہ زبان مین سوزن ہی بات کرنے کا یارا نہین مگر آنکھون مین آنسو بھر کے اشارہ کیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی تو ابھی سامنے اُس نامنصف کے لیچل خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو وہ ضرور مجھکو رہا کرنے آئینگے اور سامنے سے اُس قارورہ پینے والے کے لیجا ئینگے تو کیون ایسی باتین کرتا ہی سبکدوش قدمون پر گرتا ہی اور گرد پھرتا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ خوبی ای گل باغ خوبی و محبوبی مین عاشق زار ہون گلا کاٹ لونگا جان اپنی تم پر نثار کرونگا لاکھ منتین کرتا ہی کبھی خوف خیال سکندری دلاتا ہی ملکہ تڑپ رہی ہین یہی قول ہی کہ تو خود قتل کر کیا مین خیال سکندری کی لونڈی ہون جو میرے جی نے چاہا وہ مین نے کیا اُسکو میرے قول و فعل مین کیا دخل ہی عمرو کو اپنے گھر مین بٹھایا اچھا کیا تو گرفتار کر لایا بہتر ہوا اب یہ باتین نکر جو تجھ سے ہو سکے اُس جفا سے پیش آ سکدوش کیسا پریشان ہو رہا ہی کنیزون سے کہتا ہی صاحبو تم اسکو سمجھاؤ مفت مین یہ جان جائیگی ہائے یہ تصویر مرقع خانہ دنیا سے مٹ جائیگی بعد اِسکے مین کیونکر زندہ رہونگا کیونکر جفاے فراق سہونگا یہ ہجر کی کالی راتین کیونکر کٹینگی جب خیال زلف خوشبو آئیگا صحراے خطا و ختن کی راہ لونگا وہان بھی پریشان رہونگا کنیزین بھی سمجھاتی ہین کہ رنگ آمیز سامنے ہنستی ہوئی آئی کہا ای شہنشاہ اس وقت عجب معرکہ گذرا کہ مین حضور سے خفا ہو کر جو گئی گھر مین گئی منھ لپیٹ کر پڑ رہی عین خواب مین دیکھا کہ خداوند تشریف لائے ہین فرماتے ہین کیون رنگ آمیز کیسا مزاج ہی یہ کہکے ہاتھ لگانے لگے مین نے جھٹک دیا اور کہا کہ الگ رہو ایسا نہو تمہارے ہاتھ لگانے سے میرا بدن میلا ہو جائے قدرت ہنسے اور کہا کہ دو کمال تمکو دیتا ہون ایک کمال علم موسیقی تمکو دیا جسکے سامنے گاؤ گی مبہوت ہو جائیگا دوسرے کلام مین تاثیر ہوگی

ذرا امتحان تو کیجیے مجھکو گانا آیا کہ نہین یہ کہکے چند اشعار گانا شروع کیے **نظم**

ای مرگ دیکھتی ہی انکھین بار بار کیا ۔ سینے کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا
بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار کیا ۔ ای جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کرسکا ۔ لپٹے ہوے ہین دامن لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک ۔ تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا
ٹہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح ۔ جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کی طرح ۔ کم ہو سکے گا مشغلۂ روزگار کیا
کب ہی فریب راحت دشمن پہ اعتماد ۔ تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہی مثل روح جو آغوش پرخراش ۔ معشوق آبلہ ہی کوئی نوک خار کیا
سائل ہون ایک بوسے کا دو چار کا نہین ۔ مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا
انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا ۔ ہی طول لطف و رحمت پروردگار کیا
بیتابیون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر ۔ تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین ۔ داغ فراق ہی ستم روزگار کیا
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین ۔ دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہون مین ۔ پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا
نیلی سی دیدے اک کفنی دود آہ کی ۔ ای روح پوشش بدن سوگوار کیا
جگر مین ہی نصیب تو جگر مین آرزو ۔ ہم دور آسمان ہی مرا روزگار کیا
مانند روح قید تعلق سے عار ہی ۔ جب جسم مین نہین تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج ان دنون **نسیم** ۔ دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سبکدوش رونے لگا کہا ای رنگ آمیز تونے دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا حقیقت مین تجھکو قدرت نے کمال دیا خواجہ عمرو نے کہا ای سبکدوش اب مین ملکۂ عالم کو سمجھاؤن یقین ہی کہ راہ پر لاؤن سبکدوش خوشی خوشی ہٹ گیا خواجہ عمرو نے کہا کیون ای جہان آرا ایسے ساحر کو کیون نہین قبول کرتین

جہان آرا نے کہا ای رنگ آمیز اسوقت تیرے گانے نے دل بیچین کر دیا خواجہ کے گانے کا
رنگ دکھایا صاف صاف بتا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ وہ ساحر ہی کہ جس کے
دیوار کے سائے مین دشمن نہین آسکتا عمرو یہان کہان آئیگا اِسکو قبول کرو تو مین ابھی
رہا کر دون جہان آرا نے کہا لاکھ جان میری دین اسلام پر نثار ہی اب تو جو کیا سو کیا
جو جفا اس حرامزادے کا جی چاہے وہ کرے تب خواجہ عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین ہون
آپ کا غلام رنگ آمیز تو میری زنبیل مین ہی باورچی خانے مین پتیلیان دھو رہی ہی ملکہ
جہان آرا ہنس پڑین دور سے سبکدوش نے دیکھا کہ ملکہ ہنسین کہا لو صاحبو ملکہ یا تو
روتی تھین یا ہنسین سبکدوش نے کہا رنگ آمیز کی باتون نے اپنا رنگ جمایا ملکہ روتے
روتے ہنسین رنگ آمیز پر قدرت نے اپنی عنایت کی اسکی باتون مین تاثیر ہی گانا کس
قیامت کا گایا اب تک دل مین مزہ بھرا ہی سبکدوش تو الگ کھڑا خوشیان کر رہا ہی
خواجہ عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم سوزن نکالون ایسا نہو سحر اس ملعون کا غالب ہو ملکہ نے
کہا وہ سحر اُس حکیم کا تھا اُسی پر بھیجون کہ اُسکو بھی ثابت ہو کہ جہان آرا ہم سے جدا ہوئی
خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی ای سبکدوش لو ملکہ راضی ہو گئین اب آتی ہین ذرا
ہوشیار رہنا سبکدوش بیقرار ہو کر دوڑا کہ جا کر ملکہ کو رہا کرون نثار ہو جاؤن رنگ آمیز
نے بڑا احسان کیا کہ خواجہ عمرو نے زبان سے جہان آرا کی سوزن نکالی خواجہ عمرو
تو کود کر کنارہ ہوے گلیم اوڑھ لی ملکہ نے کچھ پھول اُٹھائے کچھ غنچے ہاتھ مین لیے کہ صحبت
مین رکھے تھے سبکدوش پر پھینک مارے اور آواز دی کہ ای دیوانہ مزاج اس کو
لینا سُبکدوش پر پھول برسنے لگے ہوائے معتدل چلی سبکدوش نے بند قبا کھولدیے
ہوا جو کھائی اور خوشبو پھولون کی سونگھی جھومنے لگا چہار جانب سے طائرون نے مل کے
زمزمہ سرائی کی چاؤن چاؤن کر کے سُبکدوش کو گھیر لیا سُبکدوش مست ہو گیا آنکھین
اُبل آئین پکار اُٹھا

نظم

اُٹھ اُٹھ کے کچھ اشارے یہ کرتا ہی ابر سرخ — دستار اپنی مے مین کرین شیخ و گبر سرخ
کشتہ ہون اُسکے دست حنائی کا دوستو — رنگ کفن حنائی اگر ہو تو قبر سرخ

لائی یہ رنگ سینہ زنی ہجر یار مین | چھاتی کا عاشقونکے ہوا سنگ قبر سرخ
توڑے اِس اپنی سُبحۂ مرجانکو کیون نہ شیخ | ڈورے جو انکھڑیون کے دکھادے وہ گبر سرخ
منھدی نہ ملیے وصل مین آپ اختیار رہی | بوسون سے دونون ہاتھ کرونگا بہ جبر سرخ
تھا کیسا دوست اُسکی گلی کا سگِ سیاہ | دشمن کو میرے کھا نہ گیا جنکے ببر سرخ
پلکین ہین اشکبار تو خون بار چشم تر | ابر سیہ سے بڑھ کے برستا ہی ابر سرخ
آفاق مین ہی کس بت گل پیرہن کا دور | تسبیح شیخ لال ہی زنار گبر سرخ
اُٹھتی ہی جب تو خون ہی برساتی ہی جلال | تلوار کا ہی کیا مرے قاتل کا ابر سرخ

یہ غزل گاتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا اے ملکۂ عالم جو حکم ہو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا جا کر اُس حکیم کا سر لاؤ سبکدوش نے عرض کی بہت خوب چاہتا ہی کہ روانہ ہو آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ نے آکر عکس اپنا سبکدوش پر ڈالا سبکدوش نے مُٹھّی مین جو پھول و غنچے تھے اُنکو پھینکدیا شاخ نخل توڑ کر جہان آرا پر پھینک ماری جہان آرا پر خنجر برسنے لگے ملکہ نے پکار کر آواز دی وہین سے بیٹھے بیٹھے مدد کرتا ہی یہ کہکے ملکہ نے چند موے زلف توڑے سبکدوش پر پھینک مارے کہا اے سبکدوش نہین معلوم تجھکو کیا خیال ہی یہ تیری جان کا وبال ہی سبکدوش نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی گلے مین پڑی سبکدوش کو کھینچنے لگی کہ پھر طائر پیدا ہوا عکس اپنا ڈالا کہ زنجیر کٹ کر گری ملکہ نے پکار کر آواز دی اے شہباز نظر اس طائر کو لینا خواجہ نے دیکھا ایک باز اُڑتا ہوا آیا اُس طائر پر گرا طائر و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن باز نے طائر کو حیران کیا ہی طائر نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن باز کب باز آتا ہی پنجہ جھپٹ کر مارا کہ آنکھین طائر کی نکل پڑین جب طائر نابینا ہوا آنکھون سے خون بہنے لگا ہوش اُڑے چاہتا ہی باز کا سامنا نہ کرون مگر باز ہر مرتبہ تڑپ کے اس زور سے گرتا ہی کہ طائر ٹھہر جاتا ہی یہ نوچ کے پھینکدیے دونون پنجے تھام کر طائر کو باز نے چیر ڈالا خون طائر کا جو سر پر سبکدوش کے گرا اب تو سبکدوش زیادہ بدحواس ہوا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے پھر وہی کہا کہ اُس قارورہ فروش کا

سہرلاؤ سبکدوش سلام کرکے ملکہ کو چلا باغ سے باہر نکلا جھپٹا ہوا جاتا ہی تیغہ ہاتھ مین یاد مین
ملکہ کی اشعار پڑھتا ہوا زیر قصر سکندری پہونچا نگہبانون نے جو اس حال زار سے
سبکدوش کو دیکھا پکار کر آواز دی ای سبکدوش اس حال سے یہان نہ آنا سبکدوش
اِن لوگون پر تلوار کھینچکے گرا نگہبانون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے مرنے کی آواز جو
بلند ہوئی بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی سات سی تاجدار گرد بیٹھے ہین کہا یارو دیکھو تو یہ کیا
ہلڑ ہی ساحرون نے جھک کر دیکھا کہا یا خداوند سبکدوش کا عجب حال ہی نگہبانون کو قتل
کر رہا ہی وہ چاہتا ہی بالاے قصر آوے ن نگہبان روک رہے ہین بقراط نے کہا پکار کر کہو کہ
قدرت فرماتے ہین او ناری تو جل جا کیون اسقدر بدعت کرتا ہی ایک تاجدار نے سر
کو جھکا کر آواز دی ای سبکدوش قدرت فرماتے ہین کہ تو جل جا سبکدوش نے ایک آہ کی
کہ منھ سے شعلۂ آتش نکلا مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوا جو
نگہبان مارے گئے تھے وہ سب اُٹھ بیٹھے تاجدارون نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ تھا بقراط
نے کہا بی جہان آرا نے یہ شعبدہ دکھایا تھا اسوقت بھی اُن کو گرفتار کر سکتا ہون لیکن
نکل جانے دو مین نے بڑے شخص کو پھنسایا ہی یعنے طلسم کشا کو اپنی سرحد مین بلا لیا ہی جسدن
شعبدہ پڑ گیا فوراً گرفتار ہو جائینگے دربار حکیم مین تو یہ ذکر ہی بعد جانے سبکدوش کے
جہان آرا نے خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران اب نکل چلیے مگر خواجہ عمرو تم یہان
کیونکر پہونچے عمرو نے سب حال بیان کیا جہان آرا نے کہا میرے دل کو تقویت تھی کہ
خواجہ عمرو آکر رہا کرینگے چار جانب دیکھتی تھی مین جانتی تھی خواجہ کو کوئی نہ روکے گا
مگر آپ کے خوف سے یہ کل مقامات پُر از سحر ہین جہان پر قدم رکھیے گا مالک کو حال
معلوم ہو جائیگا مقابلہ طلسم کشا مین ایک پہلوان شاہور بلند رکاب نامے ایک
طرف سے جاتا ہی ایک طرف سے شطرنج و نیرنج چلے ہین کہ طلسم کشا کو پھنسائین
خواجہ عمرو نے سُنکر آواز دی کہ ملکہ تم چلو مین بھی آتا ہون مجھے رستم کی بڑی فکر ہی
ملکہ جہان آرا پر پرواز پیدا کرکے چلین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مگر رستم قلعۂ
اشفاقیہ پر فروکش ہین سہمناک زنگی منتظم لشکر و اشفاق تاجدار بیرون قلعہ آکر

اُترے ہین رستم مرکب پر سوار ہوے لشکر تیار ہو کہ کوچ کرے صحرا سے گرد اُڑی شاہور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ طلسم کشا مین اُتر پڑا انہایت ہی شاہور کو غرور ہی اُترتے ہی یہ خبر پائی کہ سہمناک زنگی و اشفاق تاجدار مسلمان ہوے جھلا کر کہا کہ سہمناک کس شمار مین ہی اشفاق تاجدار ایک ادنا خراج گزار ہی کل اِن سب کو پامال کر ڈالونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کافور بردبار بھائی شاہور کا دو ہزار سوار سے طلایہ دینے لگا ادھر رستم نے کہا ای ملک اشفاق تاجدار آج ہم خود طلائے پر جائینگے سہمناک نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کو مناسب نہین ہی رستم نے کہا آج ہمین کو بہتر ہی کہ طلائے پر جائین اشفاق تاجدار نے کہا سہمناک اور غلام ہمراہ رہین رستم نے قبول نہ کیا چار سو جوانون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے جا بجا سوار مقرر کیے دو سو سوار اپنے ساتھ رکھے طلایہ دینے لگے کافور دس ہزار سوارون سے طلایہ دے رہا ہی غول کے غول غٹ کے غٹ ساتھ ہین کافور نے جو حاضر باش و ناظر باش کی صدا لشکر سے سُنی عیار سے کہا دریافت تو کر عیار اُسکا برائے خبر چلا عیار نے آکے دیکھا کہ رستم دو سو سوارون سے طلایہ دے رہے ہین خبر دریافت کر کے پلٹا آکر کافور کو خبر دی کافور نے موچھون پر تاؤ پھیر کر کہا کہ کل بھائی کو تکلیف نہو مین رستم کو گرفتار کر لون صرف دو سو سوار اُسکے ساتھ ہین جب دس ہزار سے بلوہ کرونگا بھاگین گے مین بھاگنے نہ دونگا یہ کہہ کے کنارے پر لشکر کے آیا رستم پھرتے ہوے کنارۂ لشکر پر آئے کافور نے للکارا کون طلایہ دے رہا ہی رستم نے آواز دی انا رستم پیلتن کافور نے گینڈا اڑھا یا پکار کر آواز دی ای رستم کچھ شغل مردان عالم ہونا چاہیے دو دو ہاتھ تلوار کے چلین تو بہتر ہی رستم یہ سُنتے ہی جا پڑے کافور نے فوج کو اشارہ کیا کہ چہار جانب سے گھیر کر رستم کو گرفتار کر لو فوج نے چہار جانب سے محاصرہ کیا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ رستم سے زمین تھرائی وہ دو سو جوان بھی آپڑے رستم نے تاک تاک کے افسرونکو مارنا شروع کیا وہ دو سو جوان بھی شمشیر زنی کر رہے ہین کافور الگ سے دیکھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ کئی

ہزار جوان مارے گئے سوچا کہ بے اپنا ہاتھ پاؤن ہلائے کچھ نہوگا گینڈے کو ٹھکرا کر آواز دی کہ اے
رستم ان غربا کو کیا قتل کرتے ہو ہم سے تو مقابلہ کرو رستم پلٹ پڑے ساٹے کافور کے پہونچے
کافور نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا کافور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ جھلتی
کا مارا کہ دہنا ہاتھ کٹا مع تلوار زمین پر گرا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا فوج والونکو پکار کر
آواز دی کہ یارو میری دست گیری کرو میرا ہاتھ بیکار ہوا کئی سو جوانون نے آکر کافور کو ہاتھ
سے رستم کے بچایا کئی جوانون نے جان دی مگر کافور کو لے بھاگے کافور کراہتا ہوا کہتا ہے یارو پلٹ
چلو رستم نے کئی سو افسرونکو مارا ایک طور سے لڑ رہا ہے مین سمجھا تھا جب دس ہزار جوان دوی
پر حملہ کرینگے تو وہ سب بھاگینگے رستم تو اپنے زمانے کا رستم ہے آخر فوج کافور کے پاؤن
اُٹھے کافور کو لوگ اُسی حال مین لیے ہوئے پاس شاہور کے آئے شاہور نے حال سُنکر
کہا کیون بھائی یہ تم نے کیا کیا کہ اپنا ہاتھ کٹوایا دشمنون کا دل بڑھایا اب رستم اپنے مقام پر
ناز کریگا اے ماہور تم خبردار تم جا کر طلایہ دو مگر خبردار اپنے ہی لشکر مین رہنا ماہور جو باہر
نکلا کہتا ہے کہ بھائی صاحب کا ہاتھ کٹا ہے مین اگر بدلہ نہ لون تو بڑے نامردے پن کی بات ہے
یہ کہکے چلا کنارے پر آکے دیکھا رستم اپنے ساتھ والونکو جمع کر رہے ہین جو لوگ زخمی ہوئے اُنکو
اور جو مارے گئے اُنکے لاشے اُٹھوا رہے ہین ماہور نے جو دور سے رستم کو دیکھا کہ خون کی چھینٹین
پڑی ہین تلوار سے خون پونچھ رہے ہین ماہور نے پکار کر آواز دی اے رستم بڑے بھائی کا
یہ حال ہوا اب مجھسے مقابلہ کرو تو حال کُھلے رستم مرکب چمکا کر سامنے آئے ماہور نے نیزہ مارا
رستم نے نیزہ ماہور کا توڑا ماہور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف بہ آسیب سپر تلوار
کو روکیا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر دست رستم صاحب شوکت و
حشم تڑپ کے تیغہ جو گرا یا قبہ سپر پر چمکا تھا یا زرنگ تلوار نے جا کر زمین کو بوسہ دیا مرنا ماہور کا فوج
کے پاؤن اُٹھے رستم قتل کرتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچے سب بھاگے ہوئے سامنے
شاہور کے آئے عرض کی ماہور مارے گئے شاہور نے کہا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے
کہا حضور رستم سے جا بھڑے پھر طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہے شاہور نے پوچھا قد و قامت
کیا ہے بڑا تن و توش ہوگا سب نے کہا حضور معشوق وضع ہے طلسم ہفت پیکر کی شہزادیان

جان و دل سے نثار ہوئین عاشق ہوکر شریک ہوگئین سنبل ہفت گیسو عجب شاہزادی ہی
نہایت حسین لیکن شمع جمال رستم کی پروانہ ہی شاہور یہ حال سُنکر بہت جھلایا کہا ایک بھائی
کا ہاتھ کٹا ایک بھائی مارے گئے اب مین نے دونونکا سوگ رکھا چاردنکی طلسم کشا کو
مہلت دی بعد چار دن کے میدان مین جاکر سمجھ لونگا پوچھونگا کہ کیون ای طلسم کشا میرے
بھائی کو کیون مارا سب نے کہا حضور کا فور صاحب بھی جا پڑے اور رستم کو پکار کر ٹوکا
اُسنے آکر ہاتھ مار دیا یہ بھی بلبلا کر پہونچے آخر مارے گئے شاہور نے کہا خیر چار دن اور
چین کرلین یہ کہکے حکم دیا کہ بھائی صاحب کا لاشہ لیجا کر جلاؤ نار ی کو جہنم مین پہونچاؤ یہان
رستم کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہور نے حضور کو چار دن کی مہلت دی ہی اور سب حال
بیان کیا رستم نے کہا سمجھا جائیگا جب میدان مین آئیگا دیکھ لین گے لیکن خواجہ عمر و ملکہ
جہان آرا سے جدا ہوے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین جہان کہین راہ مین گائون ملا
اور سُن لیا کہ یہان بازار ہی ٹنڈ چرے بنکر یا گھوری بنکر گائون مین گھس گئے پیسہ دوکان
تحصیل کیا مگر حیران ہین کہ رستم کو کیونکر پاؤن ہمارے آقا کا حال ابتر ہوگا جاکر خیر و عافیت سے
دیکھون چار دن ہوے جنگل مین رہ روی کرتے ہوے ایکروز ایک پہاڑ پر چڑھے دامن کوہ مین
دیکھا چند عورتین پھر رہی ہین اور ایک بارگاہ استادہ ہی سمجھے کہ کسی کا لشکر جاتا ہی حال رستم سُنکر
سب طرف سے کافر چلے ہین خواجہ عمر و صورت بدلے ہوے قریب آئے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ ملکہ کاؤس زرین قبا اپنی خالہ کی ملاقات کو جاتی ہین ناظرین کو یاد ہوگا
سابق مین لکھ چکا ہون کہ شطرنج جادو و نیرنج جادو تلاش مین رستم کی یہ زن و شوہر چلے
ہین ان زن و شوہر نے کچھ راستہ طی کیا کہ زوجہ نے شوہر سے کہا صاحب تم لشکر لیکر چلو
مین گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتی ہون مین نے قاعدہ کتاب مین دیکھا ہی کہ طلسم کشا
ملکہ نمکین شیرین کلام پر عاشق ہی فراق مین تڑپ رہا ہی شطرنج جادو تو طرف طلسم کشا
کے چلا نیرنج جادو سات سی کنیزونکو ساتھ لیکر علحدہ ہوئی صحرا مین ایک باغ تھا اُسمین
آکر اُتری اپنی صورت تو نمکین شیرین کلام کی بنائی اور کنیزونکو بشکل کنیزان ملکہ بنایا
ایک نامہ بنام طلسم کشا لکھا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ ای آفتاب عالمتاب فلک جرأت وای یکتائے

میدان جلالت زاد اقبالکم بعد شوق ملاقات معلوم ہو کہ ہم کو آپکے فراق نے بہت ستایا اب ہمنے
بمشکل اپنے کو فلان باغ مین پہونچایا ہی اگر براے چند ساعت چلے آئیے تو ملاقات ہو جاے
کیا تحریر کرون کہ جو کیفیت ہی

نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے
اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے

اڑکر کہین جا سکتی نہ تھی ہم سے پریزاد
افسوس مگر یہ ہی کہ پر ہم نہین رکھتے

جسدن سے محبت ہی تری تیغ نگہ کی
اُس روز سے ایجان سپر ہم نہین رکھتے

آہون نے بھی باندھی ہی ہوا بے اثری کی
نالون کا بھی غُل ہی کہ اثر ہم نہین رکھتے

گہ دشت مین آوارہ ہین گہ اُنکی گلی مین
وہ دل مین بسے جبسے تو گھر ہم نہین رکھتے

اقرار سے وُصلت کے دیا کرتے ہین تسکین
اب دل وہ مراد رہم و بر ہم نہین رکھتے

سمجھین نہ کبھی موتیون کو دانت تمھارے
کیا اتنی بھی ایجان نظر ہم نہین رکھتے

ناصورون کی ٹیسون پہ تصدق ہی زبس روح
اسواسطے ہم زخم پہ مرہم نہین رکھتے

گو یانی ہوا نار تعشق سے دل اپنا
ڈر سے ترے آنکھون کو بھی تر ہم نہین رکھتے

اب تک سحر ہجر کے صدمے نہین بھولے
پھر رہنے وہ آئے ہین مگر ہم نہین رکھتے

مُنھ لال طمانچون سے قناعت مین کیا ہی
صورت بھی کبھی صورت زر ہم نہین رکھتے

یاقوت ہین لخت جگر آنسو دُر خوش آب
ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے

قسمت کے اندھیرے نے ہمین راہ بُھلا دی
اب کوچۂ گیسو مین گذر ہم نہین رکھتے

اب روح لہو ہو کے جو نکلے تو عجب کیا
تن مین لہو ای دیدۂ تر ہم نہین رکھتے

دھڑکا ہمین فرداے قیامت کا ہے کیا
ہرگز شب فرقت کی سحر ہم نہین رکھتے

فرقت اُنھین مرغوب ہی وُصلت ہمین مطلوب
جس سمت دل اُنکا ہی اُدھر ہم نہین رکھتے

پژمردہ ہی دل شعر کے کہنے مین قبول آہ
یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

اے شہر یار ربفور ملاحظۂ نامۂ ہذا تشریف لائیے کہ دولت دیدار حاصل ہو یہ نامہ ایک کنیز کو
دیا کہ جا کر شہر یار کو دینا اور نامہ پڑھوا کر کہنا کہ میرے ساتھ تشریف لیچلیے اور بیان کرنا کہ

ملکہ کو بڑا اشتیاق ہی نامہ کو ملفوف کیا کنیز نامہ لیکر چلی یہان رستم مقابلہ شاہور مین اُترے
ہین اُس بیحیا نے طلائے کی شکست کے بعد حکم دیا ہی کہ بعد چار دنکے مقابلہ کرونگا صبح کا وقت
ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین سہمناک زنگی و اشفاق شاہ رفیق جدید ہین مگر پروانہ شمع
جمال دونون بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین رستم فرماتے ہین کہ نہین معلوم ملکۂ نمکین شیرین کلام
پر کیا گذرتی یقین ہی انکو ہمارا ابھی خیال ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر سلام کیا اور عرض کی
کہ در دولت پر ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی لیکن چاہتی ہی کہ حضور کے سامنے آئے اپنے ہاتھ سے
نامہ دست حق پرست مین دے رستم نے کہا بُلالو کنیز سامنے آئی نامہ پیشکش کیا زبانی بھی
عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کو دن راتین تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین یہ نامہ بھیجا ہی حضور ملاحظہ کرین اور
میرے ساتھ چلین رستم نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف اشتیاق سے بھرا ہوا تھا نامہ کو پڑھکر تیغۂ
کیتان کو ٹیک کر اُٹھے سہمناک نے کہا غلام بھی ساتھ چلے تنہا جانا مناسب نہین ہی رستم نے کہا
ای برادر ہمین اسکا خیال نہین وہ حافظ حقیقی ساتھ ہی جو منظور رضا ہی وہ ضرور ہوگا اس نامہ
نے دل بیقرار کر دیا یہ کہکے کنیز کے ساتھ ہوے ہمراہ چلے کنیز راہبری کیے لیے جاتی ہی نیرنج نے
چند کنیزین در باغ پر مقرر کی ہین کہ جب رستم آتے معلوم ہون مجھکو خبر کرنا مین بڑھکر اُن کا
استقبال کرون کنیزون نے رستم کو آتے دیکھا جھپٹ کر نیرنج سے خبر کی کہ آپکی کنیز کے ہمراہ
رستم آتے ہین یہ پائچے سنبھال کر اُٹھی دروازے پر باغ کے آکر کھڑی ہوئی رستم نے دیکھا
کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین مگر چہرہ اُترا ہوا چہرے پر اُداسی رستم جھپٹے قریب آکر ہاتھ تھام لیا
ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای شہریار عشق ہمارا مشہور ہوگیا کیا عجب ہی کہ حکیم صاحب
نے بھی سنا ہو اب ہمین کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین بہ مشکل اپنے کو اس باغ مین لائی
کہ ایک مرتبہ دیکھ تو لون نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے شکر ہی کہ آپ کو دیکھ تو لیا ای شہریار اگر بن پڑے
تو کنیز کو نکال لے چلیے مین اسی خیال پر نکل آئی ہون رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم پروردگار نے دو
رفیق بھی دیے قلعۂ اشفاقیہ بھی قبضے مین آیا شاہور نامے پہلوان میرے مقابلے مین اُترا
ہی اسوقت تمھارا نامہ پہونچا مین فوراً چلا آیا یہی خیال تھا کہ ملکہ کو دیکھ لین نہین معلوم گردش
فلکی کیا دکھائے وہان لشکر مین قبلہ وکعبہ گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ خواجہ عمرو ہماری تلاش مین

نکلا ہون نیرنج نام خواجہ سُنکر ٹھرا گئی کہا ای شہریار اُس شخص کا آپ ذکر نہ کیجیے ساحر اُسکے نام سے گھبراتے ہین اُس نے اُن اُن ساحرون کو مارا کہ جن کا مثل ممکن نہین رستم کو ان باتون پر کھٹکا تو ہوا لیکن معشوق عاشق خصال سے ملاقات ہوئی باتین کرتے چلے آتے ہین وسط باغ مین چبوترے پر فرش تھا وہان لاکر رستم کو بٹھایا باتین کرنے لگی باتین کرتے کرتے کہا گلے سے لوح اُتار کر رکھیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے لوح اُتار کر مسند پر رکھی ملکہ نے غمزہ کر کے کہا کلاہ ہفت گوشہ بھی اسی کے پاس رکھیے جب ساحر پر اسکا عکس پڑتا ہی تو گھبرا جاتا ہی یہ تحفے خدا نے آپ کو خوب دلوائے چند تحفہ جات کی قید اس طلسم مین بھی ہی ایک دن خداوند نے کوٹھا کھولا زرہ مجھکو دکھائی کہ زرہ نیلوفری اُسکا نام ہی بالکل ایسی ہی تھی زرہ اُتار کر رکھیے تو مین دیکھون کہ اُسمین اِسمین کیا فرق ہی رستم نے زرہ بھی اُتار کر رکھی ملکہ اُلٹ پُلٹ کے زرہ کو دیکھنے لگین کہا ای شہریار اس طلسم مین ایک تیغہ بھی ہی یہ تیغہ بھی مجھکو دیجیے کہ مین بخوبی پہچان لون اگر اسکی مرتبہ اُنکو دیکھون تو نکال لاؤن رستم نے تیغہ بھی کھول کر رکھا اب زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر و لوح طلسمی تینون تحفے مسند پر رکھے ہین لیکن نیرنج سوچ رہی ہی کہ مین کیونکر ان چیزون کو لون سامنے ایک نخل تھا پھولون سے لدا ہوا ناز کر کے کہا ای شہریار چند پھول اس درخت کے لائیے تو مین کانون مین پہنون رستم اُٹھے قریب نخل نہ پہونچے تھے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی کہ باش او طلسم کشا منم ملکہ نیرنج جادو تحفہ جات مذکور و لوح طلسمی نیرنج نے اُٹھالی رستم جو پلٹے دیکھا معشوقۂ خوبرو نہین ہی ایک ساحرہ بشکل مہیب و بہ صورت عجیب و غریب لوح و زرہ و کلاہ جھولی مین رکھ رہی ہی رستم نعرہ کر کے جھپٹے نیرنج جادو نے سحر کیا رستم زمین پر گرے ملکہ نے کنیزون کو پکار کر آواز دی ارے جلد آؤ کنیزین گوشہائے باغ سے پیدا ہوئین آکر رستم کو مسلسل و مطوق کیا پھر کنیزون سے کہا ارابہ لاؤ ارابہ آیا تحفہ جات نیرنج کے پاس ہین رستم کو ارابے پر سوار کیا ایک عرضی بقرا طلا ثانی کو لکھی کہ یا خداوند کنیز نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید لیکر خدمت مین آتی ہون اور شوہر میرا برائے گرفتاری اشفاق شاہ و سہمناک زنگی گیا ہی اب اُنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی عرضی کو ایک کنیز کی معرفت روانہ کیا اور ایک نامہ شوہر کو روانہ کیا کہ سہمناک و اشفاق شاہ کو گرفتار کر لاؤ

اور بےخوف رہو کہ مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تحفہ جات میرے قبضے مین ہین لیکن خواجہ ہو لشکر کاؤس زرین پوش مین آئے دریافت ہوا کہ یہ نیرنج کی بھانجی ہی اور نیرنج فکر طلسم کشا مین گئی ہی دور سے دیکھا کہ کاؤس دربارگاہ پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد سیر صحرا کر رہی ہی کنارے آکر ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی لپشت کو دیکھا مین سہی ساٹھ مگر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک اُن مین سے پسند کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے کمر سے نرنکالی نئے طور سے اس غزل عاشقانہ کو شروع کیا نظم

پریون کا پس و پیش جو سامان نظر آیا
تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا

سمجھا مین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا
جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا

بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا

ہی گلشن ایجاد و بہار نفس چند
مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا

دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت دیوار
گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا

افزائش وحشت سے رہا حال یہ برسون
جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا

تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم
ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا

کیا سلسلۂ دہر بھی ہی طرۂ گیسو
جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا

پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے
پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا

ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح
ہمرنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا

انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد
کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا

افسوس نسیم جگر افگار محبت
پھر زلف کے مانند پریشان نظر آیا

کاؤس نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زیر نخل بیٹھی تانین مار رہی ہی ایک کنیز سے کہا ان بڑی بی کو بلا لاؤ کنیز نے جا کر خواجہ سے کہا خواجہ اُٹھکر آتے سامنے آئے کاؤس کو سلام کیا کہا کہ بی بی کی عمر دراز ہو حسن و جمال کی ترقی یہ لونڈی رئیسون کی مشتاق رہتی ہی جب سے شوہر نے انتقال کیا قدردان نہین آتے کاؤس نے پوچھا بڑی بی تمھارے شوہر کا کیا نام تھا بڑی بی نے کہا حضور تمان دراز خان تمام دُنیا مین اُنکا نام

مشہور و معروف ہو ایسی لمبی تان لیتے تھے کہ ہاتھی گھوڑے چھوٹ کر بھاگتے تھے طائر گانے پر کھنچ آتے تھے جب میرے پاس آتے تھے کہتے تھے کہ بی کچھ سیکھ لو ہمارے بعد کام آویگا مجھ کمبخت کو کچھ خیال نہوا اب جب وہ مرگئے تو سکتی ہون کچھ مانگ لاتی ہون یہ ہی بسر اوقات ہو کاؤس نے کہا بڑی بی صاحب بیٹھو ہم تمھین خالہ امان کے پاس لے چلینگے وہ تمھارا گانا سنکر بہت خوش ہونگی اُن کو گانے کا بڑا شوق ہو خود بھی گاتی ہین تان توڑ خان سے سیکھا ہو خواجہ عمرو بیٹھے کہا واری ہرچند کہ لونڈی ضعیف ہوگئی مگر اب بھی جسدن کپڑے بدلتی ہون اور منھ ہاتھ دھوتی ہون اور مسّی کاجل کرکے دروازے پر بیٹھتی ہون دیکھتی ہون دو چار جوان کھڑے ہین منتین کر رہے ہین کوئی سنکھیا کھانے پر اڑا ہو کوئی گلا کاٹنے پر آمادہ کھڑا ہو واری مین کسی کا دل نہین دُکھاتی سب کی خاطر کرتی ہون سب کو ایک نگاہ سے دیکھتی ہون وہ بھی میرے اوپر جان دیتے ہین دس بارہ جوان روز آتے ہین اور لڑکے تو دن بھر جمع رہتے ہین کوئی نانی کہتا ہو کوئی خالہ دن بھر گھر مین جمع رہتے ہین اُن سے کھیلا کرتی ہون واری اُن لڑکون سے بڑا کام نکلتا ہو دن بھر سودا سلف لاتے ہین کاؤس ان باتون کو سنکر بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی تمھاری باتون مین دل لگتا ہو تم آج نہ جاؤ کہا واری سب لڑکے پریشان پھرینگے گھر پر آکر پکارینگے ایک نواسی ہو دس بارہ برس کی وہ جواب دیدیگی کہ نانی جان کہین مانگنے گئی ہین تب وہ لڑکے دن بھر گرد مکان کے پھرینگے اسکا بڑا خیال ہو کاؤس نے کہا آج تو شب کو یہین رہو تم کو مین اپنے ساتھ خالہ امان کے پاس لیچلونگی اب دو چار دن نہ جانا ہوگا بڑی بی نے کہا خوشی حضور کی مین یہین رہونگی یہ کہکے بڑی بی پالتھی مار کے بیٹھین باتین کر رہی ہین جب کھانے کا وقت آیا بڑی بی کو کھانا کھلایا بہ اطمینان بٹھایا بڑی بی نے باتین کرنا شروع کردین حال عشق صاحبقران ملکہ مہرنگار سے شروع کردیا کاؤس بہت خوش ہوئی بڑی بی کی بڑی خاطر کی دن بھر ایسی باتون مین گذرا شام کو جلسہ آراستہ کیا کہا بڑی بی صاحب گاؤ بڑی بی صاحب نے یہ اشعار عاشقانہ مٹک مٹک کر گائے نظم

اے مہ حسن تو را طرۂ شام دگر		دہوئے عشق ترا ساغر و جام دگر	

خلقِ جہان را نظر بر در و بام فلک — حسن ترا جلوہ گہ بر در و بام دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروے تست — نیست بہ دیر و حرم جز تو امام دگر
مخفی اگر نیستی بوالہوس راہ عشق — از سر جاے دگر در پئے جاے دگر

اس طور سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ کاؤس بیقرار ہو گئی کہا بڑی بی حقیقت مین تم کامل و اکمل ہو اور گانے مین تمھارے تاثیر ہی بڑی بی پھر باتین کرنے لگین کہا واری شراب و کباب کی صحبت ہو صحبت بے نمک ہی رقص و سرود کی صحبت مین شراب و کباب ضرور چاہیے کاؤس نے حکم دیا ارے شراب و کباب لاؤ کیون بڑی بی اس بڑھاپے مین بھی شراب و کباب کا شوق ہی کہا واری شراب تو مجھے کہان میسر مگر ٹکے کا ٹھرا منگا لیتی ہون لڑکون کو بھی پلاتی ہون کیا لڑکے اُچھلتے کودتے ہین جب مین پلنگ پر جاتی ہون جھپٹ جھپٹ کے ایک کے بعد دوسرے کا آنا اور میرے پانو کا دبانا نانی امان کہکے لپٹنا واری عجب لطف ہوتا ہی کاؤس ہنس رہی ہی خواجہ عمرو نے گلابیون کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملا کر کہا ایک ایک جام سب پی لین تو پھر مین بہ اطمینان گاؤن سب کے پہلے کاؤس نے جام پیا پھر تو سب کنیزین پینے لگین خواجہ عمرو نے جو چند اشعار گائے رنگ محفل دگرگون ہوا کاؤس گت بھرتی ہوئی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزین حضور حضور کہتی ہوئی دوڑین گر کر بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے کاؤس کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا کاؤس کی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آرام کیا کنیزین بیہوش پڑی رہین جب نسیم سحری چلی کنیزون کی آنکھ کھلی دیکھا بی بی سو رہی ہین قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ بیدار ہوئین کنیزون سے پوچھا بڑھیا کہ جو اکسیر کی پڑیا تھی کہان گئی کنیزون نے عرض کی واری ہم لوگ سو گئے وہ اپنے گھر چلی گئی کیسی بیقرار تھی کہتی تھی میرے لڑکے تباہ ہونگے کہا اچھا منزل کھوٹی ہوتی ہی جلد سواری کی تدبیر کرو جہان خالہ امان ہون وہان ہمکو لیچلو ملکہ کو محافے مین سوار کیا کنیزین ساتھ ہوئین محافے کو لیکر چلین کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہی کاؤس نقلی نے جو کنیز کو دیکھا کنیزون سے کہا اس عورت کو ہمارے پاس لاؤ کنیزین اُسکو جاکر لائین ملکہ نے پوچھا ارے تو کون ہی کہان سے آتی ہی کہان جاتی ہی کنیز نے کہا حضور نے مجھکو نہین پہچانا مین آپکی خالہ امان کی کنیز ہون آپکی خالہ امان نے جاکر طلسم کشا کو

کو پکڑ لیا ہی تحفہ جات چھین لیے اسی راستے سے آئینگی مجھکو نامہ دیکر قلعۂ اشفاقیہ پر روانہ کیا
ہی کاؤس نے کہا تم ذرا دم لیلو پھر جانا مگر خالہ اماں کس راستے سے آتی ہین کنیز نے
عرض کی وادی صحراے زنگ بار سے جائینگی شقائق زنگی وہان کا حاکم ہی اُس کے یہان
دعوت کھاکر خدمت خداوند مین روانہ ہونگی کنیز سے سب نشان صحراے زنگبار پوچھ لیا کنیز کو
روانہ کیا خود کوچ کرکے چلے مگر شقائق زنگی اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی
کہ ملکہ نیرنج جادو نے جاکر بہ شعبدہ طلسم کشا کو گرفتار کیا اُنکو لیے ہوے آتی ہین آپکے صحرا مین
ضرور ٹھہرینگی شقائق زنگی نے حکم دیا فوج تیار رہو اور فوج کو آراستہ کرو صحرا کو درست
کردو کہ ملکہ آکر بہ اطمینان اُترین حقیقت مین ملکہ نے جاکر بڑا کام کیا چوبیس ہزار سوار کا لشکر
تیار کرکے صحرا مین اُتارا افسرون کی بارگاہین استادہ ہوئین چوبیس ہزار خیمہ آراستہ ہوگیا
بیلدارون نے آکر تھالے درختون کے درست کیے درختونکو پانی پہونچایا چمنون کو آراستہ
کیا شقائق زنگی آکر بارگاہ مین بیٹھا انتظار نیرنج کا کر رہا ہی تیسرے دن صبح کو گرد اُڑی کہ
روے آفتاب کو چھپا دیا ہرکارون نے بڑھ کر شقائق کو خبر دی کہ ملکۂ عالم کی آمد شروع
ہوگئی لشکر زیادہ اسوجہ سے ساتھ ہی کہ جس طرف سے گذر ہوا اہالی قریہ بھی ساتھ ہو لیے ہین
مرجان تاجدار و گیہان تاجدار و لمعان تاجدار یہ تین بادشاہ بھی ساتھ ہین شقائق نے
کہا کیا مضائقہ ہی سب کی خاطرین کرونگا ہرکارون نے عرض کی یہ تاجدار اسوجہ سے ساتھ ہوے
کہ جسنے خبر سنی کہ طلسم کشا کو گرفتار کیا سب کو حیرت ہوئی یہ طلسم کشا وہ شخص ہے کہ جسنے
کل طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا ہفت پیکر نے کیا کوئی کوشش اُٹھا رکھی ہوگی مگر ملکہ نیرنج
نے کمال کیا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم بھی ساتھ ملکہ کے چلین گے خداوند کے
سامنے پہونچین ہمارے سامنے طلسم کشا قتل ہو اب ہفت پیکر بھی آکر سجدہ کریگا
شقائق زنگی واسطے استقبال کے اُٹھا وسط صحرا مین آکر ٹھہرا اول تاجداران مذکور
فرداً فرداً آئے شقائق نے سبکو بہ محبت اُتارا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا
بعد اِن تاجدارون کے ملکہ نیرنج جادو طاؤس زرین بال پر سوار پانچ سو
کنیزین گھیرے ہوے بڑے کر و فر سے آکر پہونچین ایک اراب پر طلسم کشا خوشی

سے نیرنج کا چہرہ سرخ تاج سر پر رکھے ہوے شقائق نے بڑھکر قدمون کو بوسہ
دیا کہا ای ملکۂ عالم کیا کار نمایان کیا ایسے صاحب اقبال کو گرفتار کر لیا یقین ہی قدرت
بہت خوش ہون نیرنج نے کہا ای پہلوان دوران کچھ مجھکو مشکل نہین پڑی بہت آسانی سے
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ای شقائق مقام عبرت ہی دنیا کی عجب کیفیت ہی کہ باپ خدائی کرے
اور بیٹی طلسم کشا پر عاشق ہو باپ کی خدائی مٹانے کی کوشش کرے افسوس کا مقام ہی اُسکی صورت
بنکر مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا طلسم کشا اُسکے نام پر جان دیتا ہی دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا مین نے
تحفہ جات لیلیے اب شوہر میرا گیا ہی دو سردار اُسکے با فوج اُترے ہوے ہین ہرچند کہ شاہور
بھی مقابلے مین اُترا ہوا ہی لیکن شطرنج جادو پہونچیگا ایک سحر مین سبکو گرفتار کر لیگا کہان بھاگ
کر جائینگے بجز فرار قرار نہ کر سکین گے شقائق زنگی نے یہ سُنکر بڑی تعریفین کین کہا ملکۂ عالم آپ
حقیقت مین سحر کا طریقہ خوب جانتی ہین اس زمانہ تک یہ معرکہ گذرا کہ جو ساحر گیا اُسنے اپنے سحر کا
غرور کیا طلسم کشا صاحب لوح و تحفہ جات جب نکلا ساحر کو مار لیا مگر آپ نے کیا عمدہ تدبیر کی اب
قدرت شطرنج کو طرۂ پیغمبری دینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے زمین ادب کو لب
عبودیت سے بوسہ دیا کافرون نے کافرہ کو بد دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند۔۔
شکست طبل تا سگان بدرند۔۔ گرز آتش ہزار رنگا رنگ۔۔ بر سر تو موکلان بزنند۔۔ ملکۂ
عالم کی عمر دراز ہو ملکہ کاؤس زرین قبا بھانجی سرکار کی تشریف لاتی ہین آپ کی تلاش
مین جنگلون مین پھرین جب یہان خبر پائی تو تشریف لائی ہین مگر بہت رنجیدہ ہین غلامون نے
سنا کل سے خاصہ نوش نہین کیا آپ کی جدائی کا بڑا رنج ہی فرماتی تھین کہ کبھی خالہ امان سے
ہم جدا نہین ہوے کنیزین کہتی تھین کہ راتونکو اُٹھ اُٹھ بیٹھتی تھین اور خالہ امان کہکر پکارتی تھین
ایک ہفتہ جنگلون مین تباہ رہین جب یہان کی خبر پائی تب آوارگی ہٹی ردیہ راہ ہوکر آئین
نیرنج نے کہا حقیقت مین یہ موئی مٹی کی نشانی ہی مین نے اسکو بڑی محبت سے پرورش کیا
مگر نامہ خداوند کا ایسے اضطراب مین پہونچا کہ فوراً روانہ ہوئی شوہر نے بھی کہا کہ نئی بات
ہی کہ ہماری سرحد مین غیر شخص آوے اور زندہ پلٹ کے جاوے فوراً روانہ ہو گئے یہ کہکے
فوراً طاؤس پر سوار ہوئی برائے استقبال چلی راہ مین آکر دیکھا کہ ملکہ محافے سے سر نکالے

مہجبین

جھانکتی ہوئی آتی ہے جیسے ہی نیرنج نے قریب آکر کہا کیون میری جان کیسا مزاج ہے کاؤس نے اپنے کو محافے مین سے گرادیا پکار کر آواز دی خالہ امان ہم آپ سے نہین بولتے ہمارے آپ کے کھٹ ہوگئی اب ہم جنگل مین رہین گے خداوند ایسی تقدیر کرین کہ ہمکو شیر بھیڑیا کھائے آپ ہماری لاش منگوائین نیرنج نے پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ آنکھین روتے روتے سرخ ہو رہی ہین چہرہ اُترا ہوا ہچکی لگی ہوئی ہے نیرنج نے گود مین لیلیا کہا بیٹا روؤ نہین ہم سے خطا ہوئی ایسا ہی موقع تھا کاؤس نے مچل کر اپنے کو گود سے گرادیا اور خاک لیکر مُنھ پر ملنے لگی ایڑیان رگڑتی تھی اور کہتی تھی بس خالہ امان جائیے ہمسے بات نہ کیجیے آپ کو خیال نہ آیا کہ یہ بدنصیب مرجائیگی کبھی اکیلی رہی ہے راتون کو کیونکر بسر کریگی ہمکو ثابت ہوگیا کہ آپ کی محبت ظاہری ہے نیرنج نے گود مین اُٹھایا خاک چہرے کی پونچھی کہتی تھی بیٹا اب تم جوان ہوئین چار دن مین شادی ہوگی پرائے گھر مین کیونکر بسر ہوگی شوہر کی اطاعت کرنا پڑیگی کاؤس نے کہا شوہر کے مُنھ کو آگ لگے مین اپنی شادی اپنے خالو کے ساتھ کرونگی نیرنج نے کنیزون سے متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس احمق کی باتین سنتی ہو باپ کے ساتھ شادی کریگی کاؤس نے کہا کیا ہرج ہے مینے ایک دن خالو ابا سے پوچھا تھا اُنھون نے کہا تھا کہ ہم بی بی کی شادی نہ کرینگے اسپر مین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی کرونگی تو خالو ابا نے ہنس کر کہا کہ بیٹا اچھا ہمارے ہی ساتھ شادی کرنا آپ ہمکو احمق بناتی ہین نیرنج بہت ہنسی کہا لو صاحبو باپ بیٹی مین اقرار بھی ہوگیا ابھی جب مین چلی ہون تو کئی تاجدارون کے رقعے آئے اُنکے خالو ابا ہنستے ہوے آئے اور کہا کہ لو صاحب کاؤس کی نسبت آئی ہے مینے جواب دیا کہ میری بیٹی حسین ہے دولھا بھی ایسا ہی ہو جس تاجدار نے نامہ لکھا ہے اُس کا بیٹا کچھ سڑ بلّا سا ہے مین اپنی بچی کو دیدون اُسکی سلطنت کو آگ لگے خالو نے اُنکے کہا مین ایک جلسہ کرونگا اُسمین سب شاہزادے جمع ہونگے جسکو صاحبزادی پسند کرینگی اُسی کے ساتھ شادی ہوگی نیرنج گود مین لیے ہوے سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی دربار مین لائی تخت پر گود مین لیکر بیٹھی مگر کاؤس کا رونا موقوف نہین ہوتا کہا بیٹا اب نہ روؤ بس ضد ہو چکی اب جہان کہمن جائینگے تمکو ساتھ لیجائینگے کاؤس نے کہا خالہ امان ایسا کام کیا تھا

کون سی ضرورت تھی کہ جو آپ ہمکو چھوڑکر چلی آئین نیرنج نے کہا بیٹا قدرت نے نامہ لکھا تھا کہ طلسم کشا تمھاری سرحد مین آگیا مین اس وجہ سے چل نکلی تم باغ مین تھین مین سمجھی کہ اپنی کنیزون مین بہل جاؤگی کاؤس نے کہا آپ نے وہین سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہوتا وہ شخص خود دوڑا چلا آتا آپ نے کئی مرتبہ ایسے سحر مجھکو دکھائے ہین جس دن مین بچۂ آہو کے لیے بگڑی تھی تو آپ نے سحر کیا کہ کئی مادۂ آہو بچے انکو اپنے ساتھ لیکر چلی آئین آپ کو جانے کی کیا ضرورت تھی مجھ سے مفصل کہیے ورنہ رو رو کر اپنی جان دونگی نیرنج نے کہا بی بی وہ جوان ایسا نہ تھا کہ جس پر سحر تاثیر کرتا لوح طلسمی گلے مین زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ زیب سر تیغۂ ہفت جوہر حمائل کمر یہ تحفہ جات خود سامری وجمشید نے اپنے ہاتھ سے بنائے ہین ان پر سحر تاثیر نہین کرتا کاؤس نے کہا مین تو دیکھون وہ چیزین کہان ہین ابھی سحر کر کے جلاد دون سب چیزین اُٹھالین لوح کو چمکانے لگی کلاہ کو اپنے سر پر رکھ لیا نیرنج نے کہا بی بی اسکو نہ چمکاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین کلاہ کا عکس پڑنے سے دل گھبراتا ہی زرہ کے پاس ہونے سے طبیعت مین اضطراب ہوتا ہی نامردی دل مین سماتی ہی جی چاہتا ہی سامنے سے بھاگ جائین کاؤس نے کہا خالہ امان میرا جی چاہتا ہی کہ لوح طلسم کشا کو پہنا دون زرہ بھی اُسکے بدن مین جاگے ٹوپی سر پر ہو لوح گلے مین ڈالدون نیرنج نے کہا بیٹا ایسی باتین نہ کرو سب کی جان پر بن جائیگی کاؤس نے کہا یہی تماشہ دیکھنے کو دل چاہتا ہی آپ اتنے لوگ جمع ہین یہ اکیلا کیا کریگا نیرنج نے کہا بیٹا یہ اکیلا لاکھون پر بھاری ہی یہ وہ شخص ہی جسنے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا اے شقائق زنگی گا ئنو نکو بلاؤ بھانڈ بھی سامنے آئین میری بچی کے سامنے نقلین کرین ایک کنیز فوراً اُٹھ کھڑی ہو گئی نہایت طرار و فرار تھی گنگنا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

کر چکا قید سے جسوقت کہ آزاد مجھے ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے
عمر بھر یون تو کبھی لی بھی نہ کروٹ پس مرگ حیف رہ رہ کے کیا کرتے ہین اب یاد مجھے
حکم دربان کو ہی زنہار نہ آنے پائے غیر کے سامنے آتے ہین مگر یاد مجھے
خواب مین کیا نہ کبھی زیست مین آئے لیکن قبر پر آکے وہ اب کرتے ہین برباد مجھے
باغبان گلشن عالم کا مین وہ بلبل ہون طائر سدرہ کہا کرتا ہی اُستاد مجھے

همصفیرونکو مرا حال کھلیگا پس مرگ — دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے
صحن گلشن مین مرے پھول کرینگے گلچین — روئیگا سونا قفس دیکھکے صیاد مجھے
راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس کس سے — دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے
غیر کو لائے شب وصل وہ اپنے ہمراہ — شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے
حسرت دید مین دی جان درِ جانان پر — کیا تعجب ہی جو کافر کہین شدّاد مجھے
غیب سے ہوتے ہین القا مرے دلمین مضمون — دیکھو فیضان سخن کا ہی خداداد مجھے
سبز باغ آتا ہی دنیا کا نظر جب رعنا — یاد آتی ہی بہت حسرت شدّاد سے مجھے

اُس نازنین نے بڑے لطف سے یہ غزل گائی کاؤس زرہ وغیرہ سے کھیلنے لگی ہر مرتبہ یہی کہتی ہی خالہ امان لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈالدون کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھون تو خوب تلوار چلے نیرنج کہتی ہی بیٹا ایسا نہ کرنا کہا خالہ امان اسکو ابھی گرفتار کرلین گے نیرنج نے کہا بیٹا یہ لاکھون سے بھی گرفتار نہو گا کہا خالہ امان جی چاہتا ہی کہ اِسکی لڑائی کا تماشہ دیکھون نیرنج جب چھیننے کا ارادہ کرتی ہی تو کاؤس رونے لگتی ہی نیرنج کہتی ہی ایسا نکرنا میری جان پر بن جائیگی تمھارے دشمن بھی قتل ہون توعجب نہین اس قید و بند مین رستم کے تیور تو دیکھو زنجیرین ہلا رہا ہی اگر سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان نہو نین تو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالتا یہ جوان صف شکن تیغزن ہی کاؤس نے کہا گانا سُنیے اب باتین نہ بنائیے رنگ گانے کا بگڑتا ہی گانے والی جان توڑ توڑ کے گا رہی ہی نیرنج طرف گانے کے متوجہ ہوئی موتیون کا مالا اُتار کر گائن کو دیا تعریفین کر رہی ہی کہ اے گلشن کیا باغ لگاتی ہو کیا مزے سے گاتی ہو دل بیچین کر دیا خانۂ دل کو عشق و الفت سے بھر دیا کہ کاؤس نے جست کی برابر رستم کے پہونچی لوح گلے مین ڈال دی کلاہ سر پر رکھی تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندہ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پائے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + رستم کے جو ہاتھ

مین تیغہ ہفت جوہر آیا نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ چو رستم لقب :. دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ کرکے لڑنے لگے نیرنج نے دیکھا کہتی تھی ارے کیا غضب ہوا میری بچی کہان گئی یہ ساربان زادہ کیونکر آیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی کبھی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا کبھی گلیم اُتاری کسی جادوگر کو مارا کبھی حاضر کبھی غائب کبھی حقۂ آتشبازی داغا کہ بارگاہ مین اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین مُردونکے کپڑے اُتار لیے رستم نے لاش پر لاش گرادی مگر فوج تین لاکھ ہو تینون تاجدارون نے آواز دی یارو بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو رستم لڑتے ہوئے باہر نکلے خواجہ عمرو حقّے داغ رہے ہین ساحر وغیر ساحرون نے رستم کو گھیرا ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار دردمند مگر نیرنج گھبرائی ہوئی ہو سحر جو کیا آگ برسی رستم پر تو شعلہ آتا نہین اسی کی فوج والے جلنے لگے ہزارون جل کر خاک ہوئے ساحرون نے فریاد کی ای ملکۂ عالم ہم لوگ جلے جاتے ہین دیکھیے کئی ہزار ساحر وغیرہ جل گئے طلسم کشا پر تاثیر نہین ہوئی نیرنج نے گھبرا کر کہا او شریر ساربان زادے یہ تو بتا کہ تونے کاؤس کو کیا کیا کنیزون پر غصہ کرتی ہو کہ حرامزادیو صاف صاف بتاؤ میری بچی کو کیا کیا میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہو کہ اس ساربان زادے نے نہین معلوم میری بچی کے ساتھ کیا کیا کنیزین کہتی ہین حضور ہمکو نہین معلوم صرف راہ مین ایک بڑھیا آئی تھی اُسی نے یہ آفت برپا کی اور کوئی لشکر مین نہین آیا ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ بی بی ہماری نہین ہین نیرنج کہتی ہو تم سب کو مار ڈالونگی ایک کو زندہ نچھوڑونگی تمھارے قتل سے مُنھ نہ موڑونگی مگر کنیزین یہی کہتی ہین حضور ہم نہین جانتے کہ رستم لڑتے بھڑتے قریب نیرنج کے پہونچے اسنے جب دیکھا کہ کئی سو سردار مارے گئے اور کسی کی کچھ نہین چلتی خیال مین گذرا کہ ای نیرنج نکل چلو ورنہ قتل ہو جاؤ گی نیرنج زمین پر گری غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے ہمہ دیگر بلند ہوئی رستم نے کمان کاندھے سے اُتاری اور کئی تیر مارے مگر نیرنج نے جلا دیے رستم کو بڑا رنج ہی قضاے کار جہان آرا خواجہ کو چھوڑ کر چلی تھی آسمان سے دیکھا کہ رستم یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ساحر وغیر ساحرون نے گھیر لیا ہو کئی لاکھ جوانون کا رستم پر

بلوہ ہی جہان آرا بیقرار ہوگئی اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنج اُڑی ہوئی جاتی ہو کہیں تیر
رستم نے مارے اس خطا شعار کے قریب بھی نہ پہونچے وہین سے نعرہ کیا منم جہان آرا
او نیرنج کہان جاتی ہو اور یہ کہہ کے سحر کیا ایک پتھر کئی من کا نیرنج پر گرایا پتھر جو نیرنج
پر گرا اُلٹ گئی طرف زمین کے چلی اور جہان آرا نے سحر کیا کہ اب نہ رُکے رستم نے
جو دیکھا کہ نیرنج قریب پہونچ گئی تیر مارا کہ سینۂ نیرنج پر پڑا توڑ کر پار گذرا لاشہ نیرنج کا
زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من نیرنج جادو بود نیرنج کا مرنا کہ لشکر مین گھبراہٹ ہوئی پھر
جہان آرا نے سحر کیا کہ کئی سر کے سر اُڑ گئے لشکر والے گھبرائے مرجان تاجدار جادو
لڑتا بھڑتا رستم کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پکڑ کے تلوار چھینی کمر مین ہاتھ ڈالکے
مرجان کو اُٹھا لیا مرجان نے آواز دی اے شہریار الامان رستم نے کہا امان با یمان مرجان
بصدق دل مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف مرجان کے آئی لقمان تاجدار نے جو دور سے
دیکھا کہ رستم اکیلے لڑ رہے ہین لڑتا بھڑتا قریب رستم کے آیا اسکو اپنی ضرب پر ناز ہی ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا لقمان بھی بصدق مسلمان
ہوا اسکی فوج بھی طرف رستم کے آئی دونون تاجدار مسلمان ہوے شقایق زنگی کہ اسکو اپنی ضرب
پر بڑا ناز ہی اُن تاجدارون کو بُرا بھلا کہتا ہوا قریب رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغہ پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا شقایق زنگی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر تیغۂ
ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغہ جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا تو تلوار خود پہ چمکی تھی
یا زیر تنگ آنکر زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے شقایق زنگی کے مارے
جانے سے ایک غریو ہوا کافرون کے رنگ کٹ گئے یہ بھی سب نے دیکھا کہ دونون تاجدار بصدق
مسلمان ہوے افسران فوج شقایق زنگی رو والون سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت رستم ہو
رستم نے سب کو امان دی رستم اُسی مقام پر اُترے ملکہ جہان آرا بھی حاضر ہوئین بارگاہ
شقایق زنگی مین سب داخل ہوے خواجہ نے کہا کہ ای رستم صاحبقران کا تمہارے
فراق مین عجب حال ہو رستم نے کہا میری فوج کے دو سردار قلعہ پر اُترے ہین تیا ہو ر
بلند رکاب اُنکے مقابلہ مین ہی اُن تاجدارون نے کہا غلام نشانہ ہی کرینگے اِن سبکو لیکر رستم

طرف قلعہ کے چلے یہان جب شاہور کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین مین شاہور نے طبل جنگی
بجوایا سہم ناک زنگی نے کہا اے بادشاہ مین لڑونگا غلامان رستم منھ نہ پھیرینگے یہان
بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی ناگاہ بادشاہ اقلیم چہارم نے شہنشاہ
ماہ تابان پر شبخون مارا فوج شعاع وضیا غالب آئی لشکر ثوابت وسیارگان نے شکست کھائی
شہنشاہ ماہ تابان شکست کھا کر قلعۂ مغرب مین آیا فوج ثوابت وسیارگان کو ساتھ لایا شہنشاہ
اقلیم چہارم یعنے نیر اعظم میدان چرخ زبرجدی مین آیا علم ضیا بلند ہوا فوج شعاع نے عالم کو
گھیر لیا عملداری شہنشاہ نیر اعظم کی قائم ہوئی شاہور بجوش وخروش میدان مین آیا سہم ناک
زنگی نے شقائق شاہ کو سوار کیا مگر سارا لشکر بے سردار ہے رستم کے ہونے سے کیسا سناٹا ہے
صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ لشکر بے سردار ہے مگر سہمناک زنگی مسلح ومکمل اوچی بنا ہوا کرگدن
مست پر سوار ہے میدان مین آکر سامنے اتنی بڑی فوج کے صف آرا ہوا مگر سہم ناک منتظر ہے
کہ شاہور نکلے تو مین جا پڑون تامل نہ کرون ساتھ والون سے کہ رہا ہے یارو کچھ معلوم نہین کہ
آقاے نامدار پر کیا گذری ہمسے غافل نہ ہوتے خدا اُنکو خیر وعافیت سے رکھے رفیق پروری
تو انکا کام ہے وہ اس امر کو گوارا کرتے کہ ہم اسطرح میدان مین آئین ایک اُن کے
نہونے سے لشکر پر رونق نہین شاہور کا لشکر بھی آکر جمع ہوا میمنہ میسرہ بھی آراستہ ہوا
نقیبون نے آواز دی کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید فرد روز جنگ
ست جنگ باید کرد ؛ کوشش نام و ننگ باید کرد ؛ رستم وسام ونریمان کہان ہین
سب خاک مین جا کر مخفی ہوے اب اُنکا کوئی نام نہین لیتا قبرونکا نشان بھی نہین ملتا دنیا مین
جسکو نام اپنا روشن کرنا ہو میدان مین نکلے یہ کہ کے نقیب ہٹے شاہور نے قصد کیا کہ
گینڈا انکالون سردارون سے کہ رہا ہے جب مین سہم ناک کو قتل کرون تو بلوہ کر دینا
مین گھیر کر سبکو مارونگا قلعہ پر قبضہ کر کے ناظم مقرر کرونگا پھر چل کر طلسم کشا کو تلاش
کرونگا طلسم کشا کو قید کر لیجاؤنگا میرے دو بھائی اُنکے ہاتھ سے ضائع ہوے مین کیا اُنکا
پیچھا چھوڑونگا وہ جہان جائینگے وہان جاؤنگا اگر اُن کا پتہ نہ ملے گا تو تا بہ لشکر امیر
جاؤنگا وہان جا کے اُنکو ڈھونڈونگا کیا مین اُن سے کم ہون آفت برپا کر دونگا نام تو رستم مگر

کہین جاکر چھپ رہے نہین معلوم ایسے شخص نے طلسم ہفت پیکر کیونکر فتح کیا سردار کہ رہے ہین حضور میدان مین تو چلین ہم بلوہ کر دینگے اور فوج دشمن کو گھیر لین گے ایک کو زندہ نہ چھوڑین گے افسران فوج ہمارے پہونچتے ہی اطاعت کر لین گے یہ سُنکر چاہا کہ گینڈا اُٹھاوے اور میدان مین جاوے کہ صحرا سے گرد اُڑی شطرنج جادو مع فوج ساحران پیدا ہوا کئی لاکھ ساحر ساتھ اُسکو اس وجہ سے دیر لگی کہ زوجہ کا انتظار کرتا رہا کہ رستم کو لیکر آئیگی اُس کو ساتھ لیکر چلونگا زوجہ کا حال کیا معلوم کہ رستم اُسکو مار کر آتے ہین شطرنج نے دور سے شاہور کو دیکھا کہ میدان مین نکلا ہی وہین سے پکار کر آواز دی کہ ای شاہور میدان مین نہ جانا زوجہ نے میری طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوگا لیکر آتی ہوگی مین ان سبکو ایک سحر مین گرفتار کر لونگا تمکو زیادہ تکلیف پڑے گی یہ کہکے مرکب اُڑاتا ہوا میدان مین آیا فوج ساحران ایک جانب جمی پکار کر شطرنج نے آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن یہ خیال رہے کہ ایک سحر مین سبکو جلا دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تم لوگ قدرت سے پھر گئے ایک غیر شخص جو سرحد مین آیا اُسکی اطاعت کر لی جسنے پرورش کیا اُسکا خیال بالکل فراموش کیا قدرت کو بڑا ملال ہی یہ بھی خیال کرو کہ رستم گرفتار ہوگئے ہونگے تم لوگ بے سردار ہوگئے یہ آواز اُس نامرد کی سنتے ہی سہمناک نے گینڈا پھیرا سامنے تخت شقائق شاہ کے آیا کہا ای بادشاہ اجازت میدان شقائق شاہ نے گھبرا کر کہا ای سہمناک بیشک تم دلیر و جانباز ہو لیکن شطرنج جادو بلائے روزگار ہی اس سے کیونکر مقابلہ کروگے سرحد خیال سکندری مین اسکا نام مشہور ہی یہ زن و شوہر بلائے روزگار ہین سہمناک نے کہا حضور اجازت دین مین اپنی جان دونگا یہ گوارا نکرونگا کہ حریف پکارے اور کوئی مقابلے کو نہ جائے ہم اپنے آقا کے ساتھ رہے سب اُنکے قاعدے دریافت ہوگئے اُنکا دستور ہی کہ جب حریف پکارے اُسکے مقابلے سے روگردانی نہ کرے مین اُس شہریار کا تابعدار نمک خوار ہون پروردگار ضرور مدد کریگا مین اپنے آقا کے قانون مین فرق نہ ڈالونگا شقائق نے اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای برادر بسم اللہ جاؤ سہمناک زنگی نے تنگ مرکب کو موافق مرضی درست کیا کہ عرصہ حریف پر تنگ کرے گینڈے پر سوار ہو کر چلا لیکن شقائق بعد جانے سہمناک کے خدا سے دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہی ای کریم کارساز ای خالق بے نیاز

سہمناک کو اس ظالم اظلم کے ہاتھ سے بچانے نظم

گل بہ بستان زمانہ ہست خندان شاخ شاخ
عندلیب زار در گلزار نالان شاخ شاخ

سبز و سیراب است زاب رحمت حق برگ برگ
روشن است از جلوۂ خورشید رخشان شاخ شاخ

دیدۂ باطن کشادہ در گلستان سیر کن
تا کہ گردد جلوۂ قدرت نمایان شاخ شاخ

گاہ قمری بر در و دیوار کو کو میکند
گاہ گردد بلبل نالان غزلخوان شاخ شاخ

اندرین بستان بہر موسم بود تازہ بہار
غنچہ باشد جلوہ گر ہر وقت و ہر آن شاخ شاخ

باغ وحدت ہست در نشو و نما ہر ماہ و سال
جلوۂ کثرت ازو گردد نمایان شاخ شاخ

ہمسر چرخ برین اندر بلندی ہر درخت
سایہ افگن ہست تا گردون گردان شاخ شاخ

ہند یا بر لالہ زار باغ دنیا کن نظر
تا نظر آید منور نور ریزدان شاخ شاخ

بیقرار ہوکر بادشاہ دعائین مانگ رہا ہی اہل لشکر آمین کہ رہے ہین عجب لشکر مین تلاطم ہی ہوش ہر ایک کا گم ہی مگر سہمناک زنگی سامنے شطرنج کے پہونچا شطرنج سمجھانے لگا کہتا ہی ای سہمناک قدرت نے تمکو کیا مرتبہ دیا بادشاہت بیشہ کی دی بیشہ کیسا ویران تھا اُسکو قدرت نے سبز و شاداب کیا کہ ہمارے بندونکو آرام ملے طلسم کشا مین کیا بھلائی دیکھی برائے تسخیر طلسم کشا گئے تھے مسلمان ہوگئے کچھ قدرت کا خوف نہ کیا مین وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اس خطا کی سزا نہوگی وہی بیشہ ملیگا وہی سلطنت کو اپنی عملداری کرو اگر ان باتون پر راضی نہین ہو تو حربہ کرو کہ حوصلہ تمکو باقی نہ رہے جب مین سحر کرونگا تو ہوش مین نہ رہو گے مشکین باندھ کر لیجاؤنگا سلطنت بھی نہ ملےگی تباہ و برباد مارے مارے پھروگے قدرت کو کیا جواب دوگے میرا کہنا مانو میرے ساتھ چلے آؤ سہمناک نے جواب دیا او مکار جو تجھسے ہو سکے قصور نکر مین غلام رستم ہون لڑ بھڑ کر مر ونگا تیری اطاعت نہ کرونگا کیون ہمکو سمجھاتا ہی ہم سمجھکر مسلمان ہوے ہین حملہ بھی پہلے نہ کرینگے جب تیرے حربے سے پروردگار بچا ئیگا تو ہم بھی حربہ کر لین گے شطرنج نے کہا میرے حربے کے بعد حوصلہ رہجائیگا ایک سحر مین دیوانے ہوجاؤ گے لو مین سحر کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے ہاتھ ہلایا کچھ ماش کے دانے پھینکے گینڈا سہمناک کا بدلگامی کرنے لگا ہر چند سہمناک روکتا ہی گینڈا نہین رُکتا ہی ہر چند باگ کو گانٹھتا ہی بٹری جماتا ہی بٹری نہین جمتی گینڈا دوڑا دوڑا پھرتا ہی

شطرنج کھڑا ہنس رہا ہی شطرنج نے جب دیکھا کہ گینڈا سہمناک کا بدلگامی کرنے لگا رو کے سے نہین رُکتا ایک گولہ نکالکر طرف صحرا کے مارا صحرا مین گولہ جاکر پھٹا ایک دھواں اٹھا ہوا چند طائر دھوین سے پیدا ہوے اُڑتے ہوے آئے شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے طرف لشکر کے رخ ہی یہ اشعار محبت آثار بصد سوز و گداز وہ طائر پڑھنے لگے

نظم

وہ کہان ساتھ سُلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

اُس پری وش سے لگاتے ہین مجھے
لوگ دیوانہ بناتے ہین مجھے

یارب اُنکا بھی جنازہ اُٹھے
یار اُس کو سے اُٹھاتے ہین مجھے

ابروے تیغ سے ایما ہی کہ آ
قتل کرنے کو بلاتے ہین مجھے

بے وفائی کا عدو کی ہی گلہ
لطف مین بھی وہ ستاتے ہین مجھے

حیرت حسن سے یہ شکل بنی
کہ وہ آئینہ دکھاتے ہین مجھے

پھونک دے آتش دل داغ مرے
اُسکی جو یاد دلاتے ہین مجھے

گر کہے غمزہ کسے قتل کرون
تو اشارہ سے بتاتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے

مومن و دیر خدا خیر کرے
طور بے ڈھب نظر آتے ہین مجھے

لشکر کو سُناکر طائرون نے یہ اشعار پڑھے اِن اشعار کی آواز جو کان مین پہونچی لشکر والے بھی بدحواس ہوے بادشاہ تخت سے اُترا پکارکر آواز دی یارو ہتھیار رکھوال ڈالو ہم اپنے خداوند سے جنگ نہ کرینگے یہ ہمسے نہوگا اُسنے ہمکو پیدا کیا ہم اُس سے لڑین بڑی شرم کی بات ہی ہمکو خوف آتا ہی اگر قدرت تقدیر کردین تو زمین ہمکو نہ چھوڑے گی غار پیدا ہونگے مُنھ کھولکر ہمکو نگل جائین گے ہم مہلت نہ پائینگے ہزار طرحکا خوف ہی وہ خداوند ہین رفقا کہتے ہین طلسم کشا کی آپنے کیا سمجھکے اطاعت کی تھی شطرنج جادو سچ کہتا ہی کہ ایک غیر شخص ہماری سرحد مین آیا اُسکا مذہب اختیار کرلیا اُسکا ساتھ دیا سارے لشکر مین ہنگامہ ہی کوئی روتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا یہ قول ہی کہ یارو جانین جائینگی اس ساحر کے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے کدھر بھاگین لشکر مین یہ ہنگامہ ہی سہمناک میدان مین ہی

شطرنج سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ ان سب کو تباہ کر دون ایسا سحر کر دون کہ یہ سب میرے ساتھ
چلین جب سہمناک کا گینڈا ٹھہرتا ہی شطرنج اشارہ کرتا ہی پھر گینڈا دوڑنے لگتا ہی چاہتا ہی کہ سوار
کو گرا دون فوج بادشاہ کا عجب حال ہی تلوارین کھینچین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بار بار غل مچاتے
ہین کہ قدرت سے کیونکر آنکھ چار کرینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ علمہاے سرخ کے
پھریرے اُڑتے ہوے علمدار آگے بڑھے ہوے علمونکو جلوہ دیتے ہوے ایک جانب آ کے
سامنے لشکر کے ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا کہ رستم پشت مرکب پر سوار طاؤس زرین بال پر ملکہ
جہان آرا ساحرونکا لشکر پشت پہ ایک طرف خواجہ جست وخیز کرتے ہوے تین تاجدار تختون پر
سوار اس کروفر سے رستم نمایان ہوے رستم نے جو دیکھا کہ میدان مین ایک ساحر سحر کر رہا ہی
اور سہمناک زنگی جان سے بیزار اپنے گینڈے کو سنبھال رہا ہی کل فوج نے ہتھیار اپنے
کھول ڈالے ہین بادشاہ تخت سے اُتر اکھڑا ہی سب سے صلاحین ہو رہی ہین کہ ہاتھ باندھ کر
سامنے شطرنج کے چلین شاید خطا معاف کرے رستم نے چاہا کہ گھوڑا بڑھاؤن جہان آرا
نے بڑھ کر رکاب تھام لی کہا اے شہریار اس کنیز کا تماشہ دیکھیے جو آپ کی فوج والے کر رہے ہین
وہی رنگ اس کی فوج کا ہو ابھی جانبازی کنیز کی سرکار پہ نہین کھلی جب کوئی پہلوان نکلے گا
تب آپ جائیے گا یہ کہکے طاؤس بڑھایا سامنے شطرنج کے آئی للکاری کہ او بدکردار او بیحیا
تجھے کچھ خبر بھی ہی کہ زوجہ پہ تیری کیا گذری وہ مکارہ واصل جہنم ہوئی اب میرے مقابلے مین آ
کیا غیر ساحرون پر سحر کر رہا ہی وہ بیچارے کیا جواب دین جو تو نے سحر کیا اُن پہ تاثیر ہو گئی مجھ پہ
سحر کر کہ جواب ملے شطرنج جادو نے گولہ مارا وہ گولہ سر پر ملکہ جہان آرا کے آ کر پھٹا
تلوارین گرنے لگین جہان آرا نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا سیاہ کاغذ نکالا اُس کی سپرین کاٹین
اور سر پہ اُڑائین وہ سپرین سر پہ لہرانے لگین جو تلوار گری سپر ڈھن نے روکی کیا مجال کہ سر پہ
جہان آرا کے تلوار آنے پائے سب تلوارین ٹوٹ گئین جہان آرا نے موتیون کا مالا
گلے سے اُتارا خبردار خبردار کہکے شطرنج پر مارا موتی ٹوٹ کر گرے جو موتی جس مقام پہ
پڑا آبلہ پڑ گیا جہان آرا نے آواز دی اری گلشن آرا کہان گئی شطرنج باغ کا تماشہ
دیکھے کہ ہواے سرد چلی غبار اُڑا شطرنج نے دیکھا تمام درخت صحرا سرسبز و شاداب ہین

بلبلین بیتاب عندلیبان خوش نوا ہیلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کسی شاخ گل پر کوئی عندلیب خوش نوا یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھ رہی ہی

نظم

ہزار طرح سے ثابت ہی وہ دہان ہوتا — کلام کرتے ہم اُس سے جو رفردان ہوتا
بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہوتا — مجاز پر بھی حقیقت کا ہی گمان ہوتا
یہی رہا ذقن یار دیکھکر افسوس — اُچک کے گرتے ہم اُسمین اگر کوان ہوتا
یقین ہو مرد مسلمان بھی سجدہ کر لیتے — تُرش کے بت جو تراسنگ آستان ہوتا
مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہو — خدا کا بندۂ مومن ہو میہمان ہوتا
اُداس قالب خاکی مین روح رہتی ہی — مکان سے تنگ ہو مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہو دشوار خوشنوایون کو — قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا
ترے شہید کا دھوکا ضرور دیتا وہ — جو کربلاے معلے مین ارغوان ہوتا
ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر — یہ رنگ زرد تماشاے زعفران ہوتا
گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون — زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا
یہ جوے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی — محیط خون جو تری تیغ سے روان ہوتا
لباس سرخ سے کرتا ہی یار خونریزی — حسینون مین بھی ہی کوئی مریخ خوان ہوتا
خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے — نہ مُہر ہوتی ہی اُسپر نہ ہی نشان ہوتا
نیاز مند نہوتا تو پوچھتا ہون مین — یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا
گلوری پان کی کھا کر کے وہ جو ہنس پڑتے — شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری یہ رخ جدھر کرتی — نشست تیر کے قابل ہی وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہی غنچونکے کھلنے سے آتی — روانہ نکہت گل کا ہی کاروان ہوتا
بلند پایہ کریگی وہ زلف شانہ کو — کمند سے بھی تو ہو کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے مُنہ کو نہ پھیرتے پیارے — خلاف ہمسے جو ہوتا تو آسمان ہوتا
یقین ہی آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بھی جاتے — بیان حال جو آتش کا اے زبان ہوتا

ملکہ نے پکار کر آواز دی اے شطرنج کیا ٹیڑھی چال چلتا ہی ذرا لشکر کا تو حال دیکھ شطرنج

نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر مین تلوار چلنے لگی سب فوج والے آمادہ ہین کہ شاہو رکو مارلین رستم نے جو دور سے دیکھا کہ شاہو ر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی اور افسر چاہتے ہین کہ شاہور کو قتل کرین پکار کر آواز دی ای ملکہ جہان آرا یہ پسند نہین مناسب یہ ہی کہ ساحر پر سحر کرو غیر ساحر کو نہ ستاؤ ملکہ نے فوراً ہاتھ روکا پکار کر کہا اے گلشن غیر ساحرون سے مطلب نہین ساحرونسے کام ہی اسمین تمھارا نام ہی ایک جگہ پر مجمع خاص و عام ہی ہمکو سحر مین کیا کلام ہی یہ جو ملکہ نے پکار کر کہا ہمراہیان شطرنج جو کھڑے تھے گولے ترنج نارنج لیکر آپسمین مصروف جنگ ہوے ایک نے ایک کو گولہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا جب کئی ہزار ساحر مر کر گر چکے تو ملکہ نے پکار کر آواز دی ارے آپسمین نہ لڑو شطرنج سے چال کرو جنگ تو اسکا ٹوٹ چکا زوجہ کو اسکی رستم نے مارا تم لوگون کو اسکی فکر نہین افسر کی خدمت کرو تمام لشکروالے شطرنج پر بلوہ کر کے چلے شطرنج نے جھولی سے گولہ نکالا جب گولہ مارا سو سو کے سینہ کو برما گئے نکلگیا افسرون نے جو دیکھا کہ شطرنج ہمارا دشمن ہوا دس بارہ افسرون نے گھوڑے چمکائے آکر شطرنج کو گھیرا کوئی گولہ مارتا ہی کوئی تلوار چمکاتا ہی شطرنج ہرچند چاہتا ہی کہ ان سے جان بچاؤن مگر وہ لوگ پیچھا نہین چھوڑتے للکارتے ہوے چلے آتے ہین او نامرد ہمسے تو مقابلہ کر تونے بیگناہو کو مارا اُن بیگناہونکا خون تیری گردن پر ہی ہم اپنے بھائیون کا بدلہ لین گے غرضکہ شطرنج بھاگا چاہا کہ پرپرواز پیدا کر کے نکل جاؤن دمبدم پکارتا ہی یا خیال سکندری ان مصیبتون سے مجھکو بچائیے اور مجھکو اُٹھالے جائیے ورنہ جہان آرا آفت برپا کرگئی ہاے کیا انقلاب ہوا کہ دوست دشمن ہو گئے راہبر راہزن ہوے یہ کہکر اپنے کو ایک نخل کے نیچے گرادیا رستم کی نگاہ پڑی شطرنج نے غلطک مار کر پرپرواز پیدا کیے چاہا کہ اُڑ کر نکل جاؤن جیسے ہی اپنے مقام سے اُڑا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینہ پُرکینہ شطرنج کا تاکا ہرچند جہان آرا نے کہا اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیے مین اسکو جانے نہ دونگی بلند ہوتے ہی روک لونگی رستم نے جواب نہ دیا تیر شطرنج پر مارا شطرنج کے سینہ پر تیر پڑا تیر نے خطا نہ کی ہرچند شطرنج نے چاہا کہ سہم کر گوشہ گیر ہون مگر قضاؤ قدر نے تیر سینہ پر پہونچایا شطرنج نے تیر کاٹا چاہا کہ نکل جاؤن اہل لشکر

کو منہ نہ دکھاؤن جہان آرا نے ہاتھ ہلا دیا ایک سل پتھر کی گئی سو من کی سر پر شطرنج کے
گری کہ سر پاش پاش ہوا لاشہ اُسکا زمین پر گرا افسران فوج شطرنج نے غل مچایا کہ بڑا حرامزادہ
مارا گیا ای رستم ہم اطاعت کرتے ہین یہ کہکے سب ساحر آ گئے لشکر طلسم کشا مین آ ملے
شاہور نے جو قتل شطرنج دیکھا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای
رستم تمھاری جنگ کا مشتاق ہون ساحر کا حال تو مین نے دیکھا بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسی
ساحرہ دستیاب ہوئی کہ جسنے شطرنج ایسے جادوگر کو مٹایا اگر ساحرہ کو لڑوانا منظور رہی
تو مین پلٹ جاؤن اگر بہ جرأت مقابلہ منظور ہو تو میرے مقابلہ مین آئیے کہ مین تمھارے
سر کا خواہان ہون دو بھائی میرے تمھارے ہاتھ سے کشتہ ہوئے اُنکے خون کا بدلہ
لونگا رستم نے گھوڑا بڑھایا سامنے شاہور کے آئے تگاور زن ہوئے چھ قدم گینڈا
شاہور کا ہٹا رستم کا مرکب تین قدم شاہور نے کہا کہ ای رستم حربہ کرو کہ تمھارے دلمین
حوصلہ نرہے رستم نے کہا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا
تب ہم بھی حربہ کرین گے شاہور نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس
مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جان دیے لڑ رہا ہی ہر
مرتبہ چاہتا ہی کہ نیزہ رستم کا نکالون یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی اس کن سے جنگ کر رہے ہین کہ
شاہور حیران ہی کہ دیکھیے اس جوان کے پنجہ سے کیونکر نجات ملتی ہی جان بچتی ہی یا نہین
رستم دلاور نے ایک مقام پر نعرہ کیا اور نعرہ کرتے ہی گھوڑے کو بڑھایا تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا شاہور کا رنگ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا فوراً قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا تیغ برق مثال کو نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم دلاور پر ہاتھ مارا رستم
نے صاف تا سیب سپر تلوار کو رد کیا اور پھر خود بھی خبردار خبردار کہکے آگے بڑھے ہاتھ تلوار
کا مارا شاہور جان دیکر لپٹ پڑا رستم نے اس زور سے ہتہ مارا کہ گینڈا شاہور کا پیٹ کے
بل زمین پر بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون
لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جانبازی کر رہا ہی رستم اُسکے زور روک رہے ہین ایک
مقام پر موقع پا کر ریل کر لے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لیجا کر ہتہ مارا کہ شاہور بلند رکاب

کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے مگر زنجیر مین شاہور کی ہاتھ ڈالا اور زور کیا پہلے ہی زور مین گھٹنون تک بلند کیا دوسرے زور مین سینہ تک لائے تیسرے زور مین سر سے بلند کیا شاہور بلند رکاب نے چاہا پلٹون پاؤن اڑا کر دھڑ اُڑاؤن رستم شیر دل نے داہنا قدم آگے بڑھایا اور بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا شاہور نے چاہا کہ مونڈھے کے بھل سنبھلون لیکن رستم نے ایک ٹھوکر اس زور سے ماری کہ شاہور چارون شانے چت ہوا رستم کود کے اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی تو کیا کہتا ہی شاہور نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے فوراً کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا شاہور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر اپنی فوج والون کو پکار کر آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ رستم کی آکے اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر سے باہر نکل جائے سب نے بآواز بلند پکار کے یہ عرض کی کہ جسکی اطاعت حضور نے قبول کی ہم بھی اُسکے غلام ہین رستم۔ شاہور کے کل لشکر کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے روانہ ہوے سب لوگ قلعے مین داخل ہوے تینون تاجدار رستم کے ساتھ ہین سہمناک زنگی و شاہور بلند رکاب و دیگر سرداران و ملکہ جہان آرا و شقایق شاہ یہ سب بخوشی و خرمی تمام مبارکباد فتح و فیروزی دیتے ہوے اندر بارگاہ سلطانی کے داخل ہوے رستم نے شقایق شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا چار لاکھ ساحر و غیر ساحر کا لشکر گرد بارگاہ سلطانی جمع ہی بارگاہ مین محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی سب لوگون نے خواجہ عمرو کو گھیرا سب سے زیادہ ملکہ جہان آرا مصر ہین کہ یہ گانے ہی پر خواجہ عمرو کے عاشق ہین رستم نے بھی خواجہ عمرو سے کہا کہ ای عمرو نامدار چند اشعار عاشقانہ آپ اسوقت گائیے تاکہ رنگ صحبت دوبالا ہو ملکہ جہان آرا کو آپ ہی کا گانا پسند ہی ملکہ کی خاطر کرنا آپ کو مناسب ہی خواجہ عمرو نے سبکے کہنے سے یہ اشعار آبدار بالحان داؤدی گانا شروع کیے نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولونکی بدھی تو دردشانہ ہوا

شہید ناز ادا کا ترے بہانہ ہوا
اُڑایا منہدی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شب اُس کی افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی
ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تونگرون کو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد
جُھکایا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہی
اُدھر تو آنکھ پھری دم اِدھر روانہ ہوا

دکھاوے زاہد مغرور کو بھی آنکھ صنم
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا

بھرا ہی شیشۂ دل گومئ محبت سے
خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گرد راہ کہان خاک آستانہ ہوا

خدا کیواسطے گر یار چین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اُسکو پاس رسوائی
جو آئی رات تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نپوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے نہ چشم زخم بھی رکھ
کسیکا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا تپش دل نے آخر اُس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے پتہ اگر کوئی کھڑکا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

خواجہ عمرو بیٹھے گا رہے ہین بیل پڑ رہی ہی عمرو چک چمک کے گا رہے ہین بتاتے بھی جاتے ہین غزل عاشقانہ خواجہ عمرو کا بتانا رستم کا بھی دماغ تر ہی جب خیال ملکہ نمکین شیرین کلام کا آتا ہی تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کئی مرتبہ جہان آرا نے پوچھا کہ شہریار کچھ مکدر معلوم ہوتے ہین رستم نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم کیا تم سے بیان کرین نمکین شیرین کلام نے عجب صدمہ دیا ہی جب یاد آتی ہین دل گھبراتا ہی کیونکر اُن سے ملین ایسے اُنکے نام پر مبہوت تھے کہ نیرنج نے تحفہ جات بھی لے لیے اور لوح طلسمی بھی لے لی اُسنے گرفتار کرلیا

مگر خدا خواجہ صاحب کو سلامت رکھے کہ عین وقت پر بہ شکل کاوس زرین قبا پہونچے
بفضل خدا رہا ہوے اب دیکھین کیونکر ملاقات ہو یقین تو یہ ہو کہ اُنکو بھی ہماری یاد ہوا اب
کیونکر وہان پہونچین خوف یہ ہو کہ عشق اُنکا مشہور ہو گیا جب تو نیر نگ جادو نے اُنکی شکل
بنکر لوح لی خوف یہ ہو کہ ایسا نہو وہ حکیم مکار اُن کے ساتھ بہ بدی پیش آئے ہمکو کیونکر خبر
ملے جہان آرا نے عرض کی حضور بکدر نہون مین اُنکا پتہ لگاؤنگی حضور نہ گھبرائین یہ
کہکے ملکہ اُٹھین رستم نے پوچھا ملکہ کہان چلین جہان آرا نے عرض کی مین ذرا دست دولت
پر جاتی ہون انشاء اللہ اُن کی بھی خبر لگاتی ہون کسی بیر کو روانہ کرون کہ وہ تدبیر کرکے
جاوے اور حال ملکہ عالم سناوے رستم نے خوش ہو کر کہا اے ملکہ جہان آرا بڑا تمھارا
احسان ہوگا اگر اُنکا پتہ لگاؤ یا ہمکو اُن تک پہونچاؤ ہمکو بڑا خیال ہو کہ خدا نہ خواستہ کہین
قید نہ کر لیا ہو یہ حکیم ہفت پیکر سے بدرجہا زیادہ ہو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے سب خبرین
اُس کو معلوم ہو جاتی ہین جہان آرا نے کہا سب حال ظاہر ہوگا جہان آرا ٹہلتی
ہوئی دربارگاہ پر آئی چند کنیزین گرد کھڑی ہین کہ آسمان سے چمک کر ایک پنجہ گرا ملکہ کی
کمر مین پڑا اُٹھا کر لے گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ کوئی ملکہ کو لے گیا رستم نے کہا یہ کیا
ہنگامہ ہو کون رو رہا ہو کہ کنیزان جہان آرا سامنے آئین عرض کی اے شہریار
ابھی ملکہ حضور سے باتین کرکے باہر گئی تھین ایک پنجہ آسمان سے گرا اُن کو اُٹھا کر
لے گیا ہمنے دیکھا کہ اُنھون نے بلند ہو کر کئی تکے مارے مگر رہا نہ ہوئین پنجہ لیکر بلند ہو گیا
رستم نے کہا وہ حکیم ورپئے آزار ہو خدا اُس کے شر سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو مگر
خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بدحواس ہو گئے فرمایا کہ جہان آرا کی ذات سے اُسکو صدمے
پہونچے ہین دیکھیے کیا کرے اے فرزند مین کیا کرون افلاس میرا حد سے بڑھا ہوا ہو کہ
اس مہینے مین مہاجنونکو سود بھی نہین پہونچا وہ لوگ فساد برپا کرینگے مجھکو کاہے کو جانے
دینگے راہ مین روکین گے کہین گے سود تو دو رستم نے کہا عجب مشکل کی بات ہو کہ اپنی
معشوق کی تلاش کو جایئے اور روپیہ ہم سے طلب کیجیے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر تم
یہان افسر ہو جو گذرتی ہو وہ کس سے کہین آقائے نامدار دور ہین یقین ہو وہ اِس

مقدمے مین ضرور دیتے مگر اُن سے تو ہم جست ہو آئے تمہاری تلاش مین نکلے شکر کرتے ہین کہ تم سے ملاقات ہوئی ہم نہ پہونچتے ونیرنج جادو نہین معلوم کیا آفت برپا کرتی بس اب دیر نہ کیجیے جو کچھ منظور ہو وہ دلوائیے کہ ہم جاکر تلاش کرین ایسا نہو کہ اُنکے واسطے باعث خرابی ہو اگر اُنکا موے جسم بھی کم ہو گیا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے پانچ توڑے منگواکر خواجہ کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے اور بانداے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین ملکہ جہان آرا کی چلے مگر رستم سے تاکید کرکے کہا کہ آپ اسی مقام پر رہیے گا رستم نے اقرار کیا کہ ہم آپ کا ایک ہفتہ انتظار کرینگے خواجہ عمرو جست وخیز کرتے ہوے چلے جنگلون مین پھر رہے ہین جس مقام پر ساحر ملگئے خواجہ بصورت مبدل ٹھہرے اُن سے حال پوچھا کسی کو لوٹ لیا کسی جلسے خواجہ نے درہم وبرہم کیے چار روز اسی تلاش مین خواجہ عمرو کو گذرے پانچوین دن تھک کر ایک نخل کے سائے مین بیٹھے مگر سوچ رہے ہین کہ کیا تدبیر کرون ایک جادوگر کو دیکھا کہ دوڑا ہوا آتا ہی پسینے پسینے گھبرایا ہوا خواجہ تو چھپ گئے وہ ساحر اُسی نخل کے نیچے آکے ٹھہرا مگر چوکنّا ہو رہا ہی چہار جانب دیکھ رہا ہی خواجہ نے بصورت مبدل اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ بھائی کہان جاؤگے کہان سے آتے ہو اور نام تمہارا کیا ہی ساحر نے کہا خوش گام جادو میرا نام ہی ملکہ افتخار جادو پہلوے صحرا مین ایک باغ ہی کہ اُس مین تشریف رکھتی ہین مین گائن کو بلانے جاتا ہون یہی جلدی ہی خواجہ عمرو نے کہا اچھا جاؤ مگر اور نئی بات دیکھو سامنے پہاڑ پھٹ گیا پتھر سے ہاتھی پیدا ہوا شاید ہاتھی اُس مین چھپا ہوا تھا جیسے ہی خوش گام پلٹا خواجہ عمرو نے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے اور جلدی سے حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک کنارے ڈالدیا آپ اُس کی صورت بنکر گائن کا مکان پوچھتے ہوے چلے قصبے مین آکر گائن کے مکان پر پہونچے آواز دی اندر سے آواز آئی کون ہی یہ بولے مین ہون خوش گام فرستادہ ملکہ افتخار جادو اندر سے آواز آئی ای خوش گام آؤ تم سے کیا پردہ ہی خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا کہ ساز بجانے والے بیٹھے ہین گائن نہایت حسین ٹہل رہی ہی خواجہ نے کہا بیوی مین تمہارا نام بھول گیا کہا میان خوش گام تم ہمارا نام بھولو تو تعجب کا مقام ہی ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک مقام پر رہے

بندی جان میرا نام ہی کہا بی بندی جان صاحب آج ملکہ بہت بدمزاج ہین ذرا کنارے چلو تو مین سمجھادون یہ کہکے گائن کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اُسکو تو اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا اُسی کی شکل بنکر نکلے صندوقچہ گہنے کا منگوایا وہ گہنا پہنا لباس عمدہ پہن کر حکم دیا گاڑی تیار کرو گاڑی تیار ہوکر آئی اُسپر سوار ہوکے خواجہ چلے سازندے جو ساتھ ہین اُنھون نے پوچھا بھی کہ کیون بی بی خوش گام جو آیا تھا وہ کہان گیا خواجہ نے جھلاکر جواب دیا وہ نگوڑا آوارہ مزاج پیغام دیکر بھاگ گیا اُسکی کیا احتیاج ہی ملکہ سے عدم حضوری کا عذر کر لین گے یقین ہی معاف کرین یا جو مناسب وقت ہو وہ کرین حقیقت مین دو تین دن نہ جانا خلاف گذرا ہوگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو در باغ پر پہونچے چند کنیزین در باغ پر کھڑی تھین اُنھون نے کہا اللہ ری بے وفائی دن سے کہان تھی تجھکو اپنے آشناؤن سے مہلت کہان ملتی ہوگی مردانے جلسونمین جاتی ہوگی مردون سے آنکھین لڑائی ہوگی اسنے ہنسکر کہا بوا بیٹھو مین کہین نہین جاتی مردانی صحبت سے مجھکو نفرت ہی بیبیان بلاتی ہین تو زنانے مین جاتی ہون بیبیون مین بیٹھکر گاتی ہون کنیزون سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ پر بہار ہی قفس طائرون کے درختون پر لٹکے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین درختہائے گل پھولون سے لدے ہوے ہین کہین زیر شجر پھولونکا انبار ہی بلبلون کے دلون پر ہجوم خار ہی سب چمن درختہائے گل سے بھرے ہوے خواجہ سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر بچھا ہوا ہی ایک جادوگرنی کالی رنگت کی بیٹھی ہی گائن کو دیکھکر بولی کیون بی اب بغیر بلائے تم نہین آتین خواجہ نے کہا دیکھیے اب بھی پنڈا پھیکا ہی سر مین خلل رہتا ہی افتخار جادو نے کہا بیٹھو خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے **نظم**

صاف آئینہ سے رخسار ہی اُس دلبر کا — یہ خدا کا ہی بنایا ہوا وہ اسکندر کا
چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل — غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا
دل پہ چوٹ اُس رخ رنگین کے نظارے سے لگی — پھول سے صدمہ پہونچتا ہی مجھے پتھر کا
جوش وحشت ہی سبب قطع تعلق مقراض — سنگ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہی قدر
عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہی
چرخ کے پار گذر جاتی ہی آہِ عاشق
نالۂ عاشقِ دل سوختہ ہی آفت جان
دشمن ابرو سے زیادہ ہی وہ برگشتہ مژہ
عہد طفلی ہی سے ہی مشق تواضع لازم
خال رُخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
آخر کار کیا ہی اُسے مستی نے خراب
جانے دے آتش اگر اہل جہان تجھسے پھرے

عدم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکّر کا
سقف کو توڑتا ہی دود مرے مجمر کا
بھڑکے خوب آگ جہان ڈھیر ہی خاکستر کا
زخم شمشیر سے ہی زخم غضب خنجر کا
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہی چوب تر کا
موج سرچشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا +
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مئے کوثر کا
مردہ پیچھا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

افتخار جادو نے بڑی تعریفین کین کہا اب تو تیرا کمال دمبدم بڑھتا جاتا ہی کہا واری روز کثرت کرتی ہون اُستاد آکے بتاتے ہین جب تو رئیس پوچھتے ہین جا بجا سے پیغام آیا کرتے ہین آج کئی دن ہوے کہ بڑے شاہزادے صاحب نے بلوایا رات بھر گاتا رہا آخر صبح کو پانچ روپیہ دیے مین نہ لیتی تھی مگر بگڑنے لگے خواجہ یہ باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت پر ایک ساحرہ نمودار ہوئی اور تخت اُڑاتی ہوئی سامنے آئی افتخار جادو نے پکار کر آواز دی بوا آؤ ای ہیکلان ہم تو تمھارے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت سے اُتری افتخار کو سلام کیا افتخار نے کہا کہو بوا جہان آرا پر کیا گذری تمنے بڑا کمال کیا کہ دربار طلسم کشا سے اُسکو لائین ایسی ساحرہ زبردست کا لانا تمھارا ہی کام تھا طلسم کشا دربار مین موجود اگر تیغہ کھینچکر نکل آتے تو کیا ہوتا وہ ساحرہ بولی جب جہان آرا بیرون بارگاہ آئی مین اس زور سے تڑپ کے گری اور اُسکو اُٹھایا کہ تموج ہوا سے بیہوش ہوگئی اگر ہوشیار ہوتی پنجۂ سحر سے میرے نکلجاتی میرا سحر اُسپر غالب نہ آتا بس اب مین رخصت ہوتی ہون مین نے جو اُس سے سوال پرستش خداوند کیا تو اُسنے جواب دیا کہ مین حکیم کو سجدہ نہ کرونگی طریقۂ دین اسلام مین بڑی مضبوط ہی کہتی ہی مجکو قتل کرو مین تمھارا مذہب نہ اختیار کرونگی مین نے ایک جلسہ قرار دیا ہی کہ جہان آرا کے عزیزون کو جمع کرون یہی مین تمسے کہنے کو آئی تھی کہ اس جلسہ مین تم بھی شرکت کرو

قدرت سے مین نے جاکر کہا کہ جہان آرا ہمارا مذہب نہین قبول کرتی قدرت نے حکم دیا کہ ای ہیکلان جسطرح بنے اُسکو رضامند کرو کہ جب ہمارے پاس آئے تو آتے ہی غذر نہ کرے اور سجدہ کرے اتنی بڑی ساحرہ عقیل و فہمیدہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق انتظام حوالی طلسم کی وہ منتظم ہی اگر وہ قتل ہوگئی تو سرحد مین انتشار ہوگا جتنے خراج گزار ہین سب کا کوئی سر پرست نہ رہیگا اسوجہ سے تاکید اکید ہی کہ ہمارا مطیع کرکے لاؤ بس اب مین رخصت ہوتی ہون مجھے بہت جگہ جانا ہی اول تو اُسکی مان کو خبر کرون ملکہ صہباے شیرین کلام کیسی خداوند کی معتقد ہی مان جہان آرا کی وہ بیٹی کو سمجھائیگی بہن اُسکی میگو نہ وہ بھی آئیگی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مان نے اُسکی اقرار کیا ہی کہ مین بیٹی کو سمجھاؤنگی یہ مجھسے نہوگا کہ وہ ہمراہ مسلمانان رہے اور مین مہینون صورت اُسکی نہ دیکھون یہ کہکے ہیکلان اُٹھی افتخار سے تاکید کی کہ بوا جلسہ مین ضرور آنا خواجہ یہ ذکر سنکر تڑپنے لگے یہی خیال ہی کہ ساتھ اس ساحرہ کے جاؤن اپنے کو قریب جہان آرا پہونچاؤن یہ کہکے خواجہ تو بیقرار ہوکر رہ گئے مگر ہیکلان تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوئی خواجہ نے بیقرار ہوکر افتخار سے کہا کہ ملکہ اس جلسہ مین ضرور چلیے دیکھین جہان آرا کا کیا حال ہی یہ بھی خبر مین نے سنی ہی جو عورت یا مرد شریک مسلمانان ہوا مسلمان وہ امر کردیتے ہین کہ وہ شخص پھر طرف باطل پرستی کے متوجہ نہین ہوتا تو پھر اس جلسہ کو دیکھینگے کہ جہان آرا کی مان بہن بھی ہونگی مان بہن کے سمجھانے پر کیا کہتی ہین افتخار نے کہا ارے کیون گھبراتی ہی ضرور اس صحبت مین چلینگے مگر بڑا افسوس یہ ہی کہ وہ خواجہ عمرو کے گانے پر عاشق ہی دیکھیے کیا فعل لائے جب ہیکلان لیکر گئی ہین تو میرے باغ مین لائی تھین مین نے اُسکی صورت دیکھی کہ وہ مبہوت ہو رہی ہی عشق مین عمرو کے اپنے ہوش سے باہر ہی رات بھر خواجہ ناچ گانے مین رہے جب ستارۂ سحری چمکا رقاص نیر اعظم رقص کرتا ہوا بالاے چرخ زبرجدی آیا محفل ضیا و شعاع کا ہنگامہ ہوا افتخار نے پکار کر آواز دی کنیزون سے کہا ارے تیاری کرو ہم ہیکلان کے جلسہ مین جائینگے خواجہ ساتھ ساتھ افتخار کے پھر رہے ہین یہی کہتے ہین کہ حضور مین ضرور چلونگی آپ کو معلوم ہی کہ بچپن سے اس کام کو کرتی ہون کیسے کیسے جلسون مین شریک ہوئی کہ شاہزادے وزیرزادے اُن جلسون مین تھے کیسے کیسے جوان خوش رو خوش خو نے کیسی کیسی نگاہین ڈالین مگر کسی پر مائل نہین ہوئی یہی دیکھنا منظور ہی کہ عاشق کا کیا حال ہوتا ہی کیا مسلمان

سکھا دیتے ہین کیا سمجھا دیتے ہین اور حضور یہ جو ہیکلان نے کہا کہ سحر مین مبتلا ہی یہ سراسر غلط ہی
کہ مسلمان سحر کو اچھا نہین جانتے بلکہ چاہتے ہین کہ ساحر ہمارے ساتھ بھی نہ رہے وہ لوگ خدا ے
نادیدہ کے معتقد ہین ہر وقت اُسی پر نگاہ رکھتے ہین افتخار نے کنیزون کو تیار کیا تخت آراستہ
ہوا سب کے پہلے خواجہ تخت پر سوار ہوے افتخار نے تخت اُڑایا باغ ہیکلان مین آئی تمام
ساحر جمع ہین ہیکلان مسند پر بیٹھی ہی ساحر آتے جاتے ہین جماؤ ہو رہا ہی کہ اتنے مین ملکہ صہبا
بھی آکر پہونچی بیٹی کو جو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے لگی فرمایا اے نور نظر یہ کیا تقدیر نے تمکو
دکھایا تمنے کیا خطا کی کہ تمکو ہیکلان نے گرفتار کیا مین خداوند کی پہلو نشین ہون کیا عنایت کیے
ہین تمھارے واسطے یہ مرتبہ ہوا کہ خداوند کے سامنے حقارت ہوگئی بہتر یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ
کرو تصویر میرے پاس موجود ہی سامنے قدرت کے لیچلون عذر کرنا کہ خطا میری معاف فرمایئے
یقین ہی کہ قدرت معاف کرین اور تم اُسی مرتبہ پر ہو جاؤ یہ باتین سُنکر جہان آرا رونے لگی
کہا اے مادر مہربان مجکو تمسے چھوٹنے کا بڑا قلق ہی مگر فلک نے یہ سامان دکھایا کہ جس سے یقین
کامل ہی کہ خداے نادیدہ برحق ہی یہ حکیم باطل گو جو چاہتا ہی کہدیتا ہی جسکا ظہور نہین ہوتا اُسکا
قول تھا کہ رستم کو اس سرحد مین اسواسطے بلایا ہی کہ رستم قید ہو جائین تحفہ جات لیے جائین
ہفت پیکر کو منتظم قرار دین اُسکی سرحدین جو ویران ہوگئی ہین اُنکو آباد کرین اُسکے خلاف ہوا
رستم صاحب فوج ولشکر ہوے لشکر اُنکا بجمعیت کثیر قلعہ پر فروکش ہی ارادہ اُنکا یہ ہی کہ اپنے لشکر
کو جائین ایسے خداوند باطل گو کی پرستش کرنا سراسر خلاف عقل ہی ہمنے تو خداے برحق کو قبول
کیا اب اُس سے نہ پھرینگے آپکو اپنے فعل کا اختیار ہی اسطرح جہان آرا نے مان کو سمجھایا کہ زنگ
کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ بیٹا مین تمھارے ساتھ ہون تمھارا اعتقاد
بدل قبول کیا مین وقت پر آؤنگی جہان آرا نے اشارہ سے کہا ایک امر کا یقین کامل ہی کہ خواجہ
اس جلسہ مین ضرور آئینگے اور سب کو قید شدید سے چھڑائینگے وہ بزرگ دین خوش آئین ہین ضرور
پہونچینگے مجکو کچھ قتل کا خوف نہین صہبا خاموش ہو رہی اور اعتقاد زیادہ ہوا یقین ہوا کہ میری بیٹی رہائی
پائیگی گرفتار نہین رہ سکتی جب خواجہ عمرو ایسا عیار اُنکی رہائی کی جستجو مین ہوگا تو کون قید کر سکتا
ہی افتخار نے کہا اے ہیکلان ہماری گائن کا گانا تو سنو دیکھو تو کیسا گاتی ہی مان اور بہن

جہان آرا کی موجود ہین وہ کچھ سمجھ گیئین خاموش ہو کے بیٹھین اب محفل عیش و راگ و رنگ سجی ہیکلان نے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ خواجہ عمرو بیچ مین آکے بیٹھے اُس جلسۂ عظیم مین یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

کھنچ رہے دل مین کچھ آزردہ اگر تو ہوکر
چین پیشانی اشارہ کرے ابرو ہوکر

مجھسے جھگڑا جو ہی رہجائیگا یکسو ہوکر
بول اُٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہوکر

کیسے فتنے ہو کہ اُٹھتے نہین گھر سے اپنے
کیا ستم ہی کہین چلتے نہین جادو ہوکر

اللہ اللہ شبِ وصل ادھر آنے مین
پاؤن پھیلاتی ہی گیا یار کا گیسو ہوکر

اُس سرِ انگشت حنائی کا تصور ای آنکھ
دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہوکر

نہ ڈرو تم گلِ عارض ہوے بوسو نسے جو سرخ
جسنے دیکھا ہی اسی رنگ کو تو بو ہوکر

ٹیڑھی سیدھی ہین عجب حسن بتان کی چالین
مانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہوکر

ہم ضعیفون کے شبِ وصل مین کچھ کام آتا
تو ہی ای دستِ ہوس قوتِ بازو ہوکر

دل مین آتا تھا کوئی دیکھے تڑپنا دل کا
گہ بغل بنکے جگہ دی کبھی پہلو ہوکر

ناوکِ یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے
ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہوکر

جو کڑی بھر کے ہو گم ناقۂ لیلی نہ کہین
وحشتِ قیس کی تاثیر سے آہو ہوکر

چشمکین دل کی جو خواہان تھین وہ لینگی اب جان
موہنی آنکھ دکھانے لگی جادو ہوکر

وہ بلا دوست ہون آتی ہی بلا جو سر پر
جلوہ گر ہوتی ہی معشوق پریرو ہوکر

آبلہ دل کا بھی اک روز آکہی پھوٹے
ہجر مین آرزوِ خون شدہ کی بو ہوکر

دامنِ یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق
پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہوکر

کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان
نکلے کچھ دردِ جگر بنکے کچھ آنسو ہوکر

یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا
لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہوکر

پیار کی باتین تھین یار روٹھ گیا کوئی جلال
کچھ تو خفگی ہی کہ ہم آپ ہوے تو ہوکر

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تمام اہلِ محفل تعریفین کرنے لگے افتخار نے کہا ای ہیکلان تمنے گانا میری گائن کا سُنا تم لوگ خوش ہوے خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم یہ صحبت بالکل

بے نمک ہی شراب منگائیے تو مین ساقی گری کرون کوئی باقی نرہے ہیکلان نے کنجی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ میخانہ مین آئے سب شراب کو خراب کیا یعنے بیہوشی ملائی چونکہ جلسہ بڑا جمع ہی کئی سو گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے لا کر رکھین ہیکلان بیٹھی تھی کہ ایک طائر نے درخت سے سر نکالا چہکارے مارتا ہوا شاخ پر آن کر بیٹھا پکار کر آواز دی اے ہیکلان خبردار شراب نہ پینا عمرو عیار آگیا جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا ہیکلان نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ ہماری محفل مین آگیا یہ کہکے ہاتھ سے اشارہ کیا پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیئے ہیکلان نے کنیزون کو آواز دی اسکو گرفتار کر لو کنیزون نے آکر خواجہ کو گرفتار کیا جہان آرا نے جو دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوے بے اختیار رونے لگی اور حیران تھی کہ فلک نے یہ کیا سامان دکھایا خواجہ قید ہو گئے اب ہمکو کون رہا کریگا معلوم ہوتا ہی کہ قضا میری قریب آئی اب میرا بچنا دشوار ہی لیکن ملکہ صہبائے شیرین کلام نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے گھبرانے لگی جی مین کہتی ہی کہ فلک نے یہ کیا ستم دکھایا جو معین و مددگار اپنے تھے وہ یون گرفتار ہو گئے اب زندگی کی کون صورت ہی ہاے کیا کرون بیٹی کو قتل ہوتے دیکھون میرے دل سے کیونکر گوارا ہوگا ہیکلان نے کہا کیون افتخار یہ ساربان زادہ مکار تمھارے یہان کیونکر پہونچا افتخار نے کہا مین نے گائن کو بلایا تھا نہین معلوم یہ گائن کیونکر بن گیا وہ دو چونچلے کیے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جلسہ مین مجکو بھی لیچلیے گمنام زعفران پوش دوسری نیکنام شیرین ادا اسطرح کی چند شہزادیان بیٹھی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی بولا ہیکلان تم نے بڑا کام کیا خوب انتظام کر رکھا تھا ہیکلان نے جواب دیا کہ لو اب جو غفلت کرے وہ بڑا نادان ہی قدرت نے سب کے پاس فرمان لکھکر بھیجدیئے کہ عمرو عیار سے ہوشیار رہنا اب صہبائے شیرین کلام نے بیٹی سے آنکھ ملائی کہا کیون نور نظر اب کیا ہوگا جہان آرا نے اشارہ کیا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکال لیے مین کیا ان جادوگرنیون سے پایکمی کار کھتی ہون اِسوقت مہر مادری صرف فرمایئے آپکے سوا کوئی یہان معین و مددگار نہین ہی آپ اور مین ملکہ مقابلہ کرینگی ان چار پانچ شہزادیون کی کیا حقیقت ہی ہیکلان پنجہ پکڑ کر اُٹھی کہا یہی قدرت کی تاکید تھی کہ جو عمرو کو گرفتار کرے فوراً قتل کر ڈالے ورنہ کسی ساحر کے ہاتھ سے اُسکی قضا نہین ہی مگر منہ نہ حکم سابق کو

مٹاؤ اور اُسکو قتل کردین حکم خداوندی بجالاتی ہون اس ظالم کو قتل کرون خواجہ عمرو کی بیقراری پروردگار سے دعا مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز رحم اپنا شریک گریہ ساحرہ میرے قتل پر آمادہ ہی مجکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ خطاکار مجبور وناچار ہی تیرے نزدیک نہایت آسان ہی کسی معین کو بھیجدے کہ اسوقت دستگیری کرے ای ستار عیوب دافع البلیات اب وقت مدد ہی نظم

بندہ ات وحش وطیر وانسان اند — خادم زار حور وغلمان اند
حاکمان زمانہ محکومت — اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت — سربسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار — محو حیرت ہمیشہ مانند
گاہ بیجان بہ صورت تصویر — مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند — گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم وخرسند — گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چست اند وچابک وچالاک — گاہ کمزور وزار وبیجان اند
در ہمہ حال حاضر وموجود — از ہمہ خلق مرترا دانند
عاشق زار وطالب دیدار — مرغ وماہی وجن وانسان اند

خواجہ بلک کر دعائین مانگ رہے ہین ہیکلان نے قریب آکر کہا کیون او ساربان زادے تونے اس حوالی کو بھی سرحد طلسم ہفت پیکر سمجھا تھا کہ بے خوف چلا آیا یہان کے بھی ساحرون کو قتل کیا چاہتا تھا سب ساحر یہان کے ہوشیار رہین عمرو بھی جان سے بیزار بیٹھا تھا کہا ای ہیکلان میرے گرفتار ہونے پر ناز نہ کر یہ شہزادیان بھی قتل ہونگی میرا قاعدہ ہی جہان قید ہوا گرفتار کرنےوالے کو لیا تمھاری قضا بہت قریب ہی تلوار نہ چمکاؤ کنارے جا کر بیٹھو صہبائے شیرین کلام سمجھانے کے حیلہ سے قریب جہان آرا کے آئی چپکے سے کہا بی بی زبان سے سوزن نکالتی ہون اُٹھتے ہی پہلے عمرو کو بچانا جو لو اے شوکت رستم ہی تمھارے دم سے سحر وساحری کا چراغ روشن ہی اُسکی ذات سے عیاری کا زور ہی جسکے یہان ہم گرفتار ہو جائینگے یقین

ہوگیا کہ یہ ضرور پہونچینگے اس جلسہ کا کب یقین تھا کہ خواجہ پہونچینگے لیکن کس زور و شور سے آئے مگر ہیکلان نے انتظام کر رکھا تھا گرفتار ہو گئے صہبا نے باتین کرتے کرتے پکار کر آواز دی ای ہیکلان ہنم کنیز خواجہ عمرو یہ کہکے جہان آرا کی زبان سے سوزن نکالی جہان آرا تڑپ کر اُٹھی ہیکلان نے چاہا خواجہ عمرو پر نیمچے مارون اور نیمچہ مار دیا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا لیکن جہان آرا نے اُٹھتے ہی سحر کیا کہ نیمچہ ہاتھ سے ہیکلان کے نکل گیا دوبارہ ماش کے دانے مارے کہ سب ساحر گھبرا گئے صہبا نے قریب آکر خواجہ کو رہا کیا سحر ہیکلان کا اُتارا خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقۂ آتش بازی مارا ادھر سحر سے جہان آرا کے اندھیرا ہو رہا تھا حقۂ آتشبازی جو دغا وہ اندھیرا ہوا کہ ساحر گھبرا گئے کہ ایک کو ایک نہین سوجھتا مگر ہیکلان نے للکار کر آواز دی او صہبا تو نے بڑی بدمعاشی کی آخر بیٹی کا پاس آیا خدا وند کا پاس نہ کیا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای روشن کن محفل اپنی روشنی دکھا یہ جو اُسنے کہا چند زنگی پیدا ہوئے مشعلین ہاتھ مین لیے ہوئے لیکن صہبا نے اسطرح کا سحر کیا کہ وہ زنگی مشعلین لے کر بھاگے جب زنگی چلنے لگے اور چاہا کہ مکان سے نکلجائین ملکہ جہان آرا نے زلف عنبرین کو جنبش دی خنجر برسنے لگے جس زنگی پر خنجر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے سب زنگیون کے سر کٹ کر گرے جب زنگی مارے گئے تو ہیکلان نیمچہ کھینچے ہوئے طرف جہان آرا کے چلی جہان آرا نے پکار کر آواز دی بو اقمام تاسف ہی کہ ہمسے مقابلہ کرو گی ذرا آنکھ تو ہمسے ملاؤ ہیکلان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آرا سے جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا حُسن عابد کُش زاہد فریب ابروے خمدار ہل رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ نیمچۂ اصفہانی بنام انتقام سے اُبلے پڑتے ہین آنکھین سحر آلود مشابہ بہ چشم غزال لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوئے قد موزون سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی دیکھتے کے ساتھ ہی ہیکلان کے ہوش اُڑ گئے پکار اُٹھی ای ملکۂ عالم میرے دل کو سبنھالیے نظم

نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی | کتنی ہی طاقت آزمائی کی
دل مکدر ہی یار کا ہم سے | کوئی صورت نہین صفائی کی
کیون برا کہتے ہو بھلا ناصح | مین نے حضرت سے کیا برائی کی

دام عاشق ہی دل دہی نہ ستم
آئے وہ دست غیر مین دیے ہاتھ
گر نہ بگڑ و تو کیا بگڑ تا ہی
گھر تو اُس ماہوش کا دور نہ تھا
مر گئے پر ہی بے خبر صیّاد
کوچہ غیر مین ملا دہ ہمین
دل ہوا خون خیال ناخن یار
مومن آؤ تمھین بھی دکھلاؤن

دل کو چھینا تو دلربائی کی
آس تو نے شکستہ پائی کی
مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
لیکہ طالع نے نارسائی کی
اب توقع نہین رہائی کی +
ہرزہ گردی نے رہنمائی کی
تو نے اچھی گرہ کشائی کی
سیر تجا نے مین خدائی کی

ہیکلان یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی دست بستہ عرض کی مین کنیز ہون جو حکم دیجیے وہ مین بجالاؤن جہان آرا نے کہا جو شہزادیان تمھارے گھر مین ٹھہری ہین اِنکو کیون بلایا ہے اِنکو گھر سے نکالو ایسا نہو اِن لوگون کی ذات سے کوئی فساد برپا ہو ورنہ پچھتاؤ گی ہیکلان نے پکار کر آواز دی صاحبو تم لوگ میرے گھر سے جاؤ ملکہ عالم کے خلاف ہو ایسا نہو کہ مین تمکو زبردستی نکالدون سب شاہزادیان بہت رنجیدہ ہوئین ایک نے ایک سے کہا کہ صاحبو عجب طرح کی بات ہی پہلے تو اسنے ہم سب کو بلایا اب نکالتی ہی اسکے گھر مین ٹھہرنا مناسب نہین بعض نے کہا ہیکلان سحر مین جہان آرا کے ہی اسکی بات کا کیا اعتبار لیکن جہان آرا اور صہبائے شیرین کلام نے ملکر جو سحر کیا اُن شاہزادیون پر خنجر برسنے لگے جب کئی کے سر کٹ کر گرے اور ہیکلان بھی طرف سے جہان آرا کے لڑ رہی ہی کسی کا سر کاٹ لیا کسی کے گولہ مارا آخر تھوڑے ہی عرصہ مین جو زندہ بچین وہ بھاگین ہیکلان اکیلی رہ گئی صہبا نے بڑھ کر ہاتھ ہلایا اور کہا بوا تم تو جہان آرا سے دعوے عشق رکھتی ہو وہ حکم دیتی ہین کہ اپنا گلا کاٹ لو جان نثاری تو ظاہر ہو ہیکلان نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی جہان آرا نے آواز دی ہان بوا اب دیر نہ کرو ہیکلان نے اپنا گلا کاٹ لیا ہیکلان کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا درخت تمام سوکھ گئے چمن ویران ہوے ہوائے گرم چلنے لگی جہان آرا نے کہا ای خواجہ اب نکل چلیے بڑی بلا سے پروردگار نے بچایا رستم گھبراتے ہونگے کنیز کا ضرور خیال ہو گا آپ کے نکل آنے کا

ملال ہوگا ہم لشکر مین رستم کے پہونچین تو اُنکو تسکین ہو اس ظالم کی سرحد سے بخیر وخوبی نکلجائین تو امان پائین خواجہ وصہبا و جہان آرا اُس باغ ویران سے نکلے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جہانگیر والاتدبیر زیر کرنا دو قزاقون کو بجرأت تمام و پہونچنا بخدمت ایرج نوجوان - ساقی نامۂ مصنف +

ای ساقی بادہ نوش میرے
ساقی تیری ہی جستجو ہی
ای ساقیِ بادہ خوار میرے
ای نخل مراد زندگانی
ای کلک جگر خراش میرے
معشوق پنا ذرا دکھاؤ
کچھ حُسن کے عشق کا بیان ہی
سمجھین نہ تم کو صاف جاہل
لو ابر گہر فشان پھر آیا
ساقی کی بھی آتی ہی سواری
لکھا ہی جو حال عشق والفت

اُڑتے ہین ہوا سے ہوش میرے
ہر وقت خیال یہ بندھا ہی
ہین نشئہ مین رند خوب تیرے
رندون کو خیال یہ بندھا ہی
ہی عرض یہ گوش دل مین تیرے
ای ساقیِ گلعذار میرے
شیرانِ جری کی داستان ہی
مین بلبلِ گلشن وفا ہون
میخوارون کو آکے پھر ستایا
گلشن یہ بہار جوش زن ہی
ہی دل کو ملال عشق والفت

آمد کی مجھے یہ آرزو ہی
زلفون کے لیے اُلجھ رہا ہی
جو عذر کیا وہ بات مانی
ساقی تیرا ہی آسرا ہی
میخانے کی سمت جلد آؤ
مشتاق ہین اہلِ بزم تیرے
سامع رہین گوشِ دل سے مائل
کس لطف سے اب چہک رہا ہون
دکھلاتا ہی ابر بادہ خواری
پیراہن یوسفی کفن ہی

چہرہ طی کنندگان مراحل طرز خوش بیانی و رہروان منازل پُرہول شعر خوانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج دانائے شیرین زبان + چنان مینگارد ز کلک بیان + جب خواجہ عمرو جہان آرا وصہبا کو ساتھ لیکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلے ایک صحرا مین آکر ٹھہرے کہ بقیہ اس حال کا دفتر مین موجود ہی مگر منظور یہ ہی کہ داستان حیرت بیان شاہزادۂ جہانگیر تحریر کرون یعنی جہانگیر والاتدبیر اسی فکر مین ہین کہ جاکر ایرج کا شریک ہون اُسکو مقام مقصود تک پہونچاؤن لشکر پشت پر مہتر چالاک صبا رفتار رکاب تھامے ہوئے ساتھ ساتھ کہ سامنے ایک قلعہ بلا دریافت ہوا کہ ہوشیار سرکش یہان کا حاکم ہی فرمایا کہ

ای مہتر چابک صبا رفتار راہ مین جو خارستان ملے اُسکو صاف کرتے ہوے چلو چابک نے کہا کہ بہت خوب اب تو شام ہو چکی کل غلام براے خبر جائیگا میان ہوشیار سرکش کی فکر کرے گا یہ خیال کرکے اُترے ہوشیار سرکش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز جو کان مین آئی سر اُٹھا کر ایک ساحر سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری سرحد مین نوبت و نقارے بجاتا ہی مابدولت کا کچھ خوف نہین آتا جاکر افسر اعلیٰ سے کہنا کہ یہ مقام ہوشیار سرکش ہی یہانسے اُٹھ جائیے یہان رہنے کا ارادہ نہ کیجیے اگر نہ مانے تو اُسکو ہٹا آنا کل طلسم مین غدر پڑا ہوا ہی قدرت نامہ لکھ چکے ہین کہ مسلمانون سے غافل نہ رہنا سرہنگ جادو نہایت بدخواہ اپنے مقام سے اُٹھا قلعے سے باہر نکلا لشکر جہانگیر مین آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر فرزند صاحبقران ہی بلا تکلف دربار مین پہونچا شاہزادہ جہانگیر جلوہ فرما ہین اور جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین رعب و دبدبہ شاہزادے کا دیکھکر براے تسلیم خم ہوا ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای فرزند رشید صاحبقران یہ قلعہ ہمارے مالک کا ہی اور یہ صحرا اُسی کی سرحد مین ہی لہذا آپ یہان نہ اُتریے شاہزادہ جہانگیر ایک آتشخو و شعلہ مزاج ہین جواب دیا کہ اُس کج خُلق سے کہنا کہ ہم تیرے صحرا کو کھا نہ لین گے صبح ہوتے چلے جائینگے سرہنگ جادو نے کہا کہ یہ ارادہ آپ پر خلاف گذریگا ابھی یہانسے لشکر اُٹھائیے یہ سخت کلمہ جو کہا جہانگیر با توقیر نے بگڑ کے حکم دیا کہ ای مہتر چابک صبا رفتار اسکی گستاخی سُنتے ہو اسکو دربار سے نکالدو چابک اُٹھا کہ سرہنگ جادو کو باہر کردون سرہنگ نے جھپٹ کر شاہزادہ جہانگیر کی کمر مین پنجہ دیا سردار ہان ہان کرکے اُٹھے مگر سرہنگ جادو شاہزادہ جہانگیر کو لے بھاگا سب سردار حیران و پریشان ہو کر رہگئے ہر ایک کا قول تھا کہ اگر ایسا جانتے تو اسکو بارگاہ مین نہ آنے دیتے یہ بیجا بہ ارادۂ فاسد آیا تھا چابک صبا رفتار نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین انشاء اللہ تعالیٰ یہ قلعہ اسلام آباد ہوگا اس حرکت پر وہ ملعون بہت پچھتائیگا اُسنے خود چھیڑا ہی سمجھا جائیگا سب سردارون کو چابک صبا رفتار نے مطمئن کیا سب سردار غم مین شاہزادہ جہانگیر کے ملول و حزین ہین مگر ہوشیار سرکش نے جہانگیر کو قید کیا

حکم دیا کہ صبح کو دربار سجھا جائیگا بوقت سحر چابک صبا رفتار اسباب عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف قلعے کے چلا ایک ساحر کی شکل بنکر دربار مین ہوشیار سرکش کے آیا اب وہ وقت ہی کہ ہوشیار سرکش تخت پر بیٹھا ہی شاہزادۂ جہانگیر کو طلب کیا ہی بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون او پسر حمزہ تو نے ہمارے ساحر کا کہنا نہ مانا اب بہتر یہ ہی کہ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ سر کاٹ کے روانہ کرونگا شاہزادۂ جہانگیر زنجیرین ہلا رہے ہین مگر قید سحر ہی وہ زنجیرین کب کٹ سکتی ہین جواب دیا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے حاضر ہوا فوراً گردن پر شاہزادے کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا شاہزادۂ جہانگیر کی اُسوقت بیقراری دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کارساز و بے نیاز رحم اپنا شریک کر یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ دنیا ناپائدار ہی نظم

غنیمت دان غنیمت دان غنیمت	بدنیا چند روزہ زندگانی
مبادا این گرامی وقت خود را	بشکلِ کارِ دنیا بگذرانی
عبادت کن عبادت کن عبادت	بہ طفلی و بہ پیری و جوانی
نگون سر شو نگون سر شو نگون سر	کہ یابی اقتدار آسمانی
بہ نیکی نام روشن کن بدنیا	کہ بعد از مرگ ہم زندہ بمانی
چو در بندہ نوازی و ترحم	نمیدارد خدائے پاک ثانی
مخواہ از کس مدد جز ذات مولا	خدا را کن تصور یا رجانی
خدا وقت غم و رنج و مصیبت	کند بر تو ہمیشہ مہربانی
بجز ذاتِ الٰہی ہیچ کس را	مکن واقف بہ اسرار نہانی
مشو نازان بہ عمرِ چند روزہ	مشو غرّہ برین دنیائے فانی
بکن کارے کہ مثل خضر یابی	درین دنیا حیاتِ جاودانی
مشو غافل کہ بر تو نفس سرکش	کند وقت عبادت حکمرانی
خبر گیرت خداوند جہان است	بوقتِ ضعف و عجز و ناتوانی

بصدق دل پرستش کن خدارا	ز دل کن دور وہم بدگمانی
نوشتی ہندی این نظم دل آویز	بکار خیر کردی جانفشانی

ہوشیار حکم دے رہا ہی کہ اس گنہگار کا سر کاٹ لو شاہزادۂ جہانگیر نہایت بیقرار و مضطر ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ایک ابر زر بفتی آسمان پر نمایان ہوا ہوشیار نے ہنسکر کہا کہ ہماری صاحبزادی گلنار زربفت پوش تشریف لاتی ہین یہ ذکر تھا کہ ابر نے آکر چرخ مارا بارگاہ پر آکر چھایا یکایک شق ہوا ایک تخت نمایان ہوا دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر سمن بر قمر منظر غنچہ دہن رشک چمن نہایت حسین وجمیل تخت پر سوار آکر اُتری شاہزادۂ جہانگیر تو دیکھتے ہی بیقرار ہوگئے بہ نگاہ محبت ملکہ کی طرف دیکھ رہے ہین کہ وہ نازنین آکر اُتری ہوشیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا کہ ای نور نظر کہا سنے آتی ہو گُلنار نے ہنس کر کہا کہ مین نے خبر پائی ہی کہ کوئی مسلمان آپ کے یہان قید ہوا اشتیاق ہوا کہ اُس کو دیکھون مسلمانون کے حُسن کے بڑے شہرے ہین ہوشیار نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے زیر تیغ بیٹھا ہی گُلنار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک جوان خوشرو خوشخو غزال چشم و شیر خشم خوبصورتی کی تیاری عین شباب حُسن مین لاجواب سرنگون بیٹھا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین دیکھتے ہی گُلنار زربفت پوش بیقرار ہوگئی ہر چند چاہا اپنے کو روکون مگر دامن صبر دستِ استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا غش کھا کر باپ کی گود مین گری فورا دانت بیٹھ گئے آنکھون کو گردش بیقراری کی تپش ہوشیار نے اشارہ کیا کنیزون نے لاکر گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب گُلنار کو ہوش آیا مگر ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہوئی بیتاب و بیقرار ہوشیار نے پوچھا کہ ای نور نظر خیر تو ہی گُلنار زربفت پوش نے جواب دیا کہ ای والد نامدار مین نے کبھی کسی انسان کو اس طرح مصیبت مین نہین دیکھا ایک خوف آیا ہاتھ باپ کا لیکر کلیجے پر رکھ لیا کہا دیکھیے کلیجہ پھڑک رہا ہی ہوشیار نے جو کلیجے پر ہاتھ رکھا مرغ بسمل کی کیفیت تھی ہوشیار نے کہا کہ بیٹا تم جاؤ جا کر باغ مین سیر کرو تمھارے جانے کے بعد اسکو قتل کرونگا ملکہ گُلنار نے کہا کہ ای والد نامدار کئی سال گذرے کہ اس طلسم مین لڑائیان ہو رہی ہین لیکن کسی نے کسی فرزند حمزہ کو نہین قتل کیا آپ کو یہ شرف نصیب ہوا تو اسے ایسے مقام پر قتل کیجیے

کہ تمام دنیا دیکھے اور خوب سختی سے قتل کیجیے مگر آج رات کو قید رکھیے اسکے قتل کی خبر مشتہر کیجیے کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اُس مجمع عام مین اسکا استیصال ہو مسلمان ڈر جائین کوئی پھر آپ کے ملک کا ارادہ نہ کرے اس سرحد مین ٹھہرنے کا قصد نہ ہو یقین ہی کہ قدرت آپ سے بہت خوش ہون اور طرۂ پیغمبری عنایت کرین ہوشیار یہ سُنکر خاموش ہو رہا کہا ہان یار واس گنہگار کو لیجاؤ لڑکی بہت ٹھیک کہتی ہی کل اسکو سر میدان قتل کرینگے اگر شاید اسکے لشکر والے کچھ قصد کرین تو اُنکو بھی پامال کرون ایک سحر مین سب کو مٹا دون چند جادوگر کشان کشان شاہزادۂ جہانگیر کو لیچلے جہانگیر باتوقیر کا بہ نگاہ یاس ملکہ گلنار کو دیکھنا جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ افسوس کر رہا ہی ملکہ گُلنار نے جو یہ حسرت شاہزادۂ جہانگیر کی دیکھی پہلو سے اپنے باپ کے آہ کر کے اُٹھی تخت پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی چابک صبا رفتار نے جو یہ سب معرکہ اپنی نگاہ سے دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نازنین عاشق ہو گئی ہی زیرا بر یہ بھی چلا ملکہ گُلنار آکر باغ مین اُتری ابرشق ہو کر علحدہ ہوا چابک صبا رفتار پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ وہی نازنین مسند پر سرنگون بیٹھی ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی چابک دیوار سے اُترا ایک گوشے مین آکر بیٹھا وہ گائن بولا کر اُٹھی اُسی گوشے مین آکر برائے رفع حاجت بیٹھی چابک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے ملکہ گُلنار کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

بنتے ہین چاندی کے چھلّے حلقۂ زر ہاتھ مین — ملتے ہین جاے حنا اکسیر دلبر ہاتھ مین
بدنصیب ایسا محیطِ عشق مین ممکن نہین — آبلے بنجائین لبلون مین جو گوہر ہاتھ مین
تیرے در پر یون کھڑا رہتا ہون مین زار و نحیف — حلقۂ در ہی گلے مین بازوے در ہاتھ مین
ہی برنگ پنجۂ خورشید تابان دستِ یار — بن گیا دزدِ حنا مانند اختر ہاتھ مین
شہپرون کا دیکھنے والون کو ہوتا ہی گمان — وہ پریرو جب اُٹھا لیتا ہی مگدر ہاتھ مین
قتل جرم میکشی پر ہو کے ساقی بہرِ مے — ہم لیے پھرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین
بحرِ غم سے ہم تہیدستونکو آسان ہی نجات — کچھ نہین وقتِ شناور کھتے شناور ہاتھ مین
جسطرح ہی پنجۂ مژگان مین اپنی چشمِ تر — یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

آتشِ رنگ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع — نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین
ہی گران مکتوب تو کاتب سُبک ہی قاصدا — پھینک خط بیچل ہمارا جسم لاغر ہاتھ مین
تا بکی پھاڑون گریبان تا کجا بیٹھون مین سر — کب وہ دن ہوگا کہ لونگا دستِ دلبر ہاتھ مین
دستِ غم مین دوڑتا ہی ہاتھ ہر دم سوے جیب — ہی ہمارے پاؤن کے مانند چکّر ہاتھ مین
حشر مین تجکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے — مدح حیدر کا جو ای ناسخ ہی دفتر ہاتھ مین

اس طور سے یہ غزل چاپک نے گائی کہ ملکہ گُلنار نے سر اُٹھا کر کہا کہ ای رنگین ادا خوب گاتی ہی تیرا اب علم کمال پر ہی سُننے والے ذبح ہوتے ہونگے کیا غزل ڈھونڈھ کر نکالی ہی کلیجہ ٹکڑے ہو گیا چاپک صبا رفتار نے جُھک کر بلائین لین عرض کی کہ واری جس وقت سے آپ دربار سے اپنے باپ کے آئین آپ کو بہت پریشان پاتی ہون امیدوار ہون کہ اسکا سبب ارشاد ہو کہ باعث پریشانی کیا ہی کنیز اُسکی جستجو کرے کچھ کچھ سمجھتی بھی ہون مگر کہہ نہین سکتی گُلنار نے کہا کہ ای رنگین ادا عجب معرکہ گذرا کہ کتنے عجائب آتا ہی بن جو دربار مین اپنے باپ کے گئی فرزند صاحبقران قید ہو کر آیا ہی والد نے ناحق اُن لوگون کو چھیڑا اور پکڑوا بلایا دیکھیے انجام کیا ہو جس وقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی ایسی مصیبت مین اُسکو پایا کہ کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی مگر بے بس ہون کہ کیا کرون اسی رات کا وہ مہمان ہی کل صبح کو دشمن اُسکے قتل ہو جائین گے حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون چاپک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور مین اُسکو رہا کر کے لاؤن مگر چند کنیزین ساتھ کیجیے تو مین جا کر رہا کر لاؤن رنگین ادا اے نقلی کے ہمراہ گلنار زر بفت پوش نے چند کنیزین رازدار کین کھانا پکوا کے خوان اُنکے سر پر رکھے رنگین ادا ڈولی مین سوار ہوئی قصر زندانخانے پر پہونچی نگہبانون نے پکار کر پوچھا کہ کون آتا ہی یہان آنیکا حکم نہین ہی رنگین ادا اے نقلی نے جواب دیا کہ نگوڑو کچھ دیوانے ہوے ہو تمھارے لیے کچھ کھانا لائے ہین زہر مار کرو ملکہ گُلنار کے سر مین درد تھا ہمنے کہا کہ لات و منات کی نذر کا کھانا پکوا ئیے قیدیون کو کھانا کھلوائیے ذرا دروازہ کھولدو کہ ہم قیدی کو نذر کا کھانا کھلوا دین نگہبانون نے کہا کہ یہ تو بہت دشوار ہی اس قیدی کے واسطے دروازہ نہ کُھلیگا چاپک نے کہا کہ ارے نگوڑو تم سب مل کر کھانا کھاؤ مگر نذر لات و منات ہی یہ

کھانا رکھا نہ جائیگا کھڑے کھڑے اسکو کھاؤ سب نے کہا کہ ای رنگین ادا تمہارا احسان ہی تم
جس طرح کہو ہم سب موجود ہین چالاک صبا رفتار نے سب کو کھانا تقسیم کیا سب نے
کھڑے ہو کر کھایا چالاک سامنے سے ہٹ آیا ایک کہتا ہی کہ گائن مجکو دیکھتی تھی ایک کہتا ہی
کہ مین مدت سے اسیر عاشق ہون جب بہت کم سن تھی تو مکان پر جاتا تھا گود مین لیکر اس کو
پھرتا تھا اب تو کام کے لایق ہی ایسی ایسی باتین کرکے سب گرے اور بیہوش ہوے فورًا
چالاک نے قفل در زندانخانہ کاٹا شاہزادہ جہانگیر سرنگون بیٹھے ہین حیران و پریشان ہین
ذکر معشوق ورد زبان ہی چالاک نے آکر سلام کیا عطر بیہوشی سنگھا کر شاہزادہ جہانگیر کو
بیہوش کیا قید کاٹ کر اُسی مقام پر ڈالدی شاہزادہ جہانگیر کا پشتارہ باندھکر لے بھاگا
یہان ملکہ بیتاب و بیقرار رات بھر باغ مین ٹہلی ہی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خداے
زمین و آسمان رنگین ادا جو ارادہ کرکے گئی ہی وہ ارادہ اُسکا پورا ہو کہ سامنے سے
دیکھا رنگین ادا پشتارہ بدوش آتی ہی ملکہ گلنار نے پکار کر پوچھا کہ ای رنگین ادا یہ
کیا لائی چالاک صبا رفتار نے عرض کی کہ شاہزادہ جہانگیر کو لائی ہون ملکہ ساتھ ساتھ
رنگین ادا کے بارہ دری مین آکر بیٹھی مگر منھ اپنا دوپٹے سے ڈھنک لیا کہا ہوشیار کرو
چالاک صبا رفتار نے چھینٹا پانی کا مار کر شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا اب جو شاہزادہ
جہانگیر کی آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا پہلو مین اُس مہ جبین کے اپنے کو دیکھا حیران ہوے
چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار ملکہ نے آپ کے رہائی کے مقدمے مین بڑی کد و
کوشش کی ان ہی کی ذات سے رہائی ہوئی شاہزادہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے پلٹے
پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی لیکن مین حیران ہون کہ آپ کیونکر مائل ہوئین ملکہ نے
سر جھکا کر کہا کہ آپ کے دام گیسو مین گرفتار ہونا تھا خوب گرفتار ہوے اب دام عشق سے
چھوٹنا بہت دشوار ہی جو مجھے حکم دیجیے وہ بجا لاؤن اس شایستگی سے یہ بیان کیا کہ جہانگیر
خوش ہو گئے اور یہ بھی کہا کہ میرا اُسوقت اُس مقام پر آنا ہوا کہ آپ قتل ہوتے تھے مجھے غش آگیا
دل مین افسوس پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو خیریت ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ مین
اسطرح موجود ہون نقش پا کو حضور کے تاج سر جانونگا یہ سنتے ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا

کہ ای شہر یار مین یہ چاہتی ہون کہ آپ کے ہمراہ تا بہ قصر سکندری چلون وہان جو معرکہ پڑے
جھیلون جان پر کھیلون شاہزادۂ جہانگیر سے اور ملکہ گلنار سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک
چند کنیزین حاضر ہوئین اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا یہ عاشق و معشوق آرام سے بیٹھے ہین
غم دین و دنیا فراموش محبت قلبی کا جوش مگر ہوشیار سر کش جو صبح کو سو کر اُٹھا حکم دیا کہ
میدان خونی کی تیاری ہو ملازمون نے عرض کی کہ سب سامان تیار ہے دار ین استادہ ہوگئین
جلاد موجود ہین حضور کے چلنے کا سب کو انتظار ہے ہوشیار سر کش اپنے مقام سے اُٹھا اور
تخت پر سوار ہوا نوبت و نقارے بجتے ہوے فوج ساحران وغیر ساحران ہمراہ میدان خونی
مین آیا سب اشیا آراستہ دیکھے جلاد غل مچا رہے ہین سب نے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور
قیدی کو بلوائیے ہوشیار سر کش نے حکم دیا کہ چند کس جائین قیدی کو ارابے پر سوار کر کے
لائین چند ملازم چلے تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ نگہبان زندانخانہ روتے ہوے
آتے ہین ہوشیار نے پکار کر پوچھا کہ یارو خیر تو ہی نگہبانون نے عرض کی کہ حضور قیدی شب کو
قید خانے سے غائب ہوگیا ہوشیار سر کش یہ خبر سُنکر تخت سے کود پڑا کہا چل کے دیکھون تو
کہ کہین سے نقب لگائی ہے یا دیوار توڑی یہ کہتا ہوا زندانخانے پر آیا راہ مین ایک نگہبان
نے عرض کی کہ حضور شب کو آپ کی صاحبزادی کے باغ سے گائن آئی اُسنے ہم سب کو کھانا
کھلایا ہم لوگ ایسے غافل ہوے کہ ہمکو ہوش نہ رہا یہ سُنکر ہوشیار نے حکم دیا کہ ہمارے
عیار سُبک رو کو بلاؤ سُبک رو عیار حاضر ہوا اگر نہایت مغرور و متکبر ہے آتے ہی جھک کر
سلام کیا یہ معاملہ دیکھ کر سُبک رو نے پوچھا کہ کیون حضور خیر تو ہی ہوشیار سر کش
نے حکم دیا کہ ای سُبک رو جا کے دیکھو تو باغ مین گلنار زربفت پوش کیا کر رہی ہے
عجب طرح کی خبر مین نے پائی کہ دل پریشان ہو گیا ہر چند کہ اُسکی ذات سے مجکو یہ امید
نہین ہے اُسکے باغ مین مردانہ بھول نہین رہتا مگر ایسی خبر پائی کہ اب شک پیدا ہوا یہ بھی
تو خبر پا چکا ہون کہ جس شاہزادی نے فرزند حمزہ کو دیکھا آپ سے باہر ہو گئی گھر بار
برباد کیا عین وقت پر یہ بھی آئی تھی تو خیال ہوتا ہے کہ شاید عاشق ہو کر لے گئی ہو یہ
گائن اُسکی شب کو کیون آئی کیون سب کو کھانا کھلایا اگر ہو سکے تو سمجھانا اور کہنا کہ جو گذرا وہ گذرا

اس نوجوان کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کرو بہت جلد خبر لیکر آنا میرا دل بیقرار ہو رہا ہی
ایسا نہ ہو کہ خرابی پڑے تو مجکو مشکل ہو ہان اسکی کمسنی مین مری مین نے اسکو بہ نازو نعم پالا
نہلانا دھلانا دن بھر گود مین کھلانا مثل عورتون کے مین نے محنت و مشقت کی بہت سمجھکر اس
مقدمے مین انتظام کرنا یہ بھی خوب جانتے ہو کہ وہ نازک مزاج ہی جب بگڑتی ہی تو وہ کسی کو
خیال مین نہین لاتی سُبک رو یہ سب باتین سُنکر چلا اول در باغ پر آیا دروازے پر
چند کنیزین برائے کار ضروری کھڑی تھین اُنسے پوچھا کہ ملکۂ عالم کیا کرتی ہین اور توسب
چپ ہو رہین مگر ایک کنیز کہ اُسکو رشک بہت ہی رات سے جل رہی تھی کہتی تھی کہ دیکھو
بیوی نے کیا غضب کیا غیر مرد کو لیکر بیٹھی ہین باپ سُنیگا تو قیامت برپا کریگا جھلاکر بولی
کہ میان سُبک رو کسکا حال پوچھتے ہو ملکہ گلنار اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کون سکے
کہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہین اگر سُن پائین تو زبان گُدی سے کھچوائین کیا تمکو اُنکے باپ نے
بھیجا ہی خود باغ مین چلے جاؤ تمسے کیا پردہ ہی اپنی آنکھون سے دیکھ لو جس حال مین ہونگی
معلوم ہو جائیگا یہ سُنکر سُبک رو بہت گھبرایا کہا کہ چنچل یہ کیا کہتی ہی وہ صاحب
عصمت و عفت ہی ایسا نہ ہو کہ تجھپر عذاب آئے مین آپ اُس شخص کو قتل کرونگا کیا زندہ اُسکو
جانے دونگا اسی وقت قتل کرونگا میری بھی جرأت کا شہرہ ہی مین مغلوب لڑتا ہون یہکر
اندر چلا محلدار نے روکا کہا کہ کیون میان سُبک رو کیا ہی جو سویرے سویرے آئے ہو
ملکۂ عالم ابھی سو کر اُٹھی ہین رات بھر جلسہ رہا ہی بدمزاج بیٹھی ہین اس وقت تم نہ جاؤ
سُبک رو نے کہا کہ اچھا جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ سُبک رو باریابی چاہتا ہی
دیکھو کہ کیا فرماتی ہین مین اُنکی ملاقات کو جاؤنگا محلدار دوڑی ہوئی آئی یہان ملکہ پہلو
مین شاہزادہ جہانگیر کے بیٹھی ہین کہ محلدار نے آکر عرض کی واری مہتر سُبک رو آیا ہی
آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہی ملکہ نے کہا کہ جاکر اُس سے کہدو کہ اس وقت ہمین فرصت نہین
ہی اگر کوئی پیغام لائے ہو یا نوشتہ پاس ہی تو وہ کہلا بھیجو اگر تمھین ملاقات کی ہوس ہی تو
اور وقت آنا محلدار نے کہا کہ واری انکو ہٹا دیجیے اُس سے دو باتین کر بیٹھیے اگر وہ
پلٹ کر جائیگا تو آپ کے والد سے آگ لگائیگا ملکہ گلنار نے شاہزادہ جہانگیر سے کہا

کہ آپ کمرے مین جا بیٹھیے دروازہ بھیڑ لیجیے جہانگیر کسی طرح نہ مانتے تھے ملکہ نے منت کرکے شاہزادۂ جہانگیر کو سامنے سے ہٹایا جہانگیر کمرے مین بیٹھے ملکہ گلنار نے سبک رو عیار کو اپنے سامنے بلوایا سبک رو عیار نہایت مکار و غدار ہی اُسنے جو چہرۂ زیبا دیکھا کہ نشان بوسون کے عارض پر پڑے ہوے ہین آنکھین سُرخ سینے پر اُبھار بس سمجھ گیا کہ اسکو مرد نے ہاتھ لگایا ہی ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی چند دن گذرے ہین کہ مین تمکو گود مین لیے پھرتا تھا اور تم بات نہ کرسکتی تھین مین سمجھاتا ہون کہ اگر کوئی حرکت ہوگئی ہو تو اُسکو چھپانا نہ چاہیے جیسے اور شاہزادیون نے گھر بار چھوڑا مان باپ سے مقابلہ کیا ویسا نہ کرنا سچ بتاؤ شاہزادۂ جہانگیر کہان ہین ملکہ گلنار زربفت پوش نے غصے ہوکر کہا کہ چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہین جہانگیر کسکا نام ہی مجھے اُس سے کیا کام ہی اور مان باپ سے لڑنا بیوجہ نہین ہوتا اگر وہ میری آبرو لینے پر کمر باندھین گے تو پھر مین بھی حاضر ہون اور شاہزادیون کے کیا پتے دیتے ہو جسکو بن پڑا اُسنے کیا مین کسی کا قاعدہ نہین اختیار کرتی ہین جہانگیر کو نہین جانتی اور ای عم نامدار اگر تمکو گمان ہی تو سارا باغ ڈھونڈھ لو مجھے اُس سے کیا مطلب سُبک رو نے کہا کہ ای ملکہ عالم آپ بجا فرماتی ہین مگر مین نے بطور نصیحت کے عرض کیا بزرگانہ کلام کہا خیر مین رخصت ہوتا ہون ملکہ گلنار بے اختیار ہوکے رونے لگین کہا کہ ای عم نامدار آپ نے مجکو بڑا عیب لگایا مین اپنی جان دیدونگی مجھسے صبر نہ ہوسکیگا نہین معلوم وہ کون عورتین ہین کہ غیر شخص کو اپنے پہلو مین بٹھالیتی ہین مجھسے یہ نہ ہوسکیگا سُبک رو نے آنسو پونچھے کہا بی بی میرے کہنے کا بُرا نہ مانو مگر ہوشیار رہنا ملکہ گلنار زربفت پوش نے کہا کہ ای عم نامدار دمبدم وہی باتین کہتے ہو جو میرے خلاف ہین سُبک رو اُٹھ کر چلا گیا سامنے ہوشیار سرکش کے نہ آیا کمینگاہ مین لگا رہا شاہزادہ کمرے سے نکلا فرمایا کہ جلد پانی چوکی پر رکھو شاہزادہ باہر گیا سُبک رو عیار نے دیوار سے دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر واسطے رفع حاجت کے جاتے ہین دیکھکر دیوار سے اُترا فوراً خدمت مین ہوشیار سرکش کی آیا عرض کی کہ ای شہریار حقیقت مین آپ کی صاحبزادی سے بڑا امر خلاف سرزد ہوا مگر ایک امر تو غلام جانتا ہی کہ یہ مسلمان پابند شریعت ہین بدون عقد فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے لہذا ابھی تک دامن عصمت غبار سے پاک و صاف ہی یہ سنکر

ہوشیار سرکش جل گیا کہا کہ ابھی جاتا ہون جاکے دونون کے سر کاٹے لاتا ہون یہ کہکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا کئی ہزار جوان ہمراہ ہوے کلمات لاف وگزاف کہتا ہوا جاتا ہی کہ پسر حمزہ کو وہ سزا دون کہ زندگی بھر یاد کرے اگر وہ لے بھی گئی تھی تو اُسنے میرا کچھ خوف نہ کیا یہ نہ کہا کہ ہمکو اس قیدخانے سے نہ بیجاؤ ہم ہوشیار سرکش کے قیدی ہین سانھ والے کہتے ہین کہ حضور وہ تو قیدی تھا اُسنے اپنی رہائی کو غنیمت جانا خطا سراسر شاہزادی کی ہی مگر چابک کسی کام کو باہر آیا تھا اسنے دیکھا کہ گرد اُڑی آگے بڑھ کر دیکھا کہ ہوشیار سرکش گینڈے پر سوار کلمات سخت وسست کہتا ہوا آتا ہی چابک صبا رفتار نے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ برائے گرفتاری شاہزادہ جہانگیر جاتا ہی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا تھا دل کو مضبوط کر کے سامنے ہوشیار سرکش کے آیا کہا ای شہنشاہ ذرا گینڈے سے اُتر یے نیچے آئیے تو مین کچھ آپ سے عرض کرون ہوشیار اُترا چابک نے ہاتھ پکڑ لیا باتین بناتا ہوا جنگل مین لایا اپنے پاس سے ایک گلوری نکال کر دی کہا پان نوش فرمائیے ہوشیار سرکش نے فوراً کھا لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چابک نے اُسکو گوشے مین چھپا دیا آب رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل ہوشیار سرکش بنا ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا کہا کہ تم سب لوگ ٹھہرو مین جاکر جہانگیر کو لے آؤن سب جانتے ہین کہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی سحر کر کے بیہوش کر کیگا اُٹھا لائیگا سب نے کہا کہ جائیے چابک صبا رفتار جست وخیز کرتا ہوا در باغ پر آیا محلدار گھبرا کر بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری بڑا غضب ہوا آپ کے والد آتے ہین باپ کا نام سُنکر ملکہ گلنار گھبرا گئین جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای ملکۂ عالم آتا ہی تو آنے دیجیے آپ نہ گھبرائیے گردن اُسکی توڑ ڈالونگا شمشیر تیز دم زیور مردان عالم ہی اسکے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب مین سحر جانتی ہون مگر اُسکے سامنے سحر نہ چلیگا سب بھول جاؤنگی ایک سحر مین تمکو گرفتار کریگا ہاے مین حیران ہون کہ میری کیونکر زندگی ہوگی آپ کے سامنے موت آجائے تو بہتر ہی

نظم

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہی	موج می مجکو بجاے خطِ پیشانی ہی
نور کا نام شبِ تار جدائی مین نہین	جو ستارہ ہی وہ اک دیدۂ قربانی ہی

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہو اُنھہ اپنا — مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہی
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ہین روان — دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج — ایک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہی
اسقدر رگر گئی پروا ز زمانے سے تمیز — کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی
کام شمشیر نگہ کرتی ہی جس مقتل مین — جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی
گو رہ زنجیر دن سے ڈھانکو عوضِ چادرِ گلُ — تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہی
کم شبِ مہ سے شبِ تار نہین ہی ناسخ — اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

یہ اشعار پڑھ کر رو رہی ہی جہانگیر سمجھا رہے ہین کہ ملکہ کسکی مجال ہی کہ میرے سامنے تمکو کوئی گرفتار کرے کہا حضور وہ بلاے روزگار ہی قبیلہ سرکشان سے ہی قدرت نے خود اُسے سحر سکھایا ہی جابجا امتحان ہوے غار افراسیاب سے جاکر سند لایا ساحران جلیل مین اُسکا بھی نام ہی جہانگیر کہتے ہین کہ ای ملکۂ عالم کوئی بھوت پلید میرے سامنے نہین آتا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے ہوشیار سرکش یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ او گیسو بریدہ و ای ننگ خاندان تجکو میرا کچھ خوف نہ آیا او جہانگیر دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون اس عذاب سے تجھے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے تو نے ناموس شاہی مین رخنہ اندازی کی ابھی تجکو بیچل کے قتل کرتا ہون شاہزادۂ جہانگیر نے تلوار کھینچی ہوشیار نقلی نے ایک بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ای کالی بھوانی ان دونون کو لینا گولہ اُچھالتا ہوا چلا جہانگیر تلوار کھینچے ہوے چلے ملکہ گلنار ہاتھ جوڑتی ہین کہ صاحب قریب نہ جاؤ ایسا نہ ہو کہ غرق زمین کردے جہانگیر نے چاہا کہ جھپٹ کر تیغہ ماردون چاپک کر دکر الگ ہوا جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے دوڑتے پھرتے ہین چاپک بھاگا بھاگا پھرتا ہی ملکہ حیران ہوکر دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی شاید کوئی تحفہ انکے پاس ہی ورنہ ہوشیار سرکش قدم ہٹانے والا ہی لاکھون مین اکیلا لڑا ہی جب بادشاہ بنگالہ سے مقابلہ پڑا ہی تو اسنے کیا کیا سحر کیے بادشاہ پر بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکے لشکر کو شکست دی آج کیا ہی کہ جو بھاگا بھاگا پھرتا ہی ایک مقام پر چاپک رُکا تھا کہ جہانگیر تیغہ کھینچے ہوے برابر پہونچ گئے چاہا

کہ ہاتھ مارون چابک نے ہنس کر عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ نے اپنے غلام کو نہین پہچانا جہانگیر باتوقیر چابک صبا رفتار سے لپٹ گئے گلے سے لگا کر کہا کہ ای بھائی تمنے بڑا کام کیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا چابک قدمون پر گرا صورت اصلی بنا کر ملکہ کو دکھائی کہا کہ حضور مین نے ہوشیار سرکش کو گرفتار کر لیا جنگل مین بیہوش پڑا ہی کہیے جا کر مار ڈالون جہانگیر نے کہا کہ ایسا نہ کرنا اُسکو یہان لاؤ سمجھائین گے اگر مطیع اسلام ہوا تو ہمارا بزرگ ہی ورنہ جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا سمجھا جائیگا چابک نے کہا کہ یہ جو کئی ہزار ساحر ہین انپر تو قبضہ کر لون چابک جہانگیر کو سمجھا کر ہوشیار کی شکل بنا ہوا باہر نکلا لشکر مین آیا کہا کہ تم سب لوگ یہین اُترو مین ایک کام کو جنگل مین جاتا ہون مین نے بسر حمزہ کی دل سے اطاعت کی یہ سُنکر تین ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے چابک نے اُنکو دروازے پر باغ کے اُتارا جہانگیر آکر بارگاہ مین بیٹھے حکم و احکام کرنے لگے ملکہ دروازے پر باغ کے منتظر کھڑی ہین کہ شہریار پلٹ کر آئین تو دل کو تسکین ہو مگر چابک جنگل مین پہونچا ہوشیار سرکش کا پشتارہ لیکر سامنے شاہزادہ جہانگیر کے آیا بارگاہ مین سب افسران لشکر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ ایک ہوشیار نے دوسرے ہوشیار کو ستون سے باندھا حیران ہین کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہی چابک نے ہوشیار کو ستون سے باندھ کر زبان مین سوزن دی جہانگیر باتوقیر دنگل زرین پر بیٹھے ہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہے ہین

نظم

عاشق کی سعادت سے جو سر اُسکا جُھکا ہی
قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی

جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہی
ہر ایک بگولہ بپئے تعظیم اُٹھا ہی

نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا
گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اُڑا ہی

وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے
کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی

ممکن نہین تا حشر فنا ہے غم خونخوار
گویا مرے خون مین اثرِ آبِ بقا ہی

دعواے خدائی جو بتوہی نہ پھر دور
سوچو کہ رگِ جان سے بھی نزدیک خدا ہی

خالق نے یہ سُرخ اُسکے کفِ پا کو بنایا
ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی

گر سودۂ الماس نہ تھا لُون چھڑکتا — یہ ہر دہنِ زخم کو قاتل سے گلا ہی
ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو — جس دن سے مراسر ترے قدموسے جدا ہی
عالم نظر آتا ہی ترے عشق مین بیمار — اللہ بچائے یہ زمانے کی وبا ہی
کہیے جو طویل اُسکو سزاوار ہی ناسخ — جس بحر مین اِس زلف کا مضمون بندھا ہی

چابک نے پکار کر آواز دی کہ ای ہوشیار کیون گھبراتا ہی منم مہتر چابک صبا رفتار فرزند رشید خواجۂ نامدار اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کر ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا شاہزادہ بھی اپنے مقام سے اُٹھا قریب ہوشیار کے آکر کہا کہ ای ہوشیار تو میرا بزرگ ہی اب اطاعت مین انکار نہ کر ذرا سوچ تو کہ قادر مطلق و خداوند برحق سے تو نے منھ پھیرا ای اُس جھوٹے مکار کی اطاعت کرتے ہو جب پرسش ہوگی تو کیا جواب دوگے پروردگار سب کے حال سے ماہر ہی اُسکی خدائی جسم انسان سے ظاہر ہی آنکھ و ناک و کان وغیرہ کیسے عطا فرمائے ہین مصرع دیا کہ مناسب تھا جو جہان کے لیے + آنکھین کیا نعمت ہین جنسے کُل موجودات اور ہر نیک و بد انسان دیکھتا ہی بلکہ یہ اشعار بہت مناسب ہین ان اشعار کو بگوش ہوش سماعت کیجیے نظم

خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون — از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان — سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او — بستنِ نقش صور از کار او
چہرہ کشائے صورِ کائنات — راہ نمائے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین — پہن بگسترد بساط زمین

اس طرح کے اشعار جو جہانگیر نے پڑھے اور اوصاف پروردگار کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ہوشیار سرکش نے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لیے مین بدل و جان آپ کی اطاعت کرتا ہون زہے خوش نصیبی و خے بندہ نوازی کہ آپ ایسا داماد مجکو ملا مین صاحبقران کا سمدھی کہلاؤنگا کلاہ فخر آسمان پر پہونچاؤن گا چابک نے جو تیور دیکھے پہچان گیا کہ دل سے کہتا ہی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ہوشیار نے کمندین توڑ ڈالین قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا کہ ای

شہریار مین بدل وجان آپ کی تابعداری کرونگا انشاء اللہ اُس مکار وحیلہ ساز سے لڑونگا
ایسا مغرور کہ خاک نجس سے بنا اور دعویٰ اُسکی ہمسری کا کرے جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام شجر و
حجر پیدا کیے آپ کی فہمایش نے دیدۂ دل روشن کر دیے یہ خوب واضح ہوا کہ وہ واحد و یکتا
رب دوسرا ہی دنیا کو کس لطف سے بنایا ہی انسان وحیوان وجنات وپریزاد و دیوزاد
شجر وحجران سب چیزون سے وحدانیت اُسکی پیدا ہی چاند وسورج ایک دن کا مالک اور
ایک رات کا سالک تمام دنیا کو روشن کیا طائران نغمہ سرا ہر صبح کو اُسکی تسبیح خوانی مین
مصروف ہوتے ہین ساکنان دریا اپنی بے آبروئی پر روتے ہین جہانگیر نے سر ہوشیار کا
سینے سے لگا لیا فرمایا کہ آپ میرے بزرگ ہین ای ہوشیار بخدا تمھارے مسلمان ہونے سے
طبیعت بہت خوش ہوئی اور قوت حاصل ہوگئی یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم کا انجام ہاتھ سے
سرکردۂ دست چپیان ایرج نوجوان کے ہو ہر چند کہ اُنکے جد عالی تبار مالک تحفہ جات
ہین مگر کشتی گیرزادہ کد وکوشش کر رہا ہی وہ اس طلسم مین حقیر رہے ہوشیار سرکش نے
عرض کی کہ جو غلام سے ہو سکیگا کمی نہ کریگا ملکہ گلنار زربفت پوش کو ہوشیار سرکش
نے گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر تمھاری وجہ سے یہ شرف ملا کہ غنچۂ آرزو کھلا
گُلنار نے عرض کی کہ ای والد نامدار یہ فرزند صاحبقران عالی وقار ہین جو قصد کرین گے
اُسکو پورا ہی کر دینگے دامن مدعا گُلِ مراد سے بھر دین گے اب قلعے مین تشریف لے چلیے
افسران فوج بھی مسلمان ہون شہر مین بھی مشہور ہو کہ باپ اور بیٹی مسلمان ہوے اور
صاحب ایمان ہوے ہوشیار سرکش بیٹی کو اور جہانگیر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا بارگاہ مین
اپنی آکر بیٹھا چابک صبا رفتار کی بڑی خاطر کی ہر بار یہی کہتا ہی کہ ای چابک صبا رفتار
فرزندان عمرو مین کوئی تمھارا مثل نہ ہوگا وہ عیاری تمنے کی کہ دیدۂ دل روشن ہوگیا
چابک نے کہا کہ ای ہوشیار تمنے ابھی عیارون کو نہین دیکھا مین فرزندان عمرو مین سب سے
حقیر ہون فرزندان عمرو مین شاپور شیر دل سرکردۂ عیاران نامدار ہی دوسرا بیٹا
خواجہ کا مہتر چالاک سردار عیاران ہی شعبان خنجر گزار وغیرہ ایک ایک بلاے
روزگار ہی جب زمانۂ مقابلۂ ہوش ربا مین شاہزادۂ جہانگیر کو لیکر آیا ہون خواجہ سے

بڑی بڑی عیاریاں ہوئین لیکن ہر مقام پر خواجہ عمرو غالب رہے تمنے ابھی عیاری نہین دیکھی اگر خواجہ آجاوین گے تو صورت عیاری تمہین دکھا دینگے ایک طرف ملکہ گلنارا اور ایک طرف ہوشیار سرکش مقام صدر پر جہانگیر والا تبار جلسہ آراستہ ہی ناچ و رنگ ہو رہا ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سامنے ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ تصنیف کردۂ قمر بصد ناز و ادا بتا بتا کر گا رہی ہی

نظم

بیتاب ہوگے عاشقِ بیدل نے آہ کی — عرشِ برین ہلا کے نزے دل مین راہ کی
بدلی نہ اُٹھنے پائی مرے دود آہ کی — بجلی گرائی یار نے برقِ نگاہ کی
حسرت سے اُنکی ابروون پر جب نگاہ کی — دل پر چھری چلی تو جگر سے نہ آہ کی
میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا — دیکھین حضور لاش یہ اس بے گناہ کی
کس طرح راہِ ملک عدم طی کرین گے وہ — سر پر چلے ہین لیکے جو گٹھری گناہ کی
تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون — تعظیم کو اُٹھی ہی مری گرد راہ کی
مشتاقِ دید آئے تھے محروم پھر چلے — مدت سے دھوم تھی بس اسی رسم و راہ کی
خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہے بانکپن — قاتل نے مین وقت پہ ترچھی نگاہ کی
خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند — اُس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

شب بھر اسی صورت سے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو ابر آسمان پہ آیا چند قطرے بھی آسمان سے برسے یکایک مسعود کوہی نامے سردار قدیم جہانگیر کا اپنے مقام سے اٹھا سامنے جہانگیر کے آیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا جہانگیر نے ہنسکر کہا کہ ای برادر کیا چاہتے ہو کل عرضین تمہاری قبول ہین مسعود نے عرض کی کہ حضور تو اس قلعے پر فردکش ہین اگر حکم ہو تو غلام شکار کو ہو آئے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر مین نے جابک کو حکم دیا ہی کہ ہرکارے روانہ کرو خبر ایرج نوجوان لائین ہم بھی اُنکے پاس پہونچین لہذا زیادہ عرصہ نہ کرنا بہت جلد واپس آنا مسعود نے عرض کی کہ غلام دوپہر تک واپس آئیگا جہانگیر نے حکم دیا اور جابک کو بھی ساتھ کر دیا فرمایا کہ ای جابک مسعود کو جلد پھیر لانا مسعود

جلد سوار ہوا صحرا مین آیا شکار کھیلنے لگا طبل باز گشت پر چوب پڑی اشعار چو در نالیدن آمد
طبلک باز + در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز + رہا شد بر ہوا باز سبک پر + جہان شد
خالی از کبک و کبوتر + مسعود شکار کھیلنے لگا پہر دن چڑھے چابک سے کہا کہ ای مہتر
دالا گہر ابھی تک کوئی آہو وغیرہ سامنے نہین آیا چابک نے کہا کہ ہرکارے گئے ہوے ہین
آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہانسے دو کوس پر ایک
دھانون کا کھیت ہی اُسمین کئی آہو چر رہے ہین مسعود نے گھوڑا اُٹھایا چند کمیدان اور
رسالہ دار ساتھ ہوے دور سے کھیت دیکھا مسعود نے خیال کیا کہ کئی مادہ آہو بیچ مین
ایک نر مادائون پر مستی کر رہا ہی سنگوٹیان مثل زلف محبوب تاؤ پیچ کھائی ہوئین پشت پر ایک
سفید لکیر پڑی ہوئی مسعود اُس آہو کو دیکھکر بیقرار ہوگیا کہا صاحبو اس کھیت کو گھیر لو نر جسکی
طرف سے نکلجائیگا مجھے ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے ہر طرف آہو بھاگے مگر وہ آہو
کھڑا ہوگیا مسعود سے نگاہ ملاکر ایک جست کی کہ فراکر چند قدم پر گرا کھر اُسکے کلغی سے خود
کی مس ہوے مسعود کو بڑا غصہ آیا گھوڑا پھیر کر اُس آہو کے تعاقب مین چلا آگے آگے
آہو جاتا ہی پیچھے مرکب مسعود اکثر یہ اتفاق ہوتا ہی کہ تھوتھنی مرکب کی پُٹھے سے آہو کے
ملجاتی ہی مگر آہو جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی پہر بھر کامل آہو نے رہروی کی قضاے کار
ایک پہاڑ کے سامنے آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ مسعود نے تیر مارا اِس پُٹھے پر پڑا
اُس پُٹھے کو توڑ کر پار گذرا مصرع فلک گفت احسن ملک گفت زہ + قضاے کار
یہ مقام کوہ فریدون کہلاتا ہی فریدون قزاق اس مقام کا حاکم و ناظم ہی مدت سے
اس طرف کا راستہ بند ہی جو قافلہ اِدھر سے نکلتا ہی فریدون اُسے لوٹ لیتا ہی بالاے
کوہ بیٹھا سیر کر رہا تھا کہ فریدون نے دیکھا ایک جوان تنہا بلند بالا مرکب عربی پر سوار
جواہر پہنے ہوے ہی اُسنے آکر ایک آہو شکار کیا فریدون کو نہایت غصہ آیا افسران فوج
گرد بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ یہ کون بے ادب ہی کہ میری حوالی مین آکر شکار کھیلا کہا گینڈہ
لاؤ اسے سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ بے ادبی کہ ہمارے پہاڑ کے نیچے آکر آہو شکار کیا
اور اُسکو ذبح کر رہا ہی یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا پہاڑ سے للکارتا ہوا اُترا کہ او بے ادب

خبردار یہ مرکب اور ہتھیار وغیرہ لونگا مسعود کوہی تعلیم یافتۂ صحبت جہانگیر دلاور دلاندیر ہی فوراً
پلٹ پڑا اور پکار کر کہا کہ ارے تو کون ہی فریدون للکارتا ہوا سامنے آیا مسعود کو آکر
نیزہ مارا مسعود سے نیزہ چلنے لگا اور تو کوئی ہمراہ مسعود کے نہ پہونچا تھا سب پیچھے
رہ گئے تھے مگر چابک صبا رفتار ہمراہ ہی الگ سے کھڑا دیکھ رہا ہی دو گھڑی آپس مین
نیزہ چلا مسعود نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ فریدون کا نکل گیا
فریدون کوہی نے تلوار نیام انتقام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا مسعود
نے گرد اسپر کا سر پہ کھینچا گھوڑے کو ٹھکرایا منظور ہوا کہ زیر بغل جاکر لپٹ پڑون تلوار
اس مغرور کی چھین لون مگر اُس مقام پر موش خانہ تھا مرکب نے مسعود کے سکندری کھائی
گرد اسپر کا سر سے ہٹا خود سر سے گرا تلوار بھرپور پڑی کہ زخم کاری سر پر مسعود کے آیا
مگر مسعود کوہی بہادر بے نظیر ہی بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا فریدون
نے اپنے کو بچایا پھلپہ تلوار کا پڑا کہ سپر کو کاٹ کر اوچھا سا زخم سر پہ فریدون کے بھی آیا
فریدون نے تلوار کھا کر حلقہ ہائے کمند مارے مسعود اتنا کا زخمی تھا تلوار ہاتھ سے
چھوٹی گردن کمند مین پھنسی فریدون نے جھٹکا مارا مسعود بیہوش ہوکر گھوڑے سے گرا
فریدون نے گینڈے سے اُتر کر مسعود کوہی کو گینڈے پر ڈال لیا اُسی طرح پہاڑ پہ
چڑھ گیا چابک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا پلٹا مگر فریدون کوہی مسعود کو
لیکر بالائے کوہ آیا صورت زیبا دیکھکر بہت پسند کیا سر مین ٹانکے دیے مسلسل کرکے
حکم دیا کہ لیجاکر اسکو قید خانے مین رکھو جب صحت پائیگا دربار سمجھا جائیگا یہان جہانگیر قلعۂ
ہوشیار مین بیٹھے ہین ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے رفیق کو بڑا عرصہ ہوا ہوشیار سرکش
کہہ رہا ہی کہ ای شہریار غلام کو یاد نہ رہا یہانسے پانچ کوس پہ کوہ فریدون ہی فریدون
قزاق وہانکا حاکم و ناظم ہی ایسا نہ ہو کہ کہین مسعود سے سامنا ہو جائے ای شہریار وہ
بڑا زبردست ہی ستر ہزار قزاق کی فوج رکھتا ہی خود بھی سپاہی بے نظیر ہی بڑے بڑے
قافلے لوٹے اب چندے سے راستہ بند ہی کوئی تاجر اُس طرف نہین آتا شاہزادۂ جہانگیر
فرما رہے ہین کہ کیا مجال ہمارے سردار سے آنکھ ملائے مسعود مدت سے ہمارے ساتھ ہی

کسی جنگ مین اُسنے کمی نہین کی یہ ذکر تھا کہ چابک صبا رفتار آکر پہونچا قدمون سے لپٹ گیا شاہزادۂ جہانگیر نے پوچھا کہ ای چابک خیر تو ہی چابک نے رو رو کر حال گرفتاری مسعود بیان کیا اور کہا ای شہریار وہ بہادر بے بس ہو گیا گھوڑے نے سکندری کھائی برہنہ سر پر تلوار پڑی اُس مکار نے کمندون مین گرفتار کیا مسعود کی پریشانی آئینۂ رخسار کی حیرانی کیا بیان ہو بہ نگاہ حسرت چہار جانب دیکھتا تھا جہانگیر یہ خبر وحشت اثر سُنکر کانپنے لگے فرمایا کہ مرکب ہمارا تیار کرو مرکب تیار ہو کر آیا تلوار ٹیک کر پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ گھوڑے کو بڑھائین ہوشیار سرکش نے اُٹھ کر رکاب کو تھام لیا کہا کہ ای شہریار آپ کس واسطے تکلیف فرماتے ہین غلام آپ کا جا کر پہاڑ کو اُڑا دے قلعے مین اُسکے آگ لگا دے مسعود کو لے آؤن شاہزادۂ جہانگیر نے فرمایا کہ یہ نامردی مجھسے نہ ہو گی وقایع نگار اخبار مین لکھین گے کہ ساحر کے بھروسے پر کام کرتے ہین بارگاہ مین قبلہ و کعبہ کی یہ ذکر آئیگا ہمارے بھائیون نے کبھی کسی ساحر سے کام نہین لیا دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو مسعود کو لیکر آؤنگا اور فریدون کوہی کو بھی سزا دونگا ساری قزاقی بھول جائیگا اُسنے کیا مسعود کو بے وارث سمجھا ہی اس غصّے سے جہانگیر نے کہا کہ ہوشیار نے سر جھکا لیا ملکہ گلنار اپنے مقام سے اُٹھین عرض کرنے لگین کہ ای شہریار اس کنیز کو کیونکر آرام آئیگا بقول شاعر نظم

سنبل کو گفتگو ہی اُس گُل کے بانکپن مین — موے کمر کی جو یا تقریر ہی دہن مین
دل مین بھری ہی حسرت ہی جوش عشق تن مین — ویران ہی آج گلشن اُڑتی ہی خاک بن مین
ہی ننگ عشق وحشی مردہ نہ ہو کفن مین — دیوانہ پن بڑھیگا آغوش پیرہن مین
وحشی کی پردہ پوشی ترک لباس بہتر — وہ ننگ عشق ہم ہین دھبا لگا کفن مین
قیس حزین سے ملنے وہ نجد مین پہونچتے — گھبرا رہے ہین وحشی آبادیِ وطن مین
مجنون نے عمر اپنی دشتِ جنون مین کاٹی — مرنے کے بعد آخر پردہ رہا کفن مین
ہم دل جلون کی باتین تاثیر سے بھری ہین — کھینچین جو آہِ سوزان لگ جائے آگ تن مین
گلزار کو سے دلبر جنت کا ہی نمونہ — ہم بوے گل بنین گے جا کر بسین چمن مین
معدوم ہی نگہ سے باتین کرے وہ کیونکر — جاے سخن نہین ہی معشوق کے دہن مین

موے مژہ سے نسبت یا عکس خار صحرا
یا جسم ناتوان ہی آغوش پیرہن مین

بلبل کو پھانس لایا گل سے اُسے چھڑایا
صیاد بھی پھنسے گا دام غم و محن مین

مرنے کے بعد ہوگی پرسش گنہ کی آخر
محجوب ہو رہے ہین مُنھ ڈھانپ لین کفن مین

پرسش کرین گے کس سے اعمال کی فرشتے
موے کمر کے عاشق چھپ جائین گے کفن مین

پتون نے ہاتھ جوڑے شاخین بھی جھک گئی ہین
بلبل تڑپ رہی ہین گلچین گیا چمن مین

ای ساکنانِ گلشن عبرت کی یہ جگہ ہی
بلبل کو روتے دیکھا گل ہنس پڑے چمن مین

وہ رنگ و بو پہ نازان یہ مائل صباحت
جھگڑے پڑے ہوے ہین نسرین و نسترن مین

رنگین شعر پڑھ کر دل خوش کیا قمر نے
بلبل چہک رہا ہی گلزار انجمن مین

ہر چند کہ گلنار روئی اور عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز بھی اُس ملعون کو سزا دے سکتی ہی مگر جہانگیر نے غصے سے جواب دیا کہ واہ صاحب ہمچشم خوب ہنسین گے طعن و تشنیع دین گے کہ عورت کے بھروسے پر کام کرنے نکلے ہین تم خبر منگوا نا کُل حال تمکو کھل جائیگا انشاء اللہ تعالے ساری قزاقی بھولے اور اگر مقابلے کو آیا تو گرفتار کر کے اُسکو لاتا ہون کیا مجال جو بچ جائے جناب قبلہ و کعبہ کو پروردگار سلامت رکھے اُنکے فرزند کسی سے دبے ہین ہر مقام پر مظفر و منصور رہے ہین وہ ہی جہانگیر ہون کہ طلسم نور افشان مین جا کر کوکب کو ایسا پریشان کیا کہ بھاگا بھاگا ویران پھرتا تھا مین کیا سحر جانتا تھا مگر تائید پروردگار شریک تھی وہ ہی کریم و رحیم اب بھی مدد کریگا ہمیشہ دست چپی مظفر و منصور رہے ایرج نوجوان وہ دلیر ہی کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک کی سیر کی قلعۂ ذوالامان پر چڑھ گیا ہر روز قلعہ لے لیتا تھا مگر چونکہ ناموس صاحبقران قلعے مین تھے روز مدد پہونچتی تھی اس وجہ سے قلعہ بچ گیا اس طرح جھلا کر شاہزادے نے یہ باتین کین کہ گلنار نے رکاب چھوڑ دی کہا پروردگار آپ کا حافظ و نگہبان ہی لیکن بڑے ظالم سے سامنا ہی سمجھ کر مقابلہ کیجیے گا جہانگیر نے کہا کہ ملکہ سُن لینا مگر سامنے سے ہٹ جاؤ گلنار روتی ہوئی الگ ہوئی جب جہانگیر گھوڑا دوڑا کے چلے اور افسران فوج نے آکر گھیر لیا جہانگیر نے اُن سب کو جھڑکا کہا کہ خبردار جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی سردار رُکے اب جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے گلنار نے جا یک کا دامن پکڑا کہا کہ ای مہتر والا گہر برائے خدا

دمبدم کی خبر پہونچانا آقا کی اپنے حفاظت کرنا چابک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائین مین ڈاک ٹھادونگا دمبدم کی خبر آپ کو پہونچیگی ہوشیار نے کہا کہ ای نور نظر تم نہ گھبراؤ اطمینان رکھو اگر خدانخواستہ کچھ تو عدگر ہوا تو جاکر پہاڑ کو اُڑا دونگا یہ کہکر ہرکارون کی ڈاک بٹھائی ہوشیار و گلنار اسباب سحر لیے بیٹھے ہین سب افسر کمر باندھے ہوے آمادہ ہین کہ ذرا کوئی خبر وحشت اثر پائین تو برابر لشکرکشی کرین ہرکارے دمبدم کی خبرین دے رہے ہین مگر جہانگیر جاتے جاتے دامنۂ کوہ مین پہونچے فریدون بالاے کوہ بیٹھا میکشی کر رہا تھا کہ نعرۂ جہانگیر کی آواز آئی کہ باش او مغرور تو نے کیا مسعود کو بے بس و بے کس جانا تھا منم جہانگیر والاتدبیر بن امیر عالیشان صاحبقران نامدار فریدون نے دیکھا کہ تمام پہاڑ ہل گیا اکثر پتھر گرنے لگے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل پشت مرکب بادرفتار پر سوار یلغر کیے ہوے آتا ہی اگر نخل سامنے ملا تو اُسے قلم کیا برابر کوہ کے پہونچکر نعرہ کیا کہ او مغرور زیر کوہ آ مین مسعود کا بدلہ لینے آیا ہون اسی مین خیر ہی کہ رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو فریدون نے حقیر جانکر جواب بھی نہ دیا ساتھ والون سے نشے مین کہتا ہی کہ اس جوان کو اپنا ساقی بناؤنگا مجھ تک کیونکر آئیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ وہ پہلوان بالاے کوہ بیٹھا ہی مقابلے مین نہین آتا قریب پہاڑ کے آکر گھوڑے سے کود پڑے دامن گردانا آستین چڑھا کر جست جو کی کئی گھاٹیان فراگئے نہنگانہ وغیرانہ پہاڑ کوطی کرتے ہوے چلے جو پتھر راہ مین ملا اُسپر ادھڑ سپر کی ماردی پتھر گر گیا جست کر کے گھاٹی کوطی کیا جب بالاے کوہ پہونچے قزاق روکنے لگے جہانگیر نے قزاقون کو مار گرادیا للکار کر کہا کہ او مغرور تو نہین اُٹھتا انکے بھروسے پر جرأت ہی اب تو فریدون اُٹھا قزاقون کو للکارا کہ ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا تلوار کھینچ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی فریدون لپٹ پڑا اسب قزاق دیکھ رہے ہین کہ فریدون اور جہانگیر سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کامل فریدون کو ہی جہانگیر سے لڑا قزاقون نے دیکھا کہ بہادر کا شاطر بھی بہادر ہی نیچہ کھینچے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ اگر کوئی قریب آئیگا تو اُسکا سر کاٹ کر پھینک دونگا فریدون چونکہ مرد سپاہی ہی یہ خود

ساتھ والون کو منع کر رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے سب قزاق دور سے دیکھ رہے ہین مگر جہانگیر نے جب دیکھا کہ فریدون سب طرح کے پیچ توڑ کر چکا دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کرکے دوڑے ہرچند کہ فریدون چاہتا ہی رکون مگر رک نہین سکتا وہ برا وقت ہی کہ زمین پائون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی بندرہ قدم جہانگیر ریل کر لائے وہان پر لاکر ہاتھ مارا کہ ہر دو گھٹنے فریدون کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قایم کرون جہانگیر نے دونون ہاتھ ستون کیے اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ قزاقان دیکھو جرأت اسکا نام ہی یہ کہکے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر کی صدا بلند کی زور کیا کہ پہلے زور مین تا بہ زانو اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر کو بلند کیا ہرچند کہ ستر ہزار قزاق صف باندھے کھڑے ہین مگر سب کے ہاتھ پائون مین رعشہ آگیا افسر لوگ انصاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ صاحبو کیا بے لگاؤ زور کیا ہی مسعود کو ہی کہ سامنے خیمے مین قید تھا اِدھر جہانگیر نے فریدون کو اُٹھایا اُدھر مسعود وجد مین آکر زنجیرین ہلانے لگا ایک قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا مسعود نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی مسعود نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تفِ خونِ من است
بر سرِ دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستونِ من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنونِ من است

قید کو توڑ کر پھینک دیا تلوار اپنی اُٹھائی جھومتا ہوا خیمے سے نکلا جہانگیر نے فریدون کو زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی فریدون مرد سپاہی ہی جمال و جلال و قوت دیکھکر عاشق ہو گیا کہا کہ ای شہریار یہی میری آرزو تھی کہ جو مجکو بہ مردی زیر کرے اُسکی بدل اطاعت کرون آپ نے بجرأت مجکو زیر کیا بدل و جان تابعدار ہون ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے اس شیر کی دل سے اطاعت کی جسکو اطاعت کرنا ہو وہ بقراط پر لعنت کرے بدل و جان اطاعت مین شریک ہو ستر ہزار قزاق پکار اُٹھے تا زندہ ایم بندہ ایم ایسے آقا کسے ملتے ہین صاحب حسب و نسب

جری و بہادر صف شکن کس لطف سے آقا کو ہمارے زیر کیا ہی اپنے رفیق کا قید مین رہنا گوارا نہ ہوا میان ہوشیار و گلنار یہان آمادہ بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آقا نے جاکر فریدون کو زیر کیا کُل قزاق مطیع ہوے اب فریدون شاہزادے کو قلعے مین لے گیا ہی سب افسران فوج گھوڑون پر سوار ہو کر چلے جہانگیر قلعے مین داخل ہوتے تھے کہ کُل افسر آکر پہونچے جہانگیر نے کہا کہ تم لوگون نے کیون تکلیف کی سب نے عرض کی کہ ہماری کیا مجال ہی جو آپ کی مدد کر سکین ایک رفیق کے واسطے حضور آئے اور اُسکو قید سے رہا کیا جہانگیر سب کو ساتھ لیکر قلعۂ فریدون مین داخل ہوے کل قلعے کو اسلام آباد کیا فریدون کے ہاتھ مین چوب و چماق تھی خوشی خوشی انتظام کرتا ہوا شاہزادے کو لیکر بارگاہ مین بیٹھا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا کُل قزاق حاضر ہین مگر بھائی فریدون کا سہراب پنجہ کش کہ براے شکار گیا تھا اسّی ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین ہرکارون نے خبر دی کہ فرزند صاحبقران نے آکر آپ کے بھائی کو زیر کیا سہراب غصّے سے کانپنے لگا کہتا تھا کہ وہ جوان کون ہی جسنے میرے بھائی کو زیر کیا بھائی پر ایسی کیا مصیبت تھی کہ مسلمان ہو گیا جاکے دونون کو سزا دونگا یہ کہکر سوار ہوا اسّی ہزار جوان پشت پر گینڈے کو اُڑاتا ہوا چلا یہان جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہین فریدون سے ہرکارون نے چپکے سے آکر کہا کہ آپ کے بھائی صاحب بغیظ و غضب آتے ہین فریدون نے جہانگیر سے اطلاع نہ کی اور بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوا دیکھا سہراب آتا ہی گینڈے کو آگے بڑھایا جیسے ہی سامنے پہونچا سہراب نے للکارا کہ او نامرد تو نے خداوند قدیم کو بُرا کہا سُنتا ہون کہ مسلمان ہو گیا فریدون نے کہا کہ ای برادر بجان برابر تمنے جو سُنا ہی وہ صحیح درست ہی جہانگیر والا تدبیر فرزند امیر با توقیر نے مجکو بجراُت زیر کیا مین مسلمان ہوا یہی میرا عہد تھا کہ جو مجکو بجراُت زیر کرے اُسکی بدل اطاعت کرون ایسے آقا رفیق پرور کسکو ممکن ہوتے ہین تم چلکر ملاقات تو کرو مگر سہراب غصّے مین تھا اسنے کہا کہ مین خبر پا چکا وہ جوان حسین و جمیل ہی تو اُسکے حُسن پر مائل ہوا یہ سُنکر فریدون کو غصہ آیا کہا کہ ای برادر بس زبان کو بند کرو جہان اُسمین اور اوصاف ہین حُسن بھی ہی پروردگار نے ایسا دیا ہی کہ

ماہ و مہر اُسکی بزم کے چراغ ہین رفیق اُسکے سب باغ باغ ہین اگر یقین نہ ہو محفل مین چلو جمال
جہان آرا دیکھ لو یقین ہی کہ تم بھی پروانۂ شمع جمال ہو جاؤ ہر ایک سے کہو کہ ایسے آقا کسے ملتے ہین
یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھ زیادہ تعریفین نہ کر فریدون نے تلوار کھینچی اول
سہراب نے ہاتھ مارا سر فریدون کا زخمی ہوا فریدون نے جو ہاتھ مارا سہراب نے
کلائی تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا ساتھ والون کو دیا کہ اسکو گرفتار کرو
فریدون بیہوش ہو گیا فریدون کو قید کرکے سہراب لیچلا ہرکارون نے یہ حال دیکھکر
جہانگیر کو خبر دی جہانگیر سُنتے ہی غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ سہراب کہان گیا سب نے
کہا کہ فریدون کو لیکر جاتا ہی ہوشیار نے عرض کی کہ حضور جانے دیجیے صبح کو پیغام و سلام ہوگا
جہانگیر نے کہا کہ اگر وہ لیجا کر اُسکو قتل کر ڈالے تو کیا کرون مین ابھی جا کر روکتا ہون
کیا اُسکو لیجانے دونگا آگے بڑھ کر روکونگا مسعود کوہی نے عرض کی کہ غلام جا کر روکے
جہانگیر نے کہا کہ تمھارا جانا مناسب نہین تمھارے سر پر زخم ہی قید توڑی ہی ہر اعضا سے
خون بہ رہا ہی مین ابھی جا کر سمجھ لونگا مقام افسوس ہی کہ ہمارے رفیق کو لیجائے اور ہم سُنکر
خاموش رہین تمام افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے عرض کرتے تھے کہ ای
آقائے نامدار حضور تشریف رکھین ہم ابھی جا کر اُسکو روکتے ہین جہانگیر نے کہا کہ مین بھروسہ
پروردگار رکھتا ہون تم لوگ تماشا دیکھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
مسعود نے کہا کہ مین ضرور ساتھ چلونگا غلام کو گوارا نہین ہی کہ آپ اکیلے جائین فرمایا
کہ ای مسعود تم ضد نہ کرو مین تمھین ساتھ لیچلنا گوارا نہ کرونگا مگر مسعود نے تلوار کھینچکر
گلے پر رکھ لی کہا غلام ابھی نثار ہو جائیگا حضور کو اکیلا نہ جانے دیگا جہانگیر مجبور ہوے
مسعود نے رکاب تھام لی ایک طرف چابک صبا رفتار ایک طرف مسعود نامدار ہی
جہانگیر نے باہر نکل کر دیکھا کہ سہراب آدھ کوس راستہ طی کر چکا ہی صحرا مین جا کے
اُترا چاہتا ہی جہانگیر نے یہین سے نعرہ کیا کہ او سہراب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ سب
لشکر کو تباہ کر دونگا کان مین سہراب کے آواز پہونچی دیکھا کہ وہ ہی جوان آتا ہی پلٹ پڑا
لشکر سے نکل کر نیزہ ہلانے لگا جب جہانگیر قریب آئے تو سہراب نے نیزہ مارا جہانگیر نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بہ حیرت دونون طرف کے
لوگ دیکھ رہے ہین کہ جہانگیر نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہراب کے
نکل گیا کف افسوس ملتا تھا کہ یہ کیا غضب ہوا اچھلا آکر تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
جہانگیر نے بے تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لون سہراب لپٹ پڑا دونون
جوان گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی مسعود کوہی تلوار کھینچے ہوئے گرد پھر رہا ہی فوج
سے سُہراب کی کہ رہا ہی کہ اگر تم مین سے کوئی آگے بڑھا تو خون کے دریا بہادونگا ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا ایک طرف چابک تیغہ کھینچے کھڑا ہی اہلِ فوج سُہراب کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
آگے بڑھین کشتی مین عرصہ جو ہوا ہوشیار سرکش و گلنار زربفت پوش تخت پر سوار ہوے
نوبت و نقارے پر چوب پڑی کُل افسر تلوارین کھینچے ہوے آکر پہونچے سب نے جو فوج کو
دیکھا کہ ہوشیار سرکش کا تخت اُڑتا ہوا آتا ہی اہل فوج سہراب کانپنے لگے سب کو خوف پیدا ہوا
کہ ایسا نہ ہو ہوشیار سحر کرے تو ہم کدھر جائینگے کیونکر جان بچائینگے جہانگیر نے پلٹ کر
ہوشیار کو آواز دی کہ ای ہوشیار خبردار سحر نہ کرنا مگر گلنار بہت بیقرار ہی کہتی ہی کہ صاحبو
کیا غضب ہی اُسکے اسّی ہزار جوان جمے کھڑے ہین اگر خدانخواستہ آپڑین تو کیسی خرابی ہو لیکن
مسعود سب کو روکے کھڑا ہی کیسا بہادر یکتا ہی چابک بھی سب کو ڈرا رہا ہی لیکن یہان
جہانگیر سہراب کو لے دوڑے پندرہ بیس قدم پر لاکر ٹکّہ مارا کہ دونون گھٹنے سہراب
کے آشنا بہ زمین ہوے دست حق پرست کمر زنجیر مین ڈالا نعرۂ تکبیر کر کے زور صاحبقرانی کیا
سہراب کو سر سے بلند کرلیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون سُہراب نے آواز دی کہ
شہریار الامان جہانگیر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سُہراب نے عرض کی کہ مین غلام ہون
جیسا کچھ کہ فریدون نے کہا تھا اُسکا ظہور ہوا عمر بھر اطاعت سے قدم نہ ہٹاؤنگا جہانگیر
نے ہاتھ سے رکھدیا کلمہ پڑھ کر سہراب بھی بصدق مسلمان ہوا فریدون کو قید سے رہا کیا
دونون مع فوج ہمراہ ہوے بارگاہ مین آکر مصروف جشن ہوے کہ شاگردان چابک
دوڑے ہوے آئے خبر دی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان یہانسے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی
کہ اُسکو صحراے پُربہار کہتے ہین وہان فروکش ہین جہانگیر ان سب کو ساتھ لیکر بشوکت تمام

طرف ایرج نوجوان کے چلے

دو کلمۂ داستان رہروی خواجہ عمرو کہ صہبا و جہان آرا کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین۔ باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف کتاب ہذا

ای ساقیِ آفتاب طلعت
کر دے مے سرخوشی سے مدہوش
رنگین مزاج ہون شرابی
ہی چاند بھی اندنون گہن مین
اب تاب فراقِ تو نہین ہی
اس رنگ کا دلکو ذوق ہوئے

ہو شرب شراب مثل شربت
ای ساقی جم حشم دلارام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
ای ساقیِ مہربان ہمارے
کرنا ہی یہ منزلین مجھے طی

مینائے قلم ہی بر سرِ جوش
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
ہی جوش بہار ہر چمن مین
دن ہجر کے رنج مین گذارے
سامع کو بھی مے سے شوق ہوئے

چہرہ رہروان منازل یکتائی و طی کنندگان مراحل دشتِ خوش نمائی اس داستان شوکت بیان کو یون بہ حیز تحریر لاتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا + چنین مینگارد زکلک وفا + کہ خواجہ عمرو مع صہبا و جہان آرا باغ ویران سے نکلے ہین طرف لشکر رستم کے جاتے ہین کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُس صحرا کو طی کرتے ہوے چلے دن بھر رہروی کی جہان آرا کا سحر سے رہروی کرنا خواجہ کا جست وخیز کرنا دن بھر مین اپنے نزدیک صدہا کوس نکل گئے شام کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے آرام کیا ایک جاگتا رہا دو سوئے اخیر رات مین خواجہ کی نوبت آئی پہر رات رہے جہان آرا و صہبا سوئین خواجہ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے ایک کوہ ہی اُسکے پہلو سے ایک ابر اُٹھا آسمان پر جاکر حاوی ہوا تھوڑے عرصے مین پھر وہ ابر غائب ہوا جب صبح کو صہبا و جہان آرا سو کر اُٹھین تو خواجہ نے یہ حال بیان کیا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ پہاڑون کے صحرا مین اکثر بے وقت بھی ابر اُٹھتے ہین عمرو نے کہا کہ جس وقت سے وہ ابر اُٹھکر غائب ہوا دل پر ایک ہول ہی دل یہ کہتا ہی کہ اس صحرا سے نکاسی دشوار ہی خدا اخیر دعافیت سے لشکر رستم مین پہونچائے صہبا نے کہا کہ خواجہ یہ جنگل ہمارے جھیلے ہوے ہین بہت آسانی سے نکل چلین گے خواجہ نے کہا کہ مجکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا مین رو کے گئے نکاسی دشوار ہو گی جہان آرا نے کہا کہ خواجہ چلیے

اب شک کو راہ نہ دیجیے صہبا و جہان آرا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئین خواجہ بھی جھپٹ کر چلے جب صہبا و جہان آرا خواجہ کو دیکھتے ہین تو اپنے سائے مین خواجہ کو پاتے ہین دِنکو ہر دی کی شام کو ایک نخل ملا اُسکے سائے مین اُترے اُسی طور سے زیر نخل آرام کیا پھر رات رہے خواجہ نے پھر وہی دھوان دھار ابر دیکھا اور وہ ابر آسمان پر جا کر غائب ہوا صبح کو خواجہ نے سب حال جہان آرا و صہبا سے بیان کیا جہان آرا نے پھر وہی کہا کہ صحراے کوہستان ہی یہانکے ابر کا کیا اعتبار ہی خواجہ و جہان آرا و صہبا پھر روانہ ہوے دن بھر راستہ چلے اب آج شام کو پہچانا کہ تین دن سے یہی درخت ملتا ہی اور روز رات کو یہین رہتے ہین خواجہ نے کہا کہ کیون ملکہ جہان آرا جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دن بھر کی رہروی بیکار ہوتی ہی اس صحرا مین کسی نے گھیرا ہی راستہ ہمپر اور تمپر رُک گیا دیکھو تین دن گذرے یہی درخت ملتا ہی دن بھر پھرتے ہین اور شام کو اسی مقام پر رہتے ہین جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب مجکو بھی اعتبار ہوا کہ کسی نے راستہ روکا مین جاتی ہون اور خبر لاتی ہون صہبا نے کہا کہ بیٹا تم ابھی خواجہ کے پاس ٹھہرو تمھارا جانا مناسب نہین مین جا کر خبر لاتی ہون جہان آرا کو تو صہبا نے نہ جانے دیا آپ پر پرواز پیدا کر کے پہاڑ پر پہونچی پکار کر آواز دی کہ ارے یہ کون نامرد ہی کہ جسنے راستہ ہمارا روکا سامنے آئے اور آکر مقابلہ کرے تو حال سحر و ساحری کا معلوم ہو قضاے کار سنگین جادو کہ خیال سکندری نے اسکو بھیجا ہی درۂ کوہ مین چھپی بیٹھی ہی کہ کان مین اسکے آواز پہونچی سر نکال کر دیکھا کہ ملکہ صہبا پہاڑ پر ٹہل رہی ہین چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا پشت پر سے ملکہ صہبا پر پھینک مارے ملکہ صہبا تو غافل کھڑی تھین بیہوش ہو کر گرین سنگین جادو نے نکل کر زبان مین سوزن دی درۂ کوہ مین لا کر چھپایا یہان جب عرصہ ہوا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ مادر مہربان پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کر نہین آئین اب مین جاتی ہون لیکن خیال رکھیے گا یہ کہکر جہان آرا بلند ہوئین پہلے تو کوہ اور نخلستان پر نگاہ ڈالی کہین کسی ساحر کا نشان نہ پایا حیران ہین کہ آخر سحر کرنے والے نے کیونکر سحر کیا اور کہانسے کیا سحر کرنے والا کہین معلوم نہین ہوتا آخر پہاڑ پر اُترین پکار کر آواز دی کہ ارے تو کیسا ساحر مکار ہی کہ ہمارے سامنے نہین آتا زور سحر نہین دکھاتا سنگین نے

درۂ کوہ سے چھپ کر دیکھا سحر تیار کرکے نکلی پشت پر سے آکر دانے ماش کے مارے مثل صہبا کے جہان آرا بھی بیہوش ہوکر گرین سنگین نے زبان مین سوزن دی لاکر پہلوے صہبا مین قید کیا یہان خواجہ حیران ہین کہ دونون جادوگرنیان گئین پلٹ کر نہین آئین کسی آفت مین پھنسین خواجہ اُس نخل کے سائے سے ہٹ کر درۂ کوہ کے سامنے آکر بیٹھے رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک گوئیے کی شکل بنکر تیار ہوے زنبیل سے جوڑی نی کی نکال کر گانے لگے نظم

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دو چار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑا
لادے پھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہی جو ہی طفل کو قرار
رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر

زلفِ سیاہِ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا مرے ہی ابھی دام دوش پر

بالاے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مُردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

چلتے ہین کیا یہ یار کے معزو رٹھوکرین
سر پر ہر اک قدم ہی ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا ہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لبِ بام دوش پر

پیوند خاک ہونیکا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازے کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہی جسکو زلفِ سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کے ساتھ ساتھ
ساقی سبو کی طرح لیے جام دوش پر

ای موت آکہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوے سفر کا سرانجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اُٹھاؤنگا مین در و بام دوش پر

خواجہ اس لطف سے گا رہے ہین کہ طائر گھیرے بیٹھے ہین باز آشیانون سے مُنہ نکالے ہوے ہین آہوان صحرا کر چھالین بھرتے ہوے آتے ہین دور سے سُنتے ہین وہ آواز مین مزہ ہی کہ اپنا اپنا سر دھنتے ہین ایک طرف سے شیران صحرا کچھار سے ڈکارتے نکل آتے ہین قریب آہو آکر ٹھہرتے ہین مگر شکار نہین کرتے ایک کی طرف ایک نہین دیکھتا خواجہ بخوف بیٹھے نی بجا رہے ہین وہ وہ

نہین

تانین مار رہے ہین کہ طائر منقار کھول کر رہجاتے ہین طائر و آہو جھوم رہے ہین سنگین جادو نے
درۂ کوہ سے جو گانے کی آواز سُنی بیتاب و بیقرار ہو گئی درۂ کوہ سے سر نکال کر دیکھا کہ ایک
گویا بڈھا دامنۂ کوہ مین بیٹھا گا رہا ہی شیران صحرا و آہوان دشت ہمہ گوش ہوش سُن رہے ہین
کیا مجال کہ اپنے مقام سے ہٹین سنگین جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا جی مین کہتی ہی کہ کیا گانیوالا
صاحب تاثیر ہی شیر و آہو وغیرہ مست ہو رہے ہین شاید کوئی خداوند صحرا مین آگئے اُنکے ساتھ
کا یہ گویا ہی پھر سوچی کہ اسکو اُٹھا لاؤن اپنے درۂ کوہ مین لاکر گانا سُنون پھر سوچی کہ ای سنگین
قدرت نے لکھا تھا کہ ای سنگین جادو عمرو کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ عمرو کسی طور سے تیرے پاس
آئے اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہوگا ہر چند کہ گانے کا اُسکے بھی کمال مشہور ہی اور گانے کے
فقرے مین اُسنے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا مگر ایسا کمال تو نہ ہوگا کہ جانور گانا سُن رہے ہین
شیر کچھار سے نکل آئے ہین یہ کسی خداوند کی کرامت ہی کہ سب جانور تسخیر ہو گئے سوچتے سوچتے
اپنے مقام سے اُڑی سر پر خواجہ کے آکر تھرائی عمرو نے دیکھا کہ زمین پر عکس پڑا اپنے دل مین
سمجھے کہ ساحرہ آئی تمھین اُٹھا لیجائیگی یہ سوچکر کمر سے عطر بیہوشی نکالا تمام بدن مین مل لیا اور کپڑون
پر بھی ڈالا سنگین جادو کر ٹلک کر گری کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی کوئی دس قدم بلند ہوئی تھی کہ عطر بیہوشی
کی بو دماغ مین پہونچی لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلی خواجہ پنجے سے چھوٹے خواجہ نے اُس حال
مین حلقے کمند کے مارے زمین پر آئے آتے آتے جھٹکا مارا کہ سنگین زمین پہ گری خواجہ بھی
سنبھلے دیکھا کہ سنگین جادو زمین پر بیہوش پڑی ہی جھولی اُسکی ٹٹولی ایک کاغذ مثل عرضی کے
نکلا اُسکا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مین نے جہان آرا و صہبا کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو کو
ابتک نہین پایا اگر حکم ہو تو دونون کو لاؤن مگر یہ ارشاد ہو کہ زندہ لاؤن یا سران دونون
کے حاضر کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن عمرو کو عقل سے دریافت ہوا کہ یہ عرضی لکھی تھی مگر
روانہ نہین کی اب اس عرضی سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر کپڑے تو سنگین کے اُتار لیے
اور ایک خنجر مارا کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوے سنگین کے مرتے ہی جہان آرا و صہبا کو
درۂ کوہ مین ہوش آیا مگر زبانون مین سوزن ہی اُٹھ نہین سکتین خواجہ عمرو ڈھونڈھتے ہوے
درۂ کوہ مین آئے دیکھا کہ صہبا و جہان آرا حیران بیٹھی ہین عمرو نے آکر اُنکی زبانون سے

سوزن نکالی دونون نے حال پوچھا خواجہ نے حال قتل سنگین بیان کیا دونون شاہزادیان اپنے
مقام سے اُٹھین جہان آرا نے پوچھا کہ خواجہ اب کیا قصد ہی خواجہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ
دربار مین خیال سکندری کے جاؤن جہان آرا نے کہا کہ خواجہ وہ حکیم مکار و جعلساز
و شعبدہ باز ہی ایسا نہ ہو کہ تمکو پہچان لے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی جب
دامن گرد کا شگافتہ ہوا جہان آرا نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار اُسکے پیچھے تین لاکھ
ساحر تخت اُڑا کر قریب پہاڑ کے آئی آواز دی کہ ملکہ سنگین جادو کیا کرتی ہو خواجہ تو
گلیم اوڑھ کر مخفی ہوے مگر کوہ انداز جادو نے دیکھا کہ لاشہ سنگین کا جنگل مین پڑا ہی
بے اختیار چیخ مار کر روئی کہتی ہی کہ کیون بہن تمکو کسنے مارا تم تو نہایت ہوشیار تھین یہ کہہ کے
چند دانے ماش کے اُچھالے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری کنیز کو معلوم ہو
کہ قاتل میری بہن کا کہان ہی کہ مین اُسکو قتل کرون کچھ تو دل کو تسکین ہو ایک تڑاقہ ہوا شعلہ چمکا
آواز آئی کہ اے کوہ انداز جادو صہبا ے شیرین کلام و جہان آرا خود باعث قتل
سنگین ہوئین درۂ کوہ مین چھپی ہین کوہ انداز نے جو یہ لفظ سُنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس
پہاڑ کو گھیر لو تین لاکھ فوج نے پہاڑ کو گھیرا چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے
جہان آرا و صہبا نے دیکھا کہ اگر یہ پہاڑ گریگا تو ہم دب جائین گے گولے ہاتھ مین لیکے نکلین
اُس فوج سے لڑنے لگین خواجہ نے خیال کیا کہ پہاڑ جنبش مین ہی ایسا نہ ہو کہ پہاڑ گر پڑے
تو غضب ہو خواجہ گلیم اوڑھے ہوے پہاڑ سے نکلے حقۂ آتشبازی مارا ساحر جلنے لگے صہبا و
جہان آرا بھی سحر کر رہی ہین کُل فوج نے دونون کو گھیرا ہی چہار جانب سے بلوہ ہی
کوہ انداز نے دور سے دیکھا کہ جہان آرا و صہبا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین اِدھر
کوہ انداز بھی لڑتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی للکارا کہ کیون جہان آرا تمنے کچھ
خیال خداوند نہین کیا خداے نادیدہ کی اطاعت کی جاگتی جوت کے خداوند کو چھوڑا
اب تم میرے ہاتھ سے نہ بچو گی یقین ہی کہ قدرت ظہور فرمائین تمکو سزا ملے قعر جہنم مین پھنکوادین
تا روز قیامت تمھاری رہائی نہ ہوگی یہ کہہ کے گولہ مارا گولہ قریب سر جہان آرا آکر پھٹا دھوان
نکلا شعلے چمکے ایک شعلہ جہان آرا پر گرا جہان آرا چرخ کھا کر گری کوہ انداز جادو نے

ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو چار جانب سے ساحر بڑھے کہ جہان آرا کو اُٹھالین صہبا
نے بڑھ کر سحر کیا کئی سو ساحر مرکر گرے کوہ انداز نے جو صہبا کو سحر کرتے دیکھا پُکار کر آواز دی
کہ او صہبا تجکو کاہیکا نشہ ہی خوف خداوند دل سے بُھلایا دیکھ تیری بیٹی کو تو مین نے بیہوش کیا
صہبا گرد بیٹی کے پھرنے لگی خواجہ ایک گوشے مین سے حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کوہ انداز
حیران ہی کہ یہ آگ کون برساتا ہی پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری صہبا بڑی
ساحرہ سخت ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھون کیا انجام ہو صہبا گرد جہان آرا پھر رہی ہی
چاہتی ہی کہ کسی کو اُٹھانے نہ دون اور ساحر بلوہ کرکے آتے ہین چاہتے ہین کہ جہان آرا کو
اُٹھالین مگر صہبا سحر کامل کر رہی ہی جدھر ماش کے دانے پھینک مارے سو دو سو جل کر گرے
ساحر قریب نہین آنے پاتے ہرطرف سے بلوہ کرکے آتے ہین مگر جہان آرا کو اُٹھا نہین سکتے یہ ہر
مرتبہ جب سحر کرتی ہی سو دو سو مر کر گرتے ہین کئی ہزار ساحر صہبا نے مارے کوہ انداز خوف
سے قریب نہین آتی ڈر رہی ہی کہ ایسا نہ ہو سحر صہبا کا مجھپر چل جائے اسکے سحر سے نہ بچونگی ہر مرتبہ
پُکارتی ہی کہ یا خداوند خیال سکندری مدد کیجیے قضائے کار نظام جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہی
سحر تیار کر رہا ہی کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کوہ انداز پُکار رہی ہی اپنے مقام سے اُٹھا
پوجا پاٹ کر رہا تھا اگیاری سے شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای نظام کیون اپنے تئین مصیبت مین
ڈالتا ہی عمرو ایسا عیار اُس مقام پر موجود ہی ایسا نہ ہو کہ تیرے ساتھ فتور کرے نظام جادو
نے کچھ خیال نہ کیا سوچا کہ بیر غل مچا رہے ہین انکو خوراک دینے کا وقت تھا خوراک نہین پہونچی
تو ایسی ایسی باتین کرتے ہین اُڑ کر چلا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی کہ ای نظام تجھے کچھ انجام
کی خبر نہین ہی مگر نظام اُڑتا ہوا چلا اُس مقام پر آیا دور سے دیکھا کہ جنگ ہو رہی ہی ہزارہا
ساحرونکا بلوہ ہی بیچ مین ایک ساحرہ بیہوش پڑی ہی ایک ساحرہ گرد لہرا رہی ہی اسنے ایک
گولہ مارا کوہ انداز نے دیکھا کہ اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین نظام چلا کہ جہان آرا
و صہبا کو اُٹھالون خواجہ جو پہلوے نخل مین کھڑے تھے لپک کر جال الیاسی مارا جہان آرا
کو کھینچ کر زنبیل مین رکھا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دادا آدم درویش از کل عالم بیش مجکو صورت ملکہ
جہان آرا کی عطا کیجیے فوراً صورت جہان آرا کی ہو گئی وہین پر اپنے کو گرا دیا نظام جو

تڑاپ کر گرا صہبا کی کمر مین پنجہ دیا اور جہان آرا اے نقلی کو بھی اُٹھا لیا لیکر طرف آسمان کے چلا اور پکار کر آواز دی کہ ای کوہ انداز تم پلٹ جاؤ منم نظام جادو صہبا و جہان آرا کو مین لیے جاتا ہون کوہ انداز نے جو دیکھا کہ نظام صہبا و جہان آرا کو لے گیا اپنے لاشے اُٹھوائے ارتھیان بنوائین چند ساحر ساتھ کیے کہ انکو لیجا کر جلا دو ساحر اُن لاشون کو لے گئے کوہ انداز ایک طرف روانہ ہوئی مگر نظام جادو جو صہبا و جہان آرا کو لیکر چلا قضاے کار ہوشنگ جادو اپنے باغ مین بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر قوی ہیکل دو شاہزادیان کہ نہایت حسین وجمیل ہین پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی ہوشنگ پوجا پاٹ کر رہا تھا دہین سے ایک گولہ اُٹھایا اُسپر سحر کر کے پھینک مارا سینے پر نظام کے پڑا کہ توڑ کے پشت کو پار گذرا دونون شاہزادیان پنجے سے اُسکے چھوٹین ہوشنگ نے صہبا کو روکا جہان آرا مسند پر گری ہوشنگ نے سحر پڑھ کر ہوشیار کیا خواجہ نے آنکھ کھولتے ہی کہا کہ یاخداوند تیرے صدقے تیرا جلسہ کیا لطف سے آراستہ ہی ہوشنگ نے کہا کہ ای جہان آرا کیا دیکھ رہی ہو جہان آرا اے نقلی نے عرض کی کہ ای ساحر جلیل مین صحبت خداوند مین تھی گانا ہو رہا تھا قدرت ہنس رہے تھے مین بھی غزل عاشقانہ گا رہی تھی بلکہ تم بھی سنو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی تھی

نظم

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی دشتِ غبار انگیز کا
مین اک بگولہ بنگیا صحراے وحشت خیز کا

تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان
دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا

شوقِ شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا
ظالم رگِ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا

بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین
دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دست آویز کا

آشفتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گل بھی ہی
سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا

ساقی تو یہ پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے
پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا

پڑھ کر دہی پیمان شکن ای نامہ بر سمجھائیگا
ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا

جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اِسکی دوا
پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا

بیداگر سے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر
میری اس آہِ گرم کا تیری نگاہِ تیز کا

ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے | دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو بیقرار ہوگیا کہا کہ ای جہان آرا تو خدمت مین خداوندکی بیٹھی تھی یہ کون جادوگر تھا جو تجکو لیے جاتا تھا خواجہ نے کہا کہ مین نہین جانتی یہ کون شخص تھا اور مجکو کہان لیے جاتا تھا مگر ای شہنشاہ ساحران تم تو بیان کرو کہ تمنے مجھے کیونکر رہا کیا کیا باعث ہوا ہوشنگ نے کہا کہ ای جہان آرا ساحرون نے مجکو یہ خبر سُنائی تھی کہ جہان آرا شریک مسلمانان ہوگئی اور خداوند خیال سکندری کو بالکل فراموش کیا لیکن تم صحبت خداوندی مین پہونچین اور قدرت نے تمکو علم موسیقی عطا کیا ای ملکہ جہان آرا اصل تو یہ ہی کہ قدرت نے تمکو سردار علم موسیقی والونکا کیا ہی تمنے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ دل بیقرار ہوگیا لیکن دل مشتاق ہی کہ پھر تمھارا اگا تا سُنیے خواجہ نے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران جلسہ جمائو بعد اسکے مجکو خدمت خداوند مین لیچلو قدرت نے ناحق مجپر غصہ کیا ہی مین قدیم تابعدار ہون قدرت مجکو مغضوب نہ کرین ہوشنگ جادو نے کہا کہ جب مین خدمت خداوند مین گیا قدرت نے تمھارا ہی ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ ہمین جہان آرا سے یہ امید نہ تھی جس وقت تم چلکر عذر کروگی قدرت بخوشی قبول کرینگے مین وعدہ کرتا ہون کہ صفائی کرادونگا اس طور کی خواجہ نے باتین کین کہ ہوشنگ نے کنیزون کو آواز دی کہ ارے شراب وکباب لائو کنیزون نے گلابیان لاکر رکھین کشتیان کباب کی حاضر ہوئین ہوشنگ نے پوچھا کہ کیون جہان آرا مان تمھاری کیون گرفتار ہوئین ساحر تمکو کہان لیے جاتا تھا صاف صاف بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مین اور مان میری برابر پہاڑکے کھڑی شکار کھیل رہی تھی سنگین جادو کسی سے لڑی اور قتل ہوئی مین نے جو دیکھا کہ لاشہ پڑا ہی مین بھی درۂ کوہ مین جاکر ٹھری کوہ انداز جادو اُسکی بہن تین لاکھ ساحرون سے آئی اُسنے جو بہن کا لاشہ دیکھا اور ہم مان بیٹی کو اُس مقام پر پایا سمجھی کہ یہی میری بہن کے قاتل ہین ساحرونسے اشارہ کیا کہ انکو گرفتار کرلو ای شہنشاہ ساحران ہرچند کہ تین لاکھ ساحرونکا بلوہ تھا مگر ہم دونون اُسنے لڑے کوہ انداز کی مجال نہ تھی کہ ہمپر ہاتھ ڈالتی وہ پلٹ پلٹ کر خداوند خیال سکندری کو پُکارنے لگی نظام جادو نہین معلوم کہان سے

آئنا تھا غفلت مین ہم دونون پر گرا نہین معلوم کہان لیچلا تھا تمکو قدرت سلامت رکھے کہ تمنے اُسکو مارا ہمکو بچایا ہم تمھارے شکر گزار ہین ہوشنگ جادو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب یہ احسان کرو کہ سب عیش ونشاط مہیا ہی چند اشعار گاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ ای ہوشنگ جادو تمنے جان بخشی کی تمسے کسی بارے مین انکار ہوسکتا ہی اب تو ہوشنگ جادو نے ملکہ صہبا کو بھی ہوشیار کیا بڑا ایہی خیال ہی کہ صبح ہوتے ان مان بیٹیون کو لیجاکر قدرت سے ملادون یہ اپنے اپنے عہدون پر جائین انکے مقام ویران پڑے ہین اُنھین جاکر آباد کرین تو مین خوش ہون خواجہ بیچ مین آئے سامنے مسند کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دیکھے ترچھی نگاہون سے اِدھر اچھی طرح — سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح
قصد کرنا آہ کرنے کا نہ ای دل عشق مین — آہ مین جب تک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
ہمنے دل دیکر کسی کو ہاے پھر کیون لے لیا — کیا بُرائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقون کے حال بد پر آپ ہنسیے شوق سے — یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھول کر اچھی طرح
ایکی یون جلوہ دکھاؤ حشر تک آئے نہ ہوش — بیخبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح
دیکھکر اپنی جھلک آئینے مین غش ہو گئے — کہیے کیا ہوتا جو ملجاتی نظر اچھی طرح
قصد اُٹھنے کا اگر بہر خرام ناز ہی — زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
پانی تصویر تصور پر کسی کے پھر نہ جائے — دیکھ رکھنا اسکو تو ای چشم تر اچھی طرح
کیا جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھیے — بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح
یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی — مل نہ لے ہاتھون کو جب تک لاش پر اچھی طرح
مل نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جلد تم — چند دن سہیلے پھرالو در بدر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آنکلا ہی سینے کی طرف — پوچھتا ہی دل کہ ای درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہی شب فرقت نہین پہچان لے — آج تو میری دعا کو ای اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پر سر تھا جلال — کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو اُٹھ کھڑا ہوا صورت جہان آرا کی دیکھکر بیتاب ہی چاہتا ہی یہ کسی طرح مجکو قبول کرے تو مین اسکو خاتون محل قرار دون یہ کیا

نازنین مہ جبین ہی اور گانے مین تو بے مثل و بے نظیر ہی کس رنگ مین غزل گائی کہ دل بیقرار کردیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا مگر خواجہ نے گلابیان کھینچین اُلٹ پلٹ کرنے لگے بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے ہوشنگ جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا لو صاحب ایک جام میرے ہاتھ سے پیو اب خدا وند ایسی تقدیر کرین کہ ہماری تمھاری اب ایک ہی مقام پر بسر ہو ہمارا ابھی دل تمکو چاہتا ہی ہرچند کہ ہوشنگ جادو بہت ہوشیار ہی کئی طائر بھی آشیانون سے پھڑک کر گرے اور بزمزمہ سرائی آواز دینے لگے مگر ہوشنگ جادو گلے مین ہاتھ ڈال دینے سے ایسا خوش ہوا کہ بے اندیشۂ انجام پی گیا صہبا سے اشارہ کیا کہ تم بھی پیو اور سب کنیزون کو بھی پلاؤ سب کنیزون نے بھی شراب پی جب سب کو شراب پلاچکے بیٹھکر چند شعر گائے ہوشنگ اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی بیہوش ہوکے گرا کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش فرش ہوئین خواجہ نے پہلے ہوشنگ کو قتل کیا درخت جلنے لگے تمام باغ جل کر خاک ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشنگ جادو بود ملکہ صہبا نے گھبراکر کہا کہ کیون خواجہ اُس بدنصیب کو کہان چھوڑا جہان آرا کا خیال آپکو نہ رہا خواجہ نے کہا کہ ملکہ نہ گھبراؤ جہان آرا میرے پاس موجود ہی صہبا نے کہا کہ خواجہ میری تسکین کو نہ کہو مجھے جہان آرا کی صورت دکھاؤ خواجہ نے زنبیل سے جہان آرا کو نکالا جہان آرا زنبیل سے ہنستی ہوئی نکلی دوڑکر خواجہ سے لپٹ گئی کہا خواجہ زنبیل مین عجب تماشے دیکھے جب آپ نے مجکو داخل کیا اور پکار کر آواز دی کہ یہ ہماری مہمان ہی کئی شاہزادیان براے استقبال دوڑین مجکو ہاتھون ہاتھ ایک قصر عالی مین لیگئین لیجاکر مسند پر بٹھایا ناچ گانا شروع ہوا کیا کہون کہ اُن شاہزادیون نے کیا کیا خاطرین کین شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا اب صبح کو دریا پر لے گئی تھین بجرے زور قین آکر آراستہ ہوئین ارادہ تھا کہ نواڑہ کھیلنے کو لیجائین ہر ایک شاہزادی کا یہی قول تھا کہ صاحبو خاطر کرو یہ منظور نظر شہنشاہ عیاران ہین ایک شاہزادی یہی کہ رہی تھی کہ بجرے پر سوار ہو جیسے شکار ماہی ہو کا ہی حال کھلے خواجہ سب طرح کے سامان وہان موجود ہین چاہتی تھی کہ بجرے پر سوار ہون کسنے آواز دی جہان آرا کو لاؤ سب شاہزادیان یہانتک آکے پہونچا گئین عجب تماشا دیکھا آپکی

بزرگی اب دل مین سمائی کئی سو قلعے ہین کہ سب آپ ہی کے خراج گزار ہین ناظم کیا کیا عمدہ رکھے ہین ابکی سال غلہ خوب پیدا ہوا اب یہ مہنگی موقوف ہو گی لیکن خواجہ ایک بات کا حکم دو کہ بیرونجات کے جو تاجر آتے ہین کوئی لاکھ کا خریدتا ہی کوئی پچاس ہزار کا خریدتا ہی خواجہ صاحب ایک سال کو حکم کر دیجیے کہ تاجران بیرونجات نہ آوین اُنکے آنے سے آپ کے قلعہ جات مین گرانی ہوتی ہی ایک سال کے لیے ممانعت ہونی ضرور ہی خواجہ نے کہا کہ ای جہان آرا معقدمۂ تاجران مین دم مارنے کی جگہ نہین ہی اُنکو مین نہ منع کرونگا محصول بھی نہ چھوڑیگا جس وقت خدا کو منظور ہوگا غلہ سستا ہو جائیگا جہان آرا نے لاشۂ ہوشنگ دیکھ کر کہا کہ اب یہانسے نکلیے اب آگے بڑھکر صحراے رشک افزا ملیگا اُس سے گذر دشوار ہوگا مجکو بڑا تردد ہی خواجہ و جہان آرا وصہباے شیرین کلام باغ سے نکلے لیکن خواجہ نے سب کنیزدن کے لباس اُتار لیے باہر نکلکر طرف صحرا کے چلے ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا تمام صحرا پھولا پھلا ہوا بار اثمار سے نخل جھکے ہوے شاخین شکریۂ باغبان قضا و قدر مین سربسجود ہین سجدۂ بانی بہار مین بدل موجود ہین ایک جانب پہاڑ مثل گلدستے کے آراستہ ہین درخت قطار در قطار زیر نخل پھولونکے انبار آبرو پرآبشار درختون پر طائرون کی پکار ہر سمت جوش بہار جہان آرا و صہبا و عمرو اس تماشے کو دیکھ رہے ہین قدرت باغبان قضا و قدر پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ خواجہ نے کہا کہ ای جہان آرا کیا عمدہ صحرا ہی قدرت باغبان قضا و قدر کا تماشا ہی جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اسی جنگل کو صحراے رشک افزا کہتے ہین اُس حکیم مردود نے اس صحرا کو بڑا زور دیا ہی اور یہ جنگل دور تک ہی قدم اُٹھا کر چلیے اگر یہانسے بخیر و خوبی نکل جائین تو یہ حفاظت حافظ حقیقی ہی یہانکی بہار کو دیکھ کر دل کانپ رہا ہی کہ خداوند کریم جلد یہانسے نجات دے خواجہ عمرو جہان آرا سے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی ملکہ جہان آرا نے کہا کہ دیکھو خواجہ میلے والے لوگ آتے ہین ہمسے الگ رہو ایک مقام پر ٹھہرو تماشا دیکھو ہم ماں بیٹی الگ سے تماشا دیکھتے ہین خواجہ ایک گوشے مین گلیم اوڑھ کر کھڑے ہوے جہان آرا و صہبا ایک طرف ٹھہرین دیکھا کہ غول کے غول غٹ کے غٹ زمیندار کے آنے لگے جو آیا اُسنے ایک طرف فرش بچھوایا ٹھاکر صاحب ڈھال پھٹکا باندھے ہوے

دُہری مرزائی گلے مین نیچے نینوا و پر نین سکھ انگوچھا سر پہ بندھا ہوا اُد راج کا مالا گلے مین ایک دانہ مونگے کا ایک دانہ سونے کا ملازمون نے ایک مسند لاکر لگا دی ایک تھیلے مین پیال بھر دی ٹھاکر صاحب اُسپر تکیہ کرکے بیٹھے ساتھ والے اسامی بھی بیٹھنے لگے ٹھاکر صاحب نے سپر آگے رکھ لی برچھی گاڑ دی تلوار کو زانو ون پر رکھا تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ تمام جنگل زمیندارون سے بھر گیا جہان تک نگاہ کام کرتی ہی گنوارون سے جنگل بھرا ہی دیہات کی بازارین آراستہ ہونے لگین بقال آکر بیٹھا ٹوکرون مین اناج بھرا ہوا گڑ کی بھیلیان ایک ٹوکرے مین رکھی ہوئین خرید و فروخت ہونے لگی ٹھاکر صاحب نے کچھ منگوایا وہین بیٹھ کر کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین گرم بازاری کا ہلڑ ہوا ہر مقام پر بھانڈ بھگتنین ناچ رہی ہین ٹھاکر صاحب کے سامنے آکر مجرا کیا ٹھاکر صاحب نے ٹینٹ سے نکالکر کچھ پیسے پھینکے اب خواجہ نے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک کنوان ظاہر ہوا گرد اُس کنوین کے زمیندارون نے آکر ہجوم کیا کئی سو برہمن تہمبری دھوتیان باندھے ہوے ماتھون مین تلک لگا ہوا گرد آکر کنوئین کے بیٹھ گئے پوتھیان نکالین جاپ کرنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ یا خداوند خیال سکندری تیری قدرت کے قربان کہ اس صحرا مین یہ سامان عطا فرمایا ہے ناگاہ کنوئین سے شعلے نکلنے لگے جس مقام پر صہبا و جہان آرا کھڑی ہین دو شعلے بھڑک کر اُس مقام پر آئے گرد اُنکے سرون کے چرخ مارا اور پھر شعلے کنوئین مین پہونچے جہان آرا و صہبا یا تو کھڑی تماشا دیکھ رہی تھین یا اپنے مقام سے بڑھین اور طرف کنوئین کے چلین راہ مین جو کسی نے پوچھا کہ شاہزادیو تم کہان جاتی ہو کچھ جواب نہ دیا یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد
سُن لے تو اُسکو دھیان سے قاصد

اب تو مرتا ہون جان سے قاصد
باز آ امتحان سے قاصد

دیکھ پھر کر اُدھر سے بھی آنا
تو اسی آن بان سے قاصد

کیا لکھون خط قلم بھی اُٹھتا ہی
کہین مجھ ناتوان سے قاصد

میری کہکر کچھ اُسکی بھی سُننا
ہاے بہرا ہی کان سے قاصد

بھیجنا ہی جو یار کو پیغام
وہ کہون کس زبان سے قاصد

نامۂ شوق کا جواب تو لا
ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد

ہمنے کسکی خبر کو بھیجدیا
گئے دونون جہان سے قاصد

منگئی میری قبر اب دریار
پائین گے کس نشان سے قاصد

کیون نہ اُس ماہ تک رسائی ہو
جب ملین آسمان سے قاصد

نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال
جاکے اُسکے مکان سے قاصد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صہبا وجہان آرا مبہوت ہوکر طرف کنوئین کے جاتی ہین ایک گنوار کی شکل بنکر قریب صہبا وجہان آرا کے آئے اور جہان آرا کا ہاتھ تھام کر کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو صہبا نے جھڑک کر جواب دیا کہ ای شخص ہمکو نہ روک خداوند کو دیکھنے جاتے ہین خواجہ نے چپکے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم منم مہر سپہر عیاری جہان آرا نے پکار کر جواب دیا کہ ای خواجہ مجکو نہ روکو مین غل مچاؤنگی کہ عمرو عیار مجکو روکتا ہی عمرو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا ہزارہا گنوار جمع ہین صہبا وجہان آرا اُسی جوش وخروش مین قریب کنوئین کے پہونچین پہلے سجدہ کیا پھر جھانک کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند مین آؤن اور قہقہہ مار کے ہنسین جہان آرا نے کہا کہ ای مادر مہربان دیکھو دربار قدرت آراستہ ہی قدرت ہمکو بلاتے ہین یہ کہکر دونون کنوئین مین پھاند پڑین کنوئین سے شعلہ ہاے آتش نکلے اب خواجہ نے یہ معاملہ دیکھا کہ جب دونون شاہزادیان کنوئین مین پھاند پڑین اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے کہ سب زمیندار جل کر خاک ہوے تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ کوئی زمیندار نہین ہی جابجا خاک کے ڈھیر ہین ہوش اُڑ گئے جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا عجائب وغرائب ہین دم بھر ہین ایسا عمدہ میلا آراستہ ہوا اب جنگل سنسان کف دست میدان معلوم ہوتا ہی انسان و حیوان کا نام نہین خواجہ کو صہبا وجہان آرا کا بڑا قلق ہی جی مین کہتے ہین کہ ان شاہزادیون سے اُس حکیم کو بڑے قلق پہونچے ہین چلکر دیکھو تو اس کنوئین مین کیا ہی مگر بصورت اصلی چلنا بہتر نہین زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال بندر کی نکالی اُسکو جسم پر آراستہ کیا آئینہ مین صورت دیکھی صاف معلوم ہوا کہ ایک میمون کلان بیٹھا ہی خواجہ عمرو بندر کی شکل بنے قریب کنوئین کے آئے اب جو جھانک کر دیکھا تو کنوئین مین پانی معلوم ہوا خواجہ نے سر ہٹا لیا پھر جو جھانکا

تو یہ معلوم ہوا کہ پانی بھی کنوئین مین نہین ہی اسقدر اندھیرا ہی کہ کچھ نہین سوجھتا کئی مرتبہ خواجہ نے جھانکا اور ارادہ کیا کہ کنوئین مین پھاند پڑون مگر دل نے قبول نہ کیا ہر مرتبہ یہی سوچتے ہین کہ خواجہ کنوئین مین گر کر کہان پہونچو کیا طلسم ہی کہ جسپر دل گواہی نہین دیتا کئی مرتبہ جھانکے ایک مرتبہ پانی نظر آیا ایک مرتبہ اندھیرا دیکھا تیسری مرتبہ جھکے تو دیکھا ایک شخص لحیم و شحیم تخت پر بیٹھا ہی گرد ہزارہا تاجدار تاج سرون پر لباس فاخرہ زیب جسم بعد تاجدارون کے ہزارہا ساحران غدار دنگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی محفل عیش و نشاط گرم میخوار بے شرم عمرو نے جو یہ جلسہ دیکھا اور زیادہ خائف ہوے دل مین کہا کہ ای خواجہ یہ کیا معرکہ ہی ایک مرتبہ پانی دیکھا دوبارہ اندھیرا سہ بارہ یہ دربار عالی اس سوچ مین خواجہ بیٹھے ہین کہ جنگل سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر کلان کچھار سے نکلا ڈکارتا ہوا اسی طرف آتا ہی خواجہ نے چاہا کہ اُچک کر درخت پہ جاؤن کہ وہ شیر قریب آگیا اور خواجہ عمرو پر آنکھین نکالنے لگا خواجہ گھبرا گئے کہ اب کس طرف جاؤن وہ شیر قریب آگیا خواجہ عمرو کو جلدی مین کچھ نہ بن پڑا جان کے خوف سے کنوئین مین پھاند پڑے وہ شیر طرف صحرا کے غائب ہو گیا خواجہ جو کنوئین مین گرے دیکھا کہ دربار عالی آراستہ ہی وہی ساحر و تاجدار بیٹھے ہین اور ایک شخص تخت پر کریہ منظر بدصورت ایک معشوق پریچہرہ پہلو مین اُسکے کہ جسکا نام ملکہ نیسان گہربار ہی ہر مرتبہ شراب پیتا ہی اور اُس نازنین کو پلاتا ہی جب بوسے کو منھ بڑھاتا ہی تو وہ مہ جبین بہ کراہت مُنھ کو پھیر لیتی ہی اور کہتی ہی کہ یا خداوند قاعدے سے بیٹھیے وہ ساحر مُنھ ہٹا لیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان دل بوس و کنار کا مشتاق ہی سب نے دیکھا کہ ایک میمون کلان محفل مین آیا وہ میمون چہار جانب اُچکتا پھرتا ہی ساحرون نے قہقہہ مارا کہا کہ یا خداوند دیکھیے یہ بندر کہاں سے آیا اُس نازنین نے چمکار کر کہا کہ ارے یہ کسی کا پالو ہی دیکھو گلے مین پٹا بھی پڑا ہی جیسے ہی اُس نازنین نے ہاتھ بڑھایا خواجہ اُچک کر اُسکی گود مین جا بیٹھے ایک گائن رقص کر رہی تھی تال و سم پہ ہاتھ پاؤن ہلانے لگے سر بھی ہلا دیتے ہین گائن نے کہا کہ بی نیسان گہربار صاحب دیکھیے بندر آپ کا تال و سم پر ہاتھ ہلاتا ہی ملکہ نے ہاتھ ہلا کر کہا کہ ہان میان میمون تم بھی

ناچو یہ جو نیسان نے کہا خواجہ کو دکر محفل مین آئے اُسی صورت پر رقص کرنے لگے ہر مرتبہ پائون بجاتے ہین سر بھی ہلاتے جاتے ہین سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین مگر بقراط ثانی چپ بیٹھا ہی نیسان نے کہا کہ یا خداوند آپ تماشا دیکھ رہے ہین کہ یہ بندر کس مزے سے ناچتا ہی بقراط ثانی نے کہا کہ ای جان جہان قدرت کو تر دو دہی کہ آج دن میلے کا تھا جنگل مین جاؤ ہوا قدرت بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے کہ کسی زمیندار کے ساتھ بندر نہ تھا ایسا شائستہ بندر کہانسے آیا یکایک بندر اُچک کر بقراط ثانی کی بھی گود مین جا بیٹھا ریش فش مین جوئین دیکھنے لگا نیسان جادو نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہا کہ لھو رقص کرو بندر پھر اُچک کے رقاصہ کے پاس آیا رقاصہ کے پائون پکڑ پکڑ کے ہلاتا ہی مراد یہ ہی کہ رقص کرو رقاصہ فوراً پائون بجانے لگی میمون بھی سر ہلانے لگا ہر سم پہ سر ہلاتا ہی مُنھ کھول کر رہجاتا ہی چاہتا ہی کہ گاؤن مگر آواز سے ناچار ہی نیسان گھر بار نے کئی مرتبہ گود مین لیا بندر جب گود مین بیٹھتا ہی تو سر مین جوئین دیکھتا ہی کبھی ہاتھ ہلاتا ہی کبھی پائون بجاتا ہی کبھی سم پہ سر ہلاتا ہی ساری محفل کو تماشا ہو گیا جو چمکار کے بُلاتا ہی اُسکی گود مین جا بیٹھتا ہی ساری محفل مین پھرا سب ساحرون نے گود مین لیا مُنھ سے مُنھ ملا دیتا ہی مگر گانے پر بہت بیچین ہوتا ہی جب رقاصہ گاتی ہی تو سر ہلاتا ہی مُنھ کھولدیتا ہی گانے کا اشارہ کرتا ہی جب نیسان نے کئی مرتبہ کہا کہ میان لھو گاؤ بندر نے طبلیے کو اشارہ کیا وہ تو طبلہ بجانے لگا بندر موٹی آواز سے سر ہلا ہلا کے یہ اشعار گانے لگا اشعار ہر ایک کی سمجھ مین آتے ہین صاف یہ اشعار ثابت ہوتے ہین

نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شبِ غم تھا ۔۔۔ جب قصد کیا عرشِ برین زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شبِ فرقت ۔۔۔ یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے آگے ۔۔۔ ہم قابلِ بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا
تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی ۔۔۔ دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا
جو یاے کمر بھی نگہ شوق جو ای یار ۔۔۔ منظور شب وصل تماشاے عدم تھا
پایا بھی اگر دیدہ و دل مین تو اُسی کو ۔۔۔ دیکھا تو وُہی جلوہ گرِ دیر و حرم تھا
دل دے کے اُنھین جان دی الدری ہمت ۔۔۔ پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا

پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین	وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

اس رنگ مین یہ اشعار بندر نے گائے کہ نیسان گھربار نے کاندھے پر بٹھا لیا کہا ایسا نہو کہ
میرے لمھو کو نظر لگے بیٹا اب نہ گاؤ نیسان گود مین لیکر بندر کو اُٹھی اپنے قصر مین چلی بقراط نے
کہا کہ ای نیسان گھربار اس بندر سے ہوشیار رہنا مین نے بہت سوچا کچھ پتہ نہ ملا کہ یہ کہانسے
آیا اس جنگل کا رہنے والا نہین ہی نیسان نے کہا کہ یا خداوند آپ کو بھی کیا کیا خیال آتے ہین
کس امر کا آپ کو خوف ہی کجا بندر کجا عمرو کسی عقلمند نے اسکو پالا ہی ناچنا گانا سکھایا ہی چھوٹکر
چلا آیا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جنگل مین آیا ہنر بیشہ نشین کی نگاہ پڑگئی اُسنے اِسکو
گھیرا ہوگا یہ خوف کے مارے کنوئین مین گر پڑا ناحق کا خیال ہی نیسان بندر کو اپنے کاندھے
پر بٹھا کر اپنے قصر مین لائی دسترخوان بچھا کنیزون نے لاکر خاصہ چنا نیسان نے بندر کو بھی
برابر بٹھا لیا پوچھا کہ لمھو کھانا کھاؤ گے بندر نے نوالہ توڑ کے اول نیسان کے مُنھ مین دیا
نیسان نوالہ کھا گئی اور خوش ہوکر کنیزون سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ بندر مجکو کھانا کھلاتا ہی
سکھانے والے نے خوب سکھایا ہی کنیزین بھی مشتاق ہوکر دسترخوان پر آبیٹھین اشارے کرتی ہین
اور کہتی ہین کہ حضور ہمین تو کھلاوے نیسان نے کہا کہ میان لمھو صاحب ان سب کو بھی کھلاؤ
خواجہ نے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی کھانے مین ملائی ایک ایک نوالہ سب کنیزون کو کھلایا
نیسان نے کہا کہ صاحبو تمنے دیکھا جسنے اسکو پرورش کیا ہی وہ شاید میری ہمشکل ہوگی
اسی وجہ سے میرے اشارے پر کام کرتا ہی یہ کہکر کھانا کھانے سے فراغت کرکے نیسان جو اُٹھی
لڑکھڑا کر گری اور بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین سب کنیزین بھی بیہوش ہوئین جب
سب بیہوش ہوچکین تو خواجہ نے کھال بندر کی اُتار کر زنبیل مین رکھی اور نیسان گھربار کو
بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر آپ بشکل نیسان بنے اور اسی
مقام پر لیٹ رہے کسی کنیز کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہین اور سب کنیزین بھی سوتی ہین
مگر بندر کا نشان نہین گھبرا کر نیسان کو جگایا کہا کہ بی بی اُٹھیے جس بندر کو آپ چاہتی تھین
اُسکا کہین پتہ و نشان نہین یہ سُنتے ہی نیسان نقلی اُٹھی کہا صاحبو غضب ہوا مین تو اُس
بندر کو جان سے زیادہ چاہتی تھی اُسکا غائب ہونا میری جان پر صدمہ ہوا مین اپنے کو

ہلاک کرونگی میرا بندر کہان گیا جلد اُسکو تلاش کرو اور تلاش کرکے لاؤ ایک کنیز گھبرا کے
اُٹھی چہار جانب ڈھونڈھنے لگی کہین نشان بندر کا نہ پایا آخر مجبور ہوکر عرض کی کہ حضور اس
مکان مین تو کہین پتہ نہین چند روتی ہوئی اُٹھین سارا مکان چھان ڈالا کہین بندر کا نشان
نہ پایا سب کنیزون نے عرض کی کہ واری بندر کا نشان نہین ملتا جون جون کنیزین یہ کہتی ہین
ملکہ کی رقت بڑھتی جاتی ہی بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے الماس کی انگوٹھی
جو ملکہ کے ہاتھ مین تھی اُسکو اُتار کر چبانے لگین کنیزون نے جبراً وہ انگوٹھی ہاتھ سے چھین لی جب
کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ نیسان گہربار اپنی جان دینے پر آمادہ ہین ڈر گئین کہ ایسا نہ ہو
انگوٹھی چبا جائین روتی پیٹتی دوڑین کہ جاکر خداوند سے خبر کرین بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی
اور کہہ رہا ہی کہ ملکہ بندر کو لیکر گئی ہین کچھ حال نہ کھلا کہ اُن پر کیا گذری مین مقدمے مین
اس بندر کے بہت حیران ہون کہ یہ بندر کہانسے آیا مین ہر چند خیال کرتا ہون کچھ ذہن مین
نہین آتا نیر کوہ جو میلہ آراستہ کیا تھا حقیقت مین نمود بے بود تھا لیکن کسی زمیندار کے ساتھ
بندر نہین آیا نہ اس صحرا کا رہنے والا ہی یہ صحراے رشک افزا ہمیشہ سے جانورون سے خالی
ہی ہزبر بیشہ نشین نے ایسا انتظام کیا ہی کہ کوئی جانور اِس صحرا مین نہین آتا پھر ایسا شائستہ
بندر کہانسے آیا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین کہا یا خداوند جلد چلیے وہ بندر خود بخود
شب کو غائب ہو گیا ملکہ اُسکے فراق مین جان دینے کا ارادہ کر رہی ہین حضور جلد چلین چل کے
اُنکو روکین وہ بہت اشکبار ہین کہتی ہین کہ اگر بندر نہ ملیگا تو مین زندہ نہ رہونگی یہ سُنکر
بقراط ثانی گھبرا گیا ہم صحبت جو اسکے دربار مین بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ آپ سب صاحب یہین
تشریف رکھین مین ابھی ملکہ کو سمجھا کر آتا ہون عورتین ناقص العقل ہوتی ہین ایسا نہو کہ وہ اپنی
جان دے دے تو قدرت کو بڑا صدمہ ہو یہ کہکر بقراط ثانی چلا اُس مکان مین آیا جہان
ملکہ نیسان گہربار رو رہی ہین دیکھا کہ کنیزین گرد بیچ مین ملکہ پائون پھیلائے بیٹھی ہین اور
سر پیٹ رہی ہین بقراط ثانی قریب آیا کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا ہی کس واسطے روتی ہو مین اور
بندر حکم کر دونگا اُس بندر کی کیا حقیقت تھی ادرای ملکہ بہت بہتر ہوا کہ بندر غائب ہو گیا مجکو
اُس بندر کی نسبت شک تھا ہرچند کہ جانور تھا مگر سُنتا ہون کہ وہ ساربان زادہ بلاے روزگار ہی

ایسا نہ ہو کسی فتور سے اپنے کو یہان تک پہونچائے یہ کہہ کے ہاتھ تھاما کہا کہ ای ملکۂ عالم اب آپ زیادہ گریہ وزاری نہ کرین مجکو قلق ہوتا ہی اچھا ہوا کہ بندر جاتا رہا مجکو ہزارون طرح کے خیال تھے قلب پر ہجوم غم وملال تھے تم بارگاہ مین چلو یہ کہہ کے بارگاہ مین لایا کہا تخت پر بیٹھو نیسان کو تخت پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا گائنون کو طلب کیا ایک گائن سامنے آکر ملکہ نیسان کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

تڑپاتی ہی کیا ابرو دلبر کی لگاوٹ | بسمل سے کیے دیتی ہی یہ خنجر کی لگاوٹ
پھیرا تھا بہ مشکل نگہ ناز سے دل کو | لو پھر لیے جاتی ہی ستمگر کی لگاوٹ
لخت جگر آتے ہین جو رک رہتے ہین آنسو | دیکھے کوئی اپنی مژہ تر کی لگاوٹ
دانستہ وہ ٹھوکر نہ لگاتے مرے سر کو | یہ بخت کی خوبی تھی مقدر کی لگاوٹ
اب چاہے کبھی ہمسے نہ وہ آنکھ ملائے | کافر کی ستم کر گئی دم بھر کی لگاوٹ
کہہ سکتے ہین جادو نہ اسے موہنی ای دل | کچھ اور ہی تھی چشم فسونگر کی لگاوٹ
گو تو نہ کرے قتل چلی جاتی ہی لیکن | قاتل ترے خنجر سے مرے سر کی لگاوٹ
بے یار کسی طرح نہ پیٹھ اپنی لگے گی | بیکار شب غم مین ہی بستر کی لگاوٹ
کیون دوڑ کے مشتاق گلے سے نہ لگائین | تجھسے بھی ہی پیاری ترے خنجر کی لگاوٹ
پہلو مین جلال اس دل بیتاب کو اپنے | کب چھوڑتی ہی ناوک دلبر کی لگاوٹ

گائن یہ اشعار گا رہی ہی بقراط ثانی ملکہ نیسان کو بار بار سمجھاتا جاتا ہی آخر بقراط ثانی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم برا سے قدرت رونا موقوف کرو مجکو قلق ہوتا ہی ای ملکۂ عالم قدرت نے دریافت کیا کہین اُس بندر کا پتہ نہین ملتا ہزبر بیشہ نشین آیا تھا مجھسے کہہ گیا کہ میرے جنگل مین کوئی بندر نہین رہتا اُس وقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی آخر باتون باتون مین ملکہ نے کہا کہ یا خداوندا اس وقت یہ گائن خوب گا رہی ہی مگر مقام تعجب ہی کہ محفل مین ذکر شراب کا نہین ابھی جو میری آنکھ بند ہو گئی تو مین نے سامری وجمشید کو دیکھا کہ کھڑے کہہ رہے ہین ای نیسان کیون روتی ہی مین اُس سے بہتر بندر تیرے واسطے بھیجونگا مگر اس وقت صحبت مین ہم آئے ہین ہر چند کہ اس حکیم نے ہمارا نام مٹایا اپنی خدائی کو روشن کیا لیکن ہمین بھی

خیال ہوا اسکا جاہ و جلال بڑھے تم بلا تامل ساقی گری کرو سب کو شراب پلاؤ ہم تمسے بہت خوش ہونگے بقراط ثانی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمکو تکلیف ہوگی نیسان نقلی نے ازار بند سے کنجی کھول لی اور تخت سے اُٹھی کہا کہ یا خداوند دیکھیے ہمکو سامری و جمشید نے کیسی طاقت عطا کردی یہ کہ کے میخانے مین پہونچی پکار کر آواز دی کہ ہم بحکم سامری ساقی گری کرتے ہین کوئی باقی نہ رہے یہ کہ کے شراب مین بیہوشی ملائی دربار بقراط ثانی وسیع ہی کئی سو تاجدار کئی سو ساحران غدار بیٹھے ہین نیسان گہربار نے تین سو گلابیان آغشتہ بہ داروے بیہوشی درست کین اور محفل مین آتے ہی جام مے ارغوانی سے لبریز کیا سامنے حکیم کے پیش کردیا اور داڑھی ہلا کر کہا کہ لو خداوند شراب پیو حکم قدرت بجالاتی ہون بقراط ثانی بحبت چہرۂ زیبا کو دیکھنے لگا عمرو گھبرائے کہ اسکو کیا گمان ہوا جو بنگاہ غور دیکھتا ہی خواجہ عمرو نے بقراط ثانی سے آنکھ ملا کر یہ چند اشعار قمر کہ مضمون شراب مین تھے شروع کردیے نظم

پھولون کو جانتے ہین پیالا شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو — ساقی اخیر کردیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستون کی آجکل — پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی — پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے — عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار — ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
ای بحرِ حُسن آج تو چل موتی جھیل پر — اپکے ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقیِ مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا

خواجہ نے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار بالحان گائے یا تو بقراط ثانی کو شک ہوا تھا یا یہ اشعار سُنکر شک نکل گیا بجوش و خروش ہاتھ بڑھائے جام ہاتھ مین لیا قصد ہوا کہ پی جاؤن کُل اہلِ محفل مشتاق ہین کہ یہ معشوقۂ پریچہرہ ہمکو بھی جام پلائے ہمارے قریب تو آجائے ایک نگاہ

اسکو دیکھنا عین فرحت ہی دل کو رغبت ہی کہ در بارگاہ پہ ہلڑ ہوا چوبدار نے بڑھ کے عرض کی کہ مہتر چھلاوہ صاحب تشریف لاتے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ بلالو خواجہ عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک عیار طرار برق کردار دروازے سے بارگاہ کے نہ آیا سراپچہ فراگبیج بارگاہ مین آیا جیسے ہی خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی پہچان گیا کبھی اسنے خواجہ عمرو کو دیکھا نہین تھا لیکن چستی و چالاکی دیکھکر کامل شک ہوا جست کرکے برابر بقراط ثانی کے آیا کہا کہ یا خداوند آج کیا سبب ہی کہ معشوقۂ قدرت ساقی گری مین مصروف ہین بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ای مہتر والا گہر سامری و جمشید حکم دیگئے ہین کہ آج ملکہ نیسان گہربار سب کو شراب پلائین ہماری تقدیرات برعکس ہوتی جاتی ہین شاید سامری و جمشید کا رنگ بندھے اس وجہ سے ملکۂ عالم نے ساقی گری اختیار کی ہرچند کہ ما بدولت پر بھی شاق ہی مگر دل اسکے جمال کا مشتاق ہی چھلاوہ نے عرض کی کہ قدرت نے بہت بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ جام جو ملکۂ عالم نے حضور کو دیا ہی اسکو قدرت نہ نوش فرمائین ملکہ کو بخش دین اس جام کو ملکہ نوش کرین بقراط ثانی نے ہاتھ بڑھایا کہا لو ای فیسان مہتر چھلاوہ کی یہ راے ہی کہ اس جام کو تمہین نوش کرو خواجہ عمرو اُس جام مین بیہوشی ملا چکے ہین خوف ہوا کہ اگر پیونگا تو بیہوش ہو جاؤنگا جام تو ہاتھ سے بقراط ثانی کے لے لیا مگر اب سوچ رہے ہین کہ دارو ے دفع بیہوشی اسمین ملاؤن تو بے اندیشۂ انجام پی جاؤن گھائی مین بتا سا دفع بیہوشی کا دبا ہوا تھا چاہا کہ جام مین شریک کرون چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اب تو بے اختیار پکار اُٹھا کہ او ناعیار مین نے تیری چالاکی دیکھ لی خبردار کہان جائیگا بقراط ثانی نے ایک چیخ ماری خواجہ عمرو نے جام تو مُنہ پر چھلاوہ کے پھینک مارا بائین ہاتھ سے تاج بقراط ثانی لیا چھلاوہ کو دولتی ماری کہ چھلاوہ مُنہ کے بھل زمین پر گرا خواجہ عمرو جست کرکے سراپچے کے پار ہوے بقراط ثانی نے کہا کہ ای چھلاوہ لینا اگر یہ عیار ہی تو معشوقہ کو میری کیا کیا چھلاوہ نے فوراً جست کی دیکھا کہ خواجہ عمرو بھاگے جاتے ہین چھلاوہ نے پیچھا کیا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او ناعیار ٹھہر جا اس محفل خلد منزل مین کیونکر آیا معشوقۂ قدرت کو تو نے کیا کیا مین تیرا پیچھا نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بھی لینا لینا کہتے ہوے جاتے ہین

جسکے قریب سے گذرتے ہین وہ ہٹ جاتا ہی گرفتار نہین کرتا جب چھلاوہ قریب اُس شخص کے
پہونچا اور پوچھا کہ کیون نہ گرفتار کیا وہ جواب دیتا ہی کہ مہتر صاحب وہ بھی تو لینا لینا کہتا ہوا
جاتا ہی کیونکر گرفتار کرتے خواجہ عمرو بھاگ کر صحرا مین پہونچے چھلاوہ پیچھے چلا آتا ہی جنگل مین
آکر خواجہ عمرو ٹھہرے پکار کر آواز دی کہ او مکار چلا ہی آتا ہی پیچھا نہین چھوڑتا چھلاوہ نے
آکر نیمچہ مارا خواجہ عمرو نے نیچے کو نیمچے پر روکا دو دو چار چار ہاتھ آپس مین چلے تھے کہ خواجہ
نے سپر کاغذی پشت سے اُتاری چھلاوہ نے جو ہاتھ مارا خواجہ عمرو نے اُس سپر کو سامنے
کر دیا جیسے ہی سپر کاغذی پر نیمچہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی چھلاوہ بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے فوراً
چھلاوہ کی مشکین باندھین قصد ہوا کہ اسکو قتل کرون خیال آیا کہ یہ عیار طرار و فراری
اسکا قتل کرنا بہتر نہین شاید خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے اور یہ مسلمان ہو تو قوت بازو
اور زینت پہلو ہوگا یہ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا چھلاوہ کو اپنی صورت بنایا
آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگا کر جیست و چالاک ہو کر چلے راہ مین
شاگرد والے عیارون نے پوچھا کہ اُستاد کیا معرکہ گذرا یہ پشتارہ کسکا ہی خواجہ عمرو نے کہا
کہ وہی ساربان زادہ ہی نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا دو گھڑی کامل مجھسے لڑا مگر
میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کیا نہین معلوم اس ظالم نے معشوقۂ
خداوندکو کیا کیا خداوند اُسکے واسطے بہت بیقرار ہین اب قدرت کے سامنے تحقیقات ہوگی
شاگرد سب ساتھ ہوے جھپٹے ہوے دربار خداوندی مین آئے بقراط ثانی نے جو اپنے
عیار یعنی چھلاوہ کو دیکھا کہ پشتارہ خواجہ عمرو کا لیے ہوے آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای
شاطر قدرت کیا گذری خواجہ عمرو تو بشکل چھلاوہ ہین کہا یا خداوند اسنے بہت بڑی
بے ادبی کی سر قدرت سے تاج لیا اور لیکر بھاگا بھلا میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا ہر چند
کہ یہ بلاے روزگار ہی مگر مین نے اسے گرفتار کیا لیکن ابھی اسکو ہوشیار نہ کیجیے ہزارون
جل کریگا بڑا مکار و جلساز ہی مجکو اس سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی
ایسا فقرہ کرے کہ قدرت مجھسے بیزار ہو جائین تو مجکو مشکل پڑے مین کہین کا نہ ہون
یہ سُنکر بقراط ثانی نے کہا کہ معشوقہ کیونکر لے اُسکے ہجر مین بہت بیتاب و بیقرار ہون

چھلاوہ نقلی نے عرض کی کہ یا خداوند یہ ساربان زادہ قتل ہو جائے تو گویا کُل مسلمانون کو قتل کیا یہ ظالم برائے رہائی جہان آرا و صہبائے شیرین کلام آیا ہی حقیقت مین بڑی مشکل ہی لیکن بقدرت سامری و جمشید اگر معشوقہ مل جائے تو بڑی بات ہی دل کو یقین نہین یہ کہکر اشارہ کیا کہ عمرو کو ستون سے باندھ دو سبھون نے عمرو کو ستون سے باندھا چھلاوہ نقلی سامنے بقراط ثانی کے کھڑا ہوا کہ یا خداوند اسکی حرکات پر قدرت کو بڑا تعجب ہی مین بھی وہی سب حرکتین کر سکتا ہون پہلے تو گانا سُنیئے کہ یہ ساربان زادہ بھی جانے کہ شاطر قدرت ایسا چست و چالاک و بیباک ہی میرا گانا اُڑا لیا وہی آواز وہی سوز و گداز لیجیے بعد اُسکے ساقی گری کرکے دکھاؤنگا اُسی طرح شراب لاؤن اُسی طرح جام سر پر رکھون اور توڑے لیتا ہوا قریب آپ کے پہونچون تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے عیار نے یعنے چھلاوہ نے اُسی طرح سر سے شراب پلائی بعد اُسکے ساری صحبت کو بھی شراب پلاؤن کمال عیاری دکھاؤن کہ قدرت بہت خوش ہون یہ کہکر پاؤن مین گھنگرو باندھے جام شراب کا معمور کیا جب سر پر رکھ چکا تو شاگردون سے کہا کہ اس ساربان زادے کو بھی ہوشیار کردو یہ بھی تو اپنا حال دیکھے شاگردون نے اپنے اُستاد کو جلدی سے آکر ہوشیار کیا چھلاوہ نے جو یہ اپنا حال زار دیکھا اور منہ بنا پایا خیال کیا کہ مین بندھا ہوا ہون شاگرد میرے گرد جوتیان لیے کھڑے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین جوتی ہی گھبرا کے ایک چیخ ماری اور کہا یا خداوند مین ہون چھلاوہ عیار قدیم آپ کا اس ساربان زادے نے مجکو پکڑ لیا اپنی شکل بنا کر مجکو لایا ہی جلد مجکو رہا کیجیے کہ مین اس ساربان زادے کو سزا دون خواجہ عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ یا خداوند مجکو یہی تردد تھا دیکھیے اسنے نئے طور کا فقرہ نکالا یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند اسکی باتون کا کوئی جواب نہ دے سب خاموش رہین یہ کہکر جھپٹ کر چھلاوہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق و بیحیا اب بھی مکر کرتا ہی کوئی تیری ہرگز نہ سُنے گا شاگردون سے اشارہ کیا کہ اِسکو بولنے نہ دو خوب جوتیان اور طمانچے مارو شاگرد ویسا ہی کر رہے ہین جب چھلاوہ بولا اُسی کے شاگردون نے اُسکو جوتیان اور طمانچے مارے کہا خاموش رہ اگر زیادہ بولیگا تو تجھے قتل کر ڈالین گے

چھلاوہ اپنی جان کو ڈرا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی لیکن خواجہ عمرو نے جام جو سر پر رکھا چھلاوہ گھبرا گیا کبھی شاگردون سے منت کرتا ہی کہ یارو مجھپر زیادہ بدعت نہ کرو ورنہ پچھتاؤگے غرض کہ خواجہ ٹھوکرین لگاتے ہوے تو ڑے لیتے ہوے قریب بقراط ثانی کے آئے کہا کہ ایسے خداوندون کو سرے شراب پلانا چاہیے بقراط ثانی نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر بخوف و خطر پی گیا ابتو خواجہ نے یہ چند اشعار سامنے بقراط ثانی کے گائے

نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب
مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

ابر بہار آ کے چلی ہی ہوا ے سرد
گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے جو
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

ساقی بہار آئی ترے خم کی خیر ہو
الغرض ایک جام تو بھر کر پلا شراب

ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب
مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب

گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب

خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا
ہی میرے حق مین عشق ولی خدا شراب

ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
پیتے ہین رند بھٹیون پر بر ملا شراب

بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہی ساقیا
کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب

موقوف ہیگی اس پہ مری زیست ناصحا
کس طرح چھوڑدون ہو گئی میری غذا شراب

افسوس اپنے دست نگارین سے ایک وز
تو نے پلائی مجھکو نہ اے دلربا شراب

اس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب

سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق مین
میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

بقراط ثانی یہ اشعار سنکر اور شراب پی کر جھومنے لگا اب تو خواجہ عمرو نے دورہ باندھا ساری محفل تعریفین کر رہی ہی اور خواجہ عمرو سب کو شراب پلا رہے ہین چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ دیکھیے کیا انجام ہو اس ظالم نے بڑا رنگ پھیلایا سب کو دام مکر مین پھنسایا شاگردون کو جب اشارے کرتا ہی شاگرد مارنے پر آمادہ ہوتے ہین

کوئی دھول مارتا ہی کوئی سونٹا دکھاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیون بچا سر کیون بچاتے ہو شعبدۂ عیاری دکھاتے ہو چھلاوہ اپنی جان سے بیزار ہی بندھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی خواجہ عمرو مبری صورت پر سب کو شراب پلا رہے ہین انتہا یہ کہ قدرت کو بھی جام پلا دیا ہر چند کہ بقراط ثانی کے کمال نے ظہور کیا تھا کہ جب جام اسنے ہاتھ مین لیا تو اسکو چھینک آئی اور سارا مکان جنبش مین تھا مگر بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای مطیعان قدرت کیون گھبراتے ہو شاطر با دولت کمال دکھا رہا ہی کس لطف سے شراب پلا رہا ہی یہ کہا اور جام پی گیا اب کہنے لگا معلوم ہوتا ہی قدرت بہشت مین بیٹھے ہین اور حورین جمع ہین اپنے اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہین قدرت اُسنے اشارے کر رہے ہین بقراط ثانی یہ باتین کر رہا ہی اور مبہوت بیٹھا ہی خواجہ عمرو نے اس عرصے مین سب کو شراب پلائی اور ہر ایک کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ گاتے جاتے ہین

نظم

کیا کہون جو کہ حقیقت دلِ ناشاد کی ہی　رنج و غم بھاتا ہی طاقت نہین فریاد کی ہی
فرطِ غم سے یہ شکایت دلِ ناشاد کی ہی　کاہش ہجر فلک نے مجھے امداد کی ہی
نہ قفس کرتا ہی وا اور نہ رہا کرتا ہی　گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی
مہ جبین ہوتے ہین دیوانہ صفت جمع یہان　شاید آمد مرے محبوب پریزاد کی ہی
بولے وہ کوئی ستم دیدہ ہی مصروف فغان　آتی آواز مرے کان مین فریاد کی ہی
آشیان چھوڑ کے کیونکر نہ گریزان ہون طیور　باغ مین گرم خبر آمدِ صیاد کی ہی
ایک ہی وار مین کرتی ہی جدا سر تن سے　تیز شمشیر نہایت مرے جلاد کی ہی
سیکڑون جور و ستم روز کیا کرتے ہو　انتہا کچھ بھی تمہاری اجی بیداد کی ہی
یار کے روے کتابی کا جو نقشہ کھینچین　اتنی جرأت تو نہین مانی و بہزاد کی ہی
وصل کی شب ہی لپٹ جاؤ گلے سے آکر　آرزو جان جہان یہ دل ناشاد کی ہی
مین سُناؤن تجھے ای شیرین دہن تو جو کہے　آگئی یاد کہانی سب مجھے فرہاد کی ہی
رشک سے قامتِ موزونکے ترے ای گلرو　جھک گئی دیکھ کمر باغ مین شمشاد کی ہی

یہ اشعار سُنتے ہی اور شراب پیتے ہی ہر شخص محو ہو گیا کسی نے موتیون کا مالہ دیا کسی نے گلا ہ

اُتار کر دی کوئی اچکن اُتارنے لگا کہتا جاتا ہی ای مہتر چھبیلا دہ آج کس لطف سے تمنے شراب پلائی ہی کیا کیا تماشے نظر آرہے ہین ذرا دیکھو تو پونے دو سو خداوند آئے ہین آپس مین اشارے کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ ہم بھی اس صحبت مین آئین کمیدان نے رسالہ دار سے کہا کہ کیون بھائی تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین رسالہ دار نے جواب دیا کہ کتیا نے کیا بھٹ مقرر کیا ہی اور تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو مارو اس حرامزادی کو کمیدان اپنے مقام سے اُٹھے باعث یہ تھا کہ رسالہ دار کو عارضۂ فتق تھا آگے ڈھیر لگا ہوا تھا کمیدان نے اُٹھ کر لات ماری رسالہ دار گھبرا گئے ہائے کر کے گرے مگر کمیدان کی ٹانگین پکڑ کر کھینچ لین دونون گرے اور گرتے ہی بیہوش ہوے ساری محفل مین غدر مچا ہوا ہی کوئی ناچتا ہی کوئی مسخرہ پن کر رہا ہی بقراط ثانی نے جو محفل کا یہ حال دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو کیا میری محفل کو بازار سمجھا ہی جو جائین جائین کر رہے ہو خاموش بیٹھو ورنہ سب کو سنگ سیاہ کر دونگا بہت پچتاؤ گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا مگر تال سہم دل مین بھرا ہوا ہی اُسی طرح ہاتھ ہلاتا ہوا اُٹھا جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ عمرو نے دوڑ کر زیر سر ہاتھ دیا کہ ایسا نہ ہو اسکا سر پھٹ جائے حمزہ کی طرف سے مجھپر آفت آئے یہ سوچکر بقراط ثانی کو بچایا جب سب بیہوش ہوے تو خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد وطرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے اب تو خواجہ عمرو نے لوٹ شروع کی پہلے بقراط ثانی کی ریش تراشی کی ایک بال مونچھ مین باقی رکھا ایک نوشتہ اُسمین باندھا مضمون یہ تھا کہ او ناہنجار و بدکردار و بیجا دعوی خدائی کا کر کے بیٹھا ہی پروردگار سے نہین ڈرتا ہی جی چاہتا تھا کہ تجکو قتل کر ڈالون مگر امیر کو دعا دے کہ مجکو حکم نہین ہی ورنہ تیری ناک کاٹ لیتا کیونکہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہی

کر سونے مین کسی کو قتل نہ کرنا اس وجہ سے تیری جان بچی ورنہ نہ بچتی بقراط ثانی کا یہ حال کرکے اسکا وزیر اعظم سلطان اقلیم گیر ایک طرف بیہوش پڑا تھا اُسکو برہنہ کیا اور کھینچ کر اُس کو قریب بقراط ثانی کے لائے ایک زن حسین کی شکل بنایا پہلو مین بقراط ثانی کے سلا دیا مگر جس طرح عاشق و معشوق سوتے ہین ایک کے ہاتھ ایک کے گلے مین ٹانگون پر ٹانگین لادے ہوے منھ سے منھ لا ہوا اس طور سے دونون سو رہے ہین خواجہ عمرو نے اُس محفل کو خوب بنایا ترتیب محفل کرکے اسباب سارا لوٹ لیا کسی کو اُلٹا لٹکایا کسی کو سیدھا چھلاوہ کو پھر بیہوش کیا بانے عیاری کے لے لیے اِسکا بھی مُنھ کالا کیا دروازے پر جو بارگاہ کے آئے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ بیہوش پڑے ہین اُنکے بھی عصے لیے مگر خیال ہی کہ انکا روزگار نہ جاتا رہے بجاے عصے کے لاٹھیان اُنکے پہلو مین رکھدین اور جو سونٹے والے تھے اُنکے سونٹے لیے اُنکے پہلو مین جلے ہوے سوختے رکھ دیے مگر برہنہ سب کو کیا اب خواجہ فوج مین آئے سوار دن کو پیدلون کو برہنہ کیا خزانہ لوٹا جال مارا کہ سب خزانہ جال مین آگیا بالشت بالشت بھر مٹی بھی وہانکی نہ چھوڑی یہ بھی خیال ہی کہ جہان روپیہ رکھا جاتا ہی وہ مٹی بنا رہ ہوتی ہی اس طور سے سارے لشکر کو برہنہ کرکے خواجہ عمرو نکلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ ایک طرف روشنی معلوم ہوئی خیال کرکے دیکھا کہ ایک ساحر لحیم و شحیم ایک چوکی پر بیٹھا ہی کچھ سحر کر رہا ہی خواجہ عمرو چھلاوہ کی شکل بنے ہوے سامنے اُس ساحر کے آئے ساحر نے پکار کر کہا کہ کیون مہتر صاحب کہانسے آتے ہو منم دقیانوس جادو خوش ہو کہ ملکہ جہان آرا و صہباے شیرین کلام میرے پاس قید ہین کسکی مجال ہی کہ مجھ تک آئے خواجہ عمرو نے جو نام اِسکا سن لیا کہا کہ اے دقیانوس تمکو آج خبر نہین ملی قدرت نے جشن کیا تم تو اتفاق سے مل گئے مگر قدرت کے قربان جو کلمہ زبان سے فرمایا تھا کہ ہمارا آج کوئی بندہ باقی نہ رہے وہ ہی ظہور مین آیا پس یہ چند اشعار سن لیجیے کہ رنگ محفل قدرت نظر آئے آج قدرت نے مجکو کمال علم موسیقی عطا کیا یہ غزل میان رند صاحب رئیس اہلی لکھنؤ کی سماعت فرمائیے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے	عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک — بہت ہی روپ ہمارے غبار کے بدلے
موا اُٹھا صحبتِ اہلِ جہان سے ہو کر تنگ — جگہ دی گور نے مجکو فشار کے بدلے
دبا رہے دلِ بیتاب رکھو چھاتی پر — سل ایک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے
دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش — فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے
خیال آگیا رُخ کا تصور خط مین — گُلِ بہشت ملا مجکو خار کے بدلے
کیا ہی عیش تو مین نے اُٹھائے ایذا کون — غمِ فراق تو لے وصل یار کے بدلے
شبِ وصال مین کین بد مزاجیان اُسنے — لڑائیان ہوئین بوس و کنار کے بدلے
فریفتہ کسی چاہِ ذقن کا ہون پسِ مرگ — کنوئین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے
اس انتظار سے چھُٹ جاؤن کاش آجائے — پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے
بھڑا یا غیرون سے اُس طفل شوخ نے ای رند — لڑا پیادون سے اک نی سوار کے بدلے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ دقیانوس جھومنے لگا کہتا تھا کہ ای مہتر چھلاوہ کیا کہنا بیشک قدرت نے تمکو کمال دیا علم موسیقی کے بادشاہ ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ شراب لاؤ دقیانوس گلابی اُٹھا کر لایا خواجہ عمرو نے اُسمین بیہوشی ملائی گانا مہتر چھلاوہ کا سُنکر ایسا دقیانوس خوش ہوا کہ بیہوشی کا بھی خیال نہ کیا فوراً لبون سے لگا کر جام پی گیا جام پیتے ہی گھبرا گیا اپنے مقام سے اُٹھا کہتا تھا کہ ای چھلاوہ جی چاہتا ہی تمہاری بلائین لون یہ کہکے جو اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ ملکہ جہان آرا و صہباے شیرین کلام سرنگون مبٹھی ہین مگر زبانون مین سوزن دی ہوئی ہی خواجہ عمرو کو دیکھ کر خوش ہوگئین خواجہ عمرو نے بڑھکر زبان سے دونون کی سوزن نکالی دونون کانپ کر اُٹھین قید کو توڑا کہا کہ خواجہ خوب عین وقت پر پہونچے ہم تو نوبت بجان و کار دبا ستخوان ہو رہے تھے آپ نے آکر ہمکو رہا کیا لیکن یہان تک کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹ لیا بقراط ثانی کی ریش تراشی کی یہ سُنکر دونون شہزادیون نے خواجہ کی بہت تعریفین کین اور ساتھ ہوئین خواجہ عمرو ان دونون کو ساتھ لیکر چلے دقیانوس کو بھی مارا اب خواجہ ان دونون شہزادیون کو لیکر طرف لشکر رستم کے

جاتے ہین مگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ جب صبح کو ہواے سرد چلی سب کے پہلے بقراط ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک رنڈی پاس سو رہی ہی بقراط ثانی لپٹ گیا سلطان کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک سیہ فام لپٹ رہا ہی سلطان گھبراگیا آپسمین جوتی پیزار ہونے لگی کل محفل کا یہی حال ہی کہ اُچک رہے ہین ایک کو ایک کل موا کہتا ہی دروازے پر بارگاہ کے بھی اسی طرح جوتی پیزار ہو رہی ہی چھلاوہ جو بیدار ہوا دیکھا کہ ایک طرف قدرت اُچک رہے ہین پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند وہ ساربان زادہ سب کو لوٹ کر لے گیا مجکو بھی باندھ کر چلا گیا مین ہون مہتر چھلاوہ بقراط ثانی نے جاکر اپنے عیار یعنے چھلاوہ کو کھولا چھلاوہ نے سب کو الگ کیا دربار کو درست کرنے لگا چند ساحر دوڑے ہوے آئے کہا یا خداوند قیانوس بھی مرا ہوا پڑا ہی جہان آرا اور صہباے شیرین کلام رہا ہو گئین یہ سُنکر بقراط ثانی نے سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا قتل دقیانوس عجب معاملہ ہوا میرا انتظام مٹ گیا لیکن ساربان زادہ نہ جانے پائے کئی ساحر اُٹھکر خواجہ کی تلاش مین چلے لیکن خواجہ عمرو و ملکہ جہان آرا و ملکہ صہبا ایک جانب جاتے ہین ایک صحرا مین گذر ہوا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار چھایا پانی برسنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر کنارے کھڑے ہوے لیکن جہان آرا نے جو دیکھا کہ پانی برسنے لگا اور ابر محیط چھایا کڑک کر بلند ہوئی جاکر ابر کو توڑا دیکھا کہ ایک ساحر موسوم بہ بارش جادو سحر کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ ای جہان آرا آگے نہ بڑھنا منم بارش جادو ملکہ نے للکارا کہ او بیحیا چھپ کر سحر کرتا ہی سامنے تو آ بارش جادو بڑھا دونون ہاتھ ہلائے جہان آرا پر برق گری جہان آرا نے برق کو کاٹا اپنے کو بچایا اور بالون کو ہلایا جیسے ہی زلفین ہلین بارش جادو تھرایا کہ صہبا پہونچی صہبا نے آتے ہی آنکھ ملائی اور آواز دی کہ کیون بارش جادو مزاج کیسا ہی بارش جادو جھوم گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہی　　بندگی کرنے سے کہتے ہین خدا ملتا ہی
راہبر کرتا ہی رہزن سے مسافر سے سلوک　　خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہی
کس طرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جویا تیرے　　نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہی

گل کو تشبیہ دون مین کیا کف پا سے تیرے — وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی
جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی — جو مجھے ملتا ہی جو یا ے بلا ملتا ہی
خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم — آسمان مجکو ستا کر تجھے کیا ملتا ہی
شال و زربفت مبارک تمھین دولتمند و — مجکو کمل مین دوشالے کا مزا ملتا ہی
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم — مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی
جب سے کی ہی تری خدمت مین سعادت حاصل — جغد ویرانے مین ڈھونڈھو تو ہما ملتا ہی
شیفتہ جب سے ہوے اُس لب شیرین کے رند — پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

اس طرح یہ اشعار پڑھ کر قریب صہبا کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون جو حکم ہووے اُسے بجالاؤن صہبا ے شیرین کلام نے کہا کہ تلوار کھینچو بارش جادو نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھ لی جہان آرا نے کہا کہ اب ثابت قدمی اپنی دکھاؤ گلا اپنا کاٹ لو بارش جادو نے فوراً گلا اپنا کاٹ لیا لاشہ بارش جادو کا زمین پر گرا ابر وغیرہ غائب ہوا خواجہ عمرو جو زیر ابر کھڑے تھے دیکھا کہ ابر لخت لخت ہو کر غائب ہوا سمجھے کہ صہبا و جہان آرا بارش پر برس پڑین آخر یہ انجام ہوا کہ خوف دل کا مٹا گلیم سر سے اُتاری ظاہر ہو کر کھڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے غضب ہوا بارش ایسے ساحر کو مٹایا مگر اب خواجہ کہان جاؤ گے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک آہوے صحرائی دوڑتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے اُس آہو کو دیکھکر پھر گلیم اوڑھ لی وہ آہو کر چالین بھرتا پھرتا ہی ہر طرف خواجہ کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر خواجہ عمرو نے پہلو پر آکر حلقہاے کمند مارے آہو اُسمین اُلجھا چاہا کہ تڑپ کر نکلون لیکن کب ہو سکتا ہی کہ پنجے سے خواجہ کے رہائی پائے خواجہ نے جھٹکا مارا کہ آہو زمین پر گرا خواجہ نے لپک کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا آواز ہیبتناک آئی کہ کشتی مرا نام من دشت نورد جادو بود ملکہ جہان آرا و صہباے شیرین کلام جو آئین دیکھا کہ خواجہ ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہے ہین سب حال اپنا بیان کیا کہ ہمنے بارش جادو کو قتل کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے دشت نورد کو مارا سب آپس مین خوش ہوے ہنستے ہوے روبراہ ہوے یہان رستم پیلتن قلعے پر فروکش مین سرداران نامی جمع ہین لشکر آراستہ ہی

مگر خواجہ عمرو کا بڑا انتظار ہی فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو پلٹ کر نہین آئے بدون رہائی ملکہ جہان آرا و ملکہ صہباے شیرین کلام نہ پلٹین گے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ غیر ساحرون کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اپنے اپنے گھوڑون کو چمکاتے ہوے آتے ہین علم ہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے لشکر رستم جو دور سے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو دیکھو طلسم کشا نے کس قدر لشکر جمع کر لیا کیا صاحب اقبال ہی لیکن مین آفت برپا کردونگا میرے ہاتھ سے طلسم کشا بھلا کب بچ سکتا ہی جب طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو پھر کون بول سکیگا جملہ سردارونکو گرفتار کرونگا یہ کہکے اُتھ پڑا رستم پیلتن نے سمک یلداقی عیار کو حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ اس پہلوان کا کیا نام ہی سمک یلداقی لشکر کفار مین آیا کسی سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ غبار انگیز بیشہ نشین اسکا نام ہی سمک یلداقی نام دریافت کرکے خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان کی شام کو صداے طبل جنگی کان مین آئی رستم نے سمک سے پوچھا کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہی سمک یلداقی نے عرض کی کہ ہرکارے آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر موجود ہوے بعد دعا و سلام عرض کی کہ حضور غبار انگیز بیشہ نشین نے طبل جنگی بجوایا ہی اور کہتا ہی کہ مین بہت خاک اُڑاؤنگا رستم نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ غبار انگیز بیشہ نشین بڑا زبردست پہلوان ہی اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی پروردگار عالم اسکے شر سے اہل اسلام کو بچائے مگر اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارے آقاے نامدار اپنے زمانے کے رستم ہین ایسے ایسے پہلوان زیر کیے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا اگر روز اول رستم کو طلب کیا تو اُسی دن خاتمہ ہی شاید اورون سے لڑے تو ایک دو دن بچیگا انشاء اللہ رستم سے لڑکر بہت پچتائیگا یقین ہی کہ بھاگ جائیگا مہلت نہ پائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش نے لباس ضیا کو زیب جسم کیا توسن فلک پر سوار ہوکر میدان مصاف زبرجدی مین آیا نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ مین لیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا

دونون لشکر بقاعدۂ رزم میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرکیت
اڑکا کہکر ہٹے غبار انگیز بیشہ نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار مین
آیا گینڈے کو مہمیز کیا جب کہ خوب عرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے
دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان وای قوم زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے اپنی جرأت دکھائے لیکن سواے طلسم کشا کے اور
کسیکو مین نہین چاہتا مشتاق ہون کہ رستم سے ردو قدح ہو رستم پیلتن نے یہ سنتے ہی فوراً
استر مالا کیود فرنگی کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلافگن کشندۂ دویل ہندی
وقویل ہندی وکپیتان فرنگی سامنے غبار انگیز بیشہ نشین کے پہونچے غبار انگیز نے
جو روے زیبا کو دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوا سلام کو ہاتھ اٹھایا کہا کہ ای رستم تمنے
اپنا نام رستم کیا سمجھکے رکھا ہی رستم نے فرمایا کہ او یاوہ گو بیہودہ کیا بکتا ہی یہ میدان کارزار
ہی زبان تیغ سے کلام کر یہ سنکر غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ مجکو حربہ کرتے افسوس آتا ہی
میرا حربہ کبھی خالی نہین جاتا غضب لات ومنات ہی رستم نے کہا کہ وہ غضب تیرے اوپر
ٹوٹیگا زیادہ غرور نہ کر یہ سنکر غبار انگیز بیشہ نشین نے نیزہ اٹھایا صاف ثابت ہوتا تھا کہ
تاڑ کا درخت ہی سنانین اوربنانین اسمین نصب کرلی ہین خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین
کہ جب رستم نیزہ مارتے ہین تو یقین ہوتا ہی یہ نیزہ خالی نہ جائیگا مگر غبار انگیز روک لیتا ہی
دوگھڑی کامل نیزہ چلا آخر ایک مقام پر رستم نے نیزہ غبار انگیز کا تھامکر کو جھٹکا کے
تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا سرداران رستم نے ہلڑ کیا ہر طرف سے یہی
آواز آتی تھی کہ وہ مارا کافر کو پست کیا خدا نے ہمارے آقا کو زبردست کیا غبار انگیز نے
شرمندہ ہوکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ باڑھدار لنگردار چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم پیلتن نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ قریب سر
آکر چمکا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ چٹ پڑا باڑھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا غبار انگیز نے
گریبان پہ ہاتھ رکھا رستم نے جھٹکا مارا کہ گینڈا غبار انگیز کا بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے

زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم نے اُترتے ہی زیادتیان کرنا شروع کین جب زمین پر
پکڑ لائے گردن تھام کر دو ہکے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے
ٹپکنے لگے دونون لشکر نگران ہین سمک یلداقی عیار رستم بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ رستم نے
دنگ کر دیا غبار انگیز بیشہ نشین بدحواس ہو رہا ہی سمک یلداقی کہ رہا ہی کہ اب تھوڑے
عرصے مین آقاے نامدار اسکو زیر کر لین گے یہ بیچارا کیا کر سکتا ہی جب تک جلال آفتاب رہا
تب تک غبار انگیز بیشہ نشین ہا اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب زوال آفتاب ہوا غبار انگیز کی طاقت
بڑھنے لگی اب دیکھنے والون نے دیکھا کہ غبار انگیز زیادتیان کرنے لگا ایک مقام پر رستم
ریل کرے دوڑے غبار انگیز بیشہ نشین ہٹتا چلا آتا ہی ایک مقام پہ آکر پلٹا رستم پیلتن کو
ریل کرے چلا رستم نے چاہا کہ اب نہ ہٹون غبار انگیز نے زور کیا رستم پیلتن نے جو قدم
بڑھایا وہان پر موش خانہ تھا رستم کا پاؤن موش خانے مین جا پڑا غبار انگیز نے ہکہ مارا کہ
کولھا رستم کا اُتر گیا صدمے سے اُسکے بیہوش ہوے غبار انگیز نے کچھ خیال نہ کیا زور کیا
کہ رستم گرے مگر بیہوش و مدہوش غبار انگیز بیشہ نشین نے اُسی حال مین رستم کی مشکین
باندھ لین مگر بقدرت پروردگار غبار انگیز کو حال تحفہ جات معلوم نہ تھا ورنہ یقین ہی
کہ اُتار لیتا اُسی طرح رستم پیلتن کو باندھ کرے گیا آخر اہالی لشکر رستم ملول و حزین
افسوس کرتے ہوے پلٹے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس مکار نے بڑی نامردی کی بالکل
جرأت کو کام نہ کیا ایسے جلیل دبہادر کو یون باندھ کرے گیا سمک یلداقی نے کہا کہ
آپ لوگ چل کر اُترین مین براے خبر جاتا ہون اگر بنتا ہی تو آقا کو رہا کر کے لاتا ہون
یہ کہکر سمک یلداقی طرف لشکر کفار کے چلا صورت بدل لی ایک خدمتگار کی صورت
بنا ہوا ہی پھرتا پھراتا بارگاہ غبار انگیز مین آیا دیکھا کہ غبار انگیز نے رستم کو مسلسل و
مطوق کر کے قید خانے مین بھیجا فرزیل نامے ایک پہلوان کو بعہدہ نگہبانی قرار دیا اور
آپ دوسرے خیمے مین گیا کہ وہ تخلیے کا تھا سمک یلداقی بھی غبار انگیز بیشہ نشین کے
ساتھ ساتھ اُس خیمے مین پہونچا دیکھا کہ ایک پلنگ لگا ہی غبار انگیز اُسپر جا کر بیٹھا سمک
بھی سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غبار انگیز بیشہ نشین یون مشتاق بیٹھا ہی کہ جیسے

کوئی کسی کے انتظار مین ہوتا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

ای فلک مدت سے اپنا حالِ زار اچھا نہین ۔ درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین
خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیدہ ہی ۔ میری چشمِ منتظر یہ انتظار اچھا نہین
خاکسارون کی طرف سے عالمِ ایجاد مین ۔ دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین
جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا ۔ کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین
بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین ۔ ای دلِ نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین
ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار ۔ تیرا آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین
گردشِ تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے ۔ بل کی لینا ہمسے تیرا زلفِ یار اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت ۔ بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین
ٹھوکرین غیرونکی پڑتی ہین ہماری قبر پر ۔ کوچۂ جانان مین ہونا مزار اچھا نہین
تجکو آنا ہی اگر تو آ فراقِ یار مین ۔ ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین
کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر ۔ فیصلہ ہو نامرادِ روزِ شمار اچھا نہین

یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحرہ ہانپتی ہوئی کانپتی ہوئی نکلی نکلتے ہی غبار انگیز سے لپٹ گئی کہا ای عاشق صادق مین نے تیرے واسطے بڑی مشقت کی جب مین نے دیکھا کہ تو رستم سے لڑنے لگا ہر مقام پر تجکو کم پایا رستم زیادتیان کرتے تھے مین نے سحر کیا رستم پہلین پر تاثیر نہ ہوئی آخر مجکو خیال آیا کہ رستم تجکو مار ڈالیگا تب مین مجبور ہو کر غرق زمین ہوئی اور موش خانہ بنایا کہ اُسمین رستم کو گرفتار کرون آخر موش خانے مین رستم پھنسے تو غالب ہوا لیکن خبردار اب تو دیر نہ کر فوراً رستم کو قتل کر قدرت نام سے اس جوان کے تھراتے ہین ساحرون کو ذکر سے اس جوان کے غش آتے ہین اگر تو نے سر اسکا پاس قدرت کے روانہ کیا تو بڑا نفع ہوگا اور تمام طلسم مین تیرا نام ہوگا کہ خدائی قدرت کی بجالی غبار انگیز نے کہا کہ ای زمین کن تو نے بڑا کام کیا مجھے آج ہرگز امید نہ تھی کہ اس جوان سے جان بچیگی تم عین وقت پر پہونچین ورنہ میری جان نہ بچتی تو نے بڑا کار نمایان کیا زمین کن نے کہا کہ ایک مدت ہوئی میرے تیرے آشنائی ہی جب مین تیرے بیٹے مین آئی اور مین نے خبر سُنی کہ مقابلہ

طلسم کشا مین غبار انگیز گئے ہین میرے ہوش درست نہ رہے آخر کو چل نکلی ہزار ہزار شکر ہی خداوند بقراط ثانی کا کہ وقت پر پہونچی تجکو صحیح و سالم پایا جب مین نے سحر کیا تو نہین معلوم کیا باعث تھا کہ سحر تاثیر نہ کرتا تھا غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ کل صبح کو دربار سمجھونگا اگر اسنے میری اطاعت سے انکار کیا تو فوراً قتل کرونگا یہ کہکر زمین کن سے کہا کہ مین نہین ٹھہر سکتی اگر مین ٹھہر جاؤن تو مجکو خوف ہی کہ عیار میرا پیچھا کرین گے شاگردان خواجہ عمرو سے بچنا دشوار ہی غبار انگیز بیشہ نشین نے کہا کہ آج شب کو یہین ٹھہر جاؤ کل جب مین طلسم کشا کو قتل کر چکون اُس وقت تم چلی جانا زمین کن نے جواب دیا اچھا مین آج شب کو نہ جاؤنگی تیرے پاس رہونگی شب کو عیش کرونگی بروقت قتل طلسم کشا موجود رہونگی شاید کوئی ساحر آجائے تو اُسکا انتظام کرون غبار انگیز بیشہ نشین نے سب باتین زمین کن کی منظور کین اور زمین کن باطمینان بیٹھی غبار انگیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے دونون آپس مین اختلاط کرنے لگے عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے سمک یلداقی کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور دل مین سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون اگر کسی طرح بن پڑے تو کوئی عیاری کرون اس ساحرہ کو قتل کرون اس ملعونہ نے بڑا ظلم کیا کہ رستم کو گرفتار کرا دیا ایسی کوئی آفت برپا کرتا ہی جو اس ملعونہ نے کی بیحیانے ایسا ستم کیا کہ زمین مین ڈوبی اور ڈوب کر موش خانہ بنایا رستم کو گرایا یہ نامرد گرفتار کرلایا اب کوئی تدبیر کرون کہ رستم رہا ہون اس سوچ مین مہتر سمک یلداقی کھڑا ہی کہ زمین کن نے کہا کہ صاحب واسطہ خداوند خیال سکندری کا کسی گائن کو بلاؤ ذرا گانا سُنین کہ طبیعت کو فرحت حاصل ہو خدمتگار جو سامنے کھڑا تھا دست بستہ عرض کی کہ غلام گانا جانتا ہی اگر حکم ہو تو سُناؤن زمین کن نے کہا کہ ارے تو گانا کیا جانے سمک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم رات کو قدرت میرے خواب مین آئے تھے فرما گئے کہ ہمنے تجکو کمال علم موسیقی دیا تجھسے بہتر کوئی نہ گا سکیگا یہ کہکر سمک یلداقی نے بایان اُٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور گُنگُنانے لگا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ سلانے عاشق و معشوق کے شروع کیے دونون یہ اشعار سُنکر جھومنے لگے

نظم

پڑتی ہی آکے جان پر آخر بلاے دل	یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آے دل

آنے دے میری جان کسی پر جو آئے دل — کچھ مشغلہ ضرور رہی آخر براے دل
تیرے بغیر کسکی تمنا کرے بشر — تو آرزوے جان ہی تو مدعاے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار — لیٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دباے دل
تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگائے — سینے مین خرمی سے نہ پھولا سماے دل
تاب و توان و صبر و خرد کب کے چلدیے — رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین — مرقد سے آرہی ہی صدا ہاے ہاے دل
او ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہی — دونون نے کیا نلوہ ہزار دن اڑاے دل
گستاخیان ہین بے ادبی کی کلام مین — کیونکر کہون زبانی جو ہی مدعاے دل
غفران پناہ جب سے لہو ہوکے بہ گیا — سینے مین آکے درد رہا ہی بجاے دل
لپکا اسے پڑا ہی بری طرح چاہ کا — ایسا نہ ہو کہ جان بھی اک دن گنواے دل
پوچھون علاج کس سے محبت کے روگ کا — عیسیٰ کے پاس بھی تو نہین ہی دواے دل
اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہوکے بہ گیا — ای رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہاے دل

سامنے عاشق و معشوق کے اس رنگ مین سماک یلداقی نے یہ غزل گائی کہ غبار انگیز و زمین کن خوش ہو گئے کہا حقیقت مین تو ایسے مزے سے گاتا ہی کہ گائین شرما جائین کوئی سامنا نہ کر سکے سماک یلداقی نے عرض کی کہ حضور کو شراب پلاؤن ایسے مزے سے ساقی گری کردن کہ پینا کیسا صورت دیکھ کر نشہ ہو دماغ تر ہو جائے یہ کہکر گلابی اٹھائی اُسمین بیہوشی ملائی اور جام لبریز کیا پہلے غبار انگیز بیشہ نشین کو پلایا بعد اُسکے سامنے زمین کن کے پیش کیا دونون بے اندیشۂ انجام پی گئے جب دونون شراب پی چکے تو سماک نے پھر یہ چند اشعار عاشقانہ گائے

نظم

ہم زبانِ شمع سے سُنتے ہین ہجرِ یار مین — چاہیے گُھل گُھل کے مرنا عشق کے آزار مین
میرے دلمین ہی غم خال و خط جانان سے داغ — مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار مین
کور گو آنکھین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین — ہوتی ہی اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہون چاک چاک — تار گیسو سے لگین ٹانکے دل افگار مین

ہی اثر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا
گرمی بازار یوسف آگے اُس یوسف کے کیا
جو کہ ہین خونخوار اُنکو رنج دنیا ہی مین ہی
راہ خونریزی مین ای قاتل جو رکھا ہی قدم
آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائے گا
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار
ساقی کوثر پلا دیجے خُم غدیر

بلبلین ہین دام مین او رات گل بازار مین
مُنہ دکھائے ہی لگا دے آگ جو بازار مین
چھید ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
سونے والا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین
خوب چل کر لوٹئے اب وادی پُرخار مین
مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

یہ اشعار سُنکر غبار انگیز اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای زمین کن قدرت تشریف لائے ہین مین اُنکو بلاتا ہون وہ اگر آگئے تو محفل مین رونق ہوگی یہ کہکے ناچتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا اور زمین کن بھی ساتھ ہی اُٹھی دونون لڑکھڑا کر گرے سمک یلدا قی نے کسی کو ہاتھ نہ لگایا خود غبار انگیز کا لے لبادہ رنگ و روغن عیاری کا اپنے پاس سے نکالا صورت اپنی تبدیل کی غبار انگیز کی شکل بنکر تیار ہوا ایک قرابہ شراب کا اُٹھا لیا اور ٹہلتا ہوا باہر آیا رستم بلیتن پر فرزیل نامے پہلوان نگہبان ہی سمک نے باہر نکل کر دیکھا کہ فرزیل کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور سب ساتھ والے بیہوش پڑے ہین سمک حیران ہوا کہ انکو کسنے بیہوش کیا ناچار ہو کر پردہ قیدخانے کا اُٹھایا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہین ایک عیار بلاے روزگار رستم کا پشتارہ باندھ رہا ہی سمک نے للکارا کہ او نامرد تو کون ہی اُس عیار نے فوراً رستم کو دوش پر لگایا نقب کھود کر آیا تھا اُسی مین پھاند پڑا سمک بھی برابر پہونچا یہ بھی نقب مین کودا لیکن وہ عیار بہت تیز رو تھا آگے وہ عیار جاتا ہی اور پیچھے اُسکے سمک جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ قریب پہونچون تو حلقے کمند کے مارون لیکن وہ مثل ہوا کے جاتا ہی قضاے کار وہ عیار طرار لشکر سے نکلا سمک اُسکے تعاقب مین ہی عیار جنگل مین پہونچا چاہتا ہی سمک کو دھوکا دیکر نکل جاؤن لیکن سمک جان دیے ہوے پیچھے ہی ایک مقام پر عیار پہونچا مگر سامنے ایک پہاڑ ہی اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او شخص تو کون ہی کیا تو

بردہ فروش ہی وہ عیار ہی کا اُس ساحرہ نے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے جھپٹ کر وہ ساحرہ قریب آئی روے رستم سے جو بسبب ہوا کے گوشہ چادر کا ہٹ گیا ساحرہ کی نگاہ جمال جہان آراے رستم پر پڑی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی نظم

خضر اُس راہ مین لے چلتے نہین تم مجکو — گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجکو
شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجکو — ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجکو
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی — دل نہین ہون کہ جو کر دوگے کہین گم مجکو
چھپتے ہین صبح شب وصل کے آثار کہین — پہلے دیتا ہی خبر تیرا تبسم مجکو
دل مرا فرقت ساقی مین بھرا آتا ہی — یون نہ خالی نظر آئے تھے بھرے خم مجکو
وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی — جب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم مجکو
جوشش گریہ مین اللہ رے بیتابیِ دل — لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجکو
کیا ہجوم نگہ شوق ہو رکھا جسنے — چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجکو
ہوش مین اُسکے فلاطون کی طرح گم کرنا — اس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجکو
دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہی فلک — داغ یارب دیے ہوتے اُسے انجم مجکو
لامکان ہی مین اُسے ڈھونڈھتا ہون پھر پھر کر — بے ٹھکانے ہی سمجھتا ہی تو ہم مجکو
کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون — جو قیامت بھی اُٹھائے تو کہے قم مجکو
کجروی مجھسے زمانے کی چلی جاتی ہی — چھیڑے جاتا ہی شب و روز یہ کژدم مجکو
گریہ کیا جانے مرا زخم مین کیا جانون ہنسی — اُسکو رونا مین بتا دون یہ تبسم مجکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار سے راز — آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجکو
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہین یہ کسکو جلال — آدمی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجکو

شفقتل جادو روے رستم دیکھکر اسقدر بیقرار ہوئی کہ پسینے پسینے ہو گئی کانپنے لگی کبھی کہتی ہی کہ ای شخص یہ جوان حور ہی یا پری ہی جسکو دیکھکر ہوش درست نہین جی چاہتا ہی کہ اسکی بلائین لون جان کو اپنی قربان کرون یہ کہکر پشتارہ دوش سے عیار کے اُتارا گود مین پشتارہ لیکر اُسی مقام پہ بیٹھ گئی سر تو زانو پر رکھا میلی چدریا جو اُوڑھے تھی

اُس سے غبار روے رستم پونچھنے لگی کبھی پیر دباتی ہی کبھی تلوے سہلاتی ہی آخر سوچی کہ اس عیار نے اس شخص کو بیہوش کیا ہی جب بیہوشی اُتر یگی تو ہوشیار ہوگا آخر چشمے سے پانی لیا مُنھ پر رستم بیلتن کے چھینٹا دیا رستم ہوشیار ہوے اپنا سر زانو پر ایک ساحرہ سیہ فام کے پایا اور دیکھا کہ ناز و کرشمے کر رہی ہی کبھی مُنہ سے مُنھ ملاتی ہی کبھی قربان جاتی ہی رستم گھبرا کر اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ارے تو کون ہی شفقتل نے کہا کہ آپ کی عاشق صادق ہون ای جوان میری تجھپر جان جاتی ہی رستم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی مین تو وہان قید خانے مین قید تھا یہان کیونکر آیا شفقتل نے کہا کہ ای جوان یہ عیار مکار تجکو لیے جاتا تھا مین نے تجکو روک لیا اُسکو بھی قید کیا اب یہ جا نہین سکتا اس سے پوچھیے کہ تو کون ہی کہان لیے جاتا تھا رستم نے پوچھا کہ ای عیار طرار مجکو کہان لیے جاتا تھا اور مجھے قید خانے سے کیون لایا عیار نے کہا کہ ای شہریار رہزن چھلاوہ میرا نام ہی عیاری کرنا میرا کام ہی خداوند بقراط ثانی کے دربار مین خواجہ عمرو گئے مجکو اپنی صورت بنا کر ذلیل کرایا بقراط ثانی نے مجکو حکم دیا کہ جسطرح بنے یا رستم کو یا خواجہ عمرو کو لاؤ یہان جو مین آیا تو مین نے خبر سُنی کہ رستم قید مین ہین آ کر سب کو بیہوش کیا اور نقب کھود کے اندر پہونچا مگر ای شہریار آپ کا عیار میرے تعاقب مین آیا تھا نہین معلوم کہان ٹھہر گیا جب تک مین گرفتار نہ ہوا تھا تب تک تو اُسنے میرا پیچھا نہین چھوڑا اب نہین معلوم کہان گیا اب مین حاضر ہون خواہ مجکو قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے اختیار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون رستم خاموش ہو رہے جادوگرنی سے کہا کہ اسکو رہا کرو اسکی کیا خطا ہی اپنے مالک کے حکم سے آیا تھا شفقتل نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب تو میرا حال ابتر ہی ضبط نہین ہو سکتا یہ کہکر ہاتھ بڑھائے قصد کیا کہ رستم بیلتن کو گلے سے لگا لون رستم نے ہاتھ جھٹک دیے دوسری مرتبہ شفقتل نے سحر کرکے ہاتھ بڑھایا لوح طلسمی انکے گلے مین پڑی ہی بھلا اثر سحر کب تاثیر کرتا ہی تحفہ جات بھی زیب جسم ہین رستم نے اُسپر بھی منع کیا اور فرمایا کہ قاعدے سے بیٹھ ایسا نہ ہو کہ تیری زبان سے کوئی کلمہ نکلے اور مجھے غصہ آجائے اُسنے چاہا کہ سحر کرون زبان رستم بند ہو جائے مین

مطلب حاصل کرون اش کے دانے جھولی سے نکالے رستم پر پھینکے سمجھی کہ بس سحر مین مبتلا ہوگئے
دونون ہاتھ بڑھانے لگے کہ لے لیتا ہون رستم نے دیکھا کہ اسنے اش کے دانے پھینکے وہ سب
تصدق ہوکے گر پڑے غصہ از حد تھا کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر شفقتل کا جمبر
گردن سے اڑ گیا شفقتل کے مرتے ہی شور مچا اور جھپٹا طرارہ بھر کے بھاگا مگر یہان
مرتے ہی شفقتل کے آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہوگیا برفباری و سنگباری ہوئی بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شفقتل جادو بود روشنی ہوئی سماک
جھپٹ کر قریب رستم آیا کہا کہ ای آقاے نامدار چلیے خداوند کریم نے اپنا فضل شریک کیا
ہاے کیا کہون اس ملعون سے مقابلہ نہ ہوا یہ عیار بقراط ثانی کا تھا قبلہ و کعبہ ہمارے
اس صحبت مین ہو آے مگر ابھی تک اس لشکر مین نہین آئے اب رستم اور سماک چلے
مگر غبار انگیز بیشہ نشین و زمین کن ساحرہ کو جو سماک بیدماغی بیہوش کرکے ڈال آیا
تھا صبح کو ہواے سرد جو چلی دونون کی آنکھ کھلی زمین کن نے کہا کہ ای غبار انگیز ہم
تم خوب سوئے یہ کیا معرکہ ہوا وہ خدمتگار کوئی عیار تھا ہمکو تمکو بیہوش کرکے وہین ڈال گیا
مگر نہین معلوم انجام کیا ہوا شکر ہے خداوند بقراط ثانی کا کہ قتل نہین کیا یہان کون
روکنے والا تھا اگر مجھکو اور تمکو قتل کر ڈالتا تو کون روکتا یہ ذکر تھا کہ چند خدمتگار بدحواس
روتے پیٹتے سامنے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای بادشاہ پہلوانان و ای گرشاسپ جہان
فرزیل پہلوان کو جو آپ نے در زندانخانے پر مقرر کیا تھا اسکا سر کٹا ہوا پڑا ہے رستم
قیدخانے مین نہین ہے یہ سنتے ہی غبار انگیز بیشہ نشین گھبرا گیا کہا ارے یہ بہت بڑا
غضب ہوا ساحرہ بھی گھبرا گئی دونون خیمے سے نکلے اس مقام پر آئے کہ جہان رستم پہلتن
قید تھے دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین رستم ندارد غبار انگیز بیشہ نشین
تھرا گیا زمین کن نے کہا کہ ابھی لیجانے والا دور نہ لے گیا ہوگا لشکر تیار کرکے چلو اگر
راہ مین تنہا پا جائین تو ذرہ سے بلوے کے گرفتار کرلین غبار انگیز کو یہ بات بہت
پسند آئی لشکر مین قرنا کرائی کل لشکر تیار ہوا غبار انگیز گینڈے پر سوار ہوا زمین کن
نے دونون پانون اپنے زمین پر مارے غرق زمین ہوئی غبار انگیز رستم کو تلاش کرتا ہوا چلا

سوارون کو چارون طرف دوڑایا کہ تلاش کرو اگر رستم مل جائے تو گرفتار کرلو پھر زندہ نہ چھوڑو فوراً قتل کرڈالو ایک سوار نے دور سے دیکھا کہ رستم اور سمک یلداقی جاتے ہین سامنے اپنے لشکر کے پہونچ چکے ہین دور سے جو سوارون نے دیکھا برائے استقبال بڑھے کہ سوار نے غبار انگیز بلیتہ نشین کو خبر دی کہ رستم وہ جاتے ہین غبار انگیز نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ رستم کو گرفتار کرلو اسّی نوّے ہزار جوان بلوہ کرکے رستم پر چلے رستم نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا تیغہ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا اور نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا شہرانہ لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لشکر مین ہنگامہ ڈال دیا ساث لشکر رستم پر اتھا اُن سب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا ہمارے یا تو آتے تھے یا لشکر گران مین گھر گئے تیار ہو ہوکے چلے زمین کن نے کہ پردۂ زمین مین پنہان ہے یہ معرکہ جو دیکھا کہ لشکر رستم آتا ہے آکے اپنے آقا کے شریک ہوسکے اس ملعون نے سحر کیا کہ سوارون کے گھوڑے رُک گئے اور پیدلون کے پاؤن زمین نے تھام لیے یا تو لشکر اسلام بجوش وخروش آتا تھا یا رُک گیا ایک کا ایک مُنھ دیکھ رہا ہے کمیدان رسالہ دار سے کہتے ہین کہ بڑھیے رسالہ دار کہتے ہین آگے پیدل چلین سوار بھی آتے ہین ایسا نہ ہوگا کہ آقا کے شریک نہ ہون آخر پیدلون نے آواز دی کہ ہمارے پاؤن کسی نے تھام لیے ہم نہین بڑھ سکتے سوار گھوڑون کو ایڑ کرتے ہین کوڑے دکھاتے ہین مگر مرکب کسی طرح قدم نہین اُٹھاتے بدلگامیان کر رہے ہین سوار بھی حیران و پریشان ہین کہ کیا کرین بعض سوار جو جھلّے تھے اُنھون نے گھوڑون کو مارا ابھی آخر ناچار ہوکر کود پڑے جب زمین پر آئے تو قدم نہین اُٹھتا تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لین تلوار نیام سے نہین کھنچتی سپر پشتی بانی نہین کرتی نیزے مثل جسم مہ فوق کانپ رہے ہین سنانین بیکار سوار بہ ہم خنجر بیدم لشکر رستم مین غریو بلند ہوا سب پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے آقائے نامدار ہم مجبور و ناچار ہین ایسے بیکار ہین کہ قدم نہین اُٹھا سکتے گھوڑے

رہبری نہین کرتے ہم کیا کرین لاکھ جان ہماری آپ کے نام پر فدا ہی مگر جب ہم اپنے قابو مین نہین ہین تو کیا کرین اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی جو ہمارے قدم نہین اُٹھتے مگر ہنوز سمک یلداقی عیار جھپٹ جھپٹ کر ہر طرف جاتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر والا کس طرف ہی یہ بیچارہ کیا جانے کہ اندر سے زمین کے سحر کر رہی ہی کبھی کوہ کو دیکھتا ہی کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کبھی صحرا پر نگاہ ڈالتا ہی کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا حیران ہو رہا ہی کہ کس طرف جاؤن سحر کرنے والے کو کہان ڈھونڈھون غبار انگیز نے جو دور سے دیکھا کہ لشکر رستم آتے آتے رُک گیا اور رستم اکیلے لڑ رہے ہین فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار جانب سے رستم کو گھیر کر مار لو کُل فوج نے رستم پر بلوہ کیا ہر طرف سے نیزہ و خنجر پڑنے لگے کہ رستم زخمی ہونے لگے اُس اضطرار مین دست دعا درگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بیقرار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای رب بینیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر تو علام الغیوب دافع البلیات ہی آبرو اس غلام کی تیرے ہاتھ ہی نظم

نقاب از چہرۂ رنگین چو آن گُل در چمن گیرد
بسوز د خرمن گلزار و آتش در سمن گیرد

دہم ارزان اگر جنس دلم آن دلربا خواہد
کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد

چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد
گہے شعلہ بجان آید گہے در جان وتن گیرد

درین فانی سرا ہر کسکہ آید میرود آخر
وطن ہر کسکہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد

بآب وتاب گلشن دل مبند ای بلبل شیدا
کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگین چمن گیرد

خدائی میکند در کشور جان آن بت سنگین
ربایدا ز مسلمان دین و دل از برہمن گیرد

زمانہ دست غارت چون بمال مردہ بکشاید
تعجب نیست گر زو باز پس تار کفن گیرد

مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد
بغیر از رنج و غم باخود چہ زین دار محن گیرد

عجب بر مصرع مخفی رقم کرد این غزل ہندی
شہید عشق کی آرام در گور و کفن گیرد

تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد
اگر در ہر زبان ہندی مذاق از ہر سخن گیرد

رستم بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین سارا لشکر بیتاب و بیقرار ہی چہرون پر ہوائیان اُڑ رہی ہین حیران ہین کہ کیا باعث ہی جو گھوڑے قبضے مین نہین نہ پاؤن اپنے اختیار مین ہین

آخر کیا کرین اس خرابی مین مبتلا ہین لیکن رستم کُل فوج سے لڑ رہے ہین جسنے وار کیا اُسے روکا
اگر دس وار روکے تو ایک نیزہ پڑ گیا کئی زخم رستم نے کھائے سماک بلید اقی حقہ ہاے
آتشبازی مارتا پھرتا ہی یہی خیال ہی کہ اپنی جان دون اور آقا کو بچاؤن اتفاقاً ادھر لشکر
رستم انتشار مین ہی اُدھر ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام جو اُڑی ہوئی آتی تھین ان
دونون نے آسمان سے دیکھا کہ رستم زخمی ہو رہے ہین کُل لشکر کھڑا دیکھ رہا ہی سوچین
کہ یہ کیا معرکہ ہی لشکر رستم مین سب جانباز و سرفروش ہین ان سب کو یہ کیا ہوا کہ چُپکے کھڑے
دیکھ رہے ہین جہان آرا نے کہا کہ ای مادر مہربان طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے
سحر کیا ہی کہ اہل لشکر رستم دیکھ رہے ہین صہبائے شیرین کلام نے کہا کہ بیٹا زمین پر اُترو
تو دریافت ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی جہان آرا فوراً زمین پر آئی اول اہل لشکر کو آواز دی
کہ صاحبو تم دیکھ رہے ہو تمھارے آقا قتل ہو رہے ہین اور تم شریک جنگ نہین ہوتے
سب نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہم بیکار ہین نہایت مجبور و ناچار ہین قدم نہین اُٹھتا
گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین ہم کیا کرین ہمارا کیا اختیار ہی جہان آرا نے زمین کو دیکھا
زمین سے دھوان نکل رہا ہی اسم سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ زمین کو جنبش ہوئی جس
مقام سے دھوان نکل رہا تھا وہان پر ایک گڑھا پڑ گیا دوسرا سحر جہان آرا نے کیا
زمین کن جو اندر زمین کے سحر کر رہی تھی معلوم ہوا کہ زمین مجکو فشار دیتی ہی گھبرا کر
نکلی چہرہ اُداس دوپٹہ ڈھلکا ہوا صہبائے شیرین کلام نے جو دیکھا کہ ایک ساحرہ
زمین سے نکلی صہبا نے پیچھے ہٹ کر کارد سحر ماردی پشت پر زمین کن کے پڑی کہ سینے کو
توڑ کر پار گذری زمین کن زمین پر گری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من
زمین کن جادو بود اب تو کل سوار و پیدل گھوڑے اُٹھا کر لشکر دشمن پر آ پڑے
تلوار چلنے لگی مگر جہان آرا کو بڑا غصہ تھا زلف عنبرین کو ہلا دیا غبار انگیز کے لشکر کے
دماغ مین جو بوے خوش آئی جھومنے لگے طرف صحرا کے دیکھنے لگے اور پکار اُٹھے نظم

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا
مین نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا
کُشتۂ نازبتان روز ازل سے ہون مجھے
جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہین مرتا نہین اب مر گئے
اب تو خوش ہو بے وفا تیرا ہی کہنا کیا

سر سے شعلے اُٹھتے ہین آنکھون سے جاری ہی لہو
شمع سے یہ کسنے ذکر اُس محفل آرا کا کیا

رو دیئے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
ہین یہان رویا کیا اور وہ وہان سویا کیا

آتش الفت بجھا دی داغہاے اشک نے
غمی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا

آنکھ عاشق کی کوئی بھرتی ہی ای وعدہ خلاف
دیکھ لے ہین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا

دلبرون ہین بیوفا میری وفا کی دھوم ہی
بوالہوس سے کیون کہا تھا راز کیون افشا کیا

چارہ گر زندان ہین اُسکی آستان سے لیکئے
ایک بھی میری نہ مانی لاکھ سر پٹکا کیا

غیر کا اور یہ آپ کا گر دل نہین ہی ایک تو
کیون ترے دل ہین مری یاد آنیکا چرچا کیا

کیا خلش تھی رات دن ہین آرزوے قتل کی
ناخن شمشیر سے ہین سینہ کھجلایا کیا

کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون
دھر دیا ہاتھ اُسنے دلبر تو بھی دل دھڑکا کیا

غرض ایمان سے ضد اُس غارتگر دین کو رہی
تجھسے ای مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

سوار و پیدل یہ اشعار پڑھتے پھرتے ہین کوئی پہاڑون سے سر ٹکراتا ہی کوئی سر پر خاک اُڑاتا پھرتا ہی کوئی گریبان چاک منہ پر خاک ملے دیوانہ وار پھر رہا ہی ایک طرف سے ملکہ صہباے شیرین کلام نے سحر کیا اور زیادہ ہنگامہ پڑا دوڑے دوڑے پھرنے لگے رستم نے جو اتنی مہلت پائی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ جہان آرا صہبا خبردار سحر نہ کرد مگر یہ دونون مان بیٹیان کب سنتی ہین مصروف سحر خوانی ہین بلکہ جواب دیتی ہین کہ ای شہریار اس مردود نے تو ایسا مکر کیا کہ ساحرہ کو زمین مین چھپایا اُس بیحیا نے ایسا سحر کیا کہ لشکر بیکار رہا آپ اپنی جرأت کو کام فرمائیے یہ بیحیا لائق رحم نہین خداوند کریم آپ کو مظفر و منصور کرے ان کافرون پر غالب کرے ان نالائقون نے جیسا مکر کیا ہی ویسا انکے پیش آیا ساحرہ قتل ہوئی کس ستم کا سحر کر رہی تھی آخر زمین سے نکلی لاشہ اُسکا سامنے پڑا ہی جس طرح سے بنے اس مردود کو قتل کیجیے نکل کر نہ جانے دیجیے رستم پیلتن نے جو دیکھا کہ غبار انگیز اڑتا ہوا جاتا ہی آواز دی کہ او نامرد ٹھہر مقابلہ کر نکرو دغا تو کر چکا اب مردان عالم پر وار کر ہے آنکھ چار کر یہ آواز سنکر غبار انگیز جھپٹا کمان کاندھے سے اُتاری

جھپٹا

خطا شعار نے ایک تبر رستم پر مارا رستم نے تبر کو قلم کیا اپنے پاس نہ آنے دیا تبر خطا شعار کا کٹ کر زمین پر گرا سات تبر اُسنے مارے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تبر قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس مین رد و بدل کی ہوئی تھین کہ رستم نے نعرۂ شیرانہ کیا نیزہ غبار انگیز کا گانٹھا اور گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے با سیب سپر تلوار کو رد کیا اُسنے چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک سے تلوار کی آئینۂ شمشیر مین غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہوگیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری اور سپر کے ٹکڑے اُڑائے سپر کو کاٹ کر تلوار جو چلی خود کو کاٹ کر سر اسر کلے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو کاٹ کر مع گینڈے کافر کے چار ٹکڑے کیے لشکر مین غبار انگیز کے غریو ہوا کہ افسر لشکر مارا گیا سماک بلداقی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسا دی لشکر کے پاؤن اُٹھ گئے آخر فرار بر قرار کیا دامن صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر چھپے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگا دی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سماک ساتھ ہی خواجہ بھی آئے رستم نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا باتین کرتے ہوے آتے ہین خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر بہت خوش ہوے لیکن جہان آرا و صہبا دونون باتین کرتی ہوئی آتی ہین جہان آرا کہتی ہین کہ ای مادر مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا اگر ہم نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس مین یہ ذکر کرتی ہوئی چلین قصد ہی کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کرین یکایک آسمان پر ابر آیا سر پر دونون کے آکر پھٹا دو شعلۂ آتش گرے دونون کی کمر مین لپٹ گئے اُٹھا کر لے گئے کنیزان جہان آرا روتی پیٹتی ہوئین سامنے رستم کے آئین عرض کی کہ ای شہریار جہان آرا

وصہبا کو کوئی اُٹھالے گیا کسی سے کچھ نہ ہو سکا رستم نے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خواجہ عمرو یہ حال سُن کر بہت بیقرار ہوے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لکۂ ابر جاتا ہی زیر ابر چلے مگر انتہا کے بیتاب و بیقرار ہین فرماتے ہین

قطعہ

چھیٹی او مہر وستش تجکو نہ دھانی چاہیے
چاند گھیرا ہی دوپٹہ آسمانی چاہیے

سُرخ ہو جائے یہ چہرہ زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شرابِ ارغوانی چاہیے

ہوے سر گرنے لگین تن پہ گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے

روکے ای یعقوب کیون کھویا ہی نور چشم کو
پھر ملیگا آکے یوسف زندگانی چاہیے

منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے

گرمی ہر دم کا ضبط نالہ ہاے گرم ہی
پھونک دے قلب و جگر سوز نہانی چاہیے

ہون وہ بلبل نخل ماتم پر نشیمن ہی مرا
زمزمون کے بدلے مجکو نوحہ خوانی چاہیے

گردش گردون نے مجکو مار ڈالا ہیں کر
شامیانہ گور پر بھی آسمانی چاہیے

غم نہ کھا جانے دے او بلبل جو جاتی ہی بہار
فصل گل پھر دیکھ لین گے زندگانی چاہیے

زندگانی تا قیامت ہو مبارک خضر کو
یان کسے او موت عمر جاودانی چاہیے

بار بار اپنے پسینے مین بجھاتا ہی وہ زند
تیغ ابرو کا کڑا ہو جائے پانی چاہیے

خواجہ اس پریشانی مین مثل ہوا کے جاتے ہین آسمان کو دیکھتے ہوے ابر گرجتا ہوا جاتا ہی رعد کی گرج مین برق کی چمک ہی ایک صحرا مین جا کر دیکھا کہ ایک باغ ہی اُس باغ مین وہ ابر اُترا خواجہ حیران ہوے کہ اس باغ مین کیونکر جاؤن جا کر دیکھون کہ کس ظالم نے یہ کام کیا کھڑے ہوے ہین کہ اندر سے چند کنیزین نکلین نوجوان سینے اُبھارے ہوے جوڑے گلنار رنگ جسم جیسے ہی کنیزین نکلین خواجہ عمرو جھٹ پٹ ایک زن غیر ساحرہ کی شکل بنے مگر زن صحرائی بنے لہنگا پہنے ہوے گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوے دوڑتے ہوے قریب اُن کنیزون کے پہونچے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا سُنتی ہو جنگل مین چلو سانپ اور نیولے لڑ رہے ہین چلکر تماشا دیکھو اُس کنیز کو کھینچتے ہوے لے چلے جب جنگل مین پہونچے فرمایا کہ دیکھو جیسے ہی اُس کنیز نے طرف جنگل کے دیکھا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈال دیے جھٹکا مار کر حباب ملا

وہ کنیز بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو توکنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنکر طرف باغ کے چلے مگر حیران ہین کہ افسوس مین نے اس کنیز کا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے پُکار کے کہا بُوا چمن آرا ادھر آؤ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے چمن آرا بات کا جواب تو دے خواجہ سمجھے کہ چمن آرا میرا ہی نام ہی سوچتے ہوے باغ مین چلے کنیزون سے ہنستے ہوے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کنیزین غل مچاتی ہین مسخرہ پن کرتے ہوے باغ مین آئے دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری ہین ہر مقام پر گلکاری پنجرے جانورون کے درختون مین لٹکے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین غنچے منھ کھولکر رہجاتے ہین ہر چند کہ طفل بے زبان ہین مگر چاہتے ہین کہ صفت باغبان قضا و قدر کرین دم محبت کا بھرین گلہاے رنگارنگ اپنا اپنا رنگ جما رہے ہین ظاہرا مُسکرا رہے ہین باغ کی ناپائداری پر گویا ہنستے ہین یہ آوازے کستے ہین طائر جو قفس آہنی مین بند ہین رنگ چمن دیکھکر پھڑک جاتے ہین پر کھولدیے منقارین اُٹھائین چہکار امارا رنگ باغ کو ملاحظہ کیا پُکار اُٹھے کہ اے باغبان قضا و قدر تیری رنگ آمیزی کو کون دیکھ سکتا ہی تو وحید و یکتا ہی تیری صفت مین کیا زبان کھولین کون حرف بولین کیا مضمون ظاہر کرین کیونکر تیری محبت کا دم بھرین سبحان اللہ کیا قدرت کاملہ و حکمت بالغہ ہی کسکی مجال ہی کہ تیرا وصف زبان پر لائے مگر یہ ہر وقت ورد زبان ہی

نظم

فصل گُل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا — ہمت اے ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے توبہ شکن — خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن بیہوش کا
کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا — حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو اے پری — ہر ستارہ روکش خورشید ہی پاپوش کا

پتون کی آڑ مین عروسان چمن کا منھ چھپانا شاخون کا گھونگھٹ بنانا ہر جانب سامان فرحت و عیش ہی عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ وقت شب ہی مگر آشیانون سے اپنا اپنا منھ نکالتی ہین پہلوے گُل مین آشنا نہ ملا غنچۂ آرزو کھلا ہر جانب خوشی کے سامان ہین

آمد بہار ہی زیر نخل پھولون کے انبار ہین چمن خوب گلشن مرغوب خواجہ یہ بہار دیکھتے ہوے
روش پٹری کوطی کرکے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ فرش مشجر بچھا ہی کئی سو کنیزین بیٹھی ہین صاف
ظاہر ہی کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی ہر نازنین طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی کوئی درختون کو
دیکھتی ہی کوئی پھولون پر نگاہ ڈالتی ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ شطاح جہان آرا آیا چاہتی
ہین ایک کہتی ہی کہ جہان آرا دصہبا کو پینے گئی ہین اُنکے چھیتے کو کون روکیگا یہ ذکر تھا
کہ پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے زلفین
عنبرین کھولین تمام باغ معطر و معنبر ہو گیا غنچون نے دہان معشوق کا لطف دکھایا کہ بالکل
خاموش ہو گئے ایک دناٹا ہوا پھولون سے شعلے چمکے غنچے بول اُٹھے ہر طرف سے صدا
آنے لگی کہ ملکہ شطاح جہان آرا آتی ہین کنیزین گلابیان درست کرنے لگین ایک روشنی ہوئی
ہٹو بچو کی آواز آئی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ کنج باغ سے ایک نازنین نہایت حسین پائچے
سنبھالتی ہوئی ہزار کنیزین ہمراہ آتی ہی مگر وہ جو نازنین سب کے آگے ہی نہایت حسین وجیہ ہین
ہی غنچہ دہن نازک بدن سیمتن ماہرو خوش گلو آفتاب عالمتاب حسن و جمال اپنی ہرادا کا خیال
اس سج دھج سے آتی ہی کہ چشم نرگس بیمار دیکھنے سے نہین جھپکتی سنبل کی پریشانی مٹ گئی
سوسن نے سو زبانین کھولین پکار رہی ہی کہ اے ساکنان باغ ہوشیار ہو جاؤ ادب کا مقام
ہی کہ ملکہ شطاح جہان آرا آ پہونچین گنہگار کے لیے سزا ہی متعلقین کے لیے مزا ہی وہ
نازنین جب وسط باغ مین آئی مسند پر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ ارے سب کنیزین حاضر ہین
سب کنیزین حاضر ہوئین صف باندھ کر کھڑی ہو گئین شطاح جہان آرا نے سبھون پر
نگاہ ڈالی کہا بیٹھ جاؤ سب کنیزین مؤدب بیٹھین خواجہ عمرو کہ بصورت چمن آرا ہین
تڑپ کر مجمع سے نکلے مالک کو سلام کیا شطاح جہان آرا نے پوچھا کہ کیون چمن آرا کیا
کہو گی عرض کی کہ حضور مین آپ کے انتظار مین باہر کھڑی تھی کہ سناٹا ہوا ہوا ے سرد چلی
میری آنکھ بند ہو گئی مین نے اپنے کو دربار خداوندی مین پایا دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین مین نے
سجدہ کیا ارشاد ہوا کہ اے چمن آرا خدمت شطاح جہان آرا مین اپنا گانا سناؤ وہ
پسند کرینگی قدرت نے میری پشت پر ہاتھ رکھا لہذا میرا گانا سنیے دیکھیے یہ اشعار گاتی ہون

حضور سماعت فرمائیے یہ کہکے خواجہ نے یہ اشعار عبرت آثار شروع کیے **نظم**

تنگ آیا ہون اُس حور کی بیدادگری سے　　اُلجھاؤ لگا اب دل کو کسی اور پری سے
قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا　　درگذرا مین باز آیا تری نامہ بری سے
بجھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا　　بدتر ہی مرا حال چراغ سحری سے
آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجہ　　او دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے
دیوانہ ہون تو خوب ہون ہوشیار ہون تو خوب　　کیا کام کسی کو مری شوریدہ سری سے
کب آؤگے کب آؤگے کب آؤگے ایجان　　آنکھونکا عجب حال ہی یان منتظری سے
مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ　　اچھا نہین ہی دل کا لگانا سفری سے
ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو　　تم چال مین رہجاؤ گے کیا کبک دری سے
تمنے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی　　لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی اور پری سے
ای حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری　　سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے
بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی　　رہ رہ کے دھوان اُٹھتا ہی سوز جگری سے
اٹھ جاینگے اک روز یہی ہی جو بلکنا　　تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے
تاثیر کی اُس بت کے دل سخت مین کسدن　　کھینچتا ہون مین ای آہ تری بے اثری سے
دیوانہ ہون ہی الفت گیسوے مسلسل　　حیران نہو میری پریشان نظری سے
کیلا نہین اس سانپ کو مین جانپہ کھیلا　　چوٹی تری ہاتھ آئی ہی کس دردسری سے
گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہگذر سے　　مین پوچھتا ہون رند ہر اک رہگذری سے

خواجہ یہ اشعار گا رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوے دریاے اشیاء سحر مین غوطہ زن آتا ہی جیسے وہ تخت نمایان ہوا سب کنیزین کھڑی ہوگئین سب کے مُنھ سے نکلا کہ شہباز اشنگ پیما آتے ہین وہ جادوگر تخت سے اُترا ملکہ کھڑی ہوگئین اُس ساحر کو لاکر مسند پر بٹھایا گھبرا کر ساحر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑے افسوس کی بات ہی کہ جہان آرا و صہبا کو اٹھا لائین اور روک ٹوک نہین منفرر کی مین نے ابھی مجموعۂ جمشیدی کو دیکھا تھا اسمین صاف صاف لکھا تھا کہ آج کے دن عمرو عیار اس باغ مین آئیگا یہ گائن کون گا رہی ہی ملکہ نے

کہا اے شہباز یہ ہماری کنیز قدیم ہی بلکہ ندیم ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر رہتی ہی مین نے اسے اپنی
گود مین پرورش کیا ہی بڑے بڑے ساحرون نے اسکا پیغام دیا مین نے قبول نہین کیا آج قدرت نے
اسکو علم موسیقی مرحمت فرمایا شہباز نے سنکر اشارہ کیا ارے گلشن جسطرح ہو سکے ہمکو شراب
پلا خواجہ نے خوش ہو کر گلابی کو اُلٹ پلٹ کیا اُس مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا گن گنا کر
چند اشعار گائے شہباز بھی بیقرار ہو گیا حیران ہی کہ کس لطف سے اشعار گائے ہین کتاب مین
یہ بھی لکھا تھا کہ زمرہ مین گائنون کے عمرو ہوگا شاید یہی عمرو ہو جام پر کچھ اسملے سحر پڑھنے لگا
شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹوٹ کر خواجہ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی
ظاہر ہوئی شہباز نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو دیکھا گرفتار کرو کنیز طرف خواجہ کے
چلی خواجہ نے اک کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین خواجہ بھاگے
شہباز اُٹھکر دوڑا خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین شہباز تعاقب مین آتا ہی چاہتا ہی عمرو کے اوپر
سحر کرون خواجہ چھپتے ہوے جاتے ہین جب باغ سے نکلے شہباز بھی آیا خواجہ نے جو دیکھا
کہ شہباز پیچھا نہین چھوڑتا ایسا نہو کہ سحر کرے مین گرپڑون بس ہاتھ باندھکر پلٹے پکار کر کہا
اے شہنشاہ ساحران تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا مین تیری معرفت خدمت خداوند مین
چلونگا شہباز نے کہا خواجہ اگر ساتھ چلوگے تو کل خطا معاف کرا دونگا ورنہ تم سے اور قدرت سے
ہمیشہ نفاق رہیگا قدرت کو تمھارے نام سے نفرت ہی ایسا نہو کہ کسی مقام پر تقدیر کردین
تو تم سنگ سیاہ ہو جاؤ خواجہ قدمون پر شہباز کے گرپڑے کہا اے شہباز عمر بھر غلامی کرونگا
شہباز نے کہا خواجہ تم سے بڑی بڑی خطائین سرزد ہوئین تم نے اس اقلیم مین بھی آکر ہنگامہ
ڈال دیا کیسے کیسے ساحر تم نے قتل کیے قدرت کو بڑا ملال ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ عمرو کو
قتل کرون عمرو نے کہا مین قدرت کو سجدہ کرونگا حقیقت مین اب جو خیال کیا تو بخوبی
ثابت ہو گیا کہ یہ خداوند حقیقی ہین ایسے کو سجدہ کیونکر نہ کرین جب خداوند حقیقی ہو تو اُسکو کیون
نہ سجدہ کرے جس نے پیدا کیا اُسکو نہ پہچانے تو وہ انسان نہین میرا تو یہ قول ہی کہ اُس نے
ہمکو پیدا کیا بڑے تعجب کی بات ہی کہ ایسے وقت مین قدرت دستگیری نہ فرمائین اکثر مین نے
قدرت کو خواب مین دیکھا یہی فرمایا کہ تو اک دن ہماری اطاعت کریگا تجھکو اپنے بندہ لے

خاص مین داخل کرینگے شہباز نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری جان کا خوف نہ کرو مین اسوقت
جو آیا ہون تو کتاب قدرت دیکھ کر آیا اُس مین صاف صاف لکھا تھا کہ عمرو باغ مین شطاح
جہان پیما کے موجود ہی تب تو مین آیا تم کو اُس مقام پر پایا اب تم کو بڑے لطف سے لیچلونگا
شطاح جہان پیما بھی ساتھ ہوگی کہ مصاحب کامل ہی ہر وقت خدمت خداوند مین رہتی ہی
جسوقت غبار انگیز مارا گیا اُسیوقت قدرت کو خبر ملی کہ جہان آرا نے فیلستین بربا کی ہین
فوراً شطاح جہان پیما کو حکم ہوا کہ ای مصاحب قدرت جلد جاؤ جہان آرا و صہبا کو
گرفتار کر لاؤ شطاح جہان پیما گئین اور دونون کو گرفتار کر لائین اسی باغ مین دونون قید مین
اگر خواجہ تم اُنکو سمجھا دو کہ وہ چل کے قدرت کو سجدہ کرین تو قدرت بہت راضی ہونگے
اور تمھارا مرتبہ بہت بڑھے گا اور مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جہان آرا کی شادی تمھارے ساتھ
کرا دونگا خواجہ نے یہ سُنکر کہا ای شہنشاہ ساحران مین جان و دل سے قدرت کو سجدہ کرونگا
مین امیدوار ہون کہ میری اطاعت قبول کی جاوے جسوقت سے اطاعت قبول کرونگا طلسم کشا کو
مجھ سے لیجیے اور صاحب قران کو بھی پکڑ ملاؤنگا آپ کو اختیار ہی چاہے قتل کیجیے خواجہ یہ باتین
کرتے ہوے شہباز کے ساتھ جاتے ہین شہباز آگے آگے خواجہ پیچھے پیچھے جب خواجہ نے خیال کیا کہ
دلمین شہباز کے لطف کلام سمایا فرمایا ای شہباز دیکھو ایک ابر اُٹھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آتا ہی
دیکھو تو کون جادوگر ہی شہباز نے جو سر اُٹھایا خواجہ نے حلقۂ کمند مارے گلے مین جو حلقے کمند کے
پڑے شہباز نے چاہا کہ پلٹون اور تڑپ کے نکلون خواجہ نے حباب مارا کہ شہباز بیہوش ہو کر
گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک غبار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شہباز اشک پیما
بود خواجہ نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شہباز کی شکل بنکر تیار
ہوے طرف باغ کے چلے یہان شطاح جہان پیما باغ مین بیٹھی ہی جو گلدستہ سامنے رکھا تھا وہ
جل گیا شطاح نے کہا لو غضب ہوا کہ شہباز کو کسی نے مارا یہ کہہ رہی تھی کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین کہا ای ملکۂ عالم نئی بات ہی کہ شہباز آتے ہین شطاح نے کہا مقام تعجب ہی کہ مرنے کی
شہباز کے آواز آئی اور تم کہتی ہو کہ شہباز آتے ہین حقیقت مین غضب ہوا تھا کہ شہباز نے
آکر رنگ ساربان زادے کا مٹایا ورنہ وہ اپنا رنگ جما چکا تھا یہ باتین تھین کہ شہباز نقلی آکر پہونچا

شطاح جہان پیما نے کہا کہ ای شہباز تم کیونکر بچے شہباز نقلی نے جواب دیا مین اپنے ہم شبیہ کو قتل
کرا آیا مین نے مجموعۂ جمشیدی مین دیکھا تھا کہ مجھپر اُفتاد پڑے گی تو مین نے یہ تدبیر کی کہ اپنے ہم شبیہ کو
بے خوف عمرو کے ساتھ کر دیا مین الگ ہوگیا آخر یہ انجام ہوا کہ اُس نے میرے ہم شبیہ پر حملہ کیا جب میرا
ہم شبیہ مرکر گرا اور مین نے آسمان سے دیکھا غصہ تو انتہا سے تھا گولا مار دیا عمرو جل کر رہ گیا جو میرے
مرنے مین علامتین ہوتین وہ اُسکے مرنے مین ہوئین خوشی کرو کہ ایسا شخص مارا گیا کہ جسنے مششش
و دمامہ کو مارا اور وہان اُسکو کوئی گرفتار نہ کرسکا مگر قدرت نے ہمارے تقدیر کی تھی روز
ازل سے ارشاد فرمایا تھا کہ ای شہباز تو عمرو کا قاتل ہی نوٗے ہزار برس پیشتر یہی مضمون لکھ
دیا تھا کہ خواجہ عمرو کو تو قتل کریگا ای ملکہ شطاح جہان پیما آج روح سامری اور جمشید کو
خوشی ہوگی بخوشی بیٹھو جلسۂ شراب وکباب آراستہ کرو بیٹھکر شراب پیین جہان آرا و صہبا کو
بلاؤ اُن سے بھی کہو کہ تمھارا مددگار مارا گیا کس فطرت سے آکر پہونچا تھا اُسکا یہ انجام ہوا شطاح
جہان پیما نے خوش ہوکر گلے مین شہباز نقلی کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا ای شہباز بڑا
کار نمایان کیا خوب اپنے کو بچایا اُس ظالم نے تمھارے دشمنون کو مار ہی لیا ہوتا مگر تمنے قبل سے
انتظام کر لیا تھا تمنے یہ بڑا اہتمام کیا ہی کہ ہر وقت مجموعۂ جمشیدی دیکھا کرتے ہو ورنہ لقراط ثانی نے
منع کیا ہی کہ سامری نامہ و جمشید نامہ کوئی نہ دیکھے ہم نے جو لقراط نامہ تصنیف کیا ہی اُسکو
دیکھا کرو کل مضامین اُس مین پاؤ گے تم کو اعتقاد ابھی سامری و جمشید کا ہی اُسی کا یہ لطف
حاصل ہوا کہ جان بچی دشمن کو مارا خواجہ بشکل شہباز محفل مین بیٹھے اور کہا ای شطاح جہان پیما
نقصان کا خیال نہ کرنا کنجی میخانہ کی مجھے دو کہ مین آج ساقی گری کرون کہ کوئی آج باقی نرہے شطاح
جہان پیما نے کنجی میخانے کی شہباز نقلی کو دی خواجہ نے کنجی جو میخانے کی پائی کہا جہان آرا و صہبا کو
بھی بلاؤ شطاح جہان پیما نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین بارہ دری سے اٹھا کے لائین خواجہ
نے دیکھا کہ دونون شاہزادیان سرنگون بیٹھی ہین زبانون مین سوزن رنگ چہرے سے
اُڑے ہوے جیسے ہی خواجہ نے دونون شاہزادیون کو اس حال مین دیکھا قریب آکر دھمکایا کہ تم
دونون کو قتل کرونگا تمنے غضب کیا کہ قدرت سے باغی ہوئین اور اپنا آنکھ کا تل دکھا دیا
دونون شاہزادیان خوش ہوگئین جہان آرا نے صہبا سے کہا لو مادر مہربان خواجہ آپہونچے

صہبا بھی خوش ہوگئی کہا کہ کیا کامل واکمل عیار ہین **خواجہ** کنجی لیکر میخانے مین پہونچے میخانہ مین آگر آواز دی یارو شراب لے جاؤ پیو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین و ملازم شراب اُٹھا کر لے جانے لگے کوئی پتلا اُٹھا کر لے گیا کوئی گلابی اُٹھا کر لے گیا کوئی قرابہ اُٹھا کر لے گیا شراب تقسیم ہونا شروع ہوئی چالیس گلابیان **خواجہ** نے مع شراب ارغوانی درست کین محفل مین لیکر آئے **شطاح** نے دیکھا جس رنگ کی گلابی اُسی رنگ کی شراب بھری ہی **شطاح** نے کہا صاحبو تمنے دیکھا کس خوبصورتی سے شراب لائے ہین کہ جس سے زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے **خواجہ** نے شراب لاکر محفل مین رکھی اور جام لبریز کیا سامنے **شطاح** کے آئے کہا لو جان جہان پیو اب تامل نہ کرو **شطاح** نے کہا کہ ای **شہباز** تمھاری تکلیف ہمکو گوارا نہین تم بیٹھو ہم کنیزون کو حکم دیتے ہین وہ شراب پلائینگی **شہباز نقلی** نے کہا ای ملکۂ عالم جسوقت مین نے **عمرو** کو مارا اُسی وقت قدرت میرے سامنے آئے اور فرمایا ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی کا دیا ذرا گانا تو میرا سنو کہو گی **عمرو** گا رہا ہے یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز شروع کیے

نظم

دام لے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے ۔ دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یون لگاتی ہی وہ آنکھ دل عاشق کو ۔ جسطرح سے کوئی تگ بنکے کبوتر چھوٹے
ہی وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار ۔ دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین ۔ قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال ۔ کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک ۔ اقربا چھوٹے مربی جان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہی قریب اب تو قدم رنجہ کرو ۔ پاؤن کی منہدی تمھاری جو نہ دلبر چھوٹے
روز روشن نظر آتا ہی مجھے تیرہ و تار ۔ بال اُس حور کے چہرے پہ مقرر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے ۔ نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون ۔ جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی ۔ پیر دے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

خوبرویون کی محبت کا بُرا ہی انجام		تجھسے لیکا یہ کہین او دل مضطر چھوٹے
ایسی اُفتاد کئی بار پڑی ہی ای رِند		بیشتر اُس سے ملے رُوٹھ کے اکثر چھوٹے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شطاح بلائین لینے لگی کہتی تھی تم نے ایسے اشعار گائے کہ اُس مرنے والے کا گانا یاد آگیا بالکل وہی نقل اُتاری ہی خواجہ نے کہا یہ سب قدرت کا کمال ہی کہ میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہی کمال قلب مین اُتر آیا خوش آواز بھی ہوگیا سب عیب نکل گئے باتون مین لگا کے شطاح کو جام دیا چونکہ کنیزین غل مچا رہی تھین شطاح نے اس ہنگامہ مین جام پیا کچھ خیال انجام نہ کیا انبو خواجہ نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانے لگے تھوڑے عرصہ مین سب کو شراب پلا چکے شطاح بیٹھے بیٹھے نشۂ شراب مین گھبرائی آنکھین پھاڑ کر چہار جانب دیکھنے لگی بینائی موقوف ہو چکی تھی شہباز سے آنکھ ملا کر کہا ای شہباز تمکو کچھ خبر بھی ہی کہ قدرت تشریف لائے ہین صحبت مین آنے کا ارادہ رکھتے ہین اُنکو محفل مین بلاؤ یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی یا خداوند تشریف لائیے کہتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر چلین جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصہ مین سب بر لب فرش ہوئین خواجہ خنجر کھینچکر شطاح پر جا پڑے چاہا کہ قتل کرون جہان آرا نے آواز دی خواجہ پہلے ہمکو رہا کرو ایسا نہو کہ کوئی اُفتاد پڑے اسکے متعلقین بہت ہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر آجائے خواجہ نے جہان آرا کو قفس سے نکالا زبان سے اُسکی سوزن نکالی صہبا کو بھی رہا کیا دونون قفس توڑ کر نکلین اب خواجہ نے شطاح کو قتل کیا اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باتش او ساربان زادے غضب کیا منم کلاہ سر فروش جہان آرا نے دیکھا کہ ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہی اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے جہان آرا نے زلف عنبرین کو جنبش دی وہ ساحر تھرایا زمین پر گر پڑا صہبا نے ابروے خمدار ہلائے آسمان سے برق گری کلاہ سر فروش کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا کلاہ کا کہ خواجہ نے رہائی پائی محفل کو لوٹنے لگے سب کنیزون کے کپڑے اُتار لیے باغ کو لوٹنا شروع کیا جسکو مارا اُسکے کپڑے اُتار لیے سب کے لاشے برہنہ پڑے ہین جہان آرا نے کہا خواجہ اب چلیے رستم انتظار مین ہونگے خواجہ نے کہا مین رستم کو مطمئن کرکے آیا ہون انشاء اللہ اب چلکر رستم کو آمادہ کرینگے کہ لشکر مین چلیے یہ آپس مین صلاحین کرکے

شطاح جہان پیما کا باغ لوٹ لیا باغ تھوڑے سے عرصہ مین ویران ہوگیا درخت جل گئے باغ مین خاک اُڑنے لگی
جس مقام پر بلبلین چہچہہ زن تھین اُس مقام پر زاغ و زغن کے آشیانے ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین
سامان بہار آنکھون سے نہان ہوے جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب نکل چلیے طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ
شطاح کی عملداری مین دوسرے کی عملداری ہوئی ایسا نہو کہ کوئی آفت آجائے خواجہ و جہان آرا
و صہبا آپس مین باتین کرتے ہوے سرحد باغ سے نکلے بیرون باغ جو آئے تو دیکھا کہ ایک صحرا ہے ویران
کف دست میدان ہی ہر طرف خاک اُڑ رہی ہی زاغ و زغن کی صدا سے تمام صحرا گونج رہا ہی ہزار ہا زاغ
آتے ہین سر پر ان تینون کے لہراتے ہین جہان آرا نے کہا کہ خواجہ پاؤن کی طاقت کم ہوتی جاتی ہی طبیعت
گھبراتی ہی کسی نے سحر کامل کیا سحر فراموش ہو رہا ہی صہبا نے کہا ہی تو نظر اب عجیب حال ہی قلب پر ہجوم
غم و ملال ہی اب بہتر یہ ہی کہ آپس سے جدا ہوجیے اور اسی صحرا مین تلاش کیجیے جس نے یہ سحر کیا ہی وہ اسی
جنگل مین ہوگا شاید ملجائے تو اُسکے قتل کی تدبیر کرین خواجہ ایک جانب بھاگے جہان آرا ایک جانب چلی
صہبا نے ایک جانب رخ کیا قضائے کار ملکہ جہان آرا جھپٹی ہوئی جاتی تھین نگاہ اُٹھا کے صحرا کو دیکھا کہ ایک
طرف سے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین جہان آرا گرد کی جانب چلین ایک بونڈلا گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا
قریب جہان آرا کے آیا جہان آرا نے چاہا کہ اپنے کو اس بونڈلے سے بچاؤن مگر گرد مین جہان آرا
کھنچتی ہوئی چلین ہرچند زور کرتی ہین مگر گرد سے نہین نکل سکتین وہ گرد سو دو سو قدم جہان آرا کو لائی
وہان پر آکے جہان آرا گری آنکھ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نخل برگ و بار سے خالی ہی شاخین اُسکی ہاتھ پھیلائے
ہوے اُس نخل کے سایے مین ایک ساحرہ کریہ منظر مہیب شکل پڑی ہوئی ہی جون جون گرد مین لوٹتی ہی خاک
چرخ مار کر بلند ہوتی ہی وہ بونڈلے گرد کے چرخ مارتے ہوے صحرا مین پھر رہے ہین جہان آرا جو گرین سحر
فراموش حیرت کا جوش زمین پر ہاتھ پاؤن مارنے لگین اُس ساحرہ نے اُٹھکر جہان آرا کی زبان مین
سوزن دی اُسی نخل کے سایے مین ڈال دیا آپ پھر زمین پر گری اور لوٹنے لگی بونڈلے گرد کے اُسی طرح
اُٹھنے لگے تمام صحرا مین جاتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈ رہے ہین ناظرین کو واضح ہو کہ
دربار مین اپنے بقراط ثانی بیٹھا تھا کہ آسمان سے چند طائر آئے پرون سے سر پیٹتے ہوے بقراط ثانی
کے سامنے آکر گرے اور مثل انسان کے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا عمرو نے شہبازادر
شطاح کو مارا اب وہ تینون باغ سے نکلا چاہتے ہین بقراط ثانی نے ایک آواز دی ارے

کوئی حاضر ہی کہ ایک ساحرہ بدصورت بالون سے خاک گرتی ہوئی حاضر حاضر کہکے سامنے آئی کہا یا خداوند ستم ویرانۂ دشت نورد اگر حکم ہو تو جاؤن جاکر صحرا کو ویران کرون وہ خاک اڑاؤن کہ تینون سحر مین میرے مبتلا ہون تینون کو گرفتار کرکے لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا ای ویرانہ دشت نورد جلد جاؤ اور تینون کو گرفتار کرکے لے آؤ یہ جو ساحرہ پڑی لوٹ رہی ہی یہ وہی ساحرہ ہی کہ آکے اسنے سحر کیا صحرا کو ویران کردیا آپ زیر نخل پڑی ہی کہ ایک بونڈلا گیا خواجہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ اُس گرد نے آکر صہبا کو بھی گھیر لیا صہبا نے ہرچند زور کیا کئی مرتبہ جست کرکے گرد سے نکلی مگر گرد نے صہبا کو گھیر لیا آخر ناچار ہوئی گرد کھینچکر لے چلی اُس مقام پر لائی کہ جس مقام پر جہان آرا پڑی تھی اُسی مقام پر آکر صہبا بھی گری ہاتھ پائون مارنے لگی اُس ساحرہ نے اٹھکر صہبا کی زبان مین بھی سوزن دی اور پکار کر آواز دی ارے تم بتاؤ کہ سار بان زادہ جسکو اپنی عیاری کا دعوی ہی کہان گیا قدرت نے مقام سکندری سے دیکھا کہ تم تینون ساتھ نکلے تم دونون گرفتار ہوے اُس ظالم کا پتا نہین دونون نے کچھ جواب نہ دیا ویران دشت نورد بونڈلے گرد کے روانہ کرنے لگی جب خواجہ نے دور سے دیکھا کہ دونون جاکر گرفتار ہوئین کنارے آئے رنگ روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی تبدیل کی ایک مہاجن کی شکل بنکر تیار ہوے دھوتی تہمبری باندھے ہوے ایک مرزائی پہنے ہوے تھے زنار گلے مین ایک ہاتھ مین تھالی پنچی اُس مین موہن بھوگ رکھا ہوا جھپٹ کر راستہ چلے سامنے ویران دشت نورد کے پہونچے ویران نے جو اُس مہاجن کو دیکھا ہرچند کہ سحر کر رہی تھی مگر پکار کر آواز دی میان جانے والے تم کون ہو جو صحراے ویران مین آپڑے خواجہ نے جواب دیا ای ملکۂ عالم غلام کی کیفیت یہ ہی کہ زوجہ کو دردزہ لگے ہین اُس بیقراری مین نکلا کہ جاکر ٹھاکر کا پوجا کرون شاید کچھ درد مین کمی ہو ویران دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی بیٹھ جاؤ خواجہ بیٹھ گئے اُس ساحرہ سے باتین کرنے لگے کہا ای ملکۂ عالم یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین کیون حضور یہ کون ہین اُنھون نے کیا خطا کی کہ جو یہ گرفتار ہوئین ویران دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی یہ گنہگاران قدرت ہین اُنھون نے ایسی خطا کی کہ جسپر یہ عتاب ہوا سیٹھ جی نے جواب دیا کہ کیون ملکۂ عالم آخر اُنھون نے کیا خطا کی ایسا ہی تو اُنکو قتل کرو کہ مراد حاصل ہو یہ کہکر سیٹھ جی اپنے مقام سے اُٹھے کمر سے خنجر

کھینچا چاہا کہ جہان آرا کو قتل کرین ویرانہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا سیٹھ جی ٹھہر جاؤ حکم خداوند پر انکا قتل موقوف ہی ہم نہین قتل کر سکتے جب تک حکم خداوند نہ آجائے سیٹھ جی نے کہا کہ ای ملکہ عالم جب یہ خطاوار ہی تو اسکا قتل کرنا ضرور چاہیے مین دیکھ رہا ہون کہ قدرت سامنے بیٹھے ہین دربار خداوند جما ہوا ہی ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ایک نازنین مہ جبین گلعذار ماہ رخسار بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی اہل محفل کو سنا رہی ہی

نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہین نو دو سنت دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری
اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا

نہ دو مجھکو مبارک باد بے سود
بُری تقدیر والون کا بھلا کیا

یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی
بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا

کب اُس کوچے مین ٹھہرے گی مری خاک
نہوگا کوئی احسانِ ہوا کیا

امید اُس سے غلط سمجھا تو ای دل
ستمگر سے تمنائے وفا کیا

بڑھا کر ہاتھ لین آنکو یہ مشکل
نصیب ہا یسے مبارک پھر دعا کیا

نہ گھبراؤ اجی کروٹ نہ بدلو
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
محبت ہی تو ہم سے پھر حیا کیا

جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
وہ مین کیا اور میری التجا کیا

معاذ اللہ گرہی نو جوانی
رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا

کہان ہی درد دل جو کہ کراہے
مزا دے گا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
تعجب ہی یہ مجھکو ہوگیا کیا

نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے ویرانہ دشت نورد کو سنائے کہ ویرانہ دشت نورد بیقرار ہوگئی

کہا سیٹھ جی تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال تمنے کس سے سیکھا ہی خواجہ نے جواب دیا تان دراز تل
میرے نانا تھے جب وہ تان مارتے تھے تو آسمان تک آواز جاتی تھی فرشتے الامان الامان کہتے تھے
اور کہتے تھے یہ کون شخص ہی کہ جب تان مارتا ہی تو دل ہلا دیتا ہی ہماری عبادت مین فرق آتا ہی
آخر سب فرشتون نے صلاح کر کے نانا جان کو بلا لیا جب وہ گاتے تھے تو مین تال دیا کرتا تھا
اُسکی کچھ تاثیر آگئی ہی ورنہ مین گانا کیا جانون آپکے فیض سے یہ اشعار اسطرح گائے اور آنکھون سے
دیکھ رہا ہون کہ دربار قدرت مین ہنگامہ پڑا ہوا ہی وہ شعلہ رخسار آگ لگا رہی ہی تمام اہل محفل کو
دیوانہ بنا رہی ہی ویرانہ نے حسب معمول ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اُڑنے لگا ایک بونڈلہ بلند ہوا
اور گرد خواجہ آگیا خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ ای ملکۂ عالم مجھے بچائیے مین بوجے کو چلا جاؤن
ویرانہ نے جو یہ دیکھا کہ گرد اس مہاجن کو لپٹی جاتی ہی آواز دی ای گرد باد جادو یہ ایک غیر
شخص ہی اسپر تاثیر نہ کر وساربان زادے کی تلاش مین جاؤ لیکن وہ گرد جو جسم پر خواجہ کے پڑی
رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ویرانہ دشت نورد نے پکار کر آواز دی
او ساربان زادے اب کہان جائیگا میرے ساتھ بھی مکر کیا مین نہایت ہوشیار ہون خواجہ نے
چاہا کہ اُٹھکر بھاگون دیکھا زمین نے پاؤن تھام لیے ہین ویرانہ نے کہا کہ او مکار اب تو کہان میرے
سامنے سے بھاگ سکتا ہی مین نے سحر کر دیا اب عمر بھر میرے سحر سے رہائی نہ پائیگا خواجہ نے
ہاتھ باندھکر عرض کی ای ملکۂ عالم بڑے بڑے ساحر مین نے مارے مگر تم سی ساحرہ میری نگاہ
سے نہین گذری واسطہ خداوند لقراط ثانی کا میری خطا معاف کرو اور مجھکو چلکر قدرت کے
قدمون پر گرا دو ویرانہ نے جواب دیا خواجہ تمھاری بات کا اعتبار نہین عمرو نے جواب دیا
اب تو جان پر بنی ہی اب خلاف نہ کہونگا اگر مین آپکے ساتھ رہونگا سارے طلسم پر قبضہ کرا دونگا اور یہ بھی
چاہتا ہون کہ میرے پاس جو کچھ کہ حاضر ہی لے لیجیے آپکے پاس مال احتیاط سے رہیگا اُسکا آپ کو
اختیار ہی ویرانہ دشت نورد نے کہا خواجہ تمھارے پاس کیا ہی خواجہ نے کہا دیکھیے حاضر کرتا ہون
یہ کہکے کمر مین ہاتھ ڈالا ایک پوٹلا روپیون کا نکالا سامنے ویرانہ کے رکھ دیا ویرانہ نے جو روپیے
چمکتے ہوے دیکھے بیقرار ہو گئی کہا خواجہ اور بھی کچھ ہی خواجہ نے اور روپیے نکالے کئی پوٹلیان ویرانہ کو
دین ویرانہ نے روپیے لیکر پاس رکھے خواجہ کہتے جاتے ہین اور بھی میرے پاس بہت کچھ ہی یہ کہتے ہین اور

کمر سے نکالکر کچھ دیتے ہین جب کئی ہزار روپے ایک مقام پر جمع ہو چکے تب خواجہ نے ایک ڈبہ نکالا کہا ملکۂ عالم اس ڈبہ مین میری جان ہی اسکو کھولکر نہ دیکھیے ورنہ میری روح نکل جائیگی دیکھین تقدیر کیا دکھلائے مین نے اپنی جان کے خوف سے اِسکو پاس سے نکالا ویرانہ نے کہا آخر اس مین کیا ہی خواجہ نے کہا اسمین کچھہ کنکر پتھر ہین جب بالاے قیطول لقا گیا تو وہان یہ پایا اسمین جواہرات ہین لیکن کھلنے سے اسکے مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہو کہ اسکی آبرو سٹ جلائے ویرانہ دشت نورد نے کہا خواجہ بے وقوف ہو کہین جواہر کی آبرو گھٹتی ہی جوہری ہزار مرتبہ کھولتے ہین اور بند کر دیتے ہین مین دیکھون کہ آخر کیا شی ہی جب تمھاری خطا قدرت سے معاف کراؤنگی تب یہ سب دے دونگی یہ نہ خیال کرو کہ مین یہ چیزین لے لونگی خواجہ نے کہا دیکھیے ویرانہ نے ڈبہ ہاتھ مین لیا اسکو کھولنے لگی دیکھا اسقدر مضبوط بند ہی کہ کھل نہین سکتا زور کرکے جو کھولا ڈبہ سے دھوان نکلا دماغ پر ویرانہ کے پہونچا چھینک مار کر بیہوش ہوگئی خواجہ نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا ویرانہ کا مرنا کہ پاؤن زمین نے چھوڑ دیے خواجہ نے اٹھکر زبان سے جہان آرا وصہبا کی سوزن نکالی یہ دونون شہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین کہا خواجہ نکل چلو دیکھو کیا آفتین آتی ہین تمام کوہ وصحرا اسی مکر سے بھرے ہین ہر مقام پر ساحران مکار وغدار موجود ہین اور سحر کرتے ہین ایسا نہو کہ کوئی اور ساحر آجائے خواجہ وجہان آرا وصہبا ساتھ ہو کر چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ نوبت نقارہ کی آواز کان مین آئی دیکھا رستم مع لشکر کثیر آتے ہین خواجہ کو دیکھکر خوش ہو گئے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی کہ ای عم نامدار خیر تو ہی آپ کو کہان عرصہ ہوا خواجہ نے رستم کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر کیا حال بیان کرون حقیقت یہ ہی کہ یہ حکیم بقراط ثانی بلاے روزگار ہی اُس بھیلنے جابجا ساحر مقرر کیے تھے انھون نے ایسے ایسے مکر کیے مگر شکر ہی پروردگار کا کہ اُنکو مین نے قتل کیا و رنجر آپ تک پہونچا یہ کہکے لشکر رستم کے ہمراہ ہوئے تین لاکھ ساحر وغیرہ ہمراہ ہین اس لطف سے لشکر رستم کا جاتا ہی جہان اُترپڑے معلوم ہوتا ہی کہ ملک آباد ہوگیا بازارین آراستہ ہوئین ایک صحرا مین آکر اُترے گھوڑے باندھے گئے خیمے درست ہوئے رستم دروازے پر بارگاہ کے آکے بیٹھے سردار گرد آگئے جہان آرا آکر بیٹھین راہ کا ذکر ہونے لگا یکایک ایک ابر آسمان پر آیا لشکر رستم پر محیط ہوا تھوڑے عرصہ مین ابر نے لشکر رستم کو گھیر لیا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی خواجہ بازارین پھرنے لگے جسوقت دیکھا

کہ ابر آیا خواجہ ایک جانب بھاگے لشکر سے نکل کر ایک صحرا مین ٹھہرے ملاحظ فرما رہے ہین کہ ابر محیط ہو کر برسنے لگا تھوڑے عرصہ مین برف گرنے لگی اب لوگ برف مین دبنے لگے لشکر مین صدائین بلند ہوئین یا زبارہ یا مستغیثاہ کی آوازین سوار و پیدل کرنے لگے پکارتے ہین ای بے نیاز ای حاکم خشک و تر اس آفت آسمانی سے بچالے تو مالک ہی ہر امر مین ہماری مدد کرنے والا ہی اب ہمکو امان دے

رباعی

ای مالک ہر بلند و پستی — شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراغ دستی — ایمان و امان و تندرستی

ای بے نیاز ای کارساز یہ کیا آفت ہی کہ بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین لیکن خواجہ بیرون لشکر سے یہ صدائین سُن رہے ہین بیقرار ہو کر ایک جانب چلے خیال کرکے دیکھا ایک گوشہ صحرا سے ابر اٹھ رہے ہین جو لکہ ابر اٹھا لکہ کلان مین جا کر مل گیا برف کو زور ہوتا ہی سارا لشکر دبا جاتا ہی خواجہ ٹہلتے ہوے سامنے گوشہ صحرا کے پہونچے دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی خواجہ نے کنارے اکر ایک ساحر عجیب کی شکل بنائی لمبی ٹوپی سر پر کرتا چرم نہنگ کا پہنے ہوے پائجامہ چرم شیر کا گل اُسپر بنے ہوے جھپٹ کر سامنے اُس ساحرہ کے آئے پکار کر آواز دی او حرامزادی یہ کیا کرتی ہی خداوند نے منع کیا ہی سنم فرشتہ قدرت صحراے چرم آباد کا حاکم ہون اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ حکم خداوند صادر ہوا کہ اپنے کو جلد صحراے برگ و بار مین پہونچا اور جا کر اُسکو منع کر کہ ہمارے بندگان خاکی پر برف نہ برسائے اگر نہ مانے تو سر لانا وہ ساحرہ حیران ہوگئی سر اٹھا کر دیکھا نہایت تردد تھا کہ مین بحکم خداوند آئی یہان حکم ممانعت آیا اب کیا کرون پکار کر آواز دی ای فرشتہ چرم پوش قدرت سے جا کر عرض کرو کہ مین تو آپکے حکم سے آئی آتے ہی اپنا کام کیا مسلمانون کو قتل کر کے اپنا نام کیا اب ممانعت ہوتی ہی خواجہ نے فرمایا ای ملکہ عالم تم مقبول بارگاہ خداوند عالم ہوئین چلتے وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ سامنے اُسکے جا کر یہ اشعار عبرت آثار سُنانا لو سنو

نظم

اُفتادگی نے اور ہی عالم دکھا دیا — نقش قدم سمجھ کے ہر اک کو مٹا دیا
یہ درد اسقدر تھی مری داستان غم — دریا بہا دیا جسے قصہ سُنا دیا

احسان

احسان بڑا یہ تو نے کیا ہم پہ ای صبا	اک مشت خاک تھی سو اُسے بھی اُڑا دیا
ہین عندلیب نالہ کے زورون پہ چہچہے	داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا
سمجھا وہ کھیل کار قضا و مسیح کو	مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا
یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی	پردہ پڑا جو یار نے پردہ اٹھا دیا
گم گشتگی نصیب کی دیکھو تو ای نسیم	قاتل نے یاد کرکے مجھے پھر بھلا دیا

یہ اشعار سنکر برف بار بیقرار ہوگئی کہا ای فرشتۂ قدرت تیرے کامل واکمل ہو خواجہ ہنستے ہوے قریب آئے بولے دیکھو میرے ساتھ والے بھی آپہونچے مقام شکر یہ ہو کہ سب ایک ہی مرتبہ آئے برف بار پلٹی کہ کون آتا ہی جیسے یہ پلٹی خواجہ نے حلقہاے کمند مارے گرتے گرتے خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا غبار اُڑا آواز آئی کشتی مرا نام من برف بار جادو بود خواجہ مار کر اُس ساحرہ کو پلٹے دیکھا کہ ابر دفع ہوگیا اب آسمان صاف ہوا یہان رستم پریشان تھے کہ ابر صاف ہوا جہان پر رستم کھڑے تھے وہان پر برف نہ برستی تھی بلکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی جب رستم لوح جھکاتے تھے برف کی صفائی ہو جاتی تھی مگر لشکر کی پریشانی پر گھبرا رہے تھے یہی فرماتے تھے کہ کسی ساحرہ نے سحر کیا سحر اُسکا حاوی ہوگیا کہ دیکھا خواجہ سامنے سے آتے ہین سمک دوڑا پکار کر کہا کہ کیون قبلہ وکعبہ کیا کیا فرمایا او بے غیرت لشکر پر یہ آفت آئی اور تو لشکر مین موجود رہا برائے تلاش نہ نکلا اور پھر مجھسے دعوی ہم چشمی رستم نے پکار کر پوچھا کیون عم نامدار کیا ہوا کہا تمھارے اقبال سے برف برسانے والی کو مارا ایک ساحرہ طرف سے بقراط ثانی کے آئی تھی مین نے جاکے فوراً اُسکو قتل کیا یہ کہکے سر رستم کے سامنے ڈال دیا رستم دیکھ کر بہت خوش ہوے لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے ہر طرف ذکر تھا کہ خواجہ نے جا کر ساحرہ کو مار لیا تھمنے نہ دیا چارون طرف سے صداے مبارکباد بلند ہوئی رستم اُسی وقت بارگاہ مین آئے سب سردار گرد وپیش بیٹھے صحبت عیش ونشاط ہونے لگی اس رات کو ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز آکر جمع ہوے ایک نازنین خوش آواز بصد کرشمہ وناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہوگیا	مین تو دیوانہ تھا ای ناصح تجھے کیا ہوگیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے ۔۔۔ میرے لاشے پر جو وہ آئے تماشا ہو گیا
ہین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین ۔۔۔ صدقے جاؤن حال میرا سا تمھارا ہو گیا
اتنو افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہی ۔۔۔ مر گیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا
شکر ہی دنیا سے اٹھا آج شیدا آپ کا ۔۔۔ جان دینا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھسے میرے ازدیاد شوق نے ۔۔۔ اضطراب ایسا بڑھا آخر کو بردا ہو گیا
سو گئے ہم تو فریب وعدہ سے شب کٹ گئی ۔۔۔ ہائے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کوئی غم نہ تھا ۔۔۔ کیون جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جلتے رہے ۔۔۔ مجھکو حیرت ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی دعوےٰ مین ڈپٹی وحشت کی میرے ای نسیم ۔۔۔ پھر وہی جوش گذشتہ دل مین پیدا ہو گیا

وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے بصد جوش وخروش فوج ضیا ساتھ لیکر سلطان ماہ تابان پر لشکرکشی کی اور سلطان ماہ نے شکست فاش کھائی مع فوج ثوابت وسیارگان فرار برقرار کیا قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا شاہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تخت زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا روشن ہوئی رستم صبح کو اٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سردار نامی آنے لگے خواجہ نے آکر فرمایا ای نور نظر لشکر تیار ہو صاحب قران زمان تمھارے واسطے بیقرار ہونگے رستم نے حکم دیا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی سوار وپیدل تیار ہوے لشکر جم کر سامنے آیا رستم نے سمک کو اشارہ کیا کہ مرکب ہمارا تیار کرکے لاؤ سمک یلدافی اسپ مالا کبود کو تیار کرکے لایا رستم اٹھے کہ سوار ہون سب سردار انتظار مین ہین کہ آقا سوار ہون تو ہم بھی سوار ہون رستم اپنے مقام سے چاہتے ہین کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار لشت پر ساٹھ ہزار سوار وپیدل فوج کے دل کے دل بھرہرے علم سیاہ کے کھلے ہوے سامنے لشکر رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھارا نام نامی سنکر برائے مقابلہ آیا ہون رستم نے کمربندی کھلوائی اس پہلوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ سنم اختران فلک پیما لشکر رستم دیکھکر گھبرایا کہ لشکر طلسم کشا کا بہت ہی اختران اترا ہی کہ دوسری گرد اڑی دوسرا پہلوان گینڈے پر سوار کاکلین چہرے پر چھوٹی ہوئین پاؤنمین زنجیر سنہری کمر مین لنگر اس شوکت وشان سے آکر پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہ استاد

ہوئی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں گیا جب بارگاہ مین پہونچا رفقا سے کہا یہ اختران جو آیا ہی اسنے کیا باعث ہمارا استقبال نہ کیا اور بارگاہ مین بھی نہ آیا ہم دربار خداوندی مین دست راست پر بیٹھتے مین ہم معزز و مکرم خداوند لقراط ثانی ہین اس پہلوان نے غضب کیا کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا یہ کہکے ٹہلتا ہوا بیرون بارگاہ آیا بارگاہ مین اختران کی پہونچا اختران بھی مغرور ہی اپنے مقام سے نہ اُٹھا غیور تیغزن بہت جھلایا کہا اب تمکو یہ غرور رہی کہ ہمارے استقبال کو نہ اُٹھے ہم جانتے تھے کہ تم قبل مین پہونچے ہو وہان سامان کیا ہوگا تم آکے اُتر پڑے مناسب یہ تھا کہ جب ہماری آمد سنی تھی فوراً برائے استقبال نکلتے ہم بھی خوش ہو جاتے اختران نے کہا ای غیور تیغزن اسقدر تم نہ بلبلاؤ اپنے ہوش مین آؤ دربار خداوندی مین تم کو ایسا کیا فخر ہی کہ جسپر تم ناز کرتے ہو صرف دست راست کے بیٹھنے سے کیا کمال حاصل ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ بیٹھ جاؤ اختران نے بگڑکر جو کہا رفیقان غیور نے قبضون پر ہاتھ رکھا کہا ای پہلوان دوران اسنے سر دربار عجب کلمہ کہا ہم لوگون کو بہت ناگوار ہوا اگر آپ کہیے تو اسکو دنگل سے اُٹھا لین رفیقان اختران نے جو رفیقان غیور کو بدمزاج دیکھا ایک سے ایک آنکھ ملانے لگا قبضون پر ہاتھ پڑ گئے نگاہین ملنے لگین اختران نے کہا دیکھو زیادہ تم نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ فساد ہو جائے اگر فساد ہوگا تو خرابی ہوگی دس پانچ لاشین لوٹنے لگین گی غیور نے جواب دیا ای اختران ہم سے خوف کرو اگر تلوار کھینچے گی تو زمین ہل جائیگی دم بھر مین قیامت برپا کرونگا اختران نے جواب دیا کیون بھائی صاحب آج آپکو کیا ہوا ہی کیا شب کو شراب زیادہ پی تھی ابھی سرور باقی ہی بہک رہے ہو غیور نے جواب دیا مردون کو نشہ جرأت کا رہتا ہی شراب کیا ہمکو نشہ کریگی اور یہ تمنے کیا کہا ہنس ہنس کے بناتے ہو دیکھو زیادہ غرور نہ کرو ایسا نہو کہ تلوار کھینچ جائے آخر دونون مین یہان تک تکرار ہوئی کہ اختران نے تلوار کھینچی اور کہا کہ آئیے غیور نے بھی تلوار کھینچی دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے رفیقون نے بھی تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے لگی رفیقان اختران اپنے مقام سے اُٹھے غیور کو ہاتھ مارا غیور نے تلوار روکی رفقا مین بھی تلوار چلنے لگی کئی جوان مر کر گرے دریائے خون جاری ہوا لاشے تڑپنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا غیور چونکہ لشکر مین چلا آیا ہی بمشکل باہر آیا فوج نے اختران کی گھیر لیا تلوار چلنے لگی غیور نے لڑتے لڑتے کہا مقام افسوس ہی کہ ناقدرون کے آگر شریک ہوئے کسی نے

قدر نہ کی افسوس ہے اگر ایسا جانتے تو جا کر رستم کے شریک ہوتے وہ قدر شناس فلک اساس ہین جو
مرد اُنکے یہان گیا اُنھون نے اُسکی آبرو کی دیکھو پہلوان کیسے خوش حال و بحال ہین ہمکو سب طرح
سے خیال ہین قضاے کار ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے یہ کلمہ جو زبان سے غیور کی سُنا
خبرین لیکر بھاگے خدمت رستم مین آئے رستم بیٹھے ہین فکر مین ہین کہ دو پہلوان آئے ہین یقین ہی
کہ طبل جنگ نہ بجے انتہا کا معرکہ پڑیگا ہر ایک پہلوان اپنی شوکت دکھا کے لڑیگا رفقا عرض کر رہے
ہین کہ ای شہریار اختران بڑا بودا ہی وہ کیا لڑیگا آپ اُسکے مقابلہ مین نہ جائیے گا غلامان جانباز
سمجھ لینگے غیور تیغزن البتہ پہلوان منچلا ہی اُسکے مقابلے مین البتہ مشکل پڑے گی جانباز سر فروش
نشہ مین بھی جرأت کا ہوش یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا وثنا کے سینے
عرض کی کہ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز رہے غیور تیغزن و اختران
سے ایسی بگڑی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہی مگر غیور تیغزن گھر گیا ہی جب وہ بلوے مین گھرا تو
اُسنے رفقا سے کہا کہ مقام افسوس ہی اگر مین ایسا جانتا تو خدمت رستم مین جاتا تو عزت و آبرو پاتا
قدر جرأت نہ ہوتی جو پہلوان آنکی خدمت مین گیا اُسکی عزت و آبرو ہوئی ہے ہمنے جیسا کیا ویسا پایا
ای شہریار وہ بہت مایوس ہی رستم یہ سُنکر اُٹھ کھڑے ہوے سمک سے فرمایا کہ مرکب ہمارا لاؤ
اُسی وقت مرکب آیا رستم مرکب پر سوار ہوے رفقا ہمراہ ہو لیے گھوڑا اُڑا کر طرف کفار کے چلے کہ
دیکھا جا بجا لشکر مین قرنا ہو رہی ہی سب کا قصد ہی کہ کمر بندی کرین سالنوا نے آقا کے جائین کفار کو
اپنی شوکت دکھائین رستم نے کمیدان و رسالدارون کو اپنے سامنے بلایا فرمایا کہ خبردار سب لشکر
تیار رہو مجمع کفار کم ہی اور ای سمک تم پلٹ جاؤ جہان آرا صہبا قصد نہ کرین مین نہین چاہتا
کہ جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑون اسکا ذکر لشکر قبلہ و کعبہ مین ہوگا دست راستی اپنے مقام پر ہنسینگے
آوازے کسین گے کہ جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑے اُسوقت شرمندگی ہوگی سمک پلٹا
رستم طرف لشکر کفار کے چلے اُسوقت پہونچے کہ غیور تیغزن لڑتا ہوا باہر نکلا ہی مگر سب گھیرے
ہوئے ہین اختران حکم دے رہا ہی کہ اسکا سر کاٹ لو میرے سامنے یہ سرکشی ای غیور بہتر یہ ہی کہ
اب بھی راہ پر آؤ جھک کر مجھ سے ملو خبردار ایسا نہو کہ تم مارے جاؤ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤ
کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب ✣ کیست علم شاہ چو رستم لقب
دیگر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

اور آواز دی او اختران مردان عالم سے مقابلہ کر کیا غیور کو تو تنہا سمجھا ہی یہ ہمارا رفیق بلکہ شفیق ہی اسنے جو کلمات حسرت کہے ہم اسکی مدد کو آئے گینڈا بڑھا ہمارے مقابلہ مین آ جب تجھکو حال کھلے کہ مردان عالم کیسے ہوتے ہین یہ کہکر رستم نے شمشیر زنی شروع کی جو پہلوان سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ واصل جہنم ہوا رستم کے لشکر مین آتے ہی تہلکہ پڑگیا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ طلسم کشا آگئے اب البتہ مشکل پڑگی کہ اختران کو للکار کر رستم لڑتے ہوے چلے جب اختران کے قریب پہونچے چاہا کہ مقابلۂ اختران مین جاؤن کہ اختران نے اپنے سپاہ سالار لشکر یعنے سوہان ببر دندان کو اشارہ کیا کہ جا اور سر رستم کاٹ کر لے آ آج انکو طلسم کشائی کا مزہ چکھا سوہان ببر دندان یہ سنکر گینڈا اچکا کے سامنے آیا رستم نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈا اچکا کے سامنے آیا ہی اور پکار کر کہہ رہا ہی کہ اے رستم وقت اے طلسم کشائے ہفت پیکر یہ سرحد خیال سکندری ہی ہر ایک کے رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی اب آپ میرے مقابلہ مین آئیے کہ لطف جرأت اٹھائیے یہ کہکے قریب رستم آیا اور وار نیزہ کا کیا رستم نے ڈانڈ کو تلوار سے قلم کیا سوہان گھبرایا قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے وار کیا رستم نے صاف بآسیب سپر تلوار کو رد کیا جسوقت سوہان تلوار مار کر پلٹا تیغۂ ہفت جوہر کو رستم دلاور نے نیام انتقام سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا چمک کر جو تیغۂ ہفت جوہر گرا سپر کو دو ٹکڑے کیا سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا خود وغیرہ کو کاٹا تیغہ یا تو قبہ سپر پر چمکا تھا یا تنگ کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا سوہان کا مارا جانا کہ تمام لشکر مین غریو برپا ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ رستم نے ایک وار مین دیو کو مارا کیسے عفریت کو للکارا بہادر اور جوان مرد ایسے ہوتے ہین اختران نے جو دیکھا کہ سوہان ایسا پہلوان اس آسانی سے مارا گیا اور رستم دلاور آمادۂ حرب و پیکار رہین قاتل کپتیان نابکار ہین لشکر مین جسپر جا پڑے اُسکے دو ٹکڑے کیے گھبرا گیا علمدار نے سوہان

کوکشتہ دیکھکر فیل کوہ پیکر کو بڑھایا اور آواز دی ای رستم میرے مقابلہ مین آؤ منم علم دار لشکر اختران فیل زور پھر ہرا ہوا مین اُڑاتا ہوا علم ضلالت شیم کو چمکاتا ہوا ہاتھی کو چھیڑا اور مقابلہ مین رستم کے آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پہلوتہی کر کے ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور خبردار خبردار کہکر اُلجھا وسیے ہاتھ نکالا اور علمدار پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم و علمدار و فیل کوہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج کفار جو سرنگون ہوا بس لشکر کفار پر علم غم و مصیبت گرا اختران نے جو سو ہان اور علمدار کو کشتہ دیکھا بہت غصہ آیا اپنے گینڈے کو ٹھکرا کر جانب رستم چلا رستم علمدار کو مار کر طرف فوج کے حملہ آور ہوے ہین کہ پشت پر سے کراہنے کی آواز آتی ہی پلٹ کر جو دیکھا تو غیور تیغ زن زخمون مین چور چور ہی مگر وہی جرأت وہی شوکت ہی کوئی جو تیغہ مار دیتا ہی تو مُنہ سے آہ نکل جاتی ہی گینڈے پر کھڑا جھوم رہا ہی اور بصد حسرت شاطر جو ساتھ ہی اُس سے کہ رہا ہی کہ مقام افسوس ہی کہ رستم میری مدد کو آئے اتنا بڑا احسان کیا مگر حیف ہی کہ مین نے اُنکا جمال جہان آرا نہ دیکھا ای شاطر رستم دلاور سے کہدینا کہ غلام آپ کے دیدار سے محروم رہا افسوس ہی کہ حضور سے میرا سامنا نہوا کہ مین جمال عدیم المثال کو دیکھ لیتا رستم گھوڑے کو اُڑا کر قریب آگئے اور شانہ پکڑ کر فرمایا ای برادر نہ گھبراؤ ہم خاص تمھین کو دیکھنے آئے ہین ماشاء اللہ ماشاء اللہ کس جرأت اور دلاوری سے لڑے ہو ہزارون مین اکیلے گھر گئے تھے مگر خوب لڑے شکر ہی کہ ہم آگئے جب ہرکارون نے ہمسے بیان کیا کہ غیور تیغ زن ہزارون کے بلوہ مین گھر گیا ہی اور آپکو یاد کر رہا ہی اسیوقت ہم اپنے لشکر کو چھوڑ کر اس سمت کو چل نکلے شکر ہی کہ پروردگار عالم نے وقت پر پہونچایا اور تمکو زندہ پایا رستم یہ کہ رہے تھے کہ اختران لڑتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ رستم غیور سے باتین کرتے ہین غیور نے جو رستم کو دیکھا گینڈے سے اپنے کود پڑا قدمون پر گر کر بوسہ دیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا رستم نے فرمایا کہ مین نے تمپر کیا احسان کیا شکر کرو خداوند عالم کا کہ تم کو مسلمان کیا پروردگار نے راہ ضلالت سے نکالا چشمۂ ہدایت پر پہونچایا کہ اختران نے للکار کے کہا او پسر حمزہ آ مجھسے مقابلہ کر وہان کھڑا ہوا کیا باتین بنا رہا ہو اور بڑھکر ہاتھ

تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے نے ہاتھ نکال کر وار تیغۂ ہفت جوہر کا کیا تڑپ کر جو تیغہ گرایا تو قبۂ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر آکر بوسہ دیا لشکر مین غریو بلند ہوا کہ مارا اختران فیل زور کو طلسم کشا نے غیور تیغ زن بھی مصروف جنگ ہوا فوج اختران نے شکست کھائی صبح ہوتے ہوتے رستم مظفر و منصور پلٹے کل پڑاؤ اختران کا لوٹ لیا غیور تیغ زن کو ساتھ لیکر نوبت ذوالفقار سے فتح و فیروزی کے بجاتے ہوے داخل لشکر ظفر پیکر ہوے بارگاہ آراستہ کی گئی رستم اور غیور تیغ زن آکر جلوہ افروز ہوے غیور کے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے سر غیور کا اپنے زانو پر رکھا غیور نے آنکھین کھول کر اپنا جو یہ مرتبہ دیکھا سر کو زانو سے اُٹھا کر شکر یہ ادا کیا ساٹھ ہزار کا لشکر غیور تیغ زن آچکا ہے تمام افسران فوج کو بلا کر کہا کہ دیکھو یارو افسر ایسے ہوتے ہین کیا آبروکی ہے اپنے ہاتھ سے ٹانکے زخمون مین لگائے اور مجھسے کس شفقت اور مہربانی سے پیش آئے یہ باتین کر رہا ہے کہ رستم نے فرمایا اے غیور اب تم شفاخانہ مین جاؤ ہم کل یہان سے کوچ کرینگے کسوجہ سے کہ قبلہ و کعبہ وہان بہت گھبرا رہے ہونگے غیور نے عرض کیا کہ بہت خوب جیسا مناسب وقت ہو اسطرح پر حکم دیجیے رستم نے شبکو اُسی مقام پر مقام کیا دربار مین کل افسر بھی آآکر جمع ہوے جہان آرا اور صہبا یہ دونون بھی آکر شریک صحبت ہوئین خواجہ عمرو اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہین کہ افسران فوج نے رستم سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمایئے کہ چند شعر بیٹھ کر گائین رستم نے جو یہ خواجہ سے کہا خواجہ نے جواب دیا اے نور نظر لخت جگر طلسم ہفت پیکر فتح کرکے بڑی خوشی مین ہو تم خود ہی نہ کچھ گاؤ آج مین تمکو انعام دونگا رستم کے تو یہ سنکر سر جھکا لیا مگر جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی اور سامنے خواجہ کے دست بستہ آکر کھڑی ہوئی خواجہ تو جہان آرا پر جان دیتے ہین فرمایا کہ ملکۂ عالم کیا ارشاد فرماتی ہو جو حکم ہو بجالاؤن جہان آرا نے کہا اگر مناسب ہو تو چند اشعار ارشاد فرمایئے خواجہ عمرو بہت خوش ہو کر بیچ محفل مین آئے نے زنبیل سے نکالی سنئے طریقہ سے بجائی اور یہ اشعار آبدار گانا شروع کیے

نظم

	بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا		مین صورت نوالہ لحد کے گلو مین تھا	

کیسا مزہ ہمارے جگر کے لہو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا

ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا

بادہ بھی کیا عروس کوئی ہی کہ رات بھر
ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا

افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو
یہ مدعا وہ ہی جو تری گفتگو مین تھا

پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو
آج انتہا کا ضعف صدا شوئی مین تھا

دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد
مانند دست یار میان عدو مین تھا

تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر
اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا

مطلب کی بات کہہ نہ سکے اُنسے رات بھر
معنی بھی مُنھ چھپائے ہوے گفتگو مین تھا

منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے خواجہ نے کہا صاحبو مجھکو کیون بناتے ہو کچھ نقدی دلواؤ یہ کہکے چادر بچھائی ہر طرف سے سرداران رستم دینے لگے مبلغ کثیر جمع ہوا رستم نے جاکر آرام کیا تمام لشکر مین ہلڑ ہی کہ کل یہان سے کوچ ہوگا بوقت سحر رستم نماز پڑھ کے اُٹھے کہ سلطان زرین کلاہ بصد سطوت و جاہ تخت زرجدی پر سوار ہوا نقارۂ شعاع بجتا ہوا فوج ضیا ہمراہ اس کروفر سے فلک نیلوفری پر جلوہ فرما ہوا کُل فوج مین انتظام ہوا رستم بارگاہ سے نکلے چاہتے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہون تمام فوج و لشکر مسلح و مکمل ہوکر سامنے آئے خواجہ قریب رستم کھڑے ہین کہ سمک عیار قریب رستم آیا خواجہ نے جھڑک دیا فرمایا الگ رہو ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین طلسم کشا نے چاہا کہ مرکب بڑھاوین کُل فوج کو جنبش ہوئی پیدلون نے چاہا کہ بڑھین سوارون نے باگون پر ہاتھ ڈالا کہ صحرا سے گرد اُڑی اتنی بڑی گرد تھی کہ روے آفتاب چھپ گیا طائر بالا ہوا زمزمہ سرائی کرتے ہوے اُڑتے چلے آتے ہین تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار پھٹا رستم نے دیکھا ایک تاجدار بارریش سفید تخت پر تاج شہریاری سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے پشت پر مین لاکھ فوج دریا موج علمہای زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے ٹکون پر علمون کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم اب اُس پادشاہ نے جو رستم کو دیکھا

کہ مرکب پر سوار ہین ایک عیار دبلا پتلا طرار و مکار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہو فوراً تخت سے کود کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار غلام آمادۂ خدمت گزاری ہو مرکب آگے نہ بڑھائیے رستم نے مرکب روکا اُس تاجدار نے آکے قدمون کو بوسہ دیا گردپھرا رستم نے بمحبت کہا اے بادشاہ عالی جاہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اطلاع دیجیے اور سبب تشریف آوری فرمائیے اُس بادشاہ عالی نے جواب دیا ای شہریار زرنشان زرین پوش میرا نام ہو یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ قلعۂ جواہر پوشان اُسکا لقب ہو مین وہانکا حاکم ہون ای شہریار حال حقیر کا یہ ہو کہ والد میرے سلطان فلک قدر کہ نہایت ہی جری اور بہادر تھے اور سخاوت مین اپنا مثل ونظیر نہ رکھتے تھے جب وقت انتقال اُنکا قریب آیا اُسوقت مجھکو تنہائی مین بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر تمسے ہمارا نام ہو بعد ہمارے انتقال کے پہلو مین جو قصر زمردی ہو اُسکو کھولنا مذہبون کی کتابون سے وہ مکان معمور ہو تم ماشاءاللہ صاحب علم وفضل ہو اُس قصر کے پہلو مین ایک طاق ہو اُسکی پیشانی پر نام لکھا ہو بانیان عجائب وغرائب نے اُس طاق کا نام طاق اسرار جواہر نشان رکھا ہو اُس طاق مین ایک کتاب ہو کہ نام اُس کتاب کا اسرار بقراط ثانی ہو جب اُس کتاب کو کھولوگے تو حال حقیقت مذہب کھل جائیگا حقیت وغیر حقیت ظاہر ہوگی اور میری لاش کو دفن کرنا جلانہ دینا یہ مسئلہ اہل کفر ونفاق کا ہو اور تمھارے بزرگون مین ایک حکیم تھے کہ اُنکا حکیم سقراط ثانی نام تھا وہ اُس کتاب کے مصنف ہین مین مضمون اُس کتاب کا پڑھکر مسلمان ہوا ہون یہ کہکے انتقال فرمایا مین نے اُنکا دفن وکفن کیا جو طریقے کہ اہل اسلام مین ہوتے ہین اُنکا کاربند رہا اور والد کو دفن کرکے اس کتاب کو کھولا تو وہ مضمون اُسمین پائے کہ جسکے سبب سے زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہو الیکن جانتا تھا کہ اگر میرا مسلمان ہونا ظاہر ہوگا تو بقراط ثانی بہ بدی پیش آئیگا اپنی سرحد سے نکال دیگا سلطنت جائیگی اپنے مذہب کو ہمیشہ مخفی کیا اور اُس کتاب کو پھر دیکھا تو اُسمین یہ لکھا پایا کہ ای زرنشان زرین پوش خدمت طلسم کشا مین جاکر حاضر ہونا اپنے ملک مین اُس شہریار کو لانا سب احوال تجھپر ظاہر ہوجائیگا طریقۂ اسلام سے ماہر ہوگا غلام خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہی کہ آپ

اُس ویرانے کو اپنے جمال باکمال سے منور و مزین فرمائیے تاکہ موجب سرفرازی غلام کا ہو اور جو کہ مشکلین ہونگی وہ آپ کے قدمون کی برکت سے دفع ہو جائینگی لشکر کو اِسی مقام پر چھوڑ دیے آپ تنہا میرے ساتھ تشریف لے چلیے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہوگی رستم اُسی وقت بادشاہ کے ساتھ ہوے خواجہ عمرو نے روکا بھی کہ اے نور نظر ایسا نہو کہ کوئی تمھارے ساتھ مکر کرے رستم نے جواب دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اس سے کوئی مکر نہوگا اور اگر ہوگا تو حافظ حقیقی بچانے والا ہے زرنشان زرین پوش نے رستم کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا فوج کو پشت پر کیا اس اعزاز و اکرام سے لیکر چلا کوئی بارہ کوس کا راستہ طی کیا ہوگا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوا ہزارہا بندگان خدا کو دیکھا کہ لباس فاخرہ پہنے ہوے در قلعہ پر براے استقبال کھڑے ہین سب نے رستم کو سلام کیا اور قدمون کی خاک لیکر آنکھوں سے لگائی باعزاز و اکرام تمام زر نثار کرتے ہوے قلعہ مین لائے جب رستم قلعہ مین آئے تو دیکھا کہ رعایا آباد اہل شہر دل شاد دوکانین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت ہو رہی ہے تمام دوکاندار اپنی اپنی دوکانون سے اُٹھے سبنے رستم کو سلام کیا اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آج کا روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے طلسم کشا نے ہمکو سرفراز کیا ہمنے اپنی تقدیر پر ناز کیا اس تکلف سے لیکر دار الامارہ پر آیا چوبدار یساول جو حاضر تھے براے تسلیم خم ہوے رستم اندر بارگاہ کے آئے شاہ نے رستم کو تخت پر بٹھایا آپ کرسی پر بیٹھا پھر اُس کتاب کو منگایا کتاب کھول کر رستم کو دکھائی رستم نے جو پڑھا دیکھا تو اُسمین لکھا تھا اے طلسم کشا تم نے ہمکو بہت شاد کیا کہ یہان بلا تکلف چلے آئے اب یہان رہو حالات ہمارے انتظام کے دیکھو شاہ نے کل سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر خدمت ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ محفل مین آکے حاضر ہوئی اور زبان سے یہ اشعار عاشقانہ بہت ہی لطف سے گانا شروع کیے نظم

کھل گئی ہر ہر کڑی مجھکو وہ افسون یاد تھا | خندۂ زنجیر سامان مبارک باد تھا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اورون کو قید | مین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا

کم نہ تھی زخم جگر کی ایک دم خندید گی — خاطر دشمن کی صورت بی سبب بھی شاد تھا
مدتون تک اپنے ہم جنسون سے بھی ڈرتا رہا — طائر جان حزین اک مرغ نو آزاد تھا
اس لیے مرتا ہون بھاتا ہی وہ مجھکو انفعال — جو تری خاطر مین ای ظالم پس بیداد تھا
جب قریب نخل آیا ڈر کے پھر پرواز کی — طائر خائف کی صورت آشیان برباد تھا
خشکی اعضا نے دونون کو برابر کر دیا — مین ادھر محجوب شرمندہ اُدھر فصاد تھا
خاک گلزار جہان مین جی بہلتا ای نسیم — دید کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا

دوپہر رات تک وہ جلسۂ عیش و نشاط رہا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری شاہ نے رستم سے عرض کی اب حضور آرام فرمائین رستم کو لیکر ایک بارہ دری مین آیا چھپر کھٹ وہان آراستہ تھا اُس پر رستم کو لٹایا چاہا کہ خود بیٹھ کر پائون دباوٴن رستم نے قبول نہ کیا بادشاہ اُٹھ گیا رستم نے آرام فرمایا چار خدمتگار چپتی پر رہے رستم سو گئے صبح کو جب اُٹھے دیکھا وہی بادشاہ سرھانے آئینہ لیے کھڑا ہی کہ رہا ہی یہ آئینہ بھی حاضر ہی رستم اپنے مقام سے اُٹھے مگر خاموش اُس بادشاہ نے جھک کر سلام کیا عرض کیا اے شہریار آئینہ ملاحظہ فرمائیے رستم نے آئینہ دیکھا بغل گیر ہوے بعد انفراغ حاجت باہر تشریف لائے دربار تمام آراستہ تھا رستم نے تخت پر جلوہ فرمایا کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا و سلام کے عرض کی کہ ای شہریار بیرون قلعہ نقابدار گلگون پوش تین لاکھ فوج ہمراہ لیے کھڑا ہی اور یہی کہ رہا ہی کہ زرفشان زرین پوش سے جا کر کہو کہ ہمارے مقابلہ مین آوے پادشاہ اُٹھا رستم نے کہا کہ ہم بھی چلتے ہین یہ کہکر اُٹھے زرفشان زرین پوش نے افسران فوج کو ساتھ لیا رستم بھی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئے دیکھا ایک نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو پھیر کر رہا ہی اور ایک شاطر بلاے روزگار پہلو مین نقابدار کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہی کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی برزو کہان ہی بیژن کونسا ایسا دلیر ہی کہ مقابلہ مین ہمارے نقابدار کے آئے نام اُن جوانان گذشتہ کا مٹا دے اور نام اپنا اس رزمگاہ مین روشن کرے زرفشان زرین پوش نے جو یہ لاف و گزاف سنے طرف اپنے افسرون کے دیکھا نعمان ہزبر سوار کہ سپہ سالار لشکر ہی اُسکو اشارہ کیا نعمان گھوڑا بڑھا کے سامنے

شاہزادہ رستم کے آیا اور عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان ملے یہ نقابدار بہت لاف وگزاف کر رہا ہی اسکو جواب دون شاہزادہ نے فرمایا بسم اللہ نعمان گھوڑا بڑھا کر میدان کارزار مین سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ نعمان کا ہوائی کیا نعمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نعمان نے جو تلوار لگائی نقابدار نے پھیکی دی کہ تلوار نعمان کی پٹ ہوئی نقابدار نے پنجۂ دلاوری بڑھا کر نعمان کی کلائی تھامی ایک جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ سے نعمان کے نکل گئی اُسوقت نقابدار نے تیغۂ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا اور اس کن سے ہاتھ مارا کہ نعمان کے دو ٹکڑے ہوے اُسوقت نقابدار نے مرکب پھیرا اور پکار کر آواز دی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی آج تمنے اپنے تئین میرے ہاتھ سے بچایا مگر کل کہان جاؤگے میرا وقت گذر گیا مین لڑ نہین سکتا کل سمجھ لونگا یہ کہکر نقابدار پلٹا فوج کو اپنی لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا رستم اس مقابلہ کو دیکھکر بہت گھبرائے فرمایا ای بادشاہ عالیجاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ یہ میرے مقابلہ کا خواہان ہوا مین کیا تامل کرتا یہ کیا کہکر پلٹ گیا کیا ذہن مین اپنے سمجھا اگر یہ ٹھہرتا تو مین ابھی مقابلہ کو جاتا مجھکو یہ کیا طعنہ دے گیا ہی کیا مین اس سے کسی طرح کم ہون زرفشان زرین پوش نے عرض کی کہ ای شہریار یہ مقدمات طلسم خیال سکندری ہین اب یہان سے چلیے غریب خانہ کو سرفراز فرمائیے جو کچھ یہان کے معاملات ہین وہ آپ پر واضح ہونگے رستم کو سمجھاتا ہوا بادشاہ دارالامارہ مین آیا مگر رستم کے چہرہ سے آثار ملال پیدا ہین تیوریون پر بل پڑے ہوے ہین دمبدم یہی فرماتے ہین ای زرفشان زرین پوش تمنے ہمین محجوب کیا جسوقت نقابدار نے آواز دی تھی اگر ہم جانتے کہ وہ ہمارا جویا ہی تو پہلے ہم ہی مقابلہ مین جاتے اور اُسکو جواب دیتے اُسکا طعن و تشنیع کے ساتھ یہ کہنا ایسا قلب پر ناگوار ہوا ہی کہ گویا کسی نے ایک تیر قلب پر مارا زرفشان زرین پوش نے بہلا کر رستم کو تخت پر بٹھایا ارباب نشاط کو حکم دیا کہ رقص و سرود شروع ہو ایک نازنین تڑپ کر سامنے آئی اول جام شراب پیش کیا بعد اسکے سامنے کھڑی ہوئی اور بصد تکلف یہ اشعار عاشقانہ بناز و انداز گانا شروع کیے

نظم

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسونکا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو مین نہین کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے
ڈھونڈتا ہون پر نہین معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت مین نکلا منتون سے موت کے
اتبو تیر ابھی وہ احسان جفا جاتا رہا

اسقدر آنکھین ملین مین نے ہجوم شوق مین
پاؤن سے اُس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتین کرو
مرگیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھون اُسے کیا خاک مین
لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی کی بہکی گفتگو
ہاے عرض شوق سے سب مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ اُنسے مین لپٹا از دیاد شوق مین
یان لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبون سے ملے ہمنے بھی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلہ اِسکا خلاف وضع دونون ہو گئے
ضبط مجھسے تمسے انداز جفا جاتا رہا

عالم پیری مبارکباد مدفن ہے نسیم
ولولے ٹھنڈے ہوے وہ حوصلا جاتا رہا

دوپہر تک تو یہ محفل عیش و نشاط رہی دوپہر کو زرنشان زرین پوش نے عرض کی کہ اب حضور آرام فرمائین شبکو جلسہ ہوگا رستم اپنے مقام سے اُٹھے بارہ دری مین آئے چھپرکھٹ پر آرام کیا خواجہ بھی قریب رستم کے سوئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو آنکھ کھلی کسی انسان کی آواز کان مین نہ آئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ ای عم نامدار یہ کیا اسرار ہی کہ کسی کی آواز نہین آتی ذرا باہر نکل کر دیکھیے کہ زرنشان زرین پوش کہان ہی کیا معرکہ درپیش ہی خواجہ باہر نکلے دارالامارہ مین خاک اُڑ رہی ہی کسی وزیر اور امیر کا نشان نہین خواجہ گھبرا کر باہر دارالامارہ کے نکلے دیکھا کہ شہر مین سناٹا پڑا ہی دوکانین سب بند مکان کھلے ہوے پڑے ہین کہین کسی انسان حیوان کا پتا نشان نہین پلٹ کر رستم سے عرض کی کہ ای شہریار اتنے عرصہ تک ہم آپ سوئے کہ سارا شہر خالی ہوگیا سب لوگ نہین معلوم کہان چلے گئے شہر مین دوکانین بند پڑی ہین مکان رعایا کے ویران ایسا بھی کوئی نہ ملا کہ جس سے حال دریافت کرتا رستم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے کہ یہ معرکہ کیا ہی نکل کر جو دیکھا تو کسی آدمی کا مطلق نشان نہ پایا گھبرائے ہوے اصطبل مین آئے دیکھا تو کوئی

مرکب بھی اُس مقام پر نہین ہی مگر مرکب رستم یعنے استر مالا کبود فرنگی ایک جانب بندھا
کھڑا ہی زین و لجام بھی سامنے رکھا ہی رستم نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے کہا کہ ای
نور نظر یہ لوگ مکار تھے بطور رہمانی لائے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اب یہان سے جلد نکلو
اپنے لشکر مین چلو اور وہان سے کوچ کرو لشکر مین صاحبقران کے چلو مجھکو بڑا تردد
اس امر کا ہی کہ صاحبقران زمان بمقابلہ ہفت پیکر فروکش ہین نہین معلوم وہان پر کیا
گذری تمھارے واسطے گھبراتے ہونگے رستم مجبور و ناچار پشت مرکب پر سوار ہوے
شہر سے نکلے گلی کوچہ کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہین انسان کا نام نہین حیران و
پریشان ہین کہ اگر کہین کوئی ملتا تو اُس سے حال دریافت کرتے کہ رعایا پر کیا گذری
بادشاہ کہان گیا خواجہ نے کہا بس اب بہتر یہ ہی کہ جلد اپنے لشکر مین چلین کس سے یہان
دریافت کرین ذی حیات کا یہان نام و نشان تو پایا نہین جاتا بادشاہ کا اول تو وہ
خلق و مروت پایا یکایک یہ چشم پوشی بڑے تعجب کا مقام ہی رستم اور خواجہ گھبراتے ہوے باہر
شہر کے نکلے لیکن خواجہ نہایت ہوشیار چلے آتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش اومکار
ساربان زادے کہان جاتا ہی خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہو جاؤن زنبیل پر ہاتھ
ڈالا گلیم نکالتے تھے کہ پنجہ کمر مین پڑا ایک ساحر خواجہ کو اُٹھا کرلے چلا عمرو نے آواز دی
کہ ای نور نظر ای فرزند صاحبقران خوش سیر مجھکو یہ ساحر لیے جاتا ہی دیکھون کیا رنگ ہو
رستم نے ہرچند مرکب دوڑایا مگر خواجہ کو نپایا وہ ساحر خواجہ کو لیکر قندیل فلک ہوا متوجہ
ہوا ئے خواجہ بیہوش ہوگئے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوے ایک باغ مین اُترا اور ہوشیار
کرکے کہا کہ کیون ساربان زادے تیری قضا یہان لائی ہی مین ابھی جلاد کو بلا کر قتل کراتا ہون
اب کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا خواجہ منتین کرنے لگے ساحر نے کہا تمھاری ان
باتون کو کب مانتا ہون تمھارے کہنے کو سراسر خلاف جانتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ
ارے کوئی حاضر ہی کچھ باغ سے ایک زنگی سیاہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے سامنے آیا اور
سختی سے پکار کر آواز دی ای قہار فیل زور آج کیا سبب تھا کہ مجھکو یاد فرمایا قہار
نے کہا یہ ضرورت تھی کہ اس ساربان زادے کو قتل کرو یہ وہ شخص ہی کہ جسنے نام ساحران

پردۂ دنیا سے مٹا دیا **مشمشش** ودمامہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور کسی کا زور نہ چلا مگر مین نے یہ کمال کیا کہ اس مکّار کو گرفتار کر لیا جلد اسکو قتل کر اُس زنگی نے ہاتھ خواجہ کا پکڑ کر کھینچا گردن پر کونے کا خط دیا خنجر کو کھینچ کر کھڑا ہوا اُسوقت خواجہ کی اشکباری اور بیقراری خیال کرنا چاہیے اُسی حالت بیم و یاس مین بحضور قلب بلک بلک کر کہا کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز اس میری مشکل کو تو ہی آسان کرنے والا ہو **نظم**

شد چو از نور ظہور ایزدی اظہار روح ۔۔۔ بر عبادت گشت روز اولین اقرار روح
زندہ دل مردی کہ پیش از مرگ مُرد اندر جہان ۔۔۔ گیرد از خاک تن خاکی ہمیشہ کار روح
ہست ابر رحمت حق ہر زمان گوہر فشان ۔۔۔ تازہ زو گردد بہ بستان بدن گلزار روح
بندگی کن بندگی ای صاحب صدق و صفا ۔۔۔ دور گردد تا ازین صیقل ہمہ زنگار روح
محرم راز حقیقت ہست مرد حق پرست ۔۔۔ کاشف سرّ آلہی واقف اسرار روح
دل ز سودای محبت سود حاصل میکند ۔۔۔ گرم سازد گرمی سوز درون بازار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آلہ ۔۔۔ دور دار از ہندی آسیب تن و آزار روح

خواجہ درگاہ باریتعالیٰ مین دعائین مانگ رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ای خالق ای مالک ای رب کارساز ای داور بے نیاز تو اس بلا کو مجھسے دفع کر لیکن **قہار** اشارہ کر رہا ہو کہ جلد اسکا سر کاٹ لے خبردار مہلت نہ دینا ایسا خنجر پڑے کہ ایک ہی ہاتھ مین سر اسکا جدا ہو یہ بڑا ظالم عیار ہو اور خواجہ پکار رہے ہین ای پروردگار عالم میرے اور تیرے وعدہ ہو چکا ہو مین نے ابھی اُس بڑی چیز کو یاد نہین کیا پھر یہ کیا صورت ہی مجھکو حیرت ہو تو مالک بے نیاز ہو رب کارساز ہو لیکن یہان جلاد خنجر لیے کھڑا ہی چاہتا ہو کہ خنجر مارون خواجہ بلک بلک کر دعائین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی صدا کان مین آئی چند سوار دوڑے ہوے آئے کہا ای **قہار** نقابدار **گلگون پوش** آتا ہو یہ تو کسکو قتل کرتا ہو خبردار اس شخص کو قتل نہ کرنا **نقابدار** بہادر کے بہت خلاف ہوگا **قہار** نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر نہ مانیگا تو بہت پشیمان ہوگا خواجہ سرنگون بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری دل کو نہایت بیقراری ہو کہ خواجہ کے کان مین سم مرکب کی

آواز آئی نقابدار گلگون پوش پنجہ برق تاب کھینچے ہوے چمنستان کو پائمال کرتا ہوا چلا آتا ہی جب قریب پہونچا کہا کیون قہار ہمارے حکم کو تو نے نہ مانا اب مین تجھکو کیا سزا دون یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت قہار نے ہاتھ باندھکر کہا حضور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ملک کے ملک ویران کر دیے لاشہاے ساحران سے میدان بھر دیے اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہی اگر یہ قتل نہوا تو بڑا فساد برپا کریگا نقابدار نے یہ سنکر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ قہار کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینک دو نامرد نے ہمارا حکم نہین مانا اُسکا آخر یہ انجام ہوا خواجہ نے جو یہ مہربانی نقابدار کی دیکھی عرض کی کہ اے نقابدار بہادر آپنے بڑا احسان کیا کہ اس ظالم کو مار کر میری جان بچائی جب تک کہ زندہ ہون اس آپکے احسان سے سر نہ اُٹھاؤنگا اب اتنی آپ اور مہربانی فرمائیے کہ تھوڑی دیر میری خاطر سے یہان تشریف رکھیے اور تو کوئی خاطر داری آپکی یہان کر نہین سکتا ہان چند شعر مین گاؤن آپ سُن لیجیے یقین ہی آپ سنکر بہت خوش ہونگے اور طبیعت آپکی مسرور ہوگی نقابدار نے حکم دیا کہ فرش آراستہ ہو مسند درست کیجائے فوراً آدمیون نے حکم کی تعمیل کی نقابدار آکر بیٹھا کہا ہان خواجہ اب تم گانا سناؤ خواجہ نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے نقابدار گلگون پوش کے بہت خوش الحانی سے گانا شروع کیے نظم

ہر گھڑی کرتی ہو غل محرومی تقدیر کا — اشک تر کسنے چڑایا دیدۂ زنجیر کا
خون پلایا جب ہوا دایہ سے سائل شیر کا — نوک پستان نے مزہ بخشا سنان تیر کا
درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین — لے لیا کسنے مزہ ظالم زبان تیر کا
حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جائیے — سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا
بھید قاتل کا کہین کیونکر زبان رکھتے نہین — ہر دہان زخم گویا ہی دہن تصویر کا
شوخیان وحشت دکھاتی ہی نئے انداز سے — چشم آہو بن گیا حلقہ مری زنجیر کا
رات دن اپنی گذرتی ہی بڑے آرام سے — تیرا احسان ہی مری فریاد بے تاثیر کا
بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی — بوجھ بالاے لحد ہی چادر تنویر کا
جب وہ سُننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہی نیند — کیا اثر رکھتا ہی افسانہ مری تقدیر کا

مرگیا مین فیج سے پہلے وہ راحت دوست تھا ‏ کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا
لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین ‏ خط مہمل ہوگیا لکھا مری تقدیر کا
وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہوچکے ‏ قطرۂ خون بنگیا چھالہ مری شمشیر کا
جسم وہ گھر ہو کہ معمار ازل کو بعد مرگ ‏ حوصلہ باقی ہو پھر اِس قصر کی تعمیر کا
صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہو موے سفید ‏ کوچ کا یہ وقت ہو موقع نہین تاخیر کا
حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہو ‏ مائل پرواز ہو کاغذ مری تحریر کا
تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے ‏ آکے جم جاتا تھا میرے مُنھ مین قطرہ شیر کا
دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم ‏ حلقۂ گیسوے پیچان دام تھا تزویر کا

اس رنگ مین **خواجہ** نے یہ غزل گائی کہ کل اہل محفل خوش ہوگئے **نقابدار** نے کہا کہ اے شاہنشاہ اوج عیاری تم اس فن مین کامل ہو لیکن **طلسم کشا** سے کیونکر جدا ہوے **خواجہ** نے حال ساحر کے اُٹھا لانے کا اور **طلسم کشا** سے جدا ہونے کا بیان کیا **نقابدار** نے کہا کہ جسدن میرے اور اُنکے مقابلہ پڑیگا ساری طلسم کشائی بھول جائینگے افسوس ہو کہ **رستم** نے اور پہلوان کو میرے مقابلہ مین بھیجا خود قریب تخت **زرفشان زرین پوش** کھڑے رہے مقام افسوس ہو کہ میرے اُنکے مقابلہ نہ پڑا مین نے دور سے دیکھا اُنکی جرأت کی بڑی تعریف مشہور رہی خیر حال کھل جائیگا یہ مقام **طلسم خیال سکندری** ہو وہ عجائب و غرائب یہان نظر آئین گے کہ ساری فتاحی **طلسم ہفت پیکر** بھول جاوین گے **عمرو** نے کہا اے نقابدار بہادر درحقیقت آپکا مثل و نظیر نہین ہو کس زور و شور سے **نعمان** کو مارا کہ سب دیکھنے والے دنگ ہوگئے اگر آپ ٹھہر کر مبارزطلبی کرتے تو سواے **رستم** کے اور کوئی مقابلہ مین نہ آتا آپکو بھی حال کھل جاتا نقابدار نے کہا **خواجہ** اب آپ یہان تشریف رکھے مگر جانیکا ارادہ نہ کیجیے گا مین شکار کھیل کر آتا ہون یہ کہکے نقابدار نے چند رفیق یہان چھوڑے اُنسے بھی کہدیا کہ **خواجہ** کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ کہین چلے جائین آپ پشت مرکب پہ سوار ہوکے بیرون باغ نکلا واسطے شکار کے طرف صحرا کے روانہ ہوا **خواجہ** باغ مین بیٹھے باتین بنا رہے ہین لیکن **رستم** بعد غائب ہونے **خواجہ** کے بہت گھبرائے

شکار مین مصروف ہوے جو آہو سامنے آیا اُسکو تیر سے مار کر گرا دیا چند طائر شکار کیے
جو لائق شکار بند مین باندھنے کے تھے اُنکو شکار بند مین باندھ لیا شکار کھیل رہے ہین لیکن
بسبب تنہائی کے گھبراتے ہین ایک مقام پر ایک آہو کو دیکھا اُسکے تعاقب مین
گھوڑا بڑھایا ایک مقام پر آکر اُسکو شکار کیا شکار کرکے آہو کو بقربانی پہونچایا اب متردد
کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک آہو کو دیکھا کہ لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہی پٹھے پر تیر
پڑا ہوا ہی مگر تیر اوچھا پڑا ہی رستم نے جو اُس آہو کو آتے دیکھا کمان کیانی ہاتھ مین تھی
نشانہ باندھکر تیر مارا کہ آہو گرا فوراً مرکب سے کودے اُسکو بھی بقربانی پہونچایا کہ پھر صحرا سے گرد
اُڑی رستم نے دیکھا وہی نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی تیر و
کمان ہاتھ مین چار جانب دیکھتا ہوا کہ میرا شکار کیا ہوا دور سے جو دیکھا کہ آہو میرا زمین
پر پڑا ہی جھلا کر تیر و کمان پھینک دیا نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا قریب رستم کے آیا نگاہ جو
جمال جہان آرائے رستم پر پڑی تو دیکھا کہ ایک جوان ہی بلند بالا صنوبر قد خورشید خد گلِ
بوستان حسن و جمال سرو خرامان حدیقۂ جاہ و جلال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے
خمدار آسمان جرأت کے ہلال دونون عارض مہر آسمان شوکت یکہ تاز میدان جلالت پشت
پر سپر پڑی ہوئی موتیون کا اُسپر جال سپر کہون یا قرص قمر یا بدر جرأت و ہمت ہاتھ ابر فلک
سخاوت کان مروت و فتوت ثابت قدم صاحب شوکت و حشم ہرچند کہ صورت زیبا دیکھکر
دل کانپ گیا آنکھون مین آنسو بھر آئے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر بناز معشوقانہ
غصہ کرکے کہا کہ کون او شخص تو نے کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور ہمارے شکار کو صید
کیا ذرا بھی جان کا خوف نہ آیا بہتر یہ ہی کہ اس آہو کو اُٹھا کر ہمارے مقام پر پہونچا دے
رستم نے جواب دیا کچھ ہم مزدور نہین عقل و فراست سے دور نہین ہم ہرگز ہرگز اسکو
نہ اُٹھاینگے سامنے سے ہمارے ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ تمپر بھی تیر نگاہ ہمارا پڑے یہ کلمہ سنکر
نقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا اگرچہ جسم کی گرمی سے تمام موے بدن کھڑے ہوگئے
لیکن یکہ دیگر نقابدار کو اُٹھا لیا جیسے ہی بلند کیا جھٹکا جو لگا بند نقاب ٹوٹا نقاب چہرے سے

گری حسن پر جو نگاہ پڑی تاب ضبط باقی نرہی ایک آہ کی اور کانپ کر زمین پر گر پڑے غش آیا عارض غبار آلود ہوے ایڑیان خاک پر رگڑنے لگے اُس شاہنشاہ حسن و خوبی کی جو نگاہ رستم پر پڑی دل قبضۂ اختیار سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نرہی فرش خاک پر بیٹھ کر سر کو اُٹھا لیا زانو پر رکھا اپنے دوپٹہ سے چہرے کے غبار کو پاک کیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اشک حسرت عارض تابان پر جو گرے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کو ہوش آیا سر اپنا زانوے محبوب پر رکھے دیکھا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا چاہا کہ آنکھین بند کرلون چند ساعت یون ہی لیٹا رہون اُس محبوب کی جو نگاہ پڑی کہ اِس شخص نے آنکھین کھولین اور بند کرلین خیال معشوقانہ نے گھیرا زانو سے سر کو نیچے رکھا برہم ہوکر اپنے مقام سے اُٹھی چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر نکل جاؤن دل ترود منزل یار را نہین دیتا کہ اِس مقام سے جاؤن رستم نے اُٹھکر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ دل ہمارا بیقرار ہی قلب پر کیا اختیار ہی بقول شاعر کے

نظم

ستم ہی غیر جو اُنپر نثار ہو جائے
کسی کی آڑ ہی مین جان یار ہو جائے

بتونکا شوق سے دل دوستدار ہو جائے
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے

کبھی جگر کو بھی ای درد عشق دے توفیق
شریک حال دل بے قرار ہو جائے

نہان تو دلمین ہوئی ہی کسیکی حسرت دید
جو آنکھ سے نہ کہین آشکار ہو جائے

ابھی اُٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے

سفید ہو چکی تھین راتکو مری آنکھین
اگر نہ صبح شب انتظار ہو جائے

بتون سے کہدو کہ تابو ہی مین رہے عاشق
خدا نکردہ وہ بے اختیار ہو جائے

اسیطرح کوئی ارمان نکلے سینے سے
کچھ آہ کا ہو دھوان کچھ غبار ہو جائے

علاج اُسکے تڑپنے کا کیا بتاؤن تھین
ہے دل تسلیون سے بیقرار ہو جائے

اُچھال دے نہ اگر اضطراب دل پس دفن
الٹ پلٹ نہ یہ سنگ مزار ہو جائے

کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

اس رنگ مین جو رستم نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے اور دامن پکڑ لیا ہر چند معشوقان روزگار

جفا کار اور ظلم شعار ہوتے ہین مگر رستم کے یہ اشعار دلخراش سنکر اُسکو رحم آگیا مسکرا کر جواب دیا
کہ ای رستم وقت حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو اور صاحب شوکت وحشم ہو
مگر سمجھو تو یہ صحراے ہول خیز و وحشت انگیز لایق ٹھہرنے کے نہین ہی نہین معلوم کہ کیا
افتاد ہو ہمارے پیچھے چلے آؤ اپنے باغ مین چلکر ٹھہرین مقام عیش و فرحت ہی رستم
بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوے وہ مہ جبین اپنی مادیان پر سوار ہوئی آگے آگے مادیان
پیچھے پیچھے اسپ رستم تھوڑی دور چلے تھے کہ چند کنیزین نمایان ہوئین اُنھون نے جو
اپنی ملکہ کو دیکھا ساتھ ہولین تھوڑے ہی عرصہ مین سو کنیزین اور پشتہای مرکب پر سوار
نیزہ ہلاتی ہوئین نظر آئین وہ بھی ساتھ ہولین قریب دو کوس راستہ طے کیا ہوگا کہ دروازے
باغ کا نمایان ہوا رستم نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی وہ ہوا
سرد آئی کہ روح نے راحت پائی ملکہ مادیان سے کودین رستم بھی مرکب سے اُترے
ملکہ نے بہ محبت رستم کا ہاتھ تھام لیا رستم نہال ہو گئے ساتھ ساتھ ملکہ کے اسطور سے چلے
کہ ہاتھ مین ہاتھ پڑا ہوا ہی خرامان خرامان دونون عاشق و معشوق نگاہ شوق سے ایک
دوسرے کو دیکھتے ہوے سیر باغ کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے رستم نے دیکھا کہ ایک
چبوترہ نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہی اُسپر مسند آراستہ ہی فرش ملو کانہ بچھا ہوا ہی ملکہ نے
رستم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا رستم مسند سے ہٹکر فرش پر بیٹھے کنیزین اپنے اپنے مقام پر
آکر بیٹھین رستم کو ملکہ نے اپنے پاس مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھین ملکہ نے مسکرا کر پوچھا
کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی رستم نے جواب دیا اس سرحد کے سنگ ریزے بھی
مجھکو جانتے اور پہچانتے ہین قبلہ و کعبہ کا نام نامی تو ضرور سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان یعنے حمزۂ صاحبقران ہی مین اُنکا فرزند ارشد فتاح طلسم ہفت پیکر ہون مجھکو
کس مکر سے بقراط ثانی نے اس سرحد مین بلایا بہ عنایت پروردگار کئی قلعے قبضے مین کیے
کتنے ہی سردار مسلمان ہوے لشکر گران قریب قلعۂ زرین پوشان اُترا ہوا ہی اب آیندہ جیسا
منظور پروردگار ہو میرا قصد تو یہ تھا کہ اب لشکر قبلہ و کعبہ مین جاؤن یہ تاجدار پہونچا مجھکو
بلا یا یہان وہ معرکے دیکھے جس سے از حد سرگردانی ہی مثل آئینہ حیرانی و پریشانی ہی اب رستم

ملکہ کی جانب مخاطب ہوے اور پوچھا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن وجمال وای ماہ آسمان کمال آپ اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ قلب کو تسکین ہو اُس محبوب مرغوب نے جواب دیا ای شہریار میرا نام ملکہ شہرت گلگون پوش ہی مین نقابدار بنکر آپکے مقابلہ کو گئی تھی یقین ہی کہ اُسوقت آپکو مقابلہ مشکل ہوتا مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہین کہ ایسے وقت پر سامنا ہوا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آخر کو آپکے ساتھ رہنا منظور کیا یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ اشرف زنگباری اُسکا نام ہی ساٹھ ہزار فوج اور بڑے بڑے بہادر وہان ہین یہ خبر اُن سبکو معلوم ہوئی کہ طلسم کشا اس سرحد مین آگئے ہر ایک کو یہ منظور ہوا کہ جسطرح بنے عقل وفطرت سے کمال وشوکت سے طلسم کشا کو گرفتار کرین اور ہر طرف سے پہلوانون اور ساحرون نے سامنے بقراط ثانی کے دعوے کیئے اکثر آپکے مقابلہ مین آئے بعض مارے گئے بعض مسلمان ہوے اب بھی ساحرون کو دعوے ہی کہ آپسے مقابلہ کرین گو ہرا سرار میرے پاس قدرت نے بھیج دیا تھا وہ ہی میرے پاس موجود تھا اگر آپ اُسدن مجھسے مقابلہ کرتے تو کچھ ہوتا اتنا براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون کہ دشمنونکا خیال ضرور رہے رستم نے یہ حال سنکر فرمایا وہ حافظ حقیقی نگہبان ہی وہی بچائیگا یہ کہکے خاموش ہو رہے ملکہ نے کنیزونکو اشارہ کیا اسباب عیش ونشاط مہیا ہو گیا چند کنیزان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین دریاے جواہر مین غوطہ مار کر سامنے حاضر ہوئین شاہزادہ مسند پر جلوہ فرما ہی ملکہ شہرت گلگون پوش پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھی گلچینی گلشن جمال رستم کر رہی ہین دوسرے پہلو مین وزیر زادی ملکہ کی کہ جسے ستارۂ پہلوے ماہ سمجھنا چاہیے بیٹھی ہی خواجہ اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین اور رستم سے فرماتے ہین کہ ای فرزند دیکھو کیا نازنین ہی حقیقت مین مہ جبین ہی اسکا جمال جہان آرا دیکھکر دلکو بیقراری ہوتی ہی جی چاہتا ہی اسکی بلائین لیلون ترقی حسن کی دعائین دون لیکن خواجہ حیران ہین کہ دیکھیے انجام اس صحبت کا کیا ہو رستم عشق مین مبہوت معشوق کے لبونپر مہر سکوت آخر خواجہ نے گھبرا کر ملکہ سے کئی بار کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مقدمہ مین کیا اسرار ہے تفتیش حال مین دل خود بخود بیقرار ہی ملکہ سر ہلا دیتی ہین فرماتی ہین کہ خواجہ گھبرائیے نہین آل صحبت ظاہر ہو جائیگا اب ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر دروازہ بند کر دو خبردار کوئی غیر نہ آنے پائے

کنیزین گئین تھوڑی دیر مین دوڑتی ہوئی آئین بعد دعا کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم و ای رستم زمان چند باتین ہماری سُن لیجیے معاملہ یہ ہی کہ ملکۂ عالم کے والد نامدار کا لقب زرنشان زرین پوش ہی جب ملکۂ عالم کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا ماہ حسن کمال پر پہونچا تو یہانسے بارہ کوس پر ایک دشت ہی کہ اُسکو دشت جرأت خیز کہتے ہین وہان ایک پہلوان ہی کہ لقب اُسکا املاک دشت نورد ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اُسنے مارا اپنی سرحد مین دوسرے پہلوان کا عروج نہین چاہتا جسنے سر اُٹھایا اُسنے جا کر اُسکو زیر کیا اُسکے ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ زرنشان زرین پوش کی بیٹی نہایت حسین و مہ جبین ہی اور تصویر بھی ملکہ کی اُسکے پاس لے گئے اور اُسکو دکھائی چار سو پہلوانان حلقہ بگوش کہ جنکو اُسنے زیر کیا ہے اُنکو رفیق اپنا بنایا ہی اور ساٹھ ہزار فوج رکھتا ہی اُن سب جوانان کار آزمودہ و جنگ دیدہ کو لیکر وہان سے چل نکلا اور قلعۂ زرین پوشان پر چڑھ آیا زرنشان زرین پوش نے کئی دن جنگ کی ایک دن املاک جھلایا تنہا گرز پکڑ کر گولون کو رد کرتا ہوا در قلعہ پر پہونچا بادشاہ ہمارا گھبرایا املاک نے بادشاہ سے سوال کیا کہ اپنی دختر کا عقد میرے ساتھ کر دو ورنہ مین اندر قلعے کے گھس آؤنگا بادشاہ گھبرا کر باہر قلعے کے آئے املاک سے اقرار کیا کہ بعد چھ مہینہ کے دختر کو دونگا وہ وعدہ اب گذر گیا اُسکو جو یاد آیا فوج لیکر چلا راستہ کو طے کر کے پہونچا مگر بادشاہ رعایا کو لیکر کہین پہلے سے چلے گئے تھے اسی خیال سے کہ املاک آئیگا تو مین اُسکو کیا جواب دونگا اُسنے جو قلعہ کو خالی پایا اندر قلعے کے گھس گیا کسی ذی حیات کو وہان نہ پایا کہنے لگا کہ ملکہ کو تلاش کرو اور یہ بھی خبر اُسنے سنی تھی کہ زرنشان زرین پوش جا کر طلسم کشا کو لائے تھے اب دختر اُنکی صحرا سے طلسم کشا کو اپنے باغ مین لے گئی ہین اور وہان صحبت عیش و نشاط برپا ہی یہ سب حال سنکر وہ مع اپنی کل فوج کے چڑھ دوڑا اور یہان پہلوے باغ مین بارگاہ استاد کرائی آپ تو وہان اُتر پڑا اور سوارون کو حکم دیا کہ جا کر ملکہ کو سوار کرلاؤ وہ سب کھڑے دروازے پر بدعت کر رہے ہین چاہتے ہین اندر گھس آئین کنیزان سرکاری روک رہی ہین وہ نہین رُکتے کہتے ہین کہ ہمکو حکم ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ اور ملکہ کو سوار کرلاؤ چند سوار دروازے پر

بلوہ کررہے ہین دربار باغ پر اِسوقت ہنگامہ ہو اگر مناسب ہو تو حضور اُنکو چلکر روکین ورنہ وہ لوگ اندر گھس آئین گے بی ادبی کرین گے یہ خبر وحشت اثر سنکر رستم کانپنے لگے فرمایا کیون ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہو ملکہ نے کہا حضور یہ کنیزین سچ کہتی ہین وہ پہلوان نہایت بیباک ہی اگر مناسب ہو چند ساعت کو ہٹ جائیے مین اُسکو سمجھا دونگی رستم تیغۂ ہفت جوہر کو ٹیک کر اُٹھے فرمایا ہم جاکر ابھی سمجھائے دیتے ہین ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار وہ بڑا ہی زبردست ہو بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو حضور نہ جائین ایسا نہو کہ بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے جسوقت سے مین نے اُسکا حال سنا ہو قلب کانپ رہا ہو والدنامدار کے ساتھ تو فوج و لشکر تھا مگر اُسکا کچھ نہ نباسکے اب میرے دل کی تو یہ کیفیت ہو کہ کیا بیان کرون **نظم**

یہانتک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا ۔ خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا
عروج حسن مین یہ یار کو کمال ہوا ۔ کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا ۔ دعا کو ہاتھ اُٹھے آپکو خیال ہوا
نہ گھوریے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا ۔ رقیب ہوگا خوشی گر مجھے ملال ہوا
فروغ زیست ہوا سر کٹا کے صورت شمع ۔ حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
خیال زلف اگر ہو تو دل کی خیر نہین ۔ وہ ٹوٹ جاتا ہو شیشہ کہ جسمین بال ہوا
مرا فسانہ ہو مانند مژدۂ دشنام ۔ کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا
مزار مین نظر آتی ہو خاک تک رنگین ۔ غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا
نہین ہو حرص سے خالی کبھی مآل بشر ۔ اُٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا
بسان آخر روز و بشکل اول شام ۔ وہی عروج مرا ہو کہ جب زوال ہوا
برہنگی سے ندامت رہی یہ تن کے ساتھ ۔ کہ بعد مرگ بھی ممنون انفعال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہو ۔ جسے زمانے مین کہتے ہین دو رسال ہوا
کھلا یہ عقدہ قد مبوس زلف سے ہمکو ۔ چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پاے مال ہوا
کنار قبر سے لاشہ نے میرے سس نہ کیا ۔ ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا
بصورت ورق گل خزانسے ابتر ہی ۔ نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

رستم نے دامن چھڑا کر جواب دیا ای ملکۂ عالم ان مقدمات مین دخل نہ دو چھپ رہنا ہمارا
کام نہین ہر اُس بے حیا سے مقابلہ کرین گے سر اُسکا لاکر تمکو دینگے یہ فرماکر رستم بڑھے مرکب
پر اپنے سوار ہوے ملکہ شہرت پیچھے پیچھے دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس فرماتی ہین کہ
جسطرح اب پشت دکھا کر جاتے ہو اسیطرح پھر آکر مُنھ دکھاؤ بڑے ظالم سے سامنا ہی
یہان در باغ پر سواران املاک چاہتے ہین کہ اندر گھس آئین مگر کنیزان ملکہ نیچے کھینچے ہوے
روک رہی ہین سواران املاک نے جو دو چار کو قتل کیا کنیزین ہٹنے لگین چند سوار جو
آئے ہین اُنکا افسر شماس چرخ گردان سب کنیزون کو ہٹاتا ہوا دروازہ مین
گھس آیا پکار کر کہتا ہی کہ تم لوگ کیون جان دیتے ہو جسطرح ہو سکے رستم کو گرفتار کر لاؤ
اور ملکہ کو سمجھا کر سوار کر لاؤ کہ شماس نے دیکھا ایک جوان ماہ تمثال شیر بیشۂ جرأت و
یکہ تاز میدان جلالت گھوڑا دوڑاے ہوے آتا ہی للکارتا ہوا کہ او نامرد آگے نہ بڑھنا تو
چند کنیزون کو قتل کر کے بڑا مغرور ہوا ہی کیون شامت آئی ہی شماس یہ سنکر حیران ہوا
جی مین کہتا ہی کہ کیا جوان صاحب جرأت ہی کسطرح اکیلا ہم سب سے لڑنے آتا ہی کچھ جانکا
خوف نہین جانکر اپنی جان دیگا میرا کیا کر سکے گا یہ سوچکر گینڈا بڑھایا ملکہ تو بھاگ کر ایک
کمرے مین آئین کنیزون سے کہا ای کم بختو تم بھی جا کر شریک ہو ایسا نہو کہ میرے وارث
پر کوئی افتاد پڑے بزرگ تو یہی لکھ گئے ہین کہ ملکہ شہرت گلگون پوش زوجۂ طلسم کشا
ہی فلک شعبدہ باز کیا معرکہ دکھا رہا ہی کنیزین خود کانپ رہی ہین قدم نہین اُٹھتا مگر رستم
جو شماس کے سامنے پہونچے شماس نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے اُجھاوے سے ہاتھ نکالا اور
تیغۂ ہفت جوہر کو چمکا کر ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر
جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر جھکی تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا شماس کو مار کر آگے بڑھے جو سوار
سامنے آگیا علف شمشیر آبدار ہوا سوارون کو مار کر باہر نکلے چند سوار جو کھڑے تھے رستم
کو دیکھ کر بھاگے ملکہ بالاے قصر سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق
بحر و بر ای رب اکبر شیر بیشۂ صاحبقرانی کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا رستم لڑتے بھڑتے

تیغۂ ہفت جوہر کھینچے ہوے مارتے ہوے چلے جاتے ہین دو چار سو آدمی جو رستم کے ہاتھ سے مارے گئے اب کوئی قریب نہین آتا دور ہی سے لینا لینا کر رہے ہین آخر در بارگاہ املاک پر پہونچے املاک ذنگی آہنی پر بیٹھا ہوا کہرہا ہو کہ رستم کو لائے معشوقہ کو میری تکلیف نہ پہونچانا مجھپر بڑا اشتاق ہی دل اُسکے جمال کا مشتاق ہو کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی پردہ بارگاہ کا گرا املاک نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری ونیر شش جہت افروز جہانداری دفعتہً سامنے سے نمایان ہوے اور آواز دی کہ ای مغرور اُٹھکر مقابلہ کر املاک نے کچھ خیال بھی نکیا رستم قریب املاک پہونچے جب املاک نے دیکھا کہ قریب آگئے تو رفقا جو قریب بیٹھے تھے اُنسے اشارہ کیا ارے اس جوان کا سر کاٹ لو جو پہلوان اُٹھا او رمقابلہ مین آیا رستم نے ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی پہلوانون کو قتل کر کے املاک سے فرمایا او مغرور کیا اورون کے بھروسہ پہ آیا ہی املاک اپنے مقام سے اُٹھا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا املاک لپٹ پڑا رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکر ہکہ مارا کہ سر املاک کا زمین سے مل گیا املاک چاہتا ہو رستم کو زمین پر پہونچاؤن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ایسے دو چار ہکے مارے کہ املاک پریشان ہو گیا معلوم ہوا کہ ہڈیان ٹوٹین اُلجھ اُلجھ کے لڑرہا ہو تیسرے پیچ پر رستم نے اُکھیڑ کر مارا کہ املاک چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے کُندۂ زانو سے دبا کر فرمایا در شناخت پروردگار چہ میگوئی املاک نے جواب دیا ای جوان معشوق پر میرے قبضہ کیا مین سر بارگاہ ذلیل ہوا اب مذہب تیرا اختیار کرون گا مجھے ایسا نہو گا یہ سنکر رستم نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکے ہکہ مارا مع زنخرے گردن گھسیٹ لی سب پہلوان بیٹھے دیکھا کیے کسیکا یہ حوصلہ نہ پڑا کہ اُٹھکر مقابلہ کرتا مثل تصویر تصور حیران بیٹھے رہے گویا کسی کے مُنھ مین زبان نہ تھی سب اپنے مقام پر بیٹھے رہے کسیکو یہ یارہ نہوا کہ رستم کو روکتا آخر رستم اپنے مقام سے اُٹھے سر املاک کا شکار بند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہوے پکار کر آواز دی ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا ہمنے تمھارے افسر کو مارا اگر کسیکو دعویٰ ہو کہ ہمسے بدلہ لے

تو بسم اللہ ہم موجود ہین کسی نے جواب ندیا رستم سر املاک لیے ہوئے پہنچ ہین سے لشکر املاک کے چلے ہر ایک افسر سے نگاہ ملاتے ہوے اور یہی نعرہ کرتے ہوے کہ جسکو روکنا ہو روکے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین کسینے جواب ندیا رستم اُسی طرح گھوڑے کو اڑاتے ہوے در باغ پر آئے ملکہ دور سے دیکھ رہی تھین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا کہ دریای خون مین نہائے ہوے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیے ہوے آتے ہین ملکہ در باغ سے نکلین رستم گھوڑے سے کودے ملکہ نے خون جسم کا دوپٹہ سے پاک کیا پوچھتی ہین کہ ای شہریار جسم پر کوئی زخم تو نہین آیا رستم نے فرمایا ای ملکۂ عالم کوئی ایسا دُشمن نہ تھا کہ جو مجھسے ہم نبرد ہوتا بارگاہ مین جا کر املاک کا سر کھینچ لیا کسینے دخل ندیا ہر ایک پہلوان کو ٹوکا ہر ایک سے سوال کیا مگر کسی نے جواب ندیا ملکہ رستم کو ساتھ لیے ہوے باغ مین آئین لاکر مقام صدر پر بٹھایا چند کنیزین گرد آکر بیٹھین رقص و سرود شروع ہوا خواجہ عمرو کہ حاضر صحبت ہین رستم سے فرما رہے ہین کہ ای رستم اب چلنے کی جلدی کرو تمہارے قبلہ و کعبہ گھبرا رہے ہونگے رستم فرماتے ہین ای عم نامدار آپ نہ گھبرائیے آج شب کو تو یہان بسر کیجے کل انشاء اللہ کوچ ہوگا ہمین بھی خیال ہے جدائی کا قبلہ و کعبہ کی بہت بڑا ملال ہے ملکہ نے عرض کیا ای شہریار پروردگار نے آپ کو حیات تازہ مرحمت فرمائی یہ گمان تھا کہ چار سو پہلوان اُسکے ساتھ کے ضرور دخل دینگے مگر آپکا اقبال یاور تھا اور طالع مددگار کہ کوئی دخل ندے سکا وہ وقت تو بخیر و خوبی خدا نے آسان کر دیا اب وقت خوشی کا آیا اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے چند اشعار گائین تاکہ طبیعت خوش ہو وزیر زادی ہماری گلشن افروز بھی گانے مین بڑا کمال رکھتی ہین خود بھی خوب گاتی ہین لہذا مشتاق کو شاد کیجیے خواجہ خود گلشن کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین یہ مژدہ سنتے ہی خوش ہو گئے بیچ مین آکر بیٹھے جوڑی ہفت پیوندی کی اپنی زنبیل سے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ نئے رنگ مین گانا شروع کی

نظم

مبدل بے سبب کب ہی اجبار رنگ رو میرا　　کسی کی جستجو مین ہی دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگار رہتی شکلین ہین　　خبر کچھ اور دیتا ہی یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہی مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا　　جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہی دل ہی سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مرجانے والون کو
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین
رہا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت مین
جسے سمجھے تھے اپنا اوُسیکو مدعی پایا
اُٹھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن
محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اِس طلسم چند روزہ کو
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
نہ چھوٹے گا چھڑائے سے ہزارون صورتین بدلین
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی

لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
غضب کیا کیا نہ لائے گا یہ جوش آرزو میرا
جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
کسیکی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
اُنھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نہ لے گا نام بھولے سے بھی یار خوبرو میرا
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے سب سے زیادہ گلشن افروز نے تعریفین کین جو مقامات تھے اُن مقامون پر تعریف کی جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین رستم و ملکہ طرف بارگاہ کے چلے جا کے آرام کیا خواجہ نے خیال کیا کہ گلشن افروز کی ایک ندیم ہی کہ لالۂ ماہ رخسار اُسکا نام ہی ہر مرتبہ ملکہ گلشن افروز اُسیکو پکارتی تھین وہی جا کر پاس بیٹھتی ہی خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کی شکل بنائی اور لالۂ ماہ رخسار کو پکارا کنارے لا کر اُسکو بے ہوش کیا لالۂ ماہ رخسار کی شکل بنکر پاس گلشن افروز کے آئے گلشن نے لالۂ ماہ رخسار کو دیکھا لالۂ ماہ رخسار نے آکر ہاتھ گلے مین ڈال دیے اور کہا مین اس صورت زیبا کے صدقے ہو جاؤن خاک پا لیکر توتیائے چشم بناؤن گلشن نے کہا اے لالۂ ماہ رخسار مدت سے ہمارے ساتھ ہو مگر ایسے کلمے کبھی نہ کہے تھے آخر کیا مراد ہی کہا دارہی چلکر آرام فرمائیے اب نیند سے حال ابتر ہی یہی بہتر ہی آپکے پائینتی ہم بھی سو رہین گے ہمارا فرش آج باغ مین نہین بچھا ہی گلشن افروز نے ہاتھ لالہ

کا تھام لیا اپنی صحنچی مین آئی خواجہ پاؤن دبانے لگے اس آرام سے پاؤن دبائے کہ گلشن سوگئی خواجہ بھی برابر آکے سے لیٹے گلے مین ہاتھ ڈالدیے خوب آرام سے سوئے کوئی کنیز کسی کام کو صحنچی مین آئی دیکھا کہ گلشن افروز کے ساتھ خواجہ سو رہے ہین اُس کنیز نے باہر آکر کہا چند کنیزین جمع ہوگئین چاؤن چاؤن کرنے لگین ایک سے ایک یہی کہتی ہو کہ گلشن افروز بڑی بدلحاظ ہو اسطرح ساتھ مردوے کے سو رہی ہو ایک کہتی ہو پہلے سے آنکھ لگی ہوگی جب تو یہ خوش خوش ہو گلشن کی آنکھ کھل گئی کنیزون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا بی وزیرزادی صاحبہ یہ کیا معرکہ ہو خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی فرمایا کہ صاحبو میان بیوی سو رہے ہین تم لوگ ایسے بدلحاظ ہو کہ بلا تکلف چلے آئے کیا اس مضمون سے آگاہ نہین ہو کہ میان بیوی کیونکر سوتے ہین گلشن افروز نے سر اپنا پیٹ لیا کہا اد سار بان زادے مجھکو ذلیل کرتا ہو خواجہ بھاگے گلشن افروز چیخین مار مار کر رونے لگی رستم کو خبر ہوئی وہانسے ٹہلتے ہوے آئے کہا اے گلشن افروز کیون روتی ہو خواجہ عمرو کا دستور ہو کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسکو یون ہی ذلیل کرتے ہین اب گلشن افروز ناچار ہو کر لیٹی خواجہ عمرو اور صحنچی مین ایک کنیز کی شکل بنکر ایک کنیز کے پاس سوئے رستم نے بھی آرام فرمایا جسوقت نسیم سحری چلی اور عروس شب نے چہرہ اپنا گھونگھٹ سے چھپایا شاہ زرین پوش حجلۂ مشرق سے نکلا مسند چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھا تمام دنیا روشن ہوگئی شاہد صبح کے جمال نے تمام عالم کو ضیا بار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین اکیلا ایک نخل کے نیچے پڑا ہون خواجہ عمرو سامنے سے آتے ہین فرماتے ہوے کہ ای رستم وہ باغ کیا ہوا معشوق پری چہرہ کدھر گئی رستم بھی حیران خواجہ بھی پریشان کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ زرنشان زرین پوش مع فوج آکر پہونچا رستم کو اپنی بارگاہ مین لایا تخت پر بٹھایا عرض کی ای شہریار آپ شہر سے کیون چلے گئے فرمایا املاک نام ایک پہلوان آیا میرے ہاتھ سے مارا گیا مین خود بھی اس مقدمہ مین حیران ہون کہ شبکو وہ صحبت عیش و نشاط دن کو یہ پریشانی ایک نخل کے سائے مین اپنے کو پایا ملکۂ عالم کہان گئین کنیزین کیا ہوئین مقام افسوس ہو کہان اُنکو تلاش کرون زرنشان زرین پوش نے عرض کی وہ باغ سیبستان مین ہین آپ وہان تشریف لے جائین تو ضرور ملاقات ہو

رستم نے کہا مجکو باغ سیبستان بتادو تو مین اپنے کو اُس مقام پر پہونچاؤن خواجہ عمرو واسطے گلشن افروز کے بیقرار ہین فرماتے ہین کہ اُس محبوب سے چھوٹنا باعث خرابی ہوا ہین کیا کہکے دلکو سمجھاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہند کی شب آنکھ دھیان آیا جو روے یار کا　　ہو گیا پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا
واے قسمت ایک صورت پر نہین جب دیکھیے　　خاصّہ پیدا کیا دل نے مزاج یار کا
اس تمنا پر فقط مرتے ہین ای جان جہان　　حشر مین دیکھین گے ہم جلوہ ترے دیدار کا
اسقدر لطفِ تلون دوستی ہر شی مین ہی　　بڑھکے گھٹ جاتا ہی سایہ بھی تری دیوار کا
اور ابھی چندے ٹھہرای صدمۂ دردِ فراق　　حوصلہ نکلا نہین ہی خاطر غمخوار کا
کس طرح آرام سے بیٹھین کہ بعد از چند روز　　پیش ہی ہمکو سفر اک منزلِ دشوار کا
اس فریب کہنہ کے مشتاق ہم بھی ہو گئے　　کسکو آتا ہی یقین ظالم ترے اقرار کا
آج سب پھیلا ئین دامن جسقدر محتاج ہین　　امتحان کرنا ہی ہمکو چشم گوہربار کا
دیکھیے کس طور سے یہ رات کٹتی ہی نسیم　　آج کچھ عالم دگرگون ہی دل بیمار کا

زرنشان زرین پوش نے رات بھر جلسہ آراستہ رکھا خواجہ گایا کیے ہنگامۂ عیش و لنشاط گرم رہا رستم مقام صدر پر جلوہ فرما ہین وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب مشکین چہرۂ زیبا سے اُٹھائی شاہنشاہ زرین پوش کا شانۂ مشرق سے نکلا مجنون روز نے مقام اپنا دشت نجد روشن مین کیا رستم مقام صدر سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے رفقا گرد آکر متمکن ہوے رستم سیر صحرا دیکھ رہے ہین یکایک صحرا پر بہار ہونے لگا اور عروسان چمن نے لباس سبز پہنے غنچے چٹکنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین نہرین موج مارنے لگین حبابون نے براے نظارۂ صحرا آنکھین لگا دین دیکھ رہے ہین کہ صحرا کی رونق بڑھتی جاتی ہی نسیم عنبر شمیم چلی جہان آرا جو خیمہ سے نکلین نکلتے ہی دروازے پر خیمہ کے آئین کنیزین حاضر ہوئین ملکہ نے فرمایا صبا جو بہار صحرا کو دیکھو کس جوش پر ہی دیکھو عروسان چمن نے نکھار کیے سبزہ بیگانہ وار ہی مگر کیا سبز بختی کی اُسپر بہار ہی یہ کہکر طرف صحرا کے چلین رستم نے دربارگاہ سے دیکھا کہ جہان آرا خیمہ سے نکلین ہوا جو جسم کو لگی طرف صحرا کے چلین رستم نے پکار کر آواز دی ای جہان آرا

کہان جاتی ہو ہمارے پاس آؤ جہان آرا نے جواب ندیا خواجہ نے جو دیکھا کہ جہان آرا
جواب نہین دیتین جھپٹ کر قریب جہان آرا کے آئے ہاتھ تھام کر کہا ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو
جہان آرا نے ہاتھ چھڑا لیا کہا خواجہ دیکھتے ہو کہ صحرا کس بہار پر ہی اسکا تماشا نہ دیکھ لین خواجہ
نے کہا کہ پاس طلسم کشا کے چلو جہان آرا نے کچھ جواب نہ دیا قریب ایک نخل کے پہونچین
نخل کو قد محبوب جان کر بے اختیار لپٹ گیئن جیسے ہی درخت سے لپٹین ایک آواز آئی کہ ای
جہان آرا آؤ جہان آرا اُس نخل سے خوب لپٹین تنۂ درخت مثل دروازے کے کھلگیا
ملکہ اُس دروازے مین داخل ہوئین ہر چند خواجہ چیخے پیٹے ملکہ نے کچھ جواب ندیا دروازہ
بند ہوگیا ایک آواز آئی کہ جہان آرا کو قید کر لیا رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا اول تو شب بھر
فراق مین ملکہ شہرت کے بیقرار رہے اب صبح کو یہ معرکہ ہوا سرداروں نے کہا آپ زیر نخل
چلیے چلکر ملاحظہ فرمائیے زیر نخل چل کر لوح چھوائیے جو شعبدہ ہوگا وہ کھل جائیگا اب رستم
ٹہلتے ہوے زیر نخل آئے نخل سے جو لوح کو مس کیا ایک دناٹا ہوا دروازہ بھی کھلا دیکھا
ایک ساحرۂ سیہ فام بد انجام گوشے مین کھڑی ہی رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کلاہ ہفت گوشہ
کا جو اُسپر عکس پڑا کانپنے لگی رستم نے پوچھا تیرا یہان کیونکر آنا ہوا جہان آرا کو کون لے گیا
کہا ای شہریار سلیم گوہر پوش اس صحرا کی حاکم ہین شب کو اُنکے نام حکم پہونچا کہ جس طرح بنے
جہان آرا کو گرفتار کرو سلیم نے صبح کو انتظام کیا جہان آرا کو گرفتار کر کے لیگئی یقین
ہی کہ خدمت لقراط ثانی مین جائے رستم نے ہاتھ اُٹھایا کہ اُسکو قتل کرون وہ
ساحرہ قدمون پر گر پڑی کہنے لگی ای شہریار میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا نفع ہوگا
جب تک کوئی باغ سلیم مین نہ پہونچے گا ملکہ جہان آرا کا نشان نہ ملیگا خواجہ عمرو
اُسی وقت قفنورۂ زربفتی لگا کر آمادہ ہوے کہ مین تلاش مین جہان آرا کی جاتا ہون
رستم نے جورو کا تو جواب دیا ای نور نظر پارۂ جگر ایسا ہو کہ وہ ظالم اظلم ملکہ کو قتل
کر ڈالے صہبائے شیرین کلام نے جو یہ خبر سنی کہ بیٹی اسطرح غائب ہوگئی ایک ساحرہ
اُسکو پکڑ لیگئی بحال تباہ روتی ہوئی آئین سب حال پر ملال سنا کہا ای شہنشاہ اوج
عیاری مجھسے اور سلیم گوہر پوش سے بڑی ملاقات ہی مین جاکر اُس سے عذر کرونگی

جہان آرا کو چھڑا لاؤنگی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے ملکہ صہبا روتی ہوئی چلین آتے آتے
دور سے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار ہے اُسمین جلسہ آراستہ ہے سلیم تو مسند پر بیٹھی ہے جہان آرا کی زبان
مین سوزن مسلسل و مطوق سامنے سلیم کے سرنگون بیٹھی ہے صہبا نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین
گذرا کہ تڑپ کر گردن سلیم کے دو ٹکڑے کرون تڑپتی ہوئی جیسے ہی سر باغ پر آئین قصد کیا
کہ گرون خیال مین آیا کہ شاید سحر تاثیر نہ کرے باغ مین اُتر کر اُس سے مقابلہ کرون یہ سوچکر
ایک کنج مین اُترین جیسے ہی بوے گل دماغ مین پہونچی خیال مین آیا کہ چلکر سلیم سے ملاقات
کرون سمجھا کر اُس سے کہون کہ جہان آرا کو رہا کر دو شاید کہنا مان لے کوئی مطلب نکل آئے
یہ سوچتی ہوئی آئین جب سامنے سلیم کے پہونچین جھک کر سلام کیا سلیم نے تیور پر بل ڈالکر
کہا کہ بیٹی کے گرفتار ہوتے ہی آئین کچھ جان کا خوف نہ آیا اری گلشن آرا کہان ہے اِنکی
بھی زبان مین سوزن دے کر قید کرو بس ایک کنیز اُسی جلسہ سے اُٹھی قریب آکر کہا مُنہ کھولیے
مین زبان مین سوزن دونگی صہبا نے مُنہ کھول دیا کنیز نے زبان مین سوزن دی ہتکڑیان
بیڑیان پہنائین ملکہ صہبا کو بھی قریب جہان آرا کے بٹھایا مان بیٹیان دونون
قید ہوئین سلیم کہ رہی ہے صاحبو بڑا غضب یہ ہوا کہ کنکال نامے کنیز میری درخت مین
رہ گئی اُسنے میرے باغ کا پتہ دیا اب مین ایک تدبیر کرتی ہون کہ وہ بھی چلی آئے میرے
پاس پہونچے یقین ہے کہ ساربان زادہ بھی آوے بی جہان آرا اُسی کی معشوق ہین
وہ بھلا صبر کریگا فوراً پہونچیگا دیکھیے کیا انجام ہے یہ کہکے سلیم گوہرپوش نے ایک عرضی
بقراط ثانی کو لکھی مضمون اُسکا یہ تھا کہ یا خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ مین نے صہبا و
جہان آرا دونون کو قید کر لیا اور دونون میرے قبضہ مین ہین اگر مناسب وقت ہو
تو تقدیر کیجیے کہ کنکال میری کنیز بھی میرے پاس چلی آئے عرضی لیکر کنیز روانہ ہوئی
سلیم گوہرپوش جلسۂ عیش و نشاط مین بیٹھی ہے دونون کی حفاظت کر رہی ہے یہان لشکر مین
بعد جانے صہبا کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بھی روانہ ہوے جب خواجہ جا چکے
رستم پلٹ کر دربارگاہ پر آئے خیال مین گذرا کہ اے رستم فراق شہرت آرام
نہ لینے دیگا خود ہی چل کر تلاش کرو باغ سیبستان کو ڈھونڈھو یقین کامل ہے کہ

وہین ملکہ یلین یہ سوچ کر حکم دیا کہ ای سماک یلداقی تم لشکر مین رہو اس صحرا سے لشکر کہین نجائے
ہم بعد تھوڑی دیر کے آتے ہین یہ سنکر سماک نے کہا کہ آقا مین بھی ساتھ چلونگا غلام
کا ساتھ رہنا بہتر ہی آخر رستم نے سماک کو بھی ساتھ لیا طرف صحرا کے چلے چند سردارون
نے عرض کی کہ غلام بھی ساتھ چلین حضور تنہا تشریف نہ لیجائین رستم نے نہ مانا اور طرف
صحرا کے روانہ ہو گئے اول حال خواجہ عمرو کا تحریر کرتا ہون کہ تلاش مین جہان آرا
وصہبا کی نکلے ہین پاے شاطری مارتے ہوے جاتے ہین سامنے صحرا مین دیکھا کہ ایک
قصر نہایت عمدہ بنا ہوا ہی اُسکے دروازے پر چند کنیزین کھڑی ہین خواجہ عمرو ایک
ساحر کی شکل بنکر ان کنیزون کے قریب آئے ایک کنیز کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور پھر
باہر آتی تھی کنیزون کے کہنے سے ثابت ہوا کہ اسکا نام سیّارہ فلک سیر ہی اُسکو
اشارہ سے الگ بلایا اور بیہوش کر کے زنبیل مین داخل کیا آپ اُسکی شکل بنکر کنیزون
مین آئے کنیزون سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا ای سیّارہ فلک سیر
ایسی تم نادان ہو گئین ملکۂ عالم کیسی بہبود جادو یہان رہتے ہین خواجہ عمرو یہ سنکر
اندر آئے دیکھا ایک تخت پر ایک ساحر بیٹھا ہی کہ رہا ہی جلدی تیاری کرو ایسا نہو
کہ ملکہ سلیم گوہر پوش آزردہ ہون کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز نامہ لیے ہوے
آئی وہ نامہ بہبود جادو کے ہاتھ مین دیا بہبود نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای بہبود
آج شب کو جلسۂ عام ہی صبح کو جہان آرا وصہبا کو اسی باغ مین قتل کرینگے تمھارا
شریک ہونا بھی ضرور ہی اپنے کو فوراً پہونچاؤ دیر نہ کرنا یہ مضمون دیکھکر بہبود جادو نے
حکم دیا کہ کون کون ہمارے ساتھ چلیگا سب سے پہلے خواجہ عمرو اُچک کر تخت پر
بیٹھے کہا ای شہنشاہ ساحران میرا چلنا ضرور ہی اور چند کنیزین بھی تخت پر سوار ہوئین
بہبود کا تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ راہ مین خواجہ عمرو بہبود جادو
سے باتین کرتے ہوے آتے ہین فرماتے ہین ای شہنشاہ ساحران اسوقت عجب
معرکہ گذرا مین باہر پھر رہی تھی کہ نخلستان مین دیکھا قدرت ٹہل رہے ہین ہزارہا
فرشتے ساتھ ہین مین نے جا کر سجدہ کیا ارشاد فرمایا کہ ای سیّارہ فلک سیر ہمنے تجکو

کمال عطا کیا علم موسیقی مین کوئی تیرا مثل نہوگا بہبود جادو کہتا ہی اب صحبت سلیم مین چل کر تمھارا امتحان لینگے کہ دور سے باغ سلیم دکھائی دیا بہبود جادو نے کہا ای سیّار فلک سیر وہ سامنے باغ سلیم ہی سلیم مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا و صہبا قید مین سلیم نے بڑا کمال کیا کہ سامنے سے طلسم کشائے گرفتار کرلائی کوئی کچھ نہ کرسکا یہ کہتا ہوا تخت سامنے لایا سلیم نے جو بہبود جادو کو آتے ہوے دیکھا برائے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ساحران آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی بہبود جادو تخت سے اُترا سلیم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر قریب مسند آئی بہبود جادو آکر قریب بیٹھا کہا ای سلیم تمنے سنا قدرت نے ہماری کنیز کو بڑا مرتبہ دیا ہی یہ نخلستان مین پھر رہی تھی کہ اِسنے قدرت کو دیکھا باغ مین کھڑے ہین ہزارہا فرشتے ساتھ ہین اسنے قدرت کو سجدہ کیا قدرت نے فرمایا مین نے تجکو کمال علم موسیقی دیا لہذا سماعت فرماؤ کہ کیا اِسکو کمال ملا قدرت کے فرمانے کی کچھ تاثیر ہوئی بھی یا نہین سلیم نے آواز دی ای سیار فلک سیر تمھارا بڑا مرتبہ ہوا تمنے قدرت کو دیکھا اور فرشتے بھی ساتھ تھے دیکھین کیا کمال ملا خواجہ جھپٹ کر سامنے آکے مودب ہوکر بیٹھے ساز بجنے لگا خواجہ نے گن گنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

کس دن زبان رات کو صرفِ دعا نہ تھی　　یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی
مرتے تھے یون نہ تشنۂ دیدار آن کے　　قاتل گلی تھی آگے تری کربلا نہ تھی
نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی　　لون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی
کس شب ہمین تصور زلفِ سیہ نہ تھا　　کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی
کشتی عبث ڈبوی جو ساحل نہ تھا نہ تھا　　دریا مین تھاہ بھی کہین او ناخدا نہ تھی
ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف　　گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی
آوارہ راہ عشق مین ہی جب سے میری خاک　　کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی
قیس ستم رسیدہ نے لیلی کے عشق مین　　منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی
ثابت ہوا انہو نے سے چہرے پہ خال کے　　تل دھرنے کی ہجوم لطافت سے جا نہ تھی
ای رند مضمحل ہین ہم ایسے بقول میر　　تن مین ہمارے جان کبھی تھی بھی یا نہ تھی

خواجہ عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سلیم نے کہا ای ستمگار فلک سیر حقیقت مین
تو قدرت کی نظر کردہ ہوئی بیشک قدرت نے تجھکو کمال دیا جی چاہتا ہی کہ تیرا گانا سنے
جاؤن خواجہ نے عرض کی ای ملکۂ عالم قدرت نے مجکو سرفراز کیا لیکن اِن گنہگارونکو
قتل کیجیے بی جہان آرا و صہبا نے کیسے کیسے جادوگر قتل کرائے ہمکو تردد رہا اگر حکم دیجیے
تو دونون کو قتل کرین سلیم نے کہا ای نظر کردۂ خداوند ممکن ہی کہ بدون حکم خداوند قتل
کرین عرضی بھیجی گئی ہی جب جواب آئیگا اُسی وقت قتل کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق
چمکی ایک ساحر کو دیکھا کتاب آگے رکھے ہوے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی آتے ہی نعرہ
کیا کہ منم اختر شمار جادو یہ کہکے تخت سے اُترا کتاب کھول کر سامنے سلیم کے رکھدی
کہا اس مضمون کو ملاحظہ فرمایئے سلیم نے دیکھا صاف لکھا ہوا ہی کہ سلیم ہوشیار رہنا اس
جلسہ مین خواجہ عمرو ضرور آئینگے اُس مکار کے مکر سے بچنا ایسا نہو تم سب کو دھوکا دے
سلیم نے اہل محفل کو نقشہ دکھایا کہا صاحبو دیکھو قدرت تحریر فرما چکے ہین جو جو اِس محفل
مین ہی ہوشیار ہو کر بیٹھے مین سحر کرتی ہون عمرو جسکی صورت بنا ہو گا ظاہر ہو جائیگا خواجہ تو
گھبرا کر اپنے مقام سے یہ کہتے ہوے اُٹھے کہ ای ملکۂ عالم ایسا سحر کیجیے کہ عمرو جل کر خاک سیاہ
ہو جائے یا گرفتار ہو اگر نکل گیا تو بڑا افسوس ہو گا مین اُسکے نام کی دشمن ہون یہ کہتی ہوئی
ایک نخل کے سایہ مین جا کر کھڑی ہوئی سلیم نے اُٹھا کر گولہ مارا شعلے بھڑک کر گرے جسپر شعلہ
گرا وہ اُف کرکے رہ گیا تھوڑی دیر تک خوب آگ برسی سلیم نے کہا ای اختر شمار جادو
اب تک تو عمرو کا پتہ نہین ہی آیندہ سمجھا جاویگا وہان خواجہ عمرو کھڑے کانپ رہے تھے کہ کوئی
شعلہ میری طرف نہ آجائے جب خواجہ نے چمن سے دیکھا کہ محفل مین آگ برسنا موقوف ہوئی
تب خواجہ عمرو محفل مین آئے شریک صحبت ہوے دوسری برق آسمان پر چمکی ایک
ساحر تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا غصہ مین کف منھ سے جاری آتے ہی کہا ای ملکہ سلیم
تمنے انتظام بھی کیا مگر کچھ نہو سکا منم تاجدار جادو مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا طائرون کی
تصویرین جو میرے قصر مین موجود ہین اُنمین سے ایک طائر نے چہکارا مارا مین نے پوچھا
۱۲۶ کہ ای طائر خداوندی روح تمھاری قبضۂ قدرت مین ہی بوجہ چہکارنے کا کیا باعث

ہوا اُس تصویر نے آواز دی ای تاجدار جادو باغ مین ملکہ سلیم کے عمرو آج ضرور آئیگا اُسکا
آنا قہر خداوندی ہی کوئی اُسکے ہاتھ سے نہ بچیگا صحبت کو مزبلہ قصابان بناویگا مین فوراً بھاگا
کہ جلکر سلیم سے اطلاع کرون آتا ہوا آیا ہون دیکھو تو کہ پسینے پسینے ہوگیا جلد تدبیر کرو
ابھی تک عمرو عیار آیا نہین یا آیا ہو انتظام ضرور ہی خواجہ عمرو تڑپ کر اُٹھے قریب تاجدار
کے آئے کہا ای تاجدار جادو اس باغ مین قصر بہت ہین مین نے ایک قصر مین دیکھا کہ
ایک شخص نہایت دُبلا تا تیلا چھپا بیٹھا ہی مین نے ارادہ کیا کہ گرفتار کرلون لیکن خوف آیا
کہ کہین ایسا نہو یہ شخص مجھپر آپڑے سحر بھی مجھے نہین آتا تو جان بچانا مشکل ہوگی تاجدار
جادو نے کہا مجکو چلکے بتادے مین سحر کرکے اُسے گرفتار کرلونگا سحر کے یہ معنی ہین کہ جب لفظ
گیر کہونگا پاؤن عمرو کے زمین تھام لیگی اور جو تو نے مقام بتایا اُسی قصر سے آگ نکلے
اور اُسکو جلا کر خاک کرے خواجہ بہت خوب بہت خوب کہتے ہوے تاجدار کو لگا کر لیچلے
قریب اُس قصر کے آکر کہا دہ دیکھیے سار بان زادہ بیٹھا ہی صورت بدل رہا ہی بہت جلد
سحر کیجیے تاجدار نے ایک گولا جھولی سے نکالا چاہا گولہ مارون خواجہ عمرو نے پیچھے ہٹ کر
حلقہ ہاے کمند گلے مین تاجدار جادو کے ڈال دیے جھٹکا مارا جب بیہوشی مار کر بیہوش کیا
آپ اصلی شکل ہنے اُسکو چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین کھڑا کر دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے
نکالا اُسکا سر کاٹا بصورت سر عمرو بنایا غل مچاتے ہوے دوڑے کہ ای ملکہ سلیم مبارک
ہو مین نے عمرو کو مارا سر کاٹ لایا سر کو لاکر محفل مین ڈال دیا سر عمرو دیکھ کر سب تعریفین
کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار بڑا کام کیا ایسے شخص کو مارا کہ جسنے تمام ملک
ساحرون کے ویران کر دیے ہر ایک کتاب مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہی سامری و جمشید ایسے ساحر اس مقدمہ مین مجبور ہو کر لکھ گئے ہین کہ ای بندگان
من ہاتھ سے خواجہ عمرو کے اپنے کو بچانا اُس ظالم کے سامنے نجانا کیسے کیسے ساحرون نے
کوشش کی کہ عمرو کو قتل کرین مگر کسی سے نہ ہوسکا تم مقبول بارگاہ خداوند لقا ہو اطرافتانی
ہو خواجہ ہنس دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو یہ قدرت کی مہربانی ہی کہ میرے
ہاتھ سے ایسا ظالم مارا گیا مین آج مقبول بارگاہ خداوند ہوا اب باطمینان جلسہ مین بیٹھو

کچھ خوف نہین آج خاتمہ کردیا اب طلسم کشا بڑھی مکر چل جائیگا ہم لوگون کے ہاتھ سے کیونکر مہلت پائیگا تم سب صاحب ملکہ میرا امتحان کرو مین نے عمرو کو مارکر سب کمال اُسکے لے لیے اب عمرو میر بنا ہوا میرے ساتھ ہی جو کام چاہون اُس سے لون کیا مجال ہی کہ عذر کرے حقیقت مین یہ ایسا میر تیار ہوا کہ ایک ہزار کئی سو میر میرے ساتھ ہین لیکن عمرو سب پر غالب ہی فقط اشارہ کا طالب ہی جسپر بھیجون فوراً جا پڑے کام کر کے آئے بی سلیم صاحب کلید میخانہ مجکو دیجیے مثل عمرو عیار کے ساقی گری کرون سارے اہل محفل خوش ہون سلیم نے خوشی خوشی کنجی اپنے ازار بند سے کھولی اور سامنے تاجدار کے پھینکی تاجدار نقلی نے کنجی اُٹھالی میخانہ مین آئے آتے ہی آواز دی یارو آؤ شراب لیجاؤ ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے ساحر یہ سنتے ہی دوڑے کوئی گلابی لیگیا کسی نے قرابہ لیا کسی نے ہنلہ اُٹھالیا تھوڑے ہی عرصہ مین شراب اُٹھاکر لے گئے چالیس گلابیان مئے ارغوانی سے معمور رنگین محفل مین لے کر آئے بی سلیم نے کہا آج تاجدار نے بڑا کام کیا اُس شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے سارا فتور تھا کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا تاجدار نے دیکھو کیا مشقت کی ہی اور کس تکلف سے شراب لایا ہی دیکھکر یہی جی چاہتا ہی کہ پی لیجیے تاجدار نقلی نے کہا کہ چند اشعار بھی مجھ سے سُن لیجیے یہ کہکر اشعار شروع کیے نظم

اُسنے صیدِ حرم کو مارا ہی — آہوِ دشت وان بچارا ہی
ماہ ہر دو بام پر سدھارا ہی — اوج پر اب مرا ستارا ہی
رہتی ہی شکل یار کی دل مین — پری کو شیشے مین اُتارا ہی
آدمی میرے منہ چڑھیگا کیا — بارہا مین نے جن اُتارا ہی
رات کو دفن کیجیو لاشہ — زلفِ شبگون نے مجکو مارا ہی
ہی تو یہ مرتبہ ہما کے لیے — تجھپہ صدقے مگر اُتارا ہی
حُسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر — عشق ہونے مین کیا اجارا ہی
منہ چھپایا ہی اُسنے زلفون مین — سنبلہ مین مرا ستارا ہی

سرخرو کیون نہون شہیدون مین
باغ چھوڑا رہینگے صحرا مین
نالے کرتے نہین اثر او بت
جان دیتے ہین تیغ ابرو پر
رندسے بیوفائی خوب نہین

سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہی
وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہی
دل ہی تیرا کہ سنگ خارا ہی
واہ کیا حوصلہ ہمارا ہی
عاشق باوفا تمھارا ہی

خواجہ عمرو نے بشکل تاجدار جادو یہ اشعار گائے تمام اہل محفل بیقرار ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار جادو کا مثل نہین ہی تاجدار نے کہا کہ یہ کمال کیا ہی بحکم قدرت ایسی ساقی گری کردن جس طرح سے عمرو عیار کرتا ہی قدرت نے یہ سب کمال مجکو دیے ہین سنے بدل وجان قبول کرلیے یہ کہکر گھنگھرو پانون مین باندھے گت ناچنا شروع کی ہر ایک کی بُری گت ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین عمرو اسی طرح ناچتا تھا واقعی تاجدار نے اُسی کی نقل اُتاری عمرو جام بھرے ہوے توڑے لیتا ہوا سامنے سلیم کے آیا سر جھکایا کہا لو ملکۂ عالم تمکو سرسے شراب پلاتا ہون سلیم نے دونون ہاتھ بڑھادیے جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گئی جب جام پی چکی اب تو خواجہ نے دورا باندھا ہر ایک کو شراب پلانا شروع کی تھوڑے عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلائی سلیم بیٹھے بیٹھے گھبرائی دیکھکر آواز دی فی الحقیقت تاجدار جادو نے اس رنگ سے شراب پلائی کہ قدرت آگئے تاجدار نے کہا ملکۂ عالم قدرت کو بلائیے کہ وہ بھی آکر شریک محفل ہون سلیم جادو مسند سے اُٹھی اُٹھتے ہی گری لینا لینا کہکے سب کنیزین اُٹھین جو اُٹھی وہ بیہوش ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب برلب فرش فرش ہوے خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
زمانے کا مکار و غدار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
بنائے مری گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

عمرو خنجر کھینچکر طرف سلیم کے چلا تھا کہ جہان آرا نے اشارہ سے منع کیا کہ خواجہ اسکو ہرگز قتل نہ کرو اسکی ذات سے مطلب حاصل ہوگا خواجہ عمرو نے سلیم کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور سب کنیزون کو قتل کیا جہان آرا و صہبا رہا ہوئین باغ کو لوٹ لیا انتہا یہ کہ پھل تک توڑ لیے جہان آرا نے کہا کیون خواجہ یہ پھل کیا ہونگے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ وقت پر کام آوینگے اکثر ضرورت پڑتی ہی ان پھلون سے پھل ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا جہان آرا خاموش ہو رہین تخت سحر تیار کیا آپ و صہبا اُسپر سوار ہوئین خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ بھی سوار ہو لیجیے کہ لشکر رستم مین جلد پہونچین خواجہ نے جواب دیا کہ مین غیر کے قبضہ مین نجاؤنگا تمھارے تخت کے ساتھ پہونچونگا جس مقام پر یاد کرو گی اُسی جگہ پر پاؤ گی جہان آرا نے کہا خواجہ منظور یہ ہی کہ بتعجیل لشکر مین پہونچین رستم کو انتظار ہوگا خواجہ نے کہا مین تمسے پیشتر پہونچونگا جہان آرا و صہبا تخت اڑاتی ہوئین اور خواجہ جست کرتے ہوے جاتے ہین جہان آرا و صہبا نے جسوقت نگاہ کی خواجہ عمرو کو تخت کے نیچے پایا اسطور سے یہ دونون طرف لشکر کے جاتی ہین کہ پہونچنا انکا عرض کرونگا اب حال خیریت مآل طلسم کشا عرض کرتا ہون کہ طلسم کشا جو لشکر سے یاد مین ملکہ شہرت کی نکلے تھے بیقرار و پریشان ہر قدم پر تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ہر مقام پر فرماتے ہین اے فلک کجرفتار ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو میرے ساتھ کی مین اُس محبوب جانی جان جاودانی کو کہان تلاش کرون یقین ہی کہ اُنکو بھی خیال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا ای جان جہان آرام دل مشتاقان کیا حال دل بیان کرون اصل یہ ہی نظم

ہزارون خون ہوے سیکڑون حلال ہوے	تمھارے ہاتھ جو مہندی سے لال لال ہوے
ترقیان ہوئین اُنکی ہمین زوال ہوے	وہ بڑھکے بدر ہوے گھٹکے ہم ہلال ہوے
نہ پایا آپ کو دولتسرا مین جب مشفق	ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوے
جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن	یہ ولولے نہوے تھے جو اب کے سال ہوے
خیال آتا ہی جب دم اُلجھنے لگتا ہی	وبال جان ہمی لمبے لمبے بال ہوے
پڑے ہی رہتے ہین بل تیوریون پہ جب دیکھو	بڑا غضب ہوا صاحب جو خوش جمال ہوے

قفس مین طاقت پرواز اُڑ گئی صیاد　　یہ ضعف ہی کہ مجھے بال و پر وبال ہوے
سوال کرتے تو کر بیٹھا اُنسے بوسے کا　　مین زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوے
نہوگا ہمساز مانہ مین دوسرا غم دوست　　کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوے
عجیب حال رہا عارضہ مین فرقت کے　　کبھی نڈھال ہوے اور کبھی بحال ہوے
وہ شوخ کرتا ہی مہندی لگا کے مشق خرام　　کوئی پسے نہ پسے ہم تو پایمال ہوے
مریض آپ کے فی الجملہ رو بہ صحت ہین　　سنا ہی پہلے کی نسبت تو کچھ بحال ہوے
دعاے مغفرت اُنکی کرو اُٹھا کر ہاتھ　　تمھارے ہجر مین جن لوگونکے وصال ہوے
سواے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا　　لگا کے آپسے دل کو بہت نہال ہوے
لگا یا کرتے ہین مجذوب کی طرح سے بڑ　　سُنا ہی رند بھی درویش باکمال ہوے

اس بیقراری مین رستم جاتے ہین اکثر ساحر بھی راہ مین ملے اُنھون نے قصد کیا کہ گرفتار کرلین مگر رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے جابجا ساحر قتل کیے شب کو کسی نخل کے سایہ مین آکر سو رہتے ہین صبح کو پھر بر سر راہ تیسرے دن عاجز ہو کر سمک سے فرمایا کہ ای برادر ہم اس مقام پر ٹھہرتے ہین اب آگے بڑھکر دریافت کرو اگر کوئی آیندہ روند ملجائے تو اُس سے پوچھو کہ باغ سیبستان کس مقام پر ہی شاید نشان ملے یہ سُنکر سمک آگے بڑھا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی رستم انتظار مین سمک کے ایک مقام پر آکے ٹھہرے مگر انتظار رہی کہ سمک پلٹ کر آئے تو اُسکے ساتھ چلین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای طلسم کشا خوب ہمارے عزیزون کو قتل کیا لیکن اب کہان جاؤ گے رستم نے دیکھا ایک طرف سے دس جادوگر ایک ہاتھ مین تلوارین ایک ہاتھ مین اسباب سحر لیے آتے ہین دسون نے سحر کیا رستم نے لوح جھکا کر سحر باطل کیا وہ جادوگر اس خیال سے آپڑے کہ ہم دس آدمی ہین یہ جوان اکیلا گرفتار کرلینگے تلوارین کھینچکے ٹوٹ پڑے یہ رستم وقت ہین فرزند حمزہ ہزارون سے بند نہین نہ کہ دس کی کیا حقیقت تھی شیرانہ آنپر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے چار جادوگرون کو رستم نے قتل کیا اُن چھ نے جو چار کے لاشے دیکھے بدحواس ہو گئے آپسمین اشارے کرتے تھے کہ یار وہم کیا کرین سحر تاثیر نہین

نہین کرتا چار شخص مارے گئے کوئی کہتا ہی بھاگ چلو کوئی کہتا ہی قدرت فرمائینگے کہ تم دس بیس تھے ایک کو گرفتار نہ کر سکے اسوقت کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے کوئی کہتا ہی بلوہ کرو چہار طرف سے رستم کو گھیر لو ہر جانب سے خنجر چمکاتے ہوے آتے ہین جب رستم تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہین تو ساحر بدحواس ہو جاتے ہین بھاگنے لگتے ہین ایک جادوگر نے بڑھکر گولہ مارا گولہ مارنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین اُس ساحر نے خنجر مارا خنجر جو چمکا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دو ساحر رستم کو لپٹ گئے رستم نے دونون کو ٹکرا دیا وہ مر کر گرے اب چار رہے بڑے ناچار ہوے چارون نے آپسمین ملکر گولے مارے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا گولے پھٹ کر زمین پر گرے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر جو چمکایا ساحرون کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بھبوت ہو کر کھڑے ہو رہے رستم نے ایک ایک ہاتھ مار کر چارون کے دو دو ٹکڑے کیے مرنا اُن ساحرون کا کہ تھوڑی دیر اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے دیکھا کہ دسون لاشے غائب ہو گئے یہ نہ سمجھ مین آیا کہ زمین کھا گئی یا آسمان پر جا کر غائب ہوے کہ درۂ کوہ سے آواز آئی ای برباد کن خانمان ساحران عالم اب کہان جائیگا دیکھا ایک ساحر اژدہے پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحر للکارتا ہوا نکلا آواز دی ای ساحرو ہان اس جوان کو گھیر لو یہ سنتے ہی کئی ہزار ساحرون نے رستم پر بلوہ کیا رستم تلوار کھینچکر جا بڑے لوح کو چمکاتے جاتے ہین کبھی عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالتے ہین کہ اُس ساحر نے بڑھکر تازیانہ مار آتشین کا سر پر اژدہے کے مارا اژدہے نے دم کھینچا رستم کے پانون تھرائے لوح پر جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ یہ اسم جو حاشیۂ لوح پر مرقوم ہی اسکو پڑھکر دم کرو پانون قائم رہینگے رستم نے اسم پڑھا اژدر سوار نے قریب آکر اژدہے کو اشارہ کیا اژدہے نے چاہا کہ رستم کو دہن مین لے لون رستم نے فوراً دونون کلّے اژدر کے تھامے بقوت صاحبقرانی اژدر کو چیر کر زمین پر پھینک دیا فوراً اژدر سوار کو دکر الگ ہوا ایک چیخ ماری کہ ای طائر اسرار جلد آ آسمان پر سناٹا ہوا رستم نے دیکھا کہ ایک طائر قوی جثّہ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا رستم کی طرف چلا

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جس طرح بنے اس طائر کی پشت پر سوار ہو مقام مطلوب پر پہونچاویگا جیسے ہی اُس طائر نے حملہ کیا رستم نے پہلوتہی کر کے جست جو کی پشت پر طائر کی آسن گانٹھا طائر رستم کو لے اُڑا برابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا پھر ایک جانب پر پرواز مارتا ہوا جاتا ہی کہ کان مین رستم کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی نازنین زہرہ جبین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

دید گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی
رند واعظ سے عبث کرتے ہین شر خیر تو ہی
نوشہ جبین بنتا ہی کیون مزرع ہر دہقان کا
نہ بسر ہوئیگی بے نشہ قدح خوارون کی
رند و واعظ کے بکھیڑے ہین بھلا کون بڑے
مرغ دل مردم بیمار پہ صدقے کر ڈال
گوشش زد جیسے ہوئی ہی خبر قتل سفیر
ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خوارون ہین
در گذر ہوتا ہی اور ہو گا بقدر امکان
کہدیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا

ایک دن جانتے ہین خاتمہ بالخیر تو ہی
دونون گھر ایک ہین کعبہ نہ سہی دیر تو ہی
وصف انسان نہین یہ صفتِ طیر تو ہی
نہین ملتی ہی جو مَے خیر فلک سیر تو ہی
سب کو معلوم ہی ان دونون مین اک بیر تو ہی
واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے کیون خیر تو ہی
صرف للہ اگر ہون عملِ خیر تو ہی
آخرِ کار پہ پاپوش و سرِ غیر تو ہی
انگرنیری مگر اک قافیہ فیر تو ہی

یہ صداے سوز و گداز جو رستم نے سُنی سر جھکا کر دیکھا کہ ملکہ شہرت گلگون پوش ایک باغ پر بہار مین ہین گرد کنیزان زرین پوش ایک شوخ و شنگ سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی رستم نے طائر سے اشارہ کیا کہ ہمین کنج باغ مین اُتار دے طائر متوجہ بہ پستی ہوا ایک گوشہ مین لا کر رستم کو اُتارا ہر چند کہ دل تردد منزل مشتاق جمال شہرت گلگون پوش ہی لیکن لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے سیار عجائبات و مفتاح طلسمات اگر کنج باغ مین پہونچو تو مناسب ہی کہ اپنے کو مخفی کر کے صحبت شہرت مین جاؤ تم سب کو دیکھو تم کو کوئی نہ دیکھے اُسکی یہ صورت ہی کہ لوح کو گریبان مین رکھ لو کوئی تمکو نہ دیکھیگا جب منظور ہو کہ اپنے کو ظاہر کرو ن لوح کو گریبان سے نکال کر گلے مین پہنو رستم یہ حکم دیکھکر بہت خوش ہوے لوح کو گریبان مین رکھا ٹہلتے ہوے

محفل مین آئے گوشۂ محفل مین آکر بیٹھے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ کیون صبا جو نجومیون نے یہی کہا تھا کہ اس صحبت مین رستم ضرور تشریف لائینگے اسوقت تک تو نہین آئے کسکو بھیجون کون خبر لائے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے اصل مین تو یہ کیفیت ہے نظم

حیران نہ کرینگے کہ پریشان نہ کرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے

غنچہ دہنو تنگ کرو جا ہے جہان تک
ہم صورت گل چاک گریبان نکرینگے

کیون روتے ہین یون پھوٹ کے فرقتین آلہی
زندمعا تو مجھے دیدۂ گریان نکرینگے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
او وحشت دل قصد بیابان نکرینگے

نکلے ہی گا اُس مصحف عارض پہ خط سبز
زنگار سے کیا جدول قران نکرینگے

دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
کیا اب کے برس چاک گریبان نکرینگے

غل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا
اب چہچہے مرغان خوش الحان نکرینگے

گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی ای رند
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نکرینگے

یہ فرماکے ملکہ رونے لگین پھر کہا کہ اگر طلسم کشا نہین آئے تو وقت پہ ضرور آئینگے مگر ملکہ لوحدار کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی حضور نامہ لکھین ہم لیجائین جاکر لوحدار کو دکھائین ملکہ نے نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رستم جب چاہتے ہین کہ اپنے کو ظاہر کرون لوح سے ممانعت نکلتی ہے رستم ٹھہر جاتے ہین یہی خیال ہے کہ خلاف قاعدہ نہو ایسا نہو خلاف قاعدہ کرون کسی آفت مین پھنس جاؤن دمبدم لوح کو ملاحظہ کرتے ہین لوح سے یہی حکم نکلتا ہے کہ اپنے کو ظاہر نہ کرو مخفی رکھو تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہی کنیز دوڑی ہوئی آئی گھبرا کر کہا ملکۂ عالم مبارک ہو ملکہ لوحدار آتی ہین کنیز نے جاکر جو کہا یہ جواب دیا کہ ہیر اکسی محفل مین جانا مناسب نہین ہے مگر ارشاد ملکہ شہرت آنکھون سے بجا لاؤنگی میرے سامنے سوار ہونے کی تیاری کرلی تھی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر کلان چھایا تھوڑی دیر ابر سے آگ برسی بعد اُسکے آگ موقوف ہوگئی زمین کانپی نخل باغ تھرائے آواز آئی کہ صبا جو ہوشیار ہو جاؤ کہ روح طلسم خیال سکندری بخاطر ملکہ شہرت گلگون پوش

اس صحبت مین تشریف لاتی ہین خبردار کوئی بے اعتدالی نہ کرے ورنہ بہت ذلیل ہوگا جسنے انکے ساتھ بے ادبی کی اُسکا طلسم مین کہین ٹھکانا نہ لگیگا کل اہل طلسم دشمن ہو جائینگے رستم نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک جوان سیہ فام ایسی لفظین کہتا پھرتا ہے رستم نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ اس جوان کی گردن لون مگر لوح پر جو نگاہ پڑی لوح نے ممانعت کی حکم تھا کہ کسی مقدمہ مین دخل نہ دیجیے خاموش بیٹھے رہیے کسی کو تکلیف نہ دیجیے رستم سر جھکائے بیٹھے ہین کہ ابر جو محیط تھا ہٹا تارے چمکے چاند نکلا پھر نیر اعظم نے گرمی دکھائی کہ زمین سے دھوان نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے یہ سب علامتین موقوف ہوئین ابر شق ہوا کئی سو زنگی موٹے موٹے ہونٹ چوڑے تیغنے کھینچے ہوے ابر سے نکلے اور محفل مین آئے دورا باندھ کر بیٹھے پھر ابر شق ہوا ایک تخت پر ایک جادوگرنی ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئی اسطرح کی ضو اُس سے ظاہر ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے نیر اعظم اِس مقام سے نکلا چاہتا ہے سب اُسی جانب دیکھ رہے ہین پھر آواز ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی ہزارہا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ تمام زمین بہتر از چرخ برین ہو گئی معلوم ہوا کہ ہزارہا ستارہ زمین پر فرش ہو گیا ہے رستم ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ اُٹھون لوح مانع ہوتی ہے وہی حکم قدیم نکلتا ہے کہ تماشا محفل کا دیکھو تب اختیار ہے رستم خاموش رہتے ہین اور ملکہ شہرت دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین فرماتی ہین کیا ستم کی بات ہے کہ سب نجومیون کا کہنا غلط ہوا عجب طرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے ملکہ شہرت یہ کہہ رہی تھین کہ پھر دمامہ ہوا کہ سب کے قلب کانپ گئے کنیزون نے کانون مین اُنگلیان دے لین وہ ابر پھٹا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وقت صبح صادق ہے ہر چند کہ رات زیادہ باقی ہے رستم دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک تخت یاقوت احمر کا بکمال دبدبہ اُترتا ہوا آتا ہے رستم نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا اُس تخت یاقوت احمر پہ ایک نازنین ماہرو کو پایا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہے عارض ماہ تابان کا جواب ہے آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو مثل ہلال ہر چند کہ عارض انور پہ خال خال خال ہین لیکن وہ تو باعث ترقی حسن و جمال ہین گیسو مشک ختن چہرہ فخر نسرین ونسترن قد رشک صنوبر چہرہ رشک قمر تخت سے اُتری محفل مین آکر بیٹھی پنجہ نگارین دوپٹہ سے نکالا صندوقچہ پر

رکھکر کہا کیون ملکہ شہرت تمنے ہمکو محفل مین بلالیا یہ خیال نہ کیا کہ طلسم کشا موجود ہین اگر کچھ
افتاد پڑجائے تو کیا ہو خداوند مجکو الزام دین کہ تمنے لوح کو ہاتھ سے کھویا بس مین ٹھہر نہین
سکتی یہ کہکے صندوقچہ اُٹھالیا تخت پر سوار ہوئی ہر چند ملکہ شہرت نے اُس سے کہا ہوا ذرا
ٹھہر جاؤ جلدی کیا ہی اُس معشوق خوبرو نے جواب دیا حضور میرا ٹھہرنا مناسب نہین ایسا
ہی آپ کے حکم کا پاس تھا کہ مین سنتے ہی چلی آئی اگر نہ آتی تو آپ شکایت کرتین لیکن خداوند
کے خلاف ہی میرے نام حکم آچکا کہ آجکل جانا آنا موقوف کرو اگر کوئی بلائے بھی تو نہ جاؤ
مگر مین نے آپ کے حکم کو حکم خداوند پر مقدم کیا اور چلی آئی خلاف یہ کیا کہ مع سامان آئی
مجکو بڑا خوف ہی کہ طلسم کشا اس محفل مین موجود ہین مگر معلوم نہین ہوتے خود خداوند نے
فرمایا تھا کہ تم جس محفل مین جاؤ گی طلسم کشا وہان موجود ہونگے مگر کوئی دیکھ نہ سکیگا یقین ہی
کہ اپنے کو ظاہر کرین تو ابھی قیامت برپا ہو مگر بڑی بات یہ ہی کہ اس طلسم کا طلسم کشا اور ہی
اگر وہ آجائے تو جان بچانا مشکل ہو یہ کہکے صندوقچہ گود مین لیے ہوے تخت اُڑاتی ہوئی لوحدار
محفل سے نکلگئی جانا لوحدار کا کہ طلسم کشا نے لوح کو گریبان سے نکالا جیسے ہی لوح گریبان
سے نکلی شہرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری
رستم پیلتن قریب بیٹھے ہین ملکہ رستم کو دیکھکر رونے لگین کہا ای شہریار مین نے لوحدار کو بلا بھیجا
آپ بیٹھے رہے آپ نے اُسپر ہاتھ نہ ڈالا آخر چلی گئی رستم نے کہا لوح نے مجکو منع کیا مین خلاف
حکم لوح کیونکر کرتا ملکہ نے کہا کہ اب آپ تشریف رکھین ایسا نہو کہ پھر سامان جدائی ہو یہ ذکر تھا
کہ ایک طرف سے آواز مہیب آئی کہ ای شہرت تونے غضب کیا کہ طلسم کشا سے باتین کر رہی
ہی کچھ خوف خداوند نہین رستم نے دیکھا ایک دیو مہیب دار کاندھے پر رکھے ہوے گوشۂ باغ
سے پیدا ہوا چاہا کہ شہرت پر جا پڑے ون دار ہلاتا ہوا جو چلا کئی سو کنیزون کے سر پھٹ گئے
کئی سو درخت گرے دیوارین بھی گرنے لگین دم بھر مین باغ ویران ہوگیا رستم اپنے مقام سے
اُٹھے للکارا کہ او بجیا کہان آتا ہی معشوق پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہکر سامنے اُس دیو کے پہونچے اُسنے
دار کا ہاتھ مارا کہ زمین تھرا گئی اور پانی زمین سے نکل آیا رستم نے جست کرکے دار کو خالی دیا
دیو نے آواز دی زدم و پست کردم رستم نے آواز دی او بجیا کسے مارا کسے پست کیا

مین تیرا قاتل موجود ہون دیو نے پلٹ کے جو رستم کو دیکھا وار کو پھینکا لپٹ پڑا رستم سے اور دیو سے کشتی ہونے لگی ملکہ کھڑی سر پیٹ رہی ہین کہ او دیو خونخوار مجکو کھالے رستم کو آزار نہ ہونچا مگر وہ دیو کب سنتا ہی چاہتا ہی جنگل مار کر رستم کو کھا جاؤن مگر رستم نے ایسے دو تین گھونسے مارے کہ دیو اپنی جان سے بیزار ہوگیا ہر مرتبہ کہتا ہی او آدمی مجکو چھوڑ دے مین لڑنے سے باز آیا مگر رستم کب مانتے ہین جب گھونسا مارا دیو بیقرار ہو جاتا ہی اور چیخین مارتا ہی کہ او آدمی مجکو چھوڑ دے میری جان پر بنی ہی مین تجھ سے نہ لڑونگا مگر رستم نہین چھوڑتے کشتی ہو رہی ہی دو گھڑی کامل وہ دیو رستم سے لڑا آخر اپنی جان سے بیزار ہوا رستم نے اسکو کولے پر لادا اکھیڑ کر مارا کہ زمین پر لٹھے کا لٹھا گرا رستم کود کر اسکی چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار عالم چہ میگوئی دیو نے جواب سخت دیا رستم نے سر دیو کا کھینچکر پھینکدیا ملکہ دعائین دینے لگین ای شہریار خدا نے آپ کو اس دیو خونخوار کے ہاتھ سے بچایا رستم بڑھے کہ ملکہ سے حال پوچھین کہ آسمان سے آواز آئی او شہرت تیرے ظلم کی بڑی شہرت ہی خداوند نے ارشاد فرمایا ہی کہ شہرت کو جلد لاؤ مین تجھے لینے آیا ہون رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر قوی تن و قوی من تخت پر سوار کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا بتعجیل تمام زمین پر آیا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا چلو ملکہ نے رستم سے نگاہ ملائی کہا ای شہریار کنیز کو یہ بچا لیے جاتا ہی میری عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

پڑھون غزل وہ جنون خیز حال عاشق زار | رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار | اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند | عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
جو مئے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان | بنائے تاک کے سایہ تلے سبھونکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین | کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل | ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر | جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس | تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے کرکے تبسم جواب مجھکو دیا	عزیز تو بھی مجھے نرگس بنجا نیو ز نہار
یہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین	سو اُسکا گور غریبان مین کیسلیے ہو گذار
مین اُسکی آنکھیین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی	بزیر خاک بھی اب تک ہی حسرت دیدار

ایسے اشعار حسرت خیز ملکہ نے پڑھے مگر رستم قریب نہ پہونچ سکے اُس ساحر نے ہاتھ تھام کر کھینچا ملکہ کو تخت پر سوار کرلیا اور بتعجیل تخت اُڑا یا لیکر آسمان کی طرف روانہ ہوگیا رستم نے بہت غل مچایا کمان کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر اُس خطا شعار تک تیر نہ پہونچے اُلٹے تیر پلٹ کر قریب رستم کے آئے جب رستم نے دیکھا کہ وہ تخت بلند ہوگیا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی آہ کرکے جو رستم گرے بیہوش ہوگئے قضاے کار مہتر سمک یلداقی اپنے آقا کی تلاش مین پھرتا تھا اس باغ ویران مین گھس آیا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہین سمک قریب آکر بیٹھا حیران تھا کہ آقا یہان تک کیونکر پہونچے اور کیونکر بیہوش ہوے پھر دیکھا ایک طرف ایک دیو کا لاشہ پڑا ہی سمک نے رستم کا مُنھ دُھلایا تلوے سہلائے رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا ای سمک غضب ہوا ملکہ شہرت کو ایک ساحر لیگیا سمک نے پوچھا کہ آپ یہان تک کیونکر پہونچے رستم نے سب حال بیان کیا کہ بپشت طائر پر سوار ہوکر یہان آئے ملکہ یہان صحبت آرا تھین ملاقات بھی اچھی طرح ہونے پائی کہ ایک ساحر آسمان سے آیا ملکہ شہرت کو اُٹھا کر لیگیا مین اُنکی مصیبت دیکھکر بیہوش ہوگیا سمک نے اپنا حال بیان کیا کہ آج کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہون آج یہان پہونچا آپ کو پایا مقام شکر ہی کہ آپ کو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فاتح طلسم وای سیار این عجائبات اگر باغ سیستان مین پہونچو اور نیرنگ جادو آئے اور ملکہ شہرت کو اُٹھا لیجائے تو مناسب ہی کہ باغ سے نکلو طرف مشرق کے روانہ ہو باغ سنبلستان مین اپنے کو پہونچاؤ نیرنگ جادو وہین کا رہنے والا ہی وہین ملکہ کو لے گیا ہی وہان اپنے کو پہونچاؤ طرف مشرق کے جاؤ رستم سمک کو ساتھ لیکر اُس باغ ویران سے نکلے طرف مشرق کے چلے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو جہان آرا کو لے کر چلے تھے تخت پر اُڑے ہوے آتے ہین مگر نیرنگ جادو جو ملکہ کو لیکر چلا صورت زیبا دیکھکر

عاشق ہوگیا سوچا کہ باغ سنبلستان مین لیچلون مطلب دل حاصل کرون یہ سوچکر دربار بقراط ثانی مین نہ گیا اور حکم بقراط ثانی یہی تھا کہ ملکہ کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لانا جب باغ سنبلستان مین پہونچا مسند بچھائی فرش وغیرہ آراستہ کیا ملکہ شہرت کو مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا اے ملکہ مجکو اپنی غلامی مین قبول کرو ملکہ رونے لگین فرمایا او ساحر سیاہ فام او بدانجام کیا بیہودہ سوال کرتا ہی تو مجکو گرفتار کرکے لایا ہی میری یاد رستم مین یہ صورت ہی نظم

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ روکون آہ کو
مجھسے اب چھپتی نہین کیونکر چھپاؤن چاہ کو

دشمن جانی بنایا اُس بتِ دلخواہ کو
شکر ہی بہتر ہی یون منظور تھا اللہ کو

ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہی کفر ہی
حق کہونگا تو بُری لگ جائے گی اللہ کو

چودھوین شب ہی اسے بھی داغ دوبالا فراغ
چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنا ماہ کو

ضبط ہی بہتر ہی جب تک یار سے ہووے وصال
جان دے دون کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو

ناتوانی کے سبب لب تک پہونچنا ہی محال
کھینچکر سینے سے کیا تکلیف دون مین آہ کو

تھا تقدم عشق بت اسلام پر طفلی مین بھی
یا صنم کہکر پڑھا مکتب مین بسم اللہ کو

کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا اُلجھائیے
لطف کیا ہی طول دینا قصۂ کوتاہ کو

کفر و ایمان کی حقیقت سالکون پر کھل گئی
منزلین ہین ایک دونون دیکھ آئے راہ کو

کھودیا نور بصارت انتظار یار نے
ہی غبار آنکھون مین چھایا یہ تکا ہی راہ کو

یہ سراپا نور ہو زیبا ہی بالون مین اگر
چاند سورج کی بدل لٹکاؤ مہر و ماہ کو

پھر بلا ہوتی ہی نازل پھر وہی اندھیر ہی
پھر بڑھایا چاہتے ہین گیسوِ کوتاہ کو

رہبری شوقِ شہادت اپنی کرتا ہی اگر
ہم بکف باندھے کفن چلتے ہین قربانگاہ کو

جو بجے چاہے سزا دے رند وہ مختار ہی
عذر ہو سکے سے نہین کچھ بندۂ درگاہ کو

ملکہ روتی ہین لیکن تیز رنگ جادو منتین کرتا ہی اور کہتا ہی اے ملکۂ عالم مین ناچار نہین ہون ابھی ایک سحر کرونگا کہ مثل میرے بیقرار ہو جاؤ گی خود زبان سے کہو گی مین ہو ہنی پڑھتا ہون یہ کہکے کچھ گل و غنچے جمع کیے انکا گلدستہ بنانے لگا اب ملکہ بیقرار ہین فرماتی ہین اے

نیرنگ جب مجکو ہوش آئیگا جان وید وگی بے طور مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا میری جان جانے سے تجھے کیا ہاتھ آئیگا مگر نیرنگ نہین مانتا گلدستہ بنا رہا ہی چاہتا ہی موہنی پڑھوان ملکہ کا قلب اُلٹ دون ملکہ کی بیقراری اشکباری دعائین مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار ای حاکم لیل و نہار مشکل میری آسان کر آبرو کا تو بچانے والا ہی جمال جہان آرا ہے رستم دکھا دے کہ وہ شیر آکر اس ساحر کو قتل کرے ای کارساز ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

کہی بشام شو و جلوہ گر گہی بہ سحر	گہی ز شمس شود روشن و گہی بہ قمر
نمود جلوہ گہ از وحدت و گہ از کثرت	جمال چہرہ دلبر بچشم اہل نظر
غریب پرور و بندہ نواز ذات خداست	رحیم و راحم و اہل عطا کرام گستر
ز نطفہ کرد میان شکم جنین پیدا	ز قطرہ کرد بہ بطن صدف عیان گوہر
شدند قائل توحید واحد مطلق	ہمہ فرشتہ و دیو و پری و جن و بشر
ز جسم جن و ملک جان بگیرد این جانان	برو ز پہلوی ہر آدمی دل این رہبر
مدد ز حضرت خلاق در جہان جوید	بوقت رنج و غم و درد ہندی مضطر

ملکہ تو بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہی ہین اور نیرنگ آمادہ ہی کہ ملکہ پر سحر کرون اپنے قبضہ مین کرلون قضائے کار خواجہ عمرو جہان آرا کے ساتھ تخت پر آتے تھے جہان آرا نے جو آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام قصد رکھتا ہی کہ ملکہ شہرت پر دست انداز ہون کہا ای خواجہ آپ ملاحظہ تو کرین ملکہ شہرت گلگون پوش کس آفت مین ہین خواجہ نے کہا مجکو تخت سے اُتار دو کہ مین جاکر عیاری کرون جہان آرا نے کہا جب تک آپ جائیے گا سحر پورا ہو جائیگا ملکہ شہرت بھی آپ کے ساتھ دشمنی کرینگی لیکن مین سحر کرتی ہون اگر پروردگار نے مدد کی تو اسکو دیوانہ کرتی ہون آپ کنارے ہو جائیے خواجہ عمرو تخت سے کود کر الگ ہوے جہان آرا نے للکارا او نامرد عورت پر کیا ظلم کرتا ہی ذرا ادھر تو متوجہ ہو جیسے ہی نیرنگ پلٹا ملکہ نے زلف عنبرین کو کھولدیا زلفین عنبرین جہان آرا کی دیکھکر حال نیرنگ ابتر ہوا آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

کیون نہ جو یار ہے اس حسن خداداد کی آنکھ	حور کی شکل ہی کافر کی پریزاد کی آنکھ

مژدہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل — آج پڑتی ہی بری طرح سے صیاد کی آنکھ
دمِ آخر ہی جو آنا ہی تو آ جلد ورنہ — بند ہوتی ہی ترے عاشق ناشاد کی آنکھ
گل کو دیکھا تو تصورِ گلِ عارض کا ہوا — دیکھا نرگس کو چمن مین جو تری یاد کی آنکھ
جز مشقت کبھی دم بھر بھی نہ راحت پائی — کس گھڑی سے بڑی شیرین پہ بھی فرہاد کی آنکھ
شوخ چشمی نے کیا شور کا عالم پیدا — کام لاکھون مین کرے اُس ستم ایجاد کی آنکھ
اُڑ گئی نیند مرے زمزمے سُنکر شب کو — نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ
مرضِ ہجر نے اس درجہ کیا مجکو نحیف — ڈھونڈھتی پھرتی ہی مجکو مرے ہمزاد کی آنکھ
کس طرح دیدۂ مریخ سے دیجاوے مثال — اژدہے سے بھی سوا سرخ ہی جلاد کی آنکھ
کھینچتے دیکھ لیا اُسنے اگر اپنی شبیہ — دیکھ لینا کہ نکلوائیگا بہزاد کی آنکھ
مہربانی ہی نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر — پھر گئی چار ہی دن مین ستم ایجاد کی آنکھ
کس طرح سے نہ فن شعر مین کامل ہو رند — دس برس دیکھ لی آتش سے جب اُستاد کی آنکھ

اُس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے جہان آرا کے آیا جہان آرا نے پوچھا ای نیرنگ جادو تمھارا آنا کیونکر ہوا نیرنگ نے کہا کہ مجکو لقراط ثانی نے بھیجا کہ شہرت کو گرفتار کر لاؤ مین نے اُسکے گرفتار کیا اب تمپر عاشق ہون جو حکم دو بجالاؤن جہان آرا نے کہا ای نیرنگ تم کو مناسب ہی کہ اپنے کو سامنے لقراط ثانی کے پہونچاؤ کہنا کہ جہان آرا نے بھیجا ہی کہ او بیحیا تخت خدائی کو ترک کر پیدا کرنے والے کو پہچان اگر وہ تیرا کہنا مان جائے تو بہتر ہی اور اگر کہنا نہ مانے تو کچھ خوف نہ کرنا یہ سُنکر نیرنگ جادو اور زیادہ بلبلایا کہا ملکہ جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو لقراط ثانی کا سر لاتا ہون جہان آرا نے کہا کہ جاؤ لیکن کمی نہ کرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے ہمین دیکھنے آنا ہم تمھارے مشتاق بیٹھے ہین انتظار کر رہے ہین یہ سُنکر نیرنگ جادو تیغہ کھینچے ہوے طرف خیال سکندری کے چلا جہان آرا نے بعد جانے نیرنگ کے شہرت کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے طرف لشکر رستم کے چلی مگر لقراط ثانی اپنے مقام پر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی گرد مصاحب ساحران زبردست بیٹھے ہین ذکر نیرنگ کا ہو رہا ہی کہ چند ساحر ٹہلتے ہوے سامنے آئے کہا یا خداوند نیرنگ جادو جسکو آپنے واسطے گرفتاری ملکہ شہرت

کے بھیجا تھا تیغہ کھینچے ہوے لشکر مین آیا ہی قدرت کو گالیان دے رہا ہی اگر حکم ہو تو اُسکو گرفتار کر لین نسبت قدرت کے کلمات سخت کہتا ہی بقراط نے کہا جسطرح آتا ہی آنے دو مگر نیرنگ جو دروازے پر بارگاہ کے پہونچا درگہ سالار نے روکا کہا ای نیرنگ مقام ادب ہی قدرت بیٹھے ہین تلوار کو نیام مین کرلو نیرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا درگہ سالار زخمی ہوا نیرنگ اندر بارگاہ کے گھسا بقراط ثانی کو جو تخت پر دیکھا پکار کر آواز دی او نامردارے تو نے غضب کیا کہ دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی تخت سے اُتر ملکہ نے تجکو یاد فرمایا ہی بقراط نے آواز دی او بندۂ خاطی کس کام کو گیا تھا کیا باتین کر رہا ہی کچھ تجکو ہمارا خوف نہین نیرنگ جادو نے بڑھ کر تیغہ جھکایا بقراط ثانی نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام ہن نیرنگ جادو بود لاشہ نیرنگ کا بقراط ثانی نے باہر پھنکوا دیا کہا صاحبو تمنے دیکھا جیسی اُسنے بے ادبی کی ویسی سزا پائی اب جس کسی سے ہوسکے جائے جہان آرا شہرت کو لیے ہوے جاتی ہی گرفتار کر کے لائے ارژنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین ملکہ جہان آرا و شہرت کی چلا مگر رستم پیلتن جو سمک کو ساتھ لیکر اُس باغ ویران سے نکلے فرمایا ای سمک دریافت کرو کہ کس راہ سے چلین رستم تو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے سمک یلدا قی براے دریافت حال چلا رستم زیر نخل کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار پیدل اسی جانب آتا ہی دور سے جو رستم کو دیکھا حیران ہو گیا شاطر سے کہا دیکھ تو کون شخص ہی شاطر جست و خیز کرتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا رستم نے پوچھا ای عیار کیا مطلب ہی اُسنے کہا ای شہریار ہمارا آقا خونخوار جنگ آزما آپ کو پوچھتا ہی رستم نے کہا کہدو کہ طلسم کشاے ہفت پیکر رستم پیلتن علمشاہ نامور آیا ہی عیار نے جاکر خونخوار سے کہا خونخوار نے کہا ہم تو انھین کی تلاش مین نکلے تھے ہان یارو گرفتار کرلو رستم نے دیکھا کہ ساٹھ ہزار جوان بلوہ کر کے چلے رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشید ای کافران بے حیا ادبار ای نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن وپیل کن کشندۂ تو پیل ہندی و دو پیل ہندی یہ

کہلکے تیغہ ہفت جوہر کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب خونخوار کے پہونچے اول علمدار لشکر نے بڑھکر رستم کا سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار اُسکی رد کی مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے اپنی دونوں ٹانگین مستک پر رکھدین رستم نے ہاتھ مارا مع علمدار کے قتل کیا علم فوج کا سرنگون ہوا خونخوار نے دیکھا کہ فوج کے پانوٗن نہین جمتے گینڈا اڑھاکر مقابلۂ رستم مین آیا فوج کو بھی اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو فوج نے بلوہ کیا رستم پر تیر مارتے تھے کوئی نیزہ مار کے بھاگتا ہر رستم نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہوکر تہ دل سے دعا کی کہ ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

چارہ جوید از تو ای شافی مریض لاعلاج
از تو خواہد دردمندی درد باطن را علاج

چون توئی چارہ گرِ بیچارگان ای چارہ ساز
بخش از دستِ شفا بہرِ دلِ شیدا علاج

لطف کن لطف ای شفا بخشِ مریضان جہان
تا شود از غیب بہرِ درد دل پیدا علاج

لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا
شربتِ دیدار میباید پئے آن لاعلاج

از فلک بہرِ دوائے دل مسیحائے فرست
بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج

بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارۂ
بہرِ سودائے دل سودا زدہ فرما علاج

زاعتدالِ خود طبیعت در غمت برگشتہ است
ایکہ بہر این مرض دانی تو ای دانا علاج

از جنابت طالبِ عقبے ہمے خواہد مدد
از تو می جوید مریضِ علتِ دنیا علاج

دردمندِ دردِ عشقت نیست محتاج طبیب
عاشقِ زارت نمیدارد تعلق با علاج

چون طبیبانِ زمانہ جملہ بیمار تو اند
از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج

برلب آمد در غم ہجر تو جانِ عاشقان
منحصر بر ذاتِ پاکِ تست یا مولا علاج

از تو حاصل تا نہ گردد مرہم داغِ جگر
بہر بیمارت اثر نکند دگر اصلا علاج

غم مخور ہندی ز ورد دل درین بیت الحزن
خود کند شافی مطلق آن کرم فرما علاج

بیقرار ہوکر جو رستم نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی پہلوے صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا ایک تاجدار ہفت مرکب پر سوار مسلح و مکمل ساٹھ ہزار فوج پشت پر علمہاے زنگاری

کے پھر ہرے کھلے ہوے وہین سے نعرہ کیا باشندا ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا طلسم کشا کو تمنے گھیرا ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے مُنھ نہ موڑونگا یہ کہکے تاجدار نے تلوار کھینچی ساتھ والون نے بھالے سبنھالے فوج خونخوار پر آپڑے مگر وہ تاجدار تلوار کھینچکر جو گرا فوج خونخوار کو تہ وبالا کر دیا آپ لڑتا بھڑتا قریب خونخوار کے پہونچا للکار کے آواز دی او نامرد رستم پر یہ بلوہ سامنے تو آ خونخوار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر بعجلت ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے سپر کو اُٹھا دیا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے اتنے عرصے مین فوج نے فوج خونخوار کو قتل کیا چند کس جو بچے فریاد کرتے ہوے بھاگے وہ تاجدار گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب رستم آیا اول رستم کو سلام کیا دست بستہ عرض کی ای شہریار ان مکارون سے اپنے کو بچایئے غلام کو سرفراز کیجیے غلام کی دعوت قبول فرمایئے وہ تاجدار اس عاجزی سے پیش آیا کہ رستم کو سوا اقرار کے اور کچھ نہ بن پڑا ادنہ را امرا رستم کے گرد آگئے ہر ایک کا یہی قول ہی حضور جسطرح سے ہو آپ جلد سرفراز کیجیے دل مین رستم نے کہا کہ اقبال کرو یہ محسن ہی ایسے وقت مین آکر شریک ہوا ورنہ گرفتار ہو جاتے فوج کا بلوہ تھا بہادر صف شکن تیغزن ہی اسکی دعوت کو رد کرنا مروت کے خلاف ہی یہ دل مین سوچ کر اُس تاجدار کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہم آپکے ممنون وشاکر ہین جو آپنے کہا بدل وجان قبول کیا یہ فرما کر رستم اُسکے ساتھ چلے وہ تاجدار انتظام کرتا ہوا رستم کو لیے جاتا ہی تمام اہل فوج رستم کے ہمراہ چلے آتے ہین وہ تاجدار پیدل ہی رکاب رستم تھامے ہوے اس عظم وشان سے رستم کو لیکر چلا کوئی پانچ کوس راستہ طی کیا ہوگا کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دیکھا قلعہ سر بفلک کشیدہ ہی برج تکلف سے آراستہ کئی ہزار جوان در قلعہ پر براے استقبال کھڑے ہین جمال بیمثال رستم دیکھکر براے تسلیم خم ہوے پکار کر سب نے آواز دی ای شہریار ہم سب آپکے مشتاق کھڑے ہین سبھون نے استقبال کیا رستم کو لیکر قلعہ مین آئے رستم نے دیکھا قلعہ آباد رعایا دلشاد دکانین کھلی ہوئین دکاندار مرفہ الحال خریدار صاحب اقبال بازار کس تکلف سے آراستہ ہی دکاندار

عمدہ کپڑے پہنے ہوے جس طرف سے رستم نکلے دکاندار برای تعظیم اُٹھے جھک جھک کے رستم کو سلام کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے تاجدار نے بڑا کام کیا فرزند صاحبقران کو لیکر آئے مالک یعنے تاجدار سب کو جواب دیتا ہی انکے غلو نے مچھپر توجہ فرمائی آخر دارالامارہ مین رستم کو لیکر وہ بادشاہ آیا تخت سے غاشیہ اٹھایا رستم کو بتخت پر بٹھایا ملازمونکو اشارہ کیا سب سامان عیش ونشاط آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز سب آکر جمع ہوے سامان رقص وسرود ہونے لگا ایک نازنین زہرہ جبین شوخ وشنگ بڑھکر سامنے رستم کے آئی اور یہ غزل گانے لگی نظم

پری کا منہ ہی تیرا حور کا سا جسم پایا ہی — خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے او بت بنایا ہی
شب مہتاب مین وہ مہروش جب یاد آیا ہی — تو مجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہی
کیا ہی خواب سے بیدار اکثر اُس بر برہ دکو — مگر رفتنۂ خوابیدہ کو مین نے جگایا ہی
جلائے ہین نحوست نے ہماری سیکڑون گلشن — وہان بجلی گری ہی آشیان جس جا بنایا ہی
عوض اللہ لیگا ہمسے مظلومونکا ظالم سے — خدا اُسکو ستائے گا ہمین جسنے ستایا ہی
ہوی بختی ہی رہی ایذا بہ ایذا دست گلچین سے — عجب ساعت سے آکر آشیان مین نے بنایا ہی
دوا بھی ہجر مین اب ناموافق ہی طبیعت سے — ہوا ہی درد سر دونا اگر صندل لگایا ہی
کہین وہ دن بھی ہو جو ساتھ اُسکے ہمین سے سوئین — بہت اب طالع خفتہ نے راتون کو جگایا ہی
جسے چاہا ہی مین نے وہ ہوا ہی جانکا دشمن — کیا ہی تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہی +
دیے ہین آسمان تونے زیادہ رنج راحت سے — ہنسایا ہی اگر دم بھر تو برسون بھر رلایا ہی
سدا تصویر کی صورت جو حیران رہتے ہوای زنار — کسی آئینہ رو سے پھر کہین کیا دل لگایا ہی

رات بھر جلسۂ عیش ونشاط گرم رہا رستم نے بڑے آرام سے بسر کی میگون صف شکن اس بادشاہ کا نام ہی صبح کو میگون نے عرض کی حضور چلکر شکار کھیلین رستم آمادہ ہوے اُسی وقت اسباب درست ہوا پہلے قراول حاضر ہوے رستم ومیگون صف شکن سوار ہوے صحرا مین آکر نماز پڑھی طبل بازگشت پر چوب پڑی نظم

ہو در نالیدن آمد طبلک باز — در آمد مرغ صید افگن بپرواز

روان شد بر ہوا باز سبک پر | جہان شد خالی از کبک و کبوتر

دو پہر تک طائران ہوائی کا شکار کھیلا سہ پہر کو اُس بادشاہ نے ملازمون سے فرمایا کہ ہرن وغیرہ تلاش کرو وزرا نے عرض کی کہ ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہی کہ چند گنوار دوڑتے ہوے حاضر ہوے عرض کی کہ تین کوس پر یہان سے دھانون کا ایک کھیت ہی اُسمین کئی سو آہو چر رہے ہین وہان چلکر شکار کھیلیے رستم نے مرکب بڑھایا میگون بھی مع رفقا ساتھ ہی دور سے دیکھا کہ کھیت مین کئی سو مادہ آہو چر رہی ہین بیچ مین ایک نر سب پر مستی کر رہا ہی سفید لکیر پشت پر سنگوٹیان مثل زلف محبوبان تا و پیچ کھائی ہوئی رستم نے کہا اور آہوون کا سب کو اختیار ہی مگر یہ نر اگر نکلجائیگا تو ہمکو ملال ہوگا میگون نے کہا کہ غلام اسی کو گھیرتا ہی جب گھوڑے ڈپٹائے وہ وحشی چوکڑیان بھر کر بھاگے مگر اُس آہو کلان نے رستم سے آنکھ ملائی چوکڑی جو بھری جست کرکے رستم کو مع مرکب فرمایا کہ کھُر اُسکے خود سے مس ہوے رستم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو ڈپٹایا منظور ہی کہ نیزہ سے اِسکو شکار کرون مرکب اِنکا باد رفتار ہر مرتبہ سر اُٹھاتا ہی یہی قصد ہی کہ سبزۂ فلک کو پامال کرون ایسا اکثر ہوا کہ پٹھا ہرن کا و دھوتھنی مرکب کی ملگئی رستم نے چاہا کہ نیزہ پشت پر رکھدون مگر آہو جست کرکے نکل گیا پھر بھر کاش آہو نے رہروی کی ایک مقام پر جاکر چوکڑی بھولا رستم کو از حد غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لچھیا کر گرا رستم مرکب سے کودکر برابر اُس آہو کے پہونچے اُسکو لقربانی پہونچایا کھینچکر ایک نخل کے سایہ مین لائے پلٹ کے دیکھا کسی کو اپنے قریب نہ پایا زین پوش بچھا کر بیٹھے اس انتظار مین کہ کوئی ملازم آوے تو یہان سے چلین شام تک انتظار کیا آخر سوچے کہ اسی صحرائے ہول خیز مین بسر کرو رستم نے آہو کے کباب لگائے مرکب کو نخل سے باندھ دیا زین پوش پر بیٹھے تیغہ کھینچ لیا صحرا کا سناٹا ہوا کا چلنا طبیعت کی پریشانی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی فراش ماہ نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارۂ آسمان سے ہمسری کر رہے ہین رستم کے کان مین آواز ہا ہو کی آئی حیران ہوکر کہا کہ دریافت کردن یہ کیا معرکہ ہی پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے تھوڑی دور پر اگر دیکھا کہ بارہ

چودہ ہزار قزاق ایک قافلہ تاجرون کا لوٹ رہے ہین تاجر ناچار ہوکر آمادۂ جنگ ہوے
ان قزاقون کا افسر بہروز ترک ہی وہ تاجرون کو قتل کرتا پھرتا ہی اور تاجرون کا
فریاد کرنا بیقرار ہوکر پکارنا کہ کوئی بندۂ خدا ہماری مدد کرے رستم نے نعرہ کیا کہ ای
تاجرو نہ گھبرانا مین آ پہونچا بہروز نے جو یہ آواز سُنی پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی بہروز ہنسا ساتھ والون سے کہا یہ
جوان کیا سمجھ کے آتا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی اُسکو زیر کرکے اپنا رفیق بناؤن گا
ایک نے کہا ای افسر آپ تکلیف نہ فرمائیے مین مشکین باندھکے لاتا ہون یہ کہکے وہ
قزاق نیزہ ہلاتا ہوا چلا قریب رستم آکر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزہ بچاکر گلوگاہ
پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ چھین کر پھینکا بہروز بھی دیکھ رہا ہی قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے وار بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قبضہ تلوار کا ماردیا قزاق کا سر پھٹا کئی جوان رستم کے سامنے
آئے علف شمشیر آبدار ہوے بہروز نے جو اپنے رفیقون کو کشتہ پایا اچھلا کر گھوڑا بڑھایا للکار کر
آواز دی او جوان تو نے غضب کیا میرے اُن رفیقون کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا جتنے جوان
مارے گئے اُتنے داغ میرے کلیجے پر پڑے یہ کہتا ہوا قریب آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون بہروز لپٹ پڑا
رستم نے ہکہ مارا کہ گھوڑا بہروز کا زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے رستم
سے اور بہروز سے کشتی ہونے لگی پہر رات پچھلی باقی ہی قزاق بھی حیران کہ یہ جوان کون
ہی کہ ہمارے افسر سے کشتی لڑ رہا ہی ایک جانب قزاق کھڑے ہین ایک جانب تاجر آن کر
جمے اگر قزاق ارادہ کرتے ہین کہ ہم رستم پر جا پڑین تو تاجر سینہ سپر کرتے ہین قزاقونکو آنے
نہین دیتے بڑے زور وشور سے کشتی ہو رہی ہی تاجر تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہ ای جوان
ماشاءاللہ تم شیر بیشۂ جرأت ہو ایسے قوی تن قزاق سے برابر لڑ رہے ہو کسکی مجال ہی
کہ اس دیو خصال سے تجھ ایسا معشوق لڑے مگر جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہین پہر رات
کشاکش مین گذری ناگاہ پہلوان زرین پوش شاگردان شعاع وضیا کو ساتھ لیکر مشرق
کے اکھاڑے سے نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام عالم مین روشنی ہوئی

دونون اُسی طور سے لڑ رہے ہین رستم چمک چمک کے لڑنے لگے بہروز کو بکڑلائے دو تین
گھسّے ایسے مارے کہ بہروز کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی جی مین کہتا ہی کہ اگر ایسا قوی و
صاحب طاقت نہوتا تو اس مجمع پر یکہ دتنہا نہ آتا بہ مشکل نیچے سے رستم کے نکلا چاہتا ہی کہ
رستم کو پکڑلاؤن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ذرا جنبش نہین ہوتی بہروز نے فنون کشتی سے
کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا مگر رستم پر اثر نہوا پہر دن چڑھے تک بہروز رستم میلین سے لڑا
آخر رستم بہروز کو لے دوڑے بہروز ہر چند چاہتا ہی کہ رکون جب بائین قدم پر رُکتا ہی تب
داہنے بازو کا ہکہ پڑتا ہی وہ بُرا وقت ہی کہ زمین بھی پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی نبدرہ سولہ
قدم تک بہروز کو ریل کر لائے وہان پر آکے ہکّہ مارا کہ بہروز کے دونون گھٹنے آشنا بزمین
ہوئے چاہا لنگر زمین پر قائم کرون حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون
ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر خود سر کو بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون بہروز
نے آواز دی ای شہریار آپ نے سر سے بلند کیا اب زمین مذلت پر نہ گرائیے غلام بدل و
جان اطاعت کریگا ایسے افسر مجکو کہان ملینگے رستم نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہروز
قدمون پر گرا رستم نے سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا کہ ای بہروز اگر ہمسے محبت ہی تو آج
سے لقراط ثانی کا نام میرے سامنے نہ لینا اُس پروردگار کو مالک لیل و نہار کو سجدہ کرو
جسنے ایک لفظ کن سے تمام جہان کو پیدا کیا بہروز نے دست بستہ عرض کی کہ بدل و جان
تابعدار ہون کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوا اپنے قزاقون کو پکار کر آواز دی کہ
مین نے اس شیر کی اطاعت کی اور جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو کلمہ پڑھے ورنہ میرے
لشکر سے فوراً نکلجائے سب قزاقون نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب ہو وہ ہمارا مذہب
بارہ ہزار قزاق کلمہ پڑھ گے مسلمان ہوئے جمشید تاجر کہ جو کل کا افسر تھا اُس نے بڑھکر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تاجر و قزاق مسلمان ہوکر ہمراہ رستم ہوئے
مگر بہروز نے عرض کی کہ یہان سے کئی کوس پر کوہ فلک شکوہ ہی کہ اُس پہاڑ کو کوہ زمین کن
کہتے ہین اُسپر غلام نے قلعہ بنایا ہی خبر سُنکر تاجرون کی یہان آیا تھا کچھ اسباب تاجرون کا

تاجرون

قزاق سے بھی گئے ہین وہان تشریف لے چلیے ان سب کا اسباب بھی انکے سپرد کرون اور رعایا
پر بھی سایۂ دامن دولت پڑے حضور کی غلام دعوت کریگا رستم بہروز کے ہمراہ ہوے
بہروز رستم کو بالاے کوہ لایا عجب کوہ پر فضا رستم نے دیکھا نخل اسر کشیدہ مثل گلدستہ کے
آراستہ ہین طائران نغمہ سرا درختون پر چہچہہ زن رستم کو بہروز ساتھ لیکر قلعے مین آیا قلعہ کو
آباد پایا رعایا نے جو یہ خبر سُنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے ہین سب آکر جمع ہوے جمال
باکمال دیکھکر ہر ایک وجد مین تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ فرزند صاحبقران نہایت
حسین وجمیل ہین زور مین یہ کیفیت ہوئی کہ بہروز قوی تن کو زیر کیا ہم سب کی خوش نصیبی
کہ ہمکو سرفراز کیا ہمنے آپ کی عنایت پر ناز کیا رستم نے بہروز کو حکم دیا کہ تاجرون کا اسباب
حاضر کرو قزاقون نے اسباب لاکر حاضر کردیا رستم نے کہا اپنا اپنا اسباب سب صاحب دیکھ
لین سب تاجرون نے اپنا اپنا اسباب اُٹھالیا اور دیکھنے لگے ایک شخص حقیر لباس کہنہ پہنے
ہوے ایک صندوقچہ اُٹھاکر ایک گوشہ مین لایا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ اس صندوقچہ کو
دیکھکر کھولتا ہی اور پھر بند کردیتا ہی کبھی وجد کرتا ہی کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنے لگتا ہی عجیب وجد
مین ہی رستم کو اشتیاق پیدا ہوا آخر ٹہلتے ہوے قریب اُس تاجر کے آئے فرمایا ای جوان اس
صندوقچہ مین کیا ہی کہ جسکو دیکھکر تجکو وجد ہی ذرا ای برادر ہم بھی دیکھ لین اُس تاجر نے کہا ای
شہریار والا تبار غلام کی جان اس صندوقچہ مین ہی رستم نے کہا کہ ہم بھی دیکھ لین اُس تاجر نے
صندوقچہ سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکالا ہاتھ مین رستم کے دیا رستم نے جو کھولا ایک تصویر دلپذیر
اُس پر کھنچی ہوئی ہی کہ جسکی تعریف غیر ممکن تصویر کو دیکھکر رستم کا یہ نقشہ ہوا کہ دل بے اختیار ہوگیا
فرمایا ای جوان یہ تصویر کسکی ہی اُس جوان نے کہا کہ بیٹھ جائیے تو حال اپنا مفصل عرض کرون
رستم کو پسینہ آگیا اُسی مقام پر بیٹھے اُسنے کہا ای شہریار غلام کا عجیب معرکہ ہی غلام تاجر جلیل
تھا سفر ہمیشہ کرتا تھا قضاے کار یہان سے کئی سو کوس پر ایک ملک ہی کہ اُس ملک کو آفاقیہ
کہتے ہین اُس شہر مین پہونچا سرا مین جاکر اُترا چونکہ نامی تاجر تھا کشتیان جواہرات کی لیکر
حاضر خدمت آفاق شاہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ بڑی خاطر سے پیش آیا صحبت مین بادشاہ
کی بیٹھا تھا کہ چند کنیزین حاضر ہوئین عرض کی ای شہریار ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین مین نے

جاہا کہ صحبت سے اُٹھ جاؤن بادشاہ نے کہا کہ بیٹھے رہو اُس ظالم کی پردہ پوشی جو تھی موقوف ہوگئی صدہا شاہزادے تاجر بچے اُسکے سودائے زلف عنبرین مین دیوانہ ہوگئے ملک و مال اُن بیچارون سے چھوٹا اور کوئی مراد کو نہ پہونچا مین چاہتا تھا کہ بادشاہ سے سبب پوچھون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب گھٹنہ چسپت زیب جسم دوپٹہ ڈھلکا ہوا کاکلین دوش پر لہرائی ہوئین نیمچہ برہنہ ہاتھ مین تشریف لائین مین نے جو صورت زیبا دیکھی اپنے ہوش مین نر ہا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا وہ نازنین خرامان آکر تخت پر جلوہ گر ہوئی مجکو قریب بلایا کہا ای تاجر جلیل تو نے مجکو دیکھا ہین تجکو پسند آئی مین نے سر جھکا کر جواب دیا کہ حسن تمھارا عابد کش و زاہد فریب ہر نظارۂ جمال جہان آرا سے دل ناشکیب ہی چاہتا ہون جو کچھ دولت رکھتا ہون قدمون پر نثار کردن ہمیشہ خدمتگزاری مین رہون یہ سنکر وہ نازنین ہنسی درج دہن جو کھلا بجلی چمک گئی گوہر دندان کی آب و تاب نے بجلی گرائی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جواب دیا کہ ای تاجر روپئے پروردگار نے مجکو بے نیاز کیا کہ مالک سریر سلطنت ہون باپ میرا ہر روز یہی چاہتا ہی کہ مین تخت سلطنت ترک کرون تم تخت پر بیٹھو مین نے ابھی قبول نہین کیا اس خیال سے کہ جب تک میرا مدعا پورا نہو تب تک تخت نشینی نہ کرون ایک دشمن نے بہت حیران کیا ہی ای تاجر جلیل ہمارے شہر سے باہر ایک پہاڑ ہی درۂ کوہ مین ایک نقابدار رہتا ہی کہ نقابدار حرم پوش اُسکا لقب ہی ہمارے قریات اُسنے قبضے مین کر لیے آٹھوین دن وہ شہر مین آتا ہی بڑی دھوم مچاتا ہی جو اُسکے سامنے گیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کل شہر مین لاشون کے انبار لگا دیتا ہی کوئی بہادر نہین کہ اُسکے مقابلہ مین نہ گیا ہو جو اُسکے سامنے گیا اُسنے زیر کیا اور گرفتار کرکے لیجاتا ہی درۂ کوہ مین کئی ہزار جوان اُسکے پاس مقید ہین جو کوئی شخص ایسا ہو کہ نقابدار کو زیر کرے اس آفت سے بندگان خدا کو بچائے مین اُسکی کنیز ہون میرا وصل اُسکے زیر کرنے پر موقوف ہی یہ حال سنکر مین محبت سے اُس محبوب کی اُٹھا کاروان سرا مین آیا ساتھ والون سے سب حال بیان کیا کسی نے کچھ جواب باصواب نہ دیا آخر مسلح ہو کر درۂ کوہ پر آیا نعرہ کیا او نقابدار حرم پوش

باہر تو نکل وہ نقابدار نکلا مجھسے کہا او دیوانے میرے مقابلے مین آیا ہی مین نے صد ہا
پہلوانون کو زیر کیا سیکڑون کو قتل کر ڈالا مجھسے نہ مقابلہ کر مین نے نہ مانا اور اُس سے
اُلجھ پڑا اُسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مین نے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے میری
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا میرے ساتھ والے لوگ تلوارین کھینچ کے
جا پڑے اُس ظالم جلاد کے ہاتھ سے سیکڑون بندگان اللہ مارے گئے مین تنہا اُسی
ہنگامہ مین نکل بھاگا کاروان سرا مین پہونچا جسقدر روپیہ میرے پاس تھا نام پر اُس محبوب
کے لُٹا دیا آخر ایک نقاش سے تصویر اُس محبوب کی کھنچوائی اسکو لیکر بھاگا ان تاجرون
کے ساتھ ہو لیا انھین کے ہمراہ وجہ معاش ہی اُس محبوب حجلہ نشین کی تلاش ہی اے شہریار
یہ غلام کا معرکہ ہی اب عشق سے عاجز ہو چکا ہون رستم نے کہا یہ تصویر ہمکو دو جسقدر روپیہ
تمنے لٹایا ہی ہمسے لے لو تاجر نے تصویر قدمون پر ڈالدی کہا اے شہریار والا تبار اس خیال
مین نہ پڑیے رستم نے تصویر کو اُٹھا لیا ایک نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے قبلہ و کعبہ
غلام یہان آکر عجب بلا مین پھنسا مین تو طرف ملک آفاقیہ کے جاتا ہون جا کر نقابدار
جرم پوش سے مقابلہ کرونگا یا اُسکی قضا ہی یا ہمکو قضا لیے جاتی ہی ہر ایک سردار کو مناسب
ہی کہ بقدر اپنی لیاقت کے اِس تاجر کو روپیہ دے کہ یہ پھر ویسا ہی تاجر جلیل ہو جاے
سر نامہ پر مُہر اپنی ثبت کی اور اُس تاجر کو وہ نامہ دیا کہا لشکر صاحبقران مین جانا وہ سرفراز
کرینگے وہ کشتۂ حسرت و یاس نامۂ رستم لیکر روانہ ہوا راستہ پوچھتا ہوا لشکر صاحبقران
مین پہونچا لشکر صاحبقران مقابلۂ ہفت پیکر مین اُترا ہوا ہی لشکر ہفت پیکر مین مشہور
ہی کہ طلسم کشا کو خیال سکندری نے غارت کر دیا ہی اب ہفت پیکر کو کون قتل کریگا یہ
ذکر سنتا ہوا تاجر بے دست و پا لشکر صاحبقران مین آیا دربار مین پہونچا صاحبقران
کے ہاتھ مین نامہ دیا امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر مکدر بیٹھے تھے نامہ جو رستم کے ہاتھ کا دیکھا بہت
خوش ہو گئے دس ہزار روپیہ منگوا کر اُس تاجر کو دیے اور سردارون سے فرمایا کہ یارو مبارک
ہو کہ فرزند میرا طلسم خیال سکندری مین عجائب و غرائب کو طی کر رہا ہی بقراط ثانی عاجز و
درماندہ چاہتا ہی کہ دشمنون کو ہلاک کر ڈالے مگر کچھ نہین کر سکتا اُسکے ہاتھ کا نامہ آیا سب

صاحبون کو خوشخبری دیتا ہون کہ رستم سلامت ہین اب طرف آفاقیہ کے جائینگے کوئی نقابدار جرم پوش ہو اُسکے مقابلہ کو جائینگے جو ہمارے پسر کو عزیز رکھتا ہو وہ اس تاجر کو کچھ دے سب کے پہلے قاسم اپنے مقام سے اُٹھے ایک صندوقچہ جواہرات کا دیا نقد بہت کچھ عطا فرمایا ایرج نوجوان نے بہت کچھ دیا جملہ سردارون نے موافق اپنی اپنی حقیقت کے اُس تاجر کو دیا اب جو وہ تاجر مال کو خیال کرتا ہی تو اسقدر مال ملا کہ بقیۂ حصۂ عمر میرا صرف ہو جائیگا اور مال باقی رہیگا یہ سوچ کر لشکر صاحبقران مین اُترا کچھ لوگ نوکر رکھے سامان تجارت تیار کیا و بسامان قدیم کوچ کر کے طرف ترکستان کے چلا صاحبقران کو دعائین دیتا تھا کہ ایسے جلیل القدر بھی پردۂ دنیا مین ہین کہ مجھ گدا کو غنی کر دیا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیا کیا شکریہ ادا کرون اسطرح خوشیان کرتا ہوا طرف اپنے وطن کے جاتا ہی لیکن وہان کوہ زمین کن پر بہروز قزاق نے دیکھا کہ تاجر تو اپنا مال و اسباب لیکر چلے گئے مگر رستم رنجیدہ و کبیدہ سرنگون غم سے آنکھین پرخون ایک گوشہ مین جا کر بیٹھے بیقرار ہو گیا قریب شاہزادے کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس آپ کو عجیب حال مین پاتا ہون رستم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا اے برادر کیا حال پوچھتے ہو لطف زندگی مین فرق آگیا یہ فرما کر تصویر دکھائی فرمایا اے برادر فرد این ست کہ خون کردہ و دل بردہ بلبے را ✤ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ✤ ابتو میری یہ کیفیت ہی نظم

بات کرنے کو ہی چپ رہنے کی عادت مانع ✤ جنبش لب کو ہی اُس بت کی نزاکت مانع
رخ بے پردہ کا جلوہ بھی نہ ہم دیکھ سکے ✤ ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بارہا لیگئی بیتابی دل تا دریا ✤ غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ مری غیرت مانع
وہ تو آتے تھے کہ نظر دمین سما جائین مری ✤ پڑگئے آنکھون مین پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی مرا کیا تھا جو پھر آ نہ سکے ✤ پانون کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرتا ابتک ✤ ہو مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
تیری آنکھون مین حیا آگئی کیونکر شب وصل ✤ آج شوخی ہوئی مانع کہ شرارت مانع
ہمنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن ✤ شدرہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع

سحر وصل نے لی جب مرے کاشانے کی راہ
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی
ای جلال آتش دوزخ مین جلانے کو گناہ

وہین روکا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
ضبط بولا کہ ہی تاخیر قیامت مانع
لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

بہروز یہ اشعار سنکر رونے لگا کہا ای آقاے نامدار یہ آتش کہان سے بھڑکی مین دیکھتا ہون کہ حضور متغیر ہو گئے جو حکم ہووے بجالاؤن قصر مین تشریف لیچلیے رستم نے فرمایا ای دوست صادق اب طرف آفاقیہ کے جائینگے رخسار ملکہ آتش خو نے آگ لگائی آج کی شب اگر ہوسکے تو کسی راہبر کو ساتھ کردو کہ ہمکو تا بہ آفاقیہ پہونچائے بہروز نے کہا کہ مین خود ساتھ چلونگا فرمایا تمھاری کچھ ضرورت نہین ایک راہبر کامل ساتھ کردو کہ تا در محبوب پہونچائے ہر چند کہ بہروز نے چاہا کہ مین ساتھ جاؤن رستم نے قبول نہ کیا دامن جھاڑکر اپنے مقام سے اُٹھے صحرا کا راستہ لیا بہروز نے گھبرا کر ایک قزاق سے کہ سفیر اسکا نام تھا کہا ای سفیر تو آقا کے ساتھ جا اور تا بہ آفاقیہ پہونچا کے پلٹ آ سفیر بھی کود کر ساتھ ہوا رستم مثل دیوانون کے جاتے ہین جس مقام پر جی چاہا ٹھہر گئے سیر صحرا دیکھی پھر اُٹھکر روانہ ہوے تیسرے دن سفیر رہبری کرتا ہوا آتا ہی پیاس کے جوش مین سامنے نہر آب تھی اُسپر جو پہونچا صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سفیر کو اُٹھا کر لیگیا اب رستم تنہا ہوے بیابان گردی دشت پیمائی کرتے ہوے کبھی کسی مقام پر ٹھہرے و تصویر پاس ہر تصویر کو ہاتھ مین لے کر فرماتے ہین ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہمسے کچھ کلام کرو تمکو ہماری یاد کاہے کو ہو گی ہچکی بھی نہین آتی کہ تصور کرین کہ تمنے یاد کیا ہو اس خیال مین جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی اُسی طرف چلے ایک مقام پر آکے دیکھا ایک قلعہ ہی اُسپر ایک زنگی بلوہ کیے ہوے جاتا ہی گینڈے پر سوار گرز ہاتھ مین گینڈے کو کاوے پر ڈالے ہوے زنگی نہین رکتا گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی جب قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی او جمشید دروازہ کھولدے اگر در قلعہ کھول کر اندر آؤنگا تو ایک کو زندہ نچھوڑونگا بادشاہ اُس قلعے کا تاجدار پیر بدحواس پھر رہا ہی کبھی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو اسکو رد کرو کوئی پہلوان نہین نکلتا رستم نے جو حسرت اُس بادشاہ کی دیکھی دل بیقرار ہو گیا ہر چند کہ عالم فقیری مین ہین مگر وہی جرأت و شوکت دہین سے نعرہ کیا او نامرد

خبردار آگے نہ بڑھنا غریب جان کرستا تا ہی وہ زنگی پلٹا دیکھا ایک جوان حسین وجمیل للکارتا ہوا
آتا ہی گینڈے کو پھیر کر پلٹا قریب آکر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہی ہنم فرہاد زنگی بعد ایک
سال کے زنگبار سے نکلتا ہون جو قلعہ راہ مین ملا فوج کا اپنی صرف لے لیتا ہون
اسی طرح اوقات بسر ہوتی ہی تیرا نام نامی کیا ہی فرمایا رستم پیلتن سرکوب ہفت پیکر
طرف آفاقیہ کے جاتا ہون تیری بدعت دیکھکر پلٹ پڑا فرہاد نے گرز کا ہاتھ مارا
وہ بادشاہ بالائے قلعہ دیکھ رہا ہی کہ رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر گرز
کٹ کر گرا زنگی کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچا رستم نے دیکھا کہ یہ گینڈے پر سوار مین پیدل
ہون اسکو اپنے برابر تو کرلون بیٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پانون گینڈے کے
قلم ہوے فرہاد بھی پیدل ہو گیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچاکر ہاتھ کلائی پر
ڈال دیا فرہاد حقیر جان کر لپٹ پڑا رستم نے گردن پر ہاتھ رکھکر ہکّہ مارا کہ سر زنگی کا زمین
سے ملگیا بمشکل سیدھا ہوا لڑنے لگا چوتھے پیچ پر رستم نے اُکھیڑ کر مارا کہ زنگی چارون
شانے چت گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا
ہی فرہاد نے جواب سخت دیا رستم نے سینہ سے اُٹھکر ایک پانون دونون پانون سے دبایا
اور ایک پانون دونون ہاتھون سے تھاما مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا اہل فوج نے
جو اپنے آقا کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا رستم پر دیکھا قلعے
سے باہر نکل آیا بارہ ہزار سوار لیکر نکلا دونون آپسمین ملگئے بادشاہ نے لاکر رستم کو گھوڑا
دیا سوار ہوکر رستم بھی جا پڑے جسپر ہاتھ مار دیا دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین زنگی
فریاد کرتے ہوے بھاگے جمشید زرین ترکش نے رستم کو ساتھ لیا استقبال کرتا طرف اپنے
قلعے کے لے چلا حال زار دیکھکر راہ مین پوچھا کیون آقائے نامدار کس حال مین آپ کو
پاتا ہون رستم نے حال آفاق بیان کیا عرض کی حضور قلعہ مین چلیے وہ بادشاہ میرا بھائی
ہی مین اُسکو نامہ لکھونگا کہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجائے آپ کے جانے کی خبر ملکہ
کو بھی معلوم ہو شعلہ رخسار آتش خو اسکا نام ہی لیکن عرض کرتا ہون کہ وہ نقابدار بلائے روزگار
ہی نہین معلوم سرکار سے کیا گذرے بڑے بڑے پہلوان اُسکے مقابلہ مین آئے اور اُسکے ہاتھ سے

مارے گئے کوئی غالب ہنو ادیکھیے کیا ہو رستم نے کہا ای برادر اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی
تو مجبور وناچار ہین بقول شاعر فرد سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بسرمن یا نصیب جمشید
سمجھاتا ہوا قلعے مین لایا دارالامارہ مین لاکر بمقام صدر پر جگہ دی رستم نے فرمایا ای جمشید
زرین ترکش اگر ہمسے تمکو محبت ہی تو بقراط ثانی پر لعنت کرو ایک مرد جلساز شعبدہ باز
اُسکو سجدہ کرنا سراسر حماقت ہی وہ خالق زمین وزمان رب دوجہان ہی اُسکی کیا صفت
کر سکتے ہین بقول شاعر نظم

خالق یکتا کہ بہ یک کاف ونون	از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون ومکان	سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض وسما نقطۂ پرکار او	نقش طرازی صور کار او +
چہرہ کشای صور کائنات	راہ نمای ہمہ سوی نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بگسترد بساط زمین +
نور قمر شمع شب افروز کرد	گرم بہ خورشید کہ روز کرد

اسطرح رستم نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا قدموں سے
لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ حضور نے دولت کونین عطا فرمائی اُسیوقت
جمشید نے ایک نامہ ملک آفاق شاہ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای برادر بجان برابر سر عزت
اپنا اوپر آسمان افتخار کے پہونچاؤ کہ فرزند رشید صاحبقران رستم نوجوان تمہاری دختر
پر عاشق ہوے ہین مین نے اپنے قلعے پر اُتارا ہی بہتر اسی مین ہی کہ فوج کو اپنے ساتھ لیکر
برای استقبال شاہزادۂ والاقدر آؤ مین بھی ساتھ رہونگا شکر ہی خدا کا کہ مین نے
بقراط ثانی پر لعنت کی اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اگر تحریر سے انکار کیا تو بہت
بُرا ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی زیادہ والسلام مُہر اپنی کرکے نامہ شتر سوار کو دیا اور کہا کہ ہاتھ
مین آفاق شاہ کے دینا آیندہ جو اُسکی راے مین آئے شتر سوار نامہ لیکر چلا بعد قطع
منازل وطی مراحل قریب شہر آفاقیہ پہونچا شہر مین جو داخل ہوا دیکھا ایک جانب باغ ہی کہ
اُسمین مزار عشاق بنے ہین جو تاجدار عاشق ہوکے آئے اور ہاتھ سے اُس نقابدار کے

مارے گئے اُنکی قبرین اُسی باغ مین بنوادین بعد سال بھر کے بحکم ملکہ شعلہ رخسار گرد اُس باغ
کے میلہ جمع ہوتا ہی ملکہ باغ مین رہتی ہین لباس فاخرہ پہنکر قبرون پر عاشقون کی آتی ہین
کسی قبر سے دھوان نکلتا ہی کسی قبر سے آواز نالہ آتی ہی ملکہ جو اپنے ہاتھون سے پھول پھینکتی ہین
تو قبر سے آواز آتی ہی فرد آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما + بس نازک است شیشہ دل
در کنار ما + ایک طرف سے آواز درد آتی ہی ای شاہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی فرد
روشن شد از وصال تو شبہائے تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما + قبرین جنبش کرتی
ہین ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑتی ہین کنیزین اُٹھا کر لیجاتی ہین پھر لباس فاخرہ پہنکر سامنے قبرون
کے جلوہ فرما ہوتی ہین اور فرماتی ہین ای عاشقان صادق تمھاری روح کو شاد کرتی
ہون وہ شتر سوار اُن مقامات کو دیکھتا ہوا قریب دار الامارہ شاہی کے آیا درگہ سالار سے
عرض کی بادشاہ سے جاکر کہو کہ نامہ دار قلعہ جمشید سے آیا ہی امیدوار باریابی ہی آفاق شاہ
نے حکم دیا کہ بلالو شتر سوار نے جاکر دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی گرداگرد امیر و وزیر اپنے
اپنے مقام پر متمکن ہین نامہ دار نے نامہ ہاتھون مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے وہ نامہ ہاتھ مین
وزیر کے دیا وزیر نے میر منشی کو بلایا ایک ممبر نصب ہوا میر منشی نے نامہ پڑھنا شروع کیا اول
تعریف پروردگار بعد صفت احمد مختار پھر منقبت حیدر کرار مضمون مذکور جو میر منشی نے پڑھا
تمام اہل دربار غل کرنے لگے کہتے تھے بڑے غضب کی بات ہی کہ جمشید زرین ترکش مسلمان
ہوگیا اُسکو سزا دینا چاہیے آپ کے بھائی صاحب ایسے آمادہ تھے کہ رستم کو دیکھتے ہی مسلمان
ہوگئے رستم کو حضور رب سمجھے یہ کون صاحب ہین یہ وہ شخص ہین کہ جنکو قدرت نے طلسم خیال
سکندری مین بلانا چاہا ہی پہلوانون کو حکم آیا ہی کہ جسکی سرحد مین پہونچین وہ گرفتار کرلے اور
قدرت کے پاس لیجائے تو بہت بہتر ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین
جگہ دی ہی یقین ہی قدرت کے خلاف ہو جمشید پہ کوئی آفت نازل ہو تو عجب نہین آفاق شاہ
نے جواب دیا اپنا اپنا اعتقاد چاہیے اسلام اختیار کرے اگر نہ اعتقاد ہو نہ کرے اپنے اپنے
مقدمہ مین اختیار ہی مین تو ضرور جاؤنگا یہ کہتا ہوا آفاق شاہ محفل مین آیا نامہ ہاتھ مین
ہی ملکہ شعلہ رخسار آتشخو نے جو باپ کو دیکھا پوچھا ای والد نامدار اسوقت آپ کو انتشار مین

باقی ہون مزاج اقدس کیسا ہی آفاق تاجدار نے نامہ بیٹی کے ہاتھ مین دیا کہا ای نور نظر اگر چرم پوش زیر ہو اور ہیو تمھارا فرزند صاحبقران سے ہو تو کیسے فخر کی بات ہو لیکن تردد یہ ہی کہ سب افسران فوج مسلمان ہوئے بر راضی نہین ہین مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہو کہ اُس نقابدار منافق کو خبر ہوپنچے اور وہ مجکو تکلیف پہونچائے تو کون اُسکو روک سکیگا ملکہ شعلہ رخسار کی نگاہ جو تصویر دلپذیر رستم پر پڑی بیساختہ آہ دل سے نکلگئی باپ سے متوجہ ہو کر کہا ای والد نامدار اصل یہ کیفیت ہی فرد نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بزلف او چو رسد آہ می کشد دوسرا شعر اسی مضمون کا دوسرے شاعر نے کہا ہی فرد مانی چو نقش آن بت بدست می کشد + چون می رسد بساعد او دست می کشد + زلفین خلیلی دوش پر پڑی ہین کہ جس سے بوے مشک و عنبر آتی ہی کلاہ ہفت گوشہ زیب سر کہ جس سے شوکت کی اور ترقی ہی زرہ ہفت جوش زیب جسم انور کہ نور جسم کا چھن چھن کے جھلک رہا ہی یہ رعب ودبدبہ دیکھکر ملکہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ پانوٴن مین رعشہ پڑگیا چاہتی ہین کہ یہ تصویر کلام کرے تو باتین کرون نگاہ باپ سے بچاکر تصویر کے عارض پر عارض اپنا رکھدیا ایک جوش محبت پیدا ہوا اُس نامے کو ہاتھ مین لیے ہوئے ایک گوشہ مین آئین بے اختیاری مین یہ اشعار زبان سے نکلگئے ؎ نظم

ہم حال اپنا اُنکو دکھائے چلے گئے	لیکن وہ ہمسے آنکھ چرائے چلے گئے
دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ سیر	کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر
اب تو اُٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی	وہ ہاتھ نیچے کے لگائے چلے گئے
آئے تھے اُس سے کہنے نہ آئینگے اب کبھی	ہم بھی کفن مین مُنھ کو چھپائے چلے گئے
مشتاق اُنکی باتون کا تھا وقت نزع بھی	تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے
ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم	لو آج پھر بغیر بلائے چلے گئے
برخاستہ دلون کی کہین دل لگی نہین	بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے
ای رند وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ	آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے
	بیگانہ دار بزم مین آئے چلے گئے
	آنکھین چُرا کے اپنے پرائے چلے گئے

آنکھون مین آنسو بھر آئے آفاق تاجدار نے پکارا کیون بیٹا گوشہ مین کیون گئین مین اب چلنے

کی تیاری کرتا ہون خواہ کوئی بگڑے یا بنے یہ کہکے آفاق تاجدار باہر آیا حکم ہوا لشکر تیار ہو
لشکر تیار ہوا ایک سردار صفدر رگجراے یہ سامان دیکھکر گھبرایا سوچا کہ چلکر نقابدار کو اطلاع
کرون کہ ایسی معشوق پریچہرہ ہاتھ سے جاتی ہی بادشاہ کو روک لو یہ سوچکر گجراے قریب
درۂ کوہ پہونچا پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر مجکو کچھ عرض کرنا ہی چرم پوش ٹہلتا ہوا
باہر آیا گجراے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا یہ یقین کامل ہوا کہ رستم تمہارے مقابلہ
مین ضرور آینگے اُسوقت سمجھ لینا یا اب آفاق تاجدار کو روکو کہ استقبال رستم کو نہ جائین
نقابدار نے کہا مین ابھی چلکر روکتا ہون میری ڈھیل تھی ورنہ جب قصد کرتا ملک لے لیتا
مین نے اپنی طرف سے چھوڑ دیا تھا اب دختر کو بھی لونگا اور ملک پر بھی قبضہ کرونگا کیا افسوس
کی بات ہی کہ دین جد آبا کو بالکل بھول گئے دین خداے نادیدہ اختیار کرتے ہین جس
دن سے یہ مسلمان اس سرحد مین آئے جا بجا مسجدین بن گئین دیر پامال ہوے کہین کوئی
خداوند بقراط ثانی کا ذکر نہین کرتا مسلمانون کے نزدیک وہ سب خداسب بیکار ہین
اور ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ہی کہ جس خدا کو دیکھا نہین اُسکی کیونکر اطاعت کرین مسلمان اپنے
خدا کو ہمین دکھا دین تو ہم اعتقاد کرین ایسے لاف وگزاف کرکے نقابدار نے گجراے
کو رخصت کیا کہا تم جاؤ بادشاہ کے ساتھ رہو جب بادشاہ لشکر کو لیکر اس طرف سے آئینگے
فوراً پیغام دونگا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کیجیے اگر بادشاہ نے قبول کر لیا تو
بہتر ہی ورنہ تلوار کھینچکر جا پڑونگا مجھسے کون لڑسکیگا دم بھر مین زمین ہلا دونگا یہ کہکے
نقابدار چرم پوش نے ہرکارے مقرر کیے کہ مجکو دمبدم خبر پہونچانا گجراے جب دربار
آفاق شاہ مین گیا دیکھا بادشاہ نے تیاری کی چند وزیر و امیر براے نگہبانی قلعہ
چھوڑے جب محل مین رخصت کو آیا تو بیٹی نے دامن پکڑ لیا کہا قبلہ و کعبہ ہمکو بھی ہمراہ
لے چلیے آفاق نے ہرچند انکار کیا کہا ای نور نظر تمہارا چلنا بہتر نہین ہی شعلہ رخسار
رونے لگی سر جھکا کر کہا اگر حضور ساتھ نہ لیجائینگے تو پھر زندہ نپائینگے اس طور سے ملکہ
شعلہ رخسار آتش خو نے باپ سے کہا کہ باپ کو کچھ بن نپڑا فوراً حکم دیا محافہ بھی تیار
کرو چند کنیزون نے محافہ منگوایا ملکہ سوار ہوئین ملک آفاق شاہ نے کوچ کیا

ہرکارے نقابدار چرم پوش کے لگے ہوے تھے فوراً خبر لیکر بھاگے خدمت مین نقابدار کی
آئے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ملک آفاق شاہ مع دختر کے
آتا ہی یہ سنتے ہی نقابدار اُٹھا نقاب چہرے پر درست کی کرگدن مست پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوان لیکر درۂ کوہ سے نکلا دوراہے پر آکر صف باندھی آپ آگے بڑھکر کھڑا
ہوا جیسے ہی آمد لشکر سُنی پکارکر آواز دی ای ملازمان آفاق شاہ رُک جاؤ آگے
نہ بڑھو ہمارے آنے کی خبر بادشاہ کو کرو ہرکارون نے بڑھکر آفاق شاہ کو خبر کی
کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان نقابدار چرم پوش نے راستہ روکا ہی آپ کو بلاتا ہی آفاق شاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے کہا ای ملک آفاق شاہ مجھ
ایسا بہادر عالم مین نہین ہی تمھاری بیٹی نے یہی شرط مقرر کی کہ جو مجکو زیر کرے وہ مجھپر قابض
ہو صدہا پہلوان آئے میرے ہاتھ سے زیر ہوے بہت سے قید مین بہت سے مارے گئے اب
بہتر یہ ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی میرے ساتھ کردو ورنہ ملک و مال چھین لونگا مین نہ لینے دونگا
آفاق تاجدار نے جواب دیا کہ ای نقابدار بہادر اب فرزند صاحبقران آتے ہین
مین لینے چلا ہون وہ تمسے مقابلہ کرینگے اگر اُنپر غالب آئے تو مین جانونگا کہ تمسے زیادہ
کوئی بہادر نہین ہی پھر تمھارے ساتھ شادی کردونگا اب میری راہ نہ روکو مجکو جانے
دو مین جاکر فرزند صاحبقران کو لاتا ہون تمسے اُنسے مقابلہ ہوگا تب حال کھلیگا
بھائی نے میرے مجکو نامہ لکھا مین لینے جاتا ہون سدّ راہ نہو نقابدار نے کہا کل
سر میدان آکر تاج و تخت چھین لونگا ملک آفاق شاہ نے ہرچند سمجھایا مگر اُس مغرور نے
نہ مانا اپنی ہی کہے گیا آخر آفاق شاہ اُسی مقام پر اُترپڑا بارگاہ اُٹھا لے استادہ کرا اُسمے
بیٹی کو بارگاہ مین داخل کیا آپ اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا پہلوان جو آفاق شاہ کے
ساتھ ہین وہ کہ رہے ہین ای بادشاہ جمجاہ کچھ نہ گھبرایئے سر میدان اس چرم پوش
کو سمجھا دینگے نہین معلوم وہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہی لیکن نقابدار جو اپنی بارگاہ
مین آیا فوراً حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے نے آفاق شاہ کو خبر دی آفاق نے
بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامہ

مین گذری جب شاہنشاہ خاور بصد کرّ و فر تخت زبرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا نقابدار سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر سے آفاق شاہ نوج کو لے کر پہونچا صفین جمین نقیب لقابت کر کے پلٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقابدار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین آکر آواز دی ای آفاق شاہ کسی کو بھیجو ملکہ روزن خیمہ سے دیکھ رہی ہین آفاق نے طرف نوج کے دیکھا سہمناک زنگی سب پہلوانون کا افسر گینڈے کو بڑھا کر سامنے ملک آفاق کے آیا عرض کی ای شہریار اجازت میدان دیجیے آفاق نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا ای سہمناک اس ظالم سے سمجھ کے مقابلہ کرنا اسکو اپنی قوت و طاقت پر بڑا ناز ہی سہمناک نے عرض کی اسکی مشکین باندھکر لاتا ہون آپ نہ گھبرائیے آفاق نے جواب دیا تمکو خداوند خیال سکندری کے سپرد کیا سہمناک گینڈا بڑھا کر مقابلۂ نقابدار مین پہونچا نقابدار نے جو سہمناک کو آتے ہوے دیکھا گرد اسپر کا لیکر بڑھا آپسمین تگا پو چلی نقابدار نے نیزہ مارا سہمناک نے نیزہ روکا دس بارہ طعنین رد و بدل ہوئین کہ نقابدار نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر نیزہ سہمناک کا گانٹھا اس کن سے جھٹیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہمناک کے نکلگیا تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے نقابدار پر مارے نقابدار نے سب وار روکے للکار کر آواز دی او زنگی جوان یکرنگی ایک وار میرا تو قبول کر اس ہیبت سے نقابدار نے للکارا کہ سہمناک حیران ہو گیا نقابدار نے ہاتھ مارا سہمناک تادوابرو زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا پکار کر آواز دی ای آفاق شاہ اس میدزبون کو سامنے سے ہٹا دو اور کسی کو بھیجو شداد آرہ کش جو پہلو مین تخت کے کھڑا تھا وہ گینڈا بڑھا کر آیا سہمناک کو ہٹایا آپ سینہ سپر کر کے مقابل ہوا بعد نیزے کے تلوار چلی نقابدار نے ہاتھ مار دیا شداد بھی زخمی ہوا ملکہ نے جو خیمہ سے یہ حال دیکھا گھبرا گیئن کنیزون سے کہتی تھین صاجو فلک نے یہ کیا سامان دکھایا دیکھون اب کیا ہو جو جاتا ہی وہ زخمی ہوتا ہی مین یاد مین اُس شہریار کی ہون دیکھون دیدار میسر ہو کہ نہو اگر ہمارے بعد تشریف لائین تو کہدینا کہ کنیز آپ کی یاد مین بھی اُسکے مزار پر جائیے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

دل بیادِ یار شیون می کند		جان زارم فرقت تن میکند	

داشتن تصویر جانان در بغل　　از عذاب ہجر ایمن مے کند
من چرا از یار خود نفرت کنم　　پیش بت سجدہ برہمن میکند
جامۂ خود میدرد گل از رخت　　از سہی قمریا و سوسن میکند
شور کنعان مثل بوسے پیرہن　　دیدۂ یعقوب روشن میکند
سرو از قامت نہ تنہا پا بہ گل　　فاختہ ہم طوق گردن میکند
این رقیب روسیاہ ای وای دوست　　کردہ باشد آنچہ دشمن میکند
برمزارم ہر شب از دست تعب　　سر برہنہ شمع شیون میکند
ای **شفا** در سبزہ رخسار یار　　طوطی روحم نشیمن میکند

یہ اشعار پڑھکر رونے لگین یہان میدان مین یہ معرکہ گذرا کہ جب نقابدار نے چھ سات پہلوانون کو زخمی کیا دو چار کو جان سے مارا گینڈا اڑھاکہ مغلوبہ کر دی جب لشکر مل گئے تب آفاق تاجدار کو آکر نقابدار نے زخمی کیا ملکہ نے جو خیمہ سے دیکھا گھبرا گئین کنیزون سے کہا تو غضب ہوا باوا جان زخمی ہوے اب وہ ملعون خیمہ مین گھس آئیگا مجکو گرفتار کر کے لیجائیگا مین اپنی جان دونگی یہ کہکے لباس مردانہ پہنا کنیزون سے کہا کہ مادیان لاؤ کنیزین مادیان لائین اسپر سوار ہوکے چلین چند کنیزین ساتھ ہوئین ملکہ خیمہ سے روتی ہوئی نکلین طرف صحرا کے گئین یہان تلوار چل رہی ہے آفاق تاجدار بھاگتا پھرتا ہے نقابدار تلوار کھینچے ہوے جس طرف جا پڑتا ہے صفون کو درہم برہم کر دیتا ہے ہزارہا جوان اس ملعون کے ہاتھ سے مارے گئے آفاق تاجدار بیقرار ہوکے دعائین کر رہا ہے ای خداے نادیدہ تیری خدائی کا مین نے اعتقاد کیا مجھپر یہ بدعت ہے مجکو اس آفت سے بچا لے **نظم**

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون　　صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون　　بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی　　بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی
جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار　　گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار　　گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی	جلوۂ ذاتِ احد روشن زا کثر ساختی

بلک بلک کر دعائین مانگ رہا تھا نقابدار کی بدعت حد کو پہونچی ہی آفاق شاہ کے پہلوان زخمدار و بیقرار بھاگتے پھرتے ہین نقابدار چاہتا ہی آفاق کو مار کر خیمہ مین ملکہ کے جاؤن معشوق پر قبضہ کرون ایسے معشوق پریچہرہ کسکو ملتے ہین آج اُس سے وصل حاصل کرون تو مراد دل حاصل ہو تسکین دل ہو اس جوش و خروش مین لڑ رہا ہی جس طرف پہونچا لاشون کے انبار لگا دیے کوئی اسکے مقابلہ مین ہنین آتا مگر آفاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی رستم پیلتن و پیل کن آگے مرکب کو بڑھائے ہوے جمشید زرین ترکش تخت پر صدا ے ہا ہو سنکر رستم نے مرکب رد کا ہرکارے سے اشارہ کیا خبر تو لا یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی ہرکارہ گیا خبر لے کر آیا عرض کی ای شہریار والا تبار نقابدار چرم پوش نے لشکر آفاق شاہ کو تہ و بالا کر دیا ہی سب کو قتل کر رہا ہی نام نقابدار سنکر رستم نے مرکب بڑھایا نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بر دغا منم رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مر زدق افگندہ شور + نعرہ کرکے آبڑے سب جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جمشید زرین ترکش نے کل فوج کو اشارہ کیا کل فوج جا پڑی افسر بڑھکے لڑ رہا ہی فوج نے بھی جانبازی کی فوج نقابدار قتل ہونے لگی رستم لڑتے بھڑتے سامنے نقابدار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد مردان عالم سے تو مقابلہ کر نقابدار نے جو نعرۂ رستم سنا جا پڑا اُسے تہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُس سرکش کا قلم کیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار سپر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ہفت جوہر جو چمکا کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تیغہ گرا خود کو کاٹا خود کو کاٹ کر جو تلوار گری سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ وہ تلوار پہونچی نقابدار کو مار کر فوج کو اُسکی پامال کیا آخر سب بھاگے رستم اُسی طرح دریاے خون مین نہائے ہوے سامنے آفاق تاجدار کے آئے آفاق نے رستم کو جو اس شوکت سے دیکھا تخت سے کود پڑا قدمون کو بوسہ دیا رستم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ یہ کیا معرکہ ہوا آفاق شاہ

رونے لگا کہا ای شہریار جب نامہ بجائید صاحب کا پہونچا اُسی وقت مین نے تیاری کی ساہ مین اس ملعون نے روکا سات آٹھ پہلوان زخمی ہوے آخر اُس ملعون نے مغلوبہ کردی غلام نے شکست کھائی قریب تھا کہ غلام کا خاتمہ ہو کہ حضور تشریف لائے شکر ہی کہ یہ کافر مغرور مارا گیا اب حضور تشریف لے چلین ملکہ عالم آپ کی مشتاق ہین جب غلام نے قصد کیا کہ سفر کرے اور مین نے یہ کہا کہ رستم کے استقبال کو جاتا ہون ملکہ رونے لگین اور تڑپ کر کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی آخر مین ساتھ لایا یقین ہی کہ آپ کے انتظار مین ہون آفاق رستم کو ساتھ لیکر چلے جب قریب در خیمہ ملکہ پہونچے کنیزین رو رہی تھین آفاق نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی تم سب کے رونے کا کیا باعث ہی کنیزون نے عرض کی واری غضب ہوا جب ملکہ نے دیکھا کہ باپ بھی زخمی ہوے فرمایا کہ اب فتح نہوگی زنانہ لباس اُتار کر پھینکا مردانہ کپڑے پہن مادیان پر سوار ہو کر نکلگئین چند کنیزین ساتھ لے گئین یہ سنکر رستم نے آہ کی فرمایا بڑا غضب ہوا فلک کجرفتار نے مجکو لوٹ لیا نظم

دل سے الفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے / اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے
مجھسے وہ بت کبھی منہ پھیر کے بولا بھی تو یون / گبر تھے آپ یہ کیسے کہ مسلمان نکلے
جستجو اپنے ز خود رفتہ کی تم آپ کرو / صاحب خانہ کو خود ڈھونڈھنے مہمان نکلے
ہاے جس ہاتھ مین تھے گیسوے جانان شب وصل / صبح کو دیکھا تو کچھ تار گریبان سے نکلے
نہ ملا یار کو ہر چند یہان بھی ڈھونڈھا / مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے
جنکے انداز تھے دم توڑنے کے قابل دید / نیمجانون مین کسی کے وہی بیجان نکلے
تو ہی پونچھیگا تو کچھ اپنے پچھینگے آنسو / ڈھونڈھنے اشک تہ گوشۂ دامان نکلے
شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال / اُس صنم ہی کے یہ سب بندۂ احسان نکلے

رستم نہایت پریشان ہوے فرمایا کہ ای آفاق شاہ ہمارا تو یہ مقام نہین ہم تلاش مین اُس گوہر بے بہا کی جاتے ہین یا تو تلاش کر کے لائے یا جستجو مین جان دی الک آفاق شاہ نے بہت سمجھایا کہ حضور تشریف نہ لیجائین مین ہرکارے روانہ کرتا ہون وہ خبر لائینگے تب تشریف لیجائیے گا رستم نے نہ مانا جمشید زرین ترکش نے عرض کی غلام تو حضور کے ہمراہ آیا ہی ساتھ ہی چلیگا دامن دولت نہ چھوڑیگا محبت سے منھ نہ موڑیگا رستم نے کسی کو ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا

تلاش مین اُس گوہر بے بہا کی نکلے خاک اڑاتے ہوے جاتے ہین اب حال مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا تحریر کرتا ہون کہ جب ملکہ پانچ کنیزون کو ساتھ لیکر محلّین دن بھر رہ ہردی کی شام کو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرین بڑی رات گئے ایک کنیز برائے رفع حاجت بڑھی ایک زرغہ کے پاس جا کر بیٹھی وہان مار سیاہ تھا اُسنے کاٹا اُس مقام سے اُٹھ نہ سکی پانی ہو کر بہ گئی دوسرے دن دوسری کنیز کو اژدہا کھا گیا تیسری کو شیر اُٹھائے گیا چار دن مین پانچون کنیزین ہلاک ہو گئین ملکہ یکہ و تنہا رہ گئین مادیان پر سوار ہو کر چلین دو پہر کو ایک صحرائے حیرت خیز مین گذر ہوا آفتاب عالمتاب کی حدت دھوپ کی شدت جب خیال کرکے دیکھا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہی غبار کا اُڑنا بونڈرے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہر نخل کے سنپچے معلوم ہوتا ہی کہ بیخ نخل سے سایہ لپٹا ہی اس حال سے ملکہ اُس دھوپ مین حیران و پریشان جاتی ہین قصد ہی کہ کسی مقام پر پانی ملے تو مادیان کو پلاؤن مگر پانی کہین نظر نہ آیا موجۂ ریگ گرم نظر آتا ہی وہی سراب کا دھوکا ہی وہ ہوائے گرم چل رہی ہی کہ ذرہ اڑ کر جو بدن پر پڑتا ہی چھالا پڑ جاتا ہی ہزار ہا آبلے جسم نازک پر پڑے چہرہ سونلایا ہوا زندگی سے ناامید گویا سوا نیزے پر خورشید مادیان شدت سے پیاس کی بدحواس ہوئی زبان منھ سے نکالدی چند قدم پر جاکر گر پڑی ملکہ نے ہرچند چاہا کہ مادیان کو اُٹھاؤن مگر مادیان نہ اُٹھی کچھ گرم پانی منھ سے نکلا تڑپ تڑپ کے مادیان نے جان دی اب پیادہ روی مجبور ہو کر اختیار کی ملکہ بھیرا رہنے لگین فرماتی تھین کہ حقیقت مین خدا نکرے کہ بداقبالی کا وقت آئے سب چیزین جدا ہو جاتی ہین دیکھو اسوقت مین مادیان کا انتقال ہوا اب پیادہ روی کی نوبت پہونچی مخفی نے کیا خوب فرمایا ہی نظم

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود — غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
هر که پیش از وقت در غمہاے درد سر بود — گر اکسیرش بو علی باشد دوا دشمن شود

دیگر

باز موج سیل اشکم دم ز طوفان میزند — چشمہ سار دیدہ ام پہلوے عمان میزند
این سر شوریدہ سودائے جنونے می برد — این دل دیوانہ ام دم از بیابان میزند
هر کجا خواہم نشینم از پئے بر خاستن — خاطر آشفتہ ام دستے بدامان میزند

وجمع جمعیت چہ سود از طالبان عافیت ... غمزہ ہاے گردش دوران پریشان میزنند
بسکہ دردآلودہ ام پنہان بزیر پیرہن ... بر تنم ہر موے ابروزخم پیکان میزنند
آتش افروزان حذر از سینۂ مخفی کہ نازہ ... آہ آتشناک را آتش بداماں میزنند

دیر تک ملکہ لاش پر مادیان کی روئین آخر شدت سے دھوپ کی سر پھرنے لگا خوف ہوا ایسا نہو کہ غش آجائے پھر اُٹھنا دشوار ہوجائے یہ فرماکر اُٹھین کہ ای رفیق شفیق تیرا ابھی ساتھ چھوٹا روتی ہوئی طرف صحرا کے چلین وہ تلوے جو فرش گل سے فگار ہوتے تھے وہ نوک خار سے خار خار ہو رہے ہین آبلہ ہاے پا حال پر ملکہ کے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین اس حال زار سے صحراے پرخار مین جاتی ہین کہ پانون مین چیتھڑے بندھے ہوے ہر مقام پہ گر پڑتی ہین ایک مقام پر دیکھا ایک غار مین پانی بھرا ہوا ہے اُس پانی کو دیکھکر دل بیقرار ہوگیا قریب اُسکے بیٹھ کر جو ہاتھ پانی مین ڈالا اسقدر کھولا ہوا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہوگئی حباب آنکھین نکالنے لگے موجۂ آب شمشیر شرر بار بنکے گلے پر پھرا پانی اُسی مقام پر پھینک دیا لڑکھڑا کر گرین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار باز سفید ہاتھ پر چڑھا ہوا تیہو جو گوشۂ صحرا سے اُڑا اُسپر باز کو چھوڑا باز نے جاکر تیہو کو گھیرا جب پنجہ مارتا ہے تیہو کے بال و پر نوچ کے پھینکدیتا ہے تیہو گرتا ہوا آتا ہے اُس پہلوان کی پشت پر دس بیس سوار ہین شدت سے دھوپ کی اُف اُف کرتے ہوے چلے آتے ہین وہ جوان باز کو اپنے دیکھتا ہوا گینڈے کو تھمیز کرتا ہوا چلا آتا ہے باز نے طمانچہ جو مارا تیہو گرا قریب ملکہ کے آکر تڑپنے لگا باز کندے باندھ کر سینہ پر تیہو کے سوار ہوا پنجہ سے نوچنے لگا وہ پہلوان گینڈے سے کودا باز کو اُٹھالیا سینہ تیہو کا چاک کرکے کلیجہ اُسکا چاک کیا سینہ کا گوشت نکالا باز کو کھلانے لگا پلٹ کے جو نگاہ پڑی ایک آفتاب تابان ماہ درخشان کو دیکھا کہ فرش خاک پر تڑپ رہی ہے تمام عارض گردآلود بیقرار ہی مین جو ایڑیان رگڑی ہین زمین مین گڑھے پڑ گئے ہین ہونٹھ خشک پپڑیان جمی ہوئین وہ جوان صورت دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم آپ کون صاحب ہین کہ اس صحراے پرہول مین فرش خاک پر بیقرار و بیتاب ہو اُٹھو مین تمکو اپنے ساتھ لے چلون ملکہ نے جواب دیا ای شخص ہمارے مقدمہ مین دخل ندے

بقول شاعر فرد ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا + ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + اُس پہلوان نے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی عورت پر کیا زور و ظلم کرونگا اگر بہرام فلک ہو تو اُسکی بھی گردن توڑ دون میرا زور مین کوئی افسر ہمسر نہین ہی پیکان تیر انداز میرا نام ہی اکناف کے بڑے بڑے پہلوان نام سے مابدولت کے تھراتے ہین مگر تمسے بمنت کہتا ہون کہ میرے ساتھ چلو ساٹھ ہزار فوج کا مالک ہون کئی سو کوس مین میری عملداری ہی سب تمھاری اطاعت کرینگے اپنا حال تو مجھ سے بیان کرو کہ کس حال مین ہو یہان کے پڑے رہنے سے کیا نفع ہوگا محلات شاہی مین چلکر تمکو بٹھاؤن کنیزین خدمت مین رکھون ملکہ ناچار ہو کر اُٹھ بیٹھین کہا ای شخص کیون اپنے کو پریشان کرتا ہی مجھ سے متعرض نہو جس کام کو آیا ہی اُس کام کو جا پیکان نے جب دیکھا کہ یہ نازنین کسی طرح نہین مانتی تو پلٹ کے سوار دستے کہا کہ محافہ لاؤ ای ملکہ عالم اگر بخوشی نہ سوار ہوگی تو بجبر سوار کرونگا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگین حیران تھین کہ کیا کرون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا دوسرا پہلوان کئی سو پیدل و سوار اُسکی پشت پر آیا یہان لوگون کو کھڑے دیکھا وہ بھی اِسی مقام پر آیا جمال ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پیکان محافہ منگا کر بقہر کہ رہا ہی کہ لو ملکہ سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کرونگا دوسرا پہلوان کہ نیران فیل زور اُسکا نام تھا اُسنے قریب آکے کہا کہ ای برادر کیون ظلم کرتے ہو وہ عورت نہین مانتی پیکان نے کہا ای نیران تم دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے میری اس معشوق پر جان جاتی ہی جس طرح مانگی لیجاؤنگا نیران و پیکان سے تکرار ہونے لگی نیران کہتا ہی کہ اس معشوق کو مین لونگا پیکان اُسکا جواب دیتا ہی کہ اس معشوق کو مین لونگا تم یہانسے چلے جاؤ میرے مقدمہ مین دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے نیران نے تلوار کھینچی پیکان اسقدر مغرور ہی کہ اُسکی تلوار کھینچنے کا کچھ خیال نہ کیا چپکا کھڑا رہا نیران نے ہاتھ تلوار کا مارا پیکان نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ نیران لڑکھڑا کر گرا پیکان نے ایک لات ماری کہ سر نیران کا پھٹ گیا ساتھ والون کو اُسکے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ورنہ تم سب کو قتل کرونگا وہ سب خائف و ترسان مثل بید کانپتے ہوے لاشہ نیران کا اُٹھا کے روتے پیٹتے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے پیکان نے کہا کہ لو ملکہ سوار ہو اسی مین خیر ہی ورنہ گود مین

اُٹھا لونگا ملکہ ڈرین ناچار ہوکر محافہ مین سوار ہوئین پیکان نے پایہ پر ہاتھ رکھا لیکر چلا بعد دو تین کوس کے دروازہ قلعہ کا معلوم ہوا ملکہ یا تو سرنگون رو رہی تھین یا خیال مین آیا کہ اپنی جان و آبرو بچاؤ کہا اے پیکان پہلے مجکو ایک تنہا مکان مین اُتار دو پھر جو کچھ کہو گے قبول کرونگی پیکان سمجھا اب مجھ سے راضی ہوئی چوک مین ایک مکان شاہی خالی تھا اُسکے دروازہ پر لاکر محافہ رکھوا دیا کہا اے ملکۂ عالم لو اُترو ملکہ اُس مکان مین اُتر گئین دروازے کی کنڈی بند کرلی پکار کر کہا او حیا جا دور ہو جو کوئی اس مکان مین آیا اپنی جان دیدونگی پیکان روتا پیٹتا اپنی بارگاہ مین آیا شہر مین ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ ایک عورت ناراض فلان مکان مین اُتری ہے جو کوئی اُسکو تسخیر کرکے لائے اور مجھ سے ملائے تو اُسکو دولت دنیا سے نہال کردونگا ایک کٹنی ضعیفہ پاس پیکان کے آئی عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے ملکہ کو سمجھا کر لائے پیکان بڑھیا چلی دروازے پر آکر منتین کرنے لگی کہا بی بی مجکو اندر آنے دو مین کچھ عرض کرونگی بمقدمۂ وصل پیکان کچھ نہ کہونگی ملکہ نے اندر بلا لیا مگر کنڈی بند کرلی سوچی کہ یہ ضعیفہ میرا کیا کر سکیگی جب ضعیفہ بیٹھی ہاتھ باندھکر قدمون پر گر پڑی کہا بی بی پیکان اس شہر کا بادشاہ ہے اُسکی زوجہ کہلاؤگی دولت بے زوال پاؤگی ملکہ نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا کہ ضعیفہ کا سر پھٹ گیا لاشہ کھینچکر باہر پھینکدیا پیکان کو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ نے اُس ضعیفہ کو مار ڈالا اُسنے اشتہار چسپان کیا کہ جسکے مزاج مین آئے اس مہم کو سر کرے دولت بےحساب دونگا ایک خواجہ سرا تاجر پیشہ کاروان سرا مین اُترا تھا یہ خبر سنکر خدمت مین پیکان کی آیا عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے رازدار رہے ہین اگر حکم ہو تو غلام جائے تسخیر کرکے شاہزادی کو لائے پیکان نے حکم دیا بہتر کیا عجب ہے کہ خواجہ سرا کا کہنا مان لے خواجہ سرا چلا دروازے پر آیا دراز سے ملکہ کو دیکھا قضائے کار یہ خواجہ سرا سرکار مین آفاق شاہ کی ملازم تھا جب سے اُس سرکار سے نکلا پیشۂ تجارت کرنے لگا پہچان کر اُسنے پکارا کہا اے شعلہ رخسار آتش خو تم یہان کیونکر پہونچین ملکہ نے خواجہ سرا کو اندر بلا لیا اور لپٹ کر رونے لگین کہا اے خواجہ سرا مجکو اس آفت سے نکال سب اپنا حال بیان کیا خواجہ سرا نے کہا مین رات کو دو گھوڑے لاؤنگا

ایک پر تم سوار ہونا ایک پر مین سوار ہونگا نکل چلینگے ملکہ سے وعدہ پختہ ہوا خواجہ سرا نے آکر پیکان سے کہا مین نے کچھ راضی کیا ہی دو چار دن مین راضی کر دونگا مگر دو گھوڑے کسو اگر قریب اُس مکان کے کھڑے کرا دیجیے بادشاہ نے دو گھوڑے عربی کسو اگر قریب اُس مکان کے کھڑے کروا دیے دو پہر رات گئے خواجہ سرا آیا پکار کر کہا کہ ملکۂ عالم نکلو گھوڑے تیّار ہین ملکہ نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوئین خواجہ سرا ملکہ کو لیکر چلا شہر سے نکل گیا جنگل مین دونون باتین کرتے ہوے جاتے ہین پیکان کو خبر ملی کہ وہ خواجہ سرا ملکہ کو نکال لے گیا پیکان سوار ہوا تلاش مین چلا دس ہزار فوج ساتھ ہی آپ بھی گینڈا اُڑاتا ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی عجب معشوق محبوب نکل گئی میرا تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی **نظم**

نہ ظاہر رنگ دلسوزی ہوا کچھ سوز الفت سے
نہ آئی بو محبت کی گل داغ محبت سے

جو ملجائے تو پوچھون فتنۂ روز قیامت سے
رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشہ مین راحت سے

لیے جاتی ہی کیا جانے کہان سینے کی بیتابی
لپٹ کر رو رہا ہی دل مرا ایک ایک حسرت سے

نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھاتے
وطن برباد ہوتا ہی چلو صحرائے وحشت سے

اُنھین غصہ بھی آتا ہی تو اک عالم دکھاتا ہی
پری معشوق بنتے ہین گذر کر آدمیت سے

اُٹھا لیتی اجل مجکو شب فرقت تو کیا ہوتا
توقع دوستی کی اُٹھ گئی اس بے مروت سے

خدا چاہے تو مہلت دے نہ گردش الفلاک تجکو
ستایا ہی ہمین تو بھی نہین رہنے کا راحت سے

پس مرگ اِسکو پہلو مین نہ رکھونگا نہ رکھونگا
دل بیتاب کا دامن الگ ہو میری تربت سے

تلاش یار کیسی کچھ ہی از خود رفتگی ایسی
کہ ہم ہین آپ اپنی جستجو مین ایک مدت سے

تپش دل کی لیے پھرتی ہی بعد مرگ بھی ہمکو
کبھی جنت مین دوزخ سے کبھی دوزخ مین جنت سے

نہایت شکر کرتا ہون شب غم کی حکایت کا
کہ مجکو باز رکھا وصل مین تیری شکایت سے

یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہین مثال اکثر
ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے

لگاوٹ رکھتی ہی جب سے مزاج یار سے شوخی
یہان بھی لاگ ہی بے اختیاری کو طبیعت سے

عتاب یار مین بھی اے **جلال** اک لطف پاتا ہون
غضب آلودہ چتون کم نہین چشم عنایت سے

ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور نہ گھبرائیے اسی صحرا مین ڈھونڈھکر پا جائینگے قضائے کار

خواجہ سرا سے باتین کرتی ہوئین ملکہ جاتی ہین کہ پشت سے گرد اُڑی خواجہ سرا نے کہا لو ملکہ ہماری
تمہاری تلاش مین لوگ آتے ہین تم الگ جاؤ مین الگ جاتا ہون شائد بچ جائین ملکہ
نے ایک طرف نخل بہت سے دیکھے اُسطرف چلین خواجہ سرا جنگل مین گھسا ملازمان پیکان
نے جو دور سے خواجہ سرا کو دیکھا گرفتار کرکے قتل کیا پیکان نے کہا کہ بار و غضب
کیا اسکو ڈراتے قتل نہ کرتے اُس گوہر بے بہا کا نشان پوچھتے چہار طرف صحرا مین ڈھونڈھا
کہین پتا نہ پایا پیکان روتا پیٹتا پلٹا کہتا تھا یہ غم مجکو زندہ نرہنے دیگا لیکن ملکہ شعلہ رخسار
آتشخو جو خواجہ سرا سے جدا ہوئین سامنے دیکھا کہ ایک تکیہ ہی زیر تکیہ چاہ پہ کچھ عورتین پانی بھر
رہی ہین ملکہ نے اُنسے پانی مانگا ایک عورت نے پانی پلایا ملکہ پانی پیکر ایک نخل کے نیچے
بیٹھین ہاتھ پانوئن جو سن ستائے غش آگیا تکیہ پر جو فقیر رہتا ہی وہ کسی کام کو جو نیچے آیا
دیکھا ایک درخت کے نیچے ستارہ چمک رہا ہی قریب آکر ملکہ کو بیٹی کہکر اپنی گود مین اُٹھا لیا
اپنے چھپر مین لایا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا وہ پیر زمین گیر تلوے سہلا رہا ہی ملکہ اُٹھ بیٹھین فقیر نے
ملکہ سے کہا بیٹی میرے پاس رہو مین خدمت گزاری کرونگا گانون کے لوگ مجکو موافق بسر
اوقات کے دیجاتے ہین اُنھین سے کام نکلجاتا ہی وجہ معاش بہت ہی بلطف میرے پاس رہو گی
ملکہ اُسی فقیر کے پاس رہنے لگین خیال مین ہی کہ عصمت کی تو حفاظت ہی کبھی تو شائد رستم کا بھی
گذر اسطرف ہوگا یا شاید باپ ہمارا ڈھونڈھتا ہوا آوے اور ہمکو لیجاوے فقیر کا کام کاج
کرتی ہین شب کو اُسی چھپر مین سو رہتی ہین فلک نے اُس معشوق خوبرو کو یہ تکلیف دکھائی
اپنے حال زار پر رویا کرتی ہین ایک دن فقیر نے کہا بیٹی پانی ایک بوند نہین اگر مناسب جانو
ایک لوٹا بھر کے لاؤ ملکہ لوٹا لیکر زیر تکیہ آئین کنوین پہ پانی بھرنے لگین تکیہ سے قریب ایک
باغ ہی بسرام جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اسطرف جو گذر ہوا ملکہ کو پانی بھرتے دیکھا سحر
کرکے اُٹھا لایا باغ مین لاکر مسند پہ بٹھایا شراب و کباب سامنے رکھا منتین کرنے لگا کہ مجکو شوہری
قبول کرو ملکہ رونے لگین ہاتھ باندھکر کہا مجکو قتل کر ڈال مگر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکال ہر چند
بسرام جادو منتین کرتا ہی مگر ملکہ قبول نہین کرتین کہ آسمان پہ برق چمکی ہنگام جادو
اُسکا بھائی اسکو دیکھنے آیا معشوق پریچہرہ کو جو مسند پر دیکھا بیتاب ہوگیا کہا ای برادر

یہ کون ہی بسرام نے کہا اسکو جنگل سے اُٹھا لایا ہون ہنگام نے کہا بھائی مجھپر احسان کرو اسے تم
میرے حوالے کر دو مین اسکو آنکھون مین رکھونگا سر پر مکان بناؤن با حتیاط لیے پھرون
بسرام نے کہا ای برادر ایسی بات نہ کہو میری خود اسپر جان جاتی ہی یہ ظالم قبول ہنین کرتی
پھر تمسے کیونکر راضی ہوگی ہنگام نے غصہ سے کہا ای برادر کیا مین تمسے کسی بات مین
کم ہون جسطرح چاہو مجھسے مقابلہ کر لو بسرام جادو نے جواب دیا کہ ای برادر اس مقدمہ
مین زیادہ کوشش نہ کرو اور چلے جاؤ ورنہ بہت خرابی ہوگی ہنگام نے بگڑ کر جواب دیا
کہ مین اسپر مرتا ہون بغیر اس عورت کے لیے نہ مانونگا بہتر یہ ہی کہ تم کنارے ہو جاؤ بسرام
نے کہا واہ مین بڑی مشقت سے لایا ہون کیونکر قبول کرون کہ دیدون ملکہ کانپ رہی ہین
جی مین کہتی ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ای معبود میری عصمت ان دونون کے ہاتھ سے بچا لے
ورنہ ابھی جان دے دونگی ای کریم کارساز و ای بندہ نواز ان ظالمون کی بدعت سے بچا لے
دیکھیے کیا ہوتا ہی دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ بگڑ کر اُٹھے آپسمین گولے چلنے لگے اتفاقاً
ملکہ گلشن افروز مصاحبون سے بقراط ثانی کے اُڑی ہوئی جاتی تھی اول یہ معرکہ گذرا
کہ ملکہ خدمت بقراط ثانی مین بیٹھی تھین کہ بقراط ثانی قہقہہ مار کر ہنسا مصاحبون نے
پوچھا کہ قدرت کے ہنسنے کا کیا باعث ہی بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ایک شاہزادی
حسین و جمیل عاشق رستم ہی جمال رستم سحر ہی کہ جس شاہزادی نے دیکھا اور عاشق ہوئی کتنی
شاہزادیان رستم پر مائل ہوئین اب دو جادوگر اُسکے لیے آپسمین لڑ رہے ہین اور قدرت
تقدیر یہ کر چکے کہ دونون ناامید رہینگے گلشن نے ہنسکر کہا اگر حکم ہو تو کنیز جاکر یہ تماشا
دیکھے بقراط نے کہا کہ کیا مضائقہ لیکن تم کچھ دخل نہ دینا گلشن افروز اُڑ کر چلی اُسوقت
پہونچی کہ بسرام و ہنگام دونون آپسمین لڑ رہے ہین ملکہ چپ بیٹھی دیکھ رہی ہین گلشن
آسمان پر ٹھہرائی جی مین کہتی ہی ان دونون کو قتل کرون اس نازنین کو اُٹھا کر لیچلون یہ سوچکر
جوڑے پر ہاتھ ڈالا ایک چکر آہنی نکالا اسم سحر پڑھکے ان دونون پر پھینک مارا دونون کے
سر کٹکے گرے جیسے ہی وہ دونون مر کر گرے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین اس ارادہ سے
کہ یہانسے نکلجاؤن پھر دشت پیمائی تقدیر مین ہی چند قدم چلی تھین کہ گلشن نے سحر کیا ملکہ

تمام

چلتے چلتے رنگین گلشن نے پنجۂ سحر کا پھینکا کہ وہ کمر مین ملکہ شعلہ رخسار آتشخو کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر لیگیا گلشن ملکہ کو لیچلی ارادہ یہ ہی کہ اپنے باغ مین لیچلون اسکو اپنی مصاحبون مین رکھون نہایت لطف رہیگا پنجہ کمر مین ڈال لیا ہی بر روے ہوا اُڑی جاتی ہین ایک پہاڑ پہ آکے ٹھہرین ملکہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا ملکہ کی نگاہ جو گلشن پر پڑی حیران ہوگئی کہ ای شعلہ رخسار اب کہان پہونچی اب فلک کجرفتار نے کیا سامان دکھایا کہ گلشن سے فے کہا او نازنین ان جادوگرون نے تجکو کیونکر پایا تھا ملکہ رونے لگین کہا ای شاہزادی مین کمبخت آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھون اب فلک کیا دکھاتا ہی دمبدم نئے رنگ نظر آتے ہین اب تم تک پہونچا یا اُن ظالمون کی بدعت سے بچایا اب تمکو اختیار ہی جسطرح چاہو پیش آؤ مگر شکر ہی خدا کا کہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچی گلشن نے کہا میرے پاس رہوگی میری صحبت مین مرد نہین ہی عمدہ عمدہ کنیزین مین نے رکھی ہین تمکو سب کا افسر کرونگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا جو فلک کھائے وہ دیکھنا پڑیگا شکر ہی کہ کنیزون کے قابل تو ہوئی اب کنیزون مین شامل ہوتے ہین اپنے بخت نارسا کی بُرائی پہ روتے ہین قضاے کار شبدیز جادو کہ یہ بھی اُسی وقت صحبت سے بقراط ثانی کی اُٹھا تھا اپنے قصر کی طرف جاتا تھا نگاہ پڑی کہ ملکہ گلشن افروز ایک مہ جبین سے باتین کر رہی ہین روے زیباے ملکہ دیکھکر بیقرار ہوگیا پشت پر سے آکر سحر کیا ہواے سرد چلی گلشن کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوکر گری شبدیز تاج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ پہنے ہوا پر سے اُترا سامنے شعلہ رخسار آتشخو کے آیا کہا ای مہ جبین تو مجکو قبول کر مین ایک ملک کا مالک ہون مصاحبو مین خداوند کے بعزت رہتا ہون مرتبہ اعلے رکھتا ہون ملک و مال کا تمھین اختیار ہوگا سب تمھارے قبضے مین کر دونگا ملکہ نے جواب ندیا شبدیز سمجھا کہ مین نے اسقدر فخر بیان کیا یقین ہی کہ راضی ہوگئی ہوگی میرا مرتبہ ایسا ہی کہ کون پسند نہ کریگا یہ سوچ کر ملکہ کو آٹھا لیا اور لیکر طرف اپنے باغ کے چلا سناٹا بھرے ہوے جاتا ہی کہین نہ ٹھہرا جب اپنے باغ مین پہونچا ملکہ کو اُتارا مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکے سامنے بیٹھا دست بستہ عرض کی ای ملکۂ عالم میرا وصل قبول

کیجیے آپ کو چل کر تخت پر بٹھاؤن ملکہ نے جواب دیا ای شخص کیون بیہودہ بکتا ہی ہم تیرے قبضہ مین ہین خواہ قتل کر خواہ بخشدے خواہ قید کر یہ سُنکے شبدیز جھلا یا کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ہماری جان جاتی ہی تم انکار کرتی ہو اپنی عجب کیفیت ہی **نظم**

تجھسا بھی یار دلبر ہیگا نہ خو نہو — اپنا کرے ہزار کوئی تجکو تو نہ ہو
تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہو — پھر ہمسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو
جبتک ہی قاتل دل پر آرزو نہو — شائد تری نگاہ نے مارا ہو تو نہو
سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ لاکھ بار — تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہو
کس درجہ ہین یہ حیف مرے اشک بے اثر — پانی ہی وہ گلاب نہین جسمین بو نہو
کیا گر گئے نظر سے ٹپک کر ہمارے اشک — یون بزم یار مین کوئی بے آبرو نہو
فریاد عاشقان سے ہی انکی غضب مین جان — کہتے ہین تنگ آکے کوئی خوبرو نہو
چلّا کے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے — آہستہ روئیے کہین درد گلو نہ ہو
مر جائین راہ چلتے نہ چالون پر آپ کی — سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
کچھ میرے خون کا نہین گردن پہ انکی بوجھ — اتنا بھی بیوفائی کا ہلکا لہو نہو
برسون رہیگی دامنِ تر کی مرے تری — یہ زاہدانِ خشک کا آبِ وضو نہو
سچ ہی کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض — دل کو سنبھالے کون جو ای درد تو نہو
پھولون مین میرے ہو جو کوئی گلبدن شریک — وہ پھول بھی مہکنے لگین جنمین بو نہو
یون نیمجان رہین مرے دشمن فراق مین — پوری خدا کرے یہ تمہاری آرزو نہو
تم دل پکڑ لو مجھ سے یہ دیکھا نجائیگا — آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہو
کیا حال سوز دل کہین چھالے زبان کے — خود منہ سے پھوٹنے مین کوئی گفتگو نہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان جلال — لیجئے عدو بنانے سے بھی جو عدو نہو

اس افسوس مین یہ اشعار پڑھے کہ شبدیز گھبر اگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ ظالم مجکو ہرگز نہ قبول کریگی یہ سوچکر دلمین ٹہلنے لگا مگر جب جمال پر نگاہ پڑتی ہی تو گھبرا جاتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگتا ہی ملکہ سرنگون بیٹھی ہین آنکھون سے اشک جاری چہرہ اُداس بالو نسے

پریشانی آئینۂ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی تھی شبدیز اسی تردد مین ٹہلتا ہوا در باغ پر پہونچا دیکھا ایک لڑکا رنگین کپڑے پہنے ہوے ڈفلی ہاتھ مین بجاتا ہوا اور اشعار عاشقانہ گاتا ہوا جلدی جلدی جاتا ہی شبدیز نے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ لڑکے نے جو ساحر کو دیکھا پلٹ پڑا کہا فرمائیے شبدیز نے کہا کہ قریب آؤ لڑکا در باغ پر آیا شبدیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحبزادے کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا جو ہمارا کام ہی اُسی فکر مین نکلے ہین اسوقت بھٹی پر جائینگے شراب پینے والے جمع ہوتے ہین ہم سب کو گا نا سناتے ہین ایک ایک پیسہ فی کس ہمکو ملتا ہی وہین جاتے ہین شبدیز نے کہا نام تمھارا کیا ہی کہا حضور نان اُکھیڑ خان ہمارا نام ہی ہمارے باپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہی وجہ معاش ہمکو کرنا پڑتی ہی اِسوجہ سے تردد رہتا ہی شبدیز ہاتھ لڑکے کا پکڑ کے باغ مین لیچلا روش پٹری طے کرتا ہی جب سر اُٹھا کر دیکھتا ہی سبز بختان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی سرو گلشن کا اکڑنا عندلیبان خوش نوا کا یاد گل مین ہوا سے لڑنا ناشاخین بڑھکر سامنے شبدیز کے آتی ہین اکثر قمریان کوکو کرکے سر پھراتی ہین یہ دیکھکر شبدیز طرف باغ کے متوجہ ہوا اور ہنسکر کہا کیون اے نگہبانان گلشن کیا باعث تردد و انتشار ہی ایک قمری نے آواز دی اے شبدیز اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی تمھارا انتشار دل کو برا ماتا ہی ایسی نازنین پر عاشق ہوے جس سے وصل ہونا ناممکن لڑکے نے جو دیکھا کہ شبدیز قمری سے باتین کرنے لگا فوراً گن گنا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی نظم

نادان ہی وہ جو زلف سے تیری چھڑائے دل
وابستہ چاہیے اسی بڑے سے بارے دل

ایسا حسین تو ہی کہ انسان و جن تو کیا
بیشک فرشتہ بھی تجھے دیکھے تو آئے دل

بیگانہ وار جب سے ہی تو اے سرور جان
جز رنج کوئی اور نہین آشنائے دل

مجنون ترا جنون مین بھی ہی اہل تاج و تخت
طبل دلوا ہی نالہ و آہ رسائے دل

دیدار پر ہی قتل کا وعدہ مرے ہوا
ٹھہری ہی اک نگاہ صنم خونبہائے دل

ہر دم ترے فراق مین رہتا ہی اے پری
سو بار روح مجکو غم جانگزائے دل

ہی زندگی شراب سے مجھ بادہ نوش کی
پہلو مین میرے شیشۂ مے ہی بجائے دل

پہلو مین بیٹھیے کہ شب وصل تا ہو چین
صدمہ ترے فراق کا کب تک اُٹھائے دل

بیمار عشق ہو نہ بچے گا سن اے طبیب	ممکن نہین ہو ایسے مرض سے شفاے دل
سستی نہین ہو جنس اگر دل کی ای شفا	پھر کیون دل بتان کو نہین اعتناے دل

اِس رنگ مین لڑکے نے یہ غزل گائی کہ شبدیز تو چوٹ کھائے ہوے تھا بیقرار ہو گیا کہا صاحبزادے خوب گاتے ہو تمنے دل بیقرار کر دیا سامنے جو تیرے پر جو نازنین بیٹھی ہو کسیطرح مجکو قبول نہین کرتی اس درد سے بیتاب ہو رہا ہون لڑکے نے کہا مین جاکر چند باتین کرون تمھارے واسطے راضی کر دون شبدیز نے کہا کیا مضائقہ ہو اگر یہ مجکو قبول کرے تو تمکو دولت دنیا سے نہال کر دون لڑکے نے کہا ہمارا یہی کام ہو جس سے بات کرین دو باتون مین تسخیر کر لین یہ کہکے لڑکا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پوچھا کیون ملکۂ عالم تمھارا نام نامی کیا ہو اور یہ کیا معرکہ ہو ملکہ رونے لگین کہا اصل کیفیت یہ ہو کہ مین رستم پر مائل ہون اُسی افتاد مین پھنسی ہون اب شبدیز ظلم کر رہا ہو مین چاہتی ہون کہ جان دون مگر ابرو نہ بچے لڑکے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپنے مجکو نہین پہچانا مین عیار رستم ہون سمک یلداقی میرا نام ہو مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون اتنا کہدو کہ میری خود بخود جان جاتی ہو لیکن تو نے ابتدا سے بدعت شروع کی اسوجہ سے نفرت ہو گئی مین تو اسکو ابھی مار لونگا ملکہ نے کہا کہ بھیّا واسطہ خدا کا مجکو اس ظالم کی بدعت سے بچاؤ پاس رستم کے پہونچاؤ کہ مین اِس آفت سے نجات حاصل کرون سمک نے کہا اب مین اُسکو بلاتا ہون کمند کر مین پھنساتا ہون ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا سمک نے پکار کر آواز دی میان شبدیز صاحب آئیے جب شبدیز قریب آیا تو سمک نے کہا ای شبدیز وہ تو خود تمپر جان دیتی ہین مگر تمنے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے وہ نہین قبول کرتین اب بیٹھکر شراب پیو شبدیز نہ خوشی خوشی بیٹھا سمک نے گلابی کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کیا اشعار عاشقانہ پڑھکر جام شبدیز کو دیا شبدیز نے بکشادہ پیشانی جام پی لیا جیسے ہی حلق سے شراب اُتری گھبراکر کہا کیون میان تان ص اکھڑ خان شراب پیتے ہی کلیجہ مین آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہو ہڈیان جل رہی ہین سمک نے کہا اُٹھکر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو شبدیز گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑاکر گرا سمک خنجر پکڑ کر اُٹھا خنجر مارا کہ شبدیز کے دو ٹکڑے ہوے ساری بدلگامی بھولا تھوڑے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من شبدیز جادو بود

سمک نے قریب آکر ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا باغ سے لے نکلا
مگر گلشن افروز جو کہ سحر سے شبدیز کے بیہوش پڑی تھی جب شبدیز مارا گیا تو ہوشیار ہوئی
حیران تھی کہ وہ نازنین کیا ہوئی اور مین کیونکر بیہوش ہوئی مگر ساحرہ ہمہ دان ہمہ گیر ہی جھولی
سے ورق نکالا اُسکو جو دیکھا احوال معلوم ہوا کہ شبدیز جادو نے مجکو سحر سے بیہوش کیا وہی
ملکہ کو لیگیا غصہ مین اُٹھین تلاش مین شبدیز کی چلین باغ مین جو شبدیز کے آئین تو دیکھا
باغ ویران لاشہ شبدیز کا پڑا ہی اسباب عیش و نشاط ٹھوکرین کھا رہا ہی گلشن کو انتہا کا
قلق ہوا کہ اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ای گلشن یہ کیا غضب ہی کہ ایسے ایسے ساحر قتل ہوے
مگر قدرت دخل نہین دیتے یا قدرت کو خبر نہین ہوتی چلکر قدرت سے دریافت کرون
گلشن اُڑتی ہوئی قصر سکندری مین آئی بقراط ثانی بیٹھا ہی گلشن نے آکر سلام کیا سجدے
کے واسطے جھکی بقراط ثانی نے پوچھا کیون گلشن کیا گل کھلایا کیا معرکہ گذرا گلشن نے
سب حال بیان کیا کہ مین شعلہ رخسار کو لیکر پہاڑ پر آئی کہین شبدیز کا گذر ہوا مجکو بیہوش
کیا ملکہ کو لیگیا مگر وہ مارا گیا آپ فرمائین کسنے مارا بقراط ثانی نے سر جھکایا تھوڑی دیر کے بعد
سر اُٹھا کے کہا عیار رستم فرزند عمرو کا اُسطرف گذر ہوا اُسنے دم دے کر شبدیز کو مارا پشتارہ
لیے ہوے جاتا ہی صحرائے نعمانیہ تک پہونچا ہی اگر ہو سکے اپنے کو پہونچاؤ گرفتار کر کے
یہان لاؤ گلشن چلی سمک یلداتی بھاگا ہوا جاتا ہی جب رستم لشکر سے نکلگئے اور کسی کو ساتھ
نہ لیا تو ملکہ جہان آرا بعد جانے رستم کے تلاش مین نکلین سمک ایک نخل کے نیچے پہونچا ہی
چونکہ تھک گیا تھا پشتارہ تختۂ سنگ مرمر پہ رکھدیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہی کہ مزاج درست
ہووے تو چلون کہ گلشن بالاے آسمان پہونچی دیکھا اُسنے کہ پشتارہ سنگ مرمر پہ رکھا ہی
ایک عیار ٹہل رہا ہی وہین سے نعرہ کیا باش او نا عیار آگے نہ بڑھنا منم ملکہ گلشن افروز
سمک نے چاہا کہ بھاگون گلشن نے گیر کی آواز دی زمین نے پاؤن سمک کے تھام
لیے گلشن زمین پر آئی نیمچہ کھینچکر چلی کہتی تھی کہ ارے تو نے شبدیز کو مارا سمک
ہاتھ باندھ رہا ہی کہتا ہی حضور مین آگاہ نہین کہ شبدیز کسکا نام ہی زبردستی مجکو قتل نہ کیجیے
مین تو آپ کا تابعدار ہون گلشن نے پکار کر پوچھا بتلا کہ اس پشتارہ مین کیا چیز ہی

سمک نے کہا حضور یہ میری زوجہ علیل تھی اسکو شفا خانہ لیے جاتا ہون قضاے کار برقع ہوا سے جو چہرہ ملکہ سے اُڑ گیا جمال ملکہ گلشن نے دیکھا کہ وہی شاہزادی ہی اب یقین کامل ہوا کہ یہ وہی عیار ہی کہ جسنے شبدیز کو مارا کہا او نا عیار اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگی سمک بیقرار ہو کر دعایئن مانگنے لگا پکار رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز اس آفت ناگہانی سے مجکو بچائے **نظم**

روے تو بدٌ آفتاب و ماہتاب	پیش لمعان رخ خوبت چہ تاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو	می شود پیدا بعالم انقلاب
باد و آتش جلوۂ ذات تو اند	مظہر انوار تو آب و تراب
تو زہر خاطر کنے اندوہ دور	مے بری از دل تو درد و اضطراب
حامی و ہمدم بخیر و شر توئی	حافظ و ناصر بہ بیداری خواب
نیکی حاصل از تو نیکوکار را	بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو	یا بتندی دم زند وقت خطاب

سمک نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جہان آرا جو اُڑتی ہوئی آرہی تھی اسنے دور سے دیکھا کہ سمک ایک نخل کے سایہ مین سرنگون کھڑا ہی طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ سحر مین پھنسا ہوا ہی ایک طرف بشارہ نازنین آفتاب طلعت کا رکھا ہوا ہی ایک ساحرہ تلوار کھینچے ہوے آتی ہی جہان آرانے وہین سے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی جب گلشن نے سر اُٹھاکر دیکھا پکار کر آواز دی بی جہان آرا تمھاری بڑی تلاش ہی آؤ تمکو بھی لے چلون یہ کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا جہان آرا زمین پر گری جہان آرانے ردسحر کیا نا گنین اپنی کھولدین مار سیاہ برسنے لگے جو سانپ گرا گلشن نے ردسحر کیا کہ ایک طائر پیدا ہوا سانپون کو نگلنے لگا جہان آرانے خنجر مارا کہ سر طاؤس کا اُڑگیا آسمین سحر جو ہوے پانی برسا آگ گری سمک پر سے سحر اُتر گیا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ پانؤن قابو مین پاسے جاتے ہین کود کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا مگر بشارہ اسی طرح رکھا ہی جب جہان آرانے کئی سحر کیے گلشن نے دفع کیے اور جھلاکر آواز دی بی جہان آرا

تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ ہمسے مقابلہ کرتی ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ہر چہ سیاہ کاغذ کا نکالا اُس پر چہ پر اپنا خون ڈالا طرف جہان آرا کے پھینکا ایک لکۂ ابر بنکر تیار ہوا اُس لکۂ ابر سے خون برسنے لگا ایک قطرہ جو جہان آرا پر گرا بیہوش ہوکر گری مثل مردہ کے پڑی رہی گلشن نے جو جہان آرا کو بیہوش دیکھا نیمچہ کھینچ کر چلی ہر چند کہ جہان آرا کی آنکھین کھلی ہین مگر پتھرائی ہوئین آنکھون سے دیکھ رہی ہر مگر طاقت ہاتھ اور پاؤن کی سلب ہوگئی بلک کر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق لیل و نہار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ظلم سے اس ظالم کے نجات دے

نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود — روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را کرد در اوصاف خود رطب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان — درد عصیان را بمعجون کرم درمان نمود
سر بہ پیچد از سجود بندگی و احترام — کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان — جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دل آمد صوفیان صاف طینت را بقدر — عمدہ مضمونے کہ ہندی درج این دیوان نمود

کہ ایک طرف سے آواز آئی او گلشن یہ کیا کرتی ہے خبردار اسکو قتل نہ کرنا حکم خداوند سے بھی آگاہ ہے دیکھ خداوند نے کیا فرمایا ہے مین کئی سو کوس سے بھاگا ہوا آتا ہون کتنی جلدی پہونچا زمین کی طنابین قدرت نے کھینچدین گلشن نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام دوڑا ہوا آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ مین اُسپر مہر لقراطِ ثانی ثبت ٹھہر گئی وہ ساحر جست کرکے قریب آیا کاغذ ہاتھ مین گلشن کے دیا گلشن نے دیکھا کاغذ مین تہ لگی ہے تہ کو جو کھولا کاغذ سے دھوان نکلا دماغ پر گلشن کے پہونچا چرخ مار کر بیہوش ہوئی ساحر نے نعرہ کیا منم مہتر سماک یلدائی یہ کہکر خنجر مارا گلشن کا شکم چاک قصہ پاک جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی سماک کو گلے سے لگا لیا کہا اے مہتر والا گہر

بڑا کام کیا وقت پر پہونچے ہو سمک نے کہا مین نے دیکھا کہ اب خاتمہ ہوتا ہی تم بھی بیہوش ہو کر گر پڑین مین ناچار ہو کر دوڑ پڑا شکر ہی کہ مطلب پورا ہوا ملکہ پر بڑی افتادین پڑین مگر خدا نے فضل کیا جہان آرا نے کہا ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ مین محافہ لشکر سے لاؤن ہمارے آقا کی معشوقہ اسطرح جائے یہ کہکے ملکہ جہان آرا لشکر مین پہونچین محافہ لائین ملکہ کو اُسمین سوار کیا جہان آرا و صہبا پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈال کر چلین کمیدان و رسالدار نوبت و نقارہ بجاتے ہوے ساتھ ہین اس دھوم سے ملکہ شعلہ رخسار آتشخو کو دھوم دھڑکے سے لیکر لشکر مین آئے لیکن ملکہ نے جو آرام پایا بے اختیار رونے لگین فرمایا عمرو جو نہین معلوم رستم پر کیا گذری افسوس صد افسوس نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو
کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو

نالہ مرا دعا ہی کی پیدا کرے صفت
بس تو ہی سُن لے اور کسی کو خبر نہو

کہتا ہی جو بُرا ان کو بھلا تیرے عشق مین
اُس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو

کہتے ہین ہمنے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا
تیری سی بیقرار کسی کی نظر نہو

تم آکھڑے نہو جو دم نزع سامنے
عاشق تو حشر تک بھی ادھر یا اُدھر نہو

سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپائے کیون
کہتا ہی دل اُس آفت جان کا یہ ڈر نہو

جھگڑے کا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلہ
اس سوچ مین وہ بت ہی کدھر ہو کدھر نہو

لے ڈالی خاک کعبہ کی یا دیر کی جلال
کوشش کرے وہ لاکھ ترے دلمین گھر نہو

سمک نے کہا ای ملکہ نہ گھبرائیے مین تلاشِ آقا مین جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ خواجہ عمرو جست و خیز کرتے ہوے خوشی خوشی چلے آتے ہین سمک جاکر خواجہ کو دربار مین پہونچا آیا دربار جو خواجہ نے رستم سے خالی پایا خواجہ عمرو نے پوچھا رستم پر کیا گذری شعلہ رخسار رونے لگین کہا عمرو نامدار مجھ برگشتہ بخت کے واسطے نکلگئے مجکو تو پروردگار نے لشکر مین پہونچایا نہین معلوم اُنپر کیا گذری تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی والد بزرگوار ملکہ کے با فوج گران آکر پہونچے اور فرمانے لگے کہ خواجہ عجب معرکہ گذرا ہی کہ جب نقابدار چرم پوش مارا گیا اور رستم کو معلوم ہوا کہ ملکہ خوف جان و آبرو سے نکل گیئن بیقرار ہوے

اضطراب

ارشاد فرمایا کہ مین خود اُس گم گشتہ کی تلاش کرونگا یہ فرما کر گھوڑے سے اُتر طرف صحرا کے چلے مین نے ہر چند چاہا کہ ساتھ دون قبول نفرمایا ناچار بٹھہر گیا رستم اکیلے طرف صحرا کے روانہ ہوے مین بھی عقب مین روانہ ہوا جب مین نے رستم کو ندیکھا قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا درۂ کوہ سے پہاڑ کے آگ نکل رہی ہے اور کئی سولاشے اُس مقام پر پڑے ہین کئی آدمی درۂ کوہ سے نکلے مین نے اُنسے حال پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ رستم یہان آکر ٹھہرے آتشبار جادو کہ وہ اس کوہ کا حاکم ہے اُسکو معلوم ہوا کہ رستم اس مقام پر آئے ہین فوج لیکر نکلا مقابلہ ہوا رستم پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا آخر آتشبار نے بلوہ کیا از روے بلوہ کے رستم کو پکڑ لیا اور درۂ کوہ مین لیگیا ہے یہ سنکر خواجہ نے فرمایا مین تلاش مین اپنے فرزند کی جاتا ہون لیکن خرچ کے لیے حیران ہون ملکہ شعلہ رخسار و جہان آرا و صہبا وغیرہ نے مبلغ خطیر پیش کیے خواجہ نے وہ روپیہ نذر زنبیل کیے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین رستم کی چلے کوہ و صحرا کو طے کرتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے دیکھا درہ ہاے کوہ سے آتش نکل رہی ہے خواجہ عمرو حیران ہوے کہ اندر کیونکر جاؤن کچھ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا دگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار ہوے نحیف و ضعیف گڑبڑی داڑھی چہرے پر چکن کا کرتہ زیب جسم درخت کے نیچے بیٹھے زنبیل سے دف نکالی یہ اشعار نئے طور سے گانا شروع کیے

نظم

بت کرین آرزو خدائی کی ؛ شان ہے تیری کبریائی کی
ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اُسکے ؛ طالع بد نے نارسائی کی
جو یون ہی تم سے بیوفا سب ہون ؛ رسم اُٹھ جائے آشنائی کی
موت آجائے قید مین صیاد ؛ آرزو ہو اگر رہائی کی
لب لعلین کی گر صفت لکھون ؛ سُرخ رنگت ہو روشنائی کی
تیرے کوچے مین بادشاہون نے ؛ سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
رونگٹا تک کہین بدن مین نہین ؛ انتہا ہوگئی صفائی کی
خاک ہوکر نکلا اُسکا غبار ؛ اور صورت نہ تھی صفائی کی

بھولا بھٹکا تو آپ پھرتا ہی / خضر نے کسکی رہنمائی کی
دھوم ہی یاسمن عذارون مین / گوری گوری تری کلائی کی
خط کو منڈ وا کے آج اُس گل نے / گلشنِ حسن کی صفائی کی
واہ رے حسن ایک رنگت ہی / تن کی اور زیور طلائی کی
آئے تھے ساتھ لیکے نقد حیات / کھو چلے اُسکو یہ کمائی کی
مٹ چکین اب کدورتین صاحب / کون سی شکل ہی صفائی کی
فقر مین بھی وہی دماغ ہی رند * / بو نہیں جاتی میرزائی کی

خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار گائے طائران نخل آشیانون سے گرنے لگے دیکھا ڈکارتا ہوا ایک شیر آیا اور آکے بیٹھ گیا گانا سننے لگا ایک طرف سے آہو نکلا پہلو مین شیر کے آکے بیٹھا ایسا گانے مین محو ہی کہ شکار پر خیال نہین کرتا شکار بھی مبہوت بیٹھا ہی قضائے کار آتشبار جادو رستم کو لے کر آیا ہی کلاہ سر سے اُتار لی زرہ کو بھی جسم سے اُتار لیا تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا لوح طلسم بھی اُتار لی یہ سب چیزین اپنے سامنے رکھین ساتھ والون سے صلاح کر رہا ہی کہ اب قیداس جوان کی خدمت خداوند مین روانہ کرون اس فکر مین بیٹھا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی ساحرون سے کہا ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہی چند ساحر اُس آگ کو پاؤن سے ملتے ہوے درۂ کوہ پر آئے جھانک کر دیکھا کہ ایک بڈھا بیٹھا گا رہا ہی جانوران صحرا گرد جمع ہین سب گانا سن رہے ہین ہر جانور اپنے حال مین سرنگون بیٹھا ہی ایک سے ایک جانور خوش وخرم ہو رہا ہی ساحر آتشبار کے سامنے آئے حال بیان کیا آتشبار نے ساحرون سے کہا کہ اس گویے کو لاؤ ہم اسکا گانا سُننگے مرد کامل واکمل ہی گانا تاثیر دار ہی چند ساحر چلے درہ سے نکلے اُسی آگ پر پیر رکھتے ہوے سامنے خواجہ کے آئے خواجہ نے ذکو رکھا جیسے ہی آواز موقوف ہوئی جانور طرف صحرا کے بھاگ گئے ایک ساحر نے کہا بڑے میان صاحب چلیے آپ کو آتشبار جادو بلاتے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اس آگ مین کیونکر چلین ساحر نے کہا کہ بڑے میان ہمارے پیچھے چلے آؤ بقراط ثانی کا نام زبان پر رکھو آگ اثر نہ کریگی خواجہ عمرو ساتھ اُن

ساحرون کے چلے جب درۂ کوہ مین آئے شعلے اور زیادہ بھڑکے خواجہ ڈر کر پیچھے ہٹے
ساحرون نے کہا بڑے میان نہ گھبراؤ تھوڑی دور اور باقی ہی خداوند بقراط ثانی کا نام
لو آگ تاثیر نہ کریگی خواجہ نے بقراط ثانی کا نام لیا شعلے کم ہوے مگر آگ مین وہ حرارت
ہی کہ پسینے پسینے خواجہ ہو رہے ہین مگر ساحرون کے پیچھے چلے آتے ہین کہ آگ کو طی کیا درۂ
کوہ سے باہر نکلے تھوڑا سا صحرا ملا اُسکے بعد و، باغ تھا وہان حاجب و دربان کھڑے تھے
خواجہ اُن سب کو سلام کرتے ہوے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب
نہرین پانی سے بھری ہوئین لاجواب ہر نخل پر طائر بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی نرگس شہلا
کی آنکھین سوجی ہوئین ہواے معتدل چل رہی ہی خواجہ عمرو طی وی کرتے ہوے سامنے
آتشبار کے پہونچے سلام کرکے دعا دی عالے عالے مراتب رہین چراغ سحر روشن رہے
آتشبار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ خواجہ سلام کرکے بیٹھے آتشبار نے پوچھا کہ بڑے
میان اسطرف کیونکر آئے خواجہ عمرو نے کہا داتا پیٹ ہر مقام پر لیجاتا ہی جہان پہونچے
عملداری مسلمانون کی پائی یہ لوگ کسی کو کچھ نہین دیتے ہمارے دینے والے تو آپ لوگ
ہین بھجن سامری کے گاؤن خداوند خیال سکندری کی تعریف کرون آتشبار نے کہا
بڑے میان تم خداوند کو کیا جانو خواجہ عمرو نے کہا ای شہنشاہ ساحران مین قصر سکندری
مین دیکھ آیا ہون وہان کا حال مجھ سے پوچھیے ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت مجکو قصر مین لیجاتے
تھے گانا سنتے تھے ایک دن مجھ سے بے ادبی ہوگئی کہ قدرت کی جوان بیٹی پردہ سے نکل
آئی مجکو دیکھ رہی تھی مین نے اُس سے کہا کہ آؤ بیٹھ جاؤ قدرت نے مجکو ڈھکیل دیا مین
قصر سے نیچے گرا اُسدن سے قدرت کا سامنا نہین ہوا ورنہ مین روز قدرت کے سامنے جاتا تھا
بھجن اُنکے گاتا تھا وہی سب یاد ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک
ساحرہ نوجوان تخت اُڑائے ہوے آتی ہی پکارتی ہوئی ای آتشبار تیری جدائی نے ایسا بیقرار کیا
کہ آرام نہ آیا آخر چلی آئی یہ کہکے کودی پہلو مین آکر بیٹھی آتشبار جادو نے کہا ای گرم مزاج
کیون اسقدر گھبرائی ہوئی ہو دیکھو قدرت کی صحبت کا گویا آیا ہی کیا خوب گاتا ہی بیٹھ کر
گانا سنو مین تمھارا انتظار کر رہا تھا گرم مزاج نے کہا ای آتشبار تمنے طلسم کشا کو فید

کیا ہی ایسا نہو عیار آئین اور فساد برپا کرین اس خیال سے مین دوڑ پڑی وقت پر آئی دریافت
کرلو کہ یہ گویا ہی یا کوئی عیار ہی آتشبار نے کہا پہلے ہی انتظام کرلیا ہی درہ ہاے کوہ مین آگ
روشن کرلی ہی بغیر میرے بلائے کوئی نہین آسکتا گرم مزاج نے کہا اگر تمھین اطمینان ہی تو گانا
سنو گرم مزاج نے اشارہ کیا خواجہ عمرو نے سامنے گرم مزاج کے عمدہ عمدہ اشعار عاشقانہ
گائے خواجہ کا تو گانا سحر ہی گرم مزاج بیقرار ہوگئی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی بڑے میان صاحب
تم گانے مین کمال رکھتے ہو خواجہ نے کہا خدمت خداوند مین برسون رہا قدرت نے تعلیم
کیا تاثیر مرحمت کی پھر میرے گانے مین کیونکر نہ تاثیر ہو گرم مزاج نے کہا ای آتشبار اس گویے
کو خدمت خداوند مین لیچلو خطا معاف کرادو یقین ہی قدرت بہت راضی ہونگے اور اسکا گانا
روز سنینگے خواجہ عمرو نے عرض کی ای ملکۂ عالم تمھاری قدردانی نے جی خوش کردیا بیشک
تمھاری وجہ سے قدرت سے صفائی ہوجائیگی لیکن طلسم کشا کو کیون نہین قتل کرتے
یہ وہ شخص ہی کہ جسکے ذکر سے قدرت کانپ جاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن
ہمارے طلسم مین ایسا شخص آئیگا کہ صدہا ساحر قتل ہونگے ساحرون پر آفت آئیگی تمنے
اُسی شخص کو گرفتار کیا ہی سو برس پیشتر سے قدرت یہ خبر دیتے تھے اُسکا اب ظہور ہوا آتشبار
نے پوچھا کیون بڑے میان یہ ذکر تم سنا کرتے تھے خواجہ عمرو نے کہا گانا سنتے سنتے قدرت
ایک دن کانپ گئے اور آنکھون مین آنسو بھر لائے مین نے پوچھا کیون خداوند خیر تو ہی تب
قدرت نے فرمایا کہ ای ذی نواز قدرت نے ایک بندہ کو پیدا کیا ہی کہ وہ ہمارے بندون کا
قاتل ہی اسوقت اُسکی بدعت کا خیال آگیا قدرت کو تردد ہوا اگر آتشبار جادو گرفتار کریگا
اُسکے ہاتھ پر خاتمہ ہی آج تمنے وہ کام کیا جسکی قدرت نے سو برس پیشتر خبر دی تھی اُسکا آج
ظہور ہوا تمھارا وہ مرتبہ ہوگا کہ قدرت تمکو اپنا نائب کرینگے مین بھی تمھارے ساتھ رہونگا
بڑے بڑے کام انجام دونگا کارہاے نمایان مجھسے سرزد ہونگے تمکو اس مرتبہ پر پہونچاؤنگا کہ اہل طلسم
رشک کرینگے اور ابھی آپ نے کیا کمال سنا وہ کمال دکھاؤن کہ جسکا ذکر نہ سنا ہو آتشبار ان باتون
پر بھول گیا کہا کیون گرم مزاج تمنے سنا میرے مقدمہ مین قدرت پہلے ہی حکم لگا چکے تھے
مین اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ شعلۂ آتش نے خبر دی کہ طلسم کشا آکر ٹھہرے ہین مین فوج لیکر

پہونچا جسنے سحر کیا وہ سحر پلٹ کر اُسی پر پڑا کہ اُسکا خاتمہ ہوا تب مین نے ساحر دلن کو حکم دیا کہ
سحر نہ کرو زنجیرین و کمندین مار کر گرفتار کر لو جب کئی ہزار کمندین پڑین تب طلسم کشا گرفتار ہوے
یہ وہ جوان ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے مگر اُسپر غالب نہ آئے
لیکن مین نے وہ تدبیر کی کہ گرفتار کر لیا ورنہ اُس شخص کا گرفتار ہونا مشکل تھا مگر کیون بڑے
میان تمنے وہ خبر سُنائی کہ دل باغ باغ کرو یا خانۂ دل کو فرحت و عیش سے بھر دیا تمنے سو
برس پیشتر خبر پائی اُسکا آج ظہور ہوا اگر اور کمال کیا ہی کہ جبکا تمنے ذکر کیا خواجہ نے کہا
ملکۂ عالم وہ ساقی گری کرون کہ کسی کو باقی نہ چھوڑدن آتشبار نے کہا ساقی گری کیا بات ہی شراب
اُنڈیل کر پلانا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ کمال قدرت نے نیا ایجاد کر کے مجکو تعلیم کیا ہی کہ ہاتھ سے
بتاؤن پاؤن سے ناچون مُنہ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن آتشبار نے کہا بڑے میان صاحب
یہ تو بہت مشکل ہی خواجہ نے کہا ملاحظہ کر لیجیے کلید میخانہ مجکو دیجیے نقصان تو آپ کا ضرور ہوگا مگر
قلب کو سرور ہوگا آتشبار نے خوشی خوشی کنجی میخانہ کی خواجہ کو دی خواجہ جست کر کے میخانہ مین آئے
شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو ہم ساقی ہوے اب کوئی باقی نرہے
شراب کا حکم عام ہی جسقدر چاہو لیجاؤ ساحر دوڑ دوڑ کر آنے لگے گلابیان و کنٹر اُٹھا کے لیجانے لگے
لیکن شعلہ ہاے آتش مین حدت زیادہ ہوئی خواجہ نے ایک ساحر سے پوچھا یہ آگ کسکی ذات سے
روشن ہی ساحر نے جواب دیا بساط آتشبار اس آگ مین رہتا ہی ہر وقت کتاب تصنیف کردۂ لقراط ثانی دیکھا
کرتا ہی قدرت کو حکم بتاتا ہی خواجہ دوڑے ہوے سامنے آتشبار کے آئے کہا اے شہنشاہ ساحران بساط
آتشبار کو اس صحبت مین بلایئے وہ بھی شراب پیین صحبت مین شریک ہون آتشبار نے کہا بڑے میان
تمکو کیونکر معلوم ہوا خواجہ نے کہا مین یہ سب ذکر سو برس پہلے خداوند سے سن چکا تھا اُسی کا خیال
آگیا آتشبار کو اور زیادہ خیال ہوا کہ یہ گویا بیشک خدمت خداوند مین رہا ہی سب باتین
سُن چکا ہی کہا کیون اے گرم مزاج اب پردہ کی کیا ضرورت ہی سب حال یہ جانتا ہی گرم مزاج
نے کہا اے آتشبار بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسا شخص تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہوا آتشبار
نے پکار کر آواز دی اے بساط آتشبار صحبت مین آؤ آج نیا تماشا دیکھو یہ کہتے ہی شعلے آگ
کے زیادہ بھڑکے ایک دندناتا ہوا ایک ساحر سیاہ فام آگ سے نکلا ٹہلتا ہوا سامنے آتشبار کے

آیا کہا ای آتشبار اسوقت مین کتاب دیکھ رہا تھا صاف یہ مضمون نکلا کہ آتشبار پر کوئی افتاد سخت پڑا چاہتی ہی مین نے چاہا تھا کہ آگے دیکھون تمنے آواز دی مین فوراً چلا آیا ذرا ہوشیار رہنا آتشبار نے کہا کہ ای بساط اب مقام خوف نہین ہی ایسا گویا صحبت مین آیا ہی کتاب ہمکو کچھ خوف نہین سو برس پیشتر کی باتین بیان کرتا ہی اُسکا آج ظہور ہوا اب کیا خوف ہی بیٹھ کر شراب پیو پھر خدمت خداوند مین چلین وہان چلکر عہدے لین اب قدرت ہمکو اپنا نائب بنائینگے سو برس پیشتر فرما چکے ہین ہمکو گوئیے کی زبانی معلوم ہوا بساط بیٹھا خواجہ کئی سو گلابیان لیکر محفل مین آئے دیکھا ایک طبلیہ پیشتر سے طبلہ بجا رہا ہی وہ ٹکڑے گانٹھتا ہی کہ سب تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے چاہا کہ اُسکو منع کرون آنکھ جو لائی پہچانا کہ مہتر سماک ملداقی ہی خوش ہوگئے حیران تھے کہ یہ ظالم کیونکر پہونچا مگر خیر اب تو آگیا کچھ مطلب نکلیگا خواجہ عمرو نے گھنگھرو پاؤن مین باندھے جام شراب سر پر رکھا توڑے لیتے ہوئے چلے مگر بساط آتشبار طرف آگ کے دیکھ رہا ہی خواجہ سامنے آکر بساط ہی کے جھکے کہا ایسے افسرون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بساط نے ہاتھ تو بڑھائے مگر طرف آگ کے دیکھا ایک شعلہ بھڑک کر جام پر گرا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اور جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا دوسرا شعلہ بھڑکا وہ خواجہ عمرو پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے بساط آتشبار نے کہا ارے تو کون ہی خواجہ نے چاہا کہ جست کرکے بھاگون خیال کیا کہ زمین پاؤن تھامے ہی اپنے مقام سے ہل نہین سکتے عمرو آیا عمرو آیا کا ہلڑ ہوا بساط تیغہ کھینچکر اُٹھا کہتا ہوا کیون آتشبار تمنے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا اس ظالم نے سبکو مار لیا ہوتا مگر مین نے جو کتاب مین دیکھا تھا کہ کوئی اُفتاد پڑا چاہتی ہی اُسی خیال سے مین نے اشارہ کیا سحر نے میرے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے جو اپنا یہ حال دیکھا رو رو کر دعا کرنے لگے عرض کرتے تھے ای معبود حقیقی ای مالک تحقیقی اس آفت سے بچائے نظم

چارہ جوید از تو ای شافی مریض لاعلاج	مرگ خواہد دردمند درد باطن یا علاج
لطف کن لطف ای شفابخش مریضان جہان	تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج
لا دوا را شربت دیدار گر بخشد شفا	شربت دیدار مے باید پے آن لاعلاج

بہر بیمار تپ ہجران و محرور فراق — ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج
از فلک بہر دوا ے دل مسیحائی فرست — بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
بہر صفرا ے دلِ صفرا زدہ کن چارۂ — بہر سودا ے دل سودا زدہ فرما علاج
ز اعتدال خود طبیعت در عنت برگشتہ است — کن کہ بہر این مرض دانے تو ای دانا علاج
از جنابت طالب عقبے ہمے خواہد مدد — از تو مے جوید مریضِ علتِ دنیا علاج
چون طبیبانِ زمانہ جملہ بیمار تواند — از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
بر لب آمد دل بہجرانت دل بیمار را — منحصر بر ذات پاکِ تست یا مولا علاج
غم مخور ہندی ز دردِ دل درین بیت الحزن — خود کند آن شافیِ مطلق کرم فرما علاج

خواجہ عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین بساط اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ اس ظالم کو ابھی قتل کرونگا غضب ہی کیا سب کو مار لیا ہوتا اگر مین ہوشیاری نہ کرتا تو خاتمہ تھا جیسے ہی تلوار کھینچ کر چلا طبلیے نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شاہنشاہ ساحران تمنے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کر لیا لیکن مین آپ کو ایک تدبیر بتاؤن سامنے درۂ کوہ مین ایک شخص چھپا بیٹھا ہی چلکے پہلے اُسکو گرفتار کر لیجیے نہین معلوم ساحر ہی یا عیار پہلے اُسکو گرفتار کر لیجیے جب تک وہ نہ گرفتار ہوگا مجکو خوف آتا ہی ایسا نہو کہ کچھ فتور برپا کرے بساط آتشبار یہ سنکر قتل عمرو سے الگ ہوا ساتھ طبلیے کے چلا طبلیا بساط کو لیے ہوے درۂ کوہ مین آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی جیسے ہی بساط پلٹا سمک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے گرتے گرتے حباب مارا کہ بساط بیہوش ہوا سمک نے بساط کو لپیٹ کر درۂ کوہ مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا کہا ای آتشبار ایک عیار درۂ کوہ مین چھپا تھا مین نے ایک گولا مارا کہ غرق زمین ہو گیا اب اطمینان ہوا بیٹھکر شراب پیو مین اپنے ہاتھ سے انتظام کرونگا اب مجکو کسی کا اعتبار نہین کوئی اور افتاد نہ پڑے یہ کہکے جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جام آتشبار کے منھ سے ملا دیا آتشبار خوشی خوشی پی گیا جانتا ہی کہ میرا رفیق پلا رہا ہی اتنو سمک نے دورا باندھا ہی تھوڑے عرصہ مین سارے جلسہ کو شراب پلائی ملازمون کو اشارہ کیا کہ تم بھی شراب لے جاؤ اب مین سب کا انتظام کر رہا ہون سب شراب پینے لگے تھوڑے ہی

عرصہ مین سب نے شراب پی صحبت مین وست دراز یان ہونے لگین کوئی کسی کی ٹوپی اُتارتا ہو کوئی کہتا ہو تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین اور لات ماردی آنکو عارضۂ فتق تھا ہائے کہکر لیٹ گئے فرمایا بھائی مار ڈالا کتیا حرامزادی نے کیا بھٹ مقرر کیا ہو کہ دونون گر کر بیہوش ہوے ایک نے کہا بھائی بڑے افسوس کی بات ہو کہ تمھاری مونچھ پر کوّا بیٹھا ہو اُنھون نے کہا اس حرامزادے نے شاخ نخل مقرر کی ہو اور تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو اُنھون نے کہا کہ سر نہ ہلانا مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا ہائے کہکر وہ گرے اور وہ بھی گرے گرتے گرتے اُنھون نے کہا کہ بھائی کوّا اُڑ گیا پونچھ رہ گئی اسطرح کے مضحکے محفل مین ہو رہے ہین آتشبار یہ کہکے اُٹھا کیا میری محفل کو بازار بنایا ہو اُٹھتے اُٹھتے گرا سمک یلداقی نے اُن تحفہ جات کو لیکر رستم کو بٹھایا آتشبار کو قتل کیا بساط کو بھی مارا ساری محفل کے کپڑے اُتار لیے سبکو قتل کیا لشکر والون کو جلا دیا مگر لباس کسی کا نہین چھوڑا جسوقت رستم رہا ہوے خواجہ سے کہا مرکب تلاش کیجیے خواجہ عمرو نے تمام باغ مین ڈھونڈھا ایک گوشہ مین مرکب بندھا تھا خواجہ اُسے تیار کر کے لائے سمک کی رستم نے بڑی تعریف کی فرمایا ای سمک کیا کار نمایان کیا ہر چند کہ خواجہ نے خوب رنگ جمایا تھا مگر بساط کی ہوشیاری نے آفت برپا کی مگر ای سمک تمنے کار نمایان کیا تم کیونکر پہونچے سمک نے کہا مین قریب درۂ کوہ آیا اور یہ تو سُن ہی چکا تھا کہ آتشبار نے رستم کو گرفتار کیا فکر مین ہوا کہ اندر جاؤن آتش کو دیکھکر گھبرایا چند ساحر اندر سے نکلے مین نے ایک ساحر کو بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکر اُن سب کے ساتھ ہوا جب قریب آتش پہونچا تو گھبرا کر رُکا کہا یار و مجکو گرمی معلوم ہوتی ہو اُن سب نے کہا بقراط ثانی کا نام لو گرمی نہ معلوم ہوگی مین اُس مردود کا نام لیتا ہوا اندر آیا ارباب نشاط مین مل گیا طبلیہ بنکر محفل مین بیٹھا اسطرح غلام پہونچا سب کو رامش تو کرہی چکا تھا جب خواجہ پہونچے مین سمجھ گیا کہ اب تو قبلہ وکعبہ آگئے اب کام کرینگے جب آپ گرفتار ہوے جو کچھ کیا وہ حضور نے دیکھا رستم نے سمک کو گلے لگایا سوار ہوکر باغ سے نکلے ایک طرف سمک ایک طرف خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ سے نکلے تھے

کہ صحرا سے گرد اُڑی آفاق تاجدار ساٹھ ہزار فوج سے پیدا ہوا آگے رستم کو بیچ مین لیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا عرض کی جب سمک نے ملکہ کو لشکر مین پہونچایا اور یہ دونون عیار تلاش حضور مین نکلے مین بھی انکے عقب مین چل نکلا شکر ہی کہ حضور کا غنچۂ آرزو کھلا اگر مناسب ہو آج اسی صحرا مین اُتر پڑیے کل صبح کو کوچ کیجیے میرے اہل لشکر تھکے ہوے ہین رستم بموجب کہنے آفاق شاہ کے اُسی صحرا مین اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی لشکر والے اپنے اپنے مقام پر اُترے رستم در بارگاہ پر کرسی بچھا کر بیٹھے خواجہ و سمک حاضر خدمت ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہی ساٹھ ہزار جوان اُسکی پشت پر مگر سب مسلح و مکمل لشکر رستم کو دیکھکر وہ پہلوان آکر مقابلہ مین اُتر پڑا سکان جنگ آزما اُسکا نام ہی جنگ سے ہر وقت اُسکو کام ہی لاف و گزاف کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے لشکر مین بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو اطلاع کرنے پر حاضر تھے خبرین لے کر سامنے رستم کے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعاے خیر دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنامِ تو باد	ہمہ کار عالم بہ کامِ تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو یہ پہلوان جو آیا ہی سکان جنگ آزما اسکا نام ہی لاف و گزاف اسکا کام ہی بڑے غرور مین طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو رستم نے حکم دیا ای سمک کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر رستم مین نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکر مین تیاریان ہونے لگین وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش مالک اقلیم چہارم بصد کر و فر میدان مشرق سے نکلا فلک چہارم پر آکر جلوہ فرما ہوا سکان سوار ہوا کل لشکر کو ساتھ لیکر میدان مین آیا گینڈے کو آگے بڑھائے کھڑا ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا رستم پیلتن مرکب استر مالا کبود پر سوار ملک آفاق شاہ تخت پر پشت پر لشکر ظفر اثر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اس شوکت سے لشکر اسلام آکر پہونچا سکان جنگ آزما آمد لشکر دیکھکر

ڈنگ ہو گیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ رستم بڑا صاحب شوکت ہی اس رعب و دبدبہ سے میدان مین آیا ہی کہ جاہ و جلال دیکھکر قلب کانپتا ہی دیکھیے خداوند نے کیا چاہا ہی کیا کیفیت ہوتی ہی ساتھ والے کہتے ہین آپ کی جرأت کے سکّے ہین آپ کی جنگ کے ڈنکے ہین جس جنگ پر گئے اس جنگ کو فتح کرکے آئے اس جنگ پر تو آپ کو قدرت نے بھیجا ہی وہ تقدیر کرینگے آپ غالب آئینگے سکان خاموش ہو رہا فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکہ ہیٹے پکارتے تھے کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جلیل القدر پیوند خاک ہوے اُنکی قبرون کا نشان بھی نہین باقی کوئی نام بھی اُنکا نہین لیتا نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

دیگر

گئے سوے گلستان کل جو ہم باخستہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا مضمون خیالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پایمالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

اسطرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ مردان عالم کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب تھرا گیا ارادہ ہوا کہ دشمن پر جا پڑین میدان مین بڑھکر لڑین اگر ہماری موت نہین ہی تو کوئی قتل نہین کر سکتا اور اگر موت آچکی اور یہی صحرا ہمارا مشہد و مقتل ہی تو کیا اختیار ہی مالک پروردگار ہی جو مناسب ہو فرد سر نے بیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بسر من یا نصیب + ہر طرف یہی ذکر تھے بہادر گھبرا رہے تھے کہ سکان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا جب خوب غرق عرق ہو چکا اور دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر فرد گران ہر کرا بار سر

بیت

برتن ست + حکیم علاجش بدستِ من است + یہ جو بغور اُسنے آواز دی ملازمان آفاق شاہ
نے قصد کیا تھا مگر رستم مانع ہوے مرکب باد رفتار بڑھایا آفاق شاہ سے اجازت چاہی
آفاق شاہ نے عرض کی آپ کو خدا کے سپرد کیا پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج
والم دل سے دور کرے رستم مرکب کو بڑھا کر سامنے سکان کے پہونچے سکان نے دیکھا
ایک نرہ شیر نہایت دلیر صاحب شوکت و حشم کوہ شکوہ صولت و جلالت مثل چاکران کمترین ہمراہ
رکاب ہین جلال دیکھکر دنگ ہو گیا سلام کیا رستم نے اُسکے سلام کا جواب دیا سکان نے
کہا ای رستم تمنے سرحد خیال سکندری مین تہلکہ ڈال دیا لیکن مین جس جنگ پر گیا بغیر فتح
کیے نہین پلٹا بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ سنتا ہون
کہ صاحبقران کے بڑے فرزند ہو اُنکو کیسا قلق ہوگا رستم نے فرمایا ای مغرور غرور کو دماغ
سے نکال ڈال اگر تو اطاعت کرے تو رونق بارگاہ اسلام ہو عہدہ سپہ سالاری تجکو دونگا بس
اب کلام نہ کر نازبان تیغ سے کلام ہو دیکھین آج میدان مین کسکا نام ہو اگر طلسم خیال سکندری
مین آئے ہین اور ہفت پیکر سے مہلت پائی تو بقراط ثانی کا غرور نکالین گے سکان نے
جھلا کر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ چل رہا ہی لشکر والے
دونون کی تعریفین کر رہے ہین ستر ہوین طعن مین رستم نے نیزہ سکان کا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے
سکان کے نکلا مثل ابر گرجا گرجا للکار کر آواز دی ای جوان تو نے غضب کیا کہ دو دریا سے
لشکر دیکھ رہے ہین تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر نیزہ بازی کھیل ہی مردان عالم کا اب تیغ بیدریغ
سے کام لیتا ہون اگر پہاڑ پر ہاتھ ماردن تا بہ تہ کاٹون یہ کہکر تیغہ اُٹھایا رستم نے مرکب کو
گدگدایا منظور یہ ہی کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑھون تلوار اُسکی چھین لون مگر قضائے کار اُس مقام
پر موش خانہ تھا دونون پانون مرکب رستم کے موشخانہ مین جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا تلوار آکر سر برہنہ پر پڑی کھچاکے کی صدا بلند ہوئی یقین تھا کہ سر رستم قلم ہو
رستم نے داستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی مگر رستم نے تیغہ برق تاب
کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سکان کے خود و غیرہ کو کاٹا
وہان سے تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جو اپنے آقا کو گینڈے سے

گرتے دیکھا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان آفاق نے جو دیکھا سمجھے کہ آقا ہمارا مارا گیا رستم
کے برابر آئے رستم نعرہ کرکے قلب فوج مین درآئے آفاق تاجدار نے فوج کو اشارہ کیا ہر دو
لشکر آپسمین ملگئے ملازمان سکان نے آکر سکان کو اُٹھالیا گرد وخون پونچھکر گینڈے پر سوار
کیا سکان بھی لڑنے لگا دونون لشکر ملے ہوے ہین تلوار چل رہی ہی رستم اسقدر لڑے
کہ کلائیون پر ورم آگیا زخم سے اسقدر خون بہا کہ سست ہونے لگے بیقرار ہوگئی مرتبہ سمک
کو پکارا سمک اور طرف جنگ مین تھا رستم نے دیکھا ایسا نہو غش آجائے تلوار کو نیام انتقام مین
کیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈالدیے مرکب نے اپنے راکب کو جو سست پایا شیر بن گیا
جس کسی نے قریب آنے کا ارادہ کیا گھوڑے نے لتنگ ماردی مُنہ کھول کر شانے چبا گیا
اسطرح اپنے آقا کو لیکر نکلا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا سکان بھی زخمدار و بیقرار تھا دیکھا اُسنے کہ
لڑائی اُلجھی ہوئی ہی مین زخمدار ہون ایسا نہو کہ فوج کے قدم اُٹھ جائین تو شکست فاش ہو طبل
امان بجوادیا اور پلٹا ادھر آفاق تاجدار جو واپس ہوا رستم کو نہ پایا سمک کو بلایا کہا اے
مہتر والا گہر آقاے نامدار کا نشان نہین ملتا سمک نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا اور خود
تلاش مین اپنے آقا کی چلا مگر مرکب رستم ہر چند کہ نہایت شائستہ ہی مگر بے زبان آوارہ ہوے
دلیران کان مین بھری ہوئی بھاگا ہوا جاتا ہی رات بھر چلا ہی گیا صبح ہوتے ایک سبزہ زار
مین پہونچا گھاس کے ٹھون پر مُنہ ڈالا دو چار پٹھے جو گھاس کے کھائے جھیل سے پانی پیا
بدن کو جنبش دی رستم پشت مرکب سے زمین پر گرے مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا زبان سے
زخم چاٹتا تھا شیہے بھرتا تھا مراد یہ تھی کہ آقا میری پشت پر سوار ہون مگر رستم کو خبر نہ ہوئی
آخر مرکب چرنے مین مصروف ہوا رستم بیہوش زیر نخل پڑے ہین اس صحرا کا حاکم سہیل
قزاق کوئی کاروان لوٹ کر پلٹا ہی اسباب ساتھ لدا ہوا سب مرکبون پر چلے آتے ہین
سہیل کے ساتھ والون مین سے کسی کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار
دیکھیے ایک مرکب چر رہا ہی اور ایک جوان زیر نخل زخمدار پڑا ہی سہیل قزاق نے پہلے
مرکب پر نگاہ ڈالی دیکھا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل اسباب مرصع
مین لدا ہوا زین ڈھلکا ہوا لخلخے خون کے جمے ہوے بستر پر ٹہل رہا ہی اُدھر سے

جونگاہ پلٹی تو رستم پر پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سر پر زخم کاری بیہوش
پڑا ہی مگر قبضۂ تلوار پر قبضہ جما ہوا ہی اس حال مین ہو لیکن تلوار نہین چھوڑی سہیل نے
کہا یہ جوان نہایت بہادر معلوم ہوتا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ اسکو دس بیس نے گھیرا تھا مگر ایسا لڑا
کہ اپنا اسباب نہین دیا دیکھو ایسا بہادر ہی کہ اب تک قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہین چھوٹا مرکب
کو گرفتار کرو چارپائی منگا کر اس جوان کو اُٹھا کر لیچلو مین علاج کرونگا سہیل نے رستم کو اُٹھوایا
پہاڑ پر قلعہ تھا ساتھ والون نے کہا حضور پہاڑ پر برف گرتی ہوگی زیر کوہ بارگاہ استادہ کرائیے
سہیل نے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی رستم کو بارگاہ مین لایا جب ہاتھ کو خوب سینکا تب قبضہ
ہاتھ سے چھوٹا اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال ہاتھ مین
لیکر مگس رانی کرنے لگا جب آرام پہونچا تو رستم نے آنکھ کھولی دیکھا ایک جوان سپاہی وضع
سرہانے بیٹھا ہی اُٹھنے لگے سہیل نے کہا ای جوان ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کرو ایسا نہو کہ ٹانکے
ٹوٹ جائین مگر رستم اُٹھ بیٹھے سہیل نے پوچھا کیون ای شہریار کس مقام پر مقابلہ پڑا آپکا کن
نامردون سے سامنا ہوا کسی نے ملکر آپ کو زخمی کیا مگر آپ نے بڑا کمال کیا کہ اسقدر زخمی ہوے
مگر اسباب نہین دیا رستم نے کہا ای بہادر تیرا کیا نام ہی میرے لانے کا کیا باعث ہوا سہیل نے
جواب دیا یہ صحرا میری عملداری مین ہی پیشۂ قزاقی کرتا ہون ایک کاروان لوٹ کر پلٹا تھا آپ کو
جو صحرا مین پڑے دیکھا نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ زیر کوہ اُترنا میرے لیے شاق ہی مین نے
جن لوگون کا مال لوٹا ہی وہ میری فکر مین رہتے ہین مگر مجھے نہین پاتے اگر زیر کوہ پائین تو
گھیر لین ہم لوگون کی لڑائی ترکیب سے ہی آپ کی خاطر سے اس مقام پر اُتر پڑا آپ کا علاج
کر رہا ہون کہ خدا آپ کو صحت جلد عطا کرے اپنا رفیق بنا کر رکھون قزاقون کا سردار کرون
میرے ساتھ بھی وہ وہ جوان ہین کہ جنکا مثل ممکن نہین رستم نے کہا ای سہیل تم مجھے
اُٹھا لائے تمھارا احسان ہوا مجکو کسی نے گھیرا نہین ایک پہلوان سے مقابلہ پڑا اُسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب ادھر نکال لایا تمکو رحم آیا اُٹھا لائے شاید ذکر سنا ہوگا فتاح طلسم
ہفت پیکر رستم نامور میرا ہی نام ہی اب سرحد خیال سکندری مین آیا ہون بڑے
بڑے ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہوے اب ارادہ ہی کہ اپنے کو اُس حکیم تک پہونچاؤن

کہ اُسنے دعوے خدائی کیا ہی نام نامی سُنکر سہیل بہت خوش ہوا کہا ای شہریار زہے میری خوش نصیبی کہ آپ میری بارگاہ مین تشریف لائے مین بھی ایک رفیق ہوا آپ کے ساتھ چلونگا سہیل بڑے لطف سے خدمت گزاری کر رہا ہی رستم بہت خوش ہوے غرضکہ تیسرے دن رستم نے غسل صحت کیا سہیل نے صحت رستم کا جلسہ آراستہ کیا روشنی کرائی طایفے بلائے ایک مہ جبین نہایت حسین دلبری مین طاق شہرۂ آفاق سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو
خاک ہو جلکے جو پروانہ پری پیدا ہو

کیونکر آنسو کوئی ای نوحہ گری پیدا ہو
دل پہ تسبیح تو کچھ آنکھو نمین تری پیدا ہو

شوخیون مین روش فتنہ گری پیدا ہو
چشمکون مین تری جادو نظری پیدا ہو

سرد آہین جو کبھی کھینچ کے لبون تک آئین
گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو

دلبری مین بھی ادا نکلے دل آزاری کی
لطف سے پہلوے بیدادگری پیدا ہو

کام کر عشق مین ای غفلت دل قاصد کا
وے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو

آئنہ دیکھے اگر حال پریشان میرا
ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو

حال کچھ دل کے تڑپنے کا لکھین یار کو گر
برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو

دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش
صاف کیفیت دورِ قمری پیدا ہو

ٹھنڈھی سانسین جو شب ہجر بھر دن آخر شب
صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو

چار چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت مین
خشک آنکھو نمین ابھی ایک تری پیدا ہو

اُڑ کے جانے کا خط شوق ارادہ تو کرے
بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو

دادِ عشق مین کرتا ہی تقاضا کوئی
ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو

زلفِ پیچان کے تصور مین جو کھینچون آہین
پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو

ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت پہ مرین
قامت یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو

عشق کہتا ہی دہان و کمر یار کی طرح
بے نشان ہو جیسے جب ناموری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو

عکس تیرے لب رنگین کا جو ای سرو پڑے	باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو
جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا	لیکے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو
کھینچ دے طرز سخن بیدہنی کی تصویر	چال مین جلوہ نازک کمری پیدا ہو
تم اگر باندھ لو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع	کھول دو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو
ہم یہ سمجھے کہ کسی نے کوئی قاصد بھیجا	پوچھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو
آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال	پھر نہ ہو حوصلہ دہ بے اثری پیدا ہو

رستم جلسۂ عیش و نشاط مین بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین سہیل پہلو مین بیٹھا ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوے آئے کان مین سہیل کے کچھ کہا سہیل گھبرا کر اٹھا رستم نے جو سہیل کو متغیر دیکھا پوچھا کہ ای برادر خیر تو ہی سہیل نے عرض کی کہ ای شہریار مقام تردد ہی کہ ایک بادشاہ فتلاح جہانگرد کئی مہینے کا زمانہ ہوا کہ مین نے اسکی ارسال لوٹ لی تھی اب اسنے خبر پائی کہ مین زیر کوہ اترا ہون اسنے چہار جانب سے گھیر لیا ہی غلام کو تردد ہی کہ کیونکر نکاسی ہو حضور یہ کام کرین کہ سوار ہو کر طرف صحرا کے نکل جائین غلام لڑ بھڑ کر نکلجائیگا یہ سنکر رستم نے کہا کہ ہمارا مرکب تیار کرو ہم اُسکے مقابلے مین جائینگے تم اسی بارگاہ مین بیٹھو یہ سنکر سہیل رونے لگا کہتا ہی کہ آپ میرے مہمان ہین چاہتا ہون کہ کوئی ملال آپ کو نہ پہونچے رستم فرماتے ہین کہ ای سہیل تم ہمارے جان بخش ہو ہو سکتا ہی کہ تمکو رنج و ملال پہونچے اور ہم دخل نہ دین ابھی نکل کر اسکو سمجھا دونگا کہو تو تمکو بالاے کوہ پہونچا دون کہو تو نکل کر اسکو قتل کرون سب کچھ ہو سکتا ہی تم کیون گھبراتے ہو مگر سہیل نہین مانتا ہے قدمون سے لپٹا ہوا ہی عرض کرتا ہی کہ حضور نکل جائین اگر آپ پر کچھ چشم زخم پہونچا تو مجکو بڑا صدمہ ہوگا اس اثنا مین دو تین قزاق دوڑے ہوے آئے کہا کہ لیجیے بڑا غضب ہوا ببران پنجہ کش پہلوان نہایت لحیم و شحیم کہ فتلاح کے لشکر کا سرگردہ ہی بطور ایلچی فتلاح نے اُسے روانہ کیا ہی دروازے پر کھڑا بدعت کر رہا ہی یہ چاہتا ہی کہ اندر آؤن آپ کے قزاق روک رہے ہین اب تلوار چلا چاہتی ہی رستم نے کہا کہ اُس ایلچی کو یہان آنے دو نہ روکو یہ جو رستم نے کہا سہیل تو کانپتا ہوا ایک طرف آبیٹھا رستم مقام صدر پر ہین

قزاقون نے جاکر کہا ببران پنجہ کش جھومتا ہوا اندر آیا مثل کافرون کے سلام کیا کسی نے جواب تک نہ دیا ببران قریب رستم کے آیا کہا کہ ای جوان تم اصلاح نہین ہونے دیتے ہمارے شاہ کو یہ دعوی ہی کہ جو سہیل نے مال لوٹ لیا ہی اُسکو واپس دے رستم نے کہا کہ ای ببران پنجہ کش بیٹھ جاؤ بیٹھ کر کلام کرو وہ مال اب کہان ہی قزاقون نے وہ سب تقسیم کر کے نوش کیا بادشاہ سے جاکر اپنے کہو اگر فساد منظور ہی تو ہم سب طرح موجود ہین ورنہ بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ نہین تو تمکو ملال پہونچیگا یہ جو رستم نے بگڑ کر کہا ببران کو بڑا غصہ آیا ہاتھ بڑھایا کہ رستم کی گردن پکڑلون رستم نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ مُنہ کے بھل زمین پر آیا رستم سے لپٹ پڑا ہر چند کہ سہیل منع کرتا ہی کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان یہ مہمان ہین مجھسے کلام کرو ببران نے سہیل کو جھڑک دیا کہا کہ ای سہیل ٹھہر مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون سہیل تو کنارے ہوا رسم پیلتن و ببران سے کشتی ہونے لگی اب سب تماشا دیکھ رہے ہین ببران کیا کیا کمال کر رہا ہی چاہتا ہی کہ رستم کو اُٹھالون مگر یہ فرزند صاحبقران ہین اُسکے زور کو اور ریلون کو روک رہے ہین لڑتے لڑتے ببران رستم کو ریل کرلے دوڑا پانچ چھ قدم ریل کرلایا وہان لاکر بکہ مارا کہ بایان گھٹنا رستم کا جھکا تڑپ کر لنگر قایم کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹالیا کانپتا ہوا کف مُنہ سے جاری کہا کہ ای جوان تیرے زور کا مشتاق ہون رستم اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرلے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم ریل کرلائے وہان آکر بکہ مارا کہ ببران کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے چاہتا ہی کہ تڑپ کر لنگر قایم کرون رستم کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ رستم

	ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب	
	علمشاہ رومی شہ فیلزور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگند کا شور	

سہیل بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ رستم نے لنگر ببران کا اُٹھایا حیران ہی کہ اس شخص نے

اس دیو خصال کو اُٹھا لیا تیور پر میل نہین آیا حقیقت مین فرزندان صاحبقران
سب صاحب زور و شوکت ہین مگر رستم نے گرد سر ببران کو چرخ دیا چرخ دیکر
زمین پر مارا ببران چارون شانے چت گرا کود کر رستم چھاتی پر سوار ہوے فرمایا
شناخت مین خدا کے کیا کہتا ہی ببران نے کچھ کلمہ سخت کہا رستم نے ایک ہاتھ سر
کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر ہکہ مارا مع نرخرے گردن گھسیٹ لی اپنے مقام سے
اُٹھے فرمایا کہ لاشہ اس مغرور کا پھینک دو باہر جو اسکے ساتھ والے کھڑے تھے ان
لوگون نے جو یہ خبر سُنی کہ ببران مارا گیا لڑنے لگے سہیل نے قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان
سب کو مار کر نکال دو اب تو قزاق دلیر ہوے تلوارین کھینچ کر جا پڑے سب کو مار کر
ہٹا دیا لاشہ ببران کا جنگل مین پھینک دیا تھا جب ساتھ والے بھاگ کر آئے تو
کہا یارو افسر کا لاشہ تو اُٹھا لو لاشہ ببران کا لیکر سامنے اپنے بادشاہ کے آئے بادشاہ
نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور اندر معرکہ ہوا ہم باہر تھے ہم لوگ خوب
لڑے مگر افسر سر پر نہ تھا شکست کھا کر بھاگے مگر وہی جوان جو سہیل کا مہمان ہی یہ
آفت اُسی نے برپا کی کہ ہمارے افسر کو مارا لاشہ جنگل مین پڑا تھا اُٹھا لائے مگر بادشاہ
لاشہ ببران کا دیکھ کر تھرا گیا کہتا تھا کہ یہ ایسا پہلوان نہ تھا کہ جسکو ایک آدمی تنہا
مار لیتا معلوم ہوتا ہی کہ دو چار آدمی اسپر ٹوٹ پڑے عاجز ہو کر مارا گیا ورنہ یہ
ہزارون سے اکیلا لڑنے والا تھا اسکو کون مار سکتا تھا فتاح نے بہت افسوس کیا
کہتا ہی کہ سر میدان سمجھونگا اُس جوان کو قتل کرونگا وہ قیامت برپا کرون کہ دریائے
خون بہا دون مگر بہت سے پہلوان جو گرد بیٹھے تھے اُنھون نے کہا کہ جو کچھ کیجیے گا وہ
سمجھ بوجھ کر کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کچھ حضور کو ملال پہونچے فتاح کہتا ہی کہ مین کیا کسی
بات مین کم ہون ببران کا مارا جانا مجکو بہت شاق ہوا اسکا بدلہ ضرور لونگا
ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا اُٹھا تخلیے مین آکر بیٹھا اپنے عیار سیماے شبگرد کو بُلایا
بُلا کر کہا کہ اے سیما تو نے سُنا کہ ببران مارا گیا مجکو بڑا افسوس ہی اگر ہو سکے تو ایک
کام کر اُس جوان کو جُدا لا کہ جسنے ببران کو مارا ہی سیما نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی یہ

غلام گیا اور چلا یا فتاح نے کہا کہ ای سیما مجکو خوف پیدا ہوا ہی بہران کو اُسنے زیر کیا ہی ایسا وہ پہلوان تھا کہ مجھسے کبھی زیر نہین ہوا ہمیشہ برابر ہی لڑا جب اُسکو اُس شخص نے زیر کرلیا تو مین کیونکر مہلت پاؤنگا مجھپر زیادتی کریگا اگر تو گرفتار کرکے لایا تو اُسی وقت اُسکو قتل کرونگا پھر سہیل کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی سہیل کیا ہے مجھسے لڑ سکتا ہی یقین ہی کہ زیر ہوکر مال دے دیگا سیما یہ سب باتین سُنکر اور باہنہلے عیاری جسم پہ آراستہ کرکے طرف لشکر رستم کے چلا ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر مین آیا پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر پہونچا ایک مقام محفوظ دیکھ کر بیٹھا جوڑی خنجر کی نکالی نقب کھودنے لگا پہر رات رہے تھرہ نقب کا توڑا برابر چھپر کھٹ رستم کے پہونچا تڑپ کر نقب سے نکلا اول روشنی کو گل کیا کنفچہ نکال کر اُسمین بیہوشی رکھی برابر دماغ رستم کے لگا دیا رستم بیہوش ہوے سیما نے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے پشتارہ لے نکلا جب نقب سے باہر آیا تو میر طلایہ کی آواز کان مین آئی سوچا کہ جنگل سے ہوکر دو تین کوس چڑھ جاؤن اُدھر سے پلٹ کر اپنے لشکر مین پہونچون یہ سوچ کر جنگل مین گھس گیا جھپٹا ہوا جاتا ہی کہ آثار سحر نمودار ہوے تھک گیا تھا ایک جھیل پر ٹھہرا پشتارہ رستم کا رکھ دیا آپ ٹہل رہا ہی کہ آسودہ ہولون تو آگے بڑھون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہی باز سفید ہاتھ پر ایک تیہو جنگل سے نکلا اُسپر باز کو چھوڑا باز نے جاکر تیہو کو گھیرا پر مارتا ہوا زمین پر لاتا ہی نقابدار گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی کہ وہ تیہو قریب پشتارۂ رستم آکر گرا باز چھاتی پر چڑھا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب اپنے باز کے آیا گھوڑے سے کودا جب نقابدار گھوڑے سے کودا تو برقع چادر چہرے سے رستم کے ہٹ گیا نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال بیہوش و مدہوش کمندون مین بندھا ہوا ہی نقابدار جمال جہان آرائے رستم دیکھکر دل و جان سے عاشق ہوا نیزہ چمکا کر سامنے عیار کے آیا کہا کہ ارے بتا تو یہ کون ہی عیار نے کہا کہ ہمارے شاہ کا گنہگار ہی مین اسکو لیے جاتا ہون شاہ اسکو قتل کرینگے ایک پہلوان ایسا اسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ شاہ کو ہمارے بڑا قلق ہی نقابدار نے جھلا کر کہا کہ ارے تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہی یہ

بیچارہ معشوق وضع کسی کو کیا ماریگا ایک نیزہ ماردون کہ تیرا کام تمام ہو بانمین بنانا بھولجائے نیزہ چمکتا دیکھکر سیما بھاگا ایک زرعۂ نخلستان مین جاکر چھپا نقابدار نے قریب آکر گلچینی گلشن جمال کی کی اور پانچ چار سوار بھی آگئے نقابدار نے اُنسے اشارہ کیا کہ اس شخص کو اُٹھاکر گھوڑے پر ڈال لو ساتھ والون نے رستم کو اُٹھاکر گھوڑے پر ڈال لیا نقابدار جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا سیما نے ارادہ کیا کہ پیچھے پیچھے اس نقابدار کے جاؤن مقام رہنے کا دیکھ لون کوئی آدھ کوس راستہ نقابدار نے طے کیا تھا پلٹ کر دیکھا کہ وہ ہی عیار آتا ہی کمان کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا گھوڑے کو پھیر کر آواز دی کہ کیون او ناہنجار ہمارے تعاقب مین آتا ہی یہ کہکر تیر مارا سیما بھاگ کر ایک نخل کی آڑ مین چھپا مگر تیر جو پڑا نخل کو توڑ کر بازو پر پڑا اب تو عیار بھاگا روتا پیٹتا سامنے فتاح تاجدار کے آیا فتاح نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا اب سہیل کی خبر لونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مگر صبح کو سہیل کو جو ظاہر ہوا کہ رستم کو کوئی چُرالے گیا بیقرار ہوکر کہتا ہی کہ یارو یہ کیا غضب ہوا کہ میرے آقا کو کوئی چُرالے گیا قزاقون سے کہا کہ تلاش کرو قزاق واسطے تلاش کے نکلے مگر حال رستم یہ ہوا کہ یہ نقابدار شاہزادی والاقدر تھی صحرا مین ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم مجنون تاجدار ہی اُسکی دختر بلند اختر ملکہ رنگین ادا واسطے شکار کے آئی تھی جمال رستم دیکھ کر عاشق ہوئی اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی لاکر مسند پر لٹایا تلوے سہلانے لگی کہ رستم کی آنکھ کھُلی اپنے قریب ایک ماہ تابان کو پایا اُٹھ بیٹھے دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جمال آفتاب مثال سراپا خوب معشوق مرغوب سیمتن غنچہ دہن سر جھکائے بیٹھی ہی رستم بیلتن نے بہ محبت پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی شرماکر جواب دیا کہ مجکو رنگین ادا کہتے ہین یہانسے دہ کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا وہانکا تاجدار ہی مین برائے شکار گئی تھی تمکو ایک عیار لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اب تو میری یہ کیفیت ہی اور اصل مین یہ صورت ہی

نظم

بیان بخش لب کا یار کے رتبا بلند ہی
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہی

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہی
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہی

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہی
گردن وہ ہی جو بہرِ تماشا بلند ہی

پروانے جلتے ہین تری برقِ جمال سے
شمعون کے سر سے آتشِ سودا بلند ہی

بیداغ ہونے سے رُخِ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہی

دو ساغر شراب ہین وہ چشم مست یار
گردن مثال گردنِ مینا بلند ہی

خالِ سیہ بنا تا ہی رخسار پر وہ ماہ
کیا ان دنون زحل کا ستارا بلند ہی

طوفان نوح ہی مرے اشکونکے جوش سے
مرغ ہوا سے ماہیِ دریا بلند ہی

افضل نہ ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہی

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہی

دل کا مرے بخار نکالا ہی آہ نے
شعلہ ثرا سے تا بہ ثریا بلند ہی

سبزے سے روے یار کے ہی ابرونکو فوق
قرآن کے خط سے منزلِ طغرا بلند ہی

بحرِ جہان مین حالتِ مجنون بنائیے
ہر اک حباب محملِ لیلا بلند ہی

پوشاک سُرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہی

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہی اخیر صبح کا تارا بلند ہی

رستم سے اور رنگین ادا سے باتین محبت آمیز ہونے لگین رنگین ادا نے پوچھا کہ نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہی آپ گُل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے ہین یہ تو چہرے سے ہویدا ہی کہ آپ خاندان عالی سے ہین رستم نے سب حال اپنا مفصل بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئین کہا کہ ای شہریار مجکو خوف یہ ہی کہ میرے باپ کو خبر نہو جائے وہ نہایت ہی آتشخو و شعلہ مزاج ہین پھر جان بچانا محال ہوگی رستم نے کہا کہ اسکا خوف نہین ایک سال پورا گذرا طلسم ہفت پیکر مین جنگ کرتے ہوے بڑے بڑے شاہون سے مقابلے پڑے ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے اور بھائی برادر ہمارے جنگ کر رہے ہین انشاء اللہ تعالےٰ تا بہ ہفت پیکر جانا ہی دیکھ لو یہ تحفہ جات جسم پر آراستہ ہین یہ زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر ہی کلاہ ہفت گوشہ

سر پر لوح طلسمی موجود ہی مگر ایک کنیز چنچل نامے اُسکو رشک ہوا کہ ملکہ نے اس دھگڑے کو
بُلا کر پہلو مین بٹھایا ہی کیا گھل مل کر باتین کر رہی ہین انکو قتل کراؤن عیش و عشرت انکا مٹاؤن
یہ سوچ کر باہر نکلی ڈُولی منگا کے سوار ہوئی طرف قلعے کے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا
کہ صحراسے گرد اُڑی مجنون تاجدار شکارگاہ سے پلٹا ہوا آتا تھا پُکار کر پوچھا کہ اری چنچل
کہانسے آتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی کہا حضور اب اُنکا حال نہ پوچھیے اب اُنکا مزاج
اور کچھ ہوگیا فرزند حمزہ کو بُلا کر پہلو مین بٹھایا ہی رات بھر باتین رہین اب بیٹھی ناز و نیاز
کر رہی ہین وہ مرد بھی پھولا بیٹھا ہی ہمنے جو سمجھایا حکم دیا کہ اسکو باغ سے نکال دو اور
کنیزین تو اُنکی راے پر ہین مگر مین تو حضور کی خیر خواہ تھی تمہین خبر کرنے چلی تھی آپ یہین
مل گئے مجنون تاجدار یہ مضمون سُنکر کانپنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ تم تو قلعے
مین چلو ما بدولت آتے ہین گینڈا چمکاتا ہوا چلا جب قریب باغ پہونچا محلدار دروازے
پر بیٹھی ہی مجنون کو دیکھکر گھبرائی قصد کیا کہ اُٹھون جاکر ملکہ سے خبر کردن مجنون نے
وہین سے ڈانٹا کہ خبردار وہین بیٹھی رہ اُٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ قتل کرونگا آج
باغ مین دریاے خون بہاؤنگا باغ مین جو ذیرہی بتون پر خون مسلمان ڈالونگا محلدار تو
کانپنے لگی جس طرح بیٹھی تھی اُسی طرح بیٹھی رہی مجنون تاجدار گینڈے سے کود اتیغہ
کھینچے ہوے تیور پر بل جی بے کل غصے سے پیشانی پر پسینہ اندر باغ کے آیا درختون کو
قلم کرتا ہوا چلا سامنے پہونچکر دیکھا کہ رنگین ادا پہلوے رستم مین بیٹھی ہی جل گیا وہین
سے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی رنگین ادا خوف سے
کانپنے لگی چاہا کہ بھاگون رستم نے گود مین بٹھا لیا مجنون نے بڑھ کر رستم پر تیغہ مارا
رستم نے گھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر
مجنون کو اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون مجنون پُکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان جاہ و
جلال رستم دیکھ کر مبہوت ہو گیا رستم نے ہاتھ سے رکھدیا مجنون قدمون پر گرا بیٹی کو
گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مرتبہ حق کو پایا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون
رستم نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھ کر بیکر مسلمان ہوا کہا کہ ای شہریار قلعے مین چلیے ہر چند اُسدم

ملکہ اشارے سے منع کرتی رہین رستم نے کچھ خیال نہ کیا ساتھ مجنون کے روانہ ہوے مرکب عربی پر مجنون نے سوار کر لیا قلعے مین لیکر آیا افسران فوج کو اشارہ کر دیا کہ جو مین کہون تم بھی وہی کہو افسران فوج نے سامنے رستم کے آکر کلمہ پڑھا سب کو مطیع کرتے ہوے دار الامارۂ شاہی مین آئے مجنون نے مقام صدر پر جگہ دی اشارہ کیا کہ شراب وغیرہ آغشتہ بدارو بیہوشی لاؤ جام لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ یہ جام محبت ہی رستم نے فرمایا کہ ای مجنون پہلے تم پی لو اُسکے بعد ہم بھی پی لینگے مجنون نے عرض کی اول حضور نوش کردین رستم بے اندیشۂ انجام جام کو پی گئے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا کہ کیون مجنون اس جام مین کیا تھا مجنون نے عرض کی کہ شراب تو کشیدہ تھی گرمی کی ہوگی اُٹھکر ٹہلیے رستم اُٹھے چاہا کہ چہل قدمی کرون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے مجنون نے آہنگرون کو بُلا کر رستم کو مسلسل و مطوق کیا ہوشیار کر کے حکم دیا کہ فوج تیار ہو انکو خدمت خداوند مین پہونچا دون رستم نے کہا کہ او مکار اگر تیرے ہی ہاتھ سے قضا ہی تو بسم اللہ ورنہ وہ رحیم و کریم صورت رہائی کی نکالیگا تجھسے سمجھونگا مجنون نے اُسی وقت رستم کو ارابے پر سوار کیا خود بھی ہمراہ ہوا قید رستم لیکر چلا ساتھ والون سے کہا کہ آج درباغ پر اُس گیسو بریدہ کے چل کر اُترو کہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ رستم قید ہو گئے یہ صلاح سب کو پسند آئی چنچل کنیز کو بہت سرفراز کیا اُسکو بھی ساتھ لیا کہا کہ سامنے قدرت کے تجھکو پیش کرونگا قریب باغ کے آکر اُترا ایک خیمے مین رستم بیلتن کو قید کیا چنچل نے کہا کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو جا کر ملکہ سے خبر کرون یا نگہبانی قیدی کی کرون مجنون نے اُسی کو قید خانے کا داروغہ کیا چنچل کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر برائے نگہبانی بیٹھی حاضر باش و ناظر باش کر رہی ہی مگر رنگین ادا اپنے باغ مین بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری مجنون کے مزاج مین مکر ہی اور یہ سیدھے سپاہی خدا انجام بخیر کرے میرا تو

عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

بھرے ہین جام مے لبریز شبنم ساغر گل ہی	اُدھر ہی نغمۂ بلبل اُدھر شیشے کی قلقل ہی

دلِ پر داغ کی ہی بیقراری ظاہر اشکو ں سے   عیان خورشید کا جسطرح پانی مین تزلزل ہی
کمر ہی اُس صنم کی گو نظر آتی نہین مجکو   خدا غائب ہی لیکن اُسکی ہستی بے تامل ہی
اُفق سے تا اُفق بس ایک ہی سطحہ ہی پانی کا   ہمارے اشک کا دریا ہی عالم آسمان پل ہی
کوئی نالان ہی کوئی داغ بر دل ہی گلستان مین   جو بلبل تھی وہ گل ہی اور جو گل تھا وہ بلبل ہی
لٹکتی ہین جو سر سے پاؤن تک دونون طرف زلفین   قدِ نازک ترا نامِ خدا اک شاخ سنبل ہی
ترا کوچہ بھی کب ای رشک گل کم ہی گلستان سے   وہان ہی بلبلون کا غل یہان زنجیر کا غل ہی
رہون کیونکر نہ اُسکے گرد مین مانند پروانہ   کہ مُنھ ہی شمع کا شعلہ تو دودِ شمع کاکل ہی
لگادی آگ کس آتش کے پرکالے نے گلشن مین   کہ ہر گل شاخ مین گویا ہمارے ہاتھ کا گل ہی
ہوئی تقلید سے کب قدر عالی پست فطرت کی   چمن مین گل ہی سر پر اور کسی جا کفش کا گل ہی
نسیم باغ ہی دودِ چراغان بیدماغی مین   ترے فرقت مین ہر گل مجکو گویا شمع کا گل ہی
جلا ایسا چمن رشک بہار روے جانان سے   بنین ہر گل کی شاخین شمع ہر گل شمع کا گل ہی
حُدی خوان ہو جلو مین ناقۂ لیلی کے تو ناسخ   ہجوم کودکان گلیون مین مجنون کا تجمل ہی

خواصین سمجھا رہی ہین کہ واری تامل فرمائیے خدا سب طرح خیر کرے ملکہ کہتی ہین کہ مین کیا کرون میرا دل گھبراتا ہی بی چنچل نے یہ فساد برپا کرایا خیر خدا اُس سے سمجھے گا کہ چند کنیزین بدحواس دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ واری غضب ہوگیا مجنون تاجدار نے رستم پیلتن کو گرفتار کر لیا خدمت ہفت پیکر مین لیے جاتے ہین یہ سُنکر ملکہ رونے لگین ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے دعائین مانگنے لگین کہ ای پروردگار میرے وارث کو ان دشمنون سے بچا مجکو روز سیہ نہ دکھانا کس آفت مین مبتلا ہون تو ہی اس مشکل کو آسان کریگا اب رحم کر نظم

مہوش روے منور ز طالب ای مطلوب   کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرۂ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے   درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہلِ ولائی فقط تو ای دلدار   محبِّ اہل محبت تو ہستی ای محبوب
تو نورِ حسن بر خسار یوسف افزودی   تو نور دیدہ ربودی ز دیدۂ یعقوب
زہر شمار شمار تو در شمار آید   بہر حساب حساب تو میشو محسوب

دن قلیل باقی تھا اسی بیقراری مین شام ہوئی لیلی شب نے نقاب سیہ چہرے پر ڈالی مجنون روز دشت نجد مغرب مین چھپا سب کنیزین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ بعد قتل رستم ہم سب پر بلوہ کریگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک کنیز گلعذار نامے بول اُٹھی کہ واری اس بیقراری سے کیا فائدہ کوئی تدبیر ایسی نکالیے کہ اُنکو رہا کرین ملکہ نے کہا کہ صاحبو تم سب میری معین و مددگار ہو اور یہ بھی جان لو کہ مجنون سب کو سزا دیگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ہمارے قتل سے مُنھ نہ موڑیگا سب نے کہا کہ واری نقب لگائیے اپنے کو اُس خیمے مین پہونچائیے شاہزادے کو رہا کرین وہ ماشاء اللہ نکلتے ہی آفت برپا کرین گے یہ صلاح کرکے گوشۂ باغ سے نقب لگائی یہان رستم قید خانے مین بیقرار بیٹھے ہین ملکہ کا خیال کرکے رو رہے ہین اور اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

تیز ہر دم کرتی ہی تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہی سان اس تلوار کو

شانہ ترغیبِ ستم دیتا ہی زلفِ یار کو
دشمنِ جانِ جہان کرتے ہین دندان مار کو

یون نزاکت سے گران سرمہ ہی چشمِ یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردمِ بیمار کو

خاکساران جہان کا ہی ادب ایسا مجھے
پائون رکھتا ہون بچاکر سایۂ دیوار کو

دلمین ایمن ہو نہ خونخوار و جو دشمن ہی ضعیف
مورچہ دیکھو تو کھاجاتا ہی کیا تلوار کو

پڑ گئی زنجیر تیرے بیڑیون کی پائون مین
کہیے مقناطیس سنگِ آستانِ یار کو

درد رہو اہل نظر کا کیا اُنھین جو ہین حسین
پوچھتا ہی کوئی گُل کب نرگس بیمار کو

منبچہ بھرنے لگا بط مین جو آبِ آتشین
میکدے مین ہمنے دیکھا مرغ آتشخوار کو

رتبۂ اعلیٰ مین ظالم ترک کرتے ہین ظلم
پائون سے کاہش نہین خار سر دیوار کو

ہی یہ نا ساز طبیعت ہجر نا ساز نشاط
نبض بیجان جانتا ہون سازکے ہر تار کو

مجھسے حالِ چشم تر تحریر ہو سکتا نہین
جاے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو

برہمن ہوکر مسلمان کرتے ہین دنیا کو صید
دام بنواتے ہین گویا توڑ کر زنار کو

بند ہو جاتی ہین اُستاد ون کی آنکھین خوف سے
کھینچتا ہون جب مین دل سے آہ آتشبار کو

جب کہ بیت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام
بار کیونکر ہو نہ بزمِ یار مین اغیار کو

رستم سرِ زنجیر پر سر جھکائے بیٹھے ہین کہ پانون مین نوک خنجر کی چبھی اُف کہکر پانون کو اُٹھالیا حیران حیران دیکھنے لگے کہ شاید بچھو نے ڈنک مارا کہ مُہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا غمگین چہرہ اُداس عالم یاس زلفون پر گرد پڑی ہوئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تم یہان کہان آئین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ آپ کو رہا کرنے آئی ہون کنیزون کی صلاح سے نقب دی شکر ہی کہ آپ تک پہونچی یہ کہکر تیشے سے ہتھکڑی کاٹی جیسے ہی ہتھکڑی کٹی رستم نے خانۂ زورین آکر قید کو توڑ ڈالا بغلون سے خون جاری ہوا ملکہ رنگین ادا دوپٹے سے خون پونچھنے لگین چنچل جو بیرون خیمہ بیٹھی تھی اُسنے کہا کہ یہ کیسی جھناٹے کی آواز آئی شاید قیدی زنجیر ہلا رہا ہی نیمچہ کھینچے ہوے قید خانے مین آئی دیکھا کہ رستم کے برابر ملکہ رنگین ادا کھڑی ہین جہان جہان کہ خون نکلا ہی زخمون پر آنکھین مل رہی ہین چنچل کنیز ہاتھ مین نیمچہ بیبے کھڑی تھی رستم کو ڈرانے لگی رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر چنچل کا اُڑ گیا رستم تلوار کھینچ کر باہر نکلے سوار و پیدل دوڑ پڑے ہاڑ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا ہرکارون نے جا کر مجنون تاجدار کو جگایا مجنون آنکھین ملتا ہوا اُٹھا گھبرا گھبرا کر پوچھتا ہی کہ کیون یار دخیر تو ہی ہرکارے عرض کرتے ہین حضور قیدی بگڑ گیا قید خانے سے نکل آیا کئی سی نگہبان مارے گئے در خیمے پر لڑ رہا ہی مجنون اُٹھا ہتھیار لگائے تخت پر سوار ہوکے چلا دور سے دیکھا کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہین دریاے خون بہا دیا ہی چہار جانب سے فوج گھیرے ہوے ہی مجنون نے نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے بڑھکر فوج کو ترغیب جنگ دی پکارتے پھرتے ہین

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان دش
اس چمن کی ہوا ہی بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہوگئے قدِ رعنا + — تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشانِ محفلِ درد — جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل

مر گئے جب ہزار غنچہ دہان ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گُل ہوا جب چراغ عارض یار تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کا ہی یہی الحان غافلو کُل من علیہا فان
خاک مین گُلرخان جو سوتے ہین باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتیِ عالم ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس گُل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے فوج والے رستم پر جا پڑے مگر رستم شیرانہ لڑ رہے ہین مجنون تاجدار دور سے دیکھ رہا ہی بار بار فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو اس جوان کو گرفتار کر لو جو افسر سامنے رستم پیلتن کے پہونچا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوے مجنون تاجدار ہرچند چاہتا ہی کہ فوج بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کرے فوج ہر مرتبہ بلوہ کرتی ہی کہ رستم پر جا پڑے مگر کیا مجال ہی کہ رستم پیلتن کی پلک جھپکے جسنے آکر وار کیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے طرف مجنون کے چلے چاہتے ہین کہ اس مکار کا خاتمہ ہو مگر مجنون قریب نہین آتا ملکہ رنگین ادا خیمے سے دیکھ رہی تھین چالیس کنیزین ساتھ آئی ہین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ صاحبو شاہزادہ بے طور گھرا ہی اب اس وقت مدد کرنا چاہیے یہ سوچ کر مع چالیس کنیزون کے ملکہ نکل پڑین چالیس کنیزون نے نکل کر شمشیر زنی کی تیر مارنا شروع کیے دور سے مجنون تاجدار نے دیکھا کہ ایک نقابدار جنگ کر رہا ہی ساتھ والون سے کہا کہ یہ کون ہی یہ کیون اپنی جان دیتا ہی نگہبانون نے عرض کی کہ حضور کی صاحبزادی ہین باغ سے نقب لگا کر آئین رستم کو رہا کیا اب بیقراری مین آپڑی ہین مجنون تاجدار نے اشارہ کیا کہ تم سب مل کر

اسکو تو گرفتار کرلو فوج نے جو ملکر بلوہ کیا رستم مست غول پر آپڑے خون کے دریا بہائے
مگر ملکہ رنگین ادا تک کسی کو نہ آنے دیا مجنون تاجدار چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکلجاؤن
اپنی جان بچاؤن رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ مجنون تاجدار چاہتا ہی فرار پر قرار کرون
چند افسرون کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہوا ایک افسر نے بڑھ کر رستم کو نیزہ مارا
رستم نے نیزہ اُسکا چھین لیا اُسی نیزے سے اُسکو مارا گھوڑے پر اُسکے سوار ہو کے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	

مجنون تاجدار نے دیکھا کہ رستم گھوڑے پر سوار ہو کے گھوڑے کو اُڑاتے ہوے
اس طرف آتے ہین افسرون سے اشارہ کیا کئی سو افسرون نے بڑھ کر حملے کیے مگر ہاتھ
سے رستم کے مارے گئے ملکہ رنگین ادا نے ایک گوشہ پکڑ لیا ہی چالیس کنیزین پشت پر ہین
جب تاک کر تیر مارے دس بیس خطا شعار گرے بعض چاہتے ہین کہ اس نقابدار کو پکڑ لین
مگر رستم پیلتن پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہین جو طرف ملکہ رنگین ادا کے چلا
اُسکو بڑھ کر قتل کیا مجنون تاجدار نے دیکھا کہ اب کوئی قریب رستم نہین جاتا دور
سے لینا لینا کر رہے ہین ایک افسر بہران پر سوار نہایت لحیم و شحیم پشت پر ملکہ کے
پہونچا پشت پر سے آکر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ رنگین ادا کے سر پر تلوار پڑی ملکہ نے
دستانہ مارا کہ تلوار جھٹکا کر نکلی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مجنون نے پکار کے
آواز دی کہ ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو کئی افسر چلے ملکہ رنگین ادا نے
بیقرار ہو کر رستم کو پکارا کہ ای شہریار یہ کنیز گرفتار ہوتی ہی اتنے عرصے مین کئی کنیزین
بھی زخمی ہو کر گرین گرتے گرتے آواز دی کہ واری یہ لونڈیان نثار ہوتی ہین ملکہ
نے جو لاشے کنیزون کے دیکھے دل بھر آیا بیقرار ہو گئین مگر زخم سر باندھا رستم نے
جو آواز ملکہ رنگین ادا کی سُنی بیتاب ہو کر گھوڑے کو اُڑایا قریب آئے کہا کہ صاحب
تمنے اپنے کو کیون زخمی کرایا وہ افسر پشت پر رستم کی چلا ملکہ رنگین ادا نے تیر مارا

وہ تیر کب خطا کرتا ہی گھوڑے کی آنکھ زخمی ہوئی گھوڑے نے طرارہ بھرا وہ افسر گھوڑے
سے گرا اپنے گھوڑے کے پانون سے پامال ہوا رستم نے قریب آکر دوسرے افسر کو مارا
مجنون تاجدار نے دور سے دیکھا کہ رستم کے جسم پہ تیر بہت سے پڑے ہین تمام جسم
چھنا ہوا ہی بلکہ فوارہ بنا ہوا ہی گھوڑے کو بڑھایا فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو جس طرح
بنے گھیر کر اس جوان کو مار لو وہ وہ افسر مارے گئے ہین کہ جنکی ذات سے انتظام لشکر
تھا اب لشکر کو کون سنبھالے کسکے بھروسے پر لشکر لڑے علمدار کو اشارہ کیا علمدار لشکر
ہاتھی پر سوار چھڑ کو بغل مین دابے ہوے ترغیب جنگ کرتا ہوا آتا ہی بڑے قد و قامت کا جوان
ہی لوگ اسکی وجہ سے چمک چمک کر لڑ رہے ہین رستم نے طرف علمدار کے رُخ کیا علمدار
نے ہاتھی کو اشارہ کیا کچھ بری چہ دست کہا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی رستم گھوڑے سے
کود پڑے ہاتھ اپنے بڑھا دیے ہاتھی نے اپنے نزدیک ہاتھ رستم کے لپیٹے رستم نے دونون
ہاتھون سے بھسونڈے کو تھاما دونون پانون سے پانون ملا کر کہہ مارا مع نرخرے گردن
ہاتھی کی گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر گرا علمدار نے کود کر ہاتھ مارا رستم پلٹین لینے
کلائی تھام لی ایک طمانچہ مار دیا علمدار کا سر اُڑ گیا فوج پر علم ماتم گرا مجنون تاجدار نے
جو لاشہ علمدار کا دیکھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ بڑا جانباز مارا گیا اسکا لاشہ اُٹھاؤ افسران
فوج نے بڑھ کر قصد کیا کہ لاشہ علمدار کا اُٹھائین برق شمشیر رستم چمک رہی ہی جو قریب آیا
مارا گیا کئی سو جوان اُس مقام پر قتل ہوے دریاے خون بہ گئے رستم لڑائی کو جھیل کر جان
پر کھیل کے لڑتے بھڑتے قریب مجنون تاجدار کے پہونچے مجنون نے جو رستم کو اس
شان و شوکت سے دیکھا پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان رستم نے ہاتھ روک لیا ملکہ نے
پکار کر کہا کہ ای شہریار یہ وہی مکار ہی کہ جسنے دم دیکر آپ کو قید کیا تھا اب بھی مقام
خوف ہی رستم نے کہا کہ ہمارا طریقہ ہی جو امان مانگتا ہی اُسکو امان دیتے ہین اگر مکر کریگا
تو پروردگار مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا دیکھا کیونکر رہائی پائی مجنون تاجدار یہ باتین
جلالت کی سُنکر قدمون سے لپٹ گیا زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ طیبہ
پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی کہ جس کو میرا ساتھ دینا ہو دین

اسلام قبول کرے ورنہ اختیار ہی میرے لشکر سے نکل جائے سب نے بڑھ کر عرض کی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہین جو حکم دیجیے بجا لائین سب افسرون کو مجنون تاجدار نے کلمہ پڑھا یا سب کو مسلمان کر کے خدمت رستم مین لایا رستم نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا زخمون مین ٹانکے دیے عاشق و معشوق خوش ہو کر بیٹھے کنیزین لڑ بھڑ کر آئی ہین ساز درست ہوے مبارک باد بیٹھکر گانے لگین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ایک نازنین نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

صاف ہی دیوانۂ گیسوے خمدار آئینہ — کیون نہ ہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئینہ
دیکھتا ہی ٹکٹکی باندھے رُخِ یار آئینہ — رشک دیتا ہی سبھے مانند اغیار آئینہ
شاید اُس روے مخطط سے کوئی تشبیہ دے — اسلیے طوطی سے رکھتا ہی سروکار آئینہ
حُسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا — دست قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئینہ
ہی شبِ گیسو مین روشن رتبۂ رخسار یار — ہر شبِ تاریک مین ہی ورنہ بیکار آئینہ
چاہیے اُس باکرم کی مدح خوانی کے لیے — کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئینہ
دیکھ لیتا ہی وہ اپنے مُنھ کو ہر اندام مین — خلوت محبوب مین رہتا ہی بیکار آئینہ
پڑ گیا مژگان قاتل کی جو تلوارونکا عکس — ہو گیا مانند شانہ دون ہی افگار آئینہ
دیکھتا ہی نشے کے عالم مین اپنے حُسن کو — ساغر می کو سمجھتا ہی وہ میخوار آئینہ
تو وہ ہی خورشید تابندہ کہ تیرے عکس سے — بنگیا مثلِ مہِ تابان شبِ تار آئینہ
گُو نہ ہوا امید اُس محبوب کے دیدار کی — باہر اپنے گھر سے بھی نکلے نہ زنہار آئینہ
کیا صفاے پیکرِ دلدار کی تاثیر ہی — گر وہ لگ بیٹھے وہین بنجائے دیوار آئینہ
سامنے آنکھون کے آئینہ بہت رکھا نہ کر — ای صنم لیجاتے ہین کم بیش بیمار آئینہ
شیشے طاقون مین ہین شیشون مین ہین پریان جلوہ گر — کیا لگائے اپنے میخانے مین خمار آئینہ
دولتِ سردار سے پاتے ہین شہرت صاف دل — آئنون مین ہی سکندر کا نمودار آئینہ
جسم قاتل پر جو ہر شی کا نظر آتا ہی عکس — جانتے ہین بیخبر دباندھے ہی دوچار آئینہ
اسمین جمشید و سلیمان و سکندر کی ہی شان — جام آنکھین ہین نگین ہین ہونٹھ رخسار آئینہ

آج ای ناسخ مین ہون اسکندر ملک سخن — ہین صفائے لفظ و معنی سے سب اشعار آئنہ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مجنون تاجدار نے وزیر زادی کو بلا کر حکم دیا کہ جاکر رستم کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگاؤ مین نے ملکہ رنگین ادا کو منسوب کیا وزیر زادی نے جاکر اُسی وقت ترنج خوشبوئی سینے پر رستم کے لگایا رستم کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا مبارک مبارک کی صدائین بلند ہوئین رستم باہر تشریف لائے سب افسرون نے نذرین دین عین گرمی صحبت مین رستم کو سہیل کا خیال آیا رنگ رو متغیر ہوا مجنون تاجدار نے پوچھا کہ کیون ای آقائے نامدار مزاج کیسا ہی رستم نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری مجنون نے نام و نشان پوچھا رستم نے سب کیفیت بیان کی مجنون تاجدار نے کہا کہ چلیے مین بھی ساتھ ہون رستم نے جلدی مین ملکہ رنگین ادا سے عقد کیا گُل مراد حاصل ہوا۔ اس شاہزادی سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا کسی مقام پر کیا جائیگا بعد فراغ عقد رستم نے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری سفر کرو ہمکو اپنے دوست کا خیال ہی نہین معلوم فتاح کس طرح پیش آیا سہیل کو تو لیاقت نہین ہی کہ اُس بادشاہ زبردست سے مقابلہ کر سکے اُسکے ساتھ فوج بہت ہی خود بھی زبردست ہی محل مین آکر رستم نے ذکر کیا کہ ای ملکۂ عالم کل ہم جائین گے انشاء اللہ تعالے بعد فراغ فتح طلسم ہفت پیکر کے ملاقات ہوگی ملکہ رنگین ادا نے دامن پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار میری تو عجب کیفیت ہی مین چاہتی ہون کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیے ورنہ تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی آپ کو بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

گر ترے دستِ حنائی دیکھ پائے عندلیب — شاخِ گُل کو آہِ سوزان سے جلائے عندلیب
راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھائے عندلیب — نام شبنم کا ہوا ور آنسو بہائے عندلیب
جلے گل دیکھون الٰہی مُنہ اُسی محبوب کا — ہی یہی ہر صبح گلشن مین دعائے عندلیب
نقشِ پا تیرا ہرک ہی مثل گُل ای خوشخرام — ہر صدائے پا ہی رشک نغمہائے عندلیب
موسم گُل ہوچکا آئی خزان مرجائے گی — بھیج گلشن مین شبیہ اپنی برائے عندلیب
طوطیان محوِ تکلم کبک پامال خرام — آفتِ قمری ہی قامت رُخ بلائے عندلیب

اپنا دل سا جانتا ہون غیر کے بھی دل کا حال
سوے گل ہرگز نہ دیکھون بے رضاے عندلیب

تو وہ ہی پرکالۂ آتش جو گذرے باغ مین
پرتو رخ سے چراغ گل جلائے عندلیب

صحن گلشن مین دکھا کر قامت گلرنگ کو
تو اگر چاہے تو قمری سے لڑائے عندلیب

آتش گل سے جو اُسکو سینک دے ای باغبان
دور ہوجائین ابھی سب دردہاے عندلیب

جانتی ہی شاخ گل صیاد تیرے ہاتھ کو
خود بخود دیکھون تیرے قابو مین نہ آئے عندلیب

عازم سیر چمن گر ہو مرا گل پیرہن
توڑ کر پھولونکو رستے مین بچھائے عندلیب

جام مے خندان برنگ گل ہی ساقی بزم مین
ہی یقین آئے بط مے سے صداے عندلیب

ہر خیابان مین ہزارون ہی تڑپ کر مرگئین
کیا دبا یہ موسم گل ہی براے عندلیب

دیکھ کر گل کو حقارت سے وہ گل کہنے لگا
بس یہی ہی شاہد رنگین قباے عندلیب

بعد مردن اُڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر
عشق گل مین دیکھ ای ناسخ وفاے عندلیب

رستم نے اشک آنکھون سے ملکہ رنگین ادا کے پاک کیے اور فرمایا کہ ای رفیق و شفیق مجکو ایسا معاملہ درپیش ہی کہ جانا ہی مناسب ہی مین کئی سال سے اس طلسم کی فتاحی مین مصروف ہون سامان تخمہ جات ممکن ہوچکے اب ہفت پیکر سے مقابلہ باقی ہی انشاء اللہ تعالے ایک طرف سے قبلہ و کعبہ بھی آتے ہین اس طلسم کی فتاحی میرے نام پر موقوف ہی انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر و قتل ہفت پیکر مین اسی طرف سے آؤنگا ضرور یہان آکر ٹھہرونگا ای ملکۂ عالم تم اطمینان رکھو زیادہ نہ گھبراؤ مین ضرور آؤنگا ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر بیرون محل آئے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری کرو لشکر آراستہ ہو ہمکو کوچ کی ضرورت ہی مجنون تاجدار نے عرض کی کہ غلام ہمراہ چلیگا مین نے اس لیے اطاعت نہین کی ہی کہ دامن دولت سرکار کا چھوٹے ہمیشہ یہی چاہتا ہون کہ ہمراہ سرکار رہون مگر یہ کنیز آپکی بہت بیقرار ہی مین نے اسکو بہت سمجھایا مگر وہ یہی چاہتی ہی کہ ہمراہ چلے رستم نے کہا کہ ای مجنون تاجدار عورات کا ہمراہ ہونا باعث خرابی ہی اب انشاء اللہ تعالے مین سیدھا طرف سہیل قزاق کے جاؤنگا اُسکو فتاح نے گھبرا ہی اُس سے جاکر مقابلہ کرنا ہی لہذا جلد لشکر تیار کرو لشکر تیار ہوا رستم جب سوار ہونے لگے تو ملکہ رنگین ادا روتی ہوئی

محل سے نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ کے فراق مین کیا گذریگی یہی کہتی پھرونگی نظم

تو نظر آتا نہین لیکن منور بام ہی — جلوہ تیرا بھی برنگ آفتاب شام ہی
پھول اپنی کاکل پیچان مین رکھ کر بلبلو — ہنس کے کہتا ہی وہ گل دیکھو یہ گل کا دام ہی
تونے اے صیاد دیکھا ہی کبھی ایسا بھی صید — پیکر لاغر مرا مژگان چشم دام ہی
کھینچ کر تصویر چشم یار مانی نے کہا — باغ عالم مین کب ایسا کاغذی بادام ہی
دیکھنا اے محتسب تاثیر ایام بہار — کم نہین گل سے جو محفل مین شگفتہ جام ہی
رنج فرقت کو اجل نے آج آدھا کردیا — روح ہی بیتاب لیکن جسم کو آرام ہی
ہم وہ میکش ہین کہ خالی ہوگئے ہین خم کے خم — پیش ساقی و دہن ابتک برنگ جام ہی
میری آنکھین جس طرح محبوب کی مشتاق ہین — مدتون سے کان کو بھی حسرت پیغام ہی
ختم ہی ناسخ کے دل پر ننگ نام غیر ہی — اُسکی خاتم مین فقط ختم الرسل کا نام ہی

رستم پیلتن نے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم صبر کرو جبر کرو ہم تمھین ساتھ نہین لیجا سکتے عورات کے ساتھ لیجانے مین بڑی بدنامی ہی ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر اندر محل کے بھیجا ملکہ کے نکلنے سے کنیزین بھی باہر نکل آئی تھین اُنکو بھی اندر بھیجا مجنون تاجدار تخت پر سوار ہوا رستم مرکب پر سوار ہوے ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوے اس شوکت و شان سے کوچ کیا بشوکت تمام و بکیفیت مالا کلام طرف کوہ کے کوچ کیا اب حال سہیل عرض کرتا ہون کہ یہان فتاح کو معلوم ہوا کہ جس جوان نے ایلچی کو مارا تھا وہ غائب ہوگیا عیار میرا لیے آتا تھا راہ مین ایک نقابدار چھین لے گیا اب اُسکا ملنا دشوار ہی سہیل قزاق کے نام پیغام بھیجا کہ اے سہیل جنکے گھمنڈ پر تم تھے وہ ضائع ہوے اب مال میرا حوالے کردو اسی مین خیر ہی ورنہ قیامت برپا کرونگا سہیل نے جواب دیا کہ او مغرور جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خدا میرا حاضر و ناصر ہی ضرور مدد کریگا اور جس مال کو کھا چکے اُسکا ملنا ہمارے قتل پر موقوف ہی اول شہریار کی تلاش کو مین نے ہرکارے روانہ کیے ہین انشاء اللہ تعالے اُنکا بھی پتہ ملیگا یہ جواب سُنکر

فتاح بہت جھلایا حکم دیا کہ ابھی ابھی طبل جنگی بجے ہرکارون نے یہ خبر سہیل کو پہونچائی کہ فتاح نے طبل جنگی بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ کل میدان مین نکل کر آمادۂ کارزار ہو سہیل نے یہ سُنکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کہ یارو ہرچند کہ اُس جوان کا نہ ہونا میرے کلیجے پر چھریان پھیر رہی ہین ایلچی کو کس زور و شور سے اُسنے مارا انشاء اللہ تعالے کل میدان مین فتاح سے مقابلہ کرونگا تصدق سے اُس جوان کے ایسی جنگ کرون کہ فتاح کے دانت کھٹے کردون مجکو کیا حلوا سمجھا ہی بارہ برس گذرے مجکو قزاقی کرتے بڑے بڑے سرکشون سے مقابلہ پڑا ہمارا کام ہی کہ شب کو لڑین دن کو کبھی اسطرح بدی بدا مقابلہ نہین پڑا مین بھی فنون سپاہ گری مین کم نہین ہون ساتھ والون نے عرض کی کہ کل غلام بھی وہ سرفروشی کرین کہ فوج کو اُسکی دنگ کردین اہل فوج فتاح یاد کرین کہ قزاقون سے مقابلہ پڑا ایسی تلوار چلے کہ میدان مین دریاے خون بہ جائے وہ بھی جانین کہ قزاق خوب لڑے بھاگتے راستہ نہ ملے رات بھر یہی صلاحین رہین قزاق مسلح و مکمل ہوے ہتھیار اپنے اپنے جسم پر لگائے صبح کو سہیل لشکر جماکر میدان مین آیا ادھر سے فتاح جہانگرد بڑے زور و شور سے میدان مین آکر پہونچا نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے سرود چھیڑے بالحان داؤدی آوازین لگانے لگے کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کیون یارو خیال تو کرو کہ سکندر و دارا ایسے بادشاہ عالیجاہ کیا ہوے صرف نام باقی ہی

نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

یارو جنگ کرو نام پیدا کرلو اسی جنگ سے نام رہیگا یہ کہکر نقیب ہٹے فتاح سہیل قزاق کو حقیر جانکر خود گینڈا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای سہیل نکل کر مجھسے مقابلہ کرو وہ تمھارا مددگار کیا ہوا جسپر تم بڑا گھمنڈ کرتے تھے آج تماشا جرأت کا

دکھاؤنگا مردان عالم کا مال لوٹ لینا کیا آسان ہی ای سہیل بہتر اسی مین ہی کہ ما بدولت
کی قدمبوسی کرو سہیل قزاق گینڈے سے اُترا اور ساتھ والون سے دیکھکر آواز دی کہ
مین مقابلے مین اس ظالم کے جاتا ہون جو اُسکی مراد ہی وہ مجھسے نہین ہوسکتی مال کو
لوٹے ہوے کئی برس کا زمانہ ہوا آج وہ مانگتا ہی مین کہانسے لاؤن کیونکر جمع کرون
لہذا جا کر اُس سے مقابلہ کرتا ہون یا تو جان دی یا فتاح جہانگرد کو مارا اُسکو اپنی
جرأت کا بڑا دعوی ہی مین نے مذہب اسلام اختیار کیا ہی مین اُسی جوان کے خیال مین
افسوس کرتا ہون کہ وہ جوان اگر موجود ہوتا اور میری جرأت کو دیکھتا تو یقین ہی کہ بہت
خوش ہوتا یہ سُن کے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور ہم مقابلے مین جائین جا کر اس سے
مقابلہ کرین آپ ہمارے افسر اعلی ہین ملاحظہ فرمائین کہ ہم کیسی جانبازی کرتے ہین یہ
ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے کہا کہ ای افسر ہمنے ابھی ایک لشکر دیکھا ہی کہ
ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر ہمراہ آگے آگے وہ ہی جوان
مسلح و مکمل گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی یہ سُنکر سہیل نہال ہوگیا کہا کہ یارو مین جانتا تھا کہ
وہ جوان جہان گیا ہوگا تلوار چمکائی ہوگی دیکھو فوج لیکر ساتھ آیا ہی یہ ہفتہ اُسکو ہوتے
نہین گذرا اسی انتظام مین تھا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آگے بڑھایا لشکر سے اپنے
نکلا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ آگے آگے تخت پر ایک تاجدار
پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل آگے سب کے رستم پیلتن گھوڑا اڑاتے ہوے آتے ہین
سہیل نے بڑھ کر سلام کیا پوچھا کہ ای شہریار یہ فوج کہانسے آئی یہ تاجدار کون ہی رستم
نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای سہیل ای برادر مین تو تیری فکر مین تھا تجھپر کیا گذری
سہیل نے عرض کی کہ فتاح جہانگرد میدان کارزار مین ہی غلام اُسکے مقابلے مین
جاتا ہی آپ کی آمد کی خبر سُنکر غلام چلا آیا کہ آپ کی زیارت کرلون اب غلام رخصت ہوتا ہی
رستم نے کہا کہ ای سہیل مین مقابلے مین چلتا ہون مین اُس سے بڑھ کر مقابلہ کرتا ہون یہ سُنکر
سہیل قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار میری جانبازی دیکھیے آپ کے
سامنے اُس سے لڑون دیکھیے کس طور سے اُس سے جنگ کرتا ہون فنون سپہ گری مین

یکتا

دانت کھٹے کر دونگا فتاح کو اپنے قوت بازو پر بڑا ناز ہی رستم نے سر سینے سے اُسکا لگایا اور فرمایا کہ تم تماشا دیکھو ابھی کیا گذرتی ہی فتاح کی مشکین باندھ کر لاتا ہون یا تو موت اُسکی میرے ہاتھ سے ہی یا جنگ دو سردار دا اگر قضا میری اُسکے ہاتھ سے ہی تو فرد سرمی یہم زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + انشاء اللہ تعالے ایسے طور سے مقابلہ ہو کہ تماشا دیکھنے والے خوش ہون بس یہ کہکر رستم نے مرکب اپنا بڑھایا سہیل رونے لگا کہا کر ای شہریار یہ کیونکر گوارا ہو کہ آپ جاکر فتاح سے مقابلہ کرین وہ جوان زبردست ہی رستم نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھنا حال کھُل جائیگا انشاء اللہ وہ میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا سہیل نے ہرچند منع کیا رستم نے نہ مانا مرکب پر سوار صف سے نکلے دیکھا کہ فتاح جہانگرد چہار طرف سے گھیرا ڈال چکا ہی آپ گینڈے کو چمکاتا ہوا آتا ہی رستم نے للکارا کہ او مغرور بس آگے نہ بڑھنا ورنہ سزا پائیگا فتاح نے جو ایک جوان حسین کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای جوان تجکو سہیل نے کیون بھیجا ہی کیا تو اُسکے لشکر کا تیل ماش ہی تجھے کیا موت کی تلاش ہی رستم نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون یہ کہکر قریب فتاح کے پہونچے فتاح نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کا ساتوین طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فتاح نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر رد کا جب دو چار وار چل چکے تو رستم نے ایک مقام پر کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مارا چمک کر تیغۂ ہفت جوہر گرا سپر کو کاٹا یا تو قبہ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر آکر بوسہ دیا ہلہ ہوا کہ فتاح مارا گیا فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا سات ہزار جوان جو جمے کھڑے تھے رستم پر آپڑے رستم گھوڑا اُٹھاکر فوج فتاح پر جا پڑے نعرۂ شیرانہ کیا سہیل نے دیکھا کہ رستم نے جاکر فتاح کو مارا مثل گُل کے شگفتہ ہو گیا تلوار کھینچ کر لشکر سے باہر نکلا قزاقون سے اشارہ کیا کہ ان نامردون کو مارلو قزاقون نے جو اشارہ پایا مرکب اُٹھاکر جا پڑے مصباح تاجدار فتاح کا بھائی کُل فوج کا افسر تھا اُسنے بڑھ کر رستم سے مقابلہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر رد کا جب دوبارہ اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا تو رستم نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے

پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا مصباح نے کہا کہ الامان رستم نے کہا کہ امان بشرط ایمان مصباح نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نکرونگا یہ کہکے کلمہ پڑھا بصدق مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی کہ یارو مین نے رستم کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ اختیار ہی سب نے کہا کہ جو حضور کا مذہب ہی وہی ہمارا بھی مذہب ہی سات ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کل فوج کو لیکر اُسی صحرا مین فرد کش ہوا رستم نے کہا کہ ای سہیل اب کوچ کرو نہین معلوم ہمارے افسرون پر کیا گذری سہیل نے عرض کی کہ غلام تا قیامت دامن دولت نہ چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا مگر دونون افسرون نے اسی ہزار فوج کو تیار کیا صبح کو رستم سوار ہوے بصد شوکت وحشم جاتے ہین ایک منزل چل کر ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی پھولون سے تمام میدان بھرا ہوا ہی طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور اکثر طائران زمزمہ سرا اُس صحرا مین کلیل کرتے پھرتے ہین نہرین آب صاف وشفاف سے مملو قمریان بر سر سرو مصروف صداے کوکو پپیہا پی پی کرکے جان دیتا ہی دمبدم اپنے معشوق کا نام لیتا ہی وہ صدا دیتا ہی کہ صاحبان محبت کلیجہ اپنا تھام لیتے ہین رستم کو وہ صحرا بہت پسند آیا افسرون سے کہا کہ آج اسی مقام پر اُترو شب بھر اسی مقام پر رہین صبح کو چلین یہ فرما کر لشکر کو حکم دیا سوار گھوڑون سے اُترے گھوڑے صحرا مین باندھ دیے پیدل ہو کر اُس صحرا مین پھرنے لگے بارگاہ رستم استادہ ہوئی رستم داخل بارگاہ ہوے مگر صحرا کی رعنائی ایسی پسند آئی کہ بڑی رات گئے تک سیر دیکھا کیے پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین افسرون نے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش کرکے آرام کرین سویرے کوچ مین کمی نہو رستم نے جواب دیا کہ یہ مقام ایسا دلچسپ ہی کہ نگاہ نہین ہٹتی ای سہیل دیکھو تو شب کا وقت ہی چاندنی کا تماشا دیکھ کر دل لہراتا ہی یہی جی چاہتا ہی کہ اس صحرا مین ٹھہرین کل صحرا کی سیر کرین یہ سُنکر افسر خاموش ہو رہے رستم نے بارہ بجے خاصہ نوش کیا عیار انکا مہتر سماک یلداقی کہ نہایت چست وچالاک فنون

عیاری مین بیباک ہی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

کل پیچ و تاب کچھ ہمین حد سے زیادہ تھا　گھٹتا نہ کیون کہ رشتہ جان تاب دادہ تھا

کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا　مجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا تیرا ارادہ تھا

ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل　پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق مین سر پر قدم قدم　آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک جواب کا قاصد جواب صاف　بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل مین تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن　ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا

لڑوا دیا مجھے مرے دل سے اُس آنکھ نے　دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا

مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو جو ربط　دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

صحرا مین میرا ساتھ جنون بھی نہ دیسکا　اس راہ مین سوار سے آگے پیادہ تھا

بیعت سبو سے رند خرابات کرتے کیا　وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا

کیون تھوڑے تھوڑے ہوتے ہو آئینہ دیکھکر　تمسے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا

آنے کو تھے نہ آنے دیا میرے گھر اُنھین　گویا مرا رقیب اُنھین کا ارادہ تھا

تیری گلی کے لوگونکا اللہ رے شوق اُسے　آغوش کی طرح درِ جنت کشادہ تھا

دعوی تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو　ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

بند آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال　کل تک در قبول سُنا ہی کشادہ تھا

رستم یہ اشعار سُنتے سُنتے سو گئے سماک اُٹھ آیا افسرون نے بھی جا کر آرام کیا بعد تھوڑی دیر کے رستم کی آنکھ کھُلی اُٹھ بیٹھے کہ کان مین آواز آئی کہ جیسے کوئی آفت کشیدہ روے وصل نہ دیدہ تڑپ تڑپ کر رو رہا ہی آہ کر کے صدا دیتا ہی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کہا تک میرے ساتھ کجروی کریگا اب قلب مین برداشت کی طاقت نہین روح کو راحت نہین ای معشوق خوبرو روے زیبا اپنا دکھا دے نقاب چہرے سے اُٹھا دے اب بیقراری زیادہ ہی یہ طالب جمال جان دینے پر آمادہ ہی رستم یہ صداے دردناک سُنکر بیقرار ہو گئے اپنے مقام سے اُٹھے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا

صرف خود پہن لیا ٹہلتے ہوے باہر آئے طرف صحرا کے چلے سماک یلداقی عیار طلایہ دے رہا تھا دور سے دیکھا کہ آقا تنہا جاتے ہین جست وخیز کرتا ہوا قریب آیا دست بستہ عرض کی کہ مین تو حضور کو سُلا کے آیا تھا آپ کہان تشریف لے چلے رستم نے کہا کہ کوئی بندہ خدا رو رہا ہی اُسکی صدا اے دردناک نے بیتاب کردیا جاکے دیکھون کہ یہ کون درد رسیدہ رو رہا ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی سماک بھی ساتھ ہوا رستم باتین کرتے ہوے چلے فرماتے ہوے کہ ای سماک حقیقت مین یہ صحرا پُر فضا ہی دل لگی کی جا ہی سماک کہتا ہی کہ حضور یہ مقام پُر آشوب ہی کوئی غول بیابانی صدا دیتا ہوگا آپ نہ جائین تو بہتر ہی رستم نے کہا کہ نہ جانا تو غیر ممکن ہی چلتے ہین حال کُھل جائیگا اُن ہی نخلستان مین رستم چلے جاتے ہین صدا ہر مرتبہ قریب معلوم ہوتی ہی بیقراری اُس رونے والے کی بڑھتی جاتی ہی رستم نے صحرا مین آکر دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان حسین وشکیل سر جھکائے بیٹھا ہی یاد مین اپنی معشوقہ کے رو رہا ہی سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے دریاے اشک جاری ترقی پر بیقراری ہرچند کہ رستم قریب آئے مگر اُس مبہوت عشق کو خبر نہ ہوئی رستم نے قریب آکر ہاتھ ہلایا کہا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر مین تیرے درد کا علاج کرون اُس جوان نے حال علاج سُنکر آنکھین کھولین جمال جہان آراے رستم دیکھ کر ہنسنے لگا کہا ای جوان رعنا تیرا جمال دیکھ کر دل کو قوت حاصل ہوئی یہ فرمائیے کہ آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا کہ فرزند صاحبقران یعنی علمشاہ نوجوان نام نامی سُنکر اُس جوان نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ ای شہریار غلام کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی پہلوے صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ریحانیہ کہتے ہین ریحان تاجدار باپ میرا وہانکا حاکم ہی مین سوختہ بخت دختر وزیر یعنی ملکہ سمن آرا پر عاشق ہوا جب باپ کو میرے خبر ہوئی تو اُسنے وزیر سے کہکر میری شادی کردی کیا بیان کرون کہ غلام کو کیا خوشی ہوئی تنہائی مین جمال محبوب دیکھا براحت بسر کرتا تھا اور سمن آرا کو بھی مجھسے وہ محبت تھی کہ اگر پہر بھر کو باہر جاتا تھا تو بیتاب رہتی تھی بعد کئی مہینے کے مین نے ارادہ شکار کا کیا اُس محبوب مطلوب نے ضد کی کہ مین بھی ساتھ چلونگی مین نے ہرچند روکا مگر اُسنے

نہ مانا آخر اُسکو ہمراہ لیکر برائے شکار آیا عین گرمی شکار مین سامنے ایک کوہ کے پہونچا وہان ایک قزاق رہتا ہی برہمن بت پرست اُسکا نام ہی شاید برائے شکار وہ بھی آیا تھا چونکہ ملکہ بھی بلا تکلف صحرا مین پھر رہی تھین برہمن دیکھکر مائل ہوا فوج لاکر اُسنے گھیرا ملکہ کا طالب ہوا کب ممکن تھا کہ معشوقہ کا دینا گوارا کرتا چند سوار و پیدل میرے بھی ساتھ تھے آخر لڑائی ہونے لگی یہ نیازمند آپ کا انتہا کا زخمی ہوا برہمن ملکہ کو گھوڑے سے اُتار کر لے گیا مین بسبب زخمداری کے گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوگیا باپ کو میرے خبر ہوئی وہ آکر مجکو اُٹھا لے گئے میرا علاج کیا جب صحت پائی ولولۂ وحشت زیادہ ہوا ایک دن شب کو بسبب بیقراری کے نکل آیا اس نخل کے سائے مین آکر بیٹھا اور یہ بھی خبر مین نے پائی ہی کہ ہر چند اُس ظالم نے ملکہ پر بدعت کی مگر اُس ثابت گوے محبت نے اُسکو نہین قبول کیا اور وہ نہایت زبردست ہی نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی میرے ملک مین کوئی ایسا پہلوان نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرے یاد محبوب مین آٹھ پہر روتا ہون یہ غلام کا مدعا ہی رستم نے سمک سے کہا کہ مرکب لاؤ مین جاکر اُس ظالم سے سمجھ لونگا یا اپنی جان دونگا یا معشوقہ اسکی دلواؤنگا سمک جاکر مرکب لایا افسرون نے یہ خبر سُنی سب آکر حاضر ہوے سہیل نے ٹھہرا کر کہا کہ ای شہریار یہ برہمن قزاق بلاے روزگار ہی اس اقلیم مین کوئی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا حضور قصد نہ کرین ایسا نہو کہ سرکار کو کوئی ملال پہونچے رستم نے نہ مانا سب کو رخصت کیا اور اکوان تاجدار کو ساتھ لیکر بتلاش برہمن چلے جب سامنے کوہ کے پہونچے برہمن شکار کھیل رہا تھا ایک قزاق نے خبر دی کہ اکوان تاجدار آتا ہی مگر طلسم کشا اُسکے ساتھ ہی برہمن بہت جھلایا کہا کہ طلسم کشا کا حوصلہ بڑھ گیا ہی جا بجا اُسنے جو نامردون کو زیر کیا ما بدولت کے بھی مقابلے کا ارادہ کر لیا ایسا ناچار کرکے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر گینڈا بڑھایا سامنے رستم کے آیا للکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران مین آپ کو بخوبی پہچانتا ہون آپ اس ہجران دیدہ کے ساتھ کہان آئے اسکی معشوقہ پر مین عاشق ہون اور اُسکو چھین کر لایا ہون مگر وہ اسی کا دم بھرتی ہی قید مین مار ڈالونگا

کیا زندہ چھوڑونگا رستم نے کہا کہ او نابکار عورت پر ظلم کرتا ہی تجکو رحم نہین آتا زبردستی کرتا
ہی زبردستی سے کہین محبت وعشق ہوتا ہی یہ سُنکر برہمن جھلا یا چرخ دیکر نیزہ مارا رستم نے نیزہ
اُسکا توڑ ڈالا برہمن نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے
بڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا برہمن لپٹ پڑا رستم پشت مرکب سے اُترے آپس مین کُشتی
ہونے لگی اس عرصے مین ملازمان برہمن بھی آگئے صفین باندھ کر کھڑے ہو گئے تماشا سب کے
سب دیکھ رہے ہین ادھر سماک نے لشکر رستم مین خبر کی وہ بھی سب آگئے اپنے آقا کی جرأت
دیکھ رہے ہین سہیل ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ ہمراہیان برہمن پر جا پڑون ان سب کو تہ تیغ
کرون مگر سماک مانع ہوتا ہی کہتا ہی کہ ای سہیل یہ امر آقاے نامدار کے خلاف ہوگا
فرمائینگے کہ جب ہمسے فیصلہ ہو جاتا تب تمہین اختیار تھا یہ فعل وہ گوارا نہ کرینگے یہ سُنکر
سہیل رُک جاتا ہی سب سردار آمادہ ہین کہ اگر آقاے نامدار کو کوئی چشم زخم پہونچے تو سب
قزاقون کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین آج کوہ خوش رنگ کی پامالی کا دن ہی
انشاء اللہ پہاڑ کو گھوڑون کی ٹاپون سے اُڑا دینگے یہان کئی مرتبہ رستم برہمن کو پکڑ لائے
اور دو چار ایسے گھتے مارے کہ برہمن کی پیشانی سے خون جاری ہوا ذرہ پارہ ہو گئی
برہمن اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی سوچ رہا ہی کہ کیونکر جان بچیگی بڑے ظالم سے مقابلہ ہی
حقیقت مین بڑا مشاق ہی فنون سپاہ گری مین طاق ہی دیکھیے کیونکر جان بچے ایک مقام پر
ریل کرکے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر چند قدم پیچھے ہٹے برہمن نے ہکہ مارا
رستم کا بایان گھٹنا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا گٹون تک غرق زمین ہوے برہمن اوپر آکے
چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اس طرح زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسمین بھی جنبش آجاتی مگر لنگر
رستم کو حس و حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اب آپ کے زور کا مشتاق ہون
رستم مثل شیر غضبناک اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرکے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر
لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے برہمن کے آشنا بزمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی
زور مین سر سے بلند کیا برہمن نے امان مانگی رستم پیلتن نے ایمان کی شرط کی غرضکہ
برہمن بت پرست بصدق مسلمان ہوا معشوقہ کو عاشق کے سپرد کرا یا برہمن بھی فوج اپنی

ساتھ لیکر ہمراہ ہوا رستم نے کوچ کیا مگر اب حال سکان عرض کیا جاتا ہی کہ جب سکان
کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین ہین اپنے مقام پر کہنے لگا کہ مین نے رستم کو مار ڈالا آفاق
نے لاش چھپا ڈالی اب طبل جنگی بجے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفاق تاجدار کو خبر ہوئی سناٹا
آگیا مگر ناچار ہوکر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر آفاق تاجدار
کہتا ہی کہ سکان سے کون مقابلہ کریگا خدا رستم کو پہونچائے چار پہر رات اسی انتشار مین
گذری ناگاہ لیلی شب نے چہرے سے نقاب اٹھائی مجنون روز بصد سوز و گداز صحرائے
نجد مشرق سے نکلا آفاق تاجدار لرزان و ترسان میدان مین آیا سکان بھی میدان
مین پہونچا جانتا ہی کہ میرا کوئی ہم نبرد نہین ہی گینڈے کو میدان مین لاکر آواز دی کہ ای
آفاق تاجدار رستم کو تو مین نے قتل کیا اب تمھارے لیے بہتر اسی مین ہی کہ اگر اطاعت
کرو تو تمھاری جان لینے سے درگذر دون ورنہ آج تم سب کو قتل کرونگا لہذا کسی کو میرے
مقابلے مین بھیجو افسر جنگ سپہ سالار لشکر آفاق تاجدار کہ پہلو مین آفاق کے کھڑا تھا
مرکب کو مہمیز کرکے مقابلہ سکان مین آیا سکان نے دیکھکر آواز دی تجھ ایسے بہت سے
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین ای پہلوان موت تیری لائی ہی افسر نے جواب دیا کہ جو تجھسے
ہوسکے کوتاہی نہ کر اور یہ کلمہ جو تو نے کہا کہ رستم کو قتل کیا تو محض غلط ہی کہین انکے دشمنون
کو قتل کیا ہوگا گھوڑا انکو حالت زخمداری مین کہین نکال لے گیا ہی انشاء اللہ وقت پر
آئین گے تجکو سمجھائین گے سکان نے نیزہ مارا افسر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر سکان فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی چند طعنون
مین نیزہ افسر کا نکال دیا افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا
کہ افسر تا دو ابرو زخمی ہوا مگر دستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آئی
اُسی عالم مین افسر نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے گینڈا ہٹا لیا وار جو خالی گیا سر
افسر کا ہرنۂ زین پر جا لگا اوپر سے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر افسر کا کٹ کے
زمین پر گرا سکان نے گینڈے کو مہمیز کیا اب پر آفاق تاجدار کا بند ہوا سکان
للکار رہا ہی کہ ای آفاق کسی کو بھیجو مگر آفاق کی طرف سے کوئی نہین نکلتا آفاق

بیقرار و اشکبار ہو کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار رحم اپنا شریک کر نظم

میرود چون نماید اندر دست دیگر بار عمر | تاجران وقت نفروشند در بازار عمر
ماند محروم از ثواب عاقبت و احسرتا | در ہوا و حرص ضایع کرد دنیا دار عمر
ختم شد شاه و گدا را اندرین دار فنا | در شمار روز و ماه و سال آخر کار عمر
ہمچو نادان کی کند دانا تلف وقت عزیز | کی بہ بیہوشی گذارد عاقل و ہشیار عمر
طی شود زنده دلان را در محبت زندگی | طالبان را بگذرد در الفت دلدار عمر
جست چون تیر از کمان کی باز گردد از بہ جستن | بگذرد چون وقت اعاده کی کند دو بار عمر
بگذرد در گردش و سرگشتگی طماع را | روز تا شب مثل دور گنبد دوار عمر
جستجو کن جستجو کن جستجو کن جستجو | گرچہ ہندی بگذرد اندر تلاش یار عمر

کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آگے رستم پہلتن ایک طرف سہیل قزاق ایک جانب مصباح تاجدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار علمہای زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے کہ سمک نے بڑھ کر خبر دی سکان میدان مین کھڑا ہوا بلبلا رہا ہی آفاق تاجدار کے کئی پہلوان مارے گئے اب برابند ہی کوئی مقابلے مین سکان کے نہین جاتا رستم نے وہین سے مرکب اڑایا مقابلۂ سکان مین پہونچے فرمایا کہ ای سکان بڑے قابو پرست ہو بے سردار کے لشکر پہ یہ آفت اب مقابلہ کرو سکان نے جو رستم کو دیکھا جمال و جلال دیکھ کر کانپ گیا کہا کہ ای رستم تم کیونکر جانبر ہوے میرے ہاتھ کا زخمی کبھی جانبر نہین ہوتا اب بھی اطاعت کرو تو تمھاری خطا معاف کردون رستم نے کہا کہ ای سکان ابھی تک غرور تمھارے دماغ سے نہین نکلا بس اب زبان تیغ سے کلام کرو گفتگو کا وقت نہین ہی یہ سنکر سکان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی گیارھوین طعن مین رستم نے نیزہ سکان کا نکال دیا اب تو بقہر و غضب سکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکان نے گریبان پکڑا رستم نے ایک جھٹکا مارا کہ گینڈا سا سکان کا بیٹھ گیا دونون جوان پلٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دوپہر کامل سکان الجھ الجھ کے رستم سے لڑا پہر دن رہے دیکھکر

آواز دی کہ ای جوان دن بھر گذرا دونون لشکر بے خور و خواب ہین ایک زور آخری کرتا ہون رستم نے کہا کہ بسم اللہ سکان رستم کو لے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹتے ہوئے آتے ہین گیارہ قدم پر جا کے پلٹے سکان کو لے دوڑے سترہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر کہ مارا دونون گھٹنے سکان کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ لنگر قایم کرے مگر حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارین سکان نے فریاد کی کہ ای شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین گراتے ہین مین اطاعت کرتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرتا ہون رستم نے سکان کو ہاتھ سے رکھدیا سکان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اپنی فوج کو آواز دی کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اطاعت اس شہریار کی قبول کرے بقراط ثانی پر لعنت کرے وہ بڑا مکار و جلساز و شعبدہ باز ہی مین نے اصلی پروردگار کی دل سے اطاعت کی شکر ہی کہ راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا سب نے عرض کی کہ ہم بدل و جان اطاعت قبول کرتے ہین ساٹھ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے رستم نے سب کو ساتھ لیا کوچ کر کے چلے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین رستم کو دم دیکر بہت کچھ لیا دوسری منزل ہی شب کو رستم نے جلسہ آراستہ کیا آفاق شاہ نے عرض کی کہ آج تو شب کو خواجہ کو گوائیے رستم نے خواجہ سے کہا خواجہ نے مُنھ پُھلایا بگڑ کر جواب دیا کہ مین کیا گوتا ہون آپ خود گائیے مین خود مفلس و پریشان ہون اگلے مہینے مین سود بھی نہین پہونچا رستم نے دس توڑے منگا کر حاضر خدمت کیے سردارون نے بھی مدد کی تھوڑے عرصے مین مبلغ خطیر جمع ہو گیا خواجہ نے روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا بیچ محفل مین آ کر بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

نظر مہر سے پہلے وہ اِدھر دیکھین تو ‏ ‏ دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو ‏ ‏ کس طرح دل کی یہ لیتا ہی خبر دیکھین تو
آخر اس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو ‏ ‏ ملتفت گر وہ نہ ہون مُڑ کے ادھر دیکھین تو

ہجر جانان مین وہ دن ہین نہ وہ راتین اپنی
انقلاب فلکی شمس و قمر دیکھین تو

خوب شرمندہ شب وعدہ دعاؤن نے کیا
کس یہ ہنستی ہوئی آتی ہی سحر دیکھین تو

دل کو تھامے ہوے کیون بیٹھے ہین دکھلا دینگے
آپ آئینے مین انداز نظر دیکھین تو

جوش مارا کرین الفت مین شریک نگین
آہین کہتی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو

آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہی ای حضرتِ دل
کون ہی آپ کا منظورِ نظر دیکھین تو

گرمیان عشق کی دیکھو کہ تقاضا ہی یہی
کیونکر اُٹھتے ہین ترے دل سے شرر دیکھین تو

ڈھونڈھتی ہی دہنِ یار کو خاموشی بھی
نازکی خود یہی کہتی ہی نظر دیکھین تو

آزمائینگے قفس مین تجھے ای شوق چمن
لے بھی اُڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو

تمسے کہدینگے حقیقت ہی جو اُسکی موسیٰ
جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو

دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور اُنکو جلال
حسرتون سے ہی جو آباد وہ گھر دیکھین تو

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا پہر رات رہے رستم نے جلسہ برخاست کیا جاکر آرام کیا دستور ہی کہ سماک یلداقی واسطے جگانے کے جایا کرتا ہی سماک یلداقی جو واسطے جگانے رستم کے آیا دیکھا کہ پلنگ رستم کا خالی پڑا ہی سماک روتا ہوا باہر نکلا سردارون سے کہا رستم پلنگ پر نہین ہین سب بیقرار ہوگئے کنیزون نے ملکہ شہرت کو خبر دی ملکہ شہرت نے بیقرار ہوکر خواجہ عمرو کو بلوایا تمام زیور اپنا اُتار کر سامنے خواجہ کے رکھدیا کہا خواجہ یہ حاضر ہی اسکو لیجیے اور رستم کو تلاش کیجیے خواجہ نے کہا کہ بی بی وہ شی دو کہ جو ہضم ہو ورنہ رستم میری جان لے لین گے ملکہ نے نقد روپیہ منگا کر پیش کیا سب سردارون نے موافق اپنی اپنی لیاقت کے سامنے خواجہ کے پیش کیا خواجہ نے وہ روپیہ نذر زنبیل کیا بانہلے عیاری سے آراستہ ہوکر باہر نکلے آفاق تاجدار سے کہا کہ لشکر اسی مقام پر رکھنا یہان سے آگے نہ بڑھانا یہ تو ظاہر ہی کہ کسی ساحر کا کام ہی نہ تو نقب لگائی نہ سراُچہ چاک کیا رستم پلنگ کو غافل پاکر اُٹھا لے گیا اور سماک یلداقی سے فرمایا کہ کیون جوانا مرگ تو نے حفاظت نہ کی سماک نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین مین تلاش کرلونگا خواجہ نے ایک تھپڑ مارا فرمایا کہ رات کو حفاظت نہ کی اب یہ تلاش کرنے جائین گے یہ کہکر خواجہ چلے

جابجا پتہ لگاتے ہوے دیہ و قریات مین دریافت کرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے شام ہو
ہوگئی اُسی مقام پر ٹھہرے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے ایک طرف سے دیکھا کہ چند کنیزین
اُچھلتی کودتی ہوئی آتی ہین مگر سب نوجوان ہین آپس مین کہتی ہوئی جاتی ہین کہ آج ہم کو
دیر ہوگئی ملکہ گھبراتی ہونگی خواجہ عمرو گلیم اوڑھ کر اُنکے بیچ مین آئے ایک کنیز کو کنارے
لاکر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے لیکن حیران تھے کہ جسکی شکل بنا ہون اُسکا نام
نہین جانتا جست و خیز کرکے ایک کنیز کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اُسنے کہا کہ کیون بوا گلچہرہ
آج کل بڑی تیز ہوگئی ہو جلدی چلو ملکہ یاد فرماتی ہونگی ان دنون حفاظت کا زمانہ ہے کہ
دشمن خداوند گرفتار ہوکر آیا ہے ایسا نہ ہو کہ عیار بلوہ کرین جس کسی نے رستم کو گرفتار کیا
اُسکا انجام بُرا ہوا خواجہ نے پوچھا کہ بوا کون گرفتار ہے کنیز نے کہا کہ ملکہ لالان خون قبا
رستم کو گرفتار کرکے لائی ہین اُنکی حفاظت مد نظر ہے ایسا نہ ہو کہ عیار پہونچ جائین تو باعث
خرابی ہو خواجہ کو اپنا نام دریافت ہوگیا تھوڑی دور چلے تھے کہ اور چند کنیزین آئین
اُنھون نے اِنسے کہا کہ اری کمبختو جنگل مین ماری ماری پھرتی ہو ملکہ یاد کر رہی ہین جلد
چلو خواجہ ان سب کے ساتھ چلے بعد تھوڑی دور کے ایک باغ ملا دروازے پر چند چوبدار
حاضر تھے اُنھون نے بھی کہا کہ ارے صاحبو ملکہ لالان خون قبا کو آئے ہوے عرصہ ہوا
تم سب کو طلب فرماتی ہین خواجہ سب کے آگے داخل باغ ہوے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ نہرین درست جانورون کے قفس درختون مین لٹکے ہین دن کم باقی ہے طائران
زمزمہ سرا سرنگون بیٹھے ہین خواجہ جو اُنکے برابر سے نکلے طائرون نے سر اُٹھائے چہکارے
مارنے لگے خواجہ روش پٹری کو طے کرکے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ جوان
مسند پر بیٹھی ہے کنیزون کو دیکھ کر کہا کہ اری تم سب کہان تھین اُس ظالم کو جاکر سمجھاؤ مین بہت
بیقرار ہون میرا تو عجب حال ہے مین تو اُسکو اگر بچپتا ئی خدمت خداوند مین جو گئی قدرت
نے فرمایا کہ اے لالان تم جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ میری شامت آئی کہ مین شب کو گئی
سوتے مین اُٹھا لائی بیداری مین کسکی مجال تھی کہ اُسپر ہاتھ ڈالتا ساحر کش اُسکا لقب ہے
کون کون سے ساحر اُسکے مقابلے کو سے گئے آخر مارے گئے وہ وہ سحر اُس جوان پر ہوے کہ جن

سحرون کا مثل نہین تھا مگر اُسپر اثر نہین ہوا مگر مین سوتے مین اُٹھا لائی یہ ارادہ تھا کہ صبح کو خدمت خداوندہ مین لے جاؤنگی قفس مین بند کر دیا صبح کو جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین لیس تھے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے آب و دانہ ترک ہوا رات کی نیند اُڑ گئی جی چاہتا ہی کہ کلام نہ کرون پھر اُسی شب ہجر کا سامنا ہی کسکے سامنے حال دل کہون جی چاہتا ہی کہ سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کرون ای ظالم اظلم اب تو یہ کیفیت ہی نظم

چُپ نہ رہیے وصل مین اتنی عنایت کیجیے　　کچھ گلے ہمسے بھی سُنیے کچھ شکایت کیجیے
کچھ لڑائی آج دل مین اور اُس دلبر مین ہی　　اُو لیے کسکی طرف کسکی حمایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے　　شکوۂ بیداد یا شکرِ عنایت کیجیے
کوچۂ الفت کی راہوں سے ہین خوب آگاہ ہم　　خضر فرماتے ہین تمکو بھی ہدایت کیجیے
یون نکالا چاہتا ہی آرزوے دلکو عشق　　یہ ارادہ ہی کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
وہ مری گستاخیون پر قتل کرتے ہین مجھے　　رحم کہتا ہی کہ مضطر تھا رعایت کیجیے
ہی ارادہ تلخیِ غم کا ترے ای ہجر دوست　　زہر کے مانند رگ رگ مین سرایت کیجیے
یون لگا لیتے ہین باتون مین یہ کہتا ہی وہ شوخ　　ابتدا سے پھر بیان اپنی حکایت کیجیے
پیجیے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کہکے مے　　قصد ہی وردِ زبان زاہد یہ آیت کیجیے
وصل مین ڈھونڈھا کیے لیکن نہ یہ موقع ملا　　پاکے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے
عشق بت چھوڑے ولی اللہ ہو جائے جلال　　اب تو کچھ تائید یا شاہِ ولایت کیجیے

خواجہ بشکل کنیز بنے ہوے ہین کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ اسقدر نہ گھبرائیے مین اُس جوان کو سمجھا لونگی آپ کے پہلو مین بٹھاؤنگی مین نے اُس جوان کے تیور جو دیکھے اُس سے پایا جاتا تھا کہ وہ آپ کو خود دل سے چاہتا ہی اگر حکم ہو تو مین دریافت کرون لالان نے کہا کہ اچھا جاؤ دریافت تو کرو کہ کس بات پر آزردہ ہی مین اُسکا دفعیہ کرون معشوق کو راضی کرنا واجب و لازم ہی اتنا تو معلوم ہو کہ وہ ظالم کیا چاہتا ہی فلک کے تارے مانگے تو توڑ لاؤن ایسا صاحب طاقت بنا دون کہ کوئی دنیا مین اُسپر غالب نہ ہو خواجہ یہ باتین سُنکر قریب قفس کے آئے قریب آکر فرمایا کہ کیون ای جوان ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ میرے ہاتھ سے تم زندہ بچکر

نہ جاؤ گے بہت جادوگرنیوں نے تمکو گرفتار کیا مگر ایسا مقام نہ ملا ہوگا رستم نے کہا کہ تو کیا
بکتی ہی جا دور ہو یہ سنتے ہی خواجہ بیٹھ گئے کہا کہ ای نور نظر مجکو پہچانا منم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گزاری تمہاری تلاش مین آیا ہون سردار بیقرار ہین تحفہ جات تو سب تمہارے پاس
موجود ہین رستم نے کہا کہ کل اسنے ارادہ کیا تھا کہ تحفہ جات اُتار لے مگر مین نے قریب نہین
آنے دیا اُس ملعونہ نے بہت کچھ سحر کیا چاہتی تھی کہ قید سحر مین رکھون مگر سحر نے اُسکے تاثیر نہ کی
اگر قفل قفس کھول دیجیے تو مین قفس سے نکلون خواجہ عمرو نے جاکر لالان سے کہا کہ ای
ملکۂ عالم وہ جو مین نے عرض کیا تھا وہ سچ ہی وہ تو تمہارے نام پر جان دیتے ہین مگر کہتے ہین
کہ ابتدا سے ملکہ نے مجھپر بدعت کی یہی باعث نفرت کا ہوا لالان خون قبا نے کہا کہ مین
قدمون پر گرون خطا معاف کراؤن مین نے جو بدعت کی یہ خیال تھا کہ خدمت قدرت مین
لیجاؤنگی اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ خود مبتلائے دام محبت ہوئی میری جانب سے کہنا کہ مین تیری
تابعدار ہون جو حکم کیجیے اُسے بسر و چشم بجالاؤن کسی بات مین مجکو عذر نہین خواجہ عمرو نے
کہا کہ کلید دیجیے مین قفل کھولون لاکر آپ سے ملاؤن لالان خون قبا نے کہا کہ اس
قفل کی کنجی نہین ہی یہ قفل سحر کا ہی یہ کہہ کے اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری کہا کہ اس انگوٹھی کو
جاکر قفل سے مس کرو قفل فوراً کھل جائیگا خواجہ عمرو سمجھے کہ انگوٹھی دستگیری کرینگی انگوٹھی لیکر
قریب قفس آئے جیسے ہی انگوٹھی کو قفل سے مس کیا قفل کھل کر گرا رستم پیلتن نے زور کر کے
قفس کی تیلیان توڑین خواجہ عمرو نے نیمچہ زنبیل سے نکال کر رستم کو دیا یہان لالان خون قبا
منتظر بیٹھی ہی کہ اب معشوق آئیگا پہلو مین میرے بیٹھے گا سب کنیزون کو جمع کیا ہی اُن سے
کہہ رہی ہی کہ جب مین عذر کرون تو تم سب مجکو قدمون پر رستم کے گرا دینا مین عذر کر لونگی
کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری وہ جوان بڑا بد مزاج ہی ہم سب کو یقین نہین آتا کہ وہ آپکے
پہلو مین بخوشی بیٹھے ہم سن چکے ہین کہ اُسکی کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ہین کہ جنکے حسن و جمال
کی تعریف غیر ممکن ہی ملکہ شہرت گلگون پوش دختر آفاق شاہ ایسی اُسکی معشوقہ
ہی کہ صدہا شاہزادے و تاجران جلیل اُسکے سودائے وصل مین دیوانے ہوے اور اپنی
جان عزیز دی کہ اُسکے باغ مین مزار عاشقان بن گیا آج تک کسی پر اُسنے توجہ نہین کی

مگر اس نوجوان پر عاشق ہوئی کیا کیا رنج و ملال اُٹھائے اب اُنکے لشکر مین موجود ہی باپ کو
اُسکے عہدۂ سلطنت ملا ہی وہ سلطنت کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا رستم نیچہ کھینچے ہوے آتے ہین
لالان خون قبا واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت و ای
یکہ تاز میدان جلالت مین آپ سے بہت محجوب ہون جو مجکو چاہیے سزا دیجیے مین حاضر ہون
رستم پیلتن نے جواب دیا کہ او ملعونہ مین تیرے قتل پر آمادہ ہون یہ سُنکر ایک کنیز آگے
بڑھی چاہا کہ سحر کرکے پکڑلون کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر
اُس کنیز کا چنبر گردن سے اُڑ گیا اب تو لالان بہت گھبرائی پکار کر آواز دی کہ ارے
اسکو گرفتار کرلو اس کنیز نے بڑی دشمنی کی کہ میرے قیدی کو رہا کرایا ورنہ قفل مین نے ایسا
لگایا تھا کہ کسی کُنجی سے نہ کھلتا ہاے مین نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی دے دی جب تو اُسنے
رہا کیا یہ جو لالان خون قبا نے نعرہ کیا سب کنیزین چہار طرف سے دوڑین طائرون نے
قفس توڑے وہ سب ساحر تھے تلوارین کھینچ کھینچ کر رستم پیلتن پر چلے جب ساحر نے سحر کیا رستم
نے لوح کو جنبش دی سحر اُسکا اُلٹا پلٹا اُس ساحر کا کام تمام کیا وہ ساحر واصل جہنم ہوا
اور جس ساحر پر عکس لوح کا پڑ گیا وہ ساحر نابینا ہوا ٹٹولنے لگا کئی سو ساحر تھوڑے ہی
عرصے مین نابینا ہو کر گرے رستم پیلتن نے اُنکو قتل کیا لالان خون قبا نے دیکھا کہ کسی کا
سحر تاثیر نہین کرتا ناچار ہو کر خود آگے بڑھی آگے بڑھ کر آگ برسانے لگی تھوڑے ہی
عرصے مین اسقدر آگ برسائی کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا درختون کی شاخون سے آگ
نکل رہی ہی تمام نخل سرو چراغان بن گئے زمین دہک رہی ہی ہر طرف دریاے آتش
موج زن طائرون کو رنج و محن مگر رستم پیلتن پر آگ تاثیر نہین کرتی کلاہ ہفت گوشہ
سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم انور لوح گلے مین پڑی ہوئی ہی جب لوح کو جنبش دی
دریاے آتش شق ہوا کوئی شعلہ قریب رستم نہین آتا لالان خون قبا سحر کرتے کرتے
عاجز ہو گئی حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون جو رستم پر سحر تاثیر کرے مجبور و ناچار ہو کر
ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ ای بردبار زنگی جلد آ اس جوان کو گرفتار کرکے
لے جا تو میرا معین و مددگار ہی یہ جو پکار کر لالان خون قبا نے آواز دی دیکھا سب نے

کہ گوشۂ باغ سے ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ جسکے سننے سے زمین تھرائی دیکھا رستم پیلتن نے
کہ ایک جوان زنگی انتہا کا سیاہ فام و بد انجام تیغۂ برقتاب ہاتھ مین جست وخیز کرتا ہوا آتا
ہی رستم کو للکارتا ہوا کہ ای جوان تیری قضا دامن گیر ہی منم بردبار زنگی سیکڑون کو
بحکم ملکہ لالان خون قبا چیر پھاڑ کر کھا گیا اور دامن خون سے آلودہ نہ ہوا بہتر اسی
مین ہی کہ تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہوا ایسے
ایسے لاف وگزاف کرتا ہوا قریب رستم پیلتن آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے باڑھ بچاکر کلائی پر زنگی کی ہاتھ ڈال دیا زنگی لپٹ پڑا لالان خون قبا بھی کھڑی ہوئی
تماشا دیکھ رہی ہی کہ رستم پیلتن سے اور بردبار زنگی سے کشتی ہونے لگی اور آپس مین داؤ
پیچ ہونے لگے ایک مقام پر رستم پیلتن بردبار زنگی کو پکڑلائے اور ہکہ مارا کہ سر زنگی کا
زمین سے مل گیا دو چار ایسے گھسے مارے کہ زنگی بدحواس ہوگیا اُسی بدحواسی مین بیقرار
ہوکر غل مچانے لگا پکار اُٹھا کہ ای شہریار مین آپ کا تابعدار و فرمان بردار ہون مجھے
چھوڑ دیجیے اب کبھی مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی معاف کیجیے رستم نے اُسکی باتون پر کچھ خیال نہ کیا
زنگی غل مچایا کیا آخر بردبار زنگی کو چت کیا اور چھاتی پر سوار ہوے ایک ہاتھ زیر سر
رکھا اور ایک کو ٹھوڑی پر رکھ کر ہکہ مارا اور نعرۂ شیرانہ کیا اور نعرہ کرکے مع نرخرے
گردن بردبار زنگی کی گھسیٹ لی مرتے ہی بردبار زنگی کے آندھی سیاہ اُٹھی پرغباری و
سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بردبار زنگی بود جب
آندھی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی تو رستم پیلتن نے سر اُس خود سر کا سامنے لالان کے
پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ کیون لالان خون قبا تمکو اپنے اس سحر پر بڑا ناز تھا لالان
نے سر جھکا لیا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ ای شہریار مین آپ کی کنیز ہون مجھ کو سرفراز
فرمائیے عمر بھر خدمت سے گردن تابی نہ کرونگی رستم نے جواب دیا کہ ابھی تیرے دل مین حوصلہ
باقی ہی لالان خون قبا یہ سنکر رونے لگی کہا کہ ای شہریار کنیز کی تو یہ کیفیت ہی نظم

دل سے نے جو کرم کی اک نظر کی
باتین ہین یہان اِدھر اُدھر کی

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی

ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا — خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کچھ آنکھ مین تیری ہم نہ ٹھہرے — اللہ ری کمی تری نظر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ — یہ بےخبری تری نظر کی
کھوئے ہوے سے ملے ہو مجکو — تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب — آجائے بلا اِدھر اُدھر کی
سُنتے نہین کوئی کچھ سُنائے — کانون کو لگی ہی لو کدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر — جاگی ہوئی تھی وہ رات بھر کی
دیکھے گا مرے جگر کو کیا غیر — اوجھڑ نہ رُکے گی اُس سپر کی
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ — چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو — حسرت ہی یہ میری چشم تر کی
ای درد ترقیان ہون تیری — کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
خط دینے گیا تھا اُنکو دی جان — یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
بیجا کہین بند ہوکے ای آنکھ — صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد جو گیا تو بیخودی نے — اپنی اُنھین آپ ہی خبر کی
گرمی ہی جلال میکشی مین — تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

رستم نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی لالان غصّے مین رستم پیلتن پہ جا پڑی کئی ہاتھ تیغے کے مارے جب وار کرتی ہی رو رو کر کہتی ہی کہ ای رستم مجھے تمھارے اوپر افسوس آتا ہی کہ ایسا نہو تمپر کوئی وار پڑجائے اور تم زخمی ہو تو میرے کلیجے پر زخم پڑیگا جب کئی ہاتھ اُسنے مارے تو رستم نے لوح کو چمکا دیا اور کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا لالان کی آنکھون مین اندھیرا آیا اپنے تئین زمین پر گرا دیا غلطک ماری پر پرواز پیدا ہوے چاہا کہ اُڑ کے نکل جاؤن رستم پیلتن نے فوراً لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ بچکر نکل گئی تو فساد برپا کریگی رستم نے جلدی سے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کرکے اُس خطا شعار کو مارا لالان خون قبا سہم گئی تیر سینہ پر کینے پہ پڑا

کہ توڑکر تودۂ پشت کو پار گذرا لالان چرخ مارکر زمین پر گری گرتے گرتے آہ کی تڑپ تڑپ کے جان دی جادوگرون نے جو دیکھا کہ لالان مری فریاد کرتے ہوئے بھاگے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا چھت پردے بھی کاٹ لیے رستم نے پکارکر آواز دی ای عم نامدار آئیے خواجہ منہ پھلائے ہوئے سامنے آئے کہا ای فرزند اتنی بڑی جادوگرنی مری کچھ اسباب نہ نکلا کچھ مٹکون مین کوڑیان بھری تھین وہ مین نے حوض مین پھینکدین رستم ہنسے کہا عم نامدار آپکو اگر خزانۂ عالم مل جائے تو بھی آپکا افلاس کم نہو خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر جسپر گذرتی ہی وہی خوب جانتا ہی قرضداری نے بہت پریشان کیا ہی جب سود بڑھتا ہی تو ادا کرنا مشکل پڑتا ہی بہر نوع رستم کو ساتھ لیکر خواجہ اُس باغ سے نکلے رستم سے باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ ایک صحراے خارستان ملا کانٹونکا جنگل ببول کے درخت جا بجا طائر اُسمین اُلجھے ہوئے نظر آتے ہین شدت سے پیاس کی درخت پر آکے بیٹھے پھر ضعف کی شدت سے اُڑ نہ سکے جا بجا ریت کے انبار گرد اُڑ رہی ہی بونڈلے اُٹھ رہے ہین عجب ویران مقام ہی رستم نے کہا ای عم نامدار کیسا ویرانہ ہی کہ دیکھکر طبیعت گھبراتی ہی ایک جانب ایک پہاڑ نظر آیا خواجہ دھوپ کے خوف سے اُسکے قریب پہونچے دیکھا درۂ کوہ مین ایک صندوق لٹک رہا ہی جب ہوا چلتی ہی تو پٹرہ کھلتا ہی خواجہ نے دیکھا اُس صندوق مین چاندی کے برتن بھرے ہوئے ہین خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا جھپٹ کے درۂ کوہ مین پہونچے صندوق کی زنجیر کو ڈھیلا کیا صندوق زمین پر آیا خواجہ برتن نکالنے لگے اور ایک ایک کرکے زنبیل مین رکھنے لگے جب دو چار برتن خواجہ نے نکالے اور داخل زنبیل کیے رستم نے دور سے دیکھا پکارکر آواز دی عم نامدار احتیاط شرط ہی یہ مقام ویران اسمین مال کا ہونا خالی از علت نہین ہی ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جائیے خواجہ نے رستم کو جواب نہ دیا سب باسن نکال لیے جب کوئی برتن باقی نہ رہا چاہا صندوق کو بھی زنبیل مین رکھون کہ صندوق سے آواز آئی ای شخص کیون دیوانہ ہوا ہی کیون ہمین ستاتا ہی ہمارے آرام مین فرق ڈالا اب چاہتا ہی کہ قید کرے بس چلا جا خواجہ نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا صندوق کو اٹھایا قصد ہوا کہ زنبیل مین رکھون ایک تڑاقا ہوا دیکھا خواجہ نے پٹرہ شق ہو گیا ایک پتلی سنہری نکلی خواجہ نے چاہا کہ بھاگون صندوق مین ہاتھ لپٹ گیا اُس پتلی نے ہاتھ پکڑکر کہا ای شخص تو کون ہی کہ ہمارے سمجھانے کو نہ مانا ہمارے آرام مین فرق ڈالا اب تجھکو لے چلونگی نام تو اپنا بتا سیکڑون ہزارون مسافر ادھر سے گذرے مگر کسی نے ہمکو نہ ستایا تجھکو اپنی جان کا خوف نہ آیا عمرو نے

پکار کر آواز دی کہ رستم دوڑو مجھے اس ظالم سے بچاؤ رستم نے جو دور سے دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوا چاہتے
ہین نوح کو چمکاتے ہوئے دوڑے مگر اُس پتلی نے کمر مین خواجہ کی پنجہ دیا اور لے اُڑی رستم جو درہ
کوہ سے اُسطرف گئے دیکھا بیچ مین دریا ہی اُس پار ایک قصر بنا ہی وہ پتلی خواجہ کو لیکر اُس قصر مین داخل
ہوئی رستم اسطرف دریا کے رہگئے اُس پار نہ جاسکے مگر پتلی لیکر خواجہ کو جو اُتری دروازے سے
قصر کے آواز آئی کون آتا ہی پتلی نے آواز دی مین ہون کنیز سامری خواجہ کو دروازے پر کھڑا کر کے
چلی گئی خواجہ اندر مکان کے آئے دیکھا ایک شاہزادی تخت پر بیٹھی ہی خواجہ نے اُسکو سلام
کیا اُسنے پوچھا ای شخص تو کون ہی تو نے کیا خطا کی جو یہان تک آیا خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم مین
راہ مین جاتا تھا پتلی مجھکو پکڑ لائی چھوڑ کر چلی گئی مین آپکی زیارت سے مشرف ہوا اُس شاہزادی
نے زانو کے نیچے سے ایک ورق نکالا اُسکو دیکھکر ہنسی کہا ای شخص بعد کئی سو برس کے تو نے
آرام کنیز سامری مین فرق ڈالا دہی تجھکو پہونچا گئی تو نے اسباب صندوق سے نکالا عمرو نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم خطا تو مجھسے ضرور ہوئی مگر وہ اسباب لے لیجیے مجھکو پار پہونچا دیجیے شاہزادی نے قریب آکر کہا
ای شخص بتا کہ وہ مال کہان ہی خواجہ نے گھنڈیان زنبیل کی کھولین اب جو اُس نازنین نے سر ڈالکر دیکھا
اسباب سامنے رکھا ہی اور جا بجا تاج رکھے ہین جواہرات کے صندوقچے جا بجا انبار ہین اُس نازنین
نے کہا تو مجھکو قزاق معلوم ہوتا ہی بہت مال تو نے لوٹا ہی وہ سب جا بجا انبار ہی عمرو نے کہا اپنا مال
اُٹھا لیجیے اور کسی شی مین ہاتھ نہ لگائیے وہ نازنین سمجھی کہ سچ کہتا ہی اپنا مال لے لون اور سے مجھے کیا واسطہ
اور اگر لے لونگی تو یہ میرا کیا کریگا جھک کر دیکھنے لگی تجویز کرتی ہی کہ کوئی تاج اُٹھا لون یا صندوقچہ لون
یہانتک جھکی کہ نصف جسم زنبیل مین پہونچا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر اُس نازنین کو زنبیل
مین گرا دیا جیسے ہی وہ نازنین زنبیل مین گری چہار طرف سے کنیزین دوڑین کوئی اُسکا دوپٹہ اُتارتی
ہی کوئی کہتی ہی پائجامہ اُتار وہ نازنین گھبرا رہی ہی کہ مین کس بلا مین پھنسی کوئی کہتی ہی اسکو باورچیخانہ
مین لے چلو آگ سُلگایا کریگی کوئی کہتی ہی میرے سپرد کرو مین اس سے برتن دھلواؤن گی
ایک طرف سے زنگی باخنجر برہنہ آیا اُسنے کہا صاحبو یہ گنہگار ہی اسکے قتل کا حکم ملا ہی یہ کسی کام
مین نہ رہیگی یہ کہکے خنجر چمکایا وہ نازنین آنکھین بند کر کے بیٹھ گئی ایک نے کہا ای جلاد زنبیل
اگر یون ہی قتل کرو گے تو لباس کا حساب دینا پڑیگا کپڑے اُتروا لو تب قتل کرو جلاد نے کہا کپڑے

اُتارا اُسنے ناچار ہوکر کپڑے اُتارے ایک زنگن لباس اُٹھا کرلے گئی زنگی سیاہ رو نے اُسکو
قتل کیا سر باہر زنبیل کے پھینکا لاشہ دریا مین بہا دیا جسوقت وہ نازنین مری خواجہ نے
دیکھا وہ قصر و دریا نابود ہوا رستم نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہین پکار کر آواز
دی ای عم نامدار کیونکر جان بچی خواجہ نے جواب دیا ای فرزند مین نے جاکر اُس جادوگرنی کو
قتل کرایا تب جان بچی مگر اسباب مجھسے لے لیا قرضداروں سے شرمندہ رہا رستم نے
دیکھا کہ وہ دریا بھی غائب ہوگیا غوطا مار کر پانی غرق زمین ہوا خاک اُڑنے لگی خواجہ جھپٹ کر
قریب رستم آئے اُس صندوق کا خیال خواجہ کو لگا ہوا تھا درۂ کوہ مین آکر دیکھا وہ صندوق
پڑا ہی پتلی بے جان پڑی ہی خواجہ نے پتلی کو بھی اُٹھا لیا اور صندوق بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا
رستم کے ساتھ چلے دیکھا صورت صحرا کی بدل گئی رستم نے کہا ای عم نامدار یہ سب مقامات
عجائب و غرائب سے مملو ہین ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے خدا نے آپ کو بچایا مجھ تک
بخیر و عافیت پہونچایا خواجہ فرماتے ہین ای نور نظر اب خدا اپنا فضل کرے کہ لشکر مین پہونچو
سب لشکر ایک مقام پر ہو نہین معلوم وہان ہفت پیکر نے ساتھ صاحبقران کے کیا کیا فوج
اُسکے ساتھ بے حد و بے حساب ہی ادھر تمھارا لشکر سے نکل آنا باعث خرابی ہوا طلسم ہفت پیکر
کے تمھین فتاح ہو ایسا نہو کہ ہفت پیکر کچھ صاحبقران کے ساتھ مکر کرے مین بھی تمھاری محبت
مین چلا آیا آقاے نامدار کی کون حمایت کرتا ہوگا لشکر ہفت پیکر مین عیار سردار سب سامان مہیا ہی شاید
کسی عیار کو حکم دے آقاے نامدار سیدھے سادے ہین دام مکر مین پھنسین تو باعث خرابی ہی رستم
کہتے ہین اب اگر کسی سے مقابلہ نہو تو مین سیدھا لشکر مین چلون مجھکو بھی صاحبقران کا بڑا اشتیاق
ہی کہ اُنکو جلد جاکر بخیر و عافیت دیکھون تب دلکو تسکین ہو کہ قریب لشکر پہونچے سرداروں نے
آکر استقبال رستم کیا بخیر و عافیت لشکر مین آئے سب سے زیادہ ملکہ شہرت کو اشتیاق
تھا اپنے خیمہ مین بلوا کر عرض کی ای شہریار آپ کے لشکر مین نہونے سے انتہا کا تردد تھا
اب تردد رفع ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین ہر وقت یہی خیال تھا کہ دیکھین
اُس شہریار سے کیونکر ملین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کس گل کا منھ چمن مین ترے آگے فق نہین
یہ رنگ گل اُڑا ہی فلک پر شفق نہین

گلشن مین مین نے مصحف رخ کی جو سیر کی ۔ خالی شبیہ یار سے کوئی ورق نہین
لکھتا ہے وصف دستۂ مژگان کا ہر کوئی ۔ وہ کونسا قلم ہے زبان جسکی شق نہین
رزاق ہی کریم ہے کیا جل شانہ ۔ چودہ طباق رزق ہین چودہ طبق نہین
جینے کا گرمی تپ غم سے گمان ہے ۔ مدت سے جان میرے بدن مین رمق نہین
ہون راندۂ حرم تو ٹھکانا ہے دیر مین ۔ یاد صنم ہے دل مین اگر یاد حق نہین
او آفتاب روے کتابی دکھا ہمین ۔ ہر شمس بازغہ مین ہمارا سبق نہین
آنکھون کے ڈورے ہین رگ یاقوت ہجر مین ۔ موتی جڑے ہین لال مین منھ پر عرق نہین
ہوگا وصال غیر کا اسکا بڑا ہے غم ۔ اتنا فراق کا مرے دل کو قلق نہین
طول شب فراق سے ناسخ جو تنگ ہے ۔ کیا یاد قل اعوذ برب الفلق نہین

ملکہ شہرت نے جو یہ اشعار پڑھے رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا ملکہ یہ خیال نہ کرو انشاء اللہ اب فراق نہوگا اب ہم طرف لشکر قبلہ وکعبہ کے چلتے ہین ملک آفاق شاہ وسہیل فراق کو بلایا فرمایا لشکر کا شمار کرو اور بی جہان آرا وصہبا کو بھی بلاؤ یہ بھی دونون حاضر ہوئین رستم نے حکم دیا لشکر کا شمار کرو کہ ساحر کسقدر ہین اور غیر ساحر کسقدر ہین جہان آرا وصہبا نے بعد تھوڑی دیر کے عرض کی حضور لشکر ساحرونکا بہت کم ہے تیئیس ہزار ساحر ہین لیکن آفاق و سہیل وسرداران دیگر نے عرض کی کہ سات لاکھ لشکر غیر ساحرونکا آپ کے ساتھ ہے رستم نے کہا کہ سبکو تیار کرو سب لشکر تیار ہوا رستم نے آفاق تاجدار کو بادشاہ لشکر کیا نقارے پر چوب پڑی بکر و فر تمام لشکر رستم کا چلا اس صحرا سے نہ نکلنے پائے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی افہام زور آور چھ لاکھ فوج سے آکر پہونچا رستم سے کہلا بھیجا کہ آپ سرحد خیال سکندری سے چاہتے ہین کہ نکل جائے مین جانے نہ دونگا گرفتار کرکے لے جاؤنگا قدرت نے طلب فرمایا ہے آج شب کو میرے پاس فرمان پہونچا کہ رستم قصد رکھتے ہین کہ سرحد خیال سکندری سے نکل جائین ای افہام زور آور جلد جاکر رستم کو روکو لہذا مین آیا شکر ہے قدرت کا کہ آپکو پا گیا اب نہ جانے دونگا رستم اُسی مقام اُتر پڑے افہام زور آور نے حکم دیا کہ لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے کل سر میدان رستم کو زیر کرونگا ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی

طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اس سامان مین گذری وہ وقت ہوا کہ نظم

علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار — مہ انجم سیاہ رو بفرار

صبح ہوتے ہی لشکرون مین وردی بجی لشکر تیار ہوے رستم سوار ہوکر میدان مین آئے اُدھر سے افہام زور آور بصد کر و فر میدان مین آکر پہونچا رستم کو جو آتے ہوے دیکھا جی مین کہتا ہی انہین کا طلسم کشا لقب ہی اگر ہاتھ پکڑلون تو کلائیان ٹوٹ جائین یہ جوان میرے مقابلے کے لائق نہین ہی قدرت نے تو اسکو معشوق بنایا ہی گرفتار کرکے لے جاؤنگا اپنی محفل مین ساقی بناؤنگا غرضکہ نقیبون نے نقابت کے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہواے بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہوگئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دلپہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے مہ کشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر	خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین گرد جو قباس	گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مردان عالم جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بارو دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جہان صاحبان تخت وتاج دو گز کفن کے محتاج پیوند خاک ہوے اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا جمشید جم ایسا بادشاہ عالیجاہ مقام افسوس ہی کہ ہاتھ سے ایک دیہاتی کے قتل ہوا اور آرہ سر پر چل گیا لکھا ہی کہ جب قاتل جمشید نے خروج کیا جالینوس اُستاد جمشید دربار جمشید مین بیٹھے تھے کہ جمشید نے جھوم کر کہا مین خداوند روے زمین ہون جالینوس نے اپنے مقام پر آکر کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ وقت زوال جمشید قریب آگیا آج اِسنے بڑے غرور کا کلمہ کہا مگر مین زوال اسکا اگر دیکھونگا تو مجھکو قلق ہوگا مین نے اسکو آراستہ کیا جام بنا دیا تمام عالم کو اپنے مقام پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہی جمشید نے دوسرے دن پھر وہی کلمہ کہا کہ مین خداوند روے زمین ہون مجھکو سجدہ کیا کرو جالینوس نے کہا کہ اب نہ رہونگا طریقہ حبس دم ایجاد کیا ایک صندوق بنوایا ایک روغن تیار کیا اُسمین یہ صفت تھی کہ جب قطرہ سینے پر ٹپکے اعضا کو قوت بخشے اُس صندوق مین لیٹے شیشے کو سینے پر لٹکا لیا یہ ترکیب کی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ایک قطرہ سینے پر ٹپکے گا اعضا کو طاقت دیگا شاگرد سے کہا کہ مجھکو دریا مین پھینکدے شاگرد نے دریا مین صندوق پھینکدیا بعد چندے جمشید جم ہاتھ سے ضحاک ماران کے قتل ہوا ضحاک مالک روے زمین ہوا جالینوس کا یہ انجام ہی کہ جب سکندر کنارے دریا کے پہونچے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک صندوق دریا مین بہتا ہوا آرہا ہی اُسکو نکلوایا ارسطو ایسا حکیم موجود تھا اُسنے تدبیر سے صندوق کھولا جالینوس کو نکالا جالینوس نے ہوش مین آتے ہی پوچھا میرا فرزند جمشید کہان ہی سکندر حیران ہوگئے کہ کئی سو برس کا حال پوچھتے ہین ارسطو نے پوچھا کہ آپکا نام نامی کیا ہی جالینوس نے سکندر سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو مجھسے باتین کرتا ہی سکندر نے کہا کہ یہ میرا حکیم ہی جالینوس نے افسوس کرکے کہا کہ مقام افسوس ہی کہ ایسا زمانے نے انقلاب کیا کہ اس صورت کے حکیم ہونے لگے سکندر کو تعجب ہوا کہ ارسطو ایسے کو یہ کلمہ ارشاد فرمایا

مراد یہ ہی کہ اب جمشید کا کہین پتہ نہین ملتا بلکہ قبر کا نشان بھی نہین معلوم اسطرح جو نقیبون نے حالات
بیان کیے بہادرون کی آنکھون مین سرخی آگئی سامان موت آنکھون کے نیچے پھر گیا افہام
زور آور نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے رستم نے جو آواز افہام کی سنی گھوڑے کو صف سے نکالا اور پہلوانون
نے ہر چند کہ قصد کیا رستم نے کسی کا جانا قبول نہ کیا اور ضرکب اڑا کر میدان مین آئے
افہام نے رستم کو دیکھکر بڑا افسوس کیا کہا اے جوان مقام تاسف ہی کہ اتنے جوان کھڑے
ہین مگر کسی نے اپنی جان کے خوف سے قصد نہ کیا کہ میدان مین نکلے اور مجھسے مقابلہ کرے
میرا وار کسی کے روکے نہین رکتا آیندہ آپکو اختیار ہی رستم نے کہا اے افہام زیادہ غرور نہ
کرو یہ میدان کارزار ہی جرأت دکھاؤ زبان تیغ سے کلام کا مقام ہی زیادہ زبان درازی بہتر
نہین لقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو مذہب کا نام سنکر افہام بہت جھلایا نیزہ
رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر
نگران ہین کہ نیزہ آپسمین چل رہا ہی دیکھنے والے حیران ہین کہ کیا جوانان یلتن ہین کہ کسی مقام پر
کمی نہین کرتے کس لطف سے نیزہ بازی کر رہے ہین دو گھڑی کامل افہام سے نیزہ چلا رستم
نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افہام کے نکل گیا نیزہ نکلنے پر افہام کو
بڑا غصہ آیا تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر
کو چہرے کی پناہ کیا صاف بآسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مارکر افہام پلٹا رستم
نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ ماردیا افہام نے سپر فولادی اٹھائی
مگر تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغہ نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹکر خود پر گرا خود و بلغہ وغیرہ
کاٹکر سر پر تیغہ گرا کہ چار انگل سر مین در آیا افہام نے دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹنا کر نکلا رستم نے
قصد کیا کہ دوسرا ہاتھ مارکر سر کاٹ لون افہام نے فوراً آواز دی اے جوان اب مین
جنگ کے قابل نہین ہون اب مجھکو مہلت دیجیے صحت پاکر مقابلہ کرونگا بہت جھٹ پٹ
میرے آپکے فیصلہ ہو جائیگا رستم نے ہاتھ روک لیا افہام رستم سے مہلت لیکر
پلٹا اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی پہونچا افسرون کو جمع کیا کہا یارو اصل یہ ہی کہ رستم

جوان بے نظیر ہی کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہی اب جو مقابلہ کرونگا بیشک مارا جاؤنگا کیون یارو
کیا کرون جیسے ہی اُسنے ہاتھ اُٹھایا تھا اگر مہلت نہ دیتا اور ہاتھ ماردیتا تو مین مارا جاتا مگر جوان صاحب
جرأت ہی کہ دشمن کا کہنا قبول کرلیا سبنے کہا شب خون مارئیے اندھیرے مین مارلینگے ہمارے
ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے اسبات کو افہام نے قبول کیا عیار اُسکا شحنۂ شبگرد ہی اُس سے کہا
تو جاکر دریافت کرآ کہ رستم کی بارگاہ کس مقام پر ہی اور پہلوان کس مقام پر ہین کہ اُسی طرف چلکر
گرین پہلے اُن پہلوانونکا خاتمہ کردین عیار چلا اِدھر جب رستم پلٹ کر آئے تو خواجہ سے پوچھا
ای رستم زخمی کرکے پہلوان کو کیون چھوڑدیا رستم نے سب حال بیان کیا خواجہ نے کہا کہ
اُسنے گھات کی رستم نے کہا کہ ابکی دہ کیا کریگا خواجہ نے کہا کہ اب وہ مقابلے مین نہ آئیگا کچھ
اور فتور کریگا مکّار کب ایک حال پر رہتے ہین مین خبر کو جاتا ہون یہ کہکے خواجہ براے خبر چلے
صحرا تک پہونچے تھے کہ اُودھر سے شحنۂ شبگرد آتا تھا خواجہ نے جو عیار کو آتے ہوے دیکھا
ایک زرغہ مین چھپے حلقہاے کمند خس پوش کردیے جب عیار وہان پہونچا اُسکا دل دھڑکا
قریب آکر رُک گیا پکار کر آوازی کیا کوئی میری فکر مین بیٹھا ہی نکلکر مقابلہ کرے تو حال معلوم ہو
خواجہ نے جواب نہ دیا عیار سمجھا کہ جنگل کے سنّاٹے پر دل دھڑکتا ہی چاہا جست کرکے نکلون
بیچ کمندون کے پہونچا خواجہ نے سیٹی کی آواز دی عیار رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا مُنھ کے
بھل زمین پر گرا خواجہ نے حباب مارا عیار بیہوش ہوا خواجہ نے اُٹھکر عیار کو نخل سے باندھا
کوڑا ہاتھ مین لیکر ہوشیار کیا عیار کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ خواجہ
عمرو کوڑا لیے ہوے کھڑے ہین کانپ گیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کہان جاتا تھا اگر سچ بتلائیگا
تو جانبری ہوگی اگر جھوٹ کہیگا تو سر کاٹ لونگا عیار ناچار ہوا سوچا کہ اپنی جان بچاؤ کہا
ای شہنشاہ اوج عیاری اصل یہ ہی کہ ہمارے آقا جو مقابلہ کرکے پلٹے اُنکو خوف ہوا کہ اب
جو رستم سے مقابلہ کرونگا زندہ نہ بچونگا ارادہ شب خون کا کیا ہی مین دریافت کرنے جاتا تھا
کہ بارگاہ رستم کس مقام پر ہی یہان آکے گرفتار ہوا خواجہ نے عیار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل
مین رکھ لیا آپ اُسی کی شکل بنکر تیار ہوے اور لشکر افہام مین پہونچے افہام سے آکر اُلٹا
سیدھا بیان کردیا کہ فلان مقام پر بارگاہ رستم ہی فلان مقام پہ بارگاہ سرداران ہی ای شہریار

اب مین پھر جاتا ہون مفصل خبر دریافت کرون یہ کہکے پلٹے رستم سے سب حال آنکر بیان کیا کہ افہام
شب خون آئیگا تم یہ تدبیر کرو کہ لشکر کو لیکر درۂ کوہ مین چھپو جب وہ آکر شبخون مارینگے اور کسی شخص
کو نہ پائینگے تو مال واسباب لوٹینگے جب وہ پُربار ہوکر چلینگے تب اُنکو گھیر لو اسطرح گھیر کر سبکو
مار لو رستم نے یہی کیا کہ سبکو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین جا چھپے افہام وقت پر آیا لشکر کو فوج سے
خالی پایا کہا یار و مسلمان بھاگ گئے جس خیمے مین پہونچے مال واسباب پڑا ہوا پایا خوب مال و
اسباب کافرون نے لوٹا گھوڑون پر لاد لیا جب پلٹنے لگے اسقدر زیر بار ہین کہ چل نہین سکتے
رستم جو آگرے اُن سبکو قتل کرنے لگے لڑتے بھڑتے قریب افہام کے پہونچے نعرہ کیا کہ او نامرد
اسی بلبوتے پر وعدہ کیا تھا اُس مکاری کا یہ انجام ہوا تیر امکر تیری ہی گردن پر پڑا افہام نے
جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تلوار کھینچ کر گیندا بڑھا یا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے
سپر پر روکے للکار کر آواز دی او نامرد ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تیغہ کا مارا افہام
نے سپر اُٹھادی یہ تیغۂ ہفت جوہر کب رکتا ہے تڑپ کے گرا سپر کو کاٹکر تا جگرگاہ پہونچا لاشہ افہام کا تڑپ کے
زمین پر گرا فوج والون نے رستم کے اُن سبکو گھیر کر مار لیا اُنکے پڑاؤ تک لڑتے ہوئے پہونچے
اُنکے خیمون مین آگ لگادی مال واسباب سب لوٹ لیا چندکس جو بچے اُنھون نے لاشہ افہام
کا اُٹھا یا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگے ملازمان رستم نے تعاقب نہ کیا پڑاؤ کی لوٹ مین مصروف
رہے صبح ہوتے ہوتے مال واسباب لوٹکر پلٹے اپنے لشکر مین آئے خواجہ نے رستم سے عرض
کی اپنی فوج کا خونبہا دیجیے رستم نے کئی ہزار روپیے دیے خواجہ نے عیار کو زنبیل سے نکالا
سامنے رستم کے ہوشیار کیا اب جو اُسنے یہ حال سُنا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا خواجہ نے اُسکو
عیارون مین داخل کیا ایک شب رستم کو اس منزل مین رہنا پڑا دوسرے دن بصد کروفر قصد ہوا کہ
کوچ کرین سارا لشکر ساحران وغیر ساحران تیار ہوا رستم نے حکم دیا نقارۂ کوچ بجے لشکر نے
اپنے مقام سے جنبش کی چھکڑے مال کے لدے ہوئے ساتھ کچھ کم نو لاکھ فوج ہے جہانتک نگاہ کام
کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے مگر ملازمان افہام جو لاشہ افہام کا لیکر بھاگے ایک صحرا مین
جاکر پہونچے منظور ہوا کہ لاشۂ افہام کو جلائین قضائے کار اقسام گرد بڑا بھائی افہام کا شکار کھیل
کے پلٹا تھا دیکھا اُسنے کہ چندکس شکست خوردہ ایک لاش کو جلایا چاہتے ہین بڑھکر پوچھا تم لوگ کون ہو لاش

اُسکی لائے ہو جسکے جلانے کا قصد ہی اُن سبنے بیان کیا کہ افہام زور آور نامے پہلوان برائے
مقابلہ رستم گیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا بڑے بڑے مکر کیے مگر کوئی مکر نہ چلا اقسام نے
پوچھا کہ قاتل افہام کہاں گیا سب نے بیان کیا کہ اُسی مقام پر ہوگا لشکر مثل مور و ملخ کے ساتھ
ہی ہم لوگون پر جو آگرے زمین کانپتی تھی آخر ہم لوگون کے پیر نہ جمے گھبرا کے بھاگے بڑی مشکل
سے لاش افہام کی اُٹھالی رستم اُسی مقام پر ہونگے اقسام گرد نے لاکھ سوار و پیدل قلعہ
سے بلوائے اُنکو ساتھ لیا شب کو اُسی مقام پر اُترا رات بھر شراب پیا کیا صبح کو اُٹھکر سوار ہوا
لشکر کو لیکر چلا رستم کو دوسری منزل ہی پانچ کوس کا راستہ دو دن مین طی کیا ایک مقام پر فروکش
ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ اقسام آکر پہونچا مقابلہ مین رستم کے اُترا طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی
جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
کارزار مین آئے اقسام نے گینڈا نکالا رستم کو طلب کیا رستم جو مقابلے مین آئے نیزہ چلا بعد نیزے کے
نوبت تلوار کی آئی اقسام نے وار کیا رستم نے وار بچا کر جو تیغہ ہفت جوہر کھینچا اقسام گرد کو آئینہ شمشیر
مین جلوہ عروس مرگ معلوم ہوا سمجھا کہ اگر یہ تیغہ پڑیگا تو جانبری دشوار ہوگی آواز دی ای رستم بڑے
افسوس کی بات ہی کہ دوسرے جوان کو ساتھ لائے وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہی رستم پلٹے کہ میرے ساتھ کون ہی غصہ
آگیا جیسے ہی پلٹے اوپر سے اقسام نے تیغہ مارا اپنی پشت پر رستم نے کسی کو نہ پایا اس مکر پر نہایت غصہ آیا
پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ اقسام کا چھول پڑا اور گینڈے کی گردن کٹی ساتھ والون نے
اقسام کے جو اپنے آقا کو تہ و بالا دیکھا تلوارین کھینچکر آپڑے رستم خوب لڑے اقسام نے پہر دن رہے
طبل بازگشت بجوا دیا پلٹ کے اپنی بارگاہ مین آیا اکیلا بارگاہ مین بیٹھا ہی رو رہا ہی عیار اُسکا کمین نیزہ
ہی اُسکو جو معلوم ہوا کہ میرے آقا بارگاہ مین اکیلے بیٹھے ہین حکم لیکر اندر آیا دیکھا اقسام آنسو بھرے
ہوئے بیٹھا ہی پوچھا آقائے نامدار آپکو کبھی ایسا رنجیدہ نہین پایا آپ کیون ملول ہین اقسام نے کہا ای
رفیق شفیق رستم سے جو مین نے مقابلہ کیا اُسکو بہت زبردست پایا سمجھا کہ مین اسکے ہاتھ سے نہ بچونگا مکر کرکے
اُسکو زخمی کیا آخر مغلوبہ ہوئی مغلوبہ مین بھی ہمارے لوگ بہت مارے گئے اگر رستم لشکر مین نہون تو
کوئی میرا ہم نبرد نہین ہی سکو رول لونگا اگر ہو سکے تو رستم کو گرفتار کر لاؤ کمین نے عرض کی ای شہریار
یہ کتنی بڑی بات ہی گیا اور رستم کو گرفتار کر لایا یہ کہکے طرف لشکر رستم کے روانہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنا کر لشکر مین

پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر آیا دیکھا کہ ایک نخل ہے اُسکی آڑ پکڑ کے بیٹھا نقب کھودنے لگا بہت رہے مُہرہ نقب بارگاہ رستم مین آکر توڑا دیکھا رستم سو رہے ہین گرد مین اٹا ہوا انکا قریب رستم کے پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا کفچے مین بیہوشی رکھی برابر دماغ کے لگادی رستم چھینک مارکر بیہوش ہوئے کمین نے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین کودکر چلا راستے کو طے و کرکے سامنے اقسام کے پہونچا اقسام نے رستم کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہا اسے لیجا کر قید کرو صبح کو دربار سمجھونگا اگر میری اطاعت کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ کہکے رستم کو قیدخانہ مین بھیجدیا آپ آکے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار آکے جمع ہوئے سب کے سامنے کہا ہے کہ مین نے مسلمانونکا خاتمہ کیا رستم میرے یہان قید ہین لیکن سمک جو برائے نماز جگانے آیا رستم کو پلنگ پر نہ پایا بیقرار ہو گیا روتا ہوا باہر نکلا پکار کر آواز دی یارو غضب ہوا کہ آقا کو کوئی چرالیگیا سپہ طلایہ نے بھی آکر خبر دی کہ فلان نخل کے سایہ سے نقب لگائی ہوئی ہے کا وہان انبار ہے خواجہ کو خبر ہوئی خواجہ بھی آئے سماک کے کان پکڑے کہا کیون نالائق آقا کی یون ہی حفاظت کرتے ہین یہ نہ خیال کیا کہ حریف سے مقابلہ ہے دشمن مقابلے مین اُترا ہوا ہے کہ اور جملہ سردار بھی آئے خواجہ سب سے باتین کر رہے ہین سردار آمادہ ہین کہ لشکر دشمن پر جا پڑین ابھی آفت برپا کردین میدان لاشون سے دشمن کی بھردین کہ ہرکارے دوڑے آئے خواجہ سے عرض کی اُستاد کمین تیزرو نامے اُسکا عیار ہے وہ آقائے نامدار کو چرا کر لیگیا اب اسوقت اقسام نے دربار مین طلب کیا ہے سب سردار اُسکے جمع ہین خواجہ نے آفاق تاجدار سے کہا کہ آپ لوگ تیار رہو مین جاتا ہون رستم کو جاکر رہا کرون جب حال مغلوبہ سُننا تم بھی آجانا سب سرداروں کو تسکین دیکر خواجہ نے باہنائے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر کفار چلے جب قریب لشکر پہونچے تب صورت بدلی رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک خدمتگار کی شکل بنا کر لشکر مین آئے پھرتے ہوئے قریب بارگاہ اقسام پہونچے دیکھا داروغۂ زندان خانہ رستم کو لیے ہوئے جاتا ہے سرداران اقسام تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ہمارے آقا بڑے صاحب اقبال ہین وہ شخص گرفتار ہو کر آیا کہ جسکا جرأت مین عدیل و نظیر نہین اب اگر اسنے لقراط پرستی اختیار کی تو فبہا ورنہ آقا ہمارے بڑے بدمزاج ہین فوراً قتل کا حکم دینگے پھر اس جوان کو کون

بچ جائیگا بعضے کہ رہے ہین جان بڑی چیز ہی خوف جان سے اطاعت کریگا لقراط ثانی کے سجدہ
کرنے مین کیا عذر ہی قدرت بھی تقدیر کر دینگے یہ مقام سرحد طلسم خیال سکندری ہی کیسے کیسے بہادر
یہان رہتے ہین کیسے کیسے ساحرون کا یہان جماؤ ہی کہ دن کو رات کردین اور رات کو دن
کر دکھائین کیا کسی بات مین عاجز ہین قدرت جو مُردون کو جلاتے ہین وہ انھین ساحرون کی
مدد ہی اس شخص کا دل نہ پھیر دینگے خواجہ بھی ان سبکے ساتھ ہوے اندر بارگاہ کے پہونچے رستم
زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے اقسام کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی یہ بیت
تمام آواز دی کہ سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکیست و دین
پیغمبر خدا بر حق تمام کافر بل کرنے لگے اقسام نے پکار کر آواز دی ای رستم اب وقت سرکشی نہین ہی
مناسب یہ ہی کہ خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم تو اُس
ملعون پر لعنت کر چکے سجدہ کرنا کیسا ایک شخص مکار جعلساز شعبدہ باز ہی ہم اسکو سجدہ کرتے ہین جو وحدہٗ
لاشریک ہی یہی اعتقاد ہمارا ٹھیک ہی اقسام ان باتون پر جل گیا کہا لو صاحبو ہمارے سامنے
ہمارے خداوند کو بُرا کہتا ہی جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا جو پکار ہوا ایک جوان زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے
سامنے آیا پکار کر آواز دی ای شہریار کیا حکم ہوتا ہی تیغہ باڑہ دار رکھتا ہون بازو مین قوت ایک ہاتھ
مین سر کو تن سے قلم کرونگا مگر حکم اول ہی سمجھکر دیجیے گا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ
را دانہ بلاشد طعنہ بر صیاد چیست ٭ اقسام نے کہا او جلاد یہ جوان گنہگار ہی خداوند کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے
ہین کہ جو سر رستم لائیگا اُسنے قدرت پر احسان کیا مین قدرت پر احسان کرتا ہون تیرا بھی مرتبہ زیادہ ہوگا
جلاد بیتر ابدکار خنجر کھینچے ہوے سر رستم پر آیا خواجہ نے جو دیکھا یہ تو اولاد صاحبقران پر جان دیتے
ہین قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ سوا پانچ سیر کا کا گوپھن مین دیا
ایک ستون کی آڑ پکڑ کر مارا کہ سر جلاد کا اڑ گیا باہر ہوا وہ مارا مگر دیکھا تو جلاد پڑا ہوا تڑپ رہا ہی گنہگار
بیٹھا ہی سب نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا اپنی جان سے بیزار تھا مگر کمین تیز رو عیار
جو کھڑا ہی اُسنے کہا یارو تم لوگون کو سوجھتا نہین کسی نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا دیکھو مین تلاش کرتا ہون
چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ جھپٹ کر پشت کمین پر آئے کہا حضر صاحب جسنے پتھر مارا وہ سامنے کھڑا ہی جیسے ہی
کمین نے اُدھر مُنھ کیا خواجہ نے ایک دولتی ماری کلاہ سر سے کمین کے لی او جست کر کے برابر اقسام

کے پہونچے تاج اُسکے سر سے لیا جست جو کی سراچہ کو فر آ گئے لینا لینا کا ہلڑ ہوا افسام نے کہا او کمین تو سر دربار ذلیل ہوا اس ظالم عیار کو لینا جانے نہ پائے کمین بھی جست کر کے نکلا خواجہ چوبدار کی صورت بنا کر دربار مین آئے افسام پکار رہا ہے کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرے خواجہ نے کہ بصورت چوبدار کھڑے تھے ہاتھ باندھکر افسام سے کہا مین حضور سے کچھ کان مین عرض کرونگا افسام نے کہا قریب آؤ خواجہ جبیث کے قریب پہونچے پھر دھول ماری دوسرا تاج جو پہنا تھا سر سے لیا اور دیکھکر آواز دی کہ اگر طلسم کشا کا ایک موے بدن کم ہوا تو تیرا ابچینا مشکل پڑ جائیگا چلتے ہوے ایک دولتی ماری کہ افسام منہ کے بھل زمین پر گرا خواجہ جست کر کے پھر نکل گئے کمین کہ باہر ڈھونڈھ رہا تھا ایک ایک سے پوچھتا تھا کہ ساربان زادہ کدھر گیا خواجہ تو لینا لینا کہتے ہوے نکل گئے کمین اندر بارگاہ کے آیا افسام نے کہا او نالائق تو کہان تھا عمرو دوسرا تاج بھی میرے سر سے لے گیا وہ تو شعلۂ جوالہ ہے اسی جلدی لیگیا کہ نگاہ اُٹھانا مشکل ہوگئی عمرو کی برابر کوئی تیز رو نہین کمین نے قصد کیا کہ پھر باہر جاؤن کہ شاگرد نے پشت پر سے آواز دی اُستاد ادھر آئیے جب کمین قریب شاگرد پہونچا شاگرد نے کہا وہ دیکھیے عمرو کھڑا ہے جیسے ہی کمین پلٹا ایک دھول ماری اور دوسری کلاہ سر سے لی اور پھر جست کر کے نکل گئے کئی پھیرے خواجہ نے کیے چوتھی مرتبہ جلاد بنکے بارگاہ مین آئے افسام سے کہا مین طلسم کشا کو قتل کرون افسام نے کہا جلد قتل کر یہ شخص قتل ہو جاے تو مہلت ملے دیکھو عمرو نے کیا ہنگامہ ڈالا ہے جلاد نے کہا مین سب ہنگامہ مٹائے دیتا ہون رستم یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ عمرو ایسا عیار ناممکن ہے اسی کی وجہ سے صاحبقرانی کو صاحبقران کی زور ہوا جہان گرفتار ہوے خواجہ مردانہ وار پہونچے اور صاحبقران کو چھڑایا خواجہ برق جہندہ بنے ہوے ہین قریب رستم کے آکر جلاد نے کہا اے جوان سنبھل کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون رستم پہچان گئے کہ یہ خواجہ عمرو ہین سنبھل کر بیٹھے عمرو نے خنجر مارا کہ ہتھکڑی کٹی اور خواجہ نے آواز دی ہان رستم اُٹھو وقت رہائی آگیا رستم نے بہ ہیبت نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از لف خون من است

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون من است

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکا بل کر کے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا اور اڑنے لگے افسام نے

پکار کر آواز دی اِس جوان کو مار لو چہار طرف سے پہلوان اُٹھے تلوار چلنے لگی رستم کی جرأت و شوکت
کئی سو جوان مار کر بارگاہ مین گرا دیے یہان آفاق شاہ وغیرہ سرداران رستم کہ مشتاق تھے صدا سے
گیر و دار جو سُنی فوراً سوار ہوے سمک نے بڑھکر خبر بھی دی کہ آفاق نامدار نے رہائی پائی لڑائی ہو رہی
ہی مگر اندر بارگاہ کے مجمع ہی آقا نکل نہین سکتے آفاق تاجدار تخت پر سوار ہو کر چلا سہیل قزاق وغیرہ
نے گھوڑے دوڑائے کہ تتق گرد بلند ہوا اُسوقت آکے پہونچے کہ رستم بمشکل لڑتے بھڑتے بیرون
بارگاہ آئے ہین اس حال مین بھی اقسام کا حوصلہ نہین پڑتا کہ رستم پر جا پڑے جب رستم باہر
نکلے سماک نے گھوڑا اپہونچایا سوار ہو کر لڑنے لگے اقسام نے دور سے دیکھا سر سام نامے
اسکا پہلوان کہ پہلو مین کھڑا ہی اقسام نے اشارہ کیا کہ اے سر سام دیکھ رہے ہو کہ رستم کے ہاتھ سے
کیسے کیسے پہلوان مارے گئے فوج بھی اُنکی آپہونچی مین اُنکو لگا کے لاؤن تم پشت پر سے ہاتھ تلوار کا
مارو سر سام نے کہا بہت خوب کیا مین کسی بات مین کمی کرونگا مجھپر شاق ہی کہ کون کون سے دست
مارے گئے جنکا مثل و نظیر عالم مین نہ تھا مگر حقیقت مین رستم عجب جوان صاحب جرأت ہی آپ
دیکھتے ہین کہ اکیلے ہین اور پشت و پہلو سے خبردار جسنے جسطور سے مقابلہ کیا اُسکو اُسی طرح ٹوکا کئی سو
پہلوان مارے جا چکے ہین اب لشکر کی اُسکے ہاتھ سے بربادی ہی ہمارے لشکر کے دیکھیے کیسے
کیسے جوان مارے گئے یہ سب بہادر تھے اور جو پہلوان آیا کس جرأت سے اکڑ لڑا کس
زور شور سے آکر مقابلہ کیا اقسام نے کہا باتین نہ بناؤ مقابلہ رستم مین جاؤ سر سام ہٹو بچو
کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا اول نیزہ مارا رستم نے نیزہ قلم کیا سر سام نے تلوار کھینچی وار تلوار
کا کیا رستم نے او چھڑ سپر کی مار دی تلوار بھی سر سام کی ٹوٹ گئی اوپر سے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سپر سر سام کی کٹی گینڈے کا سر کٹا سر سام گینڈے سے گرا رستم نے سایہ مین
تلوار کے لیا سر سام کی مایوسی جان تو بہت عزیز ہی رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ اس جوان
کے دو ٹکڑے ہون سر سام نے گھبرا کر عالم یاس مین دونون ہاتھ اُٹھا دیے وہی ٹوٹی
ہوئی تلوار ہاتھ مین سپر کٹ کر گر گئی ہی اس یاس سے سر سام نے ہاتھ اُٹھائے دانت نکال دیے
کہ رستم کو رحم آگیا ہاتھ تلوار کا روک کر کہا اے جوان اُٹھ دوسری تلوار لا جانکا خوف نہ کر دوسرے
گینڈے پر سوار ہو یہ جو رستم نے کہا سر سام کے دل مین محبت پیدا ہوئی دل سے کہتا ہی

کہ یہ تو جان بخش ہے اگر ہاتھ مار دیتا تو سر اُڑ جاتا اُٹھتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا اے آقاے نامدار جان میری آپ پر فدا ہے آپ نے تو جان بخشی کی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا عقب مین رستم کے لڑنے لگا جو قریب رستم آیا اُسکو مار کر گرا دیا اقسام نے جو دور سے دیکھا کہ سرسام جاتے ہی شریک رستم ہو گیا اب اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہے یہ سوچکر فوج کو اشارہ کیا کہ سرسام کا سر کاٹ لو کل پہلوانون نے سرسام کو گھیرا سرسام انتہا کا زخمی ہوا رستم نے جو پلٹ کر دیکھا کہ سرسام زخمی ہو رہا ہے تلوار چمکا کر اُسی مجمع پر جا پڑے ایک پہلوان نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر زخمی ہوا رستم نے اُسکے جواب مین تلوار کا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے مگر تکان جو پہونچی زخم سر کھل گیا یقین ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑونگا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا تلوار کو نیام مین کیا دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا اے مرکب ایسا اگر ہوسکے تو مجھکو نکال لیچل مرکب نے جو اپنے آقا کو سست پایا دولتیان اور کنوتیان مارتا ہوا طرف صحرا کے لے نکلا ہر چند لوگون نے چاہا کہ مرکب کو روکین مگر نہ رک سکا گھوڑا اطرارہ بھر کر نکل گیا پانچ کوس پر ایک صحرا ملا وہان پر پہنچے گھانس کے کھانے جسم کو جنبش دی رستم پشت مرکب سے گرے گھوڑا گرد پھر اکیا چاہتا ہے کہ آقا اُٹھین پھر سوار ہون مگر رستم بیہوش پڑے ہین آخر چرنے لگا مگر نگاہ رستم کی طرف ہے اتفاقاً اُس حوالی کا جو بادشاہ ہے یہان صحرانشین اُسکی ایک دختر بلند اختر ہے سلطانہ نارنجی پوش براے شکار آئی تھی رستم پر جو نگاہ پڑی لاکھ جان سے عاشق ہوئی اُٹھوا کر لیگئی اپنے باغ مین لائی ٹانکے دلوائے خود رومال لیکر سرھانے بیٹھی یہان جنگ کا یہ انجام ہوا کہ اقسام جنگ سے عاجز ہوا ہاتھ سے سہیل قزاق کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجوایا سرداران رستم پلٹے اپنے مقام پر آکر اُترے اقسام جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوا یہان آفاق شاہ نے آکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ رستم کو گھوڑا نکال لیگیا خواجہ کو بلایا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری رستم زخمی ہو کر نکل گئے تلاش کو جائیے خواجہ نے اُسی وقت تیاری کی اور جھٹ پٹ بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے اور تلاش رستم مین چلے اُسی صحرا مین یہ بھی پہونچے دیکھا کہ خون کے قطرے جابجا پڑے ہین اُنکو دیکھتے ہوے خواجہ چلے یہان رستم کو باغ مین ہوش آیا ملکہ کو دیکھکر بہت پسند کیا اُٹھ بیٹھے ملکہ نے پوچھا آپکا نام نامی کیا ہے رستم نے حسب و نسب اپنا بیان کیا

ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ آپ صحرا مین پڑے تھے مجھے صورت زیبا دیکھکر افسوس ہوا کہ ایسا نہو کوئی جانور درندہ آکر بے ادبی کرے اسوجہ سے اُٹھوا لائی رستم کو خیال ہوا اور فرمایا کہ مرکب ہمارا جنگل مین رہ گیا ملکہ نے کہا کہ مرکب بھی آپکا آیا ہی رستم کو خیال شہرت آیا بیقرار ہوکر کہا نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو وانی کا کیا حال ہوگا یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

یارب مجھے بلائے وہ یا آپ آملے
مطلب برآئین دل کے مراد خدا ملے

جب گل کو رتبہ آگے ترے خاک کا ملا
کیونکر دماغ پھر ترا گلگون قبا ملے

ہرگز نہ رکھہ فلک سی عنایت کی چشمداشت
خلعت سمجھہ کفن کا اگر چیتھڑا اسے ملے

رکھہ دیکھ اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ
کاٹون مین اپنے ہاتھہ جو صورت ذرا ملے

جیتا ہون اور نہ مرتا ہون درد فراق سے
اب موت آئے یا مجھے عیسےٰ شفا ملے

لازم ہی ہر صنم کے لیے کبر اور غرور
پتھر ہی بت نہین جو نہ شان خدا ملے

مدت سے آشیانہ گل کی خبر نہین
پوچھون چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھایا طرہ کیا ہر حسین نے
کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے

کٹ جائے ہاتھون ہاتھہ تبرک کی طرح سے
اتری ہوئی جو پانون کی تیرے حنا ملے

مرتا ہون ہجر یار مین کوسا تھا کسنے ہاے
وہ درد ہو تجھے کہ نہ جسکی دوا ملے

ہو برخلاف جب ترا ہر فعل قول سے
پھر تجھسے خاک دل مرا او بیوفا ملے

آیا ہون تنگ اس دل عاشق مزاج سے
دیدون اگر حسین کوئی دلربا ملے

تلوار کھینچو یہ نہ تم اب کوے یار مین
انبوہ سر کے بھیڑ چھنٹے راستہ ملے

رستم نے جو یہ اشعار روبرو ملکہ کے پڑھے ملکہ کو بہت ناگوار ہوا اُٹھ کھڑی ہوئین کنیزون سے آکر کہا صاحبو بڑا غضب ہوا یہ شخص کسی پر عاشق ہی اُسکے ہجر مین اشعار پڑھتا تھا کنیزون نے کہا واری ہم آپکے خوف سے کہہ نہین سکے یہ وہ شخص ہی کہ جسکے بارے مین قدرت خود فرماتے ہین کہ رستم کو جسنے قتل کیا اُسنے خدائی کو بچا لیا جب یہ رنگ ہی تو یہ شخص بچکر کیونکر اپنے ملک مین پہونچیگا ہم خوف سے نہین عرض کرسکے آپ صحرا سے اُٹھا لائین یہ لوگ ہرجائی ہین انکے دام مین پھنسکر آٹھ پہر رنج وملال کا سامنا ہوگا ملکہ نے کہا تم سبکی صلاح ہو تو والد کو اطلاع کردون کہ وہ گرفتار کرکے

انکو لیجائین خدمت خداوند مین پہونچائین وہان جاکر قتل ہون سب کنیزون نے بھی کہا کہ
واری یہی بہتر ہی کہ والد کو اپنے بلا کر انکو گرفتار کرا دیجیے یہ سوچکر ملکہ سوار ہوئین قلعہ مین آئین
قصر مین آکر اول ماں سے ملاقات کی ناظر سے کہا ذرا والد کو بلائیے ناظر نے والد سے اطلاع
کی گیہان محل مین آیا ملکہ نے کنارے لیجا کر عرض کی ای والد نامدار مین نے بڑا کار نمایان
کیا فاتح طلسم ہفت پیکر رستم پہلتن کو جنگل سے اُٹھا لائی ہرچند کہ ٹانکے لگے ہین لیکن ابھی صحت حاصل
نہین ہوئی آپ جلد گرفتار کر لیجیے فوج بھی طلسم ہفت پیکر کی اُنکے گلے مین ہے وہ اُتار لیجیے ہفت پیکر بھی
ممنون ہوگا اور قدرت تو یہ فرماتے ہین کہ جسنے رستم کو قتل کیا اُسنے خدائی کو بچا لیا پس آپ معین
خدائی کہلائین گے گیہان یہ خبر سُنکر شاد ہوگیا کہا ای نور نظر تو نے بڑا کار نمایان کیا یہ کہکے باہر نکلا
ساٹھ ہزار فوج کو تیار کیا گھوڑے پر خود سوار ہوا طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا یہان رستم اُٹھکر بیٹھے
ہین پٹیان کنیزین بدل رہی ہین شاہزادہ پوچھ رہا ہی کہ صاحبو آج ملکہ عالم کہان ہین کنیزین عرض
کرتی ہین کہ باپ کے سلام کو گئی ہین رستم ہر مرتبہ یاد مین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر لاتے ہین اور
خیال کرتے ہین کہ اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری ہوگی اُسکو تو دم بھر کی جدائی
گوارا نہ تھی فلک نے یہ انقلاب دکھایا خدا اُس تک پہونچائے صورت زیبا اُسکی دکھائے اس سوچ
مین سرنگون بیٹھے ہین کہ بیرون باغ گرد اُڑی اتنی گرد جو بلند ہوا رستم نے فرمایا ارے دیکھو تو یہ کون
آتا ہی کنیزون نے کہا یہانکا جو بادشاہ ہی وہی آتا ہوگا آپ ہوشیار ہو جائیے کہ گیہان مع فوج اندر باغ کے
داخل ہوا پکار کر آواز دی او ظالم تو یہان آکر پھنسا اب بہتر یہ ہی کہ میری خدمت مین حاضر ہو جان بخشی کراؤنگا
ہفت پیکر تک نہ لیجاؤنگا خداوند خیال سکندری اسی مقام پر سزا و جزا کے لیے رستم نے تیغہ ہفت پیکر
کے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا اپنا مرکب تیار کر دن تا بہ مرکب نہ پہونچنے پائے کہ فوج نے آکر رستم کو گھیر لیا
رستم سے تلوار چلنے لگی ہرچند پہلوان چاہتے ہین کہ رستم کو گرفتار کر لین ممکن نہین ہوتا رستم شیرانہ
جنگ کر رہے ہین گیہان نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ پشت سے بلوہ کرو پہلوانون نے پشت
سے بلوہ کیا نیزہ اور تیر چلنے لگے رستم بہت زخمی ہوے ایک کافر نے نیزہ مارا شانے پر رستم
کے پڑا رستم نے چاہا کہ نیزہ توڑ دون اُسنے کھینچکر جھٹکا مارا کہ رستم گرے پہلوان بلوہ کرکے ٹوٹ پڑے
از روے بلوہ کے رستم کو گرفتار کر لیا اسوقت ملکہ آکر پہونچین دیکھا کہ رستم زخمون سے چور چور ہین ہتھکڑیان

بیڑیان پہنا رہے ہین ملکہ کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسی نے ہتھکڑیان پہنائین کسی نے بیڑیان و طوق پہنایا
جون جون رستم مسلسل ہو رہے ہین ہرچند کہ شہرت کا ذکر سُنکر غصہ آیا تھا لیکن عاشق صادق ہر
اِس حال پُر ملال کو دیکھکر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے، جی مین کہتی ہے اے سلطانہ
یہ تو نے کیا ستم کیا یہ کام جلادی کا ہوا کہ ایسے معشوق مہر تمثال کا یہ حال ہوا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوا
افسوس صد ہزار افسوس مجھے اسکے حال پر رونا آتا ہے کاش کہ یہ ہتھکڑیان میرے ہاتھ مین ہوتین
بیڑیان کوئی مجھکو پہناتا طوق میرا گلوگیر ہوتا کمر مین حلقۂ زنجیر ہوتا دیر تک کھڑی ہوئی رویا کی اتنے
عرصے مین گیہان نے رستم کو مسلسل و مطوق کیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ آج مجھسے وہ کام سرزد ہوا
کہ قدرت مجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرین گے بڑے بڑے ساحر و پہلوانان اولوالعظم اسکی فکر مین گئے
مگر آخر مین قتل ہوے مین جب گرفتار کر کے لیجاؤنگا قدرت جو پوچھین گے کیونکر گرفتار کیا مین کہونگا
کہ مین نے اِسکو ایک طمانچہ مارا یہ گھوڑے سے گرا مین نے گرفتار کر لیا یہ کہنا میرا بہت ٹھیک ہوگا قدرت
فرمائینگے کہ ہمنے تجھکو طاقت دی تب مین کہونگا کہ آپکی قدرت مین کیا کوئی شک ہے آپ اگر تقدیر نہ کرتے تو مین
کیونکر غالب آتا یہ کہتا ہوا رستم کو لیکر چلا رستم بیہوش و مدہوش ہین ہوادار پر گیہان نے ڈال لیا ہے ملکہ سلطانہ
نے گھبراکر پایۂ ہوادار کے ہاتھ ڈالدیا باپ سے گھبراکر کہا اگر مناسب ہو تو اِس شخص کو چھوڑ دیجیے اگر صاحب
غیرت ہوگا تو اس اقلیم سے چلا جائیگا پھر نہ کبھی اسطرف آئیگا گیہان نے کہا اے نور نظر مین قدرت سے
بیان کرونگا کہ میری بیٹی نے یہ کار نمایان کیا کہ جنگل سے زخمی اُٹھا لائی زخم مین ٹانکے دیے جراح بھی
مقرر کیا پٹیان مرہم کی چڑھائین پھر مجھکو خبر کی تب مین نے گرفتار کیا یقین ہے قدرت تمکو حورون کا
سردار کرینگے بڑے مرتبے حاصل ہونگے اب اس شخص کے حال پر رحم نہ کرنا چاہیے جا کر باغ مین بیٹھ
ساتھ کنیزون کے ہنسو بولو گیہان رستم کو لیکر بیرون باغ آیا بارگاہ استادہ ہوئی ایک خیمہ الگ استادہ کرایا
اُسمین رستم کو داخل کیا نگہبان و پاسبان مقرر کر دیے آپ اپنے مقام پر جا کے بیٹھا غرور کی باتین کرتا
ہے ایک ایک سے یہی کہتا ہے آج کیا قدرت نے سامان دکھایا کہ ایسا شخص میرے ہاتھ آیا لوح کو اِس سے
لیکر پاس ہفت پیکر کے روانہ کرون لیکن سلطانہ نارنجی پوش حال زار رستم دیکھکر پلٹین کنیزین ساتھ
ساتھ جب قریب بارہ دری پہونچین تو گھبراکر کہا صاحبو تمنے مجھکو کیون گھیر لیا ہے کیا مجھکو قیدی مقرر کیا ہے
اپنے اپنے مقام پر جا کے بیٹھو میرے پاس نہ آؤ کنیزین گھبراکر پیچھے ہٹین آپ اٹھکر بارہ دری مین آئی بے اختیار

مین یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

مصیبت محبت مین ای دل پڑے گی — ابھی سہل ہے آگے مشکل پڑے گی
نہ پھیرونگا منھ ہون وہ جانباز عاشق — اگر تیغ پر تیغ قاتل پڑے گی
رہ عشق مین اُسکی گھبرانہ ای دل — کڑی سی کڑی آگے منزل پڑے گی
بدو عشق کی ہے تو جھیلونگا تنہا — اگر بھیڑ سی بھیڑ ای دل پڑے گی
تڑپتا ہے اک زخم کھاکر ابھی تو — چھُری پر چھُری تجھپہ بسمل پڑے گی
چمک گر یہی حُسن کی ہے تو سُننا — تری دھوم او ماہ کامل پڑے گی
نہ کر یاد رخ ہے جو زخمی نگہ کا — ابھی چاندنی تجھپہ گھائل پڑے گی
خلش اس مژہ کی یہی ہے جو دل سے — مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑے گی
شب ہجر ہے برق بن بن کے تجھپہ — مری آہ او ماہ کامل پڑے گی
نہ کر عادت وصل گھبرائیگا پھر — جدائی کی جو کھوٹ جو ای دل پڑے گی
خدا حافظ و ناصر اسکی کمر کا — سُنا ہے گلے مین حمائل پڑے گی
چڑھاؤنگا گل گور مجنون پہ ای رند — نظر جب وہ لیلی شمائل پڑے گی

یہ اشعار پڑھ کے خوب روئین شمع پر جو نگاہ پڑی دیکھا کہ پروانے گرد پھرتے ہین اور جل جلکر گرتے ہین زانوؤن پر ہاتھ مارا کہ او دل خانہ خراب یہ جانور بے زبان تو یہ کام کرین اور تجھسے یہ حرکت سرزد ہو معشوق پر یہ بدعت کس غربت سے گرفتار ہوا کوئی چارہ نتھا مرکب اپنا نہ پایا پیدل لڑائی پڑی آخر یہ مصیبت ہوئی اسقدر تیر و نیزے پڑے کہ آخر لڑتے لڑتے گرے بلوہ کرکے سبنے گرفتار کرلیا کبھی اُٹھتی ہین کبھی بیٹھتی ہین کبھی خیال آتا ہے کہ اپنی جان دے دون یا اُس جوان کو بچاؤن لالہ عذار وزیرزادی نے جو باہر دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین آپسمین یہی باتین کر رہی ہین کہ ملکہ نے بڑا ستم کیا گھر مین لاکر گرفتار کرایا اگر یہ جوان سنبھل جاتا تو ان سبکے گرفتار کیے گرفتار نہوتا وزیرزادی نے سب سے پوچھا ملکۂ عالم کہان ہین سب نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سبکو نکالدیا وزیرزادی یہ سُنکر گھبرائی ٹہلتی ہوئی در بارہ دری پر آئی اب جو کان لگا کر سُنا تو رونے کی آواز آتی ہے ہچکیان لگی ہوئی ہین بیقرار ہوگئی پردہ اُٹھا کر اندر آئی

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھیں سُرخ ہین غم و الم کی طغیانی ہے دوڑکر وزیرزادی قدمون پر گر پڑی اشک اپنے دوپٹے سے پاک کیے کہا کیون واری خیر تو ہے ملکہ نے کہا کہ ای لالہ عذار ہمارا حال نہ پوچھو ہمسے وہ حرکت ہوئی کہ زبان ہماری قلم کرو زمرہ مین جلا دون کے ہمارا نام لکھو افسوس ہے کہ مجھ کمبخت نے معشوق کو گرفتار کرا دیا دل بیقرار ہے ہاے کیا کرون اس عرصے مین سب کنیزین بھی فرداً فرداً کر کے آئین ملکہ کو دیکھا کہ رو رہی ہین کنیزون نے پوچھا کیون واری کیا کیفیت ہے ہم لوگون سے کچھ ارشاد ہو وزیرزادی نے بھی عرض کی کہ واری اب جو حکم فرمایئے وہ بجا لائین جان اپنی لڑا ئین ملکہ نے کہا ای لالہ عذار کسی طرح یہ شخص قید سے چھوٹ جائے مین اگر پاؤن اور سامنے جاؤن تو قدمون پر سر رکھون عذر کرون کہ میری خطا معاف کیجیے شاید وہ ظالم بر سر رحم آئے خطا معاف کرے پھر مجھسے میل ہو ای لالہ عذار مجھ بدنصیب پر اتفاق یہ ہوا کہ اُسنے اپنی معشوق شہرت گلگون پوش کو یاد کر کے اشعار پڑھے مجھپر شاق گذرا کہ میرے سامنے یہ شخص دوسرے معشوق کا ذکر کرتا ہے جا کر باپ سے اطلاع کر دی جسکا یہ انجام ہوا کہ اب تڑپتی ہون لاکھ چاہتی ہون کہ دلکو روکون دل نہین مانتا یہی جی چاہتا ہے کہ اپنے کو ہلاک کرون اپنا جھگڑا پاک کرون لالہ عذار نے کہا واری ابھی تو آسان ہے خیریت یہ گذری کہ والد آپ کے بیرون باغ اُتر پڑے جس خیمے مین رستم قید ہین دیوار باغ سے وہ قریب ہے ہم سب ملکر نقب کھو دین قید خانہ مین پہونچین اُنکو نکالکر لے آئین آپ سے ملائین ملکہ بیقرار ہو کر اُٹھین لالہ عذار کے قدمون پہ گر پڑین کہا ای لالہ عذار اگر یہ کام تمنے کیا تو گویا مجھکو مول لے لیا عمر بھر احسان مند رہونگی دولت دنیا سے نہال کر دونگی سب میرا زیور لے لو جان بھی عزیز نہ کرونگی سب نے کہا واری ابھی جاتے ہین نقب دیکر اپنے کو خیمے مین پہونچاتے ہین ملکہ نے کہا مین بھی تم سبکے ساتھ چلونگی نقب کنی مین مصروف ہونگی کہ وہ گرفتار رنج و مصیبت مجھکو اس حال مین دیکھکر شاید بر سر رحم آئے لالہ عذار نے کہا کہ اب جلدی کیجیے دیر ہو رات کم باقی ہے ملکہ سب کنیزون کو ساتھ لیکر قریب دیوار باغ آئین وہ چار حبشنین کہ جو قوی و جسیم تھین خنجر پکڑ کے نقب دینے لگین ملکہ اپنے ہاتھ سے مٹی اُٹھاتی ہین کبھی خنجر تھام لیتی ہین خود بھی کھودنے لگتی ہین سب نے ملکر نقب کھودی چھرہ نقب کا جا کر اُس خیمے مین ٹوٹا کہ جس خیمے مین رستم قید تھے ملکہ کی نگاہ پڑی کہ لباس پھٹا ہوا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے

سرنگون بیٹھے ہین سر زنجیر پر سر خم ہی ہجوم غم والم ہی یکایک زمین سے سبکے پہلے ملکہ نکلین نکلتے ہی رستم کے قدمون پر گر پڑین رستم نے سر سینے سے لگالیا فرمایا کیون ای جان جہان خیر تو ہی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ آپکو گرفتار کرایا گرفتار کراکے شرمندہ ہوئی بقول شاعر نظم

خیال یار کچھ ای رشک حور ہوتا ہی | خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہی
جو اس خمر مین اُسکے فتور ہوتا ہی | جنون سمجھتا ہون جسکو غرور ہوتا ہی
شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہی | گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہی
نہ دیکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ | معاف کردے بشر سے قصور ہوتا ہی
کوئی دن اور لحد مین رہو نہ گھبراؤ | ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہی
کیے ہین دل نے بھی پیدا خواص شیشے کے | ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہی
گلی مین یار کی نالان رہین نہ کیون عاشق | چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہی
قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہی عشق | اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہی
چھری چلی مری گردن پہ بے خطا ورنہ | کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہی
وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریانوش | جو خم چڑھاؤن تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہی
عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم | وصال یار دل ناصبور ہوتا ہی
بغیر ایک برس بھی نہین گذرتا ہی | بہار آتے ہی سودا ضرور ہوتا ہی
خطا نہین کی تو کی دیجیے سزا مجھکو | یہ بیگناہ سراپا قصور ہوتا ہی
مذاق سب کا جدا ہی سخن تو ایک ہی رند | وہی سمجھتے ہین جنکو شعور ہوتا ہی

رستم نے اشک آنکھون سے پاک کیے فرمایا ای ملکۂ عالم جو گذرا وہ گذرا یہ تکلیف ہماری تقدیر مین تھی اور طور سے پہونچتی ہتھکڑی کاٹو کہ ہم قید توڑین ملکہ نے خنجر اپنے ہاتھ مین لیا کیلین ہتھکڑیون کی کاٹین رستم نے کہا ای ملکہ تم تو باغ مین جاکر بیٹھو مین گیہان کی گردن جا کرون کہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ فرزند صاحبقران کے ساتھ مکر کیا تھا اُسکا یہ انجام ہوا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار وہی مکار سب موجود ہین پھر آپکو مکر سے گرفتار کرلینگے بہر نوع رستم کو سمجھا کر باغ مین لائین یہان صبح کو گیہان کو خبر ہوئی کہ رستم قید خانہ سے غائب ہو گئے گیہان بہت گھبرایا ملکہ پر تو خیال بھی نہ گیا ناچار ہوکے یہ صلاح

ٹھہری کہ قلعہ مین تلاش کرونگا جسکے یہان پتہ لگا اُسکا گھر تک لوٹ لونگا لشکر کو تیار کرکے گیہان قلعہ
مین آیا تخت پر بیٹھا ہرکارون کو حکم دیا کہ رستم کو تلاش کرو ہرکارے ہر کوچہ و برزن مین ڈھونڈھنے لگے یہان
رستم دوسرے دن اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا اے ملکۂ عالم مین دربار مین گیہان کے جاتا ہون
ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار ایسا نہو کہ گیہان کوئی فتور کرے آپکے دشمن گرفتار ہو جائین تو باعث
خرابی ہے رستم نے نہ مانا اور پشت مرکب پر سوار ہوکے چلے ملکہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے چلین جب دربار غ
سے نکلنے لگے تو ملکہ رکاب سے لپٹ گئین کہا اے شہریار کنیز کو قتل کرکے جائیے رستم نے غصے
مین جواب دیا کہ ان مقدمات مین دخل نہ دیا کرو مجھے بڑا قلق ہے رستم نے جو بہ لہجۂ قہر و غضب
کہا ملکہ کانپ گئین کہا اے شہریار آپکو اختیار ہے آخر رستم چلے ملکہ نے چند کنیزون کو برائے خبر
روانہ کیا اور کہا کہ مفصل خبر ہمکو دینا اگر انکے دشمنون پر کوئی پریشانی پہونچی تو مین جان دونگی
کنیزین واسطے خبر کے چلین رستم راستے کو طے کرکے قلعے مین پہونچے جس شخص کی نگاہ جمال
جہان آرائے رستم پر پڑی یہی قول تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب سرداری و کوکب شش جہت افروز
جہانداری کون جوان ہے لیکن ہرکارون نے جو گیہان کے پھر رہے تھے یہ خبر گیہان کو پہونچائی
کہ رستم آپکے دربار مین آتے ہین گیہان گھبرا گیا ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو معلوم ہوا کہ
رستم کہان تھے اور کہان سے آتے ہین ہرکارون نے عرض کی غلامون نے اُنکو شہر مین دیکھا
یہ تو بخوبی دریافت ہوا کہ بیرون قلعہ سے آتے ہین قلعہ کے باہر تھے نہین معلوم کسنے یہ حرکت کی
گیہان نے حکم دیا کہ دروازے پر درگہ سالار سے کہو کہ بلاتکلف رستم کو دربار مین نہ آنے دین
دروازے پہ روکین درگہ سالار کو جو یہ حکم پہونچا سنبھل کے بیٹھا تیغہ کو سنبھال لیا قرق زنجیر کو
مضبوط کیا کہ سامنے سے دیکھا رستم آتے ہین کہ یہ دروازے پر آگئے گھوڑے سے اُترے
کہ اندر جاؤن درگہ سالار نے کہا کہ اے شخص یہ دربار شاہی ہے اپنا نام بتاؤ ہم جاکر شاہ سے عرض کرین
اگر وہ بلائے تو جاؤ رستم ٹھہر گئے دو چار آدمی اندر سے باہر آئے باہر سے اندر گئے مگر
درگہ سالار نے کسی سے کچھ نہ کہا جب تو رستم کو غصہ آیا بڑھکر کہا اے پہلوان ہم کب تک کھڑے رہین
کئی آدمی آئے اور اندر بھی گئے تمنے ہماری خبر نہ کہلا بھیجی درگہ سالار نے کہا ابھی چند ساعت
ٹھہریے شاہ کا مزاج درست ہولے آرام کرکے آئے ہین جب دربار عام ہوگا تو تم بلائے جاؤگے

جلدی کیا ہی رستم نے کہا کہ ہم ابھی جائینگے زیادہ ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہی یہ کہکے بڑھے کہ قرق زنجیر کو ہٹا کر اندر جائین درگہ سالار اٹھ کھڑا ہوا رستم کو روکنے لگا رستم نے چاہا کہ بڑھون درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بارہ بچا کر ہاتھ کلائی پر ڈال دیا جھٹکا مارا کہ درگہ سالار کا سر جھکا رستم نے طمانچہ مار دیا کہ سر چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا سر ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا بادشاہ بیٹھا تھا کہ سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبرا کر کہا کہ یہ سر کسکا ہی کسنے اسکو قتل کیا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا کر رستم اندر آئے گیہان کو تخت پر پایا بارگاہ کے اندر آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پکار کر بہیبت و قہر آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوا بر کسے باد کہ مداند و بشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا بر حق تمام اہل دربار اپنے مقام پر بل کرنے لگے گیہان نے اشارہ کیا کہ یارو خاموش ایسا ہو کہ یہ شیر بگڑ جائے کہ ایک پہلوان سفاک فیل زور اپنے مقام سے اٹھا قریب رستم کے آیا کہا ای رستم تمھین کچھ خوف نہین کہ تم گنہگار سرکار ہو رستم نے کہا کہ اپنے مقام پر جا کے بیٹھو ہم تمھارے بادشاہ سے کلام کرنے آئے ہین وہی جواب دیگا سفاک نے کہا کہ ہم قریب بادشاہ کے تمکو نہ جانے دینگے رستم نے کہا تمھاری کیا مجال ہی سفاک نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالون آگے نہ بڑھنے دون رستم نے فرمایا کہ زیادہ گستاخی نہ کر سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی تھام کے ایک قبضہ مارا کہ سر سفاک کا پھٹ گیا تمام اہل دربار کانپ گئے ہر ایک کا قول تھا کہ یارو یہ زور کبھی دیکھا ہی حقیقت مین یہ جوان بے مثل و بے نظیر ہی بعض کہتے ہین کہ اگر ایسا نہوتا تو دربار شاہ مین اکیلا کیون چلا آتا طلسم ہفت پیکر ایسا مقام کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا اسکو فتح کر لیا تحفہ جات حاصل ہوے ہفت پیکر بھاگ کر قصر عشرت مین پہونچا قدرت نے ہمارے طلسم خیال سکندری مین بلا یا اپنے نزدیک آوارہ کیا اسقدر فوج جمع کی کہ گاوزمین بار نہین اٹھا سکتی مگر یارو اس شخص کے مقدمے مین دخل نہ دو رستم سفاک کو مار کر پنجون کے بل اکڑتے ہوے قریب تخت گیہان کے پہونچے قریب جا کر کہا کیون ای گیہان ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی کہ تمنے ہمکو قید کیا یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا گیہان سب پہلوانون کی جانب دیکھ رہا ہی کہ کوئی اٹھ کے مجھکو بچائے میرا ہاتھ اس زبردست کے پنجے سے چھڑائے کوئی اپنے

مقام سے نہین اُٹھتا ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی رستم نے فرمایا ای گیہان شناخت پروردگار مین کیا کہتے ہو بہتر یہ ہی کہ لقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب حق اختیار کرو لقراط ثانی ایک حکیم علیسائی شعبدہ بازی شعبدہ پر بڑا غرور رکھتا ہی کیا کیا میرے ساتھ فتور برپا کر رہا ہی کیسے کیسے پہلوان بھیجے ہمارے خدا نے ہمکو غالب کیا جو ساحر آئے مارے گئے بس اب جواب دو ورنہ مین تیغہ ہفت جوہر کھینچتا ہون گیہان ڈر اخوف سے کانپنے لگا خیال ہوا کہ اگر مین نے خلاف رستم جواب دیا تو یہ فوراً قتل کریگا اور کوئی ہمارا پہلوان دخل نہ دیگا دیکھو کیسی مشکل ہی رستم میرا ہاتھ پکڑے کھڑے ہین اور کوئی اپنے مقام سے نہین اُٹھتا خوف جان سے بول اُٹھا ای شہریار مین بدل وجان آپ کی اطاعت کرتا ہون اتنا تو مجھکو ثابت ہو کہ آپکو قید خانہ سے کون لیگیا رستم نے ہنسکر جواب دیا کہ جسنے قید کرایا اُسی نے قید سے چھڑایا گیہان خاموش ہو رہا سوچتا ہی کہ بدلہ لونگا یہ وقت کام سخت کا نہین ہی رستم کو دنگل پر بٹھایا وہ دنگل کہ جو پہلوے تخت مین تھا اُسپر رستم کو جگہہ دی سامنے رستم کے کلمہ پڑھکر بہ مکر مسلمان ہوا ساقی بچون کو اشارہ کیا کہ جام شراب لاؤ ایک دو جام سادہ پلائے جب رستم کئی جام پی چکے تب گیہان اپنے مقام سے اُٹھا اور شراب مین بیہوشی ملاکر جام مے آگے رستم کے پیش کیا رستم بے اندیشۂ انجام پی گئے پیتے ہی سر گردش کرنے لگا فرمایا کیون ای گیہان تجنے مکر کیا گیہان نے جواب دیا کہ ای رستم تمھارے ساتھ یہی چاہیے رستم نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہو گئے گیہان نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ فوراً آہنگر حاضر ہوے رستم کو مسلسل ومطوق کیا تب رستم کو ہوشیار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی ہاتھ جو اُٹھایا جانا زنجیر مین غل ہوا آواز دی او گیہان تونے بڑا مکر کیا مگر وہ مالک ہی ہمکو سرفراز کریگا تجھپر مظفر منصور ہونگا گیہان نے کہا اب مین مہلت نہ دونگا فوراً قتل کرونگا یہ کہکر باہر نکلا کہا میدان خونی کو جلد تیار کرو مین اس جوان کو ابھی دار پر کھینچونگا ملازمون نے فوراً سامان کیا دار استادہ ہوئی جلاد آکر حاضر ہوے شلنگا ہین لگانے لگے آواز دیتے تھے کہ جسکو حکم ہوا اُسکو قتل کرین رستم مجبور و ناچار بہ نگاہ یاس چہار جانب دیکھہ رہے ہین اپنے پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

تر ا غافل نساز د از خدا گنج | نیند از د بزندان بلا گنج

مشو حاضر بہ پیش حق بتید ست   ببر با خویش ازین دولت سرا گنج
بہر افتادہ فرما دستگیری   عنایت کن بہر بیدست و پا گنج
بشوا از آئنہ زنگ کدورت   بدل کن جمع از صدق و صفا گنج
چرا در فکر گنج و مال باشی   کہ ہست این گنج مار بیوفا گنج
نبردند از جہان یک حبہ باخویش   اگرچہ جمع کردند اغنیا گنج
بگو شکر خدا ہر دم کہ ہندی   ز علم و فضل حق کردت عطا گنج

رستم بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین گیہان نے اشارہ کیا کہ جلد قتل کرو دیر تہوان مسلمانون کے معین و مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار آجائے اور اس جوان کو قید سے چھڑائے جلاد نے بڑھکر پاتون رستم کا پکڑا زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا گیہان تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا لیکن سلطانہ زرین پوش باغ مین رو رہی ہین فرماتی ہین نہین معلوم کیا سبب ہی کہ دل دھڑک رہا ہی ہمارے باپ کے مزاج مین مکر ہی اور رستم سیدھے سپاہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم غضب ہوا رستم نے جاکر بارگاہ گیہان مین آفت برپا کی گیہان نے خوشامد کرکے شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی اور رستم کو پکڑ لیا اب دار پر کھینچے ہین آمادۂ قتل رستم ہین ملکہ گھبرا گئین فرماتی تھین کہ لو صاحبو غضب ہوا جس بات کا مجھکو خیال تھا اُسی کا سامنا ہوا اُسکے مکر کو وہ کیا جانین اپنی جرأت کے گھمنڈ مین پھنس گئے گیہان کو خوف ہی کہ معین و مددگار نہ پہونچے ہائے مین کیا کرون نہایت مجبور رونا چاہیہ ہون خدا اُنکو دشمنون سے بچائے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

گھر یہ جب سے تری کاکل رسا آئی   وبال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
چلون خبر کو یہ جی مین نہ دلربا آئی   ہزار حیف نہ آئے تم اور قضا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم   تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ حجاب ہوئے بزم غیر مین صاحب   تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
ہین بزم دہر مین بیگانہ وار کیون نہ رہین   نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی
کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری   پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدق ہوا   ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

دھرا ہی رہتا ہی آئینہ روبرو ہر وقت / پسند آنکو بھی اپنی کیا ادا آئی
ہزاروں مر گئے اُسپر سکتے ہین لاکھون / عجیب روگ ہی یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے / مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی
پہونچ رہی ہی تو اتر ب مجھے خبر گل کی / ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر / بتا تو اے دل نادان یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جانکو بھی / خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی
سُنا ہی رند نے دی جان جسکی فرقت مین / مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

کنیزون نے عرض کی واری اب بیقراری کا وقت نہین ہی جو کرنا ہو وہ کیجیے ملکہ نے کہا مادیان تیار کرو مین جاکر جان دونگی مادیان تیار ہو کر آئی سب کنیزین آئین سلاح جنگ سب نے اپنے جسمون پر آراستہ کیے عرض کی واری چلکر تہلکہ ڈالدیجیے اگر رستم کور ہا کیا تو قیامت برپا ہوگی وہ شیر کسیکے روکے رُکیگا پھر اُس دلیر سے مقابلہ کون کرسکے گا غرضکہ چارسو کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ بہ ارادۂ رزم و پیکار باغ سے نکلین مگر آنکھون سے آنسو جاری دل پر بیقراری درگاہ باری مین عرض کرتی ہین کہ اے خالق لیل و نہار اُس شیر کو جاکر زندہ پاؤن خیر و عافیت سے چھڑاؤن اپنا تو یہ حال ہی نظم

ہر زمان تعمیل فرمان میکنند از صدق دل / القیاد حکم یزدان میکنند از صدق دل
بندگی ہر وقت دہران میکنند از صدق دل / سر بہ چشم دل و جان میکنند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زین دربار گوہر بار خاک

سر نکرد اندر سجود بندگی یکدم زخم / در رہِ صدق و صفا ننہاد یک ساعت قدم
کرد ضائع عمر در اندیشہ و تشویش و غم / ماند روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاکِ اقدس یافت دنیا دار خاک

مِس شود اندر کف مردانِ حق خالص طلا / سنگ پارس می شود و زقرب مردان خدا
صحبت عالم کند ذی ہوش اہل جہل را / قطرہ دُر گردد بہ تاثیر نگاہِ اولیا
زر شود از دستِ مردان خدا ہر بار خاک

دعائین مانگتی ہوئین بیقرار و اشکبار جنگل مین جاتی ہین مگر ہوش اُڑے ہوے کلیجے پر ہاتھ رکھے

ہوے یہی خیال ہی کہ ای رب کارساز اُس جوان کو زندہ پاؤن خیر و عافیت سے اُنکو دیکھون قید سخت سے رہا کرون اس خیال مین جاتی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش واسطے شکار کے جاتا ہی بازسفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے نقابدار زرین پوش نے جو ملکہ کو اس حال زار سے دیکھا عیار کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ تم کس حال زار مین ہو کیا قصہ ہی تمہارے رونے سے ہمارا دل بیقرار ہو گیا ہے سارا حال مفصل بیان کرو عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا پیغام نقابدار بیان کیا ملکہ تو بھری ہوئی تھین سامنے عیار کے رونے لگین عیار نے پوچھا کیون خیر تو ہی آپ سبب تو غم و الم کا تبلائین بات کرنے مین رونا آتا ہی ہمسے مفصل بیان کیجیے ہمارے آقاے نامدار اپنے زمانے کے صاحبقران ہین ہر ایک کی مشکل کو آسان کرتے ہین ہمسے مفصل فرمائیے ملکہ نے روکر جواب دیا ای عیار طرار فرزند رشید صاحبقران شاہزادہ علمشاہ نوجوان کو دشمنون نے گرفتار کر لیا ہی قتل کرنا چاہتے ہین مین جاتی ہون کہ جاکر اُنکو رہا کرون لیکن وہان لشکر بہت ہی ایسا نہو کہ بلا مین پھنس جاؤن تو مجھکو ظالم قتل کرین کیونکر جان بچے یہ حال سُنکر عیار نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر جائیے رستم ابھی رہا ہوئے آتے ہین کسکی مجال ہی کہ جو اُنکو قتل کر سکے فقط نام دریافت کرنے کی دیر تھی ہمارے آقا کب گوارا کرینگے کہ دشمن رستم کے قتل ہون اور ہمارے آقا خاموش ہو رہین عیار نے ملکہ کو پلٹایا اور دوڑتا ہوا خدمت نقابدار زرین پوش مین آیا سب کیفیت بیان کی نقابدار نے جو حال رستم سُنا زیر نقاب آنسو جاری ہوے کہا ای مہتر والاگہر رستم نے وہ کار نمایان کیا کہ اولاد صاحبقران مین کسی سے ایسا کام نہین ہوا حقیقت یہ ہی کہ رستم کا جرأت مین مثل نہین نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ گرفتار ہو گئے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا بارہ ہزار جوان ہم سن دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے نیزے ہاتھون مین تعجیل چلے سامنے آکر نقابدار نے دیکھا کہ رستم دار پر لٹکے ہین کافران خطاکار تیر و کمان لیے ہوے لیس کھڑے ہین کہ تیر چلین سینہ رستم کا فگار کردین کہ نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا بارہ ہزار کماندار تیار ہوے سیسر کمانون کی کڑکی بارہ ہزار عقاب تیر پر تولکر چلے سینون پر کافرون کے پڑے توڑکر پشت کو پار گذرے کافرون مین ہنگامہ پڑا ہر ایک کا قول تھا کہ

یہ آفت آسمانی کہان سے آئی کہ نعرۂ نقابدار کی آواز آئی تلوار کھینچکر گرا رستم نے جو نعرۂ نقابدار کی آواز سُنی نہایت ناگوار ہوا زنجیر پکڑکر جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید توڑی ایک سوار کو مارکر تلوار اور مرکب اُسکا لیا لشکر کفار پر جا پڑے اگر نقابدار نے بڑھکر کسی سردار کو مارا تو اُسی مقام پر رستم نے دوسرے کو قتل کیا چاہتے ہین کہ نقابدار سے جرأت مین کمی نہو ہمیشہ یہ نقابدار برائے مدد مسلمانان آتا ہی غرور کرکے چلا جاتا ہی قبلہ وکعبہ سے دعوی ہمسری رکھتا ہی اس سے کم نہ رہون جب رستم کسی پہلوان کو قتل کرتے ہین تو نعرہ کرکے یہ اشعار پڑھتے ہین نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کہ گیست علم شاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نقابدار پلٹ کر دیکھتا ہی تو رطب اللسانی سے تعریفین کرتا ہی کہ ای رستم کیا کہنا تمھاری جرأت کا مین قائل ہون جو زور تمنے کیے اور مقامات فتح ہوے کسی فرزند صاحبقران سے ایسا کام نہین ہوا رستم سلام کرتے ہین تو نقابدار گھوڑے اُتر کر آتا ہی اور کہتا ہی ای رستم ہم تمھارے چھوٹے ہین سلام کرنا ہمکو چاہیے ہی ہمین محجوب نہ کرو صاحبقران سے جو مین بانہال صاحبقرانی مانگتا ہون تو مجھکو حکم ہی پروردگار کا مین نے اکثر یہ بھی عرض کیا کہ بزرگان دین سے دریافت کیجیے مگر صاحبقران زمان وہ سپاہی ہین کہ کسی طرح قبول نہین کرتے مگر تم انکو قبول کرنا ہوگا رستم خاموش ہو رہتے ہین مگر ایک طور سے جنگ ہورہی ہی کہ نقابدار نے گیہان کورولا رستم سے اشارہ کیا کہ تمھارا حریف جاتا ہی رستم جھپٹ کر قریب گیہان کے پہونچے اور للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ٹھہر جا گیہان رُکا مگر پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان قریب رستم آیا علف شمشیر بدار ہوا کئی پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے اب رستم بلوے کو جھیل کر سامنے گیہان کے پہونچے فوج کا بلوہ نقابدار نے روکا رستم قریب گیہان کے پہونچے گیہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر گیہان کو اُٹھالیا گیہان نے آواز دی الامان رستم نے فرمایا امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم رستم نے ہاتھ سے رکھدیا گیہان نے فوج کو منع کیا سب رُک گئے گیہان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا ای رستم حقیقت مین تم صاحب اقبال ہو مین نے کس کس طرح پر تمھارا قتل چاہا مگر پروردگار نے تمھارے معین کو بھیج دیا کہ اُسنے آکر تمکو بچایا نقابدار

کون صاحب ہین رستم نے کہا مین نام سے اسکے نہین آگاہ مگر یہ مددگار لشکر اسلام ہی اکثر جا مددکو آیا تم اسکی دعوت کرو نقابدار کو اُتار و کہنے سے رستم کے گیہان تاجدار قریب نقابدار زرین پوش کے آیا عرض کی ای شہریار امیدوار ہون کہ آج میری دعوت قبول فرمائیے جو کچھ ختچہ آش اس ذرۂ بیمقدار کو ممکن ہو تناول فرمائیے کل حضور کو اختیار ہی نقابدار نے کہا ای گیہان تم رستم کے رفیق ہو تمھاری دعوت بدل و جان قبول ہی یہ کہکر بارگاہ استاد کرائی نقابدار داخل بارگاہ ہوا رستم کو بھی بلوایا رستم بھی آکر بیٹھے نقابدار نے اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر موجود ہوے ایک نازنین شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ ساتھ کرشمے کے گانے لگی نظم

بہار آئی کہان اب رند دیوانہ گلستان ہین
لپیٹے منھ پڑا ہوگا کسی جانب بیابان مین

حسینون کی محبت چاہیے قلب مسلمان مین
خدا التعریف فرماتا ہی خوشرویون کی قرآن مین

دم تزئین جو افشان اسنے چھڑکی اپنی زلفون پر
نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سنبلستان مین

شرر افشانی آہ گدا نے بوریا پھونکا
لگا دی شیر کے نالون نے آگ آخر نیستان مین

سُنا کرتا ہی ٹھوکر مار کر زنجیر کے نالے
تنبگ آتا ہی تنہائی سے جب دیوانہ زندان مین

یقین ہی وصل کی شب خون ہوگا بیگمان اپنا
برہنہ تیغ کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

سراسر خار مین ہی جسکے عالم نوک نشتر کا
قضا لائی ہی اسکے سال مجھکو اُس بیابان مین

خداوندا بحق نوح اب تو ناخدائی کر
محیط بیکران ہی اور مری کشتی ہی طوفان مین

فلک کردے کوئی معشوق گرما گرم ہم بستر
کرون مین بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان مین

مجھے او وحشت دل تونے کس وادی مین پھینکا ہی
رگڑ کر ایڑیان مرجاے خضر ایسے بیابان مین

جو خواہان آبرو کا ہی تو کر افتادگی شیوہ
نہین ممکن گُہر بنجاے قطرہ ابر نیسان مین

وہ میکش ہون اگر بارش مین میخانے نہین جاتا
لبالب تیر کر آتی ہی تجھ تک ابر باران مین

وفور نشۂ عرفان سے ہر اک مست و بیخود تھا
یہ کیفیت اُٹھائی رند مین نے بزم مستان مین

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل خوش ہوگئے نقابدار کا دماغ تر ہی طرف رستم کے متوجہ ہوا کہا ای رستم حقیقت یہ ہی کہ تم اپنے زمانے کے رستم ہو صاحب شوکت ہو

حشم ہو تمھارا کوئی مثل و نظیر نہین لیکن لشکر مین جا کر ایک انتظام کیجیے کہ ایرج و نورالدہر کو سمجھائیے
آپسمین فساد نہ کیا کرین ایسا نہو کہ ان دونون مین فساد ہو اور کافر دباؤ ڈالین دونون مین میل
کرا دیجیے رستم نے جواب دیا ای نقابدار بہادران لوگون مین اسقدر نفاق ہی کہ کوئی دم غافل نہین
رہتے ہر چند منع کیا مگر یہ جوان نہین مانتے نقابدار خاموش ہو رہا کہا آپکو اختیار ہی مین نے
تو اسواسطے یہ کلمہ کہا کہ آپس کا نفاق اچھا نہین ایسا نہو کہ دونون مین سے ایک ضائع
ہو جائے تو باعث خرابی ہی رستم نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی جناب قبلہ و کعبہ نے اس مقدمے مین
اکثر کوشش کی مگر بالکل بے فائدہ ہوئی شب بھر دربار مین نقابدار کے جلسہ رہا گیہان
نے سامان دعوت پیش کیا رستم و نقابدار نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا آخر بوقت سحر نقابدار
اُٹھا کہا ای رستم خدا حافظ رستم نے کہا کہ بسم اللہ نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار
جوان تختون پر سوار ہوے صحرا سے لشکر دیوان آیا تختون کو اُٹھا لیا سائبان زربفتی کا نقابدار
پر سایہ کیا نوبت نقارہ بجاتا ہوا نقابدار تو چلا گیا لیکن ملکہ سلطانہ باغ مین رات بھر تڑپین کنیزون
سے کہتی تھین اُس شہریار نے پھر غفلت کی ایسا نہو کہ باواجان پھر اُس شہریار کے ساتھ مکر کرین اُسکے
مسلمان ہونے پر ایسے نازان ہوے کہ اُسی بارگاہ مین جلسہ کیا اگر ابکی گرفتار کرلیگا تو لمحہ بھر زندہ
نہ چھوڑیگا کنیزین خبر دے رہی ہین کہ دربار مین نقابدار کے کیا عمدہ جلسہ ہو رہا ہی کچھ دن چڑھا
تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی کہ رستم تشریف لاتے ہین ملکہ نام رستم سُنکر
نہال ہو گئین برائے استقبال اُٹھین دروازے پر آکر کھڑی ہوئین رستم جو آئے ملکہ کو در باغ
پر کھڑا دیکھا گھوڑے سے کود پڑے ملکہ نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا عاشق و معشوق ملے کنیزین
خوشیان کر رہی ہین یہ خبر گیہان کو پہونچی کہ رستم باغ ملکہ مین تشریف لے گئے وزیرون نے خبر دی
کہ حضور جُرا کر بھی رستم کو ملکہ ہی لے گئی تھین اُنھین کے باغ مین رہے اب مناسب یہ ہی کہ ملکہ کو
ساتھ شاہزادہ کے منسوب کیجیے ایسا خویش آپکو پروردگار نے دیا اسکو غنیمت جانیے کہ
صاحبقران کے سمدھی کہلائیے گا گیہان آمادہ ہوا رستم ملکہ سے ملاقات کر کے پلٹے اور بارگاہ
مین آئے گیہان نے وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی سینہ پر رستم کے مارا ہر چند کہ
رستم کو جدائی کا صاحبقران کی بڑا خیال ہی مگر چہرہ سرخ ہو گیا گیہان سے رستم نے وعدہ کیا

کہ انشاء اللہ بعد قتل ہفت پیکر عقد شرعی ہوگا تین دن رستم قلعے پر گیہان کے رہے چوتھے دن لشکر
تیار ہوا یہ سب تاجدار کل پہلوان جادوگریان کہ مجموع نو لاکھ سوار و پیدل تھے سب کو ساتھ
لیکر کوچ کیا دو منزلین طے کی تھین کہ صحراے سبزہ زار ملا لشکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی سب
جوان صف شکن بہادران تیغ زن ٹہل رہے ہین بازارین درست ہو رہی ہین کہ خواجہ
عمرو ٹہلتے ہوے کنارۂ لشکر پر آئے ایک دوکاندار سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا
خواجہ کو اُٹھا لیگیا سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ خواجہ کو کوئی لیے جاتا ہے یہ خبر رستم کو ہوئی سمک سامنے
کھڑا تھا فرمایا اے برادر سُنا تمنے کہ خواجہ کو کوئی اُٹھا لیگیا سمک نے عرض کی غلام ابھی تلاش مین
جاتا ہے سمک اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین خواجہ کی چلا کئی کوس راستہ
طے کرکے ایک صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک قصر بنا ہے کئی خادم و خدمتگار
دروازے پر کھڑے ہین کوٹھے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین یہ مقام جو سمک نے دیکھا رنگ روغن
عیاری کا لگاکر ایک تاجر کی شکل بنا طرف اُس مکان کے چلا تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا اب جو سر اُٹھا کے
بغور دیکھا وہ مکان نہین معلوم ہوتا سمک حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ دور سے مکان معلوم ہوا
قریب آکر مخفی ہوگیا کئی مرتبہ پیچھے ہٹا جب نخلستان مین آیا تو مکان معلوم ہوتا ہے اور جب پھر نخلستان سے
باہر نکلتا ہے تو قصر مخفی ہوجاتا ہے کئی مرتبہ سمک نے جب یہ کیفیت دیکھی تو یقین ہوا کہ یہ مقدمہ سحر ہے حیران
ہوکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا حیران حیران اُسطرف دیکھ رہا ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شخص
تو کون ہے جو معائنہ عجائب جمشیدی دیکھ رہا ہے سمک نے دیکھا کہ ایک آہوے صحرائی مثل انسان کے
پکارتا ہوا آتا ہے سمک حیران ہوکر دیکھنے لگا وہ آہو قریب پہونچا آتے ہی گرد سمک پھرنے لگا سمک نے دیکھا
کہ پانون میرے زمین نے تھام لیے وہ آہو زمین مین گرا غلطاک مارکے انسان بن گیا آکے سمک کا ہاتھ
پکڑ کہا کیون او ظالم کیا دیکھ رہا ہے نہین جانتا کہ یہ مقام عجائب جمشیدی ہے یہان غیر کے آنے کا کام نہین
سچ بتا کہ تو کون ہے سمک نے کہا کہ ایک مرد مسافر ہون اس راستہ مین جو آیا دور سے قصر دیکھا مین فقیر
ہون خیال مین گذرا اس قصر کے رہنے والون سے کچھ طلب کرونگا جب نخلستان سے نکلا تو قصر
غائب ہوگیا اس حیرت مین دیکھ رہا تھا کہ قصر مین کون مقدس رہتے ہین جنکو یہ مرتبہ حاصل ہے یہ
سُنکر وہ جادوگر ہنسا کہا اے فقیر عجائب جمشیدی نام ایک ساحرہ ہے کہ ہمیشہ مصاحبون مین جمشید کی

رہین اب اِس زمانے مین لقراط ثانی کا قبضہ ہوا اُسکی اطاعت کی ہماری ملکۂ عالم آرا تی ہوئی سیر کو جاتی تھین قدرت نے اپنے ملازمون کو تصویر عمرو دیدی ہی اور حکم دیدیا کہ اس صورت کا آدمی جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ اور فوراً قتل کرواُسکے مگر مین نہ آتا اسوجہ سے ملکہ نے میری معرفت اس قصر کا انتظام کیا ہی اور عمرو کو پکڑا ہی اسی قصر مین قید ہی مین اس صحرا کا نگہبان ہون کوہان جادو میرا نام ہی اسوقت مین نے تجھکو جو بیٹھے ہوے دیکھا یقین ہوا کہ شاید کوئی عیار تلاش عمرو مین آیا ہو مین نے آتے ہی تجھکو گرفتار کرلیا خبردار اسطرف کبھی نہ آنا سمک نے کہا کہ بابا فقیر محتاج ٹکڑ گدا اسطرف کا ہیکو آئیگا یہ عجائب غرائب مین نے کبھی نہین دیکھے اب دیکھکر حیران ہوگیا کچھ مجھے دلوائیے کہ میرا پیٹ بھرے چلا جاؤن اسطرف منھ کرکے نہ سوؤنگا یہ سُنکر کوہان جادو نے کہا اے شخص اس درۂ کوہ مین میرا مقام ہی اگر وہان آئے تو کچھ دون سمک نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین سحر مجھپر سے اُتاریے مین روز اس مقام پر آیا کرونگا کوہان جادو نے سمک پر سے سحر اُتارا سماک اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا اپنے مقام پر چلیے آپکو اپنا کمال دکھاؤن آپکو راضی کرون کہ آپ محظوظ ہون کوہان نے کہا کہ کیا کمال تجھ مین ہی سمک نے کہا کہ سماعت فرمائیے یہ کہکے نہایت تکلف سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

نظم یکسر اضطراب دل کے مضمون کیجیے
برق کے بھی طرح سے کچھ شعر موزون کیجیے

بھول جائے سامری جادو وہ افسون کیجیے
مصرع موزون ہی مشفق قد موزون کیجیے

رنگ پان سے ہوگئے ہین صورت یاقوت لال
مانج کر دانتون کو رشکِ دُرِ مکنون کیجیے

خون ہوجائے لہو تھوکے کوئی صاحب کو گیا
دست و پا کو آپ مہندی ملکے گلگون کیجیے

لیجلے ہمکو جنون گر تو مزار قیس تک
گردباد آسا طوافِ گورِ مجنون کیجیے

بال و پر جل جائین مرغ نامہ برکے ہون کباب
سوزِ دل کے گر رقم دو چار مضمون کیجیے

لائیے طوفان جو چشمون سے محیط اشک کا
تو غریق لجۂ خون ربع مسکون کیجیے

اُس لب لعلین پہ قربان کیجیے یاقوت کو
صدقے اُن دانتون پہ سلک دُرِ مکنون کیجیے

ولولے جوش جنون کے گر ابھی دکھلائیے
ہوش پران سر سے تیرے افلاطون کیجیے

اس خرابے مین نہ اصلا جھونپڑا بھی چاہیے
چشم عبرت گر سوے قصر فریدون کیجیے

مبتدی ہم گرچہ شاگردانِ آتش مین ہین رند
منتہی کے ہوش اُڑین پیدا وہ مضمون کیجیے

سمک نے جو یہ اشعار سامنے کوہان جادو کے گائے کوہان خوش ہوگیا کہا ہر چند تو فقیر ہی مگر یہ بڑا کمال حاصل کیا ہی میرے درہ کوہ مین چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا سمک کا ہاتھ پکڑ لیا اور درہ کوہ مین لیکر آیا دیکھا وہان فرش بچھا ہی بوتلین شراب کی رکھی ہین کباب کی کشتیان عطر کی شیشیان موجود ہین سمک نے پوچھا کیون ای شہنشاہ ساحران یہ اسباب عیش ونشاط تو رکھا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ کوئی معشوق پریچہرہ نہین کوہان نے سر جھکا لیا کہا ہاے شاہ صاحب کیا کہون جو صدمہ اُٹھایا اور اُٹھا رہا ہون کہ بیان سے باہر ہی یعنی معشوقہ میری کیسی خوش مزاج حسن مین معشوقون کے سر کی تاج برای گرفتاری طلسم کشائی وہان جاکر قتل ہوئی اُس دن سے اکیلا رہتا ہون سمک نے باتون مین دریافت کرکے معلوم کیا کہ یہ اکیلا یہان رہتا ہی کچھ رنگ جمائیے یہ سوچکر گلابی کھینچکر گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی کہا نوش فرمائیے کوہان جادو نے خوشی خوشی جام پی گیا دو جام سمک نے پلائے کہ انجام برا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ قدرت کھڑے ہین اُنکو بلاؤن وہ بھی تشریف لاوین تو صحبت مین رونق ہو بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چرخ مار کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا سمک نے پٹی بیہوشی کی دماغ پر کوہان کے چڑھائی ایک کنارے اُسکو ڈالدیا رنگ وروغن عیاری کا لگایا کوہان کی شکل بنکر تیار ہوا درہ کوہ سے نکلا طرف قصر عجائب جمشیدی کے چلا یہان عجائب جمشیدی ساحرہ زبردست تخت پر بیٹھی ہی کئی سو کنیزین گرد ناچ ہو رہا ہی خواجہ عمرو کی مشکین باندھکر کنارے بٹھایا ہی شراب پیتی جاتی ہی کنیزین سامنے حاضر ہین دمبدم کہتی ہی کہ مین نے عرضی خدمت مین قدرت کی لکھی تھی ابھی تک جواب نہین آیا کہ اس ساربان زادے کو قتل کرون یا چھوڑ دون خواجہ ہاتھ باندھکر عرض کرتے ہین ملکہ عالم مین ایک مرد غریب ہون جواب سمجھتی ہین وہ مین نہین ہون میری جورو میرے واسطے روتی ہوگی بچے تڑپ رہے ہونگے اُنکو آب ودانہ کون پہونچائیگا آپکو بھی ملال پہونچے گا کل سے مین قید ہون آپ مجھکو رہا کر دیجیے کہ نکل جاؤن بال بچون مین پہونچون یہ ساحرۂ غدارہ ان باتونکو کب مانتی ہی کہتی ہی او ظالم تو نے گھر کے گھر ویران کیے ملکہ دمامہ ومشمش تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہوے آج تک چاہ الماس آباد نہین ہوا اُنکی بھانجی صاحب لی برق جادو وہان سلطنت کرتی ہین ہاے مقام افسوس ہی کہ کس ساحر کا ذکر کیا کہ جسنے قلب ہلا دیا اُن لوگون کی صورتین آنکھون کے سامنے پھر گئین خواجہ

فرماتے ہین ای ملکۂ عالم اب تو مجھے معاف کیجیے مین آپکا مذہب اختیار کرون طلسم کشا کو پکڑ لاؤن میری ملازمت سے بڑے مطلب حاصل ہونگے بجاے **بقراط ثانی** آپ مالک ہو کر بیٹھیے سلطنت کیجیے میرے حال سے آپ آگاہ نہین ایسی خدمت گزاری کرون کہ آپکو راضی کر کے جاؤن عجائب جمشیدی جواب دیتی ہی ارے ظالم مین تیرے فقرون کو کب مانتی ہون یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین ہنستی ہوئین سامنے آئین کہا واری نیا معاملہ ہی کوہان جادو عجب حال سے آتا ہی اُس ساحرہ نے اُٹھکر دیکھا کہ کوہان جادو گریبان پھٹا ہوا ایک ڈفلی ہاتھ مین بجا بجا کے یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہی **نظم**

نہ انگیا نہ کرتی ہی جانی تمھاری
نہین پاس کوئی نشانی تمھاری

یہی ہی اگر ناتوانی تمھاری
ہوئی ختم یہ زندگانی تمھاری

زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری
غرض قہر ہی مہربانی تمھاری

شبیہ آپکی کھینچ دیگا یہ مانا
ادا کسطرح کھینچے مانی تمھاری

تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی
خدا کا غضب ہی جوانی تمھاری

وہی کہہ رہا ہون جو فرماتے ہو تم
مری گفتگو ہی زبانی تمھاری

عدم کو چلا لیکے داغ محبت
دکھاؤنگا سب کو نشانی تمھاری

کیا امتحان میرا سو سو طرح سے
وہی ہی مگر بدگمانی تمھاری

جگایا دل زار نے ہجر کی شب
سحر تک کہی ہی کہانی تمھاری

برا گر نہ مانو تو سچ سچ یہ کہدون
تم اچھے بری بدگمانی تمھاری

عبث بے سبب بیٹھے روٹھتے ہو
یہی تو بری خو ہی جانی تمھاری

بھلا تم ہی منصف ہو للہ بولو
وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری

وہ پیری مین بھی رند دیکھے اب اگر
جسے یاد ہوئے جوانی تمھاری

کوہان گاتا ہوا آتا ہی طائر آشیانون مین پھڑکتے ہین منھ نکالے آشیانون مین بیٹھے ہین عجائب جمشیدی نے کہا کیون صاحبو یہ کمال اسکو کیونکر مل گیا کس ستم سے گا رہا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھرّاتا ہی جی چاہتا ہی اسکا منھ چوم لیجیے اور پوچھیے کہ یہ کمال تجھکو کسنے بتلایا اسکو تو یہ بات قدرتی حاصل ہوئی کہ کوہان قریب آیا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا

کوہان نے جواب دیا ای ملکۂ عالم مین پڑا سو رہا تھا کہ قدرت عالم خواب مین آئے فرمایا کہ ای کوہان اکیلے پہاڑ مین گھبراتے ہوگے ایک کمال تمکو بتلائے جاتے ہین کہ اُس سے دل بہلایا کرو طائران ہوا و شیران صحرا آکر تمھارے پاس بیٹھین گے اُنھین سے دل بہلانا ملکہ نے کہا ہمین بھی کچھ سُناؤ یہ کمال تو تمھارا دیکھکر دل بہت خوش ہوا حقیقت مین قدرت نے جو بات تمکو عطا فرمائی ہی کسی ساحر و سردار کو ایسا کمال نہین عطا کیا کوہان نے کہا بہت خوب اُس سے عمدہ چیز مین آپکو سُناتا ہون یہ کہکر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس — ہائے اُس پر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے — تونے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہی — بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے گھر آیا — حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سُنایا افسوس
ہائے محفل مین ترے آنے کے قابل نہ رہا — ایسا نظرون سے مجھے تونے گرایا افسوس
کسنی سے تو غش آیا اُسے پچھتا تا ہون — ہائے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے لین آپ نے دو دو بائین — عمر بھر اپنی محبت مین ترسایا افسوس
ہائے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی — زلف مین اُسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوئے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہی — اُن حسینون سے نہ کیون دلکو بچایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا — آتش عشق نے اسدرجہ جلایا افسوس
قبر مین بھی یہی ارمان سا ای سطوت — بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

اس غزل کو سُنکر ملکہ بیقرار ہوگئین اور کہا حقیقت مین تو علم موسیقی مین فرد ہی اور خوش ہوکر مالائے مروارید اپنے گلے سے اُتارکر انعام مین دیا کوہان نے لیکر سلام کیا اور مالائے مروارید کو اپنے گلے مین ڈالکر عرض کی کہ ملکۂ عالم قدرت چلتے وقت فرما گئے ہین کہ آج کل عمرو عیار گرفتار ہوکر آیا ہی عیارون کے تانتے لگ جائینگے اگر جو یہان آئیگا وہ گرفتار ہوگا اور عمرو کی قضا تمھارے ہاتھ سے مقرر کی ہی تم جاکر ابھی اُسکو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ سانحہ مجھپر آج شب کو گذرا مین نے جو امتحان کیا آواز بھی عمدہ ہوگئی راگ راگنیان سب سامنے چلی آتی ہین دیکھیے یہ سامنے بھیڑ لن

کھڑا ہی یہ ہنڈول یہ بہروا یہ دھناسری یہ اساوری یہ کدارا یہ گون ملار یہ دیپک
جتنے راگ راگنیان ہین سب موجود ہین ان سب کے ساتھ بیویان ہین وہ اشارہ کرر ہی
ہین کہ ہمارے شوہر کا تمنے نام لیا ہم سب موجود ہین لطف دکھلائینگے بڑے بڑے گانے
والون کو شرمائینگے عجائب جمشیدی ہنس پڑی کہا اے کوہان آج تمکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا ہی
کوہان نے کہا ملکۂ عالم قدرت بہت دیر تک ٹھہرے رہے فرماتے تھے کہ تو جسپر
اشارہ کریگا قیامت کا سامنا ہو جائیگا دیکھ ملک الموت کو پہچان لے یہ تیرے حکم سے آئیگا
مجھکو تردد ہوتا ہی کہ یہ کمال اگر سچا نکلا تو سب مسلمانون کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
اور ملک الموت سے کہونگا کہ مسلمانون کی روح قبض کرو پہلے سبکے طلسم کشا کو لونگا اسکے
بعد صاحبقران کو عمرو عیار کو تو بلوائیے پہلے مین انہی اُسی سے شروع کرون عجائب جمشیدی
یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور کنیزون سے کہا کہ جاؤ عمرو عیار کو لاؤ کوہان اُسکو قتل کرے صاحبو
یہ ہمارا ملازم ہی ہمکو اِس سے خوف ایسا نہوگا کہ کبھی یہ غصے مین ملک الموت سے کہدے تو لطف
زندگی نہ باقی رہے کنیزون نے کہا حضور کل سے ہم سبکی قید مین عمرو کیا کیا فساد برپا کر رہا ہی
کبھی ہاتھ جوڑتا ہی کبھی خوشامد کرتا ہی کبھی منتین کرتا ہی ہزار ہا طرح کی باتین بناتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھے چھوڑ دو
کبھی کہتا ہی کہ مین عمرو عیار نہین ہون مین ایک غریب آدمی ہون ایک کنارے پڑا رہتا ہون
زبردستی عمرو بناکر مجھے گرفتار کیا میرے اوپر رحم کرو مجھے اس تکلیف سے بچاؤ تمکو ثواب ہوگا
یہی چاہتا ہی کہ فساد برپا کرکے نکل جاؤن ہم سمجھو نکا ناک مین دم ہی یہ نہین جانتا کہ یہ مقام
عجائب جمشیدی ہی یہ انکا قیدی تاحین حیات نہین چھوٹتا ہی اِس وجہ سے ہم لوگ بھی اُس ظالم
سے بات نہین کرتے ہم ابھی اُسکو لاتے ہین یہ کہکر کنیزین گئین اور خواجہ عمرو کو ایک قفس مین
بند کئے لاکر وہ قفس سامنے ملکہ کے رکھدیا کوہان جادو نے کھینچے ہوئے پڑھا کہ ساربان
زادے کو قتل کرون کنیزون نے کہا میان اسے قفس سے باہر نکال لو تب اسکو قتل کرو
عجائب جمشیدی نے اشارہ کیا عمرو کو قفس سے نکالا سماک نے قریب آکر کہا کہ او
ساربان زادے اب اپنے کو کس حال مین پاتا ہی اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ قبلہ و کعبہ گھبرائیے غلام
آپکا آپہونچا عمرو نے تعجب کرکے فرمایا اے کوہان تم اپنے ہاتھ سے مجھکو قتل کرو تو مدعائے دلی حاصل ہو

سامنے بقراط ثانی کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ ہمنے تیری خطا معاف کی عجائب جمشیدی تجھکو اپنا بہیر بنائیگی صاحبقران زمان کو پکڑ لانا اے کوہان مجھکو جلد قتل کرو مین قدرت کے ساتھ جاؤن سمک نے کہا مین تیرے کہنے سے تجھکو نہ قتل کرونگا ملکۂ عالم شراب منگوائیے ایک جام پیجیے نشے مین ایک ایک وار سب اسپر لگائین کہ اسکو تکلیف پہونچے پھر دو پہر تو تڑپے عجائب جمشیدی نے خوش ہوکر حکم دیا کہ گلابیان شراب کی لاکر رکھو جو کچھ کوہان کہے وہی کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین سمک نقلی نے بڑھکے اُن گلابیون کو اُلٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی یہ کہکر کہ یہ نسخہ دیا ہوا قدرت کا ہی جو کوئی اس شراب کو پیے گا سو برس عمر اُسکی بڑھ جائیگی ہر کنیز کہتی ہی اے کوہان پہلے مجھکو پلانا سمک نے کہا تم اپنے ہاتھ سے پی لو قدرت کو سلام کرو دیکھو سامنے کھڑے ہین عجائب جمشیدی نے سب سے بڑا جام چھانٹ کر لیا کہا اے کوہان ہماری دوا املادو سمک نقلی نے اور بیہوشی ملائی عجائب جمشیدی نے جام پیا سمک نقلی نے اشارہ کیا ارے سب ملکر پیو کوئی محروم نہ رہے آج قدرت بہت خوش ہین دیکھو ہنس رہے ہین فرماتے ہین اے کوہان تو نے ہمارا طلسم بچا لیا عجائب جمشیدی کا بھی احسان ہی کہ عمرو ایسے شخص کو گرفتار کرکے لائی اگر یہ دھوکے مین نہ جاتی تو عمرو کو کیونکر لاتی سب کنیزین خوش ہو رہی ہین اپنے ہاتھ سے شراب پیتی ہین سمک نقلی نے پڑیا بیہوشی کی رکھدی ہی خود ملا ملا کے پی رہی ہین عجائب جمشیدی جام پیکر اُٹھی اور ناچنے لگی جب تو ڑا لیا تو لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی سب کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین سب گر گر کے بیہوش ہوئین سمک نے خنجر کھینچا پہلے سب کے عجائب جمشیدی کو قتل کیا پھر سب کنیزون پر دست انداز ہوا جسپر نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے خواجہ اُٹھتے ہی لوٹنے لگے کنیزون کے کپڑے اُتارے سارے مکان کو لوٹ لیا سمک نے کہا اب چلکر کوہان کو بھی قتل کرین خواجہ و سمک درۂ کوہ مین آئے آکر کوہان کو بھی قتل کیا کوہان کے قتل ہوتے ہی سب جنگل کے نخل جل گئے طائر ہزارہا دان جاکر گرے شہیر دھڑو کے مار کر کچھار سے نکلے سامنے درۂ کوہ کے آکر گرے تڑپ تڑپ کے

جان دی یہ سب تماشہ خواجہ وسمک دیکھ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عجائب جمشیدی وکوہان جادو بود خواجہ نے سمک کو ساتھ لیا طرف لشکر رستم کے چلے یہان رستم خواجہ وسمک کے مشتاق ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور مبارک ہو دونون صاحب آتے ہین رستم بارگاہ سے نکل آئے لشکر کا جو شمار کیا ساحر وغیر ساحر ملا کر گیارہ لاکھ فوج ہوا افسران مذکور کو حکم ہوا اور دیان نئی تقسیم ہوئین لشکر کو آراستہ کر کے طرف صاحبقران کے چلے لیکن بقراط ثانی کہ قصر مین بیٹھا ہی اسکو ایک طائر نے خبر دی کہ عجائب جمشیدی قتل ہوئی بہن اسکی غرائب ساحرہ روتی ہوئی اُٹھی قصر عجائب مین آئی بہن کا لاشہ اُٹھوایا آکر بقراط ثانی سے عرض کی لونڈی تباہ ہو گئی اب طرف لشکر صاحبقران کے جاتی ہون یا تو اپنی جان دونگی یا صاحبقران کو لاؤنگی افسرون نے عرض کی یا خداوند رستم کو جانے دیجیے جب وہ لوگ آپ پر بلوہ کرینگے تو آپ طلسم مین چلے جائیے گا وہان کوئی نہ جا سکیگا ہم لوگ یہان روکین گے آگے نہ جانے دینگے اب رستم کا رہنا بہتر نہین ہو مگر غرائب ساحرہ روتی پیٹتی روانہ ہو گئی کہ ناظرین پر حال اسکا ظاہر ہوگا انشاءاللہ اگر تحریر طلسم خیال سکندری کا اتفاق ہوا تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ ابتداے حال سکندر موافق تاریخ کے تحریر کرونگا ناظرین پر حال کھلیگا پھر عیاری اُس طلسم کی تحریر ہوگی اور بقراط ثانی کا دعوی خدائی کرنے کا باعث بھی ناظرین پر کھلیگا انشاءاللہ اُس طلسم کو دیکھکر ناظرین بہت خوش ہونگے اور فرمائین گے اے قمر مرحبا اتنی سیر فرمائی اور کہین قلم کا زور کم نہین ہوا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان لشکر صاحبقران و ذکر ہفت پیکر جنگ مغلوبہ ہونا اور وقت پر پہونچنا رستم کا و ذکر قتل ہفت پیکر باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آخر شتاب
کہ ہوتی ہی جلد سوم بھی تمام
لکھون داستان جلالت شعار
مضامین فوجون نے بڑھکر لڑے
وہ مضمون دلچسپ ظاہر ہوے
دیا زہر نے بھی مزہ قند کا
کہا ہنسکے ساقی نے باصد خوشی
کہ سب نکتہ دان خوب ماہر ہوے
لکھی جلد آخر بصد شد و مد
ترے سر پہ ہی آج رفعت کا تاج
نرالے مضامین تحریر ہون
کہ میخوار کو ہر گھڑی فکر ہی
کیا عندلیبان گلشن نے شور
تو سوزش ہوئی لالہ کے داغ مین
نکلتا ہی بلبل کے منھ سے دھوان
یہی ابر رحمت دکھانے لگا
قمر بحر الفت رہا جوش پر
ہوا بحر الفت کا بھی امتحان

کہ سوز دروں سے ہوا دل کباب
بڑے لطف سے خوب سامان ہوا
ہیر وصین ناظرین اور کرین افتخار
ہوا جوش طبع قمر آشکار
کہ ناظر مصنف سے ماہر ہوے
ہوا عشق اور حسن سے جب ملاپ
کیا نشہ مے نے بیتاب بھی
ہر اک کا یہی قول تھا بر ملا
کرے طبع روشن تمھاری مدد
پلادے کوئی جام فرخندہ فال
کہ راز نہفتہ بھی تسطیر ہون
یہ آغاز و انجام کیونکر کھلے
کہ رقصان ہین سرمت کیون کبک مست
یہ کوکو سے قمری کی پایا گیا
دکھاتا ہی لطف چمن ہر زمان
کیا طفل غنچہ نے غوغان شروع
کہ طعنے دیے آپ نے ہوش پر
لکھون داستان جلالت نشان

کرون شکر خالق رب انام
کہ اِس جلد کا رنگ آسمان ہوا
عجب کوچہ سخت مین جا پڑے
گل نظم نے بھی دکھائی بہار
کھلا راز طبع ہنر مند کا
نرالے نے اپنا دکھایا الاپ
نرالے مضامین ظاہر ہوے
قمر آفرین مرحبا مرحبا
مرے ساقی مہ لقا خوش مزاج
کھلے طبع روشن کا اِسوقت حال
یہی باغ مین ہر جگہ ذکر ہی
کہ مشتاق ہر وقت ساقی کے تھے
زر گل لٹایا گیا باغ مین
کہ آزاد ہو سرو شیرین ادا
اُٹھا اب ساقیا ابر آنے لگا
کیا آفتاب ظفر نے طلوع
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہی جوش پر بحر طبع روان

چہرہ غازیان جلالت شعار و مجاہدان جرأت دثار اِس داستان جنگ ہفت پیکر کو بصد رعنائی یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان ✤ وہ لکھتے ہین اِس طرح یہ داستان ✤ سابق مین یہ تحریر ہوا کہ لشکر صاحبقران زمان بہ مقابلۂ ہفت پیکر فروکش ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ لشکر ہفت پیکر مین اسّی لاکھ ساحر تھے بہت سے مارے گئے اکثر مسلمان ہوے جسد لنے رستم غائب ہوے امیر کو

آٹھ پہر یہی غم رہتا ہی کہ مقام افسوس ہی نہین معلوم اُس شیر پر کیا گذری خواجہ عمرو تلاش مین گئے مگر اسوقت تک پلٹ کر نہ آئے جواہر خنجر زن وچالاک بن عمرو وغیرہ سامنے صاحبقران کے حاضر ہین کہ لشکر کفار سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے فرمایا کہ صاحبو دریافت تو کرو کہ لشکر کفار مین کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین یہ سنکر چالاک فوراً روانہ ہوا کہ نامیان وتومیان آکر پہونچے بعد دینے دعاے ترقی جاہ وجلال کے عرض کی مصداق کوہکن نامے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال سات لاکھ فوج کی جمعیت سے آیا ہی دربار مین ہفت پیکر کے بیٹھا ہوا ابل بلا رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ایک دن مین سب مسلمانون کو قتل کرونگا قدرت یہ فرمائین کہ طلسم کشا کہان ہین ہفت پیکر نے کہا طلسم کشا کو بقراط ثانی نے غارت کر دیا کہ وہ خداوند طلسم خیال سکندری ہی جسمین ایک ایک جادوگرنی بلاے روزگار ہی پہلوان بے حساب وہ جا کے وہان غارت ہوا کسی پہلوان نے مار ڈالا کئی مہینے ہوے کہ اُسکا نشان نہین خواجہ براے تلاش گئے تھے وہ بھی پلٹ کر نہ آئے اب افسر لشکر صاحبقران زمان ہین مصداق نے کہا اُنکو ٹوکونگا اِسطرح للکار کے آواز دون کہ صحرا تھرا جائے صاحبقران کو غش آجائے صاحبقران نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا خدا مالک ومختار ہی میدان مین اُسکا غرور دیکھا جائیگا سردارون سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ لوگ تیار رہین لشکر بھی درست رہے یہ بلا کی لڑائی پڑیگی مصداق بڑا زبردست پہلوان ہی اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب پہلوانون کو آمادہ کر رہا ہی یہان تو یہ ذکر ہین مگر مصداق کوہکن جو سامنے ہفت پیکر کے آیا سجدہ کر کے عرض کی یا خداوند آپ کے لیے یہ تباہی ہوئی کہ ہفت کوہ چھوٹے سب پہاڑون پر مسلمانون کا دخل ہوا اور غلام کو نہ طلب فرمایا مجھکو آپنے وہ زور مرحمت فرمایا ہی کہ راستہ چلنے سے عاجز ہون ہر وقت رہروی زمین مین پانون دھنستے ہین مین شکارگاہ مین تھا کہ آپ کی بربادی کی خبر سُنی کوہ مصداق پر بھی نگیا اسی جانب چلا آیا ہون ب طبل جنگی بجوائیے کل ہی کوہ زنگار رنگ پر پہونچا دونگا سب پہاڑون پر فرو رجل

کر دونگا ایک ہفتہ مین کل طلسم مین عملداری کرادونگا مگر امیدوار ہون کہ سب پہلوانون کو
جمع کیجیے کل ساحر بھی آئین مین اُنسے ایک عہد لونگا کہ جنگ سے منھ نہ پھیرین جب فتح کیے ہوے
نہ پلٹین سب ساحر اور سردار آکر جمع ہوے مصداق بیچ مین بیٹھا کتاب خداوندی کو
ہاتھ مین لیکر بلند کیا پکار کر آواز دی یارو کتاب خداوندی میرے ہاتھ مین ہی یہی تم سب کا
اعتقاد ہی اسپر ہاتھ رکھو کل وہ جنگ ہو کہ زمین تھرا اے آسمان سے خون برسے افسر کو
مین مار لونگا مسلمانون کو ایسا بھگاؤ کہ طلسم مین نہ ٹک سکین اقلیم عرب مین چلے جائین مین
ترکستان تک دخل کر دونگا تعاقب مین جاؤنگا سب نے کتاب پر ہاتھ رکھا ہفت پیکر کی
طرف ہاتھ اُٹھایا کہا جاگتی جوت کے خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ ہم قدم نہ ہٹائینگے دامن قدرت
کے ساتھ رہینگے ہفت پیکر نے ہنسکر کہا کل وہ سحر کرون کہ زمین سے دھوان نکلے آسمان
سے آگ برسے ہر مسلمان قطرۂ آب کو ترسے سب فوج کے آگے میرا مرکب ہوگا سحر ترا ہو
بڑھونگا زمین ہلادونگا سب سرداروں نے بھی قسم شدید کھائی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
کل روز جان بازی ہی مصداق نے کہا طبل جنگی بجوائیے طبل قہاری پر چوب پڑی سترہ
سو نقارہ بجا سارے لشکر مین ہفت پیکر کے خبر ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے برآ
خبر حاضر تھے سب جلسے کا حال دیکھکر پلٹے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ
اُٹھا کر دعا دی قطعہ ای سرکاری رفیقت قل ہو اللہ احد ✤ و نگہبان تن و جان تو اللہ
الصمد ✤ لم یلد یا رب ولم یولد ہمہ رادستگیر ✤ لم یکن حافظ تراہو نفس لہ کفوًا احد ✤
شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مصداق نے طبل جنگی بجوایا آج نیا انتظام
یہ کیا کہ مصداق نے سب سردارونکو جمع کیا چالیس ہزار افسر تھے سب کے سامنے
کتاب ہفت پیکر پیش کی سب سے قسم لی کہ میدان کارزار سے نہ پلٹنا خوب جمکر لڑنا
سب نے قسم کھائی فوج کا بھی ہماری حال اُنکو دریافت ہو گیا کہ آپ کے یہان ساڑھے
بائیس لاکھ فوج ہی اور کفار ستر لاکھ ہین اسپر اُنکو بڑا گھمنڈ ہی کہ ہماری فوج ٹین جیسے ہی
مسلمانون پر ٹوٹ پڑینگے جمنے نہ دینگے اور مصداق کو گمان حضور کو طلب کریگا امیر
نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے چالاک نے جاکر خبر دی فوج

طبل سکندری پہ چوب پڑی چار سو نقارہ لشکر اسلام مین بجا قرنا پھنکی چار پہر رات تیاری مین گذرا جسوقت کہ شہنشاہ زرین پوش قلعۂ مشرق سے نکلا فوج ضیا و شعاع ساتھ لیکر فوج ثوابت و سیارگان پہ گرا تھوڑے ہی عرصے مین فوج کو منتشر کر دیا ایک ہنگامہ عظیم گرم ہی شہنشاہ ماہ تابان بھاگ کر قلعۂ مغرب مین چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا و شعاع تخت زبرجدی پہ بیٹھا تمام عالم روشن ہوا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغ حاصل کر کے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ ای بے نیاز و ای رب کارساز آج لڑائی کو فتح کرانا اِن ظالمون سے بچانا نظم

عقل و علم و ذکا عطا کردی   رحمت گنج بے بہا کردی
عاصیان را گناہ بخشیدی   حق بخشش چہ خوش عطا کردی
گرد کلفت ز آئنہ شستی   دل اہل صفا صفا کردی
لطف و احسان براہ دلداری   بر سر خلق بارہا کردی
چہرہ بنمودی و دل عشاق   در محبت تو مبتلا کردی
گاہ کردی درون دل مسکن   گاہ در عین دیدہ جا کردی
گاہ کردی فقیر سلطان را   صاحب ملک را گدا کردی
گاہ خواندی بقرب دوران را   گاہ موصول را جدا کردی
ہر چہ کردی بعالم ایجاد   عین حق کردی و بجا کردی
نیست تاب فرشتہ یا انسان   دم زند پیش حکمت یزدان

امیر یہ دعائین مانگ رہے ہین اپنے خالق سے عذر و انکسار کر رہے ہین کہ چالاک حاضر ہوا عرض کی حضور سوار ہون مقبل نے صندوق سلاح حاضر کیا امیر نے خود ہود سر پر رکھا زرہ داودی زیب جسم کی نیمچہ سہراب یل و سپر گرشاسپ نوجوان و تیغۂ قمقام و تیغۂ عقرب سلیمانی و کمان کیانی و نیزہ حضرت نوح کا دست حق پرست مین لیا اِن سب چیزون کو زیب جسم کیا اور برآمد ہوے ٹہلتے ہوے در دولت شاہی پہ آئے سرداران نامی و پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین انتظار شاہ مین کھڑے ہین

امیر کو دیکھکر سب ٹھہر گئے سب نے جُھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا چوبدار سے بڑھکر پوچھا برآمد ہونے مین شہریار کے کیا دیر ہی چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے جامے خانے مین تشریف رکھتے ہین برآمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران زمان انتظار مین کھڑے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ فوراً چرخی پر کھنچا پردہ اُٹھا دفعتہ بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد سریر جہانبانی پر بصورت نورانی تاج شہریاری برسر وچار قب شہنشاہی دربر تاج کا عکس پڑتا ہوا بارہ چودہ سو طفلان ماہ صورت خوش الحانی سے اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہوے کہ عندلیبان خوش زمزمہ خوش ادائی پر دنگ سب سردار گوش برآواز صدا مین سوز وگداز کہ سننے والے جھوم رہے ہین اِس شوکت وشان سے سواری بادشاہ کی نکلی اولان اول امیر نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اِشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی محبت آپ کی آب وگل مین ہی اور سردارون نے بڑھ بڑھکے مجرا و سلام کیا بادشاہ سب کا سلام لیتے ہوے سواری شہریار کی اِس کر و فر سے جلو خانے سے نکلی جملہ لشکر پشت پر مگر پہلوان عادی لشکر کو سنبھالے ہوے مرکب ہامون نورد کو بڑھاکر آگے بڑھجاتے ہین صف آرائی لشکر کی منظور ہی بوق تر کی ساتھ بجتا ہوا چالیس ہزار قزاق پشت پر نوبت نقارہ بجاتے ہوے آتے ہین اِس کرّ و فر سے میدان مین آکر پہونچے کہ طرف سے لشکر ہفت پیکر کے گرد اُڑی دیکھا کہ آگے ہفت پیکر بصد کر و فر دس گز کا تاج سر پر رکھے ہوے مرکب دورکابہ زیر ران دریاے جواہر مین غرق گھوڑا اُڑاتا ہوا چالیس ہزار افسر گھیرے ہوے پشت پر ستر لاکھ فوج جس سے جنگل بھرے ہین کئی منزل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتا ہی ایک طرف مصداق کوہکن کرگدن مست زیر ران جہان پر ٹاپ مارتا ہی طبقے کا طبقہ اُڑ جاتا ہی پشت پر سات لاکھ فوج علمدار علم سیاہ کھولے ہوے اِس کرّ و فر سے ہفت پیکر میدان مین آکر پہونچا صفین جمنے لگین نقیبون نے بڑھکر نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے

نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار | تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولے الابصار پڑھو | ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا | جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارونمین | عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام | صحن گلشن مین سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین | کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
ہوا نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ | واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس | آجکل وہ لب جو چغد کا ہے آئینہ زار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے | مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت | ہین بیابان مین پرِ زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو انکے دیکھو | تکیۂ گور و گوزن آج ہے ہر اِک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت | نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے | کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین | طاقت نطق کہان سانس بھی دشوار نہین

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے مردان عالم تو مست ہو گئے نامردون کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین یہی قصد ہے کہ مہلت پائین تو میدان سے نکلجائین جان بچے گی تو اور جگہ نوکری کر لین گے اور وہ جو مرد ہین بیٹے کو باپ سمجھاتا ہے کہ اے فرزند امیر کا مدت سے نمک کھا رہے ہو آج اسطور سے لڑو کہ نمک سے ادا ہو جائین اُنکے نمک کا حق ادا کر کے مرجائین سبھی طرح کے لوگ ہین فرد کند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز۔ لشکرون مین ہنگامہ ہے صفین جمی کھڑی ہین مگر لشکر امیر کم ہے اور لشکر ہفت پیکر اسقدر ہے کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی ہفت پیکر نے نظر اُٹھا کے دیکھا جہانتک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا سب افسر آمادہ کھڑے ہین کہ قدرت حکم دین تو مسلمانون پہ جا پڑین بڑھکر لڑین اِدھر امیر مست جرأت کھڑے ہین کہ آقاے نامدار حکم دین تو کافرون پر جا پڑین آج تو اسطور سے

لڑین کہ کفار کے دانت کھٹے کردین ہر بہادر مرکب چمکارہا ہی یہی ارادہ ہی کہ آج تو خوب نام کرین ہمارے آقا ہمسے راضی ہون وہ کام کرین مصداق کوہکن نے دیکھا کہ صفین جم چکین گینڈے کو اپنے مقام سے بڑھایا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان ملے حمزۂ عرب کو ٹوکتا ہون سب سرداروں نکو سمجھا دیا ہی کہ آج وہ لڑائی ہو کہ خون کا دریا بہ جائے مسلمان بھاگین آپ ہی کا لشکر رہجائے یہ سنکر ہفت پیکر نے اجازت دی کہا تجھکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق نے گینڈا بڑھایا وہ مست گینڈا ازبر ران ہی کہ جہان پر قدم مارتا ہی طبقے کا طبقہ اڑجاتا ہی بقول شاعر نظم یکے نرکرگدن چون کوہ آہن + زسر صرتیزرو ہنگام رفتن + میان ابرو انش بو دیک شاخ + بجنگ فیل بودے سخت گستاخ + اشارت گر بہ سنگ خارہ کردی + ہماندم سنگ را صد پارہ کردی + گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا خوب گینڈا اچھکایا لاف وگزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان مابدولت تشریف لائے کچھ تمکو خیال نہ ہوا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے جوانمردی دکھائے مگر مین سوائے صاحبقران کے کسیکو نہین چاہتا افسر لشکر آکر مجھسے مقابلہ کرے کہ حال جرأت کھلے بڑے بڑے پہلوانون سے صاحبقران لڑے ہونگے مین نے سنا ہی کہ پردہ قاف گئے تھے وہان بڑے بڑے دیوزادونکو مارا یہ کہانی مشہور ہی فقط انکے دوستون نے مشہور کیا ہی اگر اپنے حالات تحریر کرون تو ایک پوری جلد ہو جائے یہ کہکر جو مصداق نے پکارا صاحبقران نے فرمایا کہ ای چالاک میدان قرق کرو ایسا نہ ہو کوئی بہادر نکلجائے تو مجھپر شاق ہوگا چالاک نے پکار کر آواز دی یار و امیر با توقیر میدان بین نکلنے کو ہین آپ لوگون کو بھی خیال رہے مصداق نے جو امیر کو دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہوگیا جھک کے سلام کیا صاحبقران نے بطور اہل اسلام جواب دیا اسپر مصداق کے تیور پر بل پڑگیا صاحبقران نے فرمایا ای مصداق کیا خلاف گذرا مصداق نے کہا یا صاحبقران زبان مین نے تو آپ کو سلام کیا آپ نے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اسقدر آپ کو غرور ہی صاحبقران نے

فرمایا ای مصداق یہ شرعی صاحب سلامت ہی ہمین آداب بندگی کی عادت نہین سوال
شرعی جواب شرعی مصداق نے کہا آپ مجھسے مقابلہ کرینگے مجھکو یقین تھا کہ امیر سو
گز کے لنبے تو ہونگے جب تو دیو ولنسے لڑے لیکن آپ کا قد و قامت تو بالکل ہی حقیر ہی
آپ کیا لڑینگے امیر نے فرمایا مقابلہ کرو یقین آجائیگا یہ سُنکر مصداق نے نیزہ مارا امیر
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ چلنے لگا صاحبقران ہر مرتبہ سنان نیزہ
خانۂ زرہ سے مصداق کے سینے پر رکھدیتے ہین اور فرماتے ہین یہ مقام خالی تھا یہ
کیسی نیزہ بازی کرتے ہو ہرچند وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر صاحبقران وہ نیزہ دست
ہین کہ مصداق کو بن نہین پڑتا لاکھ لاکھ کوشش بچنے کی کر رہا ہی مگر بچ نہین سکتا ایک
مقام پر گانٹھکر نیزے کو صاحبقران نے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مصداق کے
نکلگیا مصداق کو سناٹا آگیا حیران ہی کہ حمزہ نے کیا تدبیر کی کو لنسا بند باندھا کہ جسکو
نہ کھول سکا مگر قبضے پر جھلا کے ہاتھ ڈالا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ یہ تیغۂ برق تاب ہی
بہ سونکے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ ہوتے ہین امیر نے گرداسپر گرشاسپ کا اُٹھایا
تلوار جو مصداق کی پڑی چار پنجۂ فولادی پیدا ہوے تلوار سے لپٹ گئے انتو
مصداق نے کہا کہ او حمزہ یہ کیسی سپر ہی امیر نے فرمایا تیرے زور کا امتحان ہے
مصداق نے جھٹکا مارا اپھل تلوار کا ٹوٹا مصداق کو یہ پھل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا گل
مراد پژمردہ رہا کہا یا صاحبقران اِس سے کیا فائدہ ہوا امیر نے فرمایا نیزہ بازی
کا امتحان ہو چکا شمشیر زنی بھی دیکھی اب چاہتے ہین ہمارے تمھارے کشتی ہو زور
کا امتحان ہوجائے مصداق گینڈے سے کود پڑا صاحبقران بھی اشقر سے
کودے دامن گردانکر آستینین چڑھائین مصروف جنگ کشتی ہوے دونون لشکر
نگران ہین کہ دیکھین کیا ہو جو سرداران مصداق منصف ہین وہ آپسمین کہ رہے ہین
کہ حقیقت مین حمزہ بڑا صاحب زور و طاقت ہی اِتنے بڑے پہلوان سے کس لطف
سے لڑ رہے ہین ہر طرف سے پہلوان تعریفین کر رہے ہین لیکن لندھور بن سعدان
عاشق جمال صاحبقران ہاتھی پر سے دیکھ رہے ہین گرز کاندھے پر رکھے ہوے

مونچھون پر تاؤ دیکر فرماتے ہین کہ آج مغلوبہ ہو تو لطف ہے گرد انکے ہاتھی کے جو بانکے
ترچھے کھڑے ہین کسی کے کان مین بجلی دوش پر تلوار رنگین ٹوپی سر پر رنگین دوپٹہ چنا
ہوا گلے مین پڑا انگلے پر کھنکھجورے بنے ہوے بچین کے خانہ جنگ بہ نگاہ غور دیکھ رہے
ہین کہ موقع ملے تو ہم بھی جا پڑین کفار کو پامال کرین کئی ہزار جوان آمادہ کھڑے ہین کہ مغلوبہ
ہو تو حال کھلے آج تو کفار کا بیچا لینگے پڑاؤ تک نہ چھوڑینگے ہر طرف ہندیون مین ہنگامہ ہے
ایک جانب لشکر مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و چاکر حیدر دو نو بانہ نیزہ
لیے مادیان کو چمکا رہے ہین اُنکے نیزہ دار دریاے آہن مین غرق نیزے چمکا رہے ہین
چاہتے ہین کہ مغلوبہ ہو تو کفار پر جا پڑین نیزون مین چھید لین ایک جانب بدیع الزمان
و قاسم آپس مین آنکھین ملا رہے ہین ایک جانب ایرج و نور الدہر مونچھون پر تاؤ
پھیر رہے ہین ایک کو ایک نگاہ دکھاتا ہے یہی قصد ہے کہ صف لشکر کفار الٹ دین
یہان صاحبقران و مصداق سے کشتی ہو رہی ہے اگر مصداق صاحبقران کو
ایک مرتبہ پکڑ لایا تو صاحبقران دو مرتبہ پکڑ لاتے ہین پشت پر بیٹھکر قاعدہ سے دو چار
گھستے ایسے مارتے ہین کہ پسلیان مصداق کی کڑک جاتی ہین پھر بہ مشکل نکلتا ہے بڑے
زور و شور سے مصداق لڑ رہا ہے اُستادان سخنور نے بیان کیا ہے کہ دن بھر اسی طرح
کشتی ہوئی غالب و مغلوب نہ معلوم ہوے شام کو روک کر مصداق صاحبقران
کو کھڑا ہوا کہا اے شہریار آپ مجھسے خوب لڑے اب پلٹ جائیے کل پھر مقابلہ ہوگا امیر
نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین یا زیر کروگے جب پلٹنا یا شاید زیر ہو تب اختیار ہے
مصداق نے کہا شکوہم تم جانبازی کرینگے کون دیکھیگا صاحبقران زمان نے
فرمایا بادشاہون کو رات کا دن کرتے کتنی دیر لگتی ہے روشنی کا حکم دو مصداق نے
جھلاکر آواز دی یارو روشنی لاؤ ہفت پیکر نے حکم دیا میدان مین روشنی کیجاے
ادھر لشکر صاحبقران سے روشنی آئی ہزارہا جھاڑ کنول پنج شاخے ہزارے روشن
ہوگئے کہ تمام میدان منور و روشن ہوگیا صاحبقران پھر متوجہ ہوے مصداق
چاہتا ہے جان بچاؤن کسی طرح سے سامنے سے اِس جوان کے ٹلجاؤن مگر پنجے سے

شیر کے نکلنا دشوار ہی ایک طرح پر کشتی ہو رہی ہی چالاک بن عمرو پہلو مین صاحبقران
کے کھڑا ہی تعریفین کر رہا ہی مصداق ونگ ہی اپنی جان سے تنگ ہی فراش ماہ تابان نے
فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی فلک یکچشمہ ماہ تابان کو آنکھ پہ رکھکر تماشائے کشتی دیکھ رہا ہی ذرہ ہائے
ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چار پہر رات اِسی طور سے
کشتی رہی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے خم
مار کر نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا مصداق نے دیکھکر آواز دی یا امیر اُٹھ
پہر گذرے کہ لشکر بے خور و خواب ہی اب ایک زور آخر کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا
بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون وہ زور کس گٹھری مین باندھا ہی مصداق نے کہا وہ زور
میرے جسم مین ہی مگر وقت پر موقوف ہی یہ کہکے دونون مونڈھے صاحبقران کے پکڑکے
سینے مین سینہ اڑا کر ریلکر لے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے قدم کے شمار پر سات
قدم تک ہٹ کے آئے ساتوین قدم پر لنگر مارا کہ تا بزانو غرق زمین ہوے مصداق اوپر
آکر چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر مین صاحبقران کے جنبش بھی نہ پائی تین زور ایسے
کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسکو بھی ہلا دیتا مگر اِس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش و حرکت بھی نہ ہوئی
تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپ کے زور کا مشتاق ہون امیر مثل
شیر خشم آلود اپنے مقام سے اُٹھے دونون مونڈھے پکڑکر لے دوڑے پندرہ قدم
ریلکر لائے وہان لاکر ٹکہ مارا کہ دونون گھٹنے مصداق کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا
تڑپ کر لنگر قایم کرون حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ
ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر اُکھڑا ٹکہ مارکر سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر مارون مصداق پکارا اُٹھا اے شہریار سر سے بلند کرکے زمین ذلت
پر نہ گرائیے امیر نے بہ سہولیت ہاتھ سے زمین پر رکھدیا مصداق قدمون سے لپٹ
گیا امیر نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی
اے افسران فوج یہی وقت ہی کہ گھیر کر دونون کو مار لو ملازمان مصداق کو بھی
بہت ناگوار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مسلمان ہوا ہم اُسکو قتل کرینگے

اول سات لاکھ فوج لیبا لیبا کہکر چلی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مصداق ہوشیار ہو
فوج آتی ہے مصداق نے عرض کی ای آقاے نامدار انکی کیا حقیقت ہے چالاک نے آواز
دی مرکب صاحبقران لاؤ اشقر دیوزاد کسا ہوا آیا امیر پشت پر سوار ہوے عیاروں
نے براے مصداق گینڈا پہونچایا امیر نے مرکب بڑھاکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا
دام نابکاران پر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر

منم سرکن لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

ز پیشم نگون شد سر کافران
سمندون ز پیشم فراری شده
سلیمان کوچک لقب شد بمن

منم اختر برج عز و جلال
کہ دیوان بدبخت عاری شده
ہمہ شہر آباد اسلام شد

مصداق کوہکن نے بھی برابر نعرہ کیا ساتھ صاحبقران
کے جا پڑا اللندھور نے ہاتھی بڑھایا بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر ہم
تا بہ ہندوستان + اگر نام شنید انی منم لندھور بن سعدان + سات لاکھ ہندیوں کو لیکر آ پڑے
مالک نے مادیان بڑھائی اسی ہزار نیزہ داران عرب پشت پر آ پڑے مالک نے کہا
نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + ایک طرف بہرام گرد
بن خاقان چین اسی ہزار چینیوں کو لیکر آ پڑا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ہفت پیکر
پرستان آگاہ ہو منم انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن نعرۂ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشم آسمان بر زمین +
ز تیغم بسے ملک اسلام شد + کہ سرفتنۂ باختر نام شد + سات آٹھ لاکھ فوج لیکر آ پڑے
سرداران انکے فضل بن گیا ہور خون آشام ولیس بن گیا ہور قنیس بن گیا ہور
دورقلے زنجیر خوار وقارن بلند کمان وغیرہ سب جوانان صف شکن تیغ زن فوراً
آتے ہی لڑنے لگے دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاور سپاہ نعرۂ قاسم ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ + ز نہم تیغ بر ابر و نیزہ بجاہ +
ز آب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر شد بزیر نگین + ایک طرف سے نعرہ ہوا ای کافران

بچیاؤ اے نابکاران پُر دغا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نور الدہر
بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم بہ قہر ✣ شہ ستارہ حشم
شاہزادہ نور الدہر ✣ دوسری طرف سے آواز آئی منم نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج
نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ✣ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ✣ ایک طرف سے
آواز آئی منم پہلوان نوجوان جہانگیر بن صاحبقران نعرۂ جہانگیر منم پہلوان جہان
بے نظیر ✣ کہ نامم شدہ در جہان دار و گیر ✣ جہانگیر والاحشم آن دلیر ✣ کہ در بیشۂ رزم غرندہ
شیر ✣ اٹھارہ فرزند صاحبقران و پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار تلواریں کھینچکر آپڑے
ہفت پیکر نے کل فوج کو حکم دیا ستر لاکھ فوج کو جنبش ہوئی معلوم ہوا سمندر نے موج
ماری جہانتک نگاہ کام کرتی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی ہزارہا سر کٹ کٹکر زمین پر گر رہا
ہے ملازمان صاحبقران و فرزندان نوجوان ایک ایک جوان لاکھون مین لڑ رہا ہے خود
سرون سے گر گئے ہین سر برہنہ لڑ رہے ہین زلفین خلیلی ہوا پر اُڑ رہی ہین میدان مین
موسم برسات کی کیفیت معلوم ہوتی ہے سر مثل اولے کے گر رہے ہین دریاے خون
کی طغیانی جسم مردان عالم کے افشانی ہزارہا کمانین مع ترکش جو گری ہین معلوم ہوتا ہے کہ
مچھلیان شناوری کر رہی ہین اگر خنجر گرا تو معلوم ہوا کہ نہنگان خون آشام شناوری
کر رہے ہین ہزارہا تلوارین دریاے خون مین بہ رہی ہین قبضے جو چمک جاتے ہین صاف
معلوم ہوتا ہے کہ کچھوے پیر رہے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دریاے خون کا جوش
خروش ہے مرکب بہادرون کے دریاے خون کو جھیل رہے ہین ایک غول مین امیر
لڑ رہے ہین ہفت پیکر سب کے آگے بڑھا ہوا تھا اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا بڑھکر
نعرہ کیا منم خداوند ہفت پیکر یا شیدا اے مسلمانان کب تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی
پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا گولے کو طرف آسمان کے پھینکا پہلوے کوہ سے ایک
ابر آتش فشان اُٹھا کہ آگ برسنے لگی اُس مجمع عام مین جس اہل اسلام پر شعلہ گرا یا
بیہوش ہو کے گرا یا جلکر خاک ہو گیا چالاک نے جو یہ قیامت دیکھی خدمت امیر
مین دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار جلد اسم الٰہی بہ آواز بلند پڑھیے ہفت پیکر نے

سحر کیا کہ حضور کے ملازمون پر آگ برس رہی ہی ہزارہا بیہوش ہو کے گرے زمین پر تڑپ رہے ہین کچھ لوگ جلکر خاک ہوے **ہفت پیکر** جب یہ سحر کر چکا تو پہلوانونسے کہا اب سوا **صاحبقران** کے اور سب بیکار ہین گھیر کر سبکو مار لو پہلوانان نامی **ہفت پیکر** پرست بادۂ کبر و نخوت سے مست اہل اسلام پر جا پڑے وہ پہلوان جو زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے ہاتھ پانون قابو مین نہین تلوارین کاٹ کم خنجر بیدم کمانین جھکی ہوئی دردمند تیر ترکش مین طائر پر بند جس بہادر کو پڑے دیکھا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا وہ بحسرت چہرہ قاتل کا دیکھکر رہگیا پکار کر کہا او نامرد ہمین قتل کرنے سے تجھے کیا ملا مگر جب **چالاک** نے **صاحبقران** سے اطلاع کی تو امیر نے گھوڑا مہمیز کیا جہانتک آواز **صاحبقران** کی پہونچی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا جس بہادر کے کان مین آواز پہونچی تڑپ کے اپنے مقام سے اٹھا کافر جو مغرور ہو کر آیا تھا چاہا کہ اسکو قتل کرون اٹھتے ہی اسے لپٹ گئے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لیکن منزلون کے گرد مین تلوار چل رہی ہی آواز **صاحبقران** کہانتک پہونچے جسطرف آتے ہین سردارونکو دیکھتے ہین کہ تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین مرکب پا بہ گل خود مضمحل ہاتھ نہین ہلاتے اگر قصد بھی کرتے ہین تو ہاتھ دستگیری نہین کرتا پانون سے ثابت قدمی جدا ہو گئی **امیر** نے پکار کر اسم اعظم پڑھا کان مین جو آواز پہونچی پھر چست و چالاک ہوے مصروف جنگ ہو کر بیباک ہوے ایک ایک نے سو سو کافرون کو مارا بڑھکر قابو پرستون کو للکارا جس طرف **صاحبقران** کا گذر ہوا خون کا دریا بہ گیا ہنگامہ گیرودار بلند دشمن دردمند ہر مقام پر سو دو سو لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے خون بہ رہا ہی نقیب پرون مین گھسے ہوے اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہین پکار رہے ہین اے مردان عالم مرحبا دنیا کیا چیز ہی بڑے بڑے پہلوان **رستم** و اسفندیار و سہراب **پیل** ایسا پہلوان **رستم** ایسا بہادر یہ سب پیوند خاک ہوے آج انکا کوئی نام نہین لیتا بڑے بڑے بادشاہ و خاصان خدا حکم پروردگار لیکر دنیا مین آئے لیکن موت نے انکا بھی دامن نہ چھوڑا حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے اب

انکا کوئی نام بھی نہین لیتا تمھارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو زمین قتل گاہ خون مردان عالم سے رشک گلشن ہو گوش ہوش سے ہماری زبان سے سنو دنیا کو نابود جانو بحر دنیا مثل حباب کے ہو بقول مصنف قمر فرد فنا لگی ہو پے سرکشان تر دامن + ابھر چلے تھے کہ بس خاک مین حباب ملے ۔ یارو کیا تمکو سنائین کس کسکا حال بتائین تواریخ دیکھو سب احوال کھلجائیگا مجمل یہ ہو

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا

لیے پھرتی ہو صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
او مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری + کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری + ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس + کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری + صدہا جلیل طرار و فرار پیوند خاک ہوے لیکن کسی نے آکر اپنا حال نہ بیان کیا امت مرحومہ اشرف انبیا کے لیے پروردگار نے پردہ مقرر کیا ہو کہ ایک کے حال سے ایک آگاہ نہین ہوتا مرنے والا مر گیا خواہ نیک ہو خواہ بد ہو کوئی اُسکے حال سے آگاہ نہین ہو اُس رحیم و کریم نے سزا و جزا پردۂ اخفا مین مقرر کی ہو کہ کوئی کسیکے حال سے آگاہ نہ ہو یارو تصور تو کرو دنیا تو یہ رعنائی زیبائی عمدہ مکان رہنے کو عمدہ چیزین کھانیکو جلسے دوستون کے بیٹھنے کو اگر ذرا بھی ملال ہوا احباب پوچھنے والے موجود ہین ذکر کرکے اُس رنج و ملال کو دفع کرتے ہین یا وہ مکان تنگ و تاریک نہ مونس نہ ہمدم نہ کوئی عزیز قریب تنہا بے نصیب اُس تاریکی مین پڑا ہو کون پوچھنے والا ہو سنئے

بیت

دفن کیا اور چلے آئے کوئی کسیکا حال نہین پوچھتا نہ قبر پر مردے کی بیٹھتا ہی کہ شاید ہمارا بھائی یا بیٹا یا معشوق ہمکو تڑپ کے پکارے تو ہم جواب دین اُس تنہائی مین نکیرین کا آنا اور احوال پوچھنا اگر رحمت پروردگار شریک نہ ہو تو کسیکی مجال ہی کہ بات کا اُنکی جواب دے مشہور ہی کہ گرز آتشین ہاتھ مین شیشون مین عقرب و اژدر آنکھین مثل مشعل کے روشن ہین اُس حال مین پوچھنا کہ ای شخص تیرا خدا کون ہی اُسوقت اُسکی رحمت شریک ہو کر جواب دلواتی ہی ورنہ انسان کی کیا مجال ہی کہ اُنکی بات کا جواب دے سکے ہر وقت اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو رزاق مطلق کارساز برحق ہی کیا کیا عنایتین ہم پر کین کیا کیا نعمتین عطا فرمائی ہین بہشت و دوزخ پیدا کیئے مگر خاصان خدا شوق بہشت مین تارک دنیا رہے تمکو بھی مناسب ہی کہ دنیا ایک زال بیسوا ہی بے مہر و بے وفا ہی جتنی اسکی جستجو کروگے اُتنا ہی یہ دام مکر مین پھنسائیگی کیا ہاتھ آئیگا اپنے حال پر آخر مین رونا پڑیگا اسوقت اپنے اختیار مین ہو جب اختیار ہاتھ سے نکلجائیگا تو بڑا افسوس ہوگا نقیبون نے جو یہ مضمون فیض مشحون نظم و نثر مین بیان کیے مردان عالم جھوم جھوم کر صف دشمن پر جا پڑے آوازون نے نقیبون کی ہنگامہ ڈالدیا جنگ مین تیزی دلون پر نامردون کے خوف طاری جو جان کو عزیز رکھتے ہین حریف کو جو آتے دیکھا کہ تلوار کھینچے ہوے آتا ہی دُم دبا کر بھاگے کسی نے پوچھا کیون بھائی کہان بھاگے جاتے ہو کہا ای برادر ابھی ابھی ایک شخص کی زبانی سُنا ہی ہماری زوجہ حاملہ تھی گھر مین کوئی اور عورت نہین ہی مین اُسکی خبر سُنکر جاتا ہون جا کر اُس نیکبخت کی خبر لون ایسا نہو کہ ہلاک ہو جائے دوست نے کہا کہ ای برادر شب کو قسم کھائی کتاب خداوندی پر ہاتھ رکھا قدرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے ہو مسلمان قدرت کو گھیر لین گے اُنکو مہلت نہ دینگے جگر لڑ لو اسوقت گھر نہ جاؤ ایسی لڑائی کبھی نہین پڑی ہاتھ چھڑا کر جواب دیا ہم ابھی تھوڑی دیر مین آتے ہین وہ تلوار جو کہ ہمارے باپ کے ہاتھ سے چلی ہی اُسکو لاتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ اُدھر سے ایک سوار ملازم صاحبقران عالیوقار لڑتا ہوا آتا تھا اُسنے جو اُس نامرد کو دیکھا پشت پر آکر نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر اہائے کہکر گرا کہا ای شخص تونے روک کر میری جان لی

زوجہ کے دیکھنے کی حسرت رہ گئی نہین معلوم انجام کیا ہو نامرد تو اِسطرح مر رہے ہین جانباز وسر فروش جنگ کر رہے ہین منزلون تک برق شمشیر چمک رہی ہی سنان ہاے نیزے کا چمکنا کمانون کا کڑکنا تیر پیغام قضا لیکر آ رہے ہین جسکے سینے پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے صدہا لاشے لوٹ رہے ہین اہل اسلام زخمدار مگر دشمن کشی پر بیقرار اگر ایک ہاتھ کٹ گیا اور گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے ڈیڑھ ہتی بغل مین دبی ہوئی ہی پڑے پڑے دیکھا ایک رسالدار درختون کی آڑ پکڑتا ہوا آتا ہی مگر زبان پر جاری ہی کہ آج ہمارا رسالہ خوب لڑا ایک ایک نے دس دس کو قتل کیا وہ جوان جو پڑا تھا اُسنے پکار کر آواز دی رسالدار صاحب ذرا اِسطرف آئیے رسالدار نے دور سے دیکھ لیا کہ بالکل بیکار ہی ٹہلتے ہوے قریب آئے کہا کیون بھائی کیا ہی اُس جانباز نے کہا ایک کٹورا پانی کا پلا دیجیے اور ہماری کمر مین اشرفیان ہین وہ لے لیجیے ہمارا وقت اختتام ہی ذرا سا تمسے کام ہی وہ رسالدار نام اشرفیون کا سُنکر ہنسے کہا بھائی مین پانی لاتا ہون ہرچند کہ دشمن کے لشکر کے ہو مگر سپاہی کے کام سپاہی آتا ہی تم خوب لڑے انتہا کے زخمی ہوے ہم تمکو پانی پلائین اور تمھارے لشکر والون مین اُٹھا کر تمکو پہونچا دین مگر کی اشرفیان تمھارے پاس ہین اُنھین ہم تمھاری نذر و نیاز کر دینگے زخمی نے کہا بھائی کی اشرفیان کیسی عمر بھر مین سو اشرفیان جمع کی ہین ہمیانی بندھی ہی رسالدار خوشی خوشی گئے بہشتی کو پکارا کہا ایک کٹورا پانی ہمین دے بہشتی سے پانی لیکر کہا اِس مقام سے جاؤ کٹورا لیکر قریب زخمی کے آئے زخمی کی بغل مین جو ڈیڑھ ہتی دبی تھی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونون ٹانگین رسالدار صاحب کی اُڑ گئین لہرا کر گرے زخمی نے کہا بھائی کوئی ہمارے پاس بات کرنے کو نہ تھا اِسوجہ سے تمکو بلا لیا تھوڑی دیر مین ہماری اور تمھاری جدائی ہوگی تم جہنم مین جاؤ گے ہم بہشت مین جائینگے منزلون یہی ہنگامہ ہی ہندی کس دھوم سے لڑ رہے ہین کوئی کافر بڑے قد و قامت کا آیا یہ اُسکے مقابلے مین پہونچے لیکن کافر بڑے قد و قامت کا جوان تھا اُسنے بڑھکر نیزہ مارا یہ سنبھلنے نہ پائے سینے کو توڑ کر پار گذرا اُسنے نیزے پر اُٹھا لیا اِنھون نے تگا مارا کہ نیزہ کی چھڑ پشت کے پار گذر گئی برابر اُس جوان کے پہونچے ہاتھ مارا وہ نیچے گرا آپ اُسکے

گرے مرتے مرتے اپنے حریف کو نہین چھوڑتے جس مقام پر دیکھو دس لاشے کافرون کے پڑے ہین تو ایک لاشہ اہل اسلام کا پڑا ہی تمام میدان لالہ زار ہو رہا ہی صاحبقران زمان اکیلے کس کس طرف جائین ہفت پیکر آگ برسا رہا ہی ایک طرف پانی کا دریا جوش مار رہا ہی اُس سحر سے اہل اسلام عاجز ہین لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین سحر سے گھبراتے ہین صاحبقران پڑھکر اسم اعظم پڑھتے ہین کہ چار پہلوانون کو ہفت پیکر نے حکم دیا شغاد صف شکن و بہزاد تیغ زن و فولاد کوہ شکن و ہلال نیزہ باز اِن چارون سے کہا کہ جاکر حمزہ کو گھیر لو کسی طرف بڑھنے نہ دو مین سحر کر کے سب لشکر کو مٹا دونگا یہ چارون پہلوان گبنڈے اُڑاتے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے اور للکارا کہ او حمزۂ عرب کہان جاتا ہی قدرت ہمارے سحر نہین کرتے تمہیں آفت ارضی و سماوی ہی قدرت سحر کرنا کیا جانین قدرت تقدیر کرتے ہین صاحبقران کو کب تاب ہی کہ کوئی ٹوکے اور اُسکے مقابلے کو نجائین شغاد کو بڑھکر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مارکر شغاد کو چاہا مرکب بڑھاؤن کہ فولاد نے پشت پر سے ہاتھ مارا سر صاحبقران کا زخمی ہوا ایک پہلو سے ایک کافر نے آکر تلوار ماری کہ شانہ صاحبقران کا نشانہ ہوا ایک نے نیزہ مارا کہ پشت بھی زخمی ہوئی امیر نے اتنے بڑے زخم کھا کر اِن تینونکو واصل جہنم کیا مگر ایسے زخم کھائے کہ بہت مجبور ہوے سر سے خون بہ رہا ہی شانہ جھول پڑا اب امیر لڑنے سے معذور ہوے خوف ہوا کہ گھوڑے سے نہ گر پڑون چالاک سے ناچار ہو کر فرمایا کسی پہلوان کو تو بلا لا لندھور سامنے لڑ رہے تھے دونون بیٹے لندھور کے فرہاد خان یکضربی وارشیون پر بزاد باپکی جھول پکڑے ہوے مصروف جنگ ہین لاش پر لاش گرا دی کہ چالاک نے پکار کر آواز دی ای دارا اے ہند غضب ہوا کہ صاحبقران زخمی ہوے وہ دیکھو سامنے کھڑے جھوم رہے ہین اور کافرون کا بلوہ ہی چاہتے ہین کہ صاحبقران کو ہلاک کرین لندھور نے جو چالاک کی آواز سُنی ہوش اُڑ گئے ہاتھی کو بڑھا کر اُس مقام پر آئے جہان امیر لڑ رہے تھے سردارون سے اِشارہ کیا کہ مجمع گرد سے صاحبقران کے متفرق کرو

سرداروں نے بڑھکر ایسی شمشیر زنی کی کہ کافر بھاگے لندھور نے ہاتھی سے اُترکر امیر کو گود مین لیا عرض کی آقاے نامدار آپ کو ہاتھی پر سوار کر لون یون کافرون کے ہاتھ سے بچاؤن سحر نے ہفت پیکر کے قیامت بپا کی ہی صاحبقران نے فرمایا اے لندھور میرا حال ابتر ہی پشت پر بھی زخم شانہ بھی زخمی سر بھی زخمی اب سنبھلا نہین جاتا سامنے جو یہ نخلستان ہی اُس مقام پر مجھے بٹھادو تماشاے جنگ بھی کرون داہنا ہاتھ تو بیکار ہی مگر بائین ہاتھ مین تلوار لونگا جو کوئی قریب آئیگا اُسے ہٹادونگا تم بڑھکر لڑو مگر اپنے کو سحر ہفت پیکر کے بچاؤ لندھور نے وہی کیا کہ نخلستان مین آکر فرش بچھایا صاحبقران کو وہان بٹھادیا مقبل وفادار کو بلایا کہا اے مقبل تم صاحبقران کی حفاظت کرو اور کافرون کو اِنکے قریب نہ آنے دو مقبل صف جاکر کھڑا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی تیر انداز کو اپنے جمایا جو فوج سامنے آئی اُسکو نیر مار کر گرادیا مگر ہر مرتبہ ہفت پیکر ہر سردار کو اشارہ کرتا ہی کہ صاحبقران کو جاکر قتل کرو وہ پہلوان چند کس کو لیکر آتا ہی مقبل کے ہاتھ سے شکست کھاتا ہی صاحبقران زمان نے جو یہ حال دیکھا کہ مقبل کے غلامان وفادار بہت مارے گئے سجادہ بچھایا اول نماز حاجت پڑھی دونون ہاتھ اُٹھادیے پکار اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ایسی مغلوبہ کبھی نہ دیکھی تھی اِس مشکل کو آسان کر تیرے نزدیک سب سہل ہی کیا وقت اختتام صاحبقران آگیا تیری ذات کو بقا ہی دنیا ایک دن اسیطرح فنا ہی

نظم

طالب عرفان نمیدارد بدولت احتیاج	بندۂ خالق ندارد گر بہیش خلقت احتیاج
صاحب وحدت نمیدارد بکثرت احتیاج	اہل خلوت را نمی باشد بجلوت احتیاج
عاشق رویش نمی بیند برغبت سوے گل	ساکن کویش نمیدارد بہ جنت احتیاج
عاشق مولیٰ است بیشک ز اختلاط غیر پاک	اہل حق را نیست باکس فی الحقیقت احتیاج
چون نباشد مردہ را رغبت بآب زندگی	چون نگردد تشنہ را با ابر رحمت احتیاج
بندگان را نیست غیر از بندگی کار دگر	عابدان را نیست جز شغل عبادت احتیاج
کو بجز محبوب خود پیش دگر ظاہر کند	اہل شوق و ذوق و اخلاص و محبت احتیاج

کی بود فرمانروائے کشور تجرید را	با ہجوم لشکر و قوم و ولایت احتیاج
کی دوا خواہد مریض درد باطن را طبیب	کی بر د بہ پیش معالج بہر صحت احتیاج
کی شود سائل بباب صاحب حشمت فقیر	کی بر د قانع بہ پیش اہل دولت احتیاج
عاشقانرا نیست جز عشق و محبت آرزو	اہل اُلفت را نباشد غیر اُلفت احتیاج
ہست ہندی صرف محتاج خداوند کریم	نیستش اندر جہان با اہل حاجت احتیاج

صاحبقران بیقرار ہوکر دعا کر رہے ہین کہ ہفت پیکر نے تدبیر بلندر کاب نامے پہلوان کو بلایا کہا کہ ایک کام تو کر جاکر ناموس حمزہ کو لوٹ لے کوئی تو صدمہ مسلمانونکو ایسا پہونچے کہ اپنی جان سے بیزار ہون تدبیر بلندر کاب تین لاکھ فوج لیکر چلا جب قریب بارگاہ ناموس وہ پہونچا کنیزون نے اور چوبدارنیون نے تیر اندازی شروع کی امیر کی جونگاہ پڑی بیقرار ہوگئے فرمایا کہ اے مقبل غضب ہوا وہ پہلوان فوج گران لیکر قریب خیمۂ ناموس پہونچا کنیزین تیر مار رہی ہین چالاک کو حکم دو کہ جاکر ناموس کو سوار کراکے لیجائے کسی پہاڑ پر پہونچادے کہ بعد ہمارے اِن دست و پا شکست عورتونکو آرام ملے ہر چند کہ بعد ہمارے اِن بیچاریونکو آرام کہان مگر چند ساعت توبچین یہ بلوہ دیکھکر دم گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مقبل نے چالاک کو آواز دی کہ اے مترو الاگھرلڑائی بگڑ گئی تدبیر بلندر کاب نامے پہلوان طرف ناموس کے جاتا ہی ناموس کے رونے کی آواز آرہی ہی کوئی بی بی بہ آواز بلند پکار رہی ہی کہ اے کریم و رحیم جمال صاحبقران زمان کو دکھادے ہم اپنے وارث کے قدمون پر نثار ہون **نظم**

اشک اُلفت کم نہین کچھ کاٹ سے شمشیر کے	کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
عفو کر دیگا وہ گو لایق ہون مین تعزیر کے	آگئے آمرزش کے کیا رُتبے مری تقصیر کے
تلخکامی کے مزے سے ہون ازل سے آشنا	عہد طفلی مین پیا ہی زہر بدلے شیر کے
کون سے مجنون کو گاڑا ہی مسلسل اے جنون	سُنتے ہین زیر زمین نالے سدا زنجیر کے
عشق ابرو و مژہ مین جان بلب ہین سیکڑون	تیر کے زخمی ہین کچھ گھائل ہین کچھ شمشیر کے
اب باقی ہوا اگر قاتل تو کر دے حلق تر	لے رہے ہین ہچکیان بسمل تری شمشیر کے

ہی بعینہ ابروے قاتل علیؑ کی ذو الفقار
پوچھیے روح الامین سے کاٹ اِس شمشیر کے

پھرتے ہین کوہ و بیابان مین لپیٹے منھ پہ خاک
شکل دکھلائین کسے جو یا تری تصویر کے

عرش و کرسی تھرتھرا اُٹھین ذلا وہ نالہ کر
فائدہ کیا کھینچنے سے آہ بے تاثیر کے

گر پڑین آنسو کلیجہ منھ کو آجائے ترا
کان تک پہونچین اگر نالے کسی دلگیر کے

سر نہ سر کاؤن تہ خنجر شہادت گاہ مین
آبرو رکھنا الٰہی واسطے شبیر کے

رند لین اصلاح کس سے خواجہ آتش کے سوا
ہو چکے ہین دس برس آگے مرید اُس پیر کے

صاحبقران نے بیقرار ہو کے جو چالاک سے کہا چالاک نے بڑھکر آواز دی ای عیاران اہل اسلام جلد آؤ بیاسٹھ ہزار پیک بچہ حاضر ہوا چالاک سب کو لیکر طرف ناموس کے چلا تدبیر بلند رکاب کنیزون کو قتل کر رہا ہی کہ چالاک پہونچا آتے ہی چالاک نے پیک بچون کو آواز دی عیاران نامدار لڑے بھڑے جنگ دیدہ وکار آزمودہ دیکھا کہ سوار بلوہ کیے ہوے آتے ہین حقہ ہاے آتشبازی نکالے ساٹھ ہزار حقہ جو چلا ہمراہیان تدبیر بلند رکاب گھوڑون سے گرے بعضے گھوڑا پھیر کر بھاگے غل مچاتے ہوے ناموس نے جو خبر پائی کہ چالاک ہمکو لینے کو آیا ہی وہ سب شاہزادیان کہ جنکا سایہ چشم فلک نے نہ دیکھا تھا وہ ڈیوڑھی پر آئین پکار کر آواز دی ای چالاک ہمکو خدمت مین صاحبقران کی لیچلو اپنے وارث کے قدمون کے نیچے جان دین ہمارے نہ زندہ رہنے مین خرابی ہی اگر ہم زندہ رہے تو کفار ضرور ہمارا پیچھا کرینگے یہ ہمکو گوارا نہین کہ دشمنون کے پہلو مین بیٹھین ہم ہمیشہ سے مشتاق جمال صاحبقران زمان ہین ہمارا تو یہ حال ہی زندگی بہت محال ہی کیا بیان کرین نظم

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوئے
یا رب آباد کہین خانۂ زندان ہوئے

گاہ بیگاہ اِدھر بھی رُخ مژگان ہوئے
اِسطرف بھی کرم خنجر برّان ہوئے

رشک فردوس مکان ہی ترا ای غیرت حور
یا انکی دربانی کو زیبا ہی جو رضوان ہوئے

پھر نہین اگر اُس مہ کو ہوا فتانکی تلاش
انکے سورج کی کرن صورت افشان ہوئے

کو نہی کا نہین ہنگامہ پے دست جنون
چاک جو جیب کا ہوتا سر دامان ہوئے

زلف سر کے وہ رخ اپنے کو ذرا دکھلائے — یا الٰہی سحر و شام غریبان ہوئے
جانتے ہین یہ صنم ہمسے ہوا کار ثواب — ہاتھ سے انکے اگر خون مسلمان ہوئے
شہر نگین چشم کا شہرہ جو رہا یون چندے — چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے
ایک دم دست حنائی مین اگر تو رکھے — وہین تسبیح گہر سُبحہ مرجان ہوئے
پھول توڑون تو چبین ہاتھ مین ہیرے کانٹے — عیش چاہون تو وہین رنج کا سامان ہوئے
جان و دل پیش کش یار کرینگے اے رند — اور کیا بے سر و سامان سے سامان ہوئے

چالاک نے ڈیوڑھیون پر محافے لگائے شاہزادیان روتی جاتی ہین اور سوار ہو رہی ہین تمام محل مین بلڑ ہی ہر ایک شاہزادی یہی کہتی ہی ای چالاک ہمکو نہ چھوڑنا چالاک ایک ایک شاہزادی کو سوار کر رہا ہی کنیزین غل مچا رہی ہین ای مہتر والا گہر ہمکو بھی ہمراہ لو چالاک جھپٹ کے تانگے لایا کنیزون کو اُسپر سوار کیا سب محافون کو بیچ مین لیا اُسوقت شاہزادیون نے بلکنا اور تڑپنا اور پکارنا شروع کیا ہر طرف ہنگامہ ہی کہ ارے چالاک ہمین قتل کر ڈال تو کہان لیے جاتا ہی ہمارا نکلنا اچھا نہین ہی ہم گوشہ نشین ہین ہمکو بازار مین نہ لیجاؤ ہم اپنی جانین دینگے صاحبقران کے کان مین یہ آوازین آ رہی ہین بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز اِس مشکل کو آسان کر ان بی بیونکا نکلنا بڑے ستم کی بات ہی میرے سامنے یہ شاہزادیان محلات سے نکلی ہین نظم

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث — الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
الغیاث ای داد بخش اہل حاجت الغیاث — الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم — ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا — مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر — معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
دستگیر بندہ بیدست و یاور بیکسی — ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور — اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث
ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمان و رحیم — خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

دل نہ بندد ہندی اندر بندگی واحسرتا		نفس سُستی میکند اندر عبادت الغیاث

ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی صاحبقران کو یقین کامل ہی کہ ہمکو شکست فاش ہوئی دیکھیے اب لشکر کیونکر سنبھلے ای کارساز اِس لڑائی کو سنبھال لے مجھکو یہ یقین نہ تھا کہ لشکر پر یون تباہی ہوگی اب اِس فساد کا رکنا دشوار ہی دیکھیے انجام کار کیا ہو اِس سوچ مین امیر تھے اور ہفت پیکر آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی تمام لشکر صاحبقران بیقرار و بےچین ہی جب ہفت پیکر نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے چلتے چلتے رُک گئے تلوارین ہاتھ مین رُکین پانون پیدلون کے چلنے سے رُک گئے آسمان سے آگ برس رہی ہی کسی طرف پانی جوش مار رہا ہی کوئی ڈوب کر ٹھنڈا ہوا کوئی آگ مین جلا ہزار ہا جلکر خاک ہوئے ہفت پیکر اِسطرح سحر کرتا پھرتا ہی صاحبقران مجبور و ناچار زخمدار بیٹھے ہوئے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جسقدر آواز مین قوت ہی پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب کے لوگ ہین وہ سحر سے ہفت پیکر کے محفوظ ہین اور اِس قابو پرست کا یہ طریقہ ہی کہ جس غول کو لڑتے ہوئے دیکھا اُسی غول پر جا پڑا اور سحر کیا لڑنے والے لڑنے سے محروم ہوئے حیران ہو کر کھڑے ہو گئے ایک طرف سے لڑتے ہوئے چند فرزندان صاحبقران اِسطرف جو آئے سحر سے ہفت پیکر کے کانپ رہے تھے صاحبقران نے پکار کر اِسم اعظم پڑھا کان مین جو اِن شیرون کے آواز پہونچی سحر اُتر گیا جنگ مین مصروف ہوئے اور جو ساحر کہ لشکر مین صاحبقران کے ہین مطیعان امیر و ہمراہیان جہانگیر و بدیع الزمان و نور الدہر و ایرج نوجوان و ہمراہیان رستم مثل آفتاب فلک سیر وغیرہ ہرچند کہ یہ سب ساحر سحر کر رہے ہین بہ مشکل اپنے کو بچاتے ہین مگر سحر اُسکا دفع نہین کر سکتے کہ ہفت پیکر خود سحر کر رہا ہی آج یہ بیحیا کسی کے سحر پر اطمینان نہین کرتا خود ہی مصروف سحر ہی بلکہ بعض ساحر ہمراہیان ہفت پیکر تعجب کرتے ہین کہ خود قدرت سحر کر رہے ہین یہ کیا معرکہ ہی قدرت کبھی سحر نہ کرتے تھے تقدیر فرماتے تھے بعض کہتے ہین آج چونکہ انجام کی لڑائی ہی قدرت مثل انسانون کے خود سحر کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ آج قدرت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اُس ہنگامے سے آفتاب فلک سیر

دنغ سحر ہفت پیکر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا سامنے آکر رونے لگا عرض کی ای شہریار مقام افسوس ہی کہ اگر ہمارے آقاے نامدار رُستم عالی وقار ہوتے اور لوح چمکاتے تو ہم اس سحر سے ہفت پیکر کے فرصت پاتے لیکن افسوس ہی نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت کو بقراط ثانی نے کہان طلب کیا یہ تو غلام نے خبر پائی کہ سرحد خیال سکندری مین مصروف جنگ ہین جہان پھنسے وہان سے بہ جرأت نکلے جو طریقہ اُنکا اِس طلسم مین تھا وہی رنگ اُنکا طلسم خیال سکندری مین بھی ہی مگر مقام تعجب ہی نہین معلوم کہ کس مقام پر ہین اگر اُنکو خدا یہان پہونچاتا اور وہ مصروف جنگ ہوتے تو ہم لوگ نجات پاتے مگر ناچار ہین کہان اُس شہریار کو تلاش کرین یہ کہکر دعا کرنے لگا کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز و ای غفور و رحیم ہم گنہگارون پر اپنا رحم شریک کر دے

نظم

تو از پردہ جہالت چہرہ بنمود	شد از ایجاد پیدا اشکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور	بگیرد پشہ جان از جسم نمرود
بہر مذہب بہر ملت بہر دین	تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار	نمیسازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو ستّانی تو دیان	تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ	گہے شاہد شدی وگاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی	بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

صاحبقران زبان فرما رہے ہین کہ ای آفتاب فلک سیر خدا تمھاری دعا کو قبول کرے بقول تمھارے رُستم آجائین تو بڑی مہلت ہو آفتاب عرض کرتا ہی کہ ای شہریار ناموس کو لیکر عیار نکل گئے مگر اُس بیحیا نامرد نے تجویز کیا ہی کہ کوئی پہلوان تعاقب مین ناموس کے جائے سُنا ہی کہ بین آرہ کش تین لاکھ فوج لیکر فکر ناموس مین گیا صاحبقران اُس زخمی ہاتھ سے سر پیٹ رہے ہین فرماتے ہین ای آفتاب بڑے افسوس کی بات ہی کہ ناموس کے ساتھ کوئی پہلوان نہین صرف چالاک عیار ہی ہر چند کہ وہ بڑا کارگزار ہی لیکن مقام پر زور کے کیا کریگا کیونکر ناموس کو بچائیگا

شاہزادیان اپنی جانین دینگی کافر کو شہر نہ دکھائینگی یہ وہ بیبیان ہین کہ جنکا سایہ آفتاب نے نہین دیکھا میری محبت مین گھر بار چھوڑ کر نکل آئین جو آئی وہ سلطنت چھوڑ کے آئی خدا اُنکی عزت وحرمت بچائے رو سیہ فلک نہ دکھائے یہ کلمات حسرت فرما کر امیر نے بھی ہاتھ اُٹھا دیے پکار اُٹھے اے خالق کارساز و اے بندہ نواز روے زیبائے تہتم دکھا دے کہ وہ شیر آکر مصروف جنگ ہو

نظم

بندہ ات وحش و طیر و انسان اند — خادم زار حور و غلمان اند

حاکمان زمان محکومت — اہل فرمان بزیر فرمان اند

سربلندان پایۂ دولت — سر بسر زیر بار احسان اند

عاشقان جمالت ای دلدار — محو حیرت ہمیشہ می مانند

گاہ پیچان بصورت تصویر — مثل آئینہ گاہ حیران اند

گاہ مانند برق می خندند — گاہ مانند ابر گریان اند

گاہ در وصل خرم و خرسند — گاہ پابند بند ہجران اند

گاہ چست اند چابک و چالاک — گاہ کمزور و زار و بیجان اند

در ہمہ حال حاضر و موجود — از ہمہ خلق مرتد اد انستند

عاشق زار و طالب دیدار — جلوہ ات بینند از در و دیوار

تمام حاضرین وقت دعائین مانگ رہے ہین ہفت پیکر پہلوانون کو بھیجتا ہی کہ صاحبقران کے نزدیک جاؤ ہوتا جاتا ہی سلیمان دیوبند نامے پہلوان کہ تین لاکھ فوج سے لڑ رہا ہی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ای سلیمان دیوبند سب طرف کی فوجین مین نے بیکار کر دین مگر قریب حمزہ کے لوگ جمع ہوتے جاتے ہین لاکھ دو لاکھ سے زیادہ نہین ہین فوج گران لیکر جا اور سبکو متفرق کر پھر حمزہ کا سر کاٹ لا جنگ کا ہین نے خاتمہ کیا ہاے افسوس ہی اسقدر میرے ساتھ ساحر ہی کہ مسلمانون سے تین حصہ زیادہ ہی مجھ ایسا ساحر سحر کر رہا ہی کہ لاکھونکو ایک ایک سحر مین بیکار کیا مگر مقام تعجب ہی ایک دن اور ایک رات لڑتے گذرا اب دوسرا دن ہی جنگ کا خاتمہ نہین

ہوتا تو جاگے اختتام کو سلمان دیو بند تین لاکھ فوج لیکر چلا یہان بدیع الزمان قریب
فرش صاحبقران مرکب گلگون باختری پر سوار گرد سرداران نامدار مصروف جنگ
کفار ہین جو کافر آیا اُنکے سرداروں کے ہاتھ سے مارا گیا صد ہا کو مارکر گرادیا زمین
خون سے رنگین ہورہی ہی کہ سلمان دیو بند بلوہ کرکے آیا دور ہی سے للکار کر آواز
دی او پسر حمزہ طرف صحرا کے بھاگ جا بدولت آئے ہین ابھی حمزہ کو مٹاتے ہین کیا
مجال ہی کہ کوئی میرا سامنا کرسکے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا حلب کا شاہزادہ
میرے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا ہی یہ حال آئینہ ہی لایق معائنہ ہی بدیع الزمان نے جو
سلمان کو آتے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران بہ آواز بلند اسم الٰہی پڑھ رہے
ہین بدیع الزمان سحر ہفت پیکر سے محفوظ ہین سلمان دیو بند نے بڑھکر نیزہ مارا
بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا پکڑکر توڑ ڈالا اُس بیحیا نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا
بدیع الزمان نے تیغۂ طلسم طہمورث دیو بند پر روک کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا تیغۂ طلسمی دست زبردست بدیع الزمان تڑپ کر جو تیغہ گرا اسپر کو کاٹا سر اسپر کلے
وجبڑے کو کاٹکر زمین مین آکر بوسہ دیا فوج پر اُسکی جا پڑے تین لاکھ مین اکیلے جنگ
کر رہے ہین ایک بیحیا نے نیزہ مارا کہ بایان ہاتھ زخمی ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی
دوسرے نامرد نے پشت سے آکر وار کیا سر بھی سراسر اُس خودسر کے ہاتھ سے
زخمی ہوا قریب تھا کہ نامرد ملکر بدیع الزمان کا سر کاٹ لین کہ پہلو سے آواز آئی
باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا نعرۂ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری

شہسوار لعل پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آب دم تیغ شستم زمین
ہمہ باختر شد بزیر نگین
زنم تیغ بر ابر و نیزہ بماہ

نعرہ کرکے قاسم آپڑے
گرد سے بدیع الزمان کے فوجونکو ہٹایا قیماس خان خاوری و حسن خان خاوری
و مالک ترک سفید جامہ و شاہزادہ عمرو گودرز ادختنی وغیرہ مدد قاسم کو آئے
خوب اُس مقام پر تلوار چلی ہزارہا کافر اُس مقام پر مارے گئے تمام صحرا خون سے
گلنار ہوگیا شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر جو ایک غول مین گھرے ہوے تھے دور سے

دیکھا بدیع الزمان زخمدار ہین قاسم نوجوان بصد عزم وشان مجمع کو گردسے بدیع الزمان کے ہٹا رہے ہین مگر کافر ٹوٹے پڑتے ہین جہانگیر نے وہین سے نعرہ کیا باشید ای وفا پرستان یہ کہکے وہ شیر دلیر مثل شیر خشمناک تلوار کھینچکر جا پڑا ایسے لطف سے جہانگیر نے شمشیر زنی کی کہ بدیع الزمان کو مجمع سے نکالا شاہزادہ بدیع الزمان خون پونچھتے ہوے مجمع سے باہر نکلے جہانگیر کو جو فوج نے گھیرا ہفت پیکر خود سامنے آکر کھڑا ہوا جم جگلے سحر کررہا ہی کبھی آگ برساتا ہی کبھی زمین ہلا دیتا ہی کہ زمین سے دھوئین نکل رہے ہین تمام نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین مالک نے جو دورسے دیکھا کہ قاسم مجمع مین گھرے ہین اور کفار چاہتے ہین کہ گھیر کر انکو مارین جہانگیر شمشیر زنی کر رہے ہین مالک نے یہ بھی دیکھا کہ جہانگیر نے کافرون کو ہٹایا مگر جسم تمام چھنا ہوا غربال بنا ہوا مالک نے دیکھا کہ اب جہانگیر کا تو نکلنا بہت دشوار ہی وہین سے نعرہ کیا اور اپنے عربون کو اشارہ کر دیا عرب نیزہ باز جو نیزے لیکر گرے مجمع کفار کو درہم وبرہم کر دیا مگر مالک کو کافرون نے گھیر لیا پتھر مارکر زخمی کیا لندھور نے جو دور سے دیکھا کہ مالک زخمدار ہوے چہار طرف سے تیر پڑرہے ہین ہاتھی کو ہولا بیٹون کو اشارہ کیا کہ مالک کو بچاؤ تو بیٹے تلوارین کھینچکر جا پڑے اس لطف سے لڑے کہ مالک کو نکالا لندھور نے جو بیٹونکو زخمی دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران بردغا منم دارا ان صاحب رای سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان

نعرۂ لندھور جزیرہ ہای دربار اگر فتم تا بہ ہندستان + اگر نامم بمید انی منم لندھور بن سعدان + غول مین گھس پڑے صاحبقران پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے تھے با بہ خضوع وخشوع تمام دعائین مانگنے لگے آوازدی ای کریم ورحیم رحم اپنا شریک کر اس آفت کو دفع کر سب سردار زخمدار ہین کیسے بیقرار ہین تیری صفت کیا عرض کرون نظم

همه خلق شاه وگدا خاص وعام — خدا را پرستش کند صبح وشام
چه نام است نام خدا نام حق + — که هم نام او نیست در وهر نام
بیاد خدا هرکه عادت کند + — بماند بهر دو جهان شاد کام

نباید بہوشش آنکہ اندر جہان ‏ ‏ ‏ ز مینائے الفت کند نیک جام
کند شغل مرد خدا حق پرست ‏ ‏ ‏ بہ ذکر شب و روز و فکر مدام
قدم ہر کہ اندر حقیقت نہاد ‏ ‏ ‏ کند طے رہ حق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد ‏ ‏ ‏ شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق ‏ ‏ ‏ ز او ابتدا او بود اختتام
خدا واحد و لا شریکست بس ‏ ‏ ‏ کسے را درین نیست جائے کلام
خدا بیمثال و خدا بے نظیر ‏ ‏ ‏ خدا مظہر ہر قلیل و کثیر

سب سرداروں نے بیقرار ہوکر ہاتھ اُٹھا دیے سب سردار ہمراہ صاحبقران مصروف دعا ہین دو سرا دن اِس لڑائی کو گذرا کہ سردار لڑتے لڑتے تھک گئے ہین ہفت پیکر ہر مرتبہ نئی فوج لاتا ہی وہ فوج آکر لڑتی ہی مگر سرداران نامی نے میدان نہین چھوڑا ساحر مصروف سحر خوانی ہر چند کہ سحر ہفت پیکر پر سحر اِنکا غالب نہین ہوتا مگر آگ بجھانے مین مصروف ہین آفتاب فلک سپہر پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہی آفتاب سحر چمکا رہا ہی جب اِسنے آفتاب چمکایا آگ بجھ جاتی ہی ہفت پیکر پھر وہی سحر کرتا ہی اب جو سبنے ملکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گردے برخاست اتنی بڑی گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ پڑ گیا صاحبقران دیکھنے لگے **فرد**
از دامن دشت کوہ او رنگ ✤ گردے برخاست توتیا رنگ ✤ از دامن دشت و آن غباری ✤ رخسارہ نمود شہریاری ✤ دامن گرد کا سامنے آکر پھٹا دیکھا سب نے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بادل جھپٹے ہوے آئے پھر پشت پر رستم پیلتن مرکب اشتر بالا کبود فرنگی پر سوار اُڑاے ہوے مرکب کو آتے ہین آفاق تاجدار تخت پر سہیل قزاق نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب قزاق کئی سو افسر رستم کو گھیرے ہوے عمرو نے بڑھکر عرض کی اے شیر بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان جلالت دس پہر جنگ کو گذرے ہین ہفت پیکر نے

سب سرداروں کو زخمی کیا باپ تمھارے بیقرار و اشکبار فرش خاک پر بیٹھے ہین سر زخمی
شانہ زخمی جنگ سے معذور دعائین کر رہے ہین رستم نے یہ دیکھتے ہی مرکب کو بڑھایا اپنے
نام کا نعرہ کیا باشید ای کافران بیباد ای نابکاران پیدہ غامنم رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی
دو ویل ہندی کشندۂ کپتان فرنگی نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ
چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ
کر کے جا پڑے گیارہ لاکھ فوج تلوارین کھینچکر مصروف جنگ ہوئی سب سرداران
زخمدار کو نکالا اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ ان سب کو قریب صاحبقران کے پہونچاؤ
سب سرداران زخمدار قریب صاحبقران عالی وقار آکر بیٹھے رستم نے جنگ شروع
کی لوح کو جو گردش دی سحر ہفت پیکر باطل ہوا کتا ہی یار و مین تو جانتا تھا کہ طلسم کشا
کو بقراط ثانی نے مار لیا مشیرون نے عرض کی کہ ہم آپ کو خبرین سنایا کرتے تھے کہ رستم
نے جا کر سرحد خیال سکندری مین آفت برپا کر دی رستم کے جملہ سردار گرد مین اٹے
ہوے مگر جنگ مین ڈٹے ہوے تلوار چل رہی ہی دیوانہ شریر مردم دریا تو ایک
گوشے مین بیٹھا تھا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی چوب دست سنبھالی ساتھ والون
سے کہا لو آقا سے سرخ کی آواز آئی سب نے چوب دستین سنبھالین جست کر کے پہلے
سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقا کہان غائب ہو جاتے ہو رستم نے کہا ہم دوسری
سرحد مین تھے دیوانہ نے چوب دست کو چرخ دیا کہا آقا ایک وار تو قبول کرو یہ کہکے
ہاتھ مارا رستم نے کلہ چوب دست پر ہاتھ ڈالدیا چوب دست چھین کر ایک طمانچہ مارا
فرمایا کہ او دیوانے یہ بیباکیان نہین جانتین دشمن سے وقت جنگ ہی اور تو ہمسے الجھتا ہی
طمانچہ کھا کر دیوانہ سیدھا ہوا کہا آقا ابھی دشمن سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے
جو فوج ہفت پیکر پر گرے ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہفت پیکر سامنے سے رستم
کے بھاگا بھاگا پھرتا ہی سحر کرنا بھولا چاہتا ہی کہ میدان سے نکلجاؤن رستم نے لوح کو جنبش
دی جس ساحر پر عکس پڑا نابینا ہو گیا اُن اندھون کو ہمراہیان رستم قتل کر رہے ہین جسکو
دیکھا کہ ٹٹول رہا ہی اور نام ہفت پیکر زبان پر ہی اگر دیوانہ پہونچ گیا تو چوب دست

ماردی کہ پہ اسٹھا ہو کر پیوند زمین ہوا اگرا اور ملازمون نے دیکھ لیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے اہل فوج ہفت پیکر رستم کے آنے سے بدحواس ہو رہے ہین قضاے کار وہ پہلوان جسکو ہفت پیکر نے براے گرفتاری ناموس بھیجا تھا چالاک ناموس کو ساتھ لیے ہوے جاتا ہی عیارانہ تلوارین کھینچے ہوے محافظ ناموس کو گھیرے ہوے کہ پشت پرسے گرد اُڑی چالاک نے ابو الفتح سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لو ابو الفتح نے خبر دی کہ ایک پہلوان کو تمھاری گرفتاری کو بھیجا ہی وہ آپہونچا چالاک یہ خبر سُنکر گھبرا گیا کہا یارو کدھر جاؤن ناموس کو کہان چھپاؤن ناموس نے جو یہ حال سُنا آواز دی کہ ای چالاک ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمکو ہمارے وارثون سے جدا نہ کرو تمنے نہ مانا اور ہماری سب کی یہ کیفیت ہی

نظم

ابتداے حسن کا ل کی خبر ملتی نہین
ہی دہن غائب تمھارا او ر کمر ملتی نہین

حیف او عیسےٰ نفس تجھکو خبر ملتی نہین
نبض اِس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین

مرغ دل بیتاب ہی ای صبر اب تو جان لے
دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین

سر کشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہی ہوا
اِس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین

خاک چھنوائی ہی دیوانو نسے اپنے مدتون
وہ پری جبتک نہ کر لے دربدر ملتی نہین

کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہی عبث
وان قبولیت جو آہ بے اثر ملتی نہین

عشق دندان نے پھرایا جو ہری بازار مین
آبدار ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین

آمد فصل بہاری سے گلستان مین نہال
گھس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین

نالہاے شب کا ہی اِس ناتوان پر ازدحام
ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین

تکتے تکتے راہ اُسکی تو بھی کیا پتھرا گئی
اب پلک سے کیون پلک ای چشم تر ملتی نہین

ای خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہی
ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین

گم ہوا ہی جسنے اُس وادی مین رکھا ہی قدم
رہروان راہ اُلفت کی خبر ملتی نہین

رند اندیشے کی جا ہی دیکھیے کیسی بنے
اب طبیعت یار کی اِک وضع پر ملتی نہین

بی بیون نے گھبرا کر چالاک سے کہا ای ہنر والا گھر ہمکو ہاتھ سے دشمنون کے بچاؤ

چالاک نے جو سر اُٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سامنے نظر آیا گرد قریب آتی جاتی ہی اُس گرد کو دیکھکر **چالاک** بہت گھبرایا کہارون سے اِشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ چلو غرض ناموس کو لیکر **چالاک** پہاڑ پر آیا شاہزادیون کے محافے رکھوا دیے ساتھ کے عیارون کو گھاٹیون پر بٹھایا تیر و کمان سب کے ہاتھ مین دیے کہا یارو ہوشیار رہنا دشمن نہ آنے پائین کہ سب نے دیکھا وہی پہلوان بھیجا ہوا **ہفت پیکر** کا گینڈے کو اُڑاتا ہو تلوار چمکاتا ہوا تین لاکھ سوار و پیدل پشت پر نیزے چمکاتے ہوے سامنے پہاڑ کے پہونچے عیارون کو گھاٹیون پر بیٹھے ہوے دیکھا اور **چالاک** ٹہل رہا ہی آواز دے رہا ہی کہ ای کافرو اِسطرف نہ آنا ہمسے آنکھ نہ ملانا مال و اسباب ہمنے لشکر مین چھوڑا فقط ناموس صاحبقران کو نکال لائے ہین کہ اِن شاہزادیون پر کوئی نگاہ نہ ڈالے لہٰذا پلٹ جاؤ جا کے مال و اسباب لوٹو پہلوان غرور مین بھرا ہوا ہی گینڈا چمکا کر آواز دی او **چالاک** ہمسے بھاگ کر کہان جا سکتا تھا قدرت نے تقدیر کی آگے نہ بڑھ سکے اِس پہاڑ پر آ کے چھپے ایسے ایسے گھروندے بگاڑ نا کتنی بڑی بات ہی ہان یارو پہاڑ پر چڑھ چلو اب تامل نہ ہو ناموس صاحبقران کو قبضے مین کر و تین لاکھ فوج اپنے مقام سے بڑھی چاہتی ہی کہ پہاڑ پر چڑھے مین **چالاک** دوربین سے دیکھ رہا ہی جب دیکھا کہ چہارم حصہ ان سب طے کر چکے تیر بھر کمان مین پیوست کیا ساٹھ ہزار عیارون نے کمانین سنبھالین ایک مرتبہ اُن خطا شعارون پر حملہ کیا ساٹھ ہزار تیر چلا طائران تیر نے پر کھولے سوارون کے سینون پر پڑے کسی کے گھوڑے کی آنکھ پر پڑا گھوڑے کی آنکھ مین تیر کا پڑنا باعث خرابی ہوا سوار و پیدل پیچھے ہٹے ہر ایک کا یہی قول تھا یارو سامنے حریف کو دیکھ رہے ہو کہ اُنکا حربہ ہم تک پہونچتا ہی تیراندازون نے آفت برپا کر دی پہلوان نے جو یہ ہنگامہ سُنا ساتھ والون سے پوچھا پکار کر آواز دی یارو یہ کیا ہی جو تم آگے نہین بڑھتے آخر پہلوان جھلایا کہا یارو مین کیا تمھارے بھروسے پر آیا ہون مین ابھی جاتا ہون جب جا کر ناموس پر قبضہ کرون تب تم بھی آجانا مین عیارون سے کب رُکتا ہون میرے مقابلے کا کوئی پہلوان بالائے کوہ

نہین ہی جا کر سبکو مار لونگا یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپر فولادی پشت سے اُتاری سپر سے اپنا چہرہ اور گینڈے کا منھ چھپایا گینڈے کو مہمیز کر کے چلا چالاک نے جو یکہ سوار کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو یکہ سوار آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افسر لشکر ہی جہانتک ہوسکے تیر مارو تیر عیارون کے پڑنے لگے مگر وہ پہلوان دیو خصال عفریت مثال تیرونکو کب مانتا ہی تیرون کو قلم کرتا ہوا آتا ہی میدان کو طی کر کے زیر کوہ پہونچا چالاک نے جو دیکھا کہ پہلوان زیر کوہ آگیا بیقرار ہوگیا سب کو اپنے قریب بلایا اور دست دعا بدرگاہ حق تعالی بلند کیے پکار اُٹھا اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِس آفت سے بچا لے تیرے نزدیک سب آسان ہی **نظم**

رخ نگردان شکل حلقه از در یار دوست	مثل سایه باش استاده پس دیوار دوست
دار در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست	گر جهان دشمن شود هرگز مکن انکار دوست
یاد کن در دل همیشه دلربای خویش را	تا دلت گردد یکی گنجینهٔ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو ای مرد خدا	تا به بینی از گل و خار چمن اظهار دوست
گاه از شمع و گه از مهتاب گه از آفتاب	شائق دیدار را آید نظر انوار دوست
شغل کار دوست دار اندر جهان ای مرد کار	زانکه از هر کار و بارت هست بهتر کار دوست
دم به بیش و کم تو ای بنده درین سودا مزن	گر فروشندت چو یوسف بر سر بازار دوست
چهرهٔ دلدار می آید نظر از صد حجاب	از پس صد پرده ظاهر میشود انوار دوست
هست دیدار از محبت در جگر پوشیده دار	گر تو ای دل در بزم وحدت محرم اسرار دوست

عیارون نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ناموس سے جا کر کنیزون نے عرض کی حضور پہلوان ہی طرف کا لڑتا بھڑتا قریب کوہ پہونچ گیا ہی چالاک نے بڑی کد و کوشش کی اب رو رہا ہی پروردگار سے دعا مانگ رہا ہی سب شاہزادیون نے بال کھول دیے بلک بلک کے رو رو کر دعائین مانگنے لگین کوئی بی بی پکارتی ہی اے مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر اب ہمپر وقت تنگ ہی وقت حفاظت نام و ننگ ہی **نظم**

دیدهٔ دل بر گشا ای طالب دیدار دوست	تا ز هر پرده ترا آید نظر رخسار دوست

دوست دلدار تو گردد گر شوی دلدار دوست ‖ دوست ہم یار تو باشد گر تو باشی یار دوست
سینۂ خود را مصفا کن ز ہر گرد و غبار ‖ بین درین آئینہ عکس روے پر انوار دوست
دوستی کن دوستی کن دوستی کن دوستی ‖ در دو عالم اندر دل و جان باش خدمتگار دوست
بادشاہی گر میسر گردد ت اندر جہان ‖ لیک تو از اخلاص دل باشی غلام زار دوست

تمام شاہزادیان و نبیرزادیان انبیسین جلیسین بال کھولے ہوئے مصروف دعا ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جانین دینگے مگر اپنے کو کافرون سے بچائین گے نہین معلوم ہمارے وارثون پر کیا گذری کہ یہ کافر یہانتک آئے ہمکو یہان آکے گھیر لیا تو بچانے والا ہی کوئی آہین کہہ رہی ہو کوئی فریاد الغیاث کر رہی ہی سینے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت دعا وا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز بوق تر کی کان مین آئی دیکھا سب نے کہ شاہزادۂ غضنفر بن اسد اسب بادپا پر سوار پشت پر اسّی ہزار دیوانہ مرکب اُڑاتے ہوے نیزہ چمکاتے ہوے آئے غضنفر نے دور سے جو چالاک کو دیکھا کہ سر پیٹ رہا ہی پکار کر آواز دی کہ اے چالاک خیر تو ہی چالاک نے اِشارہ کیا کہ زیر کوہ پہلوان کھڑا ہی تمھاری والدۂ ماجدہ بھی اِس ناموس بین ہین غضنفر نے جو یہ آواز سُنی بیقرار ہو کر مرکب کو مہمیز کیا بوق تر کی کمر سے نکالا آواز دی اے قزاقان نبرد و بند یہ قزاق بھر ہری لیکر فوج پر جا پڑے پہلے تو تیر مارے اسّی ہزار جوان قتل کیے پھر نیزے چلے تلوارین کھینچکر فوج سے ملگئے قزاقون کی تیز دستی کا رہ یہ زبردستی ایک نے لو کا دوسرے نے نیزہ مارہ دیا سینہ کو توڑ کر پار گذرا اگر غضنفر گھوڑا اچکا کر قریب اُس پہلوان کے پہونچے فرمایا او نامرد ہیسے مقابلہ کر اُسطرف کہان جاتا ہی ہمسے لطف ملیگا پہلوان پلٹ پڑا غضنفر پر نیزہ مارہ دیا غضنفر نے اپنے سینے کو بچایا اور اپنے نیزے کو کن دیکر پہلوان پر مارا اُسنے سینہ بچایا غضنفر نے نیزہ جُھکا کر آنکھ پر گینڈے کی مارہ یا نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے جست کی سوار کو گرا کر بھاگا کئی کو پامال کر کے نکلگیا غضنفر نے پہلوان کو زیر تیغ رکھ لیا اِسقدر تلوارین مارین کہ پہلوان بھاگا غضنفر تلوارین مارتے ہوے جاتے

ہین لشکرون مین ہلڑ ہوا کہ غضنفر نے پہلوان کو بھگایا غضنفر نے بڑھکر ایک ہاتھ گلوگاہ
پر مارد یا کہ سر کٹکر پہلوان کا گرا فزاقون نے فوج کو زیر تیغ رکھ لیا آخر سب نے بہ مشکل لاشہ
اپنے افسر کا اُٹھایا طرف صحرا کے شکست کھا کر بھاگے کئی کوس تک غضنفر نے پیچھا کیا
فزاقون نے پڑاؤ لوٹا خیمے جلا دیے غضنفر بالاے کوہ آیا چالاک سے پوچھا یہ کیا معرکہ
تھا چالاک نے کہا کہ ای غضنفر لشکر اسلام پر بڑی آفت ہی ستر لاکھ فوج تسمیہ ہو کے
مصروف جنگ مغلوبہ ہی میرے سامنے صاحبقران زخمی ہوے مجھسے حکم کیا کہ ناموس کو
لیکر نکلجاؤ یہ پہلوان پیچھا کرکے آیا اگر مناسب ہو تو جا کے دیکھو کہ وہان کیا گذری ہر چند کہ
کل سردار زخمی ہو چکے مگر کسی نے لڑائی سے منھ نہ پھیرا یہ سُنکر غضنفر کوہ سے اُترا پشت
مرکب بادپا پر سوار ہوا اُسی طرف چلا یہان رستم نے آکے لڑائی کو روکا سب زخمیون کو
قریب صاحبقران بٹھادیا خود مصروف جنگ ہین ہفت پیکر جو بڑھ بڑھ کے سحر کر رہا ہی
بسبب لوح طلسمی سحر اسکا تاثیر نہین کرتا بوٹیان اپنی کاٹ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی
یارو کیا تدبیر کرون سحر جواب دے رہا ہی جدھر رستم کا گذر ہوتا ہی آثار سحر ہفت پیکر کے
برطرف ہو جاتے ہین لیکن ہفت پیکر پہلوانون کو ترغیب دیکر قریب رستم بھیجتا ہی کیسے
کیسے پہلوان زبردست مقابلۂ رستم مین آتے ہین تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہی جسکے
سر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے گرد مرکب صدہا پہلوان پڑے ہین لیکن اکیلے کس
کسطرت جائین اپنے ساتھ والون کو کیونکر بچائین جسطرف نہین جاتے اور نہین پہونچتے
اُسیطرف سحر سے ہفت پیکر کے آگ برستی ہی عیار رستم کو خبر دیتا ہی جب اُسطرف جاکر
لوح چمکاتے ہین تب آگ بجھتی ہی اِس آمد و رفت سے جان رستم کی عذاب مین ہی
بڑے بڑے پہلوان روکنے آتے ہین مگر جو رستم سے مقابل ہوا فوراً اعدم مین پہونچا
گرد مرکب لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دست زبردست رُستم تیغۂ ہفت جوہر کی
بے پناہ کاٹ چھانٹ جو سامنے آیا واصل جہنم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لڑتے بھڑتے
قریب ہفت پیکر چاہتے ہین کہ جاؤن مگر پہلوانان فوج روک لیتے ہین بڑھنے نہین
دیتے علم فوج کو بھی سرنگون کیا پلٹن رسالے تنگ آئے کئی پلٹنون کو بھگایا رسالونکو

مثایا معشوقان پریچہرہ جو محافون مین ساتھ ہین اجماع فوج دیکھکر گھبراتی ہین وزیرزادیون سے فرماتی ہین خدا اِس شاہزادۂ والا قدر کو ہاتھ سے دشمنون کے بچائے اپنا کلیجہ منھ کو آتا ہی اپنی تو عجب حالت ہی کیا کہین **نظم**

تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
ہم نہین جانتے کمی اپنی شب دراز مین

اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا
خون دل اپنا تھا مگر غازۂ چہرۂ ناز مین

کیونکہ نہ آدھی رات تک جاگے وہ جسکا دھیان ہی
آ ہوے نیمخواب مین نرگس نیم باز مین

خسرو وعیش وصل یار جا نکنی اور کوہکن
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین

مین تری بزم سوز مین ہین یہ قباحتین کہ ہی
نغمۂ صور کا اثر نغمۂ نے نواز مین

آگئے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
شکّے مرا مبالغہ منت احتراز مین

کیا سبھی سینے جل چکے کیا سبھی دل پگھل چکے
بوے کباب اب نہین آہ جگر گداز مین

پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری نہ ہو کہین
ہوتی ہین بے حجابیان جان نہفتہ راز مین

رخنہ در سے غیر پاس دیکھا کسے کہ آج ہی
رخنہ گری کچھ اور ہی نالہ رخنہ ساز مین

یاد بتان مین لاکھ بار فرط قلق سے ہم بھی تو
بیٹھے اُٹھے ہین مومن اب گر رہے شب نماز مین

وزیرزادیان عرض کر رہی ہین واری اپنے کو سنبھالیے انشاء اللہ لڑائی بھی ختم ہو جائے گی کٹتیر ین اکہ تانگون سے غل مچا رہی ہین کہ خدا اپنا فضل کرے آقاے نامدار پر تو چہار جانب سے بلوہ ہی مگر وہ شیر دلیر ہین کہ اتنے بڑے بلوے مین کس حواس سے لڑ رہے ہین علم فوج کفار کو قلم کیا جاؤ کا فرونکا کم کیا خدا اُنکا محافظ و نگہبان ہی ایک بی بی پکار اُٹھی ای کارساز ای بے نیاز ہمارے آقاے نامدار کو بچالے دشمنون کو شکست ہو یہان فتح کا بندوبست ہو **نظم**

میپوش روے منور طالب ای مطلوب
کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرۂ خوب

بجز تو نیست درین خانہ دار کسے
درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب

رفیق اہل ولائی فقط توای دلدار
محبِ اہل محبت تو ہستی اے محبوب

تو نور حسن بہ رخسار یوسف افزودی
تو نور دیدہ ربودی ز دیدۂ یعقوب

تمام ثناخوان دعائین مانگ رہی ہین لشکر مین تلاطم فوج کے ہوش گم مگر سرداران رُستم وہ
صاحبان شوکت ہین کہ بہ جانبازی لڑرہے ہین رُستم فوج کے دل مین شیرانہ لڑرہے ہین
دیوانے نے ہزارہ ونکو راہی ملک عدم کیا بارہ ہزارہ دیوانے چوب دستین لیے ہوے
لڑرہے ہین لاش پر لاش گرادی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز کان مین آئی رُستم کا چہرہ خوشی
سے سرخ ہوگیا فرمایا اے سرداران تہمتن و اے شیردلان صف شکن وقت فتح قریب آیا وہ
دیکھو سامنے گرد اُڑی بلکہ گرد نہین ابر رحمت ہے یقین ہے کہ غضنفر بن اسد آتا ہو اے سمک
ذرا بڑھکر خبر تو لو یقین واثق ہے کہ اُسی شیر کی آمد ہے جب گرد قریب آئی رُستم ایک بلندی
پر کھڑے ہوکے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی
رُستم نے دیکھا دس بارہ ہزار جوان شکست خوردہ ایک لاش کو لیے ہوے سامنے
ہفت پیکر کے آئے ہفت پیکر نے پوچھا اِس پہلوان کو کسنے مارا لوگون نے بیان
کیا کہ اِسنے پہاڑ پر جاکے ناموس صاحبقران کو گھیرا تھا قریب تھا کہ ناموس پر قبضہ کرے
عین وقت پر غضنفر بن اسد آکر پہونچا اُسکے ہاتھ سے یہ پہلوان مارا گیا یہ خبر رُستم نے
بھی سُنی شکر پروردگار کیا فرمایا اے سمک تمنے سُنا غضنفر کے ہاتھ سے یہ بیحیا واصل
جہنم ہوا جاکے ناموس کو گھیرا تھا یقین ہے کہ وہی آتا ہو خواجہ عمرو نے جو آواز بوق ترکی
کی سُنی یا تو صاحبقران کے پاس بیٹھے تھے یا گھبرا کر اُٹھے جست وخیز کرتے ہوے طرف
صحرا کے آئے دور سے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اُڑاتا آتا ہو آتا ہی خواجہ عمرو نے بڑھکر کل
حال غضنفر سے بیان کیا کہا اے نور نظر بڑی سخت لڑائی پڑی ہے خدا اِس لڑائی کو فتح
کرائے رُستم ایسا دلیر عاجز ہو رہا ہو نانا جان تمھارے زخمی ہین چلکر اُنکی خبر لو رُستم کی
مدد کرو مگر اے نور نظر آج کی جنگ لائق تعریف ہو دشمن بھی دنگ ہوجائین اپنی جان سے
تنگ ہوجائین یہ حال مصیبت مآل سُنکر غضنفر نے مرکب بڑھایا قزاقون نے نیزے
اُٹھائے غضنفر نے پلٹ کر قزاقون سے کہا ہان یارو آج طرز جرأت دکھاؤ سب
قزاقون نے عرض کی انشاء اللہ ہفت پیکر کو بدحواس کردین حملہ کرین کہ کافر بھاگتے
پھرین اسّی ہزار قزاق آگے سب کے غضنفر اُسوقت پہونچے کہ رُستم پر تمام فوج

کا بلوہ ہی ہفت پیکر خود تلوار ہاتھ مین لیے ہوے لڑرہا ہی کہتا ہی ہان پہلوانو فوراً گھیر کر
رستم کو مار لو اب مہلت نہ دو مگر جسوقت سے شاہزادہ غضنفر آگئے اور قزاق لڑرہے
ہین تمام زمین گلنار کردی خون کے دریا بہا دیے ہزار ہا لاشہ پڑا ہی آہ آہ کی آوازین برابر
آرہی ہین بقول شخصے کہ رن بولتا ہی ہر طرف سے آواز آتی ہی کفار جو جابجا گرے ہین کوئی
پکار رہا ہی ارے میرا روپیہ گڑا ہوا رہ گیا غضب ہی کہ بیٹا لے لیگا ایک طرف سے آواز
آتی ہی کہ زوجہ اُس شخص کی شوقین ہی ہاے میرا سوگ نہ رکھے گی رنڈ سالہ کون پہنے کسی
طرف سے آواز آتی ہی ارے مین نے عمر بھر نوکری کی جمع کرتا رہا پیٹ بھر کے کھانا نہین
کھایا وہ سب رقم میری کمر مین ہی اب یہ روپیہ سانپ بچھو بنجائیگا قبر مین کیا کیفیت ہوگی
جہان کوئی مونس نہ ہمدم نہ غمگسار یہ روپیہ میری کمر سے کون لیگا دوسرا آواز دیتا ہی ابے
توکمبخت ہی تیرا روپیہ کون لے جو روپیہ لیگا اُسکا بھی یہی حال ہوگا اُدھر سے گذرہوا عمرو
کا عمرو نے دونون کے سر کاٹ لیے اور دونون کی کمر سے ہمیانیان کھول لین ایک
امرا ور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران زمان جو فرش پر بیٹھے ہین
سردارونکی حیرانی پریشانی دیکھکر یا تو اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے تھے جب دیکھتے تھے
کہ سردارون پر سحر کی آفت ہی باواز بلند اسم اعظم پڑھنے لگتے تھے مگر جسوقت سے رستم
وغضنفر آگئے اسم اعظم پڑھنا موقوف کیا لندھور وغیرہ بھی زخمی ہوکر آئے سب
سردار اسی مقام پر بیٹھے ہین صاحبقران نے لندھور کو قریب بلایا اُنکے زانو پر سر رکھا
انتہا کے خستہ ہورہے تھے آنکھ بند ہوگئی لندھور خود زخمدار و بیقرار ہورہے
تھے لندھور نے فرزندونکو قریب بُلایا اُنکے زانو پر سر رکھا آنکھ بند ہوگئی سب
سرداران زخمی ایک کے زانو پر ایک نے سر رکھا سب غافل ہوگئے لیکن اُدھر جب
بقراط ثانی نے اپنے مقام پر سُنا کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی حاضرین
وقت سے صلاح کی کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی ہی اور رستم قصر سکندری
کا قصد رکھتے ہین سب نے یہ صلاح دی کہ رستم کو نکلجانے دیجیے جب پھر ادھر کا قصد
کرینگے آپ تو خاص طلسم مین چلے جائیے گا ہم لوگ سب ملکر رستم کو روکین گے لوح

طلسم کا اِس طلسم کی ملنا دشوار ہی ہم لوگ گھیر کر مار لینگے ایک ساحرہ یہ کہکر اُٹھی کہ مین
جا کر حمزہ کو لاتی ہون اور سامان کر کے چلی اِس مغلوبہ مین آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا
کہ ہفت پیکر پر آفت ہی بھاگتا پھرتا ہی رُستم و غضنفر چاہتے ہین کہ گھیر کر اسکو مارین
سب ساحر ہمراہیان صاحبقران کوشش کر رہے ہین کہ ہفت پیکر سامنے رُستم
کے آئے تو مارا جائے وہ ساحرہ اِس فکر مین ہی کہ کسی طرح صاحبقران ملین تو اُنکو
لیجاؤن اِسی فکر مین پھر رہی ہی لیکن دیکھ رہی ہی کہ آگ لگی ہی ہفت پیکر کے سحر نے
صحرا جلا دیے لشکر اِسلام کے ساحر جو ہین وہ بھی لڑ رہے ہین اور سحر کر رہے ہین سب سے
زیادہ آفتاب فلک سیر مصروف سحر خوانی ہی جسطرف جا پڑا اور اِسنے آفتاب
سحر چمکایا صدہا بیہوش ہو کر گرتے ہین اُنپر برق چمکا دیتا ہی سر اُنکے کٹکر جدا ہوتے ہین
ساحران ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتے ہین اور شاہزادیان جادوگرنیان سب
بجانبازی مصروف سحر خوانی ہین غضنفر کے ساتھ ملکہ برقان برق وش اور
نسیم جالندھری کڑک کڑک کے گر رہی ہین مگر ہفت پیکر کے سحر سے اپنے کو
بچاتی ہین برقان برق وش جو کڑک کے گری کئی سو کے سر اُڑا دیے ہفت پیکر
نے جو بلند ہوتے برقان کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی او نمک حرام تو نے ہمارا
ساتھ چھوڑا دیوانے کا ساتھ دیا کہ جو جنگلون مین رہتا ہی اب کہان جائیگی یہ کہکے
جو اِشارہ کیا برقان یا تو ساحرون کو قتل کر کے بلند ہو کے چلی تھی یا بلندی پر جا کے
لڑکھڑائی اور زمین پر گری ہفت پیکر بڑھا کہ اِسکا سر کاٹ لون برقان نے جو
بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای شہریار غضنفر والا قدر کنیز مسحر مین ہفت پیکر کے مبتلا
ہی وہ مجھکو قتل کرنے آتا ہی غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ برقان گری پڑی ہی
ہفت پیکر تیغہ کھینچے ہوے جاتا ہی اسپ بادپا کو مہمیز کیا اور انگشتر مہر و ماہ کو
چمکاتے ہوے چلے تیغۂ روئین شگاف قبضے مین ہفت پیکر نے چاہا کہ غضنفر
سامنے نہ آنے پائے مین برقان کا سر کاٹ لون اور مہلت نہ دون غضنفر نے
وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار اگر ایک موے جسم برقان کم ہوا تو بے مارے

تجھکو نچھوڑونگا مگر ہفت پیکر نے تامل نہ کیا غضنفر مرکب چمکا کر گھوڑے سے کود پڑے
قریب برقان کے آکر انگشتر مہر و ماہ کا عکس ڈالا برقان اُٹھی اُٹھکر بلند ہوئی مگر
ہفت پیکر نے جو غضنفر کو دیکھا پہلوانون کو اشارہ کیا کہ اب یہ مرکب پر سوار
نہ ہونے پائے گھیر کر مار لو پہلوانون نے بلوہ کیا ایک پہلوان نے بڑھکر مرکب کی
باگ پکڑ لی مگر غضنفر پیدل لڑ رہا ہی اُس پہلوان پر نعرہ کیا کہ او بیحیا میرا مرکب کہان
لیے جاتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا وہ پہلوان چاہتا ہی مرکب پر سوار ہو کے نکلجاؤن مگر
مرکب اصیل و وفادار بدلگامی کر رہا ہی پہلوان کو اپنے اوپر چڑھنے نہین دیتا کبھی کھڑا
ہوجاتا ہی کبھی منھ کھولتا ہی کہ شانہ اسکا چبالون وہ پہلوان عاجز ہو رہا ہی غضنفر چاہتے
ہین کہ اپنے کو قریب اس پہلوان کے پہونچاؤن مگر لوگ روک رہے ہین جو قریب
غضنفر کے آیا تیغ رویین شگاف سے اُسکو قتل کیا دور سے رُستم نے دیکھا کہ شاہزادہ
غضنفر پیدل لڑ رہا ہی گھوڑا اُسکا ایک پہلوان نے پکڑا ہی چاہتا ہی کہ سوار ہو کر
نکلجاؤن اسطرح اپنی جان بچاؤن مگر غضنفر نے اُس مقام پر لاشون کا انبار لگادیا
ہی جس پہلوان نے آکر حملہ کیا پکار کر آواز دی ارے اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا کہ میری
پیچھے کوئی آگیا ادھر اُسنے منھ پھیرا غضنفر نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹکر گرا پھر
دوسرا پہلوان اسی مقام پر آگیا غضنفر نے آواز دی ای قزاقان بزنید و بہ بندید
قزاقون نے بوق تندی بجایا زمین کانپنے لگی ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہی کہ اپنے آقا
کو چلکر بچائین ایک طرف سے رستم لڑتے ہوے آتے ہین کہ نگاہ یاس غضنفر نے
طرف فولاد کے دیکھا کہ انکے قزاقون کا افسر ہی فولاد کا دل موم ہو کر بیقرار ہو گیا
ساتھ والون سے کہا یارو بڑی شرم کی بات ہی ہم چاہتے ہین کہ جسطرح آقا سبکی مدد
کرتے ہین ہمارے آقا کی کوئی مدد نہ کرے سب نے کہا کہ چلیے کچھ قزاق آگے بڑھے
بوق تندی کو دم دیتے ہوے بوق کا بجنا اور زمین کا کانپنا مرکب بدلگامیان کرنے
لگے اسپ بادپا کہ اِس آواز کا بخوبی عادی ہی بے اختیار بدلگامی کرنے لگا مطلب
یہ ہی کہ جسطرح بنے اپنے آقا کو بچاؤن چار سم میرے یہی چارون نیمچے ہین یہ سوچکے

مرکب نے سر اُٹھایا کہ فولاد دیوانہ جھپٹتا اور لڑتا بھڑتا ہوا قریب اُس پہلوان کے پہونچا
جو مرکب تھامے ہوئے تھا آواز دی کہ او بچیا تو نے مرکب آقا کا کیون سنبھالا مرکب چھوڑ دے
اُس پہلوان نے کچھ جواب نہ دیا مرکب نہ چھوڑا فولاد دیوانہ کود پڑا اُس پہلوان نے بھی
للکار کر ڈانٹا اس طرف قزاقون نے آکر شمشیر زنی کی فولاد نے آکر اُس پہلوان کو مارا اور
گھوڑا لیکر قریب غضنفر کے آیا کہا آقا سے نامدار سوار ہو جیے یہ مقام جنگ ہی اسطرح
گھوڑے سے نہ کود پڑا کیجیے اگر وہ لوگ گھوڑا لے جاتے تو کیسی مشکل پڑتی فولاد جھکا
غضنفر کاندھے پر فولاد کے قدم اپنا رکھکر مرکب پر سوار ہوئے فولاد کا گھوڑا اصدا آ
ہا ہو کو سُنکر ایک جانب بھاگا قزاقون نے جھپٹ کر وہ جنگ کی کہ اُس مقام پر دریا سے خون
بہا قزاق جمکر لڑے ہزار ہا لاشے گرا دیے ہفت پیکر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ دیوانے
خوب لڑ رہے ہین ڈر سے غضنفر کے کوئی سحر نہین کرتا کیونکہ جانتا ہی غضنفر پر سحر تاثیر نہین
کرتا غضنفر شیرانہ لڑ رہا ہی صدہا لاش وہان پر گرا دی ہفت پیکر سحر کر رہا ہی مگر جب سحر
کرتا ہی زمین ہل جاتی ہی خوب جم جمکر سحر کر رہا ہی آگ برس رہی ہی خواجہ عمرو نے آکر رُستم
کو خبر دی کہ ہفت پیکر بلا کے سحر کر رہا ہی اہل لشکر آپ کے بیقرار ہو رہے ہین رُستم
نے گھوڑا بڑھایا لوح کو گلے سے اُتار کر چمکاتے ہوئے چلے سردارونکو اپنے دیکھا کہ راہ مین
خاموش کھڑے ہین دیوانہ شریر مردم در ایسا سردار کہ پانچ ہزار سردار سے لڑ رہا تھا
زمین ہلا دی تھی یا سحر ہفت پیکر نے یہ تاثیر کی کہ چوب دست کاندھے پر رکھے ہوئے جھوم
رہا ہی ساتھ والے بھی سب کھڑے ہین کسی مین یہ طاقت نہین کہ دشمن پر حملہ کرے یا بڑھکر
لڑے رُستم نے آکر لوح کا عکس ڈالا شریر مردم در پر سے سحر اُترا آپ شریر مردم در
چوب دست سنبھالکر سیدھا ہوا پانچ ہزار دیوانے چوب دستین سنبھالکر لشکر ہفت پیکر
پر گرے دیوانون نے جب وار کیا پانچ ہزار کو گرا دیا انکا وار خالی نہین جاتا رُستم نے
دور سے دیکھا کہ اب دیوانے مصروف جنگ ہین کفار انکی جنگ سے بتنگ ہین سب
ساحرونکو دیوانون نے گھیرا ہی جہان گھبرا کر ساحر نے سحر کیا دوسرے نے لپٹ سے
آکر چوب دست کا ہاتھ مار دیا ساحر بیٹھا ہو کر رہ گیا اسطرح ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہی

ہفت پیکر اسطرف سے بھاگا اسنے دیکھا کہ رستم بھی آ گئے جسطرف سہیل قزاق لڑ رہا ہی
اُدھر جا کے سحر کیا کہ سہیل قزاق مع بارہ ہزار قزاقون کے تصویر تصور ہو کر رہگیا بارہ
ہزار جوان تیغ بکف کھڑے ہین ہل نہین سکتے ساحرون نے جو دور سے دیکھا کہ قدرت
نے قزاقون کو بیکار کیا تلوارین کھینچکر آ گرے وہ جو لوگ سحر مین پھنسے ہین اُنکو قتل کرنے
لگے رستم نے جو دور سے دیکھا کہ قزاق قتل ہو رہے ہین گھوڑا اُڑا کر قریب سہیل کے
آئے عکس لوح کا ڈالا سہیل پر سے سحر اُترا بارہ ہزار جوان قوم کے قزاق کہین سے
لڑنے والے اب جو ساحرون پر گرے ستھراو کر دیا اب ہفت پیکر کا یہ طریقہ ہو گیا ہی
کہ ہر غول مین جا کر سحر کرتا ہی جہان رستم نے دور سے دیکھا اپنے کو اُسی مقام پر پہونچایا
اور لوح کا عکس ڈالا سرداران رستم ہوش مین آئے مصروف جنگ ہوئے ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی مگر وہ ساحر جو مطیع اسلام ہین سب صلاح کر کے ایک جگہ ہوئے ہین جب
ملکر سحر کرتے ہین تو سحر ہفت پیکر مٹا دیتے ہین جہان ہفت پیکر نے کسی ساحر کو
دیکھا اُسپر بڑھکر سحر کیا وہ ساحر گرا دوسرے ساحر نے بڑھکر اُسکو اُٹھا لیا ہفت پیکر
پر گولسارا ہفت پیکر اِس سحر کو بھلا کب مانتا ہی اشارون مین سحر دفع کر دیتا ہی لیکن
آفتاب فلک سیر لڑتا ہوا آتا ہی پشت پر کئی سو جادوگرنیان یہ بھی آگ برسا رہی
ہین ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی تلوار چل رہی ہی ہفت پیکر کی نگاہ آفتاب پر
پڑی للکار کر آواز دی کیون آفتاب ہمسے باغی ہوئے طلسم کشا کے شریک ہوگئے
آفتاب نے کہا او ہفت پیکر کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہمنے
بیشک رستم کی اطاعت کی ہفت پیکر نے سحر کیا کہ آفتاب منھ کے بھل زمین پر گرا
ہفت پیکر نے چاہا کہ بڑھکر اِسکا سر کاٹ لون کل جادوگرنیون نے مجمع کیا اور چاہا
کہ آفتاب کو اُٹھائین مگر ہفت پیکر نہین اُٹھانے دیتا سب جادوگرنیان جب
سحر کر کے بڑھتی ہین ہفت پیکر وہ سحر کرتا ہی کہ سب جادوگرنیان ٹھہر جاتی ہین سابق
مین ذکر کر چکا ہون کہ شمس فلک ہفت پیکر کا ہن ساحر زبردست اسنے کتاب مین
دیکھا کہ اب طلسم ہفت پیکر نہ بچیگا فتح ہو جائیگا تو اسنے اہل اسلام کی دوستی کی کئی

مرتبہ رستم کی بھی مدد کی بادشاہ اسلام کو قتل ہونے سے بچایا تھا شمس فلک ہفت پیکر
آج اپنے مکان مین بیٹھا ہوا دوازدہ بروج و ہفت سیارہ پر نگاہ ڈال رہا ہی ساتھ
والون سے کہہ رہا ہی کہ بڑی سخت لڑائی پڑی ستر لاکھ فوج ہفت پیکر کے ساتھ مصروف
جنگ ہی اور اہل اسلام نے بھی بڑے صدمے اُٹھائے کہ صاحبقران زمان زخمی ہوے
ناموس کو لیکر عیار بھاگے مگر خدا نے اُن بی بیون کی آبرو بچائی اب اِسوقت تلوار
چل رہی ہی تو یارو غضب ہوا کہ آفتاب فلک سیر ایسا ساحر بیہوش پڑا ہی اور سب
جادوگرنیان کد و کوشش کر رہی ہین مگر ہفت پیکر یہی چاہتا ہی کہ مین آفتاب کو
قتل کرون مین اب کیون پردہ کر رہا ہون شرکت اہل اسلام سے جان بچے آبرو
بڑھے حکومت ملے ہفت پیکر کے ساتھ والے سب مارے جائینگے یہ کہکے شمس
اپنے مقام سے اُٹھا اِسنے جو آواز دی ستر ہزار جادوگر جو اِسکے مطیع و منقاد ہین سب کو
سمجھا چکا ہی راہ اسلام پر لا چکا ہی سب آمادہ ہین کہ ہم ہفت پیکر کو کیا جانین ہم تو آپکے
ساتھ ہین آپ کے دوست کے دوست ہین آپ کے دشمن کے دشمن ہین ہر اسے
ہفت پیکر پرستان رہزن ہین سب جو آکر حاضر ہوے شمس نے پکار کر آواز دی
یارو وقت زوال ہفت پیکر آگیا آج ہفت پیکر زندہ نہ بچیگا مین اب جاتا ہون
اگر آج شریک نہ ہونگا تو طلسم کشا کو میری کیا قدر ہوگی اِسوقت جا کر شرکت کرون
آج جا کر شرکت کرنا ضرور چاہیے دس برس گذرے کہ یہ طلسم معرض زوال مین تھا
وہ وقت اب آیا یہ کہکے شمس چلا ستر ہزار جوان ساتھ ہین اپنے مکان سے نکلا ہی اور
چاہتا ہی تخت پر سوار ہون کہ ایک ابر سیاہ پہلوے قصر سے اُٹھا اور آواز آئی کہ
او شمس نمکحرام کسکی مدد کو جاتا ہی قدرت کی برائیان کر رہا ہی قدرت کو کون شخص قتل
کر سکتا ہی منم صہباے جوش زن ابر سامنے آکر پھٹا ایک ساحر زبردست ابر سے
پیدا ہوا للکار کر شمس پر جا پڑا شمس نے رد سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے تین لاکھ
فوج ابر سے نکلی شمس پر جا پڑی ملازمان شمس بھی لڑنے لگے شمس مثل برق کے
تڑپ رہا ہی جب کڑک کر گرا سیکڑون کے سر اُڑا دیے صہبا بھی سحر کر رہا ہی جب شمس تیغ

سحر کیا شمس نے آواز دی او صہبا کیون دیوانہ ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو بدمست ہی اپنے
ہوش مین آوہ کتاب کہ جو قدرت نے لکھی ہی اُسکو ملاحظہ کر تو حال کُھلے کہ وقت زوال
ہفت پیکر قریب ہی ہفت پیکر بدنصیب ہی مجھے کیون روکتا ہی وہان چل جہان کہ
جنگ ہو رہی ہی طلسم کشا سے اور ہفت پیکر سے تلوار چل رہی ہی ستر لاکھ کا لشکر
ہفت پیکر کا تباہ ہوا مجھکو نہ روک بہت پچتائیگا مین تیرے روکے سے نہ رکونگا
تا بہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا اِسطرح جو شمس نے فرمایا صہبا قریب شمس کے آیا شمس
نے کتاب کھولکر دکھائی صہبا نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کتاب مین لکھا ہی فلان
دن فلان ساعت قدرت سے اور طلسم کشا سے مغلوبہ ہوگی اُسروز قدرت زندہ
نہ بچیں گے صہبا کانپنے لگا کہا کیون کاہن صاحب مین اب کیا کرون شمس نے کہا
میرے ساتھ چلو اِسوقت لشکر طلسم کشا پر بڑی آفت ہی آفتاب فلک سیر قتل
ہوا چاہتا ہی مین جاکر اُسکو بچاؤن بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کرچکا ہون وہ
ضرور میری مدد کرینگے کہ مین نے اُنکی مدد قیدخانہ مین کی ہی وہ ضرور مہربانی فرمائینگے غلام
کو اپنے بچائینگے صہبا نے جو یہ مضمون دیکھا کانپنے لگا کہا اے شمس مجھکو بھی اپنے ساتھ
لے چلو نہین معلوم وہان جاکر کیا معرکہ گذرے میری صفائی کرانا شمس نے کہا تو میرے
پیچھے آ مین بڑھتا ہون یہ کہکر شمس آگے بڑھا جھپٹ کر چلا صہبا تین لاکھ فوج سے پیچھے
آتا ہی اِسیطرح راہ مین شمس کو کئی ساحرون نے گھیرا ہر مقام پر شمس نے کتاب دکھائی
اُنکو مطیع کیا کئی لاکھ ساحر ہمراہ شمس روانہ ہوے جس مقام پر شمس سے مقابلہ پڑا اور
ساحر نے آکر گھیرا شمس نے پکارا اے برادر کیون مفت مین جان دیتے ہو پہلے تم اِس
کتاب کو ملاحظہ کرو اِسکا مضمون سمجھ لو پھر تمھین اختیار ہی جب شمس نے یہ سوال کیا
ہر ساحر نرم ہوا روکنے کو آیا تھا کتاب دیکھی کتاب دیکھتے ہی ہر ساحر گھبرایا کہا کہ اے
شمس فلک ہفت پیکر ہمکو چلکر طلسم کشا سے ملوادو ہم رفاقت کرینگے ہمکو تو
خود حجاب ہی اِس مضمون پہ دل بیتاب ہی قدرت نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہی
سب سوانحات لکھے اور غضب دیکھیے کہ تصویر طلسم کشا کتاب مین موجود ہی ولیت

تک لکھی ہی یہی مضمون مرقوم ہی کہ فرزند صاحبقران آکر طلسم کشائی کریگا قدرت بھاگ کر طلسم مین آئینگے جسقدر کتاب کو زیادہ پڑھا جو معاملے کہ گذرے تھے وہ سب تحریر پائے مضمون کتاب سب نے پڑھا پہلے صہبائے جوش زن و کیمیائے کیمیا ساز اور فاروق بلند آوازہ و نہنگ شعلہ تن یہ چار ساحر دو دو لاکھ فوج لیکر آئے ہزار ہزار دو دو ہزار اول مارے گئے خوب خوب سحر چلے جب شمس نے نصیحت نامہ نکالا ان چارون کو سمجھایا یہ چارون ساحر بصدق مطیع ہوے اِن سب کو ساتھ لیکر شمس چلا ہی جنگ کی قربت مین پانچ کوس کا فاصلہ باقی ہی کہ ایک آواز آئی ای شمس فلک کہان جاتا ہی تو نے غضب کیا کہ خود بھی چلا اور اِن چار ساحرون کو بھی لیے ہوے جاتا ہی سب کو ہین قتل کرونگی سب نے دیکھا درخت سے ایک طائر اُڑا آسمان پر پہونچا منقار کھولکر آواز دی ای طائران صحرالبنا یہ دشمنان خداوند جاتے ہین جانے نہ پائین ہر درخت سے طائر اُڑے تھوڑے عرصے مین ہزارہا طائر جمع ہوگیا وہ طائر جو پہلے نکلا تھا اُسنے جاکر آسمان پر پھر آواز دی ای طائران صحرالبنا اُن طائرون نے زمزمہ سرائی کی آگ آسمان سے برسنے لگی شمس نے جو دیکھا کئی سو ساحر جلکر مرے شمس گھبرایا شمس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا سحر کرکے اُسکو اُڑایا وہ کاغذ جاکر سر پر اُسی طائر کے لہرایا طائر اُلٹ گیا اور طائرون نے بڑھکر اُس طائر کو سنبھالا دوسرا سحر شمس نے کیا کہ وہ سب طائر انسان بنگئے دیکھا ہزارہا ساحر ہوا پر اُڑ رہے ہین وہ طائر جو اول نکلا تھا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وخوبصورت گل عذار ابروے خدارا یا کھینچی ہوئی تلوار آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال سن چہاردہ سالہ ابروون پر بل پڑے ہوے تنک مزاج معشوقون کے سرکی تاج کبھی شمس کی نگاہ سے ایسی صورت نہ گذری تھی لیکن شمس نے پہچانا پکار کر آواز دی ای گلفام سرو قد اسوقت تمکو کیون غصہ آیا ہم مدد طلسم کشا کو جاتے ہین گلفام نے جواب دیا ای شمس فلک ہفت پیکر سارا طلسم تمھارے قبضے مین تھا تمھاری ہی راے پر کاربند تھے تمکو کسنے آوارہ کیا خدمت طلسم کشا مین اِسوقت جاتے ہو آج تیسرا دن ہی کہ جنگ ہو رہی ہی سب سرحد دار

پہونچے لیکن طلسم کشا ایسا صاحب اقبال ہو کہ جو ساحر کامل پہونچا وہ ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب مین نے اپنی فوج تیار کی کہ جا کر جانبازی کرون تم جو اِدھر سے گذرے تو منظور ہوا کہ پہلے اِنکا خاتمہ کرلون تو پھر آگے بڑھون جسطرح جی چاہے مجھ سے مقابلہ کرو آگے نہ بڑھنے دونگی شمس نے جواب دیا ای گلفام ذرا عقل کو دخل دو تمھارے پاس بھی کتاب سوانحات ہوگی آج روز انتقال ہفت پیکر ہی لاکھ کد و کوشش کرو کچھ نہ ہو سکیگا دیکھو تصویر طلسم کشا موجود ہی جو ہفت پیکر کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آج ہفت پیکر بھی نہ بچیگا یہ کہکے شمس نے تصویر طلسم کشا گلفام کو دکھائی گلفام کی نگاہ جو تصویر طلسم کشا پر پڑی بیقرار ہو کر ایک آہ کی پکار اُٹھی ای شمس یہ کیا شی ہی نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم ای گلشن آرا دیکھتے	مثل بلبل گل کو ہین صرف تماشا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اِک نظر موسیٰ اگر اُس بُت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اُس گلزار کا	مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے
گھر مین بیٹھے سیر کرتے ہین سواد چشم کی	روز و شب جو ہین تری آنکھونکا سر یا دیکھتے

اور کبھی ٹھنڈی سانس بھر کر کہتی ہی ای شمس نظم

نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد	نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بُت بدمست می کشد	چون می رسد بہ ساعد او دست می کشد

اِس تصویر نے حال ابتر کر دیا شمس نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اور چند شاہزادیان سودائے زلف طلسم کشا مین مبتلا ہین مگر طلسم کشا ملکہ شہرت گلگون پوش کو لائے ہین کل دادو گر بیون کو یہ حکم ہی کہ بعد قتل ہفت پیکر سحر سے توبہ کرو تب ہم تمھارے ساتھ عقد کرین سب شاہزادیان اِس اقرار پر قایم ہین قتل ہفت پیکر کی کد و کوشش کر رہی ہین اُسی زمرے مین تم بھی شمار کی جاؤگی اور سحر سے توبہ کرنا ہوگا گلفام نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا ای شمس اگر طلسم کشا حکم دین تو سر کاٹ کر قدمون پر رکھ دین سوت کا مزہ چکھین تب دلکو سیری ہو کیا کہون کہ جو دلکا حال ہی زندگی محال ہی جی چاہتا ہی اِس تصویر کو کلیجے مین رکھ لون شمس نے کہا اب دیر نہ کرو جلدی چلو ہفت پیکر نے

سحر کیا ہی سب شاہزادیان جھوم رہی ہین ہفت پیکر تیغہ کھینچکر بڑھا ہی کہ سب کے سر کاٹ لے آفتاب فلک سیر کہ مدت سے وہ جاکر شریک طلسم کشا ہے اُسکو کچھ قدرت کا خوف نہین کیا مگر اِسوقت اُسکے سحر سے مجبور ہی ہفت پیکر بلاے روزگار ہی یہ سبب اُسیکے شعبدے تھے پہاڑون پر مرادمندون کا آنا اور ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا یہ سب شعبدے تھے مجھسے تو وہ خود تخلیہ مین کہہ چکا تھا کہ جسدن سحر کرونگا تو زمین ہلادونگا اب اِسوقت ہم پہونچ جائین اور مصروف مدد طلسم کشا ہون ہر چند کہ بادشاہ میرے معین ومددگار ہین کہ مین اُنکو اُٹھالایا تھا ہفت پیکر نے حکم قتل دیا مین نے جاکر قاعدہ بناکر بچایا ایک باغ مین جاکر رکھا یہ لوگ تو صاحب اقبال ہین فوراً بادشاہ نے رہائی پائی ضرور غلام کو پہچانینگے ضرور سرفراز فرمائینگے طلسم کشا سے ملوائینگے لیکن اب دیر نکرو جلدی چلو اگر خدانخواستہ آفتاب فلک سیر قتل ہو گیا تو طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا آفتاب نے بڑے بڑے کار نمایان کیے ہر مقام پر سینہ سپر رہا تحفہ جات کی تلاش مین ہمراہ طلسم کشا تھا تحفہ جات دلوائے ہر مقام پر پہونچا ایسے رفیق کسکو ممکن ہوتے ہین چارون ساحران مذکور پانچوین ملکہ گلفام ہمراہ شمس ہوے پانچ افسر چھٹا شمس سبکے آگے بڑھا ہوا کہ دو کوس پیشتر سے صداے گیرودار آنے لگی شعلے بھڑک رہے ہین ہوا زور سے چل رہی ہی کہ درخت اُکھڑ کر گر رہے ہین یہان وہ وقت ہی کہ سب جادوگرنیون کو ہفت پیکر نے جادو سے گرایا ہی سب بیہوش پڑی ہین سب کے آگے آفتاب فلک سیر آنکھین بند دل دردمند جب آنکھین کھولکر دیکھتا ہی ہاتھ بے طاقت دشمن جان تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی شاہزادیان تڑپ رہی ہین بیقرار ہوکر دعائین مانگتی ہین کہ اے خالق عالم واے رب اکرم ہمکو اِس آفت سے بچالے اور اس مصیبت سے مہلت دے

نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی ۔۔۔ بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی

بکوہ و دشت و بیابان و چار سوے زمین ۔۔۔ سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز ۔۔۔ شود عنایت مولا و فضل ربانی

بہ شرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز … چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی

بہ باب دولت خدام بارگاہ اِ آنہ … کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی

خدا است مالک و مملوک عالم دنیا … خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بہ دید حیران ماند … بشکل آئنہ از حسن خویش مانی

چو در عبادت معبود میکنند غفلت … شود ز بندۂ نادان کمال نادانی

برسد بمطلب خود طالب خدا ہندی … ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

شمس نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جیسے ہی ہفت پیکر بڑھا شمس نے گولہ مار اکلائی پر ہفت پیکر کی پڑا تلوار چھوٹ پڑی دیکھا کہ شمس ہی شمس نے پانی برسایا جسپر قطرہ پڑا اُسکو ہوش آیا آفتاب نے بھی دیکھا کہ مجھکو شمس نے بچایا شمس اولا لڑتا بھڑتا پریون کو پامال کرتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا بادشاہ نے فرمایا ای شخص تو کون ہی شمس گھبرا گیا کہ ہائے مجھکو بادشاہ نے نہ پہچانا تین شبانہ روز بادشاہ کو لڑنے گذرے ہین آنکھون مین روشنی کم مزاج برہم تیرون کے زخم جسم پر حیران و مضطر شمس نے اپنا نام بتایا اور باغ کا پتہ دیا بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگا کر فرمایا ای وفادار و ای مونس و غمگسار تین راتین تین دن لڑتے ہوے گذری ہین اب ہاتھون مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین شمس نے عرض کی غلام بڑھکر سحر کرتا ہی پانچ ساحران نامی دس لاکھ فوج ساتھ لیکر آیا ہون ہفت پیکر کو ایک داغ دے چکا اب اِسکو گھیر کر سامنے طلسم کشا کے کرون پانچون ساحر نہایت زبردست ہین اور چارون کو لاکر قدمون پر بادشاہ کے گرایا گلفام ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای شمس یہ کون ہی عرض کی عاشق جمال رُستم بادشاہ نے اِسکی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ہم تمھاری خود سفارش کرینگے تم سب صاحب جا کر جنگ کرو ہفت پیکر نے آج زمین ہلادی ہی غضنفر و رُستم کے سامنے سے بھاگتا ہی جد عالی تبار صاحبقران نامدار کل سے ہنوز زخمدار و بیقرار ہین چار سو افسران نامی کو لیے ہوے وہ سامنے پڑے ہوے ہین

ساحران

ساحرون نے قیامت برپا کی شمس نے عرض کی کیا مجال جو بندگان عالی کو اب صدمہ پہونچے
لیکن اب گلفام کی بیقراری چہرہ سرخ ہو رہا ہی پسینے پسینے گھبرا کر کہتی ہی ای شہریار بین تو
دیکھون رستم کس مقام پر لڑ رہے ہین شمس نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے لڑ رہے ہین
گلفام قریب رستم کے پہونچی رستم ہنس پڑے فرمایا ای نازنین تو کون ہی عرض کی کنیز
سرکاری ہمراے خدمتگزاری حاضر ہوئی ہون رستم نے پشت پر اسکی ہاتھ رکھا فرمایا ای
نازنین مہ جبین آج تیسرا دن ہی کہ اسیطور سے جنگ ہو رہی ہی ہفت پیکر کی فوج کے
دس بارہ لاکھ جوان قتل ہوے اب بھی پچاس لاکھ جوان موجود ہین وہ سب اسی پر
آمادہ ہین کہ منھ نہ پھیرین گلفام نے عرض کی ای شہریار شمس فلک ہفت پیکر وہ
ساحرہ ہی کہ ہمیشہ منتظم خدائی ہفت پیکر رہا کوئی راز ایسا نہ تھا کہ اسپر کھلا نہ ہو پہلے اسنے
آتے ہی ہفت پیکر کا سامنا کیا اور ایسا سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی اب
دس لاکھ فوج لیکر آیا ہی مغلوبہ مین حال ہفت پیکر کو کھلیگا رستم کو باتین اس نازنین
کی پسند آئین دیر تک باتین کیا کیے کہ فوج کفار نے بلوہ کیا رستم نے دیکھا کہ بلوہ فوج
کا آتا ہی فرمایا کہ ای گلفام ہوشیار ہو جاؤ گلفام تو کڑک کر بلند ہوئی کفار پر سحر کرنے
لگی وہ چارون تاجدار مصروف جنگ ہوے اب ہفت پیکر کی جونگاہ پڑی کہ یہ چار
تاجدار نئے کہان سے آئے ہرکارون نے خبر دی کہ یا خداوند شمس آتا تھا برسر راہ تھا
ان لوگون نے روکا شمس نے کتاب تصنیف کردۂ قدرت پڑھوائی وہ کتاب پڑھکر
یہ لوگ مطیع اسلام ہوے یہ وہ تاجدار ہین ہفت پیکر نے جو یہ حال سُنا جل گیا وہ
پڑھکر سحر کیا کہ چارون تاجدار دیوانے ہو گئے مہر لگا استے ہوے چلے جاتے ہین کہ
دامنۂ کوہ مین جاکر پناہ لین تلوارین کھنچی ہوئین ہاتھ مین ہفت پیکر نے ایک صورت
زیبا جو انکو دکھادی مبہوت ہو گئے چارون غل مچا رہے ہین کہ ہماری معشوقین
کہان ہین کیون نظر وںسے نہان ہین

نظم

اُس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو	ساقی بنے مسیح قدح آفتاب ہو
آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو	چھوٹون عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو

اک ترک بادہ نوش کی فرقت مین دی ہی جان
نوبت نہ آئے اور ہن کی ہون وہ گناہ گار
ساقی پلا شراب جو کیفیتین اُٹھین
رسوا کیا اُسے بھی مجھے متہم کیا
رویا مین اُسکو دیکھا ہی ظاہر مین بھی ہلون
رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پر
ہی بہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
میکش وہ ہین کہ خاک بھی کردے گر آسمان
کاٹے تھے اُسکو دیکھ زنان عرب نے ہاتھ
پھوڑون مین رند کاسۂ سر اپنا سنگ سے

پھولون مین میرے چاہیے جام شراب ہو
سب سے جو پہلے حشر مین میرا حساب ہو
مجھکو بھی ہو سرور وہ بت بیحجاب ہو
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو
او بت بلند عرش سے تیری جناب ہو
مین پردے چھوڑے دیتا ہون تم بیحجاب ہو
کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو
یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو
اُس مست بن جو رغبت جام شراب ہو

اِسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے جو دیکھا کہ اب چارون دیوانے ہو گئے اور قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ برقین گرنے لگین کئی برقین اُن چارون پر گرین کہ اُن چارون کے سر اُڑ گئے مرنے کی اِنکے صدا بلند ہوئی چارون کے نام لیکر ہیرون نے غل مچائی شمس نے جو آواز سنی بیقرار ہو گیا بڑھکر دیکھا کہ اُن چارون کو ہفت پیکر نے مارا اُبلتا ہوا جاتا ہی شمس نے للکارا کہ او ناہنجار تو نے غضب کیا کہ مسلمانون کو مارا تیری قضا قریب ہی آج تو بے نصیب ہی جو یہ عنت کرتا ہو کر لے پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہو چکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہفت پیکر نے پلٹ کر آواز دی او شمس مین نے تجھکو کیا مرتبہ دیا کہ اپنا رازدار مقرر کیا تو نے یہ بے ادبی کی کہ شریک طلسم کشتا ہو اِسی طرح تجھکو بھی قتل کرونگا اب کیا بچ سکیگا ہفت پیکر و شمس سے سحر چلنے لگا شمس کسی سحر مین کمی نہین کرتا ہی آگ برس رہی ہی دریا سے سحر جوش مار رہے ہین صدہا بندگان ناری جل رہے ہین قضا کے قیصر ناوک انداز ایک پہلوان ہی کہ بارہ لاکھ فوج کا مالک ہی ایک بیشۂ سرسبز اُسکو رہنے کو ہفت پیکر نے دیا ہی بے فکر بیٹھے ہین بیٹھا رہتا ہی سامنے اکھاڑا اکھڑا ہوا

شاگرد اُسمین لڑتے ہین بہ زبان سے اپنی داو پیچ بتایا کرتا ہی فوج اُتری ہوئی ہی خراج
بیشہ سے آتا ہی وہ فوج کو تقسیم کرتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی پہلوان اکھاڑے مین لڑ رہے
ہین فوج جمکر کھڑی ہوئی ہی نوبت نقارے بج رہے ہین نشے مین شراب کے بلبلا رہا ہی
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے پہلے تو کافر دن نے کافر کو بدعا دی قطعہ ای سرت
سبز ناخران بچرند * شکست طبل تا سگان بدرند * گرز آتش ہزار رنگار رنگ * بہ سر تو موکلان
بزنند * ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان عجب معاملہ درپیش ہی کہ مسلمانون نے
قدرت پر بلوہ کیا قدرت ہفت کوہ سے بھاگ کر طلسم مین آئے قصر عشرت مین خود
سکونت اختیار کی مسلمان وہان بھی پہونچے بہت لڑائیان پڑین مگر ہر جنگ مین قدرت
کو شکست حاصل ہوئی تین شبانہ روز گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی نہ تو
مسلمان قدم ہٹاتے ہین نہ قدرت طبل بازگشت بجواتے ہین لیکن قدرت عاجز ہو رہے
ہین اِسوقت غلامون نے خبر پائی آپ کو خبر دی اگر مناسب ہو تو قدرت کی مدد کو جایئے
یہ سنکر قیصر نے حکم دیا کہ ہرکارون کی زبان کاٹ لو اُنھون نے بڑی نالائقی کی کہ وقت
آخر مین آکر خبر دی قدرت نے یہ عنایت اپنی شریک کی کہ یہ بیشہ مجھکو براے سکونت
دیا خراج اسکا ملتا ہی سات لاکھ فوج سے بیٹھا ہوا چین کرتا ہون اُسدن کا امیدوار
تھا کہ قدرت پر کوئی وقت پڑے تو جا کے مدد کرون یہ احسان جو عمر بھر اُٹھائے ہین
اِس احسان کو ادا کرون تم لوگون نے ابتدا مین خبر نہ دی کہ مین جا کر مسلمانون کو روکتا
قدرت اُنھین پہاڑون پر اپنے جشن کیا کرتے اور اُن پہاڑون پر رہنے سے بڑا
نفع یہ تھا کہ ہزارہا مرادمند حاضر ہوتے تھے اپنی اپنی امید پاتے تھے جو جسنے مانگا قدرت
نے وہی عطا کیا ایسے ناچار ہوے کہ اندر طلسم کے آئے ہان یارو تیار ہو جاؤ دیکھیں
کون مقابلہ کر سکیگا ہرکارون کی جو زبان کٹی سامنے پڑے تڑپ رہے ہین قیصر نے
اُٹھکر ایک ہرکارے کا شانہ تھاما اور کہا کہ مفصل بتا قدرت کے اشارون مین زبین
ہلتی ہی کون ایسا سرکش آیا کہ جسنے قدرت کو ایسا حقیر کیا اُس ہرکارے نے اپنے
اشارے سے بیان کر دیا کہ رستم فرزند صاحبقران اس طلسم کا فتاح ہی قدرت نے

بڑے بڑے سحر کیے مگر رستم کے پاس لوح طلسمی ہی ایسے تحفہ جات ہین کہ جنپر سحر تاثیر نہین کرتا قدرت بھاگے بھاگے پھر رہے ہین وہ جوان چاہتا ہی کہ قدرت کو پاجاؤن تو قتل کرون قدرت سامنے اُسکے نہین جاتے قیصر نے کہا مین جاتے ہی اُس جوان کو مار لونگا کل فوج کو شکست دونگا قدرت کو ہفت کوہ پر پہونچا دونگا قدرت کو رنج و ملال سے کیا نسبت ہی اُسیطرح جشن کرین مراد مند حاضر ہون اپنی اپنی مرادین پائین وہ پہاڑ جیسے زیادہ آباد ہون مراد مند دل شاد ہون یہ کہکر گینڈا طلب کیا ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ یارو ایک ایک شخص دس دس کو قتل کرے آج میری کمان لاؤ کہ جو کسی سے اُٹھ نہین سکتی سو امن کا تیر اُسمین جوڑتا ہون اگر کوہ پر مار دون تو توڑ کر پار گذر جائے رستم و اسفندیار میرے حربے سے مہلت نہ پائے فوج والے گینڈون اور گھوڑون پر سوار ہوے سات لاکھ فوج لیکر وہ کمان کیانی انتہا کی بھاری کاندھے پر ڈال لی معلوم ہوتا ہی کہ حلقۂ آہن دوش پر پڑا ہی ایک ترکش بہت بھاری اُسمین چند تیر رکھے کہتا ہوا چلا کہ ایک تیر مین ایک پلٹن کو تباہ کرونگا چالیس ہزار جوانونکا سینہ میرا تیر توڑیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ اِس بیشے سے آگے دوسرا میدان ہی کہ وہان اِسکا بھائی ہمسر جنگ آزمار ہتا ہی وہ اِس سے زیادہ مغرور و متکبر ہی اُسنے جو دیکھا کہ آج میرا بھائی آتا ہی ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہلگیا تمام جانور درختون سے اُڑے پکار کر آواز دی ای قیصر آج کیا انقلاب ہوا کہ تو اپنے بیشے سے نکلا تو تو اپنے مقام پر سے اُٹھنا عیب جانتا ہی کیون تکلیف فرمائی قیصر آواز بھائی کی سُنکر قریب آیا کہا ای برادر تمنے خبر بھی سُنی کہ سارا طلسم مسلمانون نے لوٹ لیا قدرت بھاگ کر قصر عشرت مین آئے تھے وہان بھی آکر مسلمانون نے گھیرا تلوار چلتے ہوے تین دن گذرے ہین قدرت چاہتے ہین کہ خاتمہ کردون مگر نہین ہوسکتا وہ جوان کہ جسکا رستم لقب ہی سحر کو قدرت کے باطل کر رہا ہی تو ای بھائی چلو آج چلکر تماشہ دیکھو ای برادر آج جنگ کا وہ رنگ دکھاؤن کہ قدرت شاد ہوجائین ہفت کوہ پر جائین اپنے کار قدیم مین مصروف ہون یہ سُنکر ہمسر جنگ آزما قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای برادر تم پلٹ جاؤ

جاکر اپنے مقام پر بیٹھو مین جاکر جنگ فتح کیے دیتا ہون کون ایسا ہی کہ مجسے تمسے مقابلہ کرے
قیصر نے کہا مین ضرور جاؤنگا اگر مزاج مین آئے تو تم بھی چلو تمھاری تلوار چلے میرا تیر چلے
کون ایسا دنیا مین ہی کہ ہمارا حربہ اُٹھا سکے میرا تیر پتھر کو توڑتا ہی تمھاری تلوار نخلستان پر
چلی ہی کیسے کیسے جنگل تمنے ویران کیے مین نے کیسے کیسے پہاڑ توڑے جب پہاڑ پر تیر مارا
پتھر کو توڑ کر نکلگیا اب آج جنگ مین لطف ہوگا سات تیر ترکش مین رکھے ہین ہمسر نے
بھی خوب لاف وگزاف کیا دونون جوان گینڈون پر سوار ہوے چودہ لاکھ فوج پشت
پر یلغر کرکے چلے راہ مین جو قریہ ملا لوٹ لیا زمیندار کو قید کر لیا کہا ساتھ ہمارے تو چل
قدرت پر تو وقت پڑا ہی اور تو گانؤن مین بیٹھا چین کر رہا ہی چلکر قدرت کی مدد کر پھر
مراد مانگنے جانا اسطرح یلغر کرتے ہوے دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین راہ مین ایک
قریہ ہی کہ محکوم نامے زمیندار وہانکا حاکم ہی محکوم کو پاسیون نے خبر دی کہ قیصر و ہمسر آج
اپنے بیشے سے نکل آئے سیکڑون گانؤن لوٹ لیے محکوم گانؤن سے نکلا دیکھا کہ لشکر
قیصر آتا ہی محکوم نے آواز دی دس ہزار گنوار جمع ہوگئے فوج نے چاہا کہ قریہ لوٹے
محکوم نے بڑھکر للکارا کہ کیون یارو ہمنے کیا خطا کی ہی کیون ہمکو لوٹتے ہو ایک کمیدان
نے بڑھکر کہا ای محکوم ہمارے افسر کا حکم ہی کہ ہمارے ساتھ چلو محکوم نے کہا مین نے
دس ہزار کی گہار جمع کر لی مین تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہکے دس ہزار گنوار کاندھون
پر لٹھ رکھے تیر کمان ہاتھ مین غلغلہ کرتے ہوے ساتھ ہوے اُدھر سے قیصر آتا تھا
قیصر نے جو محکوم کو دیکھا پکار کر آواز دی او گنوار دیہاتی تجھکو بڑا گھمنڈ ہی ایک تیر
مارتا ہون کہ سینہ کو توڑ کر پار گذرے قصبہ تیرا الٹوا لونگا محکوم نے کہا کیا مجال کہ کوئی
ہمپر ہاتھ ڈال سکے اگر ہمکو لوٹو گے تو ہم خود تمکو لوٹ لینگے اپنی سرحد سے نہ جانے
دینگے قیصر نے کمان کاندھے سے اُتاری سو امن کا تیر ترکش سے نکالا محکوم نے
قرولی کمر سے نکالی جیسے ہی قیصر نے تیر مارا محکوم نے تیر کو کاٹا قیصر آگ ہوگیا اور غل
مچا کر کہا او محکوم تو نے غضب کیا کہ بادولت کا تیر کاٹا اب تجھے زندہ نچھوڑونگا بہ
قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے دوسرا تیر مارا محکوم نے پھر کاٹا لیکن سری تیر کی کٹکر گھوڑے

پرگری گھوڑہ ازخمدا رہوا چرخ مارنے لگا یہی قصد ہی کہ کسی طرف نکلجاؤن اپنی جان بچاؤن
چار تیر قیصر نے مارے محکوم نے بفنون سپاہ گری کاٹے لیکن گھوڑا محکوم کا مارا گیا
پیدل پر بھی ایک تیر مارا لیکن کچھ اثر نہ ہوا پہلو تہی کر کے محکوم نے خالی دیا قیصر
دوڑ کر لپٹ پڑا محکوم و قیصر سے کشتی ہونے لگی ہمسر نے آکر دیکھا پکار کر آواز دی
ای برادر چیر پھاڑ کر اسکو کھا جا ہم لوگ آدمخوار بھی مشہور ہین ہر چند قیصر چاہتا ہی کہ زمین
پر محکوم کو گراؤن مگر ممکن نہین ہوتا محکوم زور اُسکے روک رہا ہی ایک مقام پر قیصر
ریلکر لے دوڑا محکوم چاہتا ہی کہ رکون لیکن دیو کے قبضے مین آگیا زمین پانؤن کے
نیچے سے نکلی جاتی ہی بڑے زور شور سے ریلتا ہوا لیے جاتا ہی ایک مقام پر جو آیا ایک
پتھر زمین مین گڑا ہوا تھا کسی قدر زمین کے باہر اُبھرا ہوا تھا قیصر نے جو اُسکی ٹھوکر
کھائی انگوٹھا پانؤن کا ٹوٹ گیا خون کا پرنالہ بہا قیصر نے کہا کیون ای محکوم یہ کیا
کیا محکوم نے کہا تمھاری زبردستی نے تمھین پامال کرایا دیکھا کیا سانحہ ہوا اب کہو
تو تمکو گرادون چھاتی پر چڑھ بیٹھون خنجر سے سر کاٹ لون ای قیصر کوئی ایسی بدعت
کرتا ہی ہمسر نے بھی آکر قیصر کو سمجھایا محکوم کو قیصر سے ملوایا قیصر پھر گینڈے پر سوار
ہوا سب ملکر چلے مگر قیصر بہ نگاہ خیرہ خیرہ محکوم کو دیکھ رہا ہی محکوم کہتا ہی ای قیصر مین
تمسے ملگیا مگر تمھارا غصہ کم نہین ہوا جنگ مین چلکر حال کھلیگا سات تیر لیکر چلے تھے
پانچ تو ضایع ہوے اب دو تیرون سے کیا کروگے قیصر نے کہا دو تیرون سے مین
دو صفین توڑونگا طلسم کشا کو ڈھونڈھکر مقابلہ کرونگا محکوم نے کہا طلسم کشا اپنے
زمانے کا رستم ہی اُس سے مقابلہ مین مشکل پڑیگی بڑے بڑے پہلوان اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے اُسنے طلسم ہفت پیکر شکست کیا مین نے اُس شہریار کی بہت تعریف
سنی ہی اُس سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ مارے جاؤگے مین ایک حقیر پہلوان تھا مجھپر تو
تمھارا زور نہ چلا وہ طلسم کشا کہ جسکے ہاتھ سے قدرت بھاگے بھاگے پھرتے ہین
اُس سے بہت عاجز ہوگے قیصر نے کہا ای محکوم تو تو آدھا مسلمان معلوم ہوتا ہی
محکوم نے کہا کہ مین اُسکی جرأت کی تعریفین کرتا ہون میدان جنگ مین چلکر کل حال

کھلیگا قیصر پانؤن کے درد سے بیقرار ہی اسوجہ سے خاموش ہو رہا لیکن یہ لوگ یلغر کر کے وہان پہونچے کہ جس مقام پر جنگ ہو رہی ہی دیکھا ہفت پیکر سحر کر رہا ہی اور شمس جواب دے رہا ہی لیکن قیصر کا بھائی ہمسر ایک ایک سے پوچھتا آتا ہی کہ طلسم کشا کون شخص ہی کسی شخص نے کہا وہ شیرانہ جنگ کر رہا ہی وہین سے للکارا او طلسم کشا مین تیری جنگ کا مشتاق ہون مجھسے آکر مقابلہ کر طلسم کشا طرف ہفت پیکر کے چلے تھے کہ یہ آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا ایک پہلوان دیو خصال للکار رہا ہی ہرچند کہ طلسم کشا کو تین شبانہ روز جنگ کرتے گذرے ہین مگر للکارنا کافر کا ناگوار ہوا فورًا اجا پڑے آواز دی او مغرور ہمسے مقابلہ کر کیا تجھسے پایہ کمی کار کھتے ہین جیسے ہی قریب پہونچے ہمسر کو شمشیر زنی پر بڑھا نا ہی قیصر دیکھ رہا ہی اور کہہ رہا ہی ای محکوم اب تماشا دیکھو محکوم نے جھلاکر آواز دی تم دونکو موت لیکر اس میدان مین آئی ہی طلسم کشا کے ہاتھ سے نجات نہ ہوگی قیصر نے منھ پھیر لیا ہمسر نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر بقوت تمام ہاتھ مارا ہمسر نے گردہ سپر کا اُٹھادیا مگر تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم تڑپ کر جو تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو گرا ہمسر کے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ہمسر کا مارے جانا محکوم نے کہا کہ وہ مارا قیصر جھلا گیا کہا کیون محکوم ہر بات مین تم طلسم کشا کی تعریف کرتے ہو تمکو طلسم کشا سے اُلفت ہی محکوم نے کہا ای قیصر تم کیون رنجیدہ ہوتے ہو مین جرأت رستم کی تعریف کرتا ہون ذرا انصاف کرو کہ رستم کو تین شبانہ روز گذرے ایک طور سے جنگ کرتے ہوے اور ہمسر تازہ دم آیا تھا مگر کچھ نہ کر سکا قیصر نے کہا اے محکوم تم طرفدار طلسم کشا معلوم ہوتے ہو محکوم نے کہا مین دل وجان سے طرفدار ہوان جو تمسے بن پڑے وہ کام کر لو مین تمسے باہر نہین ہوان قیصر نے چاہا کہ محکوم پر جا پڑون محکوم نے تلوار کھینچی قیصر سے تلوار چلنے لگی دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ جب قیصر نے ہاتھ ارا محکوم نے تلوار کو تلوار پر روکا اس کن سے ہاتھ مارتا ہی کہ شانے پر یا سر پر تلوار پڑتی ہی قیصر نے جب کئی زخم کھائے حیران ہی کہ اب کیا تدبیر کرون اور کیونکر اس ظالم کے

ہاتھ سے بچون یہ تو بلا سے روزگار ہی فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کئی زخم کھا چکا کہ محکوم نے دیکھکر آواز دی کہ تیرے پیچھے کون کھڑا ہی تیرا سر کاٹنا چاہتا ہی جیسے ہی قیصر اُدھر پلٹا محکوم نے خود اُسکے سر سے گرا کر اوپر سے ہاتھ مارا سر برہنہ پہ تلوار جو پڑی تا جگر گاہ تلوار اُتر گئی قیصر کے دو ٹکڑے ہوے قیصر کو مار کر محکوم وہان سے ہاتھ باندھکر سامنے رُستم کے آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار مین نے نادیدہ آپ کی اطاعت کی کلمۂ طیبہ ارشاد ہو کہ اگر شاید مین جنگ مین کام آؤن تو مسلمان ہو کر اُٹھون کافر نہ مرون خوب یقین ہوگیا کہ ہفت پیکر نے مکر کر کے ہم لوگون سے سجدہ کرایا اب ہم لعنت کرتے ہین یہ دونون بھائی بڑے مغرور تھے ایک کو آپ نے مارا ایک میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا رُستم نے گلے سے لگا لیا فرمایا تم مردان عالم سے ہو محکوم رُستم سے ملکر مصروف جنگ ہوا ہی یہان شمس نے ہفت پیکر کے بہت سحر رو کے آخر مین سحر کیا کہ تلوارین آسمان سے برابر گرین ہفت پیکر نے وہ تلوارین توڑین ایک تلوار جو تڑپ کر گری سر ہفت پیکر کا زخمی ہوا ہفت پیکر سامنے سے شمس کے بھاگا بہادرون نے ہلہ کیا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ وہ ہفت پیکر بھاگا بد اقبالی نے اُسکو گھیرا ہی کہ اپنے ملازم کے سامنے سے بھاگا ہی لیکن ہفت پیکر جدھر سے گذرتا ہی صفون کو پامال کرتا ہوا جاتا ہی کبھی ہاتھ ہلاتا ہی اور کبھی اشارے کرتا ہی برقین چمکتی ہین کسیکا سر اُڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹا کئی ہزار کو قتل کرتا ہوا چلا اُدھر سے غضنفر بن اسد آتا تھا اسپ باد پا کو دوڑایا آواز دی او بھگوڑے شہر جانِ بندگان خدا کا خون تیری گردن پر ہی اب تو مارا جائیگا ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برقین گرین کئی سو قزاق غضنفر کے ایک مقام پہ کھڑے ہو کر رہ گئے ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا اُن بیچارون کے سر اُڑ گئے غضنفر کے قزاق جو مر کر گرے غضنفر کو بڑا غصہ آیا تیغہ چمکایا جیسے ہی تیغۂ روئین شگاف غضنفر چمکا سحر ہفت پیکر باطل ہوا سامنے سے غضنفر کے بھاگا لیکن خواجہ عمرو مُردون کو لوٹتے پھرتے ہین ایک طرف دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی چاہتی ہی کہ صاحبقران کو اُٹھا لیجاؤن خواجہ عمرو جو اس امر سے ماہر ہوے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر

تیار ہوے اور ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا دوڑتے ہوے ہے چلے
سامنے درۂ کوہ کے پہونچے اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی میان ساحر صاحب کہان
جاتے ہو خواجہ نے کہا کہ مجھکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی اپنی کرامت قدرت سے یہ فرمایا ہی
کہ فلان درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی یہ کاغذ اُسکو جا کر دو ساحرہ نے اُٹھکر وہ
کاغذ لیا کھولکر پڑھا یہ مضمون پایا کہ ای ساحرہ قدرت آگاہ ہوے کہ تو بھیجی ہوئی بقراط ثانی
کی ہی ارادہ ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لیجائے ہم بھی تقدیر پختہ کر چکے کہ بیشک تو فرور
گرفتار کریگی رازدار جادو کو بھیجا ہی کہ یہ جو سحر تمکو تعلیم کرے اُسے سیکھ لو اُسی کو صرف
کرنا بیشک غالب آؤگی یہ مضمون پڑھکر ساحرہ خوش ہوگئی کہا میان ساحر آؤ آکر بیٹھو
خداوند ہفت پیکر نے کون سحر تعلیم فرمایا ہی مجھکو بتلاؤ مین سمجھ جاؤنگی خواجہ نے کہا آگ
روشن کرو اُسنے کوئلے نکالکر آگ روشن کی خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا لوبان نکالا
فرمایا کہ اِس لوبان کو آگ مین ڈالو ایک پریزاد پیدا ہوگی سب مطلب ظاہر کر دیگی
اُس ساحرہ نے لوبان لیکر آگ پر ڈالا دُھوان جو نکلا بغور دیکھ رہی تھی دھوان دماغ
مین جو پہونچا ارّے کہکے بیہوش ہوئی خواجہ نے جھولی اُسکی اُتاری اُسکو جو کھولا کچھ
چاندی کے کڑے پیتل کے طوق جست کی چوڑیان بالیان نکلین خواجہ نے وہ سب چیزین
نذر زنبیل کین خنجر کھینچکر اُس حرامزادی کو قتل کیا خواجہ مار کر جادوگرنی کو درۂ کوہ سے
نکلے اندھیرا ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین چند طائر درختون پر بیٹھے تھے وہ اِس ہنگامے
کو دیکھکر درختون سے اُترے کسی نے منقار سے کمر پکڑی کسی نے پنجہ سر مین لگایا لاشہ
اُٹھا کر ساحرہ کا لے چلے بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہی صندوق سکندر بالاے
سر لٹک رہا ہی گرد مصاحب جمع ہین کہ طائرون نے لاشہ لا کر اُس ساحرہ کا سامنے
پہونچایا بقراط لاشہ ساحرہ کا دیکھکر گھبرا گیا طائرون سے پوچھا ارے اِسکو کسنے مارا
طائرون نے مثل انسان کے آواز دی یا خداوند خیال سکندری عمرو عیار نے
ساحر بنکر اسکو مارا ہم دیکھتے تھے مگر کچھ زور نہ چلا وہ ساحر بنکر اِسکے سامنے آیا نہین معلوم
اِس سے کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ صدائین مختلف آنے لگین بیرون نے اِسکے

مرنے کی آواز دی ہم لاشہ لیکر بھاگے آج تین شبانہ روز گذرے ہین کہ زیر کوہ عشرت آباد
تلوار چل رہی ہی طلسم کشا اِس فکر مین ہی کہ ہفت پیکر کو قتل کرون ہفت پیکر بھی جان
لڑا رہا ہی صاحبقران مع سردارون کے زخمدار جنگ سے بیکار ایک فرش پر پڑے
ہین بھائی کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کی محبت کا اثر نہین دو پہلوان بڑے زبردست
مدد ہفت پیکر کو آئے تھے وہ بھی مارے گئے تمام صحرا گلنار ہو رہا ہی دریاے خون بہا
ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر لقراط نے سر پیٹ لیا کہا یارو کیا قدرت خود جائین حمزہ کو
اُٹھا کر لائین ایسی ساحرہ قتل ہو گئی مصاحبون مین کوئی ایسی تیز ساحرہ نہین ہی یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر برق چمکی منقارہ آتش ریز نامے ایک ساحرہ بیٹی اُس ساحرۂ مُردہ کی اُسوقت
آکر پہونچی ما کا لاشہ دیکھکر بہت روئی پوچھا یا خداوند مان میری کیونکر قتل ہوئی لقراط
نے سب حال بیان کیا منقارہ نے کہا یا خداوند مان میری اِسقدر مجھپر مہربان تھی کہ آٹھ پہر
خیال رکھتی تھی مین اِسکی جدائی مین جان دونگی زندہ نہ رہونگی امیدوار ہون کہ مجھکو حکم ملے
کہ مین جا کر حمزہ کو لاؤن لقراط نے کہا اے منقارہ آگاہ ہو کہ مین نے رُستم کو اِس سرحد مین
بلایا وہ وہ جادوگر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مسلمان بعد قتل ہفت پیکر ضرور اِس
طلسم کی جانب توجہ کرینگے اگر تم حمزہ کو لے آئین تو قید خانے مین قید کرکے مار ڈالونگا
پھر کسیکا حوصلہ ایسا نہین ہی کہ میرے طلسم پر بلوہ کرے مگر خیال کرتا ہون تو عمر میرے
طلسم کی بھی تمام ہو چکی انھین لوگون کے ہاتھ سے قدرت کو تکلیف پہونچیگی مگر حمزہ کا
قتل بہت مناسب ہوگا منقارہ نے عرض کی کہ کنیز حمزہ کو ضرور لیکر آئیگی قتل اور غیر قتل کا
قدرت کو اختیار ہی حمزہ مصروف جنگ ہوگا لقراط نے کہا اے منقارہ حمزہ بیہوش پڑا
ہی چار سی سردار زخمدار بیکار پڑے ہین اگر قدرت کا دل چاہے تو ابھی اُٹھوا لین مگر تجھکو
صدمہ پہونچا ہی کہ مان تیری قتل ہوئی تو جا منقارہ نے اسباب سحر جسم پر اپنے آراستہ کیا اور
صاحبقران کی فکر مین چلی اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ رُستم اور غضنفر اِس سطوت
سے لڑ رہے ہین کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی لیکن جسطرف گذرتا ہی صدہا کو پامال کر ڈالتا ہی
لیکن شمس فلک ہفت پیکر سحر کو ہفت پیکر کے روک رہا ہی سحر کو اِسکے زور نہین ملنے

پاتا جب ہفت پیکر نے سحر کیا آگ برسائی تو شمس نے ابر پیدا کیا اور پانی برسا کر آگ کو
بجھایا آفتاب فلک سیر جملہ جادوگرنیون کو ساتھ لیے ہوے بڑے زور و شور سے
لڑ رہا ہی اگر ہفت پیکر نے تلوارین برسائین تو اِن سب نے ملکہ سپرین پیدا کین جہان
تلوار گری سپر نے اُسکو روک لیا ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہی پہلوانون کو اور
ساحرونکو ترغیب دیتا ہی کہ یارو دل کھولکر لڑو طلسم کشا کو گھیر کر مارو جب غول طلسم کشا پر
بلوہ کرتے ہین شیر مردم در دیوانہ چوبدست سنبھالکر جا گرتا ہی مجمع متفرق ہو جاتا ہی یہ دیکھکر
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتا ہی تمام سرحدار ہفت پیکر کے جمع ہین جنگ کر رہے ہین
قضائے کار کچھ سوار بھاگے شقایق مردم در نائے دیوانہ کوہ شقایق کا حاکم جنگل مین
پھر رہا ہی زراعت کی اپنی سیر کرتا پھرتا ہی ستر ہزار دیوانے اسکی پشت پر چوبدستین کاندھون
پر جنگل مین شلنگین لگاتے پھرتے ہین اُن سوارون کو دیکھکر شقایق نے کہا ذرا اِنکو بلاؤ
جب وہ سب سوار سامنے شقائق کے آئے شقایق نے پوچھا تم دریاے خون مین
کیون نہائے ہوے ہو سوار رونے لگے عرض کی اے پہلوان دوران خداوند ہفت پیکر
کو مقابلہ کرتے ہوے تین روز گذرے ہین جب زیادہ معرکہ پڑا تو ہم اُس جنگ سے
بھاگ کر اور اپنی جان کو غنیمت سمجھکر نکل آئے ہمراہیان طلسم کشا اِس زور و شور سے
لڑ رہے ہین کہ ہمراہیان ہفت پیکر اپنی جان سے بیزار ہین شقایق یہ سُنکر جھلایا اور
ساتھ والون کیطرف دیکھکر آواز دی یارو سُنتے ہو قدرت پر یہ آفت ہی اِسوقت مین
چلکر دو کروڑ مین بیک ضرب چوبدست طلسم کشا کو پیوند خاک کرون یہ کہکر ایک چیخ ماری
ستر ہزار دیوانے جمع ہو گئے سب کو ساتھ لیکر شقایق چلا دیوانے جست و خیز کرتے
ہوے جاتے ہین چوبدستین ہلاتے ہوے غل مچاتے ہوے کوہ و دشت کو طے کر رہے
ہین یہان وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر ایک جانب جاتا ہی رُستم اور غضنفر نے پیچھا کیا ہی
ہفت پیکر پہلوانون کو اشارے کر رہا ہی پہلوان بڑھ بڑھکر رُستم کو روکتے ہین
رُستم کسیکے روکے سے کب رُکتے ہین جو پہلوان سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی
پہلوانون کو رُستم نے مارا کسیکو غضنفر نے قتل کیا لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہین

قضاے کار شمس نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاے نابدار تعاقب مین ہفت پیکر کے ہین جھپٹ کر آگے بڑھا للکارا کہ او ہفت پیکر کہان جاتا ہی ہرچند کہ ہفت پیکر گھبرایا ہوا ہی مگر اسنے جو چاہا کہ بڑھکر سحر کرون ہفت پیکر نے آواز دی کہ اے دلربا اسکو لینا شمس نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی نظم

تنگ ہون اے فلک زمانے سے / تجھکو حاصل مرے ستانے سے
بس لگا چک اجل ٹھکانے سے / فائدہ دربدر پھرانے سے
پھونک دے برق اُجاڑ دے گلچین / اب غرض کیا ہی آشیانے سے
رنج غربت مین کچھ جو ہی تو یہ ہے / کہ چھٹے اُسکے آستانے سے
ہم کہان اور کہان قفس صیاد / ہوے مجبور آب و دانے سے
حیلہ جوئی تو کر رہی ہی اجل / دیکھون آتی ہی کس بہانے سے
او فلک دل تھا گوشوارۂ عرش / کیا ملا خاک مین ملانے سے
آتے ہو رنج کرکے جاتے ہو / تم نہ آیا کرو اس آنے سے
ہین بہائم بصورت انسان / آدمی اُٹھ گئے زمانے سے
شب فرقت نے دم یہ بند کیا / رہ گئی سانس آنے جانے سے
یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی / اب ہچکتی ہی روح جانے سے
جسقدر ہو ضرور ملتا ہے / رند کو غیب کے خزانے سے

یہ صداے دلفریب جو کان مین شمس کے پڑی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ذرا قریب ہمارے آؤ کہ ہم تمکو اچھی طرح دیکھ لین وہ نازنین قریب شمس کے آئی شمس نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا جیسے ہی اُس نازنین نے شمس کا ہاتھ تھاما شمس کا رنگ رو متغیر متردد و متحیر اُس نازنین نے آواز دی اے شمس ہم مدت سے تمھارے مشتاق تھے شکر لات و منات ہی کہ آج تمھارا جمال دیکھا باغ مین ہمارے چلو دیکھو کیسا پربہار ہی نرگس شہلا کو آپ کا انتظار ہی شمس نے سر جھکا لیا اُس نازنین کے ساتھ ہو لیا وہ نازنین شمس کو ساتھ لیکر چلی راہ مین مسکرا مسکرا کے باتین کر رہی ہی شمس بھی رمز و کنایہ

گی باتین کرتے ہوے کبھی گلے مین ہاتھ ڈالدیتے ہین چاہتے ہین منھ سے منھ ملا کر بوسہ لون مگر
نازنین منھ ہٹا لیتی ہی بوسہ نہین لینے دیتی قضاے کار عیارہ نے غضنفر کو خبر دی کہ وہ سامنے
دیکھیے شمس کو ایک نازنین لیے جاتی ہی اور شمس مبہوت لب پر مُہر سکوت اُس نازنین پر
دل و جان سے مائل ہین چاہتے ہین کہ بیٹھنے کا مقام پاؤن تو بیٹھکر اختلاط ظاہری کرون یہ سنکر
غضنفر نے پکار کر آوازہ دی اور گھوڑا اڑھایا کہا اے شمس فلک ہفت پیکر ذرا ٹھہر جاؤ
شمس نے کچھ جواب نہ دیا غضنفر قتل کرتا ہوا قریب شمس پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور
دوڑکر شمس کا ہاتھ تھاما اُس نازنین نے نیمچہ کمر سے کھینچا غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے
تیغۂ روئین شگاف پر روکا کلائی کو تھام کر چاہا طمانچہ مارون انگشتر مہر و ماہ جو چمکی اُس نازنین
نے ایک چیخ ماری شمس پر بھی عکس پڑا دیکھا ایک زنگن سیاہ رو تیرہ درون کھڑی ہنس
رہی ہی شمس نے ڈھکیل دیا کہا او قحبہ دور ہو زنگن جو زمین پر گری شمس نے ہاتھ چمکایا
برق گری اُسکا سر کٹا شمس بہ قہر و غضب تمام پلٹا کہتا ہی کہ یارو ہفت پیکر نے بڑے
غضب کا سحر کیا تھا غضنفر نے بڑا کار نمایان کیا اُس ظالمہ سے مجھکو بچا لیا حقیقت یہ ہی کہ
ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اُسکے شعبدہ ہاے سحر سے اللہ بچائے روز سیاہ نہ دکھاے
اب مناسب یہ ہی کہ یارو جگر سحر کرو ہفت پیکر تک آقا کو پہونچاؤ سب ساحرون نے مجمع
کیا جگر سحر کرنے لگے لیکن ہفت پیکر سب کے سحر کو اشارون مین دفع کرتا ہی کہ ایک طرف سے
زنجیرون کے جھنانے کی آواز آئی رستم نے سر اٹھاکر دیکھا کہ شقایق دیوانہ چوب دست
ہلاتا ہوا پشت پر ستر ہزار دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوے گلے مین طوق آہن اُنکو جنبش
دیتے ہوے آیا ہفت پیکر نے شقایق کو دیکھا ہفت پیکر آگے بڑھ گیا پکار کر آواز
دی اے بندۂ قدرت تمکو اب خبر ہوئی شقایق نے آوازہ دی یا خداوند آپ نے مجھکو خبر
نہ کی کہ مسلمانون کا یہ زور و شور نہ بڑھنے دیتا مگر آج بھی سب کو مار لونگا ایک کو زندہ نہ
چھوڑونگا ہفت پیکر نے اِشارہ کیا شقایق چلا تھا کہ رستم نے طرف شیر مردم در
کے دیکھا آواز دی کہ اے برادر اِس دیوانے مجہول کو روکنا شیر مردم در پانچ ہزار سے
ستر ہزار پر جا پڑا آواز دی او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول مجھسے تو مقابلہ کر

میرے قریب آ شقایق نے جواب دیا او دیوانے سامنے سے ہٹ مین برا ے قتل رستم
آیا ہون قدرت کوہ بالاے ہفت کوہ پہونچاؤنگا شہریر مردم در نے بڑھکر ہاتھ چوب دست
کا مارا شقایق نے چوب دست کو چوب دست پر روکا افسرون مین چوب دست چل رہی
ہی مگر ہمراہیان شہریر مردم در نے جیسے چوب دست ماری پہ اٹھا ہوکر رہگیا پانچ ہزار نے
تھوڑی دیر مین کئی ہزار کو مار کر گرا دیا شہریر مردم در نے جب دیکھا کہ شقایق چوبدست
کو چوبدست پر روکتا ہی اپنی چوبدست کو تو پھینک دیا اُسکی چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا
چوبدست شقایق کی چھین کر پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا کہ لباس و گوشت و
پوست شقایق کا نوچکر پھینک دیا ایسے چنگل مارے کہ شقایق چیخنے لگا ساتھ والونکو
پکار اُٹھا کہ یارو دوڑو مجھکو ہاتھ سے اِس ظالم کے بچاؤ شہریر مردم در نے بڑھکر چکٹ
ماری کہ شانے کا بوٹا نوچ لیا شقایق اپنے کو چھڑا کر بھاگا شہریر مردم در پکارتا ہوا
پیچھے چلا او بھیا کہان جاتا ہی کشتی تو مجھسے لڑلے تو بہ مقابلۂ آقاے سرخ آیا تھا اُسکے رفیق
سے تو مقابلہ کر فوج والون نے قہقہہ مارا اہ رستم فرمارہے ہین شہریر مردم در سے مقابلہ
نہایت دشوار ہی دیوانہ بیباک چست و چالاک وہ بیچارہ اس سے کیا لڑسکتا تمام گوشت
اُسکا نوچکر پھینک دیا آخر جان بچا کر بھاگا مگر یہ اُسکو زندہ نہ چھوڑیگا اُسکے قتل سے منھ
نہ موڑیگا رستم نے بھی مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی ای شہریر مردم در یہ مغرور جانے
نہ پائے شقایق بھاگا دیوانون مین جاکر پہونچا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ
ایسے ظالم سے مقابلہ پڑا کہ سارا بدن میرا غربال ہوگیا بمشکل چھڑا کر آیا ہون ساتھ والے
پوچھتے ہین یہ کاندھے پر زخم کیسا ہی شقایق نے روکر جواب دیا کہ اُس دیوانے نے
ہاتھون سے الگ نوچا جب مین لپٹا تو اُسنے کاٹ کھایا بوٹے کا بوٹا نوچ لے گیا یہ سنکر
ساتھ والے کہتے ہین آقا چلیے اب لڑائی ہو دیوانے کو گھیر کر مار لینگے اتنی چوبدستین لگائین
کہ پہ اٹھا بنائین یکایک پہلو سے آواز آئی کہ او بھیا مین آپہونچا شقایق نے پلٹ کے
دیکھا کہ دیوانہ شہریر مردم در چوبدست ہلاتا ہوا آتا ہی جو سامنے آگیا چوبدست ماردی
شقایق نے گھبرا کر آواز دی ای برادر تو بیشک دیوانہ ہی مین تو آج ہوشیار ہوگیا وہ صدمہ

پہونچا کہ عمر بھر دیوانے پن کا نام نہ لونگا شریرہ نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خدمت آقا مین چلو
کلمہ پڑھکر مسلمان ہو ہمارے رفیقون مین رہنا شقایق قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا
ای افسر کسکی مجال ہی کہ جو تجھسے مقابلہ کرے شریرہ نے کہا یہ حوصلہ ہمارے آقاے سرخ کا
ہی کہ جب بگڑتا ہون نہین معلوم کیا کر دیتا ہی کہ گر پڑتا ہون آقا چھاتی پر سوار ہو جاتا ہی
اور خنجر میری گردن پر رکھ دیتا ہی ڈرتا ہون کہ مار نہ ڈالے منتین کرنے لگتا ہون آقا کو رحم
آجاتا ہی ایسے آقا کی اطاعت کرو کہ ہر وقت زیر کرے ہمارہ ابارہ اُٹھائے یہ بات کہکے
شقایق کو ساتھ لیا سامنے رُستم لڑتے ہوے آئے پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار
یہ دیوانہ ہوشیار ہو گیا غلام ویسا ہی دیوانہ ہی جی چاہتا ہی آپ سے امتحان کرون رُستم
نے کہا بسم اللہ گھوڑے سے کود پڑے شریرہ مردم در نے چوبدست ماری رُستم نے
چوبدست چھین لی شریرہ نے چاہا چنگل مارون رستم نے دونون ہاتھ تھام لیے اور گردن
مین ہاتھ دیکر دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھ دی اور
فرمایا کیون شریرہ مردم در ذبح کر ڈالون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقاے نامدار
معاف فرمائیے رُستم نے چھوڑ دیا شقایق کو قدمون پر گرایا کہا آقاے نامدار اِسکو
کلمہ بتائیے رُستم نے کہا تمنے کلمہ نہ پڑھایا کہا آقا مین بھول گیا مجھکو بڑے آقاے سرخ
کا نام یاد نہین رہتا جب لڑنے آیا اُسوقت تک نام رٹ رہا تھا اب اِسوقت
بالکل بھول گیا رُستم نے کان پکڑ کر اول شریرہ کو کلمہ پڑھایا پھر شقایق کو مسلمان
کیا اور فرمایا ای شریرہ یہ کلمہ شناخت مسلمانی ہی اسکو یاد رکھنا کہا آقا آٹھ پہر رٹا کرتا
ہون جہان چپ ہوا بھول گیا کوئی ایسی ترکیب بتائیے کہ غلام کلمہ نہ بھولا کرے
رُستم نے کہا آٹھ پہر رٹا کرو اگر بھولوگے تو سزا ملیگی یہ فرما کر کہا کہ جاکر مصروف جنگ ہو
شقایق نے عرض کی غلام لایق جنگ نہین ہی رُستم نے فرمایا جہان سب زخمی بیٹھے
ہین وہین جاکر بیٹھو شقایق اُسی فرش پر جا کے بیٹھا شریرہ پھر مصروف جنگ ہوا
رُستم لڑتے ہوے ایک جانب چلے جنگ مین مصروف ہوے سردارون سے
فرما رہے ہین کہ قبلہ و کعبہ کا زخمی ہونا باعث خرابی کا ہوا اگر قبلہ و کعبہ زخمدار نہ ہوتے

تو لڑائی فتح ہوجاتی شمس فلک ہفت پیکر ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے چاہتا ہی کہ ہفت پیکر کو گھیرون اور سامنے رستم کے پہونچاؤن تاکہ مراد حاصل ہو لیکن ہفت پیکر اُن سب کے سحر کو اشارون مین دفع کرتا ہی کئی مرتبہ ہفت پیکر نے سحر کیا کہ شمس دیوانہ ہوا کبھی غضنفر نے آکر عکس انگشترِ مہر و ماہ ڈالا کبھی رستم پہونچگئے اور عکس لوح کا ڈالدیا اور تیغۂ ہفت جوہر چمکایا کہ شمس کے حواس درست ہوئے سو ڈیڑھ سو شاہزادیان بھی عاشقان جمال فرزندان صاحبقران ہفت پیکر پر سحر کرتی ہوئی آتی ہین لیکن ہفت پیکر اُنکے سحر کو کب مانتا ہی آواز دیتا ہی او نمکحرامو تم وہی ہو کہ عہدون پر کام کرتی تھین مین تمھارے سحر کو کب مانتا ہون سب کو قتل کرونگا ماہی سحر مجمع سے نکل آئی ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مار دیا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا ماہی سحر کی نگاہ چشمے پر پڑی دیکھا ایک جلسہ آراستہ ہی ایک شاہزادی مسند پر بیٹھی ہی گائنین جمع ہین ایک گائن بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین
آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کسکے یار ہین

عاشقان چشم دلبر کو شفا اللہ دے
کسطرح صحت ہو بد پرہیز یہ بیمار ہین

یا صنم دلمین ہی لب پر یا صمد ہمسر رہا
کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اب دیندار ہین

ہاتھ اُلجھے ہین گریبان سے تو زنجیر ولنے پا
ای جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین

کردیا رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل
اپنے داغون کی بدولت آپ ہم گلزار ہین

آتے ہی کرتے ہو جانے کا ارادہ وجہ کیا
سوچیے تو کیا ہمارے آپ کے اقرار ہین

ہنستے ہنستے مرگیا جسنے نظر کی سوے بام
یار کے کوٹھے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین

دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین نہین
قابل تسبیح ہین نہ لایق زنّار ہین

قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے مرے
حسرت و اندوہ و حرمان میرے یار غار ہین

خود بخود مین جعد اُنمین دخل مشاطہ نہین
موے گیسوے بتان بیساختہ خمدار ہین

یون نہین رہنے کا بدلیگا جہانکا انتظام
کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین

تذکرہ تیری کرچکا ہون مین گریبان اب کہان
یادگار موسم گل ای جنون کچھ تار ہین

مختلط ہوا اُنسے جنکے نام سے تھا ننگ وعار — آگے نامحرم تھے جو اب محرم اسرار ہین
ہر رگ و پے سُست ہی رعب جمال یار سے — صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہین
اب نہ آنے کی تمھارے وجہ سمجھے مہربان — اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہین
کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ رند — ایک جان ناتوان ہی سیکڑون آزار ہین

یہ جلسہ جو ماہی سحر نے دیکھا بدحواس ہو گئی چاہا کہ چشمے مین پھاند پڑون شمس نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا فرمایا ای ماہی سحر ہوش مین آؤ اِسقدر نہ گھبراؤ مگر ماہی سحر تڑپ رہی ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مچھلی بے آب تڑپتی ہی چاہتی ہی کہ شمس سے ہاتھ چھڑاؤن اِس چشمے مین آپ کو گراؤن مگر شمس ہاتھ نہین چھوڑتا قضاے کار رُستم پیلتن لڑتے ہوے اِسطرف آئے شمس نے کہا کہ اِسطرف عکس لوح ڈالیے کہ یہ صحت پائے ماہی سحر پکار کر کہتی ہی ای شمس مجھے چھوڑ دو مین اپنے کو چشمے مین گراؤن میری دوست مجھکو بلا رہی ہی مین اپنی جان دونگی رُستم نے بڑھکر لوح کا عکس ڈالا جب لوح کا عکس پڑا تب ماہی سحر کے حواس درست ہوے شمس نے کہا کہ ای ماہی سحر مجمع مین جادوگرنیون کے رہو آگے نہ بڑھو ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اُسکے سحر سے جان بچنا دشوار ہی رُستم نے مرکب طرف ہفت پیکر کے بڑھایا ہفت پیکر بھاگ کر طرف دوسرے غول کے پہونچا سحر کرنے لگا اُسطرف غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا تب سحر ہفت پیکر کا اُترا ورنہ سوار و پیدل مثل آئینہ حیران ہو کر رہگئے تھے تلوارین لیے ہوے خاموش کھڑے تھے لڑنے سے معذور بیکار و مجبور جب غضنفر نے آکر انگشتر چمکائی تب اُن سب سے سحر اُترا مصروف جنگ ہوے ہفت پیکر لڑتے لڑتے ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹھہرا چند کس اسکے پاس کھڑے تھے اُنسے دیکھکر آواز دی ارے سب آئے مگر ملکہ مجیل چہرہ خزن نہین آئین ای آسمان جادو جلد اپنے کو سرحد حیلہ سازان مین پہونچا ملکۂ عالم سے کہنا کہ آج چار دن گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی کسیطرح مسلمان نہین ہٹتے اپنے کو پہونچاؤ آسمان جادو میدان جنگ سے نکلا صحراے حیلہ سازان مین پہونچا جاکر دیکھا کہ جا بجا ساحر پھر رہے ہین اُنھون نے

پوچھا ای فرستادۂ خداوند کس فکر مین ہو آسمان نے جواب دیا بخدمت ملکہ محیل چرخ زن
جانا چاہتا ہون اُن ساحرون نے آسمان کو ساتھ لیا سامنے ایک قصر بنا ہوا تھا
اُس قصر مین ساحر آسمان کو لیکر آئے آسمان نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر
محیل چرخ زن بیٹھی ہوئی ہی مگر سیاہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے ہاتھ ہلا رہی ہی ہاتھ
سے اُسکے آگ کے شعلے نکل رہے ہین کہ سارہ امکان آتش سے بھرا ہوا ہی آسمان
نے بڑھکر سلام کیا محیل چرخ زن نے پوچھا ای فرستادۂ خداوند کیونکر آنیکا اتفاق ہوا
کچھ باعث تو کہو آسمان نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند نے آپ کو یاد کیا ہی یہ سنکر
محیل نے ہاتھ ہلایا کہ ایک شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای محیل قدرت کا وقت آخر ہی جاکر
قدرت کو دیکھو جو ہوسکے تو مدد کرو دیکھو قدرت کیا کر رہے ہین مصروف جنگ
مسلمانان ہین طلسم کشا وہ جوان ہی کہ جسکو چار دن جنگ کرتے گذرے مگر ابتک
جنگ سے عاجز نہین ہوا کئی سو جادوگرنیان اُسکی شریک ہین شمس فلک ہفت پیکر
بھی شریک مسلمانان ہو گیا جو حال تھا مفصل بیان کر دیا آیندہ تمکو اختیار ہی مگر وقت
بہت سخت ہی محیل یہ کہکے اُٹھی کہ ای بیرو کیون ڈراتے ہو مین جاکر جنگ فتح کرونگی
چرخ مار مار کر عاجز کرونگی طلسم کشا خود لوح کو پھینک دے اور میرے قدمون پر
گرے میرا سحر ایسا ہی کہ کسی مقام پہ رُک جائے وہ آفت برپا کرون کہ سب کو ناچار
کردون دیکھون تو شمس کیا کرتا ہی وہ سحر سخت کرون کہ ایک ہی ساعت مین تباہ کردون
ای آسمان تم چلو اور قدرت کو خبر دو کہ محیل آتی ہی وہ حیلہ کریگی کہ سب چرخ مارنے لگین
آسمان نے جواب دیا کہ طلسم کشا اور شمس کا عاجز کرنا آسان نہین ہی طلسم کشا اور شمس
نے ملکر آفت برپا کردی ہی اور شمس نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین محیل نے کہا
قدرت نے تو آخر وقت مجھکو بلایا مگر سامری و جمشید چاہین تو وہ وہ عجائب وغرائب
سحر دکھاؤن کہ شمس وغیرہ سب گردش مین ہو جائین آسمان تو یہ سنکر روانہ ہو گیا اور
محیل نے ایک چیخ ماری کہ یا تو مکان مین آگ بھری ہوئی تھی یا تین لاکھ ساحر جمع ہوگئے
افسرون نے گھبراکر پوچھا کیون ملکۂ عالم آج کیا ہی کہ ہم لوگونکو طلب فرمایا ہی کیا منظور ہی

محیل نے کہا تم سب صاحب مدد خداوند کو چلو اُنکو لڑ بھڑ کر ہفت کوہ پر پہونچاؤ جنگ ہو رہی ہی مین شریک ہونگی یہ سُنکر وہ سب افسر باہر نکلے فوج کو ہمراہ لیکر چلے یہان تو ہفت پیکر لڑ رہا ہی اور ساحرون نے گھیرا ہی ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اور ابر چرخ مارتا ہوا سامنے آکر پھٹا دناتے کی آواز ہوئی ہفت پیکر نے دیکھا کہ تین لاکھ ساحر اور چارسو افسر بازہ ولبط وقرقرون پر سوار ابر سے نکلے اگر ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ تمھاری افسر محیل چہ خزن کہان ہی ہمنے وقت آخر اُسکو یاد کیا ہی کہ اِسوقت آکر قدرت کی مدد کرے قدرت کے حواس منتشر ہین مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی محکوم نامے زمیندار دس ہزار گنوار ون سے آیا قیصر وہمسر کو قتل کرایا اور آپ شریک مسلمانان ہوگیا اب دیکھو وہ مصروف جنگ ہی اُسکے ساتھ والے تیر مار رہے ہین ہزارون ساحر اُسنے قتل کیے اب تم لوگ بھی جنگ مین مصروف ہو چارسو افسر تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر مصروف جنگ ہوے سحر کرتے ہوے بڑھے چارسو افسر ساحران جب سحر کرتے ہین لشکر طلسم کشا مین فریاد کی صدا بلند ہوتی ہی رستم بڑھکر جاتے ہین اور سحر کو مٹاتے ہین ایک طرف غضنفر بھی بڑھ بڑھکر جاتے ہین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتے ہین کل سحر مٹجاتا ہی اِسطرح سے جنگ ہو رہی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ محیل چہ خزن ایک طاؤس پر سوار آکر پہونچی وہین سے نعرہ کرتی ہوئی کہ منم محیل چہ خزن باشید ای مسلمانان مین کب تمکو زندہ چھوڑتی ہون تم لوگون نے قدرت کو بہت حیران کیا ہی یہ کہکے زمین پر گری جسطرف چرخ مارتی ہوئی پہونچی کوئی دیوانہ ہوگیا کوئی سر ٹکرانے لگا کوئی لہرا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی

نظم

می پلا ایسی کہ ساقی نہ رہے ہوش مجھے　　ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے

سوزش دلکے بیان کرنے مین رسوائی ہی　　شمع سان میری زبان رہنے دے خاموش مجھے

باغ عالم مین ہون کس نغمہ سرا کا مشتاق　　رنگ گل خلق کیا ہی ہمہ تن گوش مجھے

تیرے کوچے سے بڑھیگا نہ جنازہ میرا　　بعد مردن نہ دیا تو نے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع مین جہانکے افلاک
یاد مین جسکی مین بھولا دو جہانکو افسوس
جیتے جی رنج مین تھا چین سے سویا پس مرگ
پہلے ہی فقر و فنا سے مین ہوا ہون آگاہ
ای جنون قید تعلق سے چھڑا بھر خدا
غنچہ سان حال دل زار رہا دلمین گرہ
گنگ کیطرح اشارہ بھی نہین کرسکتا
حسب خواہش سے مری ہی مری تقدیر خلاف
مجھکو درکار نہین چادر گل گور پہ رند

از نتیجہ طبع مصنف [illegible] تقدیر خان

مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے
اپنی خاطر سے کیا اُسنے فراموش مجھے
دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے
روز میلاد کیا ہی کفنی پوشش مجھے
تنگ رکھتے ہین نہایت خرد و ہوش مجھے
نہ ملا باغ جہان مین شنوا گوش مجھے
سُرمگین چشم نے ایسا کیا خاموش مجھے
نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے
داغ حسرت ہی مرے رکھینگے گلپوش مجھے

رُستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ لشکر مین ہنگامہ بلند ہی ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام سیاہ لباس پہنے ہوے چرخ مارتی پھرتی ہی جسطرف اُسکا گذر ہوا اُس صف والون کے قلب اُلٹ گئے گریبان پھاڑ ڈالے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا بعضے زمین پر گر پڑے بعض نے کوئین مین جُھک کر دیکھا اپنی ہی صورت نظر آئی چلا کر آوازدی ہاے افسوس کی بات ہی کہ میرے بھائی کو کوئین مین قید کیا ہاے کا نعرہ کیا اور کوئین مین پھاند پڑے صدہا جوان کوئین مین گرے بعض سر ٹکراتے پھرتے ہین رُستم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مرکب کو بڑھا کر چلے جنکے پاس پہونچ گئے اور لوح کا عکس ڈالا وہ لوگ ہوش مین آگئے اِسطرح لوگونکو بچاتے پھرتے ہین جو ساحر سامنے آگئے وہ علف شمشیر آبدار ہوے افسران محیل چرخ زن کیسے کیسے سحر کر رہے ہین مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہین چلتا پھر سحر کیا جس سے سرداراپنے اپنے سر ٹکرانے لگے آخر رُستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ عکس تیغۂ ہفت جوہر اِن لوگون پر ڈالو تو یہ لوگ ہوش مین آئینگے رُستم نے بڑھکر عکس تیغۂ ہفت جوہر کا ڈالا وہ جوان ہوش مین آئے جب ہمراہیان محیل عاجز ہو جاتے ہین تو آپس مین کہتے ہین یارو کسپر سحر کرین دفع سحر کا سامان تو موجود ہی طلسم کشا نے عاجز کر دیا

فوج چمکا چمکا کر اپنے ساتھ والون کو بچا لیتے ہین مجیل بڑھکر فوج غضنفر پر جا پڑی وہ سب دیوانگان بیباک چست وچالاک مصروف جنگ ہین جسپر ہاتھ مارا پیوند خاک کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا مجیل جو چرخ مارتی ہوئی اُس غول مین آئی دیوانے گھبرا گئے ہاتھ روک کر کھڑے ہوے غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ میرے ہمراہی مبہوت ہوکر کھڑے ہو گئے غضنفر نے بیتاب ہوکر دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے اور بہ آواز بلند پکار اُٹھے ای خالق لیل و نہار ای پروردگار

نظم

گردن فرمان بری خم دار ہر شام وصباح
کن نگون در سجدۂ اخلاص سر شام وصباح

بہر یک لقمہ میگردد چرا ای یاوہ گرد
کوچہ کوچہ خانہ خانہ در بدر شام وصباح

سرفرازی بخشدت خلاق چون چرخ بلند
سرنگون باشی تو در سجدہ اگر شام وصباح

کن طلب ز اخلاص دل از حضرتِ روزی رسان
روزی ہر روزہ ای دریوزہ گر شام وصباح

دولت دنیا و دین از خاکساری حاصل است
تو عبث ہستی بہ بند سیم و زر شام وصباح

روز و شب در فکر ملک و مال سرگرمی چرا
بندہ شو کن بندگی ای بیخبر شام وصباح

گردن تسلیم نہ ہر وقت بر خاک نیاز
کن دوتا در بندگی پشت کمر شام وصباح

دار جاری بر زبان شکر خداوند جہان
ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت و ہر شام وصباح

ابر رحمت میفشاند از عطاے کردگار
بر سر ہر تشنۂ اُلفت گہر شام وصباح

بند یا فکر اقامت در جہان لاحاصل است
چون ببندی زین سرا رخت سفر شام وصباح

غضنفر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا شمس نے دور سے دیکھا کہ اب ملازمان غضنفر قتل ہو رہے ہین شور و شین برپا ہین شمس جھپٹ کر پہونچا دیکھا کہ دیوانے بلبلا کے آپس مین لڑا چاہتے ہین شمس نے بڑھکر ایک دستک دی جھولی سے سیاہ کاغذ نکالا اُس کاغذ کو آسمان پر اُڑا دیا وہ کاغذ لکۂ ابر بنکر برسنے لگا ہر چند کہ سب دیوانے بھیگ گئے مگر شورش سے باز رہے مجیل نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سحر کو شمس نے اُتارا جلگئی للکار کر آواز دی اے شمس تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا یہ کہکے سامنے ناچنے لگی اور آواز دی کہ ای ملکہ عیش دوڑو شمس کو لیجاؤ ایک طرف سے

غول کے غول پریزادون کے پیدا ہوے کوئی سبزہ رنگ کوئی آفتاب جمال کسی کی صورت کالی ہی مگر متوالی ہی چہرہ چمکتا ہوا اُس کالے پن پر ایک بناؤ ظاہر ہی سامنے آکر شمس کے ناچنے لگین اُنھین عورتون مین چند سازندے ہین اُنھون نے ساز ملا کے یہ اشعار گانا شروع کر دیے

نظم

دل لگانا نہ اُسکی چتون سے
خنجر اُسکا کبھی نہ آنے دے

دوست بنکر کہونگا دشمن سے
رگ گردن کیطرح گردن سے

اے دل اُس آنکھ کی خوشا تقدیر
جھکے آنسو وہ پوچھین دامن سے

جونکے وہ بے خبر کہ بخت اپنا
کچھ تو حاصل ہوا اپنے شیون سے

کون پھولون مین میرے آبیٹھا
کم نہین ہی یہ بزم گلشن سے

لے چل اے شور حشر تو ہی ہمین
اُس گلی تک اُٹھا کے مدفن سے

ستم دوست دیکھنا یہ جلال
ہمکو پوچھا کبھی تو دشمن سے

شمس نے جو یہ اشعار سنے قریب تھا کہ مبہوت ہو کہ پشت سے ماہی سحر اور نہنگ بحری نے سحر کیا کہ شمس مبہوت نہ ہوا اور محیل چرخ زن لڑتی ہوئی نکلگئی اُدھر سے محکوم دس ہزار گنوارون سے لڑتا ہوا آتا تھا جب تیر مارے دس ہزار پانچ ہزار گر پڑے اسطرح محکوم نے ستھراؤ کر دیا ہی محیل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او محکوم ہمیشہ تو عملداری قدرت مین رہا آج ہمراہ طلسم کشا کے ہو گیا قدرت کی فوج کو پامال کر رہا ہی محکوم یہ سُنکر ٹھہر ا پلٹ کر محیل پر تیرون کی بوچھار کر دی محیل تیر کب کھاتی ہی منھ سے آگ چھوڑی کہ سب تیر جلگئے سامنے کھڑی ہو کر ناچنے لگی جب تو محیل نے چرخ مارا اگر کچھ گاتی بھی جاتی ہی صاف جس سے یہ ثابت ہوتا ہے

نظم

کہتے ہین بت تمھین کہین میرے خدا نہو
دھوکا دو اُسکو جو تمھین پہچانتا نہو

حسرت کی آنکھ سے مری آنکو خدا بچاے
بہتر ہی مرتے دم بھی اگر سامنا نہو

وہ رنج کیا کہ جس سے نہ راحت ہو عشق مین
وہ درد کیا جو دل کی تڑپ کی دوا نہو

معشوق وہ نہیں ہی جو عاشق سے بے سبب
تیوری نہ بدلے روٹھ نہ جائے خفا نہ ہو

میری زبان بھی کاٹ کے بیجا پیامبر
تجھسے وہان پیام جو میرا ادا نہ ہو

دنیا سے کھوئے دیتی ہی اب جستجوے یار
اچھا سلوک کرتی ہی تیر ا[illegible] نہ ہو

پیغام مرگ، وعدہ خلافی تری سہی
لیکن مرون تو جب کہ امید وفا نہ ہو

کیا رشک ہی کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم
نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو

کچھ تو خدا سے کہ مجھے دیکھا ہی جان بلب
ای یار بد دعا ہی سہی گو دعا نہ ہو

خلوت مین آج اسنے کیا ہی طلب مجھے
اب ہم جدا کرین بھی جو دلکو جدا نہ ہو

چھیڑینگے یون کہ آتی نہین شوخیان تمھین
کچھ تو جلال انکو ستم کا بہانہ ہو

یہ اشعار جو محکوم نے سُنے ساتھ والون کے کان مین بھی آواز پہونچی تیر تیشے ہاتھ سے پھینکدیے محیل کے پیچھے چلے محیل نے پلٹ کر آواز دی کہ میرے ساتھ کہان آتے ہو جاکر اہل اسلام کو قتل کرو سامنے رُستم لڑ رہے تھے محکوم اُن گنوارونکو ساتھ لیکر جا پڑا ہر چند کہ طلسم کشا ہان ہان کرتے ہین مگر محکوم مبہوت ہو رہا ہی شمس نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ فرمائیے رُستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ محکوم پر ڈالو رُستم نے بڑھکر کلاہ سر سے اُتاری آواز دی ای محکوم ذرا مجھ تک آؤ جیسے ہی محکوم قریب آیا رُستم نے عکس کلاہ کا ڈالا سر سے محکوم کے ایک شعلۂ آتش بھڑکا آواز دیتا ہوا روانہ ہوگیا کہ ای محکوم ہوشیار ہو محکوم ہوشیار ہو اگر ساتھ والے نہین مانتے ہنگامہ کر رہے ہین اور چاہتے ہین کہ رُستم پر حملہ کرین کہ رُستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای رُستم لوح کا عکس اِن سب پر ڈالو رُستم نے لوح کو گردش دی ہمراہیان محکوم ہوش مین آگئے اور پھر فوج دشمن کو قتل کرنے لگے محیل نے جو دور سے دیکھا سر پیٹ لیا اور قریب ہفت پیکر کے آکے کہا یا خداوند مسلمانون کے لیے بڑی پناہ ہی لوح ہر بات کی خبر دیتی ہی مین نے ایکی مرتبہ بھی چاہا تھا کہ یہ دس ہزار جوان گھیر کر طلسم کشا کو مار لین اور کیسے کیسے وار طلسم کشا پہ کیے لیکن طلسم کشا نے سب کو تحفہ جات سے رد کیا اب

ملاحظہ فرمائیے کہ وہ سب آپ ہی کی فوج کو قتل کر رہے ہین اب مین قصر سیاہ مین جاتی
ہون وہان سے بلاے سحر لاتی ہون شاید اُس سے کوئی مطلب نکلے یہ کہکے پر پرواز
پیدا کیے قصر سیاہ مین آکر پہونچی ہو محانہ آراستہ کیا اور پکارتی جاتی ہو کہ ای غرائب
فیلسوار آج میری آواز نہین سُنتے مین نے عمر بھر تیری اطاعت کی خدمت کرتی رہی
جو تو نے خواہش کی وہ مین نے پوری کی مگر آج میرے کام سے بہ انکار خداوند یہ
وقت ہی کہ قصر سیاہ کے پہلو سے آواز آئی ای ملکۂ عالم مین حاضر ہون مجھے کیا آپکے
حکم سے عذر ہی جسطرح آپ نے خدمتگذاری کی وہ کام کرون جو کسی سے نہ ہو سکے ابتو
محیل کھڑی ہو گئی کہا کہ آؤ دیکھا ایک جوان بڑے قد کا ایک فیل پر سوار پہلو سے
قصر سے ظاہر ہوا محیل نے اپنے مقام سے اُٹھکر نیچ کھینچکر ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ای
غرائب فیل سوار بن صحراے عشرت خیز مین جاتی ہون تم بھی وہین آنا جسوقت
مین تمکو آواز دون فوراً آپہونچنا تساہل اور تامل نہ کرنا غرائب نے جواب دیا کہ
جس مقام پر طلب فرمائیے گا آنکھون سے آؤنگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے فیلسوار
قصر سے باہر نکلا نکلتے ہی غائب ہو گیا محیل نے پھر ایک دستک دی اور آواز دی
کہ ای اژدران جلد حاضر ہو ایک طرف سے قصر کے ایک اژدہا ظاہر ہوا منھ سے
قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے صدہا کو مین
نگلجاؤنگا ہزارونکو پامال کرونگا محیل اُس اژدہے پر سوار ہوئی اُس اژدہے نے
پر پرواز پیدا کیے محیل کو لیکر چلا یہان وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر بیقرار و مضطر اور
جنگ سے عاجز ہو گیا ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا ایک دریاے آتش سحر
سے پیدا کیا ہی اُسی آگ کو زور دے رہا ہی جو کوئی اُسطرف آتا ہی دریا اُسے کھینچ لیتا
ہی ہزارہا بندگان خدا اُس دریاے آتش مین جلے سر اُنکے شناوری کر رہے ہین
معلوم ہوتا ہی کہ ہزارہا حباب تیر رہا ہی دریاے آتش نے آنکھین پیدا کی ہین اور
مقامات حسرت آمیز کو دیکھ رہا ہی رُستم نے قریب اُس دریا کے آکر لوح کو چمکایا
یکایک ایک دھماکا ہوا خاک اُڑنے لگی دریاے آتش غائب ہوا جسوقت یہ سحر

ہفت پیکر کا مٹا گھبرا گیا بد حواس تھا کہ اب مین کیا کرون کہ صحرا سے گرد اڑی شعلۂ آتش بلند ہوے نخل جلنے لگے سب حیران تھے کہ یہ کیا بلا آتی ہی سب نے دیکھا کہ محیل چرخزن اژدرہ آتش فشان پر سوار سامنے سے پیدا ہوئی ہفت پیکر کو جو حیران و پریشان دیکھا پکار کر آواز دی یا خداوند نہ گھبرائیے منم محیل چرخزن وہ بلاے کامل لائی ہون کہ کسی مسلمان کے ہوش درست نہ رہین یہ کہکے اژدہا بڑھایا ہاتھ جو اژدر کی پشت پر رکھا اژدر نے بڑھکر قلابۂ آتشین منھ سے چھوڑے اور دم کھینچا کئی ہزار جوان جلنے لگے کئی سو جوان منھ مین اژدہے کے آگئے اژدہے نے اُنکو چبا لیا ہڈیان تھوک دین اسطورہ سے محیل چلی جس غول پر پہونچی اُس صف کو پامال کیا کچھ لوگ جلائے کچھ اژدر نے نگلے دور سے شمس نے جو یہ بدعت محیل کی دیکھی پکار کر آواز دی ای شہریار یہ وقت ملاحظۂ لوح ہی جو لوح حکم دے وہ کیجیے رُستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا گھوڑے سے کود کر سامنے اژدہے کے پہونچو اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اژدہے پر دم کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو جیسے ہی محیل سامنے آئی رُستم گھوڑے سے کودے اژدہے کے منھ کے سامنے آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا اژدر کے منھ پر جو دم کیا اژدر منھ پھیر کر بھاگا محیل نے جو دیکھا کہ مین لاکھ روکتی ہون مگر اژدہا نہین رُکتا فرار پر قرار ہی محیل کو دپڑی اژدہا جنگل مین جاکر غائب ہو گیا محیل نے پلٹ کر آواز دی ای غرائب فیلسوار اپنے کو جلد پہونچا وقت تنگ ہی باعث نام و ننگ ہی دیکھا کہ صحرا سے ایک جوان بڑے قد کا فیل پہ سوار تیغہ برہنہ ہاتھ مین ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ منم غرائب فیلسوار ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی اُس حکم کو بجا لاؤن محیل نے اِشارہ کیا لشکر طلسم کشا کو قتل کر وہ فیلسوار بڑھا جسطرف شمس سحر کر رہا تھا اُسیطرف آیا جبتے بڑھکر سحر کیا فیلسوار نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوے جب کئی جادوگرنیان قتل ہوئین تو شمس نے جھولی سے گولہ نکالا خبردار خبردار کہکے مستک پر فیل کی وہ گولہ مارا ایک دناتا ہوا مستک سے ہاتھی کی برق چمکی سر پر شمس کے پڑی ہر چند کہ ساحر جہاندیدہ تھا کئی طرح کے سحر کرکے روکا لیکن وہ برق نہ رُکی سر پر پڑی کہ سر شمس کا زخمی ہوا فیلسوار نے قہقہہ مارکر کہا

صنم غرائب فیلسوار مجہپر کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا شمس پیچھے ہٹا فیلسوار اور طرف بڑھا
پامال کرتا پھرتا ہی شمس کے سر سے خون جاری چہرہ اُداس عالم یاس و ریاس بے خون مین
نہایا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار محیل چرخ زن بلا کا سحر لیکر آئی ہی دیکھیے اِس بلا
سے کیونکر لوگ بچتے ہین لوح کو ملاحظہ فرمایئے رستم نے لوح ملاحظہ کی مگر کچھ نوشتہ نہ پایا
فرمایا کہ ای شمس لوح سے کچھ حکم نہین نکلتا شمس نے کہا کہ خدا آپ کی مدد کرے اِس بلا
کو بھی رد کرے رستم یہ کلام کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی صنم غرائب فیلسوار
گھوڑا رستم کا بدلگامی کرنے لگا ہرچند رستم روکتے ہین گھوڑا چاہتا ہی سوار کو گرا کے
بھاگ جاؤن رستم نے کئی کوڑے بھی مارے مگر گھوڑا نہین رُکتا اور فیلسوار قریب
آگیا رستم کو کچھ نہ بن پڑا آخر گھوڑے سے کود پڑے فیلسوار نے تلوار کے نیچے لیا
چاہا ہاتھ مارون کہ رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا فیل نے چاہا بھاگون فیلسوار
نے قبضہ ہاتھی کی مستک پر مارا اور وہی تیغۂ برہنہ جو ہاتھ مین تھا رستم پر مارا رستم
نے تیغۂ ہفت جوہر کو اُٹھا دیا اور کلائی پر ہاتھ مارا وہ ہتھلی کا ہاتھ پڑا کہ کلائی
فیلسوار کی اُڑ گئی فیلسوار نے پکار کر آواز دی ای محیل چرخ زن جلد آ مجہپر وقت
شکست ہی محیل آواز فیلسوار کی سُنکر دوڑی دیکھا کہ ہاتھ فیلسوار کا کٹا ہوا ہی اور
پرنالہ خون کا بہ رہا ہی محیل نے آواز دی ای فیل رستم کو مار لے فیل نے بھسونڈ اپنا
اُٹھایا رستم پر مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر مارا کہ بھسونڈا فیل کا کٹکر گرا محیل نے
سر پیٹ لیا کہا ہاے غضب یہ احکام کسنے تعلیم کیے لوح کے احکام کو روکا تو یہ مدعا
حاصل ہوا کہ تیغۂ ہفت جوہر چمکا فیلسوار ہاتھی سے کود پڑا کہا ای ملکۂ عالم اپنی جان
آپ پر نثار کرتا ہون ایک طرف سے فیلسوار بائین ہاتھ سے تیغہ کھینچے ہوے
بڑھا واہنا ہاتھ تو اول ہی قلم ہو چکا ہی دوسری جانب سے فیل دھڑو کا مار کر چلا اور
سامنے سے بی محیل حملہ کر کے چلین رستم نے دیکھا کہ تین طرف سے مجھکو گھیرا ہی فورًا
رستم نے ایک پاؤن پیچھے ہٹا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار فیلسوار کی روکی اور
فیل پر گھونسہ مارا کہ ہاتھی کا سر پھٹ گیا تیغۂ ہفت جوہر چمکا یا محیل کی آنکھوں تلے

اندھیرا آگیا خاموش ہوکر کھڑی ہوگئی ہاتھ پاؤن کی طاقت جاتی رہی رستم نے اوپرسے ہاتھ مارا کہ محیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ مارا کہ فیلسوار کا سر اُڑگیا مرنے سے محیل کے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے آواز مہیب آنے لگی اسقدر اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا برقین چمکنے لگین ہزارہا طائر ابر سے نکلے پرون سے سر پیٹتے تھے اور آواز دیتے تھے کہ یارو مقام افسوس ہی محیل ایسی ساحرہ قتل ہوگئی رکن طلسم ہفت پیکر کا گر اقدرت اپنی جان کی خیر منائین جو فکر کرنا ہو کرین اب کوئی شعبدہ نہ چلیگا یہ آوازین سُنکر ہفت پیکر گھبرایا سوچا کہ ابتو محیل اتنی بڑی ساحرہ بھی قتل ہوگئی اب کیونکر میری جان بچیگی اسوقت سے بڑھکر اور وقت نہ ملیگا نکل چلو مگر سوچتا ہی کہ کہان جاؤن سب منسوبات طلسم مٹ چکے کہ ایک طائر ابر سے گرا اور اُسنے ایک آواز دی کہ یا خداوند صحرا اے لستترن زارین جائیے ملکہ لستترن جادو خدمتگزاری کریگی مجھکو یقین ہی کہ مسلمانون پر وہ آفت برپا کرے کہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین ہفت پیکر نے پلٹ کر کہا اے یار غمگسار اسوقت مصیبت مین تو نے کیا معقول بات سنائی کہ دل بحال ہوگیا حقیقت مین لستترن نہین آئی یہ کہکے اشارہ کیا کہ یارو نکل چلو مرنے سے ساحرہ کے اندھیرا ہو رہا ہی اسوقت کوئی تعرض نہ کریگا یہ کہکے ہفت پیکر نے ایک تخت سحر بنایا اُسپر سوار ہوا کُل مشیر و وزیر ہمراہ ہوئے جیسے ہی ہفت پیکر کا تخت بلند ہوا ملازم ساحر کہ اپنی جان سے بیزار ہو رہے تھے خوش ہوگئے کہا یارو مسلمانون کے ہاتھ سے بچنے کی امید نہ تھی ستر لاکھ کا لشکر قتل ہوا ستر لاکھ مین تھوڑے سے باقی رہگئے اب قدرت کے ساتھ نکلجائینگے طائر بنکر اُڑے ہمراہ تخت ہوئے جب یہ بلند ہوچکا اور طلسم کشا کی نگاہ پڑی ہر چند طلسم کشا نے تیر مارے مگر ہفت پیکر بلند ہوچکا تھا کوئی تیر نہ پڑا البتہ کئی ساحر کشتہ ہوکر گرے شمس نے چاہا مین بلند ہوکر جاؤن ہفت پیکر کو روکون طلسم کشا نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شمس جانے بھی دو آخر کہان جائیگا جہان جائیگا وہان پہونچینگے شمس رُک گیا ہفت پیکر نکلگیا ہر چند کہ سب لشکر قتل ہوا مگر اب بھی لاکھ ساحر

ساتھ ہین مگر خستہ و شکستہ حیران و پریشان شکست خوردہ چند وزیر بھی زخمی ساتھ ہین لنسترن اپنے کوہ پہ بیٹھی ہی ساٹھ ستر ہزار کنیزین حاضر ہین صحراے پر بہار سامنے ہی اُسکی سیر دیکھ رہی ہی لکہ ہاے ابر آسمان پہ لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرا درختون پہ چہک رہے ہین پھول خوشبودار مہک رہے ہین چشمونکا موج مانہ نابہ بہار دیکھکر لنسترن نے کہا ارے گائن کو بلاؤ گائن قوم کی ڈومنی شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

زیبا ہی جعد گیسوے خمدار کے لیے — ہین پیچ و خم ازل سے بنے مار کے لیے
تسبیح کے لیے ہی نہ زنار کے لیے — گردن ہی میری خنجر خونخوار کے لیے
منڈلانہ روح تو بھی تن زار کے لیے — یہ مشت استخوان ہین سگ یار کے لیے
تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون — طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے
پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی — یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے
سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بنگیا — بوسے کئی جو اُس گل رُخسار کے لیے
وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو — آنکھون پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے
او موت تو نہ آئی گلہ تجھسے رہ گیا — سب آچکے عیادت بیمار کے لیے
کب سے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین دور سے — جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے
اب کیا رہا ہی باغ مین رہنے دے باغبان — دو چار پھول رہنے دے گلزار کے لیے
صیاد گھات مین ہی الٰہی بچائیو — پھندے لگے ہین بلبل بیمار کے لیے
ظالم ہو بد زبان ہو یا بد مزاج ہو — جو عیب ہی ہنر ہی طرحدار کے لیے
پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شب فراق — بحران کا نہ دور پھر ہو ابیمار کے لیے
روے صبیح و زلف سیہ بار آئی ہی — کاسہ بھرا ہی شیر سے جب مار کے لیے
او ترک مست شوق سے مستانہ چال چل — لغزش قدم کی حُسن ہی میخوار کے لیے
دوکانین بند ہونگی جدا راستے جدا — نکلو نہ سیر کوچہ و بازار کے لیے
تقصیر وار ہوگا کہیگا جو حرف شوق — سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے

مرجائین تو بھی نہ زاغ و زغن خوشنوا نہ ہون	نغمے ہین عندلیب کی منقار کے لیے
اُلجھے تھے رند مجھسے بڑا معرکہ پڑا	ہتھیار چھینے رات کو اغیار کے لیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر بیخود اور بے شرم ہی کہ نسترن نے دیکھا خداوند ہفت پیکر تخت اُڑاتے ہوے آتے ہین لاکھ ساحر پشت پر پرا باندھے ہوے نسترن آمد خداوند دیکھکر گھبرا گئی اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ خداوند خیر کرین مقام تعجب ہی کہ قدرت آتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی جنگ مین شکست کھائی تیغہ خون آلود سامنے رکھا ہی ساتھ والے زخمدار و بیقرار ہین بلند ہو کر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا سجدہ کر کے پوچھایا خداوند خیر تو ہی مین سب چیزین بربادی طلسم کی سن چکی ہون میرا ارادہ تھا کہ مین آؤن کنیزون نے خبر دی تھی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر جواب دیا ای رفیق و شفیق قدرت نے شکست کھائی قصر عشرت خالی ہوا صحراے عشرت خیز مین محل طلسم کشا کا ہو گیا مجیل چرخزن نے آکے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر طلسم کشا کے پاس لوح موجود ہی ہر مقام پر خبر دیتی ہی طلسم کشا کب دھوکا کھاتا ہی جو سحر کیا لوح نے اُسکا دفعیہ بتا دیا آخر مجیل قتل ہوئی قدرت نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین نکل چلو طائر خیر خواہ نے خبر دی کہ صحراے نسترن زار مین جائیے ای نسترن شمس فلک ہفت پیکر ایسا کاہن طلسم کشا کے ہمراہ ہی وہ ضرور خبر بتائیگا کہ قدرت صحراے نسترن زار مین گئے جو انتقام کرنا ہو کرو نسترن نے کہا یا خداوند مین جانتی تھی جب شکست فاش ہو گی تو میرے ملک مین آپ تشریف لائیےگا مین خدمت سے باہر نہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی چلکر جلسے مین بیٹھیے نسترن ہفت پیکر کو لیکر آئی مقام صدر پر جگہ دی کنیزون کو حکم دیا بڑھکر خبر لو جب طلسم کشا پہونچین تو ہمکو خبر ہو ہم انتقام کرینگے طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینگے قدرت کو بالاے ہفت کوہ پہونچائینگے کنیزین براے خبر چلین یہان رستم پیلتن جنگ سے فارغ ہوے سب فوج کو لیکر پلٹے پہلے اُس مقام پر آئے کہ جس مقام پر صاحبقران زخمدار بیٹھے تھے اور کل سردار بیہوش پڑے تھے وہان آکر دیکھا سب سردار بیہوش پڑے ہین مگر صاحبقران کا نشان نہین رستم گھبرا گئے

جو سردار صحیح و سالم ہین وہ سب دوڑ کر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقاے نامدار
کو کون لیگیا ہم سبکو داغ دیگیا آخر صلاح یہ ہوئی کہ شمس کاہن کل طلسم ہی اُس سے دریافت
کرو کہ ہفت پیکر کہان گیا شاید وہی صاحبقران کو لیگیا شمس فلک ہفت پیکر کو بلایا
اُسکے سامنے جو ذکر ہوا اُسنے زانو پر ہاتھ مار کر کہا مین پہلے ہی سمجھے ہوے تھا کہ آج فردا
صاحبقران پر کوئی اُفتاد پڑیگی لیکن مین حال ہفت پیکر دیکھتا ہون یہ کہکے کتاب نجوم
نکالی اُسمین دیکھنے لگا جب طرح دی تو معلوم ہوا کہ ہفت پیکر صحراے لشترن زار
مین گیا لشترن جادو نے دعوت کی ہی کوہ لشترن پر بیٹھا ہوا نجوم سے حال دریافت
کر رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر کہنے لگا کہ ای رستم مقدمۂ صاحبقران مین کوئی حکم نہین
نکلتا علم جواب دیتا ہی یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر ہمیشہ سے کاربند ہون مگر اسوقت دردمند ہون
جب بمقدمۂ صاحبقران دیکھتا ہون حال ہفت پیکر معلوم ہوتا ہی یہ نہین خبر ہی کہ امیر کو
کون لیگیا اور کہان لیگیا خواجہ نے کہا مین بر سر کوہ لشترن جاتا ہون خود لشترن سے
پوچھونگا کہ صاحبقران کہان قید ہین جب حال معلوم ہوگا تب تدبیر رہائی کی کرونگا یا مجکو
بھی موت لیے جاتی ہی ہرچند کہ ساحرون نے کہا ہم لوگ جائین علم سحر سے دریافت
کرین مگر رستم نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیا اور ساحرون کو منع کیا کہ بمقدمۂ امیر جو
دلکو خواجہ کے لگے گی وہ کوشش کسی سے نہ ہوسکے گی ہم لشکر لیکر آتے ہین آپ آگے
بڑھیے خواجہ اُسیوقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوے بموجب ہدایت شمس
طرف صحراے لشترن زار کے چلے رواروی کرتے ہوے آتے ہین راہ مین جو قصر
ملا عیاری کرکے اُسمین پہونچے وہانکے حاکم سے دریافت کیا مگر نشان صاحبقران
نہ معلوم ہوا دوسرے دن صحراے لشترن زار مین پہونچے قضاے کار چند کنیزین
کہ افسر اُنکی شبرنگ جادو ہی گوشۂ صحرا مین کھڑی انتظار آمد طلسم کشا کر رہی ہین خواجہ
ایک ساحر کی صورت بنکر اُن سب کے سامنے آئے شبرنگ نے پوچھا کہ ای ساحر
کہان سے آتا ہی لشکر طلسم کشا تو نہین دیکھا خواجہ نے قریب آکر جواب دیا ای ملکہ تمام
طلسم کشا امروز فردا مین آئیگا مین لشکر طلسم کشا مین رہتا تھا راز کی باتین مجھے معلوم ہین

ذرا کنارے آئیے تو مین آپ سے بیان کرون چلاکر کہتے خوف آتا ہی یہ کہکے شبرنگ
کو الگ بلایا ایک درۂ کوہ مین لیگئے باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُسکو بیہوش کرکے
درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلے مگر حیران تھے کہ مین نے جسکو بیہوش
کیا اُسکا نام کیا تھا مین نے نام دریافت نہ کیا جیسے ہی باہر نکلے کنیزون نے پکارکے
پوچھا کہ کیون بوا شبرنگ وہ ساحر کہان گیا کیا بتا گیا خواجہ نے جواب دیا کہ دو
چار دن کے بعد لشکر طلسم کشا کا آئیگا یہ کہکے کہا مین ملکہ کے پاس جاتی ہون ملکہ سے
جاکر پوچھون کہ صاحبقران کہان قید ہین دریافت کرونگی مجھکو اگر قید صاحبقران پر
نگہبان کرین تو تڑپ تڑپ کے صاحبقران مرین کنیزون نے کہا ای شبرنگ تم کچھ
دیوانی ہوئی ہو صاحبقران کی قید کہان ہی قدرت نہین لائے ایسے گھبرائے ہوئے
آئے کہ حمزہ کو نہ لاسکے اب تو خواجہ گھبرائے کہ اگر آقاے نامدار کو ہفت پیکر نہین
لایا تو کون لیگیا خیر حال دریافت ہوجائیگا آخر وہان سے نکل آئے اِدھر رُستم نے بعد جانے
خواجہ کے لشکر ساحران آراستہ کیا کوچ کرکے طرف صحراے نشترن زار کے
چلے خواجہ نے راہ مین ایک مسافر کو دیکھا اور عقل سے دریافت کیا کہ اِسکے پاس
اشرفیان ہین کسی طرح اِسکی اشرفیان لینا چاہیین کچھ سوچکر دوڑے ہوے پشت سے
مسافر کے سامنے آملے مگر بدحواس گھبرا گھبرا کر کہنے لگے ای بھائی تمکو کچھ معلوم ہوا
گانون سے ایک بیل بھاگا ہوا آتا تھا اُسنے میری پشت پر لات ماری یہ کہکے پشت پر
مسافر کی ایک ہاتھ مارا اشرفیان کھنکین باتون مین لگاکر مسافر کو بیہوش کیا اشرفیونکی
ہمیانی کھول لی لباس بھی اُتار لیا کہ صحراے گرد اُڑتی دیکھا لشکر رستم آتا ہی مسافر کو تو
کھینچکر درۂ کوہ مین چھپادیا دیکھا آگے لشکر کے رستم بصد شوکت وحشم پشت پر سرداران
نامی و سرداران صاحبقران لندھور وغیرہ بھی باادب ساتھ ہین گھوڑے اُڑاتے
ہوے آتے ہین ایک طرف شمس فلک ہفت پیکر سب جادوگر اِسکی پشت پر
پرا جمائے ہوے آتا ہی رستم نے خواجہ کو دیکھا گھوڑا اُبڑھاکر پوچھا کیون عم نامدار
قبلہ وکعبہ کا پتہ لگا عمرو نے آنکھون مین آنسو بھرکر جواب دیا ای فرزند مین نے بڑی

کوشش کی لیکن صاحبقران کوہ لسترن نزار پر نہین ہین ہفت پیکر انکو نہین لے گیا ہی
اور کہین پتہ لگائینگے کہین تو پتہ ملیگا یہ کہکے رستم کے ساتھ ہوے رستم کا لشکر آتے آتے
صحراے لسترن نزار مین پہونچا بالاے کوہ سے ہفت پیکر نے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا
مثل مور و ملخ کے آیا تمام صحرا معمور ہوگیا لسترن جادو نے جو آمد لشکر طلسم کشا دیکھی
گھبرا گئی کہا یا خداوند لشکر طلسم کشا بہت ہی آپ کے پاس فوج کم ہی کیونکر مقابلہ ہوگا
ہفت پیکر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم شعبدے کرو طلسم کشا کو دھوکے دو اگر کسی رنگ
مین پھنس گیا اور لوح کو نہ دیکھا تو بیشک گرفتار ہو جائیگا ورنہ طلسم کشا میرا خواہان
ہی پہاڑ سے اُتر کر لڑونگا سب ساحرون کو مار لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر
لسترن اپنے مقام سے اُٹھی خوشرو سے خوشخرام اپنی وزیرزادی سے کہا کہ اے
خوشخرام طلسم کشا کو لگا کر باغ مکر مین لے جاؤ وہان پھنساؤ خوشرو نے کہا مین جاتی
ہون لیکن طلسم کشا جو آکر اُترے شام کو لگہ ہاے ابر آسمان پر آئے خواجہ عمرو سے
کہا اے عم نامدار میرا دل چاہتا ہی کہ شکار کو جاؤن دوپہر تک پلٹ آؤنگا خواجہ نے
کہا اے فرزند تمام صحرا سحر سے معمور ہی ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کوئی فتور کرے رستم نے
کہا لوح پاس موجود ہی دمبدم اِسکو ملاحظہ کرونگا بہر نوع سمک کو حکم ہوا کہ سامان
شکار صبح کو در دولت پر حاضر رہے سمک نے بوقت سحر پہلیے قراول در دولت پر
حاضر کیے گھوڑا کسا ہوا تیار رستم سوار ہوے طرف صحرا کے چلے جنگل مین آکر پہونچے
وقت نماز قریب آیا ملازمون نے سجادہ بچھایا شاہزادے نے نماز ادا کی بعد فراغ
نماز دست دعا بدرگاہ رب العزت بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز مجھکو ہفت پیکر پر
مظفر و منصور کرنا اُسوقت بھی لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ خیر و عافیت ہی گھوڑے پر
سوار ہوے طبل باز پر چوب پڑی بقول شاعر فرد چو در تا لبدن آمد طبلک باز ٭
در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز ٭ رہا شد بر ہوا باز سبک پر ٭ جہان شد خالی از کبک و
کبوتر ٭ رستم شکار کھیلنے لگے اور ہوا کو پرندون سے خالی کیا دن چڑھے فرمایا کیون
سمک کوئی آہو نہ ملا سمک نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبر آیا چاہتی ہی کہ

سمک

سامنے سے چند گنوار دوڑتے ہوے آئے عرض کی او شہریار سامنے ایک کھیت ہی
وہان کئی سو ہرن چرا کر رہے ہین حضور چلکر شکار کرین رستم نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کئی
سو مادہ آہو چرا کر رہے ہین بیچ مین ایک نر جسکی پشت پر سفید لکیر ہو سنگوٹیان مثل زلف
محبوبان تاؤ پیچ کھاے ہوے مادائون پر مستی کرتا پھرتا ہی رستم نے کہا اور مادائون کا
سب کو اختیار ہی بیچ مین جو یہ نر ہی اسکو ہم شکار کرینگے جسکی طرف سے نکلجائیگا تو ہمین
ملال ہوگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا وہ وحشی صیاد کو کمین مین دیکھکر بھاگے سرداروں نے
اُن سب پر گھوڑے ڈالے وہ نر سامنے رستم کے کھڑا ہوا اور جست کر کے رستم کو
فرا گیا رستم نے گھوڑا پھیرا طبیعت کو ناگوار بھی ہوا کہ بے مارے اسکو نہ چھوڑونگا
گھوڑا سرپٹ اُسکے پیچھے ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ قریب اُسکے پہونچ
گئے لیکن آہو نے طرارہ بھرا ایسا پہلو نہ پایا کہ اُسپر نیزہ مارین پہر بھر کامل اُس آہو کے
پیچھے سرگردان رہے ایک مقام پر آکے آہو ٹھہرا رستم نے تیر مارا کہ آہو لنجھیا کے
گرا رستم نے کود کر اُسکو بہ قربانی پہونچایا پلٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین کہ شاید عیار آو
یا کوئی ساتھ والا پہونچے مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ طرف سے
صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ لنجھیاتا ہوا آتا ہی رستم نے تیر مارا وہ بھی
آہو گرا رستم نے اُسکو بھی بہ قربانی پہونچایا اب انتظار ساتھ والونکا ہی پشت آہو سے
تیر نکالا رومال سے خون پونچھکر چاہتے ہین کہ نام پڑھون کہ پیکان تیر پر کسکا نام رقم ہی
کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش اپنے صید کو تلاش کرتا ہوا چوکنا
ہو رہا ہی اپنا آہو قریب رستم جو پڑے ہوے دیکھا گھوڑا اُڑا کر نقابدار قریب آیا
کہا کیون جوان اجل گرفتہ میرے شکار کو تو نے شکار کیا کچھ خوف نہ آیا رستم نے جواب دیا
صحرا مین کیا کسیکا اجارہ ہی شکار سامنے میرے آیا مین نے تیر مارا دیا نقابدار نے کہا کہ
ہم اسکے بدلے تمھین شکار کرینگے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مین نرمی اعضا مین گرمی پائی ہکا بکا اُٹھایا کہ جو بڑا بند نقاب ٹوٹا معلوم
ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک نازنین ہی ابروے خمدار کھینچی ہوئی تلوار

آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ تابان یا مہر درخشان اگر گل گلاب سامنے آئے تو رنگ عارض سے شرمائے سراپا خوب معشوق مرغوب غنچہ دہن رشک چمن رنگ عارض فخر نسرین و نسترن صورت زیبا دیکھکر شاہزادہ حیران دل بیچین آنکھون مین آنسو بھر آئے پسینہ آگیا قلب تھر آگیا ہاتھ جو کانپا وہ نازنین خود چرخ کھاکر گری بیہوش ہوگئی تھوڑے عرصے کے بعد عالم بیہوشی سے جو آنکھ کھلی اپنے کو فرش خاک پر پایا اُودھر شاہزادہ فرش خاک پہ بیہوش ہو کے گرا تھا نازنین نے جو صورت زیبا کو فرش خاک پر دیکھا سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھ لیا آنکھو سے اشک حسرت گرنے لگے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کو جو ہوش آیا سر کو اپنے زانوے محبوب پہ پایا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچا پایا چاہا کہ عرصۂ دراز تک لیٹا رہون اُس نازنین نے شرماکر کہا اے جوان اپنے نام نامی سے آگاہ کر پیر نہ پھیلا ہوش مین آ رستم اُٹھ بیٹھے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنا تو یہ حال ہو رہا ہے

نظم

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوا جہان کیون ہو
خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو

مزا آتا نہین تھم تھم کے مجھکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو

گئے ٹھکرا کے مجھکو اور پھر کہتے گئے یہ بھی
نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو

نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجھکو
جو پیدا کی ہو مر مر کے وہ دولت رائگان کیون ہو

رستم نے اسطرح جو یہ اشعار پڑھے اُس نازنین نے شرماکر سر جھکا لیا کہا اے شہریار آپ کو تو دیوانگی ہے یا وہین اگر مناسب ہو تو یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان ضرور تشریف لے چلیے مین سحر و ساحری نہین جانتی میرے عزیز و اقارب کو چہ سحر و ساحری سے بخوبی واقف ہین مگر مین نے سحر و ساحری نہین سیکھی رستم اُٹھے اور اُس نازنین کے ساتھ چلے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ چند کنیزین ملین اُنھون نے پوچھا کہ اے ملکہ خوشرو یہ کون صاحب ہین خوشرو نے اشارے سے منع کیا کہ کچھ نہ پوچھو یہی طلسم کشا

ہین دام مکر مین پھنسے ہین باغ مین لیے چلتی ہون لوح وغیرہ لے لونگی انکو قید کر کے لیجاؤنگی
کنیزین بھی ہنس ہنس کے باتین کرتی ہوئی چلین تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہوا ملا ساتھ اُس نازنین کے اُس باغ مین آئے دیکھا باغ نہایت درست
عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرین ہر طرف جاری پھولون کی مہک طائرون
کی چہک عجب ہنگامہ ہی وہ نازنین رُستم کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئی مسند پر
جگہ دی آپ پہلو مین آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے
گلابیان حاضر کین کشتیان کباب کی لاکر رکھین جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھکر سامنے
رُستم کے پیش کیا رُستم نے بے اندیشۂ انجام جام لے لیا چاہا بلا تکلف پی جاؤن سامنے
بارہ دری کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا رُستم کی جو نگاہ اُٹھ گئی دیکھا کہ اُس
طائر کی آنکھون سے آنسو جاری ہین اور مثل انسان کے پکار کر آواز دیتا ہی کہ مقام
افسوس ہی کہ اُستاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ لے کیا غفلت ہی یہ کیا صورت ہی اُس
نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا ای شہریار جام پیجیے اِس باغ مین سب طائر مثل انسانون کے
باتین کرتے ہین جام نوش کر کے کلام کیجیے گا رُستم نے پھر چاہا کہ جام پیون اُس طائر
سے آنکھ ملائی طائر نے آواز دی ای شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے نادان نہ ہو جائیے
رُستم نے بائین ہاتھ سے لوح کو اُٹھایا اب جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا اگر تم نے
خوشتر وے خوشخرام جادو کا جام پیا تو ہوش اُڑ جائینگے لوح لینے کی فکر کر رہی ہی خود
اُتار کر دیدو گے تحفہ جات قبضے سے نکلجائین گے مگر یہ شراب اِسی پر پھینکدو دیکھنا کہ
کیا کیفیت ہوتی ہی رُستم نے اُسکو قریب بلایا کہا صاحب آدھی تم پیو آدھی ہم پئین گے
یہ سُنکر وہ نازنین پیچھے ہٹی چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن طلسم کشا ہوشیار ہو گیا طلسم کشا نے
وہ جام پھینکا چند قطرے جو جسم پر اُس نازنین کے پڑے ایک چیخ ماری کہ او نامنصف
یہ کیا کیا ہاے بے موت مارا جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگی
جلکر خاک سیاہ ہوئی اُسی کے جسم کے شعلے کنیزون پر پڑے کنیزین بھی جلکہ خاک ہوئین
تمام باغ جلنے لگا نہرون سے آگ نکلنے لگی تھوڑے عرصے مین آوازہ آئی کشتی مرا نام

مین خوشروے خوشخرام جادو بود رستم اپنے مقام سے اُٹھے چاہا کہ باہر نکلجاؤن کہ
صحرا سے گرد اُڑی سمک یلداقی تعاقب مین اپنے آقا کے نکلا تھا سامنے آکر پہونچا
پوچھا حضور کیون کبیدہ ہو رہے ہین رنگ رو متغیر آپ متحیر ہین مین حیران ہون کہ
بندگان عالی پر کیا سانحہ گذرا کہ چہرہ اُتر گیا رستم نے کہا ای سمک خدا نے بڑی خیر کی
ایک ساحرہ لگا کر مجھکو لے گئی تھی چاہتی تھی کہ شراب پلاؤن لیکن ایک طائر نے ایسی
دوستی صرف کی کہ اُسنے بچا دیا مین نے لوح کو دیکھا اُس سے سب حال معلوم ہوگیا
ابھی اُسکو مارکر نکلا ہون مگر وہی صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی سمک نے کہا
ای آقاے نامدار سامنے زیر نہر بیٹھ جائیے مین تھوڑا پانی لاؤن منھ ہاتھ دھوئیے اور
چند قطرے نوش فرمائیے رستم جانتے ہین کہ میرا عیار روفادار ہی زیر نخل جاکر بیٹھے اُدھر
سمک چھاگل لیکر بھاگا حوض پر سے آکے پانی بھرا سامنے رستم کے لایا رستم نے
دونون ہاتھون سے جام لے لیا اور چاہا کہ پانی پیون کہ یکایک ایک آواز آئی خبردار
پانی نہ پیجیےگا ورنہ پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو پر بنجائیگی بقول شخصے قطرے کا چوکا اگر
گھڑے ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہی لوح کو دیکھو رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ
خوشخرام کی بہن کبک رفتار جادو ہی یہی پانی اِسپر پھینک دو رستم نے وہی پانی
اُسی پر پھینکدیا سمک نے پکار کر آواز دی غلام کو بے موت مارا رستم اُٹھ کھڑے
ہوے چاہا لپٹ جاؤن کہ وہ طائر زمین پر گرا غلطک مار کر ایک معشوق پریچہرہ بنگیا
رستم نے پہچانا ماہی سحر نے عرض کی ای شہریار جب حضور واسطے شکار کے چلے تو
اِس کنیز کو قرار نہ آیا طائر بنکر آپ کے ساتھ ہوئی جب اُس مکارہ نے آپ کو صورت
دکھائی جب ہی کنیز آگاہ ہوئی تھی چاہتی تھی کہ آپ کو آگاہ کرون مگر موقع نہ پایا جب
دیکھا کہ آپ شراب پیا چاہتے ہین تب مجکو چین نہ پڑا جانتی تھی کہ اگر قطرہ شراب کا پیا
تو آپ پانی ہوکر بہ جائینگے یا مزاج بدل جائیگا تب آخر پکار اُٹھی بہن نے جو اُسکی
یہ مہر کہ دیکھا آپ کے عیار کی شکل پہ آئی خدا نے آپ کو بچایا اب لشکر مین چلیے اب
ماہی سحر ساتھ ہی تھی مگر نسترن جادو جب وزیرزادی کو روانہ کرچکی تو ہفت پیکر نے

کہا یا خداوند خوشرو کو تو مین نے روانہ کیا اب لشکر کو طلسم کشا کے تباہ کر دون گا اگر شاید زندہ پلٹین تو غم معشوقہ مین مبتلا ہون ہفت پیکر نے کہا ای لنسترن چار دن اور چار رات وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی اب تم جا کر سحر کرو اور چند سحر بنائے ہوے اپنے لنسترن کو دیے کہا انکا توڑ غیر ممکن ہی یہ سنکر لنسترن بالاے کوہ آئی آتے کے ساتھ ہی جام پانی کا بھر کے سامنے رکھا کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُنکو لگا ابر بنا کر اُڑا دیا وہ لگا ابر بنکر آسمان پر آئے اول تو بوندیان پڑین بعد تھوڑی دیر کے موسلہ دھار پانی پڑنے لگا برف برسی لشکر طلسم کشا مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی شمس اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا یہ ہلڑ سنکر نکل آیا دیکھا کہ برف پڑ رہی ہی چند سنگ اُٹھا کر شمس نے طرف آسمان کے پھینکے یہان لنسترن کھڑی تھی کہ فورًا ایک پتھر آ کر جام آب پر پڑا جام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا روئی کے گالے آسمان سے گرے لشکر طلسم کشا مین امان ہو گئی لنسترن نے جو یہ معرکہ دیکھا پھر آ کر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند یہ معرکہ گذرا کہ جام آب پر پتھر گرا جام آب ٹوٹا سحر مٹ گیا ہفت پیکر نے کہا اُس لشکر مین شمس موجود ہی اُسی نے دفع سحر کیا اب لشکر پر آگ برساؤ جانورون کو بھیجو کہ فوج کو تباہ کرین لنسترن نے بالاے کوہ آ کر ایک دو پتھر زمین پر مارا اور آواز دی ای ببران صحرا نشین دشمنون کو لینا کوئی زندہ نہ بچے سب کو چیر پھاڑ کر کھا جاؤ کئی ہزار شیر جنگل سے نکلے اور لشکر طلسم کشا پر آ کر گرے جو سامنے آ گیا اُسکو چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی اُن شیران صحرا کے ہاتھ سے مارے گئے لشکر سرداران رستم شیرون سے لڑ رہے ہین کسی شیر کی کلائی توڑ ڈالی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار جو پڑی شیر کا سر کٹکر زمین پر گرا دو شیر نگئے اُس مارنے والے پر جا پڑے گھیر کر اُس بہادر کو مارا جب زیادہ ہلڑ ہوا تو ہرکارون نے آ کر شمس سے خبر کی شمس نے جواب دیا یہ کوہ لنسترن زار ہی صدہا آفتین پیدا ہونگی خدا سب کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک شیر سب کے آگے ہی سب سے زیادہ کلان جو اُسپر حملہ کرتا ہی شیر دھڑ کو مارتا ہی وہ شخص دیوانہ ہو کر یہ اشعار آواز بلند پکار پکار کے پڑھنے لگتا ہی نظم

جگر مین رہگئی ای صدمۂ جدائی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی چھوڑ کر نہ کھائی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی
وہ سخت جان اُسکے اُچٹ اُچٹ کے لگی
سراغ درد کو بھی بیشتر نہین ملتا
وے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم
لہو فراق مین تھوکا برنگ شیشۂ مے
جگر مین ڈالتی ہی گھاؤ اُسکی ترچھی نظر
مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کیطرح
نہ پوچھ کوچۂ اُلفت کی سختیان ای خضر
ہمارے دلکو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے
تمھاری چشم سیہ کا جو ہو گیا سودا
شکست توبہ کی ہوا اسقدر تکرار
نشان اُنکے طمانچونکا منھ پہ کچھ تو رہے
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہی
جلال بیٹھ گئے سر پکڑ کے زیر فلک

اُبھارتے رہے نالے اُبھر نہ آئی چوٹ
یہ بارہا مری تقدیر مجھپہ آئی چوٹ
تو اُس سے دست بسر ہو کے پہلے آئی چوٹ
فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
ہماری چوٹ پہ آئینے نے بھی کھائی چوٹ
دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
لگائی دل پہ مقدر نے کج ادائی چوٹ
تری نگاہ نے تیغ کے بھی لگائی چوٹ
جو بیستون کی طرف کو اُبھار لائی چوٹ
قدم قدم پہ ہی ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
کہان یہ ہو چکی رکھتی تغی کیا رسائی چوٹ
یہان دکھاتی ہی تاثیر مومیائی چوٹ
ہرن کی آنکھون کے ڈھیلونکی ہمنے کھائی چوٹ
کہ زاہد بھی تو کہے چوٹ پر لگائی چوٹ
دکھائے وصل مین اتنی نہ بیوفائی چوٹ
کریگی ای سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
سر خمیدہ اُٹھاتے ہی وہ اُٹھائی چوٹ

ایک جوان یہ پڑھتا ہوا جاتا تھا کہ شمس نے للکارا او جوان کیا بیہودہ بکتا ہے وہ جوان طرف شمس کے چلا للکارتا ہوا بحسرت پکارتا ہوا کہ میرے مقدمے مین دخل نہ دو مین نے وہ رنگ دیکھا کہ قلب اُلٹ گیا معلوم ہوتا ہی کہ کلیجہ پھٹ گیا ہائے معشوق

پریچہرہ نے پکارا اور مین نہ گیا ارے کتنا میرا غضب ہو گیا کیا اپنا حال سناؤن اے شمس میری عجب کیفیت ہی آنکھون کے سامنے وہی صورت ہی تمھارے ٹوکنے نے بہت ملول کیا اب کیا کرون جی چاہتا ہی صحرا ے نجد مین قبر مجنون پر بیٹھ رہون اُستاد سے پوچھون کہ عشق مین کیونکر بسر کرتے ہین یا طالب دیدار مرتے ہین شمس نے پکارا کہ ہمارے پاس آؤ ہم تمھین معشوق سے ملا دینگے وہ جوان تلوار کھینچکر قریب شمس کے آیا چاہا کہ ہاتھ مارون شمس نے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا وہ جوان بیہوش ہو کر گرا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا تو ہوش مین ہوا شمس کے گرد پھرنے لگا کہا اُستاد مجھے خوب بچایا شمس نے پوچھا کیا معلوم ہوتا تھا اُس جوان نے جواب دیا کہ ایک باغ بہشت آئین آنکھون کے سامنے تھا ایک معشوقہ پری پیکر بلا رہی تھی جی چاہتا تھا کہ جان دون یا وہان پہونچون تمھارے پاس آنے سے وہ باغ آنکھون سے نہان ہو گیا شمس سردارون کا علاج کرتا پھرتا ہی اور گھبرا کر کہتا ہی کہ آقاے نامدار کا اِسوقت مین نہ ہونا باعث خرابی ہوا سبب ترقی و بیتابی ہوا ارے یارو شکارگاہ مین جاؤ آقاے نامدار کو ڈھونڈھکر لاؤ تب یہ بلا دفع ہو سوارون نے گھوڑے دوڑاے اُس تلاش مین رُستم کی چلے راہ مین رُستم ملے ماہی سحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہی کہتی جاتی ہی حضور لشکر کی خدا خیر کرے نسترن جادو بڑے بڑے فتور برپا کریگی دیکھیے بیمانسے کیونکر نجات ہو کہ سامنے سے سوار آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر پر آفت برپا ہی تمام لوگ تباہ ہو رہے ہین شمس نے بہت سردارونکو بچایا مگر اکیلا کیا کرے آفتاب اپنی جان بچاتا پھرتا ہی کئی مرتبہ آفتاب سحر چمکایا مگر آفتاب سیاہ ہو جاتا ہی روشنی نہین دیتا لشکر مین عجب تلاطم ہی ہوش ہر ایک کا گم ہی دیکھیے انجام کیا ہو رُستم نے گھوڑے کو دوڑایا ماہی سحر پر پرواز کر کے چلی اُسوقت رُستم پہونچے کہ لشکر مین تلاطم ہی سوار و پیدل بھاگے جاتے ہین بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین **نظم**

اُڑا کے لیگئی صبا مرا غبار ہر طرف — کسیکو ڈھونڈھتا پھرتا یہ اِک سوار ہر طرف
پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف — ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہی پکار ہر طرف
ہزارون حسرتین ہو گئین شہید جور آسمان — زمین دلپہ بنگئے بہت مزار ہر طرف

نہ پہونچی یار کی خبر برائے دلبری کدھر — جہان بھر کی لی خبر گیا یہ تار ہر طرف
کسیکی چشم مست کو ہی گردش آج بزم مین — برنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف
جگر مین شب کو چین تھا نہ دل مین درد ہجر کو — سبب تھا کچھ پھرا کیا جو بیقرار ہر طرف
رفیق ہی گلو کی بھی شفیق بلبلون کی بھی — چمن مین دیکھ باغبان کہ ہی بہار ہر طرف
کہین ہی ذکر یا خدا کہین ہی شور یا صنم — پڑی ہی شیخ و گبر مین تری پکار ہر طرف
تمھین نے دیکھ لیا جلال دید یار کا سانحہ — کھڑے تھے ورنہ حشر مین امیدوار ہر طرف

رستم نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا لوح کو گلے سے اُتار ا ماہی سحر آکر آسمان پر ٹھہر آئی لشکر کا جو یہ حال دیکھا گھبرا گئی سحر کرتی ہوئی آسمان سے اُتری دیکھا سب شاہزادیان دریائے عرق مین غرق دفع سحر کر رہی ہین مگر وہ ہنگامہ نہین ٹلتا مطلب اصلی نہین ملتا ماہی سحر بھی کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی مگر اپنی وزیرزادی نہنگ بحری کو دیکھا کہ آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین ایک گوشے مین کھڑی رو رہی ہی ماہی سحر نے آکر آنسو پونچھے اور پوچھا کیون نہنگ بحری ای وزیرزادی کیون رو تی ہو نہنگ بحری نے جواب دیا آپ ملاحظہ تو فرمائیے کہ سمک یلداقی او ر معشوقہ سے باتین کر رہا ہی مین نے جو طعن کی تو اُسکا جواب دیتا ہی کہ تجھے کیا ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری یہ خیالات سحر نسترن ہین صدہا جوان تیری طرح گرفتار دام محن ہین دیکھ سمک یلداقی وہ سامنے کھڑا ہی اپنے آقا سے کچھ باتین کر رہا ہی نہنگ بحری نے جو سمک کو دیکھا اور ماہی سحر نے منھ پر ہاتھ بھی پھیرا پشت پر ہاتھ رکھا نہنگ بحری کو تسکین ہوئی رستم پیلتن نے لوح کو جھکایا اور حکم بھی دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح کو پڑھکر دم کرو رستم نے فوراً اسم حاشیہ ورد کیا اور پڑھکر جو دم کیا لشکر کا انتشار موقوف ہو گیا اور سب سردار خدمت رستم مین آئے کہا آقائے نامدار آپ لشکر سے کہین نجائیے دشمن درپی آزار ہین رستم نے شمس سے بیان کیا کہ ای شمس میرا لشکر کو جانا اور آفت مین پھنسنا تھا ماہی سحر وقت پر پہونچی اُسنے مجھکو آگاہ کیا لیکن ہرکارہائے لشکر نسترن جو لشکر رستم مین حاضر تھے دوڑے ہوئے پاس نسترن جادو کے

آئے عرض کی ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا عجب آفت مین تھا طلسم کشا نے آتے ہی سب ہنگامہ
برطرف کردیا لوح سربات کی خبر دیتی ہی کچھ پڑھکر پھونکا اب تمام لشکر آرام مین ہی طلسم کشا
شمس وغیرہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین گئے ہین نسترن نے سر پیٹ لیا روتی ہوئی سامنے
ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند غضب ہوا کہ خوشرو پہ کوئی سانحہ گذرا ہفت پیکر
نے کہا کئی جادوگرنیان رستم پر عاشق ہین اُنمین سے کوئی پہونچی اُسنے جاکر آگاہ کیا کتاب لوح
اُٹھا لاؤ کتاب جو آئی ہفت پیکر نے تین حصے کتاب کو اُلٹ دیا نسترن نے کہا یا خداوند
اول سے ملاحظہ فرمایئے ہفت پیکر نے کہا کہ اُس مضمون کو کیا دیکھون جس طور سے رستم
نے طلسم کو فتح کیا اور تحفہ جات ملے اِدھر وہی سب مین نے لکھا ہی اب آخر حال دیکھتا
ہون مضمون جو پڑھا اُسمین نوشتہ پایا کہ خوشرو کو رستم نے مارا ہی ابھی اُسکی قتل ہوئی
رستم نے لشکر مین آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا تمام ہنگامہ موقوف ہو گیا ہفت پیکر نے
سامنے نسترن جادو کے یہ سب حال بیان کیا نسترن نے کہا یا خداوند کیا کرون شمس
نے بڑی آفتین برپا کی ہین ہفت پیکر نے کہا ای نسترن اگر ہو سکے تو آج شب کو جاکر
شمس کو قتل کرو اس شمس کی ذات سے بڑے فتور برپا ہوتے ہین سب نیک و بد سمجھتا
ہی علم ستارہ شناسی مین کامل و اکمل ہی نسترن نے کہا آج شب کو جاؤنگی شمس کو پکڑ لاؤنگی
قتل اور عدم قتل کا آپ کو اختیار ہی ہفت پیکر نے کہا مین اب تمکو اختیار دیتا ہون
کہ اگر شمس کو غافل پانا تو سر کاٹ لانا مین نے پہلے ہی تقدیر کر دی نسترن نے دن بھر
تامل کیا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری دو پہر رات کا وقت ہوا نسترن دریائے
سحر مین غوطہ مار کر پہاڑ سے اُتری لشکر طلسم کشا مین آئی دیکھا لشکر مین جابجا سناٹا پڑا ہی
طلایہ دار طلایہ دے رہے ہین ہر طرف صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی نسترن
کنارے کنارے چلی کسی سے دریافت کیا کہ بارگاہ شمس کس مقام پر ہی لوگون نے
بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ زربفتی اِستادہ ہی اُسی مین شمس ہونگے نسترن نے بشکل عقاب
پرواز کی اور اُڑتی ہوئی قبۂ بارگاہ پر آئی منقار سے قبہ چاک کیا سر جھکا کر دیکھا کہ
شمس کا پلنگ خالی پڑا ہی گھبرا گئی کہتی تھی آخر شمس کہان گیا اور شمس پر یہ سانحہ گذرا

کہ خدمت رستم مین جاکر بیٹھا طریقۂ نجوم کو طرح دی معلوم ہوا کہ آج میری فکر مین لنسترن
آئیگی طلسم کشا کے ساتھ دربار سے اُٹھا ہمراہ طلسم کشا بارگاہ مین آیا رستم نے خاصہ طلب
فرمایا شمس کو بھی شریک کیا رستم نے کئی مرتبہ کہا ای شمس آج کیا معرکہ ہی کہ تجو ہمارے ہی
پاس بیٹھے ہو اپنی بارگاہ مین نہین جاتے شمس نے کہا ای شہریار بعلم ستارہ شناسی مجھکو
معلوم ہوا کہ آج لنسترن میری گرفتاری کو آئیگی اسوجہ سے مین آپ کی خدمت مین حاضر
ہون جسوقت اُسکا آنا مجھکو ظاہر ہوگا خدمت مین عرض کرونگا اگر آج لنسترن کو مارلیا
توصبح کو پہاڑ پر بلوہ کیجیے آپ خود شیر دلیر ہین ہمین معلوم ہو کہ کیا گذری مگر لنسترن کو گھیرکر
مارلین رستم خاموش ہوے مگر شمس کو پاس بٹھایا لنسترن نے جب قبہ سے دیکھا کہ
شمس پلنگ پر نہین ہی گھبرا گئی رانکو رگڑ کر دیکھا معلوم ہوا کہ شمس خدمت رستم مین
ہی بارگاہ سے اُترکر طرف بارگاہ رستم کے چلی سوچتی ہوئی کہ اگر بن پڑے تو رستم کو بھی
گرفتار کرون اِدھر سے لنسترن جاتی ہی مگر خیمون کی آڑ پکڑتی ہوئی اُدھر شمس نے رستم
کو خبر دی کہ ای شہریار لنسترن اِسطرف آتی ہی رستم تیغۂ ہفت جوہر لیکے اُٹھے شمس
ساتھ ہوا راہ مین آکر ایک مقام پر دیکھا کہ کوئی عورت خیمے کی آڑ مین چھپی ہی شمس نے
رستم کو اشارہ کیا کہ ای شہریار یقین ہی کہ لنسترن ہو ہمکو اور آپ کو دیکھکر چھپی ہی اب
مین للکارتا ہون شمس نے آواز دی او مکارہ کیون چھپتی ہی منم شمس فلک ہفت پیکر
لنسترن نے سامنے آکر گولہ مارا شمس نے گولہ کاٹا آپسمین ایسے سحر چلنے لگے کہ زمین و
آسمان سے آگ برس رہی ہی شمس نے رستم کو سمجھا دیا تھا کہ جب سحر کا خوب ہنگامہ ہو
تب آپ اپنے کو ظاہر کیجیے گا ورنہ ساحرہ کہن سال جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تڑپ کر نکلجائیگی
قبضے مین نہ آئیگی جب رستم نے دیکھا کہ اب دونون مین بلا کے سحر چل رہے ہین اور کوئی
کسیکی چوٹ نہین کھاتا سحر لنسترن سے کئی خیمے جلے شمس نے آواز دی او مکارہ اُن غریبا
نے تیرا کیا لیا تھا جو اُنکو جلا دیا چالیس جوان مارے گئے اُنھین چالیس کا خون تیری
گردن پہ ہو بقول شیخ سعدی فرد نیم شبی آہ کند پیر زال + دولت صدسالہ کند پائمال +
خدا نہ کرے کہ کوئی مظلوم آہ کرے پروردگار کو ناگوار ہوتا ہی ظالم پہ بلا نازل کرتا ہی

باقی

نسترن نے دیکھکر آواز دی اے شمس مجھکو نہ روک نکلجانے دے ورنہ سارا لشکر تباہ کرونگی اُن چالیس کے مرنے پر تجھکو افسوس آیا سارے لشکر کی خیر منا یہ کہکے ایک گولہ داہنے پر مار اکئی خیمے جلنے لگے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی جب رستم نے دیکھا کہ اب نسترن مصروف سحر خوانی ہی آڑ سے نکلے نعرہ کیا کہ او ملعونہ کہان جاتی ہی منم رستم پیلتن نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + رستم کو جو نسترن نے آتے ہوے دیکھا چاہا تڑپ کر نکلجاؤن شمس نے گولہ پھینکا کہ آسمان سے پتھر برسنے لگے ایک پتھر خیمے پر سمک کے گرا سمک گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کہ شمس و نسترن مین سحر چل رہا ہی اور رستم قریب نسترن کے پہونچا چاہتے ہین سمک بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا پکارتا تھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

ای کہ دانی ابتدائے ابتدا را ابتدا
در مقام انتہائے انتہا را انتہا

خالق خلقی تو ای فرماندہ ارض و سما
مالک ملکی تو ای شاہنشہ روز جزا

والی لطف و عنایت صاحب جود و سخا
از تو میخواہد دوائے درد دل ہر لادوا

چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا

وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا
مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا

لیکن جب نسترن نے چاہا کہ بلند ہون اور آسمان سے پتھر برسنے لگے اور طلسم کشا بھی قریب آئے اپنے کو زمین مین گرایا شیرنی کی شکل بنکر ایک دھڑو کا مارا کہ رستم ڈرجائین یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جرأت مین لاثانی تلوار کھینچکر جا پڑے نسترن نے دونون ہاتھ مارے کہ گوشت و پوست نوچ لون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کا ہاتھ مارا کہ دونون ہاتھ قلم ہوے زمین مین گر کر بصورت اصلی تڑپنے لگی رستم نے دوسرا ہاتھ مارا کہ نسترن کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من نسترن جادو بود ہفت پیکر بالائے کوہ نسترن بیٹھا ہی کہ مکان گرنے لگے باغات مین آگ لگی نخل جل جلکر گرنے لگے ہفت پیکر نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ نسترن ہی

کوئی اُفتاد پڑی تھوڑے عرصے مین سارا کوہ تباہ ہو گیا چند کنیزین برائے خبر دوڑین
لشکر مین طلسم کشا کے آکر دیکھا کہ جو لوگ جل گئے تھے وہ لوگ زندہ ہوئے ہر طرف
نقارے خوشی کے بج رہے ہین ایک طرف لاشہ نسترن کا پڑا ہی سب کنیزون نے
لاشہ اُسکا اُٹھایا لیکر بھاگین ملازمان رستم نے چند کو قتل کیا باقی کنیزین لاشہ لیکر پہاڑ پر
چڑھ گئین سامنے ہفت پیکر کے لاشہ ڈالدیا کہا یا خداوند نسترن نے آپ کے واسطے
جان دی ہفت پیکر نے کہا کہ مین پہلوان جہان غراب صف شکن کو بلواتا ہون
وہ رستم کا خاتمہ کر دیگا یہ کہکے نامہ لکھا کہا یہ نامہ لیکر تو صحراے رستخیز مین جا کنیز
نامہ لیکر چلی غراب صف شکن ایک پہلوان مغرور اپنے صحرا مین بیٹھا ہی تین لاکھ
فوج جنگل مین اُتری ہوئی ہی ہرکارے عرض کر رہے ہین ای جہان پہلوان قدرت
پر بُرا وقت ہی کوہ نسترن پر آئے ہین غراب نے جواب دیا کہ قدرت کے دماغ
مین غرور بھر گیا ہی ایسے ایسے ہنگامے ہوے اور مجھکو نہ بلایا اگر مجھکو بُلاتے تو مین
ایک دن مین سبکا خاتمہ کر دیتا کیا کوئی پہلوان مجھسے دنیا مین زیادہ ہی اگر قدرت
بلائین تو اب بھی جا کر انکو ہفت کوہ پر پہونچا دون قدرت مرتے ہین تو مرین بھاگتے
پھرتے ہین تو میری بلا سے مین اپنے صحرا سے نہ نکلونگا قدرت کو بلاتے کیا شرم
آتی ہی مین جاتے ہی زمین کو ہلا دونگا یہ ذکر تھا کہ کنیز فرستادۂ قدرت نامہ لیکر سامنے
غراب کے پہونچی سلام کر کے نامہ پیش کیا غراب نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا ہنسا
فوج والون نے جو ہنستے ہوے دیکھا ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آج تو کوا
ہنس رہا ہی دوسرے نے آپس مین کہا کہ کوا منھ پھیلاتا ہی تیسرے نے جواب دیا
کہ یہ براے مدد ہفت پیکر بمقابلۂ رستم جاتا ہی اسکی ہڈیون کا بھی پتا نہ ملیگا اسوقت
خوشی مین کانون کانون کر رہا ہی فوج والے جدا اُڑتے پھرینگے اِدھر تو آپس مین
یہ ذکر ہو رہے ہین اُدھر غراب نے کنیز سے کہا تم چلو با بدولت آتے ہین شکر ہی کہ اب
خداوند کا کوئی مددگار نہ رہا اب لڑائی فتح کرنے مین مزہ ملیگا یہ تو قدرت نہ فرمائینگے
کہ فلان کی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی سارے طلسم مین یہی ذکر ہوگا کہ غراب صف شکن نے

طلسم کشا کو مارا قدرت بھی کہینگے کہ مجھپر احسان ہوا ہین ایسے ہی وقت کا خواہان تھا طلسم کشا کیا کچھ دیو جن ہوگا میری جنگ دیکھکر حیران ہو جائے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر قدمون پر گرے اور خطا اپنی معاف کرائے مین قدرت کے قدمون پر گرادونگا کہ اِس شخص کی جان بخشی کیجیے قدرت خطا معاف کرین تب مطلب دلی پورا ہو مین جو چاہتا تھا کہ میری جنگ مین کوئی شریک نہ ہو وہی ہوا بلکہ قدرت نے خود ویسا ہی کیا کہ جب سبکو قتل کرا چکے تب مجھے یاد فرمایا ہان یارو تیار رہو جاؤ اُدھر کنیز نے جاکر ہفت پیکر کو خبر دی کہ یا خداوند غراب وہ پہلوان ہی کہ مہرا لیتا ہی دو غرک ہی انسان کا ہیکو ہی دیو ہی پہاڑ سے اُترے ہے طبل جنگی بجوائیے غراب وقت یہ آجائیگا یہ سُنکر ہفت پیکر خوش ہوگیا لاکھ سوار و پیدل کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترا رُستم نے دیکھا کہ ہفت پیکر صف باندھے بیٹھا ہی اپنی بارگاہ مین داخل ہی جلسہ ہو رہا ہی صدا ئین عیش و نشاط کی آرہی ہین شراب پی رہا ہی قریب شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رُستم کو خبر دی رُستم نے بھی فوراً حکم دیا یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر ہمراہیان ہفت پیکر بہت پریشان ہین کہ ایک دن وہ تھا کہ لشکر خداوند مین ستر لاکھ فوج تھی اور مسلمان ساڑھے بائیس لاکھ تھے جب تو وہی غالب آئے اُن سب کو مسلمانون نے قتل کیا اب تو ہم کلہم لاکھ ہین وہ بائیس لاکھ ہین لاکھ کوشش کرینگے مگر غالب نہ ہونگے رُستم نے بُلاکر سردارونکو حکم دیا کہ خبردار ساحر ہمارے ساتھ کوئی نہ چلے سوار و پیدل ملاکر لاکھ آدمی سے زیادہ نہ ہون ہرکارون نے جاکر یہ خبر فرحت اثر ہفت پیکر کو سُنائی یہ سُنکر ہفت پیکر نے جواب دیا کل طلسم کشا کو حال کھلیگا جسوقت غراب صف شکن آکر پہونچیگا وہ میدان مین غریو کریگا تو طلسم کشا چھپتے پھرینگے لاکھ مجھسے امان مانگین مین امان نہ دونگا اور پامال کرونگا اُسیکے بھروسے پر مین نے طبل جنگی بجوایا ہی چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری جسوقت طائر زرین بال آفتاب آشیانۂ مشرق سے نکلا اور شاخ کہکشان پر آکر جلوہ فرما ہوا نغمہ سرائی کرنے لگا طائران صحرا یاد مین اپنے

معبود کی آشیانون سے نکلے اور شاخون پر آکے بیٹھے ہر ایک طائر تسبیح خوانی اپنی
اپنی زبانون مین کر رہا ہی یاد الٰہی مین مست ہی گلون نے آب شبنم سے منھ اپنا دھویا
اور غنچے چٹکنے لگے طائر چہکنے لگے نہرون کے آب روان کی ہر ایک موج ہی کہ شمشیر عریان
حباب عجب خوشنما ہین چشم معشوق کا تماشا ہین کہ ہفت پیکر سوار ہوا لاکھ فوج ساتھ
جب پلٹ کر دیکھتا ہی وہی عظم وشان یاد آتا ہی اپنی قلیل جمعیت پر گھبراتا ہی ساتھ والون
سے کہتا ہی یارو جتنے بندے گنہگار تھے اُن سب کو بہشت مین بھیجدیا تم لوگ سب
بے گناہ ہو کہ قدرت کے ہمراہ ہو تم سب کو قدرت اپنے ساتھ ہفت کوہ پر لیجائینگے
جو گنہگار تھے وہ سب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے آج خوب جمکر لڑو قاتل
طلسم کشا کا آتا ہی خاص بندۂ قدرت ہی قدرت اُسکو طرۂ پیغمبری دینگے یہ باتین کرتا
ہوا میدان مین آیا کہ سامنے سے گرد بلند ہوئی دیکھا رستم پیلتن لاکھ سوار و پیدل
ساتھ دیوانہ شہر بہ مردم در شلنگین لگاتا ہوا پانچ ہزار دیوانے پشت پر جست وخیز
کرتا ہوا ساتھ ساتھ طلسم کشا کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کہتا آتا ہی کہ ای آقاے
سرخ آج تو مین مقابلہ کرونگا رستم کہہ رہے ہین کہ دیکھین آج میدان مین کون آتا ہی
ای رفیق وشفیق اپنا کچھ اختیار نہین اگر پکارنے والا تمکو پکاریگا تو تم جانا دیوانہ رستم
کو آنکھین دکھاتا ہی رستم قبضے پر ہاتھ ڈال کے ارشاد فرماتے ہین گھوڑ لیسے اُترون
جب دست زبردست رستم قبضے پر پڑتا ہی تو دیوانہ سر جھکا کر کہتا ہی کہ ای آقا چلیے چلیے
ایسا نہو کہ مجھے بھی غصہ آجائے رستم ہنس پڑتے ہین ہفت پیکر نے رستم کو آتے
ہوے دیکھا اِسطور سے کہ کلاہ ہفت گوشہ سر پر وزرہ ہفت جوش زیب جسم
وتیغۂ ہفت جوہر زیب کمر سپر پشت پر مانند قرص قمر کمان کیانی زیب دوش اور ہزار
تیرونکا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی کمان کیانی سے عجب زینت ہی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان کا مقام برج قوس مین ہوا ہی تیر براے خطاکاران
ول دوز کمان کیانی دشمن کی رشک افروز اِس کرّ و فر سے میدان وغا مین آکر پہونچے
سمک نے کہ لباس کہنہ پہنے تھا رستم سے عرض کی کہ غلام کا لباس کہنہ ہی اگر حکم ہو

تو لباس بدل آؤن رُستم نے رخصت دی سماک جست وخیز کرتا ہوا گیا لباس طلسمی زیب جسم کرکے آیا قشقۂ زرکفتی و پیتاوۂ سقرلاتی کمند ہاے ریشمی زیب بازو نیمچۂ حریف کش در دست خنجر با آب و تاب زیب کمر جست وخیز کرتا ہوا آیا رکاب اپنے آقا کی تھام لی ہفت پیکر نے جو رُستم کو اس شان و شوکت سے دیکھا کانپ گیا کہتا ہی یارو دیکھو آج رُستم کس شان سے میدان مین آئے ہین عیار کو لباس طلسمی پہنا کر لائے ہین جسقدر فوج ہمارے ساتھ ہی اُسیقدر لوگ لائے ہین کل فوج کو ٹاپو پر چھوڑا ساحر کوئی ساتھ نہین آیا یہ باتین ادھر ہو رہی تھین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے غراب صف شکن گینڈے پر سوار ہاتھ مین ارنے بھینسے کی ران اُسکو چباتا ہوا باچھون سے خون ٹپک رہا ہی دو ساقی بچے طفلان کمسن دو طرف سے شراب پلاتے ہوے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گاتے ہوے سامنے آئے

نظم

مجھے اُسکے کوچے سے آنا تھا کیا — گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا
لگاتے ہی دل کے پھنسا ہجر مین — یہ کیا ہوگیا مین نے جانا تھا کیا
اُسے دوستی جو نہ منظور تھی — تو پھر اپنے گھر مین بُلانا تھا کیا
مرے حال پر گر نہ تھی چشم لطف — تو چھپ چھپ کے آنکھین لڑانا تھا کیا
دکھانا نہ تھا پھر جو منھ چاند سا — تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا
مین مرتا تھا خود جان سے میری جان — ستاتے ہوے کا ستانا تھا کیا
نشانی نہ دینی تھی مجھکو اگر — تو پھر نام مجھکو بتانا تھا کیا
کوئی دل کا ارمان نکلا تھا کیا — ابھی کوچ در پیش آنا تھا کیا
دلا کر دیا تو نے مغرور اُسے — غم عشق اُسکو جتانا تھا کیا
کسی پر جو عاشق نہین رند تم — تو بتلاؤ آنسو بہانا تھا کیا

پشت پر تین لاکھ فوج یا دریا کی موج اس زور و شور سے غراب صف شکن آگے پہونچا ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی یا خداوند مقام تعجب ہی کہ قدرت پر یہ بدعتین ہوگئین اور بندۂ خاص کو طلب نہ فرمایا ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ خاص

ای طاعت گزار با اخلاص قدرت کو یہ منظور تھا کہ زیر کوہ لستمرن تیرا نام ہو میدان
مین جا کر طلسم کشا کو ٹوک لے غراب نے کہا یا خداوند مین جو عرض کرون وہ قبول
ہو کہ میرا نام ہو اور قدرت رحیم مشہور ہو جائین مین طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤن
قدرت اُسکی خطا معاف کرین مقدمے کو صاف کرین جسوقت طلسم کشا قدرت
کے قدمون پر گرے تو قدرت کو بھی لازم ہی کہ اُسپر نظر عنایت فرمائین ورنہ جو
قدرت کہین وہ کرون اگر قدرت کو خطا معاف کرنا نہ منظور ہو تو سر کھینچ لاؤن
کیا مجال ہی کہ طلسم کشا آپ کے بندۂ خاص سے مقابلہ کر سکے جسطرح سے حکم دیجیے
اُسطرح لاؤن ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ خاص تو طلسم کشا کو کیا سمجھا ہی بڑے بڑے
پہلوان مقابلۂ طلسم کشا مین آئے قدرت کے سامنے مارے گئے قدرت نے
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کسی کا زور طلسم کشا پہ نہ چلا تو جو اسقدر بلبلاتا ہی آخر کیا
اپنے دل مین سوچا ہی وہ سامنے دیوانہ جو قریب رُستم کے کھڑا ہی اُسکو کس زور
وشور سے طلسم کشا نے زیر کیا ہی جب شقایق دیوانہ آیا تو اُسکو بھی بڑا گھمنڈ تھا
آکر اُس دیوانے سے لڑا ایک دو چٹکل اُسنے ایسے مارے کہ چیخ مار کر بھاگا اب
دیکھو اُسیکا رفیق ہی پہلو بین مثل چاکران کمترین کھڑا ہی وہ زور وشور کہان گیا
تو ای غراب مجھکو بڑا تردد ہی کہ تم طلسم کشا پہ کیونکر غالب ہو گے طلسم کشا کے بڑے
زور وشور مشہور ہین نوشیروان نامے مین ملا فیضی صاحب نے لکھا ہی کہ لندھور
بن سعدان کو زبرجرن کوہ رُستم نے مع ہاتھی اُٹھا لیا اور سات قدم تک لیگئے
کہ صاحبقران فرماتے تھے ایسا زور کبھی مین نے نہین کیا سکندر ایسا بادشاہ
مقابلے مین اُترا ہوا تھا وہ بھی حیران ہو گیا اور ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بیشک یہ
رُستم ہی صاحب شوکت وحشم ہی وہ دیکھو سامنے لندھور بھی کھڑے ہین مگر اے
غراب مین حیران ہون کہ صاحبقران کو مین تو نہین لایا کون چرا کر لے گیا ہی کہ
آجتک اُنکا نشان نہین ملتا عمرو ایسا عیار ہی کہ جسنے مشمش کو مار ادریاے قلزم
مین جا کر دیا مہ ایسی جادوگرنی کو چاہ الماس پر جا کر مارا تخت پہ چڑھکر امیر کو بچایا

وہ شخص تلاش کرتا پھرتا ہی اور کہین پتا نہین ملتا کیونکر دریافت کرون کہ صاحبقران کو
کون لیگیا اگر میرا قبضہ ہوتا تو مین حمزہ کو قتل کرتا کوئی تو داغ مسلمانون کو ایسا پہونچے
کہ مجھکو بھی اطمینان ہو جو اِس لڑائی سے پیشتر لڑائی پڑی تھی اِس زور و شور سے جنگ
ہوئی ستر لاکھ فوج قدرت کے ساتھ تھی سب ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوئی اور
چار دن اور چار رات جنگ مغلوبہ رہی آخر کو قدرت نے فرار پہ قرار کیا لنتتران نے
کیا کیا فکرین کین مگر کچھ نہ ہوا آخر جا کر جان دی تو مجھے تمھارے مقدمہ مین بھی افسوس
آتا ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا تمپر غالب آئے کوئی آجتک فرزند حمزہ پہ غالب نہین ہوا
باپ نے بیٹون کو زیر کیا اور مشہور ہی کہ پشت اُنکی زمین سے نہین لگی لیکن ای غراب
قدرت اقرار کرتے ہین کہ اگر تو طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائیگا اور وہ طلسم سے ہاتھ
اُٹھائیگا لوح اور تحفہ جات مجھکو دیدیگا تو مین اُسکی خطا معاف کر دونگا تو اپنے ساتھ
رکھنا یا لشکر کا اپنے بادشاہ کرنا تمام دنیا مین تیرا شہرہ ہوگا مگر مقابلہ سمجھکر کرنا کہ رُستم
سپاہ گری مین طاق جوانون مین شہرۂ آفاق ہی کسی فن مین کمی نہ کریگا دیر تک غراب
ہفت پیکر سے باتین کرتا رہا ہفت پیکر نے جو حال جرأت رُستم بیان کیا غراب
کانپنے لگا جی مین کہتا ہی بڑے ظالم سے مقابلہ ہی قدرت ہی بچائین گے لیکن قدرت
سے تقدیر تو کراؤن کہ دل مضبوط رہے یہ سوچکر کہا یا خداوند اجازت میدان تقدیم
تو بجتہ کر دیجیے ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر مضبوط کی کہ طلسم کشا پہ غالب
آؤ گے رُستم کو گرفتار کر لاؤ گے رُستم کو اپنا رفیق بنانا ہمراہ لیکر بیشہ بلاخیز مین جانا
تمام دنیا مین تمھارا نام ہوگا کہ طلسم ہفت پیکر کو ہاتھ سے رُستم کے بچا لیا غرور کرتا
ہوا غراب میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے مگر سوا طلسم کشا کے مین کسیکو نہین چاہتا اسطرف دیوانے نے چوبدست
سنبھالی کہا آقا سے سرخ مین جاتا ہون رُستم نے کہا ہمارے قاعدے کے خلاف
کرتے ہو ہمنے تمکو اکثر سمجھایا لیکن حرکات دیوانگی نہین جاتے تم نہ جاؤ ہمکو پکارا ہی
دیوانے نے چوبدست کو چرخ دیا رُستم گھوڑے سے کود پڑے دیوانے نے چوبدست

مار دی رستم نے چودست تمام کر ہاتھ سے دیوانے کے چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر
اٹھا لیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون دیوانہ چیخین مارکر رونے لگا کہا آقاے نامدار
معاف فرمائیے اگر زمین پر گرونگا تو ہڈیان ٹوٹ جائینگی بہت بری طرح پیش آؤنگا
رستم نے کہا ابھی دعوی باقی ہی دیوانے نے دانت نکالدیے کہا آقا تیرا غلام ہون
مگر کسی وقت تجھکو غافل نہین پاتا ورنہ ابتک مار ڈالتا رستم نے ہاتھ سے چھوڑ دیا
دیوانہ قدمون پر گرا سب سردار قریب آگئے رستم کی تعریفین کرتے تھے رستم نے
فرمایا ای برادران خدا سے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو اس مغرور پر غالب کرے
مین پھر آکر بخیر و عافیت تم سب صاحبون سے ملون مین بھی دیکھ رہا ہون کہ قالب
انسان مین دیو سمایا ہوا ہی پروردگار حافظ و نگہبان ہو کہ اس ظالم پر غالب کریگا
سب نے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین سرداران صاحبقران بھی دعائین دیتے تھے
مگر غراب نے جو مقدمۂ دیوانہ دیکھا ہوش اڑ گئے کہ ایسے دیوانے پر غالب ہونا
اسی شیر دلیر کا کام ہی اسکے قریب جو کوئی سردار تھا اسنے کہا ای غراب دن بھر مین
چار چار مرتبہ دیوانہ بگڑ جاتا ہی اور یہی حرکت کرتا ہی رستم اسے اٹھا لیتے ہین اور پھر
چھوڑ دیتے ہین اکثر سردارون نے عرض کی کہ رستم بہادر بے نظیر ہی صاحب جاہ و
توقیر ہی ایسے دشمن کو زیر کرنا اور پھر زندہ چھوڑنا انھین کا کام ہی رستم نے مرکب
چمکایا سامنے غراب کے پہونچے غراب نے جو جاہ و جلال اور حسن و جمال رستم
دیکھا دنگ ہو گیا جھک کر سلام کیا رستم نے جواب دیا غراب نے کہا کیون ای
شہریار یہ دیوانہ آپ کے ساتھ بے ادبیان کرتا ہی اور آپ اسے زندہ چھوڑ دیتے
ہین رستم نے کہا ای غراب یہ صرف ایک مذاق کے واسطے ہی کبھی کبھی دل لگی رہتی ہی
اسنے تمام جسم میرا نوچ ڈالا تھا مگر صبر کیا دلپر جبر کیا اسی حال مین اسکو زیر کیا اور
اسیدن سے رفاقت مین ہی جب آتش دیوانگی جوش مین آتی ہی بگڑ جاتا ہی مگر سزا
پاتا ہی تعین کرنا اسکا مجھکو پسند آتا ہی غراب نے کہا ای شہریار آپ ہی کا کام ہی ایسے
شخص کو گرفتار کرنا اور پھر چھوڑ دینا جب ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم با نوا ہین بھر

ہین تو اُسنے سحر کیا صحرا سے ایک صداے خوش آہنگ آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

جلوہ تیرا ای صنم ہر سو نظر آیا مجھے — جسطرف کو مین نے دیکھا تو نظر آیا مجھے

غور سے جس شی کو دیکھا تو نظر آیا مجھے — تو ہر اک گل مین برنگ بو نظر آیا مجھے

فکر مضمون کمر مین کروٹین لیتا رہا — اُسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے

یاد مین سلک دُر دندان کی جب رونے لگا — گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے

بستر مضمون میان یار کے بندھتے رہے — سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے

شانے سے ناخن تلک اک نور کی شی تھی فقط — نہ کلائی سوجھی نہ بازو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کردیا حیران فروغ حسن نے — صاف آئینے سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

کھولنا آئینہ رو منھ دھو گیا ہی آنکھ + — چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے

اُسکو کھسیانا کرونگا اُسکی گالی کھاؤنگا — خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے

یہ وہ آنکھین ہین جو ہین نا آشناے روے غیر — آنکھ کھولی جبسے مین نے تو نظر آیا مجھے

کی بسر کس لطف سے فصل زمستان ابکی سال — گرمیان کین جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

سوگیا سر رکھ کے بازو پر ترے تو خواب مین — بالش سر حور کا زانو نظر آیا مجھے

بھر گیا آنکھون تلے ای رند وہ شوخی مزاج — کوئی رم خوردہ وہ آہو نظر آیا مجھے

رُستم تو صداے اشعار پر متوجہ ہوے غراب نے جو رُستم کو غافل دیکھا نیزہ شانے پر مار دیا سنان نیزہ شانے مین در آئی رُستم کو بہت ناگوار معلوم ہوا بلنکر نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ او مغرور یہ کیا حرکت تھی ہمارا اسقدر پھیرنا غضب ہوگیا غفلت مین نیزہ مارا مردان عالم ایسا کرتے ہین کلمات سخت جو رُستم نے کہے اور نیزہ بھی ٹوٹا اُسنے جھلا کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا رُستم پر مارا رُستم نے غصے مین ادھر پھیر کی مار دی تلوار غراب کی ٹوٹی رُستم نے قبضہ مار دیا گینڈے کا سر پھٹا غراب زمین پر گرا ہاتھ مین اِسکے صرف قبضہ تلوار کا ہی پھل سے یہ پھل ملا کہ ٹوٹ کر زمین پر گرا جب غراب گینڈے سے گرا رُستم نے سامنے مین تلوار کے غراب کو لیا

چاہا کہ ہاتھ ماردون کہ سر اِسکا اُڑ جائے جان تو بہت عزیز چیز ہی غراب نے دانت
نکالکر دونون ہاتھ اُٹھا دیے مگر چہرہ اُداس عالم یاس گھبراکر ہاتھ جو اُٹھائے فوراً
رُستم کو رحم آگیا دل مین خیال آیا کہ یہ بہادر عاجز ہو رہا ہی اِس حال مین اِسکو کیا مارون
جب یہ خود حملہ کریگا تب اِسکو مار لینگے رُستم نے فرمایا اپنے مقام سے اُٹھ اور تلوار لا
گینڈے پر سوار ہو اسقدر عاجز کیون ہوتا ہی ارے تو اپنی بدنصیبی پر روتا ہی جیسے ہی
رُستم نے ہاتھ روکا اور اُٹھنے کو کہا غراب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مجھسے
بڑی خطا سرزد ہوئی تھی کہ مین نے آپ کو غافل پاکر نیزہ مارا اُسکی سزا مجھکو ملی رُستم
نے کہا ای غراب ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہی کہ بہادر کو عاجز کرکے قتل
کرین جب برابر سے حملہ کروگے اُسوقت اختیار رہی یہ سُنکر غراب اپنے مقام سے
اُٹھا اور قدمون سے رُستم کے لپٹ گیا کہا لاکھ جان میری حضور کے قدمون پر
نثار ہی ایسا رحیم آقائے نامدار کسکو ملتا ہی رُستم نے سر چھاتی سے لگالیا غراب
رونے لگا رُستم نے اپنے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ای غراب بخدا ہمکو
تجھسے ملال نہین اُسوقت تم ہمارے حریف تھے جسطرح چاہا زخمی کیا اِسکا ملال
نہین کرتے جسوقت تک حریف رہے دشمن تھے اب دوست ہوے اب کچھ
خلاف نہ سرزد ہو سرداروں مین بہ عیش و راحت رہو غراب اِن باتون پر
گردیھرتا ہی کہتا ہی ای آقائے نامدار اگر یہ اوصاف آپ مین نہ ہوتے تو ہفت پیکر
ایسا شخص کیون عاجز ہوتا جرأت و شوکت اِسکا نام ہی کہ اول ہفت کوہ فتح
کیے کہ ہفت پیکر وہان سے بھاگا طلسم مین آیا وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا تحفہ جات
حاصل کیے لوح طلسمی پائی منسوبات فتح کرلیے مرحلے شکست کیے وہ بھاگ کے
کوہ نسترن پر آیا نسترن ایسی جادوگرنی کو مارا اب غلام گردن پکڑکر اُس بیحیا
کو لائیگا لاکر حضور کے قدمون پر گرائیگا اگر مسلمان ہو تو بہتر ہی ورنہ قتل کیجیے
رُستم بخوشی غراب کو لیکر پلٹے ہفت پیکر بہ نگاہ یاس دیکھا کیا رُستم لیکر غراب کو
بارگاہ مین آئے سب سرداروں مین ملکر غراب بیٹھا رُستم نے سمک کو اشارہ کیا

سمک بلداقی چنگ مرصع لیکر بیچ محفل مین بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

رکھ نظر اُسکی عطا پر تو خطا سے پہلے — خوف کو دخل نہ ہو دل مین رجا سے پہلے
نیست نابود ہوا ہون مین فنا سے پہلے — مرچکا ای ملک الموت قضا سے پہلے
سلسلہ تھا نہ کسی زلف رسا سے پہلے — مین نہ آگاہ تھا اِس دام بلا سے پہلے
یون نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریبان کو کبھی — بچکے چلتے تھے مزار شہدا سے پہلے
کون کتا تھا بھلا قد کو ترے سرو روان — کسنے تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے
اِسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل مین کب — تھوڑے تھوڑے ہوے جاتے تھے حیا سے پہلے
کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے — پوچھ لیتا ہون خبر گل کی صبا سے پہلے
اُستخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف — اُڑ کے آئیگا سگ یار ہما سے پہلے
تھی نہ پامالی عشاق تمھین مد نظر — راہ کب چلتے تھے اِس ناز و ادا سے پہلے
مرض عشق مین کی بعد مسیحا سے رجوع — رکھ لیا لکھکے کفن خاک شفا سے پہلے
تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوے ہو ہمدرد — دل نہ دُکھتا کبھی عاشق کی صدا سے پہلے
قصد کرتا ہی عبث اب مری پامالی کا — پِس چکا ہون ترے ہاتھو نپہ حنا سے پہلے
وہ مزے اب نہین ملتے مجھے بیباکی کے — لطف اُٹھے جو تری شرم و حیا سے پہلے
کعبۂ کوچۂ دلدار کی جانب ای شوق — مردم چشم پھرین قبلہ نما سے پہلے
میرزا یا نہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام — یون اُلجھتے تھے نہ دامان قبا سے پہلے
بیش ازین داغ جگر اپنا بھی کیا کیا چمکا — عشق کامل تھا کسی ماہ لقا سے پہلے
دیکھکر زار و زبون چھوڑ نہ مجھکو سگ یار — لطف اِن ہڈیونکا پوچھ ہما سے پہلے
تنقیہ خونکا مقدم ہی جنون مین ای رند — فصد اگر لو تو مناسب ہی دوا سے پہلے

وقت شب ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غراب نے جو دو چار جام شراب پیے نشے مین بل کر کے اپنے مقام سے اُٹھا رُستم نے پوچھا غراب کہان چلے غراب نے کہا غلام کو وہی خیال ہی مین یہ سمجھا تھا کہ شاید میرے مسلمان ہونے سے ہفت پیکر کو خوف پیدا ہوگا اور خدمت مین آکر حاضر ہوگا لیکن مجھکو عرصہ گذرا حاضر خدمت ہوے

نکر وہ چھپانہ حاضر ہوا مین جاکر اُسکو ابھی لاتا ہون چار سو سردار اب بھی موجود ہین مگر میرے مقدمے مین کوئی دخل نہ دے سکیگا رُستم نے کہا غراب ایسا اِرادہ نکرو ایسا نہ ہو کہ تمکو پھانس لے تو مجھکو بڑا رنج والم ہوگا ہفت پیکر سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی وہ کیا کسی سے دبے گا میرے پاس تحفہ جات موجود ہین لوح طلسمی گلے مین شمس نے بھی کہا ای غراب آقا ے نامدار صحیح اِرشاد فرماتے ہین بیشک تمکو رنج پہونچیگا اُسکا غرور ابھی تک کم نہین ہوا غراب نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنی جان دونگا مجھکو جانے دیجیے رُستم نے ہر چند سمجھایا مگر غراب نے نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا جھومتا ہوا باہر نکلا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا اِس طرف ہفت پیکر بصد کر و فر تخت پر بیٹھا ہی چار سو افسر گرد ہین یہی ذکر ہو رہا ہی افسر کہتے ہین یا خداوند اب کیا ہوگا ہفت پیکر نشے مین شراب کے بیٹھا ہی کہتا ہی یارو صرف مجھکو طلسم کشا کا ڈر ہی باقی سب کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا اکیلے طلسم کشا عملداری کرین مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون کسی ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا میان شمس فلک ہفت پیکر بہت بلبلاتے ہین ایک سحر مین پیوند زمین کردونگا لاشون سے میدان بھردونگا طلسم کشا پر اگر سحر تاثیر نہ کریگا تو ناچار ہون وہ اکیلے رہ جائینگے پھر اکیلے اتنے بڑے ملک پر کیا عملداری کر سکتے ہین چار سو ملک قدرت سے چھوٹے سب جگہ سے خراج بخیر وعافیت آتا تھا وہ سب ملک قبضۂ مسلمانان مین آئے اِن سب کا انتظام اکیلا کوئی شخص کیونکر کر سکتا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بجاے دعا بد دعا دی قدرت کی عمر کوتاہ ہو حال تباہ ہو غراب جھومتا ہوا آتا ہی لشکر مین جو آیا افسرون سے کہنے لگا کہ تم سب ہمارے ملازم تھے کیون نہ خدمت مین حاضر ہوے ہمنے تمکو نوکری سے چھڑا دیا اب ہمین منھ نہ دکھانا افسر لوگ جواب دیتے ہین کہ قدرت سے فیصلہ کیجیے اگر قدرت طلسم کشا سے فیصلہ کرینگے ہم لوگ سب حاضر ہونگے جبتک قدرت سے فیصلہ نہ ہوگا ہم لوگ اطاعت نہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا آتا ہی آنے دو اُسکی قضا لیکر آتی ہی ہاتھ چمکا دونگا برق

قہر و غضب گریگی دو ٹکڑے ہوجائینگے افسران فوج کہ رہے ہین قدرت سے کیا کلام
کریگا اگر سختی کریگا پچتائیگا ہم لوگ سب حاضر خدمت ہین ایسا جواب پائیگا کہ بہت
شرمائیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا مع گینڈے غراب اندر آیا ورگہ سالار نے بڑھکر
روکا اور کہا ای غراب یہ دربار خداوندی ہی پیدل ہو کے جاؤ غراب نے قبضہ مارا
کہ ورگہ سالار کا سر پھٹ گیا مع گینڈے غراب اندر آیا مثل اہل اسلام کے صاحب
سلامت کی گینڈے سے کودا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے
کہا او بے ادب سجدہ بھی نہین کرتا ایسا مغرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا
غراب نے کہا او مکار بہت مدت تک خدائی کرچکا اب تائب ہو ایسا نہ ہو کہ
غضب خدا مین مبتلا ہو شیطان تیرا راہزن ہی گرفتار دام رنج و محن ہو لیکن اب
بھی خیر ہی میرے ساتھ چل خطا معاف کرا دونگا قدم کو طلسم کشا کے بوسہ دے
خطاہاے گذشتہ پر نادم ہو ہفت پیکر نے جواب دیا ای غراب بیٹھ جاؤ اسقدر
نہ بلبلاؤ ایسا نہ ہو کہ قدرت کو غصہ آجائے تمھارے قتل پر اب بھی قادر ہون
چار سو سردار میرے بیٹھے ہین یہی بندگان خاص ہین غراب نے کہا ان سب پر
لعنت کرتا ہون یہ اجل گرفتہ تیرے ساتھ رہے تیرے ہی ساتھ جہنم مین جائینگے
ہفت پیکر نے چاہا تھا لون اسکو بٹھاؤن شراب مین بیہوشی دیکر پکڑون مگر غراب
محبت رستم مین چور ہو رہا ہی چاہا کہ کان پکڑ لون ہفت پیکر نے اشارہ کیا سردار
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے جسنے چاہا کہ غراب کو گرفتار کرلین غراب نے قبضہ مارا
کہ اُسکا سر پھٹ گیا کسیکو ٹکہ دیدیا کہ وہ منھ کے بھل زمین پر گرا دو چار سردارون کو
مارا اب تلوار کھینچکر طرف ہفت پیکر کے چلا کہ سر کاٹ لون ہفت پیکر قہقہہ مارکر
ہنسا کہا ای غراب تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور گر کر بیہوش ہوجا غراب
نے فوراً تلوار پھینکدی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا ہفت پیکر نے کہا کہ آہن گرونکو
بلاؤ اسکو مسلسل کرو مین اسکو سزاے معقول دونگا سر بازار قتل کرونگا آہن گر
حاضر ہوے غراب کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنایا

کہا ہوشیار کرو لوگون نے کہا حضور رہی ہوشیار کرین ہفت پیکر نے کہا او غراب اُٹھ اپنا حال زار دیکھ کہ اب کس حال مین ہی قدرت سے بے ادبی کرتا تھا قدرت کی کرامت دیکھی جو قدرت نے کہا وہی ہوا غراب بل کرتا ہوا اُٹھا خانۂ زنجیر مین غل ہوا اپنے کو جو غراب نے مسلسل و مطوق پایا کہا او بے حیا خدا میرے آقا کو سلامت رکھے تو میرا کیا کریگا فوراً خبر سُنکر آئینگے اتنے مین صبح ہو گئی قیدی زندان مغرب زنجیر ہاے شعاع مین جکڑا ہوا میدان خونی چرخ زبرجدی مین آیا ہفت پیکر اپنے مقام سے جھلاتا ہوا اُٹھا کہا اِسکو باہر لے چلو میدان خونی کی تیاری ہو مین ابھی اِسکو قتل کرتا ہون یا تو میری مدد کو آیا تھا یا شریک طلسم کشا ہو گیا دیکھنے والے دیکھین اور عبرت کرین سر اسکا سامنے طلسم کشا کے بھیجونگا کہ طلسم کشا کو بھی خوف ہو کہ ایک دن میرے لیے بھی یہی معاملہ درپیش ہی طلسم کشا کو پیش و پیش ہو ملازمان ہفت پیکر باہر نکلے دارین اِستادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے سنگین لگانے لگے آوازدیتے تھے فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست +

کسی جانب سردار کھڑے ہوے کہہ رہے ہین غراب نے بڑی بے ادبی کی اب سزا ملیگی لاشہ پھینکدیا جائیگا غسل و کفن بھی نہ پائیگا کہ ہفت پیکر باہر نکلا چار لاکھ جوان تیار ہو گئے گیدان رسالدار حاضر ہو گئے مگر سمک یلداقی کہ عقب مین غراب کے آیا تھا یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا خدمت رُستم مین آیا دربار مین رُستم اور سب سردار جمع ہین شمس بھی سامنے حاضر ہی کہ سمک گھبرایا ہوا آیا کہا ای شہریار غراب جاکر قید ہوا ہفت پیکر نے سحر کیا میدان خونی تیار ہی قتل کا اُسکے سامان ہو رہا ہی ہفت پیکر بگڑا کھڑا ہی حکم دیا چاہتا ہی یہ سُنکر رُستم اپنے مقام سے اُٹھے لشکر کو حکم دیا خود باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین لشکر مین قرنا ہونے لگی کل لشکر تیار ہوا رُستم بصد کر و فر چلے یہان ہفت پیکر نے جلاد کو اِشارہ کیا جلاد نے آکر کوے کا خط گردن پر کھینچا اُسوقت غراب کی بیقراری دست دعا طرف خالق کونین کے اُٹھا دیے پکار اُٹھا ای خالق کارساز و

اے بے نیاز اِس مصیبت سے نجات دے تیری کیا تعریف کرون نظم

خداست مظہر انوار و فالق الاصباح | خداست کاشف استار و فاتح و فتاح
بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد | برائے مصلحت بندگان کند اصلاح
بشرق و غرب جہان کرد مہر و مہ روشن | برائے روز یکے بہر شب دگر مصباح
بخواہ ہر چہ طلب داری از خدائے کریم | بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح
گہ از وجود دہد جلوہ حضرت موجود | گہ از حجاب دل و جان و پردۂ ارواح
نجات کشتی نوح از بلائے طوفان یافت | وران جہان چو گردید خود خدا ملاح
صلاح عالم ایجاد ہست زان مصلح | فلاح کشت جہان است صرف زان فلاح
بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم | خداست مرہم داغ جگر خند اجراح
خدا بدیدۂ بے نور نور می بخشد | بشاہراہ ہدایت خدا نہد مصباح
خدا کند شکر از چوب نیشکر پیدا | ز سنگ ذائقۂ شور لذت املاح
باختیار کند کار حضرت ممتاز | بغیر مشورت و افتقار و استصلاح
خداست حاکم و محکوم آسمان و زمین | خداست حامد و محمود و بندگان مداح
بصفحہ دفتر ایجاد شد رقم آخر | ہر آنچہ خامۂ قدرت نوشت بر الواح
بخور بہ بخشش بدہ گنج سیم و زر ہندی | چو داد مالک مخزن بدست تو مفتاح

عیار نے جو بیقرار ہو کر دعا کی باب اجابت وا ہوا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا سامنے سے ایک گرد عظیم بلند ہوئی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی و کشندۂ کپیتان فرنگی نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب ✣ کیست علمشاہ چو رستم لقب ✣ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ✣ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ✣ سرداران نامی کا بھی نعرہ ہوا مثل لندھور و مالک و بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ نعرے کرکے گرے ایک طرف سے ساحرون کا نعرہ ہوا شمس سحر کرکے لڑنے لگا ساحرون نے جھکر سحر کیے رستم لڑتے بھڑتے سامنے ہفت پیکر کے پہونچے

ہفت پیکر نے چاہا پیچھے ہٹون ساحرون نے سحر کیا کہ ہفت پیکر نہ ہٹ سکا ہر طرف سے
دیوار آہن نے ہفت پیکر کو گھیرانا چاہا ہوکر سامنے رستم کے آیا مگر خونخوار
تیغۂ خون آلود ہاتھ مین للکار کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے
تیغۂ ہفت جوہر پر روکا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہرچند ہفت پیکر بڑبڑایا سر ہلایا
آنکھین چمکائین انگلیان مٹکائین ناچا اچھلا کودا تخمر کا بیٹھا اٹھا کچھ اشیاے سحر بھی
پھینکے شعلۂ آتش چمکے مگر سحر نے رستم پر کچھ تاثیر نہ کی رستم نے الجھاوے سے ہاتھ
نکالا نعرۂ تکبیر کرکے ہفت پیکر پر جا پڑے ہفت پیکر نے اشارہ کیا کئی سپرین
آہنی سر پر ہفت پیکر کے لہرائین مگر تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپرون کے
ٹکڑے اڑ گئے سپرونکو کاٹ کر تلوار جو گری یا تو قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زمین مین تلوار
نے آکر بوسہ دیا مرنا ہفت پیکر کا کہ ایک غریو بلند ہوا ارے ہفت پیکر مارا گیا
خدائی طلسم ہفت پیکر کی مٹی آندھی سیاہ چلنے لگی قیامت برپا ہوئی سیکڑون عمارتین
گرنے لگین تالاب کھول کر خشک ہونے لگے نہرون مین خاک اڑنے لگی چہار
طرف آگ لگ گئی صدہا طائر سر پیٹتے تھے اور بآواز بلند شور مچاتے تھے کہ ای
طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ قدرت کو مارا طلسم ہفت پیکر کو ویران کر دیا اب
جابجا مسلمانون کی عملداری ہوگی کوئی نام ہفت پیکر نہ لیگا بڑا شیطان مارا گیا
تمام فوج والے اور جملہ سردار مرنے سے ہفت پیکر کے کانپ گئے چادرین
ہلانے لگے ہر طرف سے آوازہ الامان بلند ہوئی اپنے اپنے سرونکو ٹکراتے تھے
اُس تاریکی مین ایک کو ایک نہ سوجھتا تھا لاشۂ ہفت پیکر اسی آگ مین جلکے
خاک ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے روشنی ہوئی شمس فلک ہفت پیکر نے سب کو
لاکر قدمون پر رستم کے گرایا رستم نے سب کی خطا معاف کی امیدوار پرورش کیا سب
کو کلمۂ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا سردارونکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے انتظام طلسم کا
کرنا شروع کیا شمس فلک ہفت پیکر کو کل طلسم کی سلطنت کا خلعت دیا اور
ماہی سحر وغیرہ کو شمس کے ہمراہ کیا جو بادشاہ خراج گزار ہین حاضر ہو رہے ہین

اُنکے ملک اُنکو مل رہے ہین اور جسنے بغاوت کی اور نہ حاضر ہوا اُسکا ملک ضبط ہو گیا
غیر ساحرونکا بادشاہ آفاق تاجدار کو کیا سب تاجدار ساتھ ہوئے رُستم بیٹھے ہوئے
انتظام کر رہے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آئی حیران ہو کر فرمایا کہ کون روتا ہی
دیکھا کہ خواجہ دامن مُنھ پر رکھے روتے ہین پوچھا کیون عم نامدار خیر تو ہی عمرو نے
کہا ای رُستم سب انتظام خاک مین ملا آقائے نامدار کا بالکل پتا نہین ملتا اگر علاقہ
ہفت پیکر مین ہوتے سب تاجدار و ساحران نامدار حاضر خدمت فیضد رجت ہین
ضرور حال کھلتا جسکے قبضے مین صاحبقران ہوتے یہ خوشامد لیکر آتا ایسا امر نہ تھا
کہ حال نہ کُھلتا رُستم نے کہا جو مجھسے فرمائیے وہ فکر کرون عمرو نے کہا خواجہ زادونکو
بلائیے اُنسے پوچھیے علاوہ ازین طلسم خیال سکندری کے فتاح کو دریافت کیجیے
رُستم نے حکم کیا کہ خواجہ زادون کو بلاؤ ای عم نامدار ہرچند کہ آپ بخوبی آگاہ ہین کہ
ہفت پیکر کے فتح مین مین نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے چار روز تلوار چلی تب
ہفت پیکر بار آگیا لیکن اگر اسوقت مجھکو معلوم ہو کہ قبلہ و کعبہ قلعہ آہن مین
ہین تو اُدھر جانے کا قصد کرون اور جان اپنی لگا دون مگر قبلہ و کعبہ کو چُھڑاؤن
خدا کرے کہ فتاحی طلسم میرے نام پر نکلے جملہ سرداران صاحبقران موجود ہین
سب نے عرض کی غلام صاحبقران کے جمع ہین کیا کسی بات مین عاجز ہین اگر
لشکر دار اسامنے ہو تو اُسمین گھس جائین اور اپنے آقا کو لائین غرض رُستم نے
خواجہ زادون کو بلایا اُنسے پوچھا کہ دیکھیے صاحبقران کو کون لیگیا خواجہ زادون
نے تختۂ التعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصۂ دراز کے سر اُٹھایا دوازدہ بروج
و ہفت کواکب زیر نگاہ تھے دست بستہ عرض کی ای شہریار فرستادہ بقراط ثانی
ملکہ آتشبار جادو صاحبقران کو لیگئی اور باغ ہنگام نیلوفری مین کہ وسط
طلسم مین ہی قید کیا ہی جبتک کوئی وہان نجائیگا رہائی صاحبقران ناممکن ہی رُستم نے
کہا فتاح اُس طلسم کا کون ہی خواجہ زادون نے بعد غور کہا کہ شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان اُس طلسم کے فتاح ہین مگر طلسم وسیع ہی نور الدہر اُٹھے کہا کہ غلام

رخصت ہوتا ہی بادشاہ نے خلعت رخصت دیا بدیع الزمان بھی باہر نکلے اور
سرداروں کو ساتھ لیکر بہ تلاش طلسم خیال سکندری چلے امیہ ایسا عیار ساتھ ہی
بعد جانے شاہزادہ بدیع الزمان کے قاسم عالیشان بھی چلے عیار سے اپنے فرمائے
ہوے کہ خوجہ زادون کے مزاج مین خوشامد ہی کشتی گیرزادہ کا نام لے دیا ہم چلکر ضرور
داداجان کو چھڑائینگے بعد جانے ان تینون صاحبون کے ایرج نوجوان کو اِسقدر
غصہ آیا کہ طیش مین کانپنے لگے یہ کہکے اُٹھے کہ سبحان اللہ کشتی گیرزادہ جائے
اور مین رُک جاؤن جا کر طلسم مین کھلبلی ڈالدون اور اپنے کو تا بہ باغ نیلوفری
پہونچاؤن اب تو ہر سردار کو خیال ہوا جملہ سردار فرداً فرداً گئے اگر ایک ایک کا
ذکر کرون تو عبارت کو طول ہو ناظر و سامع ملول ہون یہ ہمیشہ حقیر کو خیال رہتا ہی
کہ عبارت کا بڑھانا اچھا نہین الغرض بعد ان سب صاحبون کے رُستم نے بادشاہ
سے اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جب رُستم بھی روانہ ہوے بادشاہ
جمجاہ نے فرمایا کیا مین ہی سب مین نامرد ہون کہ بیٹھا رہون بادشاہ بھی تاجدارونکو
لیکر چلے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سب سردار فرداً فرداً روانہ ہو گئے بانہاک
عیاری فوات پر آراستہ کیے تلاش مین صاحبقران کی چلے اگر انشاء اللہ محل تحریر
طلسم خیال سکندری آیا تو ان سب کے حال تحریر کرونگا شکر کرتا ہون پروردگا
کا کہ بخیر و عافیت طلسم ہفت پیکر تمام ہوا یقین ہی کہ جب ناظرین تینون جلدین
ملاحظہ فرمائینگے تو حظ وافر اُٹھائینگے عجب عجب داستانین ہین ملاحظہ پر موقوف ہین

تاریخ در صنعت توشیح اگر یک یک حرف از سر ہر مصرعہ بگیرند
۱۶ تاریخ نظم ہذا طلسم مصنف قمر حسین احمد منشی حقیر تصنیف ظاہر شوند سنہ ۱۳ھ

قمر شکر خلاق رب انام ۔ ہوا تیسری جلد کا اختتام
خدا نے یہ بخشا ہی مجھکو شرف ۔ کہ شہرہ کتابون کا ہی ہر طرف
شراب مضامین سے اُلفت ہوئی ۔ کہ شہرون مین ہر جا یہ شہرت ہوئی

ہوئی نظم تاریخ کی جستجو	کہ آگاہ ہون ناظرین کو بکو
کہین ناظرین حبالت فزا	پھر آفرین مرحبا مرحبا
کرون جستجو نظم تاریخ کی	صفائی مضمون کی کوشش رہی
طرب خیز مضمون لکھے جابجا	ہے رنگ تحریر عشرت فزا

تقریظ من نتائج افکار خاکسار حقیر پر تقصیر منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل خلف الصدق حضرت مصنف

بعد حمد خدا و نعت اشرف انبیا و منقبت علی مرتضی کرار غیر فرار دست زبردست حضرت احمد مختار و بندہ اژدر شیر بیشۂ داور و درود نامحدود بر اولاد طاہرۂ رسول مختار کے حقیر عرض کرتا ہی کہ سبحان اللہ قبلہ و کعبہ کی کیا تعریف کرون کہان سے ایسی زبان لاؤن میرے تو قبلہ و کعبہ ہین بعد تحریر طلسم ہوشربا قلم اٹھانا دشوار تھا مگر یہ ہے جودت وضے لیاقت کہ طلسم نور افشان تین جلدون مین تحریر فرمایا بعد اسکے دو جلدین کہ جنکا نام بقیۂ ہوشربا ہی اس شرح و بسط سے لکھین کہ ناظرین آگاہ ہونگے جلد آخر مین جودت طبیعت دکھائی کہ نثر میلاد اشرف انبیا یکہ تازعرصۂ سبحان الذی اسری وملقب بہ القاب صاحب قاب قوسین او ادنی تحریر فرمائی کہ ملاحظۂ ناظرین سے گذری ہوگی اب ان تین جلدون مین کہ موسوم بہ طلسم ہفت پیکر ہین کیسا زور طبیعت دکھایا کیا کیا ٹکڑے تصنیف فرمائے ہین کہ بوقت ملاحظہ ناظرین کو وجد ہوگا اور اسی طلسم مین جوڑ خیال سکندری کا لگا دیا ہی اگر انشاء اللہ اسکی نوبت تحریر آئی تو ناظرین والا مقام لطف تو ملاحظہ فرمائینگے اس طلسم خیال سکندری مین اول حال تاریخی واقعۂ سکندر ہوگا پھر مقابلہ دارا سے اور جانا سکندر کا سمت پردۂ ظلمات و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا شاہزادۂ نور الدہر کی طلسم کشائی و جملہ سرداروں کی جرأتین عیارون کی عیاریان خواجہ کی رسائی تا بہ باغ نیلوفری کہ مقام قید صاحبقران ہر ناظرین وجد فرمائین گے ہوشربا کے بڑے اوصاف ہو رہے ہین یقین ہی کہ اسکو

بھی طاق نسیان پر رکھین گے ناظرین کو واضح رہے کہ طلسم خیال سکندری بھی
تین جلدون پر منقسم ہو گیا حالات تیزی طبع اقدس قبلہ و کعبہ تحریر کردن ایک اوناسی
بات ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ از ہوشربا تا بہ ہفت پیکر گیارہ جلدین تصنیف کین
ہر ایک داستان کے مقام پر نئے ساقی نامے نئے اشعار داستانین نئی ہر ایک جلد
مین تحریر فرمائین نام سب کا ساقی نامہ ہو مگر مضامین سب کے جدا رنگ ڈھنگ نیا
اب ڈرتا ہون کہ صاحبان عیب مین سے کوئی صاحب نکتہ چینی کو کام نہ فرمائین ایک
یہ فخر ہی کیا کم ہو کہ گیارہ جلدین مقبول خاص و عام ہین اور ایک جلد کو ایک جلد سے
میل نہین سبحان اللہ کیا بیان ہو کیا پاکیزہ زبان ہو تقریظ کو ختم کرتا ہون بخدمت ناظرین
عرض ہو کہ بروقت ملاحظہ اگر کوئی عیب پائین تو براہ جلالت چھپائین افشائے راز
نہ فرمائین زیادہ والسلام مع الاکرام پس ہزاران ہزار شکر بہ درگاہ قادر مختار کہ یہ آخری
جلد سوم طلسم ہفت پیکر کی مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بصرف
عالی ہمتی آقائے نامدار رئیس باوقار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ
وزاد اجلالہ مالک مطبع موصوف بماہ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء مطابق ماہ ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۳۱۶ھ
بار اول طبع ہو کر رونق بزم قدر دانان ہوئی

داستان امیر حمزہ بالتصویر۔ ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔

بوستان خیال۔ مصنفۂ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کر کے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعیین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب کیواسطے ہوا۔ یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردو سے مٹلے کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ سوائے اُردو کے فارسی کا درس و تدریس کم بلکہ کالعدم ہے تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد ھوڑ کے چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمے کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸۔ جلدین ہین اور ترجمہ کی ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین ہین۔

الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا۔

فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔

الف لیلہ بالتصویر۔ کامل۔ ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علیخانصاحب

قصۂ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ۔

کامروپ کا جادو اُردو۔

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان۔

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔

ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔

سروش سخن بالتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔

طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون۔

باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش بالتصویر۔

ایضاً۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا۔

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔

آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی بالتصویر۔ از سید حیدر بخش۔

ایضاً۔ بلاتصویر حسب مراتب بالا۔

مفتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔

نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔

بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان۔

سیر اب باغ۔ از میر محمد علی تعلق مرحوم و مغفور۔

فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ۔

فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین۔

قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ تخلص قیس۔

فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر۔

فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب۔

قصۂ زاہد شمسی۔ مصنفہ شیخ برہان الدین احمد۔

سنگاسن بتیسی۔

ناٹک نل دمنتی۔ مولفہ منشی بنایک پرشاد۔

قصۂ ہوتی و بنولہ

بیتال پچیسی بالتصویر۔ قصۂ مشہور۔

گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔

طوطا کہانی بالتصویر۔ مصنفہ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدری۔

قصۂ گل صنوبر۔ از منشی ہیم چند۔

ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب۔

نور تن۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔

قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور۔

سیر معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر۔

قصۂ گوپی چند بھرتھری۔

لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ دیبی پرشاد۔

قصۂ سورج پور حصہ اول۔ از منشی چرنجی لال۔

قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہرگوپال۔

ریاض تحقیق نادر۔ شرح سکندر نامۂ بری از مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت۔